صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر 12 اکتوبر 1987ء

(دوشنبہ 18 صفر 1408ھ)

جلد 11 ۔ شمارہ 9

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر 12 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1176
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1210
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1248
مسئلہ استحقاق:۔	
اسلحہ لائسنس کی تجدید کی فیس میں اضافہ کے سلسلے میں ایوان کو اعتماد میں نہ لینا (جاری)	1251
باکسنگ کے عالمی چیمپئن محمد علی کے دورہ پاکستان کے دوران ان کے سامنے لڑکیوں کا رقص پیش کرنے سے اسلامی شعائر کی نفی	1258
تحاریک التوائے کار:۔	
حضرت وارث شاہ کے عرس کے موقعہ پر ناچ گانے کی محفلیں	1273
مسودات قانون:۔	
مسودہ قانون (جواز و توسیع مدت برائے ا[illegible] عت پنجاب بابت 1987ء	1281

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

پیر' 12 اکتوبر' 1987ء

(دو شنبہ' 18 صفر' 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ ۖ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ إِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْ حَآجَّ إِبْرٰهِمَ فِيْ رَبِّهٖٓ أَنْ آتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ إِذْ قَالَ إِبْرٰهِمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ أَنَا أُحْيٖ وَأُمِيْتُ ۖ قَالَ إِبْرٰهِمُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥٨﴾

جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا دوست اللہ ہے۔ وہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو منکر حق ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ وہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ اہل نار ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔
بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس غرور کے سبب سے کہ اللہ نے اس کو ایک ملک کی سلطنت بخشی تھی ابراہیم سے ان کے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا (جواب) جب ابراہیم نے کہا کہ میرا پروردگار تو وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہ بولا کہ جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں تو ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ تم اسے مغرب سے نکال دو۔ تو (نمرود) یہ سن کر اپنے کفر کے سبب حیران ہو گیا اور اللہ ایسے بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ

پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں ترقیاتی ادارہ لاہور کے ملازمین کے کوٹہ کی بحالی

☆1299۔ میاں محمود احمد۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے ایمپلائز کو دس فی صد کوٹہ پلاٹس دیا جاتا رہا ہے اور یہ کوٹہ مارشل لاء حکم نمبر23۔ ایم ایل آئی کے ساتھ ختم کر دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے 11 نومبر1985 کو اس سلسلہ میں ایل ڈی اے ایمپلائز یونین کو یقین دہانی بھی کرائی تھی کہ اس پر نظر ثانی کی جائے گی۔ اور کوٹہ بحال کر دیا جائے گا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایل ڈی اے کے ملازمین کا کوٹہ بحال کرنے کو تیار ہے اگر ایسا ہو تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) مارشل لاء ہدایت نمبر23 کے اطلاق سے قبل 10 فی صد پلاٹ سابق امپروومنٹ ٹرسٹ کی صوابدید پر تھے۔ اس مختص کردہ شرح میں سے ایل ڈی اے کے ملازمین کو پلاٹ الاٹ کئے جاتے تھے۔ مگر بعد ازاں جیسے ہی اگست 1977 میں مارشل لاء ہدایت کا نفاذ عمل میں آیا یہ کوٹہ ختم کر دیا گیا۔

(ب) یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایل ڈی اے ایمپلائز یونین کی تقریب حلف وفاداری میں شرکت کی دعوت پر جب وزیر اعلیٰ پنجاب تشریف لائے تو ایمپلائز یونین نے

اس موقعہ پر سپاسنامہ کے متن میں ایل ڈی اے کا کوٹہ بحال کرنے کا مطالبہ پیش کیا اس سپاسنامہ کے جواب میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ اس مسئلے پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔

(ج) موجودہ حالات میں مارشل لاء ہدایت نمبر 23 لاگو نہیں رہی اور حکومت نئی الاٹمنٹ پالیسی پر غور و خوض کر رہی ہے جس میں یہ سفارش کی ہے کہ حسب سابق پلاٹوں کا 5 فی صد کوٹہ ایل ڈی اے کی تحویل میں دے دیا جائے۔ تاکہ اس کوٹہ میں سے ملازمین کو پلاٹ الاٹ کئے جا سکیں۔ بہر حال نئی پالیسی تا ہنوز زیر غور ہے جس کا جلد فیصلہ کر دیا جائے گا۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں صرف دو باتیں پوچھنا چاہوں گا ایک تو یہ کہ 11 نومبر 1985 سے اب تک کوئی فیصلہ ہو سکا ہے یا نہیں۔ کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہاں پر حلف وفاداری کی تقریب سے خطاب کیا تھا اور اس میں انہوں نے یہ وعدہ فرمایا تھا۔ لہٰذا اب تک یہ فیصلہ ہوا ہے یا نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! اب فیصلہ ہو چکا ہے اور نئی پالیسی بھی آگئی ہے اور اس نئی پالیسی کے مطابق 3 فی صد کوٹہ ایل۔ ڈی۔ اے کے ملازمین کے لئے مختص کر دیا گیا ہے۔

میاں محمود احمد۔ شکریہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! ایم۔ ایل۔ آئی۔ 23 تو مارشل لاء کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہو گئی تھی اور اب جب کہ مارشل لاء کو ختم ہوئے تقریباً پونے دو سال ہو گئے ہیں۔ اس پونے دو سال کے عرصہ میں جو لاتعداد الاٹمنٹیں کی گئی ہیں وہ کس قانون اور کس اختیار کے تحت کی گئی ہیں۔؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! ہر سکیم میں وزیر اعلیٰ صاحب کا اپنا دس فی صد کوٹہ ہوتا ہے۔ نئی پالیسی میں بھی ان کو اختیارات حاصل ہیں اور پہلے بھی ان کو یہ اختیارات حاصل ہیں۔ اس کے علاوہ صوبہ کا چیف ایگزیکٹو ہونے کی حیثیت سے بھی ان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ رولز میں نرمی کر کے اگر کسی کو پلاٹ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ ایم۔ ایل۔ آئی۔ 23

مارشل لاء کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہو گیا اور نئی الاٹمنٹ پالیسی جو کہ ابھی تشکیل دی گئی ہے اس کے درمیان کا جو وقفہ تھا اس میں جو الاٹمنٹیں کی گئی ہیں وہ کس ضابطے کس قانون اور کس اختیار کے تحت کی گئی ہیں کیونکہ اس دوران نہ ہی ایم۔ ایل۔ آئی موجود تھی اور نہ ہی الاٹمنٹ پالیسی موجود تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے بطور چیف ایگزیکٹو یہ الاٹمنٹ کی ہیں اور ان کو قانون کے تحت یہ اختیار حاصل تھا۔ ایم۔ ایل۔ آئی کے تحت پالیسی بعد میں بھی جاری رہی ہے اور اب جو نئی پالیسی آئی ہے اس کے تحت بھی ان کو اختیار حاصل ہے۔ ایم ایل آئی 23 کے تحت بھی ان کو یہ اختیار حاصل تھا اور اس کے تحت وہ الاٹمنٹ کرتے رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میری گذارشات یا تو جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سمجھے نہیں ہیں یا میں انہیں سمجھا نہیں سکا۔ میں نے ان سے اتنا دریافت کیا ہے کہ ایم۔ ایل۔ آئی تو مارشل لاء کے ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو گئی اور اس کے بعد نئی الاٹمنٹ پالیسی اب تشکیل دی گئی ہے ان دونوں فیصلوں کے درمیان جو وقفہ تھا اس میں بھی الاٹمنٹیں ہوتی رہی ہیں۔ وہ اختیار اگر جناب وزیر اعلیٰ نے استعمال کیا ہے تو وہ انہوں نے کس قانون کے تحت استعمال کیا ہے۔ میں اس قانون کا نام پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ وہ تو جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے بطور چیف ایگزیکٹو کے اختیارات استعمال کرتے ہوئے وہ الاٹمنٹیں کی ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! کیا چیف ایگزیکٹو کے اختیارات لا محدود ہوتے ہیں؟ یا کہیں Black & white کی شکل میں بھی ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر۔ جناب پارلیمانی سیکرٹری؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! لا محدود تو نہیں ہوتے لیکن ان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قواعد بنا سکتے ہیں اور ان میں نرمی بھی کر سکتے ہیں اور ان کے پاس یہ اختیار ہے۔ پہلی پالیسی کے مطابق بھی انہیں یہ اختیار حاصل تھا اور اب جو نئی پالیسی آگئی ہے اس کے مطابق الاٹمنٹ کر رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! مارشل لاء کے خاتمے کے ساتھ ہی مارشل لاء کے ضابطے تو ختم ہو گئے تھے۔

جناب سپیکر۔ جناب سجاد احمد چیمہ۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب والا! میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ایل۔ ڈی۔ اے کا کوٹہ بحال کر دیا جائے گا۔ یہ کوٹہ Martial law instructions جاری ہونے سے پہلے دس فی صد تھا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا ہے کہ پانچ فی صد کی سفارش کر دی گئی ہے اور اب یہ آخر میں فرما رہے ہیں کہ تین فی صد کوٹہ منظور کر لیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب جب خود پانچ فی صد کی سفارش کر رہے ہیں تو پھر تین فی صد کا اس میں کیا جواز رہ جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! یہ جو پہلا کوٹہ دس فی صد تھا لیکن یہ صرف ایل۔ ڈی۔ اے کے ملازمین کے لئے نہیں تھا اس میں اور لوگ بھی شامل تھے جن میں باقی ملازمین یا بیوگان وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اب جو پالیسی بنائی گئی ہے اس میں تین فی صد صرف ایل۔ ڈی۔ اے کے ملازمین شامل ہیں کسی اور کو کوٹہ نہیں دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال میاں محمود احمد۔

میاں محمود احمد۔ سوال نمبر1322

کھوکھر روڈ لاہور میں سیوریج کی سہولت

☆1322۔ میاں محمود احمد۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھوکھر روڈ بادامی باغ لاہور پر پانی کے نکاس کے متعلق میری طرف سے ایک درخواست وزیر اعلیٰ کو دی گئی تھی جو وزیر اعلیٰ نے ایم ڈی واسا کو 15 اکتوبر 1985 کو بھیج دی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ درخواست پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے اور کیا حکومت اس علاقے میں سیوریج کی سہولت مہیا کرنے

کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) کھوکھر روڈ اور اس کے ملحقہ علاقہ میں پچھلے چند سالوں میں آبادی کا رجحان بے ہنگم اور کافی تیز رہا ہے۔ دن بدن آبادی بڑھ رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وسیع و عریض علاقہ کے لئے باقاعدہ پلاننگ کی جائے۔ لہٰذا واسا (ایل۔ ڈی۔ اے) نے لاہور کے دوسرے علاقوں کے ساتھ اس علاقہ کا بھی سروے کیا اور ایک جامع منصوبہ گورنمنٹ کو ارسال کر دیا ہے۔ اس سکیم پر عملدرآمد سے علاقہ کے ڈرینج کا مسئلہ صحیح طور پر حل ہو جائے گا۔

چونکہ واسا کو اس منصوبے کے لئے کثیر رقم درکار ہے اور اس کی منظوری پر خاصا وقت لگ سکتا ہے اس لئے محترم میاں محمود احمد (ایم۔ پی۔ اے) کی درخواست جو وزیر اعلیٰ کے دفتر کی طرف سے موصول ہوئی اس پر واسا نے فوراً عمل کیا اور لوگوں کی وقتی تکلیف کو دور کرنے کے لئے کھوکھر روڈ پر جہاں ہر وقت گندہ پانی کھڑا رہتا تھا۔ وہاں ایک ڈرین تعمیر کر دی ہے۔ اس پر 5 لاکھ روپے خرچ آئے ہیں۔ اس ڈرین سے علاقہ کا مسئلہ کافی حد تک دور ہو گیا ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ عرض کروں گا کہ بلاشبہ اس علاقے میں سیوریج کے لئے بڑی تکلیف تھی وہاں پر گندہ پانی کھڑا ہو جاتا تھا اور میں ایل۔ ڈی۔ اے اور واسا کے جو اعلیٰ حکام ہیں ان کو اس بات کی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے ایک دیرینہ مسئلے کو حل کر دیا ہے۔ میں ان کا بے حد مشکور و ممنون ہوں۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب والا! میاں صاحب یہاں پر کوئی بیان دے رہے ہیں شکریہ ادا کر رہے ہیں یا کوئی ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا کہ جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ آبادی کا رجحان کافی بے ہنگم اور تیز رہا ہے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اتنی بے بس ہو چکی ہے

کہ آبادی بے ہنگم بڑھ رہی ہے۔ جب کہ ایل۔ ڈی۔ اے کا کام ہی سکیمیں بنانا ہے اور آبادی کو ترتیب سے آباد کرنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب آبادی کو روکنا تو حکومت کا کام نہیں ہے منصوبہ بندی کے آپ خلاف بولتے ہیں؟

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب والا! معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میں پوچھنا چاہوں گا کہ ایک منصوبہ جس کے لئے واسا نے ایک کروڑ نو لاکھ روپے کے لئے مطالبہ کیا تھا اس منصوبے کا مسئلہ پانچ لاکھ روپے میں حل کر لیا گیا ہے۔ تو کیا ایسے منصوبے جس کے لئے یہ دس گنا یا بیس گنا تخمینہ لگا کر بھیجتے ہیں لیکن عملی طور پر ان پر کم رقم پر عمل درآمد کر لیا جاتا ہے۔ تو واسا سے اس سلسلے میں کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جاتی کہ جب اتنی کم قیمت پر منصوبہ مکمل ہو سکتا ہے تو اتنی زیادہ رقم کا تخمینہ کیوں لگایا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! یہ منصوبہ وہاں کی بہت بڑی آبادی کے لئے ہے جو ایک کروڑ اور 9 لاکھ روپے تھا جو کہ اب بڑھا کر ایک کروڑ اور چالیس لاکھ روپے تک کر دیا گیا ہے۔ یہ چونکہ بہت بڑی آبادی ہے جس کے لئے یہ سیوریج بچھانا ہے اور اس کے لئے کافی خرچ آئے گا۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال جناب میاں مختار احمد شیخ۔

ترقیاتی ادارہ ملتان کی دکانوں کے کرایہ داروں سے کرایہ کی وصولی کی تحقیقات

☆ **1330۔ میاں مختار احمد شیخ۔** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ ملتان ترقیاتی ادارہ کی ملکیتی دکانوں پر کرایہ داروں سے زرضمانت وصول کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک اس پر عملدرآمد ہو گا۔ اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔ مزید براں خدمتگان اور ملتان ترقیاتی ادارہ کے ان متعلقہ افسران جنہوں نے زرضمانت کے بغیر دکانوں کی الاٹمنٹ کی' کے خلاف

کیا کارروائی کی گئی ہے۔

(ج) ملتان ترقیاتی ادارہ کی ملکیتی دکانیں کرایہ داروں کو الاٹ کرنے کا کیا معیار مقرر کیا ہے۔

(د) آیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت ایسے نادہندگان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے غور کر رہی ہے جنہوں نے ابھی تک ملتان ترقیاتی ادارہ کی الاٹ شدہ دکانوں کا کرایہ ادا نہیں کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اس پر عمل درآمد کیا جائے گا اور اگر ایسا نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز ایسے نادہندگان اور ان کی جانب سے واجب الادا رقم کی تفاصیل مہیا کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

(ب) جناب جزو الف کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ ملتان ترقیاتی ادارہ خود مختار ہونے کی وجہ سے اپنے معاملات کے لئے خود اصول وضع کرتا ہے۔ بشرطیکہ یہ اصول کسی حکومتی پالیسی سے متصادم نہ ہوں۔ زرضمانت کے بغیر دکانیں اس وقت کے ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ کرنل ریٹائر عبدالحمید نے دی تھیں مگر وہ مورخہ 24 جولائی 86ء سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ جہاں تک نادہندگان کا تعلق ہے۔ ان سے مکمل وصولی کر لی گئی ہے ماسوائے ایک نا دہندہ کے جس کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

(ج) ملتان ترقیاتی ادارہ کی ملکیتی دکانات کو کرایہ پر دینے کے اختیارات صرف ناظم اعلیٰ ادارہ ہذا کو تفویض ہوئے ہیں۔ جو "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کے اصول پر دی جاتی ہیں"

(د) فروری 1987 تک سوائے ایک کرایہ دار کے جس کا ذکر ذیل میں ہے۔ جملہ کرایہ داروں نے بقایا جات ادا کر دیئے ہیں۔

ذکریا شاپنگ سنٹر کے تہہ خانہ جات کے نادہندہ کرایہ دار کی تفصیل

تہہ خانہ نمبر	1
نام کرایہ دار	محمد طارق رشید
تاریخ واجب الادا کرایہ	1-6-82
کل رقم	47853.00
زرضمانت	11750.00
موجودہ کیفیت	عمارت زیر کرایہ داری 82-10-26 کو خالی کرا لی گئی ہے نوٹس وصولی بقایاجات مورخہ 84-10-29، 86-10-27 اور 87-1-4 جاری کئے گئے تاحال رقم وصول نہ ہوئی ہے

جناب سپیکر۔ سوال نمبر 1357۔ میاں مختار احمد شیخ

میانی ڈسپوزل ورکس کے ٹھیکہ میں تفاوت

☆1357۔ میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے سورج میانی ڈسپوزل ورکس کے لئے چار سیٹ مشینری لگانے کے لئے ٹھیکہ دیا تھا اگر دیا تھا تو کس ریٹ پر اور کیا ایک سیٹ مشینری نصب کروانے کے بعد یہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بقایا تین سیٹ مشینری نصب کروانے کے لئے یہی ٹھیکہ حسنین کنسٹرکشن کو 12 لاکھ روپے میں دیا گیا تھا۔ جب کہ پہلے ٹھیکہ اور دوسرے ٹھیکہ میں رقم کا بہت زیادہ تفاوت تھا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زیادہ رقم پر ٹھیکہ دینے کے مرتکب افسران کے خلاف کوئی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے چار سیٹ مشینری لگانے کے لئے مبلغ

دو لاکھ چوبیس ہزار پانچ سو چھتیس روپے میں ٹھیکہ دیا تھا۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ ایک سیٹ مشینری نصب کروانے کے بعد ٹھیکہ منسوخ کر دیا تھا دراصل ٹھیکہ دار مذکورہ نے دو سیٹ مشینری نصب کر دیئے باقی مشینری جس کا آرڈر ڈائریکٹر انڈسٹریز نے مورخہ 80-12-28 کو دیا تھا۔ وہ مشینری ایم ڈی اے کو 82-3-3 کو وصول ہوئی جو کہ معیاد ٹھیکہ میں موصول نہ ہوئی لہٰذا ٹھیکہ دار مذکورہ از خود ٹھیکہ سے بری الذمہ ہو گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ اسی ڈسپوزل اسٹیشن میں تین مشینری سیٹ نصب کروائے گئے۔ حقیقت میں مزید پانچ مشینری سیٹ نصب کروائے گئے جب کہ ٹھیکہ 10 فروری 1983 کو بذریعہ ٹینڈر میسرز کنسٹرکشن کمپنی کو مبلغ پانچ لاکھ چھہتر ہزار آٹھ سو اڑسٹھ روپے میں دیا گیا تھا نہ کہ بارہ لاکھ روپے میں جیسا کہ معزز رکن نے سوال میں دیا ہے تفاوت ظاہر ہے۔

(ج) چونکہ آمدہ رپورٹ ایکسئن متعلقہ و چیف انجینئر ٹھیکہ ہر دو صورت ضوابط کے مطابق ہوا تھا لہٰذا کسی کے متعلق انضباطی کارروائی ریکارڈ پر موجود نہ ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ پڑھا ہوا متصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟ اگلا سوال نمبر 1402 بیگم فرحت خواجہ رفیق

اندرون شہر لاہور گلیوں کی تعمیر کی تحقیقات

☆1402۔ بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ ایل ڈی نے ورلڈ بنک سے رقم حاصل کرنے کے بعد اندرون شہر لاہور کی گلیوں کو از سر نو پختہ کرنے کا کام شروع کر رکھا ہے۔ لیکن کوچہ بھگتاں اندرون لوہاری دروازہ سوتر منڈی لاہور کی گلی تعمیر نہیں کی جا رہی ہے اور آخر کار مذکورہ کوچہ کے مکینوں نے بہ امر مجبوری پائپ ریت اور سیمنٹ خود خرید کر کے ایل ڈی اے کے متعلقہ اہلکاران کو دے دیئے جو کہ ان کی سراسر ناانصافی اور بددیانتی کے مترادف ہے۔

(ب) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت ایل ڈی اے کے متعلقہ اہلکاران کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) جی ہاں اندرون شہر لاہور کے تقریباً ایک تہائی حصہ میں ایل ڈی اے نے ترقیاتی کاموں کا آغاز کیا ہوا ہے جس میں فراہمی و نکاسی آب گلیوں کو پختہ کرنا اور گلیوں میں روشنی کے نظام وغیرہ کو درست کرنا شامل ہے۔ محلہ رفیق شہید اور اس کے ملحقہ کوچوں میں جس میں کوچہ بھگتاں بھی شامل ہے ترقیاتی کام 1984 کے اوائل میں شروع کیا گیا۔ چونکہ کوچہ بھگتاں میں اس سے قبل سیور کا پائپ بچھا ہوا تھا اس لئے اس گلی میں ایل ڈی اے نے کوئی ترقیاتی کام نہیں کیا اور نہ ہی اس کوچہ کے مکینوں سے مذکورہ پائپ اور سیمنٹ وغیرہ حاصل کیا گیا۔

(ب) جواب اثبات میں نہیں ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ جناب سپیکر! میں Proof سے یہ ثابت کروں گی کہ اندرون شہر کسی گلی میں بھی سیوریج نہیں بچھا ہوا تھا۔ اور کوچہ بھگتاں میں سیوریج ان دنوں میں بچھایا گیا جب کہ اندرون شہر کے گلیاں اور بازار مرمت ہو رہے تھے اور اس کے مکینوں سے ایل ڈی اے والوں نے سو سو روپیہ فی گھر وصول کیا ہے اور میں نے کل رات یہ تصدیق کی ہے کہ سو سو روپے لئے گئے ہیں اور میں اس سلسلہ میں ثبوت فراہم کروں گی کہ ایل ڈی اے والوں نے پیسے لئے اور سیوریج بچھایا۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب سپیکر! جس محلے میں یہ سیوریج بچھایا گیا اس میں یہ کوچہ بھگتاں میں بھی بچھانا تھا لیکن چونکہ اس سے پہلے سے ہی سیوریج بچھا ہوا تھا اس لئے محکمے نے اس گلی میں سیوریج نہ بچھایا اور نہ ہی انہوں نے کسی سے پیسے وصول کئے ہیں۔ ابھی تک کسی نے بھی اور نہ ہی بیگم صاحبہ نے ایل ڈی اے کے کسی ملازم کے خلاف کوئی شکایت کی ہے کہ کسی ملازم نے کوئی پیسے لئے ہوں۔ اگر شکایت کی جاتی تو ہم اس کے خلاف نوٹس لیتے۔ اب بھی میں یہ کہتا ہوں کہ بیگم صاحبہ ہمیں بتائیں کہ فلاں ملازم نے یہ ناجائز حرکت کی

ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ ان لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت سیوریج بچھانے سے پہلے پائپ ڈالے تھے۔ سیوریج کی سکیم بعد میں شروع ہوئی۔ ابھی میں یہ کہتا ہوں کہ کسی کو پوائنٹ آؤٹ کریں ہم اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ میں آپ کے پاس گواہان لانے کے لئے تیار ہوں۔ جو کہیں گے کہ ہم نے سو سو روپیہ دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ کسی ملازم کی اگر کوئی غلطی پائی گئی تو ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ مہربانی۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ اندرون شہر میں جتنی ترقیاتی سکیموں پر کام شروع ہو رہا ہے یہ ساری عالمی بنک کی امداد سے شروع کی گئی تھی یا پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ یہ سکیمیں عالمی بنک کی امداد سے شروع کی گئیں تھیں۔ پہلے اندرون شہر کے ایک تہائی حصہ کے لئے سکیمیں بنائی گئی تھیں وہ تقریباً اب مکمل ہو چکی ہیں اب دو تہائی کے لئے عالمی بنک سے بات چیت ہو رہی ہے اور اگر انہوں نے پیسہ دے دیا تو کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ سوال نمبر 1403 بیگم فرحت خواجہ رفیق

کوچہ ہرپرشاد و کوچہ موتی سنگھ کے مکینوں کے معاملات کی چھان بین

☆1403۔ **بیگم فرحت خواجہ رفیق۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ کوچہ ہرپرشاد و کوچہ موتی سنگھ اندرون شاہ عالم دروازہ لاہور کے مکینوں نے سابقہ محکمہ بحالیات سے نیلام عام کے ذریعے سال 1947 کے بعد پلاٹ خرید کر کے اپنی رہائش کے کیلئے مکانات تعمیر کئے ہوئے ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مذکورہ علاقہ کے مکینوں نے خرید کردہ پلاٹوں کی قیمت محکمہ بحالیات کو اس وقت ادا کر دی تھی۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ اب ایل ڈی اے مذکورہ خرید کردہ پلاٹوں پر اپنا حق جتا رہا ہے جس کی وجہ سے علاقہ کے مکینوں میں خوف وہراس کی فضا پائی جاتی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس معاملے میں مکمل چھان بین کر کے مذکورہ علاقہ کے مکینوں کی جائز مدد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) اس کا ایل ڈی اے کے پاس کوئی ریکارڈ نہ ہے۔ جس سے یہ پتہ چل سکے کہ شاہ عالمی گیٹ لاہور کے مکینوں نے محکمہ بحالیات سے پلاٹ نیلام عام میں خریدے تھے۔

(ب) معلوم نہ ہے۔

(ج) شاہ عالمی گیٹ ترقیاتی سکیم ڈیجڈ ایریا ایکٹ 1952 9 کے تحت تیار کی گئی اور سکیم مذکورہ حکومت مغربی پاکستان کے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری 2727 سی مورخہ 26-8-57 منظوری دی اور سنٹرل گورنمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبری 11- پی۔ 16-13/8 ایف مورخہ 16 مئی 1957 غیر مسلم رقبہ کے حصول کے لئے منظوری دی۔

(د) بے شک۔ جائز مدد ضرور کی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ رجوع کریں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ جناب والا! محکمہ بحالیات نے ان سے جو رقم وصول کی ہے۔ ان لوگوں نے پی ٹی ڈی لیا ہوا ہے۔ اب دوبارہ ایل ڈی اے والے ان لوگوں کو پیسے دینے کے لئے مجبور کر رہے ہیں حالانکہ وہ محکمہ بحالیات کو رقم دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا تدارک کر سکتے ہیں؟ بیگم صاحبہ کیا یہی آپ کا سوال ہے؟

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ جی ہاں! یہ اس بات کا تدارک کریں کہ وہ ایک دفعہ پیسے دے

چکے ہیں اب دوبارہ نہیں دے سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں یہ گذارش کروں گا کہ محکمہ بحالیات کو اس قسم کا کوئی اختیار نہیں تھا کہ وہ زمین ان کو الاٹ کرتا یا ان سے رقم وصول کرتا۔ ایک سکیم Damaged Area کی بنائی گئی جس کی منظوری مرکزی حکومت سے بھی حاصل کی گئی اور حکومت نے Damaged area کا رقبہ ایل ڈی اے کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد جن لوگوں نے محکمہ بحالیات سے یہ زمین حاصل کی تھی وہ خود ہائیکورٹ میں گئے اور ہائی کورٹ میں جا کر ان لوگوں نے رٹ کی جس کا فیصلہ ان کے خلاف کیا گیا کہ محکمہ بحالیات کو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ زمین انہیں دیتا ان سے رقم وصول کرتا اس طرح ان کی رٹ خارج ہو گئی اور عدالت نے ان کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ اور ایل ڈی اے کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس کے بعد ان کو ایک نوٹس مارشل لاء سکیم کے تحت دیا گیا تھا۔ اس میں بھی یہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی کمیٹی رقم مقرر کرے تو کیا وہ رقم دینے کے لئے تیار ہوں گے؟ انہوں نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد ہم نے ان کو کچھ نہیں کہا بلکہ ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے جو گفت و شنید کر کے اس مسئلے کو حل کرے۔ ہم نے ان کے خلاف کوئی کارروائی ابھی تک نہیں کی۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ اگر حکومت کا کوئی محکمہ غلطی کرتا ہے تو اس کا خمیازہ لوگوں کو نہیں بھگتنا چاہئے بلکہ اس کی سزا حکومت کو بھگتنا چاہئے۔ لوگ ایک پلاٹ کے لئے دو دو دفعہ پیسے ادا نہیں کر سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب سپیکر! لوگوں کو بھی یہ دیکھنا چاہئے تھا کہ محکمہ بحالیات جو الاٹمنٹ کر رہا ہے اس کو اختیار ہے بھی کہ نہیں۔ بیگم صاحبہ چونکہ یہ معاملہ عدالت میں بھی گیا۔ عدالت نے بھی ان کے موقف کو تسلیم نہیں کیا۔ اس کے بعد یہ جائیداد ایل ڈی اے کے سپرد کی گئی ہے۔ اب یہ جائیداد ایل ڈی اے کی ہے۔ ہم ان کے ساتھ بڑی نرمی کے ساتھ بات کر رہے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پہ آ جائیں۔ آج اتنی بڑی قیمت ہے ہم تو ان کو معمولی قیمت پر بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔

مس فرحت خواجہ رفیق۔ جناب والا! تو حکومت عوام کی بھلائی کے لئے کام کر رہی ہے

وہ ان لوگوں کی بھلائی کے لئے کیا کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ اس کے لئے علیحدہ سوال دیا جائے کہ حکومت کیا کر رہی ہے؟

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ حکومت نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ ہم بے گھر لوگوں کو آباد کریں گے اور جو لوگ آباد ہیں ان کو بے گھر کرنے کا ہمیں حق تو نہیں ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو علم نہیں ہے کہ حکومت بھلائی کے کیا کام کر رہی ہے؟ جس کے لئے علیحدہ سوال چاہئے۔

جناب سپیکر۔ یہ میاں صاحب نے اپنی طرف سے درمیان میں گرہ لگائی ہے۔ جناب چیمہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جزو الف کا فقرہ یہ ہے کہ "ایل ڈی اے کے پاس کوئی ریکارڈ نہ ہے" تو جن محکمہ جات میں بد دیانتی بد عنوانی پائی جاتی ہے وہاں سب سے پہلا کام یہ کیا جاتا ہے کہ وہاں کا ریکارڈ ختم کر دیا جاتا ہے جلا دیا جاتا ہے یا خورد برد کر دیا جاتا ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں کہ ایل ڈی اے کے پاس ریکارڈ موجود نہ ہے۔ کیا اس سلسلہ میں کوئی کارروائی کی گئی ہے یا حکومت ریکارڈ کو up to date کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا جن لوگوں کی وجہ سے ریکارڈ موجود نہیں ہے ان کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! اس ریکارڈ سے ایل ڈی اے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ محکمہ بحالیات کا ریکارڈ ہے۔ انہوں نے جو یہ کام کیا وہ غیر قانونی تھا اس کو عدالت نے بھی تسلیم نہیں کیا کہ ان کا حق جائز ہے اس لئے اس ریکارڈ کے جلانے یا ضائع کرنے سے ایل ڈی اے کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ بحالیات کا ریکارڈ سے تعلق ہے آپ کا نہیں ہے تو پھر آپ کیوں ان لوگوں کو بے گھر ہونے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم انہیں بے گھر ہونے کے لئے مجبور نہیں کر رہے لیکن جو محکمے کا قانونی استحقاق ہے اس کے لئے تو ہم نے ان سے بات چیت کرنی ہے۔ ہم نے ان کو بے گھر نہیں کیا نہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے۔

صرف یہ کہا ہے کہ یہ زمین ایل ڈی اے کی ہے۔ اس بارے میں آپ ہم سے گفت و شنید کریں یا جو کمیٹی گورنر صاحب کی طرف سے مقرر ہوتی ہے وہ جو کمیٹی قیمت مقرر کرتی ہے اس کو ادا کرنے کے لئے تیار رہیں۔ انہوں نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ جناب والا! وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کی نفی ہوتی ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ کیا ایل۔ ڈی۔ اے اپنا حق ملکیت جہاں بھی ظاہر کرتی ہے وہ کون سے ریکارڈ کے تحت کرتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ اس کا جواب میں پہلے بتا چکا ہوں کہ 1952 میں یہ ایک ایکٹ بنایا گیا جس میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ وفاقی حکومت نے اس چیز کی منظوری دی اور یہ رقبہ سپرد کیا گیا۔

میاں محمد اسحاق۔ اس بگہ کے علاوہ مختلف جگہوں پر جب ایل۔ ڈی۔ اے اپنی ملکیت ظاہر کرتا ہے تو وہ کون سا ریکارڈ دیکھ کر اپنی ملکیت ظاہر کرتا ہے؟ وہ محکمہ بحالیات محکمہ مال کا یا اپنا ریکارڈ Show کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ ان کا اپنا ریکارڈ ہوتا ہے اور اس ریکارڈ کے تحت انہوں نے یہ تجویز damage area کی بنائی تھی اور اس میں یہ شامل ہے یہ دونوں کوچے اس تجویز میں شامل ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ پارلیمانی سیکرٹری کے جواب سے یہ ثابت ہوا کہ ایل۔ ڈی۔ اے جہاں چاہے اپنا ریکارڈ Show کر کے لاہور میں لاہور سے باہر اپنا حق ملکیت ظاہر کر سکتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب میاں اسحاق صاحب میں یہ گذارش کر چکا ہوں کہ یہ باقاعدہ ایکٹ بنایا گیا اس ایکٹ میں اس زمین کی تجویز کی گئی جس کی مرکزی حکومت نے منظوری دی اور اس کے بعد یہ رقبہ hand over کیا گیا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم جہاں چاہیں قبضہ کر لیں اور اب آپ کی جگہ پر تو ہم قبضہ نہیں کر سکتے۔ ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ میاں صاحب کی نرسری ہمیں دے دیں یہ ایل۔ ڈی۔ اے کے علاقے میں ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے

پھر اس بات کی وضاحت چاہوں گا کہ یا تو وہ میرا سوال سمجھ نہیں سکے میں پھر عرض کرتا ہوں کہ لاہور میں جس جگہ پر ایل۔ ڈی۔ اے اپنی حق ملکیت ظاہر کرتا ہے تو وہاں پر وہ کون سے ریکارڈ کو پیش نظر رکھ کر اپنا حق ملکیت ظاہر کرتا ہے؟ محکمہ مال کا بحالیات کا یا ان کے پاس اپنا کوئی ریکارڈ ہے جو کہ وہ Show کر کے لوگوں کے پلاٹوں پر قبضہ کرتا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ relevant question ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! ایل۔ ڈی۔ اے ایکٹ کے تحت جو رقبے ان کو دیئے گئے ہیں اور جو تجاویز ان کے زیر غور ہیں ان پر ہی وہ کام کرتے ہیں جو سکیمیں وہ بناتے ہیں وہ ان کے پاس ہوتی ہیں۔ اور انہیں کے مطابق وہ کام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب سوال یہ ہے کہ کون سے ریکارڈ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یعنی ایل۔ڈی۔ اے کے اپنے ریکارڈ کو محکمہ مال کے ریکارڈ کو محکمہ بحالیات کے ریکارڈ کو یا دیگر کون سے ریکارڈ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایل۔ ڈی۔ اے یہ determine کرتا ہے کہ یہ property اس کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! اس میں ایل۔ ڈی۔ اے ایکٹ کے تحت وہ محکمہ مال سے یہ ریکارڈ دیکھ کر طے کرتے ہیں کہ یہ رقبہ ایل۔ ڈی۔ اے کا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر۔ محکمہ مال کے ریکارڈ سے دیکھ کر طے کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جی ہاں محکمہ مال کے ریکارڈ سے دیکھ کر یہ طے کرتے ہیں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب سے مطلع فرمائیں گے کہ وہ لوگ کب سے موجودہ جگہ پر رہائش پذیر ہیں؟ میرا خیال ہے کہ میرے بھائی کے پاس اس بات کا جواب نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے سپیکر صاحب نے فرمایا نہیں اس لئے میں بیٹھا رہا ہوں۔ اور وہ 1947 کے بعد کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ کیا وہ 1947 سے پہلے کے بیٹھے ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جی ہاں وہ 1947 سے پہلے کے وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ damage area تھا 1947 میں لاہور میں جو بہت بڑی آگ لگی تھی اس میں یہ سارا

علاقہ جل گیا تھا۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ اس علاقہ کے پیسے ادا کرنے کے باوجود بھی لوگ اپنی جگہ کے مالک نہیں ہیں تو پھر ہم نے اپنی نفی خود ہی کر دی کہ "ہم لوگوں کو آباد کرنا چاہتے ہیں"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم آباد لوگوں کو "برباد" کرنا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ ہم نے ان کے حق کے خلاف کوئی بات نہیں کی ہے وہ اپنے اس حق کے لئے عدالت میں گئے ہیں ہائی کورٹ نے ان کے اس حق کے خلاف فیصلہ دیا ہے کہ تم مالک نہیں ہو۔

جناب سپیکر۔ جی جناب جنجوعہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے سوال جزو "ج" کے جواب میں جن مراسلوں اور سرکاری کاغذات کا ذکر کیا ہے کیا وہ ان کا خلاصہ اپنی زبان میں بیان کر سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! سوال ذرا دہرا دیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے سوال کے جزو "ج" کے جواب میں جن مراسلوں اور سرکاری کاغذات کا ذکر کیا ہے کیا وہ ان کا خلاصہ اپنی زبان میں بیان کر سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! یہ پورا ایکٹ ہے اور اس کا خلاصہ میں زبانی تو نہیں بتا سکتا اگر آپ کہیں تو اس کی کاپی آپ کو مہیا کر دی جائے گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میرے اس سوال میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب involve ہیں ان کی دفعہ 204 کے تحت جناب پارلیمانی سیکرٹری اس بات کے پابند ہیں کہ وہ جن مراسلوں اور سرکاری کاغذات کا ذکر کریں یا تو ان کا خلاصہ اپنی زبان میں بیان کریں یا پھر انہیں ایوان کی میز پر رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ میں خلاصہ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ خلاصہ ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے گا۔ اگلا سوال ڈاکٹر شیلا بی چارلس کا ہے۔

شہروں میں آبادی کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے اقدامات

☆1908۔ ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آبادی میں بے حد اضافے اور دیہی علاقوں سے شہروں میں آبادی کی منتقلی کی وجہ سے صحت اور روزگار کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اس بے جا اور غیر ضروری آبادی کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کی ہے ان مسائل کے حل کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ آبادی کے اضافہ اور دیہی علاقوں سے شہروں میں آبادی کی منتقلی سے صفائی، تعلیم، ٹرانسپورٹ، صحت اور روز گار کے مسائل میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(ب) جہاں تک محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا تعلق ہے۔ وہ اس آبادی کے پیش نظر شہروں میں نئی ہاؤسنگ سکیمیں تیار کرتا جا رہا ہے جن میں مکانات کے لئے پلاٹوں کے علاوہ عوام کی سہولت کے پیش نظر بڑے شہروں میں کچھ فلیٹ اور کوارٹر بھی تعمیر کئے گئے تھے۔ ایسی سکیموں میں پختہ سڑکات سیوریج ڈرینج پینے کے پانی اور بجلی کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہاں رہنے والوں کو بنیادی سہولتیں میسر آ سکیں۔ مسجد، سکول، ڈسپنسری وغیرہ کے لئے مختص کئے جاتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو جملہ ضرورت گھر کے قریب ہی دستیاب ہو جائیں۔ ان اقدامات کے ذریعہ آبادی میں اضافہ کے باوجود حتی الامکان صفائی تعلیم، ٹرانسپورٹ، صحت وغیرہ کے مسائل پر کافی توجہ دی جاتی ہے۔

البتہ صفائی کے انتظام کی ذمہ داری متعلقہ میونسپل کارپوریشن کمیٹی پر ہوتی ہے۔ جب کہ تعلیم کے لئے محکمہ تعلیم ٹرانسپورٹ کے لئے محکمہ ٹرانسپورٹ صحت کے لئے محکمہ صحت روز گار کے لئے محکمہ محنت و افرادی قوت ہی مناسب جواب دے

سکتا ہے کہ انہوں نے اس ضمن میں کیا پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔

جناب سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب والا! جواب کے آخری پیرا میں یہ فرماتے ہیں کہ البتہ صفائی کے انتظام کی ذمہ داری متعلقہ میونسپل کارپوریشن کمیٹی پر ہوتی ہے جب کہ تعلیم کے لئے محکمہ تعلیم، ٹرانسپورٹ کے لئے محکمہ ٹرانسپورٹ، صحت کے لئے محکمہ صحت، روزگار کے لئے محکمہ محنت وافرادی قوت ہی مناسب جواب دے سکتے ہیں۔ تو یہ محکمے بھی وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہیں اور پھر ان کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ یہ مختلف محکمہ جات ہی ان کا جواب الگ الگ دے سکتے ہیں۔ کیا ان کی طرف سے کوئی ایسا ڈائریکٹو یا آرڈر جاری کیا گیا ہے کہ ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام محکمے اپنی پالیسی بنائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! ہمیں تو سکیم دے دی جاتی ہے جس کو ہم نے تیار کرنا ہوتا ہے، سڑکیں، صحت کے لئے ہسپتال بنانا اور ڈسپنسریاں وغیرہ بنانا جب ہم اس کو مکمل کر لیتے ہیں تو پھر متعلقہ محکمے اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور وہ چیزیں ان کے پاس چلی جاتی ہیں اور وہی ان کو چلاتے ہیں ان کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے۔ ہم نے تو بس سکیم بنانی ہوتی ہے اور اسے تیار کرنا ہوتا ہے۔

رئیس مشتاق احمد۔ جناب والا! سپلیمنٹری سوال۔

جناب سپیکر۔ جی سپلیمنٹری سوال۔

رئیس مشتاق احمد۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری یہ بیان فرمائیں گے کہ جس شہر کے لئے سکیم بنائی جاتے ہے وہاں کے لوگوں کو حق دیا جائے کہ وہ الاٹمنٹ کے لئے درخواستیں دے سکیں نہ پورے صوبہ کے لوگوں کو یہ حق دیا جائے؟

جناب سپیکر۔ ذرا یہ سوال دھرائیں۔

رئیس مشتاق احمد۔ آیا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ جس شہر کی ضرورت کے لئے وہاں پر کوئی ہاؤسنگ سکیم بنائی جائے اور پھر وہاں کے لوگوں کو حق دیا جائے کہ وہ اس کی الاٹمنٹ کے لئے درخواستیں دے سکیں۔ نہ پورے صوبہ کے لوگوں کے لئے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو نئی پالیسی کی کاپی مہیا کر سکتا ہوں۔ اس

میں نئی پالیسی کے تحت یہ مقرر کیا گیا ہے کہ اتنے فی صد پلاٹوں کا نیلام عام کیا جائے گا' اتنے فی صد پلاٹ وزیر اعلیٰ صاحب کا کوٹہ ہوں گے۔ اتنے فی صدی پلاٹ دانشوروں کو دیئے جائیں گے اور اتنے فی صد پلاٹ باقی لوگوں کو دیئے جائیں گے۔ اس پالیسی کے مطابق یہ الاٹمنٹ کی جاتی ہے۔ تو مقامی لوگ تو زیادہ تر نیلام عام کے ذریعے ہی حاصل کر لیتے ہیں۔ باقی وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے کوٹے میں سے کسی کو بھی دے سکتے ہیں۔

رئیس مشتاق احمد۔ اس کے علاوہ جو مقامی لوگ وہاں پر درخواستیں دیتے ہیں ان کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے نہ کہ یہاں پر یہ ہو۔ ہوتا یہ ہے کہ پورے صوبہ سے لوگ آتے ہیں اور انہوں نے وہاں پر مارکیٹیں بنائی ہوتی ہیں دس' دس۔ بیس' بیس' آدمیوں کا ایک گروہ ہوتا ہے اور وہ وہاں آ کر فارم جمع کروا دیتے ہیں اور وہ پلاٹ الاٹ کروا لیتے ہیں اور وہاں کے مستحق لوگوں کو یہ حق ہی نہیں رہتا کہ وہ وہاں سے کوئی پلاٹ حاصل کر سکیں۔ میں اس کے متعلق کہہ رہا ہوں کہ کوئی ایسا قانون بنائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! جب آپ نئی پالیسی کو وضاحت سے پڑھ لیں گے تو آپ کی سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ کسی کو نہیں دیئے جاتے یہ علاقہ کے لوگوں کو دیئے جاتے ہیں یا پھر نیلام عام کے ذریعے دیئے جاتے ہیں۔ اس میں ہر ایک کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس میں حصہ لے۔ اس پالیسی کے مطابق ہی یہ سارا کچھ کیا جاتا ہے آپ چاہیں تو میں آپ کو یہ کاپی دے سکتا ہوں آپ اسے پڑھ لیں۔

جناب غلام سرور خاں۔ جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ ہماری اس پالیسی میں ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے پلاٹوں کی allotment کر دی جاتی ہے فی صد کے حساب سے۔ کیا یہ وضاحت فرمائیں گے کہ مقامی لوگوں کے لئے کس فی صد کے حساب سے پلاٹ رکھے اور چھوڑے جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! میں نے پہلے عرض کر دی ہے کہ اس میں پالیسی کے تحت مقرر کئے گئے ہیں کہ اتنے پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی دیئے جائیں گے۔ اتنے نیلام عام کے ذریعہ دیئے جائیں گے اتنے چیف منسٹر صاحب کا کوٹہ ہو گا۔ باقی لوگوں کا جو کوٹہ ہے وہ مختص

کر دیا گیا ہے۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے فی صد کی نیلامی ہو گی۔ کتنے فی صد مقامی لوگوں کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کی ذرا وضاحت فرما دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ اس کے لئے میں کہوں گا کہ معزز رکن نیا سوال دے دیں ہم اس کی تفصیل بھی دے دیں گے۔

جناب غلام سرور خاں۔ جناب والا! یہ policy matter ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ پالیسی تو میں نے عرض کر دی ہے۔ آپ اس کے لئے نیا سوال دے دیں اس کی تفصیل دے دیں گے۔

میاں میر ڈرین لاہور کی تفصیلات

☆1930 **جناب طاہر احمد شاہ۔** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میاں میر ڈرین لاہور کی باز تشکیل کے لئے 86-85ء میں Remodeling جاریہ سکیم نمبر3 کے تحت برائے قرضہ جات برائے بلدیات پورٹ فنڈز وغیرہ Loans to Municipalities, Port Funds etc. میں سے 97 لاکھ روپے کی رقم فراہم کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ مقصد کے لئے 87-1986 میں بھی ترقیاتی ادارہ لاہور کے لئے منظور کردہ قرضوں (Loans to LDA) میں سے جاریہ سکیم نمبر2 کے تحت 26 لاکھ روپے دینے کی رقم فراہم کی گئی تھی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس وقت تعمیر کا کونسا کام جاری ہے اور کس مرحلہ میں ہے اور مطلوبہ ہدف پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں نیز ایوان کو میاں میر ڈرین لاہور سکیم کی مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ میاں میر ڈرین لاہور کی باز تشکیل کے لئے 86-1985 میں

97 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی تھی

(ب) یہ بھی درست ہے کہ 87-86 میں بھی ترقیاتی ادارہ لاہور کے لئے مقرر کردہ قرضوں میں سے 24 لاکھ روپے کی رقم فراہم کی گئی تھی

(ج) میاں میر ڈرین کی ریماڈلنگ سکیم کا کل تخمینہ ایک کروڑ 81 لاکھ روپے تھا جس کا کام 85-1984 میں ایک کروڑ 66 لاکھ روپے کا (آر۔ ڈی۔ او) سے آر ڈی۔ /17000 فٹ تک کام مکمل کر دیا گیا ہے اب اس سال 87-1986 کے بجٹ میں 26 لاکھ روپے کی رقم میں سے 14 لاکھ روپے کا کام 86-1985 میں مکمل ہو گیا ہے۔ اور باقی 12 لاکھ روپے کے ٹینڈر وصول کئے جا رہے ہیں۔ اور عنقریب کام شروع کر دیا جائے گا۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ایک کروڑ 81 لاکھ روپے سے جو نالہ تعمیر کیا گیا ہے یہ کتنا باقی ہے اور کس حد تک مکمل ہو چکا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! یہ تمام مکمل ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی بقایا کام نہیں ہے۔ اتنی رقم خرچ کر کے یہ مکمل تکمیل کر دی گئی ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہوں گا ان کے کہنے کے مطابق یہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ اگر یہ باقی ماندہ نالہ کچا ہو تو اس کے متعلق ہاؤس کے سامنے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہاں پر ابھی نالہ کچا باقی ہے۔ اور کام باقی ہے اس کے لئے وہ کیا تدارک کرنے کے لئے تیار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! جتنا ہم نے عرض کیا ہے اتنا ہم نے نالہ پختہ کر دیا ہے اور اس کی دیوار بھی بنا دی گئی ہے۔ باقی یہ نالہ دس میل لمبا ہے جس میں کوئی 17 ہزار فٹ کوئی تقریباً تین میل ہم نے بنایا ہے۔ باقی کا تو ابھی سارا نالہ کچا ہے۔ جو تین میل ہے وہ مکمل ہو چکا ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک کروڑ 81 لاکھ روپے سے کس حد تک کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنا کام باقی ہے؟ جناب نے فرمایا ہے کام وہاں پہ مکمل ہو چکا ہے۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ ہے اگر کام مکمل ہو چکا ہے باقی جو

آپ ٹینڈر وصول کر رہے ہیں باقی جو رقوم رکھی گئی ہیں وہ کس لئے رکھی گئی ہیں۔ آپ کے قول کے مطابق جواب کے مطابق وہاں کام مکمل ہو چکا ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ابھی تک وہاں پہ کام مکمل نہیں ہوا کام ابھی باقی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ سوال کافی عرصے کا آیا ہوا ہے۔ اس سوال کا جواب اس وقت دیا گیا تھا۔ آج میں گذارش یہ کر رہا ہوں کہ یہ سکیم مکمل ہو چکی ہے اور سارا پیسہ خرچ ہو چکا ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پھر اپنے سوال کو دھراتا ہوں۔ جناب سپیکر! مودبانہ گذارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب حالات سے پوری طرح آگاہ نہ ہیں۔ اگر یہ ثابت ہو کہ وہاں پہ کام باقی ہے مکمل نہیں ہوا تو میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا اس کے لئے کیا ہونا چاہئے۔ اگر یہ صحیح ثابت نہ ہو آپ محکمہ کے لئے یا آپ کیا تدارک پیش کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ میں پوری ذمہ داری سے جواب دے رہا ہوں۔ مجھے حالات اور موقع کا پتہ ہے۔ میں یہ آپ سے گذارش کر رہا ہوں کہ وہاں کام مکمل ہو گیا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میرے ساتھ چلے چلیں اگر آپ دکھا دیں گے تو متعلقہ اہلکار کے خلاف کارروائی کریں گے۔

میاں محمد اسحاق۔ میں ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ نالہ پوری طرح پکا نہیں ہوا ابھی باقی ہے۔ کیونکہ میرا یہ علاقہ ہے میں اسی سیٹ سے ہی منتخب ہوا ہوں اور یہ نالہ وہیں سے گزرتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں نالہ پر پختگی کا کام ابھی باقی ہے پورا پختہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے Categorically یہ بات کی ہے کہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ اب اس پہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ان کا یہ بیان درست نہ ہے تو آپ کو اس کے لئے ثبوت فراہم کرنا ہو گا۔

میاں محمد اسحاق۔ بالکل میں کروں گا۔

ادارہ منہاج القرآن کو اراضی کی الاٹمنٹ

☆ 1995۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ادارہ منہاج القرآن کو ترویج اور تعمیر کے لئے فیصل ٹاؤن لاہور میں کچھ رقبہ الاٹ کیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو وہ رقبہ کتنا تھا اور اس رقبہ کی جو قیمت وصول کی گئی وہ فی کنال کیا تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ادارہ کو دوبارہ ٹاؤن شپ لاہور میں اراضی الاٹ کر دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو اراضی کا رقبہ کیا ہے ادارہ سے فی کنال کس قدر قیمت وصول کی گئی یہ اراضی جس تاریخ کوالاٹ کی گئی اس تاریخ کو ٹاؤن شپ میں (ECNEC) کی منظور شدہ قیمت کیا تھی۔

(ج) اس ادارہ کی ٹاؤن شپ میں الاٹ شدہ اراضی کی کل کتنی قیمت وصول کی گئی اور اگر (ECNEC) کی منظور شدہ قیمت کے مطابق رقم وصول کی جاتی تو کتنی رقم بنتی تھی۔

(د) اس ادارہ کے عہدہ داروں داراکین کے ناموں کی تفصیل کیا ہے۔

(ہ) کیا حکومت انہی شرائط پر دیگر رجسٹرڈ دینی اداروں کو بھی زمین الاٹ کرنے کے لئے تیار ہے اگر ایسا ہے تو صوبہ کے دینی اداروں سے کب تک درخواست میں طلب کی جا رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) درست ہے پلاٹ نمبری 395 ایم ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم بر رقبہ 15 کنال 15 مرلہ 164 مربع فٹ بحساب 55000 روپے فی کنال ادارہ منہاج القرآن کو ترویج و تعمیر کے لئے مورخہ 83-5-18 کو الاٹ کیا گیا اور کل قیمت بابت پلاٹ مبلغ 911664/14 روپے وصول کر لی گئی۔

(ب) جی ہاں ! ادارہ منہاج القرآن کو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق 100 کنال اراضی سوک سنٹر لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں 8000 (آٹھ ہزار) روپے فی کنال کے حساب سے الاٹ کی گئی الاٹمنٹ آرڈر مورخہ 86-4-29 (آٹھ

لاکھ روپے وصول ہو چکی ہے دوسری مرتبہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت 62 کنال بقایا اراضی سوک سنٹر میں ادارہ ہذا کو اسی قیمت پر الاٹ کر دی گئی اس اراضی کے بارے میں الاٹمنٹ آرڈر مورخہ 86-6-17 کو جاری ہوا اور الاٹمنٹ کی شرائط کے مطابق ایک لاکھ روپے کی پہلی قسط وصول ہو چکی ہے۔ ٹاؤن شپ سکیم میں ادارہ کو کل الاٹ شدہ رقبہ 162 کنال ہے اس وقت رہائشی پلاٹوں کے لئے مقررہ عارضی قیمت -/35000 روپے فی کنال تھی۔

(ج) الاٹ شدہ اراضی کی قیمت -/12'96'000 میں سے ابھی تک جزوی رقم -/9'00'000 روپے (نو لاکھ) وصول ہوئی ہے منظور شدہ نرخ -/35'000 روپے فی کنال کے مطابق 162 کنال کی کل قیمت -/56'70'000 روپے بنتی ہے۔

(د) تفصیل لف ہے۔

(ج) ضرورتمند رجسٹرڈ ادارہ درخواست گزار سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں درخواستیں طلب نہیں کی جا رہی ہیں۔

(ب) مرکزی مجلس عاملہ کی تشکیل

اراکین شوریٰ کے حلف کے بعد مجلس شوریٰ میں سے آئندہ تین سالوں کے لئے نئی مرکزی مجلس عاملہ کا قیام حسب دستورالعمل عمل میں آیا۔ جس کے عہدے داران اور اراکین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جناب حافظ امین الدین	(صدر)
جناب ڈاکٹر محمد علی	(نائب صدر برائے صوبہ پنجاب)
جناب عقیل الزماں صدیقی	(نائب صدر برائے صوبہ سندھ)
جناب مسکین فیض الرحمٰن	(نائب صدر برائے صوبہ سرحد)
جناب ڈاکٹر سید شجاع الحسن قادری	(ناظم اعلیٰ)
جناب محمد آصف چشتی	(مرکزی نائب ناظم)
جناب میاں مظفر	( )

جناب رانا جاوید مجید (ناظم نشرو اشاعت)

اراکین مجلس عاملہ

۱	جناب مرزا نذیر احمد	۲	جناب حافظ محمد خاں قادری
۳	حاجی غلام نبی سعید	۴	جناب حاجی محمد سلیم
۵	جناب غالب پرویز	۶	جناب شیخ محمد اسلم قادری
۷	جناب شیخ محمد جمیل	۸	جناب آفتاب احمد
۹	جناب شیخ محمد فاروق	۱۰	جناب خلیل الرحمان بھٹی
۱۱	جناب مولانا محمد علی نقشبندی	۱۲	جناب ڈاکٹر محمد عارف
۱۳	جناب شیخ محمد رفیع	۱۴	جناب منظور حسین پگانوالہ
۱۵	جناب ملک نور محمد خاں	۱۶	جناب خواجہ محمد اشرف
۱۷	جناب محمد یوسف خٹک	۱۸	جناب مفتی سہیل بشیر
۱۹	جناب راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی	۲۰	جناب غلام یٰسین منہاس
۲۱	جناب حاجی شیخ امیر الدین	۲۲	جناب ریاض الرحیم
۲۳	جناب ظفر اقبال	۲۴	جناب ریاض الحسن علوی
۲۵	جناب رانا محمد غوث	۲۶	جناب محمد انور قریشی
۲۷	جناب امداد اللہ خاں		

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! ٹاؤن شپ سکیم میں زمین کے منظور شدہ نرخ 35 ہزار روپیہ فی کنال ہے۔ 8 ہزار روپیہ فی کنال زمین الاٹ کرنے کا اختیار جناب وزیر اعلیٰ کو کسی قانون کے تحت حاصل تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ بطور چیف ایگزیکٹو جو قواعد وہ بناتے ہیں اس میں وہ نرمی (Relaxation) بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے مطابق انہوں نے یہ قواعد کو نرم (Relax) کر کے ایک ادارے کو جو کہ مذہبی تدریس کے لئے قائم کیا گیا ہے اس کو دیا گیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن قواعد کا وہ ذکر کر رہے ہیں کیا وہ ان قواعد کی کوئی کاپی اس ایوان کی میز پر رکھنے کے لئے تیار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ یہ اگر کہیں تو ہم ایوان کی میز پر پیش کر دیں گے۔
جناب سپیکر۔ وہ قواعد کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔
میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ ٹاؤن شپ سکیم میں اس وقت زمین کی مارکیٹ قیمت کیا ہے؟
پارلیمانی سیکرٹری۔ اس وقت جو قیمت دی ہے ہماری جو سرکاری قیمت ہے وہ 35 ہزار روپیہ فی کنال ہے۔ لیکن ہم نے جو ان کو 8 ہزار روپے میں دی ہے وہ اپنی لاگت کے مطابق وزیر اعلیٰ صاحب نے قواعد Relax کر کے دی ہے۔ قیمت اس وقت سرکاری 35 ہزار روپیہ فی کنال ہے۔
میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ اس وقت مارکیٹ قیمت کیا ہے؟
ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب والا! یہ کسی پراپرٹی ڈیلر سے پوچھ لیں۔
پارلیمانی سیکرٹری۔ قیمت مختلف جگہوں کی مختلف ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہم بتا دیں کہ اسکی یہ قیمت ہے۔ موقع محل کے لحاظ قیمت ہوتی ہے۔
میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! ادارہ منہاج القرآن کو الاٹ شدہ اراضی اگر حکومت کی منظور شدہ قیمت پر دی جاتی تو ادارہ کو 56 لاکھ 70 ہزار روپے کی ادائیگی کرنا پڑتی جب کہ موجودہ صورت میں ادارہ نے صرف تقریباً 13 لاکھ روپے کی ادائیگی کی ہے۔ اس طرح 44 لاکھ روپے کی رعایت جو اس ادارہ کو دی گئی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟
پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! یہ ایک مذہبی تدریسی ادارہ ہے۔ یہ بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ یہاں لوگوں کو مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔ جو 8 ہزار فی کنال کے حساب سے زمین دی ہے اس وقت جب دی تھی ہماری اس پر اس وقت اتنی لاگت آتی تھی۔ اسی قیمت پر جتنی ہماری لاگت آئی' دے دی۔ یہاں لوگوں کو تعلیم مفت دی جاتی ہے بچے پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ ادارہ لوگوں کی بہت بڑی خدمت کر رہا ہے اس لئے یہ زمین دی گئی ہے۔
میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ پلاٹ نمبر 395 ایم ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم میں الاٹ کرنے کے بعد جو قیمت 911664/14 روپے وصول کی گئی کیا یہ صرف پلاٹ کی زمین کی قیمت ہے یا اس میں کوئی دیگر اخراجات وغیرہ بھی شامل ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ یہ قیمت سرکاری قیمت کے برابر پچپن ہزار روپے فی کنال کے حساب سے لی گئی ہے۔ جو ہماری سرکاری قیمت مقرر کی گئی ہے وہ ہے ہی پچپن ہزار روپے۔ اس کے مطابق یہ قیمت وصول کی گئی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ میں نے یہ سوال نہیں کیا جو وہ جواب دے رہے ہیں۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ جو قیمت وصول کی گئی ہے کیا وہ صرف زمین کی قیمت ہے یا اس میں کوئی دیگر اخراجات وغیرہ بھی شامل ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ تمام اخراجات وغیرہ شامل کر کے قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ یہ پچپن ہزار روپے ECNEC کی مقرر کردہ قیمت ہے اور ہم نے وہ وصول کی ہے۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ اس ضرورت مند رجسٹرڈ ادارے کی ضرورت کے مطابق ہے یا اس کی ضرورت سے بہت زیادہ زمین اس کو الاٹ کر دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ یہ اس کی ضرورت کے مطابق ہے۔ ٹاؤن شپ میں جو سو کنال اور باسٹھ کنال زمین دی گئی ہے وہاں انھوں نے اپنا ادارہ قائم کیا ہے۔ اس کے ساتھ باسٹھ کنال مسجد کے لئے اور طلبہ کے لئے دی گئی ہے۔ تو ان کی ضرورت کے مطابق انھیں زمین دی گئی ہے۔ یہ بہت بڑا ادارہ ہے۔ وہ یہ سارا کام یونیورسٹی بنانے کے لئے کر رہے ہیں اور انھیں اس سے بھی زیادہ کی ضرورت ہے۔

چودھری مظہر علی گل۔ جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ ایک مذہبی ادارہ ہے اس لیئے ہم نے انھیں رعایتی قیمت پر زمین دی ہے۔ اگر کوئی اور مذہبی ادارہ ہو جو وہاں علاقے کے لوگوں کو دینی تعلیم فراہم کرتا ہو تو کیا اس کو بھی آپ انھی شرائط پر زمین الاٹ کرنے کے لئے تیار ہوں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ میں نے پہلے عرض کر دیا ہے اور جواب میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی اور درخواست دے گا تو اس پر بھی ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔

ترقیاتی ادارہ لاہور کی رہائشی سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

☆ 2002۔ جناب سردار نصراللہ خان دریشک۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ ترقیاتی ادارہ لاہور نے شہریوں کے مختلف طبقات کو پلاٹ مہیا کرنے کے لئے ایک جامع سکیم تیار کی ہے۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ نیلام کے ذریعہ پلاٹوں کی فروخت مالکان کو الاٹمنٹ یا مخصوص طبقات کو الاٹمنٹ کے لئے ہر سکیم میں پلاٹوں کی ایک تعداد متعین کی گئی تھی اور اگر ایسا ہے تو از راہ کرم ایسی سکیم کی تفصیلات مہیا کی جائیں۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ 1985ء کے دوران گورنر پنجاب نے مختلف اشخاص کو متعدد پلاٹ الاٹ کر دئے اگر ایسا ہے تو ازراہ کرم ایسے الاٹیوں کے نام مع رقبہ اور اس قیمت کے مہیا کئے جائیں جو کہ ایسے الاٹیوں کو ادا کرنا پڑی نیز ان پلاٹوں کی مالیت اور وہ نیلامی قیمت بھی بتائی جائے جس پر انہیں فروخت کیا گیا۔

(د) آیا یہ امر واقع ہے کہ یکم جولائی 1985ء سے 31 اکتوبر 1986ء تک وزیر اعلیٰ نے مختلف اشخاص کو متعدد پلاٹ الاٹ کئے ہیں اگر ایسا ہے تو ایسے الاٹیوں کے نام مع رقبہ اور اس قیمت کے مہیا کئے جائیں جو ایسے الاٹیوں کو ادا کرنی پڑی نیز ایسے ہی پلاٹوں کی مالیت اور وہ نیلامی قیمت بھی بتائی جائے جس پر انہیں فروخت کیا گیا۔

(ر) آیا یہ امر واقع ہے کہ گورنر یا وزیر اعلیٰ نے الاٹ کردہ پلاٹوں کی قیمت بازاری یا نیلامی قیمت سے کہیں کم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے کہ نیلام کے ذریعہ پلاٹوں کی فروخت مالکان کو الاٹمنٹ اور مخصوص طبقات کو الاٹمنٹ کے لئے ہر سکیم میں تعداد متعین کی گئی تھی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دوران عرصہ مذکورہ گورنر پنجاب نے مختلف اشخاص کو ایل ڈی اے کی سکیموں میں پلاٹ الاٹ کئے الاٹمنٹ حاصل کرنے والے افراد کے نام پتے پلاٹ نمبران معہ رقبہ پلاٹوں کی وصول شدہ قیمت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جہاں تک قیمت نیلام کا تعلق ہے۔ ہر پلاٹ کی اپنے محل وقوع کے حساب سے مارکیٹ میں قیمت ہوتی ہے۔ البتہ ایل ڈی اے کو جو نزدیکی پلاٹوں کی موصول شدہ کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ نیلامی کی قیمت موصول ہوئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر تتمہ (د) میں درج کر دی ہے۔

(د) دوران عرصہ مذکورہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مختلف اشخاص کو ایل ڈی اے کی سکیموں میں متعدد پلاٹ الاٹ کئے جن کی تفصیلات ایوان کی میز پر تتمہ (ج) میں درج ہے۔ تمام سکیموں میں الاٹمنٹ حاصل کرنے والے ایسے افراد کے نام پتے پلاٹ نمبران پلاٹوں کی وصول شدہ قیمت ایوان کی میز پر تتمہ (ج) میں درج ہے جہاں تک قیمت نیلام کا تعلق ہے ہر پلاٹ کی اپنے محل و قوع کے حساب سے مارکیٹ میں قیمت ہوتی ہے البتہ ایل ڈی اے کو جو نزدیکی پلاٹوں کی موصول شدہ کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ نیلامی کی قیمت موصول ہوئی ان کی تفصیل تتمہ "د" میں درج کر دی گئی ہے۔ (جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ر) گورنر اور وزیر اعلیٰ نے جتنے بھی پلاٹ الاٹ کئے وہ گورنمنٹ کی ہی مقرر کردہ قیمت (Reserve Price) پر الاٹ کئے ہیں ایوان کی میز پر رکھی گئی۔

نوٹ۔ تفصیلات بابت الاٹمنٹ بمطابق محل وقوع ہیں۔

سیکم وار بازاری قیمت (کم از کم اور زیادہ سے زیادہ) بصورت تتمہ "د" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

☆ تفصیل تتمہ "ا" تا "د" آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ گورنر پنجاب نے ایل ڈی اے کی سکیموں میں جن اشخاص کو پلاٹ الاٹ کئے وہ کس قانون کے تحت الاٹ کئے تھے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ یہ مارشل لاء آرڈر نمبر 23 کے تحت کئے جاتے رہے ہیں۔ اس کے بعد اب جو نئی پالیسی بنائی گئی ہے اس کے تحت دئے جا رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! کیا یہ درست ہے کہ گورنر پنجاب نے ایل ڈی اے کی سکیموں میں الاٹمنٹ کرتے وقت ایم ایل آئی۔ 23 کی ہر لحاظ سے پابندی کی؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ یہ الاٹمنٹیں مارشل لاء دور کی ہیں۔ اس کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود نہیں۔ نہ انھوں نے ہمیں واپس کیا ہے۔ ہم نے ان سے کئی بار مطالبہ کیا ہے۔

میاں فضل حق۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ مارشل لاء دور میں جو الاٹمنٹیں گورنر صاحب نے کی ہیں اس کا ریکارڈ ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ ایل ڈی اے کے ریکارڈ میں یا اے ڈی پی کی جو سکیمیں ہیں کسی زمانے میں کوئی بھی پلاٹ الاٹ ہوا ہو اس کا ریکارڈ موجود ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ریکارڈ وہاں لازماً ہے اور اگر بتا دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب کیا یہ آپ کا ضمنی سوال ہے؟

میاں فضل حق۔ جی ہاں کوشش تو یہی کی ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ جن لوگوں کو ایم ایل آئی۔ 23 میں درج شرائط سے بالائے طاق رکھ کر الاٹمنٹ کی گئی تھی ان کی تعداد کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ تعداد کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ ایم ایل آئی۔ 23 میں جو شرائط موجود ہیں ان کو بالائے طاق رکھ کر جن لوگوں کو الاٹمنٹ کی گئی تھی ان کی تعداد کیا ہے؟ یعنی جن کو Waiver دے کر الاٹمنٹ کی گئی تھی۔

جناب سپیکر۔ اس کے لئے تو تازہ سوال کی ضرورت ہو گی۔

چودھری مظہر علی گل۔ جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ مارشل لاء کے زمانے کا کوئی ریکارڈ ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ یہاں مارشل لاء کی حکومت دس سال رہی ہے۔ کیا سارے کا سارا ریکارڈ آپ کے پاس موجود نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ صرف الاٹمنٹ آرڈر اور درخواست کی کاپی وہ ہمیں بھیج دیتے تھے کہ ہم نے یہ الاٹ کر دیا ہے۔ باقی ریکارڈ مارشل لاء والوں کے پاس ہی رہتا تھا۔ درخواست اور ان کے آرڈر کی کاپی ہمیں وصول ہوتی تھی۔

جناب غلام سرور خان۔ ضمنی سوال۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا سکیں گے کہ الاٹمنٹ کے لئے کیا Criteria رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ اس سوال کا جواب آ چکا ہے۔

جناب غلام سرور خان۔ اس سوال کا جواب میں نہیں سمجھ سکا۔ نہ ہی وہ تحریری ہے اور نہ ہی انھوں نے ویسے بتایا ہے۔

جناب سپیکر۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس بارے میں بتایا ہے۔

جناب غلام سرور خان۔ ذرا دوبارہ وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب دوبارہ بتا دیں کہ الاٹمنٹ کے لئے Criteria کیا رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ میں گذارش کر چکا ہوں کہ پہلے ایم ایل آئی۔ 23 کے تحت گورنر صاحب الاٹمنٹ کرتے رہے ہیں' جو کرتے رہے ہیں۔ اب جو نئی پالیسی آ گئی ہے اس کے تحت وزیر اعلیٰ صاحب کو جو اختیارات ہیں اس پالیسی کے تحت پلاٹ الاٹ کئے جاتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ کے حکم سے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں تقرریوں/ ترقیوں کی تفصیلات

☆ 2024۔ جناب سردار نصراللہ خان دریشک۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل اور این وائر نمنٹل پلاننگ میں انہوں نے قواعد / طریق کار میں نرمی کر کے جن لوگوں کا تقرر کیا ہے ان کے نام پتے اور عہدہ جات کیا ہیں اور ایسی تقرری کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) قواعد طریق کار میں رعایت کرتے ہوئے جن افسران اہلکاران کو ترقی دی گئی ہے ان کے نام پتے اور عہدہ جات کیا ہیں اور اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) ایڈہاک بنیادوں پر تعینات کئے گئے افسران اہلکاران کی تعداد کیا ہے جن کی ملازمت کو مطلوبہ طریق کار کو اختیار کئے بغیر باقاعدہ کر دیا گیا اور ان کی وجوہ کیا ہیں براہ کرم ایسے افسران اہلکاران کے نام پتے اور عہدہ جات کی فہرست مہیا کی جائے۔

(د) آیا قواعد طریق کار میں نرمی کے ذریعے افسران اہلکاران کی تقرریاں اور ترقیاں کرنا وزیر اعلیٰ کے حلف کی روح کے منافی نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب نے محکمہ ہذا میں کل 291 افراد کی تقرری کی جن کے نام پتے اور عہدہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جواب منفی ہے۔

(ج) جواب منفی ہے۔

(د) وزیر اعلیٰ پنجاب کے حلف کی رو سے یہ ناجائز نہ ہے بلکہ ان کے دائرۂ اختیار میں ہے۔ (فہرست بابت سوال نمبر 2024 آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا ! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ۔

Punjab Civil Servants Appointment and Conditions of Service Rules

کی کون سی دفعہ کے تحت قواعد اور طریق کار میں رعایت دے کر ملازمت عطا کرنا وزیر اعلیٰ کے دائرۂ اختیار میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ قواعد کے مطابق ان کی تقرری کی جاتی ہے۔ اور چیف منسٹر صاحب چیف ایگزیکٹو ہونے کی حیثیت سے rules relax کر سکتے ہیں جس کو چاہیں۔ اس کے مطابق وہ تقرری کر سکتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر ! میرا سوال یہ ہے کہ انھوں نے سوال کے جز "د" کے جواب میں یہ فرمایا ہے۔

"وزیر اعلیٰ پنجاب کے حلف کی رو سے یہ ناجائز نہ ہے بلکہ ان کے دائرۂ اختیار میں ہے۔"

میں نے ان کے دائرہ اختیار کے بارے میں یہ دریافت کیا ہے کہ The Punjab Civil Servants Appointment and Conditions of Service Rules کی کون سی دفعہ کے تحت قواعد اور طریق کار میں رعایت دے کر ملازمت عطا کرنا جناب وزیر اعلیٰ کے دائرہ اختیار میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ خصوصاً چیف ایگزیکٹو پنجاب ہونے کی حیثیت سے انہوں نے ملازمتیں دے دی ہیں۔ باقی ہر محکمے کے اور ایل ڈی اے کے جو قواعد مقرر ہیں ان کے مطابق انھوں نے یہ ملازمتیں دی ہیں۔ اگر وہ کہیں تو قواعد انھیں بتا دیتے ہیں۔ یہ ہے Clause 24 of Civil Servants applications دفعہ 24 کے تحت انھوں نے یہ تقرریاں کی ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر ! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کیا قواعد و طریقہ کار میں نرمی کر کے مخصوص لوگوں کو ترقی کے مواقع دینے سے اہلیت اور استحقاق رکھنے والے بے وسیلہ لوگوں کی حق تلفی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔
پارلیمانی سیکرٹری۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں
جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
مساجد کے لئے مختص کردہ پلاٹوں کی دوہری وصولی

☆ 2079۔ **جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم سوال نمبر 388 کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا سوال کے جواب کے پیرا (ب) میں شرعی عدالت کے جس فیصلہ کا حوالہ دیا گیا ہے اس فیصلے کو صدر مملکت کے ہدایت نامہ نمبر 1982/474ء مورخہ 15 جولائی 1982ء کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیجا گیا تھا اگر ایسا ہے تو نظریاتی کونسل کی سفارش کی نقل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے مساجد کے پلاٹوں کی دوہری قیمت وصول کرنے کا جواز بنانے کی خاطر مذکورہ جواب میں پیرا (الف) تا (ب) کا غلط حوالہ پیش کیا ہے نیز مذکورہ بالا نظریاتی کونسل کی رائے سفارشات کو جان بوجھ کر مخفی رکھا ہے۔

(ج) کیا حکومت متذکرہ بالا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عملدرآمد کرتے ہوئے ایسی تمام مساجد جن کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے آرڈرز جاری کئے جا چکے ہیں ان کو دوہری قیمت کی وصولی سے مستثنیٰ قرار دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) جی ہاں۔ وزارت برائے مذہبی و اقلیتی امور حکومت پاکستان نے بذریعہ چھٹی نمبر 111-T-83(5) مورخہ 24-12-84 معاملہ اسلامی نظریاتی کونسل کو برائے

سفارشات پیش کیا حکومت پاکستان اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد نے بذریعہ چھٹی نمبر 4(39)81-Rc-11/107-1 مورخہ 14-2-85 مطلع کیا کہ سابقہ کونسل کی میعاد 30 مئی 1984ء کو ختم ہو گئی تھی اور تاحال کونسل کی جدید تشکیل نہیں کی گئی۔ لہٰذا سفارشات دینے سے معذوری ظاہر کی۔ بہرحال کونسل کے ہمہ وقتی رکن نے اپنی رائے پیش کی۔ جس کی نقل لف ہے۔

(ب) نہیں۔

(ج) میں اور نہ ہی اسلامی نظریاتی کونسل کے ہمہ وقتی رکن کی رائے میں مسجد کے پلاٹ کی قیمت وصول کرنے یا نہ کرنے کا ذکر ہے آرڈر جاری کئے جا چکے ہیں۔ ان کی دوہری قیمت کی وصولی سے مستثنیٰ قرار دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک۔

Copy of letter No. F 4 (39) /81. RC-II/107 dated 11-2-1985, from Chief Research Officer, Council of Islamic Ideology to Ministry of Religious Affairs and Minority Affairs.

Subject:- Mosques Illegally Built on Government Land.

With reference to your letter No. 4 (5) /83-T-III, dated 24-12-1984, it is regretted that the Council's comments on the subject of "Illegally built Mosques" cannot be offered as the Council has not so far been reconstituted. However, the comments of the whole-time member of the Council, on the subject are enclosed herewith.

موضوع ۔ غیر قانونی طور پر تعمیر شدہ مساجد

صدر مملکت کے ہدایت نامہ نمبر 1982/471ء مورخہ 15 جولائی 1982ء کے حوالہ سے غیر قانونی طور پر تعمیر شدہ مسجدوں کے بارے میں کونسل کی رائے دریافت کی گئی ہے۔ استفسار کے ساتھ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ منسلک ہے۔ یہ فیصلہ صدر مملکت کے استفسار

پر غیر قانونی طور پر تعمیر شدہ مسجدوں کے بارے میں عدالت نے صادر فرمایا تھا۔ علاوہ ازیں اسی مسئلہ پر حکومت سندھ کا نقطہ نظر بھی منسلک ہے۔

سابقہ کونسل کی میعاد 30 مئی 1982ء کو ختم ہو گئی تھی۔ ضلع کونسل کی جدید تشکیل نہیں کی گئی۔ صرف راقم الحروف کو دوبارہ بطور رکن کونسل مقرر کیا گیا ہے۔ ان حالات میں کونسل کی رائے کا حصول ممکن نہیں۔ معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر راقم الحروف اپنی رائے پیش کر رہا ہے۔

مغصوبہ اراضی پر تعمیر شدہ مسجد

اگر مسجد کسی فرد کی ملکیتی اراضی پر اس کی اجازت کے بغیر بنائی جائے تو یہ مسجد ناجائز شمار ہو گی جیسا کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے میں مذکور ہے لیکن اگر تعمیر مسجد کے دوران اراضی کے مالکان نے تعمیر کو نہ روکا ہو تو ان کی خاموشی کو ان کی اجازت سمجھ لیا جائے گا اور مسجد ناجائز شمار نہیں ہوگی۔

وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

اگرچہ وفاقی شرعی عدالت کو چونکہ اس مسئلہ پر اختیار سماعت حاصل نہیں اس لئے اس کا فیصلہ غیر نافذ شمار ہو گا تاہم اس فیصلہ کا اطلاق سرکاری اراضی پر سرکاری اجازت کے بغیر تعمیر مسجد پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق افراد کی اراضی سے ہے جہاں تک سرکاری اراضی (یعنی بیت المال کی اراضی) کا تعلق ہے اس کے مالکوں میں ہر شہری شامل ہوتا ہے چنانچہ فقہاء کے نزدیک مال عام (یعنی جس میں سب مالک ہوں) کی چوری میں قطع ید کی حد جاری نہیں ہو گی۔

وسرقة المال العام حكمها حكم المال المشترك سند ابی حنیفہ والشافعی واحمد والشیعۃ الزیدیہ لان للسارق حقاً فی هذا المال (تشریح الجنائی الاسلامی جلد ثانی مادہ ۶۲ صفحہ ۵۹۳)

ترجمہ۔ امام ابو حنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل اور شیعہ زیدیہ کے نزدیک مال عام کی

چوری ایسی ہے جیسے مشترک مال میں سے چوری کی جائے (یعنی جس میں چور بھی مالک ہو) اس لئے کہ چور بھی اس مال میں حق رکھتا ہے۔

راستے وغیرہ جیسی سرکاری اراضی پر مسجد بنانے کے بارے میں فقہائے اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے۔

" ذکر فی المنتقی عن محمد رحمتہ اللہ فی الطریق الواسع بنی فیہ اہل المحلہ مسجدا و ذلک لا یضر بالطریق فمنعھم رجل فلا باس ان یبنوا" (فتاویٰ عالمگیری جلد ثانی صفحہ ۴۵۶)

ترجمہ۔ منتقی میں امام محمد سے روایت ہے کہ ایک وسیع راستہ میں اہل محلہ نے مسجد تعمیر کر لی اور راستہ کی آمدورفت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اگر کوئی شخص منع بھی کرے تب بھی مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

"نہر لاھل قریۃ فاراد جماعۃ ان یبنوا علیہ مسجد افلا باس بہ" (فتاوی حمادیہ جلد اوّل صفحہ ۳۲۸)

ترجمہ۔ کسی گاؤں کی نہر کے اوپر کچھ لوگ مسجد تعمیر کرلیں تو کوئی حرج نہیں۔

لہٰذا اگر کسی علاقے کے لوگ کسی مقام پر مسجد کی ضرورت محسوس کرتے ہوں اور وہ سرکاری اراضی میں مقامی حکام سے تحریری اجازت کے بغیر مسجد بنا دیں تو اس مسجد کی قانونی حیثیت اس مسجد کی طرح نہیں ہوگی جو انفرادی ملکیت پر بغیر اجازت مالک تعمیر کی گئی۔

مقامی حکام کی اجازت۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ جہاں بھی سرکاری اراضی پر سرکاری اجازت کے بغیر مسجد بنائی جاتی ہے اس کی تعمیر میں خاصا عرصہ لگ جاتا ہے۔ ایسی مسجد کئی کئی ماہ اور بعض اوقات کئی کئی سال زیر تعمیر رہتی ہے۔اس عرصہ میں کوئی سرکاری ملازم مسجد کی تعمیر نہیں روکتا۔ دوسرے لفظوں میں یہ مسجد مقامی حکام کی رضا اور خاموش اجازت سے بنتی ہے شرعی نقطہ نظر سے تحریری اجازت ضروری نہیں۔ مقامی حکام کی خاموشی اغماض اور ان کی طرف سے مسجد کی تعمیر میں عدم رکاوٹ شرعی اجازت کے تقاضوں کو پورا کر دیتی ہے۔ اس کے بعد اس مسجد کو

کسی طرح بھی ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر سرکاری اراضی پر مسجد کی تعمیر کے لئے سرکاری اجازت کے حصول کے لئے درخواست دی جائے تو وہ سرخ فیتہ کا شکار ہو جاتی ہے اور یہ اجازت برسوں نہیں ملتی۔ بعض دفعہ ضرورت مند لوگ درخواست دے کر مسجد کی تعمیر شروع کر دیتے ہیں اور اگر حکام کی طرف سے تعمیر میں رکاوٹ نہ ہو تو ان کی طرف سے اجازت تصور کر لی جاتی ہے۔ پاکستان میں سرکاری اراضی پر تعمیر شدہ مسجدوں کی تعمیر شروع ہوتے ہی مقامی حکام کو چاہئے تھا کہ اسے روک دیتے جیسے کوئی فرد سرکاری اراضی پر کوئی چیز تعمیر کرے تو مقامی حکام فوراً حرکت میں آ جاتے ہیں لیکن ان کی نظروں کے سامنے یہ مسجدیں کئی ماہ تک تعمیر ہوتی رہیں اور انہوں نے کوئی کارروائی نہ کی تو اب ان مسجدوں کو شرعاً جائز طور پر تعمیر شدہ تصور کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اب اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ جن مقامی حکام کی غفلت اور خاموشی سے یہ مسجدیں بن گئیں ان کو سزا دی جائے اور سرکاری نقصان کے برابر تاوان ان سے وصول کیا جائے۔ تاکہ آئندہ کے لئے ایسے واقعات دوبارہ نہ پیش آئیں۔

غیر قانونی طور پر تعمیر شدہ مسجدوں کو گرانے کا مسئلہ

جن مسجدوں کو غیر قانونی طور پر تعمیر شدہ تصور کیا جا رہا ہے انہیں بند کرنے اور منہدم کرنے کے بارے میں سوچا جا رہا ہے۔ حکومت سندھ کی رائے ہے کہ اولاً ان مسجدوں کو بند کر دیا جائے پھر طویل عرصہ گزرنے پر گرا دیا جائے۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مسجدیں مقامی حکام کی خاموش اجازت سے بنائی گئیں (جیسا کہ اوپر وضاحت کی جا چکی ہے) اس لئے یہ غیر قانونی نہیں ہیں بلکہ شرعی اصولوں پر جائز ٹھہرتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کو غیر آباد کرنے بند کرنے اور گرانے کے بارے میں بے حد سخت رویہ اختیار کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

☆ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر و اقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اولٰئک ان یکونوا من المھتدین (سورۃ توبہ آیت ۱۸)

ترجمہ۔ ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں

☆ **فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والا طال (سورۃ النور آیت۔ ۳۶)**

ترجمہ۔ ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ہے ان کو بلند کرنے کا اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اس کو وہاں صبح اور شام۔

☆ **ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اولٰئک ما کان لہم ان یدخلوھا الا خائفین لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الا خرۃ عذاب عظیم۔ (سورۃ البقرۃ آیت۔ ۱۱۴)**

ترجمہ۔ اور **اس سے** بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا کی مسجدوں میں خدا کے نام کا ذکر کئے جانے کو منع کرے اور ان کی خرابی کے لئے کوشش کرے۔ ان لوگوں کو کچھ حق نہیں کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

امام رازی اپنی تفسیر میں مسجد کی خرابی کی یہ صورتیں بیان کرتے ہیں۔

السعی فی تخریب المسجد قد یکون بوجھین أحدھما منع المصلین والمتعبدین من دخولہ فیکون ذلک تخریباً والثانی بالھدم والتخریب۔ (التفسیر الکبیر جلد اول صفحہ ۲۸۳)

ترجمہ۔ مسجد کی تخریب کی کوشش دو صورتوں سے ہوتی ہے اولاً نماز پڑھنے والوں اور عبادت کرنے والوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روکنا ثانیاً مسجد کو ویران اور منہدم کرنا۔

لہٰذا جن مسجدوں کو ناجائز طور پر غیر قانونی سمجھا جا رہا ہے (درآں حال یکہ وہ قانونی ہیں) انہیں بند کر کے یا انہیں گرا کر ہمیں ظالموں کی صف میں شامل نہیں ہونا چاہئے تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب کے مستحق نہ بنیں۔

ترقیاتی سکیمیں۔

سرکاری اراضی پر تعمیر شدہ مسجدوں کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ترقیاتی سکیموں کی راہ میں ان سے رکاوٹ پڑتی ہے مثلاً کوئی سڑک یا پارک یا مارکیٹ تعمیر نہیں ہو سکتی۔

صورت یہ ہے کہ حکومت کی ساری مشینری کو استعمال کر کے بھی پاکستانی عوام کو یقین نہیں دلایا جا سکتا کہ کوئی سڑک یا پارک یا مارکیٹ وغیرہ مسجد سے زیادہ ضروری ہے کسی بھی سڑک یا پارک یا مارکیٹ کے نقشے کو پہلے سے تعمیر شدہ مسجد کی وجہ سے تبدیل کیا جا سکتا ہے اور اس تبدیلی سے عوام کو بحیثیت مجموعی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

غیر اسلامی ممالک کی مسجدیں۔

اگر پاکستان میں (جہاں اسلامی نظام نافذ کیا جا رہا ہے) سرکاری اراضی پر تعمیر شدہ مسجدوں کو غیر قانونی قرار دے کر بند کیا جائے گا یا گرایا جائے گا تو اس مثال کو سامنے رکھ کر غیر اسلامی بلاک (خصوصاً بھارت) میں مسلمانوں کی تعمیر شدہ مسجدوں کو آسانی سے بند کیا جا سکے گا اور گرایا جا سکے گا۔ اس طرح ہم ان ممالک میں موجود مسلمانوں کے حقوق عبادت ضائع کرنے میں معاون ثابت ہونگے۔ ظاہر ہے کہ ہم ان ممالک کی حکومتوں پر کوئی کنٹرول نہیں رکھتے اور ان کو اس امر سے روک نہیں سکتے کہ وہ وہاں کی بعض مسجدوں کو غیر قانونی قرار دے کر گرا دیں اور اس کے لئے نظیر پاکستان سے لیں۔

تجاویز

1۔ دینی تقاضوں اور مصلحتوں کے لئے اور عوامی جذبات کے پیش نظر پاکستان میں موجود ان تمام مسجدوں کو قانونی تصور کیا جائے جواب تک سرکاری اراضی پر بن چکی ہیں۔ جب یہ مسجدیں تعمیر ہو رہی تھیں اس وقت اس علاقے میں تعینات سرکاری حکام (مثلاً پٹواری نمبر دار بلدیاتی انسپکٹر وغیرہ) کے خلاف فرائض میں غفلت کے جرم میں کارروائی کی جائے اور انہیں سخت سزا دی جائے۔ اس سے آئندہ کے لئے یہ لوگ متنبہ ہو جائیں گے اور غیر قانونی مسجدوں کے واقعات کا سدباب ہو جائے گا۔

2۔ آئندہ کے لئے سرکاری اراضی پر مسجد بنانے کے لئے کوئی درخواست موصول ہو تو اس کا فوری فیصلہ کیا جائے۔ فیصلے میں دیر لگانے اور غیر قانونی مساجد کی تعمیر سے چشم پوشی یا لاپروائی برتنے والے مقامی حکام کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جائے۔

3۔ یہ امر قانونی اداروں پر لازم قرار دیا جائے کہ کسی مسجد کی تعمیر اور نظم و نسق کے لئے ایک کمیٹی کا قیام ضروری ہے۔ یہ کمیٹی اس علاقے کے چند باقاعدہ نمازیوں پر مشتمل ہو۔ غیر قانونی تعمیر اور نظم و نسق کی خرابیوں (مثلاً لاؤڈ سپیکر کا غیر قانونی استعمال اور مسجد کا غیر قانونی استعمال وغیرہ) کے لئے اس کمیٹی کے اراکین کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے اور انہیں قانون کی خلاف ورزی پر سزا دی جائے۔ ابتدائی طور پر شہروں (جہاں بلدیہ کا وجود ہو) میں اس تجویز پر عمل کیا جائے بعد ازاں اسے وسعت دی جا سکتی ہے۔

عبدالمالک عرفانی
رکن (ہمہ وقتی)
اسلامی نظریاتی کونسل

گورنر کی جانب سے لاہور کی ہاؤسنگ سکیموں میں رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

☆2141۔ **چودھری سجاد احمد چیمہ**۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1985ء اور 1986 میں سابقہ گورنر پنجاب کے حکم سے لاہور کی ہاؤسنگ سکیموں میں کن کن افراد کو پلاٹ الاٹ کئے گئے مکمل کوائف سال وار بیان فرمائے جائیں۔

(ب) مذکورہ الاٹمنٹوں میں سے کتنی ایسی الاٹمنٹیں تھیں جو سابقہ گورنر نے رولز میں نرمی برتتے ہوئے کیں الاٹیوں کی مکمل فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ج) جز و (الف) میں مندرج کتنی ایسی الاٹمنٹیں تھیں جس میں سابقہ گورنر نے حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے کم قیمت وصول کرنے کے احکام صادر فرمائے۔ الاٹیوں کے مکمل کوائف بمع وصول شدہ قیمت کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس ھوتھ)

(الف) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) ایسی کوئی الاٹمنٹ نہیں ہے۔

(فہرستیں آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

گورنر کی جانب سے ملتان کی رہائشی سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

☆2142۔ چودھری سجاد احمد چیمہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) 1985ء اور 1986ء میں سابقہ گورنر پنجاب کے حکم سے ملتان شہر کی سکیموں میں کن کن افراد کو پلاٹ الاٹ کئے گئے مکمل کوائف سال وار بیان کئے جائیں۔
(ب) مذکورہ الاٹمنٹوں میں سے کتنی ایسی الاٹمنٹیں تھیں جن میں سابقہ گورنر نے حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے کم قیمت وصول کرنے کے احکام صادر فرمائے۔ الاٹیوں کے مکمل کوائف بمع وصول شدہ قیمت کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)
(الف) سال وار تفصیل لف ہے
(ب) پر لف ہے۔
(ج) کوئی نہیں۔

تتمہ (الف) بابت سوال نمبر2142

سوال نمبر2142 جزو (الف) فہرست الاٹیاں جن کو سابقہ گورنر پنجاب نے 1985ء اور 1986ء میں ملتان کی رہائشی سکیموں میں پلاٹ الاٹ کیئے

نمبر شمار	نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ	تاریخ
1	ملتان ترقیاتی ادارہ	شامرد عالم حصہ اول	سردار قیصر امام ولد کرنل ریٹائرڈ	1 کنال	27/6/85
2	ملتان ترقیاتی ادارہ	شامرد عالم حصہ اول	سردار علی امام	1 کنال	4/11/85
3	ملتان ترقیاتی ادارہ	شامرد عالم حصہ اول	محمد اسلم ولد فضل دین	5	24/11/85
4	ملتان ترقیاتی ادارہ	ٹاؤن	دلدار احمد خان ولد فیض احمد خان	1 کنال	27/12/85
5	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	مسماۃ سلمیٰ بانو دختر عطا محمد	15 مرلے	27/12/85
6	ملتان ترقیاتی ادارہ	لودھی کالونی	ملک ریشم خان ولد نواب اسد اللہ خان	1 کنال	27/12/85
7	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	عذرا اختر زوجہ محمد اختر شیر	10 مرلہ	28/12/85

8	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	زرینہ لغاری زوجہ سعید احمد لغاری	10 + 10 مرلہ	29/12/85
			مسماۃ سعیدہ اعجاز	7 مرلہ	29/12/85
9	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	مسماۃ یاسمین	7 مرلہ	29/12/85
10	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	عبدالقدیر خان ولد جان محمد	7 + 7 + 7 مرلہ	29/12/85
11	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	محمد زوار	10 مرلہ	29/12/85
12	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	غلام حیدر	10 مرلہ	29/12/85
13	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	مسماۃ رشیدہ بیگم	15 مرلہ	29/12/85
14	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	احمد ندیم ولد محمد زوار	15 مرلہ	29/12/85
15	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	محمد عثمان خان میجر ریٹائرڈ	15 مرلہ	29/12/85
16	ملتان ترقیاتی ادارہ	شاہ رکن عالم حصہ اول	محمد بخش ولد حاسط خاں	15 مرلہ	29/12/85

ڈائریکٹر اسٹیٹ

تتمہ (ب) بابت سوال نمبر2142

(ب) فہرست الاٹیاں جن کو سابقہ گورنر پنجاب نے 1985ء اور 1986ء میں ملتان کی رہائشی سکیموں میں قوائد میں نرمی برتتے ہوئے پلاٹ الاٹ کئے

نمبر شمار	نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ	تاریخ
	ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ پنجاب	ایریا ڈویلپمنٹ لوائکم ہاؤسنگ معصوم شاہ روڈ ملتان	1۔مسماۃ زینت عزیز زوجہ لیفٹیننٹ کرنل غلام محمد راولپنڈی	2 پلاٹ ہر ایک 10 مرلہ	29/12/85
			2۔غلام عباس ولد شیر دست 386/EB ملتان	ایضاً	29/12/85
	نوعیت نرمی الاٹمنٹ پالیسی سے دست برداری کرتے ہوئے اشخاص کو دو دو پلاٹ الاٹ کئے گئے		3۔محمد رفیق ولد محمد شریف گورنر ہاؤس لاہور	2 پلاٹ ہر ایک 5 مرلہ	29/12/85
			4۔آصف خان ولد محمد خان گورنر ہاؤس لاہور	ایضاً	29/12/85

محمد سعید
سیکریٹری
ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی ملتان

جیل روڈ لاہور پر غیر قانونی تعمیرات

☆ 2336۔ دیوان سید عاشق حسین بخاری۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے :۔

(الف) کیا حکومت نے مکان نمبر اے۔ 32 (مرلی دھر روڈ) جیل روڈ [illegible] پانچ مرلہ اور اور سات مرلہ پلاٹوں کی فروخت کے بارے میں [illegible] اشتہار نوٹس لیا ہے

(ب) کیا اس علاقے میں رہائشی غیر رہائشی یونٹوں کی تعمیر کی غرض سے پانچ مرلہ اور سات مرلہ کی زون بندی کی گئی ہے کیا ایل ڈی اے نے اس [illegible] منظوری دے دی ہے اگر ایسا نہیں تو کیا اس علاقے میں پانچ اور سات مرلہ پلاٹوں پر مشتمل رہائشی غیر رہائشی یونٹوں کی تعمیر کی اجازت ہے یا اجازت دے دی جائے گی اگر ایسا نہیں تو حکومت نے عوام الناس کو مطلع کرنے اور خریداروں کی جانب سے غیر قانونی تعمیرات کو روکنے کے سلسلے میں مناسب وقت پر کیا اقدام کیا ہے۔

(ج) کیا اس سڑک (مرلی دھر روڈ) پر رہائشی غیر رہائشی یونٹوں کی تعمیر بھیڑ بھاڑ ٹریفک کے خطرات اور رکاوٹ کا باعث نہ بنے گی۔

(د) کیا حکومت اس امر کی ضمانت دیتی ہے کہ اس علاقہ میں رہائشی غیر رہائشی یونٹوں کی تعمیر کی اجازت نہیں دی جائے گی اگر ایسا نہیں ہے تو کیا ایل ڈی اے علاقے کے موجودہ مکینوں کے خطرات مشکلات اور ذہنی کوفت کی ذمہ داری اور مطالبات ہرجانہ و اخراجات وغیرہ قبول کرے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) مکان نمبر اے 32 (مرلی دھر روڈ) جیل روڈ موقعہ پر گرایا جا چکا ہے اور پلاٹ کی شکل میں خالی پڑا ہے۔ موقع پر کسی قسم کی تقسیم کے آثار نظر نہیں آتے اور نہ ہی کوئی بینر لگے ہوئے پائے گئے۔ اس پلاٹ کا رقبہ تقریباً 4 کنال ہے۔

(ب) محکمانہ طور پر ایل ڈی اے نے اس علاقہ میں 5 مرلہ تا 7 مرلہ کی پلاٹ بندی کی

منظوری نہیں دی اور نہ ہی محکمہ اس قسم کی منظور دینے کا ارادہ رکھتا ہے اگر کسی وقت مالک پلاٹ نے محکمہ سے پلاٹ بندی کی اجازت مانگی تو ایک کنال سے کم پلاٹوں کی پلاٹ بندی کی اجازت نہیں دی جائے گی جو کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے عین مطابق ہو گی۔ منظور شدہ زونگ کے مطابق یہ علاقہ رہائشی ہے اور یہاں پر صرف رہائشی گھروں کی اجازت دی جائیگی۔ اس سلسلے میں جیل روڈ پر نقشے جات منظور کرنے کے لئے کمشنر لاہور ڈویژن کی سربراہی میں ایک کمیٹی مقرر ہے جو جیل روڈ کے دونوں اطراف (برم) 600 فٹ کے اندر تمام عمارتوں کے نقشہ جات منظور کرنے کی مجاز ہے۔ چونکہ موقعہ پر کسی قسم کی پلاٹ بندی کے آثار نہیں پائے گئے لہٰذا عوام الناس کو زونگ کے بارے میں مطلع کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ البتہ محکمہ ایل۔ ڈی۔ اے زونگ کو مد نظر رکھتے ہوئے چھوٹی یونٹوں پر نقشہ جات منظور نہیں کرے گا یہاں پر اس امر کی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ موقعہ پر خرید و فروخت پر کسی قسم کی پابندی عائد کرنا ایل۔ ڈی۔ اے کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

(ج) یہ حقیقت ہے کہ اگر رہائشی و غیر رہائشی یونٹ اسی طرح چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم ہو کر بننے شروع ہو جائیں تو ان کی تعمیر سے کئی خطرات جنم لے سکتے ہیں اور ٹریفک میں رکاوٹ کا باعث بن سکتے ہیں۔ محکمہ ایل۔ ڈی۔ اے چھوٹے پلاٹوں کو رہائشی وغیر رہائشی مقصد کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ یہ اس علاقہ کے مخصوص شدہ زونگ کے خلاف ہے۔

(د) محکمہ ایل ڈی اے اپنے پورے وسائل استعمال کرتے ہوئے اس علاقے میں چھوٹے پلاٹوں پر رہائشی اور غیر رہائشی تعمیر نہیں ہونے دے گا۔ اگر کسی وقت بھی معاملہ ایل ڈی اے کنٹرول سے باہر ہوا تو اس معاملہ میں حکومت کی مدد طلب کر لی جائے گی دسمبر 1985ء کو اس سڑک کا کنٹرول ایل ڈی اے کو منتقل ہوا۔ اور آج تک محکمہ ایل ڈی اے نے چھوٹے پلاٹوں کو رہائشی وغیر رہائشی مقصد کے لئے استعمال کرنیکی اجازت نہ دی ہے۔

جیل روڈ لاہور پر ورکشاپوں اور شورومز کی غیر قانونی تعمیر

☆2337۔ دیوان سید عاشق حسین بخاری۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جیل روڈ / وارث روڈ لاہور پر شو رومز / ورکشاپوں وغیرہ کی تعمیر سے پہلے ٹریفک کا بہاؤ سہل اور خطرات سے محفوظ تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ شو رومز ورکشاپوں کی غیر قانونی اور ان کی کاروں کی پارکنگ کی وجہ سے جیل روڈ وارث روڈ کی موجودہ چوڑائی کم ہو کر ٹریفک کے لئے خطرے اور عوام کے لئے مشکلات کا باعث بن رہی ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ادارہ ترقیات لاہور نے شو رومز ورکشاپوں وغیرہ کی تعمیر اور جیل روڈ وارث روڈ کے بالکل درمیان کاروں کی ان کی لمبائی کے رخ پر پارکنگ کی اجازت دی ہے اگر نہیں تو ان غیر قانونی تعمیرات کو منہدم کرنے اور ہٹانے اور راستہ چلتے لوگوں کو ٹریفک کے خطرات اور مشکلات سے بچانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ جیل روڈ وارث روڈ پر شو رومز ورکشاپوں کی تعمیر کرنے والوں کے خلاف عدم کارروائی کے باعث چند اور لوگوں نے مرلی دھر روڈ پر جو کہ جیل روڈ اور وارث روڈ کے درمیان ایک چکر دار رابطہ ہے اپنے شو رومز ورکشاپیں وغیرہ تعمیر کر لی ہیں اور کر رہے ہیں اور کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سے علاقہ کے مکینوں کے لئے پر سکون زندگی گزارنے میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں اور یہ صورت حال ٹریفک کے خطرات رکاوٹ اور وہاں سے گزرنے والی گاڑیوں وغیرہ کے لئے بھی نقصانات کا باعث ہے۔

(ر) کیا ادارہ ترقیات لاہور نے مرلی دھر روڈ پر شو رومز ورکشاپوں وغیرہ کی تعمیر کی اجازت منظوری دی ہے اگر نہیں تو غیر قانونی تعمیرات کو ہٹانے اور ٹریفک کے خطرات رکاوٹ اور اس کے نقصانات کا ازالہ کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے

ہیں یا کئے جا رہے ہیں۔

(د) آیا حکومت اس امر کی ضمانت دیتی ہے کہ تمام شورومز ورکشاپوں وغیرہ گرا دی جائیں گی اور جگہوں کو صاف کر دیا جائے گا اگر ایسا ہو تو کتنی مدت کے اندر ان تجاوزات کو مفاد عامہ کے تحت ختم کر دیا جائے گا اگر نہیں تو کیا حکومت علاقہ کے موجودہ رہائشیوں اور بالعموم عوام الناس کو درپیش خطرات مشکلات اور ذہنی اذیت کی ذمہ داری قبول کرے گی اور کیا کوئی دعاؤں تاوان اور اخراجات جو بھی ہوں کی ادائیگی کی مستوجب ہو گی؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ایل ڈی اے نے کسی قسم کی غیر قانونی تعمیر' پارکنگ کی اجازت دی ہے حقیقت یہ ہے کہ جیل روڈ کا علاقہ ایل ڈے اے کے کنٹرول میں 1985 میں دیا گیا جس پر چوک قرطبہ سے لے کر گندہ نالہ کے پل تک تقریباً تمام شو رومز' ورکشاپ پہلے ہی تعمیر ہو چکے تھے تاہم اس مسئلہ کو موثر طور پر نپٹنے کے لئے ایل ڈی اے ایکٹ کے تحت ضروری کارروائی زیر عمل ہے اس ضمن میں بھاری جرمانے بھی کئے گئے ہیں مزید برآں حال ہی میں ٹاسک فورس کی از سر نو تشکیل کی گئی ہے جس کو جیل روڈ پر تجاوزات ہٹانے کا کام بھی سونپ دیا گیا ہے۔

(د) متذکرہ شو رومز جیل روڈ کے ایل ڈی اے کے کنٹرول میں آنے سے پہلے کے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں تک کارروائی کا تعلق ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ایل ڈی اے ایکٹ کے تحت کارروائی زیر عمل ہے ٹاسک فورس کی از سرنو تشکیل کی گئی ہے جس کو جیل روڈ پر تجاوزات ہٹانے کا کام بھی سونپ دیا گیا ہے۔

(ہ) ایل ڈی اے نے مرلی، ہر روڈ پر کسی قسم کے شو روم ورکشاپ کی اجازت نہ دی ہے بلکہ ان کو ہٹانے کے لئے ایل ڈی اے ایکٹ کے تحت کارروائی زیر عمل

ہے۔ نو تشکیل شدہ ٹاسک فورس کو بھی تجاوزات ہٹانے کا کام سونپ دیا گیا ہے۔

(و) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے یہ شو رومز اور ورکشاپ اس علاقہ کے ایل ڈی اے کے کنٹرول میں آنے سے پہلے تعمیر ہو چکے تھے۔ ایل ڈی اے ایکٹ کے تحت کارروائی زیر عمل ہے۔ ٹاسک فورس کو بھی یہ کام سونپ دیا گیا ہے۔ مالکان، قابضان متعلقہ کے ساتھ گفت وشنید بھی جاری ہے اگر خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے تو مزید سخت اقدامات لینے سے گریز نہیں کیا جائے گا۔

ضلع چکوال میں واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیلات

☆2363۔ سردار غلام عباس خان۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع چکوال میں 86-1985ء کے دوران کتنی واٹر سپلائی سکیمیں مکمل ہوئیں اور کہاں کہاں واقع ہیں متذکرہ سکیموں میں سے کتنی سکیموں کو سرٹیفکیٹس کمیٹی نے (Approve) کیا اور اس کا طریقہ کار کیا ہے۔

(ب) پچھلے دو سالوں میں مکمل کی گئی سکیموں میں سے اس وقت کتنی سکیمیں بند پڑی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) ضلع چکوال میں مالی سال 86-1985ء میں کل 17 واٹر سپلائی سکیمیں مکمل ہوئیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ روپوالی اینڈ کوٹ چوہدریاں	2۔ بھون
3۔ بوچھال خورد	4۔ ڈھوڈا
5۔ مرید	6۔ ارڑ
7۔ پادشاہان	8۔ کھارا
9۔ کوٹ سارنگ	10۔ پیڑہ جھانگلہ
11۔ دھرکہ	12۔ سہگل آباد

13۔ کرولی
14۔ جھامرہ
15۔ تھوہا بہادر
16۔ تکہ ریحان
17۔ بلکسر

سکیموں کی تکمیل کے بعد گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق دو سال تک محکمہ پبلک ہیلتھ سکیموں کو چلانے کا ذمہ دار ہے۔ اس کے بعد متعلقہ ضلع کونسل یونین کونسل کو سکیم سرٹیفکیشن کمیٹی کے ذریعہ حوالے کر دی جاتی ہیں۔ اور پھر وہ خود سکیموں کو چلاتے ہیں۔ چونکہ متذکرہ سکیمیں مالی سال 86-1985ء میں مکمل ہوئیں اس لئے انہیں سرٹیفکیشن کمیٹی کے سامنے جون 1988ء میں پیش کیا جائے گا۔

محکمہ سرٹیفکیشن کمیٹی کو سکیم کی تفصیل کے بارے میں رپورٹ کرتا ہے۔ اور درخواست کرتا ہے کہ چونکہ سکیم تسلی بخش طور پر چل رہی ہے۔ اس لئے اسے متعلقہ ضلع کونسل یونین کونسل کے حوالے کر دیا جائے۔ سرٹیفکیشن کمیٹی معائنہ کے بعد سکیم کو متعلقہ ضلع کونسل یونین کونسل کے حوالے کرنے کا حکم صادر فرماتی ہے جس کے بعد سکیم کو ضلع کونسل یونین کونسل کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر وہ خود سکیم کو چلانے کی ذمہ داری سنبھال لیتی ہے

(ب) پچھلے دو سالوں کے دوران مندرجہ ذیل سکیمیں مکمل ہوئی۔

۱۔ کنڈ لاتھی اینڈ بھیں
۲۔ ڈھیری سیداں
۳۔ نیلہ
۴۔ ممدوٹ
۵۔ دھرنال
۶۔ روپوال
۷۔ بھون
۸۔ بوتیل خورد
۹۔ ڈھوڈا
۱۰۔ مرید
۱۱۔ ارڑ
۱۲۔ پاد شاہان
۱۳۔ کھارا
۱۴۔ کوٹ سارنگ
۱۵۔ پیڑہ جمانگلہ
۱۶۔ دھرکنہ

۱۷۔ سہگل آباد ۱۸۔ کردلی
۱۹۔ جھامرہ ۲۰۔ تھوہا بہادر
۲۱۔ نکہ ریحان ۲۲۔ بلکسر

متذکرہ بالا سکیموں میں سے صرف واٹر سپلائی سکیم تھوہا بہادر نکہ ریحان اور بلسر بند پڑی ہیں۔ کیونکہ واپڈا نے تاحال ان سکیموں کو بجلی فراہم نہیں کی۔

شادمان کالونی میں تجاوزات کو ہٹانے کے لئے احکامات

☆2422۔ میاں محمد افضل حیات۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شادمان کالونی کی کوٹھی نمبر31ر30 کی طرف سے جو سڑک سروسز ہسپتال کو جاتی ہے اس پر لوگوں نے ناجائز تجاوزات تعمیر کر رکھی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سے عوام کو بہت مشکل کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تجاوزات کو ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لوگوں نے سڑک مذکور پر ناجائز تجاوزات تعمیر کر رکھی ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس سڑک پر پرانا ملبہ اور مٹی کے ڈھیر جمع ہو جانے سے رکاوٹیں پیدا ہو گئی تھیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ مٹی کے ڈھیر اور ملبہ کے جمع ہونے سے گزرگاہ میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔ مگر یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ سڑک مذکورہ عام گزرگاہ نہیں ہے یہ سڑک شادمان سکیم کی آخری حد پر واقع ہے۔ اور اس طرف سے سروسز ہسپتال کو کوئی داخلہ نہ ہے۔

(ج) موقع سے مٹی کے ڈھیر اور اینٹوں کا ملبہ ہٹا دیا گیا ہے۔

وارث پورہ لاہور میں پانی کی فراہمی

☆2436۔ رانا شمیم احمد خان۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حمید پورہ فتح گڑھ لاہور میں حال ہی میں محکمہ واسا نے سرکاری پانی کا جو پائپ بچھایا ہے وہ صرف حمید پورہ کے مکینوں کی سہولت کے لئے ہے جبکہ برابر والی آبادی وارث پورہ اس نعمت سے محروم ہو رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وارث پورہ کے آدھے علاقے میں تو پانی کا پائپ بچھایا جا چکا ہے مگر وارث پورہ کے مکینوں کو پانی حاصل کرنے کے لئے سخت دشواری ہو رہی ہے کیونکہ یہ پائپ صرف آبادی کے ایک کونے تک محدود ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وارث پورہ کے مکینوں کو پانی کی سہولت کے لئے پانی کا پائپ مزید آگے وارث پورہ کی گلیوں میں لے جانے کا فوری طور پر بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ درست نہیں ہے حال ہی میں جو پائپ لائن ڈالی گئی ہے وہ صرف حمید پورہ کے مکینوں کے لئے نہیں ہے۔ در حقیقت 8 انچ قطر کی پائپ لائن رشید پورہ اور فتح گڑھ کی آبادیوں کو پانی کی ترسیل کے لئے لگوائی گئی ہے چونکہ رشید پورہ میں وافر مقدار میں پانی موجود تھا اور فتح گڑھ میں پانی کی کمی تھی جس کو پورا کرنے کے لئے یہ لائن بچھائی گئی۔ چونکہ یہ مین پائپ حمید پورہ کے علاقے کے ساتھ ساتھ گذرتی ہے اس لئے حمید پورہ کے لوگ بھی اس سے فائدہ لے سکتے ہیں۔ مزید براں حمید پورہ اور وارث پورہ کی آبادیوں میں پانی کی پائپ لائن بچھانے کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔
تفصیل پیرا (الف) میں بیان کر دی گئی ہے

(ج) محکمہ واسا نے پانی کی پائپ لائن لگانے کا ایک جامع منصوبہ بنایا ہے جوں ہی اس کی منظوری ہو گی پائپ لائن ان علاقوں میں بچھا دی جائے گی۔

مقررہ مدت سے پہلے افسران کی تبدیلی

☆2510۔ جناب سرفراز نواز۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں اگست 1985ء سے تاحال کتنے افسروں کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلے یعنی (premature) طور پر کی گئی ماہانہ تفصیل کیڈر وار بمع نام اور وجوہات بیان کی جائے۔

(ب) اگست 1985ء سے تا حال مذکورہ افسروں میں سے جن کی تبدیلی کے احکام منسوخ کئے گئے ہیں ان کی ماہانہ تفصیل بمع نام اور وجوہات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) جناب عالی! محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ میں اگست 1985ء سے تا حال اب تک جن افسران کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلے یعنی (Premature) طور پر کی گئی ہیں ان کی تفصیل کیڈر وار بمعہ نام اور وجوہات اس جواب کے ہمراہ لف ہے۔

(ب) محکمہ ہذا کے ریکارڈ کے مطابق کسی افسر کی تبدیلی کے احکامات منسوخ نہیں ہوئے

اسمبلی سوال نمبر 2510 از جناب سرفراز نواز (ایم پی اے)

بابت ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ میں افسران کی مقررہ مدت سے پہلے تبدیلی

نمبر شمار	نام افسر	عہدہ	گریڈ	جائے تعیناتی	تاریخ تقرر	جائے تبدیلی	تاریخ تبدیلی	وجوہات
1	چوہدری رشید احمد	ڈپٹی ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	18	ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سرکل فیصل آباد	11/7/83	ایکس ای این ڈپٹی ڈائریکٹر ٹاؤن شپ سکیم لاہور	3/10/85	مفاد عامہ کے پیش نظر
2	جناب سلطان احمد سعید	ایکٹنگ ڈپٹی ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	18	ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈویژن فیصل آباد	3/2/85	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ڈویژن ملتان بمقام وہاڑی	8/10/85	تنزلی پر
3	جناب الطاف حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹاؤن پلاننگ)	17	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن راولپنڈی	15/3/85	ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ ہیڈ کوارٹر لاہور	12/10/85	مفاد عامہ کے پیش نظر
4	جناب سلطان احمد سعید	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	17	ایکٹنگ چارج ڈویژن ملتان بمقام وہاڑی	8/10/85	ایکٹنگ ڈپٹی ڈائریکٹر چارج ایچ اینڈ پی پی ڈویژن فیصل آباد	17/11/85	ترقی پر
5	جناب سلطان احمد سعید	ایکٹنگ ڈپٹی ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	18	ڈویژن فیصل آباد	17/11/85	ایکٹنگ ڈپٹی ڈائریکٹر (بی اینڈ آر) ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور	21/11/85	مفاد عامہ کے پیش نظر
6	جناب طالب حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر سرکل آفس ایچ اینڈ پی پی لاہور	30/1/85	ایکٹنگ ڈائریکٹر ایچ اینڈ پی پی سرکل راولپنڈی	9/1/86	ترقی پر

7	جناب اجمل حسین شاہ	سپرنٹنڈنٹ	15	ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ آفیسر ایچ اینڈ پی پی ڈویژن ساہیوال	27/3/85	ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ آفیسر ٹاؤن شپ سکیم لاہور	13/1/86 ترقی پر
8	جناب نواز احمد	ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹاؤن پلاننگ)	18	ایچ اینڈ پی پی سرکل آفس ملتان	4/9/84	ایچ اینڈ پی پی سرکل فیصل آباد	20/2/86 مفاد عامہ کے پیش نظر
9	جناب عمر حیات گوندل	ڈپٹی ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	18	ایچ اینڈ پی پی سرکل آفس ملتان	3/2/85	ڈپٹی ڈائریکٹر (اے اینڈ ایچ ایم) لاہور ٹاؤن شپ لاہور	19/7/86 مفاد عامہ کے پیش نظر
10	جناب محمد نعیم جاوید	ڈپٹی ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	18	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن رحیم یار خان	25/3/86	انڈر سیکریٹری (پروجیکٹ) ایچ اینڈ پی پی سیکریٹریٹ لاہور	20/7/86 مفاد عامہ کے پیش نظر سیکریٹریٹ میں تعینات کیا گیا
11	جناب عبدالماجد طور	ڈپٹی ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	18	ایچ اینڈ پی پی سرکل فیصل آباد	29/5/86	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن بھکر	21/8/86 نئی ڈویژن کھلنے پر
12	جناب راشد منظور	ایکٹنگ ڈپٹی ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	17	ایچ اینڈ پی پی سرکل لاہور	8/10/86	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن سرگودھا	25/9/86 مفاد عامہ کے پیش نظر
13	جناب طالب حسین	ایکٹنگ ڈپٹی ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	17	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن راولپنڈی	9/1/86	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن رحیم یار خان	7/10/86 مفاد عامہ کے پیش نظر
14	جناب بشیر احمد نارڈ	ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	19	ایچ اینڈ پی پی سرکل ملتان	1/2/84	ڈائریکٹر (بی اینڈ آر) ہیڈ کوارٹر لاہور	20/10/86 مفاد عامہ کے پیش نظر
15	جناب سرت بیگ	ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	19	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن راولپنڈی	16/11/84	ڈائریکٹر سرکل ملتان	20/10/86 مفاد عامہ کے پیش نظر

16	چوہدری شہادت علی	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (انجینئرنگ)	17	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن گوجرانوالہ	3/10/85	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ڈویژن لاہور ٹاؤن شپ ڈویژن	30/10/86	مفاد عامہ کے پیش نظر
17	جناب احمد ضیاء	ایڈہاک اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹاؤن پلاننگ)	17	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن سرگودھا	25/8/86	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹاؤن پلاننگ) فزیکل پلاننگ سیل لاہور	4/12/86	ریگولر تقرر پر
18	جناب اجمل حسین شاہ	ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ افسر ایکٹنگ ڈپٹی ڈائریکٹر	16	ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ افسر ٹاؤن شپ لاہور	13/1/86	ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ آفیسر گوجرانوالہ	6/1/87	مفاد عامہ کے پیش نظر
19	جناب سلطان احمد سعید	(انجینئرنگ) ڈپٹی ڈائریکٹر	17	ایکٹنگ ڈپٹی ڈائریکٹر (بی اینڈ آر) ہیڈکوارٹرز لاہور	21/11/86	ایکٹنگ ڈپٹی ڈائریکٹر (انجینئرنگ) ایچ اینڈ پی پی ڈویژن فیصل آباد	7/1/87	مفاد عامہ کے پیش نظر
20	جناب ظفر اقبال	(انجینئرنگ) انڈر سیکرٹری	18	ڈپٹی ڈائریکٹر ایچ اینڈ پی پی ڈویژن فیصل آباد	5/10/85	انڈر سیکرٹری (پروجیکٹ) ایچ پی اینڈ ای پی سیکرٹریٹ لاہور	13/1/87	مفاد عامہ کے پیش نظر
21	جناب محمد نعیم جاوید	(پروجیکٹ) ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ افسر	18	ایچ پی اینڈ ای پی سیکریٹریٹ لاہور	20/7/86	ڈپٹی ڈائریکٹر سرکل بہاولپور	15/1/87	مفاد عامہ کے پیش نظر
22	جناب محمد لطیف کھوکھر		16	ایچ اینڈ پی پی ڈویژن گوجرانوالہ	6/10/86	ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ آفیسر لاہور ٹاؤن شپ لاہور	7/1/87	مفاد عامہ کے پیش نظر

جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

☆2536۔ جناب سرفراز نواز۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں اگست 1985ء سے تاحال کتنی جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرریاں کی گئی۔ تفصیل کیڈر وار بمع تقرر شدہ افراد کے نام تعلیمی قابلیت بتائی جائے۔

(ب) مذکورہ کیسوں میں سے کتنے افراد کی تقرری (Relaxation of Rules.) کے تحت کی گئی تفصیل بمع نام و وجوہات بیان کی جائے۔

(ج) کیا جز (الف) میں مندرج جریدی آسامیوں پر تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمشن کے ذریعہ اخبارات میں اشتہارات دے کر کی گئی۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات تھیں۔

(د) کیا جز (الف) میں مندرج جریدی وغیر جریدی آسامیوں پر تقرریاں مطلوبہ تعلیمی معیار اور میرٹ پر کی گئی۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ تھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور اس کے ذیلی اداروں میں اگست 1985 سے 31-7-87 تک کل 92 جریدی اور 845 غیر جریدی آسامیوں پر تقرری کی گئی جن کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی گئی فہرست میں شامل ہیں۔

(ب) ایوان کی میز پر رکھی گئی فہرست میں 2197 افراد کی تقرری (Relaxation of Rules) کے تحت مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئی۔ مزید تفصیلات فہرست میں موجود ہیں۔

(ج) جی ہاں۔ سوائے چند ایک کے جہاں مجاز اتھارٹی نے رولز میں نرمی کی اجازت دی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی گئی میں موجود ہیں۔

(د) ماسوائے چند ایک تقرریوں کے جہاں مجاز اتھارٹی نے رولز میں نرمی کی اجازت دی سب تقرریاں تعلیمی معیار اور میرٹ پر کی گئیں۔ تفصیلات ایوان کی میز پر

رکھی گئی فہرست میں درج ہیں۔

(فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

میاں میر ڈرین پر چھت ڈالنے کے لئے اقدامات

☆ 2649۔ جناب غلام احمد خان۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم لاہور کے ساتھ ساتھ بہنے والا گندے نالہ (میاں میر ڈرین) اپنے کھلے منہ اور بدبو کی وجہ سے جانی مالی حادثات کا باعث ہونے کے علاوہ اس سکیم کے لئے بدنما داغ بھی بنا ہوا ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت بڑے پل گلشن راوی لاہور سے بند روڈ لاہور تک متذکرہ گندے نالے کو ڈھانپنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

گلشن راوی سکیم لاہور کے ساتھ بہنے والا نالہ برساتی پانی کے اخراج کے لئے بنایا گیا ہے یہ نالہ چھاؤنی کے علاقے سے شروع ہوتا ہے اور اس میں گلبرگ شادمان چوک لکشمی گوالمنڈی گڑھی شاہو' سمن آباد اور شالیمار کالونی کا گندہ پانی شامل ہوتا ہے اور پھر یہ دریائے راوی میں جا گرتا ہے اس نالے کے کنارے چونکہ اونچے کر دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا یہ نالہ حادثات کا باعث بنتا۔ اس نالے کی لمبائی 10 میل اور چوڑائی 100 فٹ ہے۔ اور اس میں سے تقریباً 900 مکعب فٹ فی سیکنڈ پانی کا اخراج ہے جہاں تک اس کو ڈھانپنے کا سوال ہے۔ یہ تکنیکی بنیادوں پر کسی بھی حالت میں ممکن نہیں اس طرح اس نالے کی صفائی ناممکن ہو جائے گی اور زیادہ تعفن کا باعث بنے گا۔

گلشن راوی کے ساتھ کے ساتھ بہنے والے اس نالے کے اطراف کو پختہ کر دیا ہے۔ تاکہ دونوں اطراف پکی سڑک بن سکے اور نالے کی صفائی باقاعدگی سے ہو سکے۔ جس سے اس کا بہاؤ مزید تیز ہو گا۔ اور لوگوں کو اس کی بدبو سے کسی حد تک نجات مل سکے گی۔

چک خوشی واٹر سپلائی سکیم کی تحقیقات

☆2758۔ سید اصغر علی شاہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک خوشی واٹر سپلائی سکیم 1973ء میں منظور ہوئی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اس سے کن کن مواضعات کو پانی فراہم کیا جاتا تھا اس کی تکمیل پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی۔ اس سے کل کتنی آبادی کو پانی فراہم کیا گیا اس کی موجودہ پوزیشن کیا ہے اور مذکورہ سکیم کی ذیل میں آنے والی جملہ آبادی کو پانی فراہم کرنے کے بارہ میں حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) واٹر سپلائی سکیم چک خوشی 75-1-14 کو حکومت پنجاب نے برطابق چھٹی نمبری 74-63-1/1112 وی۔ ایس او۔ منظور کی تھی۔

(ب) واٹر سپلائی سکیم چک خوشی کے ذریعے موضع جات چک خوشی خیر پور۔ کھنڈوا اور کھوکھر بالا کو پانی مہیا کرنا مقصود تھا۔ یہ سکیم مالی سال 80-1979 میں تقریباً 33 لاکھ 85 ہزار روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی۔ اور اس سے تقریباً 4200 نفوس پر مشتمل دو موضع جات چک خوشی (731 نفوس) اور خیر پور (3479) نفوس کو پانی فراہم کیا گیا جب کہ باقی ماندہ دو موضع جات کھوکھر بالا اور کھنڈوا کو پانی کی سپلائی اس لئے ممکن نہ ہو سکی کیونکہ بلندی پر واقع ان موضع جات کے لئے جو پائپ لائن بچھائی گئیں تھیں ان کے جوڑ درست طریقے پر نہ لگائے گئے تھے جو کہ پانی کا دباؤ برداشت نہ کر سکے مزید براں موضع کھنڈوا کی پائپ لائن کم گہرائی میں لگائی گئیں اور جب محکمہ ہائی وے نے وہاں پختہ سڑک تعمیر کی تو سڑک بنانے والی مشینری پرانی ہو چکی ہے اور نئی مشینری کی ضرورت ہے جب کہ دوسرے موضع جات کو پانی کی فراہمی ناکارہ پائپ لائن کی تبدیلی کے بعد ہی ممکن ہو سکے گی حکومت نے مالی سال 88-1987 کے ترقیاتی پروگرام میں اس منصوبہ کی تجدید کے لئے ایک سکیم منظور فرمائی ہے جس کی تکمیل کے بعد بقیہ موضع جات کو بھی پانی کی فراہمی شروع ہو جائے گی۔ مزید براں سکیم کی ناقص منصوبہ بندی اور تعمیر کے ذمہ دار افراد کی نشان دہی کے لئے تحقیقات کی جا رہی

ہے تاکہ ان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے

ٹاؤن شپ لاہور میں سڑکوں کی تعمیر

☆2841۔ میاں فضل حق۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے لاہور ٹاؤن شپ سکیم سب سے بڑی اور پرانی سکیم ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم بلاک I سیکٹر H اسے میں تمام سڑکیں ٹوٹی پھوٹی ہیں اور ان کی کبھی مرمت نہیں ہوئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ علاقہ میں سیوریج کئی جگہ سے ٹوٹا ہوا ہے میں ہولوں پر ڈھکنے نہیں ہیں جس کی وجہ سے کسی بھی وقت جانی نقصان ہونے کا خدشہ ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ میں پینے کے پانی کی سپلائی بہت کم ہے کئی کئی روز علاقہ کے مکینوں کو پینے کا پانی دستیاب نہیں ہوتا جس کی وجہ سے علاقہ کے عوام شدید پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ علاقہ ہذا میں سٹریٹ لائٹ کا کوئی انتظام نہیں ہے رات کو ہر طرف اندھیرا رہتا ہے اور دن کو چوریاں ہوتی رہتی ہیں۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹاؤن شپ میں علاقہ ہذا کے مکینوں کی بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے سڑکوں اور سیوریج کی مرمت اور آب رسانی اور سٹریٹ لائٹ کا انتظام کرنے کو تیار ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ ان سڑکوں کی چھوٹی موٹی مرمت باقاعدہ طور پر ہوتی رہتی ہے۔ تاہم مالی دشواریوں کی وجہ سے ممکن طور پر مرمت نہیں ہو سکی لیکن اس کے باوجود چند بڑی سڑکیں پچھلے سال مرمت کی گئی تھیں۔ باقی ماندہ اندرونی

سڑکیں بلاشبہ مالی دشواریوں کے باعث تسلی بخش حالت میں نہیں ہیں لیکن ان پر پیچ لگانے کا کام بہرحال جاری ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سیوریج کئی جگہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور مین ہولوں کے ڈھکنے چوری ہو جاتے ہیں یا ٹوٹ جاتے ہیں۔ جن کی مرمت یا تبدیلی سالانہ مالی فنڈز کے مطابق کر دی جاتی ہے۔ جس سے علاقے کے مکینوں کو حتی الامکان سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ اس بلاک میں پانی کی کمی تھی جس کو دور کرنے کے لئے اپریل 87ء میں 1/1/2 کیوسک مقدار کا ٹیوب ویل لگا دیا گیا ہے۔ اور اب پانی کی فراہمی بہتر ہو گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے سٹریٹ لائٹ کا نظام موجود ہے۔ اپریل 87ء میں تمام سڑکوں پر نئی بر یکٹیں بلب لگا کر سٹریٹ لائٹ ٹھیک کر دی گئیں ہیں۔

(و) محکمہ نے اپنے محدود مالی وسائل کے تحت کوششیں کی ہیں کہ آب رسانی سٹریٹ لائٹ اور سیوریج کا نظام مناسب طور پر چلایا جائے نہ تو لاہور کارپوریشن نے اور نہ ہی واسا نے سڑکوں اور سیوریج کا نظام اپنی تحویل میں لیا ہے۔ اور اس وجہ سے حالات مناسب نہیں رہے۔

اب محکمہ نے ایک جامع منصوبہ جناب فضل حق صاحب ایم پی اے کی رائے اور مدد سے تیار کیا ہے۔ جن کے تحت ایک (Special Conservaly Fund) بنایا جا رہا ہے۔ عنقریب سیوریج سڑکوں وغیرہ کی تسلی بخش مرمت شروع کر دی جائے گی جو عرصہ 2 سال میں تقریباً 7 کروڑ روپے لاگت سے مکمل ہو گی۔

ٹیوب ویل ملازم منیر حسین کو تنخواہ کی ادائیگی

☆2871۔ چودھری محمد اصغر۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ رورل واٹر سپلائی سکیم برنالی تحصیل کھاریاں میں تعینات ٹیوب ویل ملازم منیر حسین کو ایک سال سے تنخواہ نہیں ملی مذکورہ اہلکار کو تنخواہ نہ

دینے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اہلکار نے متعدد بار وفاقی محتسب اعلیٰ کو کئی درخواستیں دیں ہیں مگر اس کے باوجود بھی کوئی عمل نہیں ہوا۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ اہلکار کو تنخواہ دینے کو تیار ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ حقیقت نہ ہے کہ منیر حسین کو ایک سال سے تنخواہ نہیں ملی ہے۔ دراصل منیر حسین کو عارضی طور واٹر سپلائی سکیم پر نالی پر یکم جون 1986ء بحیثیت چارج ٹیوب ویل آپریٹر تعینات کیا گیا منیر حسین کی تنخواہ بابت ماہ جون حکومت کی جمع لیکن مسمی مذکور نے تنخواہ وصول نہ کی بلکہ فرضی ڈیوٹی عرصہ 18 ماہ جس کے لئے وہ محکمانہ طور پر بھرتی نہ تھا کے لئے تنخواہ کا مطالبہ کرتا رہا مزید یہ کہ محکمہ متعلقہ سکیم 81-8-8 سے یونین کونسل برنالی کے سپرد کر چکا ہے۔ ثبوت کے طور پر چارج پیپر ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔ مورخہ 81-8-8 سے سکیم پر ملازم کی تنخواہ کی ذمہ دار یونین کونسل برنالی ہے۔

(ب) وفاقی محتسب اعلیٰ کو مخاطب شدہ درخواست کے جواب میں متعدد بار منیر حسین کو ڈیوٹی کے متعلقہ عرصہ دو ماہ آٹھ دن (86-6-1 تا 86-8-8) کی تنخواہ وصول کرنے کہا گیا لیکن وہ تنخواہ وصول کرنے کے لئے ایک دفعہ بھی دفتر نہ آیا۔

(ج) محکمہ بابت مدت 86-6-1 تا 86-8-8 تنخواہ دینے کے لئے تیار ہے۔ کیونکہ مسمی نے صرف اسی مدت کے لئے اپنے سرکاری فرائض سرانجام دئے ہیں۔ اس کے بعد سکیم (جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے) یونین کونسل برنالی کے سپرد برائے دیکھ بھال سپرد کی جا چکی ہے۔

چک نمبرون ایل 18 تحصیل ضلع اوکاڑہ میں پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے اقدامات

☆ 2937۔ چودھری ارشاد علی۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 18 ون تحصیل وضلع اوکاڑہ میں پینے کا پانی مہیا کرنے کی سکیم زیر تعمیر تھی اور اب اس پر کام بند کر دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو کام پائپ لگانے کا ہوا ہے وہ بھی معیار کے مطابق نہیں ہے اگر ایسا ہے تو کیا محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 18 ون ایل میں پانی مہیا کرنے کے لئے گاؤں مذکورہ میں ایک ٹینکی بنا کر گھروں کو پانی سپلائی کرنے کے عوامی مطالبہ کے تحت سکیم محکمانہ طور پر تیار کی گئی تھی اگر ایسا ہے تو اس سکیم کی منظوری کب ہو گی؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ چک نمبر 18 ون ایل کے لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے ٹینکی زیر تعمیر ہے یہ سکیم جس کی تخمینہ لاگت 2137 لاکھ روپے ہے۔ جون 1986 میں منظور ہوئی اور اس پر کام مالی سال 87-1986 میں شروع ہوا جس کے لئے حکومت پنجاب نے شروع میں مبلغ 500 لاکھ روپیہ مختص کیا بعد میں سکیم کی پراگرس کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ نے مبلغ 8،80 لاکھ روپے بنتی ہے یہ تمام رقم محکمہ نے سکیم کے سلسلے میں ماہ جون 1987 تک خرچ کی ہے مالی سال 87-1986 کے ترقیاتی بجٹ میں حکومت نے مذکورہ سکیم کی تکمیل کے لئے مطلوبہ رقم مبلغ 16.00 لاکھ روپے مختص کئے ہیں جس سے سکیم کو انشاء اللہ پروگرام کے مطابق جون 1988 مکمل کر دیا جائے گا۔

(ب) منصوبہ کی تعمیر پر تا حال 6 انچ قطر کے اسٹاس سیمنٹ کے پائپ بچھائے گئے ہیں جو

کہ پاکستان کی دو منظور شدہ فیکٹریاں میں تیار کرتی ہیں اور ان کے معیاری ہونے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں جتنے پائپ بچھائے گئے ہیں وہ تمام معیاری ہیں اور سپیسی فی کیشن کے مطابق ہیں۔

(ج) حکومت کی پالیسی کے مطابق گھر گھر پانی کنکشن دینے کے لئے پائپ لائن اور اونچی ٹینکی بنانے کی تجویز پر صرف اس وقت غور ہو سکتا ہے جب کہ گاؤں کی آبادی 5000 نفوس سے زائد ہو آبادی کم ہونے کی صورت میں حکومت کی پالیسی کے مطابق گاؤں میں مختلف مقامات پر چھوٹی چھوٹی ٹینکیوں میں پانی پہنچایا جاتا ہے جہاں سے لوگ خود پانی اپنی ضرورت کے مطابق حاصل کر سکتے ہیں چونکہ 18 ون ایل کی آبادی جس کا اندازہ 1996ء تک 4942 نفوس لگایا گیا ہے جو کہ 5000 سے کم ہے اس لئے یہاں پر پانی مہیا کرنے کی سکیم چھوٹی ٹینکیوں پر منحصر کی گئی۔

پانچ ہزار سے کم آبادی والے دیہات میں بالائی مخزن کی بجائے زمینی ٹینک بنانے کی پالیسی کے پیش نظر منہائے مقصود یہ ہے کہ کم لاگت کی سکیمیں بنا کر زیادہ سے زیادہ آبادی کو فائدہ پہنچایا جائے۔ حکومت کی اس وضع شدہ پالیسی کی موجودگی میں کسی خاص دیہات کے لئے امتیازی سلوک روا رکھنا ممکن نہیں۔

ون ایل اور ون اے ایل رینالہ خورد میں پینے کے پانی کی فراہمی

☆2938۔ چودھری ارشاد علی۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رینالہ خورد کے علاقے خصوصاً ون ایل (107) اور ون اے ایل (AL-1) کا زیر زمین پانی سخت کڑوا ہے اور پینے کے لئے لوگ اپنے اپنے گاؤں کے تالابوں ڈگیوں سے نہری پانی استعمال کرتے ہیں جو انسانی صحت کے لئے نہایت مضر ہے اور اس علاقے کے باسیوں کے لئے صاف پینے کے پانی کا ایک بہت بڑا انسانی مسئلہ ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ رینالہ خورد کو سال رواں میں صرف ایک منصوبہ پینے کا پانی مہیا کرنے کی کے تحت دیا گیا اور وہ بھی فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس انسانی مسئلہ زندگی کو حل کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی ہیں تاکہ رینالہ خورد کے حلقہ ون ایل اور ون اے ایل کے باسیوں کو پینے کا صاف پانی مہیا ہو سکے اور کیا حکومت اس ضمن میں مذکورہ علاقے کے لئے زیادہ منصوبہ جات منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کس قدر رقم فراہم کی جائے گی تفصیل سے آگاہ فرمائیں اگر نہیں تو وجہ؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) ہاں یہ درست ہے۔ کہ رینالہ خورد کے علاقہ ون ایل اور ون اے ایل کا زیر زمین پانی سخت کڑوا ہے۔ اور پینے کے لئے موزوں نہیں۔

(ب) مالی سال 87-1986 میں 3.80 لاکھ کی رقم خرچ کی گئی ہے منصوبہ کی تکمیل کے لئے بقایا رقم مبلغ 16.00 لاکھ روپے حکومت نے مالی سال 88-1987 کی ترقیاتی پروگرام میں مخصوص کئے ہیں جس سے منصوبہ کی تکمیل انشاء اللہ جون 1988ء تک پروگرام کے مطابق متوقع ہے۔

(ج) اس علاقہ میں مندرجہ ذیل فراہم آب کی سکیمیں گذشتہ پانچ سالوں میں مکمل ہو چکی ہیں۔

1۔ فراہمی آب سکیم ایل 1/1
2۔ فراہمی آب سکیم ایل اے 21/1
3۔ فراہمی آب سکیم ایل اے 19/1
4۔ فراہمی آب سکیم ایل اے 7/1
5۔ فراہمی آب سکیم ایل اے 7/
6۔ فراہمی آب سکیم ایل اے 18/1

7۔ فراہمی آب سکیم ایل اے 20/1
8۔ فراہمی آب سکیم ایل اے 20/2
9۔ فراہمی آب سکیم ایل اے /33

حکومت نے نئے منصوبہ جات برائے فراہمی و نکاسی آب کے لئے مالی سال 88۔1987 کے ترقیاتی پروگرام میں 53 کروڑ 24 لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے نئے منصوبہ جات کا انتخاب صنعتی ترقیاتی کمیٹیاں جو کہ متعلقہ ضلع کے سینٹروں ایم این اے ۔ ایم پی اے حضرات پر مشتمل ہیں کر رہی ہیں اس طرح پر منتخب ممبر کو اپنے حلقہ کی دیہی منصوبہ جات برائے فراہمی آب یا نکاسی آب پر عملدر آمد کا موقع فراہم کیا گیا ہے

واسا کی ناقص کارکردگی کی وجوہات

☆3006۔ **میاں محمد اسحاق**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے تحت واسا کا محکمہ بھی کام کر رہا ہے جس کا کام سیوریج اور پانی کی فراہمی کا انتظام ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ واسا نے اس کام کے لئے اپنے تحت ایک اور ایجنسی بنائی ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو واسا کے ہوتے ہوئے اس کے تحت ایک اور ذیلی ایجنسی کیوں قائم کی گئی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ حقیقت ہے کہ ایل۔ ڈی۔ اے کے تحت واسا کا محکمہ کام کر رہا ہے جس کا کام سیوریج اور پانی کی فراہمی کا انتظام کرنا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) جزو (ب) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

ٹاؤن شپ سکیم کی سڑکوں کی مرمت

☆3018 جناب طاہر احمد شاہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور ٹاؤن شپ سکیم سب سے بڑی پرانی سکیم ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ سکیم ہذا کی بیشتر سڑکیں بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں جو بارش کے دنوں میں جوہڑ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور علاقہ کے عوام کے لئے شدید پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے سکیم ہذا کے سیکٹر نمبر1 بلاک نمبر اے 2 کی بیشتر سڑکیں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں جن کی مرمت نہیں کی جا رہی۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سیکٹر میں سیوریج کا نظام بہت خراب ہو چکا ہے مین ہولوں کے ڈھکنے غائب ہیں جو کسی وقت بھی جانی نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔

(ر) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیکٹر ہذا میں سٹریٹ لائٹ نہ ہے جس کی وجہ سے آئے دن چوریاں ہوتی رہتی ہیں۔

(س) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیکٹر نمبر1 بلاک نمبر اے 2 میں پانی کی سپلائی بہت کم ہے جس کی وجہ سے عوام کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کئی کئی روز پانی کی سپلائی معطل رہتی ہے اور اگر پانی کی سپلائی ہوئی بھی ہے تو بہت کم مقدار میں۔

(ص) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کے لئے تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ سڑکیں آج سے 20 سال پہلے کی بنی ہوئی ہیں اور بیشتر سڑکیں اور گلیاں خستہ حالت میں ہیں

(ج) سڑکوں کی سالانہ مرمت معمول کے مطابق کی جاتی ہے۔ سکیم پر معمول کے مطابق سالانہ مرمت کے لئے خرچ کی جانے والی رقم اتنی نہیں ہوتی کہ تمام

سڑکیں مرمت کی جا سکیں۔

(د) اس حد تک درست ہے کہ سیوریج کا نظام چھ انچ سیور تک ناکارہ ہو چکا ہے تاہم اس کی مرمت وغیرہ کے لئے تخمینہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اور فنڈز کی فراہمی پر ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جائے گا ڈھکنوں کی فراہمی سالانہ مرمت کے تخمینے کے مطابق کر دی جاتی ہے۔

(ر) مذکورہ بلاک میں اپریل 1987ء میں تمام سڑکوں پر نئی بریکٹس لگا کر سٹریٹ لائٹ ٹھیک کر دی گئی ہے اور اندرونی سڑکوں پر بھی نئے بلب مہیا کر کے سٹریٹ لائٹ کا مناسب بندوبست کر دیا گیا ہے۔

(س) مذکورہ بلاک میں پانی کی کمی دور کرنے کے لئے اپریل 1987ء میں محکمہ نے ایک نیا ٹیوب ویل 1.5 کیوسک مقدار بلاک نمبر 3 میں نصب کر کے چالو کر دیا ہے۔ جس سے بلاک مذکورہ میں پانی کی فراہمی بہتر ہو گئی ہے۔

(ص) بلاک مذکورہ کے مکینوں کو بنیادی ضروریات مہیا کرنے کے لئے موجودہ نظام کی درستگی کا پروگرام مرتب کر لیا گیا ہے جس کی منظوری اصولی طور پر ہو چکی ہے۔ پروگرام کے مطابق فنڈز مہیا ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

انجمن بیت النور کو پلاٹ کی الاٹمنٹ میں تاخیر کی وجوہات

☆3010۔ **مولانا محمد غیاث الدین**۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ محکمہ متعلقہ نے پلاٹ نمبر 326 بلاک نمبر 2 سیکٹر اے 2 ٹاؤن شپ لاہور مسجد کی تعمیر کے لئے مختص کیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انجمن بیت النور (رجسٹرڈ) نے اس پلاٹ کی الاٹمنٹ کی درخواست 1982ء میں دی تھی۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ پروجیکٹ ڈائریکٹر لاہور ٹاؤن شپ سکیم نے اپنی چٹھی نمبری۔ ڈی ایچ او ایل ٹی ایس 2/اے۔2/2764-25 مورخہ 21 جون 1983 کے تحت ڈپٹی کمشنر لاہور اور ڈسٹرکٹ خطیب لاہور (محکمہ اوقاف) سے

پلاٹ کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں این او سی مانگا تھا جو کہ ڈسٹرکٹ خطیب نے بھی دے دیا تھا اور ڈپٹی کمشنر نے بھی اپنی چٹھی نمبری ایچ سی (جی) 20216 مورخہ 29 دسمبر 1983 کے تحت جاری کر دیا تھا

(ج) 20216 مورخہ 29 دسمبر 1983ء کے تحت جاری کر دیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ خطیب اور ڈپٹی کمشنر لاہور کی طرف سے این او سی جاری ہوئے تقریباً چار سال گزر چکے ہیں لیکن اس کے باوجود انجمن مذکور کے نام مسجد کے لئے پلاٹ کی الاٹمنٹ کے احکامات جاری نہیں کئے گئے جب کہ گرین ٹاؤن میں ایسے ہی دو کیسوں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس خالص دینی معاملہ میں محکمہ مذکورہ کی طرف سے اس تاخیر کی وجوہ کیا ہیں نیز حکومت کب تک اس پلاٹ کی الاٹمنٹ کے احکامات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) درست ہے

(ب) درست ہے

(ج) درست ہے

(د) یہ درست ہے کہ NOC ڈپٹی کمشنر کی طرف سے جاری کی گیا اور مروجہ پالیسی کے تحت ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی کے اجلاس میں بھی پیش کیا گیا تھا صدر ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی (کمشنر لاہور ڈویژن) نے فیصلہ کیا کہ مسجد کے لئے کوئی دوسرا مناسب پلاٹ دے دیا جائے کیونکہ مذکورہ پلاٹ کے قریب پہلے سے ہی تقریباً 3061 رقبہ پر ایک جامع مسجد موجود ہے۔

اراکین اسمبلی کی فہرست جنہیں پلاٹ الاٹ کئے گئے

☆ 3081۔ حاجی چودھری مشتاق حسین۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے یکم مارچ 1985ء سے 30 جون 1987ء تک کئی اراکین قومی وصوبائی اسمبلی اور سینیٹرز اور بعض دیگر افراد کو سرکاری پلاٹ دئے ہیں اور اس کے علاوہ اسلام آباد میں بھی حکومت پنجاب کی سفارش پر اراکین اسمبلیوں کو پلاٹ ملے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے تمام اراکین اسمبلی اور دیگر افراد کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے جنہیں صوبے میں پلاٹ دئے گئے یا صوبائی حکومت کی سفارش پر اسلام آباد میں پلاٹ ملے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) جی ہاں

(ب) یکم مارچ 1985ء تا 30 جون 1987ء جن اراکین قومی صوبائی اسمبلی و سینیٹرز اور بعض دیگر افراد کو سرکاری پلاٹ دئے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

ٹاؤن شپ میں واقع پلاٹ کی کمرشل قیمت وصول کرنے کی وجوہات

☆3100۔ چودھری خادم حسین۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور ٹاؤن شپ میں حکومت نے ساڑھے چار مرلہ کا ایک پلاٹ 1985ء میں ایک شخص عبدالخالق کو الاٹ کیا تھا جس کا نمبر بلاک اسکیٹر II اے مکان نمبر 534 ٹاؤن شپ لاہور ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ پلاٹ کی قیمت 1920 روپے مقرر کی گئی تھی۔ جو کہ مذکورہ الاٹی نے یکمشت ادا کر دی تھی۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 1987ء میں ایل ڈی اے کی طرف سے مذکورہ شخص

کو ایک مراسلہ نمبر 867 مورخہ 13 مئی 1987 از دفتر ایس ڈی او بلڈنگ شپ سب ڈویژن لاہور کی طرف سے موصول ہوا ہے کہ وہ مذکورہ پلاٹ کی کمرشل قیمت 22500 روپے ادا کرے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ساڑھے چار مرلہ کے پلاٹ میں مذکورہ شخص نے صرف ڈیڑھ مرلہ جگہ پر دو دکانیں تعمیر کی ہیں۔

(ہ) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کس رولز کے تحت یہ رقم وصول کر رہی ہے؟

پارلیمانی سکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) جی ہاں

(ب) پلاٹ مذکورہ رقبہ 5 مرلہ مربعہ فٹ ہے۔ جس کی عارضی قیمت الاٹی مذکورہ نے بحساب مبلغ 400 روپیہ مرلہ ادا کر دی ہوئی ہے۔ جو کہ مبلغ 2100 روپے ہے جو کہ حتمی نہ ہے۔

(ج) جی ہاں۔ یہ پلاٹ بطور رہائشی الاٹ ہوا تھا۔ اور الاٹی مذکور اس کو بطور کمرشل استعمال کرتا ہے۔ گورنمنٹ پالیسی کے تحت الاٹی مذکورہ کمرشل فیس مبلغ پانچ ہزار روپے فی مرلہ دینے کا پابند ہے۔

(د) جی ہاں۔

(ر) گورنمنٹ کی مجوزہ پالیسی کے تحت الاٹی مذکورہ تمام پلاٹ کی کمرشل فیس دینے کا پابند ہے۔ چاہے وہ ڈیڑھ مرلہ بطور کمرشل استعمال کرے یا کل پلاٹ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

قصبہ وہوا تحصیل تونسہ میں پینے کے پانی کی فراہمی

250۔ **چودھری اصغر علی گجر۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ کے قصبہ وہوا میں پینے کے پانی کی شدید قلت کے خاتمے کے لئے آبپاشی سکیم پر اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور

اگر سکیم پر کثیر رقم خرچ ہوئی ہے تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اب بھی قصبہ مذکور کے عوام صاف اور میٹھا پانی پینے سے محروم ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ آبنوشی کے لئے واٹر کنکشن دس دس فٹ تک زیر زمین نہیں لگے ہوئے جہاں سے پانی حاصل کرتے وقت انسانی جانوں کے ضیاع کا خطرہ رہتا ہے۔

(د) کیا وہوا کے غربی علاقہ و نہر میں اونچی سطح ہونے کی وجہ سے فراہمی آب کا کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے اور کیا پل و نہر پر نلکی کی تعمیر کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ہ) ٹھیلو کے مقام پر آبنوشی کے ٹیوب ویلوں کی خرابی کا ذمہ دار کون ہے اور ٹیوب ویل خراب ہونے کی صورت میں کوئی متبادل انتظام کیا گیا ہے۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ حکومت وہوا کے مغرب میں پہاڑ کے اندر پانی کے صاف چشمے کو بذریعہ پائپ لائن وہوا شہر کی آبنوشی کے لئے استعمال کرنے پر غور کر رہی ہے کیونکہ اس سے پائپ لائن کے خرچے کے علاوہ اور کوئی خرچہ نہیں آئے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ کے قصبہ وہوا میں پینے کے پانی کے لئے اب تک 24'95000 روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ چونکہ وہوا کا زیر زمین پانی کڑوا ہے اور وہاں پر پینے کے پانی کے لئے ٹیوب ویل نہیں لگائے جا سکتے اس لئے وہوا سے چھ میل دور قصبہ لتھڑا میں جہاں کا زیر زمین پانی میٹھا ہے 1975-76ء میں تین عدد ٹیوب ویل لگائے گئے تھے اور 6 انچ کے پائپ کے ذریعے پانی وہوا کو پہنچایا گیا ہے 1979-80ء میں پانی کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے ایک توسیعی سکیم کے تحت ایک عدد مزید ٹیوب ویل لگایا گیا۔ یہ دونوں منصوبہ جات اگست 1980ء میں یونین کونسل وہوا کے سپرد کر دئے گئے چونکہ ان ٹیوب ویلوں کو جنریٹنگ سیٹ کے ذریعے بجلی مہیا کی جاتی تھی۔ اس لئے یونین

کونسل نے بچت کی خاطر پرانے تین عدد ٹیوب ویل پانی کا اخراج کم ہونے کی وجہ سے بند کر دیئے اور صرف نیا ٹیوب ویل چلاتے رہے۔ جس میں سے پانی کا اخراج زیادہ تھا۔ تین سال تک ٹیوب ویل بند رہنے کی وجہ سے ان کے فلٹر بند ہو کر نا قابل استعمال ہو چکے ہیں اس وقت صرف ایک ٹیوب ویل چل رہا ہے جو کہ قصبہ کی ضرورت جزوی طور پر پورا کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ قصبہ مذکور کے عوام صاف پانی سے محروم ہیں اس قصبہ کے لوگ لتھڑا سے درآمد شدہ صاف پانی جزوی طور پر پینے کے لئے استعمال کر رہے ہیں لیکن نہانے اور کپڑے دھونے کے لئے یہ قدرتی ندی گنگ کا پانی استعمال کرتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ واٹر کنکشن دس فٹ زیر زمین 3 سے 4 فٹ کی گہرائی میں لگائے گئے ہیں۔ البتہ جن لوگوں نے گھروں کے سامنے گلیوں میں مٹی ڈال کر ان کو اونچا کر لیا ہے وہاں یہ نیچے دب گئے ہیں مگر ان سے پانی حاصل کرنے میں انسانی جانوں کے ضیاع کا کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہی آج تک کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔

(د) قصبہ لتھڑا میں ایک واٹر سپلائی سکیم 84-1983ء میں مکمل ہوئی اس سکیم کے تحت دو عدد ٹیوب ویل اور تین عدد گراؤنڈ سٹوریج ٹینک بنائے گئے تھے۔ جن کی پانی جمع کرنے کی استطاعت حسب ذیل ہے۔

1۔ 3000 گیلن ٹینک = 2عدد

2۔ 2000 گیلن ٹینک = 1 عدد

کل استطاعت = 8000 گیلن

اس قصبہ کے لئے کوئی نیا منصوبہ نہیں بنایا گیا۔ اور نہ ہی کوئی ٹینکی کی تعمیر کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے کیونکہ قصبہ ہذا میں قبل ازیں ایک سکیم موجود ہے اور اہل قصبہ مذکورہ سکیم سے استفادہ کر رہے ہیں۔

(ح) لتھڑا میں آب نوشی ٹیوب ویل کی خرابی کا ذمہ دار یونین کونسل وہوا ہے جنہوں نے تین سال تک ان ٹیوب ویلوں کو مکمل طور پر بند رکھا جس کی وجہ سے ان کے فلٹر بند ہو گئے اور دوبارہ چلانے پر نہ چل سکے آب رسانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ڈویلپمنٹ کمیٹی ڈیرہ غازی خاں نے قصبہ وہوا دیگر علاقوں کے لئے اس منصوبہ کی برائے سال 90-1987 سفارش کی ہے۔ جس کے قابل عمل ہونے کی رپورٹ اور تخمینہ تیاری کے مراحل میں ہے۔

(د) وہوا کے مغرب میں پہاڑ کے اندر بستی باجہ کے قریب ایک چشمہ موجود ہے جس کا پانی بستی باجہ اور بستی گودر کی ضروریات کو بڑی مشکل سے پورا کر سکے گا۔ اس چشمے میں پانی کی مقدار اتنی نہیں ہے کہ اس کو بذریعہ پائپ لائن وہوا تک لایا جا سکے بلکہ اس پانی کے لئے بستی باجہ اور بستی گودر کے لوگوں کے درمیان جھگڑا چل رہا ہے۔ جس کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہو سکا۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ اب ہم تحریک استحقاق نمبر7 کو لیتے ہیں میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب آپ کی ہے۔

اسلحہ لائسنس کی تجدید کی فیس میں اضافہ کے سلسلے میں ایوان کو اعتماد میں نہ لینا (جاری)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر میں اپنی یہ تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کر چکا ہوں اس پر اپنا مختصر بیان پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ جناب والا! معاملہ یہ ہے کہ ایک بار حکومت پنجاب نے اسلحہ لائسنس کی ابتدائی فیس ایک ہزار مقرر کر دی تھی اور اس ایوان کے متعدد ارکان نے التوا کی تحریکیں پیش کیں جنہیں باضابطہ قرار دے کر اس پر

بحث ہوئی اور اس ایوان میں جناب قائد ایوان نے اس ایوان کے اراکین کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس ابتدائی اسلحہ فیس میں اضافہ کا جو اعلان کیا گیا تھا اسے واپس لے لیا لیکن گذشتہ سیشن نے جب حکومت پنجاب کے وزیر خزانہ نے اس ایوان میں بجٹ پیش کیا تو انہوں نے تجدید کی فیس میں اضافے کا اس ایوان میں اعلان کیا اور اس کے ساتھ ایک فقرہ یہ بھی کہا کہ اسلحہ لائسنس کی ابتدائی فیس میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ مگر اس ایوان کو یہ بتانا مناسب نہ سمجھا کہ ابتدائی فیس میں اضافہ کس حساب اور کس شرح سے کیا جا رہا ہے۔ محکمہ داخلہ نے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنر کو ایک چٹھی روانہ کی ہے جس میں یہ بات تحریر کی ہے کہ جو شخص نیا لائسنس حاصل کرے گا اسے ایک ہزار روپے سے لے کر تین ہزار روپے تک ابتدائی فیس ادا کرنا ہو گی۔

جناب والا! جب یہ معزز ایوان ایک بار بڑا واضح فیصلہ کر چکا ہے اور جناب قائد ایوان اس فیصلہ کو واپس لے چکے ہیں تو جناب وزیر خزانہ نے بڑے غیر محسوس طریقے سے اس اضافہ کی شرح کا ذکر کئے بغیر اس اضافہ کا از سر نو اعلان کر دیا اور اس ہاؤس کے معزز اراکین کو اس بات کا پتہ اس وقت چلا جب وہ چٹھی اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ملی تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اگر وزیر خزانہ کو اس ایوان کے اراکین پر اس بات کا اعتماد تھا تو وہ اس اضافہ کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لیں گے۔ تو پھر انہیں اخلاقی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس اضافے کے فیصلے کا اعلان کرنا چاہئے تھا مگر انہوں نے اس غیر محسوس طریقہ سے اس فیصلہ کا اعلان کیا اور اس چٹھی کے ذریعہ سے ہم پر یہ انکشاف ہوا کہ اسلحہ کی ابتدائی فیس میں دوبارہ اضافہ کر دیا گیا ہے جناب والا اس طرح سے ہمارے جتنے بھی رائے دہندگان ہیں ان کے دلوں میں اس قسم کے احساسات پیدا ہوئے ایک طرف تو اراکین کے کہنے پر ابتدائی فیس میں جو اضافہ کیا گیا تھا اس کو حکومت نے واپس لے لیا اور دوسرے ہی روز وہ حکومت ایک سرکاری چٹھی کے ذریعہ سے اسلحہ کی ابتدائی فیس میں اضافہ کا اعلان کر دیتی ہے جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ نے ہم اراکین صوبائی اسمبلی کو اعتماد میں لینے کی کوشش نہیں کی اگر وہ اعتماد میں لینے کی کوشش کرتے یا ان کی یہ خواہش ہوتی کہ وہ ہمیں اس بات میں اعتماد میں لینا چاہتے ہیں تو پھر اس کا ایک بین اعلان اس

ایوان میں کیا جاتا جناب والا! اس طرح ہمارے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ہمیں یہ بتانے تک کی کوشش نہیں کی گئی اور اس چٹھی کے ذریعے سے یہ انکشاف ہوتا ہے۔ کہ اسلحہ کی ابتدائی فیس میں ایک بار پھر اضافہ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں وزیر خزانہ کے اس طریقہ واردات سے اس ایوان کے تمام معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ جب حکومت ایک دفعہ اعلان کر دیتی ہے کہ اس نے جو ابتدائی اسلحہ فیس میں جو اضافہ کیا تھا اس کو واپس لے لیا ہے تو دوبارہ اس فیس کو لاگو کرنے کا حکومت کے پاس کوئی اخلاقی جواز نہیں تھا۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزارت خزانہ اور وزارات داخلہ کے اس اقدام سے ارکان اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق کو شرف پذیرائی دیا جائے اور اسے استحقاقات کی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

وزیر خزانہ۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اور اس کے حوالے سے انہوں نے فرمایا ہے کہ ایسا قدم جان بوجھ کر اٹھایا گیا جس سے اس ایوان کو اعتماد میں نہ لیا جائے اور ایک ایسا کام کیا جائے جو ان کے بقول نہ ہو سکتا تھا اسے جان بوجھ کر بعد میں کیا گیا ہے میں انکی خدمت میں یہ گذارش کروں گا یہ سب مفروضے ہیں اور ان میں کوئی صداقت نہیں اگر ہم اس تحریک کے قانونی پہلو کو مد نظر رکھیں تو یہ تحریک سرے سے تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں کیونکہ کسی استحقاق کا مجروح ہونا اس وقت ہوتا ہے جب کسی مسئلے کا تعلق اس استحقاق سے ہو جو قانون یا آئین کے تحت وضع کردہ قواعد کی روسے ممبران اسمبلی کو دیا گیا ہو یا مسئلہ کسی ایسے خاص وقوعہ سے متعلقہ ہو جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہو اس تحریک کا تعلق کسی ایسے استحقاق سے نہیں جو کسی قانون یا ضابطہ کے تحت دیا گیا ہو نیز اس کا تعلق حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے کسی واقعہ سے نہیں کیونکہ شرح فیس میں اضافے کا نوٹس تین ماہ پہلے جاری ہوا تھا۔ متعلقہ نوٹیفکیشن 30 جون 1987ء کو جاری ہوا تھا جب کہ صوبائی اسمبلی کا بجٹ اجلاس جاری تھا۔ یہ بجٹ اجلاس دو جولائی کو ملتوی ہوا تھا۔ معزز ممبر صوبائی اسمبلی کو یہ سوال سابقہ اجلاس میں اٹھانا چاہئے تھا۔

نمبر3۔ پاکستان آرمز آرڈیننس 1965ء کی دفعہ 11 کے تحت گورنمنٹ بذریعہ نوٹیفکیشن اسلحہ کی لائسنس فیس کے متعلق رولز بنا سکتی ہے لہٰذا شرح فیس میں اضافہ کی منظوری صوبائی اسمبلی سے لینا ضروری نہ تھی۔ اسلحہ فیس پر نظرثانی کا ذکر بجٹ تقریر میں صرف اس لئے کیا گیا تھا کہ ہم یہ ایوان کو بتا سکیں کہ اپنے محدود ذرائع ہونے کے باوجود ہم Indirect ٹیکسیشن کو نافذ کرنے کے بغیر بھی ہم کس طرح....

جناب والا! اس ایوان میں میرا خیال ہے کہ دو کام اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ براہ کرم ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں۔ چودھری صاحب فرمایئے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا! میں گذارش کر رہا تھا کہ مقصد بجٹ تقریر میں ایسے ٹیکسز کا یا ایسی فیسوں کے بڑھانے کا صرف اور صرف یہ تھا کہ ہم اس معزز ایوان کو بتا سکیں کہ اپنی Narrow Taxation کی Base ہونے کے علاوہ اور یہ چیز مد نظر رکھتے ہوئے کہ ہم نے عوام پر کوئی Indirect Taxation نہیں کرنا ہے۔ ہم پھر بھی کوشش کر رہے ہیں کہ ایسے Taxes Introduce کر سکیں یا فیسیں بڑھا سکیں جس سے کہ بجٹ میں اضافہ ہو اور ہم اپنے صوبہ کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ سرمایہ مہیا کر سکیں۔ حکومت کا قطعاً کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا کہ کسی بات کو ایوان سے پوشیدہ رکھا جائے۔ ایوان کو اس فیصلے سے جیسا کہ فاضل رکن نے خود ہی بتایا ہے آگاہ کیا تھا اور کسی بات کو چھپانے کا مقصد نہیں تھا۔ اگر ہم ایسی باتوں کو مزید بجٹ تقریر میں شامل کرتے جاتے تو بجٹ تقریر جو کہ عام حالات میں بہت لمبی ہوتی ہے اس میں مزید اضافہ ہوتا اور اس سے بجٹ تقریر کے لمبے ہو جانے کا خدشہ تھا۔ تو میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کو یہی گذارش کروں گا کہ اس میں کوئی ایسا استحقاق جو کہ کسی قانون کے تحت اس ایوان کو دیا گیا ہو مجروح نہیں ہوا۔ جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حکومت نوٹیفکیشن کے ذریعے کسی وقت بھی اسلحہ فیس میں اضافہ بھی کر سکتی ہے۔ کمی بھی کر سکتی ہے اور مناسب وقت پر مناسب اقدام بھی کر سکتی ہے۔ تو میں یہی گذارش کروں گا کہ یا تو فاضل ممبر اس تحریک کو واپس لے لیں یا آپ اسے بے ضابطہ قرار دے دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جنجوعہ صاحب ! آپ کو کونسی صورتحال زیادہ پسند ہے؟ آپ وزیر صاحب کے بیان سے مطمئن ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا ! قطعاً مطمئن نہیں ہوں۔ کیونکہ اگر یہ مسئلہ میری ذات سے متعلق ہوتا تو شائد میں ان کے بیان سے مطمئن ہو جاتا لیکن یہ پورے ایوان کے استحقاق کا مسئلہ ہے کہ ایک فیصلے کا اعلان اس ایوان میں کیا جاتا ہے اور اس ایوان کا ایک متفقہ فیصلہ ہے جس پر جناب قائد ایوان اس ایوان میں اعلان کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد جناب وزیر خزانہ جب بجٹ تقریر کرتے ہیں تو اسلحہ کی Initial Grant گرانٹ میں اضافے کا ذکر تک نہیں کرتے۔ اور اس کے بعد جب محکمہ داخلہ کی طرف سے نوٹیفکیشن جاری ہوتا ہے تو اس میں Initial Grant میں اضافہ کر دیا جاتا ہے جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا ! آئین کی رو سے اور قانون کی رو سے بھی کوئی ٹیکس اس ایوان کی منظوری حاصل کئے بغیر۔ اس ایوان کی رضامندی حاصل کئے بغیر لاگو نہیں کیا جا سکتا کیا موجودہ صورت حال میں اسلحہ کی Initial Grant میں اضافہ کے فیصلہ کی کوئی منظوری اس ایوان سے حاصل کی گئی ہے۔ اگر نہیں کی گئی تو پھر اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ شکریہ۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا ! میں یہ پہلے ہی گذارش کر چکا ہوں کہ پاکستان آرمز آرڈیننس 1965ء کی دفعہ 11 کے تحت حکومت نوٹیفکیشن کے ذریعے کسی وقت بھی اسلحہ کی لائسنس فیس کے متعلق کوئی فیصلہ کر سکتی ہے۔ عوام کے علم میں لانے کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ ہم بجٹ تقریر میں اپنے Resources کی Mobilization بتانا چاہتے تھے کہ ہم اس دفعہ اپنے resources کو کس طرح بڑھا رہے ہیں۔ اس میں ایوان کی منظوری لینا ضروری نہیں تھی۔ اگر فاضل ممبر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے یہ بات ایوان کے علم میں لانے میں کوئی غلطی کی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ دوبارہ اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارا فرض تو یہ ہے کہ ہم جو بھی کام۔ جو بھی ذرائع استعمال کریں گے دو صورتوں میں ایسے ذرائع جہاں ایوان کی منظوری لینا ضروری ہے وہ بھی ایوان کے سامنے لائیں گے۔ جہاں ایوان کی منظوری لینا ضروری نہیں ہے وہ بھی اس ایوان کی اطلاع کے لئے ہم ضروری

سمجھتے ہیں کہ اس ایوان میں اس کا ذکر کیا جائے۔ لیکن اگر انہیں یہ اعتراض ہے کہ ایسے اقدام کی جس کی اس ایوان سے منظوری لینے کی ضرورت نہ ہو اسے اس ایوان میں قابل ذکر نہ لایا جائے یا اس ایوان کے علم میں نہ لایا جائے تو پھر ہم اس کے متعلق بھی سوچ سکتے ہیں بہر حال یہ ان کی تحریک قطعاً نہیں بنتی۔ Technical Point of View سے بھی نہیں بنتی اور Legal Point of View سے بھی نہیں بنتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تشریف رکھیئے۔ جنجوعہ صاحب آپ کی تحریک استحقاق خلاف قانون خلاف ضابطہ ہے اس میں نو ٹیفکیشن 30 جون 87 کو جاری ہوا تھا جس کی رو سے اسلحہ لائسنس فیس میں اضافہ کیا گیا ہے گزشتہ اجلاس مورخہ 2۔ جولائی 87 کو ختم ہوا تھا اس لئے اس میں recent occurrence نہیں بنتا اس لئے آپ کی یہ تحریک استحقاق خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق میاں محمد اسحاق صاحب کی ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! اس وقت وزیر متعلقہ تشریف فرما نہیں ہیں اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں پیش کر دیتا ہوں۔

وزیر قانون۔ آپ پیش کریں۔ اس کا جواب میں دونگا۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے میں عرض کروں گا کہ یہ استحقاق کا مسئلہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہی اس کے بارے میں بہتر فرما سکتے ہیں۔

وزیر قانون۔ جیسے آپ کی مرضی۔ اگر آپ مجھے حکم فرمائیں تو میں تیار ہوں ورنہ آپکی مرضی۔

میاں محمد اسحاق۔ اگر میرا استحقاق آپ کے متعلق مجروح ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ ٹھیک ہے کہ آپ جواب دے دیں۔

وزیر قانون۔ میرا استحقاق اتنا کمزور نہیں ہے کہ بار بار مجروح ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب کیا چاہتے ہیں کہ اس کو Pending رکھ لیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جی میں اسے پیش کر دیتا ہوں۔ اور وزیر متعلقہ جب ایوان میں تشریف لائیں تو وہ اس کا جواب دے دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔ کیا فرمایا؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! اگر وہ اس کے قانونی پہلوؤں پر جواب دے سکیں۔

وزیر قانون۔ اگر تو یہ تحریک ان کی ذات سے منسلک ہے۔ تو پھر تو آپ انتظار کر لیں ورنہ تو اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ نے ان کی ذات سے کوئی جواب حاصل کرنا ہے تو اور بات ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! statment آپ نے سن کر اپنی جیب میں رکھی ہے تو آپ ان کے behalf پر کہیں گے کہ میں نے statement نہیں دی۔

وزیر قانون۔ statement انہوں نے ضرور دی ہے ہم own کرتے ہیں وہ اس وقت کے واقعہ کے مطابق تھی اب اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ چودھری صاحب آپ ہر کام کے لئے تیار نہ رہا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب۔ میں اس سلسلہ میں عرض کرونگا کہ اس میں debate کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اس کو اگر پیش کرنا چاہیں تو کریں اگر اس کو pending رکھوانا چاہتے ہیں تو پھر اس کو رکھ لیتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ میں اس کو پیش کرتا ہوں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں اسے پیش کر دیتا ہوں۔

وزیر قانون۔ میرے خیال میں اسے۔ pending کر لیں کیونکہ ان کی anxiety یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ وائیں صاحب سے جواب لینا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے میاں صاحب! یہ کل تک کے لئے ملتوی کر لیتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں اسے پیش کر دیتا ہوں اور چودھری صاحب اس کا جواب کل تیار کر کے لے آئیں گے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں اگر آپ آج اس پر statement وغیرہ نہیں دیں گے تو پھر اسے کل تک کے لئے pending کر لیتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ چودھری صاحب! اس میں کچھ ایسی چیزیں ہیں...

وزیر قانون:۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ان کی آمد کا انتظار کر لیتے ہیں۔
میاں محمد اسحاق۔ اس میں کچھ facts and figures بھی ہیں اگر آپ جواب دینا چاہیں۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب! تشریف رکھیئے۔ اسے کل تک کے لئے Pending کر لیتے ہیں۔

باکسنگ کے عالمی چیمپئن محمد علی کے دورہ پاکستان کے دوران ان کے سامنے لڑکیوں کا لوک رقص پیش کرنے سے اسلامی شعائر کی نفی

چودھری اصغر علی گجر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ۔ 5 اکتوبر کو باکسنگ کے سابق عالمی چیمپین محمد علی پاکستان کے دورے پر تشریف لائے۔ ان کے استقبال اور پذیرائی کے لئے مختلف پروگرام بنائے گئے ان میں ایک پروگرام لوک رقص کا بھی تھا جس میں مبلغ اسلام محمد علی کے سامنے پاکستان کی مسلمان بیٹیوں کو بھری بزم میں نچوایا گیا اس طرح حوا کی مومن بیٹیاں غیر محرم مردوں کے سامنے ناچتی رہیں۔ پاکستان کا اسلامی تشخص مجروح ہوتا رہا۔ انتظامیہ کے مقتدر نمائندے اقدار اسلام کی پامالی کا یہ المناک تماشہ دیکھتے رہے۔ محمد علی جب لاہور تشریف لائے اور جب وہ پاکستان آئے تو یقیناً ان کے قلب و نظر میں ایک اسلامی ریاست کا پاکیزہ تصور ہو گا۔ مگر یہاں آ کر ابلیس کے حکم پر ثقافت کے پردے میں جس بے حیائی کا مظاہرہ کر کے دکھایا گیا اس پر اسلامیان پاکستان سخت نادم و شرمسار ہوئے اور خود محمد علی بھی یقیناً اس پر حیران و ششدر رہ گئے ہوں گے کہ مغرب کی بیہودہ ثقافت اور پاکستان کی مسلمان ثقافت میں آخر کیا فرق باقی رہ گیا؟
بجا طور پر ایسے افعال و اعمال جس سے پاکستان کے عوام۔ پاکستان کا آئین و دستور اور

پاکستان کے ریاستی ادارے یہ محسوس کریں کہ وہ اسلام کے خلاف ہیں ان سے میرا استحقاق نہیں بلکہ جملہ اسلامیان پاکستان اور ریاست کے تمام جمہوری اداروں کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ 6 اکتوبر کے اخبار جنگ کے پہلے صفحہ پر رقص کی یہ تصویر جہاں جہاں دیکھی گئی وہاں یہ احساس کرنے کا سوال بن کر لبوں پر آیا کہ اسلام کا نام لینے والے حکمرانوں نے آخر اسلام کے ساتھ کیا مذاق بنا رکھا ہے؟ محمد علی کو اسلام کا بیٹا قرار دے کر شعائر اسلام کا اس کے آنکھوں کے سامنے جنازہ نکالنے کی اس مذموم روش نے پاکستان کے کلمہ گو مسلمانوں کے سر شرم سے جھکا دئے ہیں اس طرح ایوان کا استحقاق مجروح ہوا اور میرا استحقاق مجروح ہوا لہٰذا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کا کون صاحب جواب دیں گے۔ لاء منسٹر صاحب دیں گے یا...

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا! میں پہلے بات کروں گا۔ جناب والا! میری درخواست ہے کہ اس ایوان میں شور بہت زیادہ ہے لہٰذا آپ اسے بند کروائیں یہ میری بہنوں کا شور و غل بند کرا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ فرمایئے اب۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا! اس ایوان میں بہت زیادہ شور ہو رہا ہے۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! اس ایوان میں بہت زیادہ شور ہو رہا ہے کہ کسی کی کوئی بات سنائی نہیں دیتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز خواتین سے استدعا کروں گا کہ کم از کم دو۔ چار منٹ کے لئے خاموشی اختیار کر لیں۔ دو۔ چار منٹ کی خاموشی کا کام ہے تو بہت مشکل۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ مگر خواتین سے یہ درخواست کروں گا کہ براہ کرم آپ اپنی روایات کے مطابق تھوڑا سا اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں براہ کرم خاموشی سے ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لیں اور اس کو خاموشی سے سنیں۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! آپ کے کہنے کے باوجود خاموشی نہیں ہو رہی۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس کی نشاندہی فرما رہے ہیں۔ میں ان سے یہ توقع کرتا ہوں کہ وہ اپنی روایات کے خلاف اس ایوان کی کارروائی میں دلچسپی سے حصہ لیں گے۔
حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب سپیکر! کیا مناسب نہ ہو گا کہ تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی چودھری صاحب آپ فرمایئے۔
چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر۔ یہ ملک ایک دو دس سینکڑوں یا ہزاروں قربانیوں سے نہیں بلکہ لاکھوں قربانیوں سے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور پھر اس ملک کا نام ان قربانیوں ہی کی وجہ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا اور پھر یہی نہیں اس ملک کے موجودہ صدر نے اپنی مدت ملازمت صرف اسلام ہی کے نام قائم رکھی ہوئی ہے اور پھر اس ملک کی موجودہ اسمبلیاں اس ملک کے موجودہ حکمران صرف اسلام ہی کے نام پر اس وقت تک قائم و دائم ہیں اور وہ اسلام ہی کے نام پر ووٹ حاصل کر کے یہاں پہنچے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلام کے نام پر لوگوں کے سامنے جو مظاہرہ کیا گیا ہے اور اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے اس ملک میں رہنے والے مسلمانوں کی بیٹیوں کو سر عام اپنے مسلمان مہمانوں کے سامنے جس طرح نچوایا گیا ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ بات نہ ہی اخلاقی طور پر کسی انسان کے لئے بہتر ہو سکتی ہے اور خاص طور پر نہ ہی کسی مسلمان ملک کے لئے یا مسلمان عوام کے لئے یہ بات قابل عزت ہو سکتی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس ادارے نے بھی ایسا فعل کیا ہے اس نے اس صوبے کا اس ملک کا اور اس ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے اور اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ اس تحریک استحقاق کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس ایوان میں اس پر بحث ہو سکے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔
جناب سعید اکبر خان۔ (پارلیمانی سیکرٹری) جناب سپیکر! مجھے چودھری اصغر علی گجر صاحب کے بارے میں پورا قوی یقین ہے کہ واقعی وہ اس معاشرے کو اسلامی رنگ دینے کے لئے کوشاں ہیں لیکن جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا

استحقاق کسی صورت میں بھی مجروح نہیں ہوا اصل قصہ یوں ہے کہ باکسنگ کے سابق چیمپئن محمد علی ایک پرائیویٹ ادارے کی دعوت پر پاکستان اور لاہور تشریف لائے اور اگر اس پرائیویٹ ادارے نے اپنے طور پر کوئی ایسا انتظام کیا ہو گا تو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے یا حکومت کچھ کہہ نہیں سکتی۔ جہاں تک حکومت کی سرپرستی کا تعلق ہے یا یہ حکومت کے ایماء پر ہوا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کو بھی وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حکومت کے کسی ذیلی ادارے نے بھی اس سے تعاون نہیں کیا اور نہ ہی اس کو Promote کیا ہے لہٰذا اس طریقے سے کسی ممبر کا یا میرے فاضل دوست کا یا ہاؤس کا جو استحقاق ہے وہ کسی صورت میں بھی مجروح نہیں ہوتا۔ جہاں تک انہوں نے جو فرمایا ہے کہ اس سے Constitutional Violation ہوئی ہے یا جو پاکستان میں اسلامی نظام کے لئے ایک کوشش کی جا رہی ہے خدا خوش رکھے کہ انہوں نے آج اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ واقعی اس ملک میں اسلامی نظام کو رائج کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ تو اس بات کو حکومت نے کسی طریقے سے بھی نہ Promote کیا ہے اور نہ تعاون کیا ہے اور نہ یہ Function حکومت کے ایماء پر ہوا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو فاضل ممبر Press نہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی چودھری صاحب.....

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر ! محمد علی کلے کو پنجاب میں Very very important person کی حیثیت سے Receive کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے باقاعدہ ہدایات دے رکھی تھیں کہ اس کو صرف VIP ہی نہیں بلکہ VVIP کی حیثیت سے Receive کیا جائے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر ان کے استقبال کے لئے پنجاب بھر میں سے نہ کوئی وزیر اور نہ کوئی ممبر گیا ہے بلکہ یہ بات درست ہے کہ وہ پرائیویٹ طور پر آئے تھے اور پرائیویٹ طور پر ان کا استقبال ہوا اور جو انتظامیہ کے افراد تھے وہ صرف انتظام کے لئے تھے اور محمد علی کلے کے ساتھ ان کی بیگم بھی تھی۔ باقی رہی بات اسلام کی تو اسلام میں جماعت اسلامی کا گرد و گوئی نہیں ہے۔ یہ دوسری جماعتوں نے

یہاں پر اسلام کے لئے کوششیں کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر۔ Valid نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جماعت اسلامی کی بات کر کے یہ بڑے مسلم لیگی کوئی وکالت کا ثبوت نہیں دے رہے۔ یہاں پر کوئی اور بات بھی کی جا سکتی ہے پھر آپ شاید یہ بات برداشت نہ کر سکیں...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اپنی تقریر کو یا آپ کے جو ارشادات ہیں وہ فرمائیں۔ میں نے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو Valid قرار نہیں دیا۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جی میں ان کی بات کا جواب دے رہا تھا...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ نہیں مجھے ضرورت ہے جی...اور میں جس بات کی ضرورت محسوس کرتا ہوں اسے میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جو بات خلاف ضابطہ قرار دے دی جائے اس کے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

چودھری اصغر علی گجر۔ اور کئی ضابطے ایسے ہیں جنہیں میں نہیں مانتا۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ میں پھر دوبارہ ان کی بات کا جواب دوں گا....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ بیٹھے بٹھائے تبصرہ کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

مہر سعید احمد ظفر۔ (پارلیمانی سیکرٹری)۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں فاضل رکن سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ Relevant رہیں اور ان کی تحریک استحقاق کا میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے اس لئے میں پھر ان سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس کو press نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی آپ درست فرما رہے ہیں۔ چودھری صاحب فرمایئے...

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ محمد علی کلے کو پاکستان

میں Very very important person کی حیثیت سے Receive کیا گیا ہے اور اس کی reception کے لئے گورنمنٹ نے باقاعدہ یہ ہدایات جاری کر رکھی تھیں کہ کمشنر اس کی Reception کے لئے موقع پر جائیں گے اگر وہ باقاعدہ گئے اور اس کو Receive کیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے باقاعدہ حکومت نے اس کی Reception میں حصہ لیا اور اس کے تمام معاملات کو طے کیا تو اگر حکومت نے اس بات میں حصہ لیا اور یہاں پنجاب میں وہ رقص قائم ہوا جس میں وہ لوگ موجود تھے جو حکومت کے ملازم ہیں اور جو حکومت کے بہت Important person ہیں۔ اگر یہ لوگ موجود ہیں تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ تمام چیزیں حکومت کے ایما پر کی گئی ہیں۔ اگر حکومت یہ بات نہ چاہتی تو کوئی عوامی ادارہ یا کوئی کسی قسم کا پرائیویٹ ادارہ اتنے بڑے بڑے ملازمین کی موجودگی میں یہ کام کرنے کی جرات نہ کر سکتا۔ تو ان ملازمین کی موجودگی میں اس بات کا ہونا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پنجاب کے اس ایوان کا اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کے ایماء پر اور اس کی مرضی پر ایسا کیا گیا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ میرے استحقاق کو منظور کیا جانا ضروری سمجھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھئے۔ جی فرمایئے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ (مہر سعید احمد ظفر)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پھر یہ عرض کروں گا کہ اگر ایسا ہوا ہے تو پھر اس ادارے نے بالکل یہ Privately arrangement کیا ہو گا۔ جہاں تک میرے فاضل ممبر یہ فرماتے ہیں کہ وہاں اہلکار تھے۔ چونکہ محمد علی ایک International repute کے مالک ہیں تو ان کی protection کے لئے ان کے Arrangements کے لئے ان کی Help کے لئے ان کو Assist کرنے کے لئے یا ان کی جان کے بچاؤ کے لئے کہ خدانخواستہ کوئی ایسا واقعہ نہ پیش آ جائے ان تمام چیزوں کے لئے Administratively اگر کچھ اہلکار ہوں تو اس کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا لیکن جہاں تک ان کے ایک Function کا تعلق ہے تو اس میں پنجاب گورنمنٹ کا یا پنجاب حکومت کے محکمہ اطلاعات ثقافت کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ

Constitutional Prohibition بھی یہ نہیں ہے اگر چودھری اصغر صاحب کسی دن یہ مناسب سمجھیں کہ وہ بھی مجرا کروانا چاہتے ہیں تو حکومت پنجاب ان کو قطعی طور پر منع نہیں کر سکتی اور نہ محکمہ اطلاعات وسیاحت ثقافت ان پر کوئی قدغن لگا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ بھی چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا کر لیں۔ پنجاب گورنمنٹ کے محکمہ سیاحت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اس قسم کی Offer نہ کریں یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر! یہی تو میرا استحقاق ہے کہ یہ گورنمنٹ مجرا کرانے سے روکے گی نہیں بلکہ یہ مجرے کا اہتمام کریں گے اور یہی میرا استحقاق ہے کہ یہ ایسا کیوں ہے؟ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! حکومت ایسا نہیں کر رہی ہے بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ اگر چودھری صاحب یہ پسند فرمائیں تو ہم ان کو باز نہیں کر سکتے۔ ہم ان کو منع نہیں کر سکتے

That was a purely privately arrangement.

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگر یہ offer آپ ان کو نہ دیں تو یہ آپ کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی بہتر ہو گا۔ تو جہاں تک چودھری صاحب آپ کی اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے تو اس کی اہمیت سے انکار نہیں ہے لیکن چونکہ یہ اسمبلی کسی ضابطے اور کس قانون کے تحت چلتی ہے اور تحریک استحقاق کے لئے بھی ایک قانون ہے جو کہ قواعد انضباط کار میں بیان کیا گیا ہے اس لئے میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ کی جو تحریک استحقاق ہے وہ کسی بھی ضابطے کے تحت نہیں آتی اس لئے میں اس کو Rule Out کرتا ہوں۔

اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ کل ایک تحریک التوا نمبر23 سید طاہر احمد شاہ صاحب اور تحریک التوا نمبر46 جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے پیش ہوئی

تھی۔ تو جنجوعہ صاحب کیا اس پر آپ نے اپنی statement دے دی تھی؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! اس پر میں نے اپنی statement شروع ہی کی تھی کہ وقت ختم ہو گیا تھا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اسمبلی کا رواں اجلاس جاری ہے۔ ہمیں 15 تاریخ تک ایجنڈا جاری کیا گیا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ چونکہ میں فیصل آباد کی یونیورسٹی آف ایگریکلچر کی سینٹ کا بھی رکن ہوں اور بیک وقت ڈسٹرکٹ ایڈوائزری ریکروٹمنٹ کمیٹی فیصل آباد کا بھی رکن ہوں۔ اسمبلی کا اجلاس بھی جاری ہے اور اسی ماہ کی 17 تاریخ کے لئے ڈسٹرکٹ ایڈوائزری ریکروٹمنٹ کمیٹی کے کنوینر ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے بھی کمیٹی کی میٹنگ طلب کی ہے اور اسی دن کے لئے یونیورسٹی آف ایگریکلچر کی سینٹ کی میٹنگ بھی طلب کی گئی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی میں شرکت کرنا بھی ضروری ہے اور اگر اس تاریخ کو چونکہ ہفتے کا دن ہے اسمبلی کا اجلاس نہیں ہوتا تو میں فیصل آباد میں جا کر بیک وقت دو مختلف مقامات پر میٹنگوں میں حاضر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر اس سے میں سمجھتا ہوں کہ رکن اسمبلی کا Breach of privilege ہوتا ہے۔ میں باضابطہ اور باقاعدہ طور پر تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہتا میں آپ سے اس کی رولنگ چاہوں گا اور آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے رہنمائی چاہوں گا کہ جب اسمبلی کا اجلاس جاری ہو تو کسی بھی یونیورسٹی کی سینٹ یا کوئی ڈپٹی کمشنر کسی کمیٹی کی میٹنگ کے لئے اجلاس بلا سکتا ہے؟ اس میں آپ کی رولنگ اور ان کی قانونی وضاحت چاہتا ہوں جو قانون کے بظاہر بہت ماہر ہیں

وزیر قانون۔ اگر آپ کو یہ سب کچھ بظاہر نظر آتا ہے تو پھر پوچھنا ہی نہیں چاہئے اگر ساری چیز آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ آپ کو کوئی حتمی رائے لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ آپ اپنے آپ کو اتنا Perfect سمجھتے ہیں، میں جناب والا کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کسی قانونی interpretation کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس بارے میں رولز بڑے واضح ہیں کوئی

پابندی اگر summon کرنے پر ہے تو اس میں یہ ہے کہ کسی مقدمہ میں جس میں کہ انکی حاضری کو force کیا جائے۔ اور اس کے Consequences یہ ہوں کہ اگر وہ اس تاریخ کو حاضر نہ آئے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے تو پھر تو بات صحیح ہے۔ کہ اسمبلی کے دوران یا اس سے پہلے یا اس کے بعد میں ایک معینہ مدت کے اندر طلب نہیں کیا جا سکتا لیکن کسی اداروں کی میٹنگ جیسے کہ جناب چانسلر نے یہ میٹنگ fix کی ہے وہ چونکہ معاملہ کافی عرصہ سے مؤخر چلا آ رہا ہے۔ بہت delay ہو رہا ہے تو وہ ہفتہ کے روز 17 اکتوبر کے لئے وہ میٹنگ fix ہوئی ۔ میں نے خود اس میٹنگ میں as a pro-chancellor اس کو preside کرنا ہے تو میں دعوت دوں گا کہ ان کی خوشی ہے اور ہمیں بھی خوشی ہو گی اگر وہ تشریف لائیں ورنہ ہماری طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر وہ نہ آنا چاہیں تو قطعاً نہ آئیں۔ ہم اس بات پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں کریں گے کہ آپ نے میٹنگ کیوں نہیں کی۔ اس لئے یہ آپ کے لئے Optional ہے کہ آپ تشریف لائیں یا نہ لائیں اور ہمارا فرض تھا آپ کو اطلاع دینا۔ ہاں اگر working day اسمبلی کا ہوتا تو واقعی میں insist کرتا کہ اگر آپ اس میں شرکت نہیں کرتے تو ہم اس کو Change کرتے۔ لیکن میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 17۔ اکتوبر کو ہم اسمبلی کا ورکنگ ڈے نہیں رکھ رہے ہیں۔ جمعہ کا دن 16 اکتوبر کو بھی رخصت ہے آپ وہاں فیصل آباد جاتے ہی ہیں ہفتہ کو اس میٹنگ کو attend کر کے واپس آ جائیں جہاں تک بات ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کی میٹنگ کی ہے وہ آپ سب میٹنگ میں جانا چاہیں تو ٹھیک' ورنہ آپ ان کو لکھ کر بھیج دیں کہ ہم اس دن نہیں آئیں گے آپ اس کو کسی اور دن کے لئے رکھ دیں لیکن ہماری مجبوری یہ ہے کہ سینٹ کی میٹنگ کے لئے کافی کارروائی کے بعد چانسلر گورنر سے منظوری لینا پڑتی ہے اور میٹنگ کے لئے جو تاریخ مقرر ہے۔ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ یہ اس تاریخ کو اس کا انعقاد کیا جائے۔ اور آپ بھی تشریف لائیں۔ ہم آپ کو welcome کرتے ہیں۔ اس دن ہمارا اسمبلی کا session نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب اب آپ کی تسلی ہو جانی چاہئے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہفتہ کے دن 17 اکتوبر 1987ء کو آپ کی میٹنگ ہے تو اس دن اسمبلی کا اجلاس

نہیں ہو گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! یہ بات درست ہے میں نے یہ تسلیم کر لیا ہے۔ مگر میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں چونکہ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ ایڈوائزری کمیٹی کا بھی رکن ہوں یونیورسٹی آف ایگریکلچر یونیورسٹی کی سینٹ کی میٹنگ میں بھی میں شمولیت کرنا چاہتا ہوں اور ڈسٹرکٹ ایڈوائزری ریکروٹمنٹ کمیٹی جہاں پر بے روزگاروں کو ملازمت دینے کا مسئلہ ہے وہاں پر بھی میں نے جانا ہے میں یہ بیک وقت دو جگہ پر میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں اس سلسلہ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر ڈپٹی کمشنر فیصل آباد اس میٹنگ کو کسی آئندہ تاریخ پر ملتوی نہیں کرتے ہیں تو میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ پھر مجھے مجبوراً تحریک استحقاق پیش کرنی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! ہفتہ کو اسمبلی کا ورکنگ ڈے نہیں ہو گا۔ اور یہ آپ کا لوکل مسئلہ میں اس میں آپ ڈی سی صاحب کو کہہ سکتے ہیں کہ اس دن ہماری ایک اور بھی میٹنگ ہے اس کو آپ ملتوی کر دیں اس کو اگلے ہفتہ رکھ لیں۔ یہ آپ کا اپنا مسئلہ ہے اس کو آپ مقامی طور پر حل کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ تو درست ہے کہ چھٹی ہے میں فیصل آباد جا کر ایک دن میں ایک میٹنگ میں شمولیت کروں گا۔ میں دونوں میٹنگوں میں حاضر ہونا چاہتا ہوں ان میں شمولیت کرنا میرا استحقاق ہے اور کارروائی میں حصہ لینا میرا استحقاق ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ میں اس ایوان میں باضابطہ تحریک استحقاق پیش کروں اس سے بہتر یہ ہے کہ حکومت ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کو یہ ہدایت کرے کہ 17 اکتوبر کے لئے جو انہوں نے میٹنگ بلائی ہے اسے کسی اور روز کے لئے موخر کر دیا جائے تاکہ اس میں میں بھی شرکت کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہفتہ کو اسمبلی کا ورکنگ ڈے نہیں ہے اگر آپ اس سلسلہ میں کوئی پریویلج موشن دینا چاہتے ہیں تو بے شک دیں اس کو قاعدے اور قانون کے مطابق دیکھا جائے گا۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں یہ تحریک جناب ریاض حشمت جنجوعہ اور سید طاہر احمد شاہ کی طرف سے اس

میں شاہ صاحب اپنا بیان دے چکے ہیں۔
جنجوعہ صاحب آپ اس پر کوئی بات کرنا پسند فرمائیں گے؟
میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا ! میری یہ تحریک التوائے کار ایک ایسی بے قاعدگی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو کہ موجودہ حکومت کے سربراہ نے برسراقتدار آنے کے بعد فیصل آباد اور بہاولپور ڈویژن کے تحصیلداروں کی ایک فہرست جو اہلیت اور استحقاق کی بنیاد پر مرتب کی گئی تھی اس فہرست کو منسوخ کر دیا۔ حالانکہ یہ امیدوار نائب تحصیلدار محکمانہ امتحانات پاس کر چکے تھے اور انہوں نے محکمانہ تربیت بھی حاصل کر لی تھی لیکن جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کی امیدواری کو بیک جنبش قلم مسترد کر دیا جب کہ وہ لوگ اپنے استحقاق کی بنیاد پر تقرری کے منتظر تھے۔ لیکن بعد میں بہاولپور کے ایک پارلیمنٹیرین نے جناب وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی۔ چونکہ جن بہاولپور کے امیدواران کا نام خارج کیا گیا تھا مبینہ طور پر یہ بات بتائی جاتی ہے کہ اس میں ان کا بیٹا بھی شامل تھا اس لئے اس شخصیت کی مداخلت پر بہاولپور ڈویژن کے تمام نائب تحصیلداروں کو بحال کر دیا گیا مگر فیصل آباد ڈویژن کے نائب تحصیلداروں کو بحال نہ کیا گیا۔ اور اب حال ہی میں فیصل آباد ڈویژن کے جو "بی" کلاس نائب تحصیلدار در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں جناب ارشد لودھی صاحب وزیر مال نے ہماری اس تحریک التوائے کار کا جو جواب دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی امیدواری کو محض اس لئے ختم کیا گیا تھا کہ فیصل آباد ڈویژن میں آسامیاں خالی نہیں تھیں میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اگر فیصل آباد ڈویژن میں آسامیاں خالی نہیں تھیں تو جن چار نئے "اے" کلاس تحصیلداروں کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے لئے آسامیاں کہاں سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور آپ مزید یہ فرماتے ہیں کہ ایک نائب تحصیلدار کو اس فہرست میں سے ملازمت دی گئی ہے وہ انسانی بنیادوں پر دی گئی ہے۔ اس لئے کہ ریونیو بورڈ کے ایک ڈپٹی سیکرٹری کے دو بیٹے تھے۔ ایک حادثہ میں ہلاک ہو گیا اور دوسرے کو انہوں نے "اے" کلاس نائب تحصیلدار مقرر کر دیا۔ جناب والا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر اس بنیاد پر "اے" کلاس نائب تحصیلدار کی نوکری دی جا سکتی ہے تو جن امیدواران کی امیدواری منسوخ کی گئی ہے میں ان میں سے متعدد ایسے امیدواروں کا نام لے سکتا ہوں

جن کے والد اس محکمہ کی خدمت کرتے رہے ہیں اور ریٹائر ہو چکے ہیں اور ریٹائر ہونے والوں کے بیٹوں کو انسانی بنیادوں پر نوکری کیوں نہیں دی جا سکتی ہے جناب والا ناانصافی کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ فیصل آباد ڈویژن میں آسامیاں ہی نہیں تھیں اور دوسری طرف چار "اے" کلاس نائب تحصیلداروں کو بھرتی کیا گیا تو ان کی بھرتی کی گنجائش کیسے نکالی گئی؟ اگر یہ حکومت اہلیت اور استحقاق کی بنیاد پر فیصلے کرنے کا ارادہ رکھتی تو پھر جو نئی آسامیاں پیدا کی گئی تھیں۔ پہلے ان لوگوں کو اہمیت دی جاتی پہلے ان لوگوں کو اولیت دی جاتی جن کی امیدواری کو بیک جنبش قلم بیک جنبش منسوخ کیا گیا ہے جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ قانون کی خلاف ورزی بدکرداری اور بد اعمالی کی اس سے بڑی اور مثال کیا ہو سکتی ہے کہ وہ لوگ جو محکمانہ امتحانات پاس کر چکے تھے وہ لوگ جو محکمانہ تربیت مکمل کر چکے تھے۔ ان کی امیدواری کو تو یہ بہانہ بنا کر منسوخ کر دیا جاتا ہے کہ فیصل آباد ڈویژن میں تحصیلدار کی کوئی آسامی ہی موجود نہیں ہے اور اس کی بعد چار لوگوں کو اے کلاس نائب تحصیلداروں کی تقرری دی جاتی ہے اور ان میں بہانگ دہل یہ کہوں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کے ایک نام نہاد روحانی پیشوا کا سالا بھی شامل ہے۔ جس کو فیصل آباد میں "اے" کلاس نائب تحصیلدار کی حیثیت سے بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب والا! یہ اقربا پروری یہ ناانصافی کوئی کب تک برداشت کرے گا۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں وزیر مال صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس ملک میں انصاف کا بول بالا کریں انصاف کو رواج دیں۔ اس طرح سے اقرباء پروری کی بدترین مثالیں قائم کر کے وہ ایسے کارنامے نہ چھوڑ جائیں جو کہ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں شرمندہ ہوں۔

جناب سپیکر میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب وزیر مال صاحب اس سلسلے میں کوئی ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

وزیر مال۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے کل بھی اپنی گذارشات اس ایوان کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میرے بھائی نے بات کو الجھانے کی کوشش کی ہے بات تو بڑی سادہ ہے۔ بات یہ ہے کہ 19 نائب تحصیلدار بہاولپور ڈویژن سے اور 18 نائب

تحصیلدار فیصل آباد ڈویژن سے تھے۔ جن میں سے 19 نائب تحصیلداروں کو ملازمت میں رکھ لیا گیا ہے اور 18 میں سے بھی 9 کو بھرتی کر لیا گیا ہے باقی 9 نائب تحصیلداروں کا مسئلہ ہے۔ لیکن یہ 9 نائب تحصیلدار عدالت میں چلے گئے ہیں۔ انہوں نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ان کا کیس عدالت میں pending ہے۔ جب تک یہ کیس عدالت میں زیر سماعت ہے اس وقت اس تحریک التوائے کار کو Admit نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ فرما رہے ہیں کہ 9 آدمی جن کو ابھی تک ملازمت میں واپس نہیں لیا انہوں نے عدالت سے رجوع کیا ہوا ہے؟

وزیر مال۔۔جی ہاں ان کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس لئے یہ معاملہ subjudice ہے۔ جہاں تک انہوں نے یہ فرمایا کہ ان کی امیدواری کو cancel کر کے اس کے بعد چار آدمی رکھے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں اپنے دوست کو یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ اس سلسلے میں Competent ہے کہ اس کے پاس اگر کوئی Vacancy exist کرتی ہے تو مطلوبہ قابلیت کے مطابق وہ بھرتی ہو سکتی ہے۔ اس کی تقرری ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ ان کی candidacy پہلے ختم ہو چکی تھی اور اس کے بعد فیصل آباد ڈویژن میں دو سب ڈویژن بنانے سے Vacancy exist ہوئی اور Competent authority نے وہاں پر تقرری کی ہے۔ لیکن جہاں تک بقایا نائب تحصیلداروں کا تعلق ہے وہ اپنا کیس عدالت میں لے گئے ہیں۔ اس لئے میں آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ یہ معاملہ Subjudice ہے اس لئے اسے آپ خلاف ضابطہ قرار دیں۔ کیونکہ یہ قانون اور ضابطے کے مطابق Admit نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔اس تحریک التوائے کار پر کل بھی بات ہوئی تھی اور آج بھی بات کافی تفصیل سے ہوئی ہے تو متعلقہ وزیر۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں متعلقہ وزیر کے اس بیان کے بعد کہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ میں اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں

شاہ صاحب اب آپ فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں یہی چاہتا تھا کہ پیشتر اس کے کہ آپ ہماری اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیں میں اپنی بات کو مکمل کر لوں۔ اب آپ نے رولنگ دے دی ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہمیں آپ سے یہی توقع تھی۔ اب میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ جس وقت سپیکر بول رہا ہو اس وقت آپ پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں کر سکتے...

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! مشکل تو یہ ہے کہ آپ کی تو نظریں اس طرف نہیں ہوتیں۔ پھر ہم کیا کریں؟ میں وزیر موصوف کے فوراً بعد پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے فوراً رولنگ دینا شروع کر دی اس لئے میرے پاس کوئی گنجائش ہی نہیں رہ گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس پر کل بھی بولے ہیں آج بھی ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے اس پر بات کی ہے۔ اور آپ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ میں اس پر بولنا چاہتا تھا۔ بہرحال چونکہ یہ تحریک التوائے کار ضابطے کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اسے خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! یہ بات اتنی سادہ نہیں ہے جتنا کہ وزیر مال خود سادہ ہیں۔ انہوں نے تو Simple کہہ کر اس مسئلے کو ختم کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اب اس کے بعد میاں محمد اسحاق صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 24 ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 65 ہے اس کو بھی اگر اکٹھا ہی لے لیا جائے تو میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر۔ نہیں میاں صاحب آپ پہلا 24 [illegible] کریں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی

کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ مورخہ 25 جولائی 1987ء میں ایک خبر با عنوان حضرت وارث شاہ کے عرس کے موقع پر طوائفوں نے ناچ گانے کی محفلیں سجائیں۔

BEGUM SHAHEEN MANAWAR AHMAD: Point of order. Mr. Speaker Sir, I would like to invite your attention.

Mr. DEPUTY SPEAKER: Order please.

BEGUM SHAHEEN MANAWAR AHMAD: Mr. Speaker, please have some order on the benches right behind the ladies benches. There is a lot of noise from the gentlemen sitting on those benches. There should be some order so that we can hear Mian Muhammad Ishaq.

وہ اتنا بول رہے ہیں کہ ہمیں آواز نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میرے خیال میں آپ کے جذبات متعلقہ ممبران تک پہنچ گئے ہیں میرے خیال میں وہ آئندہ اس سلسلے میں خیال رکھیں گے۔ میاں صاحب آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا ! ایوان میں اتنی بے ضابطگی ہے کہ نہ آپ کو کچھ سمجھ آ رہی ہے اور نہ ہی معزز اراکین کو یہ پتہ چل رہا ہے....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا ! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس ایوان کو باضابطہ کریں تاکہ جو مسائل ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور معزز اراکین اس کو سنتے ہیں ان کی سمجھ میں کوئی بات آ سکے اور انہیں یہ معلوم ہو کہ ہم کس لئے یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں اور ہم کیا چاہتے ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ نے پڑھا ہو گا اور روزانہ ہی اخبارات میں یہ آ رہا ہے یعنی کبھی کوئی تصویر کورم کے متعلق آ جاتی ہے کہ ایوان میں چار ممبران اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور پوری اسمبلی خالی پڑی ہے کبھی ہمارے متعلق یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہاں پر اہم بات بھی کوئی نہیں سنتا اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پر پوری توجہ دینی چاہئے تاکہ عوام ہمارا مذاق نہ اڑا سکیں

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش فرمائیں۔

چودھری محمد رفیق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میں نکتہ اعتراض پر یہ جاننا چاہوں گا کہ تقریباً اڑھائی سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس معزز ایوان میں بیٹھنے والے اراکین کو تقریباً اڑھائی سال کا عرصہ ہو گیا ہے میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ معزز اراکین کو سمجھانے کے لئے آپ کو مزید کتنا عرصہ چاہئے یا دوسرے لفظوں میں اس معزز ایوان کو سمجھنے میں مزید کتنا عرصہ چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب اس سلسلے میں میں تو یہی عرض کروں گا کہ ہم لوگ تو پہلے دن سے ہی آپ لوگوں کی سامنے یہی عرض کرتے رہے ہیں کہ آپ قواعد انضباط کار کے مطابق اسمبلی کے کام کو چلائیں۔ آپ لوگوں نے ہمیشہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اور آئندہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ جو آپ وقت کا تعین فرما رہے ہیں اس کے متعلق میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ میں معزز اراکین سے یہی گذارش کروں گا کہ وہ اس معزز ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں۔ اپنے وقار کا خیال رکھیں اور اس اسمبلی کی جو عزت ہے اس کا خیال رکھیں۔ آپ لوگوں کو لاکھوں کروڑوں لوگوں کی نظریں دیکھ رہی ہیں۔ اس لئے آپ کے طرز عمل میں اس قسم کی باتیں شامل نہیں ہونی چاہئیں۔ جو آپ کے لئے اور اس اسمبلی کی شان کے خلاف ہوں۔ میاں صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

حضرت وارث شاہ کے عرس کے موقعہ پر ناچ گانے کی محفلیں

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ تحریک پیش کر رہا تھا اور مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ جنگ لاہور مورخہ 25 جولائی 1987ء میں ایک خبر باعنوان حضرت وارث شاہ کے عرس کے موقع پر طوائفوں نے ناچ گانے کی محفلیں سجائیں۔ سرعام جوا اور منشیات کا استعمال کیا گیا۔ شائع ہوئی ہیں۔ جس سے عوام میں نفرت اور حقارت کے جذبات بھڑک اٹھے ہیں کہ ایک اسلامی مملکت میں اس قسم کے واقعات حکومت کے انتظامی افسران

کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ آئے دن مقدس مقامات پر اس قسم خرافات منظر عام پر آتی رہتی ہیں۔ اور حکومت حسب عادت خاموش تماشائی بنی رہتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اس قسم کی بد تہذیبی اور منشیات کے فروغ میں مدد ملتی رہتی ہے۔ حکومت اس قسم کے واقعات بند کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ اور عوام کے دلوں میں حکومت کے خلاف نفرت کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے اور اس اہم مسئلہ پر بحث کی اجازت دی جائے۔

مہر سعید احمد ظفر۔ (پارلیمانی سیکریٹری برائے ٹورازم و کلچر)

جناب سپیکر! جہاں تک حضرت وارث شاہ کے مزار کے احاطہ کا تعلق ہے وہاں گزشتہ عرس کے موقع پر اس کے اندر نہ تو کوئی ناچ گانا ہوا اور نہ ہی سرعام جوا کھیلا گیا۔ اور نہ ہی منشیات کا استعمال ہوا نہ ہی حکومت کو کسی قسم کی یا اس قسم کی کوئی شکایت ملی البتہ احاطہ مزار کے باہر premises میں پچھلے کئی سالوں سے' کئی decades سے ایک میلہ لگتا چلا آ رہا ہے جس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں پولیس بھی موقع پر موجود ہوتی ہے۔ اگر کوئی ایسی شکایت ہو تو اس کی روک تھام اور اس کے تدارک کے لئے پولیس فوراً حرکت میں آ جاتی ہے۔ گزشتہ عرس کے موقع پر سر شام ہی پولیس نے قابل اعتراض اور مشکوک افراد کو اس میلے سے بھی نکال دیا تھا۔ اور اس بات کو یقینی بنایا گیا تھا کہ کوئی ایسی حرکت نہ ہو جو کہ خلاف قانون ہو۔ ضمناً میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اب محکمہ تعلقات عامہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سال سے اس کا انتظام محکمہ تعلقات عامہ خود اپنے طور پر کرے گا اور کوشش یہ کی جائے گی کہ اس انتظام کو اس لحاظ سے اس منصوبہ بندی سے کیا جائے کہ ایسی کسی قسم کی شکایت کا موقع پیدا نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب آپ پارلیمانی سیکریٹری صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ایک چیز کی وضاحت چاہتا ہوں کہ پہلے انہوں نے اپنے بیان میں یہ فرمایا ہے کہ وہاں کوئی ایسا واقعہ ہی نہیں ہوا۔ اس کے بعد ہی انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ واقعہ جب ہوا اور اپنے کچھ مشکوک لوگ

پائے گئے کہ پولیس نے ان کو پکڑ کر باہر نکال دیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر وہ اس ضلع سے تعلق رکھتے ہیں ایسے بزرگوں کے مزاروں پر میلوں کی شکل میں ایسے واقعات کو پسند کرتے ہیں۔ وہ ایک معزز رکن ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان میلوں کی آڑ میں بزرگوں کی خانقاہوں پر جنہوں نے اپنی زندگیوں میں عبادتیں کر کے دینی مقام حاصل کیا اور اللہ کے ہاں ایک قرب حاصل کیا چہ جائے کہ ان کے مزاروں پر اپنی مغفرت کے لئے قرآن خوانی کی جائے اور دعائیں کی جائیں یا اسلامی مملکت کے لئے دعائیں کی جائیں نہ کہ وہاں ناچ گانوں کا اہتمام ہو اور سرکسیں رچائی جائیں۔ منشیات کا کاروبار کیا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ ایک مزار کا نہیں اکثر مزاروں پر ایسے ہوتا ہے۔ اس سے پہلے میں نے جو تحریک استحقاق پیش کی تھی کہ محمد علی کلے صاحب کے آنے پر ناچ ہوا اور ان کے متعلق پارلیمانی سیکریٹری صاحب نے کہا ہے کہ یہ حکومت کا کام نہیں ہے۔ تو میں ان سے پوچھوں گا کہ جہاں اس قسم کے ناچ گانے ہو رہے ہوں حکومت کا فرض نہیں ہے کہ اس برائی کو روکا جائے یا جہاں منشیات کا کوئی ایسا دھندا ہو رہا ہو یہ حکومت کے فرائض میں نہیں آتا کہ اس کو روکا جائے۔ حکومت کا کیا کام ہے؟ اگر یہ برائی کو سامنے دیکھتے ہیں اور اس کو بند نہیں کرتے تو جناب والا! وہ کون لوگ ہوں گے جو ایسی حرکات کو اور برائیوں کو مٹائیں گے؟ ان برائیوں سے تو دوسری برائیاں جنم لیں گی۔ ان کا کون ذمہ دار ہو گا۔ تو میرے فاضل رکن جو اسی شہر سے اسی حلقے سے تو نہیں اسی ضلعے سے تعلق رکھتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایسے واقعات وہاں ہوئے ہیں اور ان کو وہاں پر بروقت نہیں روکا گیا۔ اور بعد میں حکومت نے یہ محسوس کیا ہے کہ جب لوگوں کے سامنے یہ چیز آئی اور انہوں نے اس کو غفلت کی نگاہ سے دیکھا اور حکومت نے اس سلسلہ میں اپنے آپ کو بے بس پایا اب یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت اس ڈیپارٹمنٹ سے کہے گی کہ آئندہ کے لئے ایسے واقعات نہ ہوں۔ جب واقعہ وقوع پذیر ہو جاتا ہے تو اس کے بعد حکومت اس کے لئے بندوبست کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیا یہ ان کا حق نہیں کہ پہلے ہی سے کچھ نہ کچھ تدارک کیا جائے۔ کیا یہ حکومت اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتی؟

سردار امجد حمید خاں دستی۔ جناب سپیکر! کسی نہ کسی بہانے یہ محمد علی کلے کی موجودگی

میں جو ناچ ہوا ہے اس کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔ وہ نمٹایا جا چکا تھا انہوں نے پھر اس کا ذکر کیا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کھیل کود کی ایک rhythmic form ہے۔ میاں صاحب کی خدمت میں میں یہ عرض کروں گا کہ صوفیائے کرام بھی جب اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں تو پھر وہ اللہ اللہ کرتے ہیں وہ چکر لگاتے ہیں اور اس سے جو آپ کو خیال ہے یہ محمد علی کلے صاحب کو گمراہ کرنے کے لئے یہ کیا گیا ہے گمراہ کرنے والی تو اس کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سردار صاحب! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ معاملہ نمٹایا جا چکا ہے آپ پھر اس کی نشاندہی فرما رہے ہیں... میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور) جناب والا! میاں صاحب اکثر اپنی بزرگی کے سائے میں زیادتی کر جاتے ہیں اور وہ اکثر ایسے تند و تیز الفاظ کہہ جاتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہوتی۔ میاں صاحب کی زندگی میں کوئی ایسا تفریح کا مقام آیا ہے یا نہیں آیا؟

میاں محمد اسحاق۔ آپ کی زندگی میں تفریح کے کتنے مقام آئے ہیں؟

وزیر قانون۔ جناب والا! میں تو تفریح کرتا ہوں اور یہ میرا حق ہے۔ آپ نے اگر تفریح کے تمام راستے بند کر لئے ہیں تو کم از کم دوسروں پر تو ایسی قدغن نہ لگائیں۔ جناب والا! اسلام نے تفریح بند نہیں کی اور میاں صاحب نے اس سے بھی زیادہ اپنے آپ پر قدغن لگانے کی کوشش کی ہے۔ ایسا نہ کریں۔ میں تو یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ حکومت نے نہ تو غفلت کی ہے اور نہ ہی نااہلی کا ثبوت دیا ہے بلکہ میاں صاحب کے تحریک پیش کرنے سے پہلے اسی وقت ایک بات واضح کر دی گئی کہ اس احاطے کے اندر کوئی ایسا وقوعہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ وہاں تو سختی سے قانون لاگو کیا جاتا ہے کہ مزار اور اس کے احاطے میں خلاف شرع کوئی بات نہ ہو۔ اب اس کی تشریح کہ میاں صاحب اس سے کیا سمجھتے ہیں یا باقی لوگ کیا سمجھتے ہیں یہ علیحدہ بات ہے۔ رہ گئی بات یہ کہ احاطہ سے باہر کچھ لوگوں نے ایسی حرکت کی۔ وہاں جانے سے تو ہم کسی کو چیک نہیں کر سکتے کہ طوائفوں یا ناچ گانے والی وہاں پہنچ جائیں لیکن جس وقت بھی نوٹس میں آیا تو بغیر وقت ضائع کئے فوراً کارروائی کی گئی۔ میرے

پاس ریکارڈ ہے کہ دو تین مقدمات فوری طور پر درج کر لئے گئے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا۔ اور حکومت اس بات کا مصمم ارادہ رکھتی ہے کہ بزرگوں کے مزارات پر ایسی فحش حرکات نہ کی جائیں اور اگر کوئی شہری اس کا مرتکب ہوتا ہے تو قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے اس کے خلاف ایکشن ہوتا ہے اور اس کیس میں بھی ایکشن لیا گیا۔ اس میں کوئی سستی نہیں برتی گئی۔ میاں صاحب آپ کے اہلیت ثابت کرنے سے پہلے حکومت اپنی اہلیت ثابت کر چکی ہے۔ کہ فوراً اس پر عملدرآمد ہوا۔ اور فوراً ایکشن لیا گیا۔ اس لئے آپ مطمئن رہیں انشاء اللہ ایسی کوئی بات حکومت کی طرف سے نہیں ہوگی۔ حکومت اپنی اہلیت ثابت کر چکی ہے کہ فوراً اس پر عملدرآمد ہو اور فوراً اس پر Action لیا جائے۔ اس لئے آپ مطمئن رہیں انشاء اللہ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی حکومت کی طرف سے کوئی سستی نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب تشریف رکھئے۔ جی پیر زادہ صاحب۔

میاں ریاض حسین پیر زادہ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ فقیروں ملنگوں اور بزرگوں کے ڈیرے کے اپنے قواعد و ضوابط ہیں دیہاتوں میں بزرگوں کے مزاروں پر میلے ہوتے ہیں یہاں پر ان کا اپنا ہی ایک قانون تھا شائد ہمارے فاضل ممبر نے دیہاتی میلے دیکھے نہیں بزرگوں کی مزاروں پر تو ہر گنہگار اور ہر بدکار تو اس لئے حاضری دیتا ہے کہ میں اپنے گناہوں سے چھٹکارہ پاؤں۔ جناب والا! خود بابا بلھے شاہ کا بڑا مشہور کلام ہے کہ۔

کنجری بنیاں میری عزت نئیں گھٹ دی
مینوں نچ کے یار مناون دے

اور اس کے بعد اگر یہ کہیں کہ وہاں پر چرس اور افیم بکتی ہے تو وہ کسی کا ذاتی فعل ہے۔ اور لاہور میں سمگلرز بہت کچھ کر رہے ہیں۔ اور مزاروں کے ناتے سے ان مزاروں کو بدنام کرنا اور وہ بھی اسمبلی کے فورم میں کہ بزرگوں کے مزاروں پر یہ ہو رہا ہے۔ ان ملنگوں کے ڈیروں کے اپنے قواعد و ضوابط ہیں اس کے ساتھ کسی کے استحقاق کا کوئی تعلق نہیں لوگ

وہاں پر تو اپنے آپ کو بخشوانے کے لئے جاتے ہیں۔
(نعرہ ہائے تحسین)
جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب کا یہ اپنا سوچنے کا انداز ہے۔ انہیں اس چیز کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں سوچ سکتے ہیں۔ جناب چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپ مزید اس سلسلے میں کچھ فرمانا چاہیں گے۔
پارلیمانی سیکرٹری۔ چودھری صاحب پہلے وضاحت کر چکے ہیں واقعتاً وہاں بابا وارث شاہ کا premises جو ہے اس میں قطعی طور پر کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔ غالباً میاں صاحب سمجھ نہیں سکے یا پھر کوئی ایسی بات ہو گئی ہے میرے بیان میں قطعی طور پر کوئی contradiction نہیں ہے بلکہ میں اب بھی اس بیان پر قائم ہوں کہ within_premises_of_Darbar کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اگر دیہاتی میلے کے اندر اگر ایسا کوئی اکا دکا واقعہ ہوا ہے تو حکومت نے اس کا فوری طور پر Action لیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ میاں صاحب اس کو Withdraw فرمالیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے تشریف رکھیں۔ جی رفیق صاحب آپ کیا وضاحت فرمانا چاہتے تھے؟
چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! اس وقت میں نے نکتہ وضاحت پر یہ جاننا چاہا تھا کیونکہ اس وقت اس ایوان کے میرے فاضل رکن کچھ کہہ کر بیٹھ گئے تھے۔ وہ یہ بات کر رہے تھے کہ لوگ مزاروں پر جاتے ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اپنی بات کریں۔
چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! میں انہیں کی بات سے استفسار چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ بات کی تھی کہ لوگ اپنے آپ کو بخشوانے جاتے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا زندہ لوگ بھی اپنے آپ کو بخشوانے جاتے ہیں یا اپنے گناہوں کو بخشوانے جاتے ہیں۔ ذرا یہ وضاحت فرما دی جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ تشریف رکھئے اس بات کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ میاں صاحب آپ اپنی تحریک التوائے کار کو جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی وضاحت اور یقین

دہانی کے بعد پریس نہیں کرتے؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں اس میں تھوڑا سا اور عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں اس پر کافی بات ہو چکی ہے اور اب وقت بھی ختم ہو رہا ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! اگر آپ ایک منٹ دے دیں تو عرض کر دوں۔ جناب والا! وزیر قانون صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ میں زیادتی کر جاتا ہوں کہ میں نے اگر ان کی شان میں کوئی گستاخی کی ہو تو میں نہایت ادب سے گذارش کرتے ہوئے ان سے معذرت کرتا ہوں میں ان سے ہمیشہ با ادب بات کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اور میں نے تو ہمیشہ ان سے با ادب ہو کر ہی بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم لوگ بھی با ادب بات نہ کر سکے تو پھر یہ ہماری بالکل شان کے خلاف ہے اور اپنے اور اپنے آپ کو ممبر کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ میں نے جب بھی اپنے کسی وزیر سے یا معزز رکن سے بات کرنے کی کوشش کی ہے ہمیشہ با ادب رہنے کی کوشش کی ہے۔ اب ان کو یہ غصہ ہے کہ حکومت پر تنقید نہ کی جائے۔ جناب والا ہم جو نقائص دیکھتے ہیں انہیں بیان کرنا ہمارا حق ہے ہمارا استحقاق ہے۔ اب انہوں نے خود ہی فرمایا ہے کہ وہاں پر ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں اور مقدمات درج ہوئے ہیں جناب والا! جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ وہاں پر ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب انہوں نے تو دربار کے احاطے کی بات کی تھی۔ آپ ذرا مہربانی فرمایئے اور فیصلہ دیجئے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں تحریک التوائے کار کا ٹائم کتنا ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے 30 منٹ ہوتے ہیں ابھی ایک دو منٹ باقی ہیں۔

وزیر آبپاشی وقوت برقی۔ میرے خیال میں وقت شائد زیادہ ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی سردار صاحب میں نے ٹائم نوٹ کیا ہوا ہے اور مجھے پتہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک۔ (چودھری محمد صدیق سالار) جناب والا! پنجاب کے اندر پنجاب کا کلچر ہے کہ آپ مادھو لال حسین کے حلقہ میں ہیں پنجاب اگرچہ لاہور کا ہے

اور جب آپ شہباز قلندر جائیں تو دم دم مست قلندر جیسے نعرے پنجاب کے نعرے ہیں آپ کو وہ نظر نہیں آتے مگر آپ کو یہ ڈانس کہاں سے نظر آ جاتا ہے۔ ہم تو وہاں پر صرف عبادت کرتے ہیں۔ اور پنجاب کے لوگ جیسا کہ پیر زادہ صاحب نے کہا ہے ہم اپنے درباروں پر جاتے ہیں اور اپنے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں بخش دینا اور ہم وہاں پر جاتے رہیں گے اور قیامت تک جاتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب آپ اسے پریس نہیں کرتے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! راہی صاحب باہر ہیں لہٰذا جواب بعد میں دیا جائے گا۔ راہی صاحب اس وقت ہاؤس میں نہیں ہیں اس لئے آپ کا جواب بعد میں دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب! آپ اس کو پریس نہیں کرتے فرمایئے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں اس میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں نہیں کہتا آپ اپنا فیصلہ کیجئے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! اگر آپ اسے خلاف ضابطہ کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں ہم آپ کو نہیں روکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں اب آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے بیان سے اور لاء منسٹر صاحب کے بیان سے مطمئن نہیں ہیں؟

میاں محمد اسحاق۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور یقین دھانی لینا چاہتا ہوں۔ جناب والا! مزاروں پر جو میلے ہوتے ہیں ان کے لئے کوئی ضابطہ بنائیں کہ وہاں پر جو ڈانس اور عریانی وغیرہ نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہوں۔ میاں صاحب آپ سے وضاحت چاہتے ہیں اور یہ یقین دھانی چاہتے ہیں کہ آپ آئندہ کے لئے مزاروں کا تقدس جو ہے اس کا خیال رکھیں اور اس قسم کا جو سلسلہ ہے اسے بند کروائیں گے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت اس مسئلہ میں کتنی

سنجیدہ ہے وہ بات آپ کے سامنے آگئی کیونکہ یہ سن ہی نہیں رہے کہ کیا بات ہو رہی ہے؟
پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا! مزاروں کے تقدس کا خیال پہلے بھی رکھا جاتا ہے اور اب بھی رکھا جائے گا۔ انشاء اللہ حکومت اس سلسلے میں پورا تعاون کرے گی اور کوشش کرے گی کہ مزاروں کا تقدس برقرار رکھا جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب کیا اب آپ اس کو پریس نہیں کرتے؟
چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! سردار عارف رشید صاحب نے صحیح استفسار فرمایا تھا کیونکہ جب بارہ بجتے ہیں تو ان کو وقت سے پہلے پتہ چل جاتا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔
میاں محمود احمد۔ جناب والا! مجلس استحقاقات کے پاس ایک Motion ہے جس کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ایک Motion ہے اس کے لئے میں گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی میعاد دو مہینے بڑھا دی جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کتنی میعاد لینا چاہتے ہیں؟ آپ اس کے لئے باقاعدہ motion دیں جو طریقہ کار ہے اس کے مطابق پھر اس کو انشاء اللہ دیکھیں گے۔
میاں محمود احمد۔ مہربانی جی۔

مسودات قانون

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔ وزیر مال صاحب آپ نے کل ایک بل پیش کیا تھا۔ آج آپ اس کے اغراض و مقاصد بیان کرنا چاہیں گے۔
میاں محمد افضل حیات۔ پہلے اس پر ترامیم پیش ہوں گی پھر یہ تقریر کریں گے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ نے وہ بل کل پیش کر دیا تھا۔
میاں محمد افضل حیات۔ وہ بل پیش ہو گیا تھا اب اس کی ترمیم پیش ہو گی۔
وزیر قانون۔ جناب والا! وہ بل پیش ہو گیا تھا لیکن اس کے متعلق مختصراً بیان دینا ضروری ہے تاکہ ممبران اسمبلی اور ہمارے دوستوں پر واضح ہو جائے کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟ جناب والا! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل

The Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for Payment of Compensation) Bill 1987 پیش کیا گیا۔ اس بارے میں میں عرض یہ کرنی چاہتا ہوں کہ جو Occupancy..tenants اس ملک میں عرصہ دراز سے چلے آ رہے تھے ان کی بابت رولز 1953 میں بنے تھے۔ The Punjab Tenancy (Amendment) Rules 1887 یہ دفعہ 114 اور The Punjab Tenancy (Amendment) Rules 1953 115 کی تھی اس کے تحت یہ رولز فریم ہوئے تھے۔ اس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ دو سال کے اندر اندر جو Compensation ہے وہ Deposit کرانے کے بعد حقوق ملکیت حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! لیجسلیشن کا یہ طریقہ نہیں رہا۔ پہلے بل پیش کیا جاتا ہے اس کے اوپر ترامیم آتی ہیں۔ جو وزیر قانون صاحب تقریر فرما رہے ہیں یہ بل کے آخر میں Winding کے لئے ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ طریقہ کار رہا ہے کہ پہلے بل پیش کرنا ہوتا ہے اس کے بعد اس کے اغراض و مقاصد بیان کریں گے تب آپ کی ترامیم آئیں گی۔

وزیر قانون۔ جناب والا! یہ آپ حضرات کی سہولت کے لئے میں عرض کر رہا تھا۔ اس کے لئے وقتاً فوقتاً میعاد میں توسیع کی جاتی رہی۔ اور آخر کار یہ میعاد ختم ہو گئی۔ The Punjab Tenancy Act 1977 اس میں 31 دسمبر 1977 تک اور اس کے بعد مزید توسیع نہ ہو سکی۔ اب ایک دو جگہ Question ہوا ہے کہ کیا وہ توسیع جو سابقہ ہوئی ہے وہ In order تھی یا نہیں تھی۔ اس لئے اب جو ترمیمی بل لایا جا رہا ہے اس میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ 31 دسمبر 1977 اور اسکے بعد جو پیریڈ Allow کیا گیا ہے اس کے لئے اس کے بعد ایک سال مزید دے دیا جائے جب سے یہ ترمیمی بل لاگو ہو گا تاکہ جو مزارعین ہیں جو قابض مزارعین ہیں وہ قیمت جمع کروا کر اس کے اخراجات جمع کروا کر حقوق ملکیت حاصل کر سکیں۔ اس میں میں گذارش کروں گا کہ یہ ان مزارعان کی سہولت کے لئے اس سال کا مزید عرصہ ان کو دینے کے لئے اس تاریخ سے جس تاریخ سے

یہ ترمیمی بل لاگو ہو گا ایک سال کا مزید عرصہ ان کو دیا جانا درکار ہے اور اس کے ذریعہ پیشتر جو اقدامات کیئے گئے ہیں ان کو Validate کرنا درکار ہے تاکہ وہ قانون کے دائرے کے اندر لائے جا سکیں اور اس پر اعتراض نہ ہو۔ یہ حکومت کی طرف سے ان غریب مزارعین کے لئے ایک رعایت ہے یہ بل اس لئے پیش کر رہے ہیں کہ ایک سال کی مزید مدت دی جائے اور سابقہ اقدامات کو Validate کیا جائے جو غریب مزارعان اور جو Occupancy Tenants حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ رہ گئے وہ حاصل کر سکیں۔ شکریہ

وزیر مال۔ جناب سپیکر! اگر مجھے ایک منٹ دیں تو میں اس میں کچھ تفصیل بتانا چاہتا ہوں اصل میں جیسے چودھری صاحب نے فرمایا ہے بات یہ ہے کہ یہ Occupancy Tenants جن کو موروثی مزارعین کہتے ہیں جو نسل در نسل چلے آ رہے ہیں وہ 1952 میں ان کا وہ حق ختم کر دیا اور اس کے بعد ان کو proprietary rights دے دئے گئے۔ اور آخر کار 31 دسمبر 1977 Deadline تھی۔ اس کے بعد وہ ختم ہو گئی لیکن یہ مسئلہ حل نہ ہوا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو خود کاشت کیا اس کو آباد کیا اور اپنی محنت اس میں خود کی لیکن اس میں سے اہم اعداد و شمار آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کل کتنے مزارعین ہیں۔ یہ کل مزارعین کی تعداد ایک لاکھ تیرہ ہزار چار سو ہے جن میں سے 50 ہزار افراد ابھی موجود ہیں جن کو مالکانہ حقوق نہیں ملے۔ اس تعلیم کے ذریعہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کو ایک سال کا وقفہ دے دیا جائے اس میں اس کو یہ کہا جائے کا آپ Apply کریں....

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کورم پورا نہیں ہے بغیر کورم کے ایوان چل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے....

(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔

(گھنٹی بجائی گئی)

کورم پورا ہے۔ اس بل پر کچھ ترمیم بھی آئی ہیں۔ پہلی ترمیم میاں محمد افضل حیات صاحب' مسٹر طاہر احمد شاہ صاحب' میاں محمد اسحاق صاحب' میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب' میاں محمد رفیق صاحب' مسٹر فضل حسین راہی صاحب' سردار غلام عباس صاحب اور مسٹر غلام سرور خان صاحب کی طرف سے آئی ہے۔ میاں محمد افضل حیات صاحب اپنی ترمیم پیش کریں گے۔

MIAN MUHAMMAD AFZAL HAYAT: Sir, I move:-

"That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for Payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1987, as recommended by the Standing Committee on revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January, 1988.

Mr. DEPUTY SPEAKER: The Amendment moved is :-

"That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for Payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1987, as recommended by the Standing Committee on revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January, 1988.

MINISTER FOR REVENUE: Opposed.

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! یہ امنڈمنٹ بل جس کی تاریخ 1887ء کے Tenancy..Act سے شروع ہوتی ہے پہلی ترمیم جو اس بل میں کی گئی جو کہ 1952ء میں Punjab Tenancy (Amendment) Act 1985 میں دی گئی اور 1953ء میں قواعد کے تحت occupancy tenants کو ان کے حقوق دینے کی بات ہوئی پھر اس کی extension 1960ء میں کی گئی۔ اور پھر اس کی extension کے لئے 1969 میں آرڈیننس جاری کیا گیا جس کے تحت compensate کر کے 1977ء تک occupancy..rights حاصل کئے جا سکتے تھے۔

جناب والا ! آج یہ جو بل پیش کیا گیا ہے 1987ء میں جس دن یہ بل پیش ہو گا اس کے

ایک سال بعد تک اس کی Extension دی گئی ہے۔ اصولی طور پر ہم غریب مزارعین کو ان کے حقوق دلانے کے حق میں ہیں اور یہ خواہش رکھتے ہیں بلکہ ہماری یہ جدوجہد ہے کہ غریب عوام کو جن میں مزارع خاص طور پر شامل ہیں زیادہ سے زیادہ حقوق اور سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ لیکن میں اس میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ ہمیں ان کو بار بار extension دینے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اس کے لئے ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ کیوں ہم ان سے بار بار یہ فیس compensation مانگتے ہیں۔ اب ایسے مزارع بچ گئے ہیں یا جنھوں نے پچھلے کچھ عرصے میں لئے ہیں کہ یہ بات 1953ء سے شروع ہے اور کئی لوگ فیس جمع نہیں کرا سکے تو کیوں نہ اب ان سے فیس لینے کے بجائے انھیں براہ راست ہی حقوق ملکیت دے دیئے جائیں۔ اور یہ جو Nominal فیس لینے کی بات ہے اس کو ختم کر دیا جائے اور انھیں صرف حقوق دے دئے جائیں۔ اگر ہم ان کے اتنے ہی ہمدرد ہیں۔ یہاں پر دولت کی اتنی ریل پیل ہے اور یہاں پر اتنے اخراجات ہو رہے ہیں۔ گورنمنٹ یہ فیس اپنے ذمے لے لے اور انھیں حقوق دے دے۔ کیونکہ سامنے یہ بات آتی ہے کہ جو اب باقی ماندہ ہیں جو نہیں دے سکے شاید وہ اس قابل نہ ہوں کہ وہ دے سکیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چونکہ آج میرا خیال ہے کہ حکومت ہماری بات آرام سے سننے کے موڈ میں ہو گی کیونکہ انھیں کوئی ایسی جلدی نہیں ہے تو میں یہ کہوں گا کہ مزارعوں کا مسئلہ بہت پرانا ہے اور آج کے تقاضے بہت نئے ہیں۔ آج ہماری زراعت میں کئی تبدیلیاں آگئی ہیں۔ Mechanized Farming آگئی ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ پورے کے پورے Tenancy Act کو از سر نو اس طریقے سے بنایا اور ترتیب دیا جائے کہ یہ آج کی ضروریات کے مطابق ہو۔ نہ کہ یہ ہو کہ جو برطانیہ کے وقت کا ہے اور جو 1887ء میں بنایا گیا جسے آج پوری ایک صدی گزر چکی ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ قانون جو ایک اور حکومت نے رائج کیا تھا اور اس کو ایک صدی گزر چکی ہے اس کو ہم آج بھی قابل عمل اور قابل قبول سمجھیں؟ یہ ٹھیک ہے کہ کسی وقت ضرورت کے تحت حکومت نے اس میں تبدیلیاں ضرور کی ہیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ

اس پورے Tenancy Act کو از سر نو تشکیل دیا جائے تاکہ وہ آج کی ضروریات کے مطابق ہو۔ جناب والا! جہاں تک مزارعوں کا سوال ہے میں مانتا ہوں اور سب میرے ساتھ متفق ہوں گے کہ وہ ایک مظلوم طبقہ ہے۔ لیکن کئی جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں پر ایک بیوہ غریب عورت جس کا اپنا کوئی لڑکا نہیں ہے اور اس کی صرف بچیاں ہیں۔ اس کی زمین کوئی زمیندار Tenancy Act کے تحت لے کر کاشت کر رہا ہے۔ وہ Tenancy Act کے تحت ایک Tenant ہونے کی حیثیت سے پورے حقوق حاصل کر رہا ہے اور ایک بیوہ غریب عورت کو اس کے حقوق نہیں مل رہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پھر سے ہمیں اس کو تشکیل دینا چاہئے۔ جناب والا! صرف Tenancy Act ہی کیا ہمارے بے شمار صوبائی قوانین بہت دیر کے بنے ہوئے ہیں اور ان کو از سر نو تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! ہماری اس اسمبلی کا اولین کام قانون سازی ہے۔اور جب ہمارا تاریخ میں 5 سال کا دور دیکھا جائے گا کہ ہم نے یہاں پر کتنی قانون سازی کی ہے۔ اور کتنی کارآمد قانون سازی کی ہے۔ اور جب تک ہم یہ قانون عوام کی امنگوں کے مطابق نہیں بنائیں گے تو اس وقت تک ہماری اس اسمبلی کی جو کارروائی ہے وہ سنہری حروف میں نہیں لکھی جائے گی۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری مجالس قائمہ موجود ہیں۔ اس وقت نہ جناب وزیر مال صاحب اس طرف متوجہ ہیں اور نہ دوسرے ممبران متوجہ ہیں۔ ہماری جو مجالس قائمہ ہیں اپنے اپنے متعلقہ قوانین جو ان کمیٹیوں کے متعلقہ ہیں یہ بیٹھ کر ان سب کی طرف توجہ دیں اور ان سب کو از سر نو تشکیل دیں جو آج کی ضرورت کے مطابق ہوں۔ اور قانون سازی کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ اور ہمارا ادارہ زیادہ مستحکم ہو گا۔ میں نے تو یہ ضمنی بات جو ضروری تھی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہی ہے اس سے میرا مقصد وقت ضائع نہیں کرنا ہے میرا اشارہ Tenancy..Act کی طرف ہے۔ جناب والا! میں یہ چاہوں گا اس کو یا تو وہ لوگ فیس یا Compensation دینے کے قابل نہیں ہیں یا ان کو پتہ نہیں چلتا اس لئے اس بل کو مشتہر کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ وہ اپنی Compensation دے سکیں۔ ہم ادھر قانون بنا دیں وہ ایک چھوٹی سی خبر آ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ ان کو ایک سال کے اندر بھی ان کو پتہ نہ چلے۔ اس لئے ضروری ہے کہ

اس کو زیادہ سے زیادہ مشتہر کیا جائے اور اس کے متعلق ان کی رائے کو لیا جائے اور اس کے ساتھ ہی دوسرا Tenancy Act جو پورے کا پورا ایسا ہے جس میں بے شمار ایسی ضروریات ہیں ان کو پورا کیا جائے اور ہم اس پر اس لئے ترمیم نہیں دے سکے۔ وہ ٹیکنیکلی نہیں دی جا سکتی تھی میں یہ کہوں گا کومزارعوں سے فیس Compensation لئے بغیر ان کو دیئے جائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مسٹر طاہر احمد شاہ صاحب۔

جناب طاہر احمد شاہ صاحب جناب سپیکر! میں دوسری ترمیم پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس پر بات نہیں کرنا چاہتے۔ میاں محمد اسحاق صاحب

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! ہمارے قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے۔ یہ اس طبقے کا معاملہ ہے جس کے پاس اتنی تھوڑی سی زمین ہے بڑی مشکل سے ان حالات اور آج کل کے زمانہ میں اپنی حلال کی کمائی کما کر روزانہ کی زندگی بسر کرنا بھی مشکل ہے اور ہم سمجھتے ہیں اور یہ پاکستان انہی لوگوں کے لئے بنا تھا اور انہیں لوگوں نے بنایا جن کا آج اس پنجاب اسمبلی میں مسئلہ پیش ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بار بار مواقعہ فراہم کرنا اور انکی طرف سے یہ فیس ادا نہ کرنا یہ ان کی ایک مجبوری ہے کیا یہ امر واقعہ ہے کہ وہ کاشتکار وہ غریب زمیندار جو اتنی تھوڑی سی فیس اتنے سالوں میں بھی ادا نہ کر سکے یہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس کی تہہ تک پہنچیں کہ کیوں نہ ان کو یہ معاف کر دی جائے اور یہ زمین جن پر وہ قابض ہیں ان کے نام منتقل کرنے میں کیا امر مانع ہے اگر پاکستان میں اتنی لوٹ کھسوٹ ہو رہی ہے اتنے بینکوں کے قرضے معاف کئے جا رہے ہیں کروڑ ہا روپے کے قرضے ان لوگوں کو معاف کر دئے گئے ہیں جو ادا کر سکتے ہیں جو اس حیثیت میں ہیں کہ ادا کر سکتے ہیں۔ جناب والا! ان کو جان بوجھ کر کروڑوں روپے کے قرضے معاف کئے گئے ہیں۔ کیا یہ غریب مزارعوں کو اتنی فیس معاف نہیں کر سکتے میں سمجھتا ہوں یہ زیادتی ہے ہمیں فوراً اس کا آج ہی فیصلہ کرنا چاہئے اور یہ زمین ان کے نام منتقل کی جائے۔ اور ان سے کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔ میں ان کے حق میں یہ دلائل پیش کرتا ہوں پچھلے دنوں میں کروڑہا روپے بنکوں کا قرضہ معاف کیا گیا ہے۔ یہ بطور رشوت معاف کیا گیا ہے۔ یہ ان لوگوں کو سہولتیں فراہم کی

کیئں ہیں۔ جو حکومت کے ساتھ اپنی وابستگی رکھتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جو پنجاب کے زمیندار جو چھوٹے کاشتکار ہیں کیا ہم انکو چھوٹی چھوٹی فیسیں بھی معاف نہیں کر سکتے۔ کیا یہ پاکستان ان کے لئے اتنی تھوڑی سی زحمت بھی گوارا نہیں کر سکتا یہ قلیل رقم ان غریبوں کے لئے سہولت فراہم کرنے کے لئے وہ اپنی زمین اپنے نام پر الاٹ کرا لیں یہ اتنی سی سہولت بھی ان کو فراہم نہیں کر سکتے تو یہ سراسر زیادتی ہے۔

جناب والا! میں اس کے لئے پر زور آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے اپیل کروں گا کہ یہ جو Tenancy Act جو آج پیش کیا جا رہا ہے۔ اس پر فوراً عمل درآمد کرایا جائے۔ اور ان سے بغیر کسی فیس لئے ہوئے جو زمین پر قابضین ہیں ان کے نام منتقل کی جائے۔ اور جناب والا! جیسا کہ ہم نے یہ ترمیم دی ہے اس کے لئے تشہیر کی جائے۔ اور ان لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ کہ پنجاب اسمبلی یہ جمہوری ادارہ جو آپ کے ووٹوں سے بنا اور آپ کے نمائندگان بیٹھے ہیں یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے۔ جو ہمارے کاشتکار بھائی تھے جو ہمارے زمیندار بھائی تھے جو فیس ادا نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے لئے ہم نے یہ سہولت فراہم کی ہے۔ انکے نام یہ زمین منتقل کر دی جائے۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ جہاں حکومت کی طرف سے پانچ نکاتی پروگرام شائع ہوا ہے۔ اس میں بھی کروڑ ہا روپوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اتنی زیادہ فیس بھی نہ ہو گی حکومت کو اس نیک نامی اور خیر سگالی کا جو کام ہے اپنے ذمے لینا چاہئے۔ اور اس کو معاوضے کے بغیر اور مدت میں توسیع کئے بغیر یہ زمینیں ان کے نام منتقل کر دینی چاہئے ان کی مجبوریوں کو ہمیں مد نظر رکھنا چاہئے تھیں۔ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ یہ انکا حق ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پٹھانوں سے بھی زیادہ حکومت کا کام ہو گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک وقت آ جاتا ہے کہ پٹھان بھی اس کو سود معاف کر دیتے ہیں اور حکومت نے کتنی دفعہ ان کو مدت دی ہے مواقع فراہم کئے ہیں اور وہ ادا نہیں کر سکے تو یہ ان کی مجبوری ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے ہمارے زمیندار بھائی اتنی رقوم نہیں دے سکے تو ہمیں کچھ نہ کچھ خیال کرنا چاہئے اور ان کی فیس معاف کرتے ہوئے ان کے نام چھوٹے چھوٹے قطعات زمین جو ان کے قبضے میں ہے ان کے نام منتقل کر دینی چاہئے۔ بجائے اس کے کہ ہم اس کی مدت بڑھائیں اور وقت دیں اگرچہ میں شہر سے تعلق

رکھتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں ان کی حمایت کرتا ہوں اور میرے بھائی جو دیہات سے منتخب ہو کر آئے ہیں وہ ان کے بھائی ہیں اور یہ زمینداروں سے ووٹ لے کر آئے ہیں یہ زمینداروں کے خیر خواہ ہیں اور وہ انہی کی بات کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صحیح معنوں میں ان کے خیر خواہ ہیں تو اس سے زیادہ اور کونسا موقع ہو گا۔ آج موقع ہے کہ وہ اپنی خیر خواہی ظاہر کریں اور ان کے ووٹ کا آج حق ادا کریں یہ انہیں کہنا چاہئے کہ ہم ان سے کوئی فیس نہیں لیتے اور ان کو مالکانہ حقوق بغیر کسی مدت کے آج ان کے نام منتقل کرتے ہیں شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب

میاں ریاض حشمت جنجوعہ جناب سپیکر! یہ ترمیمی مسودہ قانون جسے مدت برائے ادائیگی معاوضہ کی توسیع مزارعت پنجاب مصدرہ 1987ء کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اس میں میری طرف سے بھی ترمیم ہے وہ یہ ہے کہ اسے 31 جنوری 1987 تک عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔

جناب سپیکر! مجھ سے پیشتر مقررین اس پر بڑے عالمانہ انداز میں خطاب کر چکے ہیں اور میں بھی اپنی معروضات بڑے اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ جناب سپیکر! بخاری اور ترمذی کی حدیث مبارکہ ہے کہ جس نے مردہ یعنی بنجر زمین کو زندہ یعنی آباد کیا وہی اس کا مالک ہے۔ جناب سپیکر! اس حدیث مبارکہ میں معاوضہ کا کہیں ذکر موجود نہیں ہے۔ اور غریبوں اور غلاموں کے انقلاب کے بہت بڑے علمبردار جنہیں آج کی مادیت پرست مفکر بھی ایک عظیم انقلابی کے نام سے یاد کرتے ہیں زمین کی ملکیت کے متعلق ان کی حدیث مبارکہ ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج ہم جن موروثی مزارعین کو حقوق ملکیت دینے کے لئے یہ ترمیمی مسودہ قانون منظور کر رہے ہیں یہ وہ مجبور و مقہور انسان ہیں جن کے اباؤ اجداد نے زراعت پیشہ سے منسلک رہ کر اپنی نسلوں کی قربانیاں دے کر بنجر زمینوں کو آباد کیا اور بھوک اور افلاس کے یہ قیدی اور یہ مظلوم انسان جن کے پاس اللہ کی اس زمین پر سر چھپانے کے لئے بھی کوئی جگہ نہیں تھی۔ وقت کی حرمت کو محسوس کرتے ہوئے ان کو ان زمینوں کے حقوق ملکیت دینے کا فیصلہ کیا گیا مگر 31 دسمبر 1977ء کو ایک

قانون نے اس پر قدغن لگا دی کہ اس کے بعد کوئی شخص معاوضہ ادا کر کے بھی حقوق ملکیت حاصل نہیں کر سکتا۔ موجودہ حکومت نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور معاوضہ ادا کر کے حقوق ملکیت حاصل کرنے کے لئے زیر نظر قانون کے ذریعے ایک سال کی مزید توسیع عطا کی جا رہی ہے

جناب سپیکر! میں حکومت کے اس اقدام کی تعریف کرتے ہوئے یہ مطالبہ کروں گا کہ جس طرح اسلام میں ہادی برحق نے زمین کا کوئی معاوضہ متعین نہیں کیا اسی طرح جتنے بھی موروثی مزارعین ہیں ان کو حقوق ملکیت دینے کے لئے کوئی معاوضہ وصول نہیں کیا جانا چاہئے اگر جناب والا! اس ملک میں سرمایہ داروں کو۔ کارخانہ داروں کو اور مراعات یافتہ طبقوں کو کروڑوں روپے کے قرضے معاف کئے جا سکتے ہیں ان لوگوں کو جناب سپیکر! جو کسی پیداواری عمل میں حصہ نہیں لیتے ان کے اگر قرضے معاف کئے جا سکتے ہیں تو اس دھرتی پر بسنے والے یہ انسان جن کی تمام قوتیں جن کی تمام صلاحیتیں۔ جن کی شب و روز کی محنتیں اس ملک میں دولت پیدا کرتی ہیں ان کو یہ زمین بلا معاوضہ کیوں نہیں دی جا سکتی؟

جناب سپیکر! یہ میں عرض کروں گا کہ حکومت جہاں ایک سال کی مزید توسیع عطا کر رہی ہے اور یہ حکومت کا فیصلہ ایک مستحسن اقدام ہے وہاں میں بھی مزارعوں کا ایک نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ موروثی مزارعین کو حقوق ملکیت دیتے ہوئے یا تو معاوضہ کی رقم بالکل معاف کر دی جائے یا پھر اس میں مدت کی جو توسیع کی جا رہی ہے اس میں مزید ایک سال کی توسیع عطا کر دی جائے کیونکہ اس طرح سے جن لوگوں نے آج تک معاوضہ ادا کر کے حقوق ملکیت حاصل نہیں کئے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ان لوگوں کے پاس اس قدر پونجی اس قدر استطاعت اس قدر طاقت موجود نہیں تھی کہ وہ بروقت معاوضہ ادا کر کے حقوق ملکیت حاصل کر لیتے۔ تو کیا جناب والا! ایک سال کی اس مختصر سی مدت میں وہ اس قابل ہو سکیں گے جب کہ آج کل کے حالات زراعت سے وابستہ لوگوں کے لئے اپنے شب و روز کو گزارنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ ان کے دو وقت کے نوالے بھی اس پیشے سے پورے نہیں ہوتے۔ اور وہ پیشہ انتہائی غیر منفعت بخش پیشہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ تو کیا وہ لوگ ایک سال میں اس قدر پیسے اسقدر رقوم اکٹھی کر سکیں گے کہ وہ یہ ادا

کر کے محقق ملکیت حاصل کر لیں اس لئے جناب والا ! میں اس تجویز کے ساتھ اپنی گزارشات کو ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اس مدت میں مزید توسیع کی جائی انتہائی لازم ہے یا پھر حکومت جس طرح فراخ دلی سے [illegible] قرضے معاف کر رہی ہے اور ان لوگوں کے قرضے معاف کر رہی ہے [illegible] مراعات یافتہ ہیں وہ لوگ جو حقوق یافتہ ہیں اس طرح ان لوگوں کے جن کے پاس کوئی حقوق نہیں ہیں جن کے حقوق چھینے گئے ہیں۔ جن کے حقوق سلب کئے گئے ہیں ان لوگوں کے معاوضہ جات معاف کر دیں اور ان کو معاوضہ وصول کئے بغیر حقوق ملکیت ادا کر دیں میرے تو خیال میں حکومت کا ایک انتہائی عظیم کارنامہ ہو گا۔ اور جس طرح سے یہ حکومت بار بار اعلان کر چکی ہے کہ وہ بے زمین مزارعین کو حقوق ملکیت دے گی تو جناب والا ! اس لحاظ سے بھی اپنے اس اعلان کے لحاظ سے بھی حکومت اس بات کی پابند ہے کہ وہ بے زمین مزارعین کو بے زمین کاشتکاروں کو بغیر معاوضہ کے زمینوں کے حقوق عطا کرے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان مزارعین سے جو نسلوں سے زمین کو آباد کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جن کی نسلوں کی ایک پوری تاریخ اس زمین کے ساتھ وابستہ ہے ان لوگوں کو بغیر معاوضہ کے حقوق دئے جانے چاہئیں۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں محمد رفیق صاحب !

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر ! آج پھر میرا دل پنجابی میں بات کرنے کو چاہتا ہے اس لئے میں اجازت چاہوں گا کہ پنجابی میں بات کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی کیا فرمایا؟

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر ! میں پنجابی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمایئے۔

چودھری محمد رفیق۔ (پنجابی) شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا ! مسودہ قانون (ترمیم) (مدت برائے ادائیگی معاوضہ کی توثیق و توسیع) مزارعت پنجاب مصدرہ 1987ء (مسودہ قانون 107 بابت 1987ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ جناب سپیکر ! آج اس معزز ایوان میں پیش کی گئی ہے یعنی اس مسودہ قانون پر میرے محترم ساتھی اظہار خیال

کر چکے ہیں۔ اور میں یہاں تک پہنچتے پہنچتے میں یہ سمجھ گیا ہوں کہ وہ سب باتیں جو میں کرنی چاہتا تھا کہ وہ کر چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میری باتوں میں کوئی Repetition آ جائے۔

جناب محمد اقبال شاہ۔ پھر بیٹھ جائیں۔

چودھری محمد رفیق۔ نہیں! میں بیٹھ نہیں سکتا۔ شاہ صاحب اپنی بات کر کے بیٹھوں گا۔ جناب سپیکر! اس میں کسی ایک بات کا اضافہ ضرور کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آج ہمارے اس دور میں خاص طور پر فوجی حکومت جو ضیاء صاحب کی ہے وہ اسلام کا نام لیتے ہوئے نہیں تھکتی اسلامائزیشن کے اس ڈھونگ میں اور اس حوالے کی روشنی میں بات کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی موجودہ حکومت یا مسلم لیگ کی حکومت اسلامائزیشن پر اتنا اعتقاد اور ایمان رکھتی ہے یقین رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ ہو اس لئے یہ انتہائی لازم ہے کہ اسلام کی رو سے جب کہ میرے محترم دوست جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ایک حدیث کا حوالہ دے چکے ہیں کہ وہ زمین وہ بنجر زمین جس میں کاشتکار یا مزارع ہل چلا کر اس کا سینہ چیر کر اسے آباد کرتا ہے وہی اس کی ملکیت کا حق رکھتا ہے۔ جناب سپیکر! جو کاشتکار یا جو مزارع زمین کو کاشت کرتا ہے وہی اس کا مالک ہے اور یہی اسلامی spirit کی روح ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے جیسا بھی بل پیش کیا ہے اس کو بھی میں بہت غنیمت سمجھتا ہوں کیوں نہ ان کاشتکاروں کو مزید رعایت دی جائے تاکہ وہ ان زمینوں کے مالک بن جائیں۔ جناب والا! وہ غریب اس وقت تک زمینوں کے مالک نہیں بن سکے کیونکہ ان میں اتنی استطاعت نہیں ہے اور آج دنیا میں سب سے کم آمدنی والا جو پیشہ ہے وہ زمینداری ہے اور کاشتکاری ہے اور خصوصاً جناب سپیکر! اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک کے اندر سب سے کم آمدنی والا جو پیشہ ہے وہ کاشتکاری ہے جس کاشتکار کو اپنی جنسوں کا بھاؤ مقرر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور اس کی جنسوں کے بھاؤ اسلام آباد میں مقرر کئے جائیں یہ جو صوبائی خود مختاری جو ہمیں آئین نے دی ہے تو یہ اس صوبائی خود مختاری کی بھی خلاف ورزی ہے۔ اسلام آباد میں زراعت سے متعلقہ وزیر زراعت یا وزیر خوراک کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے کہ وہ وہاں بیٹھ کر ان جنسوں کے بھاؤ مقرر کرتے ہیں اور ہماری Cost of Production کا حساب

بھی صحیح نہیں کیا جاتا۔ ان حالات کے تحت وہ مجبور کاشتکار جو بروقت معاوضہ دے کر حقوق ملکیت حاصل نہیں کر سکے ان کے لئے یہ حکومت جو موقع فراہم کر رہی ہے یہ قابل تعریف بھی ہے۔ لیکن جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں اور جو میرے ساتھی مجھ سے پہلے اپنی اپنی گذارشات پیش کر چکے ہیں ہم سب کا مقصد یہ ہے کہ وہ قانون جو انگریزوں نے 1887ء میں بنایا تھا اس میں سب پہلے ترمیم 1952ء میں ہوئی ہے اس کے قانون کے تحت 1953ء میں اس وقت کے مزارعوں کو حقوق ملکیت دینے کا اعلان کیا گیا تھا لیکن وہ کاشتکار اپنے پسماندگی کی وجہ سے اور اپنی کم آمدنی کی وجہ سے اس وقت حقوق ملکیت حاصل نہ کر سکے آج یہ موجود حکومت ان کو موقع فراہم کر رہی ہے۔ جناب والا۔ اگر حکومت اتنی مخلص ہے اور اسلام کا نعرہ بھی لگاتی ہے اسلامائزیشن کا نعرہ بھی لگاتی ہے اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ انگریزوں کے اس قانون میں ترمیم کرنے کی بجائے کیا یہ زیادہ مناسب اور بہتر نہیں ہو گا جیسا یہ قانون ساری دنیا میں رائج ہے کہ کسی بھی قانون کو پاس کرنے کے لئے عوام کی رائے لی جاتی ہے اس لئے میں جناب سپیکر! ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قانون میں ترمیم کرنے سے پہلے اور اس بل کو پاس کرانے سے پہلے لازم ہے کہ 31 دسمبر 1987 تک عوام کی رائے معلوم کی جائے کہ آیا وہ اسلامی قانون کے تحت بلا معاوضہ ان غریب مزارعوں کو ملکیت دئے جائیں جس کے بارے میں میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ اشک شوئی بہتر یا قابل تحسین ثابت نہیں ہوگی کیونکہ اس مدت میں توسیع کے باوجود بھی حقوق ملکیت حاصل نہیں کر سکیں گے بلکہ یہ تو اسی طرح سے ہو گا جس طرح آزادی کے بعد لوگ آج تک زمینیں یا جائیدادیں حاصل نہیں کر سکے اور اس سرخ فیتے کی وجہ سے وہ اپنے کلیم بیچنے پر مجبور ہو گئے آج بھی یہ کاشتکار پیسے دینے کے باوجود بھی اپنے حقوق ملکیت حاصل نہیں کر سکے گا بلکہ ان سے پیسے والے لوگ سرمایہ دار لوگ یا جاگیردار لوگ اسی طرح سے کاروبار کریں گے جس طرح کلیموں کا کاروبار ہوا تھا اور وہ حقوق ملکیت کاشتکاروں کے نام پر یا مزارعوں کے نام پر لئے جائیں گے لیکن اصل مالک وہی جاگیردار اور سرمایہ دار ہوں گے کیونکہ ان کے پیسے ہی وہاں پر چلیں گے۔ جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں یہ بات اس ایوان میں عرض کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں جس طرح یہ بات اس سے

پیشتر بھی ہو چکی ہے کہ اربوں روپوں کے قرضے جاگیردار اور سرمایہ داروں کو معاف کر دیئے گئے اس ملی بھگت میں ان لوگوں کو یہ مفاد پہنچایا گیا اب کیا ہمارے جو غریب بھائی مزارع ہیں کیا ان کو بلا معاوضہ زمینیں نہیں دی جا سکتیں اور کیا ان پر یہ احسان نہیں کیا جا سکتا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت ان کی اشک شوئی یا ان پر احسان کرنا چاہتی ہے لیکن یہ احسان بھی ان کو پوری طرح سے مفاد نہیں پہنچا سکے گا۔ اس لئے جناب سپیکر! میں اس ایوان میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ حکومت انگریزوں کے 1887ء میں بنائے ہوئے قانون میں ترمیم کر کے مزارعوں کو حقوق ملکیت دینا چاہتی ہے تو اس سلسلے میں ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اس بارے میں اسلامائزیشن کی روشنی میں اسلامی قانون کے حوالے سے عوام کی رائے معلوم کی جائے کہ آیا عوام اسلامی قوانین کے تحت ان مزارعوں کو بلا معاوضہ حقوق ملکیت دینا چاہتے ہیں یا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح سے حکومت چاہتی ہے کہ ان سے معاوضہ لے کر ان کو حقوق ملکیت دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! پیشتر اس کے یہ بل پاس کیا جائے یا تو اس کے بارے میں عوام کی رائے معلوم کی جائے کہ کیا حقوق ملکیت اسلامی رو سے یا اسلامائزیشن کے تحت بلا معاوضہ دیئے جائیں۔ یہ رائے لی جانی لازمی ہے یا پھر دوسری تجویز یہ ہے کہ اس بل کو اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیج دیا جائے اور اس بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے لی جانی بھی لازمی ہے۔

جناب والا! میں آخر میں اپنے مطالبات کو دہراتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ یہ جو دو مطالبات میں نے اس معزز ایوان میں پیش کئے ہیں ایک تو یہ اس کو 31 دسمبر 1987ء تک عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے دوسرے اسلامی نظریاتی کونسل سے بھی اس بارے میں رائے معلوم کی جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی۔ (فیصل آباد) جناب سپیکر! آج جو بل اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے یہ یقیناً غریب مزارعوں کی بہتری کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں اس میں شک کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔ لیکن جناب سپیکر! دیکھنے والی چیز یہ ہے کہ آیا اس بل کے پاس ہونے سے جس طرح یہ بل پیش کیا گیا ہے موروثی مزارعین جو چلچلاتی دھوپ میں

اپنے پورے جسم کو شامل کر کے محنت سے دوسروں کے لئے رزق پیدا کرتے ہیں اپنے خون پسینے سے دوسروں کے لئے رزق پیدا کرتے ہیں اور ملک کی ترقی کا باعث بنتے ہیں کیا اس بل کے پاس ہونے کے بعد ان کے یہ تمام مسائل ہو سکیں گے۔ تو جناب والا! میں صرف اتنا کہوں گا کہ پہلے آپ یہ بات طے کر لیں کہ آیا وہ لوگ اس ملک کے ساتھ مخلص ہیں آیا وہ لوگ اس ملک کی ترقی چاہتے ہیں آیا وہ لوگ اس ملک کی ترقی کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اس کی معاشی حالت کو بہتر کرنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ اگر تو وہ اپنی تمام تر محنتیں آپ کی ملکی پیداوار میں اضافے کے لئے صرف کرتے ہیں اور اپنی تمام تر قوتیں آپ کے سماج کو نکھارنے کے لئے صرف کرتے ہیں تو ہمارا یہ حق بنتا ہے ان کی نمائندگی کرتے ہوئے ہم ان کی تکلیفوں کا صحیح معنوں میں ازالہ کریں نہ کہ ہم ان کے لئے اشک شوئی کا سامان پیدا کریں۔ جناب سپیکر! اب دیکھئے کہ یہ ملک ہمارا ملک پاکستان جو ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے کتنی بڑی تعداد میں قربانیاں دینی پڑی ہیں اور میں اس ملک میں پیدا ہوا ہوں لیکن مجھ سے پچھلی نسل جو ہے اسنے اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھے ہیں جو اس ملک کو بنانے میں پیدا ہوئے۔

جناب سپیکر! آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب ہمارے بھائی بیمار ہو جاتے ہیں یا اس پنجاب کا کوئی بیٹا اس ملک کا کوئی بیٹا اگر بیمار ہو جاتا ہے تو اس کی ماں اپنی شفقت کے تحت ماں کی محبت کے جذبے کے تحت اس تک وقت اس کے سرہانے سے نہیں اٹھتی جب تک اس کے بچے کو آرام نہیں آ جاتا۔ وہ اس کو دوا دیتی رہتی ہے۔ وہ اس کے لئے دعائیں کرتی رہتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے دعائیں کرتی ہے۔ وہ رات کو اٹھ کر اسے پانی دیتی ہے۔ وہ رات کو اٹھ کر اسے دوائی دیتی ہے۔ صرف اس لئے کہ اسے اپنے بچے سے محبت ہے۔ وہ اپنے بچے میں اپنی زندگی دیکھتی ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اگر ہم تحریک پاکستان کے ان مناظر کو دیکھیں جن میں ہماری وہ مائیں جو ہمارے سروں پر اس وقت تک بیٹھی رہتی ہیں جب تک ان کے بیمار بچوں کو آرام نہیں آ جاتا۔ وہ مائیں اپنے بچوں کو نیزے پر تڑپتا ہوا چھوڑ کر اس ملک میں داخل ہوئی ہیں۔ ہماری اس قوم کا وہ بھائی جو دوسرے کی بہن کی غیرت کی خاطر، عزت کی خاطر، غیرت میں آ کر یا قتل کر دیتا ہے یا قتل

ہو جاتا ہے۔ ہمارے وہ بھائی وہ غیرت مند بھائی جو ہیں وہ اپنی بہنوں کو اس ملک کے حصول کے لئے بمبئی اور دہلی کے چکلوں کی زینت بننے کے لئے چھوڑ کر اس ملک کے اندر آئے ہیں۔ میں آپ کو اگر ان لوگوں کی قربانیاں گنوانا چاہوں تو بہت دیر تک گنوا سکتا ہوں لیکن ہمیں صرف یہ طے کر لینا چاہئے کہ اس ملک کے حصول کے لئے اس پاکستان کو بنانے کے لئے اگر ان لوگوں نے اپنی زندگیاں نچھاور کی ہیں اگر انہوں نے آگ اور خون کے سمندر عبور کئے ہیں اگر انہوں نے نیزوں پر اپنا خون چھوڑا ہے تو پھر ہمیں آج ان کے لئے یہ بھی طے کرنا ہو گا کہ آیا ہم نے اس ملک کو بنانے کے بعد ان کی جو قربانیاں ہیں ان کے پیش نظر ان کو کچھ دیا بھی ہے یا نہیں دیا۔

جناب والا! اس وقت ہم یہ کہتے تھے کہ ہم اس ملک کو اسلام کے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن قربانیاں دینے والے لوگ جو ہیں پاکستان بنانے والے لوگ جو ہیں وہ دنوں اور مہینوں میں گھنٹوں اور منٹوں کا سفر کر کے اس ملک میں پہنچے ہیں لیکن جن لوگوں کا پاکستان بنانے میں کوئی دخل نہیں تھا وہ مہینوں اور دنوں کا سفر گھنٹوں اور منٹوں میں کر کے اس ملک کے اندر آئے ہیں۔ اور آتے ہی المیہ یہ ہوا ہے کہ وہ لوگ جن کا پاکستان بنانے میں کوئی اتنا عمل دخل نہیں تھا انہوں نے پاکستان کی حکومت میں اپنا عمل دخل بڑھایا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا راہی صاحب اپنی ترمیم پر تقریر کر رہے ہیں یا تحریک پاکستان پر کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں اسی لئے کہتا ہوں کہ اگر سمجھ نہ آئے تے نہ بولا کرو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب اپنے اصل موضوع کی طرف آنے کے لئے پہلے میٹریل اکٹھا کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ تو جناب والا! دیکھنے والی چیز یہ ہے کہ ہم نے ان کی بہتری کے لئے کیا کیا ہے۔ حق تو ہمارا یہ بنتا تھا کہ ہم ان کی قربانیوں کے عوض اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ زمین اللہ کی ہے اور جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں وہ کون لوگ ہیں جو اللہ کی زمین کے گرد لکیریں کھینچ کر اس زمین کو اپنی ملکیت قرار دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی زمین کے گرد لکیریں کھینچ کر

اسے اپنی ملکیت قرار دے کر خود آ کر شہروں میں اور کلبوں میں بیٹھ جاتے ہیں بڑے بڑے ہوٹلوں میں بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔

وزیر کالونیز۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اپنے فاضل دوست سے عرض کروں گا کہ وہ تو بالکل Irrelevant ہوتے جا رہے ہیں۔ جو ان کی ترمیم ہے جو موضوع وہ چھیڑ رہے ہیں اس کی حق رسی کے لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے جو وہ کہنا چاہتے ہیں اس کے لئے ہم نے یہ ترمیم یہاں پر پیش کی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبر سے یہ التماس کروں گا کہ آپ کی جو ترمیم ہے آپ اس کے دائرہ کار میں رہیئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے اس ملک کی بنیادوں میں اپنا خون اور پسینہ شامل کیا ہے۔ اپنی عزتیں اور غیرتیں اس میں دفن کی ہیں اور یہ سب کچھ اس ملک کی بنیادوں میں شامل کر کے انہوں نے اس کی بنیادوں کو مضبوطیاں فراہم کی ہیں۔ تو پھر جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو پاکستان بنانے سے لے کر آج تک جو دھوپ برداشت کرتے چلے آ رہے ہیں جو جوھڑوں کے ارد گرد چھوٹی چھوٹی بستیاں بنا کر ان میں رہتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ جہاں سے جنازے لے کر نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ ان کی تکلیفوں کے پیش نظر کہ انہوں نے جتنی ذلت آمیز زندگی پاکستان کے سماج میں پاکستان بننے کے بعد بسر کی ہے اس ذلت آمیز زندگی کے صدقے سے ان کی تکلیفوں کے صدقے سے آپ ان کو ایک ایک پائی معاف کر دیں آپ ان کو ان کا حق دیں۔ آپ یہ کہیں کہ جب پاکستان بنا تھا اور آپ کے پاس یہ زمین کا ٹکڑا تھا۔ آپ اس کو کاشت کرتے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد اس کو کاشت کرتے تھے تو یہ آپ کا حق ہے اس لئے کہ اس حق سے اللہ تعالیٰ بھی انکار نہیں کرتا اور دنیا کا کوئی انقلابی فلاسفر بھی اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ چالیس سالہ زندگی کے اندر اگر کسی خاندان نے چار ایکڑ زمین کاشت کی ہے تو یہ اس کا حق ہے اس نے اپنی تمام صلاحیتیں اس زمین کے لئے استعمال کی ہیں۔ جناب والا! ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بڑے بڑے لوگوں کو بڑے بڑے فارموں کی شکل میں کروڑوں روپیہ دینے کی بجائے ہم ان

لوگوں کی خدمت کریں اور ہم ان لوگوں کو ان کا حق دیں اور ہم یہ کہیں کہ آپ کی نمائندگی ہوئی ہے اگر آپ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ان کے حمایتی ہیں۔ آپ ان کی حالت بدلنا چاہتے ہیں۔ آپ ان کی بہتری کے لئے کوئی قانون بنانا چاہتے ہیں۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ان کا چالیس سالہ محنتوں کا حق جو ہے ان کو انعام کی صورت میں دے دیں آپ یہ کہیں کہ ہم آپ کو اس بات کا انعام دیتے ہیں کہ آپ نے قربانیاں دی تھیں لیکن جناب والا! کیا کیا جائے اس بات کا کہ آپ اپنی مرضی کے لوگوں کو گولڈ میڈل تو دے سکتے ہیں لیکن غریب مزارع کو ایک زمین کا ٹکڑا جسے وہ کاشت کرتا رہا ہے جس میں سے وہ رزق پیدا کرتا رہا ہے اس کو آپ وہ انعام کے طور پر نہیں دے سکتے۔

جناب والا! اس ملک کے اندر ہم نے یہ دیکھا ہے کہ کروڑوں روپے کے قرضے بڑے بڑے صنعتکاروں کو بڑے بڑے زمینداروں کو بڑے بڑے طاقتور لوگوں کو معاف کر دئے گئے ہیں اور ان کروڑوں روپوں کو چند خاندانوں کو معاف کرنے کی بجائے اگر آپ وہ قرضے ان سے وصول کر کے ان لوگوں کی خدمت میں انہیں صرف کر دیتے کچی آبادیوں کے لئے انہیں صرف کر دیتے تو پھر جناب والا! یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ حکومت غریبوں کی حمایت کرتی ہے۔ لیکن جناب والا! کیا کیا جائے اس بات کا کہ اگر با اختیار لوگ جو ہیں اگر اب میں نام لوں گا تو پھر شاید کوئی کھلبلی مچ جائے گی اس لئے میں نام نہیں لینا چاہتا لیکن سب جانتے ہیں کہ ایک فونڈری کے مالک جو ہیں انہوں نے بھی قرضہ معاف کروایا ہے۔ بڑے بڑے سیاستدانوں کو معاف کیا گیا ہے۔ بڑے بڑے مل مالکان کو معاف کیا گیا ہے۔ لیکن جب غریب کی باری آتی ہے تو جناب والا! یہ کہا جاتا ہے کہ آپ ان کو صرف وقت دے دیں۔ ایک سال ان کو اور بڑھا دیں۔ ایک سال میں اور یہ اپنی پونجی جمع کر کے حکومت کو دے کر پھر ان کے مالکانہ حقوق حاصل کریں تو جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ ایک غیر اصولی فیصلہ کرتے وقت حکومت نہیں ہچکچاتی۔ میرے بینکوں کے اندر جتنے پیسے جمع ہیں۔ آپ کے اکاؤنٹ میں ہیں۔ ہمارے منسٹرز کے اکاؤنٹ میں ہیں۔ بشریٰ رحمٰن کے اکاؤنٹ میں ہیں۔ چاہے کسی کے اکاؤنٹ میں بھی ہیں وہ سب آپ کی اجتماعی آمدنی ہے۔ اور جب آپ تمام یہ چھوٹے چھوٹے پیسے جو ہیں جو ہم اپنی بہنوں کی شادی کے لئے یا اپنے آئندہ اخراجات کے

لئے بچت کے طور پر جمع کرتے ہیں ان تمام رقومات کو حاصل کرنے کے بعد حکومت اسے کاروباروں میں Invest کرتی ہے اور کاروبار سے جو منافع بنتا ہے according to your own Islam جیسا کہ ضیاء الحق یہ کہتے ہیں ان کے کہنے کے مطابق جو منافع ہوتا ہے وہ تمام کھاتہ داروں میں برابر تقسیم ہوتا ہے اور وہ ہمارا حق ہوتا ہے۔ اکاؤنٹ ہولڈرز کا حق ہوتا ہے۔ ہم اپنی بہنوں کی شادیوں کے لئے ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے جو چھوٹی چھوٹی پونجی جمع رکھتے ہیں اس کا منافع ہمیں دینے کی بجائے جن کا کہ یہ حق ہے آپ چند صنعتکاروں کو معاف کر دیتے ہیں۔ تو ہمارے حقوق ان کو منتقل کر دیتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ بھی مقصود ہے کہ آپ نے صنعت کاروں اور بڑے زمینداروں کو خوش کرنا ہے تو میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ جناب صدر محترم نے جو پاکستان سے باہر فارم بنائے ہوئے ہیں ان کو بیچ کر ان غریبوں اور یتیموں کی مدد کر دیتے ان کی مدد کرنے کے لئے ہمارے اکاؤنٹ کاٹنے کی ضرورت نہیں تھی تو جناب والا! یہ طبقہ جس کے لئے آج ہم نے ایک بل پیش کیا ہے۔ یہ ایسا طبقہ ہے کہ اسکی بیورو کریسی تک بھی پہنچ نہیں ہے۔ اس کی عوامی نمائندوں تک بھی پہنچ نہیں ہے اور جو اختیارات اور جو relaxation اور جو بھی کاروبار آگے بڑھانے کے لئے سمال انڈسٹری کی صورت میں ہو' انڈسٹریل قرضہ کی صورت میں ہو' وہ زرعی ترقیاتی بنک کے قرضہ کی صورت میں ہو' وہ ان لوگوں کو منتقل ہوتا ہے جن کے بیوروکریٹس کی ساتھ اچھے تعلقات ہوں جو عوامی نمائندوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں یہ ایک ایسا طبقہ ہے کہ جس کی پہنچ نہ ایم این اے تک ہے اور نہ ہی ان کی پہنچ ایم پی اے تک ہے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں نے کل بھی راہی صاحب سے کہا تھا کہ اگر آپ نے ایسی تقریر کرنی ہے۔ تو وہاں پر آپ جلسہ کریں اور جلسہ میں ایسی تقریر کریں ہم سنیں گے یہاں جو آپ نے ترمیم دی ہے اس پر بحث کریں مگر یہ تو پتہ نہیں کدھر جا رہے ہیں اگر ان کو شوق ہے تو یہ وقت مقرر کریں ہم تمام اسمبلی کے ممبران وہاں جلسہ میں جائیں گے اور ان کی تقریر سنیں گے یہاں اسمبلی کے فورم میں وہ بات ہو جو اس کے مطابق ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی آپ دست فرما رہے ہیں میں راہی صاحب سے یہ التماس کروں گا کہ آپ اپنی ترمیم سے متعلقہ بات کریں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراؤں گا کہ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی کورم نہیں تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی گئی اور کورم نہیں ہے۔ اس لئے اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(جناب ڈپٹی سپیکر (39-01) ایک بجکر انتالیس منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی منگل 13 اکتوبر 1990ء تک صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

☆ تفصیل بابت سوال نمبر 2002

(Corrected Uptodate)

MARTIAL LAW INSTRUCTIONS NO. 23
DATED 17 AUGUST 1977
ALLOTMENT OF RESIDENTIAL PLOTS.

1. Consequent to the issue of ML Instruction No. 10 dated 19 July, 1977, a number of irregularities in the allotment of plots have been brought to the notice of MLA Punjab Zone "A". After detailed investigations: the Martial Law Administrator Punjab zone "A" has decided to cancel all allotment of plots made by any Government agency/autonomous body from 1 July, 1977 for the following areas:-

a. All Housing Schemes of Lahore Development Authority.
b. Housing plots on Municipal Land.
c. Housing plots on Nazool/State Land.
d. Housing plots allotted by Housing & physical Planning Department.

2. The above cancellation is not applicable to plots sold by auction. Also, the applications of cancelled plots will remain alive and further allotment will be regulated on the policy given in this Martial Law Instruction,

Allotment Percentage.

3. All plots of one kanal and two kanals will be allotted as under. No plot shall be of more than two kanals in any of the Housing Schemes in the Province.

a. 60 percent by auction.
b. 15 percent to Government Servants including employees of autonomous and semi autonomous bodies.

A separate quota out of the plots earmarked for the Government Servants will be worked out for the Police Department proportionate to their strength.

c. 10 percent for Professionals including men of letters, sportsmen, journalists, artists, poets, authors etc.
d. 4 percent for Lawyers.
e. 1 percent for Judges of superior courts.
f. 5 percent for Defence Service personnel.
g. 5 percent shall by reserved for compassionate and hardship cases and the allotment shall be made by MLA on the recommendation of the Chief Secretary. This category of candidates shall be eligible to allotment of plots within their districts of domicile.

4. For plots of less than one kanal size, the allotment will be as under:-

a. 70 percent to General Public earning Rs. 1,000 or less per month by ballot.
b. 15 percent to Government Servants of Grade-16 and below including employees of autonomous and semi-autonomous bodies.
A separate quota out of the plots earmarked for the Government Servants will be worked out for the Police Department proportionate to their strength..
c. 5 percent to Defence Service personnel equivalent of Grade-16 and below.
d. 5 percent to Industrial labour, by ballot.
e. "5 percent shall be reserved for compassionate and hardship cases and the allotment shall be made by MLA on the recommendation of the Chief Secretary. The eligibility in this case, as per paragraph 3 g, shall be restricted to the district of domicile".

اسمبلی سوال نمبر2002 صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جنوری تا دسمبر31- 1985ء پلاٹوں کی تفصیل جو کہ محکمہ سابقہ گورنر صاحب نے عوام الناس کو الاٹ کئے گئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	1 مسماۃ محمودہ سعید ملک 60- بی شادمان کالونی نمبرGOR III لاہور	47 این 1 کنال 0 مرلہ 90 مربع فٹ	64420 روپے	تتمہ "د"	22-5-1985
		2 کرنل ریٹائرڈ حسن قادر ایواری ہوٹل لینڈ ہلٹن ہوٹل لاہور	197 این 1 کنال 0 مرلہ 90 مربع فٹ	64615.84 روپے	تتمہ "د"	4-6-1985
		3 صوبیدار نصراللہ	280 ایل 10 مرلہ 25 مربع فٹ	32040.08 روپے	تتمہ "د"	14-12-1985

اسمبلی سوال نمبر2002: فہرست الاٹیاں جن کو سابقہ گورنر نے 1985ء میں لاہور کی رہائشی سکیموں میں پلاٹ الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	علامہ اقبال ٹاؤن	1 سید جاوید عالم مکان نمبر5 بلاک نمبر 528 برناس روڈ ریلوے کالونی نزد سگنل شاپ لاہور	129 ہا 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	27/10/85
		2 محمد درویش خطیب جامعہ مسجد رچنا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	131 ہا 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	15/7/85
		3 مسماۃ غلام فاطمہ معرفت جنرل سٹور گنگارام بلڈنگ 23 فلیمنگ روڈ نزد امیر علی شیر روڈ لاہور	133 ہا 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	13/8/85
		4 متین الظفر سٹاف کار ڈرائیور سیکرٹری ہیلتھ لاہور	135 ہا 0 کنال 3 مرلہ 13 فٹ	8829.32 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	29/10/85
		5 توقیر محبوب مکان نمبر12/17 راجہ رام سٹریٹ نمبر24 گوالمنڈی لاہور	465 ہا 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے 8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85

6 ذوالفقار علی اسٹنٹ ولد چنن دین 2- ایجوکیشن توسیع سنٹر وحدت کالونی لاہور	462 ہما 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85
7 حافظ قاریہ دل شاد 164/65 بی بلاک چوبرجی پارک لاہور	193 گلشن 0 کنال 10 مرلہ 26 فٹ	27854.27 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	21/11/85

اسمبلی سوال نمبر2002: صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جنوری 1985ء تا 31 دسمبر 1985ء پلاٹوں کی تفصیل جو کہ سابقہ گورنر نے مختلف اشخاص کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	نیو گارڈن ٹاؤن	1 محمد سعید مہدی 10 ایکمن روڈ GOR لاہور	145 ابوبکر بلاک 2 کنال 1 مرلہ 15 فٹ	123207 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	8/4/85
		2 خالد جاوید چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ لاہور	74 احمد بلاک 2 کنال 0 مرلہ 2 فٹ	121047.78 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	21/11/85
		3 ہمایوں فیض رسول سابقہ ڈی جی ایل 67 اے	75 احمد بلاک 2 کنال 0 مرلہ 2 فٹ	121047.78 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	19/12/85

4 بریگیڈیئر ظفر اقبال سابقہ مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر 44- سرفراز رفیقی روڈ لاہور کینٹ	142/A نیر شاہ بلاک 1 کنال 0 مرلہ 6 فٹ	63084 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	11/7/85
5 علی کاظم 180 اورنگزیب بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور	185 اورنگ زیب بلاک 1 کنال 1 مرلہ 212 فٹ	69118.65 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	11/7/85
6 رفعت مہدی ڈائریکٹر فارن آفس 8 مین روڈ لاہور	137 اتاترک بلاک 1 کنال 0 مرلہ 105 فٹ	64978.20 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	11/12/85
7 مسماۃ لویزا خاتون 7 شامی روڈ شیخوپورہ	49 اتاترک بلاک 1 کنال 1 مرلہ 175 فٹ	68820.19 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	28/12/85
8 مس فرزانہ سیلم 405 شادمان کالونی لاہور	41 اتاترک بلاک 1 کنال 4 مرلہ 50 فٹ	76543.78 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85
9 نصرت اعجاز C/O بیگم زاہد عمر 6 کالج روڈ لاہور	62 اتاترک بلاک 1 کنال 0 مرلہ 0 فٹ	63504 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	10/12/85
10 مسماۃ رفعت کوثر سٹریٹ نمبر 1 رحمان پورہ اچھرہ لاہور	86 اتاترک بلاک 1 کنال 0 مرلہ 0 فٹ	60480 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	19/12/85

اسمبلی سوال نمبر2002 (ج)

یکم جنوری 1985ء تا 31 دسمبر1985ء پلاٹوں کی تفصیل سابقہ گورنر نے عوام الناس کو پلاٹ الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ		محمد علی جوہر ٹاؤن 1 شفقت ایزدی، شاہ سیکیٹری سروسزSGA ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب لاہور	12 اے 417 مربع میٹر	60048 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	27/12/85
		2 ایچ آر پاشا سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل ڈیپارٹمنٹ	40 اے 442.92 مربع میٹر	63978.96 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	27/12/85
		3 زیڈ کے شیر دل کمشنر کمشنر ہاؤس فیصل آباد	41 اے 437 مربع میٹر	63052.28 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	27/11/85
		4 شہر یار شیخ 136 شادمان کالونی 11 گلبرگ روڈ لاہور	44 اے 425 مربع میٹر	6426 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	27/11/85
		5 امتیاز سرور گالف GORI لاہور	45 اے 422.63 مربع میٹر	60586.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	17/12/85

6 این اسد چودھری کمشنر 10/A بلاک E/2 گلبرگ لاہور	46 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	27/11/85
7 پرویز مسعود کمشنر راولپنڈی	47 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	4/12/85
8 نعیم طاہر 98 ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور	48 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85
9 بیگم حجاب امتیاز 98 ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور	49 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85
10 خواجہ علی محمد العباس العارکرشن نگر لاہور	50 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	18/6/85
11 راجہ ممتاز سی/22 بہاول پور ہاؤس لاہور	51 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	21/7/85
12 سردار شجاع الدین سٹریٹ نمبر2 بلال گنج لاہور	53 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	11/8/85

13 سعادت اللہ خان ڈی آئی جی پولیس 18 گالف روڈ	52 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/7/85
14 فاروق ہارون رجسٹر کوآپریٹو سوسائٹی لاہور 13 مین بلاک گلبرگ لاہور	554 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 4/10/85
15 یوسف کمال ڈائریکٹر انڈسٹری 13-E/I گلبرگ لاہور	55 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
16 ڈاکٹر ظفرالطاف سیکرٹری ایگریکلچر کالج روڈ لاہور	56 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
17 میاں عبدالقیوم 3-اے ٹولنٹن روڈ لاہور	57 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/11/85
18 نوید آصف سمال انڈسٹری 8-C/I گلبرگ III لاہور	58 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
19 محمد حنیف سابقہ سیکرٹری اطلاعات ڈبن GOR/I لاہور	59 اے 429.88 مربع میٹر	61902.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85

20 محمد اسلم مکان نمبر 21-اے سٹریٹ 5 کیولری گراونڈ لاہور	266 اے 506.12 مربع میٹر	7652534 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
21 اسد اللہ 87-R ماڈل ٹاؤن لاہور	267 اے 425 مربع میٹر	61200 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
22 مسماۃ نیلہ گل 87-R ماڈل ٹاؤن لاہور	268 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
23 مسماۃ حیاتاں خاتون معرفت مجید خالد مکان نمبر 134 سٹریٹ نمبر 3 کیولری گراؤنڈ لاہور	269 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
24 مسماۃ اختر بیگم رجالی حق محمد 1 حق سٹریٹ چٹر جی روڈ لاہور	270 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
25 شوکت خان 119 بی نیو مسلم ٹاؤن لاہور	271 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
26 ایل آر نیبلٹ 2 پولی سعادت کالونی ندیم شمع روڈ لاہور	273 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 23/11/85

27 اے۔ ٹی چودھری 135 ویسٹرج ماڈل ٹاؤن لاہور	274 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 23/11/85
28 ضیاء محی الدین 345 اے پشاور روڈ راولپنڈی	275 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 26/12/85
29 مسز بشریٰ قریشی 90 A/II کینال پارک گلبرگ نا لاہور	276 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/11/85
30 بشیر اے بخش ایچ کریم بخش لیمٹڈ لبرٹی مارکیٹ لاہور	277 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/11/85
31 کرنل سردار امام علی 37/9 سرور روڈ لاہور کینٹ	278 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 19/12/85
32 کیپٹن داؤد احمد 151/p گلبرگ III لاہور	279 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/11/85
33 ڈاکٹر عذرا عفت ملک 1 گالف لائن GOR لاہور	280 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 28/12/85
34 بیگم راحت چودھری 565/F سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی	282 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85

35 مسز عتیقہ رحمان مکان نمبرL-284	420 مربع میٹر	60480 روپے	27/11/85
32 گلبرگ III لاہور	285 اے	تتمہ "و"	
36 فرخ رضا خان بی/16 علی	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
سٹریٹ عقب مقدس پارک گلشن		60480 روپے	27/11/85
راوی لاہور		تتمہ "د"	
37 لیفٹیننٹ کرنل شوکت سلطان	286 اے	بحساب 60480 روپے فی کنال	
پشاور کلب پشاور	420 مربع میٹر	60480 روپے	27/11/85
38 مسٹر اعجاز احمد خان 50/N ماڈل	287 اے	تتمہ "د"	
ٹاؤن توسیعی سکیم لاہور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
39 عثمان خان مکان نمبر4185- 6-3	288 اے	60480 روپے	2/12/85
C-S/ علاؤالدین روڈ لاہور	420 مربع میٹر	تتمہ "د"	
40 مسرت خان مکان نمبر N-855	289 اے	بحساب 60480 روپے فی کنال	
سمن آباد لاہور	420 مربع میٹر	60480 روپے	27/12/85
41 عادل خان A -75 سیٹلائٹ	343 اے	تتمہ "د"	
ٹاؤن گوجرانوالہ	421.22 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
		60480 روپے	27/12/85
		تتمہ "د"	
		بحساب 60480 روپے فی کنال	
		63488.46 روپے	29/12/85
		تتمہ "د"	
		بحساب 60480 روپے فی کنال	

42 مسماۃ عالیہ خان A-47 سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	344 اے 420.10 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
43 جاوید اختر G-D پی آر او پنجاب 21 ایبٹ روڈ لاہور	349 اے 427.03 مربع میٹر	61492.32 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
44 مسماۃ روبینہ محسن 64 پونچھ روڈ سمن آباد لاہور	361 اے 427.80 مربع میٹر	61603.20 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 28/12/85
45 مس ایس کے جان 1 گالف لین روڈ GOR لاہور	362 اے 427.44 مربع میٹر	61551.38 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
46 مہرداد خان 37 القادر سول لائن سرگودھا	363 اے 428.04 مربع میٹر	61637.76 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
47 جوزف ڈی میلو گورنر ہاؤس لاہور	364 اے 425.25 مربع میٹر	61236.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
48 مس نجم علیم CMAO -64 کالونی لاہور کینٹ	61 اے 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
49 میجر ایم مشتاق 14 ایکمن روڈ GOR لاہور	342-341 اے 550.36 مربع میٹر	73543.28 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85

50 فاطمہ صغرا 7 منٹگمری روڈ لاہور	42-A/1	42414.63 روپے تتمہ "د"	29/8/85
	280.52 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
51 حافظ قاریہ روبینہ وطن بلڈنگ	43-A/1	36771.84 روپے تتمہ "د"	6/11/85
سرکل روڈ لاہور	255.36 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
52 خیرات ابن رسا پنجاب یونیورسٹی	47-48-A/1	42414.63 روپے تتمہ "د"	27/12/85
لاہور	510.72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
53 ابراراحمد معرفت جسٹس شیخ	49-50-A/1	73543.68 روپے تتمہ "د"	27/12/85
ریاض احمد GOR لاہور	510.72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
54 کرنل راجہ خان 37/6 اولڈ سول	53-A/1	36771.84 روپے تتمہ "د"	29/12/85
لائن سرگودھا	255.36 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
55 کرنل بشیر احمد ولیج پتوا چک 176	54-55-A/1	73543.68 روپے تتمہ "د"	29/12/85
ضلع شیخوپورہ	510.72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
55 محمد اصغر 29/A ہما بلاک علامہ	56-A/1	36771.85 روپے تتمہ "د"	29/12/85
اقبال ٹاؤن لاہور	255.36 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	

56 ڈاکٹر اویس یونس 16 ملت پارک اچھرہ لاہور	57-A/1 255.36 مربع میٹر	36771.85 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
58 مسز نسیم اختر 376 سرفراز رفیقی روڈ لاہور	58-59-A/1 510.72 مربع میٹر	73543.68 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
59 مس غزالہ اشرف مکان نمبر A/ 192 کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کینٹ	60-A/1 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
60 ضمیر علی GOR-III-20/B شادمان لاہور	61-A/1 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
61 مس شمع پروین مکان نمبر 19 پیر غازی روڈ اچھرہ لاہور	64-A/1 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
62 ڈاکٹر شہزاد افضل 27-اے سیکریٹریٹ پیر غازی روڈ لاہور	65-A/1 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
63 مسماۃ خورشید بیگم مکان نمبر 16	67-68-A/1	79186.49 روپے	تتمہ "د" 27/12/85

گرین وڈ ہوم بلاک سی مسلم ٹاؤن لاہور	535.88 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال		
64 مس لبنیٰ شیر دل 281 فیروز پور روڈ لاہور	69-A/1	263.61 مربع میٹر	39857.85 روپے	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
65 مسٹر سرفراز حسین ممبر پنجاب سروس کمیشن 117 ایکمن روڈ لاہور	90-91-A/1	519.84 مربع میٹر	76753.01 روپے	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	27/12/85
66 مس سعیدہ بانو 37/B وحدت کالونی لاہور	427-428-A/1	211.92 مربع میٹر	30516.48 روپے	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	27/12/85
67 مسٹر عنایت پولیس پائلٹ گورنر ہاؤس لاہور	154-A/2	174.98 مربع میٹر	26456.98 روپے	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
68 منشی خان معرفت AHQ کور لاہور کینٹ	168-A/2	160 مربع میٹر	23040.00 روپے	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
69 مسماۃ منزہ نصیر گورنمنٹ ہائی سکول چونا منڈی لاہور	169-A/2	160 مربع میٹر	23040.00 روپے	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
70 عبدالمتین معرفت HQ/A کور لاہور کینٹ	170-A/2	160 مربع میٹر	23040.00 روپے	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85

71 مسز شمیم صادق 42/H گلبرگ نمبر18 لاہور	155-156-157-A/2 480 مربع میٹر	69120.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 11/12/85
72 دلدار پرویز بھٹی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ 17 وحدت کالونی لاہور	158-159-160-A/2 480 مربع میٹر	69120.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 11/12/85
73 مسماۃ رضیہ بیگم 114/B گلبرگ 11 لاہور	164-165-167-A/2 480 مربع میٹر	69120.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 22/12/85
74 ایم سیمی صابری 21/7 پریم نگر لاہور	422-A/1 121.91 مربع میٹر	18432.79 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 13/11/85
75 نور محمد ایوبی امام خطیب جامع مسجد گورنر ہاؤس لاہور	425-426-A/1 211.34 مربع میٹر	30432.96 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
76 مصری خاں مکان نمبر 4 گورنر ہاؤس لاہور	429-A/1 106.17 مربع میٹر	15288.48 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
77 اخلاق حسین نقوی مکان نمبر12 عباسی سٹریٹ نمبر 86 اسلام پورہ لاہور	430-431-A/1 212.78 مربع میٹر	30640.32 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85

78 احسان مرزا مکان نمبر60 گلی نمبر -	432-433-A/1	307220.96 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
2 سکیم نمبر1 مصطفےٰ آباد لاہور	213.34 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
79 ایم افضل فوٹو مین گورنر ہاؤس	434-A/1	15392.16 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
لاہور	106.89 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
80 محمد رفیق 115 - بی پونچھ ہاؤس	435-436 -A/	31938.48 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
سٹاف کالونی لاہور	216.33 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
81 احمد نبی القصر منزل سٹریٹ نمبر6	437-438-A/1	31812.49 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
تیزاب احاطہ لاہور	2165.40 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
82 ولی محمد ASI تیل کار گورنر	339-A/1	15120.00 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
ہاؤس لاہور	105 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
83 سعید خاں پولیس پائلٹ گورنر	440-A/1	15120.00 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
ہاؤس لاہور	105 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
84 رانا عبدالغفور مکان نمبر	422-A/1	15120.00 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
343/D کوچہ شاہی لوکاں اندرون	105 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
لوہاری گیٹ لاہور			

85 مسماۃ نواز بی بی گورنر ہاؤس لاہور	441-A/I 105 مربع میٹر	15120.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
86 نذیر بیگم 313/B گلشن راوی سکیم لاہور	456-A/I 110.54 مربع میٹر	16713.65 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
87 ایم اکبر قریشی F-B/38 وحدت کالونی لاہور	443-A/I 105 مربع میٹر	15120.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
88 مسز تنویر انور قریشی 89/H ماڈل ٹاؤن لاہور	444-A/I 105 مربع میٹر	15120.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
89 پرویز اختر ڈاکخانہ جگیال کروب راولپنڈی	528-529-B/III 518.69 مربع میٹر	21260.45 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
90 محمد یونس گورنر ہاؤس لاہور	530-B/III 72 مربع میٹر	10368.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
91 صالح محمد 5 ٹرنر روڈ لاہور	531-B/III 72 مربع میٹر	10368.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85

92 احسان الحق F/16 وحدت کالونی لاہور	532-533-B/III 154.00 مربع میٹر	20736.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85
93 ظہور احمد HQ/6 کور لاہور کینٹ	534-B/III 72 مربع میٹر	10368.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85

ایچ ایم اکرم صاحب کو گورنر نے جوہر ٹاؤن سکیم میں ایک کنال کا پلاٹ الاٹ کیا جبکہ وزیر اعلیٰ نے اس کے متبادل پلاٹ کے طور پر گارڈن ٹاؤن سکیم میں دو کنال کا پلاٹ الاٹ کر دیا۔

اسمبلی سوال نمبر2002: صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جنوری تا 31 دسمبر1985ء پلاٹوں کی تفصیل جو کہ محکمہ سابقہ گورنر نے مختلف اشخاص کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور زرقیاتی ادارہ	شادمان کالونی نمبر2	1 مسٹر جسٹس شیخ ریاض احمد صاحب جج لاہور ہائیکورٹ لاہور 6 کلب روڈ جی۔ او۔ آر۔ I لاہور	86 شادمان II 1 کنال 5 مرلہ 88 مربع فٹ	69825 روپے بحساب 55000 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29-4-1985

اسمبلی سوال نمبر2002: صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جنوری تا 31 اکتوبر 1986ء پلاٹوں کی الاٹمنٹیں جو محکمہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے عوام الناس کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	1 مسز بہروز بخاری 59 فاضل روڈ لاہور	40 این 2 کنال 4 مرلہ 190 مربع فٹ	135551ء52 روپے بحساب 55000 روپے فی کنال	تتمہ "د"	21-8-1986
		2 مسٹر جسٹس اعجاز نثار صاحب 4 ٹولسٹن روڈ جی۔ او۔ آر I لاہور	13 ایل 2 کنال	120000 روپے بحساب 60000 روپے فی کنال	تتمہ "د"	21-8-1986
		3 مسٹر علی رضا 8 مین روڈ لاہور	81 این 1 کنال 113 مربع فٹ	65013ء28 روپے بحساب 60000 روپے فی کنال	تتمہ "د"	12-8-1986
		4 مسماۃ انور بیگم 153 حبیب اللہ روڈ ڈیوس روڈ لاہور	42 این 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60000 روپے بحساب 60000 روپے فی کنال	تتمہ "د"	25-8-1986
		5 مسٹر اشتیاق احمد معرفت پروفیسر محمد اشرف فارمیسی ڈیپارٹمنٹ پنجاب یونیورسٹی لاہور	298 ایل 0 کنال 10 مرلہ 0 مربع فٹ	30000 روپے بحساب 60000 روپے فی کنال	تتمہ "د"	25-8-1986

اسمبلی سوال نمبر2002: صوبہ کی رہائشی سکیموں میں جولائی 1985ء سے 31 اکتوبر 1986ء تک وزیر اعلیٰ نے مختلف اشخاص کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	علامہ اقبال ٹاؤن	1 حیات اللہ خان سنبل منیجنگ ڈائریکٹر پنجاب سیڈ کارپوریشن لاہور	30 کالج 2 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	120940 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29-5-1986
		2 مسماۃ طلعت یٰسین زوجہ محمد یٰسین مکان نمبر 9 گلی نمبر 4 پاک سٹریٹ اولڈ انارکلی لاہور	35 کالج 2 کنال 0 مرلہ 25 مربع فٹ	120737ء03 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	16-8-1986
		3 آصف نصیر ولد ڈاکٹر نصیر احمد D-I/ 64 گلبرگ لاہور	36 کالج 2 کنال 0 مرلہ 25 مربع فٹ	120737ء60 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	21-7-1986
		4 مسماۃ موسن فاطمہ زوجہ اے۔ اے جعفری 8 مین روڈ لاہور	135 رچنا 2 کنال 111 مربع فٹ	11887ء36 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	14-8-1986
		5 ایم رضا حسین 2-اے گلبرگ II لاہور	39 کریم 1 کنال 2 مرلہ 160 فٹ	63700 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال،	تتمہ "د"	13-8-1986

6 علی محتشم 27 میسن روڈ لاہور	72 کریم 1 کنال 1 مرلہ 125 فٹ	65184ء48 روپے تخمہ "و" بحساب 60480 روپے فی کنال	10-9-1986
7 مسماۃ غلام سکینہ زوجہ غلام جعفر 37- ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور	73 کریم 11 مرلہ 155 مربع فٹ	59941ء44 روپے تخمہ "و" بحساب 60480 روپے فی کنال	23-9-1986
8 ذیشان نوید 10- ایم وحدت کالونی لاہور	43 ہنرء 11 مرلہ 100 مربع فٹ	34607ء52 روپے تخمہ "و" بحساب 60480 روپے فی کنال	1-9-1986
9 مسماۃ ولائت بیگم 20 راوی پارک قلعہ لچھمن سنگھ لاہور	44-45 ہنرء 10 مرلہ 9 مرلہ 217 مربع فٹ	54902ء22 روپے تخمہ "و" بحساب 60480 روپے فی کنال	8-7-1986
10 مسماۃ نازلی حقیقت معرفت سید اسد گیلانی ممبر شینل اسمبلی 9 شاہراہ فاطمہ لاہور	50 ہنرء 9 مرلہ 217 مربع فٹ	30132ء00 روپے تخمہ "و" بحساب 60480 روپے فی کنال	13-9-1986
11 ایم اشرف کمال 56 کالج علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	268 ہنرء 10 مرلہ 140 مربع فٹ	29211ء00 روپے تخمہ "و" بحساب 55000 روپے فی کنال	8-1-1986

12 حاجی نصرت اللہ 65 ٹیپو بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور	03/ نیلم 0 کنال 5 مرلہ 13 مربع فٹ	15297ء27 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	26-8-1986
13 مسٹر محمد جمیل فروٹ سیلر مزنگ چونگی لاہور	687 نیلم 0 کنال 5 مرلہ 21 مربع فٹ	15715ء20 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	2-9-1986

اسمبلی سوال نمبر2002: صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جولائی 1985ء تا 31 اکتوبر 1986ء پلاٹوں کی تفصیل جو کہ محکمہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے مختلف اشخاص کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
ہور ترقیاتی ادارہ	فیصل ٹاؤن سکیم	1 عقیل اقبال مکان نمبر15- اے گلی نمبر11 محمد نگر لاہور	512 شہاب 0 کنال 9 مرلہ 182 مربع فٹ	29662ء56 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	6-9-1986
		2 مسز ایس۔ اے محمود اسسٹنٹ پروفیسر لاہور کالج لاہور	28'29 مہندری گڑھ 1 کنال 0 مرلہ 19 مربع فٹ 1 کنال 0 مرلہ 17 مربع فٹ	121443ء78 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	9-10-1986
		3 مسز زاہد رفعت مسعود لکچرار کوئین میری کالج لاہور	528 غضنفر 0 کنال 5 مرلہ 40 مربع فٹ	15120 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	14-10-1986

4 ڈاکٹر شوکت علی رام گلی نمبر7	541 غضنفر	18574ء56 روپے	تتمہ "و"	1-10-1986
مکان نمبر55 لاہور	0 کنال 6 مرلہ 23 مربع فٹ	بحساب 60480 روپے فی کنال		
5 مسٹر قمر حسین مکان نمبر16 اسلم	559 غضنفر	14658ء50 روپے	تتمہ "و"	28-5-1986
خاں روڈ نزد لاہور	0 کنال 4 مرلہ 187 مربع فٹ	بحساب 60480 روپے فی کنال		
6 مسٹر پیر طفیل ایم - پی۔ اے مکان	86/A-1	32522ء00 روپے	تتمہ "و"	4-10-1986
نمبر20 گلی نمبر32 گلبرگ لاہور	0 کنال 11 مرلہ 141 مربع فٹ	بحساب 550000 روپے فی کنال		

اسمبلی سوال نمبر2002: صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جولائی 1985ء تا 31 اکتوبر 1986ء پلاٹوں کی تفصیل جو کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے مختلف اشخاص کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
	نیو گارڈن ٹاؤن سکیم	1 مسز روحی قیوم 51 عابد مجید روڈ	104 احمد	137592 روپے	تتمہ "و"	9-7-1986
		لاہور کینٹ	2 کنال 3 مرلہ 75 مربع فٹ	بحساب 60480 روپے فی کنال		
		2 مس روبینہ حسن 25/B-2	131 ابوبکر	120987ء36 روپے	تتمہ "و"	14-9-1986
		گلبرگ III لاہور	2 کنال 0 مرلہ 2 مربع فٹ	بحساب 60480 روپے فی کنال		

3 مسماۃ منور بخاری 662/A ٹاؤن شپ لاہور	137 ابوبکر	129157ء92 روپے 2 کنال 2 مرلہ 160 مربع فٹ بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29-9-1986
4 مسماۃ تنویر فردوس مکان نمبر 180 گلی نمبر 20 احاطہ تھانیداران چاہ میراں لاہور	138 ابوبکر	121672ء60 روپے 2 کنال 0 مرلہ 53 مربع فٹ بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29-9-1986
5 مسماۃ آمنہ بی بی مکان نمبر 70/A شاد باغ لاہور	140 ابوبکر	121672ء80 روپے 2 کنال 0 مرلہ 53 مربع فٹ بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29-9-1986
6 ایس شہزاد اکبر 153 اقبال پارک والٹن لاہور	141 ابوبکر	130569ء12 روپے 2 کنال 3 مرلہ 40 مربع فٹ بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	16-9-1986
7 عفت مختار 2/2 لدھا گارڈن راوی روڈ لاہور	143 ابوبکر	120960 روپے 2 کنال 2 مرلہ 30 مربع فٹ بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	5-11-1986
8 مسماۃ نسیم بیگم رام گلی نمبر 4 مکان نمبر 225 برانڈرتھ روڈ لاہور	134 ابوبکر	60480 روپے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	25-9-1986

9 ایچ ایم اکرم سیکرٹری ایجوکیشن گورنمنٹ پنجاب لاہور	77 احمد	120987ء26 روپے	تتمہ "د"	19-2-1986
	2 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 60480 روپے فی کنال		

نوٹ : ایچ ایم اکرم صاحب کو گورنر نے جوہر ٹاؤن سکیم میں ایک کنال کا پلاٹ الاٹ کیا جبکہ وزیر اعلیٰ نے اس کے متبادل کے طور پر گارڈن ٹاؤن سکیم میں دو کنال کا پلاٹ الاٹ کر دیا۔

اسمبلی سوال نمبر2002: صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جولائی 1985ء تا 31 اکتوبر 1986ء پلاٹوں کی تفصیل جو محکمہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے عوام الناس کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	سبزہ زار سکیم	1 مسماۃ رشیدہ اختر 19 اقبال سٹریٹ سعدی پارک لاہور	1 اے 421.40 مربع فٹ	63715ء68 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	16-5-1986
		2 مسٹر نذیر ناجی چوہان روڈ کرشن نگر لاہور	2 اے 420ء46 مربع میٹر	60546ء24 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	15-5-1986

2 (الف) سرفراز نواز ایم پی اے 149 مین بازار مزنگ لاہور	3 اے 422.50 مربع میٹر	24ء60546 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 28-5-1986
3 مسماۃ انور حبیب رسالہ خورد ضلع اوکاڑہ	4 اے 522.50 مربع میٹر	24ء60546 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 14-7-1986
4 ایس کے محمود سیکرٹری منڑی آف انڈسٹریز اسلام آباد	13 اے 429.32 مربع میٹر	08ء61894 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 14-7-1986
5 ممتاز حمید راؤ 19 سول لائن راولپنڈی	14 اے 427 مربع میٹر	61488 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 14-7-1986
6 کرنل محمد حفیظ 23/D نیو مسلم ٹاؤن لاہور	15 اے 441.68 مربع میٹر	00ء66782 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 21-4-1986
7 مسماۃ عارفہ قدیر قودس پال 37- بی گلبرگ III لاہور	1 بی 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 16-3-1986
8 مسماۃ مبارک علی مکان نمبر 5 گلی نمبر 5 صدیق کالونی ملتان روڈ لاہور	2 بی 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 16-3-1986

8 (الف) نجمہ حمید۔ ایم پی اے 3 بی 22- بی ماڈل ٹاؤن لاہور	420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	16-3-1986
9 مسٹر اظہر سہیل فلیٹ نمبر 1 بلاک نمبر 29 IRT سنٹر اسلام آباد	14 بی 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29-4-1986
10 مسٹر محمد عبداللہ معرفت جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور	6 بی 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	13-8-1986
11 مسز مریم فاروق سٹریٹ نمبر 45 شالیمار 6/1 اسلام آباد	20 بی 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	5-8-1986
12 محمد اکرار خاں - خاں جنرل سٹور بی بی پاک دامن لاہور	145 بی 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	2-5-1986
13 عبدالرشید رستم پارک نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور	146 بی 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د"	21-5-1986
14 عبدالرشید اعوان مکان نمبر 24 سنت نگر لاہور	142 بی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د"	4-6-1986

15 مسٹر جاوید نذیر چیف منسٹر سیکرٹریٹ پنجاب لاہور	148 بی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 8-7-1986
16 محمد رفیق ریلوے روڈ مریدکے لاہور	149 بی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 8-7-1986
17 عائشہ نعیم 7 طارق کالونی ساہیوال	150 بی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 13-8-1986
18 مسٹر مشتاق سہیل سینئر کیمرہ مین اخبار	151 بی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 9-8-1986
19 حافظ ارشد عبید ناظم جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور	154 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 9-9-1986
20 مسماۃ ریحانہ اسی ہرن روڈ کرشن نگر لاہور	155 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 8-9-1986
21 محمد آصف مکان نمبر 4 گلی نمبر 12/A محمد نگر لاہور	156 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 9-9-1986
22 محمد احسان	157 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 9-9-1986

23 محسن جاوید سید بور سکیم راولپنڈی	158 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 17-11-1986
24 مسٹر فخر شیخ مکان نمبر 9 گلی نمبر 2 ہیڈن روڈ لاہور	159 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 18-11-1986
25 صائمہ حسین معرفت 26/0 گلبرگ II لاہور	160 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 16-12-1986
26 غلام حسین بھٹی 9 کے چوبرجی گارڈن لاہور	162 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 31-12-1986
27 غلام محی الدین زیدی ہاؤس مال روڈ لاہور	163 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 18-12-1986
28 مسماۃ ممتاز بانو مکان نمبر 9 سٹریٹ نمبر 2	164 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 18-12-1986
29 ندیم بٹ 27 ریلوے روڈ لاہور	165 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 24-12-1986
30 بشیر احمد بٹ 270 ریلوے روڈ لاہور	166 سی 210 مربع میٹر	30240 روپے بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	تتمہ "د" 24-12-1986

31 مسٹر گل محمد 8 کلب روڈ GOR/1 لاہور	172 بی	21168 روپے	تتمہ "د"	1-5-1986
	0 کنال 7 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ		
32 محمد رفیق 28/V وحدت کالونی لاہور	173 بی	21168 روپے	تتمہ "د"	3-5-1986
	0 کنال 7 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ		
33 مسٹر اسد قیوم مکان نمبر 73 گلی نمبر 2 کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ	174 سی	21168 روپے	تتمہ "د"	22-10-1986
	0 کنال 7 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ		
34 محمد یوسف نائب قاصد چیف منسٹر سیکرٹیریت پنجاب لاہور	204 بی	15120 روپے	تتمہ "د"	13-2-1986
	0 کنال 5 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ		
35 مسماۃ شفقت سلطان زوجہ شفیق پیر زادہ 15 ربائی روڈ پرانی انارکلی لاہور	265 بی	15120 روپے	تتمہ "د"	23-11-1986
	0 کنال 5 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ		
36 مسماۃ رحیلہ خانم ماکان نمبر 3 گلی نمبر 2 کرم آباد وحدت کالونی لاہور	267 سی	15120 روپے	تتمہ "د"	22-11-1986
	0 کنال 5 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ		
	268 سی	15120 روپے	تتمہ "د"	5-9-1986

37 مسٹر مظہر اقبال گلی نمبر 12 مکان	268 سی	15120 روپے تتمہ "د"	5-9-1986
نمبر 1 تاج دین بلڈنگ مزنگ لاہور	0 کنال 5 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	
38 محمود الحسن مکان نمبر 18 المدینہ	271 سی	15120 روپے تتمہ "د"	14-11-1986
سٹریٹ انفنٹری روڈ لاہور	0 کنال 5 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	
39 غلام کبریا معرفت نئی آبادی	272 سی	15120 روپے تتمہ "د"	14-11-1986
ڈھوک حسو خان راولپنڈی	0 کنال 5 مرلہ 0 مربع فٹ	بحساب 30240 روپے فی دس مرلہ	
40 مختار احمد مکان نمبر 1 ریلوے	273-C	15120 روپے تتمہ "د"	9-12-1986
ریکس ہاؤسنگ سکیم مغلپورہ لاہور	105 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
42 مسماۃ اقبال بیگم کوارٹر 47/A	870-C	10368 روپے تتمہ "د"	8-10-1986
بلاک II سیکٹر II-D گرین ٹاؤن	72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
لاہور			
43 اللہ دتہ H-186 ماڈل ٹاؤن لاہور	871-C	10368 روپے تتمہ "د"	18-11-1986
	72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
44 مسٹر افتخار احمد مکان نمبر 15 گلی	872-C	10368 روپے تتمہ "د"	18-11-1986
نمبر 5 چودھری پارک بلال گنج لاہور	72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	

45 مسٹر شیخ دوؤد مکان نمبر12-C المدینہ عمر کالونی لاہور دسٹرکٹ	873-C 72 مربع میٹر	10368 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 18-11-1986
46 مسماۃ مسرت بانو مکان نمبر2 گلی نمبر 17 سلطان پورہ جناح پارک لاہور	874-C 72 مربع میٹر	10368 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 18-11-1986
47 مسماۃ بشیراں چونگی امرسدھو کمال روڈ ستارہ کالونی نمبر2 لاہور	875-C 72 مربع میٹر	10368 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 18-11-1986
48 مسٹر ریاست علی انجینئرنگ ونگ ایل ڈی اے لاہور	877-C 72 مربع میٹر	10368 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 18-11-1986
49 عذرا سلطانہ مکان نمبر8 سٹریٹ نمبر2 امرتسر محلہ مغلپورہ لاہور	878-C 72 مربع میٹر	10368 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 6-12-1986
50 بدرالجماں گلی پوٹاشان والی محلہ کولوآں وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ	879-C 72 مربع میٹر	10368 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 21-12-1986

اسمبلی سوال نمبر2002: صوبہ کی رہائشی سکیموں میں 1985ء اور 1986ء کی تفصیل بحکم جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے عوام الناس کو الاٹ کئے ہیں اور منسوخ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ مع پلاٹ نمبر	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ	تاریخ منسوخی الاٹمنٹ
لاہور							
توقیاتی ادارہ	سبزہ زار سکیم	1 افضل حسین مرد کے۔ تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ	5 بی 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ 420 مربع میٹر 420 مربع میٹر	60480 روپے فی		14-7-1986	16-12-86
		2 محمد الیاس 28- الیاس کالونی مسلم ٹاؤن لاہور	8 سی 420 مربع میٹر	ایضاً		19-10-1986	16-12-86
		3 رشیدہ منیر B-28 گلبرگ II لاہور	10 سی 420 مربع میٹر	ایضاً		19-10-1986	16-12-86
		4 مسز ریحانہ حسین گلی نمبر6 کوٹھی چوہدری حشمت علی آفیسر کالونی وحدت روڈ لاہور	11 سی 420 مربع میٹر	ایضاً		19-10-1986	16-12-86

5 ایم بی حسن 25/B-II گلبرگ III لاہور	131 ابوبکر	ایضاً	7-9-1986	23-9-86
6 طارق حسن 25/B-II گلبرگ III لاہور	34 گارڈن	ایضاً	28-7-1986	7-9-86
7 شہزاد اکبر 153-E اقبال ٹاؤن والٹن روڈ لاہور	171/112 ابوبکر	ایضاً	27-8-1986	29-9-86

اسمبلی سوال نمبر2002: وزیر اعلیٰ پنجاب نے عوام الناس کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	محمد علی جوہر ٹاؤن لاہور	1 بیوہ نذیر احمد شیخ 19-D II ماڈل ٹاؤن لاہور	283 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	25-2-1986
		2 ملک منظور علی چیف منسٹر ہاؤس لاہور	295 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	19-4-1986
		3 مسٹر ارشد صادق بٹ مکان نمبر6 محمد عمر روڈ پرانی انارکلی لاہور	345 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	25-03-1986

4 مسٹر مظفر وارثی 25 ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	350 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 1-4-1986
4 (الف) شاہدہ ملک ایم پی اے 98 سول لائنز سرگودھا	351 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 21-5-1986
5 مسٹر نصیر دین قریشی چیف انجینئر ڈیزائن 172 واپڈا ہاؤس لاہور	353 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 10-5-1986
6 مسٹر ایس اے ایس عین الدین سیکرٹری فیڈرل گورنمنٹ اسلام آباد	354 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 1-10-1986
7 ڈاکٹر ایم اے سہیل چیئرمین اردو ڈیپارٹمنٹ لاہور	355 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 10-5-1986
8 مسماۃ وحیدہ بیگم معزفت نثار اختر ریکی چنی PO پنگر جھاریاں بھمبر آزاد کشمیر	356 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 22-6-1986

9 مسٹر منیر ثاقب 212 شادمان کالونی لاہور	44 اے ون 0 کنال 10 مرلہ 0 مربع فٹ	30240 روپے فی کنال	تتمہ "د"	20-8-1986
10 محمد افضل ملک	70'71 اے ون 0 کنال 10 مرلہ 0 مربع فٹ	36000 روپے	تتمہ "د"	22-9-1986
11 محمد اسلم مکان نمبر 2677-WB 9 اکبر روڈ ملتان	72'73 اے ون 0 کنال 10 مرلہ 0 مربع فٹ	36000 روپے	تتمہ "د"	8-10-1986
12 حافظ یامین شاہ فرید آباد شاہنور سٹوڈیو ملتان روڈ سبزہ زار سکیم سید پور لاہور	536 بی III 0 کنال 3 مرلہ 0 مربع فٹ	15120 روپے	تتمہ "د"	31-1-1986
13 راحت ضیا R-87 ماڈل ٹاؤن لاہور	352 اے 1 کنال 0 مرلہ 0 مربع فٹ	60480 روپے	تتمہ "د"	22-4-1986
14 حنا عمران 228 این سمن آباد لاہور	45 بلاک اے ون 0 کنال 10 مرلہ 0 مربع فٹ	36000 روپے	تتمہ "د"	4-7-1986

تتمہ "و"

علاقہ وار نیلامی میں موصول ہونے والے کم از کم اور زیادہ سے زیادہ ریٹ

نمبر شمار	سکیم	پلاٹ نمبر	بلاک	کم از کم ریٹ روپے فی کنال	تاریخ نیلامی	پلاٹ نمبر	بلاک	زیادہ سے زیادہ ریٹ روپے فی کنال	تاریخ
1	ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم	48	ایل	1,50,000	23-8-83	19	ایل	3,30,000	18-7-83
2	ایضاً	105	این	1,70,000	24-1-83	83	این	4,00,000	4-2-87
3	نیو گارڈن ٹاؤن	160	گارڈن	2,25,000	18-10-83	152	اورنگ زیب	4,71,000	26-2-84
4	علامہ اقبال ٹاؤن	19	کالج	1,60,000	26-5-82	47	کالج	3,57,000	26-2-86
5	شادمان کالونی نمبر2	928/B	شادمان	4,20,000	9-4-84	85	-	5,75,000	3-6-85
6	گلبرک	165	ایم	1,96,000	12-4-80	19	جی	5,01,000	3-7-85
7	فیصل ٹاؤن	379	بی	1,90,000	28-8-83	399	بی	3.84,000	4-2-87
8	جوہر ٹاؤن								
	JTAP 1933	-	(ایگزیمپشن)	1,50,000	1985-86ء	-		تاحال کوئی پلاٹ نیلام نہیں کیا گیا	
	JTAP 1985								

9	سبزہ زار	ایضاً	2,75,000	ایضاً

فہرست بابت سوال نمبر 2024 جزو (الف)

نمبر شمار	نام	عہدہ	پتہ
1	مسمی عبدالکبیر	سینئیر ڈرافٹسمین	88- بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
2	مسمی محمد اقبال جاوید	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایم ای ایڈہاک)	----
3	محمد ظہیر ولد عبدالرحیم	اسسٹنٹ	بیڈن روڈ لاہور
4	فرحت علی ولد عبدالحئ	ٹریسر	بھاٹی گیٹ لاہور
5	اللہ بخش ولد خدا بخش	سب انجینئر	ڈی آئی خان
6	حافظ عبدالغفور ولد رفیق احمد	جونیئر کلرک	رحیم یار خان
7	افتخار احمد وڑائچ	اسسٹنٹ انجینئر (ایڈہاک)	-----
8	عبدالوحید	ایضاً	----------
9	خادم حسین	ایضاً	----------
10	لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ راجہ عبدالحمید خان	ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ	چک نمبر 11 عبدالحکیم
11	محمد افضل	ایس ڈی او	افضل لاج عقب حیدریہ مسجد گلگشت کالونی ملتان۔

نمبر شمار	نام	ولدیت	پتہ	عہدہ	سکیل
1	شہزادہ جلال الدین محمد اکبر	شہزادہ خیرالدین	37- سی ماڈل ٹاؤن لاہور	ایکس ای این	18
2	محمد طارق خان	علی محمد خان	1) سی- 9 ماڈل ٹاؤن فیصل آباد 2) 66- بی جی او آر سیکنڈ لاہور	جونیئر انجنیئر	17
3	سلمان بابر	خاقان بابر	5 فین روڈ لاہور	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	17
4	اظہار الحق	چودھری غلام محمد	118 اقبال پارک الحق مارکیٹ سول کوارٹرز روڈ شیخوپورہ	سب انجنیئر	11
5	عظمت علی	شوکت علی	گلی نمبر 3 مکان نمبر 28 عزیز پارک چوہان روڈ اسلام پورہ لاہور	سب انجنیئر	11
6	مشتاق احمد	ھری خان	میو محلہ نزد جامعہ مسجد فاروقیہ عقب جنرل ہسپتال لاہور	فیلڈ آپریٹر	5
7	افضل زمان	میاں محمد امین	93 ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	ڈرائیور	5
8	محمد افتخار احمد	چودھری فضل کریم	مکان نمبر 3 گلی نمبر 104 مزنگ لاہور	ڈرائیور	5

9	جان محمد	محمد حسین	مکان نمبر 42 بھگوان بازار گوالمنڈی لاہور	پائپ فٹر	4
10	سید محمد طارق شاہ	محبوب عالم شاہ	40 بہاولپور روڈ مزنگ لاہور	جونیئر ٹیوب ویل آپریٹر	2
11	محمد صدیق	عبداللہ	معرفت صوفی نظام دین ہوٹل والا نزد شمع سینما لاہور	جونیئر ٹیوب ویل آپریٹر	2
12	ضیاء اللہ	ثناء اللہ	مکان نمبر 4 کور روڈ صدیقیہ کالونی شاد باغ لاہور	ٹیوب ویل آپریٹر	2
13	سید مبارک علی	سید امیر علی شاہ	جمیل ٹاؤن سبزہ زار سکیم ملتان روڈ لاہور	ایضاً۔	2
14	غلام نبی	محمد دین	مکان نمبر 8 الطاف پارک محمدی سٹریٹ شیر شاہ روڈ نیو شاد باغ لاہور	ایضاً	ایضاً
15	واصف محمود غوری	اکرام الحق غوری	274/ ڈی ون' بلاک نمبر- 5 گرین ٹاؤن لاہور	ایضاً	ایضاً
16	محمد ادریس	عبدالعزیز	11/ سی کوچہ کاہن چند گنج بازار لاہور	ایضاً	ایضاً

17	محمد اسرافیل	محمد ابراھیم	مکان نمبر- 36 گلی نمبر- 17، 30 ہال روڈ لاہور	ایضاً	ایضاً
18	جاوید اقبال	رحمت علی خان	مکان نمبر- 48، محلہ شمس قاری جی او آر گاف روڈ لاہور	ایضاً	ایضاً
19	محمد صفدر	بگا خان	کوارٹر نمبر- 3 نزد والٹن ٹریننگ سکول لاہور	ایضاً	ایضاً
20	ذکاء اللہ	علی محمد	مکان نمبر- 2/ جی عامر روڈ نزد مسجد شاد باغ لاہور	ایضاً	ایضاً
21	محمد مشتاق	عالم شیر	بھاما تحصیل اوکاڑہ ضع ساہیوال	ایضاً	ایضاً
22	محمد عثمان	محبوب عالم شاہ	42 پیر بہاول شیر روڈ مزنگ لاہور	فٹر کلی	ا
23	اللہ رکھا	جمال دین	12_ پنج محل روڈ مزنگ لاہور	ایضاً	ایضاً
24	اصغر علی	بابو خان	مکان نمبر_ 64 مین بازار گوالمنڈی لاہور	ایضاً	ایضاً
25	افتخار مسیح	رحمت مسیح	نارنگ منڈی ڈاکخانہ خاص تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ	ایضاً	ایضاً

26	رفیق مسیح	شنگارہ مسیح	بہار کالونی کوٹ لکھپت لاہور	ایضاً	ایضاً
27	انور علی شاہ	سید ارشاد علی شاہ	مکان نمبر- 4 رسالہ بازار پرانی انارکلی لاہور	جونیئر کلرک	5
28	محمد شاہد خان	محمد طفیل خان	مکان نمبر- 4 رسالہ بازار پرانی انارکلی لاہور	ایضاً	ایضاً
29	محبوب علی	فضل علیم شاہ	6/15 مسلم سٹریٹ مسلم گنج مزنگ لاہور	ایضاً	ایضاً
30	محمد یٰسین	عبدالرحمٰن	مکان نمبر- 9 گلی نمبر- 7 دیو سماج روڈ رام نگر لاہور	ایضاً	ایضاً
31	احمد محمود	لال دین	10 لیپسٹر روڈ لاہور	نائب قاصد	1
32	علی اکبر	محمد شفیع	مکان نمبر- 15/ ڈی ایس سٹریٹ نمبر- 6 بلال گنج لاہور	ایضاً	ایضاً
33	عابد علی	مختار احمد	مکان نمبر- 38 گلی نمبر- 41 لٹن روڈ لاہور	ایضاً	ایضاً
34	عبدالحئی	عبدالوھاب	نزد کوارٹر ریگل سینما لاہور	ایضاً	ایضاً

35	محمد عابد	محمد رفیق	معرفت خالد پرویز نائب قاصد آئی جی جیل خانہ جات لاہور	ایضاً	ایضاً
36	منصور علی	نور علی	امرت ٹھاکر سنگھ بلڈنگ گوالمنڈی مکان نمبر- 4 لاہور	ایضاً	ایضاً
37	حامد محمود	محمد اسمٰعیل	مکان نمبر- 4 گلی نمبر- 9 دھوبی منڈی لاہور	ایضاً	ایضاً
38	لیاقت مسیح	مکھن مسیح	کچا نیپئر روڈ احاطہ گوپال داس لاہور	ایضاً	ایضاً
39	اسلام واجد	محمد شفیع	جھگیاں برلب نہر ریلوے سٹیشن لاہور	ایضاً	ایضاً
40	افتخار حسین	سید اقرار حسین	مکان نمبر- 11 گلی نمبر- 36 قلع گوجر سنگھ لاہور	ایضاً	ایضاً
41	ذوالفقار علی شیخ	پیار علی شیخ	53 چیمبرلین روڈ لاہور	ایضاً	ایضاً
42	محمد لطیف	محمد شفیع	مکان نمبر- 10 نکلسن روڈ لاہور	ایضاً	ایضاً
43	طالب حسین	نواب دین	35_ نکلسن روڈ لاہور	ایضاً	ایضاً
44	راشد حسین	عباس حسن	مکان نمبر- 2 گلی نمبر- 39 کرشن نگر لاہور	ایضاً	ایضاً

45	پرویز اختر	غلام مصطفیٰ	پریم گلی نمبر- 8 مکان نمبر- 11 ریلوے روڈ لاہور	ایضاً	ایضاً
46	محمد رزاق	معراج دین	اشرف کریانہ سٹور کھاڑک ملتان روڈ لاہور	ایضاً	ایضاً
47	سرفراز خان	اسلام خان	مکان نمبر- 10 گلی نمبر- 18 فیض باغ لاہور	ایضاً	ایضاً
48	صفدر حسین	احمد حسین	مکان نمبر- 17ہمایوں سٹریٹ چوہان روڈ اسلام پورہ لاہور	چوکیدار	ایضاً
49	نعیم احمد بٹ	محمد عبداللہ	وارڈ نمبر- 3 محلہ قادری شاہ کوٹ شیخوپورہ	جونیئر اکاؤنٹ اسسٹنٹ	7
50	محمود احمد	محمد عبداللہ	مکان نمبر 19 اکبر سٹریٹ نمبر 13 اے برنی روڈ گڑھی شاہو لاہور	ایضاً	ایضاً
51	شاہد سلیم شیخ	بشیر احمد شیخ	3 - ایس 60 - اے کلفٹن کالونی گگے زئی سٹریٹ لاہور	ایضاً	ایضاً

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

۳۳۷

LIST OF PERSONS APPOINTED ON REGULAR BASIS

S. No.	Name of Appointee	Post Against Which Appointed with BPS	Residential Address.
1	2	3	4
1.	Maj. (Retd.) Tariq Pervaiz Lone	Deputy Director (BPS-18)	20/S-4, Shahid Street, Clifton Colony Wahdat Road, Lahore.
2.	Mr. Tauqeer Hussain	Asstt: Director (BPS-17)	4-Mela Ram Park, Abdul Karim Road, Qila Gujjar Singh, Lahore.
3.	Mr. Asad Ameer	Asstt: Director (BPS-17)	8/49 Islampura, Lahore.
4.	Mr. Abdul Waheed	Asstt: Director (BPS-17)	130- New Abadi Davis Road, Lahore
5.	Mr. Shahid Waqar	Asstt: Director (BPS-17)	Ward No. 11 Pindi Gheb Distt. Attock.
6.	Mr. Ibrar Younis Butt	Asstt: Director (BPS-17)	470- Main Samanabad, Poonch Road. Lahore.
7.	Syed Ali Raza Hamdani	O.S.D (Complaints) (BPS-17)	610/ Arif Jan Road, Lahore Cantt.
8.	Mr. Asghar Ali	Asstt: Director (BPS-17)	H. No. 16, St. 1. Fayyaz Park, Mughalpura, Lahore.
9.	Mr. Raees Ahmed	Asstt: Director (BPS-17)	Mohallah Mohammad Pura, New General Hospital, Ferozepur Road Lahore.

10.	Mr. Amjad Raza Khan	Asstt: Director (BPS-17)	Near Bus Stand Kamalia Toba Tek Singh.
11.	Mr. Irfan Ansari	Sr. Accountant (BPS-16)	4-C Sahid Colony Temple Road, Lahore.
12.	Mr. Mohammad Nadeem	Sr. Accountant (BPS-16)	H. No. 22 St. No. 9 Beadon Road, Lahore.
13.	Mr. Haroon-ur-Rashid	Sr. Accountant (BPS-16)	117-B-V, LDA Flats, Chanab Block Allama Iqbal Town Lahore.
14.	Mr. Sajjad Ahmed	Photographer (BPS-11)	H. No. 5 Qureshi St. No. 33 Fleming Road, Lahore.
15.	Mr. Mohammad Jahangir	Assistant (BPS-11)	H. No. 3 Annat St. No. 18, Mohallah Dara-ul-Shikoh behind Landa Bazar Lahore.
16.	Mr. Saeed Ahmed	Assistant (BPS-11)	H. No. 1 St. No. 37 Babu Mohallah, Sant Nagar, Lahore.
17.	Mr. Mohammad Azhar Islam	Asstt: Draftsman (BPS-11)	H. No. 14 St. No. 63 Gobind Ram St. Chamberlain Road, Lahore.
18.	Saeed Mahmood Butt	Assistant (BPS-11)	H. No. 1/1447 Mohallah Challa Bibbian, Mochi Gate, Lahore.
19.	Mr. Mohammad Aslam	Assistant (BPS-11)	Mouza Bodana Sani, P.O Luddan, Teh& Distt. Vehari.
20.	Mr. Agha Saleem Durrani	Sub-Engineer (BPS-11)	H. No. 24 St. 99 Railway Road, Lahore.
21.	Mr. Irfan Suhail	Sub-Engineer (BPS-11)	119-Babar Block, Allama Iqbal Town, Lahore.

22.	Mr. Shabbir Ahmed	Sub-Engineer (BPS-11)	H. No. 6 St. No. 82 Lal Sardarpur Ichhra Lahore.
23.	Mr. Jehangir Sultan Awan	Sub-Engineer (BPS-11)	Mohallah Kattra, Mian Karm Bux Awan, Kungah Distt. Gujrat.
24.	Mr. Muhammad Yousaf Azad	Sub-Engineer (BPS-11)	Mohallah Farooq Ganj Ward No. 4 Disstt. Siali
25.	Mr. Khalid Rafique	Sub-Engineer (BPS-11)	H. No. 12-A, St. No. 16, Aziz Road, Misri Shah, Lahore.
26.	Mr. Amir Sulman Hashmi	Assistant (BPS-11)	Not joined as yet.
27.	Mr. Mumtaz Ahmad Bhatti	Sub-Engineer (BPS-11)	Mohallah Madan Shah Ward No. 7 P. O. Thang Teh & Distt. Jhang.
28.	Muhammad Riaz Akhtar	Sub-Engineer (BPS-11)	Khokhar Book Depot Near General Hospital Lahore.
29.	Muhammad Yasin	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 38-C St. No. 45 Sant Nagar, Lahore.
30.	Muhammad Muzamil	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 17/A, St. No. 21 Mula Bux Road, Mohallah Qureshi Mozang Lahore.
31.	Syed Iftikhar Hussain	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 13 St. No. 6 Mohallah Muslim Ganj, Mozang, Lahore.
32.	Javed Iqbal Butt	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 13 St. No. 32 Ahata Din, Lahore.
33.	Abdul Saeed	Accounts Clerk (BPS-7)	3/8 Temple Road (Hameed Nizami Road), Lahore.

34.	Muhammad Zaheer	Accounts Clerk (BPS-7)	1-Liaqat Ali Park, Beadon Road, Lahore.
35.	Abdul Nasir	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 92 St. No. 1 Dinga Singh Bldg. Beadon Road, Lahore.
36.	Tahir Masood	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. PM/6 Main Bazar, Chowk Gowalmandi, Lahore.
37.	Muhammad Anwer	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 10 Sham Gali No. 44, Amrat Bazar. Gowalmandi, Lahore.
38.	Salah ud din	Accounts Clerk (BPS-7)	29-Fleming Road, Old Fruit Market, Lahore.
39.	Nasir Ali Khan	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 28, Diwan Building Ramgali Nishter Road Lahore.
40.	Kh., Temoor Ahmed	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 33 St. No. 11 Ramgali Nishter Road Lahore.
41.	Shehzad Ahmed Sheikh	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 4 St. No. 15 Mohallah Muhammad Nagar, Allama Iqbal Town, Lahore.
42.	Mujahid Pervaiz Butt	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 5 Praim Gali No. 4 Railway Road. Lahore
43.	Muhammad Shafique	Accounts Clerk (BPS-7)	1909-A Said Mitha Bazar, Lahore.
44.	Muhammad Irfan	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 24-A St. No. 71, Kot Abdullah Shah, Mozang Lahore.
45.	Agha Jehanzeb	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 36 Poonch St. No. 113 Katcha Nisbat Road, Lahore.

46.	Shahid Naseem	Accounts Clerk (BPS-7)	Railway Gas Colony Qtr. No. F/144 Railway Road, Lahore.
47.	Kh. Tauseef Ahmed	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 1, St. No. 94 Nisbat Road, Lahore.
48.	Khalid Iqbal	Accounts Clerk (BPS-7)	H. No. 8 St. No. 16 Dev. Samaj Road, Ramnagar, Lahore.
49.	Abdul Rashid	Supervisor (BPS-6)	H. No. 24 Badar-ul-Din St. Mohallah Nasurian P.O. Nichalson Road Qila Gujjar Singh Lahore.
50.	Muhammad Arshad Yousaf	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 2 Shayana St. No. 58 Krishan Nagar Lahore.
51.	Muhammad Farooq	Jr. Clerk (BPS-5)	31- Jalal-ud-din Road, Bhoondpura Mozang Lahore.
52.	Ghulam Hussain	Road Roller Driver (BPS-5)	Kothi No. 16 Chauhan Road, Karishan Nagar Road Lahore.
53.	Malik Muhammad Farooq	-do-	H. No. 15 Abdul Kareem Road,Amarat Park Lahore.
54.	Sajjad Malik	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 67/B Gardee Square, Lahore.
55.	Hameed Zahoor	Electrician (BPS-5)	H. No. 1 Khaliq St. No. 16 6-Mazang Road.Lahore.
56.	Kh. Shakeel Ahmad Butt	Jr. Clerk (BPS-5)	45 Chamberlain Road, Gowalmandi, Lahore.

57.	Muhammad Ibrar	-do-	H. No. 1 Gali No. 1 behind Commercial Building Old Anarkali Lahore.
58.	Murad Ali	-do-	9-Court Street, Lahore.
59.	Naeemullah Khan	-do-	25/S/2 Tippu Sultan Road, New Mozang Lahore.
60.	Shahzad Bashir	-do-	C/O Rana Art Press 16-A, Lake Road Lahore.
61.	Muhammad Naeem Dar	Road Roller Driver (BPS-5)	H. No. 9 Wishnu St. No. 114, Nisbat Road Gowalmandi, Lahore.
62.	Mohammad Mensha	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 160 Pathi Ground,Dil Muhammad Road Lahore.
63.	Syed Mubashir	-do-	16- Nur Muhammad Road, Old Anarkali Lahore.
64.	Muhammad Bilal	-do-	17- Railway Road, Lahore.
65.	Naeem Ahmad Kan	-do-	H. No. 25 St. No. 2 Tippu Sultan Road, Mozang Lahore.
66.	Sheikh Muhammad Yousaf	-do-	H. No. 658-C Gali Saithanwali.
67.	Ayub Ali	-do-	H. No. 617-C Kucha Saithan, Said Mitha Bazar Lahore.
68.	Muhammad Kaleem	-do-	H. No. 6 St. No. 16 New Shalimar Colony Nawankot Lahore.

69.	Sarwar Ali Nadeem	-do-	759 Kashmir Block Allama Iqbal Town Lahore.
70.	Altaf Ahmad	-do-	Servant Quarter No. 7 GOR-1, Lahore.
71.	Azhar Saqlain Butt	-do-	H. No. C-616 Kucha Said Mitha Bazar Lahore.
72.	Tahir Karim Bhutta	-do-	Bhutta Manzil, Ganda Engine, Sham Nagar, Lahore.
73.	Masood Ahmad Ahkasi	-do-	341-Rehmanpura, Lahore.
74.	Muhammad Afzal	Deumper Driver (BPS-5)	H. No. 11 St. No. 1 Katcha Nisbat Road, Lahore.
75.	Muhammad Riaz	Deumper Driver (BPS-5)	C/O M.C. Girls Middle School, Napier Road, Lahore.
76.	Azhar Iqbal	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 162, 3-Faisal St. Qaddafi Road, Lahore.
77.	Muhammad Arshad Kamal	Jr. Clerk (BPS-5)	114-A New Muslim Town, Lahore.
78.	Qadir Bakhsh	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 8 Queens Road, Lahore.
79.	Muhammad Ashraf	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 51/4, Lawrence Road, Lahore.
80.	Saeed Ahmed	Jr. Clerk (BPS-5)	Shah Shams Dari Gulf Road GOR-I Lahore.
81.	Tanveer Ahmed	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 129 Krishan St. No. 6 Railway Road, Lahore.

82.	Muhammad Ashraf	Jr. Clerk (BPS-5)	St. No. 2-P Sanda Kalan Lahore.
83.	Shahabu Din	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 354, Block-2 Darakhshan Colony Lahore.
84.	Arif Younas	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 41 St. No. 46 Ghoray Shah Hassan Park, Chah Miran, Lahore.
85.	Muhammad Anis Bhatti	Jr. Clerk (BPS-5)	Hafiz Tailor Gopal Nagar, Lahore.
86.	Ashiq Hussain Shah	Jr. Clerk (BPS-5)	Rachna Town, Shahdara, Lahore.
87.	Attique Ahmed	Jr. Clerk (BPS-5)	Madan St. No. 6 Upper Janak Nagar, Multan Road Lahore.
88.	Ishrat Hussain Naqvi	Jr. Clerk (BPS-5)	55-Tariq Block, New Garden Town, Lahore.
89.	Abdul Razzaq	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 124, Block-13, B-1 Town-Ship Lahore.
90.	Muhammad Mushtaq	Jr. Clerk (BPS-5)	CMP Cell LDA Lahore.
91.	Dildar Khan	Jr. Clerk (BPS-5)	CMP Cell LDA Lahore.
92.	Ghulam Rasool	Jr. Clerk (BPS-5)	Building Engineering Cell LDA Lahore.
93.	Khalid Rashid	Jr. Clerk (BPS-5)	C/o Muhammad Inam, Peon, Exemption Branch LDA.
94.	Asad Ali	Jr. Clerk (BFS-5)	H. No. 16 St. No. 16 Swami Nagar, Lahore.
95.	Shahid Ali	Jr. Clerk (BPS-5)	St. No. 8 Block-5 Prem Nagar, Lahore.
96.	Zafar Iqbal	Jr. Clerk (BPS-5)	Mouza Ghoral, Teh & Distt. Gujrat.
97.	Anser Iqbal	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 4 St. No. 54 Zaman Park Sanda Kalan, Lahore.

98.	Shujah Maqbool	Jr. Clerk (BPS-5)	Maqbool Manzil New Abadi, Ghari Shahu, Lahore.
99.	Abdul Sattar	Jr. Clerk (BPS-5)	9-Court Street, Lahore.
100.	Anwar Masih	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 41 St. No. 2 Kot Khawaja Saeed P.C Baghbanpura Lahore.
101.	Muhammad Hussain	Jr. Clerk (BPS-5)	Qtr. No. 12 Ahsan St. Main Bazar, Bund Road Lahore.
102.	Saleem Iqbal	Jr. Clerk (BPS-5)	392-D Chomala Inside Bhati Gate Lahore.
103.	Muhammad Akram	Tracer (BPS-5)	Architect C11, LDA Lahore.
104.	Muhammad Sadiq	Driver (BPS-5)	H. No. 21 B, Zaildar Road, Ichhra, Lahore.
105.	Muhammad Bashir	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 89 Rashid Road, Rajput Hotel, Kamal Ganj, Lahore,
106.	Basharat Ali	Jr. Clerk (BPS-5)	E-744, Ferozepur Road, Lahore.
107.	Khalid Hussain	Jr. Clerk (BPS-5)	Architect Cell LDA.
108.	Muhammad Bakhsh	Jr. Clerk (BPS-5)	O&M Branch LDA.
109.	Naeem Ahmed	Jr. Clerk (BPS-5)	H. No. 14, Ferdosi St. Islampura, Lahore.
110.	Muhammad Akram Khan	Jr. Clerk (BPS-5)	156-A Shah Jamal Colony, Lahore.
111.	Muhammad Iqbal	Jr. Clerk (BPS-5)	248-Huma Block, Allama Iqbal Town, Lahore.
112.	Muhammad Younis Shahid	-do-	621-Huma Block, Allama Iqbal Town, Lahore.

113.	Arshad Ali	Jr. Clerk (BPS-5)
114.	MUhammad Ehsan Khalil	Jr. Clerk (BPS-5)
115.	Shahid Iqbal	Jr. Clerk (BPS-5)
116.	Ehasan Ajmal Qureshi	Jr. Clerk (BPS-5)
117.	Bashir-ur-Qadir	Jr. Clerk (BPS-5)
118.	Sikandar Mustafa	Jr. Clerk (BPS-5)
119.	Seraj Munir Ahmed	Jr. Clerk (BPS-5)
120.	Khalid Iqbal Butt	Jr. Clerk (BPS-5)
121.	Noor Muhammad	Peon (BPS-1)
122.	Allah Ditta.	Process Serveyer
123.	Muhammad Akram	Truck Cleaner
124.	Mohammad Rafique	Truck Cleaner
125.	Syed Arshad Masood	Truck Cleaner

C/o Distt. Information Officer, Govt of Punjab, Kasur.
H. No. 20 St. No. 137 Nisbat Road, Lahore.
H. No. 2 Chah Matheywala, Jalil Tippu St, Pir Ghazi Road Ichhra, Lahore.
H. No. F-1120 Kothi Daran St. Old Anarkali, Lahore.
28-Rachana Block Allama Iqbal Town, Lahore.
253-Nargis Block, Allama Iqbal, Town, Lahore.
Madina Muhalla, Main Bazar No. 2 Ghaziabad, Lahore.
C/O Aftab Majeed Sr. Accountant CMP Cell LDA, Lahore.
H. No. 14 St. No. 110 Chah Pichwara Mozang, Lahore.
H. No. 14 St. No. 101, Beadon Road, Lahore.
St. No. 16 Muhammad Nagar, Lahore.
Ihata Taj Din, 85-Temple Road, Lahore.
H. No. 5/24, Raja Ram St. No. Railway Road Gowalmandi, Lahore.

126.	Sarfraz Ahmad	Cleaner	H. No. 128, Behind T.V Station Usmania Colony, 21-Abbot Road Lahore.
127.	Riaz Ahmad	Cleaner	Ihata Mooto Saghir, 8 Shahrah-e-Fatima Jinnah, Lahore.
128.	Muhammad Pervaiz	Cleaner	H. No. 13 St. 72 Gohail Sinah St. Gowalmandi, Lahore.
129.	Syed Mumtaz Ali	Cleaner	H. No. 14 St. No. 1 Risala Bazar, Old Anarkali, Lahore.
130.	Muhammad Umar	Cleaner	H. No. 5 St. No. 1 Risala Bazar Old Anarkali Lahore.
131.	Anwar Ahmad	Cleaner	H. No. 28, Ambala Road, Old Anarkali, Lahore.
132.	Rana Muhammad Tahir	Cleaner	5-Akbar St. No. 26 Shadab Colony, Temple Road, Lahore.
133.	Maqsood Ahmad	Cleaner	H. No. 25, St. No. 77 Ganda Engine, Gowalmandi, Lahore.
134.	Muhammad Siddiq	Cleaner	H. No. 13 St. No. 72 Subail Nagar St. Gowalmandi, Lahore.
135.	Mehboob Alam	Cleaner	H. No. 41 Bahmal St. Krishan Bazar, Gowalmandi, Lahore.
136.	Fazal Elahi	Sprayman (BPS-1)	Akhara Boota Mall St. No. Ram Gali Nashtar Road, Lahore.

137.	Sabir Hussain	Sprayman (BPS-1)	H. No. 17 St. No. 6 Ram Gali Nishtar Road, Lahore.
138.	Tariq Mahmood	Water Man (BPS-1)	Ihata Blaqi Shah, Landa Bazar, Lahore.
139.	Javed Iqbal	Water Man (BPS-1)	Ihata Blaqi Shah, Landa Bazar, Lahore.
140.	Tanveer Ahmed	Water Man (BPS-1)	H. No. 1 St. No. 21 Mohalla Darashikoh, Landa Bazar Lahore.
141.	Tahir	Water Man (BPS-1)	H. No. 1 St. No. 21 Mohalla Darashikoh, Landa Bazar Lahore.
142.	Abdul Rashid	Water Man (BPS-1)	H. No. 17 Ahata No. 14, Shaheed Gunj, Naulakha Bazar, Lahore.
143.	Mohammad Ishfaq	Water Man (BPS-1)	H. No. St. No. 21 Mohallah Darashikoh, Landa Bazar, Lahore.
144.	Saqib Naseer	Laboratory Attendent	H. No. 33 St. No. 78 Mohallah Gowalmandi Lahore.
145.	Anis-ul-Hassan	Laboratory Attendent	Imrat Dhara, H. No. Nasir Building Railway Gowlamandi Lahore.
146.	Nisar Ahmad	Laboratory Attendent	H. No. 21 St. No. 78 Mohallah Gowalian Gowalmandi, Lahore
147.	Mohammad Ali	Laboratory Attendent	Ram Gali No. 14 H. No. 28 Dawan Building Brandrath Road, Lahore.

148. Sarwar Ali	Chowkidar	Railway Road, Railway GAs Qt No. 2 Block-362, Lahore.
149. Abdul Hafeez	Chowkidar	Ajmal St, No. 21 Near Babu Hotel Landa Bazar, Lahore.
150. Mahammad Sharif	Chowkidar	Ihata Haji Qadir Baksh Ghamberlain Road, Gowalmandi, Lahore.
151. Shahid Mahmood	Chowkidar	H. No. 17 Humayun St. Chohan Road behind Police Station Islampura, Lahore.
152. Sabar Hussain	Naib Qasid	36 Risala Bazar Old Anarkali, Lahore.
153. Muhammad Arshad	Naib Qasid	Mela Ram No. 6 Mozang Road, Lahore.
154. Muhammad Afzal	Naib Qasid	22-Taj Mehal St. No. 9 Bhoond Pura Mozang, Lahore.
155. Zulfiqar Ali	Naib Qasid	H. No. 25 Takia Peer Hasan Shah Wali-15-Abbot Road, Lahore.
156. Muhammad Saleem	Naib Qasid	K. A. Mela Ram Park, Qila Gujjar Singh, Lahore.
157. Muhammad Semi	Naib Qasid	Husmit Cop. House Oriental Building Near Distt. Police Line, Main Bazar Qila Gujjar Singh, Lahore.
158. Zahid Mahmood	Naib Qasid	H. No. 10 St. No. 87 Katcha Nisbat Road, Gowalmandi, Lahore

159.	Muhammad Yousaf	Naib Qasid	H. No. 51/36, Railway Road, Gowalmandi, Lahore.
160.	Ulfat Saleem	Naib Qasid	H. No. 38 Mohammadi St. Qureshi Mohallah Mozang Lahore.
161.	Mohammad Asif	Naib Qasid	H. No. 29 St. No. 18 Ithad St. Gowalmandi Lahore.
162.	Suhail Ahmad Qureshi	Naib Qasid	Misali Dawakhana, Railway Road, Lahore.
163.	Arif Mahmood	Chowkidar	H. No. 44 Main Bazar Gowalmandi, Lahore.
164.	Muhammad Tayyab	Naib Qasid	H. No. 35-A National Town, Sandha Road, Lahore.
165.	Mehmood Akhtar	Naib Qasid	St. No. 24, Katri Nai Bukhtawar Mohallah Darashikoh Near Landa Bazar Lahore.
166.	Muhammad Asif Khan	Naib Qasid	H. No. 13 Usman Road, Islampura Krishan Nagar, Lahore.
167.	Muhammad Aslam	Naib Qasid	H. No. 18-B-I St. No. 11 Muhammad Nagar, Lahore.
168.	Amir Shafique	Naib Qasid	H. No. 55-A, St. No. 108, Islampura Lahore.
169.	Rana Maqbool Ahmad	Naib Qasid	St. No. 42 Main Bazar Islampura Lahore.
170.	Abdul Waheed	Naib Qasid	Qut behind M.A.O. College, 48-Lower Mall Lahore.,
171.	MUhammad Shakeel Malik	Naib Qasid	110 - Abdali Road, Islampura, Lahore.

172.	Manzoor Hussain	Chowkidar	36-Railway Road, Gowalmandi, Lahore
173.	Muhammad Ayub	Chowkidar	Ahata Rahim Baksh 28 Mozang Road, Lahore.
174.	Muhammad Hafeez	Chowkidar	Bhata Sh. Din Muhammad Hazrat Shah Muhammad Ghous, Circular Road Lahore.
175.	Abdul Aziz	Chowkidar	26-Court St. Lower Mall Lahore.
176.	Muhammad Usman Ghani	Chowkidar	37-Main Bazar Chowk Islampura Lahore.
177.	Manzoor Ahmad Sh.	Naib Qasid	St. 18 Muhammadi Park, Sanda Khurd, Lahore.
178.	Nasir Mahmood	Dispensary Attendent	Ram Gali No. 6 H. No. 29, Nisbat Road Lahore.
179.	Syed Asghar Ali	Spray Man	H. No. 6 Behind Fisheries Office, 2 Sanda Road, Lahore.
180.	Muhammad Farooq	Sewerman.	6-Montgomery Road, Near Gulistan Cinema. Lahore.
181.	Muhammad Razaque	Drum Cooli	H. No. 2 Vishno St. No. 2 Nisbat Road Lahore.
182.	Saleem Raza	Baildar	H. No. Katcha Nisbat Road No. 2 Lahore.
183.	Syed Tasleem Ghani	Truck Cleaner	Shaheed Ganj, Mantlar Mul Chand, Iran Market H. No. 24-B Lahore.

184.	Maqsood Ahmad	Truck Cleaner
185.	Saeed Akhtar Butt	Truck Cleaner
186.	Attique Ahmad	Truck Cleaner
187.	Hafiz Muhammad Ijaz	Truck Cleaner
188.	Naheed Butt	Cleaner
189.	Amber Ali Khurram	Cleaner
190.	Shafique Ahmad Khan	Cleaner
191.	Muhammad Zubair	Peon
192.	Sultan Ahmad	Mali
193.	Amjad Ali	Sprayman
194.	Arif Mahmood	Chowkidar
195.	Muhammad Tariq Khan	Chowkidar

H. No. 1 Block No. 492 P.R
New Building 4 Fleming Road, Lahore.
N.A Radio Service, 22-Yasin St. Hall Road Lahore
H. No. 5 Kucha Amar Nath No. 41 Amir Ali Shah Road Lahore.
6-An[illegible] Building Railway Road Gowalmandi, Lahore.
H. No. 9 St. No. 1 Katcha Nisbat Road Lahore.
St. No. 57 H. No. 12 Old Mela Mandi Mohallah Safa-ul-Malih Gowalmandi, Lahore.
H. No. 14 St. No. 31 Mohallah Borwala Pir Ghazi Road Lahore:
H&P Blochi Bhabra Market Gulberg-III Lahore.
90-Railway Road Near Ittefaq Show Room Lahore.
H. No. 44 Main Bazar Gowalmandi Lahore.
H. No. 14 St. No. 3, 92-Railway Road Lahore.

196.	Muhammad Jahangir	Naib Qasid
197.	Muhammad Yousaf	Naib Qasid
198.	Ansar Saeed	Naib Qasid
199.	Akbar Ali	Naib Qasid
200.	Muhammad Ishfaq	Naib Qasid
201.	Tariq Mukhtar	Naib Qasid
202.	Shahid Naseem Butt	Naib Qasid
203.	Intkhab Alam.	Naib Qasid
204.	Muhammad Akhtar	Naib Qasid
205.	Nazir Khan.	Naib Qasid
206.	Babar Bilal	Naib Qasid
207.	Muhammad Ijaz Butt	Peon
208.	Malik Manzoor Hussain	Peon

H. No. 76, Liaqatabad behind M.A.O College Lahore.
Quarter Kothi No. 32 Empress Road Lahore
23-Vaig Building Jain Mandar Lahore.
Ahata P.C Mahandra, 38 Aibak Road Lahore.
2-Mission Road, Opp. Naz Cinema Gowalmandi, Lahore.
H. No. 19 Usmania Colony behind P.W. Houses, Lahore.
H. No. 47 St. No. 29 Opp.Mayo Hospital Gandhi Square, Lahore.
H. No. 1 Ahata Mian Muhammad Sultan Landa Bazar Lahore.
St. No. 24 Katri Mai Bakhtawar Dara Shikoh Landa Bazar Lahore.
C/o Molvi Sher Muhammad Faiz-ul-Hikmat Ihata Isa Thekidar, Garhi Shahu, Lahore.
Adil Clinic Australia Chowk Lahore.
3-Nisbat Road, Lahore.
Mandir Molchand Road, Shaheed Ganj Lahore.

209.	Muhammad Pervaiz	Peon
210.	Abdul Qayyum	Chwkidar
211.	Muhammad Abbas.	Chowkidar
212.	Pervaiz Akhtar	Peon
213.	Iftikhar Ahmad	Chowkidar
214.	Abdul Wahid	Peon
215.	Malik Muhammad Khan	Peon
216.	Muhammad Ayub Khan	Chowkidar
217.	Syed Asghar Ali.	Spray-Man
218.	Rashid Ahmed	Naib Qasid
219.	Mohammed Aslam.	Naib Qasid

H. No. 8 St. No. 7, Amin Park, Ravi Road Lahore.
Mohalah Jogha Kacter P.O. Bhaira Gali Teh & Distt. Abbot-Abad.
Chak No. 7/1 Fojianwala Teh & Distt. Vehari.
H. No. 34 St. 35 Data Nagar, Badami Bagh Lahore.
Village Podher Teh: & Distt. Khushab.
Watan Building Outside Delhi Gate Circular Road Hazrat Shah Muhammad Ghaus Lahore.
Mouza Angali, Teh & Distt. Khushab.
Ahata Rahim Bux 28, Mozang Road Lahore
H. No. 6 Behind Fisheries Office 2-Sanda Road, Lahore.
H. No. 27, St. No. 11, Qila Gujjar Singh Lahore.
H. No. 18-I, St. No. 11 Mohammed Nagar Lahore.

220. Bashir Ahmed Malik.	Naib Qasid	H. No. 2, Siddique Akbar Gill, Chohan Road, Lahore.
221. Ghous Mohammed.	Naib Qasid	H. No. 5 Khan St. No. 21 Krishan Nagar, Lahore.
222. Mohammed Arshad Yousaf.	Naib Qasid	H. No. 2 Shayama St. No. 58 Krishan Nagar, Lahore.
223. Syed Hamid Ali Nizami.	Naib Qasid	6/F Hiron Road, Islampura, Lahore.
224. Mohammed Saeed	Naib Qasid	H. No. 14-A, Gulistan St. No. 2, Islampura, Lahore.
225. Khalid Ejaz.	Naib Qasid	H. No. 24-A St. No. 71 Kot Abdullah Shah Mozang, Lahore.
226. Mohammed Arshad.	Naib Qasid	H. No. 73 Patiala House Race Course, Lahore.

APPOINTMENT ON ADHOC BASIS.

1	2	3	4
1.	Mr. Abdul Hamid.	A.D (Petrol Pump)	Q.No. 130 New Abadi Davis Road Lahore.
2.	Mr. Amir Raza.	Sub-Engineer.	H. No. 9,St. No. 25-D, Arash Park Wasan-pura Lahore.
3.	Mr. Nadeem Ahmed.	Work Supervisor.	106-Hassan St. Umar Park, Khuda Bakhsh Road, Behind Quarter, Multan Road, Lahore.

فہرست بابت سوال نمبر2141 جزو (الف)

اسمبلی سوال نمبر2141 (الف) فہرست الاٹیان جن کو سابقہ گورنر پنجاب نے 1985 اور 1986میں لاہور کی رہائشی سکیموں میں پلاٹ الاٹ کیے۔

نمبر شمار	نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ	تاریخ الاٹمنٹ
1	ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ	ٹاؤن شپ سکیم لاہور	سردار مسیح	ساڑھے چار مرلہ	23.12.85
2	ایضاً	ایضاً	نیاز احمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
3	ایضاً	ایضاً	انوار الحق	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
4	ایضاً	ایضاً	نصیر احمد	ساڑھے چار مرلہ x 3	29.12.85
5	ایضاً	ایضاً	عبداللہ	ساڑھے چار مرلہ x 3	29.12.85
6	ایضاً	ایضاً	عبدالکریم	ساڑھے چار مرلہ x 3	29.12.85
7	ایضاً	ایضاً	محمد عارف	ساڑھے چار مرلہ x 3	29.12.85

8	ایضاً	ایضاً	محمد اشفاق	ساڑھے چار مرلہ 3 x	29.12.85
9	ایضاً	ایضاً	نور محمد	ساڑھے چار مرلہ 3 x	29.12.85
10	ایضاً	ایضاً	مختار حسین	ساڑھے چار مرلہ 3 x	29.12.85
11	ایضاً	ایضاً	عزیز مسیح	ساڑھے چار مرلہ 3 x	29.12.85
12	ایضاً	ایضاً	خلیل الرحمن	ساڑھے چار مرلہ 3 x	29.12.85
13	ایضاً	ایضاً	حامد سبحانی	ساڑھے چار مرلہ 2 x	28.12.85
14	ایضاً	ایضاً	محمد نذیر	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
15	ایضاً	ایضاً	محمد بشیر	ساڑھے چار مرلہ 2 x	28.12.85
16	ایضاً	ایضاً	ضیاء اللہ خان	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
17	ایضاً	ایضاً	محمد شریف	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
18	ایضاً	ایضاً	جان محمد خان	ساڑھے چار مرلہ	25.12.85
19	ایضاً	ایضاً	بشیر احمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
20	ایضاً	ایضاً	فضل الٰہی	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
21	ایضاً	ایضاً	سراج دین	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
22	ایضاً	ایضاً	خدا بخش مسیح	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85

23	ایضاً	ایضاً	شاہنواز خان	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
24	ایضاً	ایضاً	نذیر حسین	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
25	ایضاً	ایضاً	سردار محمد	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
26	ایضاً	ایضاً	کشمیرا مسیح	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
27	ایضاً	ایضاً	عنائیت اللہ	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
28	ایضاً	ایضاً	غلام قادر	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
29	ایضاً	ایضاً	محمد اسلم	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
30	ایضاً	ایضاً	عنائیت اللہ	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
31	ایضاً	ایضاً	محمد صدیق	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
32	ایضاً	ایضاً	غلام رسول	ساڑھے چار مرلہ 2 x	28.12.85
33	ایضاً	ایضاً	غلام فرید	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
34	ایضاً	ایضاً	محمد یونس	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
35	ایضاً	ایضاً	خوشی محمد	ساڑھے چار مرلہ 2 x	29.12.85
36	ایضاً	ایضاً	محمد فیاض	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
37	ایضاً	ایضاً	علم دین	ساڑھے چار مرلہ	2.12.85

38	ایضاً	محمد انور	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
39	ایضاً	شیر خان	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
40	ایضاً	عبدالعزیز	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
41	ایضاً	محمد شفیع	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
42	ایضاً	محمد شفیق	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
43	ایضاً	عبدالغنی	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	26.12.85
44	ایضاً	اللہ یار	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
45	ایضاً	غلام نبی	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	21.12.85
46	ایضاً	محمد حسین	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
47	ایضاً	زبیدہ خانم	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	16.12.85
48	ایضاً	شمع پروین	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	8.9.85
49	ایضاً	یار محمد	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
50	ایضاً	محمد علی	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
51	ایضاً	ملک فتح محمد	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
52	ایضاً	نذراں بی بی	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	25.11.85

53	ایضاً	ایضاً	محمد یٰسین	ساڑھے چار مرلہ x 2	25.11.85
54	ایضاً	ایضاً	زرین خان	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
55	ایضاً	ایضاً	حمیدہ مسیح	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
56	ایضاً	ایضاً	عبدالقادر	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
57	ایضاً	ایضاً	عبدالعزیز	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
58	ایضاً	ایضاً	علی اکبر	ساڑھے چار مرلہ	26.12.85
59	ایضاً	ایضاً	عبدالحمید	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
60	ایضاً	ایضاً	غلام حسین	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
61	ایضاً	ایضاً	الفت خان	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
62	ایضاً	ایضاً	کریم بخش	ساڑھے چار مرلہ	25.12.85
63	ایضاً	ایضاً	زبیدہ اکرام	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
64	ایضاً	ایضاً	محمد شریف	ساڑھے چار مرلہ	25.11.85
65	ایضاً	ایضاً	خوشی محمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
66	ایضاً	ایضاً	مختار بانو	ساڑھے چار مرلہ x 2	27.12.85
67	ایضاً	ایضاً	احسان الٰہی	ساڑھے چار مرلہ x 2	25.11.85

68	ایضاً	ایضاً	محمد اسلم	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
69	ایضاً	ایضاً	محمد فیاض	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
70	ایضاً	ایضاً	محمد بشیر	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
71	ایضاً	ایضاً	شوکت علی	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
72	ایضاً	ایضاً	محمد بشیر	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
73	ایضاً	ایضاً	جان محمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
74	ایضاً	ایضاً	ریاض محمد	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
75	ایضاً	ایضاً	معین الدین	ساڑھے چار مرلہ	24.12.85
76	ایضاً	ایضاً	خورشید بیگم	ساڑھے چار مرلہ	23.12.85
77	ایضاً	ایضاً	زہرا بیگم	ساڑھے چار مرلہ	23.12.85
78	ایضاً	ایضاً	رب نواز	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
79	ایضاً	ایضاً	عابدہ صدیقہ	ساڑھے چار مرلہ	23.12.85
80	ایضاً	ایضاً	عاشق حسین شاہ	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
81	ایضاً	ایضاً	محمد امین	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
82	ایضاً	ایضاً	صوبہ خان	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85

83	اینا	محمد حیات	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	28.12.85
84	اینا	گلزار احمد شاہ	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	28.12.85
85	اینا	امتیاز قادر	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
86	اینا	عزیز الدین	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
87	اینا	علی محمد	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
88	اینا	صغیر احمد	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
89	اینا	محمد اسمٰعیل	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	17.12.85
90	اینا	عبدالرشید	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
91	اینا	بلقیس	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	10.11.85
92	اینا	خورشید بیگم	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
93	اینا	ذوالفقار علی	اینا	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
94	اینا	مقبول حسین	اینا	ساڑھے چار مرلہ x 3	21.12.85
95	اینا	عبدالحمید	اینا	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
96	اینا	منظور احمد	اینا	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
97	اینا	ظفر احمد	اینا	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85

98	ایضاً	عیسیٰ خان	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
99	ایضاً	مرزا طارق بیگ	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85
100	ایضاً	محمد مالک	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	24.11.85
101	ایضاً	خالد مالک	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85
102	ایضاً	غلام صغراں	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85
103	ایضاً	شاہد پرویز	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85
104	ایضاً	سلیم اکرم	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85
105	ایضاً	انور علی	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85
106	ایضاً	لیاقت علی	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	15.9.85
107	ایضاً	محمد شفیع	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	2.10.85
108	ایضاً	خالد محمود	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	22.10.85
109	ایضاً	افتخار حسین	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85
110	ایضاً	خادم علی	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85
111	ایضاً	رفیق احمد	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85
112	ایضاً	منظر قدسی	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.9.85

113	ایضاً	ایضاً	خورشید احمد	ساڑھے چار مرلہ	3.9.85
114	ایضاً	ایضاً	غلام نبی	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
115	ایضاً	ایضاً	عابد علی شاہ	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
116	ایضاً	ایضاً	عبدالوحید	ساڑھے چار مرلہ	20.8.85
117	ایضاً	ایضاً	مہر حسین	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
118	ایضاً	ایضاً	امانت علی	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
119	ایضاً	ایضاً	لال حسین شاہ	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
120	ایضاً	ایضاً	رحمت خان	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
121	ایضاً	ایضاً	اخلاق علی خان	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
122	ایضاً	ایضاً	غلام رسول	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
123	ایضاً	ایضاً	طالب حسین	ساڑھے چار مرلہ x 2	28.12.85
124	ایضاً	ایضاً	سید عبدالرحمٰن	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
125	ایضاً	ایضاً	فضل الٰہی	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
126	ایضاً	ایضاً	رکن دین	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
127	ایضاً	ایضاً	غلام مصطفیٰ	ساڑھے چار مرلہ x 2	25.11.85

128	ایضاً	ایضاً	مبارک علی	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
129	ایضاً	ایضاً	محمد یوسف	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
130	ایضاً	ایضاً	عبدالغفور	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
131	ایضاً	ایضاً	محمد شریف	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
132	ایضاً	ایضاً	مسماۃ رحمت نور	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
133	ایضاً	ایضاً	اللہ دتہ گل	ساڑھے چار مرلہ x 3	8.9.85
134	ایضاً	ایضاً	محمد بشیر	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
135	ایضاً	ایضاً	شریفہ خاتون	ساڑھے چار مرلہ	3.11.85
136	ایضاً	ایضاً	کنیز بیگم	ساڑھے چار مرلہ	3.11.85
137	ایضاً	ایضاً	ظفرالاسلام	ساڑھے چار مرلہ	15.12.85
138	ایضاً	ایضاً	خادم حسین	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
139	ایضاً	ایضاً	خدابخش	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
140	ایضاً	ایضاً	شیخ محبوب عالم	ساڑھے چار مرلہ x 2	25.11.85
141	ایضاً	ایضاً	سرداراں بی بی	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
142	ایضاً	ایضاً	قاری علی حسن ندوی	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85

143	ایضاً	محمد شریف	ساڑھے چار مرلہ x 2	22.12.85
144	ایضاً	ستائش نیلم	ساڑھے چار مرلہ x 2	4.9.85
145	ایضاً	محمد علی	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
146	ایضاً	رحمت علی شاہ	ساڑھے چار مرلہ x 2	20.10.85
147	ایضاً	سردار بیگم	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
148	ایضاً	محمد یٰسین	ساڑھے چار مرلہ x 2	26.12.85
149	ایضاً	لیاقت علی	ساڑھے چار مرلہ x 2	3.12.85
150	ایضاً	جمیلہ بیگم	ساڑھے چار مرلہ x 2	17.12.85
151	ایضاً	اصغر علی	ساڑھے چار مرلہ x 2	17.12.85
152	ایضاً	مقبول علی	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
153	ایضاً	محمد اسحاق	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
154	ایضاً	چوہدری مشتاق	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
155	ایضاً	شبیر احمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
156	ایضاً	اعجاز احمد بھٹی	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
157	ایضاً	اختر علی شاہ	ساڑھے چار مرلہ x 3	29.12.85

158	ایضاً	ایضاً	اشتیاق حسین بخاری	دس مرلہ 29.12.85
159	ایضاً	ایضاً	محمد اصغر	ساڑھے چار مرلہ 28.12.85
160	ایضاً	ایضاً	ڈاکٹر اویس یونس	ساڑھے چار مرلہ 29.12.85
161	ایضاً	ایضاً	محمد اسلم	ساڑھے چار مرلہ x 2 29.12.85
162	ایضاً	ایضاً	سید محمد اشرف	ساڑھے چار مرلہ x 2 29.12.85
163	ایضاً	ایضاً	غلام مصطفیٰ	ساڑھے چار مرلہ x 2 29.12.85
164	ایضاً	ایضاً	شوکت مسیح	ساڑھے چار مرلہ x 2 26.12.85
165	ایضاً	ایضاً	محمد شاہد	ساڑھے چار مرلہ x 2 21.12.85
166	ایضاً	ایضاً	محمد اکرم	ساڑھے چار مرلہ x 2 26.12.85
167	ایضاً	ایضاً	نسیم اختر	ساڑھے چار مرلہ x 2 29.12.85
168	ایضاً	ایضاً	سردار بیگم	ساڑھے چار مرلہ x 2 26.12.85
169	ایضاً	ایضاً	محمد سلیم	دس مرلہ 21.7.85
170	ایضاً	ایضاً	محمد اطہر حسن	دس مرلہ 21.7.85
171	ایضاً	ایضاً	انعام الحق	دس مرلہ 16.4.85
172	ایضاً	ایضاً	جمیلہ توصیف	دس مرلہ 5.7.85

173	ایضاً	ایضاً	مسماۃ نسیم اختر	دس مرلہ	12.8.85
174	ایضاً	ایضاً	اختر بیگم	دس مرلہ	21.7.85
175	ایضاً	ایضاً	ثمینہ فتح حیات	دس مرلہ	9.5.85
176	ایضاً	ایضاً	مسماۃ جمیلہ بیگم	ساڑھے چار مرلہ	21.7.85
177	ایضاً	ایضاً	غلام سرور	ساڑھے چار مرلہ	3.4.85
178	ایضاً	ایضاً	ذوالفقار احمد	ساڑھے چار مرلہ	22.7.85
179	ایضاً	ایضاً	گلاب شاہ	ساڑھے چار مرلہ	24.4.85
180	ایضاً	ایضاً	محمد فاروق	ساڑھے چار مرلہ	24.4.85
181	ایضاً	ایضاً	ورزینہ محسن	ساڑھے چار مرلہ	24.5.85
182	ایضاً	ایضاً	سعید اختر	ساڑھے چار مرلہ	13.5.85
183	ایضاً	ایضاً	فرزند علی	ساڑھے چار مرلہ	30.4.85
184	ایضاً	ایضاً	ارشاد حسین بھٹی	ساڑھے چار مرلہ	28.3.85
185	ایضاً	ایضاً	مسماۃ شمیم آرا	ساڑھے چار مرلہ	28.3.85
186	ایضاً	ایضاً	اکبر حسن	ساڑھے چار مرلہ	21.7.85

187	ایضاً	ایضاً	حضرت شاہ	ساڑھے چار مرلہ	22.7.85	
188	ایضاً	ایضاً	محمد انور	ساڑھے چار مرلہ	24.7.85	
189	ایضاً	ایضاً	فتح محمد	ساڑھے چار مرلہ	22.8.85	
190	ایضاً	ایضاً	عبدالوحید	ساڑھے چار مرلہ	20.8.85	
191	ایضاً	ایضاً	محمد شریف	ساڑھے چار مرلہ	19.8.85	

اسمبلی سوال نمبر2141 (ب) فہرست الاٹیان جن کو سابقہ گورنر پنجاب نے 1985 اور 1986میں لاہور کی رہائشی سکیموں میں قواعد میں نرمی برتتے ہوئے پلاٹ الاٹ کئے

نمبر شمار	نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ	تاریخ الاٹمنٹ
1	ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ	ٹاؤن شپ سکیم لاہور	خادم حسین	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
2	ایضاً	ایضاً	ظفر اسلام	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
3	ایضاً	ایضاً	محمد بشیر مالی	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
4	ایضاً	ایضاً	اللہ دتہ گل	ساڑھے چار مرلہ x 3	29.12.85
5	ایضاً	ایضاً	سید عبداللہ بخاری	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
6	ایضاً	ایضاً	عبدالغفور	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
7	ایضاً	ایضاً	مبارک علی	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
8	ایضاً	ایضاً	فضل الٰہی ملک	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85

9	ایضاً	ایضاً	طالب	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
10	ایضاً	ایضاً	اخلاق علی خان	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
11	ایضاً	ایضاً	محمد اکرم	ساڑھے چار مرلہ x 2	26.12.85
12	ایضاً	ایضاً	مسماۃ شائستہ نیلم	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
13	ایضاً	ایضاً	حوالدار کلرک حاجی محمد یوسف (اے سی سی)	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
14	ایضاً	ایضاً	محمد شریف شاہ ڈرائیور	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
15	ایضاً	ایضاً	لال حسین شاہ	ساڑھے چار مرلہ x 2	28.12.85
16	ایضاً	ایضاً	امانت علی	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
17	ایضاً	ایضاً	عابد علی شاہ	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
18	ایضاً	ایضاً	مہر حسین	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
19	ایضاً	ایضاً	ظفر اقبال	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
20	ایضاً	ایضاً	منظور احمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85

21	ایضاً	ایضاً	عبدالمجید	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
22	ایضاً	ایضاً	مسمات خورشید بیگم	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
23	ایضاً	ایضاً	عبدالرشید	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
24	ایضاً	ایضاً	علی محمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
25	ایضاً	ایضاً	امتیاز قادر	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
26	ایضاً	ایضاً	گلزار احمد شاہ	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
27	ایضاً	ایضاً	صوبہ خان	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
28	ایضاً	ایضاً	محمد امین	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
29	ایضاً	ایضاً	ریاض احمد	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
30	ایضاً	ایضاً	عزیزالدین	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
31	ایضاً	ایضاً	عاشق حسین شاہ	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
32	ایضاً	ایضاً	رب نواز	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
33	ایضاً	ایضاً	محمد حیات	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
34	ایضاً	ایضاً	محمد بشیر	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
35	ایضاً	ایضاً	شیخ اختر علی شاہ	ساڑھے چار مرلہ x 3	23.12.85

36	ایضاً	ایضاً	شوکت علی	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
37	ایضاً	ایضاً	مسمات مختار بانو	ساڑھے چار مرلہ x 2	29.12.85
38	ایضاً	ایضاً	ذوالفقار علی	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
39	ایضاً	ایضاً	منظور احمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
40	ایضاً	ایضاً	مسمات سردار بیگم	ساڑھے چار مرلہ	26.12.85
41	ایضاً	ایضاً	جان محمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
42	ایضاً	ایضاً	بشیر احمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
43	ایضاً	ایضاً	محمد فیاض	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
44	ایضاً	ایضاً	احسان الٰہی	ساڑھے چار مرلہ x 2	27.12.85
45	ایضاً	ایضاً	محمد علی	ساڑھے چار مرلہ	18.12.85
46	ایضاً	ایضاً	اللہ یار	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
47	ایضاً	ایضاً	محمد شفیق	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
48	ایضاً	ایضاً	محمد انور	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
49	ایضاً	ایضاً	خوشی محمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
50	ایضاً	ایضاً	محمد یونس	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85

51	ایضاً	ایضاً	محمد صدیق	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
52	ایضاً	ایضاً	عنایت اللہ	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
53	ایضاً	ایضاً	حوالدار محمد اسلم	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
54	ایضاً	ایضاً	شاہ نواز خان	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
55	ایضاً	ایضاً	حوالدار بشیر احمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
56	ایضاً	ایضاً	محمد شریف	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
57	ایضاً	ایضاً	ضیاء اللہ خان	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
58	ایضاً	ایضاً	محمد بشیر	ساڑھے چار مرلہ x 2	28.12.85
59	ایضاً	ایضاً	حامد سبحانی	ساڑھے چار مرلہ x 2	28.12.85
60	ایضاً	ایضاً	نور محمد ڈرائیور	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
61	ایضاً	ایضاً	محمد اشفاق	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
62	ایضاً	ایضاً	محمد عارف	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
63	ایضاً	ایضاً	شیر خان	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
64	ایضاً	ایضاً	غلام رسول	ساڑھے چار مرلہ	28.12.85
65	ایضاً	ایضاً	خلیل الرحمٰن	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85

66	ایضاً	ایضاً	غلام فرید	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
67	ایضاً	ایضاً	سردار محمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
68	ایضاً	ایضاً	محمد نذیر مالی	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
69	ایضاً	ایضاً	عبدالکریم	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
70	ایضاً	ایضاً	عبداللہ	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
71	ایضاً	ایضاً	عنائت اللہ	ساڑھے چار مرلہ x 2	28.12.85
72	ایضاً	ایضاً	محمد فیاض	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
73	ایضاً	ایضاً	مشتاق احمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
74	ایضاً	ایضاً	مقبول خان	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
75	ایضاً	ایضاً	نصیر احمد ملک	ساڑھے چار مرلہ x 3	29.12.85
76	ایضاً	ایضاً	انوارالحق	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85
77	ایضاً	ایضاً	نیاز احمد	ساڑھے چار مرلہ	29.12.85

صوبائی اسمبلی سوال نمبر / 214 منجانب چودھری سجاد احمد چیمہ بابت الاٹمنٹ پلاٹس

سوال

(الف) 1985ء اور 1986ء میں سابقہ گورنر پنجاب کے حکم سے لاہور کی ہاؤسنگ سکیموں میں کن کن افراد کو پلاٹ الاٹ کئے گئے۔ مکمل کوائف سال وار بیان فرمائیں۔

(ب) مزکورہ الاٹمنٹوں میں سے کتنی ایسی الاٹمنٹیں تھیں جو سابقہ گورنر نے رولز میں نرمی برتتے ہوئے کیں۔ الاٹیوں کی مکمل فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ج) جزو الف میں مزکورہ کتنی ایسی الاٹمنٹیں تھیں جس میں سابقہ گورنر نے حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے کم قیمت وصول کرنے کے احکام صادر فرمائے۔ الاٹیوں کے متعلق مکمل کوائف بمعہ وصول شدہ قیمت کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

جواب

(الف) مذکورہ عرصہ کے دوران ایل ڈی اے کی مختلف ہاؤسنگ سکیموں میں گورنر نے جن افراد کو پلاٹ الاٹ کئے ان کے مکمل کوائف (تتمہ الف) میں سال وار بیان کر دیئے ہیں۔

(ب) مذکورہ الاٹمنٹوں میں سے جن میں سابقہ گورنر نے رولز میں نرمی برتی (Waiver Cases) ان کی لسٹ بصورت تتمہ ب لف ہے۔

(ج) جزو الف کے جواب میں منسلک لسٹ میں کوئی بھی ایسی الاٹمنٹ نہیں جو گورنر نے حکومت کی مقرر کردہ قیمت (Reserve Price) سے کم قیمت پر کی ہو۔

اسمبلی سوال نمبر2141

صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جنوری 1985ء تا دسمبر31 1986ء پلاٹوں کی تفصیل جو کہ محکمہ سابقہ گورنر صاحب نے عوام الناس کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	1 مسماۃ محمودہ سعید ملک 60- بی شادمان کالونی نمبرGOR III لاہور	47 این 1 کنال 0 مرلہ 90 مربع فٹ	64420 روپے	تتمہ "د"	22-5-1985
		2 کرنل ریٹائرڈ حسن قادر ایواری ہوٹل لمیٹڈ ہلٹن ہوٹل لاہور	197 این 1 کنال 0 مرلہ 90 مربع فٹ	64615.84 روپے	تتمہ "د"	4-6-1985
		3 صوبیدار نصراللہ	280 ایل 10 مرلہ 25 مربع فٹ	32040.08 روپے	تتمہ "د"	14-12-1985

اسمبلی سوال نمبر2141

فہرست الاٹیاں جن کو سابقہ گورنر نے 1985ء اور 1986ء میں لاہور کی رہائشی سکیموں میں پلاٹ الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	علامہ اقبال ٹاؤن	1 سید جاوید عالم مکان نمبر5 بلاک نمبر528 برناس روڈ ریلوے کالونی نزد سگنل شاپ لاہور	129 ہما 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	27/10/85

2 محمد درویش خطیب جامعہ مسجد رچنا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	131 ہا 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	15/7/85
3 مسماۃ غلام فاطمہ معرفت جنرل سٹور گنگارام بلڈنگ 23 فلیمنگ روڈ نزد امیر علی شیر روڈ لاہور	133 ہا 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	13/8/85
4 متین انظفر سٹاف کار ڈرائیور سیکرٹری ہیلتھ لاہور	135 ہا 0 کنال 3 مرلہ 13 فٹ	8829.32 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	29/10/85
5 توقیر محبوب مکان نمبر 12/17 راجہ رام سٹریٹ نمبر 24 گوالمنڈی لاہور	465 ہا 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے 8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85
6 ذوالفقار علی اسٹنٹ ولد چنن دین 2- ایجوکیشن توسیع سنٹر وحدت کالونی لاہور	462 ہا 0 کنال 3 مرلہ 25 فٹ	8555.56 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85

7 حافظ قاری دل شاد 167/65 بی بلاک چوبرجی پارک لاہور	193 گلشن 0 کنال 10 مرلہ 26 فٹ	27854.27 روپے بحساب 55000 فی کنال	تتمہ "د"	21/11/85

اسمبلی سوال نمبر 2141

صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جنوری 1985ء 31 دسمبر 1986ء پلاٹوں کی تفصیل جو کہ سابقہ گورنر نے مختلف اشخاص کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ	نیو گارڈن ٹاؤن	1 محمد سعید مہدی 10 ایکمن روڈ GOR لاہور	145 ابوبکر بلاک 2 کنال 1 مرلہ 15 فٹ	123207 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	8/4/85
		2 خالد جاوید چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ لاہور	74 احمد بلاک 2 کنال 0 مرلہ 2 فٹ	121047.78 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	21/11/85
		3 ہمایوں فیض رسول سابقہ ڈی جی ایل 67 اے	75 احمد بلاک 2 کنال 0 مرلہ 2 فٹ	121047.78 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	19/12/85
		4 بریگیڈیئر ظفر اقبال سابقہ مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر 44- سرفراز رفیقی روڈ لاہور کینٹ	142/A شیر شاہ بلاک 1 کنال 0 مرلہ 6 فٹ	63084 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	11/7/85

5 علی کاظم 180 اورنگزیب بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور	185 اورنگ زیب بلاک 1 کنال 1 مرلہ 212 فٹ	69118.65 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	11/7/85
6 رفعت مہدی ڈائریکٹر فارن آفس 8 مین روڈ لاہور	37 اتاترک بلاک 1 کنال 0 مرلہ 105 فٹ	64978.20 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	11/12/85
7 مسماۃ لویزا خاتون 7 شامی روڈ شیخوپورہ	49 اتاترک بلاک 1 کنال 1 مرلہ 175 فٹ	68820.19 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	28/12/85
8 مس فرزانہ سیلم 405 شادمان کالونی لاہور	41 اتاترک بلاک 1 کنال 4 مرلہ 50 فٹ	76543.78 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	29/12/85
9 نصرت اعجاز C/O بیگم زاہد عمر 6 کالج روڈ لاہور	62 اتاترک بلاک 1 کنال 0 مرلہ 0 فٹ	63504 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	10/12/85
10 مسماۃ رفعت کوثر سٹریٹ نمبر 1 رحمان پورہ اچھرہ لاہور	86 اتاترک بلاک 1 کنال 0 مرلہ 0 فٹ	60480 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	19/12/85

اسمبلی سوال نمبر2141

یکم جنوری 1985ء تا 31 دسمبر1986ء پلاٹوں کی تفصیل سابقہ گورنر نے عوام الناس کو الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ترقیاتی ادارہ ایم اے جوہر ٹاؤن		1 شفقت ایزدی شاہ سیکرٹری سروسز SGA ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب لاہور	12 اے 417 مربع میٹر	60048 روپے بحساب 60480 فی کنال	تتمہ "د"	27/12/85
		2 ایچ آر پاشا سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل ڈیپارٹمنٹ	40 اے 442.92 مربع میٹر	63978.96 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	27/12/85
		3 زیڈ کے شیر دل کمشنر کمشنر ہاؤس فیصل آباد	41 اے 437 مربع میٹر	63052.28 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	27/11/85
		4 شہریار شیخ 136 شادمان کالونی II گلبرگ روڈ لاہور	44 اے 425 مربع میٹر	6426 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	27/11/85
		5 امتیاز سرور گالف GORI لاہور	45 اے 422.63 مربع میٹر	60586.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د"	17/12/85

6 این اسد چودھری کمشنر 10/A بلاک E/2 گلبرگ لاہور	46 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/11/85
7 پرویز مسعود کمشنر راولپنڈی	47 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 4/12/85
8 نعیم طاہر 98 ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور	48 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
9 بیگم حجاب امتیاز 98 ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور	49 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
10 خواجہ علی محمد العباس العارکرشن نگر لاہور	50 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 18/6/85
11 راجہ ممتاز سی/22 بہاول پور ہاؤس لاہور	51 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 21/7/85
12 سردار شجاع الدین سٹریٹ نمبر2 بلال گنج لاہور	53 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 11/8/85
13 سعادت اللہ خان ڈی آئی جی پولیس 18 گالف روڈ	52 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/7/85

14 فاروق ہارون رجسٹر کوآپریٹو سوسائٹی لاہور 13 مین بلاک گلبرگ لاہور	554 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 4/10/85
15 یوسف کمال ڈائریکٹر انڈسٹری E/I -13 گلبرگ لاہور	55 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
16 ڈاکٹر ظفراطاف سیکرٹری ایگریکلچر کالج روڈ لاہور	56 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
17 میاں عبدالقیوم 3-اے ٹولٹن روڈ لاہور	57 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/11/85
18 نوید آصف سمال انڈسٹری 8- C/1 گلبرگ III لاہور	58 اے 422.63 مربع میٹر	60858.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
19 محمد حنیف سابقہ سیکرٹری اطلاعات ڈین GOR/I لاہور	59 اے 429.88 مربع میٹر	61902.72 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
20 محمد اسلم مکان نمبر 21-اے سٹریٹ 5 کیولری گراونڈ لاہور	266 اے 506.12 مربع میٹر	76525.34 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85

21 اسد اللہ R-87 ماڈل ٹاؤن لاہور	267 اے	61200 روپے	تتمہ "د" 27/12/85
	425 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
22 مسماۃ نیلہ گل R-87 ماڈل ٹاؤن	268 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 27/12/85
لاہور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
23 مسماۃ حیاتاں خاتون معرفت مجید	269 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 27/12/85
خالد مکان نمبر 134 سٹریٹ نمبر 3	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
کیولری گراؤنڈ لاہور			
24 مسماۃ اختر بیگم رجالی حق محمد ا	270 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 27/12/85
حق سٹریٹ چٹر جی روڈ لاہور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
25 شوکت خان 119 بی نیو مسلم	271 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 27/12/85
ٹاؤن لاہور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
26 ایل آر نیبلٹ 2 پولی سعادت	273 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 23/11/85
کالونی ندیم شمع روڈ لاہور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
27 اے۔ ٹی چودھری 135 ویسٹرج	274 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 23/11/85
ماڈل ٹاؤن لاہور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	

28 ضیاء محی الدین 345 اے پشاور روڈ راولپنڈی	275 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 26/12/85
29 مسز بشریٰ قریشی A/II 90 کینال پارک گلبرگ تا لاہور	276 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 27/11/85
30 بشیر اے بخش ایچ کریم بخش لینڈ لبرٹی مارکیٹ لاہور	277 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 27/11/85
31 کرنل سردار امام علی 37/9 سرور روڈ لاہور کینٹ	278 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 19/12/85
32 کیپٹن داؤد احمد 151/p گلبرگ III لاہور	279 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 27/11/85
33 ڈاکٹر عذرا عفت ملک 1 گالف لائن GOR لاہور	280 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 28/12/85
34 بیگم راحت چودھری 565/F سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی	282 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 27/12/85
35 مسز عتیقہ رحمان مکان نمبر1۔ 32 گلبرگ III لاہور	284 اے 420 مربع میٹر	60480 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "و" 27/11/85

36 فرخ رضا خان بی/16 علی	285 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 27/11/85
سٹریٹ عقب مقدس پارک گلشن	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
راوی لاہور			
37 لیفٹیننٹ کرنل شوکت سلطان	286 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 27/11/85
پشاور کلب پشاور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
38 مسٹر اعجاز احمد خان 50/N ماڈل	287 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 2/12/85
ٹاؤن تو سیعی سکیم لاہور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
39 عثمان خان مکان نمبر 4185-3-6	288 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 27/12/85
C-S/ علاؤالدین روڈ لاہور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
40 مسرت خان مکان نمبر N-855	289 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 27/12/85
سمن آباد لاہور	420 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
41 عادل خان A -75 سیٹلائٹ	343 اے	63488.46 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
ٹاؤن گوجرانوالہ	421.22 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
42 مسماۃ عالیہ خان A-47	344 اے	60480 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	420.10 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	

43 جاوید اختر G-D پی آر او پنجاب 21 ایبٹ روڈ لاہور	349 اے 427.03 مربع میٹر	61492.32 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
44 مسماۃ روبینہ محسن 64 پونچھ روڈ سمن آباد لاہور	361 اے 427.80 مربع میٹر	61603.20 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 28/12/85
45 مس ایس کے جان 1 گالف لین روڈ GOR لاہور	362 اے 427.44 مربع میٹر	61551.38 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
46 مہرداد خان 37 القادر سول لائن سرگودھا	363 اے 428.04 مربع میٹر	61637.76 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
47 جوزف ڈی میلو گورنر ہاؤس لاہور	364 اے 425.25 مربع میٹر	61236.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
48 مس نجم علیم CMAO -64 کالونی لاہور کینٹ	61 اے 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/12/85
49 میجر ایم مشتاق 14 ا - یکمن روڈ GOR لاہور	341-342 اے 550.36 مربع میٹر	73543.28 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 27/12/85
50 فاطمہ صفرا 7 منٹگمری روڈ لاہور	42-A/1 280.52 مربع میٹر	42414.63 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	تتمہ "د" 29/8/85

51 حافظ قاریہ روبینہ وطن بلڈنگ	43-A/I	36771.84 روپے	تتمہ "د" 6/11/85
سرکلر روڈ لاہور	255.36 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
52 خیرات ابن رسا پنجاب	47-48-A/I	42414.63 روپے	تتمہ "د" 27/12/85
یونیورسٹی لاہور	510.72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
53 ابراراحمد معرفت جسٹس شیخ	49-50-A/I	73543.68 روپے	تتمہ "د" 27/12/85
ریاض احمد GOR لاہور	510.72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
54 کرنل راجہ خان 37/6 اولڈ	53-A/I	36771.84 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
سول لائن سرگودھا	255.36 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
55 کرنل بشیر احمد ولیج پتوا چک 176	54-55-A/I	73543.68 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
ضلع شیخوپورہ	510.72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
55 محمد اصغر 29/A ہما بلاک علامہ	56-A/I	36771.85 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
اقبال ٹاؤن لاہور	255.36 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
56 ڈاکٹر اویس یونس 16 ملت	57-A/I	36771.85 روپے	تتمہ "د" 29/12/85
پارک اچھرہ لاہور	255.36 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	

58 مسز نسیم اختر 376 سرفراز رفیقی روڈ لاہور	58-59-A/I 510.72 مربع میٹر	73543.68 روپے تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	27/12/85
59 مس غزالہ اشرف مکان نمبر A/192 کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کینٹ	60-A/I 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
60 ضمیر علی GOR- III-20/B شادمان لاہور	61-A/I 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
61 مس شمع پروین مکان نمبر 19 پیر غازی روڈ اچھرہ لاہور	64-A/I 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
62 ڈاکٹر شہزاد افضل 27-اے سیکریٹریٹ پیر غازی روڈ لاہور	65-A/I 255.36 مربع میٹر	36771.84 روپے تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	27/12/85
63 مسماۃ خورشید بیگم مکان نمبر 16 گرین وڈ ہوم بلاک سی مسلم ٹاؤن لاہور	67-68-A/I 535.88 مربع میٹر	79186.49 روپے تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	27/12/85
64 مس لتی شیر دل 281 فیروز پور روڈ لاہور	69-A/I 263.61 مربع میٹر	39857.85 روپے تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85

65 مسٹر سرفراز حسین ممبر پنجاب سروس کمیشن 17 ایکمن روڈ لاہور	90-91-A/1 519.84 مربع میٹر	تتمہ "د" 76753.01 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	27/12/85
66 مس سعیدہ بانو 37/B وحدت کالونی لاہور	427-428-A/1 211.92 مربع میٹر	تتمہ "د" 30516.48 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	27/12/85
67 مسٹر عنایت پولیس پائلٹ گورنر ہاؤس لاہور	154-A/2 174.98 مربع میٹر	تتمہ "د" 26456.98 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
68 منشی خان معرفت AHQ کور لاہور کینٹ	168-A/2 160 مربع میٹر	تتمہ "د" 23040.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
69 مسماۃ منزہ نصیر گورنمنٹ ہائی سکول چونا منڈی لاہور	169-A/2 160 مربع میٹر	تتمہ "د" 23040.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
70 عبدالمتین معرفت HQ/A کور لاہور کینٹ	170-A/2 160 مربع میٹر	تتمہ "د" 23040.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
71 مسز شمیم صادق 42/H گلبرگ نمبر 18 لاہور	155-156-157-A/2 480 مربع میٹر	تتمہ "د" 69120.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	11/12/85

72 دلدار پرویز بھٹی ایجوکیشن	158-159-160-A/2	69120.00 روپے تتمہ "د"	11/12/85
ڈیپارٹمنٹ 17 وحدت کالونی لاہور	480 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
73 مسماۃ رضیہ بیگم 114/B گلبرگ	164-165-167-A/2	69120.00 روپے تتمہ "د"	22/12/85
II لاہور	480 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
74 ایم سیمی صابری 21/7 پریم نگر	422-A/I	18432.79 روپے تتمہ "د"	13/11/85
لاہور	121.91 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
75 نور محمد ایوبی امام خطیب جامع	425-426-A/I	30432.96 روپے تتمہ "د"	27/12/85
مسجد گورنر ہاؤس لاہور	211.34 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
76 مصری خاں مکان نمبر 4 گورنر	429-A/I	15288.48 روپے تتمہ "د"	29/12/85
ہاؤس لاہور	106.17 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
77 اخلاق حسین نقوی مکان نمبر 12	430-431-A/I	30640.32 روپے تتمہ "د"	29/12/85
عباسی سٹریٹ نمبر 86 اسلام پورہ	212.78 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	
لاہور			
78 احسان مرزا مکان نمبر 60 گلی	432-433-A/I	307220.96 روپے تتمہ "د"	29/12/85
نمبر 2 سکیم نمبر 1 مصطفےٰ آباد لاہور	213.34 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال	

79 ایم افضل فوٹو مین گورنر ہاؤس لاہور	434-A/1 106.89 مربع میٹر	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	15392.16 روپے 29/12/85
80 محمد رفیق 115 - بی پونچھ ہاؤس سٹاف کالونی لاہور	435-436 -A/ 216.33 مربع میٹر	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	31938.48 روپے 29/12/85
81 احمد نبی القصر منزل سٹریٹ نمبر 6 تیزاب احاطہ لاہور	437-438-A/1 2165.40 مربع میٹر	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	31812.49 روپے 29/12/85
82 ولی محمد ASI تیل کار گورنر ہاؤس لاہور	339-A/1 105 مربع میٹر	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	15120.00 روپے 29/12/85
83 سعید خاں پولیس پائلٹ گورنر ہاؤس لاہور	440-A/1 105 مربع میٹر	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	15120.00 روپے 29/12/85
84 رانا عبدالغفور مکان نمبر 343/D کوچہ شاہی لوکاں اندرون لوہاری گیٹ لاہور	422-A/1 105 مربع میٹر	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	15120.00 روپے 29/12/85
85 مسماۃ نواز بی بی گورنر ہاؤس لاہور	441-A/1 105 مربع میٹر	تتمہ "د" بحساب 60480 روپے فی کنال	15120.00 روپے 29/12/85

86 نذیر بیگم 313/B گلشن راوری سکیم لاہور	456-A/I 110.54 مربع میٹر	تتمہ "د" 16713.65 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
87 ایم اکبر قریشی F-B/38 وحدت کالونی لاہور	443-A/I 105 مربع میٹر	تتمہ "د" 15120.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
88 مسز تنویر انور قریشی 89/H ماڈل ٹاؤن لاہور	444-A/I 105 مربع میٹر	تتمہ "د" 15120.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
89 پرویز اختر ڈاکخانہ جگیال کروب راولپنڈی	528-529-B/III 518.69 مربع میٹر	تتمہ "د" 21260.45 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
90 محمد یونس گورنر ہاؤس لاہور	530-B/III 72 مربع میٹر	تتمہ "د" 10368.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
91 صالح محمد 5 ٹرنر روڈ لاہور	531-B/III 72 مربع میٹر	تتمہ "د" 10368.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85
92 احسان الحق F/16 وحدت کالونی لاہور	532-533-B/III 154.00 مربع میٹر	تتمہ "د" 20736.00 روپے بحساب 60480 روپے فی کنال	29/12/85

93 ظہوراحمد HQ/6 کور لاہور	534-B/III	10368.00 روپے	تتمہ "د"	29/12/85
کینٹ	72 مربع میٹر	بحساب 60480 روپے فی کنال		

ایچ ایم اکرم صاحب کو گورنر نے جوہر ٹاؤن سکیم میں ایک کنال کا پلاٹ الاٹ کیا جبکہ وزیر اعلیٰ نے اس کے متبادل پلاٹ کے طور پر گارڈن ٹاؤن سکیم میں دو کنال کا پلاٹ الاٹ کر دیا۔

اسمبلی سوال نمبر2141

صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم جنوری 1985ء تا 31 دسمبر 1986ء پلاٹوں کی تفصیل جو کہ محکمہ سابقہ گورنر نے مختلف اشخاص کو الاٹ کیے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	قیمت پلاٹ	بازاری قیمت	تاریخ الاٹمنٹ
ہور ترقیاتی ادارہ	شادمان کالونی نمبر2	1 مسٹر جسٹس شیخ ریاض احمد صاحب جج لاہور ہائیکورٹ لاہور 6 کلب روڈ جی۔ او۔ آر۔ I لاہور	86 شادمان II 1 کنال 5 مرلہ 88 مربع فٹ	69825 روپے بحساب 55000 روپے فی کنال	تتمہ "د"	29-4-1985

تتمہ "ب" بابت سوال نمبر2124

(ب) فہرست الاٹیاں جن کو سابقہ گورنر پنجاب نے 1985ء اور 1986ء میں لاہور کی رہائشی سکیموں میں قواعد میں نرمی برتتے ہوئے پلاٹ الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	پلاٹ نمبر86 شادمان سکیم 2	مسٹر جسٹس شیخ ریاض احمد صاحب جج لاہور ہائیکورٹ	1 کنال 5 مرلہ 88 مربع فٹ نوٹ : (اس کیس میں بیان حلفی کی نرمی برتی گئی تھی جو نہیں لیا گیا)	9.4.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	422 ہما علامہ اقبال ٹاؤن سکیم	ذوالفقار علی ولد حسین دین 2 ایجوکیشن توسیع سنٹر وحدت کالونی لاہور	3 مرلہ 25 مربع فٹ نوٹ : (اس کیس میں بیان حلفی کی نرمی برتی گئی تھی جو نہیں لیا گیا)	29.12.85

سوال نمبر2124(ب) فہرست الاٹیاں جن کو سابقہ گورنر پنجاب نے 1985ء اور 1986ء میں لاہور کی رہائشی سکیموں میں قواعد میں نرمی برتتے ہوئے پلاٹ الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	1 شفقت ایزدی شاہ سیکرٹری S & GAD Deptt گورنمنٹ آف دی پنجاب لاہور	12 اے 1 کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	2 اطہر زمان خان شیر دل کمشنر فیصل آباد	40 اے 1 کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	3 شہریار شیخ 136 شادمان کالونی نمبر2 گلبرگ لاہور	41 اے 1 کنال	27.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	4 حسن رضا پاشا سیکرٹری ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف دی پنجاب لاہور	44 اے 1 کنال	27.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	5 امتیاز سرور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ 4 گالف روڈ GOR-I لاہور	45 اے 1 کنال	17.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	6 امین اللہ چودھری کمشنر 10/B بلاک E/2 گلبرگ لاہور	46 اے 1 کنال	27.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	7 پرویز مسعود کمشنر راولپنڈی	47 اے 1 کنال	4.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	8 راجہ ممتاز 22-سی بہاولپور روڈ لاہور	51 اے 1 کنال	21.7.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	9 سعادت اللہ خاں ڈی آئی جی 18-گالف روڈ لاہور	52 اے 1 کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 فاروق ہارون رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی لاہور	54 اے 1 کنال	14.10.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	11 یوسف کمال ڈائریکٹر انڈسٹریز 13-E/1 گلبرگ لاہور	55 اے 1 کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	12 ڈاکٹر ظفر الطاف سیکرٹری زراعت 4-کالج روڈ لاہور	56 اے 1 کنال	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	13 میاں عبدالقیوم 10- اے ٹولنٹن روڈ لاہور	57 اے 1 کنال	27.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	14 نوید آصف منیجنگ ڈائریکٹر سمال انڈسٹریز 8-C-I گلبرگ III لاہور	58 اے 1 کنال	27.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	15 محمد حنیف سابقہ سیکرٹری اطلاعات ڈین پورلین GOR-I لاہور	59 اے 1 کنال	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	16 حمید اسلم مکان نمبر210- اے سٹریٹ نمبر 5 کیولری گراؤنڈ لاہور	266 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	17 اسد اللہ،87 آر ماڈل ٹاؤن لاہور	217 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	18 مسماۃ انیلہ گل 87 آر ماڈل ٹاؤن لاہور	268 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	19 مسماۃ حیاتاں خاتون معرفت جی خالد مکان نمبر134 گلی نمبر3 کیولری گراؤنڈ لاہور	269 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	20 مسماۃ اختر بیگم رجالی حق محمد 1- حق سٹریٹ چیڑجی روڈ لاہور	270 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	21 شوکت خاں 119- بی نیو مسلم ٹاؤن لاہور	271 اے ایک کنال	27.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	22 صوبیدار غلام الٰہی 35 اے پشاور روڈ راولپنڈی	275 اے ایک کنال	26.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	23 مسز بشریٰ ترین 90-A کینال پارک گلبرگ III لاہور	276 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	24 بشیر اے بخش اینڈ کریم بخش لمیٹڈ لبرٹی مارکیٹ لاہور	277 اے ایک کنال	27.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	25 کرنل سردار امام علی 37/9 سرور روڈ لاہور کینٹ	278 اے ایک کنال	27.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	26 کیپٹن داؤد احمد 151-B گلبرگ III لاہور	279 اے ایک کنال	19.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	27 ڈاکٹر عذرا عفت ملک 1- گالف روڈ جی او آر -I لاہور	280 اے ایک کنال	27.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	28 بیگم راحت چودھری 565 الف سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی	282 اے ایک کنال	28.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	29 مسز عتیقہ رحمٰن مکان نمبر 32-J گلبرگ III لاہور	284 اے ایک کنال	27.11.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	30 فرخ رضا خان 16 بی علی سٹریٹ گلشن راوی لاہور	285 اے ایک کنال	27.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	31 لیفٹیننٹ کرنل شوکت سلطان پشاور کلب پشاور	286 اے ایک کنال	27.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	32 عثمان خاں مکان نمبر 1485-C-S/3-6 علاؤالدین روڈ لاہور	288 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	33 عادل خان 75 اے سٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	343 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	34 مسماۃ عالیہ خان 47 اے سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	344 اے ایک کنال	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	35 جاوید اختر DG پی آر او پنجاب 21-ایبٹ روڈ لاہور	349 اے ایک کنال	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	36 مسماۃ روبینہ محسن 64 پونچھ روڈ سمن آباد لاہور	361 اے ایک کنال	29.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	37 مس ایس کے جان اسٹالف لین جی او آر I-لاہور	362 اے ایک کنال	28.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	38 مہرداد خان 37 القادر سول لائنز سرگودھا	363 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	39 جوزف ڈی میلو گورنر ہاؤس لاہور	364 اے ایک کنال	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	40 میجر ایم مشتاق 14 ایکمین روڈ جی او آر I لاہور	342 ،341 اے ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	41 خیرات ابن رسا پنجاب یونیورسٹی لاہور	42 اے۔ 1 10 مرلہ	29.8.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	42 ابرار احمد معرفت حسن شیخ ریاض احمد GOR-I لاہور	50 ،49 اے۔ 1 ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	43 کرنل راجہ خان 37/6 اولڈ سول لائنز سرگودھا	53 اے۔ 1 10 مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	44 کرنل بشیر احمد گاؤں ہوا چک نمبر 176 ضلع شیخوپورہ	55 ،54 اے۔ 1 ایک کنال	29.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	45 محمد اصغر 29 اے ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	56 اے۔1 10 مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	46 ڈاکٹر اویس یونس 16 ملت پارک اچھرہ لاہور	57 اے۔1 10 مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	47 مس نجم علیم CMAD 64 کالونی لاہور کینٹ	61 اے ایک کنال	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	48 مسز نسیم اختر 376 سرفراز رفیقی روڈ 58-59-A/I لاہور	59 ،58 اے۔1 ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	49 مس غزالہ اشرف مکان نمبر 192 اے کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کینٹ	60 اے۔1 دس مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	50 ضمیر علی 20 بی جی آر او III شادمان کالونی لاہور	61 اے۔1 دس مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	51 مس شمع پروین مکان نمبر 19 پیر غازی روڈ اچھرہ لاہور	64 اے -1 دس مرلہ	29.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	52 مس لبنیٰ شیردل 281 فیروز پور روڈ لاہور	263 اے۔ 1 دس مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	53 سرفراز حسین ممبر پنجاب سروس کمیشن لاہور	90'90 اے۔ 1 ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	54 ڈاکٹر شہزاد افضل 27/71 سیکرٹریٹ پیر غازی روڈ لاہور	65 اے۔ 1 دس مرلہ	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	55 خورشید بیگم مکان نمبر 16 گرین وڈ ہومز بلاک سی مسلم ٹاؤن لاہور	68' 67 اے۔ 1 ایک کنال	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	56 مس سعیدہ بانو 37 بی وحدت کالونی لاہور	488' 427 اے۔ 1 دس مرلہ	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	57 عنایت پولیس پائلٹ گورنر ہاؤس لاہور	154 اے II سات مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	58 منشی خان معرفت AHQ کور لاہور کینٹ	168 اے II سات مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	59 مسماۃ حمزہ نصیر گورنمنٹ ہائی سکول چونا منڈی لاہور	169 اے II سات مرلہ	29.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	60 عبدالتین H5/8 کور لاہور کینٹ	170 اے II سات مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	61 شمیم صادق 46/H گلبرگ لاہور	'156 '157 155 اے II ایک کنال	11.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	62 مسماۃ رضیہ بیگم 114 بی گلبرگ III لاہور	'165 '167 164 اے II ایک کنال	22.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	63 ایم سی صابری 21/7 پریم نگر لاہور	422 اے I 5 مرلہ	13.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	64 نور محمد ایوبی امام جناب جامع مسجد گورنر ہاؤس لاہور	425' 426 اے I 10 مرلہ	27.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	65 مصری خان مکان نمبر 4 گورنر ہاؤس لاہور	429 اے I 5 مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	66 اخلاق حسین نقوی مکان نمبر 12 عباسی سٹریٹ نمبر 86 اسلام پورہ لاہور	430' 431 اے I 5 مرلہ	29.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	67 احسان مرزا مکان نمبر60 گلی نمبر3 سکیم نمبر1 مصطفیٰ آباد لاہور	433 '432 اے I	29.12.85 سات مرلہ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	68 ایم افضل فوٹو گرافر۔ گورنر ہاؤس لاہور	434 اے I	29.12.85 5 مرلہ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	69 محمد رفیق 15 بی پونچھ ہاؤس سٹاف کالونی لاہور	435'436 اے I	29.12.85 10 مرلہ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	70 احمد نبی القصر منزل سٹریٹ نمبر6 تیزاب احاطہ لاہور	438 '437 اے I	29.12.85 10 مرلہ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	71 ولی محمد 851 تیل گار گورنر ہاؤس لاہور	439 اے I	29.12.85 پانچ مرلہ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	72 سعید خان پولیس پائلٹ گورنر ہاؤس لاہور	440 اے I	29.12.85 پانچ مرلہ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	73 رانا عبدالغفور مکان نمبر343 ڈی اندرون لوہاری گیٹ لاہور	442 اے I	29.12.85 پانچ مرلہ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	74 مسماۃ نواز بی بی گورنر ہاؤس لاہور	441 اے I	29.12.85 پانچ مرلہ

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	75 نذیر بیگم 313 بی گلشن راوی سکیم لاہور	456 اے I پانچ مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	76 ایم اکبر قریشی F-1/38 وحدت کالونی لاہور	443 اے I پانچ مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	77 مسز تنویر نور قریشی 89- ایچ ماڈل ٹاؤن لاہور	444 اے I پانچ مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	78 پرویز اختر ڈاکخانہ بگیال کروب راولپنڈی	528' 529 بی II ایک کنال	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	79 محمد یونس گورنر ہاؤس لاہور	530 بی III تین مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	80 صالح محمد 5 ٹرنر روڈ لاہور	531 بی III تین مرلہ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	81 احسان الحق F/16 وحدت کالونی لاہور	532' 533 بی III چھ مرلہ	29.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایم اے جوہر ٹاؤن	82 ظہور احمد HQ/6 کور لاہور کینٹ لاہور	534 بی III	29.12.85
			تین مرلہ	

اسمبلی سوال نمبر2124(ب) فہرست الاٹیاں جن کو سابقہ گورنر پنجاب نے 1985ء اور 1986ء میں لاہور کی رہائشی سکیموں میں قواعد میں نرمی برتتے ہوئے پلاٹ الاٹ کئے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	نیو گارڈن ٹاؤن سکیم	1 محمد سعید مہندی،I - 1 - یکمن روڈ جی او آر لاہور	145 ابوبکر بلاک 2 کنال	8.4.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	نیو گارڈن ٹاؤن سکیم	2 رفعت مہندی ڈائریکٹر فارن آفس 8 میسن روڈ لاہور	37 اتاترک بلاک 1 کنال 105 فٹ	11.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	نیو گارڈن ٹاؤن سکیم	3 فرزانہ سلیم 4 شادمان کالونی لاہور	61 اتاترک بلاک 1 کنال 4 مرلہ 5 فٹ	29.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	نیو گارڈن ٹاؤن سکیم	4 خالد جاوید چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ لاہور	74 احمد بلاک 2 کنال	2.11.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	نیو گارڈن ٹاؤن سکیم	5 ہمایوں فیض رسول سابقہ ڈی جی ایل ڈی اے لاہور	75 احمد بلاک 2 کنال	19.12.85

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	نیو گارڈن ٹاؤن سکیم	6 حاجی محمد اکرم	77 احمد بلاک 2 کنال 2 فٹ	17.12.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	نیو گارڈن ٹاؤن سکیم	7 نویزہ خاتون 6 شامی روڈ شیخوپورہ	49 اتاترک بلاک 1 کنال 1 مرلہ 75 فٹ	28.12.85

نوٹ: ایچ ایم اکرم صاحب کو گورنر نے جوہر ٹاؤن سکیم میں ایک کنال کا پلاٹ الاٹ کیا جبکہ وزیر اعلیٰ نے اس کے متبادل گارڈن ٹاؤن سکیم میں دو کنال کا پلاٹ الاٹ کیا۔

فہرست الاٹیاں جن کو سابقہ گورنر پنجاب نے 1985ء اور 1986ء میں لاہور کی رہائشی سکیموں میں قواعد میں نرمی برتتے ہوئے پلاٹ الاٹ کیے۔

نام محکمہ	نام سکیم	نام الاٹی معہ پتہ	رقبہ پلاٹ	تاریخ الاٹمنٹ
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	1 مسماۃ محمودہ سعید 4- بی شادمان کالونی لاہور	47 این 1 کنال	22.5.85
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	2 کرنل ریٹائرڈ حسین قادر ایواری ہوٹل لینڈ ہلٹن ہوٹل لاہور	197 این 1 کنال	4.6.85

فہرست بابت سوال نمبر2536

نمبر شمار	نام	گریڈ	عہدہ	تعلیمی قابلیت	کیفیت
1	جناب محمد ریاض اعوان	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ٹاؤن پلاننگ	B.Sc.(CRP)	پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر تقرر کیا گیا۔
2	سید خضر فاروق عمر	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً
3	جناب پرویز بشیر ملک	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً
4	جناب اظہر کریم چغتائی	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً
5	جناب طارق محمود	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً
6	جناب خادم حسین	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً
7	جناب امجد محبوب	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً
8	جناب مسعود اختر	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً
9	جناب خالد حسین لودھی	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً

10	جناب محمد طارق بٹ	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً	
11	جناب احمد نیاز	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً	
12	جناب وسیم اللہ چودھری	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً	
13	جناب طارق محمود	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً	
14	جناب فاروق طور	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً	
15	جناب نذر حسین	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً	
16	جناب زاہد حسین	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً	
17	جناب خالد مسعود	17	ایضاً	B.Sc.(CRP)	ایضاً	
18	ملک غلام مرتضیٰ	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر آرکیٹکٹ	(i) B.Sc.(PB) (ii) B.Sc.(Arch)	ایضاً	
19	جناب احمد صبیح	18	ڈپٹی ڈائریکٹر آرکیٹکٹ	B.Sc(Arch)	ایضاً	
20	جناب عبدالکبیر	13	سینئر ڈرافٹسمین	ڈپلومہ آرکیٹکچر	قواعد و طریق کار میں نرمی کر کے بحکم وزیر اعلیٰ تقرر کیا گیا۔	
21	جناب سعید احمد	12	اسٹینو گرافر	B.A	ایضاً	
22	جناب محمد عارف	11	سب انجینئر	3 سالہ ڈپلومہ سول انجینئرنگ	ایضاً	

23	جناب ارشد علی	11	سب انجینئر	3 سالہ ڈپلومہ سول انجینئرنگ	ایضاً
24	جناب محمد یار	11	سب انجینئر	3 سالہ ڈپلومہ سول انجینئرنگ	ایضاً
25	جناب ظہیر احمد	11	سب انجینئر	3 سالہ ڈپلومہ سول انجینئرنگ	ایضاً
26	جناب محمد شریف	11	سب انجینئر	3 سالہ ڈپلومہ سول انجینئرنگ	ایضاً
27	جناب بشیر احمد	10	اسسٹنٹ ڈرافٹسمین	2 سالہ ڈرافٹسمین کورس	ایضاً
28	جناب وحیدالدین قریشی	9	انویسٹی گیٹر	بی اے (اکنامکس)	ایضاً
29	جناب محمد صدیق	5	جونیئر کلرک	بی اے	ایضاً
30	جناب محمد اکرم	5	جونیئر کلرک	ایف اے	ایضاً
31	جناب عبدالصمد	5	جونیئر کلرک	میٹرک	ایضاً
32	جناب ریاض محمد خان	5	جونیئر کلرک	میٹرک	ایضاً
33	جناب محمد ریاض	5	جونیئر کلرک	میٹرک	ایضاً
34	رانا زاہد محمود	5	جونیئر کلرک	میٹرک	معذورین کے کوٹہ میں سے
35	جناب محمد نعیم یوسف	5	جونیئر کلرک	میٹرک	ایضاً
36	جناب محمد سلیم	5	جونیئر کلرک	میٹرک	ایضاً
37	جناب عبدالقادر	5	جونیئر کلرک	میٹرک	ایضاً

38	جناب محمد بشیر اللہ	5	جونیئر کلرک	ایف اے	ایضاً
39	جناب خالد پرویز	5	جونیئر کلرک	ایف اے	ایضاً
40	جناب ارشد محمود	5	جونیئر کلرک	میٹرک	ایضاً
41	جناب محمد بخش	5	جونیئر کلرک	ایف اے	سابقہ فوجی
42	جناب محمد نصیب	5	جونیئر کلرک	میٹرک	سابقہ فوجی
43	جناب اشتیاق احمد	5	جونیئر کلرک	میٹرک	سابقہ فوجی
44	جناب انتخاب عالم	5	جونیئر کلرک	میٹرک	سابقہ فوجی
45	جناب غلام رسول	5	جونیئر کلرک	میٹرک	سابقہ فوجی
46	جناب امجد فاروق	5	جونیئر کلرک	میٹرک	سابقہ فوجی
47	جناب منور حسین	5	جونیئر کلرک	میٹرک	سابقہ فوجی
48	جناب محمد اسلم پرویز	5	جونیئر کلرک	میٹرک	سابقہ فوجی
49	جناب نور افضل	5	جونیئر کلرک	میٹرک	سابقہ فوجی
50	جناب سعید احمد	5	پٹواری	میٹرک پٹوار پاس	سابقہ فوجی
51	جناب مبارک علی	5	پٹواری	میٹرک پٹوار پاس	سابقہ فوجی
52	جناب محمد سعید	5	پٹواری	میٹرک پٹوار پاس	سابقہ فوجی

53	جناب شوکت علی	5	پٹواری	میٹرک پٹوار پاس	سابقہ فوجی
54	جناب محمد شفیق	5	پٹواری	میٹرک پٹوار پاس	سابقہ فوجی
55	جناب محمد اقبال	5	ٹریسر	میٹرک	سابقہ فوجی
56	جناب محمد وارث	4	ڈرائیور	مڈل	سابقہ فوجی
57	جناب محمد نواز	1	نائب قاصد	مڈل	سابقہ فوجی
58	جناب محمد افضل	1	نائب قاصد	مڈل	سابقہ فوجی
59	جناب محمد طارق	1	نائب قاصد	مڈل	سابقہ فوجی
60	جناب محمد انور	1	نائب قاصد	مڈل	سابقہ فوجی
61	جناب عبدالستار	1	نائب قاصد	مڈل	سابقہ فوجی
62	جناب محمد اقبال	1	نائب قاصد	مڈل	سابقہ فوجی
63	جناب محمد ارشد	1	نائب قاصد	انڈر میٹرک	سابقہ فوجی
64	جناب لیاقت علی	1	نائب قاصد	انڈر میٹرک	سابقہ فوجی
65	جناب محمد ہاشم	1	فیرو پرنٹر	انڈر میٹرک	سابقہ فوجی
66	جناب محمد نذیر	1	چوکیدار	انڈر میٹرک	سابقہ فوجی

67	جناب محمد فیاض	1	چونیدار	ٹمل	سابقہ فوجی
68	جناب عابد حسین	1	چوکیدار	ٹمل	سابقہ فوجی ملٹری کوٹہ
69	جناب دین محمد	1	چوکیدار	ٹمل	سابقہ فوجی ملٹری کوٹہ
70	جناب اسلام بادشاہ	1	چوکیدار	ٹمل	سابقہ فوجی ملٹری کوٹہ
71	جناب اللہ بخش	1	چوکیدار	ٹمل	سابقہ فوجی ملٹری کوٹہ

اسمبلی سوال نمبر2536 از جناب سرفراز نواز

جواب

(الف) فہرست لف ہے۔

(ب) کل 238 تقرریاں رولز میں نرمی کر کے کی گئیں۔

تفصیل:-

جریدی تقرریاں	23 (تتمہ ج)
غیر جریدی تقرریاں	215 (تتمہ د)

(ج) قواعد کے مطابق ترقیاتی ادارہ لاہور میں یہ ضروری نہیں کہ بھرتی کے لئے معاملہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو پیش کیا جائے۔

(د) ترقیاتی ادارہ لاہور کے قوانین تقرری مجریہ 1978ء کی شق نمبر 24 کے تحت یہ تقرریاں عمل میں لائی گئیں۔

ڈائریکٹر جنرل
لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی لاہور

(تتمہ الف)

ASSEMBLY QUESTION NO. 2536
LIST OF PERSONS APPOINTED FROM AUGUST 1985 TO-DATE.

S. No.	Name of Appointee.	Post against which appointed with BPS.	Qualification.
1	2	3	4.
1.	Maj. (Retd.), Tariq Pervaiz Lone.	Deputy Director (BPS-18)	B.A.
2.	Mr. Tauqeer Hussain.	Asstt: Director (BPS-17)	M.A.
3.	Mr. Asad Ameer.	Asstt: Director (BPS-17)	B.A.
4.	Mr. Abdul Waheed.	Asstt: Director (BPS-17)	M.A.
5.	Mr. Shahid Waqar.	Asstt: Director (BPS-17)	M.Sc.
6.	Mr. Ibrar Younas Butt.	Asstt: Director (BPS-17)	B.Sc. (Hons.).
7.	Syed Ali Raza Hamadani.	O.S.D Complaints (BPS-17)	B.A.
8.	Mr. Asghar Ali.	Asstt: Director (BPS-17)	B.Sc. (Hons.)
9.	Mr. Raees Ahmad.	Asstt: Director (BPS-17)	B.A.LLB
10.	Mr. Amjad Raza Khan.	Asstt: Director (BPS-17)	B.Sc. (Engg.)
11.	Mr. Moazzam Rashid.	Asstt: Director (BPS-17)	M.B.A. (Adhoc Appointment)
12.	Mr. Hammad Nadir Khan.	Asstt: Director (BPS-17)	M.P.A.
13.	Mr. Abdul Hamid.	Asstt: Director (BPS-17)	M.A.(Adhoc Appointment)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

14.	Mr. Tariq Mahmood.	Asstt: Director (Engg:) (BPS-17)	B.Sc. (Elect.) (Adhoc appointment)
15.	Mr.Ghulam Dastgir.	Asstt: Director (Engg:) (BPS-17)	B.Sc. (Elect.) (Adhoc appointment)
16.	Mr. Waseem Ahmad.	Asstt: Director (Engg:) (BPS-17)	B.Sc. (Mech.) (Adhoc appointment)
17.	Mr. Irfan ul Haq Malik.	Asstt: Public Relation Officer (BPS-17)	M.A. (Adhoc appointment)
18.	Mr. Mohammad Tariq Yaqoob.	Asstt: Director (BPS-17	B.A (Adhoc appointment)
19.	Mr. Irfan Ansari.	Senior Accountant (BPS-16)	B.Com.
20.	Mr. Mohammad Nadeem.	Senior Accountant (BPS-16)	B.Com.
21.	Mr. Haroon-ur-Rashid.	Senior Accountant (BPS-16)	B.Com.
22.	Mr Mohammad Tahir Ejaz.	Asstt: Horticulture (BPS-16)	B.Sc. Agriculture.
23.	Mr. Azhar Ali Sulaharia.	Asstt: Horticulture (BPS-16)	B.Sc. Agriculture.

(ضمیمہ ب)

1	2	3	4
1.	Mr. Sajjad Ahmad.	Photographer (BPS-15)	Matric.
2.	Mr. Mohammad Jahangir.	Assistant. (BPS-11)	B.A.
3.	Mr. Saeed Ahmad.	Assistant. (BPS-11)	B.A.
4.	Mr. Mohammad Azhar Islam.	Asstt: Draftsman (BPS-11)	2-Years Diploma Draftsman.
5.	Mr. Saeed Mahmood Butt.	Assistant (BPS-11)	B.A.
6.	Mr. Mohammad Aslam.	Assistant (BPS-11)	B.A.
7.	Agha Saleem Durrani.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
8.	Mr. Irfan Suhail.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
9.	Mr Shabbir Ahmad.	Sub-Engineer. (BPS-11)	Diploma in Electric.
10.	Mr. Jehangir Sultan Awan.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
11.	Mr. Mohammad Yousaf Azad.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
12.	Mr. Khalid Rafique.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
13.	Mr. Mustansar Hussain.	Assistant (BPS-11)	B.A.
14.	Mr. Mumtaz Ahmad Bhatti.	Sub-Engineer (BPS-11)	3-years Diploma.
15.	Mr. Mohammad Awais Athar.	Sub-Engineer (BPS-11)	3-years Diploma.
16.	Mr. Khalid Farooq.	Sub-Engineer (BPS-11)	B. Tech. Higher National Diploma.
17.	Mohammad Mushtaq.	Sub-Engineer(BPS-11)	3-years Diploma.
18.	Mr. Amir Raza.	Sub-Engineer(BPS-11)	2-years Diploma.(Elect:) (Adhoc Appointment)

19.	Mr. Shahid Mahmood.	Junior Accountant (BPS-11)	B.A.
20.	Mr. Nadim Ahmad.	Work-Supervisor(BPS-6)	F.A. (Adhoc Appointment)
21.	Mohammad Yasin.	Accounts Clerk (BPS-7)	I.Com.
22.	Mohammad Muzamil.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
23.	Syed Iftikhar Hussain.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.Com. Part-I
24.	Javed Iqbal Butt.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
25.	Abdul Saeed.	Accounts Clerk (BPS-7)	I. Com.
26.	Mohammad Zaheer.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A
27.	Abdul Nasir.	Accounts Clerk (BPS-7)	I. Com.
28.	Tahir Masood.	Accounts Clerk (BPS-7)	B. Com.
29.	Mohammad Anwar.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
30.	Kh. Temoor Ahmad.	Accounts Clerk (BPS-7)	F.A.
31.	Shehzad Ahmad Sheikh.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
32.	Mujahad Pervaiz Butt.	Accounts Clerk (BPS-7)	I. Com.
33.	Salah ud Din.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
34.	Nasir Ali Khan.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
35.	Mohammad Shafique.	Accounts Clerk (BPS-7)	D. Com
36.	Mohammad Irfan.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
37.	Agha Jehanzeb.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
38.	Shahid Naseem.	Accounts Clerk (BPS-7)	-
39.	Kh.Tauseef Ahmad.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
40.	Khalid Iqbal.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.Sc.

41.	Abdul Rashid.	Supervisor (BPS-6)	F.A.
42.	Mohammad Arshad Yousaf.	Junior Clerk (BPS-5)	Matric
43.	Mohammad Farooq.	Junior Clerk (BPS-5)	Matric
44.	Ghulam Hussain.	R.R. Driver (BPS-5)	Matric
45.	Malik Mohammad Farooq.	R.R. Driver (BPS-5)	Matric
46.	Sajjad Malik.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
47.	Hamid Zahoor.	Electrician (BPS-5)	Matric
48.	Mohammad Ibrar.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
49.	Murad Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
50.	Naeem Ullah Khan.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
51.	Shehzad Bashir.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
52.	Mohammad Naeem Dar.	R.R. Driver. (BPS-5)	Matric
53.	Mohammad Mansha.	Junior Clerk. (BPS-5)	B.A.
54.	Syed Mubbashar Hussain.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
55.	Mohammad Bilal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
56.	Naeem Ahmad Khan.	Junior Clerk. (BPS-5)	F.A.
57.	Sh. Mohammad Yousaf.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
58.	Ayub Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
59.	Mohammad Kaleem.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
60.	Sarwar Ali Nadeem.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
61.	Altaf Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
62.	Tahir Karim Bhutta.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric

63.	Mohammad Afzal.	Dumper Driver.(BPS-5)	Matric
64.	Mohammad Riaz.	Dumper Driver.(BPS-5)	Matric
65.	Azhar Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
66.	Qadir Bukhsh.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
67.	Mohammad Ashraf. S/o Khushi Mohammad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
68.	Saeed Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
69.	Tanvir Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
70.	Mohammad Ashraf. S/o Rehmat Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
71.	Shahab-ud-Din.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
72.	Arif Younas.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
73.	Mohammad Anis Bhatti.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
74.	Ashiq Hussain Shah.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
75.	Attique Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	F.A.
76.	Ishrat Hussain Naqvi.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
77.	Abdul Razzaq.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
78.	Mohammad Mushtaq.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
79.	Ghulam Rasul.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
80.	Khalid Rashid.	Junior Clerk. (BPS-5)	F.A.
81.	Asad Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
82.	Shahid Ali.		

83.	Zafar Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
84.	Ansar Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
85.	Shuja Maqbool.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
86.	Abdul Sattar.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
87.	Anwar Masih.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
88.	Mohammad Hussain.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
89.	Saleem Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
90.	Mohammad Bashir.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
91.	Basharat Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	F.A.
92.	Khalid Hussain.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
93.	Mohammad Bukhsh.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
94.	Naeem Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
95.	Mohammad Akram Khan.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
96.	Mohammad Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
97.	Mohammad Younis Shahid.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
98.	Arshad Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
99.	Mohammad Ehsan Khalil.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
100.	Shahid Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
101.	Ehsan Ajmal Qureshi.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
102.	Bashir-ul-Qadir.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
103.	Sikandar Mustafa.	Junior Clerk. (BPS-5)	B.A.

104.	Siraj Munir Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
105.	Khaliad Iqbal Butt.	Junior Clerk. (BPS-5)	B.A.
106.	Noor Mohammad.	Peon (BPS-1)	B.A.
107.	Allah Ditta.	Process Server.	B.A.
108.	Mohammad Akram.	Truck Cleaner.	B.A.
109.	Mohammad Rafique.	Truck Cleaner.	B.A.
110.	Syed Arshad Masood.	Truck Cleaner.	Middle
111.	Sarfraz Ahmad.	Cleaner.	Middle
112.	Riaz Ahmad.	Cleaner.	Middle
113.	Mohammad Pervaiz.	Cleaner.	Middle
114.	Syed Mumtaz Ali.	Cleaner.	Middle
115.	Mohammad Omer.	Cleaner.	Matric
116.	Anwar Ahmad.	Cleaner.	Matric
117.	Rana Mohammad Tahir.	Cleaner.	Matric
118.	Maqsood Ahmad.	Cleaner.	Matric
119.	Mohammad Siddique.	Cleaner.	Matric
120.	Mahboob Alam.	Cleaner.	Matric
121.	Fazal Elahi.	Spray Man. (BPS-1)	Middle
122.	Sabir Hussain.	Spray Man. (BPS-1)	Primary
123.	Tariq Mahmood.	Waterman. (BPS-1)	Primary
124.	Javed Iqbal.	Waterman. (BPS-1)	Primary
125.	Tanweer Ahmad.	Waterman. (BPS-1)	Primary

126.	Tahir.	Waterman. (BPS-1)	Primary
127.	Abdul Rashid.	Waterman. (BPS-1)	Primary
128.	Muhammad Ishfaq.	Water Man (BPA-1)	Nil
129.	Saqib Naseer.	Laboratory Attendent.	Matric
130.	Anis-ul-Hassan.	Laboratory Attendent.	Matric
131.	Nisar Ahmad.	Laboratory Attendent.	Matric
132.	Muhammad Ali.	Laboratory Attendent.	Matric
133.	Sarwar Ali.	Chowkidar.	Middle
134.	Abdul Hafeez.	Chowkidar.	Middle
135.	Muhammad Sharif.	Chowkidar.	Nil
136.	Shahid Mahmood.	Chowkidar.	Middle
137.	Babar Hussain.	Naib Qasid.	Middle
138.	Muhammad Arshad.	Naib Qasid.	Nil
139.	Muhammad Afzal.	Naib Qasid.	Nil
140.	Zulfiqar Ali.	Naib Qasid.	Nil
141.	Muhammad Saleem.	Naib Qasid.	Nil
142.	Muhammad Samee.	Naib Qasid.	Matric
143.	Zahid Mahmood.	Naib Qasid.	Matric
144.	Muhammad Yousaf.	Naib Qasid.	Matric
145.	Ulfat Saleem.	Naib Qasid.	Matric
146.	Muhammad Asif.	Naib Qasid.	Matric

147.	Suhail Ahmed Qureshi.	Naib Qasid.	Matric
148.	Arif Mahmood.	Chowkidar.	Matric
149.	Muhammad Tayyab..	Naib Qasid.	Matric
150.	Mahmood Akhtar.	Naib Qasid.	Matric
151.	Muhammad Aslam.	Naib Qasid.	Matric
152.	Muhammad Asif Khan.	Naib Qasid.	Matric
153.	Amir Shafique.	Naib Qasid.	Matric
154.	Rana Maqbool Ahmed.	Naib Qasid.	Matric
155.	Abdul Waheed.	Naib Qasid.	Nil
156.	Muhammad Shakeel Malik.	Naib Qasid.	Matric
157.	Manzoor Hussain.	Chowkidar.	Nil
158.	Muhammad Ayub.	Chowkidar.	Nil
159.	Muhammad Hafeez.	Chowkidar.	Nil
160.	Abdul Aziz.	Chowkidar.	Middle
161.	Muhammad Usman Ghani.	Chowkidar.	Middle
162.	Manzoor Ahmad Sheikh.	Naib Qasid.	Middle
163.	Nasir Mehmood.	Dispensary Attendent.	Matric
164.	Syed Asghar Ali.	Spray Man.	Nil
165.	Muhammad Farooq.	Sewerman.	Middle
166.	Muhammad Razzaque.	Drum Cooli.	Nil
167.	Saleem Raza.	Baildar.	Nil
168.	Syed Tasleem Ghani.	Truck Cleaner.	Nil

169.	Maqsood Ahmad.	Truck Cleaner.	Nil
170.	Saeed Akhtar Butt.	Truck Cleaner.	Middle
171.	Attique Ahmed.	Truck Cleaner.	Nil
172.	Hafiz Muhammad Ijaz.	Truck Cleaner.	Middle
173.	Naheed Butt.	Cleaner.	Nil
174.	Akbar Ali Khurrum.	Cleaner.	Nil
175.	Shafique Ahmed Khan.	Cleaner.	Nil
176.	Muhammad Zubair.	Peon.	Nil
177.	Sultan Ahmed.	Mali.	Nil
178.	Amjad Ali.	Spray-Man.	Nil
179.	Arif Mehmood.	Chowkidar.	Matric
180.	Muhammad Tariq Khan.	Chowkidar.	Nil
181.	Muhammad Jehangir.	Naib Qasid.	
182.	Muhaminad Yousaf.	Naib Qasid.	Matric
183.	Ansar Saeed.	Naib Qasid.	Matric
184.	Akbar Ali.	Naib Qasid.	Matric
185.	Muhammad Ishfaq.	Naib Qasid.	Matric
186.	Tariq Mukhtar.	Naib Qasid.	F.A.
187.	Shahid Waseem Butt.	Naib Qaşid.	Nil
188.	Intikhab Alam.	Naib Qasid.	Nil
189.	Mahmood Akhtar.	Naib Qasid.	F.A.
190.	Nasir Khan.	Naib Qasid.	Matric

191.	Babar Bilal.	Naib Qasid.	Nil
192.	Rashid Ahmad.	Naib Qasid.	Nil
193.	Muhammad Aslam.	Naib Qasid.	Nil
194.	Bashir Ahmad Malik.	Naib Qasid.	Nil
195.	Ghous Mahmood.	Naib Qasid.	Nil
196.	Muhammad Arshad Yousaf.	Naib Qasid.	Nil
197.	Syed Hamid Ali Nizami.	Naib Qasid.	Nil
198.	Muhammad Saeed.	Naib Qasid.	Nil
199.	Khalid Ijaz.	Naib Qasid.	Nil
200.	Muhammad Arshad.	Naib Qasid.	Nil
201.	Muhammad Ijaz Butt.	Peon.	Middle
202.	Malik Manzoor Hussain.	Peon.	Nil
203.	Muhammad Teyaib.	Peon.	Middle
204.	Abdul Qayyum.	Chowkidar.	Nil
205.	Abdul Waheed.	Peon.	Matric
206.	Muhammad Ayub Khan.	Chowkidar.	Nil
207.	Syed Asghar Ali.	Spray-man.	Nil
208.	Muhammad Riaz Akhtar.	Sub-Engineer.	Matric, 3-Years Diploma in Associate Engineers.
209.	Masood Ahmad Abbasi.	Junior Clerk.	Matric
210.	Muhammad Akram.	Tracer.	2-Years Diploma in Drawing.

211.	Muhammad Siddique.	Driver. (BPS-5)	Middle
212.	Muhammad Abbas.	Chowkidar.	Nil
213.	Pervez Akhtar.	Naib Qasid.	Nil
214.	Iftikhar Ahmad.	Chowkidar.	Middle
215.	Malik Muhammad Khan.	Naib Qasid.	F.A.
216.	Mr.Sardar Muhammad.	Budder. (BPS-5)	Nil
217.	Mr. Liaqat Ali.	Budder. (BPS-5)	Nil
218.	Mr. Muhammad Yousaf.	Driver. (BPS-5)	Nil
219.	Mr. Abdul Rashid.	Fitter. (BPS-5)	Nil
220.	S. Asghar Abbas.	Sprayman. (BPS-1)	Nil
221.	Mr. Muhammad Nazir.	Chowkidar. (BPS-1)	Matric
222.	Mr. Muhammad Sharif.	Mali. (BPS-1)	Nil
223.	Mr. Warris Ali.	Mali. (BPS-1)	Nil
224.	Mr. Muhammad Fazil.	Mali. (BPS-1)	Nil
225.	Mr. Atta Muhammad.	Mali. (BPS-1)	Nil
226.	Mr. Ali Ahmad.	Mali. (BPS-1)	Nil
227.	Mr. Abdul Sattar.	Mali. (BPS-1)	Nil
228.	Mr. Muhammad Sharif.	Mali. (BPS-1)	Nil
229.	Mr. Ghulam Muhammad.	Mali. (BPS-1)	Nil
230.	Mr. Ghulam Muhammad.	Mali. (BPS-1)	Nil
231.	Mr. Muhammad Tufail.	Mali. (BPS-1)	Nil
232.	Mr. Riassat Ali.	Mali. (BPS-1)	Nil

233.	Mr. Abdul Ghafoor.	Mali. (BPS-1)	Nil
234.	Mr. Mubarik Ali.	Mali. (BPS-1)	Nil
235.	Mr. Tajammul Hussain.	Mali. (BPS-1)	Nil
236.	Mr. Muhammad Ikram.	Mali. (BPS-1)	Nil
237.	Mr. Ghulam Nabi.	Mali. (BPS-1)	Nil
238.	Mr Muhammad Khalid.	Mali. (BPS-1)	Nil
239.	Mr. Muhammad Asghar.	Mali. (BPS-1)	Nil
240.	Mr. Khaushi Muhammad.	Mali. (BPS-1)	Nil
241.	Mr. Dildar Hussain.	Mali. (BPS-1)	Nil
242.	Mr. Muhammad Bashir.	Mali. (BPS-1)	Nil
243.	Mr. Muhammad Munir.	Mali. (BPS-1)	Nil
244.	Mr. Nadir Khan.	Mali. (BPS-1)	Nil
245.	Mr. Muhammad Ashraf.	Mali. (BPS-1)	Nil
246.	Mr. Arshad Hussain.	Mali. (BPS-1)	Nil
247.	Mr. Muhammad Nazir.	Mali. (BPS-1)	Nil
248.	Mr. Muhammad Munsha.	Mali. (BPS-1)	Matri
249.	Mr. Gulzar Ahmad.	Mali. (BPS-1)	Nil
250.	Mr. Zafar Ahmad Khan.	Mali. (BPS-1)	Nil
251.	Mr. Nazir Ahmad.	Mali. (BPS-1)	Nil
252.	Mr. Muhammad Yousaf.	Mali. (BPS-1)	Nil
253.	Mr. Nazir Ahmad.	Mali. (BPS-1)	Nil

254.	Mr. Abdul Sattar.	Mali. (BPS-1)	Nil
255.	Mr. Mehanga.	Mali. (BPS-1)	Nil
256.	Mr. Manzoor Hussain.	Mali. (BPS-1)	Nil
257.	Mr, Muhammad Akbar.	Mali. (BPS-1)	Nil
258.	Mr.Sharafat Ali.	Mali. (BPS-1)	Nil
259.	Mr. Muhammad Aslam.	Mali. (BPS-1)	Nil
260.	Mr, Bashir Ahmad.	Mali. (BPS-1)	Nil

(ضمیمہ ج)

ASSEMBLY QUESTION NO. 2536
LIST OF PERSONS APPOINTED FROM AUGUST 1985 TO-DATE.

S. No.	Name of Appointee.	Post against which appointed with BPS.	Qualification.
1	2	3	4.
1.	Maj. (Retd.), Tariq Pervaiz Lone.	Deputy Director (BPS-18)	B.A.
2.	Mr. Tauqeer Hussain.	Asstt: Director (BPS-17)	M.A.
3.	Mr. Asad Ameer.	Asstt: Director (BPS-17)	B.A.
4.	Mr. Abdul Waheed.	Asstt: Director (BPS-17)	M.A.
5.	Mr. Shahid Waqar.	Asstt: Director (BPS-17)	M.Sc.
6.	Mr. Ibrar Younas Butt.	Asstt: Director (BPS-17)	B.Sc. (Hons.).
7.	Syed Ali Raza Hamadani.	O.S.D Complaints (BPS-17)	B.A.
8.	Mr. Asghar Ali.	Asstt: Director (BPS-17)	B.Sc. (Hons.)
9.	Mr. raees Ahmad.	Asstt: Director (BPS-17)	B.A.LLB
10.	Mr. Amjad Raza Khan.	Asstt: Director (BPS-17)	B.Sc. (Engg).
11.	Mr. Moazzam Rashid.	Asstt: Director (BPS-17)	M.B.A. (Adhoc Appointment)
12.	Mr. Hammad Nadir Khan.	Asstt: Director (BPS-17)	M.P.A.

13.	Mr. Abdul Hamid.	Asstt: Director (BPS-17)	M.A.(Adhoc Appointment)
14.	Mr. Tariq Mahmood.	Asstt: Director (Engg:) (BPS-17)	B.Sc (Elect.). (Adhoc appointment).
15.	Mr.Ghulam Dastgir.	Asstt: Director (Engg:) (BPS-17)	B.Sc. (Elect.) (Adhoc appointment).
16.	Mr. Waseem Ahmad.	Asstt: Director (Engg:) (BPS-17)	B.Sc (Mech.) (Adhoc appointment).
17.	Mr. Irfan ul Haq Malik.	Asstt: Public Relation Officer (BPS-17)	M.A. (Adhoc appointment).
18.	Mr. Mohammad Tariq Yaqoob.	Asstt: Director (BPS-17	B.A (Adhoc appointment).
19.	Mr. Irfan Ansari.	Senior Accountant (BPS-16)	B. Com.
20.	Mr. Mohammad Nadeem.	Senior Accountant (BPS-16)	B. Com.
21.	Mr. Haroon-ur-Rashid.	Senior Accountant (BPS-16)	B. Com.
22.	Mr Mohammad Tahir Ejaz.	Asstt: Horticulture (BPS-16)	B.Sc. Agriculture.
23.	Mr. Azhar Ali Sulaharia.	Asstt: Horticulture (BPS-16)	B.Sc. Agriculture.

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

(تتمہ د)

1	2	3	4
1.	Mr. Sajjad Ahmad.	Photographer (BPS-15)	Matric
2.	Mr. Mohammad Jahangir.	Assistant. (BPS-11)	B.A.
3.	Mr. Saeed Ahmad.	Assistant. (BPS-11)	B.A.
4.	Mr. Mohammad Azhar Islam.	Asstt: Draftsman (BPS-11)	2-Years Diploma Draftsman.
5.	Mr. Saeed Mahmood Butt.	Assistant (BPS-11)	B.A.
6.	Mr. Mohammad Aslam.	Assistant (BPS-11)	B.A.
7.	Agha Saleem Durrani.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
8.	Mr. Irfan Suhail.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
9.	Mr Shabbir Ahmad.	Sub-Engineer. (BPS-11)	Diploma. in Electric.
10.	Mr. Jehangir Sultan Awan.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
11.	Mr. Mohammad Yousaf Azad.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
12.	Mr. Khalid Rafique.	Sub-Engineer. (BPS-11)	3-Years Diploma.
13.	Mr. Mustansar Hussain.	Assistant (BPS-11)	B.A.
14.	Mr. Mumtaz Ahmad Bhatti.	Sub-Engineer (BPS-11)	3-years Diploma.
15.	Mr. Mohammad Awais Athar.	Sub-Engineer (BPS-11)	3-years Diploma.
16.	Mr. Khalid Farooq.	Sub-Engineer (BPS-11)	B. Tech. Higher National Diploma.
17.	Mohammad Mushtaq.	Sub-Engineer(BPS-11)	3-years Diploma.
18.	Mr. Amir Raza.	Sub-Engineer(BPS-11)	2-years Diploma.(Elect:) (Adhoc Appointment)

19.	Mr. Shahid Mahmood.	Junior Accountant (BPS-11)	B.A.
20.	Mr. Nadim Ahmad.	Work-Supervisor(BPS-6)	F.A. (Adhoc Appointment)
21.	Mohammad Yasin.	Accounts Clerk (BPS-7)	I. Com.
22.	Mohammad Muzamil.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
23.	Syed Iftikhar Hussain.	Accounts Clerk (BPS-7)	B. Com. Part-I
24.	Javed Iqbal Butt.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
25.	Abdul Saeed.	Accounts Clerk (BPS-7)	I. Com.
26.	Mohammad Zaheer.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A
27.	Abdul Nasir.	Accounts Clerk (BPS-7)	I. Com.
28.	Tahir Masood.	Accounts Clerk (BPS-7)	B. Com.
29.	Mohammad Anwar.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
30.	Kh. Temoor Ahmad.	Accounts Clerk (BPS-7)	F.A.
31.	Shehzad Ahmad Sheikh.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
32.	Mujahad Pervaiz Butt.	Accounts Clerk (BPS-7)	I. Com.
33.	Salah ud Din.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
34.	Nasir Ali Khan.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
35.	Mohammad Shafique.	Accounts Clerk (BPS-7)	D. Com.
36.	Mohammad Irfan.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
37.	Agha Jehanzeb.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
38.	Shahid Naseem.	Accounts Clerk (BPS-7)	-
39.	Kh.Tauseef Ahmad.	Accounts Clerk (BPS-7)	B.A.
40.	Khalid Iqbal	Accounts Clerk (BPS-7)	B.Sc.

41.	Abdul Rashid.	Supervisor (BPS-6)	F.A.
42.	Mohammad Arshad Yousaf.	Junior Clerk (BPS-5)	Matric
43.	Mohammad Farooq.	Junior Clerk (BPS-5)	Matric
44.	Ghulam Hussain.	R.R. Driver (BPS-5)	Matric
45.	Malik Mohammad Farooq.	R.R. Driver (BPS-5)	Matric
46.	Sajjad Malik.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
47.	Hamid Zahoor.	Electrician (BPS-5)	Matric
48.	Mohammad Ibrar.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
49.	Murad Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
50.	Naeem Ullah Khan.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
51.	Shehzad Bashir.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
52.	Mohammad Naeem Dar.	R.R. Driver. (BPS-5)	Matric
53.	Mohammad Mansha.	Junior Clerk. (BPS-5)	B.A
54.	Syed Mubbashar Hussain.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
55.	Mohammad Bilal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
56.	Naeem Ahmad Khan.	Junior Clerk. (BPS-5)	F.A.
57.	Sh. Mohammad Yousaf.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
58.	Ayub Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
59.	Mohammad Kaleem.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
60.	Sarwar Ali Nadeem.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
61.	Altaf Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
62.	Tahir Karim Bhutta.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric

63.	Mohammad Afzal.	Dumper Driver.(BPS-5	Matric
64.	Mohammad Riaz.	Dumper Driver.(BPS-5)	Matric
65.	Azhar Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
66.	Qadir Bukhsh.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
67.	Mohammad Ashraf. S/o Khushi Mohammad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
68.	Saeed Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
69.	Tanvir Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
70.	Mohammad Ashraf. S/o Rehmat Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
71.	Shahab-ud-Din.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
72.	Arif Younas.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
73.	Mohammad Anis Bhatti.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
74.	Ashiq Hussain Shah.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
75.	Attique Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
76.	Ishrat Hussain Naqvi.	Junior Clerk. (BPS-5)	F.A.
77.	Abdul Razzaq.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
78.	Mohammad Mushtaq.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
79.	Ghulam Rasul.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
80.	Khalid Rashid.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
81.	Asad Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	F.A.
82.	Shahid Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric

83.	Zafar Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
84.	Ansar Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
85.	Shuja Maqbool.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
86.	Abdul Sattar.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
87.	Anwar Masih.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
88.	Mohammad Hussain.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
89.	Saleem Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
90.	Mohammad Bashir.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
91.	Basharat Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	F.A.
92.	Khalid Hussain.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
93.	Mohammad Bukhsh.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
94.	Naeem Ahmad.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
95.	Mohammad Akram Khan.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
96.	Mohammad Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
97.	Mohammad Younis Shahid.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
98.	Arshad Ali.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
99.	Mohammad Ehsan Khalil.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
100.	Shahid Iqbal.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
101.	Ehsan Ajmal Qureshi.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
102.	Bashir-ul-Qadir.	Junior Clerk. (BPS-5)	B.A.
103.	Sikandar Mustafa.	Junior Clerk. (BPS-5)	Matric
104.	Siraj Munir Ahmad.		

105.	Khaliad Iqbal Butt.	Junior Clerk. (BPS-5)	B.A.
106.	Noor Mohammad.	Peon (BPS-1)	B.A.
107.	Allah Ditta.	Process Server.	B.A.
108.	Mohammad Akram.	Truck Cleaner.	B.A.
109.	Mohammad Rafique.	Truck Cleaner.	B.A.
110.	Syed Arshad Masood.	Truck Cleaner.	Middle
111.	Sarfraz Ahmad.	Cleaner.	Middle
112.	Riaz Ahmad.	Cleaner.	Middle
113.	Mohammad Pervaiz.	Cleaner.	Middle
114.	Syed Mumtaz Ali.	Cleaner.	Middle
115.	Mohammad Omer.	Cleaner.	Matric
116.	Anwar Ahmad.	Cleaner.	Matric
117.	Rana Mohammad Tahir.	Cleaner.	Matric
118.	Maqsood Ahmad.	Cleaner.	Matric
119.	Mohammad Siddique	Cleaner.	Matric
120.	Mahboob Alam.	Spray Man. (BPS-1)	Middle
121.	Fazal Elahi.	Spray Man. (BPS-1)	Primary
122.	Sabir Hussain.	Waterman. (BPS-1)	Primary
123.	Tariq Mahmood.	Waterman. (BPS-1)	Primary
124.	Javed Iqbal.	Waterman. (BPS-1)	Primary
125.	Tanweer Ahmad.		

126.	Tahir.	Waterman. (BPS-1)	Primary
127.	Abdul Rashid.	Waterman. (BPS-1)	Primary
128.	Muhammad Ishfaq.	Water Man (BPA-1)	Nil
129.	Saqib Naseer.	Laboratory Attendent.	Matric
130.	Anis-ul-Hassan.	Laboratory Attendent.	Matric
131.	Nisar Ahmad.	Laboratory Attendent.	Matric
132.	Muhammad Ali.	Laboratory Attendent.	Matric
133.	Sarwar Ali.	Chowkidar.	Middle
134.	Abdul Hafeez.	Chowkidar.	Middle
135.	Muhammad Sharif.	Chowkidar.	Nil
136.	Shahid Mahmood.	Chowkidar.	Middle
137.	Babar Hussain.	Naib Qasid.	Middle
138.	Muhammad Arshad.	Naib Qasid.	Nil
139.	Muhammad Afzal.	Naib Qasid.	Nil
140.	Zulfiqar Ali.	Naib Qasid.	Nil
141.	Muhammad Saleem.	Naib Qasid.	Nil
142.	Muhammad Samee.	Naib Qasid.	Matric
143.	Zahid Mahmood.	Naib Qasid.	Matric
144.	Muhammad Yousaf.	Naib Qasid.	Matric
145.	Ulfat Saleem.	Naib Qasid.	Matric
146.	Muhammad Asif.	Naib Qasid.	Matric
147.	Suhail Ahmed Qureshi.	Naib Qasid.	Matric

148.	Arif Mahmood.	Chowkidar.	Matric
149.	Muhammad Tayyab.	Naib Qasid.	Matric
150.	Mahmood Akhtar.	Naib Qasid.	Matric
151.	Muhammad Aslam.	Naib Qasid.	Matric
152.	Muhammad Asif Khan.	Naib Qasid.	Matric
153.	Amir Shafique.	Naib Qasid.	Matric
154.	Rana Maqbool Ahmed.	Naib Qasid.	Matric
155.	Abdul Waheed.	Naib Qasid.	Nil
156.	Muhammad Shakeel Malik.	Naib Qasid.	Matric
157.	Manzoor Hussain.	Chowkidar.	Nil
158.	Muhammad Ayub.	Chowkidar.	Nil
159.	Muhammad Hafeez.	Chowkidar.	Nil
160.	Abdul Aziz.	Chowkidar.	Middle
161.	Muhammad Usman Ghani.	Chowkidar.	Middle
162.	Manzoor Ahmad Sheikh.	Naib Qasid.	Middle
163.	Nasir Mehmood.	Dispensary Attendent.	Matric
164.	Syed Asghar Ali.	Spray Man.	Nil
165.	Muhammad Farooq.	Sewerman.	Middle
166.	Muhammad Razzaque.	Drum Cooli.	Nil
167.	Saleem Raza.	Baildar.	Nil
168.	Syed Tasleem Ghani.	Truck Cleaner.	Nil

169.	Maqsood Ahmad.	Truck Cleaner.	Nil
170.	Saeed Akhtar Butt.	Truck Cleaner.	Middle
171.	Attique Ahmed.	Truck Cleaner.	Nil
172.	Hafiz Muhammad Ijaz.	Truck Cleaner.	Middle
173.	Naheed Butt.	Cleaner.	Nil
174.	Akbar Ali Khurrum.	Cleaner.	Nil
175.	Shafique Ahmed Khan.	Cleaner.	Nil
176.	Muhammad Zubair.	Peon.	Nil
177.	Sultan Ahmed.	Mali.	Nil
178.	Amjad Ali.	Spray-Man.	Nil
179.	Arif Mehmood.	Chowkidar.	Matric
180.	Muhammad Tariq Khan.	Chowkidar.	Nil
181.	Muhammad Jehangir.	Naib Qasid.	
182.	Muhammad Yousaf.	Naib Qasid.	Matric
183.	Ansar Saeed.	Naib Qasid.	Matric
184.	Akbar Ali.	Naib Qasid.	Matric
185.	Muhammad Ishfaq.	Naib Qasid.	Matric
186.	Tariq Mukhtar.	Naib Qasid.	F.A.
187.	Shahid Waseem Butt.	Naib Qasid.	Nil
188.	Intikhab Alam.	Naib Qasid.	Nil
189.	Mahmood Akhtar.	Naib Qasid.	F.A.
190.	Nasir Khan.	Naib Qasid.	Matric

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے)

191.	Babar Bilal.	Naib Qasid.	Nil
192.	Rashid Ahmad.	Naib Qasid.	Nil
193.	Muhammad Aslam.	Naib Qasid.	Nil
194.	Bashir Ahmad Malik.	Naib Qasid.	Nil
195.	Ghous Mahmood.	Naib Qasid.	Nil
196.	Muhammad Arshad Yousaf.	Naib Qasid.	Nil
197.	Syed Hamid Ali Nizami.	Naib Qasid.	Nil
198.	Muhammad Saeed.	Naib Qasid.	Nil
199.	Khalid Ijaz.	Naib Qasid.	Nil
200.	Muhammad Arshad.	Naib Qasid.	Nil
201.	Muhammad Ijaz Butt.	Peon.	Middle
202.	Malik Manzoor Hussain.	Peon.	Nil
203.	Muhammad Teyaib.	Peon.	Middle
204.	Abdul Qayyum.	Chowkidar.	Nil
205.	Abdul Waheed.	Peon.	Matric
206.	Muhammad Ayub Khan.	Chowkidar.	Nil
207.	Syed Asghar Ali.	Spray-man.	Nil
208.	Muhammad Riaz Akhtar.	Sub-Engineer.	Matric, 3-Years Diploma in Associate Engineers.
209.	Masood Ahmad Abbasi.	Junior Clerk.	Matric

210.	Muhammad Akram.	Tracer.	2-Years Diploma in Drawing.
211.	Muhammad Siddique.	Driver. (BPS-5)	Middle
212.	Muhammad Abbas.	Chowkidar.	Nil
213.	Pervez Akhtar.	Naib Qasid.	Nil
214.	Iftikhar Ahmad.	Chowkidar.	Middle
215.	Malik Muhammad Khan.	Naib Qasid.	F.A.

اسمبلی سوال نمبر2536 منجانب سرفراز نواز (ایم پی اے)

جواب

(الف) فہرست لف ہے۔

(ب) کل 58 افراد کی تقرریاں رولز میں نرمی کر کے کی گئیں۔

جریدی تقرریاں 3 (تتمہ ج) پر

غیر جریدی تقرریاں 55 (تتمہ د) پر

(ج) غیر متعلقہ!

(د) ماسوائے ان آسامیوں کے جو چیئرمین (ایل ڈی اے) کے حکم پر رولز میں نرمی کر کے کی ہیں تمام تقرریاں تعلیمی معیار اور میرٹ پر کی گئیں۔

ڈائریکٹر پی اینڈ ای

تتمہ (الف)

جریدی آسامیوں پر تقرریاں اگست 1985ء تا اپریل 1987ء تک

نمبر شمار	نام	ولدیت	تعلیمی قابلیت	عہدہ	تاریخ تقرری	کیفیت
1	عبدالقدیر خان	عبدالحمید خان	بی ایس سی انجینئرنگ (سول)	ایس ڈی او	5-4-86	واسا رولز کے مطابق بھرتی کی گئی
2	محمد ندیم قریشی	نذیر احمد قریشی	"	"	"	"
3	طاہر عزیز	چودھری عبدالعزیز	"	"	"	"
4	اکرام احمد ہاشمی	حاجی امیر بخش	"	"	"	"
5	سید زاہد عزیز	عبدالعزیز شاہ	بی ایس سی انجینئرنگ (مکینیکل)	"	"	"
6	محمد ریاض کوثر	بشیر احمد	"	"	"	"
7	آصف محمود ملک	چودھری عبداللہ	بی ایس سی انجینئرنگ (الیکٹریکل)	"	"	"

8	کرم خان	عبدالرحمن خان	"	26-10-86	چیئرمین ایل ڈی اے روڈ میں زمین کے تقرری کی گئی
9	محمد طارق خان	علی محمد خان	بی ایس سی انجینئرنگ (سول)	16-7-86	ایکس ای این
10	شہزادہ جلال	شہزادہ مرزا	بی ایس سی انجینئرنگ (مکینیکل)	1-11-86	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر مین
11	سلمان بابر	خاقان بابر	بی اے		

تتمہ (ب)

غیر جریدی آسامیوں پر تقرریاں اگست 1985ء تا اپریل 1987ء تک

نمبر شمار	نام	ولدیت	تعلیمی قابلیت	عہدہ	تاریخ تقرری	کیفیت
1	محمد یونس	تاج دین	میٹرک	جونیئر پمپ آپریٹر	11-8-85	"
2	محمد اسحاق	غلام حیدر	"	"	"	
3	اعجاز احمد	حکیم محمد یوسف	مڈل	"	"	
4	عبدالرحمٰن	محمد رمضان	میٹرک	"	"	
5	امجد ضیاء خان	نور دین	مڈل	"	"	
6	خالد محمود	خیر دین	میٹرک	"	"	
7	خالد جاوید	منیر احمد	"	"	"	
8	شوکت علی	مبارک علی	"	"	"	
9	محمد اقبال	علی احمد				
10	محمد رزاق	محمد یعقوب	"	"	12-8-85	

11	ذوالفقار علی	کاظم علی	"		
12	ملک اشفاق احمد	محمد یعقوب	"	"	13-8-85
13	جمشید علی خان	خان بہادر	"	"	"
14	محمد منشاء	جان محمد	"	"	15-8-85
15	امتیاز احمد	عبدالعزیز	"	"	"
16	محمد عالم	محمد ثانی خان	مڈل	"	"
17	شباب احمد	محمد اسلم	میٹرک	"	"
18	سلیم اختر	محمد حسین	"	"	"
19	محمد اسلام	رحمت علی	"	"	17-8-85
20	بشارت علی	محمد زبیر	"	"	"
21	دوست محمد	حاجی شیر محمد	"	"	"
22	خالد محمود	بشیر احمد	"	"	19-8-85
23	حماد ارشد	قاری محمد حسین	"	"	"
24	سید محمد اجمل شاہ	عبدالعزیز	مڈل	"	23-1-86
25	عادل اقبال	محمد اقبال	"	"	"

26	محمد اسلم	محمد صدیق	میٹرک	"	"
27	محمد محمود اسلم	محمد الیاس	"	"	9-2-86
28	عبدالرشید	فضل دین	"	"	"
29	خیرالحسن	مرزا علی اوسط	"	"	"
30	محمد امجد نعیم	محمد شریف	"	"	"
31	محمد یونس	علم دین	"	"	"
32	محمد طفیل	غلام محمد	مڈل	"	"
33	عارف حسین	سردار	"	"	"
34	سید محمد طارق	سید محمد عالم	"	"	22-4-86
35	محمد اقبال	عبدالعزیز	"	"	"
36	خورشید خان	شہزاد خان	"	"	"
37	محمد اقبال	جلال دین	میٹرک	"	26-4-86
38	صدیق الرحمٰن	شفیق الرحمٰن	"	"	"
39	لطیف الرحمٰن	بزالرحمٰن	مڈل	"	27-4-86
40	طاہر	محمد صدیق	"	"	"

41	صوبر احمد تنویر	احمد حسن تنویر	میٹرک	"	28-4-86
42	سید اشفاق حسین	سید فیاض حسین	"	"	29-4-86
43	نوید اقبال	محمد حنیف	مڈل	"	"
44	محمد افضل	حافظ محمد دین	میٹرک	"	30-4-86
45	مرزا محمد اسلم	مرزا اللہ دتہ	مڈل	"	3-5-86
46	ریاض احمد	غلام محمد	میٹرک	"	"
47	محمد شاہد عباس	صفدر حسین	"	"	4-5-86
48	محمود اکرم	محمد اکرم	"	"	"
49	محمد ادریس	محمد اکرم	"	"	"
50	محمد ریاض	خوشی محمد	مڈل	"	"
51	عبید رابرٹ	رابرٹ ڈائیتل	میٹرک	"	6-5-86
52	محمد صدیق	عبداللہ	مڈل	"	9-6-86
53	مبارک علی شاہ	امید علی شاہ	میٹرک	"	29-10-86
54	ضیاء اللہ	ثناء اللہ	مڈل	"	1-11-86
55	محمد مشتاق	عالم شیر	میٹرک	"	5-11-86

56	غلام نبی	محمد دین	"	9-11-86
57	محمد اسرائیل	محمد ابراہیم	مڈل	"
58	جاوید اقبال	رحمت خان	"	25-11-86
59	واصف محمد غوری	اکرام الحق غوری	"	26-11-86
60	محمد صفدر	محمد بگا خان	میٹرک	3-12-86
61	محمد ادریس	عبدالعزیز	مڈل	7-12-86
62	محمد طاہر	نذر محمد	"	17-12-86
63	ذکاء اللہ	علی محمد	"	7-1-87
64	محمد صفدر خان	کالا خان	"	15-1-87
65	الیاس گل	چودھری پیارا	میٹرک	26-2-87
66	محمد اعجاز	محمد صدیق	فٹر قلی	11-8-85
67	قمر حبیب	غلام ربانی	"	12-8-85
68	مبشر احمد	فتح محمد	"	10-10-85
69	محمد صادق	محمد صدیق	"	16-10-85
70	محمد اشرف	امام دین	"	9-3-86

71	محمد یونس	خوشی محمد	"	"	13-4-86
72	محمد عثمان شاہ	محبوب عالم شاہ	"	"	20-10-86
73	محمد خالد	محمد علی	"	"	23-10-86
74	اصغر علی	بابو خان	"	"	8-11-86
75	محمد یوسف	غلام حسین	"	"	24-12-86
76	اللہ رکھا	جمال دین	"	"	24-11-86
77	محمد رشید	بشیر احمد	"	"	6-1-87
78	افتخار مسیح	رحمت مسیح	"	"	24-1-87
79	قیصر رشید	عبدالرشید	"	"	28-2-87
80	محمد منیر افضل	محمد افضل	"	فیلڈ آپریٹر	9-12-85
81	حافظ امجد اقبال	محمد شفیق	"	"	11-12-85
82	عابد حسین شاہ	لطیف حسین شاہ	"	"	12-12-85
83	محمد کلیم	محمد عظیم	"	"	14-12-85
84	محمد حفیظ	نذر محمد	"	"	15-12-85
85	محمد اعظم	محمد حسین	"	"	15-12-85

86	مشتاق احمد	ہری خان	"		29-5-85
87	لیاقت علی	محمد بشیر	مڈل	وہیکل ڈرائیور	10-12-85
88	جماعت علی	غلام حسین	"	ٹریکٹر ڈرائیور	19-12-85
89	افضل زمان	میاں محمد امین	میٹرک	وہیکل ڈرائیور	18-6-85
90	محمد افتخار احمد	چودھری فضل کریم	مڈل	"	19-7-85
91	محمد انور	فرزند علی	"	"	27-10-85
92	جان محمد	محمد حسین	"	پائپ فٹر	10-11-85
93	رفیق مسیح	ہزارہ مسیح	"	سیور مین	2-9-85
94	اجمل مسیح	عنایت مسیح	"	"	"
95	امانویل مسیح	سید مسیح	"	"	"
96	یعقوب مسیح	عنایت مسیح	"		5-9-85
97	امانوایل مسیح	عنایت مسیح	"	"	"
98	منیر مسیح	سواتی مسیح	"	"	2-9-85
99	لطیف مسیح	ہزارہ مسیح	"	"	"
100	شوکت مسیح	عنایت مسیح	"	"	"

101	نذیر مسیح	رحمت مسیح	"	"
102	دولا مسیح	دینا مسیح	"	"
103	عاشق مسیح	جوگندر مسیح	"	"
104	جاوید مسیح	سردار مسیح	"	6-10-85
105	پطرس مسیح	بوٹا مسیح	"	"
106	انور مسیح	خوشی مسیح	"	23-9-85
107	رفیع مسیح	جیرا مسیح	"	2-10-85
108	امانت مسیح	سردار	"	2-9-85
109	عارف مسیح	صادق مسیح	"	3-10-85
110	حیدر مسیح	جونی مسیح	"	6-10-85
111	منور مسیح	غلام مسیح	"	5-9-85
112	عاشق پرویز	نانک	"	17-10-85
113	اسلام پرویز	پرتا	"	2-10-85
114	ارشد مسیح	پیراں دتہ	"	2-10-85
115	طارق	صوبہ	"	2-9-85

116	میتاکس گل	عبداللہ گل	"	10-11-85
117	رحمت مسیح	عنایت	"	5-10-85
118	جان مسیح	دسپ مسیح	"	2-9-85
119	بابر چوہان	چوہان مسیح	"	21-10-85
120	اقبال مسیح	سید مسیح	"	2-3-85
121	لبھا مسیح	فقیر مسیح	"	7-10-85
122	گلزار مسیح	شاہنا	"	2-10-85
123	یوسف مسیح	بہادر مسیح	"	6-10-85
124	طارق مسیح	نجیر مسیح	"	6-10-85
125	صدیق مسیح	عزیزی مسیح	"	23-9-85
126	عنایت مسیح	سعیدن مسیح	"	23-9-85
127	حنیف مسیح	بہاب مسیح	"	6-10-85
128	ہادیت مسیح	ہدایت مسیح	"	3-10-85
129	راوڈ	فقیر مسیح	"	2-10-85
130	بشیر مسیح	سوئین مسیح	"	23-9-85

131	منظور حسن	بشیر حسن	"	"	29-10-85
132	سردار مسیح	عبداللہ مسیح	"	"	23-9-85
133	یوسف اقبال	حسین مسیح	"	"	"
134	فضل مسیح	حاکم مسیح	"	"	"
135	شوکت مسیح	سنتو مسیح	"	"	6-10-85
136	یونس مسیح	پریم مسیح	"	"	5-10-85
137	مجید مسیح	برکت مسیح	"	"	23-9-85
138	امانت مسیح	صادق	"	"	8-10-85
139	اشرف مسیح	اقبال مسیح	"	"	5-10-85
140	عاشق مسیح	منگل مسیح	"	"	28-9-85
141	یونس مسیح	عاشق مسیح	"	"	17-10-85
142	پنوں مسیح	دیبا مسیح	"	"	2-10-85
143	نذیر مسیح	سماں	"	"	30-10-85
144	آصف مسیح	یارو مسیح	"	"	3-10-85
145	فقیر مسیح	صوبہ مسیح	"	"	6-10-85

146	چھبا مسیح	عاشق مسیح	"	2-10-85
147	اشرف مسیح	تاج مسیح	"	"
148	نذیر مسیح	برکت مسیح	"	"
149	لبھا مسیح	سراج مسیح	"	2-5-85
150	منظور مسیح	پیارا مسیح	"	3-10-85
151	سرو مسیح	گیجا مسیح	"	23-9-85
152	نیامت مسیح	پیارا مسیح	"	2-9-85
153	عارف مسیح	صادق مسیح	"	3-10-85
154	لیاقت مسیح	امام مسیح	"	28-10-85
155	یونس مسیح	سردار مسیح	"	10-11-85
156	الیاس مسیح	سردار مسیح	"	6-10-85
157	سلامت مسیح	سراج مسیح	"	28-10-85
158	شوکت مسیح	منہا مسیح	"	10-11-85
159	عاشق مسیح	صادق مسیح	"	21-10-85
160	سموئیل مسیح	سردار مسیح	"	23-9-85

161	سلامت مسیح	"	مسیحو مسیح	6-10-85
162	وزیر مسیح	"	بھجن مسیح	13-11-85
163	لعل مسیح	"	موہن مسیح	20-10-85
164	بھاگا مسیح	"	لاہوری مسیح	29-10-85
165	اکرم مسیح	"	معراج مسیح	23-9-85
166	منظور مسیح	"	شاہد مسیح	"
167	نذیر مسیح	"	غلام مسیح	29-10-85
168	ولیم مسیح	"	سوہن مسیح	6-10-85
169	نذیر مسیح	"	عنایت مسیح	2-9-85
170	اسکم جاوید	"	مستری لال دین	12-11-85
171	اشرف مسیح	"	فضل مسیح	17-10-85
172	شاہد مسیح	"	برکت مسیح	2-9-85
173	برکت مسیح	"	یوحنا مسیح	26-2-87
174	ولایت مسیح	"	ہدایت مسیح	1-3-87
175	شوکت مسیح	"	فرانسس مسیح	"

176	منظور مسیح	ملنگا مسیح	"	16-2-87
177	جاوید مسیح	اللہ دتہ	"	28-2-87
178	خالد مسیح	بنا مسیح	"	16-2-87
179	پرویز مسیح	کندن مسیح	"	3-3-87
180	اختر مسیح	ولایت مسیح	"	28-2-87
181	مائیکل	برکت مسیح	"	28-2-87
182	نعیم مسیح	سردار مسیح	"	"
183	بشیر	منہدا	"	16-2-87
184	منشا	خوشی مسیح	"	"
185	سلامت	چراغ	"	"
186	بشیر	چھانگا	"	"
187	نذیر مسیح	بچن مسیح	"	1-3-87
188	وارث مسیح	سوہنا مسیح	"	16-2-87
189	کرامت مسیح	اقبال مسیح	"	1-3-87
190	عاشق مسیح	صادق مسیح	"	1-3-87

191	شوکت مسیح	عجائب مسیح	"	
192	صورتا مسیح	جوہڑ مسیح	"	6-2-87
193	رحمت مسیح	اقبال مسیح	"	15-2-87
194	صدیق مسیح	عاشق مسیح	"	1-9-87
195	رفیق مسیح	منڈا مسیح	"	1-3-87
196	شریف مسیح	سردار مسیح	"	17-2-87
197	الیاس مسیح	منگا مسیح	"	1-3-87
198	بشیر	شریف	"	16-2-87
199	ڈائیس	لطیف	"	26-2-87
200	عنایت	سوہن	"	
201	اشرف	صادق	"	16-2-87
202	اصغر مسیح	حاکم مسیح	"	18-2-87
203	اسلم	جوریا مسیح	"	26-2-87
204	ریاض	ویرا مسیح	"	
205	اشتیاق	عاشق مسیح	"	16-2-87

206	طارق	عاشق مسیح	"	26-2-87
207	یونس مسیح	منہا مسیح	"	"
208	سرور مسیح	حسین مسیح	"	28-2-87
209	وارث مسیح	عزیز مسیح	"	1-3-87
210	ریاض	شفیع مسیح	"	"
211	یونس	بشیر مسیح	"	18-2-87
212	خالد	عاشق	"	16-2-87
213	جاوید	بشیر	"	1-3-87
214	مشتاق	عاشق	"	16-2-87
215	پرویز	حنیف	"	"
216	یوسف	صادق	"	"
217	صادق	سراج	"	17-2-87
218	ظفر	منشی	"	1-3-87
219	ظہورا	سراج	"	"
220	کرامت	غلام	"	28-2-87

221	صدیق	خوشی	"	16-2-87
222	اشرف	کرتارا	"	"
223	بلال سموئیل بھارو	بھارو	"	"
224	شریف مسیح	گورا مسیح	"	"
225	ایوب مسیح	جیتا مسیح	"	"
226	پو مسیح	جیرا	"	"
227	تاج مسیح	سراج	"	28-2-87
228	صابر مسیح	انور	"	"
229	عارف مسیح	سلیم	"	17-2-87
230	شریف مسیح	تاج	"	16-2-87
231	عاشق مسیح	نگارا	"	"
232	رفیع مسیح	سردار	"	17-2-87
233	مقصود مسیح	تارو	"	"
234	ناصر صادق مسیح	ساوھو	"	16-2-87
235	صدیق مسیح	لال	"	17-2-87

236	دوندی مسیح	چھما	"	16-2-87
237	یونس مسیح	یعقوب	"	"
238	عارف مسیح	دارا	"	"
239	صادق مسیح	غلام مسیح	"	24-3-87
240	پرویز مسیح	مورج	"	16-2-87
241	رفیق مسیح	لکھن مسیح	"	16-2-87
242	شریف مسیح	بادا مسیح	"	1-3-87
243	عارف مسیح	چاند	"	28-2-87
244	پرویز مسیح	بوٹا مسیح	"	2-3-87
245	بشیر مسیح	جینسا	"	"
246	منظور مسیح	چندا	"	1-3-87
247	خالد مسیح	سلوبن	"	3-3-87
248	بگا مسیح	رشید	"	"
249	شوکت مسیح	صادق	"	28-2-87
250	بوٹا مسیح	منگسو	"	"

251	رحمت مسیح	پیارا	"	"	"
252	لڈو مسیح	سردارا	"	"	2-3-87
253	عارف مسیح	اندر	"	"	3-3-87
254	رفیق مسیح	لال	"	"	"
255	صدیق مسیح	رحمت	"	"	28-2-87
256	اسحاق مسیح	شفیع	"	"	16-2-87
257	رنگا مسیح	سردار	"	"	28-2-87
258	محمد ریاض	حاکم علی	ڈی کام	جونیئر کلرک	10-11-85
					واسا رولز کے مطابق بھرتی کی گئی
259	غلام عباس کاشف	خوشی محمد	میٹرک	"	13-11-85
260	جاوید اختر	فضل محمد	"	"	10-11-85
261	ریاض احمد	محمد اسمٰعیل	"	"	12-11-85
262	رفیق الدین	سراج دین	"	"	7-11-85
263	آصف اقبال	صفدر علی	"	"	10-11-85
264	زاہد حسین	جعفر علی	"	"	"

265	محمد اقبال جاوید	دولت علی	"	"	12-11-85
266	زاہد علی	شوکت علی	مڈل	نائب قاصد	"
267	منظور احمد	علم دین	"	"	5-12-85
268	فیروز خان	مہر خان	"	چوکیدار	10-12-85
269	غلام نبی	محبت خان	میٹرک	"	12-12-85
270	احمد محمود	لال دین	"	نائب قاصد	21-7-86
271	علی اکبر	محمد شفیع	"	"	26-7-76
272	عابد علی	مختار احمد	"	"	8-7-86
273	عبدالغنی	عبدالوہاب	مڈل	"	24-7-86
274	محمد عابد	محمد رفیق	میٹرک	"	20-7-86
275	منصور علی	نور علی	"	"	"
276	حامد محمود	محمد اسمٰعیل	"	"	19-7-86
277	لیاقت مسیح	مکھن مسیح	"	"	20-7-86
278	اسلام واجد	محمد شفیع	"	"	19-7-86
279	سید افتخار حسین	احتزاز حسین	مڈل	"	21-7-76

بذریعہ رعایتی طریق کار

280	ذوالفقار علی	پیار علی	"	7-8-86	"
281	محمد لطیف	محمد شفیع	"	7-8-76	"
282	طالب حسین	نواب دین	"	19-8-86	"
283	راشد حسین	عباس حسن	"	9-9-86	"
284	پرویز اختر	غلام مصطفیٰ	پرائمری	27-10-86	"
285	محمد رزاق	معراج دین	مڈل	"	"
286	سرفراز خان	اسلام خان	"	5-11-86	"
287	صفدر حسین	احمد حسین	چوکیدار	19-7-86	"
288	انور علی شاہ	ارشاد علی شاہ	ایف اے	جونیئر کلرک	"
289	محبوب علی	فضل علیم	میٹرک	"	"
290	محمد شاہد خان	محمد طفیل خان	ایف اے	"	26-7-86
291	محمد یٰسین	عبدالرحمٰن	میٹرک	"	24-9-86
292	محمود احمد	محمد عبداللہ	بی اے	جونیئر اکاؤنٹس اسسٹنٹ	24-7-86
293	نعیم احمد بٹ	محمد سلیم	"	"	"
294	شاہد محمود	بشیر احمد شیخ	"	"	30-7-86

295	اظہار الحق	چودھری غلام محمد	جیونک (کیمیکل) 3 سالہ ڈپلومہ	بوسب انجینئر	27-9-86
296	شیخ عشرت علی	شیخ عبرت علی	"	"	11-12-86

تتمہ "ج"

جریدی آسامیوں پر تقرری اگست 1985ء تا حال (بذریعہ رعایت موجہ قوانین)

نمبر شمار	نام	ولدیت	تعلیمی قابلیت	عہدہ	تاریخ تقرری	کیفیت
1	شہزادہ جلال الدین محمد اکبر	شہزادہ مرزا خیرالدین	بی ایس سی (ریکنیکل انجینئرنگ)	ایکسئین	16-7-86	محکمانہ (ایل ڈی اے) رولز میں نرمی کر کے تقرری کی گئی
2	محمد طارق خان	علی محمد خان	بی ایس سی (سول انجینئرنگ)	جونیئر انجینئر	26-10-86	
3	سلمان بابر	خاقان بابر	بی اے	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	1-11-86	

تتمہ "د"

غیر جریدی آسامیوں پر تقرریاں بذریعہ رعایت مروجہ قوانین اگست 1985ء تا اپریل 1987ء تک

نمبر شمار	نام	ولدیت	عہدہ	تعلیمی قابلیت	تاریخ تقرری	کیفیت
1	مشتاق احمد	ہری خان	فیلڈ آپریٹر	میٹرک	29-5-86	بذریعہ رعایتی طریق کار
2	افضل زمان	میاں محمد امین	وہیکل ڈرائیور	"	18-6-86	"
3	محمد افتخار احمد	چودھری فضل کریم	"	مڈل	19-7-86	"
4	محمد انور	فرزند علی	"	پرائمری	29-10-86	"
5	جان محمد	محمد حسین	پائپ فٹر	"	10-11-86	"
6	محمد صدیق	عبداللہ	جونیئر پمپ آپریٹر	"	9-7-86	"
7	محمد طارق	محبوب عالم	"	"	22-4-86	"
8	سید مبارک علی شاہ	سید امیر علی شاہ	"	میٹرک	29-10-86	"
9	ضیاء اللہ	ثناء اللہ	"	مڈل	1-11-86	"

10	غلام نبی	محمد دین	"	میٹرک	5-11-86	"
11	محمد اسرائیل	محمد ابراہیم	"	مڈل	9-11-86	"
12	جاوید اقبال	رحمت خان	"	"	5-11-86	"
13	واصف محمود غوری	اکرام الحق غوری	"	"	6-11-86	"
14	محمد ادریس	عبد	"	"	6-12-86	"
15	محمد مشتاق	عالم شیر	"	میٹرک	7-12-86	"
16	محمد صفدر	محمد بگا خان	"	مڈل	3-12-86	"
17	محمد طاہر	نذر محمد	"	"	7-12-86	"
18	ذکاء اللہ	علی محمد	"	"	7-1-87	"
19	محمد صفدر خان	کالا خان	"	"	5-1-87	"
20	محمد اشرف	امام دین	فٹر قلی	"	9-3-86	"
21	محمد یونس	خوشی محمد	"	"	13-4-86	"
22	محمد عثمان	محبوب عالم شاہ	"	پرائمری	20-10-86	"
23	محمد خالد	محمد علی	"	"	23-10-86	"
24	اصغر علی	بابر خان	"	میٹرک	8-11-86	"

25	اللہ رکھا	جمال دین	"	24-1-86	"
26	محمد یوسف	غلام حسین	"	24-12-86	"
27	محمد رشید	بشیر احمد	"	6-1-87	"
28	افتخار مسیح	رحمت مسیح	"	24-1-87	"
29	احمد محمود	لال دین	نائب قاصد	21-7-86	"
30	علی اکبر	محمد شفیع	"	26-7-86	"
31	عابد علی	مختار احمد	"	8-7-86	"
32	عبدالحئی	عبدالوہاب	"	24-7-86	"
33	محمد عابد	محمد رفیق	"	20-7-86	"
34	منصور علی	نور علی	"	20-7-86	"
35	حامد محمود	محمد اسمٰعیل	"	19-7-86	"
36	لیاقت مسیح	بکھن مسیح	"	20-7-86	"
37	اسلام واحد	محمد شفیع	"	21-7-86	"
38	سید افتخار حسین	اقبال حسین	"	19-7-86	"
39	ذوالفقار علی	پیار علی	"	21-7-86	"

40	محمد لطیف	محمد شفیع	"	"	7-8-86
41	طالب حسین	نواب دین	"	"	7-8-86
42	راشد حسن	عباس حسن	"	مڈل	19-8-86
43	پرویز اختر	غلام مصطفیٰ	"	پرائمری	9-9-86
44	محمد رزاق	معراج دین	"	مڈل	17-10-86
45	سرفراز خان	اسلام خان	"	"	5-11-86
46	صفدر حسین	احمد حسین	چوکیدار	"	19-7-86
47	انور علی شاہ	ارشاد علی شاہ	جونیئر کلرک	ایف اے	"
48	محبوب علی	فضل کریم	"	میٹرک	"
49	محمد شاہد خان	محمد طفیل	"	ایف اے	26-7-86
50	محمد یٰسین	عبدالرحمٰن	"	میٹرک	24-9-86
51	محمود احمد	محمد عبداللہ	جونیئر اکاؤنٹ اسسٹنٹ	بی اے	24-7-86
52	نعیم احمد بٹ	محمد سلیم بٹ	"	"	"
53	شاہد محمود شیخ	بشیر احمد شیخ	"	"	30-7-86

54	اظہار الحق	چودھری غلام محمد	سب انجینئر	میٹرک (مکینکل ٹیکنالوجی میں تین سالہ ڈپلومہ) 27-9-86	"
55	شیخ عظمت علی	شیخ شوکت علی	"	میٹرک (سول ٹیکنالوجی میں تین سالہ ڈپلومہ) 11-12-86	"

جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

سوال نمبر2536

(الف) فہرست لف ہے۔

(ب) (Relaxation of Rules) کے تحت کوئی تقرری نہیں کی گئی ہے۔

(ج) ایف ڈی اے (واسا اینڈ یو ڈی ونگ) میں افسران کی بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے نہ ہوتی ہے۔ محکمہ خود اخبارات میں اشتہارات دے کر خود وزیراعلیٰ پنجاب کے منظور کردہ چناؤ بورڈ کے ذریعے افسران اور ملازمین کی تقرری کرتا ہے۔

تتمہ "الف" مذکورہ چاروں افسران کو ایڈہاک بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔ کیونکہ عظیم تر منصوبہ پورے زوروں پر چل رہا ہے۔ چاروں افسران مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور تجربہ کے حامل تھے۔ ان چاروں افسران کو چناؤ بورڈ کے سامنے انٹرویو کے لئے پیش ہونا پڑے گا۔ اگر بورڈ ان کی قابلیت اور تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ان کو ریگولر کرنے کی سفارش کرے گا۔ تو انہیں ریگولر کر دیا جائے گا۔ ورنہ فارغ کر دیا جائے گا۔ البتہ تتمہ "ب" میں درج کردہ افسران سیریل نمبر ۱ تا 4 کو جریدی آسامیوں پر محکمہ چناؤ بورڈ کے ذریعے ریگولر بھرتی کر دیا گیا ہے۔

(د) ہاں

تتمہ "الف"

سوال نمبر2536: واسا ایف ڈی اے میں جریدی و غیر جریدی آسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

نمبر شمار	نام	عہدہ	سکیل	تعلیمی قابلیت	جریدی / غیر جریدی آسامی
1	مسٹر زاہد شکیل احمد	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ٹیکنیکل	17	بی ایس سی سول انجینئر	جریدی
2	مسٹر غضنفر علی	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (پی اینڈ آئی)	17	بی اے فسٹ ڈویژن	ایضاً
3	صوبیدار ریٹائرڈ عبدالغنی	ایڈمن آفیسر	16	بی اے	ایضاً
4	صوبیدار ریٹائرڈ محمد شبیر	اسسٹنٹ سکورٹی آفیسر	16	بی اے	ایضاً
5	عبدالرحمن	سٹینو گرافر	12	ایف اے بمعہ ڈپلومہ ٹائپ شارٹ ہینڈ	غیر جریدی
6	مسٹر محمد الطاف	ایضاً	12	ایضاً	ایضاً
7	مسٹر عبدالشکور	ایضاً اردو	12	میٹرک / سرٹیفکیٹ کورس سٹینو گرافر	ایضاً
8	مسٹر محمد بوٹا	سب انجینئر	11	میٹرک / 3 سالہ ڈپلومہ ایسوسی ایٹ انجینئر	ایضاً

9	مسٹر عرفان الحق	ایضاً	11	ایضاً	ایضاً
10	مسٹر محمد ریاض	ایضاً	11	ایضاً	ایضاً
11	مسٹر محمد اقبال	ایضاً	11	ایضاً	ایضاً
12	مسٹر طارق صدیق	آفس اسسٹنٹ	11	بی اے	ایضاً
13	مسٹر محمد اقبال	اکاؤنٹ اسسٹنٹ	11	بی کام	ایضاً
14	مسٹر آصف علی خان	جونیئر اکاؤنٹ اسسٹنٹ	7	ایف اے	ایضاً
15	مسٹر محمد سلیم رانا	جونیئر سٹور کیپر	7	ایف اے	ایضاً
16	مسٹر حبیب الرحمٰن	ایضاً	7	ایف اے	ایضاً
	مسٹر نثار احمد	جونیئر کلرک	5	میٹرک	ایضاً
18	مسٹر مشتاق احمد	ایضاً	5	میٹرک	ایضاً
19	مسٹر ندیم جاوید مسیح	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً
20	مسٹر محمد مرسلین	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً
21	مسٹر مقصود احمد	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً
22	مسٹر ضیاء اللہ	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً
23	مسٹر فرخ تنویر	ایضاً	5	ایف اے	ایضاً

24	مسٹر انور تنویر	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً	
25	مسٹر محمد جاوید	ایضاً	5	میٹرک	ایضاً	
26	مسٹر خالد جاوید	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً	
27	مسٹر ظہور احمد	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً	
28	مسٹر احمد شہباز خاور	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً	
29	مسٹر غلام رسول	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً	
30	مسٹر ظفر اقبال	ایضاً	5	ایضاً	ایضاً	
31	مسٹر منور جمیل مسیح	ٹریسر	5	میٹرک / سرٹیفکیٹ ٹریسر	ایضاً	
32	مسٹر محمد صدیق	کمپلینٹ کلرک	5	میٹرک	ایضاً	
33	مسٹر عبدالقیوم	فوٹو سٹیٹ مشین آپریٹر	5	مڈل / 3 سالہ تجربہ	ایضاً	
34	مسٹر محمد اسلم	سٹور کلرک	5	میٹرک	ایضاً	
35	مسٹر محمد شفیق خان	کمپلینٹ کلرک	4	ایضاً	ایضاً	
36	مسٹر منور حسین	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً	
37	مسٹر ارشد علی	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً	
38	مسٹر مقصود احمد بھٹی	پٹواری	5	ایضاً	ایضاً	

39	مسٹر لیاقت علی	ویہکل ڈرائیور	4	خواندہ / ڈرائیونگ لائیسنس	ایضاً
40	مسٹر حسن دین	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
41	مسٹر محمد فیاض	ویہکل ڈرائیور	4	ایضاً	ایضاً
42	مسٹر محمد افضل	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
43	مسٹر جاوید اقبال	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
44	مسٹر جاوید اختر	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
45	مسٹر محمد ارشد	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
46	مسٹر سلامت علی	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
47	مسٹر محمد اقبال	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
48	مسٹر خالق حسین	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
49	مسٹر محمد صدیق	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
50	مسٹر محمد اکرم	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
51	مسٹر محمد جاوید	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
52	مسٹر محمد مسعود اختر	سروے قلی	4	میٹرک	ایضاً
53	مسٹر محمد سلیم	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً

54	مسٹر بشیر احمد	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
55	مسٹر احسان اللہ	ایضاً	4	ایف اے	ایضاً
56	مسٹر شہباز احمد	ایضاً	4	میٹرک	ایضاً
57	مسٹر غلام مرتضیٰ	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
58	مسٹر محمد یوسف	ایضاً	4	ایضاً	ایضاً
59	مسٹر سلامت علی	لیبارٹری اٹنڈنٹ	3	ایضاً	ایضاً
60	مسٹر محمد خالد	سروے قلی	1	ایضاً	ایضاً
61	مسٹر محمد عارف	چوکیدار	1	خواندہ	ایضاً
62	مسٹر محمد سلیم	ایضاً	1	ایضاً	ایضاً
63	مسٹر دلاور خان	ایضاً	1	ایضاً	ایضاً
64	مسٹر محمد رمضان	نائب قاصد	1	ایضاً	ایضاً
65	مسٹر خالد پرویز	ایضاً	1	ایضاً	ایضاً
66	مسٹر ظہور الحق	ایضاً	1	ایضاً	ایضاً
67	مسٹر محمد اقبال	ایضاً	1	ایضاً	ایضاً
68	مسٹر عالم شیر	ایضاً	1	ایضاً	ایضاً

69	سید محمد گلزار	اینا	1	اینا	اینا	اینا	اینا
70	سید محمد سرور	اینا	1	اینا	اینا	اینا	اینا
71	سید محمد محمود	اینا	1	اینا	اینا	اینا	اینا
72	سید عبدالرحمٰن	اینا	1	اینا	اینا	اینا	اینا
73	سید ظاہر جمیل	اینا	1	اینا	اینا	اینا	اینا
74	سید محمد اشرف	اینا	1	اینا	اینا	اینا	اینا
75	سید محمد نثار	اینا	1	اینا	اینا	اینا	اینا
76	سید سرت نعیم	خاکروب	1	اینا	اینا	اینا	اینا
77	سید خالد مسیح	اینا	1	نمل	اینا	اینا	اینا
78	سید بشیر احمد	سکیورٹی سپروائزر	11	بیرک	اینا	اینا	اینا
79	سید غلام محمد	اینا	11	اینا	اینا	اینا	اینا
80	سید محمد یوسف	سروے ٹیم	4	اینا	اینا	اینا	اینا
	ولد جماعت علی						

تتمہ "ب"

سوال نمبر2536: جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

نمبر شمار	نام آفیسر/اہلکار	عہدہ	تعلیمی قابلیت	جریدی / غیر جریدی
1	محمد افضل جاوید	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	ایم ایس سی فلوریکلچر	جریدی
2	شاہد پرویز شاہین	ایضاً	ایم اے - ایل ایل بی	ایضاً
3	محمد اقبال اکرم	ایضاً	سٹی ریجنل پلاننگ بی ایس سی	ایضاً
4	سید قاسم عباس	ایضاً	بی "آرچ"	ایضاً
5	رفاقت یاسمین	ایضاً	ایم اے	غیر جریدی
6	غضنفر اقبال	ڈرافٹسمین	سول ڈرافٹسمین کورس	ایضاً
7	زبیر احمد	سب انجینئر	ڈپلومہ سول انجینئرنگ	ایضاً
8	شاہد محمود	ایضاً	ایضاً	ایضاً
9	محمد جاوید	ٹریسر	میٹرک بمعہ ڈرائنگ ڈپلومہ سول سرویئر	ایضاً
10	ذوالفقار علی	جونیئر کلرک	ایضاً	ایضاً
11	غلام رسول	ایضاً	ایضاً	ایضاً
12	آصف علی	نائب قاصد	ایضاً	ایضاً

13	محمد فاروق اسلم	اینا			اینا
14	ارشاد	اینا			اینا
15	محمد مشتاق	اینا			اینا
16	شیر علی	اینا			اینا
17	راشد محمود	اینا	سروے ٹیم		اینا
18	عاشق حسین	اینا			اینا
19	محمد یوسف	اینا	چوکیدار		اینا
20	محمد انور	اینا			اینا
21	محمد بشیر	اینا			اینا
22	محمد عبداللہ	اینا			اینا
23	محمد امین	اینا			اینا

جریدی اور غیر جریدی اسامیوں پر تقرری کی تفصیلات
اسمبلی سوال نمبر 2536 منجانب جناب سرفراز نواز

جواب

(الف) فہرست لف ہے

(ب) جناب! مذکورہ کیسوں میں کسی فرد کی بھی تقرری قواعد میں نرمی برتتے ہوئے نہ کی گئی ہے۔

(ج) جناب! ملتان ترقیاتی ادارہ چونکہ خودمختار ادارہ ہے اس میں جریدی اور غیر جریدی ہر دو طرح کی اسامیاں اخبارات میں اشتہارات دے کر محکمہ ہذا کے قواعد کے مطابق محکمانہ سلیکشن کمیٹی کی سفارشات پر پر کی جاتی ہیں۔

(د) جناب! تمام اسامیاں خواہ وہ جریدی ہیں یا غیر جریدی ان پر تقرریاں مطلوبہ تعلیمی معیار اور میرٹ پر کی گئیں۔ سوائے مسٹر احمد مستنصر کی تقرری کے جو جناب وزیراعلیٰ صاحب پنجاب کے حکم موصولہ بذریعہ چٹھی نمبر US(DEV)-CM-PP-169/80 مورخہ 23-10-86 کی تعمیل میں کی گئی تھی۔

ناظم اعلیٰ
ملتان ترقیاتی ادارہ ملتان

ضمیمہ "الف"

جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر اگست 1985ء تا حال تقرریوں کی تفصیلات

نمبر شمار	نام ملازمین	موجودہ عہدہ	پیمانہ تنخواہ	تعلیمی قابلیت	کیا مروجہ قواعد میں رعایت دی گئی
1	کریم بخش ناصر	سپرنٹنڈنگ انجینئر	بی۔ 19	بی ایس سی سول انجینئرنگ	
2	مرزا عباس بیگ	ایگزیکٹو انجینئر	بی - 18	بی ایس سی انجینئرنگ	
3	شوکت نواز خاکوانی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
4	فرخ سعید	ایس ڈی او	بی۔ 17	ایضاً	
5	شاہ رخ افشار	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
6	محمد آصف جاوید	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
7	قاسم بن سرور	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
8	اظہار الحق	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
9.	محمد اعظم	ایضاً	ایضاً	ایضاً	

10	سید فیاض الحسن	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
11	فرخ تیمور	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
12	اصرار الحسن	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
13	محمد اصغر	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
14	اعجاز احمد چودھری	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
15	اصغر حسین وڑائچ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
16	مستنصر باللہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
17	مشتاق احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
17 اے	عبدالجبار	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
18	جاوید اقبال	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
19	نعیم حیدر عابدی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
20	ساجد حسین حجازی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
21	ذکاء الدین	ڈپٹی ڈائریکٹر	بی۔ 18	بی ایس سی ٹاؤن پلاننگ	
22	خالد جاوید	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	بی۔ 17	ایضاً	
23	عبدالغفار	ایضاً	ایضاً	ایضاً	

24	فتح محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
25	فیاض حسین نقوی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
26	طاہر جاوید	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
27	احمد مستنصر	ایضاً	ایضاً	ایم بی اے	اس کی تقرری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی چٹھی نمبر CM-PP-169/86 مورخہ 23/10/86 کے تحت ہوئی
28	صبور احمد خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
29	محمد انور خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
30	رانا نسیم پرویز	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
31	اسلم علی چوہان	ایضاً	ایضاً	بی اے - ایل ایل بی	
32	کریم بخش ناصر	ایس ای	بی- 19	بی ایس سی سول انجینئرنگ	
33	شیخ محمد سلیم	ڈپٹی ڈائریکٹر	بی- 18	بی کام	
34	مہربان علی	سٹینوگرافر	بی- 17	میٹرک	
35	خالد سلیم	ایضاً	ایضاً	ایضاً	

36	ملک سجاد احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
37	نجیب ناصر	ورک سپروائزر	ایضاً	ایف اے
38	بشیر احمد	ہیڈ کک	ایضاً	نل
39	محمد سلیم اللہ بھٹی	اکاؤنٹس کلرک	بی۔ 7	بی کام
40	ملک اللہ بخش	ورک سپروائزر	بی۔ 14	میٹرک
41	ملک محمد توقیر	ایضاً	بی۔ 10	بی اے
42	آصف صدیق	ایضاً	ایضاً	بی اے (ایف ای ایل)
43	سعید اختر	ایضاً	ایضاً	ایف اے
44	موسیٰ خان	ایضاً	ایضاً	بی اے
45	محمد یوسف	ایضاً	ایضاً	ایضاً
46	محمد یٰسین	ایضاً	ایضاً	میٹرک
47	موسیٰ منصور	اکاؤنٹنٹ	ایضاً	ایضاً
48	فضل الرحمٰن	ہیڈ کلرک / آفس اسسٹنٹ	بی۔ 11	ایضاً
49	محمد اقبال شاہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً

50	آصف امرتسری	ایضاً	ایضاً	بی اے
51	اعزاز النبی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
52	کرامت حسین شاہ	سب انجینئر	ایضاً	میٹرک - ڈی اے ای
53	احتشام اللہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
54	شاہد کامران	ایضاً	ایضاً	ایضاً
55	انتظار احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
56	سجاد حیدر	ایضاً	ایضاً	ایضاً
57	عبدالقیوم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
58	غازی محمود	ایضاً	ایضاً	ایضاً
59	محمد احسان	ایضاً	ایضاً	ایضاً
60	محمد طارق	ایضاً	ایضاً	ایضاً
61	محمد اقبال	ایضاً	ایضاً	ایضاً
62	خضر حیات	ایضاً	ایضاً	ایضاً
63	محمد طاہر	ایضاً	ایضاً	ایضاً

64	سرفراز حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
65	محمد قاسم	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
66	محمد رمضان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
67	محمد ارشد انجم	ایضاً	ایضاً	میٹرک۔ ایسوسی ایٹ انجینیرنگ ڈپلومہ	
68	نصیر حسین بخاری	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
69	محمود احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
70	محمد اقبال	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
71	محمد عارف	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
72	محمد خلیل	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
73	طارق جاوید	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
74	محمد قاسم	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
75	محمد خالد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
76	گلزار محمد ندیم	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
77	جاوید اقبال ساجد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
78	محمد اکرم	ایضاً	ایضاً	ایضاً	

79	جاوید حسین	ایضاً	ایضاً	میٹرک۔ ڈی اے ای	
80	ظفر اقبال	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
81	منظور احمد	سب انجینئر	بی - 11	ایضاً	
82	عبدالجبار	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
83	محمد واصق ارشاد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
84	عبدالغفور	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
85	رشید احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
86	عبدالوہاب	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
87	محمد وسیم	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
88	محمد ذکی شہزاد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
89	خالد محمود	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
90	محمد نذیر	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
91	آفتاب افضل قیصرانی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
92	خالد ظفر خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
93	جاوید نصیر	بلڈنگ انسپکٹر	بی - 11	ایضاً	

94	خالد محمود	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
95	مشتاق احمد	سرویئر	بی۔ 9	میٹرک۔ سرویئر کورس	
96	شاہد پرویز	فیلڈ اوور سیئر	ایضاً	ایضاً	
97	رفعت عباس بخاری	ٹیلیفون آپریٹر	ایضاً	ایضاً	
98	طارق یوسف	اکاؤنٹس کلرک	بی۔ 7	ڈی کام	
99	محمد یٰسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
100	محمد سلیم بھٹی	ایضاً	ایضاً	بی ایس سی	
101	ندیم انجم قریشی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
102	ظفر علی	ایضاً	ایضاً	بی اے	
103	محمد اقبال	ایضاً	ایضاً	بی اے	
104	محمد اسلم	ایضاً	ایضاً	بی کام	
105	افتخار حسین	ٹریسر	بی۔ 5	میٹرک۔ چھ ماہ کا ڈپلومہ	
106	قمرالزماں	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
107	نوید ایاز	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
108	نصیر حسین	ایضاً	ایضاً	میٹرک۔ دو سالہ ڈپلومہ	

109	مظفر اقبال	ایضاً	ایضاً	میٹرک۔ چھ ماہ کا ڈپلومہ
110	غلام قاسم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
111	محمد اظہار الحق	ایضاً	ایضاً	ایضاً
112	پرویز قمر	ایضاً	ایضاً	ایضاً
113	ریاض احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
114	محمد افضل	نرسنگ اسسٹنٹ	ایضاً	میٹرک مع نرسنگ کورس
115	محمد سلیم	جونیئر کلرک	ایضاً	میٹرک
116	فخرالدین	ایضاً	ایضاً	ایضاً
117	محمد علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
118	محمد اکرم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
119	محمد وسیم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
120	محمد ریاض	ایضاً	ایضاً	ایضاً
121	صوبیدار نور محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
122	شوکت نعیم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
123	نوید احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً

124	محمد ندیم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
125	مبارک علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
126	سلیم اختر	ایضاً	ایضاً	ایضاً
127	اقبال بھٹی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
128	نوشاد احمد ہاشمی	ایضاً	ایضاً	بی اے
129	عبدالغفور	ایضاً	ایضاً	ایف اے
130	فاض علی شاہ	ایضاً	ایضاً	میٹرک
131	احمد شیر	ایضاً	ایضاً	ایف اے
132	قمر منیر بھٹہ	ایضاً	ایضاً	میٹرک
133	محمد اکرم قریشی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
134	محمد الیاس	ایضاً	ایضاً	ایضاً
135	ظفراللہ خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً
136	ہدایت اللہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
137	رانا عبدالرزاق	ایضاً	ایضاً	ایضاً
138	محمد ندیم	ایضاً	ایضاً	ایضاً

139	عبدالحنان	ایضاً	ایضاً	ایضاً
140	سعید احمد	ایضاً	ایضاً	ایف اے
141	ارشاد احمد	ایضاً	ایضاً	بی اے
142	رشید احمد	ایضاً	ایضاً	میٹرک
143	برجیس احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
144	گوہر ایوب	ایضاً	ایضاً	ایضاً
145	محمد اکرم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
146	محمد جہانگیر	ایضاً	ایضاً	بی اے - بی ایڈ
147	محمد اکرم ولد عبدالغفور	ایضاً	ایضاً	میٹرک
148	محمد اکرم ولد منیر احمد	ایضاً	ایضاً	ایف اے
149	وحید اختر	ایضاً	ایضاً	میٹرک
150	محمد عارف	ایضاً	ایضاً	ایضاً
151	محمد ارشد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
152	غلام شبیر	ایضاً	ایضاً	ایضاً
153	حق نواز	ایضاً	ایضاً	ایضاً

154	محمد عقیل	ایناء	ایناء	ایناء	
155	عبدالغفار	ایناء	ایناء	ایناء	
156	عبدالعزیز	ایناء	ایناء	ایناء	
157	شیخ انصار الحق	ایناء	ایناء	ایناء	
158	عبدالغفور	ایناء	ایناء	ایناء	
159	سہیل اختر	ایناء	ایناء	ایناء	
160	دلدار احمد	ایناء	ایناء	ایناء	
161	حبیب احمد	ایناء	ایناء	ایناء	
162	الطاف حسین	ایناء	ایناء	ایناء	
163	اعجاز حسین	ایناء	ایناء	ایناء	
164	رحمٰن حمید	ایناء	ایناء	ایناء	
165	محمد دین عباسی	ایناء	ایناء	ایناء	
166	مرید حسین	ایناء	ایناء	ایناء	
167	حسن مہدی	ایناء	ایناء	ایناء	
168	محمد تقی	ایناء	ایناء	ایناء	

169	عبدالمجید	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
170	محبوب نذر	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
171	محمد جمال	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
172	سعید احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
173	وقار علی قریشی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
174	ساجد محمود	ایضاً	ایضاً	ایف ایس سی	
175	آل رضا	ایم او	ایضاً	میٹرک	
176	لیاقت علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
177	محمد رضوان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
178	مختار احمد	سٹورکیپر	ایضاً	ایضاً	
179	محمد تاج خان	خلاصی	بی۔1	مڈل	
180	چراغ احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
181	عبدالستار	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
182	محمد بخش	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
183	بشیر احمد	نائب قاصد	ایضاً	ایضاً	

184	محمد سلیم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
185	محمد حنیف	ایضاً	ایضاً	ایضاً
186	غلام سرور	ایضاً	ایضاً	ایضاً
187	عبدالغفار	ایضاً	ایضاً	ایضاً
188	حق نواز	ایضاً	ایضاً	ایضاً
189	محمد اکرم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
190	محمد صادق	ایضاً	ایضاً	ایضاً
191	سید عاشق حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً
192	بشیر احمد ولد محمد دریام	ایضاً	ایضاً	ایضاً
193	محمد اعظم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
194	محمد کامران	ایضاً	ایضاً	ایضاً
195	فراست حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً
196	محمد انور	ایضاً	ایضاً	ایضاً
197	محمد ندیم	ایضاً	ایضاً	ایضاً
198	محمد سلیم ولد نور محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً

199	ظفر حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً
200	قدیر حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً
201	ریاض حسین	کلک	ایضاً	ایضاً
202	محمد اقبال	ایضاً	ایضاً	ایضاً
203	محمد اکرم	ڈرائیور	بی۔ 4	ایضاً
204	امجد علی	میس اٹنڈنٹ	بی۔ 1	ایضاً
205	مشرف علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
206	صادق محمد	مصالچی	ایضاً	ایضاً
207	محمد پہلوان	بیلدار	ایضاً	ایضاً
208	غلام محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
209	محمد رمضان	ایضاً	ایضاً	ایضاً
210	بشیر حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً
211	اللہ دتہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
212	فیض بخش	ایضاً	ایضاً	ایضاً
213	محمد رمضان	ایضاً	ایضاً	ایضاً

214	غلام فرید	ایضاً	ایضاً	ایضاً
215	مظہر اقبال	ایضاً	ایضاً	ایضاً
216	ندا حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً
217	حافظ اللہ دتہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
218	بشیر احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
219	غلام سرور	ایضاً	ایضاً	ایضاً
220	محمد حیات	ایضاً	ایضاً	ایضاً
221	بشیر احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
222	محمد اقبال	ایضاً	ایضاً	ایضاً
223	محمد اکرم	چوکیدار	ایضاً	مڈل
224	منظور حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً
225	سعید احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
226	فیاض محمود	ایضاً	ایضاً	ایضاً
227	محمد منصب	ایضاً	ایضاً	ایضاً
228	محمد سرفراز	ایضاً	ایضاً	ایضاً
229	محمد اقبال	ڈیمانس پرسنل	ایضاً	ایضاً
230	طارق امین	فیرو پرنٹر	ایضاً	ایضاً

سوال نمبر- 2536-

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ (ساؤتھ زون) لاہور
جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

(الف) فہرست لف ہے۔

(ب) فہرست لف ہے۔

(ج) کمیشن کی طرف سے باقاعدہ تقرریوں کی تاخیر کی وجہ سے گورنمنٹ نے اخبار میں اشتہار دے کر عارضی تقرریاں کیں۔ جیسا کہ جز "الف" میں بتایا گیا ہے۔

(د) متذکرہ بالا افسران کی عارضی (adhoc) تقرریاں مجوزہ تعلیمی معیار اور میرٹ پر پُر کی گئیں۔ جب کہ غیر جریدی تقرریاں مطلوبہ تعلیمی معیار اور میرٹ پر بذریعہ دفتر روزگار ہوئیں۔

تتمہ "الف"

نام	بنیادی سکیل	تعلیمی قابلیت	جریدی یا غیر جریدی
	08/1985		
مسٹر ندیم آئیون ڈین	17	بی ایس سی انجینئرنگ	جریدی
مسٹر شاہد سلطان	17	"	"
	1986		
مسٹر خادم حسین	17	"	"
مسٹر عبدالاحد	17	"	"
مسٹر افتخار احمد وڑائچ	17	"	"

نوٹ:- آئیٹم نمبر1 اور 2 کی عارضی ملازمت ختم ہو چکی ہے۔

انجینئر (ساؤتھ) ہیڈکوارٹر

نمبر شمار	نام	بنیادی سکیل	تعلیمی قابلیت	جریدی یا غیر جریدی
1	مسٹر محمد ظہیر	11	بی اے	غیر جریدی
2	مسٹر منیر احمد عابد	"	"	"
3	مسٹر آصف سیماب احمد	"	"	"
4	مرزا سعید بیگ	5	میٹرک	"
5	مسٹر محمد شبیر	"	"	"
6	مسٹر وکٹر اقبال	"	"	"
7	مسٹر محمد ایوب خان	"	"	"
8	مسٹر محمد سلیم	"	"	"
9	مسٹر محمد اشتیاق	"	"	"

10	مسٹر واجد علی	"	"	"
11	مسٹر عامر حبیب	"	"	"
12	مسٹر محمد انیس	"	"	"
13	مسٹر فضل الرحمٰن	"	"	"
14	مسٹر حبیب علی	"	"	"
15	مسٹر فرحت علی	"	"	"
16	سید حامد حسین نقوی	"	"	"
17	مسٹر محمد فاروق	"	"	"
18	مسٹر محمد پرویز	4	"	"
19	مسٹر محمد رفیق	1	کوئی تعلیم نہیں	"
20	مسٹر محمد شریف	"	"	"
21	مسٹر محمد فیاض	"	"	"
22	مسٹر محمد یٰسین	"	"	"
23	مسٹر ارشد علی	"	"	"
24	مسٹر محمد رمضان	"	"	"
25	مسٹر محمد عارف	"	"	"

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل ملتان

نمبر شمار	نام	بنیادی سکیل	تعلیمی قابلیت	جریدی یا غیر جریدی
1	مسٹر غلام مصطفیٰ	11	میٹرک ڈپلوما	غیر جریدی
2	مسٹر حامد محمود	"	"	"
3	مسٹر شاہد سلیم	"	"	"
4	مسٹر ظفر محمود	5	میٹرک	"

5	مسٹر عبدالمجید خان	"	"	"
6	مسٹر محمد سعید	"	"	"
7	مسٹر ناصر کامران	"	"	"
8	مسٹر محی الدین	"	"	"
9	مسٹر محمد ریاض	"	"	"
10	مسٹر محمد طارق محمود	"	"	"
11	مسٹر محمد اقبال شاہد	"	"	"
12	حافظ خادم حسن	1	خواندہ	"
13	مسٹر عبدالرزاق	"	"	"
14	مسٹر محمد پرویز	"	"	"
15	مسٹر محمد رفیق	"	تعلیم کوئی نہیں	"
16	مسٹر غلام قاسم	"	"	"

ایس ای فیصل آباد

نمبر شمار	نام	بنیادی سکیل	تعلیمی قابلیت	جریدی یا غیر جریدی
1	مسٹر عبداللطیف	5	میٹرک	غیر جریدی
2	مسٹر ناصر	"	"	"
3	مسٹر شاہد جاوید	"	"	"
4	مسٹر محمد اسلم	"	"	"
5	خادم حسین	11	میٹرک - ڈپلوما	"
6	مسٹر شبیر حسین	"	"	"
7	مسٹر غلام غوث	"	"	"
8	مسٹر ارشاد احمد	1	مڈل	"

9	مسٹر عبدالجبار	"	میٹرک	"

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل ڈی جی خان

نمبر شمار	نام	بنیادی سکیل	تعلیمی قابلیت	جریدی یا غیر جریدی
1	مسٹر محمد کاظم	11	میٹرک ڈپلوما	غیر جریدی
2	مسٹر عبدالخالق	"	"	"
3	مسٹر غلام شبیر	"	"	"
4	مسٹر عبدالغفار	"	"	"
5	مسٹر حفیظ الرحمٰن	"	"	"
6	مسٹر سعید احمد	"	"	"
7	مسٹر عطا اللہ شاہ	"	"	"
8	مسٹر عبدالمجید	"	"	"
9	مسٹر گلزار احمد	"	"	"
10	مسٹر طاہر اقبال راے	"	"	"
11	مسٹر اللہ بخش	"	"	"
12	مسٹر سجادِ حسین	5	میٹرک	"
13	مسٹر غلام فرید	"	بی اے	"
14	مسٹر ہدایت عباس	"	"	"
15	مسٹر محمد خالد	"	میٹرک	"
16	مسٹر افتخار احمد	"	"	"
17	مسٹر اعجاز حسین	"	"	"
18	مسٹر امان اللہ خان	"	ایف اے	"
19	مسٹر فاضل حسین	"	میٹرک	"

20	مسٹر مجاہد حسین	"	"	"
21	مسٹر عبدالرشید	"	"	"
22	مسٹر محمد اسحاق	"	"	"
23	مسٹر محمد حسین	"	"	"
24	مسٹر منظور حسین	"	"	"
25	مسٹر خادم حسین	"	"	"
26	مسٹر محمد عمر جاوید	"	"	"
27	مسٹر عبدالخالق صدیقی	"	"	"
28	مسٹر عنایت اللہ	11	میٹرک ڈپلوما	"
29	مسٹر طالب حسین	"	"	"
30	مسٹر محمد ادریس	5	میٹرک	"
31	مسٹر عبدالرشید	4	L.T.V لائسنس	"
32	مسٹر محمد رمضان	"	"	"
33	مسٹر غلام شبیر	"	"	"
34	مسٹر عبدالرحمٰن	1	کوئی تعلیم نہیں	"

ایس ای بہاولپور

نمبر شمار	نام	بنیادی سکیل	تعلیمی قابلیت	جریدی یا غیر جریدی
1	حافظ عبدالغفور	5	میٹرک	غیر جریدی

تتمہ "ب"

جن کیسوں میں افراد کی تقرری (Relaxation of Rules) کے تحت کی گئی

نمبر شمار	نام	بنیادی سکیل	وجوہ
1	مسٹر اللہ بخش	11	گورنمنٹ کے ایماء پر
2	مسٹر محمد ظہیر	11	ایضاً
3	مسٹر فرحت علی	5	ایضاً
4	مسٹر عبدالغفور	5	ایضاً
5	مسٹر حامد محمود	11	ایضاً

سوال نمبر 2536

جواب

(الف) فہرست لف ہے۔

(ب) کسی ملازم کا (Relaxation of Rules) کے تحت مذکورہ آسامیوں پر تقرر نہیں کیا گیا۔

(ج) غیر جریدی آسامیوں پر تقرری پبلک سروس کمیشن کے زمرے میں نہیں آتی۔

(د) تقرریاں مطلوبہ معیار کے مطابق کی گئی ہیں۔

جواب (الف) مندرجہ ذیل غیر جریدی آسامیوں پر تقرریاں کی گئیں ہیں۔

سب انجینئر

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	محمد نواز	میٹرک - ڈپلوما آف ایسوسی ایٹ انجینئر
2	ناصر حسین راجہ	میٹرک بمعہ تین سالہ ڈپلومہ
3	آصف بشیر	ایضاً
4	عامر افضل	ایضاً
5	ندیم احمد	ایضاً
6	ملک حکیم خان	ایف اے بمعہ تین سالہ ڈپلومہ
7	محمد اکمل حیات	ایضاً
8	عرفان نسیم	میٹرک معہ تین سالہ ڈپلومہ
9	ظفر عباس	ایضاً
10	مسعود اختر	ایضاً
11	محمد انور خان	ایضاً
12	محمد ارشد ناز	ایضاً
13	ظہور احمد	ایضاً
14	مقبول احمد	ایضاً
15	حامد مسعود	ایضاً
16	محمد جاوید	ایضاً
17	نوید ضیاء	ایضاً
18	محمد منشا	ایضاً
19	محمد افضل	ایضاً
20	محمد امجد	ایضاً
21	محمد ماجد	ایضاً

ڈرافٹسمین

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	امجد فاروق	میٹرک بمعہ دو سالہ ڈپلومہ
2	ثناء اللہ	ایضاً
3	ظفر اقبال	ایضاً
4	محمد ارشد زبیر	میٹرک بمعہ تین سالہ ڈپلومہ
5	مختار احمد	ایضاً
6	بشیر احمد	ایضاً
7	جہانگیر احمد	میٹرک بمعہ دو سالہ ڈپلومہ

سٹینو گرافر

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	بلال احمد	بی اے بمعہ شارٹ ہینڈ
2	محمد سلیم	ایف اے بمعہ شارٹ ہینڈ
3	محمد احمد	میٹرک بمعہ شارٹ ہینڈ
4	مقصود احمد	میٹرک بمعہ شارٹ ہینڈ
5	رانا محمد تجمل	بی اے بمعہ شارٹ ہینڈ

جونیئر کلرک

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	اکرام الحق	میٹرک بمعہ ٹائپ
2	بشیر احمد	ایضاً
3	سید پیر شاہ	ایضاً

4	محمد ارشد	ایضاً
5	محمد افضل شاہ	ایضاً
6	منیر احمد	ایضاً
7	تاج محمد	ایف اے بمعہ ٹائپ
8	محمد سرور	ڈی کام بمعہ ٹائپ
9	نعیم اقبال	میٹرک ڈی کام بمعہ ٹائپ
10	محمد خالد	میٹرک بمعہ ٹائپ
11	محمد نادر	ایف اے بمعہ ٹائپ
12	نعیم حسین شاہ	ایضاً
13	محمد طارق	ایضاً
14	ناصر محمود	میٹرک بمعہ ٹائپ
15	محمد اشرف	ایضاً
16	جاوید اقبال	ایضاً
17	محمد انور	ایضاً
18	محمد امین	ایف اے بمعہ ٹائپ
19	ارشد محمود	میٹرک بمعہ ٹائپ
20	مظفر داؤد	ایضاً
21	ناصر احمد	ایضاً
22	محمد منیر	ایضاً
23	سرفراز حسین	ایضاً
24	عبدالغفور	ایضاً
25	عبدالحمید	ایضاً
26	ظہور حسین	ایضاً
27	مختار احمد	ایضاً
28	محمد جاوید	ایضاً
29	محمد نواز	ایضاً

30	محمد اشفاق	ایضاً
31	ظفر اقبال	ایضاً
32	محمد اکرم	ایضاً
33	محمد عزیز	ایضاً
34	محمد نعیم اکبر	ایضاً
35	محمد احسان	ایضاً
36	آصف محمود	ایضاً
37	طلعت محمود	ایف اے بمعہ ٹائپ
38	ذوالفقار علی	میٹرک بمعہ ٹائپ
39	طارق محمود	ایف اے بمعہ ٹائپ
40	محمد اصغر	ایف ایس سی بمعہ ٹائپ
41	طاہر احمد	میٹرک بمعہ ٹائپ
42	راحیل رؤف	ایضاً
43	محمد عثمان	ایضاً
44	جمعہ خان	ایضاً
45	محمد ارشد	ایضاً
46	امجد علی	ایضاً
47	ذوالفقار علی	ایضاً
48	محمد سعید	ایضاً
49	محمد طارق	ایضاً
50	میاں اشفاق علی شاہ	ایضاً
51	محمد امیر شاہ	ایضاً
52	عزیز الرحمٰن	ایضاً
53	محمد اشرف طاہر	ایضاً

ٹریسر

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	محمد حنیف	میٹرک کوالیفائیڈ ٹریسر
2	سمیع اللہ	ایضاً
3	طاہر اقبال	ایضاً
4	اسد اللہ خان	ایضاً
5	فاروق عزیز لودھی	ایضاً
6	کاشف ضیاء	ایضاً

فیرو پرنٹر

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	شہزادہ شکیل	میٹرک
2	محمد سلیمان	میٹرک
3	حافظ عبدالحمید (فیروخلاصی)	مڈل

چوکیدار

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	محمد اکرم	پرائمری
2	محمد آزاد	ایضاً
3	خادم حسین	ایضاً
4	عبدالعزیز	مڈل

5	بشیر احمد	ایضاً
6	عزیز اللہ	ایضاً
7	عبدالرؤف	پرائمری
8	محمد اکرم	ایضاً
9	محمد محبوب	ایضاً

نائب قاصدان

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	محمد اشرف	مڈل
2	محمد انصر	ایضاً
3	محمد یوسف	ایضاً
4	محمد جمیل	ایضاً
5	محمد گھانا خان	میٹرک
6	محمد احمد خان	مڈل
7	غلام مرتضیٰ	پرائمری
8	محمد رمضان	
9	محمد بلال	
10	دتہ مسیح	
11	غلام مرتضیٰ	
12	محمد بوٹا	
13	محمد اسلم	
14	نبی احمد عرف غلام نبی	
15	ابرار حسین شاہ	

16 محمد محبوب علی
17 محمد اسلم
18 محمد امجد

ڈرائیور

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	محمد اسلم	ایل ٹی وی لائسنس ہولڈرز
2	لطیف احمد	ایضاً
3	یار محمد	ایضاً
4	محمد سرور	ایضاً
5	محمد اسمٰعیل	ایضاً

دفتری

1 ریاض احمد
2 محمد یونس
3 محمد عبداللہ

مالی

1 غلام اکرم
2 خدا یار

خلاصی

1 محمد اسلم
2 حماد الرضا

ورک سپروائیزر

1 عتیق الرحمٰن میٹرک

مری اپیرومنٹ ٹرسٹ مری

جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

2536- جناب سرفراز نواز۔

اگست 1985ء کے بعد دفتر ہذا میں تین غیر جریدی آسامیوں پر تقرریاں کی گئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(الف) نام	تعلیمی قابلیت	عہدہ	ماہ تقرری
محمد نصیر احمد	پرائمری	نائب قاصد	ستمبر 85
محمد مہربان	انڈر میٹرک	چوکیدار	ستمبر 85
عابد حسین	پرائمری	چوکیدار	اکتوبر 85

(ب) کوئی بھی تقرری خلاف قاعدہ نہیں کی گئی۔

(ج) غیر جریدی آسامیاں ہونے کی وجہ سے پبلک سروس کمیشن کی ضرورت نہ تھی۔

(د) تمام تقرریاں میرٹ پر کی گئیں۔

اسمبلی سوال نمبر2536 جریدی اور غیرجریدی آسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

(الف) فہرست منسلکہ ہے۔

(ب) کوئی نہیں۔

(ج) لاگو نہیں۔

(د) جی ہاں۔ تمام تقرریاں تعلیمی معیار اور میرٹ پر کی گئیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

نمبر شمار	نام بمعہ ولدیت	عہدہ	تعلیم	عمر / تاریخ پیدائش	تاریخ تقرری	
1	الطاف حسین ولد محمد حسین	نائب قاصد	انڈر میٹرک	19 سال	29 اکتوبر 1985ء	
2	محمد حیات ولد حاجی احمد	ایضاً	ایضاً	24 سال	19 دسمبر 1985ء	
3	ظفر اقبال ولد عمر دین	چوکیدار	میٹرک	20-4-60	19 دسمبر 1985ء	عمر کی حد میں 8 ماہ 2 دن کی رعایت دی گئی ہے۔
4	منظور مسیح ولد دوست مسیح	خاکروب	ایضاً	29 سال	22 دسمبر 1986ء	

اسمبلی سوال نمبر 3081 صوبہ کی رہائشی سکیموں میں یکم مارچ 1985ء تا 30 جون 1987ء سرکاری پلاٹ جو اس عرصہ میں الاٹ ہوئے۔

نمبر شمار	نام الاٹی	تاریخ الاٹمنٹ	رقبہ	کیفیت
	لاہور ٹاؤن شپ سکیم			
1	جمیل احمد	1-9-86	ساڑھے چار مرلہ	
2	چودھری محمد اسلم	ایضاً	ایضاً	
3	انور حسین	ایضاً	ایضاً	
4	شمیم بیگم	ایضاً	ایضاً	
5	مشتاق احمد	ایضاً	ایضاً	
6	علی اصغر کاظمی	ایضاً	ایضاً	
7	محمد رزاق	ایضاً	ایضاً	
8	شاہد شاہ	ایضاً	ایضاً	
9	گوہر نثار	ایضاً	ایضاً	
10	مسماۃ بلقیس	ایضاً	ایضاً	
11	معراج بیگم	ایضاً	ایضاً	
12	محمد اقبال	ایضاً	ایضاً	
13	صغراں بی بی	ایضاً	ایضاً	
14	محبوب عالم	ایضاً	ایضاً	
15	عبدالحسین	ایضاً	ایضاً	
16	سلمٰی بیگم	ایضاً	ایضاً	
17	عابدہ پروین	ایضاً	ایضاً	
18	فیاض احمد	ایضاً	ایضاً	

19	محمد صادق	ایضاً	ساڑھے چار مرلہ
20	محمد اشرف	ایضاً	ایضاً
21	گلزار خان	ایضاً	ایضاً
22	حضرت بی بی	ایضاً	ایضاً
23	طاہر حسین	ایضاً	ایضاً
24	نسیم احمد	ایضاً	ایضاً
25	خانی زمان	ایضاً	ایضاً
26	چودھری محمد اعظم	ایضاً	ایضاً
27	محمد صدیق	18-5-86	ایضاً
28	ایم عزیز عباسی	20-11-86	ایضاً
29	عبدالرحمٰن بھٹی	31-8-86	ایضاً
30	ڈبلیو ای آسٹن	14-9-86	ایضاً
31	عبدالباسط	13-7-86	ایضاً
32	مسماۃ جنت بی بی	22-4-86	ایضاً
33	اعجاز احمد	29-6-86	ایضاً
34	بیگم نصرت شاہین	23-6-86	ایضاً
35	الحاج نادان اکرم	25-6-86	ایضاً
36	محمد یوسف	20-5-86	ایضاً
37	سرداراں بی بی	11-6-86	ایضاً
38	شمیم اختر	17-4-86	ایضاً
39	محمد صابر	10-7-86	ایضاً
40	سلمٰی رضا	3-6-86	ایضاً
41	بشیر احمد	7-4-86	ایضاً
42	شفیق بی بی	24-5-86	ایضاً

43	محمد رحمت اللہ	22-5-86	ساڑھے چار مرلہ
44	حاجراں بی بی	20-5-86	ایضاً
45	نمیدہ بیگم	20-5-86	ایضاً
46	بشیراں بی بی	1-4-86	ایضاً
47	سیدہ بیگم بیوہ محمد یوسف	1-4-86	ایضاً
48	جمیل احمد	2-5-87	ایضاً
49	مسماۃ زرینہ ریاض	2-3-87	ایضاً
50	زاہدہ بیگم زوجہ محمد اکرم	2-3-87	ایضاً
51	مسماۃ مریم بانو	2-3-87	ایضاً
52	محمودہ خانم	2-3-87	ایضاً
53	جمیلہ	2-3-87	ایضاً
54	جاوید ممتاز	28-4-87	ایضاً
55	محمد اخلاق ولد محمد اشرف	28-4-87	ایضاً
56	جاوید مختار ولد محمد مختار	28-4-87	ایضاً
57	زار خان	28-4-87	ایضاً
58	محمد اکرام ولد کریم بخش	27-4-87	ایضاً
59	شاہ محمد	25-2-87	ایضاً
60	جاوید سعید	28-4-87	ایضاً
61	ارشاد بیگم	27-4-87	ایضاً
62	سید جاوید حسن	27-4-87	ایضاً
63	سراج دیوانہ	3-1-87	ایضاً
64	خواجہ ندیم ولد سعید احمد	27-4-87	ایضاً
65	بلال احمد	9-4-87	ایضاً
66	شوکت علی ولد سردار علی	8-3-87	ایضاً

67	نصرت بانو زوجہ منور حسین	31-3-87	ایضاً
68	ممتاز بیگم بیوہ محمد اعظم	23-4-87	ایضاً
69	غلام بشیر ولد علی محمد	8-3-87	ایضاً
70	حسن ناز زوجہ غلام محمد	28-4-87	ایضاً
71	مسماۃ طاہرہ پرویز	27-4-87	ایضاً
72	شریفاں بی بی بیوہ بشیر حسن	15-3-87	ایضاً
73	سردار مسیح	23-12-85	ایضاً
74	نیاز احمد	29-12-85	ایضاً
75	انوار الحق	29-12-85	ایضاً
76	نصیر احمد	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x تین مرلہ
77	عبداللہ	29-12-85	ایضاً
78	عبدالکریم	29-12-85	ایضاً
79	محمد عارف	29-12-85	ایضاً
80	محمد اشفاق	29-12-85	ایضاً
81	نور محمد	29-12-85	ایضاً
82	ممتاز حسن	29-12-85	ایضاً
83	عزیز مسیح	29-12-85	ایضاً
84	خلیل الرحمٰن	29-12-85	ایضاً
85	حامد سبحانی	29-12-85	ایضاً
86	محمد نذیر	28-12-85	ایضاً
87	محمد بشیر	28-12-85	ایضاً
88	ضیاء اللہ خان	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو مرلہ
89	محمد شریف	28-12-85	ایضاً
90	جان محمد خان	25-12-85	ایضاً

91	بشیر احمد	29-12-85	ایضاً
92	فضل الٰہی	25-11-85	ساڑھے چار مرلہ
93	سراج دین	25-11-85	ایضاً
94	خدا بخش مسیح	25-11-85	ایضاً
95	شاہ نواز خان	29-12-85	ایضاً
96	نذیر حسین	29-12-85	ایضاً
97	سردار محمد	25-11-85	ایضاً
98	کشمیرا مسیح	25-11-85	ایضاً
99	عنایت اللہ	29-12-85	ایضاً
100	غلام قادر	29-12-85	ایضاً
101	محمد اسلم	29-12-85	ایضاً
102	عنایت اللہ	29-12-85	ایضاً
103	محمد صدیق	28-12-85	ایضاً
104	غلام رسول	29-12-85	ایضاً
105	غلام فرید	29-12-85	ایضاً
106	محمد یونس	29-12-85	ایضاً
107	خوشی محمد	29-12-85	ایضاً
108	محمد ریاض	29-12-85	ایضاً
109	علم دین	2-12-85	ایضاً
110	محمد انور	29-12-85	ایضاً
111	شیر خان	29-12-85	ایضاً
112	عبدالعزیز	25-11-85	ایضاً
113	محمد شفیع	25-11-85	ایضاً
114	محمد شفیق	29-12-85	ایضاً

115	عبدالغنی	26-12-85	ایضاً
116	اللہ یار	29-12-85	ایضاً
117	غلام نبی	21-12-85	ایضاً
118	محمد حسین	25-11-85	ایضاً
119	زبیدہ خانم	16-12-85	ایضاً
120	شمع پروین	8-9-85	ایضاً
121	یار محمد	25-11-85	ایضاً
122	محمد علی	28-11-85	ایضاً
123	ملک فتح محمد	28-11-85	ساڑھے چار مرلہ x دو مرلہ
124	نذیراں بی بی	25-11-85	ایضاً
125	محمد یٰسین	25-11-85	ایضاً
126	زریں خان	25-11-85	ساڑھے چار مرلہ
127	حمیدہ مسیح	25-11-85	ایضاً
128	عبدالقادر	25-11-85	ایضاً
129	عبدالعزیز	25-11-85	ایضاً
130	علی اکبر	25-11-85	ایضاً
131	عبدالحمید	25-11-85	ایضاً
132	غلام حسین	25-11-85	ایضاً
133	الفت خان	25-11-85	ایضاً
134	کریم بخش	25-11-85	ایضاً
135	زبیدہ اکرام	25-11-85	ایضاً
136	محمد شریف	25-11-85	ایضاً
137	خوشی محمد	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو مرلہ
138	مختار بانو	27-12-85	ایضاً

139	احسان الٰہی	27-12-85	ایضاً
140	محمد اسلم	25-12-85	ایضاً
141	محمد فیاض	29-12-85	ایضاً
142	محمد بشیر	29-12-85	ایضاً
143	شوکت علی	29-12-85	ایضاً
144	محمد بشیر	29-12-85	ایضاً
145	جان محمد	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ
146	ریاض محمد	28-12-85	ایضاً
147	معین الدین	23-12-85	ایضاً
148	خورشید بیگم	23-12-85	ایضاً
149	زہرہ بیگم	23-12-85	ایضاً
150	رب نواز	28-12-85	ایضاً
151	عابدہ صدیقہ	28-12-85	ایضاً
152	عاشق حسین شاہ	28-12-85	ایضاً
153	محمد امین	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو مرلہ
154	صوبہ خان	29-12-85	ایضاً
155	محمد حیات	28-12-85	ایضاً
156	گلزار احمد شاہ	28-12-85	ایضاً
157	امتیاز قادر	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ
158	عزیز دین	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو مرلہ
159	علی محمد	29-12-85	ایضاً
160	صغیر احمد	29 -12-85	ایضاً
161	محمد اسمٰعیل	17-12-85	ساڑھے چار مرلہ
162	عبدالرشید	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو مرلہ

163	بلقیس خانم	10-11-85	ایضاً
164	خورشید بیگم	29-12-85	ایضاً
165	ذوالفقار علی	29-12-85	ایضاً
166	مقبول حسین	21-12-85	ساڑھے چار مرلہ x تین مرلہ
167	عبدالحمید	29-12-85	ایضاً
168	منظور احمد	29-12-85	ایضاً
169	ظفر اقبال	29-12-85	ایضاً
170	عیسیٰ خان	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ
171	مرزا طارق بیگ	3-9-85	ایضاً
172	محمد مالک	24-11-85	ایضاً
173	خالد بیگ	3-9-85	ساڑھے چار مرلہ x دو مرلہ
174	غلام صغراں	3-9-85	ایضاً
175	شاہد پرویز	3-9-85	ایضاً
176	سلیم اکرم	3-9-85	ایضاً
177	انوار علی	3-9-85	ایضاً
178	لیاقت علی	15-9-85	ایضاً
179	محمد شفیع	2-10-85	ایضاً
180	خالد محمود	22-10-85	ایضاً
181	افتخار حسین	3-9-85	ایضاً
182	خادم علی	3-9-85	ایضاً
183	رفیق احمد	3-9-85	ایضاً
184	منظور قدس	3-9-85	ایضاً
185	خورشید احمد	3-9-85	ایضاً
186	غلام نبی	20-12-85	ایضاً

187	عابد علی شاہ	20-8-85	ایضاً
188	عبدالوحید	20-8-85	ایضاً
189	مہر حسین	28-12-85	ایضاً
190	امانت علی	29-12-85	ایضاً
191	لال حسین شاہ	29-12-85	ایضاً
192	رحمت خان	29-12-85	ایضاً
193	اخلاق علی خان	29-12-85	ایضاً
194	غلام رسول	28-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو مرلہ
195	طالب حسین	29-12-85	ایضاً
196	سیدہ عبدالرحمٰن	29-12-85	ایضاً
197	فضل الٰہی	29-12-85	ایضاً
198	رکن الدین	25-11-85	ایضاً
199	غلام مصطفیٰ	29-12-85	ایضاً
200	مبارک علی	29-12-85	ایضاً
201	محمد یوسف	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ
202	عبدالغفور	29-12-85	ایضاً
203	محمد شریف شاہ	29-12-85	ایضاً
204	مسماۃ رحمت نور	8-9-85	ایضاً
205	اللہ دتہ گل	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x تین
206	محمد بشیر	29-12-85	ایضاً
207	شریف خاتون	3-11-85	ایضاً
208	کنیز بیگم	15-12-85	ایضاً
209	ظفر السلام	28-12-85	ایضاً
210	خادم حسین	29-12-85	ایضاً

211	خدا بخش	25-12-85	ایضاً
212	شیخ محبوب عالم	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x تین
213	سرداراں بی بی	29-12-85	ایضاً
214	قاری الحسن ندوی	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو
215	محمد شریف	4-9-85	ایضاً
216	ستائش نیلم	29-12-85	ایضاً
217	محمد علی	20-10-85	ایضاً
218	رحمت علی شاہ	29-12-85	ایضاً
219	سردار بیگم	26-12-85	ساڑھے چار مرلہ
220	محمد یٰسین	3-12-85	ایضاً
221	لیاقت علی	17-12-85	ایضاً
222	جمیلہ بیگم	17-12-85	ایضاً
223	اصغر علی	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو
224	مقبول خان	29-12-85	ایضاً
225	محمد اسحاق	29-12-85	ایضاً
226	چودھری مشتاق	29-12-85	ایضاً
227	شیر احمد	29-12-85	ایضاً
228	شیر احمد	29-12-85	ایضاً
229	اعجاز احمد بھٹی	29-12-85	ایضاً
230	اصغر علی شاہ	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x تین
231	اشفاق حسین بخاری	29-12-85	دس مرلہ
232	محمد اصغر	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ
233	ڈاکٹر اریں یونس	29-12-85	ایضاً
234	سید محمد اشرف	29-12-85	ایضاً

235	محمد اسلم	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو
236	غلام مصطفیٰ	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ
237	شوکت مسیح	29-12-85	ایضاً
238	محمد شاہد	29-12-85	ایضاً
239	محمد اکرم	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ x دو
240	نسیم اختر	29-12-85	ساڑھے چار مرلہ
241	سردار بیگم	26-12-85	ایضاً
242	محمد سلیم	21-7-85	دس مرلہ
243	محمد اظہر الحسن	21-7-85	ایضاً
244	انعام الحق	16-7-85	ایضاً
245	جمیلہ	5-7-85	ایضاً
246	مسماۃ نسیم اختر	12-7-85	ایضاً
247	اختر بیگم	21-7-85	ایضاً
248	تبسم صاحب	7-5-85	ساڑھے چار مرلہ
249	نسیم بیگ	21-7-85	ایضاً
250	غلام سرور	3-4-85	ایضاً
251	ذوالفقار احمد	22-7-85	ایضاً
252	گلاب شاہ	24-4-85	ایضاً
253	محمد فاروق	24-9-85	ایضاً
254	رضیہ	24-4-85	ایضاً
255	سید اختر	14-5-85	ایضاً
256	فرزند علی	3-4-85	ایضاً
257	ارشاد حسین علی	28-3-85	ایضاً
258	مسماۃ شمیم بیگم	8-7-85	ایضاً

259	اکبر حسن	4-7-85	ایضاً
260	حضرت شاہ	28-7-85	ایضاً
261	محمد انور	24-8-85	ایضاً
262	نعیم محمد	27-8-85	ایضاً
263	عبدالوحید	28-8-85	ایضاً
264	محمد شریف	29-8-85	ایضاً

گوجرانوالہ ADS

265	مسز یاسمین خالد زوجہ خالد محمود خان	4-12-85	ایک کنال
266	غلام نبی ولد نواب الدین	26-12-85	ایضاً
267	عامر فاروق خان ولد محمد فاروق خان	27-12-85	ایضاً
268	مسماۃ پروین اختر زوجہ محمد خان	27-12-85	ایضاً
269	ایضاً	27-12-85	ایضاً
270	مسماۃ شائستہ مریم خان دختر محمد فاروق خان	28-12-85	ایضاً
271	مسماۃ شاہد انور خان زوجہ محمد انور خان	29-12-85	ایضاً
272	عرفان خان ولد مقبول حسن	28-12-85	ایضاً
273	مسماۃ نسرین اختر زوجہ جمیل اللہ خان	28-12-85	ایضاً

274	مسٹر احمد نسیم ولد چودھری فضل احمد	28-12-85	ایضاً
275	مسز مختار بیگم زوجہ صغیر حسن	28-12-85	ایضاً
276	عبدالحمید انصاری ولد رحمت اللہ انصاری	26-12-85	پانچ مرلہ
277	شیخ محمد رمضان ڈرائیور ولد شیخ کریم الدین	28-12-85	ایضاً
278	حوالدار ایم ٹی محمد ریاض ولد میاں شیر عالم	29-12-85	ایضاً
279	حوالدار ایم ٹی محمد الیاس ولد بشیر احمد	29-12-85	ایضاً
280	نائیک عبدالرحمٰن ولد گوڈر خان	29-12-85	ایضاً
281	حوالدار ایم ٹی محمد ظہور ولد عبدالعزیز	29-12-85	دس مرلہ
282	نائب صوبیدار محمد اسحاق ولد یعقوب بیگ	29-12-85	ایضاً
283	سید منتظر مہدی ولد سید نذیر حسین	30-9-85	ایک کنال
284	راجہ عبداللطیف ولد محمد اعظم	28-9-86	ایضاً
285	مسٹر طیب منظور احمد ولد مختار احمد	30-9-86	پانچ مرلہ

286	مسٹر نور ولد قطب الدین	3-2-87	ایک کنال

شیخوپورہ A-D-S

287	جاوید مسعود	9-2-86	ایک کنال
288	مسماۃ عظمیٰ جاوید	9-2-86	ایضاً
289	مسٹر عمر خان	9-2-86	ایضاً
290	چودھری محمد یعقوب	6-4-87	ایضاً
291	مسٹر نذیر احمد	17-12-85	سات مرلہ
292	محمد بوٹا	8-10-86	پانچ مرلہ
293	محمد اشرف	25-1-86	ایضاً

اے ڈی ایس راولپنڈی

نمبر شمار	نام الاٹی	تاریخ الاٹمنٹ	رقبہ K-M-Sq. Ft.	کیفیت
1	ولی احمد ملک	29-12-85	1-0-0	
2	مسرت شاہین	29-12-85	1-0-0	
3	منور خان	29-12-85	1-0-0	
4	بریگیڈیر سید کمال شاہ	29-12-85	1-0-0	
5	امین الاسلام	27-12-85	1-0-0	
6	مسماۃ پروین اختر	27-12-85	1-0-0	
7	شوکت محمد خان	29-12-85	0-3-0	
8	سکندر خان	29-12-85	0-3-0	
9	محمد صدیق	29-12-85	0-3-0	
10	راجہ عتیق سرور	3-11-86	1-0-0	

11	وسیم سرور	3-11-86	1-0-0
12	لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ کبیر احمد 14-P-A	3-9-86	1-0-0
13	مسماۃ ماہ رخ	8-6-87	1-0-0
14	مسماۃ نعیمہ بیگم	8-6-87	1-0-0

اے ڈی ایس ٹیکسیلا

15	مسماۃ تور بھری	29-12-85	1-0-0
16	بخشش الٰہی	12-6-86	0-3-0

اے ڈی ایس حسن ابدال

17	مشتاق احمد راجہ	29-12-85	0-10-0
18	ایم اے رشید	29-12-85	0-10-0
19	بلال سبحانی	29-12-85	0-7-0
20	غلام رسول	29-12-85	0-7-0
21	حاجی حبیب الرحمٰن	29-12-85	0-5-0
22	حاجی محمد یعقوب	29-12-85	0-5-0
23	نذیر احمد	29-12-85	0-3-0
24	محمد رشید	29-12-85	0-3-0
25	محمد اشرف	29-12-85	0-3-0

اے ڈی ایس اٹک

26	محمد حسین	26-5-85	0-7-0
27	محمد زمان	29-12-85	0-3-0
28	فیض محمد	29-12-85	0-3-0
29	محمد مہتاب	29-12-85	0-3-0

30	عبدالکریم	29-12-85	0-3-0
31	محمد نذیر خان	29-12-85	0-3-0
32	پرویز	29-12-85	0-3-0
33	حضرت دین	29-12-85	0-3-0
34	محمد افضل	29-12-85	0-3-0
35	مسماۃ نور بھری	10-3-87	0-3-0

اے ڈی ایس گوجر خان

36	محمد تاج	29-12-85	0-10-0
37	صفدر حسین	29-12-85	0-10-0
38	نائب صوبیدار مظہر حسین	28-10-85	0-10-0
39	صفی اللہ خان	24-11-85	0-10-0
40	مسماۃ بخت بانو	28-12-85	0-5-0
41	مسماۃ شمشاد بیگم	28-12-85	0-5-0
42	نائب صوبیدار مطلوب حسین	21-12-85	0-5-0
43	حسن محمد	27-12-85	0-5-0
44	افضل محمود	5-10-86	0-5-0
45	صادق حسین	19-7-87	0-5-0
46	نذیر حسین	19-7-85	0-5-0

ہاؤسنگ سکیم جہلم نمبر1

47	چودھری لال خان ولد نظام الدین		0-10-0
48	مسماۃ زبید. بیگم بیوہ محمد سلیم		1-0-0

49	مسماۃ فتح بیگم بیوہ کریم داد		1-0-0	

اے ڈی ایس تلہ گنگ

50	محمد اقبال مسرت ولد محمد رمضان		0-10-0	
51	مسٹر خورشید احمد ولد بہادر خان		0-10-0	(5+5 مرلہ)

اے ڈی ایس سمندری -I

	مسٹر محمد حنیف ولد علی محمد	29-12-85	0-5-0	
2	مسٹر محمد حسین ولد نواب دین	29-12-85	0-5-0	
3	مسٹر محمد شفیع ولد فضل دین	29-12-85	0-7-0	ساڑھے تین x دو
4	مسماۃ رضیہ بی بی دختر اخلاص خان	22-1-87	0-10-0	
5	مسٹر عبدالخالق ولد راجہ خان	22-1-87	0-7-0	ساڑھے تین x دو
6	مسٹر عدالت خان ولد راجہ خان	22-1-87	0-7-0	ساڑھے تین x دو
7	مسماۃ مختار بیگم ولد راجہ خان	15-3-87	0-7-0	ساڑھے تین x دو
8	مسٹر امجد علی	15-3-87	0-7-0	ساڑھے تین x دو

	ولد فرزند علی			
9	مسٹر جوایا مسلم شیخ	16-8-87	ساڑھے تین مرلہ	
10	مسٹر اللہ دتہ	16-8-87	ساڑھے تین مرلہ	
	ولد شمیر مسلم شیخ			
11	مسماۃ رحمت بی بی	16-8-87	ساڑھے تین مرلہ	
	دختر بشیر احمد			
	غلام محمد آباد کالونی			
12	محمد یعقوب	29-12-85	1-0-0	
	ولد نور محمد			
13	عبداللطیف	29-12-85	0-10-0	
	ولد نواب دین			
14	خورشید بی بی	3-12-85	0-5-0	
	بیوہ غلام محمد			
	اے ڈی ایس سرگودھا			
15	مسماۃ راجن بانو	22-12-85	0-10-0	
16	حاجی محمد خان	29-12-85	0-10-0	(2 نمبر) ٹرانسفر مسماۃ ساجدہ بیگم مورخہ 9/86
17	رانا محمد رفیق	29-12-85	0-10-0	
18	مسٹر معشوق جیلانی	29-12-85	0-10-0	(2 نمبر)
19	مسٹر غضنفر علی	29-12-85	0-10-0	
20	مسٹر Pjo. 165395	28-12-85	0-10-0	
	خطیب مشتاق رسول			
21	محمد اقبال جعفری	29-12-85	0-6-0	

22	مسٹر غلام مصطفیٰ	29-12-85	0-6-0
23	مسٹر محمد اکرم	26-12-85	0-6-0
24	حاجی محمد نواز	29-12-85	3 x 0-6-0
25	جاوید اعظم	29-12-85	2 x 0-6-0
26	این کے۔ایم ٹی۔خان زمان	29-12-85	2 x 0-6-0
27	محمد اسلم	3-12-85	0-5-0
28	مسماۃ نور باری	27-12-85	0-5-0
29	مسماۃ نصرت بتول	16-11-85	0-5-0
30	محمد نواز	20-10-86	5 x 0-3-0
31	مسماۃ بلقیس بانو	25-7-85	0-3-0
32	فاطمہ بی بی	16-11-85	0-3-0
33	محمد عنایت	21-8-85	0-3-0
34	عبدالرحمٰن	21-8-85	0-3-0
35	محمد اکرم	25-7-85	0-3-0
36	اللہ رویا	25-7-85	0-3-0
37	غلام حسین	10-3-87	0-3-0
38	گل نواز	16-4-87	0-3-0
39	محمد صادق	22-6-87	0-3-0
40	محمد ممتاز ولد غلام محمد	20-11-86	1-0-0
	سکیم کلور کوٹ		
41	مسٹر عزیز احمد ملک	18-11-86	1-0-0

سکیم میانوالی

42	مسٹر امیر ہاتم ولد شیخ عبدالعلیم	20-10-86	1-0-0	
43	الف۔ غلام رسول ریٹائرڈ پی ٹی آئی ولد غلام نبی	29-12-85	2 x 0-5-0	
	ب۔ ایضاً	29-12-85	1-0-0	

لیاقت آباد منڈی ٹاؤن

	ج۔ ایضاً	30-12-85	1-0-0	

سکیم میانوالی

44	ملک ذوالفقار علی	31-3-87	0-10-0	(2 x 5)
45	ملک فیض احمد جویا	30-6-87	0-10-0	

سکیم ٹوبہ ٹیک سنگھ -I

46	صغراں بی بی بیوہ محمد سرور	18-6-85	0-ساڑھے تین	
47	اسلم بی بی دختر عبدالعزیز	22-10-87	0-ساڑھے تین	
48	قاری محمد نعیم ولد نسیم احمد	15-7-86	0-0-ڈیڑھ	
49	محمد صدیق ولد نیک محمد	3-2-87	0-ساڑھے تین	
50	نصیراں بی بی زوجہ محمد الیاس	14-7-87	0-7-0	

سکیم کمالیہ

51	محمد یونس ولد اللہ رکھا	24-11-85	0-5-0

سکیم جھنگ

52	محمد انور لانگ ولد میاں صالح محمد	29-12-85	0-10-0
53	صابر علی ولد تاج دین	29-12-85	0-10-0
54	ناصر اقبال ورک	29-12-85	0-10-0
55	محمد فاروق احمد ولد محمد صدیق	29-12-85	0-7-0
56	شمس رانی بیوہ الطاف حسین	16-12-85	0-5-0
57	محمد بخش ولد احمد بخش	25-4-85	0-5-0
58	عبدالکریم ولد محمد اسحاق	30-7-85	0-3-0
59	غلام رسول ولد غلام قادر	30-6-86	0-10-0
60	مسرت جبیں زوجہ محمد جاوید	28-9-86	0-10-0
61	نصرت حسین زوجہ محمد شعیب	28-9-86	0-10-0
62	ثروت حسین زوجہ صبغت اللہ	28-9-86	0-10-0

63	غلام بی بی بیوہ محمد اسلم	28-9-86	0-10-0	
64	غلام سرور ولد محمد ابراہیم	10-8-86	0-5-0	
65	محمود حسین ولد محمد صادق	24-6-87	0-3-0	
66	سلطان محمود ولد محمد بخش	20-12-86	0-3-0	
	سکیم شورکوٹ			
67	مبارک حسین گل شاہ ولد اللہ دتہ	16-10-86	0-5-0	
	منڈی ٹاؤن جوہر آباد			
68	مسماۃ بشارت سلطانہ اعوان	30-9-86	1-H (Bungalow)	
69	سردار مہتاب محمد خان ولد سردار عطا محمد	9-2-87	20-L (Bungalow)	
70	میجر محمد طاہر مختار ولد مختار احمد	25-11-87	75-G Quarter	
71	مسٹر اختر حیات ولد دوست محمد	28-1-87	1-0-0	
72	میسرز احمد پیپر	5-5-87	11-0-0	پلاٹ نمبر45 H.F.A
73	میجر جنرل ریٹائرڈ عطا محمد	5-5-87	9-0-0	پلاٹ نمبر48 H.F.A
74	میسرز کنگ کیمیکل انڈسٹریز فیصل آباد	5-7-87	8-0-0	پلاٹ نمبر52 H.F.A

75	عمر عطا بندیال	3-9-86	0-0- ساڑھے نو	پلاٹ نمبر B-11

اے ڈی ایس جوہر آباد

76	ظل محمد ولد احمد بخش	18/22-6-87	0-5-0	

اے ڈی ایس خوشاب

77	مسماۃ زینب خاتون بیوہ طارق مسعود	10-3-87	0-5-0	
78	حوالدار - ایم ٹی احمد شبیر ولد کریم بخش	1-3-85 to 31-12-85	0-10-0	

اے ڈی ایس جوہر آباد I

79	نائیک کلرک محمد اسلم اعوان ولد نور خان	1-3-85 to 31-12-85	0-7-0	
80	سجاد حسین ولد ستار علی	1-3-85 to 31-12-85	0-7-0	
81	احمد عاشق خان ولد لفٹیننٹ کرنل احمد اقبال خان (ریٹائرڈ)	1-3-85 to 31-12-85	0-10-0	
82	مسماۃ شگفتہ خانم بیوہ چودھری اصغر علی	1-3-85 to 31-12-85	0-5-0	

منڈی ٹاؤن جوہر آباد

83	حاجی صابر حسین ولد چونتہ خان	1-3-85 to 31-12-85	2-0-0	(2-L-Type)
84	ایم غلام مصطفیٰ	1-3-85 to	2-0-0	(3-L-Type)

	ولد محمد لطیف	31-12-85		
	اے - ڈی - ایس جوہر آباد۔ II			
85	مسماۃ بشارت اعوان	1-3-85 to 31-12-85	1-0-0	
86	حوالدار کلرک علی محمد	1-3-85 to 31-12-85	0-10-0	
87	محمد نواز	1-3-85 to 31-12-85	0-10-0	
88	صابر حسین ولد غلام قادر	1-3-85 to 31-12-85	0-10-0	
	منڈی ٹاؤن جوہر آباد			
89	مسماۃ بشارت سلطانہ اعوان	1-1-86 to 30-9-86	0-0-ڈیڑھ ایکڑ	I-H-Type
90	عمر عطا بندیال		0-0- ساڑھے نو	II/B

کوائف الاٹمنٹ بابت اسمبلی سوال نمبر3081

نمبر شمار	نام الاٹی	تاریخ الاٹمنٹ	رقبہ	کیفیت
	(بہاولپور سرکل) بہاولپور نمبرIII			
1	عبدالرحمٰن	25-7-85	1-0-53	
2	کرنل ریٹائرڈ اشفاق احمد چیمہ	15-10-85	1-0-53	
3	محمد سلیم اعجاز ڈپٹی ڈائریکٹر	28-9-85	1-0-53	
4	ایس محمود اکبر شاہ چیئرمین	6-1-86	1-0-53	
5	جاوید اختر	15-1-86	1-0-53	
6	مسماۃ نفیس اختر	15-6-86	0-10-78	
7	میاں عبدالحق	10-4-85	0-10-78	
8	مسز ممتاز رسول	10-11-85	0-10-78	
9	غلام رسول بلوچ	12-11-85	0-10-78	
10	رسول خان ڈویژنل انجنیئر	16-12-85	0-7-19	
11	شبیر سمین	18-11-85	0-5-39	
12	قاری محمد یوسف	11-4-85	0-5-39	
13	محمد اکمل ایڈیٹر	15-10-85	0-5-39	
14	غلام صفدر ایڈیٹر	16-12-85	0-5-39	
15	سید ذیشان حیدر	15-1-86	0-5-39	
16	سید ذیشان حیدر	15-1-86	0-5-39	
17	سردار عاشق حسین گوپنگ	23-4-86	1-0-55	
18	لالا مہر لعل بھیل	2-8-86	0-7-19	
19	ایم - ظفر قریشی سول جج	2-8-86	0-7-19	
20	محمد سلیم	7-7-86	0-7-19	
21	غلام فرید	10-7-86	0-7-19	

22	خالد محمود	10-7-86	0-7-19
	ولد ممتاز احمد جویا ایم این اے		
23	الطاف احمد	10-7-86	0-7-19
	ولد محمد صدیق		
24	راؤ عبدالخالق	22-6-86	0-7-19
25	گلزار احمد لیبرز	2-10-86	0-5-39
26	مسماۃ فرخندہ	2-10-86	0-5-39
27	سید زاہد حسین	2-10-86	0-5-39
28	میمونہ طاہرہ	15-3-87	1-0-0
29	پیام الاسلام	30-3-87	1-0-0
30	بیگم سلیمہ بی بی	10-6-87	1-0-0
	زوجہ محمد صدیق ایم پی اے		
	ڈی ایچ سی بہاولنگر		
31	محمد شفیع	17-12-86	1-0-0
	ولد خیردین		
32	باقر حسین رضوی	9-3-87	0-7-0
	ولد مولوی حیات علی		
33	مسٹر محمد اسلم	25-5-87	0-7-0
	ولد علی محمد		
34	مسٹر محمد اسلم	25-5-87	0-5-0
	ولد غلام قادر		
	ہارون آباد سکیم		
35	مسٹر اصغر علی	31-8-86	0-5-0
	ولد اکبر علی		

ڈی ایچ سی رحیم یار خان۔ سکیم رحیم یار خان نمبرII

36	مسماۃ طاہرہ جبیں	4-9-86	0-5-0	
	خان پور سکیم			
37	کیپٹن صادق علی ولد صوبیدار محمد خان	10-3-85	1-0-0	
38	مسماۃ نظام بی بی بیوہ رسول بخش	31-7-86	0-5-0	
39	مسماۃ سرور خاتون بیوہ محمد دین	26-11-86	3 x 0-5-0	پلاٹ نمبر50، 51 اور 32/BN

لوائکم ہاؤسنگ سکیم ملتان۔ ملتان سرکل

1	فریدہ نسرین 21/6 گل گشت کالونی ملتان	2-8-1986	10 مرلہ	
2	شجاع احمد ولد قمرودین مکان نمبر1469/3 ملتان	2-8-1986	10 مرلہ	
3	قمر عباس ولد بخش مکان نمبر625/6 جوڑی سرائے ملتان	2-8-1986	10 مرلہ	
4	چن پیر شاہ ولد محبوب عالم 349/F پاک پتن ساہیوال	27-9-1986	10 مرلہ	
5	محمد تصور سکنہ 21/8 گل گشت کالونی ملتان	30-9-1986	10 مرلہ	
6	محمد قدیر ولد خیر امیر 921/5 ملتان شہر	30-9-1986	10 مرلہ	
7	خالد محمود ولد نور محمد پاک عرب کھاد فیکٹری ملتان	30-1-1986	10 مرلہ	

8 راجہ عبدالطیف ولد محمد اعظم 13-10-1986 10 مرلہ (2 پلاٹ) = 20 مرلہ
642 سٹون ویلج راولپنڈی

9 رحمت علی المعرف لدھا 27-10-1986 10 مرلہ
ولد محمد صدیق اتفاق پور ملتان

10 مسماۃ تسنیم بیگم 18-11-1986 10 مرلہ
حسن پروانہ کالونی ملتان

11 راؤ محمد امین ولد محمد حنیف 19-11-1986 10 مرلہ
معرفت صلاح الدین ڈوگر ملتان

12 مسماۃ قربشاں بیوہ شاہ محمد 3-12-1986 7 مرلہ
458/5 گلی چوڑی والی ملتان

13 عبدالخالق ولد محمد اسحاق 22-6-1986 5 مرلہ
605/2 لوہاری گیٹ ملتان

14 عزیز الدین ولد علم دین 22-6-1986 5 مرلہ
سکنہ 865/5 ملتان

15 محمد صادق ولد عبدالسلام 22-6-1986 5 مرلہ
3704/32 حسن پروانہ کالونی ملتان

16. غلام رسول ولد غلام سرور 8-11-1986 5 مرلہ
معرفت صلاح الدین ڈوگر ایم پی اے ملتان

17 راؤ محمد عالم ولد راؤ محمد شفیع 19-11-1986 5 مرلہ
مکان نمبر 1112 شفیع سٹریٹ نزد ملتان پورٹ ملتان

18 محمد شفیع ولد محمد طفیل 20-11-1986 5 مرلہ
اندرون بوہر گیٹ ملتان

19 محمد خالد شاہ ولد 20-11-1986 5 مرلہ
غلام حسین شاہ نمبر 1078 گلی نمبر 9 ذکریا کالونی ملتان کینٹ

20 ایوب احمد قریشی 3-12-1986 5 مرلہ (دو پلاٹ)
معرفت نواز احمد 858/2 بنوں کا چھپر ملتان

21 مقبول احمد قریشی 3-12-1986 5 مرلہ(دو پلاٹ)
معرفت مقصود احمد قریشی کوچہ شاہ جمال ملتان

22 سلیم اختر انتھونی معرفت 17-12-1986 5 مرلہ(دو پلاٹ)
وکٹر سیموئیل ایم پی اے ملتان

23 آئزک سیموئیل معرفت 17-12-1986 5 مرلہ(دو پلاٹ)
وکٹر سیموئیل ایم پی اے ملتان

24 خادم حسین ولد محمد یعقوب 27-11-1986 ساڑھے تین مرلہ
رحیم کالونی ملتان

25 ملک محمد اشرف ولد تاج محمد 29-12-1985 10 مرلہ
ڈی ایس پی سٹی ملتان

26 مسماۃ زینت عزیز زوجہ 29-12-1985 10 مرلہ(دو پلاٹ)
لیفٹیننٹ کرنل غلام محمد راولپنڈی

27 غلام عباس ولد شیردست 29-12-1985 10 مرلہ(دو پلاٹ)
368/E.B ملتان

28 محمد معظم ولد راجہ قائم خان 29-12-1985 7 مرلہ
ایس پی سپیشل برانچ لاہور

29 محمد رفیق ولد محمد شریف 29-12-1985 5 مرلہ(دو پلاٹ)
گورنر ہاؤس لاہور

30 آصف خان ولد محمد خان 29-12-1985 5 مرلہ(دو پلاٹ)
گورنر ہاؤس لاہور

سٹیلائٹ ٹاؤن گلگشت کالونی ملتان

31 نگہت پروین دختر حاجی نور محمد 5-8-1986 7 مرلہ
نمبر416 اندھی کھوئی ملتان

لوانکم ہاؤسنگ سکیم ساہیوال۔I

32 مسماۃ بیگم فریدہ 29-12-1985 1 کنال

33	مسٹر محمد اقبال	22-12-1985	10 مرلہ
34	مسٹر مبارک علی	16-2-1987	10 مرلہ
35	ملک امام دین	19-6-1986	10 مرلہ
36	عبدالوھاب شیرازی	11-6-1986	10 مرلہ
37	مسٹر محمد یوسف	28-12-1985	10 مرلہ
38	مسماۃ نسیم اختر	22-12-1985	10 مرلہ
39	محمد یوسف	14-7-1986	10 مرلہ
40	محمد رفیق	14-7-1986	10 مرلہ
41	محمد بخش	25-6-1986	10 مرلہ
42	محمد ظفراللہ خان	29-12-1986	10 مرلہ
43	عزیز الرحمٰن	29-12-1986	10 مرلہ
44	صاحب النساء	29-12-1986	10 مرلہ(دو پلاٹ)
45	محمد اکرم	29-12-1986	10 مرلہ
46	مسٹر تاج محمد	29-12-1985	10 مرلہ
47	خواجہ محمد	29-12-1985	10 مرلہ
48	محمد یار چوغطہ	3-6-1986	10 مرلہ
49	طفیل حسین منظور	1-7-1986	10 مرلہ
50	محمد شفیع	29-12-1985	10 مرلہ
51	شکراللہ خان	29-12-1985	10 مرلہ
52	محمد یعقوب	29-12-1985	10 مرلہ
53	مسماۃ سردار بی بی	29-12-1985	10 مرلہ

لوانکم ہاؤسنگ سکیم ساہیوال - II

54	مسماۃ شفقت ذوالفقار	29-12-1985	10 مرلہ
55	سید انور شاہ	29-12-1985	7 مرلہ

لوائکم ہاؤسنگ سلیم ساہیوال - III

56	مسز فرخندہ خانم	25-8-1986	1 کنال
57	حافظ عبدالحمید	2-10-1986	1 کنال
58	مسٹر جی آر چغتائی	15-11-1986	1 کنال
59	مسٹر ظہور حسین ظہور	4-11-1986	1 کنال
60	مسٹر احمد طارق	8-11-1986	1 کنال
61	مسٹر محمد یوسف	10-11-1986	1 کنال
62	مسماۃ صفیہ سلطانہ	20-1-1986	1 کنال
63	مسٹر عمران احمد	29-1-1987	1 کنال
64	مسٹر محمد عارف	29-1-1987	1 کنال
65	مسٹر مشتاق احمد	16-8-86	10 مرلہ
66	مسٹر محمد بلال	30-9-86	10 مرلہ
67	مسٹر محمد افضل	30-9-86	10 مرلہ
68	سید جعفر حسین شاہ	30-9-86	10 مرلہ
69	مسٹر محمد الطاف	16-12-86	10 مرلہ
70	مسٹر مسعود اختر	16-12-86	10 مرلہ
71	مسٹر ادریس قمر	16-12-86	10 مرلہ
72	مسٹر اعجاز احمد کمبوہ	16-12-86	10 مرلہ
73	مسٹر خالد انجم	16-12-86	10 مرلہ
74	ریٹائرڈ کرنل محمد مختار	7-4-87	10 مرلہ (دو پلاٹ)
75	مسٹر خادم علی مہر	19-5-87	10 مرلہ
76	مسماۃ امت الکریم	29-4-87	10 مرلہ
77	چودھری مظہر حسین	11-5-87	10 مرلہ
78	چودھری عبدالشکور شاہ	8-11-86	10 مرلہ
79	مسٹر محمد اشفاق کمبوہ	28-1-87	5 مرلہ

80	رانا محمد خان	28-1-87	5 مرلہ
81	مسٹر شیخ نعیم احمد	28-1-87	5 مرلہ
82	مسٹر عبدالرزاق	28-1-87	5 مرلہ
83	مرزا بشیر احمد	28-1-87	5 مرلہ
84	چودھری محمد مختار	18-2-87	5 مرلہ
85	مسٹر عبدالباری دولہ	4-4-87	5 مرلہ
86	مسٹر محمد حسین	1-2-87	5 مرلہ

لوانکم ہاؤسنگ سکیم اوکاڑہ

87	چودھری برکت علی خان	27-11-85	1 کنال
88	مسٹر محمد اسمٰعیل	25-15-85	10 مرلہ
89	حاجی خورشید احمد بٹلر	11-8-86	10 مرلہ
90	مسٹر محمد صدیق	12-1-87	10 مرلہ

لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

91	لفٹیننٹ کرنل یعقوب علی ڈوگر	28-12-85	1 کنال
92	میجر ریٹائرڈ محبوب علی	28-12-85	1 کنال
93	مسٹر عبداللطیف پراچہ	18-8-85	10 مرلہ
94	مسٹر دلاور حسین طارق	20-8-85	10 مرلہ
95	مسماۃ صاحب بی بی	29-12-85	10 مرلہ
96	مسٹر عطا محمد فیض	13-1-85	7 مرلہ
97	رانا ولی محمد	23-4-86	7 مرلہ
98	مسٹر جمال دین	7-7-86	7 مرلہ
99	مسٹر اعجاز احمد	15-5-86	5 مرلہ

لوانکم ہاؤسنگ سکیم عارف والا

100	مسٹر منتظر مہدی	7-7-85	1 کنال
101	مسٹر علی ناصر کمال	10-11-86	1 کنال
102	مسٹر فرزند علی	7-7-86	10 مرلہ
103	مسٹر اظہر مجید	7-7-86	10 مرلہ
104	مسٹر غلام محمد	20-7-86	10 مرلہ
105	مسٹر ارشد شاد	20-7-86	10 مرلہ
106	مسٹر اعجاز حسین	10-7-86	10 مرلہ
107	مسٹر عبدالصابر	25-3-87	7 مرلہ
108	مسٹر فضل احمد	17-2-86	7 مرلہ
109	مسماۃ رفعت افضل	4-7-87	7 مرلہ
110	مسٹر غلام نبی	22-10-85	7 مرلہ
111	مسٹر غلام رسول	6-5-87	7 مرلہ
112	خاں محمد انور	25-1-85	7 مرلہ
113	مسماۃ کلثوم علی	27-11-86	5 مرلہ (دو پلاٹ)
114	مسٹر اکرام الحق	7-7-86	5 مرلہ
115	مسماۃ عمری	24-1-87	5 مرلہ
116	مسماۃ رضیہ بیگم	24-1-87	5 مرلہ
117	مسٹر محمد اسلم	7-7-86	5 مرلہ

لوانکم ہائسنگ سکیم پاکپتن

118	مسٹر مظہر حسین	7-7-86	1 کنال
119	شیخ محمد بشیر	29-12-85	10 مرلہ
120	مسٹر محمد ارشد	7-7-86	10 مرلہ

121	مسز جبد سیف	28-1-87	5 مرلہ
122	مسٹر مقصود احمد	28-1-87	5 مرلہ

لوائکم ہاؤسنگ سکیم وہاڑی - II

123	مسٹر علی احمد	8-12-85	1 کنال
124	سیدہ مبین فاطمہ بیوہ سید اختر حسین	20-1-86	1 کنال
125	سید تجمل حسین رضوی	28-1-86	1 کنال
126	مسماۃ زیب النساء زوجہ احسان اللہ	11-3-86	1 کنال
127	مسماۃ آمنہ بیگم	11-3-86	1 کنال
128	مسماۃ سلطانہ بی بی	26-4-86	1 کنال
129	محمد جعفر ولد نواز	7-10-85	10 مرلہ
130	مسٹر آصف ساجد ولد مسٹر ایس رشید	8-2-86	10 مرلہ
131	مسماۃ عطیہ سعید دختر ایم ایس رشید	8-2-86	10 مرلہ
132	مسٹر عارف امتیاز ولد سید امتیاز علی	3-2-86	10 مرلہ
133	مسٹر عبدالحریف طارق	3-2-86	10 مرلہ
134	حوالدار چودھری محمد صدیق	6-3-86	10 مرلہ
135	مسٹر عاصف رشید ولد نصیر احمد	5-3-86	10 مرلہ
136	مسٹر رحمت اللہ ایڈووکیٹ	15-7-86	7 مرلہ
137	چودھری محمد اسلم گجر ایڈووکیٹ	15-7-86	7 مرلہ

138	سردار محمد ولد نور محمد	19-7-86	7 مرلہ
139	سید محمد حسین ایڈووکیٹ	30-9-86	7 مرلہ(3 پلاٹ)
140	محمد ظفر علی ولد غلام محمد	28-10-86	7 مرلہ
141	مسٹر محمد بشیر ولد عمر دین	10-8-86	5 مرلہ
142	آغا محمد رفیق ساقی ولد غلام احمد	15-7-86	5 مرلہ
143	مسٹر محمد سلیم رضا ولد نذیر احمد	23-7-86	5 مرلہ
144	چودھری خالد محمود ولد حسین محمد	16-2-87	5 مرلہ
145	مسٹر محمد خالد ولد میاں غلام نبی صابر	5-11-86	5 مرلہ
146	حاجی عابد محمود ولد میاں غلام نبی صابر	5-11-86	5 مرلہ
147	مسٹر نیاز احمد ولد شاہ محمد	29-11-86	5 مرلہ(4 پلاٹ)
148	مسٹر رب نواز ولد جیون خان	25-3-87	بیان حلفی نہ دینے کی وجہ سے ابھی تک الاٹمنٹ آرڈر جاری نہیں ہوا

لوانکم ہاؤسنگ سکیم بوریوالا

149	مسٹر نثار ولد حمید اللہ	24-8-86	10 مرلہ

150	محمد عاشق ولد فضل دین	25-8-86	7 مرلہ
151	مسٹر محمد اسلم ولد تاج محمد	29-11-86	7 مرلہ
152	مسماۃ کرم بی بی بیوہ کالے خان	3-8-86	5 مرلہ
153	میاں محمد لطیف ولد میاں احمد دین	3-8-86	5 مرلہ

لوانکم ہاؤسنگ سکیم ڈیرہ غازی خان - II

154	اصغر علی ولد باغ علی	18-2-87	1 کنال
155	عبدالرشید صدیقی ولد محمد یوسف	14-5-87	10 مرلہ
156	مسماۃ مبارک مائی بیوہ احمد بخش	27-11-86	5 مرلہ

لوانکم ہاؤسنگ سکیم لیہ

157	مرتضیٰ نواز خان ولد علی محمد خان	29-12-85	10 مرلہ
158	نائب کلرک محمد اسلم ولد علی محمد	29-12-85	7 مرلہ
159	پی ایل برکت ولد برکت مسیح	2-4-86	5 مرلہ

160	چوہدری خالد منیر	25-6-87	1 کنال

لوانکم ہاؤسنگ سکیم مظفر گڑھ

161	حوالدار خضر بخش ولد نبی بخش	29-12-85	10 مرلہ

سوال ب جز۔ اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے تمام اراکین اسمبلی اور دیگر افراد کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے۔ جنہیں صوبے میں پلاٹ دیئے گئے یا صوبائی حکومت کی سفارش پر اسلام آباد میں پلاٹ ملے۔

جواب ب جز۔ جیسا کہ جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل 13 اکتوبر 1987ء

(سہ شنبہ 19 صفر 1408ھ)

جلد 11 ۔ شمارہ 10

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل 13 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1568
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1600
اراکین اسمبلی کی رخصت	1728
جناب سپیکر کی جانب سے قابل اعتراض الفاظ کو کارروائی سے حذف کرنے کی رولنگ کے باوجود قومی اخبارات میں اشاعت	1742
مختلف اداروں میں ایک ہی دن اجلاسوں کا انعقاد	1746
تحاریک التوائے کار:۔	
مسودات قانون:۔	
مسودہ قانون برائے ترمیم بدعنوانیاں جامعات' انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ پنجاب مصدرہ 1987	1762
قراردادیں:۔ (مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)	
(i) چاول کی برآمد پر عائد ڈیوٹی سے کاشتکاروں کو مستثنیٰ قرار دینا	1770
(ii) کھاد کی قیمت میں اضافہ	1772
(iii) گنے کی ڈی زوننگ کے فیصلے پر عملدرآمد سے کاشتکاران اور اصل مالکان کے درمیان چپقلش کی صورت حال کا خاتمہ	1773
(iv) بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے صنعتوں کے قیام کے لئے ڈی ریگولیشن پر عملدرآمد	1777
اقلیتوں کے لئے عام انتخابات میں دوھرے ووٹ کا طریق کار	1789

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

منگل، 13 اکتوبر، 1987ء

(سہ شنبہ، 19 صفر، 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾

جو اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ اور جہنم کے عذاب سے ہم کو محفوظ رکھنا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مشکلات میں صبر و استقامت سے کام لیتے ہیں اور سچ بولتے اور اللہ کی بندگی میں کوشش کر کے لگے رہتے ہیں۔ اور اللہ کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور رات کے پچھلے پہر اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرتے ہیں۔
اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ درحقیقت اس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ اور فرشتے اور علم رکھنے والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔
بیشک پسندیدہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو اس دین سے اختلاف کیا اور پھر علم حاصل ہونے کے بعد صرف آپس کی ضد سے کیا اور جو شخص اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا۔ اور سزا دینے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات ہیں۔ بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ۔

چونگی امرسدھو فیروز پور روڈ پر چارہ فروخت کرنے والوں کی ناجائز تجاوزات

☆938۔ بیگم نجمہ تابش الوری۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چونگی امرسدھو فیروز پور روڈ لاہور سے قریباً ایک میل آگے سڑک کے دونوں کناروں پر گھاس اور چارہ فروخت کرنے والے دیہاتیوں نے قبضہ کر رکھا ہے اور ہر وقت چارہ سے لدے ہوئے ٹرک' ٹریکٹر اور گڈے کھڑے رہتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (الف) میں مندرج وجوہ کے باعث ٹریفک کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے اور اکثر و بیشتر اوقات یہاں حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یا حکومت اس معاملہ کا کوئی تدارک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) ہاں کیونکہ فیروز پور روڈ پر چونگی امرسدھو کے نزدیک سڑک کے دونوں طرف وزن کرنے والے کنڈے لگے ہوئے ہیں۔ بدیں وجہ ٹریکٹر ٹرالی ہائے چارہ ر گھاس کا وزن کروانے کے باعث وہاں کھڑے ہوتے ہیں۔ رات تقریباً 12 بجے کے بعد اور صبح 6 بجے تک یہ عمل ہوتا ہے۔ دن کے وقت یہاں ٹریفک کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ ٹریفک ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔

(ب) جز الف میں مندرجہ وجوہ کے باعث کوئی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا۔

(ج) دونوں طرف جہاں پر کنڈے لگے ہوئے ہیں۔ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی ملکیت ہے۔ مالکان کنڈا کے پاس ایڈیشنل ڈسٹرک جج لاہور کا حکم امتناعی موجود ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس ضمن میں جو حکم امتناعی ملے ہیں انہیں ختم کروانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور ان کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ اپنا سوال دھرا دیجئے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! جواب کے جزو "ج" میں لکھا ہے کہ حکم امتناعی ملے ہیں۔ اسے ختم کروانے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں اور ان کا کیا نتیجہ نکلا ہے اور وہ حکم امتناعی اب کس سٹیج پر ہیں؟

وزیر قانون۔ میرے خیال میں اس کا نظرثانی شدہ جواب بھجوا دیا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حکم امتناعی خارج کروا دیا گیا ہے اور اب صرف محکمہ ہائی وے اس جگہ کو خالی کرانے کے لئے مزید کارروائی کر رہا ہے۔ حکم امتناعی خارج ہو چکا ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں یہ گذارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں کوئی تاریخ تعین فرما سکیں گے۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! اس میں کسی تاریخ کا تعین نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ محکمہ ہائی وے کا کام ہے۔ اس میں اب محکمہ داخلہ کا کوئی کام نہیں ہے۔ اب محکمہ ہائی وے اپنی کارروائی کر رہا ہے اس سلسلہ میں کیوں کہ کئی پیچیدگیاں آ جاتی ہیں بہرحال محکمہ ہائی وے یہ کوشش کر رہا ہے کہ جلد از جلد اس جگہ پر جہاں پر نا جائز قبضہ ہے اس کو جلد از جلد خالی کروایا جائے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! اس سلسلہ میں کیا آپ یہ بتا سکیں گے کہ اور کونسی پیچیدگیاں اس راستہ میں حائل ہیں۔ اور تجاوزات کو ختم کرنے میں۔ جب کہ عدالت سے معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ تو اس بارے میں دیگر کون سی پیچیدگیاں ہیں۔

وزیر قانون۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا۔ کہ اس سے اوپر کی عدالتیں موجود ہیں

جس سول جج کی عدالت سے یہ حکم امتناعی خارج ہوا ہے۔ اس کے بعد بھی عدالتیں موجود ہیں۔ اور یہ امکان موجود ہے کہ وہ کسی وقت بھی کسی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لے۔ لیکن محکمہ ہائی وے کو پابند کر دیا گیا ہے کہ فوری کارروائی کر کے اس جگہ کو خالی کروائے۔

قاضی عدالتوں کا قیام

☆954۔ چودھری مشتاق حسین۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
اس وقت صوبہ میں قاضی عدالتوں کے قیام کی سکیم کس مرحلہ میں ہے؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

ملک کے چاروں صوبوں میں قاضی عدالتوں کے قیام کے بارے میں مسودہ قانون وفاقی حکومت کے زیر غور ہے۔ پنجاب میں راولپنڈی ڈویژن میں قاضی عدالتیں قائم کرنے کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا چکا ہے۔ جس پر مذکورہ بالا مسودہ قانون کی منظوری کے بعد عمل درآمد کیا جائے گا۔

جناب غلام سرور خان۔ ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! جواب میں فرمایا گیا ہے کہ پنجاب میں راولپنڈی ڈویژن میں قاضی عدالتیں قائم کرنے کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا جا چکا ہے۔ جس پر مذکورہ بالا مسودہ قانون کس سٹیج پر ہے اور کب تک اس پر عملدرآمد ہو سکے گا؟

وزیر قانون۔ جناب والا! تمام صوبائی حکومتوں سے ان کے Views ان کی آراء لے کر اب وہ مسودہ قانون فیڈرل گورنمنٹ کے پاس زیر غور ہے۔ ہم نے اپنے طور پر فیڈرل گورنمنٹ کی ہدایات کے تحت راولپنڈی کا جو ہوم ورک ہے عدالتیں قائم کرنے کے سلسلہ میں جو کام ہے وہ صوبائی گورنمنٹ نے کر رکھا ہے۔ جونہی فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے اس کے متعلق قانون بابت قاضی عدالتیں منظور ہو گا ہم اس پر عملدرآمد کر سکیں گے۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا! اس Process پر کتنا وقت لگے گا؟

وزیر قانون۔ جناب والا! حکومت کے ایکٹ کا میں کیسے بتا سکتا ہوں کہ کتنا وقت لگے گا۔

میاں محمد اسحاق۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس سلسلہ میں ممبران اسمبلی کی آراء معلوم کرنے کے لئے بھی کوئی وقت دیا جائے گا یا نہیں دیا جائے گا۔

وزیر قانون۔ اس سے قبل یہ مسودہ قانون فیڈرل کونسل میں اور تمام صوبائی حکومتوں کی اظہار رائے کے بعد باقاعدہ طور پر فیڈرل اسمبلی میں بحث مباحثہ ہو کر سینٹ میں ہو کر اس کے تمام pros and cons دیکھ کر اس کو فیڈرل گورنمنٹ منظور کرے گی اور اس کے بعد صوبے اس پر عمل در آمد کریں گے اور عوامی نمائندوں کے مشورے سے اور ان کی رائے سے یہ کیا جائے گا؟

جناب سپیکر۔ اگلا سوال جناب چودھری مشتاق حسین۔

فیصلہ طلب مقدمات کی تعداد

☆954۔ چودھری مشتاق حسین۔

(الف) کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع راولپنڈی کی عدالتوں میں اس وقت کتنے مقدمات فیصلہ طلب پڑے ہیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

ضلع راولپنڈی کی عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ عدالت ہائے اے۔ڈی۔سی (جی) سمری مقدمات	1440
2۔ عدالت ہائے اسسٹنٹ کمشنر صاحبان	
(I) ریگولر مقدمات	1131
(II) سمری مقدمات	3522
3۔ عدالت ہائے مجسٹریٹ صاحبان درجہ اول	3629
4۔ دیگر عدالت ہائے مجسٹریٹ صاحبان (درجہ اول کے علاوہ)	
(I) ریگولر مقدمات	488
(II) سمری مقدمات	781
5۔ مقدمات عدالت ہائے مجسٹریٹ صاحبان دفعہ 30	588
6۔ عدالت ہائے سول جج صاحبان	70
7۔ مقدمات دفعہ 30 کے علاوہ	4

جناب غلام سرور خان۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! یہ figures regular مقدمات کے بارے میں دی گئی ہیں ان کی مراد Regular مقدمات سے کیا ہے؟

وزیر قانون۔ اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ جو مقدمات باقاعدہ عدالتوں میں process ہوتے ہیں ان میں سمری مقدمات یا سول مقدمات نہیں ہوتے ہیں جس میں باقاعدہ charge frame ہوتا ہے۔ شہادت ریکارڈ ہوتی ہے۔ ان کی بات ہو رہی ہے۔ ضابطہ فوجداری کے تحت جو ہوتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا! جو مقدمات pending ہیں ان کے بارے میں یہاں پر وضاحت نہیں کی گئی ہے۔

وزیر قانون۔ اس کو آپ پڑھیں تو session کے مقدمات کی علیحدہ تفصیل دی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال۔

1984-85ء دوران اغوا شدگان کی تعداد

☆1127۔ میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

صوبہ میں 1984ء اور 1985ء کے دوران اغواء ہونے والے بالغ مردوں اور خواتین کی تعداد کیا ہے؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

صوبہ میں 1984ء اور 1985ء میں اغوا ہونے والے مردوں اور خواتین کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

1984ء	مرد	548
	عورتیں	2397
1985ء	مرد	487
	عورتیں	2476

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب والا! جناب وزیر قانون نے جو اعداد و شمار یہاں پیش کئے ہیں

اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ وزیر موصوف اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ اغواء شدہ کتنے مرد اور خواتین Recover ہوئے یا برآمد کئے گئے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! اس کے لئے تو آپ کو ایک علیحدہ سوال دینا ہو گا کیونکہ اپنے سوال میں تو آپ نے یہ بات پوچھی ہی نہیں ہے۔ یہ چونکہ اعداد و شمار کی بات ہے اور یہ اعداد و شمار پورے صوبے سے اکٹھے کرنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب یہ درست بات ہے اس کے لئے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل۔ جناب سپیکر کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ تعداد جو انہوں نے یہاں پر پیش کی ہے۔ اس میں اقلیتی خواتین کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! ہمارے لئے تمام خواتین برابر ہیں چاہے وہ اقلیتی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں یا غیر اقلیتی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں۔ آپ نے چونکہ سوال میں اقلیتی خواتین کے لئے ذکر نہیں کیا اس لئے ہم نے اس کی تفصیل نہیں بتائی یا تو آپ اس کے لئے علیحدہ سوال پوچھیں ہم آپ کو تفصیل دے دیں گے ویسے اس کے لئے بہت زیادہ کام کرنا پڑے گا کہ کہاں کہاں اقلیتی خواتین کے متعلق مقدمہ درج ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں محمد اسحاق۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سال 1984ء میں 2397 خواتین اغواء ہوئیں۔ اور 1985ء میں جب یہ جمہوری حکومت قائم ہوئی اور میرے فاضل وزیر اعلیٰ کے وزیر موصوف جب اس کرسی پر متمکن ہوئے تو اس سال خواتین کے اغواء کی تعداد 2476 ہو گئی ہے کیا اس سے یہ ثابت تو نہیں ہوتا کہ جمہوریت کے آنے سے خواتین کے اغواء میں اضافہ ہو گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ اس لئے کہ جس طرح آپ نے اپنا جمہوری حق استعمال کیا ہے کئی اور لوگوں نے بھی اپنا جمہوری حق استعمال کیا ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! چودھری صاحب اسے مذاق میں ٹالنے کی کوشش کر رہے

ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت اور اس کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جائے کہ عوامی حکومت آنے سے جرائم میں کمی آتی۔ حالانکہ خواتین کے اغواء میں زیادتی ہوئی ہے یعنی اضافہ ہوا ہے۔ چودھری صاحب اس معاملے کو پورے ایوان کو قائل کریں اور اس کی وجوہات بتائیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! میں اس میں Addition کرنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اور ان کی کابینہ نے اس بات کے لئے کوشش کی ہے کہ کسی بھی بات کو ریکارڈ سے اخفاء نہ رکھا جائے اور ہر مقدمہ لازمی طور پر پولیس سٹیشن میں درج ہو پہلے اصل میں ہوتا یہ تھا کہ اکثر مقدمات پولیس سٹیشن میں درج نہیں ہوتے تھے۔ اب پولیس کے لئے ہر مقدمے کو درج کرنا ضروری ہے۔ اس لئے جمہوریت کے آنے کے بعد آپ کو صحیح اعداد و شمار پیش کئے گئے کوئی چیز آپ سے اخفاء نہیں رکھی گئی۔ یہ بھی جمہوریت کا ایک عنصر ہے جس کو ہم نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! جناب وزیر قانون کے جواب سے یہ تاثر پیدا ہوا اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اغواء کرنا جمہوری حق ہے؟ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ موجودہ حکومت میں جرائم کی رفتار میں جو اضافہ ہوا ہے؟ کیا اس سے موجودہ حکومت اپنا جمہوری حق استعمال کر رہی ہے۔

Mr. SPEAKER: Sorry disallowed.

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اقلیتی خواتین کے جب اغواء ہو جاتے ہیں تو جرم چھپانے کے لئے اور قانون کی گرفت سے نکلنے کے لئے جرم سرزد ہونے کے بعد مذہب تبدیل کرنے سے اغواء کے مقدمے درج نہیں ہوتے ہیں اور وہ خواتین Recover نہیں ہوتی ہیں۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ چیز حکومت کے علم میں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! یہ بات حکومت کے علم میں ہے لیکن میں آپ کو بتانا یہ چاہتا ہوں کہ مقدمہ اولا درج ہوتا ہے اس کے بعد جب عدالت میں کارروائی ہوتی ہے تو اس میں کئی ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ مذہب کی تبدیلی سے موقف بدلنے کی

کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ یا تو کسی کو زبردستی مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اس پر ہم ایکشن لے سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی بالغ مرد اور عورت اپنی مرضی سے اپنی رائے سے اپنا مذہب تبدیل کرنے کتابیہ مرد سے یا کتابیہ عورت اپنی مرضی سے اپنی رائے سے اپنا مذہب تبدیل کر لے' کتابیہ مرد سے یا کتابیہ عورت سے شادی کر لے تو اس میں حکومت مانع نہیں ہو سکتی۔

میاں محمد اسحاق۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان کیسوں میں سے کتنے بازیاب ہوئے ہیں اور بقایا بازیاب نہ ہونے کی کیا وجوہات ہے؟

جناب سپیکر۔ میاں صاحب یہ سوال پہلے آ چکا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل۔ جناب والا! جہاں تک تو حالات کے تقاضوں کا تعلق ہے وزیر قانون نے جواب دے کر ہمیں تسلی دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہوتا اس طرح نہیں ہے۔ میں اس سلسلے میں تھوڑا سا پس منظر پیش کرنے کے بعد سوال کرنے کی جسارت کروں گا...

جناب سپیکر۔ میجر صاحب آپ اس سلسلے میں صرف ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل۔ میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ پاکستان میں جہاں تک شعور کا تعلق ہے۔ خواتین جو کہ دیہاتوں میں ہیں یا وہ خواتین جو ان پڑھ ہیں جب تک وہ کسی مرد کے قبضے میں ہیں تو ان کا عدالت میں بیان دینا یا نہ دینا میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جواز اخلاقی تقاضوں کے مطابق نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دیکھنا چاہئے اور اس سلسلے میں حکومت کو کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے کہ مذہب جرم کو چھپانے کے لئے اور قانون کی گرفت سے نکلنے کے لئے جب تبدیل کیا جاتا ہے تو اس کے مطابق کچھ نہ کچھ ایسی کارروائی ہونی چاہئے۔ جس سے یہ اخلاقی جرائم کم ہو جائیں۔

جناب سپیکر۔ اس میں سوال کیا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل۔ جناب والا! میرا اس میں سوال یہ ہے کہ جو خواتین اغواء ہوتی ہیں اور وہ Under stress اور Under strain جو مذہب تبدیل کرتی ہیں۔ اس کے لئے ایسا کیا پیمانہ ہے کہ جس سے ہم یہ اندازہ کر سکیں کہ مذہب اپنی مرضی سے تبدیل

کیا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کام صرف عدالت ہی کر سکتی ہے اور یہ دیکھنا کہ under duress یا اسی نے اپنی مرضی سے آزادانہ طور پر کیا This can only be challenged in the court.

جب Evidence ریکارڈ ہو گی یا If otherwise اگر تو وہ نابالغ لڑکی ہو گی پھر تو لازمی طور پر Inference یہی Draw ہوگا۔ نتیجہ یہی اخذ ہو گا کہ اس کو Influence کیا گیا ہے اس پر دباؤ ڈالا گیا ہے۔ Under duress ہے اور اگر وہ بالغ ہے تو پھر جب تک یہ عدالت میں ثابت نہ ہو جائے کہ یہ under duress ہوا اس وقت تک پولیس کسی بالغ عورت اور مرد کے بارے میں کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتی۔ یہ عدالت کا کام ہے اور عدالت میں آپ اسے ثابت کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال۔ بیگم شاہدہ ملک۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل۔ جناب والا! اگر ایک اور سوال کرنے کی اجازت دیں تو...

جناب سپیکر۔ میجر صاحب میں آپ کو اس سوال پر عرض کر چکا تھا کہ یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے۔

بیگم شاہدہ ملک۔ سوال نمبر 1159

مویشیوں کی چوری روکنے کے لئے اقدامات

☆1159۔ بیگم شاہدہ ملک۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قیام وحدت سے پہلے پنجاب میں تھانہ وار مویشیوں کو داغنے کا طریقہ اختیار کیا گیا تھا جو بہت کامیاب تھا۔ جس سے مویشیوں کی چوری میں بے حد کمی ہوئی اگر ایسا ہے تو اسے جاری کیوں نہ رکھا گیا۔

(ب) کیا صوبہ میں مویشوں کی چوری کے پیش نظر حکومت مذکورہ نظام رائج کرنے کے بارے میں غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون (چودھری عبدالغفور)

(الف) مویشیوں کے داغنے کی سکیم تقریباً 1958ء تک جاری رہی اس کی نگرانی عموماً ضلع کونسلیں کیا کرتی تھیں تاہم محکمہ لوکل گورنمنٹ کی رائے میں یہ سکیم سرکاری طور پر نافذ نہیں رہی تھی۔ آئی جی پولیس کے بموجب اس طریقہ کار کے ترک کرنے کے بعد مویشیوں میں کوئی اضافہ دیکھنے میں نہیں آیا مویشیوں کی روک تھام کے لئے ٹھکری پہرا اور ناکہ بندی جیسے اقدامات مؤثر ثابت ہو رہے ہیں مزید براں مویشیوں کے داغنے سے کھالوں کی قیمت ملکی وغیر ملکی منڈیوں میں کافی کم ہو جاتی تھی جو خسارے کا باعث تھی علاوہ ازیں زخم بگڑنے سے مویشیوں کی موت یا عضوی بیکاری کے حادثات بھی ہوتے رہتے تھے۔

(ب) محکمہ لوکل گورنمنٹ کی رائے میں اس طریقہ کار کو جاری کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے نہ ہی یہ زیادہ سود مند ہے لہٰذا اس کے اجراء کی کوئی تجویز محکمہ کے زیر غور نہیں ہے۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا! کیا محکمہ اس بات سے پوری طرح مطمئن ہے کہ دیہاتوں میں مویشی چوری ہونے کے پرچے مکمل طور پر درج کئے جاتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! میں سو فیصد یقین تو نہیں دلا سکتا لیکن حکومت نے اس سلسلے میں directive جاری کیا ہوا ہے اور کوشش کی جا رہی ہے کہ چوری کے تمام مقدمات صحیح طرح سے درج ہوں تاکہ پتہ چل سکے کہ کہاں کہاں چوری کی وارداتیں زیادہ ہو رہی ہیں اور ان کو کنٹرول کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا! یہ بات تو واضح ہے کہ مویشیوں کی چوریاں دیہی علاقوں میں کثرت سے ہوتی ہیں۔ حکومت نے کوئی ایسی سکیم کیوں نہیں بنائی کہ چوریوں کی روک تھام مکمل طور پر ہو سکے؟

وزیر قانون۔ اس میں میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ جو دریائی علاقہ جات ہیں ان کے دونوں طرف ہمارے کچھ کرم فرما ایسے ہیں جو یہ کام کرتے ہیں۔ اس کے لئے میرے خیال میں کوئی سکیم کی ضرورت تو نہیں ہے۔ یہ سکیم تو ہے کہ تھانے موجود ہیں پولیس موجود ہے۔

باقاعدہ پرچے رجسٹر ہوتے ہیں اور ایس پی صاحبان باقاعدہ چیک کرتے ہیں کہ کس تھانے کی کیا کارکردگی ہے کہ وہاں مویشی کی چوریوں کی کتنی وارداتیں ہوئیں۔ اور اس کے مطابق اس کی کارکردگی کو جانچا جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ سوال نمبر1336۔ سردار فتح محمد خاں صاحب

قبائلی علاقہ میں پولیٹیکل ایجنٹ کے دوہرے اختیارات ختم کرنے کے اقدامات

☆1336۔ **سردار فتح محمد خان**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قبائلی علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے لئے پولیٹیکل ایجنٹ کو عدالتی اور انتظامی امور کے مکمل اختیارات حاصل ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت نہیں کہ پولیٹیکل ایجنٹ دوہرے اختیارات کے ذریعے کسی بھی شریف اور بے گناہ کو گرفتار کر سکتا ہے اور سزا دے سکتا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غریب عوام کی خاطر پولیٹیکل ایجنٹ کے دوہرے اختیارات ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) جی نہیں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

سردار فتح محمد خان۔ جناب سپیکر! پولیٹیکل ایجنٹ ڈیرہ غازی خاں کے کیا اختیارات ہیں؟

وزیر قانون۔ اس کے اختیارات کی تفصیل تو میں یہ ہی بتا سکتا ہوں کہ وہاں صرف یہ فرق ہے کہ جو Special Probation Ordinance 1968. ہے اس کے تحت وہاں جرگے قائم ہیں اور وہاں جو offence ہوتے ہیں وہ جرگے میں جاتے ہیں اور جرگے کے ممبران اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو وہاں ان کو خصوصی اختیارات ہیں وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ اس سوال کے جواب میں تو تفصیل نہیں بتائی جا سکتی۔

سردار فتح محمد خان۔ کیا پولیٹیکل ایجنٹ کو پولیس کے اختیارات ہیں؟ یعنی وہ بارڈر ملٹری پولیس کے کمانڈنٹ بھی ہیں؟

وزیر قانون۔ ان کو بعض چیزوں کے بارے میں جیسا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو پولیس کے یا Chief Prosecutor کے بارے میں یا ایس پی کی کارکردگی کے بارے میں اختیار ہوتا ہے اس طرح کے اختیارات وہاں بھی پولیٹیکل ایجنٹ کو ہوتے ہیں۔

سردار فتح محمد خان۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ پولیٹیکل ایجنٹ کو عدالتی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں؟

وزیر قانون۔ یہ درست نہیں ہے۔ اس کا جواب میں دے چکا ہوں۔

جناب سپیکر۔ سوال نمبر 1468۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

مردم شماری میں مرزائیوں کے مسلمان لکھوانے کے خلاف کارروائی

☆**1468۔ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی۔** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گذشتہ مردم شماری کے مطابق صوبہ میں اقلیتوں (ہندو سکھ عیسائی پارسی اور مرزائیوں) کی کل آبادی کتنی کتنی ہے۔

(ب) ہر اقلیت کی آبادی پنجاب کی کل آبادی کا کتنے کتنے فیصد ہے۔

(ج) سابقہ مردم شماری میں جن غیر مسلموں (مرزائیوں) نے اپنے آپ کو مسلم لکھوایا تھا حکومت کی جانب سے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو اس کا نتیجہ کیا رہا اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف)

نمبر شمار	مذہب	آبادی
1	کل	47292441
2	مسلمان	46110205

	3	احمدی	63694
	4	عیسائی	1061037
	5	ہندو	29268
	6	پارسی	1766
	7	سکھ	832
	8	بدھ مت	756
	9	دوسرے	24883
(ب)	1	کل	10000
	2	مسلمان	97500
	3	احمدی	0135
	4	عیسائی	2244
	5	ہندو	0062
	6	پارسی	0004
	7	سکھ	0002
	8	بدھ مت	0001
	9	دوسرے	0053

(ج) پاکستان میں جو مردم شماری 1981 میں ہوئی تھی۔اس کا تمام ریکارڈ حکومت پاکستان کی تحویل میں ہے۔ سنیئر آرڈی نینس 1959ء کے سیکشن 7 کے سب سیکشن 1 اور 2 کے لحاظ سے ہر جواب دہندہ کے لئے لازم ہوتا ہے کہ وہ سوال نامہ کا جواب مکمل طور پر دے۔مردم شماری کے سوال نامہ میں جو جواب دئے جاتے ہیں وہی ریکارڈ میں رکھے جاتے ہیں جزو الف و ب میں جو اعداد و شمار دئے گئے ہیں وہ وفاقی حکومت سے حاصل کئے گئے ہیں صوبائی حکومت کے علم میں یہ بات نہ ہے کہ کتنے مرزائیوں نے گذشتہ رائے شماری میں اپنے آپ کو مسلم لکھوایا تھا لہٰذا صوبائی حکومت اس ضمن میں حتمی طور پر کچھ کہنے سے قاصر ہے برائے

اطلاع عرض ہے کہ شق 298 c تعزیرات پاکستان کے تحت اگر کوئی احمدی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے گا تو وہ تین سال قید یا جرمانہ یا دونوں کی سزا کا مستوجب ہو گا۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب تک کتنے ایسے احمدیوں یا قادیانیوں کو اس ضمن میں سزا دی گئی ہے؟

وزیر قانون۔ مجھے اس سوال کے کرنے پر بھی اعتراض ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو یہ ریکارڈ کا سوال ہے کہ گذشتہ مردم شماری کے مطابق ہندو سکھ عیسائی پارسی اور مرزائیوں کی کل آبادی کتنی ہے؟ یہ مردم شماری کی کتاب میں موجود ہے وہاں سے پڑھا جا سکتا ہے۔ آپ اس سوال سے ملاحظہ فرمائیں گے کہ تعداد کو دیکھ کے جمع تفریق کر کے فیصد نکالنا پڑا کہ فیصد کتنا ہے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے لئے کسی طرح یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ میں دیکھوں کہ کونسے ایسے آدمی تھے کہ جنہوں نے اپنے آپ کو مسلمان لکھوایا اور وہ مرزائی تھے۔ یہ تو عملی طور پر بھی ناممکن ہے۔ اگر نیا سوال بھی آ جائے تب بھی اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ مجھے کیا پتہ کہ کس نے لکھوایا ہے یا کس نے نہیں لکھوایا۔ یا حکومت کو کیا پتہ کہ آپ کے ذہن میں یا دل میں کیا ہے اور آپ نے مردم شماری میں کیا لکھوایا۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب چودھری صاحب ذرا سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ آخر میں لکھا ہوا ہے کہ تعزیرات پاکستان کے تحت اگر کوئی احمدی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو وہ تین سال قید یا جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔ تو میں یہ پوچھنا ہوں کہ کیا حکومت نے ابھی تک کوئی کارروائی کی ہے اگر کی تو کتنے آدمی ایسے ہیں کہ جن کو سزا دی گئی ہے یا ان کو کورٹ میں لے جایا گیا ہے یا ان کو بری کیا گیا ہے۔

وزیر قانون۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے کتنے آدمیوں کی نشاندہی کی ہے؟ پھر میں بتادوں گا۔ پہلے آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے کتنے آدمیوں کی نشاندہی کی ہے؟ اور ویسے بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سوال کا حصہ نہیں ہے کہ کتنے آدمیوں نے خلاف ورزی کی ہے اور ان کے خلاف کیا ایکشن ہوا۔ اس جواب میں تو ہم نے صرف یہ بتایا ہے کہ کتنے آدمیوں نے مردم شماری کے فارم پر کرتے وقت قادیانی ظاہر کیا تھا اور کیا کسی کو سزا دی گئی ہے یہ ممکن

نہیں۔ جہاں تک باقی خلاف ورزی کا تعلق ہے کہ کسی کے خلاف ثابت ہو جائے تو اس کے بارے میں اعداد شمار ascertain کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر۔ سوال نمبر1722 بیگم فرحت رفیق

لاہور شہر میں منشیات کی فروخت کے تدارک کے لئے اقدامات

☆1722۔ بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ بھر میں عام طور پر اور اندرون شہر لاہور خاص طور پر منشیات کا کاروبار زور شور سے ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کاروبار کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) یہ غلط ہے البتہ یہ تاثر اس لئے پیدا ہوا کہ حکومت کی طرف سے شراب اور افیون کے استعمال پر امتناع کے بعد جب ان اشیاء کی فروخت سے متعلق لائسنس اور ٹھیکے وغیرہ منسوخ کر دئے گئے تو منشیات کے ناقابل اصلاح عادی اشخاص نے بعض جگہوں پر اپنی تسکین کے لئے ہیروئن اور ناجائز کشید شدہ شراب کے حصول کی راہیں نکالیں۔ جہاں جہاں اس کا پتہ چلتا ہے تدارک کے لئے مناسب قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) منشیات کے نا جائز کاروبار کو روکنے کے لئے پولیس دن رات کوشاں ہے لاہور پولیس کے علاوہ سی آئی اے سٹاف کرائم برانچ پنجاب (ٹاسک فورس) اور محکمہ ایکسائز منشیات کے نقل و حرکت اور نا جائز فروخت کی بیخ کنی کے لئے مصروف عمل ہے۔ اس سلسلے میں سال رواں لاہور میں کل 886 مقدمات درج ہوئے جن میں 1103 افراد کو گرفتار کیا گیا اور 9 اشخاص کو نظر بند کیا گیا ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ جہاں تک میرے علم میں ہے کہ جتنی آپ نے تعداد بتائی ہے

اس سے زیادہ تو صرف لوہاری میں ہی بیچتے ہیں۔ باقی شہر کو تو آپ چھوڑ دیں۔

وزیر قانون۔ آپ کا علاقہ ہے آپ کو زیادہ علم ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ میرا علاقہ تو ہے لیکن پولیس کا کام ہے انتظامیہ کا کام ہے۔ حکومت کا کام ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ میں یہ گذارش کروں گا کہ چیئر کو ایڈریس کریں۔ براہ راست آپ سوال نہیں پوچھ سکتے اور وزیر صاحب براہ راست جواب نہیں دے سکتے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ I am sorry بات یہ ہے کہ ہیروئن اور منشیات کا کاروبار پورے ملک میں اور خاص طور پر اندرون شہر زوروں پر ہے۔ اندرون شہر کے جو پولیس آفیسر ہیں اور ایڈمنسٹریشن ہے اس کا کام ہے کہ اس کاروبار کو روکے۔ ہم ان کا پتہ بتاتے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ پینے والے ہیں ان کو پکڑا نہیں جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ ضمنی سوال کیا ہوا؟

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے جی۔ میں ان کی بات کا جواب دے رہی ہوں۔

جناب سپیکر۔ نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔

محترمہ خورشید بیگم۔ میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیے۔

محترمہ خورشید بیگم۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم فرمائیں گے کہ یہ جو 1103 افراد گرفتار کئے گئے ہیں ان میں سے صرف 9 افراد پر جرم ثابت ہوا جن کو نظربند کیا گیا ہے۔

وزیر قانون۔ میرے خیال میں اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ سمجھنے کی کوشش کریں گی تو اس میں یہ ہے کہ یہ اس کے علاوہ ہیں اور یہ Preventive action کے تحت عادی پیشہ افراد ہوں تو انہیں detain بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ گرفتار ہونے والے افراد کے علاوہ ہیں کہ جنہیں preventive detention کے تحت detain کیا جاتا ہے۔ 1103 کو جرائم میں گرفتار کیا گیا باقاعدہ پرچہ رجسٹر کر کے ان کے خلاف جو قانونی کارروائی ہو رہی ہے وہ علیحدہ ہے۔ اس وقت میں نہیں بتا سکتا کہ کتنے

کو سزا ملی۔

محترمہ خورشید بیگم۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ جو 1103 افراد کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے وہ کس مرحلے پر ہے۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں اس کے لئے آپ کو تازہ سوال دینا چاہئے اس کی تفصیل بتانے میں کافی تردد کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر۔ جی جناب میاں فضل حق صاحب سپلیمنٹری سوال۔

میاں فضل حق۔ جناب والا! وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ 1103 افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں یہ جو 1103 افراد گرفتار ہوئے ہیں ان میں منشیات بیچنے والے پکڑے گئے ہیں یا پینے والے پکڑے گئے ہیں؟ ان میں کتنے منشیات بیچنے والے پکڑے گئے ہیں یا پینے والے پکڑے گئے؟ یہ بڑا ضروری سوال ہے۔

جناب وزیر قانون۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب میاں فضل حق صاحب بڑے keen ہیں اور میں یہ کیسے بتا سکتا ہوں اس سوال کے جواب میں کہ جب تک ان کی تفصیل علیحدہ طلب نہ کی جائے۔ بہر حال میں یہ پینے والوں کی فہرست میں کسی ایسے آدمی کو شامل نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر۔ جی! میاں فضل حق صاحب ضمنی سوال۔

میاں فضل حق۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ اس وقت سارے ملک میں منشیات کے متعلق چرچا ہے۔ اور کوشش یہ کی جارہی ہے کہ جو ملک کے اندر منشیات بیچنے والے ہیں ان کو پکڑا جائے۔ تو یہ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جب یہ کیس رجسٹر ہوا اور حکومت کے نوٹس میں یہ بات آئی تو اس میں کوئی Complication ہی نہیں ہے یہ جو لوگ پکڑے گئے ہیں یہ بیچنے والے تھے یا پینے والے تھے اس میں تو کوئی problem نہیں ہے جو کیس وہاں پر رجسٹر ہوا ان کو پتہ ہو گا کہ یہ پیتے ہوئے پکڑے گئے ہیں اور یہ بیچتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ اس کی تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جا سکتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں اور ان کا کیا ہوا ہے

ان کی تفاصیل بتائی جائیں تو یہ تفاصیل ایوان کی میز پر رکھی جا سکتی ہیں کیا آپ یہی چاہتے ہیں؟

میاں فضل حق۔ جی ہاں! میں چاہتا ہوں کہ اس کی تفاصیل معلوم ہوں۔

جناب وزیر قانون۔ اگر آپ اس کا جزو "ب" پڑھ لیں جو سوال کیا گیا ہے پھر اگر آپ کہیں گے تو میں ایون کی میز پر رکھ دوں گا۔ کیونکہ اس میں completely seperate exercise کی رپورٹ ہے۔ اگر جزو "الف" کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کاروبار کے تدارک کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے یہ تو میں نے پہلے ہی ایک اضافی جواب دے دیا ہے کہ ہم نے یہ اقدامات کئے ہیں ان کے پرچے درج کئے ہیں اور ان کو گرفتار کیا ہے۔ لیکن اس سے قطعاً یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کون پینے والے تھے اور اس میں بیچنے والے کون تھے۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب دیا جا سکتا ہے کہ جو 1103 افراد گرفتار ہوئے ہیں ان کے Cases کا کیا ہوا؟

جناب وزیر قانون۔ اس کے لئے اگر یہ علیحدہ سوال بھیج دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر۔ علیحدہ سوال کے علاوہ چودھری صاحب اسے اطلاع کے لئے ایوان کی میز پر رکھ دیجئے۔

جناب وزیر قانون۔ ٹھیک ہے جناب والا! ہم اسے ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔

جناب سپیکر۔ اس سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے گا۔ جناب ریاض حسین پیرزادہ صاحب ضمنی سوال۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا کوئی ایسی سکیم زیر غور ہے جس میں منشیات Carry کرنے والے ہیں اور ان کے خلاف مہم چلائی جائے؟ جو لوگ منشیات منوں اور ٹنوں کے حساب سے carry کرتے ہیں اور باقی علاقوں سے لا کر صوبہ پنجاب میں بیچتے ہیں ان کے خلاف نہ کوئی آج تک ایسا کیس

چالان ہوا ہے اور نہ ان کو سزا ہوئی ہے۔ کیا ایسی کوئی سکیم زیر غور ہے کہ جو لوگ یہ منشیات لاتے ہیں جو Carrier ہیں ان کے خلاف حکومت کوئی سکیم کوئی پروگرام بنا رہی ہے کہ ان کو روکا جائے؟ کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ اس میں یہ بے چارے غریب اور مسکین لوگ پکڑ لئے جاتے ہیں۔

جناب وزیر قانون۔ منشیات کو Carry کرنے والے لوگ بھی ملزمان کی فہرست میں شامل ہیں جو آدمی منشیات کو carry کرتا ہے اور اسے اپنی Protection میں رکھتا ہے وہ بھی اتنا ہی مجرم گردانا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہی ہم پکڑتے ہیں بیچنے والے یہی لوگ ہیں اور انہیں کو بیچنے والے کہا جاتا ہے جو carry کرتے ہیں ان کو ہم پکڑتے ہیں اور ان کے خلاف مقدمات درج ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں ریاض حسین پیرزادہ ضمنی سوال کریں گے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف کی خدمت میں گذارش کرنا چاہوں گا کہ کیا یہ ایوان کی میز پر ایسا جواب رکھ سکتے ہیں کہ جنہوں نے ایک من سے زیادہ چرس یا افیم یا ہیروئن Carry کی ہے اور انہوں نے عدالت سے سزا پائی ہو۔

جناب سپیکر۔ اس کے لئے تازہ سوال دیجئے۔ جناب چودھری محمد رفیق ضمنی سوال۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے اور اس کی تفصیل بھی بتانا پسند فرمائیں گے۔ ایسے مقدمات جو تھانوں میں باقاعدہ درج نہیں ہوتے بلکہ مک مکا ہو جاتا ہے؟

جناب وزیر قانون۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات چودھری صاحب خود مجھ سے زیادہ بتا سکیں گے۔

جناب سپیکر۔ جناب میاں فضل حق ضمنی سوال۔

میاں فضل حق۔ جناب والا! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا اور جس طرح آپ نے ہدایت کی کہ وہ ایوان کی میز پر آ جائے گا۔ اس میں میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ اب حکومت کی پالیسی میں شامل ہے کہ جو Special Courts بنائے گئے ہیں ان کیسوں

کو بھی ان میں Try کیا جائیگا۔ اور کیا یہ ایسے قوانین بنانا چاہتے ہیں جیسے کہ ملائشیا میں ہیں۔ وہاں پر دیکھئے کہ آسٹریلینز تھے ان کو انہوں نے سزائے موت دے دی برٹش آئے ان کو انہوں نے سزائے موت دے دی۔ کیا ہمارے ہاں بھی اس قسم کا کوئی سخت قانون' لاء حکومت بنانا چاہتی ہے اگر بنانا چاہتی ہے تو کب تک یا اب special courts بنے ہیں ان کیسوں کو وہاں پر تبدیل کیا جائے تاکہ جو منشیات بیچنے والے ہیں مرکزی نکتہ بیچنے والوں سے متعلق ہے ان کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب شکریہ ! آپ کا سوال آگیا۔ جی چودھری صاحب۔

جناب وزیر قانون۔ آپ کو جو پینے والوں کی Protection درکار ہے میں نے پہلے کہا ہے اور میں اس میں مداخلت نہیں کر رہا۔ لیکن جناب والا ! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جو منشیات کے سنگین نوعیت کے کیس ہوں گے ان کو ان عدالتوں کو منتقل کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہو گا بلکہ حکومت اس پر باقاعدہ غور کرے گی۔ جو سنگین نوعیت کے مقدمات ہیں ان کو ان عدالتوں کے سپرد کیا جائے گا۔ دوسری بات جناب والا ! جو قوانین ہیں ان میں سزاؤں میں ترمیم کر کے حکومت نے ان کے لئے کافی سزائیں بڑھائی ہیں جو آدمی پکڑا جائے گا اس سلسلے میں اسے سخت اور شدید سزا دی جائے گی۔ اور اس سے کسی [illegible] رعایت نہیں برتی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ جی خان صاحب ضمنی سوال۔

جناب احمد خان بلوچ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ 1103 افراد کو نظر بند کیا گیا اور 9 افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ پہلے یہ تو سنا تھا کہ سیاستدانوں کو نظر بند کیا جاتا ہے کیا منشیات بیچنے والوں کو بھی نظر بند کیا جاتا ہے؟ انہیں گرفتار کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب وزیر قانون۔ میں عرض کروں کہ چودھری رفیق صاحب کے ہاں مک مکاؤ کا چکر چل رہا ہے۔

چودھری محمد رفیق۔ مک مکا ہو گیا سی۔

Mr. SPEAKER: No cross talk please.

جناب وزیر قانون۔ جناب والا ! بات یہ ہے کہ جو Preventive detention کا قانون ہے اگر میرے فاضل دوست اس قانون سے واقف ہوتے تو یہ بات نہ کرتے۔ اب میں ان کو یہاں پر ایک منٹ میں سارا قانون تو نہیں بتا سکتا۔ اگر ان کے خلاف Sufficient evidence اگر نہ بھی موجود ہوں اور Apprehensions ہوں کہ ان کی Activities مفاد عامہ کے خلاف ہوں اور اس معاملے میں اس پر جائز خدشات ہوں اور عدالت میں کورٹس کے سامنے sufficient evidence موجود نہ ہوں کہ ان کو Convict کروایا جا سکے تب بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور حکومت اس بارے میں اپنے اختیارات رکھتی ہے کہ جو لوگ ایسے ہیں ان کو تین ماہ یہ اس مدت کے اندر detain کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ تو اس کی ایک اضافی Remedy ہے تاکہ ایسے لوگوں کو چیک کیا جا سکے اور حکومت ان پر اپنی نظر رکھے اور ان کو اپنی گرفت میں لے۔ تاکہ ان کی سرگرمیوں بند ہو کر معاملہ سامنے آئے۔ منشیات کی آمدورفت کو اس کی Activities کو چیک کیا جا سکے۔

جناب سپیکر۔ جی خان صاحب ضمنی سوال۔

احمد خان بلوچ۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ 886 مقدمات درج ہوئے اور ان میں سے 1103 افراد کو گرفتار کیا گیا جو 886 مقدمات درج کئے گئے ہیں ان میں کل ملزمان کی تعداد کتنی تھی؟ 1103 تھی یا ان میں سے 1103 کو گرفتار کر کے کل ملزمان 886 کے جو مقدمات ہیں ان میں کتنے ملزمان تھے؟ صرف 1103 کو گرفتار کیا گیا ہے باقی ملزم کتنے ہیں جن کو گرفتار نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر۔ اس کے لئے تازہ سوال کی ضرورت ہے۔ جی میاں محمد اسحاق صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا کبھی پولیس کے عملہ کے تعلق بھی اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث ہونے کی کوئی رپورٹ ملی ہے جیسا کہ اخبارات میں اکثر چھپتا ہے؟

جناب سپیکر۔ میاں صاحب سوال دھرایئے۔ آرڈر پلیز۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا !کیا کبھی پولیس کے عملہ کے متعلق بھی اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث ہونے کی کوئی رپورٹ موصول ہوئی ہے؟

جناب وزیر قانون۔ جناب والا ! جہاں تک اخبارات کا تعلق ہے تو یہ بات اخبارات کی حد تک ہمیں بھی معلوم ہے۔ جو باتیں عام ہوتی ہیں اس میں بھی پتہ چلتا ہے۔ لیکن کوئی واضح نشاندہی کر کے کسی کو ملوث کرنا اور پھر اس پر کارروائی کرنا یہ ایک الگ بات ہے۔ جن کے متعلق وہ بات ثابت ہوئی ہو گی تو لازمی طور پر ان کے خلاف کارروائی بھی کی گئی ہو گی اور قانون ان کے لئے بھی ہے۔ لیکن اس وقت میں یہ بتانے کی حالت میں نہیں ہوں کہ اس میں اس وقت کتنے آدمی پولیس کے ملوث ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ تدارک کی بات ہو رہی تھی جس کے جواب میں میں نے بتا دیا کہ تدارک کے طور پر حکومت کارروائی کرتی ہے اور پرچے رجسٹر ہوتے ہیں۔ جناب والا ! تفصیل کے بارے میں میں کچھ نہیں بتا سکتا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا !کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ حکومت منشیات کے ناقابل اصلاح عادی اشخاص کو با عزت شہری بنانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون۔ جناب والا ! اسکے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہ ایک سماجی کام ہے سماجی بہبود کی کئی ایک تنظیمیں ہیں جو اس بارے میں نہ صرف ہم نے ہسپتالوں میں Special care کے وارڈ بنائے ہوئے ہیں جس میں ایسے عادی لوگ بچے اور بچیاں جو ایک دفعہ اس لعنت میں گرفتار ہو جائیں تو میڈیکل Medical Care کے طور پر ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ ان کی دوبارہ صحت بحال ہو سکے۔ اسی طرح کئی ایک سماجی تنظیمیں بھی اس میں بڑی سرگرم عمل ہیں جو لوگ اس بری عادت کا شکار ہو جائیں ان کو recover کرنے کے لئے وہ مدد دیتی ہیں اس کے لئے حکومت بھی کوشش کر رہی ہے اور سماجی تنظیمیں بھی کوشش کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ اس سوال کا آخری ضمنی سوال ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اندرون شہر منشیات کے تدارک کے لئے جو قانونی کارروائیاں کی گئی ہیں ان میں اب تک کتنی ہیروئن

اور ناجائز کشید شدہ شراب برآمد کی گئی ہے نیز حکومت نے جن 9 اشخاص کو نظربند کیا ہے ان کی نظربندی کی مدت کتنی تھی؟

وزیر قانون۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ تفصیل تو اس جواب کا حصہ نہیں تھا۔ لیکن نظربندی کی مدت بیک وقت تین مہینے ہو سکتی ہے اس سے کم ہوئی یا اتنی ہے یہ میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ بتا سکوں۔ جہاں تک باقی تفصیل کا تعلق ہے یہ اگر اس سوال کو پڑھا جائے تو یہ اس کا حصہ ہی نہیں بنتا اس کی Connotation ہوتی نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال۔

محکمہ پولیس کی تنخواہوں اور بھتاجات میں اضافہ کے لئے اقدامات

☆ **1762۔ میاں مختار احمد شیخ۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ان کی تنخواہیں اور بھتاجات بڑھانے پر غور کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تقسیم سے قبل (برطانوی دور حکومت میں) وردی الاؤنس کی شرح کانسٹیبل کے لئے پچیس روپے حوالدار کے لئے 35 روپے اور اے ایس آئی، ایس ایچ او کے لئے 50 روپے ماہانہ تھی دھلائی الاؤنس پانچ روپے ماہانہ سٹیشنری الاؤنس ایک روپیہ ماہانہ اور مذکور الاؤنسوں کی شرح اب بھی وہی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت روز مرہ زندگی کے اخراجات میں اضافہ کو مدنظر رکھتے ہوئے متذکرہ بالا الاؤنسوں کی شرح بڑھانے کو تیار ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر ایسا نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)۔

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے تقسیم سے قبل پولیس ملازمین کو کوئی وردی الاؤنس نہ دیا جاتا تھا بلکہ حقیقت میں ماسوائے سی آئی ڈی عملہ کے آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد بھی کانسٹیبل سے لے کر سب انسپکٹر تک عہدہ کے لئے افسران و سرکاری طور پر وردی مہیا کی جاتی ہے اور سی آئی ڈی کے عملہ کو مندرجہ ذیل شرح سی الاؤنس دیا جاتا ہے۔

اے ایس آئی سے انسپکٹر تک	50 روپے
کانسٹیبل سے حوالدار تک	25 روپے

دھلائی الاؤنس کا وجود بھی برطانوی دور حکومت میں نہ تھا اور یہ الاؤنس 1972ء میں شروع کیا گیا تھا جس کی شرح کو یکم جولائی 1986ء سے تین روپے ماہانہ سے بڑھا کر 25 روپے ماہانہ کر دیا گیا ہے۔

سٹیشنری الاؤنس تقسیم سے قبل مندرجہ ذیل شرح سے دیا جاتا تھا جس کو بڑھا دیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔

تقسیم سے قبل

پولیس آفس	10 روپے
ریکروٹس ٹریننگ سنٹر	2 روپے
پولیس سٹیشن	2 روپے
پولیس چوکی	18 روپے

تقسیم کے بعد

تھانہ اے کیٹیگری	12000 روپے
تھانہ بی کیٹیگری	4,500 روپے
تھانہ سی کیٹیگری	2500 روپے
چوکی کیٹیگری	750 روپے

سواری الاؤنس کی شرح تقسیم سے قبل 70 روپے ماہانہ نہیں ہوتی تھی بلکہ یہ زیادہ سے زیادہ 25 روپے بطور گھوڑا الاؤنس ہوتا تھا جس کی شرح اب بھی وہی ہے لیکن اس الاؤنس کی شرح کو بڑھانے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ج) دھلائی الاؤنس سیشنری الاؤنس اور سی آئی ڈی کے عملہ کے لئے وردی الاؤنس کی شرح پہلے ہی بڑھائی جا چکی ہے اور سواری الاؤنس ی شرح کو بڑھانے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا مناسب سمجھیں گے کہ انہوں نے جواب کے حصہ (الف) (ب) اور (ج) میں یہ فرمایا ہے کہ حکومت ان کی تنخواہیں اور کارکردگی بہتر بنانے پر غور کر رہی ہے۔ یہ کب تک فیصلہ ہو جائیگا؟

وزیر قانون۔ جناب والا ! اس کے لئے میں عرض کروں کہ صوبائی حکومت نے اس کے لئے مکمل کر کے کیونکہ یہ Corelated matter ہے اس گریڈ کی جو باقی ملازمتیں ہوتی ہیں ان کو محکمہ فنانس اور محکمہ منصوبہ بندی کو بیشمار چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں اگر ایک ملازمین کی ایک ہی qualification کی سطح کے لوگوں کی تنخواہیں بڑھائی جائیں تو باقی کون کون سے لوگ اس سے متاثر ہوں گے جو کلیم کریں گے کہ ہمیں بھی ان کے برابر لایا جائے۔ صوبائی حکومت نے اپنی Exercise مکمل کر کے جو پرائم منسٹر صاحب نے ایک کمشن مقرر کیا تھا اس رپورٹ کی روشنی میں ان کو بھجوادی ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ میں اب یہ کمیٹی بیٹھی ہوئی ہے جس نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان کو مزید تنخواہیں دی جائیں یا نہیں۔ لیکن چیف منسٹر صاحب نے اپنے طور پر کافی ساری مراعات دی ہیں۔ مثلاً گاڑیاں ہیں اور ان کی کارکردگی کے لئے کافی اقدامات کئے ہیں۔ یہ کیس ابھی وفاقی حکومت میں ہے کہ اس رپورٹ کے مطابق کیا فیصلہ ہوتا ہے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ گریڈ یا تنخواہیں جو پچھلے دنوں بڑھائی گئی ہیں۔ کیا پولیس ملازمین کو بھی وہ مراعات حاصل ہون گی جو کہ تنخواہیں دوسرے ملازمین کی بڑھائی گئی ہیں۔

وزیر قانون۔ اب میں نے Categories واضح کر دی ہیں۔ جو اس میں آئیں گے وہ

دیکھ لیں اس کو پڑھ لیں۔

جناب احمد خان بلوچ۔ جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ انہوں نے جواب کے جزو (ب) میں لکھا ہے کہ گھوڑا الاؤنس ہوتا تھا۔ اور اب بھی ہے۔ کیا انہوں نے کبھی یہ چک کیا ہے کہ تھانے میں گھوڑا الاؤنس جو دیا جاتا ہے تھانے میں گھوڑے موجود ہیں۔

وزیر قانون۔ ویسے تو اب یہ پریکٹس نہیں رہی۔ جہاں بھی گھوڑا موجود ہو گا اس کو الاؤنس دیا جاتا ہے جہاں نہیں ہو گا اس کو نہیں دیا جائے گا۔

جناب احمد خان بلوچ۔ کسی تھانے کا آپ نام لے سکتے ہیں کہ فلاں تھانے میں انہوں نے گھوڑے رکھے ہوئے ہیں۔

وزیر قانون۔ مجھے معلوم نہیں۔

ضلع قصور میں پولیس کی نفری بڑھانے کے احکامات

☆1840۔ **حاجی سردار خان۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پولیس کی نفری آبادی کے مطابق کس شرح سے تفویض کی جاتی ہے۔

(ب) ضلع قصور کی آبادی اس وقت کتنی ہے۔

(ج) ضلع قصور کی نفری کتنی ہے۔

(د) اگر پولیس کی نفری شرح آبادی کے مطابق نہیں ہے تو کیا ضلع قصور میں مزید پولیس بھرتی کی جا رہی ہے اگر ہاں تو کب اور کتنی بھرتی کی جائے گی؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) پولیس کی نفری آبادی کے مطابق پولیس قواعد و پولیس کمیشن رپورٹ 61-1960ء کی روشنی میں تفویض کی جاتی ہے۔

(ب) ضلع قصور کی آبادی مردم شماری 1981ء کے مطابق 1196428 ہے

(ج) ضلع قصور میں اس وقت پولیس کی نفری منظوری کے مطابق مندرجہ ذیل ہے۔

ڈی ایس پی	3
انسپکٹر	14
سب انسپکٹر	31
لیڈی سب انسپکٹر	2
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	67
ہیڈ کانسٹیبل	93
لیڈی ہیڈ کانسٹیبل	1
کانسٹیبل	691
لیڈی کانسٹیبل	5

(د) پولیس کی نفری شرح آبادی سے کم ہے اس تناسب کو متوازن کرنے کی لئے 12 سب انسپکٹر 31 ہیڈ کانسٹیبل 336 کانسٹیبلان کی بھرتی کا معاملہ ترجیحی بنیاد پر حکومت کے زیر غور ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ پولیس قواعد و پولیس کمیشن رپورٹ 61-1960ء کی روشنی میں پولیس کی نفری آبادی کے مطابق کس شرح سے تفویض کی جانی چاہئے؟

وزیر قانون۔ سوال ذرا دھرا دیں۔ یہ کس ایکٹ اور کس قانون کا حوالہ دیا جا رہا ہے؟

جناب فضل حسین راہی صاحب۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے سوال اس لئے دھرانے کو کہتے ہیں کہ ان کو کہیں سے جواب لکھا ہوا مل جائے۔

وزیر قانون۔ مجھے قطعاً ایسی کوئی ضرورت نہیں۔ میں خود جواب دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب آپ اپنا سوال دھرا دیجئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں اپنا سوال دھرائے دیتا ہوں جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا محترم وزیر یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ پولیس قواعد و پولیس کمیشن رپورٹ 61-1960ء کی روشنی میں پولیس کی نفری آبادی کے مطابق کس شرح سے تفویض کی جانی چاہئے؟

وزیر قانون۔ یہ تو نہ کوئی ایسا سوال تھا نہ ہی اس وقت اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ آپ اس رپورٹ کو خود پڑھ لیں۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں جو چیز کسی کتابچے کسی رولز میں مل سکتی ہے اس پر سوال پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ آپ اپنے طور پر تھوڑی سی محنت کریں اور رولز کو دیکھیں اور پڑھ لیں آپ کو پتہ چل جائیگا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! کیا وزیر قانون اس چیز کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ وہ خود ان چیزوں کو پڑھ کر آیا کریں۔ جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ یہ سوال نہیں ہے تو سوال کا جز "الف" ملاحظہ فرمائیں۔

(الف)۔ پولیس کی نفری آبادی کے مطابق کس شرح سے تفویض کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر۔ تو اس سوال کا جواب یہاں موجود نہیں ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کتنا مہمل ہے

وزیر قانون۔ جناب والا! اس کا جواب بڑا واضح ہے کہ۔

پولیس کی نفری آبادی کے مطابق پولیس قواعد و پولیس کمیشن رپورٹ 61-1960ء کی روشنی میں تفویض کی جاتی ہے" اور اس میں Variation ہوتی رہتی ہے۔ چونکہ ضلع قصور کے متعلق پوچھا گیا ہے تو قصور کے متعلق تفصیل سے بتا دیا گیا ہے کہ آبادی کتنی ہے اور کتنا تفویض کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ سوال ایک ضلع کے متعلق مخصوص تھا۔ اس کے متعلق ہم نے work out کر کے بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب جز "(الف)" بھی مخصوص سوال ہے کہ "پولیس کی نفری آبادی کے مطابق پولیس قواعد و پولیس کمیشن رپورٹ 61-1960ء کی روشنی میں تفویض کی جاتی ہے" میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے ان کا سوال متعلقہ ہے

وزیر قانون۔ جی سوال ان کا متعلقہ ہے لیکن بات میری بھی متعلقہ ہے کہ جو سوال کا جواب کسی کتاب میں پڑھا جائے وہ سوال admit ہی نہیں ہونا چاہئے۔ اور جو کسی ریکارڈ ہے کسی کتاب یا کسی قاعدے سے کوئی چیز اخذ کی جا سکے اس کے لئے ضرورت ہی نہیں کہ وہ سوال پوچھا جائے۔ اس کے لئے فاضل ممبر کو خود کوشش کرنی چاہئے ایک بات میں عرض

کرنا چاہتا ہوں کہ مزید شرح معلوم کرنے کے لئے اس کو ملتوی کر دیں وہ کتاب منگوا لیں گے۔ یہاں ان کے لئے پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر! اس میں یہ مسئلہ ہے کہ سوال کو admit کرتے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ جس چیز کا کسی کتاب میں ذکر ہے یا جو اعداد و شمار وہاں سے مل سکتے ہیں وہ سوال میں نہیں پوچھے جا سکتے۔ لیکن جب سوال admit ہو گیا اور اس کا جواب آ گیا تو پھر تو وہ اعداد و شمار دینے چاہئیں۔

وزیر قانون۔ میں نے بتایا ہے کہ اگر کہیں تو ہم دوبارہ بتا دیں گے۔ کہیں تو وہ کتاب میز پہ رکھ دیں گے۔

جناب سپیکر۔ ایوان کی میز پہ رکھ دیجئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! اگر ہمارے وزیر قانون' قانون کے اتنے ہی ماہر ہیں تو انھیں علم ہونا چاہئے تھا کہ جواب میں اگر انھوں نے کسی دستاویز کا حوالہ دیا ہے تو اس دستاویز کی ایک نقل ایوان کی میز پر پہلے ہی رکھ دینی چاہئے تھی۔ یا اس پر مختصر بیان اس ایوان میں دے دینا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ یہ طے ہو گیا ہے کہ سوال کے جز " الف " کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے گا۔

افغان مہاجرین پر اٹھنے والے اخراجات کی تفصیلات

☆ 2037۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں افغان مہاجرین کی کل تعداد کیا ہے۔

(ب) ہر ضلع میں کس کس مقام پر کتنی کتنی تعداد میں افغان مہاجرین پناہ حاصل ہوئے ہیں۔

(ج) حکومت سرکاری خزانہ سے کتنی رقم افغان مہاجرین کی دیکھ بھال پر خرچ کر چکی ہے مہاجرین کی آمد سے لے کر اب تک تمام اخراجات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) پنجاب میں رجسٹرڈ افغان مہاجرین کی کل تعداد 3074117 ہے۔

(ب) ان افغان مہاجرین کو ضلع میانوالی تحصیل عیسیٰ خیل میں کوٹ چاندنہ اور درہ تنگ کے مقامات پر کیمپوں میں رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ 526 افغان مہاجرین مندرجہ ذیل چھ اضلاع لاہور قصور گوجرانوالہ راولپنڈی جہلم اور چکوال میں پناہ حاصل کئے ہوئے ہیں۔

لاہور 68 قصور 43 گوجرانوالہ 82 ان میں سے پندرہ افغان مہاجرین 1979ء سے قبل سکونت پذیر ہیں۔ جب کہ 67 افغان طالب علم جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کو ضروری جانچ پڑتال کے بعد کیمپوں میں بھیج دیا جائے گا۔

راولپنڈی 110' جہلم 170' چکوال 53۔

(ج) افغان مہاجرین کی ضرورت پر صوبائی حکومت کوئی رقم خرچ نہیں کرتی۔ ان کی عارضی آباد کاری کے لئے رقم اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین کی طرف سے فراہم کی جاتی ہے اور وفاقی حکومت کے ذریعے خرچ کی جاتی ہے تاہم وفاقی حکومت گزارہ الاؤنس کی ادائیگی کے لئے فنڈز فراہم کرتی ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! افغان مہاجرین کی جو اعداد و شمار جناب وزیر قانون نے بیان فرمائے ہیں ہمارے پاس جوابات کی جو کاپی ہے یہ تعداد اس سے مختلف ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! جو سوال revise کئے گئے ہیں وہ میں نے شروع میں بتا دیا ہے ہم نے uptodate information دینے کی کوشش کی ہے اور وہ circulate کئے ہیں ہم نے اس کی پانچ سو کاپیاں کر کے ایوان میں circulate کی ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ revised جوابات کے صفحہ 110 پر ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ تو جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ افغان پناہ گزینوں کو کیمپوں سے باہر رہنے کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! اس بارے میں ویسے مسئلہ پہلے زیر بحث آ چکا ہے جو میرے فاضل دوست کی طرف سے تحریک تھی اس کے سلسلے میں مسئلہ زیر بحث آیا تھا اس میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے اور ایک آزاد ملک میں یہ چھان بین کرنا کہ یہ کون ہے حقیقتاً ایک مشکل کام ہے۔ میں نے پہلے بھی رپورٹ میں بتایا تھا کہ اب ہم نے چیکنگ سخت کر دی ہے ایک کارروائی ہم کر رہے ہیں۔ اور ہم پوری آبادیوں کی لئے دیکھ رہے ہیں کہ ان کی آبادی کہاں کہاں ہے تاکہ انھیں deport کیا جائے اور کیمپوں میں واپس بھیجا جائے۔ اس ایکشن کے تحت یہ ساری باتیں معلوم ہوئیں کہ ایسے ایسے لوگ ہیں جنھیں ہم واپس بھیجنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کئی لوگ ہم واپس بھیج چکے ہیں۔ اور جو موجود ہیں ان کے لئے کارروائی ہو رہی ہے کہ ان کو بھی ہم واپس بھیجیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ یہ میرے سوال کا جواب تو نہیں ہے۔ مگر میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں غیر قانونی طور پر قیام پذیر افغان مہاجرین کو کیمپوں میں بھیجنے کے لئے کی جانی والی کارروائی کب مکمل ہو گئی؟

وزیر قانون۔ اس کے لئے کوئی وقت کا تعین نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے فاضل دوست اس بات سے آگاہ ہوں گے کہ کیمپوں میں وہ رکھے ہوئے ضرور ہیں کیمپوں میں قید نہیں ہیں۔ اور نہ ان کو زنجیریں پہنائی جاتی ہیں کہ ان کی حاضری لگے اور پتا چلے کہ وہ کتنے باہر نکلے اور کتنے واپس آئے۔ لوگ تو قید سے بھی بھاگ جاتے ہیں۔ لیکن کیمپوں سے کسی طرح بھاگ جانے والے یا کسی طریقے سے پشاور سے آنے والے کتنے ہیں تو یہ نا ممکن ہے کہ ہم ان کو سو فی صد دیکھ سکیں۔ لیکن یہ تو صوبائی حکومت کی طرف سے ایک انسانی کوشش ہے کہ ہم ان کو زیادہ سے زیادہ detect کریں۔ میں نے کل یا پرسوں اس سوال کا جواب دیا تھا۔ ہم نے تعداد بتائی تھی کہ کتنے لوگوں کے خلاف پرچے رجسٹر ہوئے کتنے لوگوں کو ہم نے deport کیا کتنے لوگوں کے خلاف Foreigners Act کے تحت

پرچے دیئے اور کتنے لوگوں کو واپس کیمپوں میں بھجوایا۔ یہ لوگ وہ ہیں جو بستیاں بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہاں سے پھر ان کو اٹھانا انسانی مسئلے کی تحت کچھ مشکل ہوتا ہے لیکن حکومت اپنی ذمہ داری کو جانتی ہے اور ان کو واپس بھیجنے کے لئے کارروائی ہو رہی ہے۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ افغان مہاجرین کو Differentiate کرنے کا کیا طریقہ کار ہے۔ کیونکہ وہاں بھی لوگ آباد ہوتے ہیں ان میں اور افغان مہاجرین میں کیا فرق ہوتا ہے؟

وزیر قانون۔ ان کے پاس اپنے رجسٹریشن شناختی کارڈ ہوتے ہیں جو اس مقصد کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ ان کارڈز کے مطابق ان کو گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب تک وفاقی حکومت نے پنجاب کی حکومت کو گزارہ الاؤنس کے طور پر کتنی فنڈز کی ادائیگی کی ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب اس کے لئے تازہ سوال کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! ٹھیک ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کئے دیتا ہوں اور نہیں کہتے تو نہ سہی جواب یہ دیا گیا ہے کہ افغان مہاجرین کی ضرورت پر صوبائی حکومت کوئی رقم خرچ نہیں کرتی ان کی عارضی آباد کاری کے لئے رقم اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین کی طرف سے فراہم کی جاتی ہے اور وفاقی حکومت کے ذریعے خرچ کی جاتی ہے۔ تاہم وفاقی حکومت گذارہ الاؤنس کی ادائیگی کے لئے فنڈز فراہم کرتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا...

جناب سپیکر۔ اب تک گذارہ الاؤنس کے لئے وفاقی حکومت کی طرف سے صوبائی حکومت کو کتنی امداد ملی ہے۔ یہ معاملہ اعداد و شمار کا ہے جس کو سوال میں دریافت نہیں کیا گیا۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ نیا سوال دیں اور دریافت کر لیجئے۔ جناب غلام سرور خان

جناب غلام سرور خان۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو مہاجرین 1979ء سے قبل پاکستان آئے ہیں اور یہاں آکر شناختی کارڈ بھی بنوا لئے ہیں انہوں نے یہاں جائیدادیں بھی خرید لیں ہیں ان کے متعلق حکومت کی پالیسی کیا ہے۔ آیا انہیں واپس کیمپوں میں بھیجا

جائے گا۔

وزیر قانون۔ انہیں خدشات کو دور کرنے کے لئے اور سکرین آؤٹ کرنے کے لئے وفاقی حکومت نے شناختی کارڈ کے اجراء کی پالیسی کو اختیار کیا ہے۔ اور ہی اسی بات کا ایک حصہ ہے تاکہ یہ پتہ چل سکے فرضی شناختی کارڈ جن غیر ملکی افراد نے بنائے ہیں انکو ہم جان سکیں اور کارروائی ہو سکے۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون۔ بقیہ سوالات اور جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر قانون۔ بقیہ سوالات اور جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
صوبہ میں ٹریفک کے حادثات کی تعداد

☆2038۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں 19 نومبر 1986ء سے لے کر 25 نومبر 1986ء تک نہ تو کسی ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا سیکرٹری موجود تھا۔ اور نہ ہی ٹریفک پولیس کا کوئی ایم ایم پی آئی موجود تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب درست ہے تو اس ایک ہفتہ کے دوران صوبہ میں ٹریفک کے کل کتنے مہلک وغیر مہلک حادثات ہوئے۔ حادثات کی تفصیل ضلع وار بتائی جائے۔

(ج) صوبہ میں یکم نومبر 1986ء سے 7 نومبر 1986ء تک کے ہفتہ میں جب کہ تمام ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سیکرٹری اور ٹریفک پولیس کے ایم ایم پیسائی ڈیوٹی پر موجود تھے۔ ٹریفک کے کل کتنے مہلک و غیر مہلک حادثات ہوئے حادثات کی

تعداد و تفصیل ضلع وار بتائی جائے؟

وزیر قانون (چودھری عبدالغفور)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) تفصیل ضلع وار ساتھ لف ہے۔

(ج) تفصیل ضلع وار ساتھ لف ہے۔

جزو (ب) کا جواب۔ از 19-11-86 تا 25-11-86

نام ضلع	مہلک	غیر مہلک
راولپنڈی	1	7
اٹک	1	2
جہلم	-	1
چکوال	-	-
سرگودھا	4	4
خوشاب	1	2
بھکر	-	2
میانوالی	-	-
فیصل آباد	8	2
جھنگ	-	1
ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	1
لاہور	4	14
قصور	6	2
اوکاڑہ	3	2
شیخوپورہ	4	2
گوجرانوالہ	2	7

سیالکوٹ	2	4
گجرات	1	2
ملتان	2	3
خانیوال	1	2
وہاڑی	2	3
ساہیوال	2	2
ڈیرہ غازی خان	-	-
لیہ	1	-
مظفر گڑھ	-	-
راجن پور	1	-
بہاولپور	4	1
بہاول نگر	1	2
رحیم یار خان	3	2
کل	54	70

جزو (ج) کا جواب از 1-11-86 تا 7-11-86

نام ضلع	مہلک	غیر مہلک
راولپنڈی	5	9
اٹک	-	2
جہلم	-	2
چکوال	-	-
سرگودھا	4	5
خوشاب	1	-
بھکر	-	-

میانوالی	2	-
فیصل آباد	8	5
جھنگ	1	1
ٹوبہ ٹیک سنگھ	1	-
لاہور	5	11
قصور	3	3
اوکاڑہ	3	2
شیخوپورہ	1	6
گوجرانوالہ	3	4
سیالکوٹ	3	-
گجرات	3	3
ملتان	3	2
خانیوال	3	-
وہاڑی	2	-
ساہیوال	-	-
ڈیرہ غازی خان	-	-
لیہ	1	-
مظفر گڑھ	1	-
راجن پور	1	-
بہاول پور	-	4
بہاولنگر	-	2
رحیم یار خان	3	2
میزان	57	63

ارکان اسمبلی کی سفارش پر پولیس کانسٹیبلوں کی بھرتی

☆2143۔ چودھری غلام احمد۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ اسمبلی کے ہر ممبر کی سفارش پر پانچ پانچ پولیس کانسٹیبل بھرتی کئے جائیں گے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو سال رواں میں کتنے پولیس کانسٹیبل کن کن ارکان اسمبلی کی سفارش پر بھرتی کئے گئے۔ مکمل کوائف فہرست کی صورت میں ایوان کی میز پر رکھے جائیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) گورنمنٹ پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ریکارڈ کے مطابق حکومت نے ایسا کوئی فیصلہ نہ کیا ہے۔ اور نہ ہی ایسی ہدایات جاری کی ہیں۔ البتہ بھرتی کے لئے مختلف امیدواروں کی سفارشات ممبران اسمبلی کرتے رہتے ہیں۔ مگر امیدوار کی قابلیت اور استعداد معیار کے مطابق ہو تو اس کو بھرتی کر لیا جاتا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا جواب کے بعد جزو (ب) کی تفصیل غیر ضروری ہے اس لئے کہ سفارشات کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا فیصلہ بہرحال قوائد کے مطابق کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں 1986ء کے دوران جاری کئے جانیوالے اسلحہ لائسنس کی تفصیلات

☆2163۔ سردار دلدار احمد چیمہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ صوبے بھر میں 1986ء میں کتنے اسلحہ لائسنس جاری ہوئے۔ تفصیل ضلع وار اور ڈویژن وار بیان فرمائی جائے۔ نیز مذکورہ لائسنس کن کن حضرات کی سفارش پر جاری کئے گئے؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

تعداد جاری شدہ اسلحہ لائسنس صوبہ پنجاب 438408

1۔ لاہور ڈویژن 121655

	ضلع لاہور۔	66464
	ضلع قصور۔	19978
	ضلع اوکاڑہ۔	17195
	ضلع شیخوپورہ۔	18012
2۔	بہاولپور ڈویژن۔	21521
	ضلع بہاولپور۔	5514
	ضلع بہاول نگر۔	10615
	ضلع رحیم یار خان۔	5392
3۔	ڈیرہ غازی خان ڈویژن۔	22887
	ضلع ڈیرہ غازیخان۔	9264
	ضلع لیہ۔	5265
	ضلع راجن پور۔	4358
4۔	فیصل آباد ڈویژن۔	80883
	ضلع فیصل آباد۔	58257
	ضلع جھنگ۔	10556
	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔	12070
5۔	گوجرانوالہ ڈویژن۔	33988
	ضلع گجرات۔	12369
	ضلع گجرات۔	10479
	ضلع سیالکوٹ۔	11140
6۔	ملتان ڈویژن۔	61536
	ضلع ملتان۔	10210
	ضلع ساہیوال۔	26547
	ضلع وہاڑی۔	8444

	ضلع خانیوال۔	10244
	ضلع مظفر گڑھ۔	6091
7۔	راولپنڈی ڈویژن۔	39399
	ضلع راولپنڈی۔	21331
	ضلع اٹک۔	6919
	ضلع چکوال۔	6777
	ضلع جہلم۔	4372
8۔	سرگودھا ڈویژن۔	56539
	ضلع سرگودھا۔	27037
	ضلع بھکر۔	9133
	ضلع خوشاب۔	4536
	ضلع میانوالی۔	15837

مذکورہ اسلحہ لائسنس وفاقی اور صوبائی وزراء مشیران' ممبران قومی اور صوبائی اسمبلی چیئرمین حضرات ضلع کونسل میونسپل کمیٹی' ٹاؤن کمیٹی' میئر صاحبان کی سفارشات کے علاوہ موروثی اسلحہ اور دیگر موزوں افراد بشمول سرکار ملازمین کی سفارشات پر جاری ہوئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب ان کا اپنا بھی کوٹہ اس میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں ہوم ڈیپارٹمنٹ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر بھی اسلحہ کے لائسنس جاری ہوتے ہیں۔

محکمہ پولیس میں اے ایس آئی کی بھرتی کی تفصیلات

☆2197۔ جناب سجاد احمد چیمہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
موجودہ حکومت کی تشکیل سے لے کر تا حال محکمہ پولیس میں کتنے اے ایس آئی بھرتی کیے گئے۔ ان کے نام و دیگر کوائف فہرست کی صورت میں ایوان کی میز پر رکھے جائیں۔ نیز ان کو کن کن کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)
موجودہ حکومت کی تشکیل کی مدت (1985ء تا 1986ء) میں کل 144۔ اسسٹنٹ سب انسپکٹر پنجاب میں بھرتی کئے گئے۔ جن کے نام و کوائف فہرست کی صورت میں لف ہیں۔
مذکورہ بالا 144۔ اسسٹنٹ سب انسپکٹر امتحان پاس کرنے کی وجہ سے بھرتی کئے گئے تھے۔ کسی کی سفارش سے بھرتی نہیں کئے گئے۔

اسمبلی سوال نمبر2197

گوجرانوالہ رینج 1985ء

نمبر شمار	نام	ولدیت	پتہ
1	کانسٹیبل طاہرفاروق 736/C	رشیداحمد	موضع چک وادن -تھانہ صدر وزیر آباد- ضلع گوجرانوالہ
2	محمد یونس 1289/C	رحمت خاں	محلہ دیواناں - وزیر آباد - ضلع گوجرانوالہ
3	زاہد اقبال	محمد اکرم	موضع گھڈریالہ- تحصیل کھاریاں - ضلع گجرات
4	غلام اکبر جونیر کلرک	سجاول خان	موضع سیداں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات
5	خالد محمود	محمد صدیق	موضع نوکھر تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
6	عبدالواحد 1080/C	احمد علی	موضع دھلے ضلع گوجرانوالہ
7	محمد ظفر اقبال	چوہدری خوشی محمد	موضع پل شاہ دولا تھانہ واھنڈو ضلع گوجرانوالہ
8	فاروق حسین	نور حسین	گلی نمبر11 نزد مسجد سلطان باہو وحدت کالونی گوجرانوالہ
9	منیر حسین	محمد امین	محلہ اسلام پورہ کچی آبادی گلی نمبر4 گوجرانوالہ
10	ظفر اقبال 251/H.C	غلام رسول	محلہ اسلام پورہ کچی آبادی گلی نمبر4 گوجرانوالہ

11	اقیاز احمد	چوہدری مختار احمد	مکان گجے والی ڈاک خانہ نظام پور ضلع گوجرانوالہ
12	مسعود مظہر 163/C	مظہر حسین	مکان نمبر 10/95 ڈاک خانہ چکوال تھانہ ٹمن ضلع گوجرانوالہ
13	طاہر مجید 33/C	محمد مجید خاں	موضع حسن پٹھان ڈاک خانہ کوٹلہ ارب علی خاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔
14	صابر حسین	خوشی محمد	موضع دلاور تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
15	شہباز احمد 625/C	سردار خاں	موضع میانہ گوندل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات۔

فیصل آباد ریجن 1985ء

16	احمد عدنان طارق	محمد طارق	سکنہ 271 گلشن کالونی۔ تھانہ گلبرگ فیصل آباد
17	عمر حیات	نواب دین	261 تھانہ ڈگلوٹ ضلع فیصل آباد
18	انور	انوار الحق	مکان 2-251 گوبند پورہ تھانہ گلبرگ فیصل آباد
19	محمد طارق	محمد دین	مکان نمبر 12 گلشن کالونی تھانہ گلبرگ فیصل آباد
20	آصف محمود	احمد خاں	مکان نمبر 31 تاج کالونی تھانہ سول لائن فیصل آباد
21	سید اخلاق رضا	سید ریاض احمد	29 لالہ زار کالونی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

22	محمد اکرم	بشیر احمد	چک 77 رب تھانہ کھڈریانوالہ فیصل آباد
23	غلام عباس طارق	مہر خدا بخش	موضع ولا تھانہ بزادہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ
24	محمد ظفر اقبال	نور احمد	چک 237 ج۔ب تھانہ بوانہ ضلع جھنگ
25	محمد حسن عباس علی خان	غلام باقر علی خاں	موضع ٹھٹھی لنگر۔ تھانہ قادرپور ضلع جھنگ
26	تاج محمد خاں	عبدالحق	موضع غرار خاں پل تھانہ جھنگ
27	بہار حسین خاں	فیروز خاں	چک 739 گ۔ب تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
28	ریاض علی	فضل محمود	چک 97 ج۔ب تھانہ گوجرہ صدر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
29	خرم سعید خاں	سعید خاں	اقبال بازار کمالیہ۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
30	انجم الثاقب	اعجاز احمد	چک 69 ضلع سرگودھا

1986ء میں فیصل آباد رینجر میں اسسٹنٹ سب انسپکٹران کی بھرتی نہ کی گئی۔

لاہور رینج 1985ء

31	منصب داد خاں	رشید احمد	گلی مولوی صدرالدین محلہ مسلم گنج شیخوپورہ
32	ناصر مشتاق	مشتاق احمد	16/D چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور

33	محمد غوث	شیخ محمد یٰسین	32 رضا بلاک تھانہ وحدت کالونی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔
34	نذیر احمد	محمد حنیف	ای۔ایس۔ ٹی گورنمنٹ ہائی سکول منڈی ہیرا سنگھ تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ
35	خالد محمود پردیسی	محمد صدیق H.C	کوٹ پیراں قصور
36	ذوالفقار علی	عنایت اللہ	6 شیر شاہ روڈ داتا نگر بادامی باغ لاہور
37	شہزاد اختر	شیخ اختر علی DSP	22A نصیر الدین روڈ اسلام پورہ لاہور
38	محمد اسلم 2772/C		لاہور
39	نصرت علی ناگیرہ	چوہدری غلام نبی	گلی بھیوبن ضلع لاہور
40	محمد عمر	چوہدری سرداد خاں	کلہ تھانہ فیروز والا ضلع شیخوپورہ
41	سہیل ملک	اقبال احمد	مکان نمبر1 ہاشمی گلی ابدالی روڈ لاہور
42	مسٹر اعجاز حمید	حمید الامین شاہ	57/D گلبرگ III لاہور
43	محمد ارشاد 3145/C		ضلع لاہور
44	محمد اعظم	محمد صدیق	نئی آبادی نزد تکیہ کریم شاہ ڈوھلن وال ملتان روڈ لاہور۔
45	ملک طلعت محمود	ملک محمد حسین	مکان 60/A مین بازار تکیہ حمید شاہ شاہدرہ لاہور
46	راشد محمود	ملک فضل حسین	گلی نمبر45 احاطہ بی بی مصری شاہ لاہور

47	محمد وسیم	چوہدری فضل الٰہی	25/A سمن آباد کالونی تھانہ نواں کوٹ لاہور
48	احسان محمود گوندل	سلطان محمود گوندل S.P	مکان 278 نیو کیولری گراؤنڈ لاہور چھاؤنی
49	محمد اشتیاق	محمد اشفاق ریٹائرڈ SI	مکان نمبر گلی نمبر دیو سماج روڈ لاہور
50	محمد قاسم	سائیں محمد	پولیس کوارٹرز۔ ایس۔ایس۔پی آفس لاہور
51	نذیر حسین خاں	محمد دین عرف بوٹا	جوئیہ اوتاڑ تھانہ کھڈیاں ضلع قصور
52	ریاست علی 556/C		ضلع شیخوپورہ
53	طارق مسعود	محمد اسلم	52/6 سوڈیوال کالونی ملتان روڈ لاہور
54	محمد اعظم خاں	محمد علی	سکنہ 7/B نزد خضرا مسجد سمن آباد لاہور
55	عابد علی	ناظم علی وقار	سہکے وال تھانہ شرق پور ضلع شیخوپورہ
56	احسان اللہ خاں نیازی	سعادت اللہ خاں	مکان نمبر12 گلی نمبر6 بوستان کالونی قینچی امرسدھو لاہور
57	سکندر حیات 8753/C		ضلع لاہور
58	زاہد زمان خان	شاہ زمان خاں	جناح پارک شیخوپورہ
59	خالد عباس	احمد شیر لالی	سکنہ 44/5 -1- غالب روڈ گلبرگ III لاہور
60	مستحسن علی شاہ	محمود علی S.P	علامہ اقبال روڈ تھانہ مصطفیٰ آباد لاہور
61	زاہد حمید	عبدالمجید	سیکورٹی گارڈ مینار پاکستان لاہور

62	عرفان ملک	ملک رب نواز	
63	طاہر رشید بٹ	رشید احمد بٹ	
64	لیاقت علی	محمد شفیع	
65	نوید احسن	معراج دین	
66	شہزاد خالق	خالد لطیف چیمہ مرحوم	
67	طارق ظفر	ظفر اللہ خاں مرحوم	33 انفنٹری روڈ لاہور
68	محمد یعقوب خان	محمد ابراہیم	
69	محمد خالد صدیقی	قاری حسین صدیقی	
70	شرافت علی	محمد اقبال	
71	نعمان عزیز	پروفیسر ظفرالدین	سکنہ پارک ٹمپل روڈ لاہور
72	محمد خالد امین	محمد امین	353 نرگس بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
73	امتیاز احمد ڈار	قدرت الٰہی ڈار	
74	ارشد محمود سپاہی	عبدالغنی	مکان نمبر ا شالیمار ٹاؤن باغبان پورہ لاہور
75	ثقلین آصف	آصف خان	
76	بابر محمود خاں	محمود خان	بینک سٹریٹ ۔سطامی روڈ سمن آباد لاہور

77	رضوان اللہ خاں	قدرت اللہ خان	
78	محمد اشرف چدھڑ	احمد خاں چدھڑ	پولیس کوارٹرز تھانہ سول لائن لاہور
79	محمد افضل	غلام یٰسین	برادر مرحوم Si محمد اکرم مکان نمبر7 گلی نمبر72 شالیمار لاہور
80	صوبیدار محمد اقبال ریٹائرڈ	عبدالکریم	چک نمبر387 جی بی خورد تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد
81	صوبیدار محمد دین ریٹائرڈ	شیر محمد	قالو کار تحصیل ہری پور ضلع ایبٹ آباد
82	صوبیدار محمد صالح ریٹائرڈ	نبی بخش	نئی آبادی جلال پور جٹاں تحصیل و ضلع گجرات
83	نائب صوبیدار غلام حسین ریٹائرڈ		اللہ دتہ موضع امیر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
84	نائب صوبیدار محمد سرور حسین ریٹائرڈ		عزیز بخش چک 67 جی۔بی تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد
85	نائب صوبیدار عبدالعزیز ریٹائرڈ		نور محمد چک نمبر33 جی۔بی تھانہ شیانہ ضلع فیصل آباد

سرگودھا رینج 1985ء

86	محمد اکرم	برکت علی	چک 46 ضلع بھکر
87	غضنفر عباس	دوست محمد	سکنہ حویلی نتھوک ضلع خوشاب
88	سلطان میراں	میاں محمد انور	چک 18 جنوبی ضلع سرگودھا
89	اشفاق احمد	منظور الحق	شاہ پور ضلع سرگودھا

90	محمد خرم انور	محمد انور	سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا
91	سیف الرحمن		
92	محمد اکرم	عبداللہ خاں	پیرائی فیل ضلع میانوالی
93	تنویر امجد	جی اے آصف	سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا
94	فرحت محمود	عبدالرحمن	مکان 204 رحمان پورہ سرگودھا
95	غلام جعفر	غلام رسول	عیسے والا ضلع بھکر
96	افتخار محمود	نذیر احمد باجوہ	چک 176 شمالی سرگودھا
97	کاشف مسعود	شیخ مسعود احمد	DSP مرحوم سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا

ڈیرہ غازی خاں رینج

جواب ندارد

اسسٹنٹ سب انسپکٹران جو راولپنڈی رینج میں 1985ء میں بھرتی ہوئے

98	سہیل ممتاز	ممتاز حسین	ساکن بنی مکان 990 انگن پورہ سہیل منزل تھانہ نبی راولپنڈی
99	جنید ممتاز	ممتاز خاں	ساکن باہنبر تھانہ فتح جنگ اٹک

100	طارق محمود	راجہ منصب خاں	تھانہ ستیال جانی راولپنڈی
101	زاہد نعیم	محمد علی	دھوگی ضلع جھنگ
102	محمد جہانگیر خاں	ملک یار خاں	ڈھیر یونٹ تھانہ اشمن اٹک
103	محمد یٰسین	محمد صادق	ایمان پٹھاناں تھانہ صدر جہلم
104	وقار نثار	نثار احمد	ساکن جے 217/63 گلی نمبر13 آریہ محلہ نمبر1 راولپنڈی
105	سید ظاہر عباس کاظمی	سید شبیر حسین کاظمی	جے جے جنرل سٹورز انبالہ روڈ راولپنڈی
106	اعجاز حسین شاہ	گلزار حسین شاہ	شاکن سندھل تھانہ پلہ ضلع جہلم
107	ناصر جمال شاہ	محبوب شاہ	طارق آباد گنج روڈ راولپنڈی
108	نصیر حسین شاہ	شیر احمد	جلساری معظم شاہ تھانہ صدر راولپنڈی
109	محمد وارث	برکت علی	وحدت کالونی چونگی 20 اڈیالہ روڈ راولپنڈی
110	سجاد حیدر	محمد رفیق	مکان 959 عابد مجید روڈ راولپنڈی کینٹ
111	سجاد حسین	غلام ربانی	چکوال
112	خالد محمود قریشی	عبدالمجید قریشی	کھمب تھانہ سندرہ ضلع راولپنڈی
113	انور سلطان	فضل محمود	ٹاؤن شپ قربان لائن لاہور
114	سلیم اکبر	چوہدری غلام اکبر	سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی

115	گلفام بیگم	صاحبزادہ غلام اکبر	ساکن موضع بنگالی تھانہ خاص
116	آصف حنیف	محمد حنیف	سی 6 ڈی سی روڈ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
117	محمد امجد	راجہ عبدالرؤف	جوقرا ڈاک خانہ سول تھانہ جوتلی راولپنڈی
118	عقیل عباس	عبدالرزاق	مکان 93 فاروق روڈ جہلم

1986ء میں راولپنڈی رینج میں اسسٹنٹ سب انسپکٹران کی بھرتی نہ کی گئی

ملتان رینج 1985ء

119	حبیب احمد	غلام دستگیر	ساہیوال
120	محمد جاوید	محمد اسلم	خانیوال
121	سعید انور	بشیر احمد	خانیوال
122	رحمت علی	محمد حسین	وہاڑی
123	منیر حسین	محمد اشرف	ملتان
124	محمد زمان	غلام فرید	وہاڑی
125	محمد نواز	محمد یعقوب	خانیوال

126	بشیر احمد	نذیر احمد	ساہیوال
127	شفیق احمد	سعید علی	ساہیوال
128	مختیار احمد	غلام محمد	ساہیوال
129	عبدالغنی	نعمت علی	ساہیوال
130	غلام صفدر	میاں محمد	خانیوال
131	اعجاز احمد	شیر محمد	ساہیوال
132	علی عمران	محمد یوسف	ساہیوال
133	محمد پرویز	محمد اسلم	فیصل آباد
134	امجد جاوید	محمد عالم	خانیوال

1986ء میں ملتان رینج میں اسسٹنٹ سب انسپکٹران کی بھرتی نہ کی گئی

بہاولپور رینج 1985ء

135	علی اکبر	نذیر احمد	رحیم یار خاں
136	منظور احمد	بیری پیا	رحیم یار خاں.

137	محمد ارشاد	غلام قادر	بہاول نگر
138	محمد نعیم بابر	محمد سلیم	بہاول نگر
139	عباس اختر	غلام نبی	بہاول پور
140	غلام دستگیر	محمد سلیمان	بہاول پور
141	اکمل رسول نادر	غلام سرور	بہاول نگر
142	عبدالغفار	علم اللہ داد	رحیم یار خاں
143	ایم اصغر خورشید	محمد عبدالرشید	بہاول نگر
144	شاہ نواز	شمشاد علی خاں	سرگودھا

بہاولپور ریجن 1986ء

145	نعیم اللہ خاں	رشید اللہ خاں	بہاولنگر

شکر گڑھ میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت کا قیام

☆ 2254 جناب مولانا محمد غیاث الدین۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شکر گڑھ کو سال 83-1982ء میں اے کلاس سب ڈویژن کا درجہ دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پالیسی کے مطابق اے کلاس سب ڈویژن میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی تعیناتی کا فیصلہ ہوا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بغرض تعمیر بلڈنگ عدالت و رہائش برائے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بعد انتقال ٹینڈر بھی ہوا تھا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹھیکیدار کو بلڈنگ کی تعمیر کے لئے ورک آرڈر بھی مل گئے تھے۔

(ر) کیا یہ بھی درست ہے کہ عدالت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بجائے شکر گڑھ کے نارووال منتقل کر دی گئی ہے۔

(س) کیا یہ بھی درست ہے کہ سب ڈویژن نارووال کو ابھی تک اے کلاس کا درجہ نہیں دیا گیا۔

(ص) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پھر وضاحت فرمائی جائے کہ شکر گڑھ میں عدالت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کیوں قائم نہیں کی گئی اور کیا اب قائم کرنے کا ارادہ ہے یا کہ نہیں اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) یہ محکمہ امور داخلہ کے دائرہ اختیار میں نہیں۔

(ب) حکومت نے سال 1982ء میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ مندرجہ ذیل چھ سب ڈویژنوں میں ترجیحی بنیادوں پر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی تعیناتی کی جاوے۔

1	چنیوٹ
2	خانیوال
3	بہاولنگر
4	پاک پتن
5	چکوال
6	شکر گڑھ

(ج) یہ درست ہے۔

(د) یہ درست ہے۔

(ر) یہ درست ہے

(س) یہ محکمہ امور داخلہ کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔

(ص) مقامی انتظامیہ کی رائے اور گورنر پنجاب کی منظوری سے عدالت نارووال میں قائم کی گئی حکومت کا ہر سب ڈویژن میں عدالتیں قائم کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس میں شکر گڑھ بھی شامل ہے۔

ٹریفک کے حادثہ میں مرنے والے افراد کی امدادی رقم میں اضافہ

☆2347۔ جناب سرفراز نواز۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں شاہرات پر ٹریفک کے حادثات میں جو لوگ مرتے ہیں ان کے ورثاء کو صرف پندرہ ہزار روپے معاوضہ دیا جاتا ہے۔ جو انسانی جان کے مقابلے میں بہت قلیل رقم ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس قلیل معاوضے کی شرح پندرہ ہزار سے بڑھا کر کم از کم تین لاکھ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) شاہرات پر ٹریفک کے حادثات میں بس کے جو مسافر ہلاک ہوتے ہیں ان کے وارثان کو ویسٹ پاکستان موٹر وہیکل آرڈیننس 1965ء کی دفعہ 67 کے تحت 16 ہزار روپیہ بطور معاوضہ دیا جاتا ہے جو کہ بس مالکان ادا کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے بس مالکان انشورنس کرواتے ہیں۔ اس رقم کا تعین بس مالکان کی مالی استعداد اور دیگر متعلقہ کوائف کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے جہاں تک پیدل چلنے یا دوسرے لوگ جو شاہرات پر حادثات میں ہلاک ہوتے ہیں۔ ان کے لئے موٹر وہیکل آرڈیننس میں کوئی گنجائش موجود نہیں۔

(ب) ایسی کوئی تجویز فی الحال حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

مقررہ مدت سے پہلے افسران کی تبدیلی

☆2509۔ **جناب سرفراز نواز۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ امور داخلہ میں اگست 1985ء سے تا حال کتنے افسروں کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلے یعنی (Pre-mature) طور پر کی گئی ماہانہ تفصیل کیدر وار بمعہ نام اور وجوہات بیان کی جائے۔

(ب) اگست 1985ء سے تا حال مذکورہ افسروں میں سے جن کی تبدیلی کے احکام منسوخ کے گئے ہیں ان کی ماہانہ تفصیل بمعہ نام اور وجوہات بیان کی جائیں۔

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ امور داخلہ (پولیس۔ سول ڈیفنس۔ ریکلیمیشن و پروبیشن اور جیل خانہ جات) کے جن افسروں کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلی کی گئی ہیں ان کی کل تعداد 462 ہے۔ تفصیل ضمنی پر منسلک ہیں۔

(ب) اگست 1985ء سے تا حال جن افسروں کی تبدیلیوں کے احکام منسوخ کئے گئے ان کی کل تعداد 75 ہے۔ ان کی تفصیلات ضمنی ث' ج' چ' ح پر منسلک ہیں

(الف) محکمہ امور داخلہ کسی آفیسر یا ماتحت عملہ کی تقرری یا تبدیلی کرنے کا مجاز نہیں ہے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ خود ہی تبدیلی کرتا ہے۔ اور تعینات بھی کرتا ہے۔

(ب) الف بالا کی روشنی میں سوال کا یہ جزو بھی غیر متعلقہ ہے۔

پولیس

اگست 1985ء سے تا حال درج ذیل گریڈ 17 کے افسران کی تبدیلی مقررہ مدت سے پہلے کی گئی ہے۔ ماہانہ تفصیل درج ذیل ہے

نام مہینہ	نمبر شمار	نام آفیسر بمعہ عہدہ		از	تا	وجہ تبادلہ
اگست 85ء	1	حاجی محمد سرفراز	D.S.P	مظفرگڑھ	سی پی	مفاد عامہ
اگست 85ء	2	کلب عباسی	A.S.P	صدر ساہی وال	ہیڈ کوارٹر ساہی وال	"
اگست 85ء	3	محمد باقر	D.S.P	HQ ساہی وال	صدر ساہی وال	"
اگست 85ء	4	محمد حسن خاں	D.S.P	HQ راولپنڈی	FIR	"
اگست 85ء	5	محمود بخش انجم	D.S.P	لودھراں	مظفرگڑھ	"
اگست 85ء	6	مشتاق احمد	D.S.P	منکیرہ	پی-سی	"
اگست 85ء	7	شاہزادہ خالد خورشید	A.D.I	سرگودھا	شیخوپورہ	"
اگست 85ء	8	رب نواز	D.S.P	شیخوپورہ	سی پی او	"
اگست 85ء	9	کلب عباسی	A.S.P	HQ ساہی وال	سی پی او	مفاد عامہ
اگست 85ء	10	سکندر حیات خاں نیازی	D.S.P	کہوٹہ	HQ سیالکوٹ	مفاد عامہ

ستمبر85ء	11	احمد خاں چدھڑ	D.S.P	چکوال	مفاد عامہ
ستمبر85ء	12	قمر زماں	D.S.P	نواں کوٹ لاہور	مفاد عامہ
ستمبر85ء	13	اکرام اللہ خاں نیازی	D.S.P	اچھرہ	مفاد عامہ
ستمبر85ء	14	محمد اسلم خاں	D.S.P	فیروز والا	مفاد عامہ
ستمبر85ء	15	گل اصغر	D.S.P	CIA	مفاد عامہ
ستمبر85ء	16	محمد اکبر بٹ	D.S.P	سی پی او	مفاد عامہ
ستمبر85ء	17	خورشید عالم چیمہ	D.S.P	سی پی او	مفاد عامہ
ستمبر85ء	18	داؤد محمد بٹ	D.S.P	سی پی او	مفاد عامہ
ستمبر85ء	19	اخلاص خاں	D.S.P	سی پی او	مفاد عامہ
ستمبر85ء	20	قمر زماں	D.S.P	سی پی او	مفاد عامہ
ستمبر85ء	21	محمد افضل چیمہ	D.S.P	سی پی او	مفاد عامہ
ستمبر85ء	22	محمد سرفراز	D.S.P	سی پی او	مفاد عامہ
ستمبر85ء	23	احمد زکی ترمذی	D.S.P	سی پی او	مفاد عامہ
ستمبر85ء	24	خلیل الرحمٰن	D.S.P	PQR	مفاد عامہ
ستمبر85ء	25	مشتاق احمد		PRP	مفاد عامہ

ستمبر85ء	26		PDSP	شیخوپورہ	انٹی کرپشن	مفاد عامہ
ستمبر85ء	27	اعجاز احمد قریشی	PDSP	انٹی کرپشن	شیخوپورہ	مفاد عامہ
ستمبر85ء	28	ظفر اقبال	ASP	بوریوالہ	PRB	مفاد عامہ
ستمبر85ء	29	خلیل الرحمٰن	DSP	PQP	بوریوالہ	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	30	حامد حسین شاہ	DSP	گن مین راولپنڈی	سی پی او	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	31	ظفر عباس	ASP	HQ شیخوپورہ	گن مین ٹوپی ایم راولپنڈی	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	32	عبداللہ خالد	DSP	گوجرانوالہ	گن مین ٹوپی ایم راولپنڈی	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	33	محمد اسلم	DSP	ننکانہ	سی پی او	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	34	احمد زکی ترمذی	DSP	جائنٹ ٹاسک فورس	شیخوپورہ	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	35	محمد سرفراز	DSP	CPO	سٹی فیصل آباد	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	36	شاہد اقبال	ASP	سٹی فیصل اباد	جڑانوالہ	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	37	تصدق حسین	ASP	HQ بہاول پور	ننکانہ	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	38	سید مروت علی	ASP	جام پور	سول لائن	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	39	حامد گل شاہ	DSP	سول لائن	L.M.C	مفاد عامہ
اکتوبر85ء	40	ریاض حشمت	DSP	L.M.C	سی پی او	مفاد عامہ

اکتوبر 85ء	41	محمد ہاشم کھیرا	DSP	CRQ	HQ ڈی جی خاں	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	42	محمد اشرف	DSP	HQ ڈی جی خاں	جام پور	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	43	رب نواز	DSP	CPO	PQR	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	44	فاروق	ASP	کلور کوٹ	HQ بہاول پور	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	45	محمد ظہیر خاں	DSP	کوٹ ادو	PRP	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	46	محمد شفیع	DSP	کوٹ نور شاہ	کوٹ ادو	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	47	حبیب انور شاہ	DSP	وہاڑی	اوکاڑہ	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	48	حامد مختار	DSP	اوکاڑہ	سی پی او	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	49	فضل حسین	DSP	حاصل پور	HQ وہاڑی	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	50	محمد حسین	DSP	پریزیڈنسی	حاصل پور	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	51	ریاض حشمت	DSP	سی پی او	ٹریفک لاہور	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	52	محمد عاشق کھیرا	DSP	سی پی او	رحیم یار خان	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	53	خورشید عالم چیمہ	DSP	میاں چنوں	خانیوال	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	54	محمد ابراہیم خالد	DSP	خانیوال	HQ خانیوال	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	55	محمد اشرف وڑائچ	DSP	ہیڈ کوارٹر خانیوال	میاں چنوں	مفاد عامہ

اکتوبر 85ء	56	عابد حسین شاہ	DSP	CPO	پائلٹ PM	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	57	امان اللہ خاں	DSP	گجرات	CPO	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	58	محمد فاروق ساجد	DSP	HQ جہلم	گجرات	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	59	محمد اسلم ساہی	DSP	جھنگ	CPO	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	60	محمد سلیم اختر	DSP	جھنگ	CPO	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	61	حامد مختار	DSP	اوکاڑہ	جھنگ	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	62	اختر حسن خاں	ASP	HQ	جھنگ	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	63	شمس الحق لغاری	DSP	احمد پور ایسٹ	چنیوٹ	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	64	نیازی	DSP	چنیوٹ	احمد پور ایسٹ	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	65	امان اللہ خاں	DSP	گجرات	HQ جہلم	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	66	محمد مسعود احمد	ASP	میانوالی	چیچا وطنی	مفاد عامہ
اکتوبر 85ء	67	رب نواز	DSP	چیچا وطنی	CPO	مفاد عامہ
نومبر 85ء	68	شمس الحسن	DSP	احمد پور	چنیوٹ	مفاد عامہ
نومبر 85ء	69	نیازی	DSP	چنیوٹ	احمد پور	مفاد عامہ
نومبر 85ء	70		DSP	HQ جہلم	گجرات	مفاد عامہ

نومبر85ء	71	امان اللہ خاں نیازی	DSP	گجرات	HQ جہلم	مفاد عامہ
نومبر85ء	72	محمد افتخار حسین	DSP	قربان لائن لاہور	فوڈ ڈیپارٹمنٹ	مفاد عامہ
نومبر85ء	73	محمد اسلم ساہی	DSP	CPO	ٹریفک ٹریننگ لائن	مفاد عامہ
نومبر85ء	74	رب نواز	DSP	CPO	HQ سیالکوٹ	مفاد عامہ
نومبر85ء	75	امیر عمر خاں نیازی	DSP	سرگودھا	HQ سیالکوٹ	مفاد عامہ
دسمبر85ء	76	رب نواز	DSP	CPO	صدر سرگودھا	مفاد عامہ
دسمبر85ء	77	مرزا مقبول	DSP	ٹریفک راولپنڈی	HQ اٹک	مفاد عامہ
دسمبر85ء	78	ارشد حسین شاہ	DSP	HQ راولپنڈی	ٹریفک راولپنڈی	مفاد عامہ
دسمبر85ء	79	ظفر عباس	ASP	گن مین PM	سی پی او	مفاد عامہ
دسمبر85ء	80	امان اللہ خان	DSP	پائلٹ PM	سی پی او	مفاد عامہ
دسمبر85ء	81	حامد مختار گوندل	DSP	CPO	نیو انار کلی	مفاد عامہ
دسمبر85ء	82	امان اللہ خاں	DSP	پائلٹ PM	پرانی انار کلی	مفاد عامہ
دسمبر85ء	83	محمد اصغر چیمہ	DSP	پرانی انار کلی	ADIG/L	مفاد عامہ
دسمبر85ء	84	غلام محمد کلیار	DSP	حافظ آباد	نواں کوٹ لاہور	مفاد عامہ
دسمبر85ء	85	احمد خاں چدھڑ	DSP	نواں کوٹ	C/A Lahore	مفاد عامہ

دسمبر85ء	86	عبدالحمید طاہر	DSP	CPO	حافظ آباد	مفاد عامہ
دسمبر85ء	87	محبوب حسین	DSP	HQ لاہور	ہائی وے لاہور	مفاد عامہ
دسمبر85ء	88	سردار گل خاں	DSP	گلبرگ لاہور	HQ لاہور	مفاد عامہ
دسمبر85ء	89	محمد شفیع سلیم	DSP	AD/G/LAHORE	سی پی او	مفاد عامہ
دسمبر85ء	90	محمد بوٹا	DSP	ہائی وے پنجاب	سی پی او	مفاد عامہ
دسمبر85ء	91	اقبال قمر	DSP	HQ لاہور	سی پی او	مفاد عامہ
دسمبر85ء	92	عامر امان اللہ خاں	DSP	COP	SD PO صدر جھنگ	مفاد عامہ
دسمبر85ء	93	فضل عظیم شاہ	DSP	HQ میانوالی	عیسیٰ خیل	مفاد عامہ
دسمبر85ء	94	شاہ محمود	ASP	سپیشل برانچ	جام پور	مفاد عامہ
دسمبر85ء	95	محمد ریاض چوہدری	ASP	پاک پتن	سرگودھا	مفاد عامہ
دسمبر85ء	96	اصغر رضا گردیزی	ASP	CPO	پاک پتن	مفاد عامہ
دسمبر85ء	97	امتیاز احمد	DSP	فورٹ عباس	سپیشل برانچ فیصل آباد	مفاد عامہ
دسمبر85ء	98	رضا رضوی	DSP	سکیورٹی کینٹ ڈویژن	CPO	مفاد عامہ
دسمبر85ء	99	غلام محمد	ASP	پولیس لائن لاہور	نیو ٹاؤن راولپنڈی	مفاد عامہ
دسمبر85ء	100	مہر محمد خاں	DSP	نیو ٹاؤن راولپنڈی	HQ اٹک	مفاد عامہ

دسمبر85ء	101	مقبول بیگ مرزا	DSP	ٹریفک راولپنڈی	پولیس لائن لاہور	مفاد عامہ
دسمبر85ء	102	مختار حسین شیرازی	DSP	ڈسکہ	SB لاہور	مفاد عامہ
دسمبر85ء	103	منظر علی شاہ	DSP	شکر گڑھ	ننکانہ	مفاد عامہ
دسمبر85ء	104	امان اللہ خاں	DSP	گجرات	FIA	مفاد عامہ
دسمبر85ء	105	محمد اقبال	DSP	HQ گجرات	پی آر پی	مفاد عامہ
دسمبر85ء	106	راجہ محمد سلیم	DSP	صدر راولپنڈی	واہ کینٹ	مفاد عامہ
دسمبر85ء	107	جہاں خاں	DSP	واہ کینٹ	پنڈی گھیپ	مفاد عامہ
دسمبر85ء	108	محمد ارشد	DSP	پنڈی گھیپ	راولپنڈی	مفاد عامہ
دسمبر85ء	109	راجہ نوازش علی	DSP		CPO	مفاد عامہ
دسمبر85ء	110	احمد علی جسپاں	DSP	راولپنڈی CIA	FIA	مفاد عامہ
دسمبر85ء	111	ساجد محمد	DSP	کبیر والا	FIA	مفاد عامہ
دسمبر85ء	112	محمد اسلم	DSP	CPO	جہلم	مفاد عامہ
دسمبر85ء	113	محمد سلیم اختر	DSP	CPO	FCR	مفاد عامہ
دسمبر85ء	114	اختر علی	DSP	FIA	ڈسکہ	مفاد عامہ
دسمبر85ء	115	محمد رمضان	DSP	مری	کینٹ پنڈی	مفاد عامہ

دسمبر85ء	116	ریاض حسین شاہ	DSP	پنڈی	مری	مفاد عامہ
دسمبر85ء	117	نذیر احمد	DSP	HQ راولپنڈی	مری	مفاد عامہ
دسمبر85ء	118	راجہ ممتاز احمد	DSP	گن مین PM	سکیورٹی کینٹ ڈویژن	مفاد عامہ
فروری 86ء	119	راجہ ممتاز احمد	DSP	گن مین PM	کہوٹہ	مفاد عامہ
فروری 86ء	120	محمد مسعود	DSP	کہوٹہ	گجر خان	مفاد عامہ
فروری 86ء	221	جہان خان	DSP	پنڈی گھیپ	منچن آباد	مفاد عامہ
فروری 86ء	122	مظہر عنایت	ASP	گجر خاں	منکیرہ	مفاد عامہ
فروری 86ء	123	عبدالرزاق	DSP	موسیٰ خیل	نور پور تھل	فساد عامہ
فروری 86ء	124	اخلاص احمد	DSP	نور پور تھل	HQ خوشاب	مفاد عامہ
فروری 86ء	125	شیخ مقبول احمد	DSP	HQ خوشاب	موسیٰ خیل	مفاد عامہ
فروری 86ء	126	محمد اکبر بٹ	DSP	چکوال	سی پی او	مفاد عامہ
فروری 86ء	127	عاشق حسین بھٹی	DSP	شور کوٹ	سپیشل برانچ	مفاد عامہ
فروری 86ء	128	صفدر حسین شاہ	DSP	HQ فیصل آباد	شور کوٹ	مفاد عامہ
فروری 86ء	129	امیر عمر خاں نیازی	DSP	HQ سیالکوٹ	HQ فیصل آباد	مفاد عامہ
فروری 86ء	130	عبداللہ خالد	DSP	CPO	HQ میانوالی	مفاد عامہ

فروری 86ء	131	نبی بخش	DSP	پائلٹ PM	گن مین PM	مفاد عامہ
فروری 86ء	132	راجہ نوازش علی	DSP	CPO	پائلٹ PM پریزیڈنسی	مفاد عامہ
فروری 86ء	133	رفیق احمد	DSP	افغان افیوجی	چشتیاں	مفاد عامہ
فروری 86ء	134	محمد اکبر بٹ	DSP	CPO	HQ میانوالی	مفاد عامہ
فروری 86ء	135	محمد بوٹا	DSP	CPO	جائنٹ ٹاسک فورس	مفاد عامہ
فروری 86ء	136	منظور احمد	DSP	سپیشل برانچ	لیہ	مفاد عامہ
فروری 86ء	137	قمر الزماں	DSP	لیہ	سپیشل برانچ	مفاد عامہ
فروری 86ء	138	محمد اسلم	DSP	ACE	کبیر والا	مفاد عامہ
مارچ 86ء	139	غلام قادر جتوئی	DSP	روجھان	بہاول نگر	مفاد عامہ
مارچ 86ء	140	احمد خاں	DSP	بہاول نگر	لاہور	مفاد عامہ
مارچ 86ء	141	محمود احمد خان	DSP	لاہور	روجھان	مفاد عامہ
مارچ 86ء	142	رضا رضوی	DSP	CPO	وہاڑی	مفاد عامہ
مارچ 86ء	143	راؤ شاکر علی	DSP	وہاڑی	سیکورٹی کینٹ ڈویژن	مفاد عامہ
مارچ 86ء	144	سعد اللہ خاں	DSP	سیکورٹی کینٹ	لاہور	مفاد عامہ
مارچ 86ء	145	آفتاب مظفر بٹ	DSP	A.C.E	HQ سرگودھا	مفاد عامہ

مارچ 86ء	146	انور علی	DSP	P.R.P	کموک	مفاد عامہ
مارچ 86ء	147	عطاء اللہ خان	DSP	احمد پور ایسٹ	نارووال	مفاد عامہ
مارچ 86ء	148	ایم اے رشید رانا	DSP	نارووال	احمد پور ایسٹ	مفاد عامہ
مارچ 86ء	149	آفتاب مظفر بٹ	DSP	ACE	HQ لاہور	مفاد عامہ
مارچ 86ء	150	غلام حسین	DSP	کموک	کھاریاں	مفاد عامہ
مارچ 86ء	151	منور حسین	DSP	کھاریاں	HQ سرگودھا	مفاد عامہ
مارچ 86ء	152	لیاقت علی بودلہ	DSP	سپیشل برانچ	HQ ملتان	مفاد عامہ
مارچ 86ء	153	محمد نواز	DSP	HQ بہاولنگر	سپیشل برانچ ملتان	مفاد عامہ
مارچ 86ء	154	محمد طاہر	DSP	گن مین پریزیڈنسی	صدر راولپنڈی	مفاد عامہ
مارچ 86ء	155	محمد اقبال	DSP	صدر راولپنڈی	گن مین پریزیڈنسی	مفاد عامہ
مارچ 86ء	156	عطاء اللہ خاں نیازی	DSP	احمد پور ایسٹ		مفاد عامہ
مارچ 86ء	157	سید محمد شاہ	DSP	ADIG	فیصل آباد	مفاد عامہ
اپریل 86ء	158	محمد شعیب	DSP	FCR	ساہیوال	مفاد عامہ
اپریل 86ء	159	عبدالعلی	DSP	ساہیوال	بھکر	مفاد عامہ
اپریل 86ء	160	محمد الیاس کیانی	DSP	سپیشل برانچ	مظفر گڑھ	مفاد عامہ

اپریل 86ء	161	فاروق امین	DSP	HQبہاولپور	لودھراں	مفاد عامہ
اپریل 86ء	162	احمد خاں	DSP	بہاولنگر	HQبہاولپور	مفاد عامہ
اپریل 86ء	163	محمد اشرف	DSP	میاں چنوں	شیخوپورہ	مفاد عامہ
اپریل 86ء	164	خالد خورشید	DSP	شیخوپورہ	FIA	مفاد عامہ
اپریل 86ء	165	اکرام اللہ خاں نیازی	DSP	ہارون آباد	سٹیII فیصل آباد	مفاد عامہ
اپریل 86ء	166	عبدالمجید	DSP	سٹی II فیصل آباد	ہارون آباد	مفاد عامہ
اپریل 86ء	167	ریاض احمد رانا	DSP	سپیشل برانچ	سی پی او	مفاد عامہ
اپریل 86ء	168	محمد عثمان	DSP	سپیشل برانچ	FIA	مفاد عامہ
اپریل 86ء	169	ارشد حسین شاہ	DSP	صدر میانوالی	سپیشل برانچ پنڈی	مفاد عامہ
اپریل 86ء	170	محمد مسعود خاں	DSP	کینٹ لاہور	واہ کینٹ	مفاد عامہ
اپریل 86ء	171	محمد زبیر	ASP	CPO	احمد پورایسٹ	مفاد عامہ
اپریل 86ء	172	نصیر درانی	ASP	CPO	گوجرہ	مفاد عامہ
اپریل 86ء	173	سعید احمد لودھی	ASP	گوجرہ	میاں چنوں	مفاد عامہ
مئی 86ء	174	خدا بخش	ASP	CPO	موسیٰ خیل	مفاد عامہ
مئی 86ء	175	احسان محبوب	ASP	CPO	بہاولپور	مفاد عامہ

مئی 86ء	176	مبشر احمد	DSP	بہاولپور	CPO	مفاد عامہ	
مئی 86ء	177	مشتاق احمد	ASP	CPO	جائنٹ ٹاسک فورس	مفاد عامہ	
مئی 86ء	178	احمد رضا طاہر	ASP	CPO	شاہ پور	مفاد عامہ	
مئی 86ء	179	ثناء اللہ	DSP	شاہ پور	CPO	مفاد عامہ	
مئی 86ء	180	شیخ نسیم الزماں	ASP	CPO	شجاع آباد	مفاد عامہ	
مئی 86ء	181	محمد پرویز راٹھور	ASP	شجاع آباد	ٹریفک لاہور	مفاد عامہ	
مئی 86ء	182	بدر الدین	ASP	ٹریفک لاہور	CPO	مفاد عامہ	
مئی 86ء	183	ذاکر حسین	ASP	CPO	خان پور	مفاد عامہ	
مئی 86ء	184	عبدالمجید	DSP	خانپور	سی بی او	مفاد عامہ	
مئی 86ء	185	مشتاق احمد	ASP	CPO	HQ لیہ	مفاد عامہ	
مئی 86ء	186	محمد رفیق بٹ	DSP	PC سہالہ	جائنٹ ٹاسک فورس	مفاد عامہ	
مئی 86ء	187	شیخ اختر علی	ASP	CPO	FIA	مفاد عامہ	
مئی 86ء	188	اقبال قمر	ASP	CPO	روجھان	مفاد عامہ	
مئی 86ء	189	ساجد محمود	ASP	CPO	سیکورٹی کینٹ	مفاد عامہ	
مئی 86ء	190	امان اللہ	DSP	CPO	FIA	مفاد عامہ	

مئی 86ء	191	محمد یوسف باجوہ	DSP	CPO	لودھراں	مفاد عامہ
مئی 86ء	192	ریاض احمد	DSP	CPO	صدر میانوالی	مفاد عامہ
مئی 86ء	193	ارشد حسین شاہ	DSP	صدر میانوالی	FIA	مفاد عامہ
مئی 86ء	194	سید ظہور حسین شاہ	DSP	CPO	FIA	مفاد عامہ
مئی 86ء	195	اختر علی شاہ	DSP	CPO	ACE	مفاد عامہ
مئی 86ء	196	مبشر احمد	DSP	CPO	FIA	مفاد عامہ
مئی 86ء	197	ثناء اللہ	DSP	CPO	PRP	مفاد عامہ
مئی 86ء	198	بدر الدین	DSP	CPO	PRP	مفاد عامہ
مئی 86ء	199	عبدالماجد	DSP	CPO	FIA	مفاد عامہ
مئی 86ء	200	محمد اسلم	DSP	CPO	FIA	مفاد عامہ
مئی 86ء	201	سکندر حیات	DSP	لیہ	FIA	مفاد عامہ
مئی 86ء	202	محمد اکرم نیازی	DSP	ہارون آباد	HQ فیصل آباد	مفاد عامہ
مئی 86ء	203	امیر عمر خاں نیازی	DSP	HQ فیصل آباد	HQ ٹوبہ	مفاد عامہ
مئی 86ء	204	محمد نواز کیانی	DSP	HQ ٹوبہ	CPO	مفاد عامہ
مئی 86ء	205	احمد خاں	DSP	HQ بہاولپور	HQ رحیم یار خان	مفاد عامہ

مئی 86ء	206	عمر فاروق	DSP	HQ رحیم یار خان	بہاولپور	مفاد عامہ
مئی 86ء	207	مشتاق احمد	DSP	بہاولپور	HQ بہاولپور	مفاد عامہ
مئی 86ء	208	آغا بشیر احمد	DSP	جہلم	ہارون آباد	مفاد عامہ
مئی 86ء	209	سعید اللہ خان	DSP	کینٹ ڈویژن	جہلم	مفاد عامہ
مئی 86ء	200	بشیر احمد	DSP	HQ اوکاڑہ	PRP	مفاد عامہ
مئی 86ء	211	محمد اسلم	DSP	CPO	HQ اوکاڑہ	مفاد عامہ
مئی 86ء	212	انوار الحق خاں	DSP	فیصل آباد	CPO	مفاد عامہ
مئی 86ء	213	امیر عمر خاں	DSP	HQ فیصل آباد	فیصل آباد	مفاد عامہ
مئی 86ء	214	ضیاء احمد بخاری	DSP	ڈیرہ غازی خاں	پنڈ دادن خان	مفاد عامہ
مئی 86ء	215	کرم حسین	DSP	پنڈ دادن خان	ڈیرہ غازی خان	مفاد عامہ
مئی 86ء	216	محمد منصور	DSP	میلسی	HQ سرگودھا	مفاد عامہ
مئی 86ء	217	راجہ منور حسین	DSP	HQ سرگودھا	گجر خان	مفاد عامہ
مئی 86ء	218	رب نواز	DSP	سرگودھا		مفاد عامہ
مئی 86ء	219	محمد فاضل	DSP	افغان رفیوجی	عیسیٰ خیل	مفاد عامہ
مئی 86ء	220	فضل رحیم	DSP	عیسیٰ خیل	CPO	مفاد عامہ

مئی 86ء	221	اقبال قمر	DSP	CPO	میلسی	مفاد عامہ
مئی 86ء	222	انوارالحق خاں	DSP	سی پی او	ACE	مفاد عامہ
مئی 86ء	223	اختر علی	DSP	سی پی او	سپیشل برانچ	مفاد عامہ
مئی 86ء	224	ساجد محمود	DSP	سی پی او	روجھان	مفاد عامہ
مئی 86ء	225	سلطان احمد	DSP	سی پی او	نارووال	مفاد عامہ
مئی 86ء	226	محمد اقبال	DSP	یہ	سرگودھا	مفاد عامہ
جون 86ء	227	بدرالدین	DSP	MT	PRP	مفاد عامہ
جون 86ء	228	قاضی خلیل الرحمان	DSP	PRP	ٹریننگ سکول PRP	مفاد عامہ
جون 86ء	229	خواجہ مظہر عنایت	ASP	منکیرہ	PRP	مفاد عامہ
جون 86ء	230	محمد خاں	DSP	ACE	CPO	مفاد عامہ
جون 86ء	231	فضل عظیم شاہ	DSP	CPO	ACE	مفاد عامہ
جون 86ء	232	محمد اشرف خاں	DSP	لاہور	قصور	مفاد عامہ
جون 86ء	233	مشتاق احمد	DSP	قصور	لاہور	مفاد عامہ
جولائی 86ء	234	سردار سعید گل خان	DSP	HQ لاہور	ماڈل ٹاؤن لاہور	مفاد عامہ
جولائی 86ء	235	مشتاق احمد	SP	قصور	لاہور	مفاد عامہ

جولائی 86ء	236	مرزا سلیم بیگ	DSP	لاہورPRT	HQ لاہور	مفاد عامہ
جولائی 86ء	237	عبدالمجید	DSP	سٹی فیصل آباد	قصور	مفاد عامہ
جولائی 86ء	238	محمد اشرف	DSP	لاہور سٹی II	فیصل آباد	مفاد عامہ
جولائی 86ء	239	مرزا مقبول بیگ	DSP	لاہور لائن	PRTC لاہور	مفاد عامہ
جولائی 86ء	240	قلب عباس	ASP	HQ ساہیوال	لاہور لائن	مفاد عامہ
جولائی 86ء	241	اختر علی شاہ	ASP	CPO	لاہور ریچ	مفاد عامہ
جولائی 86ء	242	شوکت محمود	DSP	علی پور	میانوالی	مفاد عامہ
جولائی 86ء	243	مبارک علی اطہر	DSP	فتح جھنگ	جھنگ صدر	مفاد عامہ
جولائی 86ء	244	فدا حسین	DSP	ADIG/GUJ	سٹی گوجرانوالہ	مفاد عامہ
جولائی 86ء	245	انوار الحق خان	DSP	CPO	ADIG/Gujranwala	مفاد عامہ
اگست 86ء	246	پیر کمال شاہ	DSP	خوشاب	خانیوال	مفاد عامہ
اگست 86ء	247	عبدالغفار	DSP	خانیوال	خوشاب	مفاد عامہ
اگست 86ء	248	محمد رفیق بٹ	DSP	جائنٹ ٹاسک فورس	ماڈل ٹاؤن لاہور	مفاد عامہ
اگست 86ء	249	سردار سعید گل	DSP	ماڈل ٹاؤن	نوکلھا	مفاد عامہ
اگست 86ء	250	راجہ امتیاز احمد	DSP	فورٹ عباس	گوجرانوالہ	مفاد عامہ

اگست 86ء	251	احمد رضا طاہر	DSP	شاہ پور	جوہر آباد	مفاد عامہ
اگست 86ء	252	محمد شفیع	DSP	کوٹ ادو	جوہر آباد	مفاد عامہ
اگست 86ء	253	احمد رضا طاہر	DSP	شاہ پور	شجاع آباد	مفاد عامہ
اگست 86ء	254	باقر علی شاہ	DSP	چکوال	راولپنڈی	مفاد عامہ
اگست 86ء	255	مسعود الرسول	DSP	اٹک	چکوال	مفاد عامہ
اگست 86ء	256	محمد لطیف اکمل	DSP	ڈی جی خاں	اوکاڑہ	مفاد عامہ
اگست 86ء	257	غلام صفدر مرزا	DSP	اوکاڑہ	ڈی جی خاں	مفاد عامہ
اگست 86ء	258	آفتاب اعجاز	DSP	صدر سیالکوٹ	سپیشل برانچ	مفاد عامہ
اگست 86ء	259	مختار حسین شیرازی	DSP	سپیشل برانچ	ACE	مفاد عامہ
اگست 86ء	260	ظہور الحسن	DSP	ACE	فیروز والا	مفاد عامہ
اگست 86ء	261	گل اصغر	DSP	فیروز والا	ACE	مفاد عامہ
اگست 86ء	262	محمد اسرار خاں	DSP	HQ ملتان	PRTC	مفاد عامہ
اگست 86ء	263	غلام محمد	ASP	نیو ٹاؤن پنڈی	ADIG راولپنڈی	مفاد عامہ
اگست 86ء	264	راجہ منظور احمد	SSP	گن مین PM	نیو ٹاؤن پنڈی	مفاد عامہ
اگست 86ء	265	سلطان محمود	SSP	ADIG راولپنڈی	PRTC پنڈی	مفاد عامہ

اگست 86ء	266	رانا محمد نواز	SSP	سٹی راولپنڈی	ٹریفک پولیس	مفاد عامہ
اگست 86ء	267	ارشد حسین شاہ	SSP	ٹریفک پنڈی	مری	مفاد عامہ
اگست 86ء	268	ریاض حسین شاہ	SSP	مری	کہوٹہ	مفاد عامہ
اگست 86ء	269	راجہ ممتاز احمد	SSP	کہوٹہ	تلہ گنگ	مفاد عامہ
اگست 86ء	270	حامد حسین بٹ	SSP	PRP	PRTC گوجرانوالہ	مفاد عامہ
اگست 86ء	271	راجہ ممتاز احمد	DSP	کہوٹہ	فتح جنگ	مفاد عامہ
اگست 86ء	272	مشتاق احمد	DSP	فتح جنگ	تلہ گنگ	مفاد عامہ
اگست 86ء	273	شیخ محمد صدیق	DSP	CIA ملتان	مغل پورہ لاہور	مفاد عامہ
اگست 86ء	274	سید بیدار ظفر	DSP	مغلپورہ لاہور	بھائی پھرو	مفاد عامہ
اگست 86ء	275	ارشد حسین شاہ	DSP	ٹریفک پنڈی	سی پی او	مفاد عامہ
اگست 86ء	276	عبدالمنیر	DSP	لیاقت پور	CIA ملتان	مفاد عامہ
اگست 86ء	277	خالد لطیف	DSP	HQ چکوال	لیاقت پور	مفاد عامہ
اگست 86ء	278	ارشد حسین شاہ	DSP	CPO	سیکورٹی پنڈی	مفاد عامہ
اگست 86ء	279	رب نواز	DSP	سیکورٹی پنڈی	فیڈرل کنٹرول روم	مفاد عامہ
اگست 86ء	280	آفتاب اعجاز	DSP	سپیشل برانچ	مری	مفاد عامہ

اگست 86ء	281	ساجد محمود	DSP	روجھان	PRTC بہاولپور	مفاد عامہ
اگست 86ء	282	ملک محمد اسلم	DSP	PRTC بہاولپور	روجھان	مفاد عامہ
اگست 86ء	283	گل اصغر	DSP	ACE	فوڈ ڈیپارٹمنٹ	مفاد عامہ
اگست 86ء	284	محمد افتخار حسین	DSP	فوڈ ڈیپارٹمنٹ	وزیر آباد	مفاد عامہ
اگست 86ء	285	راجہ حامد نواز	DSP	وزیر آباد	CPO	مفاد عامہ
اگست 86ء	286	ملک عطااللہ	DSP	سہالہ	CPO	مفاد عامہ
اگست 86ء	287	جاوید اختر باجوہ	DSP	PRP	ملتان	مفاد عامہ
اگست 86ء	288	افتخار حسین جعفری	DSP	FIA	CPO	مفاد عامہ
اگست 86ء	289	محمد صدیق	DSP	FIA	CPO	مفاد عامہ
اگست 86ء	290	عطااللہ	DSP	FIA	چکوال	مفاد عامہ
اگست 86ء	291	محمد منیر احمد	DSP	FIA	PRP	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	292	محمد عبداللہ	DSP	FIA	افغان افیوجی	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	293	اکبر علی بھٹی	DSP	ساہیوال	مظفر گڑھ	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	294	پیر کمل شاہ	DSP	خوشاب	ٹوبہ ٹیک سنگھ	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	295	محمد حسین	DSP	حاصل پور	سی پی او	مفاد عامہ

اکتوبر 86ء	296	نیاز احمد	DSP	ڈیرہ غازی خاں	حاصل پور	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	297	آغا بشیر احمد	DSP	سی پی او	اٹک	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	298	شبیر حسین	DSP	اٹک	کمالیہ	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	299	محمد افتخار حسین	DSP	چونیاں	سی پی او	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	300	محمد فاروق بھٹی	DSP	PM راولپنڈی	جوہر آباد	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	301	محمد شفیع	DSP	جوہر آباد	خانپور	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	302	افتخار حسین جعفری	DSP	CPO	فیصل آباد	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	303	محمد صادق بھٹی	DSP	CPO	صادق آباد	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	304	منظور احمد	DSP	لیہ	سمالہ	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	305	غیور علی	DSP	لاہور کینٹ	لیہ	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	306	محمد صادق	DSP	فیصل آباد PRTC	PM راولپنڈی	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	307	محمد آزاد	DSP	گجرات	سمالہ	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	308	محمد حسین	DSP	CPO	لاہور کینٹ	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	309	جمشید عالم	DSP	کروڑ	PM ہاؤس پنڈی	مفاد عامہ
اکتوبر 86ء	310	سعید اختر علی شاہ	DSP	لاہور	سپیشل برانچ	مفاد عامہ

نومبر86ء	311	جمشید عالم	DSP	کروڑ	لیہ	مفاد عامہ
نومبر86ء	312	مشتاق احمد	DSP	لیہ	سپیشل برانچ	مفاد عامہ
نومبر86ء	313	راجہ حامد نواز	DSP	وزیر آباد	سہالہ	مفاد عامہ
نومبر86ء	314	نصیر بیدار	DSP	CPO	واپڈا	مفاد عامہ
نومبر86ء	315	اختر حسن خاں	DSP	جھنگ	وزیر آباد	مفاد عامہ
نومبر86ء	316	زوار حسین شاہ	DSP	CPO	جھنگ	مفاد عامہ
نومبر86ء	317	محمد اسلم رانا	DSP	ACE	کبیر والا	مفاد عامہ
نومبر86ء	318	محمد شفیق سلیم	DSP	کبیر والہ	CPO	مفاد عامہ
نومبر86ء	319	سلیم اصغر	DSP	چکوال	راولپنڈی	مفاد عامہ
نومبر86ء	320	جاوید اقبال شاہی	DSP	راولپنڈی HQ	PM ہاؤس	مفاد عامہ
نومبر86ء	321	تجمل حسین	DSP	CPO	لاہور رینج	مفاد عامہ
نومبر86ء	322	محمد افتخار حسین	DSP	CPO	گوجرانوالہ	مفاد عامہ
نومبر86ء	323	محمد اکرم نیازی	DSP	HQ فیصل آباد	فیصل آباد	مفاد عامہ
نومبر86ء	324	افتخار حسین جعفری	DSP	فیصل آباد	HQ فیصل آباد	مفاد عامہ
نومبر86ء	325	محمد شفیع سلیم	DSP	CPO	سرگودھا	مفاد عامہ

نومبر86ء	326	محمد اقبال	DSP	سرگودھا	مفاد عامہ	ڈیرہ غازی خان
نومبر86ء	327	مشتاق احمد	DSP	سپیشل برانچ	مفاد عامہ	لائن لاہور
نومبر86ء	328	مروت علی شاہ	DSP	سول لائن	مفاد عامہ	سپیشل برانچ ملتان
نومبر86ء	329	آفتاب اعجاز	DSP	مری	مفاد عامہ	کموک
نومبر86ء	330	انور علی	DSP	کموک	مفاد عامہ	CPO
نومبر86ء	331	تحسین انور علی	DSP	کورس	مفاد عامہ	مری
جنوری 87ء	332	راجہ حامد نواز	DSP	PC سہالہ	مفاد عامہ	جھنگ
جنوری 87ء	333	نسیم الزمان	ASP	CPO	مفاد عامہ	پاک پتن
جنوری 87ء	334	محمد زمان	DSP	CPO	مفاد عامہ	SB فیصل آباد
جنوری 87ء	335	محمد اسلم شعیب	DSP	PM ہاؤس	مفاد عامہ	منچن آباد
جنوری 87ء	336	جہان خان	DSP	منچن آباد	مفاد عامہ	سپیشل برانچ ملتان
جنوری 87ء	337	نور احمد	DSP	فیصل آباد	مفاد عامہ	CPO
جنوری 87ء	338	جاوید اختر باجوہ	DSP	ملتان	مفاد عامہ	لاہور SB
جنوری 87ء	339	محمد اقبال	DSP	ڈیرہ غازی خان	مفاد عامہ	کوٹ ادو
جنوری 87ء	340	حاجی عبدالکریم	DSP	ACE	مفاد عامہ	علی پور

جنوری 87ء	341	غلام سرور	DSP	HQ ملتان	ملتان کینٹ	مفاد عامہ
جنوری 87ء	342	محمد اشرف اعوان	DSP	سٹی ملتان	HQ ملتان	مفاد عامہ
جنوری 87ء	343	امتیاز احمد ملک	DSP	ملتان کینٹ	MDA ملتان	مفاد عامہ
جنوری 87ء	344	شیخ نسیم الزماں	ASP	CPO	سول لائن لاہور	مفاد عامہ
جنوری 87ء	345	محمد نواز	DSP	سپیشل برانچ	موسیٰ خیل	مفاد عامہ
جنوری 87ء	346	ریاض احمد رانا	DSP	موسیٰ خیل	سپیشل برانچ	
فروری 87ء	347	غلام رسول	DSP	سٹی لاہور	کریم برانچ	مفاد عامہ
فروری 87ء	348	عبداللہ خالد	DSP	HQ سیالکوٹ	سپیشل برانچ	مفاد عامہ
فروری 87ء	349	اقبال قمر	DSP	میلسی	سیالکوٹ	مفاد عامہ
فروری 87ء	350	نور احمد	DSP	CPO	میلسی	مفاد عامہ
فروری 87ء	351	محمد یعقوب	DSP	ACE	چیچہ وطنی	مفاد عامہ
فروری 87ء	352	افتخار احمد	DSP	HQ قصور	سپیسل برانچ	مفاد عامہ
فروری 87ء	353	محمد زمان	DSP	سپیشل برانچ فیصل آباد	HQ قصور	مفاد عامہ
فروری 87ء	354	مرزا رحیم بیگ	DSP	HQ لاہور سٹی	HQ سٹی لاہور	مفاد عامہ
فروری 87ء	355	آفتاب مظفر	DSP	HQ لاہور سٹی	ٹریفک لاہور	مفاد عامہ

فروری 87ء	356	ضیاء احمد بخاری	DSP	سپیشل برانچ ملتان	سٹی ملتان	مفاد عامہ
مارچ 87ء	357	محمد فاروق ساجد	DSP	HQ جہلم	HQ راولپنڈی	مفاد عامہ
مارچ 87ء	358	محمد یوسف باجوہ	DSP	لودھراں	HQ جہلم	مفاد عامہ
مارچ 87ء	359	کرم حسین	DSP	ڈیرہ غازی خاں	ADIG/D.G.K	مفاد عامہ
مارچ 87ء	360	حبیب انور [illegible]	DSP	اوکاڑہ	صدر ڈی جی خاں	مفاد عامہ
مارچ 87ء	361	نسیم الزماں	ASP	لاہور لائن	اوکاڑہ	مفاد عامہ
مارچ 87ء	362	ظفر احمد قریشی	ASP	CPO	لاہور لائن	مفاد عامہ
مارچ 87ء	363	ذاکر حسین	ASP	CPO	کرائم برانچ	مفاد عامہ
مارچ 87ء	364	ارشد حسین شاہ	DSP	سیکورٹی پنڈی	گجر خاں	مفاد عامہ
مارچ 87ء	365	راجہ منور حسین	DSP	گجر خاں	سیکورٹی راولپنڈی	مفاد عامہ

نظامت شہری دفاع پنجاب لاہور

(الف) محکمہ شہری دفاع پنجاب میں اگست 1985ء تا حال مندرجہ ذیل جریدی افسران کی تبدیلیاں قبل از تین سال کی گئی ہیں۔

شمار	نام آفیسرز بمعہ عہدہ	جگہ تعیناتی بمعہ تاریخ	نئی جگہ تعیناتی بمعہ تاریخ	وجوہات تبدیلی
	مسٹر محمد طفیل افسر شہری دفاع	میانوالی 1-6-1984	بہاول پور 1-2-1986	انتظامی
	مسٹر ظہور احمد افسر شہری دفاع	بہاول پور 1-6-1984	میانوالی 1-2-1986	انتظامی
	مسٹر منظور حسین افسر شہری دفاع	سرگودھا 1-6-1984	قصور 16-1-1986	افسر کی درخواست پر نزدیکی ضلع میں کی گئی
	مسٹر نثار احمد ملک افسر شہری دفاع	سول سیکرٹریٹ لاہور 6-8-1985	شیخوپورہ 1-3-1985	افسر کی درخواست پر نزدیکی ضلع میں کی گئی
	مسٹر محمد اسلم مرزا افسر شعبہ نجات دہی		شیخوپورہ 5-8-1985	لاہور 1-3-1985

(ب) ندارد — کوئی نہیں

حمید علی شاہ

ڈپٹی سیکرٹری (سی ڈی)

سول ڈیفنس ڈائریکٹریٹ، پنجاب، لاہور

ریکلیمیشن و پروبیشن

(الف) محکمہ اصلاح اسیران پنجاب میں جن افسران کی تبدیلیاں تین سال کے اندر کی گئیں ان کی تفصیل لف اے میں درج ہے۔

(ب) محکمہ اصلاح اسیران پنجاب میں جن تبدیلیوں کے آرڈر منسوخ کئے گئے ان کی کل تعداد چار ہے جن کی تفصیل لف ہے

تبدیلیوں کی ماہانہ تفصیل کیڈر بمعہ نام وجوہات "A"

نمبر شمار	مہینے کا نام	نام آسامی	تبدیلی از	تا	کیڈر		وجوہات
1	2-9-85	انجم پرویز	شیخوپورہ	لاہور	پیرول آفیسر	BS-11	عوامی مفاد
2	2-9-85	ارشد محمود	بھکر	شیخوپورہ	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
3	25-11-85	مسٹر خالد علی	ملتان	اوکاڑہ	پروبیشن آفیسر	BS-11	عوامی مفاد
	26-8-86	پل	اوکاڑہ	قصور	پروبیشن آفیسر	BS-11	عوامی مفاد
4	25-11-86	آغا شہنشاہ سین	اوکاڑہ	لاہور	پروبیشن آفیسر	BS-11	عوامی مفاد
5	25-11-85	جلیل بٹ	ملتان	ساہیوال	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد

6	19-1-86	آفتاب احمد	لاہور	ملتان	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
7	26-2-86	مزمل حسین شاہ	جھنگ	سیالکوٹ	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
8	26-2-86	طارق اکبر	سرگودھا	خوشاب	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
9	26-2-86	ظفر اقبال	میانوالی	سرگودھا	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
10	26-2-86	مسٹر طلعت محمود	میانوالی	میانوالی	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
11	1-7-86	مسٹر عبدالوحید	جہلم	اوکاڑہ	پروبیشن آفیسر	BS-11	عوامی مفاد
12	5-7-86	مسٹر شاہد مدنی اکرم	بہاولپور	لاہور	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
13	9-7-96	مسٹر بشیر الدین شاہ	لاہور	راولپنڈی	اسسٹنٹ	BS-9	عوامی مفاد
14	26-8-86	مسٹر محمد سلیم	وہاڑی	فیصل آباد	پروبیشن آفیسر	BS-11	عوامی مفاد
15	26-8-86	مسٹر محمد اقبال	اوکاڑہ	شیخوپورہ	پروبیشن آفیسر	BS-11	عوامی مفاد
15	6-10-86	محمد رفیق نائب قاصد	سرگودھا	لاہور	نائب قاصد	BS-1	عوامی مفاد
16	1-10-86	محمد سلیم	راولپنڈی	لاہور	سینیر کلرک	BS-6	عوامی مفاد
17	14-12-86	مسٹر محمد سلیم	سرگودھا	لاہور	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	BS-16	عوامی مفاد
18	14-12-86	غلام عامر	راولپنڈی	لاہور	جونیئر کلرک	BS-5	عوامی مفاد
19	2-12-86	جہاں زیب بھٹی	ٹوبہ ٹیک سنگھ	وہاڑی	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد

20	24-12-86	مسٹر محمد اشرف چیمہ	رحیم یار خاں	گوجرانوالہ	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
21	7-1-87	مسٹر محمد بشیر	ملتان	گوجرانوالہ	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
22	8-1-87	شوکت	قصور	جہلم	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
23	8-1-87	مسٹر محمد قاضی اسلم	جہلم	قصور	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
24	2-1-87	مسٹر ریاض احمد	ڈی جی خاں	لاہور	جونیئر کلرک	BS-9	عوامی مفاد
25	24-2-87	مسٹر محمد بشیر	گوجرانوالہ	لاہور	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد
26	4-3-87	مسٹر محمد اکرم سائیں	ملتان	فیصل آباد	پروبیشن آفیسر	BS-9	عوامی مفاد

(جیل خانہ جات)

(الف) تفصیل افسران اگست 1985ء تا حال جن کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلے (PREMATURE) طور پر کی گئی ہیں۔ درج ذیل ہیں۔

یہ تبدیلیاں تو ترقی پر کی گئیں یا ان کے متبادل کے طور پر ہوئیں ہیں جو کہ مفاد عامہ کے تحت کی گئی ہیں۔

کیڈر۔ سپرنٹنڈنٹ جیل۔

اکتوبر 1985ء

1	سعادت علی شاہ	ڈسٹرکٹ جیل قصور	اے آئی جی جیل خانہ جات	ترقی پر
2	چودھری محمد یعقوب	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	قصور	متبادل انتظام پر
3	ملک بشیر اکمل	ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ	رحیم یار خاں	مفاد عامہ کے تحت

جنوری 1986ء

4	چودھری یار محمد	ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ	سنٹر جیل لاہور	ترقی پر
5	راجہ نثار احمد	پنجاب پرزن سٹاف لاہور	گوجرانوالہ	متبادل انتظام
6	میاں منیر احمد ہوتیانہ	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	پنجاب پرزن سٹاف لاہور	متبادل انتظام
7	سلطان احمد خاں	ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ	سیالکوٹ	منسوخ شد
8	شیخ ریاض اسلم	اٹک سے رخصت	رخصت سے سیالکوٹ	

مارچ 1986ء

9	مسٹر محمد خاں ترین	ڈسٹرکٹ جیل ڈی جی خاں	سرگودھا	بوجہ ناگہانی وفات مسٹر رفیق حسین شاہ

اگست 1986ء

10	سرفراز احمد مفتی	بورسٹل جیل بہاول پور	راولپنڈی	مفاد عامہ کے تحت
11	چودھری حمید اصغر	سنٹرل جیل راولپنڈی	اے آئی جی جیل خانہ جات پنجاب لاہور	مفاد عامہ کے تحت
12	سید سعادت علی	اے آئی جی جیل خانہ جات پنجاب لاہور	بورسٹل جیل بہاولپور	مفاد عامہ کے تحت

اکتوبر 1986ء

13	محمد خاں ترین	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	ساہیوال	ترقی پر
14	غلام سرور لعلوانی	سنٹرل جیل ساہیوال	میانوالی	متبادل انتظام

15	آغا محمد علی	سنٹرل جیل میانوالی	گوجرانوالہ	جیل کے اپ گریڈ ہونے پر
16	راجہ نثار احمد	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	متبادل انتظام
17	خواجہ غلام رسول	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	سیکشن آفیسر ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور	متبادل انتظام
18	عبدالستار عاجز	سیکشن آفیسر ہوم	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	تین سال کے بعد

جنوری 1987ء

19	چودھری فلاح الدین	ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر	ڈسٹرکٹ جیل قصور
20	چودھری محمد یعقوب	ڈسٹرکٹ جیل قصور	ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل

اگست 1985ء

ستمبر 1985ء

21	مسٹر حامد محمود	سنٹرل جیل میانوالی	شیخوپورہ	مفاد عامہ کے تحت
22	مسٹر فرخ زاد خاں	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	میانوالی	

اکتوبر 1985ء

نومبر 1985ء

23	چودھری امان اللہ	ڈسٹرکٹ جیل گجرات	گجرات	ترقی پر
24	مسٹر مہرامان اللہ	ڈسٹرکٹ جیل ڈی جی خاں	ساہیوال	ترقی پر
25	مسٹر شاہد انور	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	سنٹرل جیل ملتان	ترقی پر
26	مسٹر شیخ محمد اعجاز قالو	سنٹرل جیل لاہور	سنٹرل جیل لاہور	ترقی پر
27	مسٹر کاظم حسین خاں	ڈسٹرکٹ راولپنڈی جیل	راولپنڈی	ترقی پر
28	چودھری جاوید لطیف	پنجاب پرزن سٹاف	سنٹرل جیل لاہور	ترقی پر
29	مسٹر سعید احمد قریشی	ڈسٹرکٹ جیل فیصل اباد	سنٹرل جیل فیصل آباد	ترقی پر
30	چودھری عبدالغنی	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	سیالکوٹ	ترقی پر

31	مسٹر شاہ احمد خاں لودھی	سنٹرل جیل لاہور	میانوالی	ترقی پر
32	سید رحمت علی شاہ	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	جہلم	متبادل انتظام

دسمبر 1985ء

33	مہر محمد جہانگیر	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خاں	بورسٹل جیل بہاول پور	بوجہ فوتگی حیدر زمان خاں

جنوری 1986ء

34	ملک عطا محمد	ڈسٹرکٹ جیل ڈی جی خاں	سب جیل منڈی بہاوالدین	مفاد عامہ کے تحت
35	چودھری خورشید احمد	سب جیل منڈی بہاؤالدین	راجن پور	مفاد عامہ کے تحت

مارچ 1986ء

36	مسٹر منصور احمد ترین	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	سب جیل منڈی بہاؤالدین	مفاد عامہ کے تحت
37	مسٹر مجید احمد قریشی	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	مفاد عامہ کے تحت
38	آغا سجاد رضا	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	جھنگ	مفاد عامہ کے تحت

مئی 1986ء

39	مسٹر محمد اعظم خاں	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	قصور	مفاد عامہ کے تحت
40	مسٹر شوکت نواز (ٹوانہ)	ڈسٹرکٹ جیل قصور	ڈی جی خاں	مفاد عامہ کے تحت
41	مہرامان اللہ خاں	سنٹرل جیل ساہیوال	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	مفاد عامہ کے تحت
42	شیخ محمد خورشید	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	سنٹرل جیل ملتان	مفاد عامہ کے تحت
43	مسٹر شاہد انور	سنٹرل جیل ملتان	ساہیوال	مفاد عامہ کے تحت

جولائی 1986ء

44	مہرامان اللہ خاں	سنٹرل جیل ساہیوال	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	مفاد عامہ کے تحت
45	شیخ محمد خورشید	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	بہاول نگر	مفاد عامہ کے تحت
46	حاجی محمد اسلم	ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر	ساہیوال	مفاد عامہ
47	شیخ محمد خورشید	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	سنٹرل جیل راولپنڈی	مفاد عامہ
48	مسٹر کاظم حسین	سنٹرل جیل راولپنڈی	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	مفاد عامہ
49	مسٹر شوکت نواز (ٹوانہ)	ڈی جی خاں (ڈسٹرکٹ جیل)	سرگودھا	مفاد عامہ

50	مسٹر محمد شاہد خاں لودھی	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	قصور	مفاد عامہ
51	مسٹر مجید احمد قریشی	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	پنجاب پرزن سٹاف ٹریننگ	مفاد عامہ
52	میاں محمد صدیق	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	اٹک	مفاد عامہ
53	مسٹر شوکت حیات	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	شاہ پور	مفاد عامہ

نومبر 1986ء

54	مسٹر مجید احمد قریشی	وارڈن پنجاب پرزن سٹاف	گوجرانوالہ	مفاد عامہ
55	مسٹر محمد اسلم بٹ	ایڈمنسٹریٹر آفیسر آئی جی پنجاب لاہور	وارڈن پنجاب پرزن سٹاف ٹریننگ لاہور	مفاد عامہ

جنوری 1987ء

56	مسٹر منیر احمد کاہلوں	سنٹرل جیل بہاولپور	راجن پور	مفاد عامہ
57	چودھری خورشید احمد	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	مظفر گڑھ	مفاد عامہ
58	مسٹر مجید احمد قریشی	گوجرانوالہ سنٹرل جیل	سرگودھا	مفاد عامہ
59	مسٹر شوکت حیات	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	سرگودھا	مفاد عامہ

60	مسٹر شوکت نواز (ٹوانہ)	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	شاہ پور	مفاد عامہ
61	مسٹر محمد صدیق	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	اٹک	مفاد عامہ

فروری 1987ء

62	چودھری جاوید لطیف	سنٹرل جیل فیصل آباد	سنٹرل جیل ملتان	مفاد عامہ
63	مسٹر افضال محمود	سنٹرل جیل ملتان	سیالکوٹ	مفاد عامہ
64	چودھری عبدالغنی	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	سنٹرل جیل فیصل آباد	مفاد عامہ
65	مسٹر شاہد انور	سنٹرل جیل ملتان	سنٹرل جیل فیصل آباد	مفاد عامہ
66	چودھری عبدالغنی	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	رحیم یار خاں	مفاد عامہ

(پولیس)

جواب اگست 1985ء سے تا حال جس گریڈ 17 افسران کی تبدیلی کے احکام منسوخ کئے گئے۔ ان کی ماہانہ تفصیل درج ذیل ہے

		نام و عہدہ	
	اگست 1985ء		
1	ستمبر 1985ء	قطب عباس	ASP
2		خلیل الرحمن	DSP
3		محمد سرفراز	DSP
4	اکتوبر 1985ء	محمد عاشق سکھیرا	DSP
5	نومبر 1985ء	شمس الحسن	DSP
6		عطا اللہ خاں	DSP
7	دسمبر 1985ء	محمد فاروق ساجد	DSP
8		امان اللہ خاں	DSP
9		رب نواز	DSP
10	جنوری 1986ء	حامد مختار گولال	DSP
11	فروری 1986ء	امتیاز احمد	DSP
12		احمد علی جتیال	DSP
13		راجہ ممتاز علی	DSP
14		اختر علی	DSP
15		امان اللہ	DSP
16	مارچ 1986ء	محمد اسلم	DSP

17		عطاء اللہ خاں	DSP
18		ایم اے رشید رانا	DSP
19		آفتاب مظفر بٹ	DSP
20		غلام حسین قریشی	DSP
21	اپریل 1986ء	احمد خاں	DSP
22		ارشاد حسین شاہ	DSP
23		اقبال قمر	DSP
24		محمد اکرم	DSP
25		عبدالحمید	DSP
26	مئی 1986ء	محمود خاں	DSP
27		محمد اسلم	DSP
28		امیر عمر خاں	DSP
29		محمد نواز	DSP
30		شیخ اختر علی مرحوم	DSP
31		آغا بشیر احمد	DSP
32		سعید اللہ خاں	DSP
33	جون 1986ء	ساجد محمود اعوان	DSP
34		فضل الرحمن	DSP
35		بشیر احمد	DSP
36		مختیار احمد بخاری	DSP
37		رئیس بلال الدین	DSP
38	جولائی 1986ء	رب نواز	DSP
39		پیر کمال شاہ	DSP

40		عبدالغفار	DSP
41		محمد رفیق بٹ	DSP
42		احمد رضا طاہر	DSP
43	ستمبر1986ء	محمد اسرار خاں	DSP
44		ارشد حسین شاہ	DSP
45		راجہ ممتاز احمد	DSP
46	اکتوبر1986ء	محمد افتخار حسین	DSP
47		راجہ حامد خاں	DSP
48		اکبر علی بھٹی	DSP
49		عبور علی	DSP
40		محمد صدیق بھٹی	DSP
51		ضیاء احمد بخاری	DSP
52		ریاض الرحمن	DSP
53		حبیب اللہ	DSP
54		عبدالعلی	DSP
55	نومبر1986ء	محمد آزاد	DSP
56		جمشید عالم	DSP
57	دسمبر1986ء	جمشید عالم	DSP
57	جنوری 1987ء	شیخ نسیم الزمان	ASP
	فروری 1987ء		
58	مارچ 1987ء	محمد فاروق ساجد	ASP
59		محمد نفیس باجوہ	ASP

فروری 1987ء مسٹر شاہد انور سنٹرل جیل ملتان تا سنٹرل جیل فیصل آباد

پی ایس پی اور صوبائی پولیس افسران کی آسامیوں میں تناسب کی شرط پوری نہ کرنے کی وجوہات

☆ 2603۔ چودھری نوازالحق چوہان۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ پولیس پنجاب میں سینیر کیڈر یعنی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس اور اس سے اوپر کی کل تعداد کتنی ہے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت پاکستان (اسٹیبلشمنٹ ڈویژن) کے نوٹیفکیشن اکتوبر1985ء کے تحت سینیئر کیڈر کی آسامیوں کی تقسیم پی ایس پی افسران اور صوبائی پولیس افسران اور صوبائی پولیس افسران کے درمیان بالترتیب 60 فیصد اور 40 فیصد اور 40 فیصد کے تناسب سے کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو 31 جنوری 1987ء کو دونوں گروپوں میں عہدوں کی صحیح تعداد بمعہ عہدے داروں کے نام بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پی ایس پی افسران سینیر کیڈر میں 60 فیصد آسامیوں کے مجاز ہیں لیکن 18 نان کیڈر آسامیوں پر ان کی تعیناتی صوبائی افسران کے مفاد کے صریحاً خلاف کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو کسی اتھارٹی کے تحت ان کی مذکورہ تعیناتی کی گئی ہے۔

(د) اور کیڈر رولز کے تحت پنجاب میں کیڈر اور نان کیڈر اسامیوں کی کل تعداد کیا ہے۔

(س) پنجاب پولیس کے کتنے افسران ان کیڈر آسامیوں کے اہل ہیں۔

(ش) کیا وہ 60 فیصد اور 40 فیصد کے تناسب کی شرط پوری کرتے ہیں؟

وزیر قانون (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ پولیس پنجاب میں سینیئر کیڈر یعنی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس اور اس سے بالاتر عہدہ پر جن پر کہ پنجاب پولیس کے افسران تعینات ہیں کی کل تعداد 112 ہے ان آسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

I	کیڈر سینیر آسامیاں		= 80
1	آئی جی	1	
2	ایڈیشنل آئی جی	2	
3	ڈی آئی جی	14	
4	اے آئی جی	5	
5	ایس پی	58	
II	نان کیڈر آسامیاں		= 18
III	ڈیپوٹیشن کی آسامیاں جن پر پنجاب پولیس کے افسران تعینات ہیں		= 11
1	ڈی آئی جی	4	
2	ایس پی	7	
IV	اکیس کیڈر آسامیاں جو انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ میں جن پر ایس پی صاحبان تعینات ہیں		
	پیراگراف نمبر I تا VI کا میزان		= 112 (3+11+18+80)

(ب) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ آف پاکستان اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے نوٹیفکیشن جاری شدہ اکتوبر 1985ء کے مطابق سینیر کیڈر آسامیوں کی تقسیم پی ایس پی افسران اور صوبائی پولیس افسران کے درمیان 60 فیصد اور 40 فیصد کی نسبت

سے کی گئی ہے۔ اس تقسیم کے مطابق ہر گروپ کا حصہ حسب ذیل ہے۔

کیڈر کی وہ آسامیاں جو تا حال منظور نہیں ہوئی ہیں	3
1 ایڈیشنل ایس پی بہاولپور	
2 ایڈیشنل ایس پی سرگودھا	
3 ایڈیشنل ایس پی ساہیوال	
کیڈر کی وہ آسامی جس پر پولیس آفیسر کی بجائے ایک ریٹائرڈ میجر تعینات ہے	1
کل سینیر آسامیوں کا حاصل مجموعہ (112-4)	108
جز نمبر الف کی رو سے کل آسامیاں	108
پی ایس پی افسران کا 60 فیصد حصہ	64ء8
صوبائی پولیس افسران کا 40 فیصد حصہ	43ء2
میزان	108ء0

پی ایس پی افسران جو کہ مندرجہ بالا آسامیوں پر تعینات ہیں

پی ایس پی افسران = 68 (302 عدد اپنے حصے 64ء8 سے زائد)

یہاں پر اس امر کا ذکر ضرور ہے کہ 2 زائد افسران ایس اینڈ جی اے ڈی میں بصورت تبادلہ جا چکے ہیں جب کہ مزید افسر کی اسی طرح تبادلے کی سفارش کی جا چکی ہے تاکہ پی ایس پی افسران کی تعداد ان کے حصے کے برابر لائی جا سکے۔

صوبائی پولیس افسران جو کہ مندرجہ بالا آسامیوں پر تعینات ہیں

صوبائی افسران 40

ڈی آئی جی 4 (بشمولیت 2 دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ڈی آئی جی)
ایس پی 25 (بشمولیت 4 دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ایس پی)

وہ صوبائی افسران جو ترقی پا کر دوسرے محکموں میں تعینات ہیں

ڈی آئی جی	4
ایس پی	7

یہاں اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ پروونشل سلیکشن بورڈ نے نومبر 1986ء میں 8 ڈی ایس پی حضرات ایس پی کی ترقی کے لئے منظور کئے تھے صوبائی افسران کے کوٹہ کے مطابق ان کی تعیناتی کا مسئلہ زیر غور ہے پی ایس پی اور صوبائی افسران جو صوبوں میں 31 جنوری 1987ء تعینات تھے ان کی فہرست لف ہے

(ج) یہ درست ہے کہ پی ایس پی افسران سینیر کیڈر میں 60 فیصد آسامیوں کے مجاز ہیں 18 نان کیڈر آسامیاں جو توجہ اب تک کیڈر میں شامل نہ ہوئی ہیں حقیقت میں کیڈر کی آسامیاں ہیں جو کیڈر میں شامل ہوں گی اس سلسلہ میں خط وکتابت کافی مدت دراز سے جاری ہے۔ یہ آسامیاں چونکہ حقیقت میں کیڈر آسامیوں کی نوعیت کی ہیں لہٰذا ان پر پی ایس پی افسران اور صوبائی افسران اپنے مخصوص حصہ کے برابر لگائے جاتے ہیں اس سے کسی صوبائی آفیسر کے مفاد کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔

(د) جز الف میں تفصیل بیان کی گئی ہے

(س) پنجاب پولیس کے 43ء2 افسران اپنے 40 فیصد حصے کے مطابق ان کیڈر اور نان کیڈر آسامیوں کے اہل ہیں۔

(ش) جی ہاں شرط پوری کرتے ہیں

فہرست پی ایس پی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب صباح الدین جامی	آئی جی پنجاب لاہور
2	جناب نثار احمد چیمہ	ایڈیشنل آئی جی پنجاب لاہور
3	جناب سردار محمد چوہدری	ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
4	جناب اسد جہانگیر خان	ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز پنجاب لاہور
5	جناب جہانگر مرزا	ڈی آئی جی لاہور رینج
6	جناب شاہد حسن	ڈی آئی جی راولپنڈی رینج
7	جناب عبدالرزاق	ڈی آئی جی سرگودھا رینج
8	جناب میجر محمد عارف چودھری	ڈی آئی جی فیصل آباد رینج
9	جناب میجر ضیاء الحق	ڈی آئی جی ملتان رینج
10	جناب میجر مختار الملک	ڈی آئی جی ڈی جی خان رینج
11	جناب اختر حیات	ڈی آئی جی بہاولپور رینج
12	جناب میجر مشتاق احمد	ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب لاہور
13	جناب میجر میاں ظہیر احمد	ڈی آئی جی ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
14	جناب سعادت اللہ	ڈی آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
15	جناب خالد لطیف	کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری
16	جناب میجر محمد اکرم	کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
17	جناب افتخار احمد	اے آئی جی اسٹیبلشمنٹ پنجاب لاہور
18	جناب صلاح الدین احمد خاں نیازی	اے آئی جی ایڈمنسٹریشن پنجاب لاہور

19	جناب احمد نعیم	اے آئی جی ٹریننگ پنجاب لاہور
20	جناب عرفان محمود	اے آئی جی فنانس پنجاب لاہور
21	جناب طارق سلیم	ایس جی پی ایس او ٹو آئی جی
22	جناب اظہر حسن ندیم	ای پی زیر تربیت پوسٹ گریجویٹ کورس یو کے
23	جناب عارف اکرام	ایس پی جھنگ
24	جناب میجر آغا محبوب علی خاں	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
25	جناب محمد اعجاز اکرم	ایس پی گوجرانوالہ
26	جناب محمد اقبال خاں	ایس پی سیالکوٹ
27	جناب محمد اقبال	ایس پی گجرات
28	جناب خالد فاروق	ایس پی فیصل آباد
29	جناب سرفراز حسین	ایڈیشنل ایس پی فیصل آباد
30	جناب محمد پرویز راٹھور	ایس پی ایڈمنسٹریشن لاہور
31	جناب محمد اشرف سارائھ	ایس پی سرگودھا
32	جناب محمد علی	ایس پی سپیشل برانچ راولپنڈی
33	جناب مقبول احمد	ایس ایس جی لاہور
34	جناب وسیم کوثر	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
35	جناب محمد وسیم	ایس پی وہاڑی
36	جناب محمد حبیب الرحمان	ایس پی ساہیوال
37	جناب الطاف مجید	ایس پی خانیوال
38	جناب طلعت محمود	ایس پی ملتان
39	جناب اختر علی جانوری	ایس پی راجن پور
40	جناب محمد افتخار الدین	ایس پی مظفر گڑھ
41	جناب محمد یعقوب	ایس ایس پی راولپنڈی
42	جناب ہمایوں رضا شفیع	ایڈیشنل ایس پی راولپنڈی

43	جناب عابد سعید	ایس پی اٹک
44	جناب شمس الحسن	ایس پی چکوال
45	جناب فیاض احمد میر	ایس پی بہاولپور
46	جناب انعام الرحمان سحری	ایس پی رحیم یار خاں
47	جناب تنویر احمد	ایس پی بہاولنگر
48	جناب تنویر حمید	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
49	جناب حمید اسلم ملک	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
50	جناب اسرار احمد	ایس پی پی ایس او ٹو چیف منسٹر
51	جناب عبدالغفار	ایس پی بھکر
52	جناب اعجاز حسن ملک	سابقہ ایس پی ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد (ابھی رپورٹ نہیں کی)
53	جناب عبدالمجید	ایس پی میانوالی
54	جناب مرزا محمد یٰسین	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری فاروق آباد
55	جناب کیپٹن ضیاؤالدین لغاری	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
56	جناب عبدالقدیر بھٹی	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
57	جناب مبارک علی اطہر	ایس پی انو سٹیگیشن فیصل اباد
58	جناب ظفر عباس	ایس پی اوکاڑہ
59	جناب شوکت حیات	ایس پی کرائم لاہور
60	جناب محمد الطاف قمر	ایس پی ٹریفک لاہور
61	جناب اختر حسین میمن	ایس پی ڈی جی خان
62	جناب قطب عباس	ایس پی ہیڈ کوارٹرز لاہور
63	جناب سمیع الرحمان	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور

64	جناب میجر لئیق احمد	ایس پی اور ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
65	جناب شوکت جاوید	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
66	جناب طاہر انور پان	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
67	جناب راہو خاں بروہی	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
68	جناب مظہر عنایت	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ لاہور

فہرست صوبائی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب محمد امین	ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج
2	جناب نثار احمد چودھری	ڈی آئی جی کرائم برانچ پنجاب لاہور
3	جناب منیر احمد ڈار	اے آئی جی کلودنگ پنجاب لاہور
4	جناب محمد عظیم درانی	ایس پی موٹر ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
5	جناب سلطان محمود	ایس پی سپیشل برانچ فیصل اباد
6	جناب احمد نواز خاں نیازی	ایس پی قصور
7	جناب بشیر احمد	ایس پی شیخوپورہ
8	جناب نثار خاں	ایس پی سیکورٹی پرائم منسٹر سیکرٹریٹ راولپنڈی
9	جناب فضل محمود	ایس پی ٹیلی کمیونیکیشن پنجاب لاہور
10	جناب منظور الحق چوہان	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ (رخصت ریٹائرمنٹ پر ہیں)
11	جناب رضا احمد خاں	ایس پی کینٹ لاہور
12	جناب عبدالوسع	ایس پی سٹی لاہور
13	جناب خلیل الرحمان خان	ایس پی خوشاب
14	جناب محمد اشرف ملک	ایس پی ٹیکنیکل سروسز پنجاب لاہور

15	جناب اللہ بخش	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
16	جناب خالد مسعود	ایس پی جائنٹ ٹاسکس فورس لاہور
17	جناب علی اصغر	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
18	جناب محمد شفیع	ایس پی لیہ
19	جناب سلیم بختیار	ایڈیشنل ایس پی ملتان
20	جناب چودھری خلیل حسن	ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ
21	جناب اللہ بخش	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن
22	جناب ذکاء الدین	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اینڈ اے ڈی لاہور
23	جناب محمد شریف بٹ	ایس پی پریزڈنسی راولپنڈی (دوبارہ ملازمت پر لئے گئے ہیں)
24	جناب راجہ محمد سرفراز احمد	ایس پی سپیشل برانچ ملتان (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے)
25	جناب غلام رسول قریشی	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت لئے گئے ہیں)
26	جناب نعمت اللہ	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
27	جناب جی معین الدین	ایس پی جو تا حال معطل ہیں۔
28	جناب ایل ار نیبلیٹ	ڈی آئی جی صوبائی کنٹرول روم میں ڈائریکٹر ہیں
29	جناب محمد صدیق ملک	ڈی آئی جی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ہیں)

صوبائی افسران جو ترقی پا کر دوسرے محکموں میں تعینات ہیں

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
30	جناب محمود حسین انصاری	ڈی آئی جی ڈائریکٹر پی این سی بی

31	جناب افتخار احمد خان	ڈی آئی جی ڈائریکٹر ایف آئی اے
32	جناب عبدالرؤف خان	ڈی آئی جی او ایس ڈی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن
33	جناب چودھری اعجاز حسین	ڈی آئی جی ڈپٹی ڈائریکٹر آئی جی لاہور
34	جناب آغا فراست علی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے
35	جناب محمد باقر علی شاہ	ایس پی اے آئی جی کرائم پاکستان ریلوے پولیس لاہور
36	جناب آغا ذوالفقار علی	ایس پی او ایس ڈی پریزڈنسی راولپنڈی
37	جناب سردار غلام مہدی	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
38	جناب محمد سلیم	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
39	جناب ریاض حسین ملک	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
40	جناب منظور الٰہی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ۔

مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لئے اقدامات

☆2640 ۔ چودھری محمد اصغر۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا حقیقت ہے کہ ماہ جنوری 1987ء میں تھانہ صدر گوجرانوالہ کے گاؤں موضع جنڈیالہ باغ والا میں 5 افراد کو انتہائی بیدردی سے دن دیہاڑے قتل کر دیا گیا تھا۔

(ب) مندرجہ بالا مقدمہ قتل میں کتنے ملزمان کے خلاف پرچہ قتل درج کیا گیا تھا۔ ان میں سے کتنے افراد گرفتار ہیں اور کتنے ابھی گرفتار نہیں ہوئے۔

(ج) کیا یہ بھی صحیح ہے کہ پولیس کو مفرور ملزمان کی پناہ گاہ کا علم ہے مگر پولیس ان کو جان بوجھ کر گرفتار نہیں کر رہی۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ملزمان کو اب تک کیوں گرفتار نہیں کر سکتی؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) یہ درست ہے کہ 2 جنوری 1987ء کو جنڈیالہ باغ والا تھانہ گوجرانوالہ میں 5 افراد قتل ہوئے محمد اکرم ولد غلام رسول جٹ سکان دیسہ ہذا کے بیان پر مقدمہ نمبر 4 مورخہ 2-1-1987 بجرم 149/148/109/452/307/302 ت پ تھانہ صدر گوجرانوالہ میں درج ہوا تھا۔

(ب) ابتدائی رپورٹ کے مطابق 9 ملزمان میں سے ایک کے علاوہ باقی یا تو گرفتار ہیں یا عدالت کی طرف سے ضمانت پر ہیں۔ ایک ملزم اشتہاری قرار دیا جا چکا ہے۔

(ج) یہ غلط ہے۔

(د) پولیس مفرور ملزم کی گرفتاری کے لئے پوری تندہی سے اقدام کر رہی ہے۔

پنجاب پولیس میں پی ایس پی اور صوبائی پولیس افسران کا کوٹہ

☆ 2662۔ چودھری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ پولیس میں سینیر کیڈر یعنی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اس سے بالا تر عہدہ کی کل کتنی آسامیاں ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ پاکستان اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے نوٹیفیکیشن جاری شدہ اکتوبر 1985ء کے مطابق سینیر کیڈر آسامیوں کی تقسیم پی ایس پی افسران اور صوبائی پولیس افسران کے درمیان 60 فیصد اور 40 فیصد کی نسبت سے کی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس حساب سے 31 جنوری 1987ء کو ہر گروپ کے کتنے افسران بعہدہ سپرنٹنڈنٹ پولیس صوبہ میں تعینات تھے۔ ان کی صحیح تعداد نام اور جائے تعیناتی بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس میں سینیر کیڈر آسامیوں پر پی ایس سی افسران کا کوٹہ ساٹھ فی صد ہے اگر ایسا ہے تو کس اتھارٹی کے تحت اٹھارہ نان کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران تعینات کئے گئے ہیں۔

وزیر قانون (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ پولیس میں سینئر کیڈر کی کل تعداد 112 ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

I	1	آئی جی پنجاب	1
	2	ایڈیشنل آئی جی	2
	3	ڈی آئی جی	14
	4	اے آئی جی	5
	5	ایس پی	58
		کل کیڈر پوسٹ	80
II		نان کیڈر آسامیاں	18
III		ڈیپوٹیشن کی آسامیاں	
	1	ڈی آئی جی	4
	2	ایس پی	7
			11
IV		اینٹی کرپشن کی ایکس	
		کیڈر پوسٹ	3
		میزان کل	112

(ب) یہ درست ہے۔ کیڈر کی وہ آسامیاں جو ابھی تک منظوری کے مراحل میں ہیں۔ ان کی تعداد 3 ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	ایڈیشنل ایس پی بہاول پور	1
2	ایڈیشنل ایس پی سرگودھا	1
3	ایڈیشنل ایس پی ساہیوال	1
4	کیڈر کی وہ آسامی جس پر فوج کے ریٹائرڈ میجر تعینات ہیں	1

کل	4

سینیر کیڈر کی کل 112 آسامیوں سے درج بالا چار آسامیاں نکالنے کے بعد بقایا 108 آسامیوں میں مختلف گروپوں کا حصہ یہ ہے۔

1	پی ایس پی افسران کا 60 فیصد حصہ	64ء8
2	صوبائی افسران کا 40 فیصد حصہ	63ء2
		108

پی ایس پی افسران 31 جنوری 1987ء تک 68 آسامیوں پر تعینات تھے جب کہ حصہ کے مطابق ان کی آسامیاں 8ء64 بنتی تھیں۔ تاہم زائد تین میں سے دو افسران تبدیل ہو کر ایس اینڈ جی اے ڈی میں رپورٹ کر چکے ہیں اور بقایا ایک زائد افسر کے تبادلے کے احکام جلد متوقع ہیں۔

1	ڈی آئی جی	4
2	ڈی آئی جی کے عہدہ کے وہ افسران جو دوسرے محکموں میں تعینات ہیں	4
3	ایس پی	25
		33
4	وہ صوبائی افسران جن کی بطور ایس پی ترقی کے کیس منظوری کے مراحل میں ہیں۔	8

مختلف گروپوں کے افسران کی بطور ایس پی تعیناتی کی فہرست لف ہے۔

(ج) پنجاب پولیس میں سینئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران اپنے مخصوص کوٹہ کے مطابق تعینات کئے جاتے ہیں۔

فہرست پی ایس پی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب صباح الدین جامی	آئی جی پنجاب لاہور
2	جناب نثار احمد چیمہ	ایڈیشنل آئی جی پنجاب لاہور
3	جناب سردار محمد چوہدری	ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
4	جناب اسد جہانگیر خان	ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز پنجاب لاہور
5	جناب جہانگیر مرزا	ڈی آئی جی لاہور رینج
6	جناب شاہد حسن	ڈی آئی جی راولپنڈی رینج
7	جناب عبدالرزاق	ڈی آئی جی سرگودھا رینج
8	جناب میجر محمد عارف چودھری	ڈی آئی جی فیصل آباد رینج
9	جناب میجر ضیاء الحق	ڈی آئی جی ملتان رینج
10	جناب میجر مختار الملک	ڈی آئی جی ڈی جی خان رینج
11	جناب اختر حیات	ڈی آئی جی بہاولپور رینج
12	جناب میجر مشتاق احمد	ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب لاہور
13	جناب میجر میاں ظہیر احمد	ڈی آئی جی ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
14	جناب سعادت اللہ	ڈی آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
15	جناب خالد لطیف	کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری
16	جناب میجر محمد اکرم	کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
17	جناب افتخار احمد	اے آئی جی اسٹیبلشمنٹ پنجاب لاہور
18	جناب صلاح الدین احمد خاں نیازی	اے آئی جی ایڈمنسٹریشن پنجاب لاہور

19	جناب احمد نعیم	اے آئی جی ٹریننگ پنجاب لاہور
20	جناب عرفان محمود	اے آئی جی فنانس پنجاب لاہور
21	جناب طارق سلیم	ایس جی پی ایس او ٹو آئی جی
22	جناب اظہر حسن ندیم	ای پی زیر تربیت پوسٹ گریجوئیٹ کورس یو کے
23	جناب عارف اکرام	ایس پی جھنگ
24	جناب میجر آغا محبوب علی خاں	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
25	جناب محمد اعجاز اکرم	ایس پی گوجرانوالہ
26	جناب محمد اقبال خاں	ایس پی سیالکوٹ
27	جناب محمد اقبال	ایس پی گجرات
28	جناب خالد فاروق	ایس پی فیصل آباد
29	جناب سرفراز حسین	ایڈیشنل ایس پی فیصل آباد
30	جناب محمد پرویز راٹھور	ایس پی ایڈمنسٹریشن لاہور
31	جناب محمد اشرف سارا ٹھ	ایس پی سرگودھا
32	جناب محمد علی	ایس پی سپیشل برانچ راولپنڈی
33	جناب مقبول احمد	ایس ایس جی لاہور
34	جناب وسیم کوثر	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
35	جناب محمد وسیم	ایس پی وہاڑی
36	جناب محمد حبیب الرحمان	ایس پی ساہیوال
37	جناب الطاف مجید	ایس پی خانیوال
38	جناب طلعت محمود	ایس پی ملتان
39	جناب اختر علی جانوری	ایس پی راجن پور
40	جناب محمد افتخار الدین	ایس پی مظفر گڑھ
41	جناب محمد یعقوب	ایس ایس پی راولپنڈی
42	جناب ہمایوں رضا شفیع	ایڈیشنل ایس پی راولپنڈی

43	جناب عابد سعید	ایس پی اٹک
44	جناب شمس الحسن	ایس پی چکوال
45	جناب فیاض احمد میر	ایس پی بہاولپور
46	جناب انعام الرحمان سحری	ایس پی رحیم یار خاں
47	جناب تنویر احمد	ایس پی بہاولنگر
48	جناب تنویر حمید	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
49	جناب حمید اسلم ملک	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
50	جناب اسرار احمد	ایس پی پی ایس او ٹو چیف منسٹر
51	جناب عبدالغفار	ایس پی بھکر
52	جناب اعجاز حسن ملک	سابقہ ایس پی ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد (ابھی رپورٹ نہیں کی)
53	جناب عبدالمجید	ایس پی میانوالی
54	جناب مرزا محمد یسین	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری فاروق آباد
55	جناب کیپٹن ضیاءالدین لغاری	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
56	جناب عبدالقدیر بھٹی	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
57	جناب مبارک علی اطہر	ایس پی انو سٹیگیشن فیصل اباد
58	جناب ظفر عباس	ایس پی اوکاڑہ
59	جناب شوکت حیات	ایس پی کرائم لاہور
60	جناب محمد الطاف قمر	ایس پی ٹریفک لاہور
61	جناب اختر حسین میمن	ایس پی ڈی جی خان
62	جناب قطب عباس	ایس پی ہیڈ کوارٹرز لاہور
63	جناب سمیع الرحمان	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور

64	جناب میجر لئیق احمد	ایس پی اور ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
65	جناب شوکت جاوید	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
66	جناب طاہر انور پان	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
67	جناب راہو خاں بروہی	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
68	جناب مظہر عنایت	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ لاہور

فہرست صوبائی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب محمد امین	ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج
2	جناب نثار احمد چودھری	ڈی آئی جی کرائم برانچ پنجاب لاہور
3	جناب منیر احمد ڈار	اے آئی جی کلودنگ پنجاب لاہور
4	جناب محمد عظیم درانی	ایس پی موٹر ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
5	جناب سلطان محمود	ایس پی سپیشل برانچ فیصل اباد
6	جناب احمد نواز خاں نیازی	ایس پی قصور
7	جناب بشیر احمد	ایس پی شیخوپورہ
8	جناب نثار خاں	ایس پی سیکورٹی پرائم منسٹر سیکرٹریٹ راولپنڈی
9	جناب فضل محمود	ایس پی ٹیلی کمیونیکیشن پنجاب لاہور
10	جناب منظور الحق چوہان	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ (رخصت ریٹائرمنٹ پر ہیں)
11	جناب رضا احمد خاں	ایس پی کینٹ لاہور
12	جناب عبدالوسع	ایس پی سٹی لاہور
13	جناب خلیل الرحمان خان	ایس پی خوشاب
14	جناب محمد اشرف ملک	ایس پی ٹیکنیکل سروسز پنجاب لاہور

15	جناب اللہ بخش	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
16	جناب خالد مسعود	ایس پی جائنٹ ٹاسکس فورس لاہور
17	جناب علی اصغر	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
18	جناب محمد شفیع	ایس پی لیہ
19	جناب سلیم بختیار	ایڈیشنل ایس پی ملتان
20	جناب چودھری خلیل حسن	ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ
21	جناب اللہ بخش	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن
22	جناب ذکاء الدین	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اینڈ اے ڈی لاہور
23	جناب محمد شریف بٹ	ایس پی پریزڈنسی راولپنڈی (دوبارہ ملازمت پر لئے گئے ہیں)
24	جناب راجہ محمد سرفراز احمد	ایس پی سپیشل برانچ ملتان (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے)
25	جناب غلام رسول قریشی	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت لئے گئے ہیں)
26	جناب نعمت اللہ	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
27	جناب جی معین الدین	ایس پی جو تا حال معطل ہیں۔
28	جناب ایل آر نیبلیٹ	ڈی آئی جی صوبائی کنٹرول روم میں ڈائریکٹر ہیں
29	جناب محمد صدیق ملک	ڈی آئی جی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ہیں)

صوبائی افسران جو ترقی پا کر دوسرے محکموں میں تعینات ہیں

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
30	جناب محمود حسین انصاری	ڈی آئی جی ڈائریکٹر پی این سی بی

31	جناب افتخار احمد خان	ڈی آئی جی ڈائریکٹر ایف آئی اے
32	جناب عبدالروف خان	ڈی آئی جی او ایس ڈی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن
33	جناب چودھری اعجاز حسین	ڈی آئی جی ڈپٹی ڈائریکٹر آئی جی لاہور
34	جناب آغا فراست علی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے
35	جناب محمد باقر علی شاہ	ایس پی اے آئی جی کرائم پاکستان ریلوے پولیس لاہور
36	جناب آغا ذوالفقار علی	ایس پی او ایس ڈی پریزڈنسی راولپنڈی
37	جناب سردار غلام مہدی	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
38	جناب محمد سلیم	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
39	جناب ریاض حسین ملک	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
40	جناب منظور الٰہی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ۔

سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کی تعیناتی

*2738- **جناب غلام نصیرالدین**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل کتنی آسامیاں ہیں یعنی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اس سے بالا تر عہدہ کی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پاکستان اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے نوٹیفکیشن جاری شدہ اکتوبر 1985ء کے مطابق سینیئر کیڈر آسامیوں کی تقسیم بحساب 60 فی صد برائے پی ایس پی افسران اور 40 افسران برائے صوبائی پولیس افسران کی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس حساب سے 31 جنوری 1987ء کو ہر گروپ کے کتنے افسران بعہدہ سپرنٹنڈنٹ پولیس صوبہ میں تعینات تھے ان کے نام اور ان کی جائے تعیناتی کیا تھی۔

(ج) جب کہ پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر کی آسامیوں کا پی ایس پی افسران کا کوٹہ 60 فیصد ہے تو کس اتھارٹی کے تحت 18 نان کیڈر پوسٹوں پر پی ایس پی افسران

تعینات کئے گئے ہیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل تعداد 112 ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

I	1	آئی جی پنجاب	1
	2	ایڈیشنل آئی جی	2
	3	ڈی آئی جی	14
	4	اے آئی جی	5
	5	ایس پی	58
		کل کیڈر پوسٹ	80
II		نان کیڈر آسامیاں	18
III		ڈیپوٹیشن کی آسامیاں	
	1	ڈی آئی جی	4
	2	ایس پی	7
			11
IV		اینٹی کرپشن کی ایکس کیڈر پوسٹ	3
		میزان کل	112

(ب) یہ درست ہے۔ کیڈر کی وہ آسامیاں جو ابھی تک منظوری کے مراحل میں ہیں۔ ان کی تعداد 3 ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	ایڈیشنل ایس پی بہاول پور	1
2	ایڈیشنل ایس پی سرگودھا	1
3	ایڈیشنل ایس پی ساہیوال	1
		3

4	کیڈر کی وہ آسامی جس پر فوج کے ریٹائرڈ میجر تعینات ہیں	1
		4

سینیئر کیڈر کی کل 112 آسامیوں سے درج بالا چار آسامیاں نکالنے کے بعد بقایا 108 آسامیوں میں مختلف گروپوں کا حصہ یہ ہے۔

1	پی ایس پی افسران کا 60 فیصد حصہ	64ء8
2	صوبائی افسران کا 40 فیصد حصہ	43ء2
		108

پی ایس پی افسران 31 جنوری 1987ء تک 68 آسامیوں پر تعینات تھے جب کہ حصہ کے مطابق ان کی آسامیاں 64ء8 بنتی تھیں۔ تاہم زائد تین میں سے دو افسران تبدیل ہو کر ایس اینڈ جی اے ڈی میں رپورٹ کر چکے ہیں اور بقایا ایک زائد افسر کے تبادلے کے احکام جلد متوقع ہیں۔

1	ڈی آئی جی	4
2	ڈی آئی جی کے عہدہ کے وہ افسران جو دوسرے محکموں میں تعینات ہیں	4
3	ایس پی	25
		33
4	وہ صوبائی افسران جن کی بطور ایس پی ترقی کے کیس منظوری کے مراحل میں ہیں۔	8

مختلف گروپوں کے افسران کی بطور ایس پی تعیناتی کی فہرست لف ہے۔

(ج) پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کا حصہ 60 فی صد ہے نان کیڈر کی 18 آسامیاں دراصل کیڈر کا ہی ایک حصہ ہیں ان آسامیوں پر صوبائی اور پی ایس پی افسران اپنے مخصوص کوٹہ کے مطابق تعینات کئے جاتے ہیں۔

فہرست پی ایس پی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب صباح الدین جامی	آئی جی پنجاب لاہور
2	جناب نثار احمد چیمہ	ایڈیشنل آئی جی پنجاب لاہور
3	جناب سردار محمد چوہدری	ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
4	جناب اسد جہانگیر خان	ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز پنجاب لاہور
5	جناب جہانگر مرزا	ڈی آئی جی لاہور رینج
6	جناب شاہد حسن	ڈی آئی جی راولپنڈی رینج
7	جناب عبدالرزاق	ڈی آئی جی سرگودھا رینج
8	جناب میجر محمد عارف چودھری	ڈی آئی جی فیصل آباد رینج
9	جناب میجر ضیاء الحق	ڈی آئی جی ملتان رینج
10	جناب میجر مختار الملک	ڈی آئی جی ڈی جی خان رینج
11	جناب اختر حیات	ڈی آئی جی بہاولپور رینج
12	جناب میجر مشتاق احمد	ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب لاہور
13	جناب میجر میاں ظہیر احمد	ڈی آئی جی ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
14	جناب سعادت اللہ	ڈی آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
15	جناب خالد لطیف	کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری
16	جناب میجر محمد اکرم	کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
17	جناب افتخار احمد	اے آئی جی اسٹیبلشمنٹ پنجاب لاہور
18	جناب صلاح الدین احمد خاں نیازی	اے آئی جی ایڈمنسٹریشن پنجاب لاہور

19	جناب احمد نعیم	اے آئی جی ٹریننگ پنجاب لاہور
20	جناب عرفان محمود	اے آئی جی فنانس پنجاب لاہور
21	جناب طارق سلیم	ایس جی پی ایس او ٹو آئی جی
22	جناب اظہر حسن ندیم	ای پی زیر تربیت پوسٹ گریجوئیٹ کورس یو کے
23	جناب عارف اکرام	ایس پی جھنگ
24	جناب میجر آغا محبوب علی خاں	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
25	جناب محمد اعجاز اکرم	ایس پی گوجرانوالہ
26	جناب محمد اقبال خاں	ایس پی سیالکوٹ
27	جناب محمد اقبال	ایس پی گجرات
28	جناب خالد فاروق	ایس پی فیصل آباد
29	جناب سرفراز حسین	ایڈیشنل ایس پی فیصل آباد
30	جناب محمد پرویز راٹھور	ایس پی ایڈمنسٹریشن لاہور
31	جناب محمد اشرف سارا ٹھ	ایس پی سرگودھا
32	جناب محمد علی	ایس پی سپیشل برانچ راولپنڈی
33	جناب مقبول احمد	ایس ایس جی لاہور
34	جناب وسیم کوثر	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
35	جناب محمد وسیم	ایس پی وہاڑی
36	جناب محمد حبیب الرحمان	ایس پی ساہیوال
37	جناب الطاف مجید	ایس پی خانیوال
38	جناب طلعت محمود	ایس پی ملتان
39	جناب اختر علی جانوری	ایس پی راجن پور
40	جناب محمد افتخار الدین	ایس پی مظفر گڑھ
41	جناب محمد یعقوب	ایس ایس پی راولپنڈی
42	جناب ہمایوں رضا شفیع	ایڈیشنل ایس پی راولپنڈی

43	جناب عابد سعید	ایس پی اٹک
44	جناب شمس الحسن	ایس پی چکوال
45	جناب فیاض احمد میر	ایس پی بہاولپور
46	جناب انعام الرحمان سحری	ایس پی رحیم یار خاں
47	جناب تنویر احمد	ایس پی بہاولنگر
48	جناب تنویر حمید	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
49	جناب حمید اسلم ملک	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
50	جناب اسرار احمد	ایس پی پی ایس او ٹو چیف منسٹر
51	جناب عبدالغفار	ایس پی بھکر
52	جناب اعجاز حسن ملک	سابقہ ایس پی ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد (ابھی رپورٹ نہیں کی)
53	جناب عبدالمجید	ایس پی میانوالی
54	جناب مرزا محمد یٰسین	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری فاروق آباد
55	جناب کیپٹن ضیاؤالدین لغاری	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
56	جناب عبدالقدیر بھٹی	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
57	جناب مبارک علی اظہر	ایس پی انو سٹیگیشن فیصل اباد
58	جناب ظفر عباس	ایس پی اوکاڑہ
59	جناب شوکت حیات	ایس پی کرائم لاہور
60	جناب محمد الطاف قمر	ایس پی ٹریفک لاہور
61	جناب اختر حسین میمن	ایس پی ڈی جی خان
62	جناب قطب عباس	ایس پی ہیڈ کوارٹرز لاہور
63	جناب سمیع الرحمان	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور

64	جناب میجر لئیق احمد	ایس پی اور ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
65	جناب شوکت جاوید	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
66	جناب طاہر انور پان	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
67	جناب راہو خاں بروہی	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
68	جناب مظہر عنایت	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ لاہور

فہرست صوبائی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب محمد امین	ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج
2	جناب نثار احمد چودھری	ڈی آئی جی کرائم برانچ پنجاب لاہور
3	جناب منیر احمد ڈار	اے آئی جی کلودنگ پنجاب لاہور
4	جناب محمد عظیم درانی	ایس پی موٹر ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
5	جناب سلطان محمود	ایس پی سپیشل برانچ فیصل اباد
6	جناب احمد نواز خاں نیازی	ایس پی قصور
7	جناب بشیر احمد	ایس پی شیخوپورہ
8	جناب نثار خاں	ایس پی سیکورٹی پرائم منسٹر سیکرٹریٹ راولپنڈی
9	جناب فضل محمود	ایس پی ٹیلی کمیونیکیشن پنجاب لاہور
10	جناب منظور الحق چوہان	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ (رخصت ریٹائرمنٹ پر ہیں)
11	جناب رضا احمد خاں	ایس پی کینٹ لاہور
12	جناب عبدالوسع	ایس پی سٹی لاہور
	جناب خلیل الرحمان خان	ایس پی خوشاب
14	جناب محمد اشرف ملک	ایس پی ٹیکنیکل سروسز پنجاب لاہور

15	جناب اللہ بخش	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
16	جناب خالد مسعود	ایس پی جائنٹ ٹاسکس فورس لاہور
17	جناب علی اصغر	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
18	جناب محمد شفیع	ایس پی لیہ
19	جناب سلیم بختیار	ایڈیشنل ایس پی ملتان
20	جناب چودھری خلیل حسن	ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ
21	جناب اللہ بخش	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن
22	جناب ذکاء الدین	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اینڈ اے ڈی لاہور
23	جناب محمد شریف بٹ	ایس پی پریزڈنسی راولپنڈی (دوبارہ ملازمت پر لئے گئے ہیں)
24	جناب راجہ محمد سرفراز احمد	ایس پی سپیشل برانچ ملتان (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے)
25	جناب غلام رسول قریشی	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت لئے گئے ہیں)
26	جناب نعمت اللہ	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
27	جناب جی معین الدین	ایس پی جو تا حال معطل ہیں۔
28	جناب ایل آر نیبلیٹ	ڈی آئی جی صوبائی کنٹرول روم میں ڈائریکٹر ہیں
29	جناب محمد صدیق ملک	ڈی آئی جی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ہیں)

صوبائی افسران جو ترقی پا کر دوسرے محکموں میں تعینات ہیں

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
30	جناب محمود حسین انصاری	ڈی آئی جی ڈائریکٹر پی این سی بی

31	جناب افتخار احمد خان	ڈی آئی جی ڈائریکٹر ایف آئی اے
32	جناب عبدالرؤف خان	ڈی آئی جی او ایس ڈی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن
33	جناب چودھری اعجاز حسین	ڈی آئی جی ڈپٹی ڈائریکٹر آئی جی لاہور
34	جناب آغا فراست علی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے
35	جناب محمد باقر علی شاہ	ایس پی اے آئی جی کرائم پاکستان ریلوے پولیس لاہور
36	جناب آغا ذوالفقار علی	ایس پی او ایس ڈی پریزڈنسی راولپنڈی
37	جناب سردار غلام مہدی	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
38	جناب محمد سلیم	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
39	جناب ریاض حسین ملک	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
40	جناب منظور الٰہی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ۔

سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کی تعداد سے زائد تعیناتی کی وجوہات

☆2739۔ جناب شاہ نواز رانجھا۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل کتنی آسامیاں ہیں یعنی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اس سے بالا تر عہدہ کی

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پاکستان اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے نوٹیفیکیشن جاری شدہ اکتوبر 1985ء کے مطابق سینیئر کیڈر آسامیوں کی تقسیم بحساب 60 فیصد برائے صوبائی پولیس افسران کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو اس حساب سے 31 جنوری 1987ء کو ہر گروپ کے کتنے افسران بعہدہ سپرنٹنڈنٹ پولیس صوبہ میں تعینات تھے۔ ان کے نام اور ان کی جائے تعیناتی سے آگاہ کیا جائے۔

(ج) جب کہ پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر کی آسامیوں کا پی ایس پی افسران کا کوٹہ

60 فی صد ہے تو کس اتھارٹی کے تحت 18 نان کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران تعینات کئے گئے ہیں

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل تعداد 112 ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

I	1	آئی جی پنجاب	1
	2	ایڈیشنل آئی جی	2
	3	ڈی آئی جی	14
	4	اے آئی جی	5
	5	ایس پی	58
		کل کیڈر پوسٹ	80
II		نان کیڈر آسامیاں	18
III		ڈیپوٹیشن کی آسامیاں	
	1	ڈی آئی جی	4
	2	ایس پی	7
			11
IV		اینٹی کرپشن کی ایکس کیڈر پوسٹ	3
		میزان کل	112

(ب) یہ درست ہے۔

کیڈر کی وہ آسامیاں جو ابھی تک منظوری کے مراحل میں ہیں۔ ان کی تعداد 3 ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	ایڈیشنل ایس پی بہاول پور	1

2	ایڈیشنل ایس پی سرگودھا	1
3	ایڈیشنل ایس پی ساہیوال	1
		3
4	کیڈر کی وہ آسامی جس پر فوج کے ریٹائرڈ میجر تعینات ہیں	1
		4

سینیئر کیڈر کی کل 112 آسامیوں سے درج بالا چار آسامیاں نکالنے کے بعد بقایا 108 آسامیوں میں مختلف گروپوں کا حصہ یہ ہے۔

1	پی ایس پی افسران کا 60 فیصد حصہ	64ء8
2	صوبائی افسران کا 40 فیصد حصہ	43ء2
		108

پی ایس پی افسران 31 جنوری 1987ء تک 68 آسامیوں پر تعینات تھے جب کہ حصہ کے مطابق ان کی آسامیاں 64ء8 بنتی تھیں۔ تاہم زائد تین میں سے دو افسران تبدیل ہو کر ایس اینڈ جی اے ڈی میں رپورٹ کر چکے ہیں اور بقایا ایک زائد افسر کے تبادلے کے احکام جلد متوقع ہیں۔

صوبائی پولیس افسران درج ذیل آسامیوں پر تعینات ہیں

1	ڈی آئی جی	4
2	ڈی آئی جی کے عہدہ کے وہ افسران جو دوسرے محکموں میں تعینات ہیں	4
3	ایس پی	25
		33
4	وہ صوبائی افسران جن کی بطور ایس پی ترقی کے کیس منظوری کے مراحل میں ہیں۔	8

مختلف گروپوں کے افسران کی بطور ایس پی تعیناتی کی فہرست لف ہے۔

(ج) پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کا حصہ 60 فی صد ہے نان کیڈر کی 18 آسامیاں دراصل کیڈر کا ہی ایک حصہ ہیں ان آسامیوں پر صوبائی اور پی ایس پی افسران اپنے مخصوص کوٹہ کے مطابق تعینات کئے جاتے ہیں۔

فہرست پی ایس پی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب صباح الدین جامی	آئی جی پنجاب لاہور
2	جناب نثار احمد چیمہ	ایڈیشنل آئی جی پنجاب لاہور
3	جناب سردار محمد چوہدری	ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
4	جناب اسد جہانگیر خان	ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز پنجاب لاہور
5	جناب جہانگیر مرزا	ڈی آئی جی لاہور رینج
6	جناب شاہد حسن	ڈی آئی جی راولپنڈی رینج
7	جناب عبدالرزاق	ڈی آئی جی سرگودھا رینج
8	جناب میجر محمد عارف چودھری	ڈی آئی جی فیصل آباد رینج
9	جناب میجر ضیاء الحق	ڈی آئی جی ملتان رینج
10	جناب میجر مختار الملک	ڈی آئی [illegible] رینج
11	جناب اختر حیات	ڈی آئی جی بہاولپور رینج
12	جناب میجر مشتاق احمد	ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب لاہور
13	جناب میجر میاں ظہیر احمد	ڈی آئی جی ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
14	جناب سعادت اللہ	ڈی آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
15	جناب خالد لطیف	کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری

16	جناب میجر محمد اکرم	کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
17	جناب افتخار احمد	اے آئی جی اسٹیبلشمنٹ پنجاب لاہور
18	جناب صلاح الدین احمد خاں نیازی	اے آئی جی ایڈمنسٹریشن پنجاب لاہور
19	جناب احمد نعیم	اے آئی جی ٹریننگ پنجاب لاہور
20	جناب عرفان محمود	اے آئی جی فنانس پنجاب لاہور
21	جناب طارق سلیم	ایس جی پی ایس او ٹو آئی جی
22	جناب اظہر حسن ندیم	ای پی زیر تربیت پوسٹ گریجوئیٹ کورس یو کے
23	جناب عارف اکرام	ایس پی جھنگ
24	جناب میجر آغا محبوب علی خاں	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
25	جناب محمد اعجاز اکرم	ایس پی گوجرانوالہ
26	جناب محمد اقبال خاں	ایس پی سیالکوٹ
27	جناب محمد اقبال	ایس پی گجرات
28	جناب خالد فاروق	ایس پی فیصل آباد
29	جناب سرفراز حسین	ایڈیشنل ایس پی فیصل آباد
30	جناب محمد پرویز راٹھور	ایس پی ایڈمنسٹریشن لاہور
31	جناب محمد اشرف سارائھ	ایس پی سرگودھا
32	جناب محمد علی	ایس پی سپیشل برانچ راولپنڈی
33	جناب مقبول احمد	ایس ایس جی لاہور
34	جناب وسیم کوثر	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
35	جناب محمد وسیم	ایس پی وہاڑی
36	جناب محمد حبیب الرحمان	ایس پی ساہیوال
37	جناب الطاف مجید	ایس پی خانیوال
38	جناب طلعت محمود	ایس پی ملتان

39	جناب اختر علی جانوری	ایس پی راجن پور
40	جناب محمد افتخار الدین	ایس پی مظفر گڑھ
41	جناب محمد یعقوب	ایس ایس پی راولپنڈی
42	جناب ہمایوں رضا شفیع	ایڈیشنل ایس پی راولپنڈی
43	جناب عابد سعید	ایس پی اٹک
44	جناب شمس الحسن	ایس پی چکوال
45	جناب فیاض احمد میر	ایس پی بہاولپور
46	جناب انعام الرحمان سحری	ایس پی رحیم یار خاں
47	جناب تنویر احمد	ایس پی بہاولنگر
48	جناب تنویر حمید	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
49	جناب حمید اسلم ملک	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
50	جناب اسرار احمد	ایس پی پی ایس او ٹو چیف منسٹر
51	جناب عبدالغفار	ایس پی بھکر
52	جناب اعجاز حسن ملک	سابقہ ایس پی ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد (ابھی رپورٹ نہیں کی)
53	جناب عبدالمجید	ایس پی میانوالی
54	جناب مرزا محمد حسین	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری فاروق آباد
55	جناب کیپٹن ضیاؤالدین لغاری	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
56	جناب عبدالقدیر بھٹی	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
57	جناب مبارک علی اطہر	ایس پی انوسٹیگیشن فیصل اباد
58	جناب ظفر عباس	ایس پی اوکاڑہ
59	جناب شوکت حیات	ایس پی کرائم لاہور

60	جناب محمد الطاف قمر	ایس پی ٹریفک لاہور
61	جناب اختر حسین میمن	ایس پی ڈی جی خان
62	جناب قطب عباس	ایس پی ہیڈ کوارٹرز لاہور
63	جناب سمیع الرحمان	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
64	جناب میجر لئیق احمد	ایس پی اور ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
65	جناب شوکت جاوید	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
66	جناب طاہر انور پان	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
67	جناب راہو خاں بروہی	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
68	جناب مظہر عنایت	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ لاہور

فہرست صوبائی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب محمد امین	ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج
2	جناب نثار احمد چودھری	ڈی آئی جی کرائم برانچ پنجاب لاہور
3	جناب منیر احمد ڈار	اے آئی جی کلودنگ پنجاب لاہور
4	جناب محمد عظیم درانی	ایس پی موٹر ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
5	جناب سلطان محمود	ایس پی سپیشل برانچ فیصل اباد
6	جناب احمد نواز خاں نیازی	ایس پی قصور
7	جناب بشیر احمد	ایس پی شیخوپورہ
8	جناب نثار خاں	ایس پی سیکورٹی پرائم منسٹر سیکرٹریٹ راولپنڈی
9	جناب فضل محمود	ایس پی ٹیلی کمیونیکیشن پنجاب لاہور
10	جناب منظور الحق چوہان	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ
		(رخصت ریٹائرمنٹ پر ہیں)

11	جناب رضا احمد خاں	ایس پی کینٹ لاہور
12	جناب عبدالوسع	ایس پی سٹی لاہور
13	جناب خلیل الرحمان خان	ایس پی خوشاب
14	جناب محمد اشرف ملک	ایس پی ٹیکنیکل سروسز پنجاب لاہور
15	جناب اللہ بخش	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
16	جناب خالد مسعود	ایس پی جائنٹ ٹاسکس فورس لاہور
17	جناب علی اصغر	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
18	جناب محمد شفیع	ایس پی لیہ
19	جناب سلیم بختیار	ایڈیشنل ایس پی ملتان
20	جناب چودھری خلیل حسن	ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ
21	جناب اللہ بخش	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن
22	جناب ذکاء الدین	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اینڈ اے ڈی لاہور
23	جناب محمد شریف بٹ	ایس پی پریزڈنسی راولپنڈی (دوبارہ ملازمت پر لئے گئے ہیں)
24	جناب راجہ محمد سرفراز احمد	ایس پی سپیشل برانچ ملتان (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے)
25	جناب غلام رسول قریشی	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت لئے گئے ہیں)
26	جناب نعمت اللہ	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
27	جناب جی معین الدین	ایس پی جو تا حال معطل ہیں۔
28	جناب ایل آر نیبلیٹ	ڈی آئی جی صوبائی کنٹرول روم میں ڈائریکٹر ہیں
29	جناب محمد صدیق ملک	ڈی آئی جی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ہیں)

صوبائی افسران جو ترقی پا کر دوسرے محکموں میں تعینات ہیں

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
30	جناب محمود حسین انصاری	ڈی آئی جی ڈائریکٹر پی این سی بی
31	جناب افتخار احمد خان	ڈی آئی جی ڈائریکٹر ایف آئی اے
32	جناب عبدالرؤف خان	ڈی آئی جی او ایس ڈی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن
33	چودھری اعجاز حسین	ڈی آئی جی ڈپٹی ڈائریکٹر آئی جی لاہور
34	جناب آغا فراست علی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے
35	جناب محمد باقر علی شاہ	ایس پی اے آئی جی کرائم پاکستان ریلوے پولیس لاہور
36	جناب آغا ذوالفقار علی	ایس پی او ایس ڈی پریزیڈنسی راولپنڈی
37	جناب سردار غلام مہدی	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
38	جناب محمد سلیم	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
39	جناب ریاض حسین ملک	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
40	جناب منظور الٰہی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ۔

سینیئر کیڈر پوسٹوں پر پی ایس پی افسران کی تعیناتی

☆2740۔ جناب فرخ جاوید گھمن۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل کتنی آسامیاں ہیں یعنی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اس سے بالا تر عہدہ کی

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پاکستان اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے نوٹیفیکیشن جاری شدہ اکتوبر 1985ء کے مطابق سینیئر کیڈر آسامیوں کی تقسیم بحساب 60 فیصد برائے پی ایس پی افسران اور 40 فیصد برائے پراونشل پولیس افسران کی گئی

ہے اگر ایسا ہے اس حساب سے 31 جنوری 1987ء کو ہر گروپ کے کتنے افسران بعہدہ سپرنٹنڈنٹ پولیس صوبہ میں تعینات تھے۔ ان کے نام اور ان کی جائے تعیناتی کیا تھی۔ جب کہ پنجاب پولیس میں سینئیر کیڈر کی آسامیوں کا پی ایس پی افسران کا کوٹہ 60 فیصد ہے۔ تو کسی اتھارٹی کے تحت 18 نان کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران تعینات کئے گئے ہیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ پولیس میں سینئیرکیڈر کی کل تعداد 112 ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

I	1	آئی جی پنجاب	1
	2	ایڈیشنل آئی جی	2
	3	ڈی آئی جی	14
	4	اے آئی جی	5
	5	ایس پی	58
		کل کیڈر پوسٹ	80
II		نان کیڈر آسامیاں	18
III		ڈیپوٹیشن کی آسامیاں	
	1	ڈی آئی جی	4
	2	ایس پی	7
		کل	11
IV		اینٹی کرپشن کی ایکس کیڈر پوسٹ	3
		میزان کل	112

(ب) یہ درست ہے۔

کیڈر کی وہ آسامیاں جو ابھی تک منظوری کے مراحل میں ہیں۔ ان کی تعداد 3 ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	ایڈیشنل ایس پی بہاول پور	1
2	ایڈیشنل ایس پی سرگودھا	1
3	ایڈیشنل ایس پی ساہیوال	1
		3
4	کیڈر کی وہ آسامی جس پر فوج کے ریٹائرڈ میجر تعینات ہیں	1
		4

سینیئر کیڈر کی کل 112 آسامیوں سے درج بالا چار آسامیاں نکالنے کے بعد بقایا 108 آسامیوں میں مختلف گروپوں کا حصہ یہ ہے۔

1	پی ایس پی افسران کا 60 فیصد حصہ	64ء8
2	صوبائی افسران کا 40 فیصد حصہ	43ء2
		108

پی ایس پی افسران 31 جنوری 1987ء تک 68 آسامیوں پر تعینات تھے جب کہ حصہ کے مطابق ان کی آسامیاں 64ء8 بنتی تھیں۔ تاہم زائد تین میں سے دو افسران تبدیل ہو کر ایس اینڈ جی اے ڈی میں رپورٹ کر چکے ہیں اور بقایا ایک زائد افسر کے تبادلے کے احکام جلد متوقع ہیں۔

صوبائی پولیس افسران درج ذیل آسامیوں پر تعینات ہیں

1	ڈی آئی جی	4
2	ڈی آئی جی کے عہدہ کے وہ افسران جو دوسرے محکموں میں تعینات ہیں	4

3	ایس پی	25
		33
4	وہ صوبائی افسران جن کی بطور ایس پی ترقی کے کیس منظوری کے مراحل میں ہیں۔	8

مختلف گروپوں کے افسران کی بطور ایس پی تعیناتی کی فہرست فراہم کر دی گئی ہے۔
پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کا حصہ 60 فی صد ہے نان کیڈر کی 18 آسامیاں دراصل کیڈر کا ہی ایک حصہ ہیں ان آسامیوں پر صوبائی اور پی ایس پی افسران اپنے مخصوص کوٹہ کے مطابق تعینات کئے جاتے ہیں۔

پولیس افسران کی اپنے ضلع میں تعیناتی

☆2747۔ رانا پھول محمد خان۔ کیا وزیر اعلیٰ بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ متعلقہ رولز/ قوانین کے مطابق اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس اور اس سے اوپر کے عہدے کے ملازمین کو اس ضلع میں تعینات نہیں کیا جا سکتا جس ضلع کے وہ اصل رہائشی ہوں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع لاہور کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو اضلاع یعنی (1) لاہور اور (2) قصور قائم کئے گئے اور اس وقت ضلع قصور کے رہائشی پولیس ملازمین نے اپنے ڈومیسائل میں ضلع لاہور درج کیا ہوا تھا۔ مگر ان کی تعیناتی کے لئے ان کے اصل جائے رہائش اور تحصیل کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کو ضلع قصور کی اپنی تحصیلوں یعنی قصور اور چونیاں جہاں کے وہ رہائشی تھے۔ بطور پولیس افسر تعینات کیا ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈی آئی جی لاہور رینج نے ایس پی قصور کے نام ایک چٹھی تحریر فرمائی تھی کہ ہیڈ کانسٹیبل سے اوپر کے پولیس اہلکاران کی فہرست بھیجی جائے۔ اور ان اہلکاران کو واپس بھیجا جائے۔ لیکن اس کے باوجود اس پر ابھی تک کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ کے رولز اور قوانین میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔ کہ ایس آئی یا اس سے اوپر کے عہدے کے ملازمین کو اس ضلع میں جس کے اصل رہائشی ہوں۔ تعینات نہ کیا جائے۔

(ب) یہ حقیقت ہے کہ قصور سب ڈویژن میں تحصیل قصور اور تحصیل چونیاں شامل تھے۔ کو 1-7-1972 سے ضلع کا درجہ دیا گیا۔ اور ضلع قصور نے 1-7-1972 سے کام کرنا شروع کیا۔ اس وقت تمام ملازمان جو قصور سب ڈویژن میں ضلع لاہور کی طرف سے کام کر رہے تھے۔ تمام کو ضلع قصور کی نفری میں شامل کر لیا گیا تھا۔ ان ملازمین میں مختلف اضلاع بمعہ قصور سب ڈویژن کے رہائشی بھی تھے۔ قوانین میں ایسی کوئی پابندی نہیں کہ کسی ضلع اور تحصیل کے رہائشی ملازمین کو وہاں تعینات نہ کیا جا سکے۔ لہٰذا ایسے ملازمین کی تبدیلی کا جواز نہ ہے

(د) یہ درست نہ ہے۔

سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کی تعیناتی کا تناسب

☆2753۔ **جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل کتنی آسامیاں ہیں یعنی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اس سے بالا تر عہدہ کی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پاکستان اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے نوٹیفیکشن جاری شدہ اکتوبر 1985ء کے مطابق سینیئر کیڈر آسامیوں کی تقسیم پی ایس پی افسران

اور پراونشل پولیس افسران کے درمیان بالترتیب 60 فیصد و 40 فیصد کی گئی تھی۔ اگر ایسے ہے تو اس حساب سے 31 جنوری 1987ء کو ہر گروپ کے کتنے افسران اور ان کی جائے تعیناتی کیا تھی۔

(ج) جب کہ پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کا کوٹہ 60 فیصد ہے تو کس اتھارٹی کے تحت 18 نان کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران تعینات کئے گئے ہیں۔

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل تعداد 112 ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

I	1	آئی جی پنجاب	1
	2	ایڈیشنل آئی جی	2
	3	ڈی آئی جی	14
	4	اے آئی جی	5
	5	ایس پی	58
		کل کیڈر پوسٹ	80
II		نان کیڈر آسامیاں	18
III		ڈیپوٹیشن کی آسامیاں	
	1	ڈی آئی جی	4
	2	ایس پی	7
			11
IV		اینٹی کرپشن کی ایکس کیڈر پوسٹ	3
		میزان کل	112

(ب) یہ درست ہے۔

کیڈر کی وہ آسامیاں جو ابھی تک منظوری کے مراحل میں ہیں۔ ان کی تعداد 3 ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	ایڈیشنل ایس پی بہاول پور	1
2	ایڈیشنل ایس پی سرگودھا	1
3	ایڈیشنل ایس پی ساہیوال	1
		3
4	کیڈر کی وہ آسامی جس پر فوج کے ریٹائرڈ میجر تعینات ہیں	1
		4

سینیئر کیڈر کی کل 112 آسامیوں سے درج بالا چار آسامیاں نکالنے کے بعد بقایا 108 آسامیوں میں مختلف گروپوں کا حصہ یہ ہے۔

1	پی ایس پی افسران کا 60 فیصد حصہ	64ء8
2	صوبائی افسران کا 40 فیصد حصہ	43ء2
		108

پی ایس پی افسران 31 جنوری 1987ء تک 68 آسامیوں پر تعینات تھے جب کہ حصہ کے مطابق ان کی آسامیاں 64ء8 بنتی تھیں۔ تاہم زائد تین میں سے دو افسران تبدیل ہو کر ایس اینڈ جی اے ڈی میں رپورٹ کر چکے ہیں اور بقایا ایک زائد افسر کے تبادلے کے احکام جلد متوقع ہیں۔

صوبائی پولیس افسران درج ذیل آسامیوں پر تعینات ہیں

1	ڈی آئی جی	4
2	ڈی آئی جی کے عہدہ کے وہ افسران جو دوسرے محکموں میں تعینات ہیں	4
3	ایس پی	25
		33

4 وہ صوبائی افسران جن کی بطور ایس پی ترقی کے کیس منظوری کے مراحل میں ہیں۔ 8

مختلف گروپوں کے افسران کی بطور ایس پی تعیناتی کی فہرست لف ہے۔

(ج) پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کا حصہ 60 فی صد ہے نان کیڈر کی 18 آسامیاں دراصل کیڈر کا ہی ایک حصہ ہیں ان آسامیوں پر صوبائی اور پی ایس پی افسران اپنے مخصوص کوٹہ کے مطابق تعینات کئے جاتے ہیں۔

فہرست پی ایس پی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب صباح الدین جامی	آئی جی پنجاب لاہور
2	جناب نثار احمد چیمہ	ایڈیشنل آئی جی پنجاب لاہور
3	جناب سردار محمد چوہدری	ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
4	جناب اسد جہانگیر خان	ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز پنجاب لاہور
5	جناب جہانگیر مرزا	ڈی آئی جی لاہور رینج
6	جناب شاہد حسن	ڈی آئی جی راولپنڈی رینج
7	جناب عبدالرزاق	ڈی آئی جی سرگودھا رینج
8	جناب میجر محمد عارف چودھری	ڈی آئی جی فیصل آباد رینج
9	جناب میجر ضیاء الحق	ڈی آئی جی ملتان رینج
10	جناب میجر مختار الملک	ڈی آئی جی ڈی جی خان رینج
11	جناب اختر حیات	ڈی آئی جی بہاولپور رینج
12	جناب میجر مشتاق احمد	ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب لاہور

13	جناب میجر میاں ظہیر احمد	ڈی آئی جی ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
14	جناب سعادت اللہ	ڈی آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
15	جناب خالد لطیف	کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری
16	جناب میجر محمد اکرم	کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
17	جناب افتخار احمد	اے آئی جی اسٹیبلشمنٹ پنجاب لاہور
18	جناب صلاح الدین احمد خاں نیازی	اے آئی جی ایڈمنسٹریشن پنجاب لاہور
19	جناب احمد نعیم	اے آئی جی ٹریننگ پنجاب لاہور
20	جناب عرفان محمود	اے آئی جی فنانس پنجاب لاہور
21	جناب طارق سلیم	ایس جی پی ایس او ٹو آئی جی
22	جناب اظہر حسن ندیم	ای پی زیر تربیت پوسٹ گریجوئیٹ کورس یو کے
23	جناب عارف اکرام	ایس پی جھنگ
24	جناب میجر آغا محبوب علی خاں	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
25	جناب محمد اعجاز اکرم	ایس پی گوجرانوالہ
26	جناب محمد اقبال خاں	ایس پی سیالکوٹ
27	جناب محمد اقبال	ایس پی گجرات
28	جناب خالد فاروق	ایس پی فیصل آباد
29	جناب سرفراز حسین	ایڈیشنل ایس پی فیصل آباد
30	جناب محمد پرویز راٹھور	ایس پی ایڈمنسٹریشن لاہور
31	جناب محمد اشرف سارا ٹھ	ایس پی سرگودھا
32	جناب محمد علی	ایس پی سپیشل برانچ راولپنڈی
33	جناب مقبول احمد	ایس ایس جی لاہور
34	جناب وسیم کوثر	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ

35	جناب محمد وسیم	ایس پی وہاڑی
36	جناب محمد حبیب الرحمان	ایس پی ساہیوال
37	جناب الطاف مجید	ایس پی خانیوال
38	جناب طلعت محمود	ایس پی ملتان
39	جناب اختر علی جانوری	ایس پی راجن پور
40	جناب محمد افتخار الدین	ایس پی مظفر گڑھ
41	جناب محمد یعقوب	ایس ایس پی راولپنڈی
42	جناب ہمایوں رضا شفیع	ایڈیشنل ایس پی راولپنڈی
43	جناب عابد سعید	ایس پی اٹک
44	جناب شمس الحسن	ایس پی چکوال
45	جناب فیاض احمد میر	ایس پی بہاولپور
46	جناب انعام الرحمان سحری	ایس پی رحیم یار خاں
47	جناب تنویر احمد	ایس پی بہاولنگر
48	جناب تنویر حمید	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
49	جناب حمید اسلم ملک	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
50	جناب اسرار احمد	ایس پی پی ایس ٹو ٹو چیف منسٹر
51	جناب عبدالغفار	ایس پی بھکر
52	جناب اعجاز حسن ملک	سابقہ ایس پی ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد (ابھی رپورٹ نہیں کی)
53	جناب عبدالمجید	ایس پی میانوالی
54	جناب مرزا محمد یسین	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری فاروق آباد
55	جناب کیپٹن ضیاؤالدین لغاری	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور

56	جناب عبدالقدیر بھٹی	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
57	جناب مبارک علی اطہر	ایس پی انو سٹیگیشن فیصل اباد
58	جناب ظفر عباس	ایس پی اوکاڑہ
59	جناب شوکت حیات	ایس پی کرائم لاہور
60	جناب محمد الطاف قمر	ایس پی ٹریفک لاہور
61	جناب اختر حسین میمن	ایس پی ڈی جی خان
62	جناب قطب عباس	ایس پی ہیڈ کوارٹرز لاہور
63	جناب سمیع الرحمان	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
64	جناب میجر لئیق احمد	ایس پی اور ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
65	جناب شوکت جاوید	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
66	جناب طاہر انور پان	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
67	جناب راہو خاں بروہی	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
68	جناب مظہر عنایت	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ لاہور

فہرست صوبائی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب محمد امین	ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج
2	جناب نثار احمد چودھری	ڈی آئی جی کرائم برانچ پنجاب لاہور
3	جناب منیر احمد ڈار	اے آئی جی کلودنگ پنجاب لاہور
4	جناب محمد عظیم درانی	ایس پی موٹر ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
5	جناب سلطان محمود	ایس پی سپیشل برانچ فیصل اباد
6	جناب احمد نواز خاں نیازی	ایس پی قصور
7	جناب بشیر احمد	ایس پی شیخوپورہ

8	جناب نثار خاں	ایس پی سیکورٹی پرائم منسٹر سیکرٹریٹ راولپنڈی
9	جناب فضل محمود	ایس پی ٹیلی کمیونیکیشن پنجاب لاہور
10	جناب منظور الحق چوہان	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ (رخصت ریٹائرمنٹ پر ہیں)
11	جناب رضا احمد خاں	ایس پی کینٹ لاہور
12	جناب عبدالوسع	ایس پی سٹی لاہور
13	جناب خلیل الرحمان خان	ایس پی خوشاب
14	جناب محمد اشرف ملک	ایس پی ٹیکنیکل سروسز پنجاب لاہور
15	جناب اللہ بخش	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
16	جناب خالد مسعود	ایس پی جائنٹ ٹاسکس فورس لاہور
17	جناب علی اصغر	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
18	جناب محمد شفیع	ایس پی لیہ
19	جناب سلیم بختیار	ایڈیشنل ایس پی ملتان
20	جناب چودھری خلیل حسن	ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ
21	جناب اللہ بخش	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن
22	جناب ذکاء الدین	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اینڈ اے ڈی لاہور
23	جناب محمد شریف بٹ	ایس پی پریزڈنسی راولپنڈی (دوبارہ ملازمت پر لئے گئے ہیں)
24	جناب راجہ محمد سرفراز احمد	ایس پی سپیشل برانچ ملتان (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے)
25	جناب غلام رسول قریشی	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت لئے گئے ہیں)
26	جناب نعمت اللہ	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
27	جناب جی معین الدین	ایس پی جو تا حال معطل ہیں۔

28	جناب ایل آر نیبلیٹ	ڈی آئی جی صوبائی کنٹرول روم میں ڈائریکٹر ہیں
29	جناب محمد صدیق ملک	ڈی آئی جی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ہیں)

صوبائی افسران جو ترقی پا کر دوسرے محکموں میں تعینات ہیں

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
30	جناب محمود حسین انصاری	ڈی آئی جی ڈائریکٹر پی این سی بی
31	جناب افتخار احمد خان	ڈی آئی جی ڈائریکٹر ایف آئی اے
32	جناب عبدالرؤف خان	ڈی آئی جی او ایس ڈی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن
33	جناب چودھری اعجاز حسین	ڈی آئی جی ڈپٹی ڈائریکٹر آئی جی لاہور
34	جناب آغا فراست علی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے
35	جناب محمد باقر علی شاہ	ایس پی اے آئی جی کرائم پاکستان ریلوے پولیس لاہور
36	جناب آغا ذوالفقار علی	ایس پی او ایس ڈی پریزڈنسی راولپنڈی
37	جناب سردار غلام مہدی	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
38	جناب محمد سلیم	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
39	جناب ریاض حسین ملک	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
40	جناب منظور الٰہی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ۔

سینیئر کیڈر کی آسامیوں پر پی ایس پی افسران کی تعیناتی کا تناسب

☆2754۔ جناب اکرام اللہ رانجھا۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل کتنی آسامیاں ہیں یعنی ایس پی اور اس سے بالاتر عہدہ کی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے نوٹیفکیشن جاری شدہ اکتوبر 1985ء کے مطابق سینیئر کیڈر آسامیوں کی تقسیم بحساب 60 فی صد برائے پی ایس پی افسران اور 40 فیصد پی ایس پی افسران اور 40 فیصد برائے پراونشل پولیس افسران ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو 31 جنوری 1987 کو ہر گروپ کے کتنے افسران بطور ایس پی تعینات تھے۔ ان کے نام اور ان کی جائے تعیناتی کیا تھی نیز کس اتھارٹی کے تحت 18 نان کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران تعینات کئے گئے ہیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل تعداد 112 ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

I	1	آئی جی پنجاب	1
	2	ایڈیشنل آئی جی	2
	3	ڈی آئی جی	14
	4	اے آئی جی	5
	5	ایس پی	58
		کل کیڈر پوسٹ	80
II		نان کیڈر آسامیاں	18
III		ڈیپوٹیشن کی آسامیاں	
	1	ڈی آئی جی	4
	2	ایس پی	7
			11

IV اینٹی کرپشن کی ایکس کیڈر پوسٹ 3

میزان کل 112

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) فہرست معہ مطلوبہ کوائف لف ہے۔ پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کا حصہ 60 فیصد ہے نان کیڈر کی 18 آسامیاں دراصل کیڈر کا ہی ایک حصہ ہیں۔ ان آسامیوں پر صوبائی اور پی ایس پی افسران اپنے مخصوص کوٹہ کے مطابق تعینات کئے جاتے ہیں۔

فہرست پی ایس پی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب صباح الدین جامی	آئی جی پنجاب لاہور
2	جناب نثار احمد چیمہ	ایڈیشنل آئی جی پنجاب لاہور
3	جناب سردار محمد چوہدری	ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
4	جناب اسد جہانگیر خان	ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز پنجاب لاہور
5	جناب جہانگر مرزا	ڈی آئی جی لاہور رینج
6	جناب شاہد حسن	ڈی آئی جی راولپنڈی رینج
7	جناب عبدالرزاق	ڈی آئی جی سرگودھا رینج
8	جناب میجر محمد عارف چودھری	ڈی آئی جی فیصل آباد رینج
9	جناب میجر ضیاء الحق	ڈی آئی جی ملتان رینج
10	جناب میجر مختار الملک	ڈی آئی جی ڈی جی خان رینج
11	جناب اختر حیات	ڈی آئی جی بہاولپور رینج
12	جناب میجر مشتاق احمد	ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب لاہور

13	جناب میجر میاں ظہیر احمد	ڈی آئی جی ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
14	جناب سعادت اللہ	ڈی آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
15	جناب خالد لطیف	کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری
16	جناب میجر محمد اکرم	کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
17	جناب افتخار احمد	اے آئی جی اسٹیبلشمنٹ پنجاب لاہور
18	جناب صلاح الدین احمد خاں نیازی	اے آئی جی ایڈمنسٹریشن پنجاب لاہور
19	جناب احمد نعیم	اے آئی جی ٹریننگ پنجاب لاہور
20	جناب عرفان محمود	اے آئی جی فنانس پنجاب لاہور
21	جناب طارق سلیم	ایس جی پی ایس او ٹو آئی جی
22	جناب اظہر حسن ندیم	ای پی زیر تربیت پوسٹ گریجوئیٹ کورس یو کے
23	جناب عارف اکرام	ایس پی جھنگ
24	جناب میجر آغا محبوب علی خاں	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
25	جناب محمد اعجاز اکرم	ایس پی گوجرانوالہ
26	جناب محمد اقبال خاں	ایس پی سیالکوٹ
27	جناب محمد اقبال	ایس پی گجرات
28	جناب خالد فاروق	ایس پی فیصل آباد
29	جناب سرفراز حسین	ایڈیشنل ایس پی فیصل آباد
30	جناب محمد پرویز راٹھور	ایس پی ایڈمنسٹریشن لاہور
31	جناب محمد اشرف سارا ٹھہ	ایس پی سرگودھا
32	جناب محمد علی	ایس پی سپیشل برانچ راولپنڈی
33	جناب مقبول احمد	ایس ایس جی لاہور
34	جناب وسیم کوثر	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ

35	جناب محمد وسیم	ایس پی وہاڑی
36	جناب محمد حبیب الرحمان	ایس پی ساہیوال
37	جناب الطاف مجید	ایس پی خانیوال
38	جناب طلعت محمود	ایس پی ملتان
39	جناب اختر علی جانوری	ایس پی راجن پور
40	جناب محمد افتخار الدین	ایس پی مظفر گڑھ
41	جناب محمد یعقوب	ایس ایس پی راولپنڈی
42	جناب ہمایوں رضا شفیع	ایڈیشنل ایس پی راولپنڈی
43	جناب عابد سعید	ایس پی اٹک
44	جناب شمس الحسن	ایس پی چکوال
45	جناب فیاض احمد میر	ایس پی بہاولپور
46	جناب انعام الرحمان سحری	ایس پی رحیم یار خاں
47	جناب تنویر احمد	ایس پی بہاولنگر
48	جناب تنویر حمید	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
49	جناب حمید اسلم ملک	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
50	جناب اسرار احمد	ایس پی پی ایس او ٹو چیف منسٹر
51	جناب عبدالغفار	ایس پی بھکر
52	جناب اعجاز حسن ملک	سابقہ ایس پی ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد (ابھی رپورٹ نہیں کی)
53	جناب عبدالمجید	ایس پی میانوالی
54	جناب مرزا محمد حسین	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری فاروق آباد
55	جناب کیپٹن ضیاؤالدین لغاری	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور

56	جناب عبدالقدیر بھٹی	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
57	جناب مبارک علی اطہر	ایس پی انو سٹیگیشن فیصل اباد
58	جناب ظفر عباس	ایس پی اوکاڑہ
59	جناب شوکت حیات	ایس پی کرائم لاہور
60	جناب محمد الطاف قمر	ایس پی ٹریفک لاہور
61	جناب اختر حسین میمن	ایس پی ڈی جی خان
62	جناب قطب عباس	ایس پی ہیڈ کوارٹرز لاہور
63	جناب سمیع الرحمان	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
64	جناب میجر لئیق احمد	ایس پی اور ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
65	جناب شوکت جاوید	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
66	جناب طاہر انور پان	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
67	جناب راہو خاں بروہی	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
68	جناب مظہر عنایت	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ لاہور

فہرست صوبائی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب محمد امین	ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج
2	جناب نثار احمد چودھری	ڈی آئی جی کرائم برانچ پنجاب لاہور
3	جناب منیر احمد ڈار	اے آئی جی کلودنگ پنجاب لاہور
4	جناب محمد عظیم درانی	ایس پی موٹر ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
5	جناب سلطان محمود	ایس پی سپیشل برانچ فیصل اباد
6	جناب احمد نواز خاں نیازی	ایس پی قصور
7	جناب بشیر احمد	ایس پی شیخوپورہ

8	جناب نثار خاں	ایس پی سیکورٹی پرائم منسٹر سیکرٹریٹ راولپنڈی
9	بناب فضل محمود	ایس پی ٹیلی کمیونیکیشن پنجاب لاہور
10	جناب منظور الحق چوہان	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ (رخصت ریٹائرمنٹ پر ہیں)
11	جناب رضا احمد خاں	ایس پی کینٹ لاہور
12	جناب عبدالوسع	ایس پی سٹی لاہور
13	جناب خلیل الرحمان خان	ایس پی خوشاب
14	جناب محمد اشرف ملک	ایس پی ٹیکنیکل سروسز پنجاب لاہور
15	جناب اللہ بخش	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
16	جناب خالد مسعود	ایس پی جائنٹ ٹاسکس فورس لاہور
17	جناب علی اصغر	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
18	جناب محمد شفیع	ایس پی لیہ
19	جناب سلیم بختیار	ایڈیشنل ایس پی ملتان
20	جناب چودھری خلیل حسن	ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ
21	جناب اللہ بخش	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن
22	جناب ذکاء الدین	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اینڈ اے ڈی لاہور
23	جناب محمد شریف بٹ	ایس پی پریزڈنسی راولپنڈی (دوبارہ ملازمت پر لئے گئے ہیں)
24	جناب راجہ محمد سرفراز احمد	ایس پی سپیشل برانچ ملتان (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے)
25	جناب غلام رسول قریشی	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت لئے گئے ہیں)
26	جناب نعمت اللہ	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
27	جناب جی معین الدین	ایس پی جو تا حال معطل ہیں۔

28	جناب ایل آر لیبلیٹ	ڈی آئی جی صوبائی کنٹرول روم میں ڈائریکٹر ہیں
29	جناب محمد صدیق ملک	ڈی آئی جی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ہیں)

صوبائی افسران جو ترقی پا کر دوسرے محکموں میں تعینات ہیں

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
30	جناب محمود حسین انصاری	ڈی آئی جی ڈائریکٹر پی این سی بی
31	جناب افتخار احمد خان	ڈی آئی جی ڈائریکٹر ایف آئی اے
32	جناب عبدالرؤف خان	ڈی آئی جی او ایس ڈی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن
33	جناب چودھری اعجاز حسین	ڈی آئی جی ڈپٹی ڈائریکٹر آئی جی لاہور
34	جناب آغا فراست علی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے
35	جناب محمد باقر علی شاہ	ایس پی اے آئی جی کرائم پاکستان ریلوے پولیس لاہور
36	جناب آغا ذوالفقار علی	ایس پی او ایس ڈی پریزڈنسی راولپنڈی
37	جناب سردار غلام مہدی	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
38	جناب محمد سلیم	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
39	جناب ریاض حسین ملک	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
40	جناب منظور الٰہی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ۔

سینئیر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کی تعیناتی کا تناسب

☆2756۔ جناب محمد رفیق کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب پولیس میں سینئیر کیڈر کی کل کتنی آسامیاں ہیں یعنی ایس پی اور اس سے

بالاتر عہدہ

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے نوٹیفیکیشن جاری شدہ اکتوبر 1985ء کے مطابق سینیئر کیڈر آسامیوں کی تقسیم بحساب 60 فیصد برائے پی ایس پی افسران اور 40 فیصد برائے پراونشل پولیس افسران ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو 31 جنوری 1986ء کو ہر گروپ کے کتنے افسران بطور ایس پی تعینات تھے ان کے نام اور جائے تعیناتی بتائی جائے نیز کس اتھارٹی کے تحت 18 نان کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران تعینات کئے گئے ہیں؟

وزیر قانون۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) محکمہ پولیس میں سینیئر کیڈر کی کل تعداد 112 ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

I	1	آئی جی پنجاب	1
	2	ایڈیشنل آئی جی	2
	3	ڈی آئی جی	14
	4	اے آئی جی	5
	5	ایس پی	58
		کل کیڈر پوسٹ	80
II		نان کیڈر آسامیاں	18
III		ڈیپوٹیشن کی آسامیاں	
	1	ڈی آئی جی	4
	2	ایس پی	7
			11
IV		اینٹی کرپشن کی ایکس کیڈر پوسٹ	3

میزان کل 112

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) مطلوبہ کوائف لف ہیں

پنجاب پولیس میں سینیئر کیڈر آسامیوں پر پی ایس پی افسران کا حصہ 60 فی صد ہے نان کیڈر کی 18 آسامیاں دراصل کیڈر کا ہی ایک حصہ ہیں ان آسامیوں پر صوبائی اور پی ایس پی افسران اپنے مخصوص کوٹہ کے مطابق تعینات کئے جاتے ہیں۔

فہرست پی ایس پی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب صباح الدین جامی	آئی جی پنجاب لاہور
2	جناب نثار احمد چیمہ	ایڈیشنل آئی جی پنجاب لاہور
3	جناب سردار محمد چوہدری	ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
4	جناب اسد جہانگیر خان	ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹرز پنجاب لاہور
5	جناب جہانگیر مرزا	ڈی آئی جی لاہور رینج
6	جناب شاہد حسن	ڈی آئی جی راولپنڈی رینج
7	جناب عبدالرزاق	ڈی آئی جی سرگودھا رینج
8	جناب میجر محمد عارف چودھری	ڈی آئی جی فیصل آباد رینج
9	جناب میجر ضیاء الحق	ڈی آئی جی ملتان رینج
10	جناب میجر مختار الملک	ڈی آئی جی ڈی جی خان رینج
11	جناب اختر حیات	ڈی آئی جی بہاولپور رینج
12	جناب میجر مشتاق احمد	ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب لاہور
13	جناب میجر میاں ظہیر احمد	ڈی آئی جی ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ

		ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
14	جناب سعادت اللہ	ڈی آئی جی سپیشل برانچ پنجاب لاہور
15	جناب خالد لطیف	کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری
16	جناب میجر محمد اکرم	کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
17	جناب افتخار احمد	اے آئی جی اسٹیبلشمنٹ پنجاب لاہور
18	جناب صلاح الدین احمد خاں نیازی	اے آئی جی ایڈمنسٹریشن پنجاب لاہور
19	جناب احمد نعیم	اے آئی جی ٹریننگ پنجاب لاہور
20	جناب عرفان محمود	اے آئی جی فنانس پنجاب لاہور
21	جناب طارق سلیم	ایس جی پی ایس او ٹو آئی جی
22	جناب اظہر حسن ندیم	ای پی زیر تربیت پوسٹ گریجوئیٹ کورس یو کے
23	جناب عارف اکرام	ایس پی جھنگ
24	جناب میجر آغا محبوب علی خاں	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
25	جناب محمد اعجاز اکرم	ایس پی گوجرانوالہ
26	جناب محمد اقبال خاں	ایس پی سیالکوٹ
27	جناب محمد اقبال	ایس پی گجرات
28	جناب خالد فاروق	ایس پی فیصل آباد
29	جناب سرفراز حسین	ایڈیشنل ایس پی فیصل آباد
30	جناب محمد پرویز راٹھور	ایس پی ایڈمنسٹریشن لاہور
31	جناب محمد اشرف سارائھ	ایس پی سرگودھا
32	جناب محمد علی	ایس پی سپیشل برانچ راولپنڈی
33	جناب مقبول احمد	ایس ایس جی لاہور
34	جناب وسیم کوثر	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ
35	جناب محمد وسیم	ایس پی وہاڑی

36	جناب محمد حبیب الرحمان	ایس پی ساہیوال
37	جناب الطاف مجید	ایس پی خانیوال
38	جناب طلعت محمود	ایس پی ملتان
39	جناب اختر علی جانوری	ایس پی راجن پور
40	جناب محمد افتخار الدین	ایس پی مظفر گڑھ
41	جناب محمد یعقوب	ایس ایس پی راولپنڈی
42	جناب ہمایوں رضا شفیع	ایڈیشنل ایس پی راولپنڈی
43	جناب عابد سعید	ایس پی اٹک
44	جناب شمس الحسن	ایس پی چکوال
45	جناب فیاض احمد میر	ایس پی بہاولپور
46	جناب انعام الرحمان سحری	ایس پی رحیم یار خاں
47	جناب تنویر احمد	ایس پی بہاولنگر
48	جناب تنویر حمید	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
49	جناب حمید اسلم ملک	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
50	جناب اسرار احمد	ایس پی پی ایس او ٹو چیف منسٹر
51	جناب عبدالغفار	ایس پی بھکر
52	جناب اعجاز حسن ملک	سابقہ ایس پی ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد (ابھی رپورٹ نہیں کی)
53	جناب عبدالمجید	ایس پی میانوالی
54	جناب مرزا محمد حسین	ایس پی ڈپٹی کمانڈنٹ پنجاب کنسٹیبلری فاروق آباد
55	جناب کیپٹن ضیاؤالدین بخاری	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
56	جناب عبدالقدیر بھٹی	ایس پی سپیشل برانچ لاہور

57	جناب مبارک علی اطہر	ایس پی انو سٹیگیشن فیصل اباد
58	جناب ظفر عباس	ایس پی اوکاڑہ
59	جناب شوکت حیات	ایس پی کرائم لاہور
60	جناب محمد الطاف قمر	ایس پی ٹریفک لاہور
61	جناب اختر حسین میمن	ایس پی ڈی جی خان
62	جناب قطب عباس	ایس پی ہیڈ کوارٹرز لاہور
63	جناب سمیع الرحمان	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
64	جناب میجر لئیق احمد	ایس پی اور ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
65	جناب شوکت جاوید	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اے اینڈ آئی ڈی لاہور
66	جناب طاہر انور پان	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
67	جناب راہو خاں بروہی	ایس پی او ایس ڈی اینڈ آئی ڈی لاہور
68	جناب مظہر عنایت	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ لاہور

فہرست صوبائی افسران

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
1	جناب محمد امین	ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج
2	جناب نثار احمد چودھری	ڈی آئی جی کرائم برانچ پنجاب لاہور
3	جناب منیر احمد ڈار	اے آئی جی کلودنگ پنجاب لاہور
4	جناب محمد عظیم درانی	ایس پی موٹر ٹرانسپورٹ پنجاب لاہور
5	جناب سلطان محمود	ایس پی سپیشل برانچ فیصل اباد
6	جناب احمد نواز خاں نیازی	ایس پی قصور
7	جناب بشیر احمد	ایس پی شیخوپورہ
8	جناب نثار خاں	ایس پی سیکورٹی پرائم منسٹر سیکرٹریٹ راولپنڈی

9	جناب فضل محمود	ایس پی ٹیلی کمیونیکیشن پنجاب لاہور
10	جناب منظور الحق چوہان	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ (رخصت ریٹائرمنٹ پر ہیں)
11	جناب رضا احمد خاں	ایس پی کینٹ لاہور
12	جناب عبدالوسع	ایس پی سٹی لاہور
13	جناب خلیل الرحمان خان	ایس پی خوشاب
14	جناب محمد اشرف ملک	ایس پی ٹیکنیکل سروسز پنجاب لاہور
15	جناب اللہ بخش	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
16	جناب خالد مسعود	ایس پی جائنٹ ٹاسکس فورس لاہور
17	جناب علی اصغر	ایس پی سپیشل برانچ لاہور
18	جناب محمد شفیع	ایس پی لیہ
19	جناب سلیم بختیار	ایڈیشنل ایس پی ملتان
20	جناب چودھری خلیل حسن	ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ
21	جناب اللہ بخش	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن
22	جناب ذکاء الدین	ایس پی او ایس ڈی ایس جی اینڈ اے ڈی لاہور
23	جناب محمد شریف بٹ	ایس پی پریزڈنسی راولپنڈی (دوبارہ ملازمت پر لئے گئے ہیں)
24	جناب راجہ محمد سرفراز احمد	ایس پی سپیشل برانچ ملتان (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے)
25	جناب غلام رسول قریشی	ایس پی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت لئے گئے ہیں)
26	جناب نعمت اللہ	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر صوبائی کنٹرول روم لاہور
27	جناب جی معین الدین	ایس پی جو تا حال معطل ہیں۔
28	جناب ایل آر نیبلیٹ	ڈی آئی جی صوبائی کنٹرول روم میں ڈائریکٹر ہیں

29	جناب محمد صدیق ملک	ڈی آئی جی او ایس ڈی ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سی پی او لاہور (دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ہیں)

صوبائی افسران جو ترقی پا کر دوسرے محکموں میں تعینات ہیں

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ اور جائے تعیناتی
30	جناب محمود حسین انصاری	ڈی آئی جی ڈائریکٹر پی این سی بی
31	جناب افتخار احمد خان	ڈی آئی جی ڈائریکٹر ایف آئی اے
32	جناب عبدالرؤف خان	ڈی آئی جی او ایس ڈی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن
33	جناب چودھری اعجاز حسین	ڈی آئی جی ڈپٹی ڈائریکٹر آئی جی لاہور
34	جناب آغا فراست علی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے
35	جناب محمد باقر علی شاہ	ایس پی اے آئی جی کرائم پاکستان ریلوے پولیس لاہور
36	جناب آغا ذوالفقار علی	ایس پی او ایس ڈی پریزڈنسی راولپنڈی
37	جناب سردار غلام مہدی	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
38	جناب محمد سلیم	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
39	جناب ریاض حسین ملک	ایس پی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آئی جی
40	جناب منظور الٰہی	ایس پی ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو اسمبلی ممبران کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ کیا وہ اس بات کا متقاضی نہیں ہوتا ممبر پوری طرح جو نفس مضمون وہ پوچھنا چاہتا ہے ایک سوال کے جواب میں اس کو پوری طرح چھان بین کر لی جائے سوال دینے کا مقصد یہی ہوتا ہے۔ اب حکومت ایک جواب فراہم کرتی ہے۔ اور اس جواب کے حوالے سے اس سوال کی پوری طرح چھان بین مکمل طور پر ہو سکے اور وہ مسئلہ جس کے بارہ میں سوال کیا جاتا ہے وہ تشنہ نہ رہے۔ کیا اس کی اصل روح یہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھئے۔ بلاشبہ اس کی روح یہی ہے لیکن اس میں یہ بھی ہے وقفہ سوالات کا ایک گھنٹہ ہے اس میں صرف ایک ہی سوال نہیں ہے جوابات دئے جائیں اور اس پر ضمنی سوالات کے جوابات دئے جائیں تو یہ اسمبلی کی بہتر کارروائی نہیں ہو گی۔ اسمبلی کی کارکردگی سوالات کے ضمن میں وہ اس انداز سے دیکھی جاتی ہے کتنے سوالات پیش کئے گئے ہیں کتنے سوالوں کے جوابات دئے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے ہم کوشش کرتے ہیں کہ کسی سوال کا جواب تشنہ بھی نہ رہے لیکن زیادہ سے زیادہ سوالات پوچھے جائیں زیادہ سے زیادہ ضمنی سوالات پوچھے جائیں۔ اور ان کے جوابات بھی آنے چاہئیں۔ اب ہم تحاریک استحقاقات لیتے ہیں...

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میں وزیر قانون سے ایک وضاحت چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر۔ درخواست ہائے رخصت پیش ہونے دیں اس کے بعد کر لیجئے۔

سیکرٹری اسمبلی۔ رخصت کی درخواستیں پیش کی جائینگی۔ پہلی دو درخواستیں پچھلے سیشن سے متعلق ہیں

1۔ مسز راج حمید گل کی
2۔ مسٹر رفیق حیدر لغاری

اراکین اسمبلی کی رخصت

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست رفیق حیدر خان لغاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

رفیق حیدر خان لغاری

گذارش ہے کہ میں نے گذشتہ اجلاس 87-6-9 تا 87-7-2 رخصت کے لئے ٹیلیگرام دی تھی جو کہ غالباً آپ کو وصول نہ ہوئی ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا تاریخوں کی رخصت کی منظوری دی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسز راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مسز راج حمید گل صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں 87-6-21 تا 87-7-2 بامر مجبوری اجلاس میں شرکت نہ کر سکی تھی۔ براہ کرم ایوان سے ان ایام کی رخصت منظوری فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد گلفام اشرف

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد گلفام اشرف صاحب رکن صوبائی

اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
میں بوجہ علالت مورخہ 87-10-11 کو اسمبلی کا اجلاس Attend نہیں کر سکا تھا برائے مہربانی رخصت منظور فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد یوسف ملک

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یوسف ملک صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ بندہ مورخہ 10'11 اکتوبر دو دن گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا مہربانی فرما کر دو دن کی چھٹی منظور فرمائی جائے ممنون ہوں گا۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب ریاض محمود خان مزاری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب ریاض محمود خان مزاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I was ill from fever for four days. So I could not attend the Assembly Session on 1st 7th 10th and 11th October 1987, should be granted leave.

Thanking you.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد سیلم

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد سیلم صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ میں مورخہ 87-10-8 کو بخار کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا لہٰذا مورخہ 87-10-8 کے لئے میری درخواست منظور فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

خان ذوالفقار علی خان سیال

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست خان ذوالفقار علی خان سیال صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ مجھے چہلم کے سلسلہ میں اپنے آبائی گاؤں واپس جانا ہے لہٰذا مجھے تین یوم منگل بدھ جمعرات کی رخصت عطا فرمائی جائے فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک سکندر حیات بوسن

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک سکندر حیات بوسن صاحب رکن صوبائی

اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ میں ملتان میں ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مورخہ 87-10-1 ' 87-10-10اور 87-10-11 رخصت عنایت فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
میں بوجہ ذاتی مصروفیات مورخہ 87-10-1' 87-10-7' 87-10-8' 87-10-11 کو اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا اس لئے ازراہ کرم مذکورہ بالا ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

حاجی جند وڈا خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی جند وڈا خان بلوچ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع یکم اکتوبر 1987ء کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔
از راہ کرم رخصت منظور فرمائی جاوے۔ شکریہ

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے
السلام علیکم۔ بندہ 10 اور 11 اکتوبر کو اسمبلی کے اجلاسوں میں حاضر نہیں ہو سکا رخصت منظور کر دی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسز راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مسز راج حمید گل صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ میں مورخہ 87-10-5 کو بوجہ ناسازی طبع اجلاس میں شرکت نہ کر سکی۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب بشیر احمد انصاری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب بشیر احمد انصاری صاحب رکن صوبائی

اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
ملتمس ہوں کہ میں خراب طبیعت ہونے کی وجہ سے مورخہ 87-10-5 کو اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ لہٰذا مورخہ 87-10-5 کے لئے رخصت منظور فرمائی جاوے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

صاحب زادہ مظہر الحسن عرف چن پیر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست صاحب زادہ مظہر الحسن عرف چن پیر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ بندہ کو ایک ضروری کام کے سلسلہ میں گھر جانا پڑا ہے لہٰذا مہربانی فرما کر 87-10-11 تا 87-10-12 کی رخصت منظور فرمائی جائے نہایت ہی مہربانی ہو گی۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب اعجاز احمد چیمہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب اعجاز احمد چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ مورخہ 10 اکتوبر 1987ء طبیعت سخت خراب تھی۔ جس کی وجہ سے اجلاس میں شامل نہ ہو سکا رخصت منظور فرمائی جاوے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ذیلدار احمد یار وارن

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ذیلدار احمد یار وارن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ ضروری کام مورخہ 87-10-8 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا برائے مہربانی 87-10-8 کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار حسن اختر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار حسن اختر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ علالت مورخہ 87-10-5 اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا لہٰذا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عمر علی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں عمر علی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میری طبیعت ناساز ہے۔ ڈاکٹر نے آرام کرنے کے لئے کہا ہے۔ مہربانی کر کے 10 تا 15 اکتوبر 1987ء تک رخصت عطا فرمائی جاوے۔ نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

غلام محمد نور ربانی کھر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست غلام محمد نور ربانی کھر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں بوجہ علالت یکم اکتوبر 1987ء کو اجلاس میں شریک نہ ہوا تھا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید اختر حسین رضوی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سید اختر حسین رضوی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ ضروری کام 87-10-5 تا 87-10-6 دو یوم اجلاس attend نہ کر سکا مہربانی فرما کر ان دو یوم کی رخصت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عطا محمد قریشی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میں عطا محمد قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 87-10-10 تا 87-10-15 اجلاس میں شرکت نہ کر سکا طبیعت خراب ہے رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب غلام رسول خان

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام رسول خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے بندہ ذاتی کام کے لئے ملتان جانا ہے۔ لہٰذا بندہ بروز ہفتہ اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ ایک یوم بروز ہفتہ 87-10-10 چھٹی دی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری منور حسین منج

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری منور حسین منج صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ۔7-10-87 کو بوجہ بخار اسمبلی attend نہیں کر سکا لہٰذا ایک دن کی رخصت عنایت فرمائیں۔ نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد عظیم شاہ بخاری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سید محمد عظیم شاہ بخاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ میری بیوی سخت بیمار ہو چکی ہے مجھے ان کے علاج معالجہ و تیمار داری کی خاطر اپنے گھر جانا پڑ گیا ہے۔ براہ مہربانی اس دوران اجلاس میں مجھے از 9-10-87 تا 13-10-87 تک پانچ یوم کی رخصت اتفاقیہ کی ہاؤس اسمبلی سے منظور کرائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید احمد محمود

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سید احمد محمود صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have been busy in the preparation for the 1st Urs of my grand father, father and uncle in my village and have not been able to attend the session. I request that I may kindly be

sanctioned leave from the 1st to the 11th October 1987 and then from the 14th to the end of the session for the same reason.

Thanking you.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری پرویز الٰہی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری پرویز الٰہی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is to inform you that I am proceeding abroad in connection with my private affairs with effect from 11th October, 1987 to 18th October 1987. Kindly grant leave for the above period and oblige.

Thanking you.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب رفیق حیدر لغاری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب رفیق حیدر لغاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں کچھ ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے 12 اکتوبر 1987ء سے آگے جتنے دن بھی اجلاس جاری رہے گا Attend نہ کر پاؤں گا برائے مہربانی بقایا یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد رشید

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رشید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مود بانہ گذارش ہے کہ میں بوجہ بخار اجلاس میں مورخہ 10 اکتوبر تا 11 اکتوبر 1987ء حاضر نہیں ہو سکا لہٰذا درخواست ہے۔ کہ مجھے دو یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب منور حسین منج

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب منور حسین منج صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ مورخہ 87-10-11 کو بوجہ بخار اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا لہٰذا استدعا ہے کہ بندہ کو ایک یوم کی رخصت عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد ضرغام خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد ضرغام خان خاکوانی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
میں بوجہ ذاتی مصروفیات میں 87-10-10 تا 87-10-11 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا اس لئے از رہ کرم دو یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! I seek your indulgence.
جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ! آپ کی طرف سے مجھے یہ لکھا ہوا موصول ہوا ہے۔ لیکن اس کے لئے آپ باقاعدہ لکھ کر move کریں۔
بیگم شاہین منور احمد۔ جناب والا! میں یہ گذارش کرتی ہوں کہ سیکشن 54 میں یہ لکھا ہے کہ

" provided that the Speaker may, if he is satisfied about the urgency of the matter, dispense with the requirement of notice and allow a question of privilege to be raised at any time during the course of sitting after the disposal of question."

جناب والا! مجھے اخبار لیٹ پہنچی ہے۔ اگر مجھے صبح جلدی پہنچ جاتی تو میں ایک گھنٹہ پہلے

آپ کے نوٹس میں ضرور لاتی۔ لیکن آپ یہ دیکھیں کہ یہ صرف میرا پریویلج موشن نہیں بنتا۔ یہ اس ہاؤس کی ہسٹری میں۔ پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کی ہسٹری میں پہلی دفعہ 16 خواتین یہاں منتخب ہو کر آئی ہیں۔ اور ایک اخبار جس کا نام "پاکستان ٹائمز" ہے وہ کہتا ہے National English daily with the largest circulation

وہ ایک ہیڈ لائن لگاتا ہے جو صفحہ 3 پر ہے۔ جو بہت ہی Prominent ہے آپ یہ دیکھئے اس میں وہ کہتا ہے " Lady Members lack decorum " تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس میں ہمارا بہت breach of privilege ہوا ہے اور یہ سٹینڈرڈ کے کسی اخبار کو اجازت نہیں ہونی چاہئے اس قسم کی کوئی بات اسمبلی میں نہیں ہوئی ہے نہ انہوں نے یہ کسی سے منسوب کیا ہے۔ یہ ایک رپورٹر نے یا اس اخبار کے ادارے نے جو ذمہ دار لوگ ہیں جن کی ہم respect کرتے ہیں نیشنل پریس ٹرسٹ کا یہ اخبار ہے اور وہ یہ خبر لگائے گا۔ تو اس نے ہمیں ایک label کر دیا کہ Lady Members lack decorum اس لئے میں آپ سے یہ چاہتی ہوں کہ سیکشن 54 کے تحت اس پر کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ تحریک استحقاق دینا چاہتی ہیں تو آج آپ دے دیں اور کل یہ آ جائے گی اور یہ in time ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی urgency کے لئے آپ کو اتنا اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے لئے قواعد معطل کئے جائیں تو ہر آدمی یہ کہے گا کہ اس کے لئے قواعد معطل کئے جائیں اور تحریک استحقاق میری آج ہی آنی چاہئے۔ آج اور کل میں کوئی خاص فرق نہیں ہے آپ آج دیجئے اور کل یہ آ جائے گی۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! آپ درست فرما رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے لیکن میرا یہ خیال ہے کہ اگر آپ ہاؤس سے پوچھ لیں تو میرے سب بھائی اتفاق کریں گے کہ اتنی خبر لگائے جائے جو یہ ہے Lady Members lack decorum میرا مطلب ہے کہ سب کو انہوں نے ایک label لگا دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کی بات سے میں اتفاق کرتا ہوں اور اس کی اہمیت سے بھی اتفاق ہے لیکن آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ تحریک استحقاق دیں اور انشاء اللہ کل اس کو take up کر

لیں گے۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب والا! کل آپ اس کی اجازت دیں گے؟

جناب سپیکر۔ انشاء اللہ آج آپ لکھ کر دے دیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب والا۔ کل چھٹی ہے۔

جناب سپیکر۔ کل چھٹی ہے تو پرسوں آ جائے۔

محترمہ بیگم شاہین منور احمد۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ پریولج موشن نمبر10 میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر۔ یہ ایجوکیشن منسٹر صاحب سے متعلقہ ہے؟

میاں محمد اسحاق۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب! یہ پریولج موشن ایجوکیشن منسٹر صاحب سے متعلقہ ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! وہ خود ہی اس کا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر۔ اس کو وہ خود کریں گے۔ اس کو پھر pending کر لیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ تحریک استحقاق نمبر12 سیدہ ساجدہ نیر عابدی صاحبہ۔

جناب سپیکر کی جانب سے قابل اعتراض الفاظ کو کارروائی سے حذف کرنے کی رولنگ کے باوجود قومی اخبارات میں اشاعت

محترمہ بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 10 اکتوبر 1987ء کو پنجاب اسمبلی کے سہ پہر کے اجلاس میں لوکل گورنمنٹ کی ترمیم پر حزب اختلاف کے ڈپٹی

لیڈر طاہر احمد شاہ صاحب نے اپنی تقریر کے دوران موضوع سے ہٹ کر چند فقرے میرے دور وزارت کے بارے میں استعمال کئے تھے۔ اس کے فوراً ہی بعد صدر نشین جناب چودھری محمد اقبال صاحب نے انہیں اپنے موضوع پر تقریر کرنے کی تنبیہہ کرتے ہوئے قابل اعتراض الفاظ اسمبلی کی کارروائی سے حذف کرنے کی رولنگ دی تھی۔ لیکن جناب والا! بعض قومی اخبارات نے سپیکر کی رولنگ کے باوجود اپنی 11۔ اکتوبر کی اشاعت میں اس تمام واقعہ کی مبالغہ آرائی کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جب کہ اسمبلی کی کارروائی سے حذف کئے جانے والے الفاظ کی اشاعت خلاف ضابطہ ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی فوری طور پر روک کر میری اس تحریک استحقاق کا فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ جی چودھری صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! یہ بات تو درست ہے کہ اگر کوئی الفاظ حذف کئے جائیں تو وہ رپورٹ نہیں ہو سکتے۔ حذف کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ جیسے وہ اسمبلی کی کارروائی میں آئے ہی نہیں۔ لیکن اکثر ہوتا واقعی یہی ہے کہ رولنگ کے باوجود الفاظ حذف کرنے کے باوجود ان کو اخبارات میں repeat کیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں بعض اوقات رپورٹنگ اتنی poor ہوتی ہے کہ الفاظ کسی کے ہوتے ہیں اور منسوب کسی سے کر دئے جاتے ہیں۔ لیکن اس کو ہم زیادہ نہیں لیتے کہ بھائی ٹھیک ہے۔ کہ ان سے کوئی سہوا بھی ہو سکتا ہے۔ رپورٹر سے سہوا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات تو بڑی واضح ہے کہ جو الفاظ حذف کئے جائیں یعنی جن الفاظ کو حزف کرنے کے لئے آپ رولنگ دیں وہ ایسے ہوتا ہے جیسے وہ کارروائی میں آئے ہی نہیں۔ اور ان کے متعلق اگر پبلک میں اخبارات نے رپورٹ کرنی ہے تو پھر ان الفاظ کے حذف کرنے کا منشاء کسی کے لئے ہے اگر وہ حذف کرنے کے باوجود آئے تو اسے کس سے چھپانا درکار ہوتا ہے۔ تو اس میں دو باتیں ہو سکتی ہیں یا تو اخبارات کو اگر مناسب سمجھیں تو تنبیہہ کر دیا جائے ورنہ تو یہ pivilege matter بنتا ہے۔ اور یہ استحقاق تو بنتا ہے کہ یہ ایک تضحیک ہوئی ہے اور سپیکر کی رولنگ کے باوجود ان کو شائع کرنا قاعدے اور قانون کے خلاف ہے۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! میں اس پر مختصر بیان دینے کی اجازت چاہوں

کی۔

جناب سپیکر۔ بیان دینا ان کا حق ہے۔ اگر وہ دینا چاہیں تو مختصر بیان دے سکتی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ وزیر صاحب اس کا جواب تو دے لیں۔

جناب سپیکر۔ جناب راہی! مختصر بیان دینا ان کا حق ہے۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ عالی وقار جناب سپیکر صاحب! پوری دنیا میں بین الاقوامی سمجھوتے کا یہ اصول ہے کہ اگر کسی قابل اعتراض بات کو سپیکر اسمبلی کی کارروائی سے حذف کرنے کی رولنگ دے دیں تو اخبارات میں یہ بات شائع نہیں ہو سکتی۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا محترمہ پڑھ کر تقریر کر سکتی ہیں اور کیا لکھی ہوئی statment دے سکتی ہیں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! میں کوئی تقریر نہیں کر رہی ہوں میں تو short statement دے رہی ہوں اور میں اپنی short statement hints دیکھ کر دوں گی۔ اور میں اپنی short statement hints دیکھ کر دے رہی ہوں۔ اور میری یہ کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں ہے جس کو میں ضرور پڑھ کر ہی آپ کی خدمت میں عرض کروں۔ میں نے تو یہ کہا کہ بین الاقوامی سمجھوتے کی رو سے جس کارروائی کو جناب سپیکر حذف کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جی میں عرض کرتا ہوں کہ ان کو اپنی short statement زبانی دینی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان کو اپنی short statement زبانی دینی چاہئے۔ لیکن اگر اس میں کوئی پوائنٹ دیکھنا چاہیں تو وہ پوائنٹ دیکھ سکتی ہیں ان کو اجازت ہے

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میری عرض ہے کہ ان سے وہ کتاب لے لی جائے اور ان کو صرف پوائنٹس دے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر۔ بغیر کسی نوٹ بک کے ان کو پوائنٹس کیسے دے دیئے جائیں۔ جی۔ بیگم

صاحبہ آپ اپنی short statement دیجیئے۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! میں عرض کر رہی تھی کہ یہ بین الاقوامی سمجھوتہ ہے کہ جس کارروائی کو سپیکر اسمبلی اجلاس کی کارروائی سے حذف کرنے کی رولنگ دے دیں اس کو قومی اخبارات ضائع نہیں کر سکتے اور تمام قومی اخبارات پر اسکی پابندی لازم ہے کہ وہ اسمبلی کی پابندی کریں بصورت دیگر جناب والا! میری یہ آپ سے درخواست ہے کہ اخبارات کو جنہوں نے اس حزف شدہ کارروائی کو شائع کیا ہے ان کو یہ تنبیہہ کی جائے اور ان کو نوٹس جاری کئے جائیں اور انہیں ایوان میں طلب کر کے ان سے یہ معلوم کیا جائے کہ انہوں نے حذف شدہ کارروائی کو کیوں شائع کیا۔ جناب والا۔ میری آپ سے یہ پر زور سفارش ہے کہ آپ اس کی وضاحت کیجئے ورنہ آئندہ بھی اسی طریقے سے حزف شدہ کارروائی ہمارے قومی اخبارات میں شائع ہوتی رہے گی اور اس سے ایوان کے ممبران کا استحقاق مجروح ہوتا ہے شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر.....

جناب سپیکر۔ راہی صاحب۔ آپ تشریف رکھئے۔ یہ آپ سے متعلقہ تحریک استحقاق نہیں ہے۔ آپ ذرا تشریف رکھئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میں تو یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس معزز ایوان میں بین الاقوامی سمجھوتی کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ سمجھوتہ کن کن ممالک میں ہوا ہے اور کن کن قوموں کے درمیان ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب۔ آپ تشریف رکھئے۔ اس تحریک استحقاق کی admissibility پر میں اپنا فیصلہ ملتوی کرتا ہوں۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں آپ سے یہ رولنگ چاہوں گا۔ جناب سپیکر! اگر کسی سمجھوتے کا اس معزز ایوان میں ذکر ہو جائے اگر کسی محاہدے کا ذکر ہو جائے کیا ایوان میں بیٹھے ہوئے اراکین جو سمجھوتے سے نا آشناہوں جو اس محاہدے سے نا آشنا ہوں کیا انہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ سمجھوتے کی تفصیلات پوچھ سکیں۔

سید اقبال احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس پر تو فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! جناب فضل حسین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ تو جناب والا! کیا اس سمجھوتے کی تفصیلات کے متعلق کوئی رکن اسمبلی جاننا چاہئے جس سمجھوتے کا ایوان میں ذکر ہو تو کیا اس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر پوچھ سکے کہ یہ کونسا سمجھوتہ ہے اس کی کیا تفصیلات ہیں جناب والا اس لئے کہ جو یہاں بات ہوتی ہے وہ ہاؤس کی پراپرٹی کے طور پر ہوتی ہے تو جناب والا۔ اس کا ریکارڈ درست کرنے کے لئے اور اس تفصیل کو مزید درست کرنے کے لئے کیا اس کو یہ حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھئے۔ پوچھنے کا حق ہے لیکن اس بارے میں اس کی تفصیلات بتانا ضروری نہیں ہے کہ جو بات اس ایوان میں ہو جائے اس کی ساری تفصیلات یہاں بتائی جائیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ تو جناب والا! جس سمجھوتے کا محترمہ ساجدہ صاحبہ نے ذکر کیا ہے کیا یہ کوئی خفیہ سمجھوتہ ہے؟

جناب سپیکر۔ آپ کی اطلاع کے لئے یہ کوئی وقفہ سوالات نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ لیکن جناب والا! میں آپ سے سوال تو کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ دیکھئے۔ آپ نے سوال کیا اور میں نے جواب دے دیا۔ جناب سید طاہر احمد شاہ۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! کیا مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کا حکم دیا گیا؟ کہ میں اپنی تحریک استحقاق پیش کروں۔

جناب سپیکر۔ جی۔ آپ کی تحریک استحقاق نمبر 13 ہے۔ ارشاد فرمایئے۔

مختلف اداروں میں ایک ہی دن اجلاسوں کا انعقاد

سید طاہر احمد شاہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا

متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اسمبلی کارواں اجلاس جاری ہے اور میں قانونی اور آئینی فرائض اور عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے لاہور میں ہوں اس کے علاوہ بلحاظ عہدہ میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی سینٹ کا منتخب رکن ہوں اور ڈسٹرکٹ ایڈوائزری ریکروٹمنٹ کمیٹی ضلع فیصل آباد کا رکن ہوں۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی سینٹ کا اجلاس اس کے چانسلر کی طرف سے مورخہ 17۔ اکتوبر 1987ء بروز ہفتہ کے لئے مقرر کر لیا ہے اور ساتھ ہی ڈپٹی کمشنر فیصل آباد جو کہ ڈسٹرکٹ ایڈوائزری ریکروٹمنٹ کمیٹی کے کنوینر بھی ہیں نے متعلقہ کمیٹی کا اجلاس بھی 17 اکتوبر 1987ء بروز ہفتہ کے لئے ہی مقرر کر دیا ہے۔ میں عوام کے حقوق نمائندگی کرنے کے لئے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی سینٹ کے اجلاس اور ڈسٹرکٹ ایڈوائزری ریکروٹمنٹ کمیٹی کے اجلاس میں بھی شرکت ضروری سمجھتا ہوں اور کرنا چاہتا ہوں مگر بیک وقت ایک ہی دن میں دو مختلف مقامات پر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکوں گا کیونکہ یہ انسانی بس میں نہیں ہے اگر مذکورہ بالا مختلف اداروں کے دو اجلاس ایک ہی دن میں ہوں گے تو ظاہر ہے کہ میں اپنی شدید خواہش کوشش کے باوجود اپنے فرائض ادا کرنے سے کم از کم ایک ادارہ کے اجلاس سے محروم ہوں گا جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے جناب سپیکر میری تحریک استحقاق کو با ضابطہ قرار دے کر مجالس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ معاملہ کی چھان بین کر کے اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون۔ جناب والا! کیا یہ تحریک اس قابل ہے کہ اس کا جواب دیا جا سکے۔ میں جناب والا کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ تو کل بھی زیر بحث آیا تھا۔ اور کل جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کی موجودگی میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا اور میرے فاضل دوست نے اس کے متعلق یہی کچھ فرمایا اور کل بحث و تمحیص کے بعد یہ معاملہ dispose of ہو گیا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس تحریک استحقاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ 17 اکتوبر کو جو ایگریکلچر یونیورسٹی میں اجلاس ہو رہا ہے اس دن ہفتہ ہے اور یہ ورکنگ ڈے ہے اس کے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ صاحب ایگریکلچر یونیورسٹی میں سینٹ

کے ممبر ہیں۔ اسی دن اس میں ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کے اجلاس کا بتایا گیا ہے۔ تو جناب والا۔ ان چیزوں سے یہ معاملہ تحریک استحقاق کی زد میں نہیں آتا۔ جناب والا۔ بات بڑی سیدھی سی ہے کہ اگر اجلاس نہ ہو رہا ہوتا اور اس اجلاس اس دن ہو بھی نہیں رہا۔ اگر یہ اجلاس ہوتا بھی اور دو میٹنگیں مقرر ہو جاتیں تو اسمبلی کیا کرتی۔ اور کیا یہ بات استحقاق کی زد میں آتی ہے کہ حکومت اس دن دو میٹنگز بلا نہیں سکتی۔ یونیورسٹی کی طرف سے بار بار یہ کوشش ہو رہی ہے کہ اس میٹنگ کی تاریخ مقرر کی جائے جو اب تک سرے نہیں چڑھ سکی تھی مگر اب چانسلر صاحب نے اس کے لئے 17۔ تاریخ مقرر کی اور یہ تاریخ اس اجلاس سے پہلے سے یہ طے شدہ تاریخ تھی لیکن جناب والا۔ یہ تاریخ کو خوش قسمتی سے ہفتے کا دن ہے ورنہ تو میں جناب گورنر سے التجا کرتا کہ میں بھی شاید وہاں نہ جا سکتا تو انہوں نے میرا نام بھی اس میں لکھ لیا ہے کہ میں چانسلر کی بجائے بطور پرو چانسلر اس میٹنگ کو preside کروں تو میں اس دن وہاں جا رہا ہوں چھٹی کا دن ہے اس دن اسمبلی کی کارروائی نہیں ہے تو رہ گئی یہ بات کہ آیا اس سے کسی طور پر استحقاق کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو میں جناب کو یہ privilege Act اور جو اسمبلی privileges ہیں Freedom..from..Detention..No.4 ایک ہی بات ایک ہی چیز ہے جس کو اب تک میں دیکھ سکا ہوں جس کی رو سے۔ اسمبلی کے اجلاس کے دوران ممبروں کو استحقاق حاصل ہے اور وہ ہے جناب والا!

"FREEDOM FROM DETENTION"

(1) "No Member shall be detained under any Provincial law relating to preventive detention or be required to appear in person in any Civil or Revenue Court, or before any Commission or Election Tribunal during a session of the Assembly and for a period of fourteen days before and fourteen days after the session of the Assembly, and no Member of a Committee shall be so detained or required to appear before such Court, Commission or Tribunal during a sitting of the Committee and for a period of three days before and three days after the meeting of the Committee.

(2) Nothing in sub-section(1) shall be construed as-

(a) applying to any Member detained under any such law as is referred to therein immediately before the commencement of this Act, or at any time during the period commencing on the fifteenth day next after the conclusion of a session of the Assembly and ending on the fifteenth day before the commencement of the next session; or

(b) precluding a Member from being detained under any such law during any time that the Assembly is not in session and a for a period of fifteen days before and fifteen days after the session for any act against such law committed by him during the period that the Assembly is in session or during the period of fifteen days before and fifteen days after the session or at any other time."

وزیر قانون۔ اور اس میں ان کو ان مستثنیات کے ساتھ استثناء قرار دیا گیا ہے۔ کوئی سیکشن لاگو نہیں ہوتا۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ اس کی Personal attendance. force کی جائے کہ عدالت اس کو فورس کرے کہ آپ نے اس تاریخ پر پیش ہونا ہے اور اس کے نہ پیش ہونے کی شکل میں Consequences اس کے یہ ہوں کہ اس کا جرمانہ یا اس کے خلاف اس کے وارنٹ نکل سکیں۔ کس پرائیویٹ ادارے کی کارکردگی میں جب اس کو بطور ممبر اس بات کے لئے ایک Option ہے کہ وہ جانا چاہیں تو جائیں اور اگر نہ جانا چاہیں تو نہ جائیں۔ اگر ایک ادارے میں وہ جانے کی حیثیت میں ہیں تو چلے جائیں اور اگر نہیں ہیں تو نہ جائیں۔ یہ ان کی اپنی Option ہے۔ اب اس ادارے نے ان کو اطلاع دی ہے اور کوئی فورس نہیں کیا کہ آپ نے ضرور اس میں حاضر ہونا ہے۔ تو رہ گئی بات کہ یہ وہاں اپنی کوئی کارکردگی نہیں دکھا سکیں گے یا ان کے ذمے جو فرائض ہیں وہ نہیں کر سکیں گے تو یہ بات استحقاق کی شکل میں نہیں آتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ District Recruitment Committee میں ایم این اے اور ایم پی ا ہیں تو اگر یہ ان سے Request کر لیتے اور ڈی سی سے طے کر لیتے کہ اس کے لئے کوئی Different ٹائم مقرر کر لیں تو بہتر تھا۔ کیونکہ ایسی Adjustment تو اکثر

ہوتی رہتی ہے۔ میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کروں گا۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اس Privileges Act کے تحت جو Appearance کے Bar ہیں وہ Compulsory requirement ہے تو اس لئے جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس تحریک استحقاق کے کسی ایک لفظ سے بھی کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہوتی کہ یہ تحریک استحقاق Admit ہونی چاہئے تھی۔ اس پر میں فاضل رکن سے استدعا ہی کر سکتا ہوں کہ جناب اس کو واپس لے لیں۔ اپنے طور پر Recruitment Committee سے درخواست کر لیں کہ اس کمیٹی کی میٹنگ کو کسی اور وقت پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر۔ جی شکریہ۔ شاہ صاحب آپ نے 17۔ اکتوبر بروز ہفتہ کا ذکر کیا ہے تو اس روز اسمبلی کا اجلاس نہیں ہے اور اگر آپ کے ضلع میں دو مجالس کا اجلاس آگیا ہے تو اس میں اسمبلی کی دخل اندازی کا کیا تعلق ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر جس سیکشن کا فاضل وزیر قانون نے حوالہ دیا ہے اس میں اگر آپ دیکھ لیں....

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب میں نے جو عرض کی ہے اس پر آپ نے غور فرمایا ہے کہ 17۔ اکتوبر کو اسمبلی کا اجلاس نہیں ہے اور اگر آپ کی دو کمیٹیز کا اجلاس آگیا ہے۔ ایک Senate اور ایک Recruitment Committee کا اجلاس تو اس سے اسمبلی کا کیا تعلق ہے اور اس معاملے کو اسمبلی میں آپ کیسی Agitate کر سکتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ میں یہی عرض کرنے لگا ہوں۔ اگر آپ مجھے مختصر statement کی اجازت دیتے ہیں تو میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اب جو قانون میں اس چیز کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ کسی بھی یونیورسٹی کی Senate کے لئے ارکان اسمبلی میں سے چند ارکان کا انتخاب ہو گا۔ آخر وہ کس لئے اگر ہم ایوان کے ممبر منتخب ہو کر یہاں پر حاضر ہوتے ہیں تو عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان کے جذبات کی ترجمانی کرنے کے لئے آتے ہیں اس طریقے سے اگر اس ایوان کے چند اراکین جن میں سے میں بھی ایک شامل ہوں یونیورسٹی

آف ایگریکلچر فیصل آباد کی سینٹ کا مجھے ایوان نی ممبر منتخب کیا ہے۔ اب جناب سپیکر ہمیں جو ایجنڈا فراہم کیا گیا آپ اندازہ لگائے کہ کم سے کم پانچ چھ کتابیں ہیں۔ اگر یہاں اسمبلی کا اجلاس جاری ہے تو ظاہر ہے کہ ہمیں اسمبلی کی Proceedings میں حصہ لینے کے لئے دن رات اپنے طور پر مطالعہ کرنا پڑتا ہے اور تیاری کر کے یہاں پر آنا پڑتا ہے۔ اب جب اس میٹنگ میں خالی ذہن جائیں گے۔ ایجنڈے کا ہم مطالعہ نہیں کریں گے تو وہاں پر میری participation کی کیا حیثیت ہو گی؟ اور فرض کیجئے یہ بھی تسلیم ہے کہ اگر اسمبلی کا اجلاس نہیں ہو گا تو میں یونیورسٹی آف ایگریکلچر کی سینٹ کی میٹنگ میں جانے کا اولیت دوں گا اور میں وہاں پر جاوں گا۔ جو بھی کروں گا وہاں پر شرکت کروں گا اور اس میں participate کروں گا مگر اس دن Distt. Advisory Racruitment Committee کی جو میٹنگ ہے جس میں کہ مختلف امیدواروں کی تقرری کا مسئلہ ہے وہاں پر اگر میں ان امیدواروں کی نمائندگی نہیں کرتا تو مجھے میرے قانونی اور آئینی حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! آپ اگر اس کی Depth میں جائیں۔ یہ جو انہوں نے Act Privileges کا Rule quote کیا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس بلانے سے 14 روز قبل اور اسمبلی کے اجلاس کے اختتام سے 14 روز بعد کہ۔

4. I1) "No Member shall be detained under any Provincial law relating to preventive detention or be required to appear in person in any Civil or Revenue Court, or before any Commission or Election Tribunal during a session of the Assembly....."

اس کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ اس ایوان کی کارروائی کو فوقیت دی جاتی ہے اسلئے کہ ارکان خالی الذہن ہو کر بغیر کسی ذہن پر بوجھ ہونے کے وہ ایوان کی کارروائی میں حصہ لے سکیں۔ مسئلہ تو جناب سپیکر اتنا ہے کہ اگر چانسلر نے یونیورسٹی آف ایگریکلچر کی سینٹ کی میٹنگ summon کر لی ہے تو مجھے وہاں تک بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اب ڈپٹی کمشنر نے اگر میٹنگ Call کی ہے تو کیا حکومت انہیں یہ ہدایت نہیں کر سکتی کہ وہ اپنی اس میٹنگ کو جو یونیورسٹی آف ایگریکلچر کی سینٹ کی میٹنگ سے کم درجے کی حیثیت رکھتی ہے اسے چند روز

کے لئے موخر کر دے تا کہ میں اپنے حقوق و فرائض کی ادائیگی کر سکوں۔ تو اتنا مسئلہ ہے جناب سپیکر کہ اگر مجھے وزیر قانون یہ یقین دہانی کرا دیں کہ اس روز اسمبلی کا اجلاس تو آپ نے فرما دیا ہے کہ نہیں ہو گا ان دونوں اجلاسوں میں سے ایک کا اجلاس ہو گا تو میں اس پر press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر۔ نہیں شاہ صاحب یہ بات بنتی نہیں ہے کہ کسی ممبر کی ضلع میں دو میٹنگز آ جائیں اور اسمبلی اس کے Breach of privilege پر غور کرنا شروع کر دے۔

It is not a breach of privilege at all.

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اس رول کی روح کو تو آپ دیکھیں کہ اس کا مقصد کیا ہے؟ یہ کیوں provide کیا گیا ہے؟ کیوں ہمیں یہ تحفظ دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ یہ اتنا petty matter ہے کہ اس میں اسمبلی کی..

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر لوگوں کو ملازمتیں دلانا petty matter ہے؟

جناب سپیکر۔ یہ اسمبلی سے باہر کا معاملہ ہے۔ اس کے بارے میں آپ لاء منسٹر صاحب سے اسمبلی کے باہر بات کر سکتے ہیں...

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر یہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر۔ نہیں Not at all کسی صورت میں بھی یہ مسئلہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی نہیں ہے۔ آپ یہ لاء منسٹر صاحب سے باہر بات کر سکتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ باہر بات کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے طور پر ڈپٹی کمشنر سے باہر بات کر سکتے ہیں۔ یہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی نہیں ہے۔ I am sorry

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اگر آپ میری اس تحریک استحقاق کو Out of order قرار دیں گے Rule out کریں گے تو یہ Bad precedent ہو گا۔ اس سے انتظامی افسران ناجائز فائدہ اٹھائیں گے۔ جب ارکان اسمبلی یہاں پر اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لینے کے لئے موجود ہوں گے تو وہ ان کو عمداً غیر حاضر رکھنے کے لئے میٹنگ وہاں پر بلا لیا کریں گے تا کہ عوامی نمائندے ان اجلاسوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہ سکیں۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب یہ ویسے ان سے بات کی جا سکتی ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب وہ ویسے آپ بات کر لیں۔ کل تو میں نے بغیر تحریک استحقاق کے یہ مسئلہ اٹھایا تھا اور وزیر قانون صاحب نے کہا کہ یہ آپ تحریک استحقاق لائیں۔ ان کو کیا امر مانع ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو ہدایت جاری کریں۔ جناب سپیکر! انہیں کیا امر مانع ہے کہ یہ ڈپٹی کمشنر کو ہدایت جاری کریں۔ جناب سپیکر انہیں کیا امر مانع ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو کہہ دیں کہ وہ District Advisory Recruitment Committee کی میٹنگ کو چند روز کے لئے موخر کر دیں یا اپنے طور پر موخر کر دیں۔

جناب سپیکر۔ لیکن اس کو میں ہاؤس میں Agitate کرنے کی اجازت نہیں دیتا شاہ صاحب یہ ایک Bad precedent ہو گا کہ ایسے معاملات ڈسٹرکٹ کی میٹنگز کے معاملات کو آپ ہاؤس میں اٹھائیں۔ یہ ذاتی طور پر میں آپ کے مسئلے کو حل کرنے کو تیار ہوں لاء منسٹر صاحب حل کرنے کو تیار ہیں لیکن ہاؤس میں میں اس کی اجازت نہیں دیتا....Ruled out of order اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں؟

تحاریک التوائے کار

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! ہم اراکین حزب اختلاف کی طرف سے ایک نہایت ہی اہم قسم کی تحریک التوائے کار نمبر 74 پیش کی گئی ہے۔ ہم سب کی آپ سے گذارش ہے کہ آپ متعلقہ ضابطوں کو معطل کر کے ہماری باقیماندہ تحاریک ہائے التوائے کار کو موخر کر کے ہماری تحریک التوائے کار نمبر 74 کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب لا منسٹر ذرا متوجہ ہوں یہ تحریک التوائے کار نمبر 74 کے بارے میں ایک تحریک پیش کی گئی ہے کہ اس کو پہلے Take up کیا جائے شاہ صاحب یہ چاہتے ہیں۔ ہم آپ کو اس کی ایک کاپی دے دیتے ہیں۔ آپ اس کو دیکھ لیں اور اس کو دیکھ کر پھر اس بارے میں آپ ہمیں بتا دیں۔

وزیر قانون۔ جی صحیح بات ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں محمد اسحاق صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 26 ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! پہلے جو تحریک شاہ صاحب نے پیش کی ہے تو اس کے متعلق وزیر قانون صاحب ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس بارے میں کیا ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس بارے میں تو یہ پتہ چلا ہے آپ کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! اس میں جو معاملہ زیر بحث لایا گیا ہے۔ بے شک اسکی importance اپنی جگہ موجود ہو لیکن میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی اتنا importance public کا معاملہ ہو جس کو ہم ساری کارروائی کو معطل کر کے باقی تمام کارروائی پر فوقیت دیں اس لئے میں گذارش یہ کروں گا کہ ایک تو یہ موجودہ اجلاس 27 اکتوبر تک جاری رہے گا انشاء اللہ اور اس کے مطابق یہ تحریک اپنے نمبر پر باقی تحریکوں کی طرح آنی چاہئے اس کے لئے کوئی خاص وجہ معلوم نہیں ہے کہ اگر یہ آج نہ بھی لی جائے تو اس کے ineffective ہونے کی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہوتا کہ اگر یہ آج نہ Take up ہوتی تو شاید اس سے کوئی ایسا نقصان ہو جائے گا۔ ایک طے شدہ فیصلہ شدہ امر کی بات ہے اور اس کے لئے out of turn لئے جانے کے لئے کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اول تو یہ request ہی نہیں کی جانی چاہئے تھی کیونکہ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس کو اہمیت کی بنا پر سامنے لایا جائے۔ اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ اس کو پریس نہ کیا جائے اور اس کو اپنی باری پر آنے دیا جائے۔ ویسے بھی آپ نے ہمیں ابھی کاپی مہیا کی ہے اس کا پتہ کریں گے پھر اس کا جواب تیار کریں گے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی out of turn پیش ہونے کی اجازت نہ دیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! ہم نے جس مسئلہ کو اس تحریک التوائے کار کا موضوع بنایا ہے اس کی زبردست اہمیت ہے۔ صوبے میں 18 ایڈیشن ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججز کے تقرر کے مسئلہ کو اٹھایا گیا ہے.....

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت ملی نہیں تو وہ اس مسئلہ کو اٹھا نہیں سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی آپ درست فرما رہے ہیں وہ اس تحریک کو پیش کرنے کے لئے جواز پیدا کر رہے ہیں اور اس کے لئے وہ دلائل دینا چاہتے ہیں۔ تو میں اس وقت یہ دریافت کرنا چاہوں گا جنجوعہ صاحب کہ آپ کو یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت مل چکی ہے یا نہیں ملی ہے۔ آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا ! اس ایوان کو In order کیجئے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ قواعد کو دیکھیں۔ اور یہاں قواعد اور رولز کی بات وزیر قانون صاحب کرتے ہیں۔ تو رولز میں یہ واضح ہے کہ آپ اسمبلی میں وہ کاغذ نہیں پڑھ سکتے ہیں جس کا اسمبلی کی کارروائی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اسمبلی کے اندر بیٹھ کر بے ہنگم قسم کا شور ہوتا ہے لائنوں میں کھڑے ہو کر وزراء سے دستخط کراتے ہیں۔ ایک دوسرے کے اوپر جھک کر کوئی وزیر کو کسی طرف کھینچتا ہے دوسرا کسی اور طرف کھینچتا ہے۔ This is not the way ان لوگوں کو آپ سمجھائیں اور ایوان کو in order رکھیں اور ان کی ذمہ داری ہے اور انہیں چاہئے کہ بہتر روایات کا مظاہرہ کریں۔ اور جو ایوان میں بات ہوتی ہے کم از کم اسے سنیں۔ اور اس بارے میں کوئی رائے قائم کریں۔ اپنی بنچز کی طرف سے کریں۔ اور اس کا اظہار کریں اور Calm and quiet یہ ایوان چلنا چاہئے میں آپ سے توقع رکھوں گا کہ آپ انہیں سمجھائیں گے اور ان سے یہ توقع رکھوں گا کہ یہ اسمبلی کے بزنس کو اسمبلی کا بزنس سمجھ کر کریں گے۔ اسے میونسپل کارپوریشن کا ادارہ نہیں بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب تشریف رکھیں۔ جس بات کی آپ دوسروں سے توقع رکھتے ہیں۔ آپ وہ قانون اپنے اوپر بھی لاگو کیا کریں چودھری رفیق صاحب میں تمام معزز ممبران سے گذارش کروں گا کہ راہی صاحب نے جو نشاندہی کی ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے رویئے میں تبدیلی فرمائیں اور اس ایوان کی جو کارروائی ہے اس میں تمام ممبران دلچسپی سے حصہ لیں۔۔۔میں جنجوعہ صاحب آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ آپ کی جو

تحریک التوائے کار ہے جناب سپیکر نے اس کی اجازت دی ہے یا اس کے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر74 پیش کرنے کی اجازت مل چکی ہے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گذارش کروں گا کہ ...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب پہلے مجھے بات کر لینے دیں۔ آپ تشریف رکھیں تحریک التوائے کار نمبر74 کی اجازت مل چکی ہے؟

آوازیں۔ ابھی اس کی اجازت نہیں ملی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! ابھی تو ہم اس پر اپنے Arguments دینا چاہتے ہیں تحریک التوائے کار کے لئے وقفہ دراصل اپوزیشن کے لئے ہی ہوتا ہے...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جنجوعہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ اس سلسلے میں حکومت کا موقف سامنے آیا ہے کہ ابھی ان کو تحریک التوائے کار کی کاپی مہیا کی گئی ہے۔ اس لئے میں خیال میں آج اس تحریک التوائے کا پیش ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے کل اس کے متعلق غور و فکر ہو سکتا ہے ...

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! ہم نے ان سے نہیں آپ سے اجازت طلب کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیونکہ آج آپ نے ان کو تحریک التوائے کار کی کاپی دی ہے اس کے متعلق اب وہ اپنے محکمے سے پوچھیں گے اس کے متعلق کل آپ سوال اٹھا سکتے ہیں۔ اس وقت آپ تشریف رکھیں۔ آج ہی وزیر موصوف کو کاپی ملی ہے۔ اس سلسلے میں متعلقہ محکمے سے انہوں نے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ کل آپ پوائنٹ آوٹ کر سکتے ہیں اور کل اس پر انشاء اللہ غور و فکر ہو سکتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! پھر آپ اس کے متعلق یہ یقین دھانی کروا دیں کہ یہ کل پیش ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ سے یہ commitment نہیں کر رہا میں تو صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ کل یہ سوال اٹھا سکتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! آپ ہمیں اتنا بتا دیں کہ آپ ہمیں اپنی تحریک التواء پیش کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟ کیونکہ اس سلسلے میں ہم اپنی باقی تحریک ہائے التواء

موخر کرنے کے لئے تیار ہیں بلکہ آپ سے یہ گذارش کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب ! میں آپ سے یہ استدعا کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ کی تحریک التوائے کار کی کاپی متعلقہ وزیر صاحب کو پہنچی ہے۔ اب وہ اس سلسلے میں متعلقہ محکمے سے معلومات حاصل کریں گے۔ اسلئے آج اس کا آنا ناممکن ہے۔ کل آپ اس کے متعلق اپنا سوال اٹھا سکتے ہیں۔ کل آپ جب اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں گے اس وقت اس بات کا فیصلہ کیا جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا ! اگر حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی کروا دی جائے کہ کل اس تحریک التوائے کار کو Take up کیا جائے گا تو ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں لیکن اس کے لیئے کم از کم یقین دہانی تو کروائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کل متعلقہ وزیر صاحب سے یہ پوچھنے کے بعد کہ متعلقہ محکمے سے تمام معلومات پہنچ گئی ہیں۔ انشاء اللہ کل اس کو Take up کر لیا جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب تحریک التوائے کار نمبر26 میاں اسحاق صاحب پیش کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ ...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب مجھے اس بات کا بڑا افسوس ہوتا ہے جس وقت آپ یہ کہتے ہیں کہ قانون اور ضابطے کے مطابق کام کیا جائے۔ آپ کم از کم خود بھی اس پر عمل کیا کریں۔ اب ایک بات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کو مزید نہ دھرائیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! آپ کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ اگر سپیکر صاحب یہ سمجھیں کہ اس معاملے کی نوعیت ایسی ہے کہ اسے فوری طور پر Take up کیا جا سکتا ہے۔ تو آپ رولز کو معطل کر کے۔ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو فوری طور Take up کر سکتے ہیں۔ اور جناب سپیکر آپ نے اس ایوان میں دیکھا کہ ایسی مثالیں موجود ہیں۔ یہاں تک مثالیں موجود ہیں کہ سادہ کاغذ پر لوگوں نے اسی وقت لکھا اور اسی وقت تحریک پیش کر دی اس حد تک کہ زبانی تحریک بھی پیش کی گئی ہیں۔ اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے۔ ہم نے تو بہت پہلے تحریک التوائے پیش کر دی ہے ....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب ! مجھے اپنے اختیارات کا علم ہے۔ آپ جو نشاندہی فرما رہے ہیں اس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ کیونکہ آپکی یہ تحریک التوائے کار آج تو پیش نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کی کاپی آج ہی وزیر متعلقہ کو ملی ہے...

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! آپ ہمیں یہ یقین دھانی کروا دیں کہ کل ہماری یہ تحریک التوائے کار Take up ہو جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ کو یہ یقین دھانی نہیں کروا سکتا.....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! اگر آپ یقین دھانی نہیں کروا سکتے تو کم از کم یہ تو سن لیں کہ مسئلہ کیا ہے؟ کیونکہ آپ کو معلوم نہیں آپ پہلے سن لیں کہ مسئلہ کیا ہے؟ تا کہ آپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب بڑا افسوس ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ ایک چیز جس پر فیصلہ ہو چکا ہے اب اس پر دوبارہ بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ پرسوں بھی یہاں پر بات ہوئی ہے....

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا ! میں پہلے سے کھڑا ہوں اور آپ نے ....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب وہ آپ سے پہلے بول رہے ہیں اس لیئے آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں بھی فوراً بولنا شروع کر دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں انہوں نے آپ سے پہلے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا۔

سید اقبال احمد شاہ جناب سپیکر ! پرسوں بھی یہاں پر بات ہوئی تھی اور کسی معزز رکن نے یہ کہا تھا کہ یہاں پر بڑا شور وغل ہے۔ ممبران یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ چار یا پانچ ممبران ایسا فعل کرتے ہیں تو باقی ممبران کا اس میں کیا قصور ہے؟ باقی ممبران تو وقت پر آتے ہیں وقت پر جاتے ہیں شور شرابہ بھی نہیں کرتے

مگر ساری اسمبلی کے متعلق یہ کہنا زیادتی ہے۔ اگر چار یا پانچ ممبران اسمبلی لیٹ آئیں یا ایسا کریں تو سب کے متعلق بات نہیں کرنی چاہیئے پرسوں بھی یہی بات ہوئی تھی اور آج بھی یہی بات ہوئی ہے۔ یہ صرف اخباروں میں اپنا نام لکھوانے کے لئے اور صرف یہ کہنے کے لئے ہم حزب اختلاف میں ہیں اس لئے ہماری بات ضرور اخبار میں آئے گی۔ کبھی یہ کہیں گے کہ چہرہ مسخرہ ہے۔ حالانکہ ایسی باتیں اسمبلی میں نہیں کرنی چاہیں۔ ہم بھی زبان رکھتے ہیں۔ مگر ہم تو ضابطے کے تحت چلتے ہیں ہم اپوزیشن سے اس لئے پیار کرتے ہیں کہ یہ کام کی باتیں کریں۔ مگر یہ باتیں ضابطے کے اندر ہونی چاہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں میاں اسحاق صاحب سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 26 پیش کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں ذاتی نکتہ وضاحت پر یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اگر رولز اور ضابطے کی بات کی تھی تو میں اب بھی یہ دکھا سکتا ہوں کہ اب اس وقت کیا ہو رہا ہے؟ میرے کہنے کے باوجود بھی ایوان کی کارروائی In order نہیں ہوتی۔ اب آپ کے سامنے معزز اراکین وزراء کے پاس فائلیں لے کر بیٹھے ہوئے ہیں وہ آخر وزیر ہیں وہ اس فائل کو پڑھیں گے اور اسمبلی کے بزنس کو نہیں دیکھیں گے۔ ایک بات تو میں یہ عرض کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! جہاں تک یہ بات کرنا کہ ہم جو بھی بات کرتے ہیں اخبار میں لانے کے لئے کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہماری یہ باتیں اخبارات میں آئیں تاکہ لوگوں کو یہ پتہ چلے کہ ہم کیا کرتے ہیں؟ لیکن یہ جو باتیں کرتے ہیں یہ چیف منسٹر کی .Good books میں آنے کے لئے کرتے ہیں۔ ان کا اخبارات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کو تو چیف منسٹر ہی ایک اچھی کتاب نظر آتی ہے جس میں اپنا نام لکھوانے کے لئے یہ بار بار کھڑے ہوتے ہیں اور ہمیں اخبار نظر آتے ہیں وہ اس لئے کہ اخباروں کو عوام پڑھتی ہیں اور وزیر اعلیٰ کی خبر کو صدر پڑھتا ہے یا وزیر اعظم پڑھتا ہے۔ اس لئے یہ چاہتے ہیں کہ ان کا نام صدر تک جائے وزیر اعظم تک

جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ ہم تو چاہتے ہیں ہمارا نام صرف عوام تک جائے کیونکہ ہمارا ان سے تعلق ہے۔ ہم کوئی مفادات حاصل نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میاں اسحاق صاحب۔ آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! یہ سوچے بغیر یہ جانچے بغیر آج صوبہ کی سب سے بڑی عدالت کی آبرو پر حکومت نے دست درازی کی ہے اس سلسلے میں آج ہم ایک تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتے تھے کہ حکومت نے اپنی مرضی سے 18 ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کو بغیر کسی امتحان کے بغیر کسی طریقہ کار کے جانتے اور سمجھتے ہوئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب آپ تشریف رکھیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! ان لوگوں کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مقرر کیا جا رہا ہے اور قانون کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور آج جب ہم نے ایک تحریک التوائے کار پیش کرنے کی کوشش کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ افسوس ہے کہ ہماری بات کو رد کر دیا گیا جناب والا! قانون کا مذاق اڑایا جا رہا ہے قانون کا قتل عام کیا جا رہا ہے ایسے لوگوں کو لگایا جا رہا ہے جن کا کوئی استحقاق نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جنجوعہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! اگر یہی بات ہے تو ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں؟

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ (ایڈوائزر برائے چیف منسٹر)۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا

کہ یہ اسمبلیاں بہت مدت سے چل رہی ہیں اور شرفاء اور نمائندے یہاں آتے ہیں۔ یقین جانئے کہ اپوزیشن بھی اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ لیکن موجودہ اپوزیشن کے اراکین میں سے دو تین ایسے ممبر ہیں جن کی ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وقفہ تحاریک التوائے کار میں صرف تحاریک التوائے کار پیش ہوتی ہیں۔ یہ چونکہ اپوزیشن کی طرف سے ہی ہیں اور وہ حضرات ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

26 نمبر تحریک التوائے کار میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے وہ ایوان سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ میں یہ بہتر سمجھوں گا کہ اگر ہاؤس میں سے کوئی صاحب تشریف لے جائیں اور ان کو لے آئیں۔

مہر ظفر اللہ خاں بھروانہ۔ جناب ڈپٹی سپیکر! ہمارے الفاظ سے ان کو اگر تکلیف پہنچی ہو تو پھر ہم جانے کے لئے تیار ہیں۔ وہ تو خود بخود گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تحریک التوائے کار نمبر 26 میاں اسحاق صاحب کی طرف سے ہے وہ ہاؤس میں موجود نہیں ہیں اس لئے dispose of ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 27 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ dispose of ہو چکی ہے۔

تحریک التوائے کار نمبر 28 جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ یہ تحریک بھی dispose of ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 29 بھی جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے یہ بھی dispose of ہوئی۔

تحریک التوائے کار نمبر 30 بھی ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی dispose..of ہوئی۔

تحریک التوائے کار نمبر 31 بھی ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے تشریف نہیں رکھتے یہ بھی dispose of تصور ہو گی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقفہ ختم ہوتا ہے۔ آرڈر پلیز۔ معزز ممبران سے میں درخواست کروں گا کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

☆☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر2 پیش کردہ بیگم شاہین منور احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس " استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے "

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ تحریک استحقاق نمبر2 پیش کردہ بیگم شاہین منور احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے "

(تحریک منظور کی گئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ میں تحریک استحقاق نمبر2 پیش کردہ بیگم شاہین منور احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر! تحریک استحقاق نمبر2 پیش کردہ بیگم شاہین منور احمد کے ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے اس میں سب سے پہلے بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کا بل ہے۔

مسودات قانون

مسودہ قانون برائے ترمیم بدعنوانیاں جامعات' انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ پنجاب مصدرہ 1987ء

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ " مسودہ قانون برائے ترمیم بد عنوانیاں جامعات' انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ پنجاب مصدرہ 1987ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ " مسودہ قانون برائے (ترمیم) بدعنوانیاں جامعات انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ پنجاب مصدرہ 1987ء" پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! اس بارے میں میں گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر بیگم صاحبہ

اجازت دیں کہ یہ جو مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے یہ تمام تر پہلے قوانین میں موجود ہے۔ اس لئے کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس کو موخر کر دیں تو یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ یہ تمام چیزیں من و عن اسی طرح یونیورسٹی ایکٹ کے تحت جو قوانین بنے ہیں ان میں موجود ہیں۔ اور اگر پھر بھی آپ کو تسلی نہیں ہو گی تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ یہ ہمارے ساتھ بیٹھیں تو میں ان کو تمام relevent provisions دکھا دوں گا کہ ہمارے پاس پہلے ہی یہ قانون موجود ہے جو آپ ایک نئے قانون کی شکل میں لانا چاہتی ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو اس سلسلہ میں آپ کی تسلی کارروائی جا سکتی ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب سپیکر! میں اپنے موقف کی وضاحت کرنا چاہتی ہوں جناب وزیر قانون نے بڑے سلیقے سے بات کی ہے لیکن بعض اوقات اتنا سلیقہ بھی کام نہیں آتا۔ پیشتر اس کے کہ میں اپنے موقف کی وضاحت کروں میں ایوان کے سامنے پچھلے اجلاس کی کارروائی کی ریکارڈنگ پیش کرنا چاہتی ہوں جب میں نے 27۔ جون 1987ء کو یہ قرار داد پیش کی تھی تو اس کے اوپر دو دن تک متواتر بحث ہوتی رہی تھی اور اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اگلے اجلاس میں میں اس کو ایک ترمیمی بل کی صورت میں لاؤں گی اور جو اس وقت وزیر تعلیم تھے انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ یہ بل کی صورت میں منظور کیا جائے گا اور ایک کمیٹی کے سپرد کیا جائے گا۔ جناب والا! یہ اس Proceeding کی نقول میرے پاس موجود ہیں اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کی خدمت میں روانہ کروں اگر وزیر قانون پسند فرمائیں تو میں پڑھ کے ان کو سنا دوں۔ اس وقت میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جناب وزیر تعلیم کی یاداشت کمزور ہے یہ وعدہ کر کے بھول جائیں گے۔ جناب والا! بات تو وہی ہوئی کہ انہوں نے وعدہ کیا اور بھول گئے اور بہت سے معزز اراکین اس بات کے گواہ ہیں کہ میری قرار داد اس لئے منظور نہیں کی گئی تھی کہ مجھے اسے بل کی صورت میں لانا چاہیے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ اس وقت کے وزیر تعلیم موصوف نے یہ فرمایا کہ یہ دستور ساز اسمبلی خود مختار ہے با اختیار ہے دستور ساز ہے دستور بنا سکتی ہے دستور میں ترمیم کر سکتی ہے اور

سب کچھ کر سکتی ہے تو پھر یہ قرار داد کیوں پیش کرنا چاہتی ہیں یہ بل کیوں نہیں لانا چاہتی اس میں ترمیم کیوں نہیں کروانا چاہتیں۔

جناب والا ! معزز اراکین کے زور دینے پر اصرار کرنے پر اور یقین دہانی پر میں نے اس قرار داد کو پریس نہیں کیا تھا اور یہ وعدہ ہو گیا تھا اور جناب سپیکر نے اس وقت یقین دہانی کروائی تھی اور وہ بھی اس بات پر گواہ رہیں گے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس قرار داد کو بل کی صورت میں لایا جائے۔ کیا میں اس مقدس ایوان سے پوچھ سکتی ہوں کہ یہاں پر جو باتیں ریکارڈ پر لائی جاتی ہیں یہاں جو یقین دہانیاں کروائی جاتی ہیں یہاں پر جو وعدے کئے جاتے ہیں کیا وہ جھوٹے ہوتے ہیں کہ بعد میں ان سے لوگ پھر جاتے ہیں اپنے الفاظ سے پھر جاتے ہیں۔ جناب والا ! اس وقت جو معزز اراکین ایوان میں موجود ہیں اور جو اس وقت موجود تھے ان سے بھی میں درخواست کروں گی کہ وہ اس یقین دہانی کی یاد دہانی کروائیں۔

جناب وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارے پاس پہلے سے قانون موجود ہے۔ جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ میں نے جو ترمیمی بل پیش کیا ہے جناب والا ! آپ نے اس کا صحیح طریقہ سے مطالعہ ہی نہیں فرمایا۔ میرے پاس وہ قانون بھی موجود ہے جو انہوں نے بنایا ہے اور وہ 1950ء کا بنا ہوا ہے۔ اور میرے پاس یہ ترمیم بھی موجود ہے جو میں نے پیش کی ہے۔ غالباً وزیر قانون نے اس کو پڑھا نہیں اگر غور سے پڑھا ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ میں نے کوئی نیا قانون نہیں بنایا میں نے اس قانون میں تھوڑی سی ترمیم کی ہے جو کہ حالات کے مطابق بہت ضروری ہے۔ اس وقت جب 1950ء کا قانون بنایا گیا تھا اس وقت کوئی کوئی بچہ کہیں نقل کرتا ہوا پایا جاتا تھا۔ جناب والا ! میں نے اپنی قرار داد کی وضاحت میں تقریر کرتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ اب یہ ایک رسم ہو چلی ہے بلکہ نقل کرنا قانون بن چلا ہے جو شخص نقل نہیں کرتا اس کو کچھ کہا جاتا ہے اور شخص نقل کرتا ہے اسے کچھ نہیں کہا جاتا۔

جناب والا ! کیا وزیر قانون میری یہ تمام ترامیم پڑھنے کے بعد اپنے رائے پر قائم ہیں؟ یہ یہی فرماتے ہیں کہ ہمیں نئے قانون کی ضرورت نہیں تو پھر اس وقت کیوں فرمایا تھا کہ ہم اس قانون میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ اس قانون میں جتنی شقیں ہیں اے' بی' سی' ڈی سب پڑھ کر

دیکھئے میں نے اس میں دو چار اور شامل کرنے کے لئے کہا ہے جناب والا! کیا میں ان سے پوچھ سکتی ہوں کہ اس فلور پر کئے ہوئے وعدے معزز اراکین سے کئے ہوئے وعدے قوم کی فلاح و بہبود کے لئے کئے ہوئے وعدے ان کو بھول جاتے ہیں ان پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ دوبارہ مجھے کہا میں نے محنت کی' میں ان اساتذہ سے ملی' میں بچوں سی ملی' میں یونیورسٹیوں میں گئی' میں نے تین مہینے محنت کی اور میں نے یہ بل پیش کیا۔ اس پر آپ بڑی سادگی سے فرماتے ہیں کہ مل بیٹھئے ہو جائے گا۔ جناب والا! اگر اس وقت اتنے اراکین کی یاد دھانی کے باوجود آپ نے اس بل کو اب منظور کرنے کی کوشش نہیں کی یا کمیٹی کو دینے کی کوشش نہیں کی تو پھر آپ سے مل بیٹھنے کے بعد کیا ہو گا؟ آپ اس وقت بھی یہ کہہ دیں گے کہ ہم نے یہ وعدہ نہیں کیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ بل پیش کرنے سے پہلے میں نے محکمہ کے ساتھ رابطہ قائم کیا اور میں نے محکمہ والوں سے کہا کہ اگر آپ کا ایسا کوئی بل پیش کرنے کا ارادہ ہے جیسا کہ حکومتی سطح پر ہمارے ساتھ اس وقت وعدہ کیا گیا تھا تو میں آپ کے ساتھ Compromise کرنے کے لئے تیار ہوں اس میں میری بھی دو چار شقیں شامل کر لیجئے۔ لیکن محکمہ سو رہا تھا اس نے کہا کہ ہمیں نہ جگائے ہمیں اس بل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی ہم ایسا کوئی بل ہاؤس میں لے کر آنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! عوام کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اور قوم کی نئی نسل کا ترجمان ہونے کی حیثیت سے میرا یہ فرض بنتا تھا کہ وہ آپ نے وعدہ کیا ہے اور جو وعدہ میں نے قوم کے بچوں کے ساتھ کیا ہے وہ یہاں پر اسمبلی میں پیش کر دوں۔

جناب والا! میں فاضل وزیر قانون سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتی ہوں کہ اس کو پڑھے بغیر اس کو سمجھے بغیر انہوں نے یہ کیسے کہہ دیا ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے انہیں اسے Education Committee کے سپرد کرنے میں کیا قباحت ہے اور اس میں ان کو کیا اعتراض ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن سب سے پہلے میں فاضل وزیر قانون سے یہ پوچھتی ہوں کہ وہ جو وعدہ تھا جو پچھلی اسمبلی میں کیا گیا تھا جناب اس وعدے کا کیا حشر ہوا۔ آپ مرزا غالب نہیں ہیں جو یہ کہہ دیں گے کہ '

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! پچھلے اجلاس میں بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی طرف سے یہ قرار داد آئی تھی جس پر میں نے بھی اس ہاؤس میں یہ گذارش کی تھی کہ یہ قرار داد نہیں بنتی یہ بل ان کو پیش کرنا چاہئے انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر میں بل پیش کروں تو پھر بھی اس کی مخالفت ہو گی۔ لیکن ہم سب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ بل لائیں ہم اس کی تائید کریں گے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں اور جناب کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ اس بل کو مجلس قائمہ کو بھیج دیا جائے وہ کمیٹی خود غور کر لے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی حاجی صاحب۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! جہاں تک بیگم صاحبہ نے کہا کہ بہت سے ممبران کو یہ یاد ہو گا کہ حکومت کے طرف سے یہ وعدہ ہوا تھا۔ جناب والا! اس بات کا میں بھی گواہ ہوں اور رانا صاحب کی تائید کی میں بھی پر زور تائید کر رہا ہوں کہ واقعی اس وقت بیگم صاحبہ سے یہ کہا گیا تھا کہ آپ اسے بل کی شکل میں لائیں اور ہم اسے منظور کریں گے اور اس کی قطعاً کوئی مخالفت نہیں کریں گے۔ اور جناب والا! Education کمیٹیاں جو بھی بنائی جاتی ہیں وہ ان ہی مقاصد کے لئے بنائی جاتی ہیں Education کمیٹی جو بنائی گئی ہے اس کے چیئرمین کا جب سے الیکشن ہوا جناب والا! آج تک اس کمیٹی میں کوئی ایسی میٹنگ نہیں ہوئی۔ آج تک ڈھائی سال ہو گئے ہیں اس کمیٹی کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب آپ بھی اس کمیٹی میں ہیں۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! بالکل میں بھی اسی کمیٹی میں ہوں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ بیگم صاحبہ بل بغیر کسی مخالفت کے منظور فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا! مجھے تو ایسے معلوم ہو رہا ہے کہ جیسے میں کسی گناہ کے کٹہرے میں کھڑا ہو گیا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ

I am not accused person in this matter.

میں ایک بات بتا دیتا ہوں اس کے بعد بیگم صاحبہ اور میرے فاضل ممبران جو کہیں وہ کرنے

کے لئے تیار ہوں۔ بات یہ ہے کہ ....

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ! فاضل وزیر قانون کی یہ عادت ہے کہ وہ سیدھے سیدھے ادھر سے ناک نہیں پکڑتے بلکہ یوں کر کے پکڑتے ہیں۔ جناب والا ! ان کو بات کرنے کا بہت ڈھنگ آتا ہے مخالفت اس طرح سے کرتے ہیں جیسی کہ بڑی موافقت کر رہے ہیں۔ ابھی کہہ رہے ہیں کہ جو بیگم صاحب کہیں گی میں کہوں گا "لین دین پر خاک محبت پاک بڑے فرما گئے ہیں" تو آپ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ہو جائے اگر ایسا نہ ہو جائے مگر ویسا نہ ہو جائے تو آپ سیدھے سیدھے فرما دیجئے کہ بیگم صاحبہ کہتی ہیں کہ اسکو کمیٹی کے سپرد کیجئے اتنی لمبی تقریر کرنے سے آپ کا کیا مقصد ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ ان کی بات سن تو لیں۔

وزیر قانون۔ میری بات سن لیں اور اگر میری بات سمجھ میں آجائے تو ٹھیک ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جی مجھے پتہ ہے کہ وہ کیا کہیں گے ان کو ایک ہی بات کہنے کی بار بار عادت ہے۔ ہمیں یہ سننے کی عادت ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ کیا کہیں گے لیکن کبھی ہمیں بھی ممنون کیا کریں سنائے بغیر ہماری سن لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم صاحبہ شائد آج وہ آپ کی خاطر اپنی پرانی روایت توڑ ہی ڈالیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! میں اجازت چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی بات ہو جائے بات یہ ہے کہ جب ایک قرار داد آتی ہے تو اس پر اعتراض یہ ہوا کہ یہ قرار داد اس بارے میں نہیں۔ جس بارے میں قانون بنایا جا سکے جو بات کوئی قانون بنا کر اس کو Effectivey Oppese کیا جائے تو پھر اس کے لئے قرار داد نہیں آسکتی۔ بات یہ ہوئی کہ آپ اس کو فنی طور پر قرار داد کی شکل میں نہیں لا سکتیں اگر اس میں قانون موجود نہ ہو تو اس کے لئے قانون بنایا جا سکتا ہے۔ اب اس بات سے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ وہاں پر دھاندلیاں ہوتی ہیں نقل بھی ہوتی ہے اور یہ ساری چیزیں ہوتی ہیں کیا ایک قانون کی موجودگی میں اس پر دس دفعہ قانون بنانے سے اسکی اہمیت بڑھ جائے گی؟ مجھے بات کر لینے دیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر آپ یہ فرماتے ہیں کہ کیا ایک قانون کی

موجودگی میں دوسرا کوئی قانون بن سکتا ہے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! مجھے ہاؤس میں وقت دیا گیا ہے کہ میں اس کی وضاحت کر دوں یہ بات آپ کی صحیح ہے کہ اگر کوئی پہلے قانون میں چیز موجود نہیں یا وہ موجود تقاضوں کو پورا نہیں کرتی تو ترمیم کی جا سکتی ہے۔ قانون اس لئے بنائے جاتے ہیں اگر وقت کے ساتھ اس کو تبدیل کرتے کرتے اس کی اہمیت کا احساس ہو اور اس کے لیئے ضرورت ہو تو پھر ترمیم کی جاتی ہے لیکن میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت تمام قوانین موجود ہیں اور آپ ترامیم کرنے جا رہی ہیں۔ پہلے سے اس سے زیادہ موثر قوانین موجود ہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کو enforce کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب ہم بل کی کس سٹیج پر ہیں کیا بیگم صاحبہ بل پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہیں؟

وزیر قانون۔ اجازت چاہتی ہیں۔ اس کے باوجود یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ تمام چیزیں یونیورسٹی کے کیلنڈر میں موجود ہیں۔ جو ایکٹ کے تحت رولز بناتے ہیں اس میں یہ موجود ہیں۔ اس سے بھی زیادہ پر زور طریقے سے موجود ہیں۔ اس کے مطابق اگر عمل نہ ہو تو یہ ایک اور بات ہے۔ عمل کرنا اور بات ہے قانون بنانا اور بات ہے۔ صرف قانون بنا دینے سے کسی برائی کا خاتمہ نہیں ہوتا جب تک کہ اس پر پوری طرح سے عمل درآمد نہ کیا جائے۔ بیگم صاحبہ کو چاہئے تو یہ تھا کہ عمل درآمد کے لئے مزید موثر انداز سے بات کرتیں کہ اس پر عمل درآمد کس طرح کیا جائے قانون ایک دفعہ بنے یا دس دفعہ بنے اگر قانون میں وہی بات پہلے موجود ہے تو کوئی قانون ساز اسمبلی یہ نہیں کر سکتی کہ بار بار ہر اسمبلی ہر اجلاس میں ایک قانون بنا دے۔ اگلے قانون کی موجودگی میں پھر ایک قانون بنا دیا جائے اس سے اس پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن اس ایوان کی خواہشات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں کیونکہ کمیٹی کے پاس اب تک کام کوئی نہیں ہے۔ اگر اس نے ایجوکیشن کمیٹی کے پاس جانا ہے تو ان کے سپرد کر دیجئے تاکہ وہ اس کو دیکھ لے۔ اس میں اگر کوئی ایسی بات ہو جو رہ گئی ہو جو نہ موجود ہو وہ اس میں شامل کر لی جائے اس لئے میں

conceder کرتا ہوں کہ اس کو کمیٹی کے پاس بھجوا دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ اس کی مخالفت نہیں کرتے؟

وزیر قانون۔ اس کو کمیٹی کے پاس بھجوا دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ ابھی بیگم صاحبہ نے بل پیش کرنا ہے۔

وزیر قانون۔ بل پیش کریں۔

جناب سپیکر۔ بل پیش کرنے کی اجازت ہو گئی آپ بل پیش کیجئے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب والا بل پیش ہو گیا تھا۔

وزیر قانون۔ اب پیش کرنا ہے۔

جناب سپیکر۔ میری جو اطلاع ہے ابھی یہ leave پہ ہے۔ اس میں ہاؤس کی طرف سے پیش کرنے کی اجازت ہے۔

آوازیں۔ اجازت ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ بل پیش کیجئے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) بد عنوانیاں جامعات' انٹر میڈیٹ و سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ پنجاب مصدرہ 1987ء" میں ترمیم کی جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) بد عنوانیان جامعات انٹر میڈیٹ وسیکنڈری ایجوکیشن بورڈ پنجاب مصدرہ 1987ء پیش کر دیا گیا ہے یہ متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 دسمبر 1987 تک ایوان میں پیش کرے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ بہت شکریہ جناب سپیکر آپ کا بھی۔ وزیر قانون کا اور معزز اراکین کا۔ اس بار ایوان نے کہا نہیں ہے لیکن میں کہتی ہوں کہ۔

کمال ضبط نے ہم کو بچا لیا ورنہ
ہمارے اشک انہیں ڈبو گئے ہوتے

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

جناب سپیکر۔ اب قرار دادیں ہیں۔ سب سے پہلے چودھری شوکت حیات چٹھہ صاحب کی قرار داد ہے۔

چاول کی برآمد پر عائد ڈیوٹی سے کاشتکاروں کو مستثنیٰ قرار دینا

چودھری شوکت حیات چٹھہ۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان کی یہ رائے ہے کہ " صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ حکومت نے کاشتکاروں کو چاول برآمد کرنے کی جو اجازت دی ہے اسے سبوتاژ کرنے کے لئے پانچ ہزار روپیہ فی ٹن کے حساب سے جو ڈیوٹی لگا دی گئی ہے اس سے کاشتکاروں کو فصل کا صحیح معاوضہ نہیں ملے گا۔ اس لئے یہ ڈیوٹی واپس لی جائے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں اس کی تائید کرتا ہوں لیکن اس قرار داد میں کچھ الفاظ کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں۔

یہ قرار داد پیش کی گئی ہے "کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مرکزی حکومت نے کاشتکاروں کو چاول برآمد کرنے کی جو اجازت دی ہے اسے سبوتاژ کرنے کے لئے پانچ ہزار روپیہ فی ٹن کے حساب سے ڈیوٹی لگا دی گئی ہے اس طرح کاشتکاروں کو فصل کا صحیح معاوضہ نہیں ملے گا۔ اس لئے یہ ڈیوٹی واپس لی جائے"

وزیر قانون۔ اس میں تو مرکزی حکومت کا ذکر نہیں ہے۔ اس کو کیسے درست کیا جائے؟

جناب سپیکر۔ کہ حکومت نے کاشتکاروں کو چاول برآمد کرنے کی جو اجازت دی ہے۔

وزیر قانون۔ اگر یہ قرار داد جانی ہے تو ظاہر ہے اس میں یہ اضافہ ہونا چاہئے۔ چونکہ یہ

قرارداد مرکزی حکومت کو جائے گی۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح بات ہے " مرکزی حکومت " پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔

آوازیں۔ کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں ترمیم " مرکزی حکومت " منظور کی جاتی ہے اسکی کوئی مخالفت کرتے ہیں۔

آوازیں۔ نہیں ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس کی کوئی مخالفت نہیں کرتا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ اس میں کوئی ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ میں نے یہی ترمیم پیش کی تھی۔

جناب سپیکر۔ میرے پاس تو کوئی آپ کی ترمیم نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ میں نے سیکرٹری اسمبلی کو بھیجی تھی۔ میرے یہی الفاظ تھے کہ جہاں یہ ہے کہ " ڈیوٹی واپس لی جائے " کی سفارش پر یہ ایوان مرکزی حکومت کو سفارش کرتا ہے چونکہ یہ صوبائی دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ وہ الفاظ کہیں لکھنے سے رہ گئے۔ میں نے ان کی تائید ہی میں یہ ترمیم کی تھی کہ یہ ایوان " مرکزی حکومت کو سفارش کرتا ہے "۔

جناب سپیکر کیا اس ترمیم پہ کسی کو کوئی اعتراض ہے؟

آوازیں۔ کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ " یہ ایوان مرکزی حکومت کو سفارش کرتا ہے" اس ترمیم کے ساتھ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔ سوال یہ ہے۔

کہ " پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس بات کی سفارش کرتا ہے کہ مرکزی حکومت نے کاشتکاروں کو چاول برآمد کرنے کی جو اجازت دی ہے اس سے تاثر کرنے لئے لئے پانچ ہزار روپیہ فی ٹن کے حساب سے جو ڈیوٹی لگا دی گئی ہے اس سے کاشتکاروں کو فصل کا صحیح معاوضہ نہیں ملے گا۔ اس لئے یہ ڈیوٹی واپس لی جائے۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی)

جناب سپیکر۔ دوسری قرار محترمہ سیدہ ساجدہ نیر عابدی صاحبہ کی ہے۔

کھاد کی قیمت میں اضافہ

سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! میں یہ قرار داد پیش کرتی ہوں۔
"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت نے گندم کی اڑھائی روپے فی من نرخ بڑھا دیا ہے لیکن ساتھ ہی فاسفورس کھاد کی قیمت میں چودہ روپے فی بیگ اضافہ ہو گیا ہے اس لئے کھاد کی قیمت کے اضافہ کو واپس لئے جانے کی سفارش کی جائے ورنہ دونوں قسم کے اضافوں کو واپس کیا جائے"
جناب سپیکر۔ خان صاحب ذرا تشریف رکھئے۔
وزیر قانون۔ جناب والا! میں نے یہ گذارش کرنی ہے کہ اسی مفہوم کی ایک قرار داد 6 اکتوبر کو ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے پیش ہوئی تھی اور اس اسمبلی نے اسکو پاس کر دیا تھا۔
جناب سپیکر۔ اسی قسم کی قرار داد تھی۔
وزیر قانون۔ بالکل یہی قرار داد تھی۔ یہ 6 اکتوبر کو پاس ہو چکی ہے۔
جناب سپیکر۔ 6 اکتوبر کو اسی قسم کی قرار داد پاس ہو چکی ہے۔
وزیر قانون۔ اس میں بھی کھاد کا ذکر تھا۔ گندم کا بھی ذکر تھا۔ جناب نے اس میں کچھ اضافہ بھی کیا تھا۔ آپ چیک کر لیں یہی قرار داد پچھلی کارروائی میں بھی انہی الفاظ کے ساتھ تھی۔
جناب سپیکر۔ اس کو چودھری صاحب چیک کر لیتے ہیں۔ اس کو سردست پینڈنگ کرتے ہیں۔ اگلی قرار داد کو لیتے ہیں۔
اگلی قرار داد ملک ممتاز احمد خان بچھر صاحب کی طرف سے ہے۔

گنے کی ڈی زوننگ کے فیصلے پر عملدرآمد سے کاشتکاران اور مل مالکان کے درمیان چپقلش کی صورت حال کا خاتمہ

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں "کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب گنے کی ڈی زوننگ کے فیصلے پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کرائے تاکہ کاشتکاران اور مل مالکان کے درمیان چپقلش کی صورت پیدا نہ ہو"

جناب سپیکر۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے "کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب گنے کی ڈی زوننگ کے فیصلے پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کرائے تاکہ کاشتکاران اور مل مالکان کے درمیان چپقلش کی صورت پیدا نہ ہو"۔ کوئی صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں؟

وزیر قانون۔ جناب والا! حکومت کا یہ فرض ہے کہ اس کی وضاحت کر دے۔ اس قرار داد کے موقع پر میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جو ڈی زوننگ کی پالیسی ہے حکومت پہلے ہی اس بات کا تہیہ کئے ہوئے ہے کہ اس بات پر عمل درآمد ہو 88-1987ء کی جو شوگر پالیسی تیار کی ہوئی ہے اس پالیسی کی مخالفت نہیں کی جائے گی بلکہ اس کو نافذ کیا جائے اور کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ بجز اس بات کہ گیارہ روپے فی من گنے کی قیمت مقرر کی گئی ہے اور حکومت نے Cane Commissioner Punjab کی سربراہی میں ایک ورکنگ گروپ بھی مقرر کیا ہے جس میں گنے کے چھوٹے اور بڑے کاشتکار نمائندے رکھے گئے ہیں اور شوگر ملز ایسوسی ایشن کے بھی دو نمائندے حکومت پنجاب کی نمائندگی کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ یہ اس مقصد کے لئے ہے کہ شوگر پالیسی پر ڈی زوننگ کی پالیسی پر عمل درآمد کرنے کے لئے ہے۔ اس وضاحت کے بعد اگر مزید کوئی ایسا گوشہ رہ گیا ہے جس پر مزید عمل درآمد کرنے کی ضرورت ہے تو اس کی وضاحت کر دی جائے کہ کس طریقے سے اس کو اور عمل درآمد کروانا چاہتے ہیں؟ ڈی زوننگ پر مکمل عمل درآمد ہو گا۔ اگر آپ نشان دہی کریں کہ کس بات پر حکومت عمل درآمد نہیں کروا رہی تو اس کو پھر شامل کر لیں

گے ورنہ حکومت کا اپنا ارادہ ہے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ اس موضوع پر جناب وزیر خوراک کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر خوراک۔ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

جناب سپیکر۔ اچھا۔ جی ملک صاحب۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب والا! پنجاب کی شوگر ملز نے پنجاب کلب میں 29-8-1987 کو اجلاس کیا۔ جس کی کارروائی کی کاپی میرے پاس ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ ذرا جھک کر تقریر کریں۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ میں کوشش تو کر رہا ہوں۔ جھک نہیں سکتا تو انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حکومت پاکستان کی اعلان شدہ پالیسی کو ناکام بنایا جائے۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب آپ کے جھکنے پر ایک سوال کیا جا سکتا ہے کہ آپ کیوں جھک نہیں سکتے اور کیا اس کے اسباب اور محرکات کو دور کرنے کے لئے آپ کوشش کریں گے؟

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب زمیندار کبھی نہیں جھک سکتا۔

رانا پھول محمد خاں۔ انھیں تو موٹاپے کی وجہ سے جھکنے میں دقت پیش آتی ہے۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر زمیندار خود دار ہوتا ہے۔ تو انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ پرانے زونوں کے سسٹم کو جاری رکھا جائے اور گنے کی قیمت میں اضافہ نہ کیا جائے۔

جناب والا! سندھ کی شوگر ملز نے حکومت اور کاشتکاروں کے ساتھ مل کر پندرہ روپے من گنے کی قیمت مقرر کی ہے اور اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ جناب والا! یہ المیہ ہے کہ پنجاب کی شوگر ملز نے گذشتہ پانچویں سال سے کاشتکار کش پالیسی اپنا رکھی ہے اور جناب کو یہ سن کر حیرانی ہو گی کہ پنجاب کی شوگر ملز نے باوجود واضح فیصلے کے 9 کروڑ روپے کا quality premium ابھی تک کاشتکاروں کو ادا نہیں کیا۔ جب کہ سندھ اور صوبہ سرحد میں نہایت دیانت داری کے ساتھ کاشتکاروں کو یہ quality premium دے دیا گیا ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پنجاب کی شوگر ملز نے کاشتکاروں کے ساتھ ایک جنگ کی سی کیفیت اختیار کر رکھی ہے اور پنجاب کے کاشتکار اس سے بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ جناب والا! پنجاب کا کاشتکار سترفی صد رقبے پر گنا کاشت کرتا ہے۔ سندھ میں صرف

انیس فی صد اور سرحد میں صرف دس فی صد۔ مگر پنجاب میں اس وقت صرف بیس کارخانے ہیں جن میں سے دو کارخانے پسرور اور راہوالی موثر طور پر کام نہیں کر رہے۔ سندھ میں پندرہ اور سرحد میں پانچ کارخانے ہیں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ کل کے "بزنس ریکارڈر" کی طرف دلوانا چاہتا ہوں جس میں وزیر اعظم پاکستان نے سندھ Chamber of Agriculture کو یہ کہا ہے کہ وہ شوگر کے پندرہ مزید کارخانے لگانے کے لئے جگہ کا تعین کرے۔ ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہمیں یہاں کوئی ایوان زراعت بنانے نہیں دیتا جناب والا! پنجاب کو آج کل اپنی ضرورت کی چینی سندھ سے یا بیرون ملک سے منگوانی پڑتی ہے۔ ماہرین کی رائے کے مطابق 90-1989ء میں پاکستان کی ضرورت 18 لاکھ ٹن کے جو بڑھتے بڑھتے 2000-1999 میں تقریباً چھتیس لاکھ ٹن تک پہنچ جائے گی۔ اس وقت ملک تیرہ لاکھ ٹن چینی پیدا کرتا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ اتنا زرمبادلہ کہاں سے آئے گا۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کر دوں کہ اتفاق شوگر مل پچھلے سال اٹھارہ روپے کاشتکار کو دیتی رہی مگر اس کے علاوہ دوسری ملوں نے کوئی ایسی پالیسی اختیار نہیں کی۔ اور کاشتکاروں کے ساتھ دوسری ملوں نے بے حد زیادتی کی اوراتفاق شوگر مل کی ایک اچھی روایت کو انھوں نے قائم نہ رکھا۔ ان کے اس بیان کی روشنی میں کہ گیارہ روپے من مقرر کی گئی ہے اور اجلاس میں باقاعدہ یہ قسمیں ہوئی ہیں کہ زون کی پابندی کریں گے اور ہم گیارہ روپے سے زیادہ ایک پیسہ کاشتکار کو نہیں دیں گے۔ اگر ایک کاشتکار ڈیلیاں لگاتا ہے تو حکومت کی مشینری حرکت میں آ جاتی ہے اور اس کو دفعہ 144 کے تحت پابند کر دیا جاتا ہے۔ تو کیا چینی کے مالکان کے لئے کوئی ایسا قانون نہیں؟ اور میں اس معزز ایوان میں یہ اعلان کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اگر ہمارے ساتھ یہی طریقہ اختیار کیا گیا تو پنجاب کے کاشتکار اس امر پر مجبور ہو جائیں گے کہ وہ گنے کی ملوں کو گنے کی سپلائی روک دیں۔ بلکہ میں اپنے ممبر بھائیوں سے التماس کروں گا کہ وہ اس بے نوا اور بے کس طبقے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں اور میں محترم وزیر خوراک صاحب اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ شوگر ملز مالکان اور حکومت کے درمیان ایک میٹنگ بلائیں تاکہ اس مسئلے کے بارے میں کوئی مناسب قدم اٹھایا جا سکے جناب والا!

میں اس کا سب سے بڑا حل یہ تجویز کروں گا کہ جس طرح حکومت نے فلور ملز کے لئے پابندی اٹھا دی ہے اس طرح شوگر ملز سے بھی یہ پابندی اٹھا دیں اور اس کے بعد کاشتکار کسی قسم کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

جناب والا! میں آخر میں یہ گذارش کروں گا کہ زمیندار ایک سویا ہوا جن ہے اگر انہوں نے اس کو جگا دیا اور اگر کاشتکار باہر نکل آئے تو آپ کو خود اندازہ ہو سکتا ہے کہ کاشتکار اپنے مفاد کے لئے کیا کیا قربانیاں پیش کریں گے۔ اور ہماری بدقسمتی ہے کہ سترہ فی صد لوگ جن میں سے ایک دو فی صد صنعت کار ہیں وہ سارے پنجاب کی قسمت کے مالک ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ زرعی انکم ٹیکس لگا دیا جائے۔ کیا سترہ فی صد کو یہ حق پہنچتا ہے کہ بہتر فی صد کی قسمت کا بھی فیصلہ کریں۔ اور اگر زمیندار جس دن جاگ پڑا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ دن پنجاب کے لئے بہت بڑی خوش قسمتی کا دن ہو گا جناب والا میں یہ گذارش کروں گا کہ اس فیصلہ سے زمیندار کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے۔ اور انہوں نے جو شوگر ملز کا طریقہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اس کا حکومت سختی سے نوٹس لے اور زمیندار کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے۔

جناب سپیکر۔ حاجی چن صاحب۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب سپیکر! جو قرار داد پیش کی گئی ہے میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں لیکن انہوں نے ایک بات ایوان زراعت کی ہے۔ جناب کے ہوتے ہوئے ایک دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک اعلان بھی کیا تھا کہ میں ایوان زراعت کا اعلان کرتا ہوں اس کے بعد ایک وزیر تھے جو وزیر قانون جناب عبدالغفور صاحب تو انہوں نے بھی فرمایا تھا ایوان زراعت بنے گا۔ جناب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ ہمارا دشمن کون ہے جو ایوان زراعت نہیں بنانے دیتا اس کی جناب نشان دہی کی جائے تاکہ ہم سارے اس کا مقابلہ کر سکیں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ کوئی ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان۔ قرار داد کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے کہ گنے کی قیمت 18 روپے فی من مقرر کی جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ ترمیم پیش کی گئی ہے کہ قرار داد کے آخر میں یہ لفظ ایزاد کئے جائیں۔ گنے کی قیمت خرید کم از کم 18 روپے فی من مقرر کی جائے۔ اس ترمیم پر کسی کو اختلاف تو نہیں ہے۔

یہ ترمیم شدہ قرار داد ہے کہ۔

اس ایوان کی رائے ہے اور سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب گنے کی ڈی زونگ کے فیصلہ پر صحیح معنوں میں عملدر آمد کرائے تاکہ کاشتکاران اور مل مالکان کے درمیان چپقلش کی صورت پیدا نہ ہو نیز گنے کی قیمت خرید کم از کم 18 روپے فی من مقرر کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر۔ اگلی قرار داد میں مختار احمد شیخ صاحب کی طرف سے ہے۔

بیروزگاری کے خاتمہ کے لئے صنعتوں کے قیام کے لئے ڈی ریگولیشن پالیسی پر عمل درآمد

میاں مختار احمد شیخ۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ وہ اپنی De-regulation کی پالیسی پر سختی سے عمل کرے تاکہ ملک کے انٹرپرنیورز (Enter preneurs) کا ملکی پالیسیوں پر اعتماد بڑھے۔ صنعتیں قائم ہوں اور بیروزگاری کا خاتمہ ہو۔

وزیر زراعت۔ جناب سپیکر! میں اس پر اعتراض کرتا ہوں اور میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کونسی پالیسی پر عملدر آمد نہیں ہو رہا کسی De-regulation کی بات کر رہے ہیں پالیسی ہمارے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر۔ میں اس کو پڑھ دوں۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ۔

" صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ وہ اپنی De-regulation کی پالیسی پر سختی سے عمل کرے تاکہ ملک کے انٹرپرنیورز (Enter preneurs) کا ملکی

پالیسیوں پر اعتماد بڑھے۔ صنعتیں قائم ہوں اور بیروزگاری کا خاتمہ ہو"

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ اس کی وضاحت کریں کہ کس پہلو پر وہ مزید زور دینا چاہتے ہیں۔ اور یہ قرار داد بے مقصد ہے اور صرف یہ کہہ دینے سے کہ عملدرآمد کرے یہ اس گوشے کی وضاحت کر دیں جس پر عمل نہیں ہو رہا یا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ اپوزیشن ممبران کدھر ہیں یونہی چلے گئے ہیں یا واک آوٹ کیا ہے۔

وزیر قانون۔ وہ بتا کر نہیں گئے ہیں لیکن وہ کوئی قرار داد لانا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر کیا وہ واک آوٹ کر گئے ہیں اگر واک آوٹ کر گئے ہیں تو پھر ان کو کہنا چاہئے کہ وہ آ جائیں۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! پہلے یہاں یہ بات طے کر لی جائے کہ وہ جس طرح ☆☆☆ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ دائرہ کار میں رہ کر اس کے مطابق کام کریں۔ ہم ان کو سلام بھی کرتے ہیں اور ہم ان کو لے کر بھی آئیں گے۔ لیکن قانون کی سختی سے پابندی کی جائے جو قانون باقیوں پر لاگو کریں وہی قانون ان پر بھی لاگو کیا جائے اور اس طریقے سے ایک اخبار کی زینت بنانے کے لئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بڑی غلط ہے۔

جناب سپیکر۔ اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ ایوان میں ہر معزز رکن کا ایک جیسا حق ہے کہ وہ قواعد وضوابط کے مطابق بات کرے۔ تجویز یہ آئی ہے کہ حزب اختلاف کے ارکین کو ایوان میں آنے کی دعوت دی جائے۔ حاجی صاحب آپ کو اعتراض ہے۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! پارلیمانی روایات یہی ہیں اور ایسا ہو ہی جاتا ہے اور پہلے بھی کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے جناب والا! ہمیں اتنا چھوٹے ظرف کا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ان سے کچھ ہو بھی گیا ہے تو پھر بھی اس کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔ اور ان سے درخواست کرنی چاہئے کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔

وزیر قانون۔ آج کچھ نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ میں بیگم نجمہ حمید صاحبہ اور حاجی جمشید عباس تھیم سے کہوں گا کہ وہ

☆☆☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

جائیں اور انہیں ایوان میں لے کر آئیں۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! اگر بیگم نجمہ حمید صاحبہ کے ساتھ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کو بھی کر دیا جائے تو کیا ٹھیک نہیں ہو گا؟

جناب سپیکر۔ آپ ہی کافی ہیں۔ شیخ مختار صاحب اپنی قرار داد پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنی قرار داد پر کچھ کہنے کا موقع دیا یہ امر بڑا ضروری تھا کہ اسکی وضاحت ہو regulation De سے ہماری مراد یہ ہے کہ گذشتہ دو برسوں سے ہماری مرکزی حکومت یہ بارہا اعلان کرتی رہی اور کر رہی اور ہمارے وزراء جو ہیں انہوں نے کافی تقاریر کی ہیں کافی جلسے کئے ہیں۔ اور انہوں نے یہ فرمایا ہے۔

کہ فلاں فلاں صنعتیں جو Nationalized کر لی گئیں تھیں وہ پرانے مالکان کو یا اس کی dis investment مرکزی حکومت کر دے گی لیکن آج ہماری اس حکومت کو دو اڑھائی سال ہونے کو آئے ہیں ایک Unit بھی disinvestment کیا گیا۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے ممبران ایوان کے اندر تشریف لائے)

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! آپ نے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ دو معزز ارکان کو حزب اختلاف کے پاس بھیجا ہے او ہم واپس ہاؤس میں آ گئے ہیں۔ جناب والا! جس وقت یہ واک آؤٹ ہوا ہے اس وقت میں اتفاقاً یہاں پر موجود نہیں تھا۔ لیکن ایک تحریک التوا کے سلسلے میں جو کہ ایک روائتی حق ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی وہ پیش کرنا چاہتے تھے لیکن نہیں پیش نہیں ہو سکی۔ اس پر احتجاج کر کے انہوں نے پندرہ منٹ کے لئے واک آؤٹ کیا۔ لیکن جو قابل اعتراض بات ہے وہ یہ ہے کہ جب ممبر صاحبان واک آؤٹ کر گئے تو اس کے بعد غلط قسم کے اور بد تمیز قسم کے ادھر سے ایک صاحب نے الفاظ استعمال کئے۔ جس پر ہم نے Protest کیا۔ اصل بات یہ ہے۔ اور سب جانتے ہیں اور ہم سن رہے تھے چودھری صاحب نے بھی یہی فرمایا کہ آج کوئی ایسی بات نہیں ہوئی لیکن کسی کو یہاں پر یہ کہنا کہ یہاں غلیظ زبان استعمال ہوئی ہے۔ ہم ان کو اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔ جناب والا! میری یہ گذارش ہے کہ وہ الفاظ کسی نے صرف اپنی کارروائی ڈالنے کے

لئے اور اپنا طور طریقہ دکھانے کے لئے کہے ہیں لہٰذا وہ الفاظ کارروائی سے حذف کیا جائے اور ہم کبھی بھی یہ نہیں چاہتے کہ اسمبلی کی جو روایات ہیں ان کو ہم کسی طریقے سے قائم نہ رکھیں۔ اس لئے کہ وہ روایات ہماری روایات ہیں۔ اور یہاں ایوان کی عزت اور سب ممبران کی عزت ہماری عزت ہے اور حاشاوکلا ہمارا کبھی بھی یہ مقصد نہیں ہوا ہے کہ کسی ممبر کی عزت نہ کی جائی۔ یہاں سب معزز ممبر ہیں۔ اگر آپ پچھلا ریکارڈ دیکھیں میرا سترہ سال کا ادھر کا ریکارڈ ہے کہ کسی ممبر کے خلاف اگر کوئی باہر سے بھی غلط بات ہو تو ہم اس individual کے لئے۔ اس معزز ممبر کے لئے ہم اتنے ہی protest کریں گے جتنا کہ وہ خود کریں گے۔ ہر معزز ممبر کی عزت ہمیں اتنی ہی عزیز ہے جتنی اپنی اور جتنی اس ایوان کی ہے۔ کیونکہ خاص طور پر جو اپوزیشن ہے اس کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ اس ایوان کا جتنا استحقاق مضبوط ہو گا۔ جتنا اس کا وقار ہو گا جتنی اس کی عزت ہو گی اتنی ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری عزت ہو گی۔ اور دوسرے ممبران کو چاہے وہ باہر جا کر جیسی کارروائی ڈالیں لیکن ایوان میں بات وہی ہونی چاہئے چاہئے وہ اپوزیشن کی طرف سے ہو چاہے وہ گونمنٹ کی طرف سے ہو جو معقول ہو اور روایات کے مطابق ہو۔ لہٰذا وہ remarks جو ہمارے واک آؤٹ کے بعد استعمال ہوئے ہیں وہ حذف ہونے چاہئیں۔

مہر ظفر اللہ خاں بھروانہ۔ جناب والا! اس سلسلے میں میں آپ کی اجازت سے کچھ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! جب اپوزیشن اس سلسلے میں واک آؤٹ کر گئی تو اس کے بعد میں نے یہ عرض کیا ہے اور میں نے ہاؤس کی موجودگی میں عرض کیا ہے۔ جناب والا! دراصل بات یہ ہے کہ جب بھی تھوڑا بہت کوئی مسئلہ ایسا اٹھتا ہے تو ہاؤس میں یہ ہوتا رہتا ہے پہلے بھی ہر حکومت میں اپوزیشن رہی ہے ☆ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ جو اس ہاؤس میں نہیں کرنی چاہئیں۔ ہم ان کی ہر بات برداشت کرتے ہیں ان کی تنقید برداشت کرتے ہیں۔ جو بھی وہ کہیں کم از کم ایک

☆ ☆ ☆ (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

دوسرے کا احترام تو ہونا چاہیے ☆ جب میں یہ بات کر کے باہر گیا ابھی تھوڑی دیر ہوئی تو جنجوعہ صاحب راستے میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی ☆ لیکن یہاں تو ہم قانون کا احترام کرتے ہیں۔ بات دراصل اتنی ہے اور استدعا ہے کہ یہ نہ تو اس وقت سپیکر صاحب کا احترام مد نظر رکھتے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ سپیکر صاحب بار بار کہہ رہے تھے کہ آپ بیٹھ جائیں۔ تشریف رکھیں لیکن یہ اپنی چلائے جا رہے تھے۔ تو کم از کم میری یہ التجا ہے کہ ہاؤس کے اندر اس کا ایک ضابطہ ہے اس کا ایک طریقہ کار ہے اس کے مطابق گفتگو کی جائے۔ کسی کی دل آزادی نہ کی جائے۔ جب بھی کوئی ممبر اٹھتا ہے تو وہ اس کی بے عزتی کر دیتے ہیں اور ہم خاموش ہو جاتے ہیں۔ بات صرف یہی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں ان کی طرف سے جو بات ہے وہ صرف یہ ہے کہ اپوزیشن کے واک آوٹ کے بعد اگر کوئی ایسی بات کی گئی ہے کہ ان کو ہم اٹھا کے باہر پھینک دیں گے یا کوئی دوسری ایسی بات کی گئی ہے تو اس کو expunge کیا جائے۔ اس پر آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

آوازیں۔ نہیں۔

جناب سپیکر۔ تو اس کو کارروائی سے expunge کیا جاتا ہے۔ جو اپوزیشن کے باہر جانے کے بعد غیر پالیمانی الفاظ کہے گئے ہیں ان کو expunge کیا جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! اب اس سلسلے کو ختم نہ کر دیں؟ آپ مہربانی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس بارے میں بات نہ کی جائے تو بہتر ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں ایسی کوئی بات نہیں کروں گا۔ جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔

جناب سپیکر۔ آپ ارشاد فرمائیں۔

☆ ☆ ☆ (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میری استدعا یہ ہے کہ جب میں اور میرے ساتھی واک آؤٹ کر گئے تو جو بھی جملے یا جو بھی الفاظ فاضل مشیر ظفراللہ بھروانہ صاحب نے کہے ہیں وہ میں دھرانا نہیں چاہتا۔ ان سے ہماری بڑی دل آزاری ہوئی ہے از راہ کرم وہ تمام expunge کر دئے جائیں۔

جناب سپیکر۔ اس بارے میں میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ وہ تمام الفاظ جو انہوں نے فرمائے ہیں۔

جناب سپیکر۔ ہاں۔ وہ تمام الفاظ جو غیر پالیمانی ہیں وہ expunge کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! میں نہیں چاہتا کہ جنجوعہ صاحب خود اس کا جواب دیں کیونکہ اس سے بات بڑھ جائے گی۔ پورا ایوان اس چیز کا شاہد ہے کہ جنجوعہ کی زبان سے کبھی ایسا لفظ نہیں نکلا جس سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہو ذاتی طور پر اور آج مہر صاحب نے یہ بھی فرمایا۔ یہ آپ بھی اس چیز کے گواہ ہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں مختار اے شیخ صاحب!

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ de-regulation سے مراد کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ گذشتہ دو اڑھائی برسوں سے ہماری حکومت نے یہ اعلان کیا تھا کہ وہ صنعتیں جو پہلی سابقہ حکومت کی طرف سے Investment ہے وہ dis-investment کر دی جائے گی۔ اسی طرح سے صنعتوں پر یعنی بائیس صنعتوں پر پابندی تھی کہ وہ صنعتیں اجازت کے بغیر نہیں لگائی جا سکتیں اس میں سے حکومت پاکستان نے چند صنعتوں پر سے یہ پابندی اٹھا لی کہ پچاس کروڑ روپے تک جو investment ہو گی اس صنعت کے لگانے پر کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ وہ صنعتیں جن پر سے یہ پابندی اٹھائی گئی ان کے نام یہ ہیں۔

Defence oriented electronics, basic steel, basic metals and alloys and heavy mechanical and electronic plants, basic chemicals, patro-chemicals, public utilities, ships, aircrafts, railway locomotives, fertilizer, cement, sugar, cotton ginning.

یہ چند صنعتیں ایسی تھیں جو کہ بائیس مارچ 1987ء کو حکومت نے ان کے لگانے پر سے پابندی اٹھالی۔ اسی طرح حکومت نے یہ اعلان فرمایا کہ ہم صنعتیں لگانے کے لئے one window operation جاری کریں گے۔ لیکن بصد افسوس مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ کوئی ایک بھی پالیسی پر ہمارے بیورو کریٹس نے عمل نہیں ہونے دیا۔ اب دیکھیں حکومت نے سوت کے بحران کو ختم کرنے کے لئے ساڑھے بارہ لاکھ سپنڈلز لگانے کے لئے تمام لوگوں کو clearance دے۔ اور ساڑھے بارہ لاکھ سپنڈلز لگانے کے لئے انہیں کہا کہ آپ لگائیں۔ لیکن ابھی چند یونٹس کی L.C کھلی تھی کہ ہمارے بینکنگ کونسل کے کارپرداز صاحبان نے ٹیکسٹائل کی صنعت کو مزید فروغ دینے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ ساڑھے بارہ لاکھ سپنڈلز کی اجازت حکومت دے چکی تھی لیکن بینکنگ کونسل نے اسے جاری نہ رہنے دیا۔ صرف تیس ایسے یونٹس جن میں کوئی تقریباً چار لاکھ سپنڈلز تھے ان کے خریدنے کی اجازت دی اور باقی کے خریدنے کی اجازت روک لی۔ تو اس طرح سے آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو گا کہ شوگر ملز کے لگانے کے لئے حکومت سندھ نے کوئی سات یونٹ لگانے کی اجازت دی لیکن ہماری بینکنگ کونسل نے اس کے فنڈز کے لئے بھی پابندی لگادی کہ ہم انہیں فنڈز نہیں دیں گے تو اسی طرح اسلام آباد میں ہمارا One window operation صنعتی سیکرٹریٹ ہے وہاں سے آج تک One Window Operation کی کوئی بات نہیں ہوئی آپ دوسرے ممالک کو دیکھیں کہ جونہی کوئی صنعت منظور ہوتی ہے تو جو بجلی دینے والا محکمہ ہے یا ٹیلیفون والا ہے یا ریلوے لائننگ والا معاملہ ہے اور سوئی گیس والے ہیں تمام محکمے والے خود اس صنعتکار کے پاس جاتے ہیں اور خود بخود تمام چیزیں مہیا کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں One Window Operation کا جو خواب تھا وہ ہمارے بیورو کریٹس نے پورا نہیں ہونے دیا۔

اس طرح سے ہمارے ملک میں cotton yarn کی کمی ہے اور ہمارے پارچہ باف بے پناہ تکالیف کا سامنا کر رہے ہیں اس وقت ہمارے ملک میں دس لاکھ سپنڈل بند پڑا ہے اور اس پر اس کی Revival کے لئے صرف دو ارب روپے کی ضرورت ہے لیکن ہماری جو ایک

کمیٹی silk unit سلک یونٹ کی revival کے لئے بنی تھی اسنے آج اس کو چلانے کے لئے کوئی فیصلہ نہیں کیا تو جناب والا ! میری یہ التماس ہے کہ جو حکومت فیصلے کرتی ہے اور ہمارے بیورو کریٹس ان پر عمل کرنے نہیں دیتے تو اس کے لیئے کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے اور ہماری پنجاب اسمبلی کا کوئی ایسا وفد تیار کیا جائے جو مرکزی حکومت سے بات کرے اور ان معاملات کو حل کرے تاکہ پنجاب جو صنعتی طور پر بہت پیچھے رہ گیا ہے اور باوجود اس کے کہ ہم چونیاں کو ٹیکس فری اور ڈیوٹی علاقہ قرار دیا ہے اگر ہم وہاں صنعتیں نہ لگا سکیں تو اس میں ہمیں بہت بڑی ناکامی ہو گی تو جناب والا ! ضروری ہے کہ ہماری پنجاب اسمبلی کے سطح پر ایک ایسا وفد تیار کیا جائے جو مرکزی حکومت سے بات کرے اور ان تمام معاملات کو حل کرے کہ حکومت کی جو De-regulation کی پالیسی ہے یہ انہوں نے بڑی شاندار پالیسی بنائی تھی اور یہ بڑی کامیاب تھی لیکن بد قسمتی یہ ہے۔ کہ ہمارے بیوروکریٹس اسے آگے بڑھنے نہیں دیتے تو میری یہی منشا ہے کہ اگر ہم اس معاملے کو مرکزی حکومت سے حل کریں تو یقیناً ہم اپنے پنجاب کو صنعتوں سے ہمکنار کریں گے اور ہم یہاں ایک ایسا علاقہ قائم کر جائیں گے کہ جہاں ہمارے ہاں صنعتیں ہونگی اور پنجاب کے لوگ ملازمتوں سے محروم نہیں ہوں گے بے روزگار کا مسئلہ ہمارے سر پر ہے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ باہر کے ملکوں سے واپس آ رہے ہیں تو میری یہ استدعا ہے کہ اگر ہم اس بات پر زور دیں کہ مرکزی حکومت De-requlation کی پالیسی پر جلد از جلد عمل کرے اور ہم اس کے ساتھ تعاون کر کے اس کو کامیاب کریں تاکہ اس کے بہتر نتائج حاصل کئے جا سکیں۔ شکریہ۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! اس بارے میں میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں ایک بات تو یہ ہے کہ ان کی بات ڈی۔ ریگولیشن پالیسی کے متعلق تھی یا اس سے غیر متعلق تھی جہاں تک One Window Operation کا تعلق ہے اس سے ڈی ریگولیشن پالیسی قطعاً مختلف ہے اور یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ انڈسٹری لگانے میں مشکلات ضرور ہیں لیکن اس سے قبل حکومت پاکستان نے صنعتی پالیسی کی ایک statement جاری کی اس کے مطابق 19 ایسی انڈسٹریز تھیں جن کو specified list میں رکھا گیا اور باقی تمام ایسی صنعتوں کو

فری قرار دیا گیا اور اس کو پیشگی منظوری کے بغیر لگانے کی اجازت دی گئی۔ اور اس specified_list میں جو انڈسٹری رکھی گئی اس میں بنیادی صنعتیں تین تھیں۔ Large Size ,Machine Tools Factory وغیرہ تھیں

Patro-Chemicals Heavy Mechanical Complex Heavy Electrical Complex

اس طرح یہ کوئی 19 کی تعداد میں تھیں اور اگر اب ٹیکسٹائل ملوں کے علاوہ مزید انڈسٹری کو بھی de-regulate کر دیا گیا لیکن اس میں ٹیکسٹائل کے علاوہ شرط یہ رہی اس میں مزید دس انڈسٹریز ہیں جن میں دفاع پر مبنی الیکٹرونکس بنیادی فولاد بنیادی دھاتیں اور مرکبات بھاری مشینری Aeronautical بنیادی Chemicals' Chemicals ,Patro عوامی ضروریات کی اشیاء بحری جہاز ہوائی جہاز ریلوے انجن کھاد اور سیمنٹ ان کو اس لسٹ سے خارج کر دیا گیا علاوہ اس کے کہ ڈی۔ ریگولیشن میں دھاگہ بنانے والے جو مشینری تھی یعنی ٹیکسٹائل مل اس کو پہلے ہی de-regulate کر دیا گیا لیکن اس میں شرط یہ رکھی گئی کہ وہ 50۔ کروڑ روپے سے زائد کی صنعت نہ ہو۔

جناب والا ! جہاں تک شوگر ملوں کا تعلق ہے اور میرے فاضل دوست ایک شوگر مل لگانا چاہتے ہیں مجھے پتہ چلا ہے کہ انہوں نے بھی فیڈرل گورنمنٹ سے ایک شوگر مل کی منظوری لی ہے اس میں اگر کوئی ایسی تکلیف ہو یا کوئی پنجاب حکومت کی طرف سے ہو۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! میں جاننا چاہوں گا کہ یہ کس کے بارے میں بات کی گئی ہے ۔کن صاحب نے مرکزی حکومت سے شوگر مل لگانے کی منظوری لی ہے۔ جناب وزیر صاحب کسی کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ مرکزی حکومت سے شوگر مل لگانے کی منظوری لی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ "انہوں نے تو" "انہوں نے" سے مراد پتہ نہیں کہ کون ہیں۔

وزیر قانون۔ یہ جن کے متعلق کہا گیا ہے ان کو سمجھ آ گئی ہے آپ کو شاید سمجھ نہ آئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! میری درخواست ہے کہ کوئی بات اگر ایک آدمی

کے متعلق کی جاتی ہے وہ تو باہر بھی کی جا سکتی ہے کہ آپ نے لی ہے یا انہوں نے لی ہے اگر ایوان میں بات کی جاتی ہے اور سارے ایوان کی اطلاع کے لئے کی جاتی ہے تو پھر ایوان میں بیٹھے ہوئے اراکین کا استحقاق ہے کہ وہ پوچھ سکتے ہیں آپ وضاحت کریں کہ کس کے بارے میں بات کی گئی ہے؟

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی صاحب۔ اگر آپ یہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو سمجھ نہیں آئی کہ چودھری صاحب نے کن کے بارے میں بات کی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ "انہوں نے" اور ہاتھ کا اشارہ اس طرف کیا ہے اور اس طرف چالیس آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ یہ کہنے کو تیار ہیں کہ آپ کو سمجھ نہیں آئی کہ کن کے بارے میں بات ہوئی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جی مجھے تقریباً سمجھ نہیں آئی۔ یہ confusion ہے اور میں دو تین آدمیوں کے بارے میں مشکوک ہو گیا ہوں۔ تو جناب والا! میری درخواست ہے کہ آپ اس کی وضاحت کروا دیں اگر بات کی ہے تو نام بھی لے لیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں۔ یہ ظاہر ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ انہوں نے کن کے بارے میں بات کی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جی یہ پتہ نہیں چلا۔ چلیں آپ نام لے دیں۔ جناب سپیکر! اگر آپ کو اس کی سمجھ آ گئی ہے تو آپ ہی نام لے دیں۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! مجھے نہیں پتہ چلا۔

جناب سپیکر۔ بعض باتوں کے نہ کرنے سے ان کا حسن برقرار رہتا ہے۔

وزیر قانون۔ تو جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر اس میں کوئی تکلیف ہے تو وہ پنجاب حکومت کے نوٹس میں لائیں لیکن میں پنجاب حکومت کی طرف سے ان کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کا بھی ایک Crop pattern ہے ہمارے ہاں فصلات کی زوننگ تو نہیں تھی لیکن ہماری زمینوں کے مطابق اس علاقے میں کوئی فصل ہوتی ہے تو پنجاب حکومت نے یہ حق ضرور محفوظ رکھا ہے کہ اس بات کے لئے یہ دیکھا

جائے کہ کن کن علاقوں میں گنا پیدا ہو اور شوگر ملز لگیں کن علاقوں میں شوگر ملز نہ لگیں اور کتنی تعداد میں ان میں گنا پیدا کیا جائے تاکہ باقی فصلات جو Cash earning crops کہلاتی ہیں جس سے ایکسپورٹ ہوتی ہے وہ علاقے متاثر نہ ہوں۔ اس لئے اگر اس بارے میں میرے فاضل دوست کا اشارہ ہے کہ وہ de-regulate کر دیا جائے کہ جس جگہ مرضی ہو شوگر ملز لگا لی جائے تو میں اس کی مخالفت کروں گا تاکہ ہمارا crop pattern یا اس کے مطابق ایسے زون ہیں جن میں وہ مل لگے وہ نہ لگائی جائے۔ میں اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک de-regulation policy کا تعلق ہے اس کے لئے یہ واضح پالیسی ہے کہ پچاس کروڑ روپے تک کی وہ صنعتیں جو specified list میں موجود نہیں ہیں ان کو بغیر کسی منظوری کے وہ لگا سکتے ہیں اب وہ گئی یہ واضح پالیسی ہے کہ پچاس کروڑ روپے تک کی وہ صنعتیں جو specified list میں موجود نہیں ہیں ان کو بغیر کسی منظوری کے وہ لگا سکتے ہیں اب رہ گئی یہ بات کہ مالیاتی اداروں سے ان کے لئے امداد لینا تو اس بارے میں viability and feasibility ان کی اپنی ہے اس میں اس کا تعلق نہیں۔ اور جو One Window Operation میں یہ نہیں ملتا یہ بالکل صحیح بات ہے میں اپنے فاضل دوست کی تائید کرتا ہوں کہ اس میں مشکلات ہیں۔ کہ اس میں ایک تو پانی کے کنکشن میں تکلیف ہوتی ہے بجلی کے کنکشن میں تکلیف ہوتی ہے اس میں بے شمار تکالیف ہیں۔ اس کے ساتھ اگر یہ اپنے Resolution کی وضاحت کر دیں کہ کس طرف ان کا اشارہ ہے صرف مبہم اور غیر واضح قرار داد بھجوانے سی نہ صرف اس ایوان کی Proper representation نہیں ہوتی بلکہ اس کے بھجوانے سے کوئی مقصد ہی حل نہیں ہوتا یہ ہم بھجوائیں گے کہ اس کو پوری طرح enforce کیا جائے تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم نے پوری طرح enforce کر دیا ہے اس کو فیڈرل گورنمنٹ نے اسے پوری طرح نافذ کر دیا ہے اس لئے اس کی وضاحت کریں کہ ان کا کس بات کی طرف اشارہ ہے تاکہ وضاحت کے ساتھ Resolution جائے۔ Resolution جانے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں اعتراض صرف اتنا ہے کہ ابہام کی شکل میں یا Ambigious Resolution نہیں جانا چاہئے اس کی وضاحت ہونی چاہئے کہ وہ جو چیز فیڈرل گورنمنٹ سے چاہتے ہیں اس کا

صحیح اطلاق ہونا چاہئے۔ ان گذارشات کے ساتھ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اسے واپس لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب! آپ اس کو ذرا اور Clear کر سکتے ہیں۔۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جی میں Summarise کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ پلیز۔۔

میاں مختار احمد شیخ۔ نمبر1 یہ ہے کہ وہ صنعتیں جو کہ سابقہ حکومت نے نیشنلائز کر لی تھیں انہیں Disinvestment کیا جائے۔۔

جناب سپیکر۔ نہیں اس میں مسئلہ یہ نہیں ہے کہ آپ اس پر مزید کچھ بات کریں۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ یہ ریزولیوشن واضح نہیں ہے۔ یہ مبہم ہے اس کو ذرا Clear کر دیا جائے تاکہ صوبائی اسمبلی کی طرف سے جو Recommendation ہو وہ کسی Specific معاملے پر ہو۔

میاں مختار احمد شیخ۔ تو سر یہ Resolution اس طرح سے ہو سکتا ہے۔۔

جناب سپیکر۔ اور اس میں آپ کوئی ترمیم کر سکتے ہیں۔۔۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جی ہاں! یہ اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ وہ صنعتیں جو کہ سابقہ حکومت نے نیشنلائز کی تھیں اور یہ پالیسی De-regulation میں اناؤنس ہو چکی ہے جب یہ دو سال پہلے ہماری حکومت نے بجٹ پیش کیا تھا تو اس میں یہ اناؤنسمنٹ ہوئی تھی کہ وہ صنعتیں جو کہ سابقہ حکومت نے Nationalize کی ہیں اس میں ہم ان کو Disinvestment کر دیں گے اور یہ صنعتیں واگذار کر دی جائیں گی اور اس میں گورنمنٹ کے Shares جو ہیں وہ عوام میں sale کر دئے جائیں گے۔ یہ دو سال پہلے اور پھر ایک سال پہلے جب بجٹ پیش ہوا تو اس وقت بھی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ اس پر ہم فوری فیصلے کر رہے ہیں۔ تو نمبر1 یہ ہے کہ وہ صنعتیں جو کہ سابقہ حکومت نے Nationalize کی تھیں ان میں حکومت کے جو Shares ہیں وہ ان کو Disinvestment کرے۔۔۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ یہ مناسب خیال کریں گے کہ آپ اپنا resolution جو

ہے اس کو Redraft کر لیں؟

میاں مختار احمد شیخ۔ جی ٹھیک ہے۔ اس کو میں کر لیتا ہوں...

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو گا اگر یہ اس کو Redraft کر لیں تو پھر اسے اگلے پرائیویٹ ممبرڈے پر ٹیک اپ کیا جا سکتا ہے؟

وزیر قانون۔ جی یہ Redraft کر لیں...

جناب سپیکر۔ یہ اگلی قرار داد میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئیل صاحب کی طرف سے ہے...

جناب احمد خان بلوچ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ آج پرائیویٹ ممبرڈے ہے اور تمام منسٹر صاحبان آپ دیکھ رہے ہیں کہ چلے گئے ہیں حالانکہ کم از کم انہیں تو بیٹھنا چاہئے تھا اگر ارکان اسمبلی چلے بھی جاتے صرف چودھری عبدالغفور صاحب جنہوں نے جواب دینا تھا وہیں بیٹھے ہیں باقی تمام منسٹر صاحبان لابی میں ہیں یا پھر چلے گئے ہیں۔ جناب کم از کم انہیں یہ تلقین کریں کہ ممبر صاحبان نہیں بیٹھتے تو منسٹر صاحبان تو بیٹھیں ورنہ گورنمنٹ کی طرف سے جب بزنس ڈے ہو گا تو پھر ہم بھی یہ کوشش کریں گے کہ ہم بھی نہ بیٹھیں۔ اور جب کبھی ہم باہر لابی میں بیٹھے ہوتے ہیں تو تمام منسٹر صاحبان ہمیں باہر سے بلا کر یہاں بٹھاتے ہیں۔ آج جب کہ پرائیویٹ ممبرڈے ہے تو تمام منسٹر صاحبان چلے گئے ہیں...

جناب سپیکر۔ تو یہ قرار داد جناب وکٹر سموئیل صاحب کی طرف سے ہے...

اقلیتوں کے لئے عام انتخابات میں دوہرے ووٹ کا طریق کار

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئیل۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ قومی یکجہتی کو موثر بنانے کے لئے اقلیتوں کے لئے عام انتخابات میں دوہرے ووٹ کا طریق کار رائج کیا جائے"

جناب سپیکر۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ۔

" اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ قومی یکجہتی کو موثر بنانے کے لئے اقلیتوں کے لئے عام انتخابات میں دوہرے ووٹ کا طریق کار رائج کیا جائے "

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جناب لاء منسٹر اس کو oppose کرتے ہیں۔ جناب میجر صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئیل۔ جناب والا! ضرور کہنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ قومی یکجہتی کے معاملے میں یہ بالکل میرے ذہن میں نہیں تھا کہ میرے معزز وزیر صاحب اس کو Oppose فرمائیں گے۔۔۔

وزیر قانون۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے oppose اس لئے کیا ہے کہ میری سمجھ میں یہ قومی یکجہتی کی تعریف آ نہیں سکی۔ اگر یہ اس کی تعریف کر دیں گے تو میں سمجھ جاؤں گا تو اسے withdraw کر لوں گا لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آ سکی کہ اس میں قومی یکجہتی والی کون سی بات ہے۔ یہ بتا دیں گے میں سمجھ جاؤں گا تو اسے واپس لے لوں گا۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر! یہ تو Oppose کرنا وزیر موصوف کی عادت ہے۔ یہ اپنی عادت سے مجبور ہیں۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئیل۔ جناب والا! اگر میرا موقف وزیر قانون سن لیتے تو شائد Oppose نہ کرتے لیکن ہمیں تو بات کرنے کی اجازت دینے سے پیشتر ہی Oppose کر لیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کچھ جیسے وہ Snub نہیں کیا جاتا اس قسم کا تاثر پیدا ہو جاتا ہے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میری معروضات کو سن لیا جاتا تو شاید اس معاملے کو Oppose نہ کیا جاتا۔۔۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب! آپ کیا ارشاد فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! مجھے وہ وقت یاد آ رہا ہے کہ جب ہم باہر بیٹھے تھے اور آپ نے اچانک پوچھا تھا کہ یہ اپوزیشن کے ممبران کدھر چلے گئے ہیں ان کے ڈیسک خالی پڑے ہیں۔ تو آپ نے اپنی شفقت کے تابع ہمیں بلوایا۔ اب اس قسم کا رویہ یا

اس قسم کا مظاہرہ اگر وزرا کرام یا مشیر کریں وہ بھی میرا خیال ہے کہ سب بیک وقت واک آؤٹ پر ہیں باہر ہیں۔ ان کے بھی ڈیسک خالی پڑے ہوئے ہیں۔ آپ ان کے لئے بھی اگر کسی کی ڈیوٹی لگا دیں کہ ان کا بھی واک آؤٹ ختم کروا دیں۔ آج پرائیویٹ ممبرڈے ہے اور پرائیویٹ ممبرڈے میں ممبران کے ساتھ یہ سلوک کرنا کم از کم منسٹروں کو زیب نہیں دیتا اور مشیروں کو زیب نہیں دیتا۔ میرا خیال ہے کہ جتنے عہدیدار ہیں وہ ایڈوانس لائن کے ہیں۔ وہ یہاں نظر نہیں آ رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر۔ جی شکریہ جناب راہی آپ نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا۔ میں جناب فضل حسین راہی اور چودھری محمد رفیق کو یہ گذارش کرتا ہوں کہ وہ جائیں اور منسٹر صاحبان کو لائیں۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر میرے خیال میں یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ اکلوتے وزیر چودھری عبدالغفور صاحب جو اس وقت ایوان میں بیٹھے ہیں ان کو بھی ہمارے ساتھ شامل کیا جائے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب والا! چودھری رفیق کو چودھری غفور کیوں اس طرح رڑکتا ہے۔۔۔(قہقہے)

جناب سپیکر۔ جی جناب میجر صاحب۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئیل۔ جناب والا! میں نے جو قرارداد اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کی ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وطن عزیز کے استحکام کے لئے قومی یکجہتی کا ہونا ایک لازمی امر ہے اور قومی یکجہتی ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وطن عزیز میں ہر فرد کے سیاسی اقتصادی سماجی معاشرتی اور معاشی جو بھی حقوق بنتے ہیں ان کا صحیح تحفظ ہو اور اگر صحیح تحفظ ہے تو پھر تو قومی یکجہتی میں تمام لوگ جن کا فرض بنتا ہے اور حق بنتا ہے اپنا موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ لیکن میں تھوڑے سے افسوس کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم اقلیتی لوگوں کا وطن عزیز میں جہاں تک سیاسی اقتصادی سماجی اور معاشرتی شعبہ جات کا تعلق ہے ہماری اس میں پوری نمائندگی یا موثر نمائندگی آج تک نہیں ہو سکی ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ جب سے وطن عزیز معرض وجود میں آیا ہے تو ہماری نمائندگی کے متعلق آج تک کوئی موثر یا وہ فیصلہ جس کا کہ ہمیں مفاد پہنچتا ہو۔ آج

تک صحیح طریقے سے نہیں کیا جا سکا۔ میں 56ء سے اس بات کی تھوڑی سی وضاحت بیان کرنا چاہوں گا کہ اس وقت سے ہماری جو براہ راست نمائندگی تھی اس کو ختم کر دیا گیا اور آج تک یا اب تک جب سے ہم ایوانوں میں آئے ہیں اس وقت تک ہماری نامزدگیاں ہوتی رہیں اور نامزدگی ایک ایسی نمائندگی ہے جو کہ کسی بھی صوتحال میں نہ تو موثر ہو سکتی ہے اور نہ ہے وہ فعال ہو سکتی ہے۔ لہٰذا نامزدگیوں کا طریقہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ 84ء میں ختم کیا گیا اور ہمیں بھی وطن عزیز میں اپنا موثر کردار ادا کرنے کے لئے نمائندہ حیثیت سے موقع دیا گیا۔۔ لیکن جناب والا! یہ ہماری مجبوری ہے کہ ہمیں جداگانہ طرز انتخاب دیا گیا۔ اور اس کی وجہ سے میں یہ محسوس کرتا ہوں اور یہ بالکل حقیقت ہے جو کہ میں واضح طور پر بیان کر رہا ہوں کہ جناب والا! یہ جو نمائندگی ہے نہ تو یہ مکمل ہے اور نہ ہی یہ موثر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مثال قومی سطح کی لے لیجئے۔ ہماری چار ممبران ہیں جب کہ وطن عزیز کے چار صوبے ہیں یہ خوش قسمتی سمجھ لیجئے یا بد قسمتی سمجھ لیجئے کہ چاروں نمائندے پنجاب سے ہی منتخب ہو گئے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صوبہ سندھ کے اقلیتی عوام کہاں جائیں میں مسیحوں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں اور بلوچستان کے جو مسیحی ہیں ان کی نمائندگی قومی سطح پر کہاں گئی۔ اسی طریقہ سے صوبہ سرحد کی نمائندگی کہاں گئی۔ ہمارے جو چاروں نمائندے ہیں وہ تمام پنجاب کے حلقہ سے ہی منتخب ہوئے۔ اس طریقہ سے جناب والا! چوں کہ حلقہ نیابت....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! ہمیں جو کچھ ملا ہے ہم لے آئے ہیں۔ باقی منسٹر صاحبان اپنی کرسی بچانے کی فکر میں ہیں اور باقی مشیر صاحبان وزیر بننے کی فکر میں ہیں۔ اور وہ اپنے اپنے چینل ڈھونڈ رہے ہیں استعمال کر رہے ہیں۔ سابق وزراء کچھ بیٹھے ہیں ان کے بارے میں آپ نے نہیں کہا تھا۔ اگر آپ حکم دیں تو ان کو بھی لے آئیں۔

جناب سپیکر۔ جی نہیں ان کے بارے میں نہیں کہا تھا۔

میجر(ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل۔ جناب والا! یہ میری دوسری یا تیسری قرار داد ہے جس میں interruption کی یہ صورت حال رہتی ہے۔ کہ ہم اپنا موقف صحیح طریقہ سے ادا نہیں کر پاتے جسے سنجیدہ طریقہ سے ہونا چاہئے...

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! یہ وزراء کرام پھر درخواستیں پکڑ کر دستخط کرنے شروع ہو گئے ہیں۔ جناب والا! انہیں سمجھائیں۔ یہ تو میں غیر پارلیمانی بات نہیں کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی نہیں یہ غیر پارلیمانی بات نہیں ہے۔ دستخط کرنا بھی کوئی غیر پارلیمانی کام نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جی بالکل غیر پارلیمانی کام نہیں ہے لیکن اسمبلی کے اندر بیٹھ کر اسمبلی کے بزنس کے علاوہ کسی کاغذ کو پڑھنا کسی اخبار کو پڑھنا اور غیر متعلقہ کاغذ کو پڑھنا رولز کے مطابق اس کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اسمبلی سے متعلقہ کاغذ کو پڑھنا رولز کے مطابق اس کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اسمبلی سے متعلقہ بزنس نہیں ہوتا ہے اس لئے میں گذارش کر رہا ہوں اور قاعدے اور قانون کے مطابق کر رہا ہوں اور میرا خیال ہے کہ آپ کو ذرا سختی سے حکم جاری کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر۔ میں راہی صاحب آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں جناب میجر صاحب آپ کو بھی جو کچھ کہنا ہے۔ ذرا اختصار سے کہہ لیجئے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل۔ جناب والا! اگر راہی صاحب نے کچھ اور بھی کہنا ہے تو کہہ لیں تاکہ اس کے بعد میں اپنی بات کو شروع کر سکوں جناب والا! میں ضرور اختصار سے کروں گا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو نمائندگیاں آئیں وہ حلقہ نیابت وسیع ہونے کی وجہ سے نہ تو مکمل ہیں اور بلکہ غیر موثر ہیں لہٰذا میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اقلیتی عوام جو کہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں وہ اپنے حقوق اور اپنے علاقہ کے فلاح کے کاموں سے محروم ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر قومی سطح پر لیا جائے تو سندھ میں جو مسیحی عوام ہیں ان کے تکالیف مصائب اور مسائل کو رفع کرنے کے لئے کوئی بھی ممبر پنجاب سے جا کر موثر کارروائی نہیں کر سکتا ہے۔ اس طریقہ سے پنجاب کی حالت ہے۔ ہم پانچ مسیحی نمائندے ہیں اور ہم بھی جگہ جگہ بیٹھتے ہیں لیکن حلقہ نیابت بڑا ہونے کی وجہ سے ہمارے عوام نہ تو ہم تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی ہم ان تک پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا ان حالات کے تحت ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں ایک احساس محرومی پیدا ہو رہا ہے۔ کہ نہ ہی ہماری سیاسی صورت حال اور نہ ہی

اقتصادی صورت حال اور نہ ہی معاشرتی اور سماجی صورت حال کسی طریقہ سے ہمارے لئے موثر ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے...

وزیر قانون۔ جناب یہ کتنے منٹ اور بولیں گے میں پانچ منٹ کے لئے باہر جانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ میجر صاحب آپ کتنا وقت اور لیں گے۔ آپ مزید کتنا بولنا چاہتے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل۔ جناب والا! ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہمیں ہر وقت اس چیز کا شکار رہتے ہیں۔ اس ایوان کے اندر ہمیں آج تک مکمل وقت نہیں ملا ہے مجھے تو قانون کے مطابق 20 منٹ چاہئیں اور اس کے بعد میں گذارش کر سکتا ہوں آپ ٹیپ سے چیک کرلیں کہ جو میں نے بات کی ہے کتنے منٹ کی ہے۔ مجھے آپ کل وقت دے دیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں کل تو یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ کو پندرہ بیس منٹ تو ہو چکے ہیں آپ پانچ منٹ اور بول لیں۔

میجر(ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل۔ جناب والا! اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اپنے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی موثر کام نہیں کر پا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر پنجاب میں ہی لے لیجئے سات مرلہ اور تین مرلہ سکیم ہے۔ اب ہمارے عوام جگہ جگہ بکھرے ہوئے اور منتشر ہیں اور ان کو سات یا تین مرلہ کے تحت جو کچھ بھی مفاد ملنا چاہئے یا ان کی فلاح ہونی چاہئے وہ ہم موثر طریقہ سے نہیں کر پا رہے ہیں کیوں کہ ہم تو ان اضلاع میں انفرادی طور پر جا ہی نہیں سکتے۔ اور وہ لوگ بڑی مصیبتوں سے بڑی ہی تکالیف کے ساتھ سفر کر کے ہمارے پاس پہنچتے ہیں لیکن جب وہ ہمارے مکان پر پہنچتے ہیں تو مسئلہ تو ان کا اس ضلع کے اندر رہ جاتا ہے۔ اس طریقہ سے یہ District-Recruitment Committees بن چکی ہیں۔ اور وہ لوگ جو کہ باقی 28 اضلاع میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں 29 ویں ضلع ملتان میں بیٹھا ہوا ہوں ہم وہاں پر ہر اضلاع میں ان کی نمائندگی نہیں کر سکتے ہیں۔ اور ان کی ملازمتوں کو تحفظ نہیں کر پا رہے ہیں۔ اس طریقہ سے سالانہ ترقیاتی پروگراموں کا سلسلہ لیجئے۔ کہ ہمارا حلقہ نیابت میں پنجاب کے حوالے سے بات کروں گا کہ پورا پنجاب ہے۔اور پچھلے سال ہمیں جو اے۔ڈی۔پی ملی ہم نے جو تھوڑا بہت کام کیا۔ لیکن اب حکومت نے

ہم سے یہ کہا ہے کہ آئندہ تین سالہ پروگرام دیا جائے گا اور جب میں نے ملتان میں بیٹھ کر پورے پنجاب کے لئے پروگرام دیا ہے تو ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ تمام پروگرام ردی کی ٹوکری میں جا چکا ہے۔ کیوں کہ میں صرف ملتان کی بات کر سکتا ہوں مسیحان ملتان کی بات کر سکتا ہوں ان وجوہات کی وجہ سے ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ احساس محرومی ہم پر طاری ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اگر یہ جو جداگانہ انتخابات ہمیں دے دئے گئے ہیں یہ اگر موثر ہیں جن سے ہم اپنی نمائندگی مکمل طور پر نہیں کر پا رہے ہیں۔ ان میں کچھ اور طریقہ کار واضح کر دیا جائے کہ جس سے کہ ہمارے وہ عوام جو کہ پورے حلقہ نیابت میں بیٹھے ہیں ان کی بھی کوئی بھلائی ہو سکے اور ان کے لئے بھی کوئی فلاحی کام ہو سکیں۔ ان کی مصیبتوں کا بھی علاج ہو سکے اور ان پر جو مظالم ہو رہے ہیں ان کو بھی دیکھا جا سکے تو اس لئے جناب والا! میں نے یہ قرار داد پیش کی ہے کہ آئندہ انتخابات میں یہ طریقہ کار رائج کیا جائے کہ جس کو کہ میں کہتا ہوں کہ ڈبل ووٹ کا طریقہ کار ہے کیونکہ ہندوستان میں جب کہ وطن عزیز معرض وجود میں نہیں آیا تھا اس وقت بھی ہم نے وہاں پر ڈبل ووٹ کے ذریعہ سے اپنے عوام کا تحفظ کیا۔ میں یہاں پر بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ جناب پاکستان کے اندر ڈبل ووٹ کا طریقہ کار رائج کیا جائے تاکہ جہاں پر ہم نہیں پہنچ سکتے ہیں یا جہاں سے ہمارے لوگ ہم تک نہیں پہنچ سکتے ہیں وہاں ہمارے اکثریتی بھائی بیٹھے ہیں۔ اور قومی یک جہتی کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی بیٹھا ہے اس کے حقوق کا تحفظ اس کو وہیں پر ملنا چاہئے تو میں اس لئے جناب والا! عرض کر رہا ہوں کہ اس تحریک کو کامیاب کر کے حکومت سے سفارش کی جائے کہ پاکستان کے اندر ڈبل ووٹ کا طریقہ کار رائج کر کے اقلیتوں کے مفاد کے ان حقوق کے تحفظ کو اقلیتوں کے فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے اقلیتوں کے ترقیاتی پروگراموں کے لئے صحیح طریقہ سے کام ہو سکے۔ کیونکہ اگر میرا اکثریتی بھائی جہاں میں نہیں پہنچ سکتا ہوں وہ وہاں پر بیٹھا ہے اور میرے مسیح عوام بھی اس کے پاس بیٹھے ہیں تو ظاہر ہے کہ اگر ان سے وہ ووٹ حاصل کریں گے تو ان کے حقوق کے لئے ان کی فلاح کے لئے ان کی ترقی کے لئے جو کہ ان کا حق بنتا ہے۔ چونکہ آئین پاکستان کا آرٹیکل 36 موجود ہے اور اس کے تحت انہیں یہ حق حاصل ہے وہ انہیں دستیاب ہو

سکے گا۔ فی الحال تمام باتیں زبانی ہوتی ہیں لیکن ان پر عمل کچھ نہیں ہوتا اور عمل نہ ہونے کی وجہ سے ہم جو اقلیتی لوگ ہیں۔ خاص طور پر صوبے میں جہاں میں نے خود مشاہدہ کیا ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ حکومت کو یہ احساس محرومی دور کرنی چاہئے اور یہ احساس محرومی تب ہی دور ہو سکتی ہے جب ہمیں سیاست میں موثر طور پر شرکت کے مواقع دیئے جائیں۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہمارا مسیحی بھی مسلمان بھائی کو ووٹ دے تاکہ جب وہاں اس کو کوئی مسئلہ در پیش ہو تو اس کا وہ مسئلہ وہیں پر حل ہو سکے۔ کیونکہ جب تک اکثریت اور اقلیت شیر و شکر نہیں ہوتی قومی یکجہتی موثر نہیں ہوتی انہیں معروضات کے ساتھ اپنی بات کو ختم کروں گا اور میں اپنے شعر کی وساطت سے عرض کروں گا کہ میری اس تحریک کو کامیاب بنایا جائے۔

من تو شدی تو من شدم تو جاں شدی من تن شدم
تا کس نہ گوئید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک پاکستانی ہونے کی حیثیت سے اگر ہم مسلمان ہیں تو یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے اگر ہم مسیحی ہیں تو یہ بھی ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ مسلم اور غیر مسلم کا جو احساس پیدا ہو رہا ہے یہ ختم ہونا چاہئے اور یہ اس طریقے سے احساس ختم ہو سکتا ہے کہ ہمیں ملک میں دھرے ووٹ کا طریقہ رائج کرنا ہو گا۔ تاکہ ہر انسان کو جو بھی اس کا حق بنتا ہے وہ حق اس کو پوری طرح سے مل سکے۔ یہ حق خواہ سیاسی ہو اقتصادی ہو سماجی ہو' معاشرتی ہو' معاشی ہو وہ اس کو پوری طرح مل سکے۔ ان معروضات کے ساتھ جناب والا میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میں اظہار خیال کر سکا۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک۔ (چودھری محمد صدیق سالار) جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں نظریہ پاکستان کے تحت جو جداگانہ انتخابات ہوتے ہیں اس کے خلاف یہاں کوئی بات ہو سکتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی ابھی میرے فاضل دوست میجر صاحب نے

یہاں پر کہا ہے کہ ان کے سب ایم۔این۔ایز پنجاب سے منتخب ہوئے ہیں۔ اور وہاں کی بات سنتے ہیں۔ اسی طرح جہاں جہاں مسلمان ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔ایز ہیں وہ اپنے ارد گرد کے ماحول کو دیکھتے ہوئے ان کے ساتھ مساویانہ سلوک کرتے ہیں۔ پیار اور محبت سے رہتے ہیں جداگانہ انتخابات اور نظریہ پاکستان کے خلاف یہاں اسمبلی میں بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب پیٹر گل (اقلیتی ممبر)۔ جناب والا! جیسا کہ چودھری صدیق سالار صاحب نے فرمایا ہے کہ سندھ سے بھی بہت سے ہندو ایم۔این۔ایز ہیں لیکن وہ اپنی قوم کی بات سنیں گے وہ عیسائیوں کی بات نہیں سنیں گے۔ ہمارے جو ایم۔این۔ ایز ہیں وہ سارے پنجاب سے ہیں۔ اور جو سندھ کے عیسائی ہیں وہ تو کسی کے پاس جا ہی نہیں سکتے۔ اس لئے میں بھی میجر صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ ہمیں دہرے ووٹ کا حق دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! جہاں تک میرے فاضل دوست کے جذبات کا تعلق ہے میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان ایک واحد ملک ہے جس میں اقلیتوں کے متعلق کبھی کوئی ایسی بات نہیں ہوئی اور کبھی ان کے ساتھ فرق نہیں رکھا گیا کوئی ایسی تمیز نہیں برتی گئی۔ رہ گئی بات اس ریزولیشن کے بارے میں تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس تقریر میں اور باتیں تو کی گئی ہیں کہ سرحد سے اس کو نمائندگی نہیں ملی سندھ کے بارے میں بھی ان کی رائے ہے کہ ان کو وہاں سے نمائندگی نہیں ملی۔ یہ بات تو اس سے قطعی مختلف ہے اور پھر اس سے دہرے ووٹ کا کیا تعلق ہے؟ یا قومی یکجہتی کا اس سے کیا تعلق ہے؟ اس بات کے لئے میں نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے کہ کیا قومی یکجہتی صرف اس بات کا نام ہے کہ مسلمانوں کو ایک ووٹ ملے اور ہمارے مسیحی بھائیوں کو دو ووٹ ملیں۔ یہ کون سی یک جہتی ہے میری تو سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آ رہی کہ یہ کیسا ریزولیشن ہے دہرے ووٹ کا میں تو ایک ہی مطلب سمجھ سکا ہوں اور وہ بھی میں تقریر سے تو نہیں سمجھ سکا اپنے طور پر دہرے ووٹ کو سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ جنرل الیکشن کے لئے دیا جائے۔ مجھے تو یہ سمجھ میں آیا ہے اگر اس سے علاوہ کوئی بات ہے تو میں

سمجھ نہیں سکا مجھے یہ بتا دیں لیکن مجھے تو یہی سمجھ آئی ہے میں نے تو دہرے ووٹ سے یہی مطلب اخذ کیا ہے کہ ایک ووٹ جنرل الیکشن میں سب کے ساتھ استعمال کرنے کا حق دیا جائے اور دوسرا ووٹ اپنے مخصوص حلقے میں استعمال کر سکیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بات کون سے قاعدے اور قانون کے مطابق قومی یک جہتی کے زمرے میں آتی ہے۔ یعنی اگر دہرا ووٹ استعمال کرنے کی اجازت نہ دی گئی تو قومی یک جہتی Suffer کرے گی یا اس پر کوئی زک پڑتی ہے۔ میں تو یہ کہنے کی پوزیشن میں ہوں کہ آپ یہ بات تو آپ وہاں کریں جہاں آپ کا حق کہیں غصب کیا جا رہا ہو آپ کو اپنے ووٹ کا حق نہ دیا گیا ہو۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میری ان کے ساتھ ہمدردی ہے اور یہ بھی خدا گواہ ہے کہ ہمارے دلوں میں تو اپنے ان بھائیوں کے متعلق کبھی کوئی ایسی بات پیدا ہی نہیں ہوئی کہ اکثریت کیا ہے اور اقلیت کیا ہے؟ وہ ہمارے ہر لحاظ سے برابر ہیں اور ہم انہیں برابر سمجھتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ تو یہ ایک رعایت برتی گئی ہے۔ کیونکہ اگر عام انتخابات میں ان کو سب کے ساتھ شامل کیا جائے تو شاید ان کا ایک ممبر بھی منتخب نہ ہو سکے اور ان کی جداگانہ حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے ان کو یہ ensure کیا گیا ہے کہ ان کے پورے ممبر منتخب ہو کر آ جائیں۔ اگر ممبران لاکھوں ووٹ لے کر منتخب ہوتے ہیں یا کم از کم ہمارے ممبران پچاس پچاس ہزار ووٹ لے کر منتخب ہو کر آتے ہیں۔ تو ان کی طرف سے ایسے ممبران بھی ہیں جو سینکڑوں ووٹ لے کر منتخب ہو کر آتے ہیں یا اس سے بھی کم ووٹ لے کر اسمبلی کے ممبر منتخب ہوتے ہیں۔ ہمارے مسیحی بھائی جو اتنی بڑی تعداد میں یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اسی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہاں ایک بات میں ان کی تسلیم کرتا ہوں کہ ان کا حلقہ نیابت بہت بڑا ہے اور ان کا حلقہ نیابت ایم۔این۔اے کے لئے پورا پاکستان رکھ دیا گیا ہے اور پنجاب کے لئے پورے پنجاب کو رکھ دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم پہلے بھی مرکزی حکومت کو سفارش کر چکے ہیں ان کا یہ مسئلہ حل کیا جائے۔ اور ہم اپنے طور پر پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے بھی سفارش کر چکے ہیں کہ آبادی کے لحاظ سے ان کے حلقے کو تقسیم کر دیا جائے اور آبادی کے لحاظ سے ان کی Zoning کر دی جائے۔ بلکہ کارپوریشن کے حلقے میں بھی صوبائی اسمبلی کے حلقے میں بھی اور ایم۔این اے کے حلقہ کے لئے بھی ان کو علیحدہ کر دیا جائے۔ تاکہ

ان کو ساری پاکستان کے ووٹ نہ لینے پڑیں اور سندھ کے لوگوں کے لئے سندھ کا حلقہ بنا دیا جائے لیکن یہ بات کہ قومی یک جہتی تب ہی برقرار رہ سکتی ہے جب ان کو دہرے ووٹ کا حق دیا جائے۔ اس کی میں مخالفت کرتا ہوں۔ اور یہ بات میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں انتہائی انکساری اور معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ دہرے ووٹ کا طریقہ کار؟ آپ کس طرح سے بنانا چاہتے ہیں؟ پھر کوئی اور اٹھ کر کہے گا کہ ہمیں بھی دہرے ووٹ کا حق دیا جائے۔ پھر اور exception اس میں آ جائے گی قومی پالیسی کے لحاظ سے اور canon of Justice کے لحاظ سے یہ بات درست نہیں ہے۔ اس لئے یہ بات میرے سمجھ میں بھی نہیں آ سکی کہ آپ کس طرح سے دہرا ووٹ استعمال کریں گے؟

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل۔ جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ جو کچھ بھی جناب چودھری عبدالغفور صاحب نے فرمایا ہے اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کردوں۔ وہ یہ ہے کہ قومی یکجہتی کا جب میں ذکر کرتا ہوں تو میں اس لئے ذکر کرتا ہوں کہ کسی کو احساس محرومی نہ ہو۔ کیونکہ جہاں کہیں بھی احساس محرومی ہو گی وہاں پر قومی یک جہتی کو نقصان ہو گا۔ اور نقصان پہنچا ہے اس کی مثال میں آپ کو دے دیتا ہوں کہ مشرقی پاکستان ہم سے کیوں الگ ہوا؟ یہی وجہ ہے کہ ان کا جو سیاسی سلسلہ تھا اس کی جگہ مشرقی پاکستان میں تھی مغربی پاکستان میں نہیں تھی۔ اس لئے وہاں پر احساس محرومی پیدا ہوا۔ اسی طریقے سے اب یہاں پر پاکستان کے اندر جب ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ عملی طور پر۔ ہمارے سیاسی حالات کو ہماری اقتصادیات کو ہمارے معاشی حالات کو نقصان پہنچ رہا ہے اور اس وجہ سے پہنچ رہا ہے کہ ہماری نمائندگیاں سیاسی نقطہ نگاہ سے موثر نہیں ہیں اس لئے ان کو موثر بنانے کے لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کا واحد طریقہ یہی ہے اور اس میں یہ بات بھی نہیں ہے کہ ہم دو ووٹ لے گئے اور آپ کو ایک ووٹ مل گیا۔ ہم تو ایک طریقہ کار عرض کر رہے ہیں کہ اس کے بغیر گذارہ نہیں ہے۔ ہاں اگر ملک کے اندر ایسے حالات ہوتے کہ مخلوط انتخابات ہوتے تو اس وقت سوال اور پیدا ہوتا۔ اب چونکہ جداگانہ انتخابات کا طریقہ کار رائج ہے اس لحاظ سے ہمیں...

راجہ خلیق اللہ خان۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا

چاہتاہوں کہ 1970ء میں مخلوط انتخابات ہوئے تھے اور اس کا احساس محرومی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل۔ جناب عالی میں راجہ خلیق اللہ صاحب کے ارشاد سے متفق ہوں لیکن ان کو میرے خیال میں یہ معلوم نہیں کہ مخلوط انتخابات میں جبکہ نظریاتی ملک ہو اس کے اندر اقلیتوں کو مخلوط انتخابات میں فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اگر اس وقت مخلوط انتخابات تھے تو ہماری کونسی نمائندگی سامنے آئی تھی۔ آپ کو یاد ہونا چاہئے کہ اس وقت سے لے کر ہماری نامزدگیاں ہی ہوتی رہی ہیں اور ہم نے بڑی کوشش سے یہ بات کی ہے کہ نامزدگیاں نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ہماری نمائندگی ہونی چاہئے۔ جیسے آپ براہ راست آتے ہیں ہمیں بھی براہ راست آنا چاہئے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری تعداد اتنی نہیں ہے ہمارے حلقے بہت وسیع ہیں۔ ہم نے یہ گذارش کی ہے کہ جہاں ہم نہیں پہنچ سکتے یا جہاں ہم اپنے حقوق کا تحفظ کرنے سے قاصر ہیں وہاں پر ہمارے مسلمان بھائی جو وہاں کے نمائندے ہیں اور مسیحی لوگ وہاں پہ بیٹھے ہیں ان کی وہ نمائندگی کریں۔ ہم تو ان کو اپنی نمائندگی بھی دے رہے ہیں۔ ہم آپ سے علیحدہ کوئی حق نہیں مانگ رہے۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا سیاسی اقتصادی' سماجی اور معاشرتی جو بھی تحفظ ہے وہ ہر جگہ پر ہر انسان کا حق ہے وہ اسے ملنا چاہئے۔ ہماری نمائندگی کی وجہ سے یہ حق نہیں مل رہا۔ اور چونکہ یہ نہیں مل رہا ہے اس لئے میں نے تجویز پیش کی ہے کہ جناب ہم تو اپنا حق بھی آپ کو دیتے ہیں کہ آپ بھی ہماری نمائندگی کریں جہاں ہمارے مسیحی عوام بیٹھے ہیں۔ اور یہ ایک موثر طریقہ ہے جس سے یہ احساس محرومی اور بڑھنے سے رک سکے گا۔ اور اس کے رکنے سے ہی قومی یکجہتی کو فروغ پہنچتا ہے۔ جب تک ہمارے مفادات فلاح اور حقوق جو کہ آرٹیکل 36 کے ذریعے سے ہمیں دے دئے گئے ہیں جب تک ان کا عملی ثبوت نہیں ملتا ہے ہم اپنے احساس محرومی میں بہت بہت نیچے جا رہے ہیں۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم آپ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ہماری نمائندگی کریں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ میجر صاحب۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو.....

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب میرے خیال میں اس کو dispose of کرتے ہیں۔ ویسے میں آپ کا حق نہیں مارنا چاہتا۔ اگر آپ ضرور بات کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو اجازت دے دیتا ہوں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! کچھ حق ہمسائیگی اور کچھ اصولی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسے کہ میجر صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کا اقلیتی ووٹ اگر اکثریت کو دے دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے قطعی طور پر نہ تو قومی یکجہتی میں فرق پڑتا ہے....

چودھری محمد صدیق سالار۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ سر میں نے آپ کی وساطت سے پہلے بھی عرض کی تھی کہ نظریہ پاکستان کے خلاف اور جداگانہ انتخابات کے خلاف کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب آپ بات کر چکے۔ آپ میجر صاحب کی قرار داد کی تائید کرتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جی ہاں میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ تو بات ہو گئی۔

چودھری محمد رفیق۔ ٹھیک ہے جناب کافی سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے بات ہو گئی ویسے میں ان کی حمایت میں ہی بات کرنی چاہتا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں نظریہ پاکستان میں کوئی رخنہ نہیں پڑتا۔ نظریہ پاکستان کی کوئی مخالفت نہیں ہوتی۔

چودھری نعیم حسین چٹھہ۔ جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ جناب میجر صاحب شائد اپنے ذہن میں خود Clear نہیں ہیں۔ پولیٹیکل سائنس کے مطابق دو طریقہ ہائے انتخاب ہوتے ہیں۔ ایک جداگانہ انتخابات اور دوسرے مخلوط انتخابات۔ آیا وہ مخلوط انتخابات کی حمایت کر رہے ہیں تو اس بارے میں میں ان کی خدمات میں یہ عرض کروں گا کہ وہ ساری کرسچین قوم کی حق تلفی کی وکالت کر رہے ہیں۔ اس صورت میں کوئی بھی کرسچین منتخب ہو کر نہیں آئے گا۔ تو اس بنا پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں جداگانہ انتخابات کی وکالت کرنی چاہئے۔ یہی ان کے مفاد میں ہے اور یہی ہمارا آئین Provide کرتا ہے۔

جناب سپیکر۔ میجر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ان کی تردید کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری نعیم حسین چٹھہ۔ اور جیسے صدیق سالار صاحب نے فرمایا کہ وہ ہمارے آئین کی بنیاد ہے اور پاکستان کی تخلیق کی بنیاد ہے کہ پاکستان جداگانہ انتخابات کی بنیاد پر ہی معرض وجود میں آیا۔ یہی ہمارا بنیادی اور کلیدی نکتہ ہے۔ اور اس کے بعد اگر یہ یہ سمجھتے ہیں کہ جداگانہ انتخابات جو انہیں دیا گیا ہے اس کے مطابق ان کے حقوق محفوظ نہیں ہیں تو وہ بصد شوق مخلوط انتخابات کی حمایت کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی خدمت میں میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اپنی کمیونٹی کی ویلفیئر نہیں سوچ رہے بلکہ ان کو حق سے محروم کر رہے ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ کرسچین کو دو ووٹ دیئے جائیں اور مسلمانوں کو ایک ووٹ دیا جائے تو یہ بھی دانشمندی نہیں ہے۔ اگر وہ اپنی کمیونٹی کی نمائندگی خود کرنا چاہتے ہیں تو وہ جداگانہ انتخابات کے تحت ہی ہو سکتی ہے جو پہلے ہی ملک میں رائج ہے اگر یہ چاہتے ہیں کہ دو ووٹ کرسچن کو دیئے جائیں تو نہ یہ انصاف کا تقاضا ہے اور نہ یہ دانشمندی ہے۔

جناب سپیکر۔ جی شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ یہ جو آپ نے بات کی ہے میجر صاحب کی تقریر کے بارے میں۔ انہوں نے مخلوط انتخابات کی حمایت نہیں کی ہے۔ یہ بات ریکارڈ میں ہے۔ انہوں نے اور بات کی ہے۔ تو یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ قومی یکجہتی کو موثر بنانے کے لئے اقلیتوں کے لئے عام انتخابات میں دوہرے ووٹ کا طریق کار رائج کیا جائے" جو صاحبان اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں گے اور جو اس کے خلاف ہیں وہ نہ کہیں گے۔

(قرار داد نا منظور ہوئی)

بیگم صاحبہ آپ کی جو تحریک ہے اس کے بارے میں میں نے ریکارڈ دیکھا ہے اس قسم کی تحریک پہلے آ چکی ہے اور وہ ایوان میں منظور ہو چکی ہے۔ شکریہ۔ ہاؤس پرسوں 15 تاریخ کو صبح 9.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی جمعرات 15 اکتوبر 1987ء صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات 15 اکتوبر 1987ء

(پنجشنبہ 21 صفر 1408ھ)

جلد 11 - شمارہ 11

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات 15 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ

اراکین اسمبلی کی رخصت 1804

مسئلہ استحقاق:-

حلقہ بندیوں کی غیر قانونی اور نامناسب ترتیب 1807

تحاریک التوائے کار:-

(i) ضلع جھنگ کے کاشتکاروں اور کسانوں کا استحصال 1817

(ii) چھ فیصد کی بجائے چالیس فیصد تک تباہ شدہ گندم خرید کر کروڑوں روپے کے عوامی سرمایہ کا خورد برد 1819

مسودات قانون:-

مسودہ قانون (ترمیم) (مدت برائے ادائیگی معاوضہ کی توثیق و توسیع) مزارعت پنجاب 1987ء 1828

حکمت عملی کے اصولوں پر بحث (جاری) 1838

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

جمعرات، 15 اکتوبر، 1987ء

(پنجشنبہ، 21 صفر، 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری **علی حسین صدیقی** نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ إِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ أَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ أَمَدًا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾ قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣١﴾

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

(آل عمران۔ آیت 29، 30، 31، 34، 74)

اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دیں کہ کوئی بات تم اپنے دلوں میں مخفی رکھو یا اسے ظاہر کرو تو اللہ اس کو جانتا ہے۔ اور یہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو سب کی خبر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پائے گا اور ان کی برائی کو بھی دیکھ لے گا تو آرزو کرے گا کہ اے کاش! اس میں اور برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی اور اللہ تو تم کو اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ ویسے اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ کہہ دیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلتے رہو۔ پس اگر وہ حکم نہ مانیں تو اللہ منکرین حق کو کبھی دوست نہیں رکھتا۔

وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور اللہ تو بڑا صاحب فضل و کرم ہے۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سردار نذر محمد جتوئی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد جتوئی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ بہت عرصہ سے بیمار چلا آ رہا ہے۔ بوجہ تکلیف 10-10-87 تا 12-10-87 اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا اس لئے استدعا کی جاتی ہے کہ ان ایام کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد اسلم

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اسلم صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

کل مورخہ 12-10-87 کو میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اس لئے اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید چراغ اکبر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سید چراغ اکبر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں بوجہ علالت مورخہ 7-10-87 کو اسمبلی اجلاس میں شامل نہ ہو سکا تھا۔

ازراہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔ مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار حسن اختر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار حسن اختر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ ضروری کام مورخہ 15-10-87 کو اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکتا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک احمد یار خان وارن

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک احمد یار خان وارن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 8-10-86 تا 13-10-87 کا اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔

براہ کرم میری رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس مشتاق احمد

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست رئیس مشتاق احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ ضروری کام مورخہ 10-10-87 تا 12-10-87 حاضر نہیں ہو سکا لہٰذا تین ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

اعجاز احمد شیخ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست اعجاز احمد شیخ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I would like to request you that due to my unavoidable circumstances, I could not attend the current session of the Provincial Assembly of the Punjab, from 4-10-87 to 14-10-87. Kindly sanction my leave for the said duration and oblige.

Thanking you.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ ہمارے پاس ایک تحریک استحقاق نمبر 10 Pending ہے۔ یہ تحریک استحقاق میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے اور یہ وزیر تعلیم کے ایوان میں تشریف نہ لانے کی وجہ سے Pending ہے جناب وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آج کیا صورت ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ (چودھری عبدالغفور)
جناب والا! ابھی وہی صورت بدستور قائم ہے۔
جناب سپیکر۔ میاں صاحب پھر اسے مزید کچھ عرصہ کے لئے Pending کر دیں اور جناب وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ اس سلسلے میں کچھ فرما سکیں گے کہ وائیں صاحب کب تک آ جائیں گے؟
وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! آج انہوں نے آنا تھا شاید وہ لیٹ ہو گئے ہیں۔
جناب سپیکر۔ Next working day پر وہ تشریف لے آئیں گے؟
وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جی ہاں تشریف لے آئیں گے۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! میں نے انہیں convey کیا ہوا ہے اور ان کو معلوم ہے۔ اس کے بعد سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ایک تحریک استحقاق نمبر 14 ہے۔ مگر وہ تشریف نہیں رکھتے۔
میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! آپ اسے Pending فرما دیں۔
جناب سپیکر۔ ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے؟
میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! وہ کہہ گئے تھے کہ میں آ جاؤں گا۔
جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے میاں مختار احمد شیخ صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق نمبر 15 پیش کی گئی ہے۔

حلقہ بندیوں کی غیر قانونی اور نامناسب ترتیب

میاں مختار احمد شیخ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری واقعہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ کل مورخہ 12-10-87 کو ضلع ملتان کی انتظامیہ نے دیدہ دانستہ اور مخصوص مفادات کے پیش نظر میرے حلقہ انتخاب ڈسٹرکٹ کونسل میں حلقہ ہائے غلط ترتیب دے دیئے ہیں۔ جب

کہ اصل صورت حال یہ ہے کہ اے۔ ڈی۔ سی (جی) نے میرے ساتھ نئی حلقہ بندی کے بارے میں 13 اور 14 ستمبر 1987ء کو اور بعد ازاں 10 اکتوبر 1987ء کو مشورہ کیا۔ اور میری تجویز کردہ حلقہ بندیوں کو جائز اور درست قرار دیا۔ اور میرے ساتھ اتفاق کیا۔ بعد ازاں غیر قانونی اور نامناسب نئی حلقہ بندی دیدہ دانستہ اور مخصوص مفادات کے پیش نظر ترتیب دے دی۔ اور ہاؤس میں تمام ممبران صوبائی اسمبلی نے Multiple حلقہ ہائے ڈسٹرکٹ کونسل کی Unanimous مخالفت کی تھی۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی فوری روک کر اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ اور تحریک استحقاق کمیٹی کی سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب لاء منسٹر صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون۔ حلقہ بندیوں کے بارے میں ٹوانہ صاحب ہی کچھ بتا سکیں گے۔

جناب سپیکر۔ ٹوانہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اس تحریک استحقاق کو ٹوانہ صاحب کی آمد تک مؤخر کر لیا جائے۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! آج اگر تحریک استحقاق نمبر 10 لے لی جائے۔

جناب سپیکر۔ میاں محمد اسحاق صاحب بھی اگر اتفاق کریں تو پھر آج ہی ہم اس کو لے لیں گے۔ میاں مختار احمد شیخ صاحب اگر مناسب سمجھیں تو اس کو مؤخر کر لیا جائے۔ جب ٹوانہ صاحب آ جائیں گے تو اس کو Take up کر لیا جائے گا۔ وہ اگر آج آ جاتے ہیں تو آج ہی اسے Take up کر لیں گے اگر آج نہیں آتے تو پھر اگلے Working day پر رکھ لیں گے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ ٹھیک ہے جناب والا..... پوائنٹ آف آرڈر سر۔ سر میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ حلقہ بندیوں کے بارے میں اعتراضات داخل کرانے کی آخری تاریخ 19 اکتوبر ہے اگر مناسب سمجھیں تو اسمبلی کا اجلاس مزید دو دن کے لئے ملتوی کر دیا جائے یعنی 18 اور 19 اکتوبر کی چھٹی کر دی جائے تو بڑی مہربانی ہو گی کیونکہ حلقہ بندیوں میں جس طرح سے ڈی سی اور اے ڈی سی (جی) حشر کر رہے ہیں اگر ہم یہاں بیٹھے رہے تو ہم اعتراضات بھی داخل نہیں کر پائیں گے اور اتنا بڑا حشر ہو جائے گا افسران پیپلز پارٹی سے

ملے ہوئے ہیں اور وہ اس طرح سے حلقہ بندیاں بنا رہے ہیں کہ جس سے ہماری پارٹی کو بہت نقصان ہو گا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق کے دوران بات کر لیں۔ جناب ٹوانہ صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں ان کی آمد تک ہم نے یہ تحریک استحقاق مؤخر کی تھی۔ ٹوانہ صاحب یہ تحریک استحقاق نمبر15 ہے۔ کیا اس کی کاپی آپ کے پاس ہے۔

وزیر اوقاف۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق پیش کی جا چکی ہے۔ آپ کے تشریف نہ لانے کی وجہ سے ہم اسے مؤخر کر رہے تھے۔ اب آپ تشریف لے آئے ہیں تو اسے take up کر لیتے ہیں۔ میاں صاحب آپ اس پہ مختصر بیان دینا چاہتے ہیں؟

میاں مختار احمد شیخ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ متفقہ طور پر تمام ممبران اسمبلی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کسی ضلع میں Multiple حلقہ جات نہیں بنائے جائیں گے اور اس بات پر میرے ضلع کے ڈپٹی کمشنر اور اے ڈی سی (جی) نے یہ اتفاق کیا تھا کہ ہم Multiple حلقہ جات نہیں بنائیں گے اور اس سلسلہ میں میں نے ان سے میٹنگ کی 13 اور 14 ستمبر کو ہوئی جب کہ 15- ستمبر کو اعلان ہونے والا تھا۔ میں نے میٹنگ میں ان سے کہا کہ آپ Multiple حلقہ جات نہیں بنائیں گے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ سر میرے فاضل دوست کی اپنی رائے ہو گی۔ حکومت کے سرکاری بنچوں نے یہ کہیں فیصلہ نہیں دیا کہ ایسا ہو۔ حکومت قاعدے اور انصاف کے تحت جو کچھ کر رہی ہے وہ ٹھیک ہے۔ یہ انفرادی بات ہے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب والا۔ تمام ہاؤس نے متفقہ طور پر فیصلہ دیا تھا کہ اور اس سلسلہ میں 13 اور 14 ستمبر کو میٹنگز بھی ہوئیں۔ ڈپٹی کمشنر اے ڈی سی (جی) نے اس بات کو تسلیم بھی کیا تھا۔ جناب والا ' یہ حلقہ بندیاں ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح یہ غیر قانونی ہیں۔ گورنمنٹ نے یہ اجازت دی کہ ساڑھے بائیس ہزار کی اوسط آبادی ہر حلقہ میں ہو گی۔ اور 3% تک کم و بیش کی آبادیوں کے الگ حلقے ترتیب دیئے جائیں گے۔ اب میرے ضلع میں انہوں نے جو غیر قانونی حلقے بنائے ہیں اور اس میں مخصوص مفادات کو پیش نظر رکھا ہے۔

بائیس ہزار پانچ سو سے اگر 30 فی صد نکال دیا جائے پندرہ ہزار سات سو پچاس بنتے ہیں۔ میرے ضلع میں جو Multiple بنایا گیا ہے اس میں ایک ہی یونین کونسل کلیاں پور ہے جس کی آبادی پندرہ ہزار چار سو اکسٹھ ہے۔ تو یہ پندرہ ہزار چار سو اکسٹھ کی حد میں آ کر ایک الگ حلقہ بن سکتی تھی لیکن دیدہ دانستہ یونین کونسل رنگیل پور اور حامد پور کنورہ ان تینوں یونین کونسلوں کو ملا کر اکتالیس ہزار چھ سو اکیاسی افراد کی آبادی پر ایک حلقہ بنا دیا گیا۔ حالانکہ اس میں سے ایک یونین کونسل کا الگ حلقہ بنتا تھا اور دو یونین کونسلیں اگر ملا دی جاتیں یعنی رنگیل پور اور حامد پور کنورہ تو یہ آبادی پچیس ہزار نو سو تیس بنتی ہے۔ یہ بھی اس حد میں آ جاتی ہے اور وہ بھی ایک الگ حلقہ بن سکتا تھا اور یہ Multiple نہ بنتی۔ لیکن باوجود اس بات پر اتفاق کرنے کے اسے Multiple بنا دیا گیا۔ اور ان مخصوص مفادات کو جن کے بارے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے نمائندوں نے انہیں Approach کیا اور Approach کر کے اس کو Multiple کی شکل دے لی تاکہ ہم اپنے حلقوں سے محروم کر دیئے جائیں۔ تو جناب والا گزارش یہ ہے کہ تمام پنجاب میں اس قسم کے حلقے بنائے گئے ہیں اور ڈی سی اور اے ڈی سی (جی) نے ان حلقوں کو Crush کرنے کے لئے اور ہم لوگوں کو Crush کرنے کے لئے یہ سکیمیں بنائی ہیں۔ تو میں یہ کہوں گا کہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس مزید دو دن کے لئے ملتوی کیا جائے تاکہ ہم وہاں جا کر اعتراضات داخل کرا سکیں۔ وگرنہ جو یہ دھاندلی ڈی سی اے ڈی سی (جی) یا متعلقہ انتظامیہ نے کی ہے جاری رہے گی اور یہاں اسمبلی کے اجلاس میں بیٹھے ہوئے ان تمام چیزوں سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ یہ ہمارے خلاف سازش کی جا رہی ہے۔ اس سازش سی بچنے کے لئے میں حکومت کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں سرکاری پارٹی کا آدمی ہوں میں حکومت سے منسلک ہوں لیکن وہاں جو سازش کی جا رہی ہے میرا یہ فرض ہے کہ میں اس کی نشاندہی کروں اور میں بتاؤں کہ وہاں ہمیں کس طرح حلقوں سے محروم کیا جا رہا ہے۔ یہ واضح طور پر غیر قانونی حلقہ بندی کی جا رہی ہے۔ اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ہمیں دو دن چھٹی دی جائے تاکہ ہم وہاں جا کر اعتراضات داخل کر سکیں۔ وگرنہ ہم ممبران یہاں بیٹھے رہیں گے اور وہاں ہم اپنے حلقوں سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب، آپ کے تحریک استحقاق پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسمبلی کے اجلاس میں مزید دو دن کے لئے چھٹی کی جائے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ چھٹی بھی دی جائے اور اسے مجلس استحقاقات کے سپرد بھی کیا جائے کہ ایسی سازش کیوں کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے..... جناب ٹوانہ صاحب۔

وزیر اوقاف (ملک خدا بخش ٹوانہ)

جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس سے آپ کے توسط سے اپنے محترم بھائی کی خدمت میں یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ یہ معاملہ خالصتاً الیکشن اتھارٹی کا ہے اس سے گورنمنٹ کا کوئی تعلق نہیں۔ اس سے متعلق اگر ان کی کوئی اور آراء ہیں تو اس کے لئے دو اپیلیں رکھی گئی ہیں۔ وہ اپیلوں میں جائیں وہاں جا کر یہ اعتراضات کریں اور ساتھ ہی میں ان سے یہ بھی عرض کروں گا کہ اس میں ایم پی ایز کا کوئی استحقاق نہیں بنتا۔ ان حلقہ بندیوں میں ہم ایم پی ایز کا اتنا ہی حق ہے جتنا حلقے کے کسی اور ووٹر کا ہے۔ اس میں علیحدہ کسی ایم پی اے کا استحقاق نہیں ہے۔ یہ معاملہ الیکشن اتھارٹی کا ہے۔ الیکشن اتھارٹی اسے دیکھتی ہے۔ اس کے بعد جیسا کہ میں نے عرض کیا دو اپیلیں ہیں۔ اگر یہ تجویز ان کے زیر غور لے آئیں۔ آپ ٹائم دے دیں کہ یہ اپنی تجاویز وہاں جا کر دے آئیں یا اپیلیں کر سکیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات ایسی نہیں ہے جو اس کے متعلق ہو۔ آپ کے توسط سے میری ان سے گزارش ہے کہ اس میں استحقاق مجروح ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ اس پہ مزید زور نہ دیں۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ممبران کا استحقاق نہیں بنتا۔ آپ پچھلے اجلاس کی کارروائی دیکھ لیں۔ میں نے Unanimous Resolution دیا تھا کہ حلقہ بندیاں ممبران اسمبلی کے مشورہ سے ترتیب دی جائیں گی۔ اور یہاں ایوان میں متفقہ قرار داد پاس ہوئی تھی۔ آپ پچھلے اجلاس کی کارروائی کو ملاحظہ فرما لیں۔ یہ اس اجلاس کی کارروائی کی توہین ہے۔ اس کارروائی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ تمام حلقہ بندیاں صوبائی اسمبلی کے ممبران کے مشوروں سے ترتیب دی جائیں گی۔ اور پھر پارلیمانی گروپ میں بھی یہ باتیں ہوئی تھیں۔ تو یہ میں کیسے مان لوں کہ استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

ایک معزز رکن۔ جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ میاں صاحب سے یہ پوچھیں کہ ہاؤس نے کب اس تحریک کو پاس کیا تھا یہ تو پارلیمانی گروپ میں بات ہوئی ہے۔ اس کا واسطہ پارلیمانی گروپ سے ہے' ہاؤس میں تو کبھی بات ہوئی نہیں۔ میاں صاحب کو یہ یاد نہیں رہا کہ یہ ہاؤس نے فیصلہ کیا ہوا ہے یا پارلیمانی گروپ نے فیصلہ کیا تھا۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب سپیکر! آپ پچھلے اجلاس کی کارروائی اٹھا کر دیکھ لیں۔ میں نے ہی یہ قرارداد دی تھی اور اس معزز ایوان نے متفقہ طور پر اسے پاس کیا تھا کہ حلقہ بندیاں ممبران اسمبلی کے مشورہ سے بنائی جائیں گی۔ میں نے یہ درخواست کی ہے کہ دو دن کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے اس کا تحریک استحقاق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ ایک الگ item ہے۔

ملک محمد عباس خاں کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ)۔

پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی تو اس کی admissibility کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا وہ پہلے مختصر بیان دے چکے ہیں' اب وہ کسی سلسلے میں تقریر کر رہے ہیں پہلے اس بات کا فیصلہ کیا جائے کہ یہ بات ضابطے کے مطابق بھی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ جس پر ابھی Admissibility کا فیصلہ نہیں ہوا۔ اور میرے خیال کے مطابق تحریک استحقاق کی فنی نقطہ نگاہ سے کوئی حیثیت نہیں بنتی اس لئے کہ اس کی Remedy جو ہے وہ Appellate Court میں موجود ہے صوبائی اسمبلی پنجاب Forum نہیں ہے جہاں حلقہ بندیوں کے خلاف اعتراضات اٹھائے جائیں اس لئے یہ Ruled out of order قرار دی جاتی ہے۔

چھٹی والے معاملے کے بارے میں لاء منسٹر صاحب کی یہ تجویز آئی ہے کہ اپیلیں وغیرہ دائر کرنے کے لئے مزید دو دن اتوار اور سوموار Off days قرار دئے جائیں تو اس سلسلے میں ہم مشورہ کر لیتے ہیں۔

جناب وزیر قانون۔ جی ہاں بالکل میں بھی اس سے اتفاق کرتا ہوں چیف منسٹر صاحب ابھی آ رہے ہیں انشاء اللہ ان سے بات کر کے ابھی ہاؤس کو بتاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہاؤس کو دو دن کے لئے Adjourn کر دیں گے تاکہ ممبران کو پورا پورا موقع مل سکے کہ وہ اپنی

حلقہ بندیاں وغیرہ دیکھ سکیں۔

راجہ خلیق اللہ خاں۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا روٹر کے مطابق دو دن سے زیادہ چھٹی نہیں ہو سکتی گورنر صاحب کچھ دنوں کے لئے Prorogue کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب چھٹی کی تو کوئی ممانعت نہیں ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ آپ کو Prorogue کرنا پڑے گا پھر دوبارہ Summon کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں اس میں صرف یہ ہے کہ اجلاس میں یہ چھٹی کے دن شمار نہیں ہوں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ چھٹی کرنے میں کوئی امر مانع ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس پہلو کو examine کر لیتے ہیں۔ میاں محمد اسحاق صاحب تشریف رکھتے ہیں ان کی تحریک استحقاق ہے۔ کیا میاں صاحب تشریف نہیں رکھتے؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! کیا آپ نے میاں صاحب کی تحریک استحقاق موخر کی تھی؟

جناب سپیکر۔ جی ہاں موخر کی تھی لیکن اب وائیں صاحب نے کہا ہے کہ اب بے شک اسے take up کر لیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! یہ کتنے نمبر ہے؟

جناب سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 14 ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! اگر آپ اسے اگلے working day پر موخر کر سکتے ہیں تو کر دیجئے ورنہ پھر میں تیار ہوں۔

جناب سپیکر۔ موخر کر چکے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ ٹھیک ہے جی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ اب تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں سب سے پہلے جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 32 ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! گزشتہ اجلاس میں ایک تحریک التوائے کار کے متعلق استدعا کی گئی تھی کہ اسے بغیر باری کے لے لیا جائے یہ تحریک التوا نمبر 74 ہے۔ اس وقت جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر تشریف رکھتے تھے انہوں نے کہا تھا کہ آپ آج کے دن اس کا فیصلہ کریں گے کہ وہ take up ہو گی۔ اگر آج آپ اس کا کوئی دن مقرر کر دیں تو اس دن take up کر لیں گے یہ ضروری نہیں کہ اس کو آج ہی لیں۔

جناب سپیکر۔ کیا یہ تحریک التوائے کار نمبر 74 ہے؟ چودھری صاحب یہ ایک تحریک التوا نمبر 74 ہے اور اس سلسلے میں میاں افضل حیات صاحب کا ارشاد ہے کہ اس کو پہلے take up کر لیا جائے۔ پچھلے موقع پر بھی انہوں نے مجھے کہا تھا اور ہم نے اس لئے take up نہیں کیا تھا کہ اسے آپ کے نوٹس میں آنا چاہئے اور اس کی کاپی آپ کے پاس آنی چاہئے تاکہ آپ کی بھی تیاری ہو جائے اور پھر اس کے بعد اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ آرڈر پلیز۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا ! میں عرض کروں کہ اس دن بھی یہی بات ہوئی تھی کہ بے شک تحریک التوائے کار اس مسئلے پر آتی ہے جو کہ ملکی سطح پر یا صوبائی سطح پر انتہائی اہم مسئلہ ہو اور حکومت کو نوٹس میں لایا جانا درکار ہو' جس طرح باقی تحریک التوائے کار اہم ہیں اس طرح یہ بھی ان کا ایک حصہ ہے۔ ہاں البتہ یہ اصول ضرور مد نظر رکھا گیا کہ کوئی ایسی تحریک التوائے کار جو اپنی افادیت کھو بیٹھے اور اس کو ایک دو دن مؤخر کر دیا جائے تو پھر واقعی یہ ہوتا ہے کہ اسے take up کر لیا جاتا ہے اور قواعد کو معطل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں آپ پڑھیں تو کوئی ایسی emergency والی بات نہیں ہے اگر آج take up نہ ہو سکی تو دو دن بعد take up ہو جائے گی۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب کا یہ مقصد نہیں ہے کہ یہ آج ہی take up ہو۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اسے take up کر لیں اور اس کے لئے کوئی بھی دن مقرر کر لیں۔

جناب وزیر قانون۔ نہ جی وہ ترتیب سے نمبر آئے گا اس وقت ٹیک اپ کر لیں گے ایک ہی بات ہے۔ ترتیب سے ہٹ کر اس کو لیا جانا میرے خیال میں درست نہیں۔

جناب سپیکر۔ انہوں نے مجھے یہ درخواست کی ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو بغیر

ترتیب کے لے کر اس کے لئے وقت مقرر کر دیں پھر اس دن اسے ٹیک اپ کر لیں گے۔
جناب وزیر قانون۔ یہ آپ کی اپنی صوابدید ہے لیکن میں تو اس کو Oppose کروں گا۔ کہ یہ اپنے Regular Order پر آنی چاہئے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ اتنی اہم ہے تو پھر آپ اس take up کر لیں۔
جناب سپیکر۔ میرا مطلب ہے کہ جب آپ کو بھی اس کو take up کرنا اتنا آسان نہ ہو تو میں اس کے مطابق اس پر غور کر لوں۔
جناب وزیر قانون۔ میں نے اس کو پڑھا ہے اس میں کوئی خصوصی وجہ نظر نہیں آتی لیکن یہ آپ کی اپنی صوابدید ہے کہ آپ اسے take up کر لیں میں تو یہی کہوں گا کہ اسے ترتیب کے لحاظ سے ہی آنا چاہئے۔
جناب سپیکر۔ ویسے ہمارے ہاں پریکٹس یہ رہی ہے کہ تحاریک التوائے کار کو جس پہ کبھی چند فاضل ممبران یہ کہتے ہیں کہ یہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے زیادہ اہم ہے اس کو Out of turn لے لیا جائے بالعموم ہم یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس کو out of turn لے لیا جائے اگر اس کی اہمیت ہے۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک ہمارا جو طریقہ کار ہے فاضل اپوزیشن کے فاضل اراکین نے درخواست کی ہے کہ اس کو Out of turn لیا جائے۔
وزیر قانون۔ جناب والا! نارمل طریقہ کار تو یہ ہے کہ جہاں تک قرار داد کا تعلق ہوتا ہے وہ واقعی اس کے لئے قواعد کو معطل کر دیتے ہیں کہ اسکو Take up کر لیا جائے کہ اس کی Urgency ایسی ہے۔ جہاں تک کوئی ایسا مسئلہ ہے جس پر یہ ہوتا ہے کہ اس کو Out of turn لئے جانے کے کوئی ایسے جواز موجود ہو کہ اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ I mean in relation with time. اگر ٹائم اور وقت کے لحاظ سے اس کی اہمیت ہو کہ اگر آج نہ لی گئی کل اسکو Take up کیا گیا اس کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔ اہمیت کا میں سمجھتا ہوں اس لئے جواز نہیں ہے آج لی جائے یا تین دن بعد لی جائے اس کے لئے کوئی ایسی Urgency موجود نہیں ہے۔ کوئی فرق نہیں پڑے گا اس لئے میں یہ کہتا ہوں۔ آپ صرف مسئلوں کو Take up کرتے ہیں جس کے لئے کوئی ایسا مسئلہ موجود ہو اگر دو دن تین دن

اس میں تاخیر ہو جائے تو پھر اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس میں کوئی ایسا جواز موجود نہیں۔

جناب سپیکر۔ اسی سیشن کے دوران آپ کسی وقت اس پر اتفاق کرتے ہیں۔

وزیر قانون۔ اسی سیشن کے دوران میں عرض کروں کہ باقی آپ تحاریک التوائے کار ختم کر دیں خود بخود اس کا نمبر آ جائے گا اگر اس میں اتنی Urgency ہے باقی ایسی ہیں جس میں 90 فیصد ویسے ہی اپنی Technicality کی بنا پر Admissible نہیں ہوتیں۔ ان کو اگر take up کریں اسکو لینا چاہیں تو لے لیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ چودھری صاحب نے ایسی بات کی ہے کہ جس پر تحریک التوا پر بحث شروع ہو جانے کا احتمال ہے۔

جناب سپیکر۔ اس پر بحث کی اجازت میں نہیں دوں گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ میں اسی لئے عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ اس کا مطالعہ کریں تو یہ ایسی تحریک التوا کار ہے جس پر اگر غور و خوض نہ کیا گیا تو اس سے نقصان ہونے کا احتمال ہے کیونکہ یہ ابھی بات ہو رہی ہے۔ کئی واقعات پیش ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہ ہے کہ یہ اس سیشن میں آ نہیں سکے گی اس لئے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ روایت کے مطابق ہے۔ آج ہم اس کے لئے کوئی پریس نہیں کر رہے اس سیشن کے دوران کوئی تاریخ آپ مقرر کر لیں اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے میاں صاحب میں آپ کی اس درخواست پر غور کروں گا۔ تحریک التوا نمبر 32 میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب ہم پرسوں اپنی اسی تحریک کے ضمن میں احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے تھے تو آپ کی عدم موجودگی میں جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر براجمان تھے۔ چونکہ ہم نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا تھا اس کے بعد جو ہماری دیگر التوائے کار نمبر کے حساب سے آتی تھیں انہوں نے ان کو ہماری عدم موجودگی تصور کرتے ہوئے Dispose of کر دیا تھا۔ اس پر جناب سپیکر آپ سے تو میں رولنگ نہیں چاہتا میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر کوئی شخص احتجاجی طور پر استعفیٰ

دے دیتا ہے تو وہ قانون کی نظر میں Valid نہیں ہوتا۔ کچھ پارلیمانی روایات ہوتی ہیں اور پارلیمانی روایات کے عین مطابق ہم نے اپنا احتجاج ریکارڈ کرانے کے لئے صرف پندرہ منٹ کے لئے آپ کارروائی سن سکتے ہیں احتجاجاً واک آوٹ کیا تھا اور ہماری اس احتجاجی عدم موجودگی میں ہماری تحاریک التوائے کار کو Dispose of کر دیا گیا وہ اجازت دیجئے چونکہ وہ اہمیت عامہ سے سے متعلق ہیں انہیں آج Take up کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب چیئر کے لئے لازم ہے کہ وہ دوسرے ایوانوں کے چیئر کا بھی احترام کرے۔ اپنے ہی ایوان کے چیئر کے فیصلے کا احترام کیسے نہ کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ڈپٹی سپیکر صاحب نے بطور سپیکر کے جو رولنگ دی تھی اس کی Contradiction کرنا سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ تحاریک التوا کار اسی طرح Dispose of تصور ہوں گی۔

I am sorry.

جناب سپیکر۔ تحریک التوا نمبر32 میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔

ضلع جھنگ کے کاشتکاروں اور کسانوں کا استحصال

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع جھنگ میں محکمہ خوراک نے کاشتکاروں کو اٹھارہ روپے فی بوری ضمانت حاصل کر کے اے کلاس بار دانہ جاری کیا جب کاشتکار اپنی گندم اس بار دانہ میں بھر کر خرید داری کے مراکز پر لے آئے تو عملہ خوراک نے ان کی گندم کو بارشوں سے متاثرہ ہونے کی بنا پر خریدنے سے انکار کر دیا مجبور ہو کر کاشتکاروں نے اپنی گندم کو منڈیوں میں آڑھتیوں اور بیوپاریوں کے پاس اونے پونے فروخت کیا اور جب وہ محکمہ خوراک سے حاصل کردہ باردانہ واپس کرنے آئے تو عملہ خوراک نے نہ صرف بار دانہ استعمال شدہ قرار دے کر واپس لینے سے اور انکا زرضمانت واپس دینے سے بھی انکار کر دیا۔ محکمہ خوراک کے بد دیانت عملہ نے کاشتکاروں کی مجبوری سے خوب فائدہ اٹھایا اور سودا بازی کر کے باردانہ کی واپسی پر آٹھ روپے فی بوری کٹوتی کی گئی جس کسی نے یہ آٹھ

روپے کٹوتی دینے سے انکار کیا اس سے خالی بوریاں واپس نہ لینے کی دھمکی دی گئی اور اس طرح کاشتکاروں کا دوسرا استحصال کیا گیا۔ ضلع جھنگ کے کاشتکار اور کسان جن کی معیشت پہلے ہی بارشوں سے تباہ ہو چکی ہے محکمہ خوراک کے اس کھلے عام استحصال اور لوٹ مار پر سخت بے چینی افراتفری اور اشتعال کا شکار ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ اس معاملہ کی اہمیت عامہ کے پیش نظر اس پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی معمول کی کارروائی کو روکا جائے۔ شکریہ

وزیر خوراک۔ (جناب سعید احمد خان منہیس)

جناب والا! محکمہ خوراک کی Procurement policy کے مطابق ڈیلر اور آڑھتی صاحبان کو بار دانہ زرضمانت کے عوض اور کاشتکاروں کو Personal ضمانت کے عوض دیا جاتا ہے۔ موجودہ سال چونکہ کافی بارشیں ہوئی تھیں اور کافی گندم خراب ہوئی اس کے نتیجہ میں ہوا یہ کہ جو خراب گندم تھی اس کو سرکاری بار دانہ میں بھر کر ڈیلر اور کاشتکار Procurement center پر لے آئے۔ چونکہ یہ گندم معیار کے مطابق پوری نہ اتری تو اس کو reject کر دیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ خراب گندم اس بار دانے میں بھری گئی تھی اس کے نتیجے میں بوریاں بھی خراب ہوئیں اور جو اے کلاس بار دانہ تھا وہ اے کلاس نہ رہا اور اس کو بی کلاس declare کیا گیا۔

جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جب سے یہ تحریک التوا آئی ہے۔ جہاں تک کاشتکاروں کا تعلق ہے میں نے محکمہ کو ہدایات جاری کر دی تھیں کہ یہ بار دانہ ان سے واپس لے لیں لیکن ڈیلر اور آڑھتی صاحبان چونکہ یہ جانتے ہیں کہ ان کو خراب گندم Procurement Center پر نہیں لے جانا تھی اور وہ یہ خراب گندم بار دانے میں بھر کر لے گئے اور اس نتیجے میں بار دانہ خراب ہوا تو اس کے لئے ہم علیحدہ اس پالیسی پر غور کر رہے ہیں کہ اس باردانہ میں سے جو ان کی زر ضمانت تھی اس میں سے کٹوتی کی جائے۔ اعداد و شمار اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔ جہاں تک ڈیلرز کا تعلق ہے ان سے تو کٹوتی کی جائے گی۔ لیکن میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک کاشتکار کے مفاد کا تعلق ہے اس کا تحفظ کیا جائے گا اور یہ کوشش کی جائے گی کہ ان سے کسی قسم کی کٹوتی نہ کی جائے۔ جیسے ہی اعداد و شمار اکٹھے ہوتے ہیں انشاء اللہ یہ میٹنگ کر لی جائے گی اور کاشتکار کے مفاد کا

تحفظ کیا جائے گا۔ میں محرک سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر۔ مجھے جناب وزیر خوراک کی صرف ایک بات سے تھوڑا سا اختلاف ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ کاشتکاروں کو شخصی ضمانت پر باردانہ جاری کیا گیا۔ حالانکہ میں اعداد و شمار سے یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ کاشتکاروں کو خریداری کے مراکز سے جو باردانہ جاری کیا گیا تھا وہ زرضمانت لے کر جاری کیا گیا تھا۔ اور میری تحریک التوائے کار میں جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ لیکن اس واضح یقین دہانی کے بعد کہ وہ کاشتکاروں کے مفادات کو مد نظر رکھیں گے میں اپنی اس تحریک پر زور نہیں دیتا (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔ نمبر33-

چھ فی صد کی بجائے چالیس فی صد تک تباہ شدہ گندم خرید کر کروڑوں روپے کے عوامی سرمایہ کا خورد برد

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع جھنگ کے محکمہ خوراک نے چالیس فی صد تک متاثرہ گندم خرید کر گوداموں میں ذخیرہ کر دی ہے۔ یہ بات خریدی گئی گندم کے حاصل کئے گئے نمونوں کے تجزئے کے بعد منظر عام پر آئی ہے۔ حالانکہ حکومت کی Wheat Policy کے تحت صرف چھ فی صد تک متاثرہ گندم خرید کی جا سکتی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت نے بارشوں سے متاثرہ گندم کاشتکاروں سے خریدنے سے انکار کر دیا تھا اور دلیل یہ پیش کی گئی تھی کہ متاثرہ گندم کاشتکاروں کے ہاتھوں سے نکل کر آڑھتیوں اور بیوپاریوں کے پاس پہنچ چکی ہے جو کاشتکاروں سے بہت کم قیمت پر خریدی گئی ہے۔ اگر حکومت فروخت کے لئے پیش کی گئی گندم خرید لیتی ہے تو اس سے فائدہ عام

کاشتکار کی بجائے مڈل مین کو ہوگا جب کہ عوامی حلقوں نے یہ خدشات ظاہر کئے تھے کہ کاشتکاروں سے بہت کم قیمت پر خریدی گئی متاثرہ گندم آڑھتیوں اور عملہ خوراک کی ملی بھگت کے نتیجے میں سرکاری قیمت خرید پر ہی خرید کر گوداموں میں سٹور کی جا رہی ہے اور اس طرح عملہ خوراک اور آڑھتی خزانہ سرکار پر شب خون مار رہے ہیں۔ اس وقت تو اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی گئی اور وزیر خوراک نے اسے ایک ایسا نقطہ نظر قرار دے کر مسترد کر دیا جو مخالفت برائے مخالفت پر مبنی ہے مگر حال ہی میں ضلع جھنگ کے گوداموں کے حاصل کردہ نمونوں کے تجزیے سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ Wheat Policy کی برعکس چھ فی صد کی بجائے چالیس فی صد تک تباہ شدہ گندم خرید کر کروڑوں روپے کا عوامی سرمایہ خورد برد کیا گیا ہے۔ یہ صورت حال سامنے آنے پر کاشتکاروں اور عوام میں زبردست ہیجان اضطراب خوف اور اشتعال پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس اہمیت عامہ کے حامل مخصوص معاملے پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی معمول کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

وزیر خوراک۔ (جناب سعید احمد منہیس)۔

جناب والا جیسا کہ میں نے اس سے قبل عرض کیا تھا موجودہ سال بارشیں کافی ہوئیں اور شدت کے ساتھ ہوئیں جس کی وجہ سے کافی گندم خراب ہوئی۔ لاہور اور گوجرانوالہ ڈویژن خاص طور پر اور اس کے بعد فیصل آباد اور سرگودھا ڈویژنوں میں کافی گندم خراب ہوئی تھی۔ اس وقت محکمہ خوراک نے اپنے خریداری مراکز کو یہ ہدایات جاری کر دی تھیں کہ غیر معیاری گندم نہ خریدی جائے۔ اس کے لئے ہر ضلع میں Analyst تعین کر دئے گئے تھے تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ کہیں غیر معیاری گندم تو خرید نہیں کی جا رہی۔ Analyst کی رپورٹ کے مطابق جو گندم معیاری تھی وہ خرید کر لی جاتی تھی اور غیر معیاری گندم کو مسترد کر دیا جاتا تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کافی مراکز پر بے قاعدگیاں واقع ہوئی ہیں۔ اس کے بعد محکمہ خوراک نے افسران پر مشتمل سولہ ٹیمیں تشکیل دی تھیں جنھوں نے مختلف مراکز سے وہاں جا کر نمونے حاصل کئے اور ان کا تجزیہ کیا۔ تجزیئے تو موصول ہو چکے ہیں اور کچھ کے آنے ابھی باقی ہیں۔ جہاں تک ضلع جھنگ کا تعلق ہے وہاں پر گندم کا ہدف ایک لاکھ چالیس ہزار ٹن مقرر کیا گیا تھا جس میں سے ایک لاکھ گیارہ ہزار نو سو انچاس

میٹرک ٹن گندم خریدی گئی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں چالیس فی صد تک غیر معیاری گندم خریدی گئی ہے میں اس کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا۔ لیکن تجزیئے کے بعد جو بات سامنے آئی ہے اس میں واقعی یہ بات موجود ہے کہ اس میں کافی گندم خراب بھی تھی۔ محکمہ خوراک نے چند اہلکاران کے خلاف کارروائی بھی کی ہے لیکن میں خود اس کارروائی سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے محکمہ خوراک کو یہ ہدایت جاری کر دی ہے کہ ڈی ایف سی جھنگ اور ایسے تمام اہل کاروں کو فوری معطل کر دیا جائے جن کے مراکز سے خراب گندم کے تجزیئے موصول ہوئے ہیں۔ جھنگ کے علاوہ اگر کسی بھی مرکز پر خراب گندم موجود ہوئی اور تجزیئے سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہاں خراب گندم ہے تو انشاء اللہ ان کے خلاف بھی سخت سے سخت کارروائی ہو گی۔ چنانچہ جہاں خراب گندم خرید کی گئی تھی ان افسران کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے گا۔ نہ صرف یہ کہ انھیں معطل کیا جائے گا بلکہ ان کے خلاف مقدمات درج کئے جائیں گے۔ حکومت کا جو پیسہ ضائع ہوا ہے انشاء اللہ وہ ان سے پورا کیا جائے گا۔ اور حالات کے پیش نظر میں محرک سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔جناب سپیکر! یہ معاملہ اتنا سادہ اور سہل نہیں جس طرح وزیر موصوف نے اس کو پیش کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ سٹوروں پر خرید کی گئی گندم کے نمونہ جات حاصل کئے گئے ہیں اور ان کا تجزیہ کرایا جا رہا ہے۔ جناب والا یہ میرے پاس تجزیہ جات کی ایک فہرست موجود ہے۔ فیصل آباد ڈویژن سے جولائی کی بارہ تاریخ سے آج تک جو نمونہ جات حاصل کئے گئے ہیں ان کی رپورٹ جناب الطاف اکبر خان Food Technologist پنجاب کی طرف سے جو نتائج مرتب کئے گئے ہیں میں ان کی ایک فہرست پیش کرتا ہوں۔ انھوں نے فیصل آباد ڈویژن کے مختلف مراکز سے جو نمونے حاصل کئے اور ان کا تجزیہ کرنے کے بعد جو رپورٹ پیش کی میں اس ایوان کی خدمت میں وہ رپورٹ پیش کرنی چاہتا ہوں۔ کیونکہ پچھلے اجلاس میں یہ مسئلہ ایوان کے فاضل ارکان نے اٹھایا تھا۔ محکمہ خوراک کاشتکاروں کی بارش سے متاثرہ گندم خریدنے سے انکار کر رہا ہے اور وہی متاثرہ گندم جب کوئی آڑھتی یا بیوپاری خریداری کے مرکز پر لے کر

جاتا ہے۔ تو وہ سرکاری قیمت خرید پر خرید لی جاتی ہے۔ جناب والا! اس تجزیہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ اور فیصل آباد کے ایک خریداری مرکز چک جھمرہ اس میں Analyst نے جو تجزیہ پیش کیا ہے اس میں 30 فی صد تک متاثرہ گندم خرید کی گئی ہے۔ اور اب میں جناب والا! ضلع جھنگ کا ذکر کرتا ہوں شاہ جیونہ خریداری کا مرکز ہے۔ وہاں سے مختلف گوداموں سے جو مختلف نمونہ جات حاصل کئے گئے ہیں ان کی رپورٹ کے مطابق ایک گودام میں 26% ہے دوسرے میں 13% ہے تیسرے میں % 30 فیصد چوتھے 22% پانچویں میں 20% متاثرہ گندم خرید کی گئی ہے۔ جب کہ یہاں اس معزز ایوان میں وزیر خوراک نے یہ بیان دیا تھا۔ کہ محکمہ خوراک زیادہ سے زیادہ 6% تا 7% متاثرہ گندم خریدنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح سے ایک بہت بڑا سکینڈل معرض وجود میں آئے گا کہ اور ایسی کہانیاں اور ایسے خورد برد کے واقعات پیش آئیں گے۔ جن کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر اسی طرح ضلع جھنگ ہی کا ایک خریداری مرکز چک نمبر11 ہے جناب سپیکر یہ سن کر حیران ہوں گے وہاں نمونہ جات حکومت کے تجزیہ کے مطابق جو حاصل کئے گئے وہاں 30% متاثرہ گندم خرید کی گئی ہے۔ اسی طرح چک پڈیانہ میں 28% یہ ایک بہت بڑا خریداری مرکز ہے اور یہاں ہزاروں من گندم سٹور کی جاتی ہے۔ یہاں سے بھی نمونہ جات حاصل کئے گئے ہیں۔ ان کے تجزیہ کے مطابق 28% 26% 30% 14% 18% یہ مختلف گوداموں کے نمونہ جات کے نتائج ہیں اس طرح جناب والا! مجھے ابھی ایک چٹ موصول ہوئی ہے کہ جناب وزیر موصوف کی خوبصورتی کا خیال فرمائیں جناب والا! وزیر موصوف میرے محسن ہیں دوست ہیں میں ان کا بے حد احترام کرتا ہوں لیکن یہ بات کروڑوں روپے کی بات ہے اگر لاکھوں اور ہزاروں روپے کی بات ہوتی میں تو پہلے ہی ان کے حسن سے متاثر ہوں اور ان کا بڑا خیال رکھتا ہوں اور مجھے انکا ادب بھی ہے احترام بھی ہے۔ جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا وزیر موصوف یہ فرماتے ہیں انہوں نے جو نمونہ جات چند خریداری مراکز سے حاصل کرائے ہیں انکی رپورٹ ابھی تک ان کی خدمت میں موصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر۔ چٹ بھیجنے والے کے نام سے اس ایوان کو آگاہ کیا جا سکتا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ صرف اقبال لکھا ہوا ہے۔ جناب سپیکر یہ صورت حال ہے

یہ تمام تجزیہ محکمہ خوراک کے Analyst نے پیش کیا ہے۔ اگر اس کا تجزیہ کیا جائے اور گندم خریدنے والے سے اس گندم کو واپس کرایا جائے تو جناب سپیکر! یہ کروڑوں روپے کا سرمایہ بنتا ہے اس کی بازیابی کے لئے وزیر موصوف یقین دہانی کرائیں یا وزیر موصوف کیا احکام جاری کرنے والے ہیں جناب والا! میں ان کے حکم کے مطابق میں اس تحریک کو زیادہ پریس نہیں کروں گا۔ لیکن میں اس مسئلہ پر وزیر موصوف کی یقین دھانی ضرور چاہوں گا۔ کیونکہ اس میں کروڑوں روپے کا سرمایہ جو خورد برد کیا گیا ہے اس کو واپس لینے کے لئے کوئی اقدام کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ جناب چیمہ صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ سچے عاشقوں کے نام ہمیشہ صیغہ راز میں رکھنا چاہئے۔

سید محمد اقبال شاہ۔ اقبال تو جناب میرا بھی نام ہے لیکن میں نے چٹ نہیں بھیجی مجھے اقبال کے نام سے مجھے بھی ایک دن کی چھٹی منظور ہو گئی ہے۔ اقبال کے مکمل نام معلوم ہونا چاہئے کیونکہ اقبال تو بہت سارے ہیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! چور کی داڑھی میں تنکا۔

سید محمد اقبال شاہ۔ رفیق صاحب نے بہت جلدی کی ہے میں نے یہ کہا ہے کہ سپیکر صاحب کے دفتر سے ایک چٹھی آئی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ میری یکم تاریخ کی چھٹی منظور ہو چکی ہے۔ اور میں نے نہیں لی اس پر بھی اقبال کا نام ہے۔ یہاں کتنے اقبال بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بتانا چاہئے کہ کونسا اقبال ہے۔ اس لئے ہمیشہ بات سن کر کرنی چاہئے۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ۔ جناب سپیکر کیونکہ میں بھی ضلع جھنگ سے تعلق رکھتا ہوں میں بھی دو چار باتیں اسی سلسلہ میں کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ اس پر بحث نہیں ہو رہی ہے جب یہ ایڈمٹ ہو جائے گی تب آپ کو موقع ضرور دیا جائے گا۔ وزیر خوراک۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! میں اس سلسلہ میں پہلے یہ گزارش کر چکا ہوں جہاں تک ضلع جھنگ کا تعلق ہے وہاں کی تجزیہ رپورٹ واقعی موصول ہو چکی ہے۔ اور میں نے ایوان کے

سامنے یہی عرض کیا ہے۔ چونکہ یہ بارشیں مختلف ڈویژن میں ہوئیں تھیں اور شدت کے ساتھ ہوئی تھیں اور مختلف ڈویژنوں سے جو نمونے حاصل کر کے تجزئے کئے گئے تھے باقی جگہوں سے ابھی تک تجزئے موصول نہیں ہوئے ہیں جہاں تک ضلع جھنگ کا تعلق ہے۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

وزیر خوراک۔ جہاں تک ضلع جھنگ کا تعلق ہے واقعی اس کی رپورٹ موصول ہو چکی ہے۔ انہی کی روشنی میں میں نے ایوان کے سامنے عرض کیا ہے۔ انکی رپورٹ واقعی جو ہم نے حد مقرر کی تھی یہ اس کے مطابق نہیں ہے اور اس حد سے تجاوز کیا ہے اور اسی کے نتیجے میں میں نے محکمہ خوراک کو ہدایات جاری کیں ہیں۔ ڈی ایف سی جھنگ اور ایسے تمام سنٹر جہاں پر یہ تناسب 5% سے زائد ہے ویسے 40% کی بات تو نہیں ہے۔ لیکن 5% سے کافی تجاوز کرتی ہے۔ اسی طرح ڈی ایف سی جھنگ اور ایسے تمام اہلکاران جن سنٹروں سے غیر معیاری گندم حاصل کی گئی ہے انکو معطل کیا جائے گا اور اس کے بعد باقی جگہوں پر بھی غیر معیاری گندم پائی گئی تو اسی قسم کی کارروائی ہو گی اور میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ افسران کے خلاف نہ صرف مقدمات درج کئے جائیں گے بلکہ ان سے یہ رقم وصول کی جائے گی اس لئے میرے خیال میں میں جنجوعہ صاحب سے اپیل کروں گا کہ تحریک پر پریس نہ کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں نے بیشک اپنی تحریک میں 40% غیر معیاری گندم خریدنے کا ذکر کیا ہے۔ میں نے صرف ضلع جھنگ کے ایک سنٹر کا ذکر کیا ہے باقی میں 30% 35% اور محکمہ فوڈ کے تجزیہ نگار کی رپورٹ کے مطابق چک نمبر 11 سے 35% غیر معیاری گندم خرید کی گئی ہے۔ اور 35 اور 40 میں کتنا فرق ہوتا ہے؟ جناب سپیکر یہ فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔

جناب والا! یہ الطاف اکبر صاحب محکمہ خوراک کے Food technologist ہیں انہوں نے 12 جولائی 1987ء کو جو نمونہ جات حاصل کئے ہیں ان کے تجزیہ کی رپورٹ میرے پاس ہے اگر یہ وزیر موصوف کو نہیں دکھائی گئی میرے پاس تصدیق شدہ کاپی ہے میں یہ بصد احترام ان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ اس سے بھی فائدہ حاصل کریں۔ اس کے بعد انہوں نے جو نمونہ جات حاصل کئے ہیں وہ اس طرح نمونہ جات حاصل کئے گئے ہیں۔ وہ

بھی ایک الگ کہانی ہے۔ وہاں کے نئے Food technologist کو ہر مرکز سے ہزاروں روپے اکٹھا کر کے دیا گیا ہے۔ اور جو ناقص نمونے تھے ان کو واپس کرا کر تھوڑے بہت خالص نمونے دیئے گئے یہ تجزیہ میں نے نہیں پیش کیا بلکہ محکمہ خوراک کے Technologist الطاف اکبر نے 12 جولائی کو کیا ہے اس کی تصدیق شدہ کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اگر جناب والا محکمہ والوں نے یہ وزیر موصوف کی خدمت میں پیش نہیں کی تو میں ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں یہ اس کی روشنی میں فیصلہ کریں اس کے بعد جتنے نمونہ جات حاصل کئے گئے جناب والا ! Food technologist کو بھی خریدنے کی کوشش کی گئی ہے اور انکو باقاعدہ روپے اکٹھے کر کے دیئے گئے ہیں اور ان کو ایسے نمونے دیئے گئے ہیں جس میں 5% سے 7% تک متاثرہ گندم موجود تھی۔

میری گزارش یہ ہے Food technologist نے جو تجزیہ جات حاصل کئے ان کی ایک تصدیق شدہ کاپی میرے پاس ہے اس کی روشنی میں اگر کوئی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ زیادہ قرین انصاف ہو گا۔

وزیر خوراک۔ جناب والا ! میں یہ گزارش کر چکا ہوں کہ یہ جو تجزئے کی رپورٹ موصول ہوئی ہے اسی کی روشنی میں کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ آپ کی بات سے ان کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسی رپورٹ کی روشنی میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ کارروائی کی جائے گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! اختلاف صرف اتنا ہے کہ وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ میں ان کے اخلاق سے بڑا متاثر ہوں اور میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن تھوڑی سی غلط بحث کے نتیجہ میں جناب سپیکر میں یہ چاہتا ہوں کہ اب انہوں نے میری تحریک التوائے کار آنے کے بعد جو نمونہ جات حاصل کئے ہیں ان کی کہانی میں ان کو سنا رہا ہوں کہ آپ جس Food technologist کو بھیجا تھا اس نے بھی وہاں سے رشوت وصول کی۔ اس سے پہلے آپ ہی کے محکمہ کے Food technologist نے 12 جولائی کے بعد ازخود جا کر وہاں سے جو نمونہ جات حاصل کئے تھے ان کے تجزیہ کی رپورٹ اس نے محکمہ کو پیش کر دی۔ جناب والا۔ اس کی تصدیق شدہ کاپی میرے پاس موجود ہے۔ یقیناً محکمہ خوراک

کے ریکارڈ میں بھی یہ بات موجود ہو گی۔ تو اس کی روشنی میں کیا یہ کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں صرف اتنا ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی خان صاحب!

وزیر خوراک۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ کون سے تجزئے کی بات کر رہے ہیں؟ جو پہلے ہم نے کیا ہے یا اس کے بعد جو ہم نے کرایا ہے؟

جناب سپیکر۔ جو میں سمجھا ہوں وہ غالباً یہ ہے کہ Food technologist جو گئے ہیں ان کو جو وہاں bribe کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ان سے غلط analysis کروانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جنجوعہ صاحب کا مقصد یہ ہے کہ کیا آپ اس کی روشنی میں بھی کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر خوراک۔ جناب والا! اگر جنجوعہ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ دوبارہ جس افسر کو ہم نے analysis کے لئے بھیجا تھا اس کو bribe کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو میں یہ Fresh analysis کرانے کے لئے بھی تیار ہوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! شاید وزیر موصوف میری گزارش کو نہیں سمجھ سکے میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ ایک analysis کی detail ہے۔ جو 12- جولائی کو محکمہ خوراک کے Food technologist الطاف اکبر خاں صاحب نے از خود اپنے فرائض کے تحت اپنی duties کے تحت وہاں جا کر نمونہ جات حاصل کئے۔ ان کے analysis کئے اور ان کی رپورٹ کی ایک attested کاپی میرے پاس ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ نمونہ جات جو تحریک التوائے کار کے پیش ہونے سے قبل از خود محکمہ خوراک کے Food technologist نے حاصل کر کے جو نتائج حاصل کئے تھے ان کی روشنی میں ان کو کارروائی کرنی چاہئے۔ میری تحریک التوائے کار کے آنے کے بعد جس Food technologist کو وہاں پر بھیجا گیا اس نے ہی محکمہ خوراک والوں سے رشوت حاصل کی اور ایسے نمونہ جات حاصل کئے جن میں نسبتاً کم damage گندم موجود تھی۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ الطاف اکبر خاں Food technologist II-Punjab

ہیں جناب والا! انہوں نے جولائی کے شروع میں خود جا کر نمونہ جات حاصل کئے تھے اور ان کا analysis کرنے کے بعد ان کی ایک مفصل رپورٹ محکمے کو بھجوا دی تھی اس کی ایک فوٹو کاپی میرے پاس موجود ہے اور یقیناً محکمہ خوراک کے ریکارڈ میں بھی یہ موجود ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ نمونہ جات جو از خود حاصل کئے تھے ان کی روشنی میں کارروائی ہونی چاہئے یعنی تحریک التوائے کار پیش ہونے کے بعد جو نمونہ جات حاصل کئے گئے ہیں وہ جناب والا! صحیح نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ خاں صاحب! آپ ان کی بات سمجھ گئے ہیں؟

وزیر خوراک۔ جناب والا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جو از خود محکمہ نے analysis رپورٹ تیار کی تھی اس کی روشنی میں انشاء اللہ ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب! آپ کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا۔ بس اب میرے خیال میں میری تسلی ہو گئی اور میں ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر۔ آپ پریس نہیں کرتے ہیں۔ تحاریک التوا کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی شاہ صاحب۔ فرمائیے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! 12- اکتوبر 1987ء کو اس معزز ایوان میں حاجی چودھری مشتاق حسین صاحب کے سوال نمبر 3081 جو کہ اراکین اسمبلی کی فہرست جنہیں پلاٹ الاٹ کئے گئے کے متعلق تھا اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔ مگر جو جواب ایوان کی میز پر رکھا گیا اس کی نقول اراکین اسمبلی کو ان کی اطلاع اور رہنمائی کے لئے فراہم نہیں کی گئیں۔ تو میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ جو جواب ایوان کی میز پر رکھا گیا اس کی نقول اراکین اسمبلی کو مہیا کروائی جائیں۔

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے کہ اس کی نقول اراکین اسمبلی کو مہیا کی جائیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ مجھے اس کی ایک نقل چاہے وہ فوٹو کاپی کی ہی شکل میں کیوں نہ ہو از راہ کرم مہیا کروا دی جائیں۔

جناب سپیکر۔ وہ کس وقت تک آپ کو چاہئے۔
سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! آج ہی مل جائے۔
جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! آپ کو مل جائے گی۔ اس کی کاپی شاہ صاحب کو مہیا کی جائے۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) (مدت برائے ادائیگی معاوضہ کی توثیق و توسیع) مزارعت پنجاب 1987ء

اس میں میاں محمد افضل حیات صاحب۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب۔ میاں محمد اسحاق صاحب۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔ میاں محمد رفیق صاحب۔ جناب فضل حسین راہی صاحب۔ سردار غلام عباس صاحب اور جناب غلام سرور خاں صاحب کی طرف سے ترمیم پیش ہوئی ہے جس پر میاں محمد افضل حیات صاحب۔ میاں محمد اسحاق صاحب۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ میاں محمد رفیق صاحب تقریر کر چکے ہیں اور مسٹر فضل حسین راہی اس پر تقریر کر رہے تھے۔ کیا وہ جاری رکھنا چاہیں گے جناب فضل حسین راہی اس پر تقریر کر رہے تھے۔ کیا وہ اس پر بات کریں گے؟ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔
چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! راہی صاحب کی تقریر بل پاس ہونے کے بعد کروا لی جائے۔
جناب سپیکر۔ جی آپ میں کوئی اور صاحب اس پر بات نہیں کرنا چاہتے۔
کیا اس ترمیم پر کوئی اور صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔
سید طاہر احمد شاہ۔ اگر آپ کہتے ہیں تو اسی ترمیم پر بات کر لیتے ہیں نہیں تو میں دوسری ترمیم پیش کر دیتا ہوں۔
جناب سپیکر۔ نہیں۔ آپ دوسری ترمیم پر بات کریں کیونکہ آپ پہلے کہہ چکے ہیں کہ آپ اس بات نہیں کریں گے۔ تو جناب منسٹر ریونیو۔
وزیر مال۔ جناب سپیکر۔ یہ ترمیم پیش ہوئی تھی اور last time ہمارے قابل احترام

دوستوں نے اس پر کافی بحث کی ہے تو اس کے جواب میں میں عرض کروں گا کہ یہ بل Punjab Tenancy Act,1952 میں ترمیم کی گئی اور اس کے ذریعے سیکشن 114 کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت Occupancy rights ختم کر دیئے گئے اس کے عوض ان مزارعین کو Proprietary Rights دے دیئے گئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا آپ نے وزیر متعلقہ کو ہماری پہلی ترمیم سے جس پر آپ سب صاحبان تقریریں کر چکے ہیں اس کے جواب کا حق میں نے وزیر مال کو دیا ہے۔

وزیر مال۔ (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

جناب سپیکر! اس میں سیکشن 114 کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے ان موروثی مزارعین کو جو نسل در نسل اس زمین پر قابض چلے آ رہے تھے ان کا Occupancy Rights ختم کر دیئے گئے اور ان کو Proprietary Rights دے دیئے گئے۔ اور اس میں ان مزارعین کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا سب سے پہلا حصہ ان کا یہ تھا کہ وہ مزارع جو صرف حکومت کو مالیہ ادا کرتے تھے اور مالکان کو وہ ادائیگی نہیں کرتے تھے ان کو Compensation Proprietary Rights دے دیئے گئے۔ دوسرے وہ مزارع جو اپنے مالک کو پیداوار کا حصہ دیتے تھے جس حصے کے مطابق پیداوار کا حصہ اس مالک کو ادا کرتے تھے اسی حصہ کے مطابق without compensation ان کو مالک بنا دیا گیا۔ تیسرا جو مزارع کرائے کی شکل میں نقد ادائیگی کرتے تھے ان کے لئے سیکشن 114 میں یہ کہا گیا کہ وہ نقد plus بیس گنا (اس نقد کو multiply کر کے) اس کی ادائیگی مزارعین نے مالکان کو کرنی تھے۔ اور اس کے بعد انہوں نے اس زمین کا مالک بننا تھا اور چوتھی قسم اس میں یہ درج کی گئی کہ وہ مزارع جو نقد بھی ادائیگی کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ پیداوار کا حصہ بھی دیتے تھے اس میں یہ فارمولا طے کیا کہ نقد plus وہ پیداوار اور into بیس گنا اس کا کر کے اس کی ادائیگی مالکان کو کر کے انہوں نے اس کا مالک بننا تھا۔

جناب سپیکر! میں اپنے دوستوں کو اطلاعاً عرض کروں گا کہ انہوں نے ایک دو دن اس پر تقاریر کی ہیں اور میں خوش ہوں کہ انہوں نے حکومت کے ان اقدام کی تعریف کی ہے لیکن

مجھے تھوڑا افسوس یہ رہا ہے کہ انہوں نے تعریف صرف دبی زبان میں کی ہے
جناب سپیکر! اس کے اصل حقائق یہ ہیں کہ پنجاب میں ایک لاکھ تیرہ ہزار چھ سو ایسے مزارعین تھے جنہوں نے اپنے ہاتھ سے اس زمین کو cultivate کیا اس کو آباد کیا اور اس کے بعد ان کو صرف Occupancy Rights دیئے گئے تھے لیکن ان کو مالک نہیں بنایا گیا تھا اس میں سے سیکشن 114 کے تحت پچاس ہزار مزارعین ایسے رہ گئے تھے جن کا یہ حق 31 دسمبر 1977ء کو ختم ہو گیا تھا اور اس کے بعد وہ مالک نہیں بن سکتے تھے لیکن جناب والا۔ یہ موجودہ حکومت کا ہی کارنامہ ہے کہ ہم نے اس ترمیمی بل کو پیش کیا اور ہم نے یہ محسوس کیا کہ چونکہ اس حکومت نے اپنے بجٹ کا رخ محروم طبقہ کی طرف موڑا ہے اس لئے یہی طبقہ ایسا ہے جس کے حقوق ہم نے واپس کرنے تھے اور ہم اس ترمیمی بل کے ذریعے ان کو یہ حقوق دے رہے ہیں اور میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کروں کہ اس کے پاس ہونے کے بعد پچاس ہزار آدمی ایسے ہونگے جو اس سے مستفید ہوں گے۔
جناب والا۔ میرے دوستوں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس کو مشتہر کیا جائے اس کے بارے میں لوگوں کو بتایا جائے تو میں اس بارے میں مودبانہ عرض کروں گا کہ میرے دوست خود representative ہیں اور ان کے سامنے اس ایوان میں یہ بل پاس ہو گا اور تمام پنجاب اس کو ابھی سن رہا ہے اور پڑھ رہا ہے اس کے بارے میں ہم مزید یہ اقدامات کر رہے ہیں کہ ہم ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس کی تشہیر کریں گے اور ان لوگوں کو بتائیں گے کہ یہ ہم آپ کو حق دے رہے ہیں within that specified period وہ apply کر کے وہ اپنے حقوق لے لیں اس کے علاوہ ہمیں ان پچاس ہزار آدمیوں کا علم ہے کہ وہ کس تحصیل میں اور کس موضع میں آباد ہیں ہم اپنے ریونیو سٹاف کے ذریعے ان کو اطلاع بھی کروائیں گے تاکہ ان کو ان کا حق دے دیا جائے جو جناب والا۔ میں نے یہ مختصراً عرض کیا ہے کہ چونکہ یہ اس طبقے کی بات ہے جس طبقے کو وہ represent کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور موجودہ حکومت بھی اسی طبقہ کے لئے کام کر رہی ہے اور ہم نے ان کو یہ حقوق دینے کے لئے یہ ترمیمی بل پیش کیا ہے تو جناب والا۔ میری یہ درخواست ہے کہ ہمارے اس ترمیمی بل کو منظور کیا جائے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں کہ آج صبح میرے اور اپوزیشن لیڈر اور ڈپٹی لیڈر کے ساتھ کچھ مذاکرات ہوئے تھے اس بارے میں کچھ معاہدہ بھی ہوا ہے جس کی وہ تصدیق کریں گے۔

Mr. SPEAKER: Now the amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for Payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1987, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January, 1988."

سید طاہر احمد شاہ۔ نکتہ وضاحت جناب والا! اس بارے میں یہ طے ہوا ہے کہ ہم اس پر stress upon نہیں کریں گے اس لئے میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ کہ۔

It may please be treated as withdrawn.

جناب سپیکر۔ میاں صاحب اس سٹیج پر کیا اسے واپس لے سکتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا۔ جہاں تک withdrawal کا تعلق ہے اس کا وقت تو گزر چکا ہے اب آپ نے ٹیکنیکلی ووٹنگ کے بارے میں کہہ دیا ہے۔

Mr. SPEAKER: (The question was put to the vote of the House)

(The motion was lost)

Next amendment is moved by Mian Muhammad Afzal Hayat, Mr. Tahir Ahmed Shah, Mian Muhammad Ishaque, Mian Riaz Hashmat Janjua, Mian Muhammad Rafique, Mr. Fazal Hussain Rahi, Sardar Ghulam Abbas, Mr. Ghulam Sarwar Khan.

اسے کون صاحب پیش کرنا چاہیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں اسے پیش کروں گا۔

Mr. SPEAKER: Syed Tahir Ahmed Shah is to move this amendment.

SYED TAHIR AHMAD SHAH: Sir, I move:-

"That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for Payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1987, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be referred to the Select Committee consisting of the following with instructions to report by 31st January 1988:-

1. Raja Khalique Ullah Khan, MPA
2. Syeda Sajida Nayyer Abedi, MPA
3. Sardar Muhammad Arif, MPA
4. Malik Ghulam Muhammad Noor Rubbani Khar, MPA
5. Ch. Muhammad Iqbal, MPA

وزیر کالونیز۔ with your permission اس پر میں Indicate کروں گا کہ اس ترمیم پر اور Next جو ہے اس میں ہمارا کچھ ایگر منٹ ہوا ہے۔ اس بارے میں آپ ان سے ذرا پوچھ لیں.....

جناب سپیکر۔ تو آپ اس کو Oppose نہیں کرتے؟

وزیر کالونیز۔ وہ اس ترمیم کو واپس لے رہے ہیں اور Next جو ترمیم آ رہی ہے اس کو ہم Agree کر رہے ہیں.....

جناب سپیکر۔ تو شاہ صاحب آپ اس کو withdraw کرتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر یہ بات ایوان میں ریکارڈ پر تو نہیں آنی چاہئے تھی چونکہ فاضل وزیر صاحب نے یہ کہا ہے کہ جو مدت معاوضہ ہے اس میں ہم نے ترمیم دی ہے کہ ایک سال کی بجائے دو سال کے عرصہ کی ترمیم کو وہ تسلیم کرتے ہیں ہم سے اتفاق کرتے ہیں۔ اس لئے اس ترمیم کو ہم withdraw کرتے ہیں۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ پارلیمانی روایات میں اپوزیشن کے ارکان کی طرف سے کسی بل کو سلیکٹ کمیٹی کو بھجوانے کی ترمیم یا

رائے عامہ معلوم کرنے کی ترمیم میں اپوزیشن کی طرف سے اپنی تجاویز یا تعمیری تنقید کی بات ہوتی ہے۔ تو انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ میں اپنی تقریر لمبی نہیں کروں گا یا ہماری طرف سے دیگر ارکان جو ہمارے ساتھی ہیں وہ اپنی تقاریر کو لمبی نہیں کریں گے۔ تو اس بل کو جو کہ مفاد عامہ میں ہے ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ آج اس کو پاس کر لیا جائے گا۔ اگر وہ مصر ہیں کہ اس پر بات نہ کی جائے تو میں پھر بھی اخلاقی طور پر کیونکہ ہم تنقید برائے تنقید نہیں کرنا چاہتے میں یہ الزام بھی اپنے سر پر نہیں لینا چاہتا کہ ہم خواہ مخواہ لیجسلیشن میں جو کہ اب مفاد عامہ میں ہے اس میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں بلکہ ہم کچھ ایسی باتیں کرنا چاہتے ہیں جس سے ممکن ہے کہ حکومت ہماری باتوں سے اتفاق کرتے ہوئے رہنمائی حاصل کرے اور عوام کے لئے مزید بہتری کے مواقع یا قانون سازی یا قواعد و ضوابط مرتب کر سکے۔ اس لئے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ میں اپنی ترمیم کو پیش کروں اور اس پر مختصر ترین سی گزارشات کروں۔ اب اگر وہ یہ بھی نہیں چاہتے تو میں اپنی بات کو ختم کر دیتا ہوں۔ مگر میں یہ کہوں گا کہ آپ ان سے پوچھ لیجئے کہ اگر وہ یہ بھی نہیں چاہتے تو میں اپنی گزارشات پیش نہیں کرتا.....

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ کیا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ آپ جو حکم دیں میں اس کی تعمیل کر لیتا ہوں ویسے تو میں نے لمبی چوڑی تقریر تیار کر رکھی تھی اب چونکہ اخلاقی طور پر پارلیمانی روایات کے تحت سمجھوتہ ہو چکا ہے اب آپ جو حکم دیتے ہیں میں ویسے ہی کر لیتا ہوں.....

جناب سپیکر۔ اس میں میرے کسی حکم کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ سمجھوتہ منسٹر ریونیو اور آپ کے مابین ہوا ہے تو اس مسئلے پر جو آپ کا سمجھوتہ ہے اس پر عمل کیجئے.....

سید طاہر احمد شاہ۔ اس میں تو یہی بات میں نے عرض کی تھی کہ میں اپنی بات کو لمبی نہیں کروں گا۔ مختصر بات کروں گا۔

جناب سپیکر۔ تو کیجئے جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔ فرمایئے کیا آپ چاہتے ہیں؟

وزیر کالونیز۔ جناب شاہ صاحب اس میں کوئی بحث و مباحثے کی بات نہیں ہے۔ جب معاہدہ ہو گیا تو معاہدہ ہو گیا۔ اس میں لمبی یا چھوٹی والی بات نہیں ہے۔ پہلا جو میں نے جواب دیا ہے وہ تو آپ کی پرسوں والی Speeches کے جواب میں دیا ہے۔ اب next جو ہے وہ اگر

معاہدہ ہے جیسے جناب سپیکر نے فرمایا معاہدہ ہے تو That's all- میں تو کہہ رہا ہوں کہ Next ایک سال کی بجائے ہم دو سال کرنے کے لئے تیار ہیں تو آپ اپنی بات ذرا فرما دیں گے.....

Mr. SPEAKER: Lodhi Sahib kindly address the Chair.

وزیر کالونیز۔ جی جناب سپیکر

جناب سپیکر۔ جی شاہ صاحب فرمایئے.....

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میری آج کی تقریر کا جو عنوان تھا وہ یہ تھا کہ "tiller of the land and Owner of the land" اور دوسرا "جیہڑا واہوے اوہیو کھاوے" مگر وزیر موصوف چونکہ ماضی میں بھی میرے Colleague رہے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ میں تقریر کروں اس لئے اس امنڈمنٹ کو میں اب Withdraw کرتا ہوں...

Mr. SPEAKER: It will be taken as withdrawn.

So, the motion moved and the question is:-

"That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for Payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1987, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. There is only one amendment. It is moved by Mian Muhammad Afzal Hayat, Mr. Tahir Ahmad Shah, Mian Muhammad Ishaque, Mian Riaz Hashmat Janjua, Mian Muhammad Rafique, Mr. Fazal Hussain Rahi, Sardar Ghulam Abbas and Mr. Ghulam Sarwar Khan.

جناب سپیکر۔ کون صاحب یہ پیش کرنا چاہیں گے؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! میں اسے پیش کرنا چاہوں گا.....

Mr. SPEAKER: Mian Muhammad Ishaque is to move his amendment.

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ .

مسودہ قانون جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مال نے اس کی سفارش کی ہے کی ضمن 2 کی سطر 4 میں وارد ہونے والے الفاظ "ایک سال" کی بجائے الفاظ "دو سال" ثبت کئے جائیں۔

Mr. SPEAKER: The motion moved is:-

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Revenue for the words "one year" occurring in line 4 the words "two years" be substituted."

Is there any body to oppose.

MINISTER FOR REVENUE: We don't oppose it.

Mr. SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Revenue for the words "one year" occurring in line 4 the words "two years" be substituted."

(The motion was carried)

Mr. SPEAKER: Now, the question is:-

"That clause 2 of the Bill as amended do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Mr. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is:-

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Mr. SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment-

The question is:-

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Mr. SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

وزیر کالونیز و مال۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "مسودہ قانون (ترمیم) (مدت برائے ادائیگی معاوضہ کی توثیق و توسیع) مزارعت پنجاب مصدرہ 1987ء (مسودہ قانون نمبر 107 بابت 1987ء) منظور کیا جائے"

Mr. SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for Payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1987 be passed.

Now, the question is:-

"That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for Payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1987 be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed unanimously.

چودھری محمد رفیق۔ میں وزیر مال کو مبارک باد دیتا ہوں اور آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ سوال پوچھنا چاہوں گا کہ جو 50 ہزار مزارعین occupancy right ختم کر دیئے جانے کے بعد محروم رہے اور ان سے زبردستی قبضے چھڑا کر سابقہ فوجیوں کو اور اعلیٰ سرکاری ملازمین کو ان کی اراضی الاٹ کی گئی ان کا کیا بنے گا ان کو یہ کیسے مستفید کریں گے

ان کو انکا حق کیسے دلائیں گے ان کے لئے بھی کچھ سوچیں ان کے لئے بھی کچھ کریں۔
جناب سپیکر۔ کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں آپ اس بل کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو پاس ہوا ہے؟
چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! میرا لودھی صاحب سے یہی سوال تھا کہ ان مزارعین کو جنکے حقوق occupancy rights ختم کرنے کے بعد ان سے مقبوضہ اراضی کو زبردستی واگزار کرا کر سابق فوجیوں اور اعلیٰ سرکاری ملازمین کو انکی اراضی الاٹ کر دی گئی۔ ان کو کیسے ان کا حق لوٹائیں گے۔ میں ایک عام فہم بات کر رہا ہوں اور ان سے ایک سوال ہے۔ یہ بل پاس ہو گیا ہے۔ اس سے کافی لوگ مستفید ہوں گے لیکن جو بے دخل کئے گئے ہیں ان کو اس بل سے کیسے فائدہ ہو گا۔ یہ سوال ہے۔
جناب سپیکر۔ چودھری صاحب کیا یہ وقفہ سوالات ہے؟
چودھری محمد رفیق۔ جناب یہ مفاد عامہ کی بات ہے۔ وقفہ سوالات تو نہیں یہ بل بھی عوامی مفاد میں پاس ہوا ہے۔ میں نے بھی عوام کی بہتری کے لئے سوال کیا ہے
جناب سپیکر۔ چودھری صاحب پہلے حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کر لیں۔
چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے۔ ہم نے تقاریر دیواروں کو نہیں سنانی ہیں۔
جناب سپیکر۔ ہم جنجوعہ صاحب کو پکارنے والے ہیں کہ اپنی تقریر جاری رکھیں آپ ان کی بات نہیں سننا چاہتے ہیں۔
چودھری محمد رفیق۔ سننا چاہتے ہیں مگر قانون کے مطابق۔ کورم تو پورا ہو۔ کورم کے بغیر تو کارروائی غیر قانونی ہو گی۔
جناب سپیکر۔ ارشاد فرمایئے آپ کیا چاہتے ہیں؟
چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! ایوان کو کورم میں لایا جائے۔
جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر۔ ایوان میں کورم نہیں ہے۔ ایوان کی کارروائی پانچ منٹ کے لئے ملتوی کی

جاتی ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر۔ کورم پورا ہو گیا ہے۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

حکمت عملی کے اصولوں پر بحث (جاری)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر! حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عملدرآمد کے بارے میں میں پچھلے بابت سال 1985ء پر میں اپنی معروضات پیش کر رہا تھا کہ کورم کی گھنٹیوں نے مجھ کو ہم اراکین اسمبلی کو بڑے سوگوار انداز میں اپنے فرائض منصبی کی طرف توجہ کرنے کے لئے صدائیں دیتی ہے۔ میری تقریر کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پاکستان کے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلامی تعلیمات اور ان کے بنیادی تصورات کے تابع ہونی چاہئے اسلام ایک ایسا آفاقی فلسفہ حیات ہے جو انسانیت کو درپیش تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ یہ فلسفہ حیات وقت کے حکمران کو مجبور کر دیتا ہے کہ وہ اپنی سلطنت کے گلی کوچوں میں گھوم پھر کر لوگوں کے مسائل دریافت کرے اگر کوئی بھوکا مل جائے تو آٹے کی بوری اپنی کمر پر لاد کر اس کو پہنچا دے۔ اگر کوئی خاتون بیماری کی حالت میں ملے تو اپنی بیوی کو اس کی تیمارداری کے لئے بھیج دے۔ اگر بیٹا جرم کرے اور کوڑے کھاتا ہوا مر جائے تو باقی کوڑے اس کی قبر پر لگوا دے۔ جناب سپیکر اسلام سماج اور انصاف کا یہ تصور پیش کرتا ہے کہ وہ دیکھو ایک بادشاہ کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا ہے اور ایک بدو کا Gown اس کے زرق برق لباس سے چھو جاتا ہے۔ تو بادشاہ غضب ناک ہو کر اس بدو کے چہرے پر تھپڑ رسید کرتا ہے۔ بادشاہ کو مسند نبوت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ وہ عدالت ہے جہاں بادشاہ کا مرتبہ اس کی عظمت اس کی وجاہت اسے کوئی سہارا نہیں دے رہی۔ بدو کو حکم صادر ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ کے چہرے پر تھپڑ رسید کرے۔

جناب والا! نام تو ہم بھی اسلام کا لیتے ہیں لیکن محض اپنے جھوٹے اقتدار کو طول دینے کی خاطر۔ جناب سپیکر! آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ گزشتہ چند برسوں میں اسلام کے

مقدس نام کی جو پریشان کن تکرار جو اس ملک میں سننے میں آئی ہے۔ اگر اس کے سویں حصے پر بھی عمل کر دیا جاتا تو آج ہمارے تمام معاشرتی مصائب و آلام کا وجود تک نہ ہوتا۔ جناب سپیکر! آج اگر ہم اسلام کے دیئے ہوئے Quranic social order پر عمل کرتے تو آج ہم اپنی معاشی ضروریات کے لئے مغربی اقوام کی امداد کی چوسی ہوئی ہڈیوں پر للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھ رہے ہوتے۔ آج کوئی امریکہ کوئی ریگن اپنی عالمی مفادات کی بساط پر ہم کو مہرہ بنانے کی کوشش نہ کرتا۔ جناب سپیکر ہاں اگر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے ضمیر کی طاقت عطا فرمائی ہے میرے اس بات سے اتفاق کرے گا کہ ہم نے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلام کے قالب میں ڈھالنے کی بجائے اس ملک کے وسائل کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے۔ ہم میں وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس ملک کی دولت کو بیرون ملک منتقل کیا۔ ہم میں وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے امریکہ کی ریاستوں میں فارم خریدے ہیں اور بنگلے تعمیر کئے ہیں۔ ہم میں لوگ موجود ہیں جنہوں نے مخصوص کارخانوں کی مصنوعات کی قیمتوں کو بڑھا کر اپنی تجوریوں کو بھرا ہے۔ جناب سپیکر! ہم نے اپنی زندگیوں کو اسلام کے بنیادی تصورات سے ہم آہنگ کرنے کی بجائے ان سے بغاوت کی ہے اور اپنے سیاسی عہدوں کو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر قربان کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم اپنی زندگیاں اسلام کے آدرشوں کے مطابق گزارنے کی بجائے۔ ان سے انحراف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! بقول ساحر

دوستو جلد وہ دور آئے گا جب ہمیں زیست کے ادوار پرکھنے ہونگے
اپنی ذلت کی قسم آپ کی عظمت کی قسم ہم کو تعظیم کے معیار بدلنے ہونگے

جناب سپیکر! کہنے کو تو ہم نے اسلامائزیشن کے عمل پر عمل درآمد شروع کر رکھا ہے اور ہم نے کہنے کو ایک نظام زکوٰۃ بھی وضع کر لیا ہے۔ مگر آج تک ہم پاکستان کے مسلمانوں میں رضاکارانہ طور پر زکوٰۃ جمع کرنے کی Spirit پیدا نہیں کر سکے کیا صرف بچت کے کھاتوں میں سے جبری طور پر زکوٰۃ کاٹ لینے کا نام نظام اسلام ہے۔ جناب والا زکوٰۃ کے فنڈز کو جس طرح ذاتی تصرفات میں لایا گیا ہے۔ اس کا ثبوت وہ مقدمات ہیں جو زکوٰۃ اور عشر کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے خلاف درج ہیں اور نجانے ان لوگوں کی تعداد کتنی ہو گی جو اپنے اثرو رسوخ

کی بناء پر احتساب سے بچ گئے ہیں۔
جناب سپیکر! ہم نے زکوٰۃ کے فنڈز کو محتاجوں ناداروں کی فلاح و بہبود اور ان کی اقتصادی خوشحالی پر خرچ کرنے کی بجائے اپنے ذاتی تصرفات پر خرچ کیا ہے اور آج ہمارے بازاروں میں گلیوں میں اور کوچوں میں بھیک مانگنے والوں کی جو بھیڑ نظر آتی ہے وہ ہماری قومی زندگی کے دیوالیہ پن پر ایک طمانچہ ہے۔ جناب والا! حکمت عملی کے اصولوں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ زکوٰۃ اور عشر کی کمیٹیوں کو نوکر شاہی کے اثر سے پاک کر دیا جائے گا لیکن آج پنجاب میں ایسے لاتعداد اضلاع موجود ہیں۔ جہاں پر عوامی نمائندوں کی بجائے ان اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں اور اس طرح زکوٰۃ کمیٹیاں براہ راست نوکر شاہی کے زیر اثر ہیں۔ جناب سپیکر! ان اضلاع میں میرا ضلع جھنگ بھی شامل ہے۔
جناب والا! اب میں بات کرتا ہوں نظام اوقاف کی۔ جناب والا ہمارا محکمہ اوقاف اس بات کا پابند ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کی ترویج اور تبلیغ کا منصب نبھائے جو کہ اس محکمہ کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ مقبروں مسجدوں اور دوسرے علمی ذخیروں کی دیکھ بھال کرے ان کی حرمت کا خیال رکھے اور ان کی حرمت کا تحفظ کرے۔ مگر جناب سپیکر اس محکمے نے ایک ایسے مجاور کا روپ دھار لیا ہے جس کو فقط نذرانوں کی وصولی سے دلچسپی ہوتی ہے۔ اس محکمہ کے ناظم اس محکمہ کے مینجر اس قدر بددیانت ہیں کہ وہ دونوں ہاتھوں سے دولت لوٹ رہے ہیں۔ یہ ایسا نظر آتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی ناجائز کمائی ہوئی دولت سے ان کے جسموں کو داغا جائے گا۔ جناب والا میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ملتان کے ناظم اوقاف کو درگاہ حضرت بابا فرید شکر گنج کے ٹھیکیدار سے ایک ہزار روپیہ رشوت لیتے ہوئے ساہیوال کی Anti corruption Police نے رنگے ہاتھوں گرفتار کیا مگر اس کو وہاں سے تبدیل کرنے کی بجائے اس کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنے کی بجائے اس کو دوبارہ ناظم اوقاف لگا دیا گیا۔ اور آج وہ شخص اپنے منصب کو استعمال کر کے اس مقدمے کی کارروائی پہ اثر انداز ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس محکمے کی کارروائی اجتماعی طور پر بھی اس قابل نہیں ہے کہ اس کی تعریف کی جائے - اولیائے کرام کی بارگاہوں پہ منعقد ہونے والے اجتماعات اور عرسوں کے مواقع پر یہ محکمہ اسلامی روایات

پیش کرنے کی بجائے وہاں culture اور ایسی ثقافت پیش کرتا ہے جس کا اسلامی ثقافت Culture کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور اس طرح بارگاہوں اور ان کی حرمت اور تقدس کو پامال کیا جارہا ہے۔

جناب والا! اب میں ذکر کرتا ہوں آئین کے آرٹیکل نمبر32 کا۔ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت علاقہ کے منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی ادارے قائم کئے جائیں گے ستمبر79ء میں یہ ادارے قائم کر دیئے گئے۔ مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ ان اداروں نے انسانوں کو تمدنی سہولتیں فراہم کی ہیں مگر ان اداروں کے فنڈز جو براہ راست عوام کی جیبوں سے جمع ہو کر آتے ہیں۔ ان کے خورد برد اور ان کے نا جائز تصرف کی شکایات منظر عام پر آتی رہی ہیں۔ بعض سیاسی جلسوں پر اٹھنے والے اخراجات کو وزارت بلدیات نے Fixed valid charges قرار دے کر بلدیاتی اداروں کو مجبور کیا کہ ان اخراجات کو پورا کریں۔ سیاسی جلسوں پر اٹھنے والے ان اخراجات کو بلدیاتی اداروں کے ذریعے سے ادا کرنا ان فنڈز کے تصرف کی انتہائی بدترین مثال ہے۔ جناب سپیکر آج جب کہ یہ بلدیاتی ادارے اپنے انتخاب کے چار سال مکمل کر چکے ہیں اور اس کے بعد آج تک کسی نے انتخابی schedule کا اعلان نہیں کیا گیا جس سے کئی شکوک و شبہات کو جنم دیا جا رہا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ حلقہ بندیوں کا کام عدلیہ کے سپرد تھا مگر وہ واپس لے کر انتظامی افسروں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس حکومت کے پس پردہ سیاسی عزائم کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ جناب والا دنیا کے تمام جمہوری معاشروں میں بلدیاتی ادارے غیر جماعتی بنیادوں پر منتخب نہیں کئے جاتے بلکہ وہ سیاسی اور جماعتی بنیادوں پر منتخب کئے جاتے ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں ایک جمہوری اور سیاسی حکومت موجود ہے تو اس کے ہوتے ہوئے بھی ان اداروں کو غیر سیاسی بنیادوں پر کیوں تشکیل دیا جا رہا ہے؟ جناب والا حکومت یہ آج تک پروپیگنڈہ کرتی آئی ہے کہ سول سیاسی ادارے سیاست اور جمہوریت کی ابتدائی درسگاہیں ہیں اگر یہ بات درست ہے تو ان اداروں میں سیاست کا داخلہ کیوں بند کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آئین کے آرٹیکل نمبر33 کا ذکر کروں گا۔ یہ آرٹیکل مملکت کے

شہریوں میں علاقائی قبائلی نسلی فرقہ وارانہ اور صوبائی عصبیت پر مشتمل جذبات کی نفی کرتا ہے۔ مگر گزشتہ سالوں میں جس طرح لاتعداد انسانوں کو فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھایا گیا ہے اور جس طرح نسلی فسادات میں ان کو قربان کیا گیا ہے اور جس طرح اس حکومت نے فرقہ واریت کی سرپرستی کی ہے اور لا تعداد انسانوں کو فرقہ واریت کے نام پہ قربان کیا گیا ہے۔ فرقہ واریت کا پرچار کرنے والوں نے اس طریقے سے ایک دوسرے کے مذہبی عقائد کو بے آبرو کیا ہے کہ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ صوبائی رابطے اور صوبائی رشتے کمزور پڑ گئے۔ سال 85ء میں غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرائے گئے جس کے نتیجے میں الیکشن Compaign کے دوران امیدواروں نے منشور اور پروگرام کی بجائے صرف برادری ازم اور علاقہ پرستی کے نام پر اور نسل پرستی کے نام پر ووٹ حاصل کئے۔ جس کی وجہ سے ان عصبیتوں کا زہر معاشرہ میں سرایت کر گیا اور جناب سپیکر اس کا نتیجہ یہ ہے کہ قومی یکجہتی کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آئین کے آرٹیکل 34 کا ذکر کرتا ہوں جو خواتین کو قومی اداروں میں نمائندگی دینے کا فرض ادا کرتا ہے۔ آئین کا آرٹیکل 35 خاندان ماؤں اور بچوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ مگر جناب سپیکر ہمارا رویہ ہمارا طرز عمل اس بات کا گواہ ہے کہ ہم نے آئین کے ان تقاضوں کو نظر انداز کیا ہے۔ اور آج ہمارے ملک کی شاہراہیں اس بات کی گواہ ہیں کہ جب بھی خواتین اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے سراپا احتجاج بنیں تو ان پر پولیس کے ذریعے سے لاٹھی چارج کروایا گیا۔ اس دور حکومت میں چادر اور چاردیواری کی ایک اصطلاح کو رواج دیا گیا۔ مگر چشم فلک گواہ ہے کہ اس دور میں جس قدر خواتین کے سروں سے چادریں چھینی گئیں اور جس طرح چار دیواریوں کو مسمار کیا گیا اور جس طرح متعدد مقامات پر عورتوں کو بے آبرو کیا گیا اس کی مثال میں اپنے ضلع جھنگ کی معصوم بچی کی پیش کرتا ہوں۔ تھانہ اٹھارہ ہزاری کے علاقہ روڈو سلطان میں دس سالہ معصوم بچی کی آبروریزی کے بعد قتل کر دیا گیا۔ اور اس بچی کی نعش کو ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا۔ تین مہینے گزر چکے ہیں کہ قانون کے لمبے ہاتھوں سے اس کے قاتل محفوظ چلے آ رہے ہیں۔ جناب والا! میرا مذہب میرے ملک کا آئین خواتین کی عزت کا پاسبان ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر

ہے کہ رسول عربیؐ تشریف رکھتے تھے۔ وہاں سے ایک یہودی لڑکی کا گزر ہوا جو ننگے سر تھی حضورؐ اٹھتے ہیں اور اپنی مصفہ اور منزہ چادر اس یہودی لڑکی کے سر پر ڈال دیتے ہیں۔ صحابہ سوال کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ یہ لڑکی تو کافرہ ہے تو رسالت مابؐ کے چہرے پر جلال کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور رسول خدا فرماتے ہیں کہ بیٹی بیٹی ہے خواہ کسی کافر ہی کی ہو۔

جناب سپیکر! تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس ملک میں قانون شہادت کے مسئلے پر اور میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے مسئلہ پر جنس کے بنیادوں پر خواتین کے حقوق کی نفی کر کے ان کے حقوق کا استحصال کر کے ایک بد ترین مثال قائم کی ہے۔ جناب سپیکر! ہماری دیہاتی خواتین جو بے چاری حقوق نسواں کے نام سے بھی بے خبر ہیں ان کے تحفظ کا کوئی ادارہ دیہاتوں میں موجود نہیں ہے۔ کوئی زچہ بچہ کا مرکز تک موجود نہیں۔ اور وہ ماں جو اپنا بچہ جنم دینے کے لئے کسی ہسپتال میں جاتی ہے تو وہ ایام زچگی کے دوران اپنی زندگی کی چند سانسیں پوری کر کے خالق حقیقی سے جا ملتی ہے۔ اس طرح جہیز کا مسئلہ جو میری ہزاروں بہنوں اور ہزاروں بیٹیوں کی حسرتوں کا خون کر چکا ہے جہیز کے مسئلے پر اس کو قابل دست اندازی پولیس بنا دیا گیا ہے لیکن سال 1985ء میں ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جا سکتی جس میں جہیز کی نمائش کرنے والوں کو لائق تعزیر ٹھہرایا گیا ہو۔

جناب سپیکر! ایک اور مسئلہ جس نے ہماری خاندانی زندگیوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے وہ یہ ہے کہ دوسرا نکاح کرنے کی ایک رسم چل نکلی ہے۔ جب سے یہ زنا آرڈیننس وجود میں آیا ہے جرائم پیشہ لوگ شادی شدہ خواتین کو با رابطہ آشنائی اغوا کرتے ہیں اور اس کے بعد اپنے آپ کو قانون سے محفوظ رکھنے کے لئے جعلی طور پر دوسرا نکاح نامہ تیار کروا لیتے ہیں۔ اور ایسے نکاح نامے جعل ساز قسم کے نکاح خواں درج کرتے ہیں جن کو ان کے عوض بھاری معاوضے دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح ایک طرف تو شریعت محمدی کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور دوسری طرف قانون کی نگاہ سے بھی بچ نکلتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس بارے میں میری ایک گزارش ہے کہ ان قواعد میں ترمیم کی جائے اور ہر نکاح درج ہونے سے پہلے سرکاری فیس نیشنل بنک میں بذریعہ چالان فارم درج کر کے جمع کروائی جائے۔ اور اس چالان فارم کی ایک نقل نکاح کی دستاویز کے ساتھ منسلک کر دی جائے تاکہ جعلی طور پر

دوسرا نکاح درج کرنے کے واقعات کا قلع قمع کیا جا سکے۔
جناب سپیکر! اب میں آئین کے آرٹیکل 36 کا ذکر کروں گا آرٹیکل اقلیتوں کے حقوق اور ان کی مراعات کا تحفظ کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے صوبے میں اقلیتیں بھی مطمئن نہیں ہیں اور بعض اوقات وہ اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے خصوصاً تعلیم اور روزگار کے سلسلہ میں اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے ان کے احتجاج کی صدائے بازگشت اس ایوان میں بھی سنائی دیتی ہے۔ جناب سپیکر! آئین کا آرٹیکل 37 سماجی انصاف کے فروغ اور سماجی برائیوں کے خاتمے کی تلقین کرتا ہے۔ یہ پسماندہ طبقوں اور پسماندہ علاقوں کے عوام کی تعلیمی اور معاشی ضروریات اور مفادات کو تحفظ فراہم کرتا ہے مگر اعداد و شمار اس بات کے گواہ ہیں کہ سال 85ء میں پسماندہ علاقوں اور پسماندہ طبقوں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے کوئی سکیمیں تیار نہیں کی گئیں بلکہ مراعات یافتہ لوگوں کے فیشن ایبل علاقوں میں کروڑوں روپے کے فنڈز ضائع کئے گئے۔ Carpeted سڑکیں تعمیر کی گئی۔ آسمان کی وسعتوں کو چھوتے ہوئے فوارے تعمیر کئے گئے اور خوبصورت پارکوں کو سجایا گیا جب کہ میانوالی ڈیرہ غازی خاں بھکر لیہ اور جھنگ کے اضلاع میں ایسے مقامات آج بھی موجود ہیں جہاں لوگ پینے کے پانی کو ترس جاتے ہیں۔ جناب سپیکر آج بھی ان علاقوں میں خواتین پانی کے مٹکے اٹھائے قدیم دور کی طرح پانی بھر کے لاتی ہیں۔ جناب والا! ترقی یہ نہیں ہے کہ صرف شہروں کو خوبصورت بنا دیا جائے۔ ترقی کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ وہ ہمہ جہت ہو اور اس سماج کے تمام طبقوں کو ترقی کے برابر مواقع میسر آئیں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ شہروں کو خوبصورت بنانے کے لئے دیہاتوں کو بدصورت بنایا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس بارے میں میں ساحر کا ایک قطعہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔ کہ:۔

نور سرمایہ سے ہے روئے تمدن کی جلا
ہم جہاں ہیں وہاں تہذیب نہیں پل سکتی
مفلسی جس لطافت کو مٹا دیتی ہے
بھوک آداب کے سانچوں میں نہیں ڈھل سکتی

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پسماندہ طبقوں کی اور سماجی طبقوں کی Up lift کے لئے

کوئی سکیم تیار نہیں کی گئی۔ آج بھی ہمارے معاشرے میں ایسے لاتعداد بچے موجود ہیں جن سے بیگار کیمپوں میں جبری مشقت لی جا رہی ہے آج بھی میرے معاشرے میں ایسی خواتین موجود ہیں جو انتہائی نامساعد حالات میں کھیتوں میں اور کارخانوں میں مشقت کے ستم جھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں آج کارخانوں میں مزدور کا استحصال بغیر روک ٹوک کے جاری ہے آج سماجی انصاف کا فقدان ہے آج قحبہ خانوں میں خواتین کو مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ جسم فروشی کریں جسم فروشی ایک باقاعدہ کاروبار کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اور میں پنجاب کے متعدد اضلاع کی مثال پیش کر سکتا ہوں جہاں ناچ گانے اور کلچر کے نام پر جسم فروشی کا یہ مذموم اور قابل نفرت دھندہ جاری ہے۔ جناب والا! اگر آج مجھے اس ایوان میں ان عزت مآب بہنوں کی موجودگی کا احساس نہ ہوتا تو جناب والا! میں تہذیب و تمدن کے ٹھیکیداروں کا پردہ چاک کرتا اور میں ان کو یہ بتاتا کہ حکمت عملی کے اصولوں کو کہاں کہاں دفن کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! آج ہمارے بازاروں میں ننگی، جنس، حیا سوز، جرم افزا قسم کی فلمیں سرعام فروخت ہو رہی ہیں۔ مجروں کے نام پہ سماج، ثقافت کے نام پر ناچ رنگ کی محفلیں سجائی جاتی ہیں جہاں فحش حرکات کی جاتی ہیں نازیبا گانے گائے جاتے ہیں اور حکمت عملی کے اصول خاموشی سے یہ سارا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ جناب والا! آج کلبوں میں آج تفریح گاہوں میں اور آج مراعات یافتہ طبقوں کے بنگلوں میں Bridge اور Flash قسم کی گیمیں کھیل کر جواء کھیلا جاتا ہے آج کتوں کی دوڑ پر جواء کھیلا جا رہا ہے۔ آج گھوڑوں کی دوڑ کی آڑ میں بڑے بڑے زمیندار بڑے بڑے سرمایہ دار اور بڑے بڑے پیر قمار بازی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جناب والا! آج منشیات کی سمگلنگ عروج پر ہے اور ڈرگ مافیا کے لوگ قصبہ اقتدر تک رسائی حاصل کر چکے ہیں اور وہ جناب والا! حکومت کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج میرے وطن عزیز میں نئے اعداد و شمار کے مطابق پونے سات لاکھ انسان ہیروئن کے نشے کے عادی ہیں اور ہیروئن کا یہ نشہ میری نوجوان نسل کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ جناب والا! جب یہ شخص ایک انسان کو قتل کرتا ہے اس کی سزا سزائے موت ہے اور منشیات کی پڑیاں فروخت کرنے والے لوگ ہماری ایک پوری نسل کو قتل کر چکے ہیں۔ کیا ان کو سزائے موت نہیں دی جا سکتی جناب

والا ! آج یہ ہم کو جتنے لوگ خوش قسمت نظر آتے ہیں جو کروفر کی زندگیاں بسر کرتے ہیں یہ تمام لوگ کسی نہ کسی طرح جرائم کے ان دھندوں میں ملوث ہیں میں یہاں پر ذکر کرتا چلوں کہ کرنل طارق کے نام کا ایک شخص جسے فوج سے اس لئے کورٹ مارشل کر کے نوکری سے نکال دیا گیا کہ وہ منشیات کی سمگلنگ میں ملوث تھا اس کو ہماری حکومت نے سال 1985ء میں سیڈ کارپوریشن پنجاب میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز کیا ہے۔ اور اس کو مزید دوسال کی توسیع بھی عطا کر دی گئی ہے۔

جناب والا ! اب میں آئین کے آرٹیکل 38 کا ذکر کرتا ہوں۔ چند لوگوں کے ہاتھوں میں دولت اور وسائل پیداوار کے ارتکاز کو آئین کا یہ آرٹیکل روکتا ہے جناب والا! یہ آرٹیکل کارخانہ دار مزدور زمیندار اور مزارع کے درمیان حقوق کا تعین کرتا ہے یہ آرٹیکل بے روز گاری کے خاتمے کا اعلان کرتا ہے یہ آرٹیکل جسمانی طور پر معذور انسانوں کی جملہ ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار ریاست کو قرار دیتا ہے۔ مگر سال 1985ء میں جب سے یہ حکومت برسراقتدار آئی ہے پبلک سیکٹر کو بدنام کر کے پرائیویٹ سیکٹر کو مضبوط کیا جا رہا ہے اور جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ دولت کے وسائل چند ہاتھوں میں مرتکز ہو گئے ہیں۔ جناب والا کارخانوں میں چھانٹیاں ہیں lay off ہیں تالا بندیاں ہیں اور اس طرح مزدوروں کے حقوق چھینے جا رہے ہیں اور بے روز گاری کا یہ عالم ہے کہ ایک شخص ایک وزیر کے پاس جاتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ جناب میرے بیٹے کو آپ پولیس میں بھرتی کروا دیں وہ وزیر یہ پوچھتا ہے کہ آپ کا بیٹا کتنا پڑھا ہوا ہے؟ وہ شخص کہتا ہے وہ آٹھ جماعت پاس ہے وزیر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ آٹھ جماعت پڑھا ہوا آدمی پولیس میں بھرتی نہیں ہو سکتا وہ شخص کہتا ہے جناب والا مہربانی کیجئے میرا ایک ہی بیٹا ہے اور بے روز گاری کے ہاتھوں تنگ آ چکا ہے ہمارے گھروں میں فاقوں تک نوبت پہنچ چکی ہے میرے بیٹے کو پولیس میں بھرتی کروا دیجئے۔ وہ وزیر کہتا ہے کہ جناب آٹھ جماعت پاس آدمی پولیس میں بھرتی نہیں ہوتا وہ شخص جھنجلاہٹ میں جواب دیتا ہے کہ جناب والا ! کہ آٹھ جماعت فیل وزیر لگ سکتا ہے تو کیا میرا بیٹا جو آٹھ جماعت پاس ہے وہ پولیس میں ایک سپاہی بھی بھرتی نہیں ہو سکتا؟

جناب والا! ہم نے لوگوں کو روز گار کے مواقع فراہم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں

کی ہے زرعی اجناس کی قیمتوں کو جناب والا! in puts کے مقابلے میں بہت کم کر دیا گیا ہے۔ کھاد ڈیزل کرم کش ادویات subsidy ختم کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے زرعی معیشت مفلوج ہو کر رہ گئی ہے دیہی علاقوں میں جن صنعتوں کو قائم کیا جانا ضروری تھا جناب والا! کیا ان صنعتوں کو قائم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جس کی وجہ سے دیہاتی آبادی شہروں کی طرف منتقل ہوتی جا رہی ہے اور یہ لاینحل تمدنی مسائل کو جنم دے رہی ہے چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن جس کے ذمے یہ فرض تھا کہ عوام کی خوشحالی کی سکیمیں تیار کرے۔ وہ لوٹ مار کا ایک ادارہ بن چکی ہے جناب والا! سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور گریڈوں میں تفاوت کو دور کرنے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ اور اس تفاوت کو بتدریج بڑھایا جا رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہمارے دفتر میں نچلے طبقے کے ملازمین ہیں وہ مالی اور نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

جناب والا! شہروں میں بے گھر لوگوں کو تین مرلہ سکیم دینے کا وسیع پیمانے پر پراپیگنڈہ کیا گیا اس طرح دیہاتوں میں 75 ہزار ایکڑ اراضی بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کو حکومت کا تاریخی کارنامہ قرار دے کر اسے ذرائع ابلاغ پر وسیع پیمانے پر تشہیر کیا گیا لیکن کیا اس ایوان میں کوئی ایک شخص بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی بے زمین کاشتکار کو ایک انچ زمین بھی دی گئی ہے۔ جناب والا! یہ ساری باتیں معاشرہ میں مایوسیوں کو جنم دے رہی ہیں۔ جناب والا! ہمارا آئین استیصال سود کا علمبردار ہے لیکن ہم نے اپنی معیشت کو اسلامی اسلوب دینے کی کوشش نہیں کی ہم نے کوئی ایسا معاشی نظام وضع کرنے کی کوشش نہیں کی جو شریعت کے تابع ہونے کے ساتھ ساتھ اصلی تقاضوں کو بھی پورا کر سکے۔ جناب والا! بہت چند اداروں میں سود کی جگہ Mark up سکیم کو رائج کر دینے سے سود کو ختم نہیں کیا جا سکتا بلکہ Mark up system کو حکومت کی قائم کردہ اسلامی نظریاتی کونسل بھی سود ہی کی ایک شکل قرار دے چکی ہے اور جسے شریعت کی کھلی خلاف ورزی اور ریا کاری کا نام دیا جا سکتا ہے۔

جناب والا! لوگوں کو جلد اور سستا انصاف مہیا کرنے کے مواقع فراہم نہیں کئے گئے بلکہ انصاف کو جنس بازار بنا دیا گیا ہے۔ آج رشوت اور بد دیانتی ہمارا طرز زندگی بن چکی ہے ہم

ایسی بدقسمت قوم کے افراد ہیں کہ جس قوم کا معلم محرک اور محقق تک دیانت دار نہیں ہے ہماری قوم کا معمار بددیانت ہے اور رشوت پر پل رہا ہے ہماری قوم کا معالج بددیانت ہے اور وہ مریضوں کی ہڈیوں پر بنگلے تعمیر کر رہا ہے۔ ہماری قوم کا مبلغ بددیانت ہے اور وہ مذہب کو ذریعہ معاش بنا چکا ہے ہماری حکومت کا محافظ بددیانت ہے اور وہ اقتدار کا تحفظ کرنے کے بجائے اقتدار پر شب خون مارنے کی سوچ میں رہتا ہے۔ جناب والا! اقتدار نے نو رتنوں کی پرورش شروع کر رکھی ہے اور وہ نو رتن جو ہر دور میں سرکار کی خدمت کرتے چلے آئے ہیں اور وہ اپنے آقائے ولی نعمت کی خوشامد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ آج ہمارے معاشرہ میں شریفوں کی آبرو ان لوگوں کو عرصہ سے تک رہی ہے اور بقول حضرت فیض

مسجد میں بہ کتب میں نہ خرابات میں کوئی
اب کس کی امانت میں ہمیں کار جہاں دے
شائد کوئی ان میں سے کفن پھاڑ کے نکلے
اب جائیں شہیدوں کے مزاروں پہ اذاں دیں

شکریہ جناب والا!

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی محمد بوٹا صاحب

حاجی محمد بوٹا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اسلامی پالیسی کے متعلق باتیں کروں گا۔ ہماری سرکار نے ہماری گورنمنٹ نے اسلام کی ترقی کے لئے کافی اقدام اٹھائے ہیں جیسے صلوٰۃ کمیٹیاں ہیں زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔ ان میں ٹی۔ وی پر اذان دینے کا بھی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! اسلام ان مصنوعی باتوں سے ترقی نہیں کر سکتا۔ میرا خیال ہے سب سے اہم بات جس کا ہمیں پتہ ہونا چاہئے کہ قرآن پاک میں کیا لکھا ہوا ہے۔ جس وقت ہم قرآن پاک پڑھتے ہیں اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھتے ہیں اس میں ہمیں پتہ چلے کہ اس میں لکھا ہوا کیا ہے ہم اس وقت بالکل ہلتے ہیں۔ کسی جگہ پر ہمارا رنگ سرخ ہو جائے' کسی

وقت ہم غمگین ہو جائیں۔ کسی وقت پریشان ہو جائیں کسی وقت خوش ہو جائیں۔ ہمیں پتہ چلے کہ قرآن پاک میں کیا لکھا ہوا ہے۔ ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ اس کے مطلب کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ میرا تو خیال ہے کہ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے مظلوم کتاب جس کو پڑھیں تو پتہ نہ لگے۔ جس وقت ہمارے بچے انگریزی پڑھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب ذرا اپنی رفتار کو تھوڑا سا مدہم کریں۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ہلنے کی بات کر رہے ہیں یہ خود بھی ہل سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ کی بات سمجھ نہیں سکا۔ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد بوٹا۔ جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ جب ہمارے لوگ قرآن پاک پڑھتے ہیں ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کے اندر کیا لکھا ہوا ہے۔ وہ ہلتے ہیں۔ اگر ان کو یہ پتہ چلے کہ اس کے اندر کیا لکھا ہوا تو وہ بالکل نہ ہلیں۔ اگر پتہ چلے کہ اس میں کیا لکھا ہے تو وہ پریشان ہوں کہ اس میں دوسری قوموں کے متعلق عذاب لکھا ہے۔ کہیں ثواب کے متعلق بتایا گیا ہے۔ جس طرح بچوں کو انگلش پڑھاتے ہیں۔ انگریزی پڑھاتے ہیں جب ان کو اس کا پہلا سبق دیتے ہیں اس کے ساتھ اس کا ترجمہ بتاتے ہیں۔ جو بچہ فارسی پڑھا ہوا ہو۔ انگریزی پڑھا ہوا ہو۔ گورمکھی پڑا ہوا ہو۔ دنیا کا کوئی علم رکھتا ہوا اسکو پتہ ہوتا ہے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ لیکن واحد عربی ہے جس کو ہمارے بچے پڑھتے ہیں۔ ہماری عورتیں پڑھتی ہیں لیکن ان کو علم نہیں ہوتا کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ وہ گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹے بیٹھ کر پڑھتی ہیں لیکن ان کو پتہ نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ سب سے بڑی کمی یہ ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہمیں پتہ ہو کہ فلاں کمی ہے اس کی قوم نے فلاں برائی کی ہے اس لئے اس قوم پر عذاب نازل ہوا۔ آپ یہ کام کریں کہ اس کو سلیبس میں رکھیں۔ ہمیں کسی چیز کا پتہ نہیں ہوتا اس لئے اس پر ہم عمل نہیں کرتے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ ہم اس کو پڑھ کر وقت ضائع کرتے ہیں گو قرآن پاک کا پڑھنا باعث برکت ہے۔

جناب سپیکر! جب قرآن پاک کی ہمیں سمجھ آ جائے تو میرا خیال ہے ہر مسلمان کو ہمارے علمائے دین اگر ترجمے کے ساتھ پڑھائیں تو انہیں صحیح پتہ چلے تو نہ کوئی رشوت دینے والا

رہے گا نہ کوئی رشوت لینے والا رہے گا۔ اگر مجھے پتہ چلے کہ اگر میں رشوت دوں گا تو میرے لئے یہ گناہ ہے اگر فلاں کام کروں گا تو مجھے یہ سزا ملے گی۔ جس طرح ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ اگر میں قتل کروں گا تو دفعہ 302 لگے گی اور سزائے موت ہو جائے گی۔ اس طرح اگر لڑائی بھی ہو تو آدمی ہچکچاتا ہے اگر کوئی گالی بھی دے تو برداشت کر لیتا ہے۔ اگر میں نے کسی کو چھری ماری تو میں بھی مرجاؤں گا۔ کیونکہ ہمیں اس کا علم ہوتا ہے۔ اس طرح قرآن پاک میں ہمیں علم نہیں ہوتا کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ یہ ہمارے علمائے دین کی کمی ہے میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ سو کی بجائے دس بچوں کو تعلیم دیں لیکن ہمیں پتہ ہو کہ قرآن پاک میں کیا لکھا ہے اور اسکی اہمیت کیا ہے یہی ہماری ترقی کا ایک راز ہے۔

جناب سپیکر! باقی سکولوں کی تعلیم کے لئے حکومت نے ہزاروں پرائمری سکول کھولے ہیں۔ مڈل سکول بھی جاری کئے ہیں اور ہائی سکول بھی جاری کئے ہیں کالج بھی نئے کھولے ہیں لیکچرار بھی بے شمار بھرتی کئے ہیں۔ تعلیم کے لئے نئی روشنی سکول بھی کھولے ہیں لیکن تعلیم کا معیار ابھی بلند نہیں ہو سکا۔ میٹرک پاس تھرڈ ڈویژن لڑکوں کو نہ تو داخلہ ملتا ہے اور نہ ان کو ملازمت ملتی ہے۔ یہ میری تجویز ہے کہ تھرڈ ڈویژن ختم کر دی جائے سیکنڈ اور فرسٹ ڈویژن رکھی جائے۔ جب اس بچارے کو نہ ملازمت مل سکتی ہے اور نہ کہیں داخلہ مل سکتا ہے یہ بات میرے نوٹس میں ہے کہ کئی بچے جو میٹرک میں تھرڈ ڈویژن پاس ہیں وہ ایف۔ اے میں فرسٹ آئے ہیں بی۔ اے میں فرسٹ آئے ہیں بلکہ ایم۔ اے میں فرسٹ آئے ہیں۔ وہ بچارہ جس وقت فیل ہو جاتا ہے اور آگے اسے داخلہ نہیں ملتا تو اس وقت اس کا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بچوں کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ یا تو اسے فیل کر دیا جائے یا ان کو داخلہ دیا جائے اس طرح ان کی دل کی بات دل میں رہ جاتی ہے اور وہ پریشان ہوتے ہیں۔

دوسرے جناب والا! تعلیم کا معیار اس لئے بھی ختم ہوا ہے جس وقت ہم بچوں کو سکول بھیجتے ہیں اور وہ پانچ سات سال کا بچہ ہوتا ہے اور پانچ سات کلو کا اس کا بستہ ہوتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہم ہندوستان میں پڑھتے تھے ایک پیسے کا ایک بستہ ملتا تھا ایک قاعدہ ہوتا تھا دوسری جماعت میں ایک حساب اور ایک کتاب ہوتی تھی تیسری جماعت میں تحصیل کا جغرافیہ ہوتا ہے اور چوتھی جماعت میں ضلع کا جغرافیہ ہوتا تھا۔ صرف چار کتابیں

ہوتی تھیں اس طرح ہوشیار بچے ہوتے تھے کہ پرائمری پاس کر کے پٹواری لگ جاتے تھے پرائمری پاس کر کے استاد لگ جاتے تھے۔ اب بی۔ اے پاس ہوتے ہیں جس طرح ہمارے حزب اختلاف کے دوستوں نے کہا ہے کہ جو ایم۔اے پاس لڑکے ہیں ان کا جس وقت انٹرویو لیا انہوں نے اس طرح جواب دیا۔ ہم بھی سن کر حیران ہوئے حالانکہ میں کم علم آدمی ہوں۔ اس لئے جناب والا! جو ان کی بہت زیادہ کتابیں ہیں ان میں کمی کی جائے۔ ان کو تھوڑی کتابیں دیں جو وہ پڑھ سکیں اور سمجھ سکیں۔ ان کی تو مت ماری جاتی ہے کہ جب گرمیوں کے موسم میں کتابیں اٹھاتے ہیں وہ سیڑھیوں میں کتابیں پھینک کر اوپر اکیلے مکان پر آ جاتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے بہت پریشانی کا باعث ہے۔ اگر تعلیم کو بہتر بنانا مقصود ہے تو یہ بچوں کے بوجھ کو کم کریں۔

جناب والا! دیہاتوں میں جو ہمارے استاد اور استانیاں جاتی ہیں ان کے مقابلہ میں شہر والوں کو زیادہ آسانیاں ہوتی ہیں دیہات والوں کو کم ہوتی ہیں چاہئے تو یہ کہ دیہات میں جو دوست بچوں کو تعلیم دیتے ہیں ان کو زیادہ سہولتیں ہوں تاکہ تھوڑا سا یہ لالچ پایا جائے۔ دیہاتوں میں جتنے سکول ہیں وہ خالی پڑے ہیں۔ اگر کسی سکول میں چار استانیاں لگی ہوئی ہیں تو ان چاروں نے آپس میں "گٹ مٹ" کی ہوتی ہے ایک کہتی ہے آج میں پڑھا دوں گی تم نہ آنا اس طرح وہ چار چار دن نہیں آتیں۔ وہ بھی مجبور ہوتی ہیں اس لئے ان کو زیادہ سہولتیں دی جائیں۔ ان کے معاشی مسئلے حل کئے جائیں۔ ان کی تنخواہیں شہریوں سے زیادہ ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر۔ پرائیویٹ جو نرسری سکول کھولے گئے ہیں ان میں لوگ صرف چھوٹے چھوٹے بچے بھیجتے ہیں انہوں نے عورتیں رکھی ہوئی ہیں وہ گھر پر آ کر عورتوں کو ترغیب دیتی ہیں کہ اپنے بچوں کو سکول بھیجیں۔ وہ سکول اپنے بچوں کو بھیجتی ہیں۔ اگر ہزار نمبر ہو تو وہ 900 نمبر دے دیتی ہیں حالانکہ بچوں کو کچھ بھی نہیں آتا۔ اس کے لئے جو ہمارے تعلیمی ادارے ہیں وہ ان کو چیک کریں ان کا تعلیمی معیار دیکھیں۔ ان کا امتحان لیا کریں۔ جس وقت پانچویں جماعت میں داخل کراتے ہیں تو اس وقت پتہ چلتا ہے کہ بچوں کو کچھ بھی نہیں آتا۔

جناب والا! تعلیم کے لئے گورنمنٹ نے بے شمار روپے خرچ کئے ہیں۔ 50 لاکھ روپیہ جو

ایم۔ این۔ اے کو مل رہا ہے۔ اور بھی تعلیم پر خرچ ہو رہا ہے۔ ہم کو 37-37 لاکھ روپیہ ملا ہے لیکن جب تک تعلیم کا بہتر نظام نہیں ہو گا میرے خیال کے مطابق گورنمنٹ کے یہ روپے ضائع جائیں گے۔ صرف عمارتیں ہی تعمیر ہوں گی اور جو بچے ان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کا معیار کچھ نہیں ہے۔

جناب والا ! جو کچی آبادیاں ہیں ان کا جو غیر سرکاری رقبہ ہے اس کے متعلق فوری فیصلے کئے جائیں۔ میرے حلقے میں بھی ایک اختر آباد کالونی ہے اس میں چار سو مکان بنے ہوئے ہیں لیکن ان کے متعلق گورنمنٹ کوئی فیصلہ نہیں کر رہی اور نہ ہی ان کو مالکانہ حقوق دے رہی ہے۔ اگر کوئی آبادی محکمہ اوقاف کی جگہ پر بنی ہے یا ریلوے کی جگہ پر بنی ہوئی ہے وہاں کے لوگ بھی پریشان ہیں۔ ان کے مسئلے فوری طور پر حل کرنے چاہئیں۔ لوگ بہت بے چین ہیں۔

جناب والا ! ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلق میں عرض کروں گا کہ جو بیوہ عورتیں ہیں ان کو ان کے مکان کو تو ٹیکس نہیں لگتا لیکن ان کی اگر ذاتی کوئی دو دکانیں ہوں ان کو اس کا ٹیکس بھی معاف ہونا چاہئے۔ کئی ایسی عورتیں ہیں جن کا روزگار ہی وہی ہے وہ ان دکانوں کا کرایہ وصول کر کے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتی ہیں۔ حکومت کو اس کے متعلق تھوڑی سی نرمی اختیار کرنی چاہئے۔

جناب والا ! گورنمنٹ صحت کے لئے بھی بے شمار روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ دیہاتوں میں بھی ڈسپنسریاں کھولی ہیں۔ ہیلتھ سنٹر کھولے ہیں۔ نئے ہسپتال کھولے ہیں جن کی وجہ سے عوام کو کافی سہولتیں میسر ہیں۔ لیکن ہسپتالوں میں دوائیاں بالکل نہیں ہیں۔ اگر روئی کا پھندا بھی لانا ہو وہ بھی ڈاکٹر لکھ دیتے ہیں۔ دوائیوں کی بڑی کمی ہے۔ اگر وہاں فنڈ کی کمی ہے تو گورنمنٹ کو چاہئے وہاں فنڈز زیادہ مہیا کرے تاکہ لوگ اس سے صحیح فائدہ اٹھا سکیں۔

ڈاکٹر جو بڑے بڑے پروفیسر ہیں یا جو اہم آدمی ہیں وہ شہروں میں یا میو ہسپتال میں تعینات ہیں۔ انہوں نے اپنے گھروں میں ہسپتال بنایا ہوا ہے انہوں نے بیس بیس سال سے تمام مشینری اپنے گھروں میں فٹ کی ہوئی ہے۔ چار بجے جو مریض اپنے علاج کے لئے جاتے ہیں وہ پہلے نمبروں کے لحاظ سے ان کو کارڈ تقسیم کرتے ہیں 11 بجے تک ڈیڑھ دو سو آدمی دیکھتے

ہیں۔ دو دو سو روپیہ فیس رکھی ہوئی ہے۔ اس لئے ہسپتال ویران ہو چکے ہیں اور وہ جگہیں آباد ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جو اعلیٰ قسم کے ڈاکٹر ہیں ان کے بھی تبادلے ہونے چاہئیں۔ اگر لاہور میں کوئی اچھا ڈاکٹر ہے تو ایک وقت ایسا بھی ہونا چاہئے کہ شیخوپورہ والے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ فیصل آباد والے بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ ان کو چھوٹے شہروں میں بھی تبدیل کرنا چاہئے۔ وہ ایک ہی جگہ پر پندرہ پندرہ بیس بیس سال سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو مریضوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ اپنی مرضیاں کرتے ہیں اور گھروں میں ہسپتال کھولے ہوئے ہیں۔ سستا علاج بالکل مہیا نہیں ہے اس کے لئے گورنمنٹ کو چاہئے کہ ہومیو پیتھک طریقہ علاج کوٹی۔ وی پر نشر کرے یا اخباروں میں اس کے متعلق بتائے اگر لوگ اس کو اپنائیں اس سے آرام بھی جلدی آتا ہے تھوڑا سا دیر پا تو ہوتا ہے لیکن بڑی بڑی ایسی امراض ہیں جن کے لئے دوسرے ڈاکٹر کامیاب نہیں ہوئے لیکن ہو میوپیتھک ڈاکٹر اس کا علاج کرتے ہیں اور لوگوں کو آرام آ جاتا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ دیسی حکمت جو بالکل دفن ہو چکی ہے ریڈیو اور ٹی وی پر اس کی بھی کوئی دل جوئی کرے تاکہ لوگوں کا رجحان اس طرف ہو۔ ہر آدمی کا رجحان یہ ہے کہ جو ڈاکٹر زیادہ پیسے لیتا ہے اس سے جلدی آرام آتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بڑی معذرت کے ساتھ میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ہو رہی ہے۔ کیا یہ بحث آج ہی wind up ہو گی یا آئندہ Working day پر بھی یہ بحث جاری رہے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق آپ کو عرض کرتے ہیں۔

حاجی محمد بوٹا۔ جناب والا! ڈاکٹروں کی حالت یہ ہے کہ ان کے پاس جو غریب آدمی جاتا ہے اسے وہ کہتے ہیں کہ تم انڈے کھاؤ ڈبل روٹیاں کھاؤ گوشت بھون کر کھاؤ مچھلی کھاؤ حالانکہ اس کے پاس کوئی پیسہ نہیں ہوتا۔ اگر ان کے پاس کوئی دولت مند آدمی جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں کہ مکھن بند گوشت بند گھی بند سب کچھ بند۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جس کے پاس پیسے نہیں ہوتے اسے کہتے ہیں کہ سب کچھ کھاؤ اور جسکے پاس پیسے ہوتے ہیں اسے کہتے

ہیں کہ کچھ نہ کھاؤ۔

جناب والا ! پولیس پر پہلے بھی بے شمار خرچ ہو رہا تھا۔ حکومت نے اس پر مزید خرچ کیا ہے۔ انھیں بہترین اسلحہ دیا ہے ہر تھانے پر گاڑی دی ہے۔ پولیس کو بھی اب چاہئے کہ اچھا کردار ادا کرے۔ پولیس جرائم روکنے کی کافی حد تک کوشش کر رہی ہے لیکن ابھی یہ مسئلہ تسلی بخش نہیں۔ انھیں چاہئے کہ حکومت نے جو پیسے دیئے ہیں اس کا صحیح فائدہ ہونا چاہئے۔ پولیس نے تخریب کاروں کو پکڑنے کے لئے بھی کافی کوشش کی ہے۔ کافی تخریب کار پکڑے بھی ہیں۔ اسلحہ بھی پکڑا ہے۔ ملتان سے بھی کئی لوگ پکڑے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پولیس کام کرتی ہے۔ لیکن انھیں اپنا کام مزید بہتر بنانا چاہئے۔ ایک اور اہم بات ٹریفک کے مسئلے کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ٹریفک کا قانون پاکستان میں پہلا ہے کہ جو ٹریفک کی خلاف ورزی کرے اسے پکڑ کر اسی وقت اندر کر دیں۔ حالانکہ دوسرے ملکوں میں یہ چیز نہیں ہے۔ چاہئے یہ کہ اس کے کاغذ لے لیں موقع پر جرمانہ کر دیں اور اسے کہہ دے کہ رسید لا کر اپنے کاغذ لے جانا۔ اب یہ نیا کام کر دیا ہے۔ جسے مرضی اندر کر سکتے ہیں اگر اس کے پاس پیسے نہ ہوں تو۔ یہ عوام کے ساتھ سخت زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کی ایک کتاب ختم ہو گئی؟

حاجی محمد بوٹا۔ ابھی دو تین کتابیں اور ہیں۔ تاہم آپ جس وقت کہیں گے میں بیٹھ جاؤں گا۔ جناب والا ! اگر ہم 1947ء کو دیکھیں اور آج کو دیکھیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک نے بہت ترقی کی ہے۔ کئی دوست کہتے ہیں کہ ملک نے ترقی نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کبھی کبھار اوپر بھی دیکھ لیا کریں کہ کہیں راہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر نہ کھڑے ہو جائیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! چودھری بوٹا صاحب پنجابی میں تقریر کر رہے ہیں اور بڑی زبردست کر رہے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ ان کی تقریر کو روکنے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بڑی مہربانی۔

حاجی محمد بوٹا۔ جناب والا ! ملک ترقی کرتا ہمیں اس طرح نظر نہیں آتا جس طرح گھر میں ایک بچہ پیدا ہو۔ تو وہ ہمیں روز نظر آتا ہے۔ لیکن بڑھتا ہوا نظر نہیں آتا۔ جب لڑکے کو

دیکھیں تو کہتے ہیں کہ تم تو گبھرو (جوان) ہو گئے ہو۔ تو بالکل یہی پوزیشن ہے۔ بڑے بڑے کروڑوں روپے کے پلازے بنائے گئے ہیں عمارات بنائی گئی ہیں فیکٹریاں ہیں ملیں ہیں سب کچھ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ نوٹس آپ نے پنجابی میں تیار کئے ہوئے ہیں یا اردو میں؟

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ لکھی اردو ہے اور پڑھی پنجابی میں ہے۔

حاجی محمد بوٹا۔ جناب والا! حکومت نے سات سات مرلے کا پروگرام بنایا ہے۔ لوگوں کو تین تین مرلے کے پلاٹ دیئے ہیں۔ غریب لوگوں کو مکانات دینے کے اہم اعلان کئے ہیں۔ ہمارے ملتان میں بھی بیماریوں کی ایک کالونی تھی۔ چیف منسٹر صاحب نے مہربانی فرما کر اس کے لئے بھی سات لاکھ بتیس ہزار روپے قرضہ دیا۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت غریبوں کے لئے بہت کام کر رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کئی لوگوں کو پلاٹ دیئے ہیں۔ فیکٹریوں میں کام کرنے والوں کی پنشنیں بڑھائی ہیں۔ جو مزدور پاکستان میں علاج نہ کروا سکے اسے اڑھائی لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا ہے کہ وہ باہر جا کر اپنا علاج کروا سکے حکومت غریب لوگوں کیلئے بہت انتظام کر رہی ہے۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ سرمایہ دار اور غریب تو اللہ نے شروع سے بنائے ہیں۔ اگر غریب نہ ہوں تو نہ کوئی فیکٹری چلے اور نہ کوئی کارخانہ چلے۔ اگر سارے امیر ہوں تو کام کون کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے۔ سرمایہ داروں اور مل مالکان کا کام یہ ہے کہ وہ مہربانی کریں اور مزدوروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ انہیں صحیح مزدوری دیں۔ اگر آپ کسی مولوی کو دیکھیں گے تو وہ غریب آدمی ہی ہو گا۔ امیر آدمی اپنے بچے کو عربی تعلیم نہیں دلواتا۔ یہ تمام کام تو غریبوں کے ہیں۔ اس لحاظ سے غریبوں کی شان بڑی ہے۔ غریب ہی ملک کو چلا رہے ہیں۔ امیر تو گنتی کے ہوتے ہیں۔ مل مالکان ان کے حقوق کا خیال رکھیں۔ وہ ان کی بہتری کا خیال رکھیں۔

جناب سپیکر! اگر ملک میں گندم کی کمی ہو تو باہر سے درآمد کی جاتی ہے۔ اسی طرح چینی کی کمی ہو تو درآمد کی جاتی ہے اور یہی حال دوائیوں کے معاملے میں ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں ایک ایسی چیز ہے جو روزانہ استعمال ہوتی ہے اور وہ دن بدن مہنگی ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن اس کا کوئی علاج نہیں کیا جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ جو پہلا بزنس ہے اس کے مطابق حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کا آج آخری دن ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! شیڈول کے مطابق آج اجلاس کا بھی آخری دن ہے۔ جتنا ایجنڈا ہم تک پہنچا ہے اس کے حساب سے آج اجلاس کا بھی آخری دن ہے۔ اس کے بارے میں جناب کیا ارشاد فرمائیں گے کہ یہ اجلاس آج اختتام پذیر ہو جائے گا یا توسیع کی جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میرا خیال ہے کہ اجلاس تو جاری رہے گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! کیا آپ بتا سکیں گے کہ اجلاس کب تک جاری رہے گا؟

وزیر قانون۔ اجلاس جاری رہے گا اور آپ کو قواعد کے مطابق ایجنڈا ملتا رہے گا۔ ہم اس اجلاس کو تقریباً ستائیس تاریخ تک جاری رکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کا شاید آج آخری دن ہی ہے؟

وزیر قانون۔ یہ ضروری نہیں۔ اگر اس کو آج مکمل نہیں کرتے تو ہم اس میں توسیع کر لیں گے۔ لیکن ہمارے پاس اور کافی بزنس موجود ہے۔ کافی بل موجود ہیں جو ہم اسمبلی میں لا رہے ہیں۔ بزنس کی کوئی ایسی کمی نہیں۔ ابھی چیف منسٹر صاحب آئیں گے۔ وہی فرمائیں گے۔ کیونکہ ایوان کا خیال ہے کہ اپیلوں کے لئے کچھ وقت دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے لئے یہ کر لیا جائے کل اور پرسوں دو دن چھٹی ہے۔ دو دن میں بھی حضرات اس کو دیکھ کر فائل کر سکتے ہیں۔ اگر چار دن کی چھٹی کی جائے تو پھر اس کو اسمبلی کی counting سے نکالنا ہو گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اتوار کا اجلاس کر کے اگلے دو دن چاہیں تو دو دن اگر ایک دن چاہیں تو ایک دن چھٹی کر لی جائے۔ تو پھر ہم اتوار کو ایک دن اجلاس بلوا لیتے ہیں۔ اگر چاہیں تو اجلاس اتوار کو چار بجے بلا لیں چاہے صبح بلا لیں۔ لیکن اس کے بعد اگر ایک چھٹی کرتے ہیں تو ایک کر لیں اگر دو دن کی چھٹیاں کرتے ہیں تو دو دن کی کر لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ جس طرح ایوان کی مرضی ہو کر لیں۔ اس کا فیصلہ ابھی کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ تو پھر آخری فیصلہ کیا ہوا؟ اجلاس کب تک رہے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ فائنل تو یہی ہے کہ ابھی اجلاس جاری ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میری ایک درخواست ہے اگر محترم وزیر صاحب یا آپ برا نہ منائیں۔ بات یہ ہے کہ ابھی تھوڑی دیر میں اجلاس ختم ہو جائے گا۔ اس کا جتنا وقت ہے وہ پورا کرے گا۔ تو ہمارے پاس ایجنڈا ہونا چاہئے۔ اگر ہم آئندہ Working day پر آتے ہیں اور ہمارے پاس پڑھنے کے لئے کچھ نہیں ہے اور ہمیں یہ نہیں پتا کہ ہمیں اگلے working day پر کرنا کیا ہے تو پھر آپ دیکھ سکتے ہیں۔ یہ بات بڑی روشن ہے کہ ہم تیاری بھی نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں علم ہی نہیں ہو گا تو ہم نے وہاں کیا کرنا ہے؟ اگر اجلاس میں توسیع ہوتی ہے تو اس سے بہت پہلے یہ فیصلہ کر لینا چاہئے تھا کہ ہمیں اگلے دن کیا رکھنا ہے۔ اور اس کے مطابق ایوان کو اطلاع ہو جاتی ہے میرا اندازہ یہ ہے کہ ممبران کو اندھیرے میں رکھا جاتا ہے۔ انھیں پتا ہی نہیں چلنے دیا جاتا۔ پھر وقت نہیں دیتے اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ تاخیر کرتے ہیں۔ اسمبلی کے وقار کا تقاضا ہے کہ اسمبلی کو پہلے سے اطلاع مل جائے کہ اگلے working day پر اس کے پاس بزنس کیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ میری درخواست ہے کہ وہ بزنس ہمیں ابھی مل جائے تو اچھی بات ہے۔

وزیر قانون۔ ایجنڈا ہم نے ستائیس تاریخ تک کا جاری کر دیا ہے۔ یہ کہنا کہ اندھیرے میں رکھا جا رہا ہے تو انھیں اندھیرے میں رکھنا ویسے ممکن نہیں۔ جس طرح یہ اب اندھیرے میں رہ کر ہمارے ساتھ کر رہے ہیں اور ماشاء اللہ جس طرح لوگوں کی' میں وہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ ان کی اندھیرے کی حالت ہے۔ اندھیرے کی حالت میں ان کی یہ بات ہے۔ ایجنڈا آپ کو پورا ملے گا۔ ایجنڈا ہم نے جاری بھی کر دیا ہوا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ اس دن آ رہی ہے۔ اس پر بحث ہو گی۔ وہ بھی take up کریں گے۔ اس طریقے سے باقی بزنس ہے۔ کچھ بل ہیں جو آ رہے ہیں۔ تو ایجنڈا آپ کو جاری ہو چکا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ انہوں نے اپنے ہاتھ میں موم بتی پکڑی ہوئی ہے یہ شمع پکڑ کر

بات کر رہے ہیں اندھیرے میں تو وہ کھڑے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب کو بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ حاجی صاحب۔

حاجی محمد بوٹا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا جلانے والی لکڑی کی ملک میں بہت کمی ہے ہزاروں ایکڑ رقبہ میں جنگلات ہونے چاہئے۔ تاکہ جلانے کے لئے لکڑی پیدا ہو سکے۔ ابھی سردیاں آ رہی ہیں اور اب لکڑی کی قیمت 35-40 روپے فی من ہے۔ یہ آٹے کے بعد دوسرے نمبر پہ غریب آدمیوں کے لئے خرچہ ہے۔ لیکن اس پر کوئی غور نہیں کرتا اور جنگلات کے اعلیٰ افسروں کی ترقی جنگلات میں اضافہ کرنے پر مقرر ہونی چاہئے۔ اور اس سے یہ پوچھ گچھ ہونی چاہئے کہ اس نے 5 سال میں کتنے درخت لگائے ہیں۔ سردی کے اور گرمی کے موسموں میں یہاں درخت لگائے جاتے ہیں لیکن یہ درخت ایسی جگہوں پر لگائے جاتے ہیں جہاں نہ کوئی شخص پانی دیتا ہے اور اس وجہ سے وہ درخت پرورش نہیں پاتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

حاجی محمد بوٹا۔ جناب سپیکر! میں ہیروئن کے متعلق پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ہیروئن چاہے کسی کے پاس ایک پڑی ہو یا کسی کے پاس ایک کلو ہو جب تک اس کے کیس کا فیصلہ نہ ہو جائے اس کی ضمانت نہیں ہونی چاہئے۔ ہیروئن فروشوں کی ضمانت ہو جاتی ہے۔ اس لئے انکی سزا سخت سے سخت ہونی چاہئے۔ جناب والا! اب جو خصوصی عدالتیں مقرر کی گئی ہیں جنہوں نے ایک دو جگہ پر فیصلے بھی کئے ہیں جس طرح انہوں نے فیصلے کئے ہیں اس طرح انکی اپیل کا فیصلہ بھی ایک مہینے کے اندر ہونا چاہئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اپیل لگ جائے اس کے بعد اس کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہ ہو سکے۔ بچوں کے اغوا کا قانون بھی سخت کرنا چاہئے۔ اسی طرح عورتوں کے اغوا کے کیس میں بچیاں بھولی بھالی ہوتی ہیں ان کو بدقماش افراد ورغلا کر لے جاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ جھوٹ سچ بول کر نکاح کرا لیتے ہیں۔ وہ پہلے زنا کرتے ہیں اس کے بعد نکاح پڑھواتے ہیں۔ اس لئے اس کے متعلق بھی قوانین سخت ہونے چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

حاجی محمد بوٹا۔ زکوٰۃ کمیٹیوں کے متعلق عرض کروں گا کہ زکوٰۃ کمیٹیوں نے دو اڑھائی ارب روپے بطور زکوٰۃ تقسیم کیا ہے۔ زکوٰۃ کمیٹیوں میں بیوہ عورتوں کی نمائندگی ہونی چاہئے۔ ہر جگہ ان کمیٹیوں میں کم از کم دو دو بیوہ عورتوں کو شامل کیا جائے۔ تاکہ ان کو معلوم ہو سکے کہ جائز زکوٰۃ لینے والی عورتیں کون ہیں تاکہ جو اس میں کمی بیشی ہے وہ دور ہو سکے اور اس انتظام کو چیک کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ حکومت کا یہ اقدام بہت اچھا ہے۔ کیونکہ جو بڑے بڑے اسلامی مدارس تھے ان میں سے کسی کو 50 ہزار کسی کو ایک لاکھ اور کسی کو دو لاکھ روپے زکوٰۃ مل رہی ہے۔ اور پہلے انہیں مدرسوں کے بچے رات کو محلے میں سے روٹیاں مانگ کر لاتے تھے اس طرح وہ بچے ایک طرح کے بھکاری بن جاتے تھے۔ حکومت کا یہ قدم بہت ہی قابل تحسین ہے کہ اس نے ان مدارس کو امداد دینا شروع کر دی۔ اور اس طرح بچوں کی روٹیاں مانگنے سے جان چھوٹ گئی ہے۔ کیونکہ سرکار زکوٰۃ فنڈ سے ان بچوں کا خرچہ دے رہی ہے۔ لیکن جنہوں نے شروع سے زکوٰۃ لینی شروع کی ہے وہی لے رہے ہیں کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہئے۔ کہ وہ ہر مدرسے کو 5 ہزار یا دس ہزار بطور زکوٰۃ دیں اور ان کو کہہ دیں کہ آئندہ آپ کو زکوٰۃ نہیں ملے گی۔ اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ اتنی زکوٰۃ دو کہ آئندہ وہ خود زکوٰۃ دینے والا ہو جائے

جناب سپیکر! عورتوں کی برابری کے لئے بھی کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود جب آدم کے بعد مائی حوا کی پیدائش کی ہم نے علمائے دین سے یہی سنا ہے کہ حضرت آدم کی پسلی سے مائی حوا کو پیدا کیا گیا نہ عورت کو انسان کے سر سے پیدا کیا گیا اور نہ ہی انسان کے پیروں سے پیدا کیا گیا۔ یہ اس لئے کہ نہ ہم اس کو سر پر اٹھاتے پھریں نہ ہی ہم اس کو پیروں میں رولیں۔ اسی واسطے پسلی سے پیدا کیا گیا ہے کہ تم اس کو اپنے برابر اور ساتھ رکھو۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام نے ان کے حقوق برابر رکھے ہیں اس لئے ان کو برابر رکھا جائے۔ مثلاً ہم ابھی انتخاب لڑ کر آئے ہیں کسی بھی عورت پر پابندی نہیں ہے وہ بھی انتخاب لڑ کر آ جائے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ ریل گاڑیوں میں عورتوں کا ڈبہ ہوتا ہے اس میں صرف عورت ہی بیٹھ سکتی ہے لیکن عورت چاہے مرد کے ڈبے میں بیٹھ جائے اس کو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ اس لئے عورتوں کو ہر طرح کی ملازمت بھی دینی چاہئے اور انہیں بھی مردوں کی برابر لانے کی

کوشش کی جانی چاہئے۔ اس سے ہمارا ملک مزید ترقی کرے گا۔
جناب سپیکر! Recruitment committees میں ہمیں 1 سے 5 تک سکیل ہمیں بھرتی کرنے کی اجازت ہے اگرچہ ہم کوئی آدمی بھرتی نہیں کرا سکے بہرحال 1 سے 11 گریڈ تک Recruitment committee کو آدمی بھرتی کرانے کے اختیارات دینے چاہئے۔ میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ 20 ہزار استاد رکھنے ہیں۔ ان کا گریڈ 7 ہے لیکن ہم 1 سے 5 تک کے گریڈ تک بھرتی کر سکتے اس لئے اگر یہی ہزار آدمی ایم پی اے کے ذریعے بھرتی کرائے جائیں تو ایک ایم پی اے کے حصے میں 75 آدمی آتے ہیں۔ چاہے اس بھرتی میں تعلیم کی بھی شرط ہو لیکن بھرتی ہونے والے آدمی ہمارے پاس آنے چاہئے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ استاد نالائق ہونے چاہئے استاد لائق ہونے چاہئے۔ لیکن آدمی ہماری معرفت بھرتی ہونے چاہئے۔ جو ایم پی اے 75 آدمیوں کو بھرتی کرائے گا اس میں حکومت کی نیک نامی ہو گی۔ اور اس میں لیگ کی نیک نامی ہو گی۔
جناب والا! محکمہ اوقاف بہت سارے مزارات کی مرمت کرا رہا ہے۔ لیکن ان مزاروں کی مرمت ہوتی ہے جن کے سائیں جیتے ہیں۔ ہمارے ملتان میں شاہ شمس تبریز سبزواری کا مزار ہے اس کی حالت ناگفتہ بہ ہوئی ہے۔ اس کی بھی مرمت کی جائے اسی طرح اور بھی کئی مزار ہیں۔ محکمہ اوقاف اس کی طرف توجہ دے۔ جناب سپیکر! عدالتوں میں بہت زیادہ کیس جمع ہوئے ہیں۔ اور عدالتوں کی یہ پوزیشن ہے کہ لوگ صبح 9 بجے جاتے ہیں اور شام کو گھر واپس آ جاتے ہیں تمام دن وہ وہاں کھڑے رہتے ہیں اور وہ بیچارے ڈرتے ہیں اور پیشاب بھی کرنے نہیں جاتے کہ کہیں آواز نہ پڑ جائے۔ جب مقدمہ پیش ہوتا ہے تو تاریخ پڑ جاتی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آپ اپنی دائیں جانب ذرا دیکھیں یہ ایوان میں کیا صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ ایوان کے عزت و وقار کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ انتہائی راز داری کے لہجے میں پتہ نہیں کیا کچھ کر رہے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر بلدیات صاحب نہ معلوم کیا کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ مزید مقامی حکومت دیہی ترقی سے کوئی ہدایات وصول کر رہے ہیں

آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد بوٹا۔ ملک کی ترقی کے لئے انڈسٹری کا ہونا لازمی ہے۔ پاور لومز لگنی چاہئیں پولٹری فارم لگنے چاہئیں۔ چھوٹے برف خانے لگنے چاہئیں قالین بافی ہونی چاہئے۔ اور حکومت ہر جگہ ان صنعتوں کے لئے فنڈ دے قرضے دے۔ تاکہ دیہات کے کام کریں اور شہروں کی طرف نہ آئیں۔ حکومت نے Power loom کے کاروبار پر 45 روپے فی بنڈل ڈیوٹی لگا دی ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ مل مالکان سوت کا نرخ کم نہیں کر رہے ہیں۔ وہ اتنے کا اتنا ہی ہے بلکہ دس روپے نرخ بڑھ گیا ہے۔ میرے خیال میں وہ ڈیوٹی میں کوئی ہیرا پھیری کر رہے ہیں اور سرکار کو ڈیوٹی نہیں ادا کر رہے ہیں۔ اگر وہ ڈیوٹی ادا کرتے ہیں تو حکومت کو چاہئے کہ اس میں وہ کوئی دخل دے پچھلے دنوں کہا گیا تھا کہ 10 نمبر کے سوت کی ڈیوٹی کم کی جائے۔ اگر دس نمبر سے ڈیوٹی کم کی گئی پھر وہ اس طرح ہو گا کہ اندر 20 نمبر کا سوت ہو گا باہر دس نمبر کا لگائیں گے۔ یہ غلط ہے اور ایسی تجویز پر غور نہیں کرنا چاہئے power loom پر حکومت نے کہا تھا کہ قرضے دیئے جائیں گے۔ ابھی تک کوئی قرضے نہیں ملے۔ اس کے طریقہ کار کیا ہے یہ سود کے ساتھ ہو گا یا بلا سود ہو گا۔ انڈسٹری میں بہت پریشانی ہے اس پر کوئی خصوصی کمیٹی مقرر کی جائے اور اس کے مسائل کو حل کرے۔

جناب سپیکر! بلدیاتی الیکشن کے متعلق پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں بیلٹ بکس ایک ہونا چاہئے۔ اس سے ووٹ کی خرید و فروخت بالکل نہیں ہوتی اور صاف الیکشن ہوتا ہے۔ ڈسٹرکٹ کونسل اور کارپوریشن کو ایک حلقہ قرار دیا جائے۔ تاکہ لوگ حلقہ بندیوں میں پریشان نہ ہوں شناختی کارڈ کی پوزیشن ایسی ہے کہ جیسا آسمان سے تارے توڑ کر لانا ہے عوام بڑے پریشان ہیں حکومت کو چاہئے کہ اس کا کوئی آسان طریقہ اپنائے۔ لوگ بہت پریشان ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں سادگی کی طرف آتا ہوں۔ جس طرح چیف منسٹر صاحب نے One Dish پروگرام بنایا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس کی اخبارت میں مشتہر تو ہوتی ہے لیکن اس کی مشتہری ریڈیو اور ٹیلیویژن میں بھی ہونی چاہئے۔ اس پر ڈرامے بھی ہونے چاہئیں۔ ایک دفعہ میں چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ایک دعوت میں گیا اور اس وقت کوئی

ساڑھے چار بجے تھے۔ ان کی شکل دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں بھوک بھی لگی ہوئی تھی۔ لیکن کھانے چونکہ ایک سے زیادہ تھے تو انہوں نے کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ اس کے بعد میں ایک اور فنکشن میں گیا۔ اس میں جناب روکڑی صاحب بھی تھے چودھری اختر صاحب بھی تھے تو انہوں نے جب دیکھا کہ ایک سے زیادہ کھانے ہیں تو وہ بھوکے ہی واپس آ گئے۔ تو ہم ایم پی اے حضرات کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ ہم اگر راستہ پر چلیں گے اور فنکشن پر ایک ہی dish ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ لوگوں کے گھروں کے خرچے کم ہو جائیں گے۔ لہٰذا سادگی کو اپنایا جائے۔ لہٰذا ایسے پروگراموں کو ترجیحاً ٹیلیویژن پر دکھایا جانا چاہئے۔ یہاں سادگی اور فیشن کے متعلق کہا گیا۔ جناب والا! اب فلمیں یا ٹیلیویژن بھی فیشن ہے۔ کئی رسالے بھی ہیں جو کہ صرف کپڑوں کی نمائش کے لئے شائع ہوتے ہیں۔ ایک رسالہ ایسا ہے جسے میں جانتا ہوں کہ اسے خواتین اسی لئے خرید کرتی ہیں کہ اس میں دیئے گئے کپڑوں کے فیشن کو اپنایا جائے اس کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دینی چاہئے اور سادگی کو برقرار رکھنے کے لئے ایسی چیزوں پر پابندی لگا دے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! جہیز کے سلسلے میں بھی کوئی حد مقرر ہونی چاہئے۔ لیکن جسے اللہ میاں نے دیا ہوا ہے تو ہر آدمی کوشش کرتا ہے کہ اپنی بچی کو زیادہ سے زیادہ دوں لیکن اس کی نمائش نہیں ہونی چاہئے تاکہ غریب آدمی کا دل نہ دکھے۔ جو آدمی اپنی بچی کو جہیز نہیں دے سکتا وہ تو پریشان ہوتا ہے اور جو جہیز دے سکتا ہے اسے تو کوئی پریشانی نہیں شکریہ۔ السلام علیکم۔

جناب سپیکر۔ جی رانا صاحب۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! حکمت عملی کی رپورٹ پر میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ نے اپنی طرف سے مجھے کوئی اطلاع نہیں دی۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! میں نے اطلاع تو کوئی نہیں دی بہرحال اب عرض کر دیتا ہوں کہ مجھے بولنے کا موقع عطا فرمایا جائے۔

جناب سپیکر۔ اب مجھے اطلاع ہو گئی۔ آپ کو موقع دیا جائے گا۔

رانا پھول محمد خان۔ بہت اچھا۔

جناب سپیکر۔ لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین صاحب!

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آپ نے اندازہ لگایا ہو گا کہ صبح سے سیشن میں اتنی رونق نہیں تھی۔ کچھ لیڈر آف دی ہاؤس کے آنے سے رونق آئی ہے اور کچھ آپ کے دوبارہ آنے سے رونق آئی ہے اور کچھ رونق محترمہ بیگم شاہین منور صاحبہ کے واپس آنے سے آئی ہے کیونکہ آج ساری رونق اپنے عروج پر ہے۔

جناب سپیکر۔ لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین صاحب (معزز ممبر موجود نہیں تھے) محمد صفدر شاکر صاحب!

جناب محمد صفدر شاکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واجب الاحترام جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے حکمت عملی پر بولنے کا مجھے موقع دیا ہے۔ تو وقت کی کمی کا احساس کرتے ہوئے میں بھی دو تین نکات پر بات کروں گا۔ حکمت عملی میں جو سب سے اہم مسئلہ ہے وہ ہے صوبہ میں سستا انصاف اور فوری انصاف۔ جہاں تک صوبہ میں موجودہ عدالتی نظام کا تعلق ہے وہ اتنا پیچیدہ ہو چکا ہے کہ غریب آدمی کے لئے انصاف کا حصول مشکل ہو گیا ہے۔ آپ یقین کریں کہ ایک معمولی استغاثہ ہو تو اس کے لئے دو دو سال لگ جاتے ہیں اور غریب آدمی جن کے پاس اتنا سرمایا نہیں ہوتا کہ وہ اس جھگڑے میں آئیں، یہ جو ہمارا نظام ہے یہ غیر اسلامی دور کی ایک یادگار ہے جس کی وجہ سے ہماری زندگی کا جو ڈھانچہ ہے وہ متزلزل ہو کر رہ گیا ہے۔ تو میری یہ استدعا ہے کہ اس ڈھانچے کو تبدیل کر کے فوری طور پر اسلامی نظام عدل کا نفاذ کیا جائے اس کے بعد جو اہم مسئلہ ہے وہ صوبہ میں زنا، جوا، فحاشی اور منشیات کے استعمال کا ہے۔ غیر ملکی لوگ جوئے کی آڑ میں ہمارے مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر اس کاروبار کو وسیع کر رہے ہیں اور اس لئے ہمارے معاشرے میں یہ برائی بڑی زور سے پھیل رہی ہے اور بڑے بڑے سرمایہ دار اور جاگیردار بھی اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ تو میری یہ استدعا ہے کہ غیر ملکیوں پر بھی جوئے کی پابندی لگائی جائے اور آج اخبار سے یہ پتا چلا ہے کہ سینٹ کے اجلاس میں اس بل کو پاس کر دیا ہے کہ غیر ملکیوں پر جوئے کی پابندی لگادی جائے۔ اس کے بعد مسئلہ منشیات کے غلط

استعمال کا ہے۔ ہمارے ملک میں جہاں اور منشیات کا استعمال ہو رہا ہے وہاں ایک مسئلہ ہیروئن کا ہے جناب سپیکر! یہ چیز بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اور خاص کر جو ہماری نوجوان نسل ہے وہ اس کی لپیٹ میں آ رہی ہے۔ چند روز ہوئے میرے حلقہ کے ایک شہر ماموں کانجن میں ایک پندرہ سال کے لڑکے کو گرفتار کیا گیا۔ اس کے پاس ایک ہیروئن کی پڑی ملی۔ ہمارے شہر کے انسپکٹر میاں بشیر اور ڈی ایس پی سمندری جناب زمان نگریال صاحب نے جب اس تفتیش کو وسیع کیا تو اس تفتیش سے کمالیہ کے حلقہ سے ہماری پولیس نے raid کیا اور وہاں سے ڈیڑھ کلو ہیروئن رنگے ہاتھوں ان کو ملی اور وہ لوگ ہیروئن کو چھوٹے چھوٹے پیکٹ میں بند کر کے رکھ رہے تھے اور یہ پیکٹ انہوں نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تقسیم کرنی تھی۔ تو میری استدعا ہے کہ اس مسئلہ پر بہت سخت کارروائی کی جائے اور ان مجرموں کو بالکل سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ ان گھناؤنے جرم کو آئندہ کے لئے صوبے میں نہ پھیلا سکیں۔

جناب والا ! آرٹیکل 37 ناخواندگی کے خاتمے اور سیکنڈری سکول تک تعلیم مہیا کرنے کے متعلق ہے یہ ایک نہایت اچھا اقدام ہے اور اس سلسلہ میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو ایکشن پلان منظور کیا ہے یہ اس صوبہ کے بہتری کے لئے بہت اچھا پلان ہے۔ اس میں جو استحقاق کی پالیسی رکھی ہے میری استدعا ہے کہ اس استحقاق کی پالیسی پر سختی سے عمل کیا جائے۔ آرٹیکل 35 میں جو فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم عام کرنے کے اقدامات ہیں اس میں میری یہ استدعا ہے کہ اس سلسلے میں دیہاتوں پر خاص توجہ دی جائے اور ہمارے دیہاتوں میں پیشہ وارانہ انسٹی ٹیوٹ قائم کئے جائیں تاکہ ہمارے دیہات کے جو رہنے والے غریب بھائی ہیں وہ بھی اس سے استفادہ کریں۔ جب تک دیہات ترقی نہیں کریں گے اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اس لئے استدعا ہے کہ دیہات کی ترقی کو مد نظر رکھا جائے۔

جناب والا ! آخر میں آرٹیکل 38 ہے جس میں حکومت نے صوبہ کے عوام کی بہتری کے لئے جو اقدامات یعنی ان کی رہائشی سہولتیں اور ان کے لئے دوسری سہولتیں دی ہیں اس کے لئے میں صوبائی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس حکومت نے وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام پر جس طرح اچھے طریقے سے عملی جامہ پہنایا ہے اس کی مثال نہیں

ملتی۔

جناب سپیکر! آپ یقین کریں کہ چالیس سال کے بعد اس صوبہ کو اس ملک کو ایسی حکومت ملی ہے جس نے زبانی وعدوں سے نہیں بلکہ عملی طور پر کام کر کے دکھایا ہے اور آج میرے ملک کے شہر کے رہنے والے اور دیہات کے رہنے والے لوگوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ہمیں ایسی حکومت ملی ہے کہ جس نے ہماری مشکلات کا احساس کیا ہے۔ان علاقوں میں جہاں کبھی سڑک کا نام نہیں ہوتا تھا۔ جہاں کہیں بجلی کا نام نہیں ہوتا تھا۔ جہاں کہیں صحت کی سہولتیں نہیں ہوتی تھیں آج وہاں وہ سہولتیں اتنی تیزی سے مل رہی ہیں کہ ان لوگوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ یہ حکومت عملی طور پر ہماری مشکلات کو حل کر رہی ہے اور ہماری حکومت انشاء اللہ 1990ء تک عوام کو یہ ثابت کر کے دکھائے گی کہ ہم نے جو آپ کے ساتھ وعدہ کیا ہے وہ انشاء اللہ وعدہ نہیں بلکہ اسے عملی طور پر کر کے دکھائیں گے اور ہم ان مشکلات سے گھبراتے نہیں کیونکہ ہمارا تو ایک ہی منشور ہے کہ

حوادث سے الجھ کر مسکرانا ہماری فطرت ہے
ہمیں دشواریوں پر اشک برسانا نہیں آتا

شکریہ' خدا حافظ۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اب اسے close کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ آپ آج اسے wind up کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون۔ جی۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ بہت سارے لوگ ابھی اپنے اظہار خیال کے منتظر ہیں یہ ضروری نہیں ہے کہ وزیر قانون صاحب اسے آج ہی wind up کریں اسے اور کسی دن بھی کر سکتے ہیں۔ اگر کچھ مقررین بچ گئے ہیں ان کو اظہار خیال کا موقع ملنا چاہئے۔ جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے تھوڑی دیر میں کیوں رنگ بدل لیا ہے تھوڑی دیر پیشتر تو انہوں نے کہا تھا کہ اسے بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔ خود ہی وزیر موصوف نے کہا تھا کہ بحث کے لئے اسے آئندہ دنوں کے لئے بڑھایا بھی جا سکتا ہے اب یہ تھوڑی ہی دیر میں وزیر موصوف گرگٹ کی طرح رنگ بدل گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ ہمارے پاس وقت تو ہے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! کتنا وقت ہے؟

جناب سپیکر۔ آج نہیں۔ آج تو تھوڑا وقت ہے آج اگر آپ wind up کرنا چاہیں گے تو میرے خیال میں آپ کو نصف گھنٹہ چاہئے۔

وزیر قانون۔ جی۔

جناب سپیکر۔ تو اگر آج ہی wind up کرنا ہے تو نصف گھنٹے میں دو' تین' چار اور آدمی بول سکتے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! اس پر بحث ہوتے ہوئے کافی دن گزر گئے ہیں۔ میرے خیال میں اس پر تین چار دن بحث ہو چکی ہے اب اگر آپ مناسب خیال کریں تو اسے اب wind up کر لیں۔

جناب سپیکر۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہمارے پاس کافی وقت ہے اگر ہم چاہیں تو اور بھی ایک دن مقرر کیا جا سکتا ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون۔ جناب۔ ابھی Islamic Ideology Council کی رپورٹ پر بھی ابھی بحث ہونی ہے اس دن ہمارے معزز ممبران کے Allowances کے بل آئیں گے۔

جناب سپیکر۔ اس کے باوجود بھی ہمارے پاس بہت وقت ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! اس بارے میں یہ طے ہوا ہے کہ اس دن کچھ معزز ممبران بھی تقریریں فرمائیں گے اور اپیلوں کے لئے بھی ایوان کو کچھ وقت درکار ہے تو اس کے لئے بھی اس ایوان کو یک مشت ملتوی نہ کیا جائے اس کے درمیان میں اتوار کو اجلاس بلا لیا جائے۔ اور اس پر بحث کر لی جائے۔ اس کے بعد ہمارے پاس کیا دن رہیں گے؟

جناب سپیکر۔ تو ٹھیک ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! پیشتر اس کے کہ اس پر آپ کوئی ارشاد فرمائیں آپ کو یاد ہو گا کہ جب دھماکوں کی تحریک التوائے کار پر بحث ہو رہی تھی تو دو گھنٹے کے وقت کی پابندی کی وجہ سے مجھے اس بحث میں حصہ لینے کا موقع نہ مل سکا تھا اور جب میں نے

پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا تو آپ نے مجھے یہ فرمایا تھا کہ جب حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ہو گی تو آپ مجھے ازراہ کرم compensate کرتے ہوئے حکمت عملی کے اصولوں اور پاسداری کی بحث میں زیادہ وقت عنایت فرمائیں گے تو جناب والا! اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس میں حکومت کے وضع کردہ آئین کے تقاضوں کے تحت حکمت عملی پر بحث کی جا رہی ہے میں آپ سے یہ استدعا کروں گا۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب۔ آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ بات تو یہی ہے کہ آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میری یہ عرض ہے کہ وقت اب تھوڑا ہے آپ کی یقین دھانی کے مطابق میرا حق بھی ہے کہ آپ مجھے مقررہ وقت سے زائد دیں گے۔ اس میں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وزیر قانون صاحب کو اعتراض کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ کتنے صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! پیشتر اس کے کہ آپ فیصلہ کریں خیر اس بارے میں ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن بات دراصل یہ ہے کہ جس بارے میں نشاندہی کی گئی ہے میں بھی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت کے پاس اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا جو وقت تھا اس میں سے ہمیں بمشکل کوئی پانچ سات منٹ مل سکے اور ہم اسے صحیح طور پر wind up نہ کر سکے۔ جناب والا! جتنا ضروری یہ ہے کہ حکومت کی خامیوں کی نشاندہی کی جائے اتنا ہی ضروری یہ بھی ہے کہ حکومت کے ان اقدامات کو بھی سامنے لایا جائے اور اس کا جواب بھی سننے کی ہمت رکھنی چاہئے۔ ہوتا یہ ہے کہ اپنی تقاریر کر کے ان کو حکومت کا نقطہ نظر سننے کا وقت نہیں ملتا اس دن بھی ان کے اعتراضات کے تحت ہی سارا وقت صرف ہو گیا اور یہ ممکن نہ ہو سکا کہ دو گھنٹے میں حکومت کا موقف بھی سن لیا جائے اس لئے میں یہ ضروری چاہوں گا کہ کسی مناسب وقت پر حکومت کا نقطہ نظر سننا بھی ضروری ہے اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اس میں توسیع کرنے کا تعلق ہے اگر آپ ان کو بولنے کا موقع دینا چاہیں مگر یہ میں ضرور کہوں گا کہ دو بجے سے پہلے تقریباً آدھ گھنٹہ ہمیں ضرور چاہئے تاکہ ہم اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں۔ اس لئے اگر میرے فاضل دوست چاہتے ہیں کہ اتنے دن گزر چکے

ہیں اور یہ سارے حضرات اپنی اپنی تقاریر کر چکے ہیں اور اب اور حضرات بھی کر سکتے ہیں لیکن جناب والا! بات یہ ہے کہ اب اسے ضرور wind up ہونا چاہئے۔ اس دن بھی یہ اس لئے wind up نہ ہوسکا کہ اس کے لئے ایک اور دن رکھ لیتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج اسے wind up ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ تو اس معزز ایوان کا کیا خیال ہے کہ آج اس کو ختم کر دیں یا اس پر مزید بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! اس بارے میں عرض ہے کہ ہم اس پر مزید بولنا چاہتے ہیں۔ اگر وزیر موصوف بولنا چاہیں گے تو انہیں بھی ہم موقع دیں گے یہ چاہے دو گھنٹے بولیں چاہے تین گھنٹے بولیں۔ مگر ہم ان کو بھی موقع دیں گے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ تقریباً شیڈول کو chalk out کرنے کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ اس ایجنڈے میں اسلامی نظریاتی کونسل کا بھی رکھا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ دن اس میں شامل ہو سکتا ہے کیونکہ اسلامی نظریاتی کونسل پر ایک دفعہ بحث کے بعد دوسری دفعہ بحث نہیں کی جا سکتی یہ ہمارے رولز اور قانون کے مطابق ہے۔ اس لئے اور دن کی گنجائش ہے وہ بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب۔ یہ بات آپ نے سنی ہے؟

وزیر قانون۔ جی نہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب نے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کی جو بحث ہے اس کے بارے میں میاں صاحب نے یہ اظہار خیال کیا ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق اس کے لئے جو ایام مقرر کئے گئے تھے اس کے بعد اس کو دوبارہ take up نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر دوبارہ ایام مقرر نہیں کئے جا سکتے۔

وزیر قانون۔ نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر۔ نہیں کی جا سکتی۔ میاں صاحب کیا آپ نے یہی فرمایا ہے؟

میاں محمد افضل حیات۔ جی۔

وزیر قانون۔ جناب والا! مجھے تو اس بات کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ جناب والا۔ میں

عرض کروں گا کہ ایوان کا جو بزنس مقرر ہو اور اپوزیشن کی ڈیمانڈ پر ہی اسے مقرر کیا گیا ہے اور ہم نے ان سے commitment کی تھی کہ اس پر دوبارہ اتنا وقت مقرر کیا جائے گا۔ اور ایوان کی جو کارروائی چل رہی تھی وہ ان ایام میں ہوتی رہی۔ تو اس کے لئے مزید وقت نہ دیا جائے تو پھر آج کا وقت کس حساب سے رکھا گیا ہے یہ بھی ہاؤس convenience کے لئے۔ جس بزنس کو مناسب سمجھیں Postpone بھی کیا جا سکتا ہے اگلے دن اس کے لئے مقرر بھی کئے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہی تو ہم ان سے رہنمائی چاہتے ہیں کہ ہمیں بتائیں۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ جناب والا! کارروائی تو ابھی تک جاری ہے اور یہ ابھی ختم نہیں ہوئی اور وہ بحث ابھی تک جاری ہے ان کی ڈیمانڈ پر ہم نے اور دن لئے تھے اور بحث جاری تھی۔ اور ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگلی دفعہ ہم وہ دن لے آئیں تاکہ اس پر بحث کر سکیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ ہم کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتے ڈیمانڈ شاید ہماری.....

جناب سپیکر۔ میاں صاحب اس معاملے کو دیکھ لیتے ہیں شاہ صاحب کو میں بات جاری کرنے کے لئے کہتا ہوں۔ شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ دس منٹ میں آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! ہم پھر باہر ہی چلے جاتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! پہلے جو مباحثہ تھا دس منٹ تو اس میں بھی بنتے ہیں ویسے بھی بیس منٹ بن جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے یقین دہانی کرائی تھی۔

جناب سپیکر۔ آپ ارشاد فرمانا شروع کریں گے تو بات ہو گی۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! ان کے بعد میں بھی اپنی تقریر کروں گا۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب بسم اللہ کیجئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 29 کی کلاز (3) میں یہ ضمانت دی گئی تھی کہ ہر صوبے کا گورنر ہر سال کے لئے Report on Observance and Implementation of Principles of Policy جو ہے وہ ایوان میں پیش کرے گا

مگر آج 1987ء کے آخری مہینوں میں ہم جا رہے ہیں اور اس وقت ہمارے سامنے حکومت کے اصولوں کی اور اس کی پاسداری کی جو حکمت عملی زیر بحث ہے وہ 1985ء کی ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حکومت اپنے فرائض منصبی میں کس قدر دلچسپی لے رہی ہے بلکہ میں یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہوں کہ حزب اختلاف کے ارکان کی طرف سے ایک آئینی تحریک استحقاق پیش کرنے کی وجہ سے حکومت کی توجہ اس طرف دلائی گئی۔ جس کے بعد حکومت نے سال 1985ء کے لئے حکمت عملی اور اس کے اصول ایوان میں بہت تاخیر سے پیش کئے ہیں۔ اس وقت بھی میں سمجھتا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل 29 کی کلاز (3) کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ کیونکہ 1986ء جو کہ گزر چکا ہے اس کی حکمت عملی کی رپورٹ جو ہے وہ اس وقت تک ایوان میں پیش ہی نہیں کی گئی ہے۔ اب جناب سپیکر! رپورٹ جو ہمارے سامنے زیر غور ہے اور جس پر بحث ہو رہی ہے۔ صفحہ نمبر 4 کے ضمن 9ا میں آخری جو فقرہ ہے۔

"Efforts are made to develop abhorrence of vices such as 'Gheebat'; criticism based on fiction and half truth; profiteering and manmade scarcity; adulteration; cheating and dishonesty. particularly in 'Naaptole'. The Committees also highlight the virtues of simplicity and austerity, particularly in the context of present load-shedding and scarcity of water-supply in the rivers. People are motivated to lead a simple life and not to resort to panic buying."

میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے خود اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ انہوں نے کوشش کی ہے۔ کیا منافع خوری ختم ہو گئی ہے؟ کیا مصنوعی ذخیرہ اندوزی یا کمی کو ختم کر دیا گیا ہے؟ کیا ملاوٹ کو ختم کر دیا گیا ہے؟ کیا دھوکہ بازی کو ختم کر دیا گیا ہے؟ آج بھی ناپ تول کے سلسلے میں جو کمی کی جاتی ہے اس پر حکومت کی طرف سے کوئی موثر کنٹرول نہیں کیا گیا ہے۔ آج بھی جب ہم پٹرول پمپوں پر پٹرول لینے جاتے ہیں یا ڈیزل لینے جاتے ہیں تو وہاں سے ملاوٹ شدہ پٹرول ملتا ہے ملاوٹ شدہ ڈیزل ملتا ہے۔

حکومت اس پر موثر طور پر قابو پانے میں ناکام رہی ہے۔ اور نہ صرف پٹرول پمپوں کی شکل میں بلکہ ایسی غذائی اجناس جن کے استعمال پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے یا طوالت عمری کا دارو مدار ہے۔ آج میں اس ایوان میں پورے دعوے سے یہ کہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے ہر شہر میں ہر بازار میں ہر دوکان پر ملاوٹ شدہ اشیاء میسر ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑی غیر اخلاقی حکومت کی کمزوری ہے کہ اشیاء خوردنی کی ملاوٹ کا سدباب کرنے میں حکومت مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے اور ملاوٹ کے سدباب کے لئے حکومت نے جو مشینری یا عملہ ترتیب دیا ہے وہ بجائے ملاوٹ کے سدباب کرنے کے ان لوگوں سے مل کر ناجائز تاجروں سے مل کر ان سے ناجائز طور پر مالی مراعات حاصل کر کے ان کو Protection دیتے ہیں اور اس ضمن میں پیش کروں گا کہ میونسپل کارپوریشن کے جو فوڈ انسپکٹرز ہیں حالانکہ ان کی بنیادی ذمہ داری ملاوٹ کی روک تھام ہے مگر وہ ماہانہ وصول کر کے لاکھوں روپے اکٹھے کر کے اپنے ارباب اختیار و اقتدار کی جیبیں گرم کرتے ہیں اور اس طریقے سے ملاوٹ کا سدباب نہیں ہوتا بلکہ ملاوٹ کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کر کے ناجائز منافع خوری کا رجحان دن بدن ہمارے سماج میں ہمارے معاشرے میں بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

اب جناب سپیکر! اس رپورٹ کے صفحہ 4 آرٹیکل 31 سب کلاز 2 (ب) میں جو کہا گیا ہے کہ.....

Article 31(2)(b)

"The State shall endeavour, as respects the Muslims of Pakistan-

(b) to promote unity and the observance of the Islamic moral standards;

حالانکہ اس کی گنجائش موجود ہے۔ حکومت نے ایک تفصیل کے ساتھ بڑی خوبصورت رپورٹ جو ہے جس طریقے سے اس کی جلد کو ایک خوبصورت Glazed paper پر بنایا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت اپنے اس پیش کردہ رپورٹ کے تحت اس بات کی دعویدار ہے

کہ صوبے میں اتحاد و یگانگت کو فروغ دیا جائے گا۔ اسلامی اور اخلاقی اقدار کی پاسداری کی جائے گی مگر اس کے برعکس یہ ایک حقیقت ہے۔

ملک طیب خان اعوان۔ پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب سپیکر۔ جی ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں...

ملک طیب خان اعوان۔ جناب سپیکر! میں نے آپ کو ایک ریزولیوشن بھجوایا تھا۔ میرے خیال میں وہ بھی زیادہ اہمیت کا مالک ہے اگر آپ مہربانی کر سکیں تو بہتر ہو گا...

جناب سپیکر۔ اس ریزولیوشن کو آپ آج لانا چاہتے ہیں؟

ملک طیب خان اعوان۔ جناب سپیکر! آج ہی نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اب تک وہ ہو گیا ہوتا۔ یہ بات تو میرے ریزولیوشن میں ہی گزر جائے گی۔ یہ نہایت اہم بات ہے کہ اگر ہم نے اپنی سفارشات بھیجنی ہیں تو بھجوا دیں۔ اس میں تمام ہاؤس کا مفاد ہے۔ میرا ذاتی مفاد نہیں ہے۔ بلکہ عوام کا مفاد ہے...

جناب سپیکر۔ ملک صاحب اگر ہاؤس میں ہم سب کی طرف سے زیادہ attendance ہو تو میرا خیال ہے کہ زیادہ مناسب ہو گا۔ آپ چاہتے ہیں کہ آج ہی اس کو ٹیک اپ کیا جائے...

ملک طیب خان اعوان۔ جناب سپیکر! میں تو یہی چاہتا ہوں باقی آپ کی مرضی پر چھوڑتا ہوں...

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں اگلے working day پر کر لیں...

ملک طیب خان اعوان۔ ٹھیک ہے سر۔ مہربانی...

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ابھی طے کر لیں کہ آیا اتوار کو جو 4 بجے اجلاس ہو گا اس کے بعد اگلے دن یہ ایک دن چھٹی کرنا چاہتے ہیں یا پھر دو دن کے لئے ہاؤس کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر۔ اتوار کو 4 بجے اجلاس ہونا ہے۔ لاء منسٹر صاحب جو یہ کہہ رہے ہیں ہم نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ کچھ دوستوں کی طرف سے یہ بات آئی تھی تو اس بات کو لاء منسٹر صاحب چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں بھی لائے ہیں۔ میں بھی اس پر اتفاق کرتا ہوں کہ

اگر آپ چاہیں تو اپیلیں وغیرہ دائر کرنے کے لئے ہم اتوار کے بعد سوموار کی ایک روز کی چھٹی کر سکتے ہیں یا اگر آپ دو روز کی چاہیں تو دو روز کی چھٹی کر سکتے ہیں...

معزز ایوان۔ دو روز کی کر دیں...

جناب سپیکر۔ دو روز کی کر دیں۔

وزیر قانون وپالیمانی امور۔ اس میں یہ ہے کہ میں اپنے محترم حضرات کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ اپیلوں کی 19 تاریخ آخری ہے۔ اور اگر 19 تاریخ کے لئے کرنی ہے تو پھر تو ایک دن ہی کافی ہے۔ اور پھر آگے جا کر 27 تاریخ کے بعد ان اپیلوں کی سماعت ہونی ہے ان میں بھی ان کی presence کی ضرورت ہو گی۔ اس لئے کل اور پرسوں دو دن یہ کر دیں اور ایک دن ان کو 19 تاریخ کا مل جائے گا۔ تو اس میں میرا خیال ہے کہ سب حضرات کی اپیلیں فائل ہو جائیں گی... اور اگر یہ ہفتہ کو فائل نہ ہو سکیں تو اگلے دن اتوار کو فائل کی جا سکتی ہیں۔ اتوار کے روز آپ کسی کو دے سکتے ہیں کہ یہ فائل کر دیں وگرنہ یہ اگلے روز سوموار کو 19 اکتوبر کو بھی فائل ہو سکتی ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں اگر یہ دو دن کا وقفہ کرنا چاہیں لیکن 19 تاریخ اپیلیں دائر کرنے کی آخری تاریخ ہے۔ اس لئے ایک دن کا وقفہ کافی ہو گا۔ 20 کے وقفہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! آپ 20 کو رکھیں 19 کو ممبران نہیں پہنچ سکیں گے۔

جناب سپیکر۔ آپ پہلے مسئلہ سن لیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اتوار کو بعد دوپہر اجلاس ہو گا۔ اب سوال یہ ہے کہ کل اور پرسوں دو دن آپ کے پاس ہیں ہفتہ کا دن آپ کے پاس ہے۔ آپ اپنی اپیلیں دائر کر سکتے ہیں اس کے بعد اگر آپ چاہیں تو سوموار کے دن رخصت کی جا سکتی ہے سوموار کو 19 تاریخ ہے۔ اپیلیں دائر کرنے کی آخری تاریخ ہے ایک دن 19 کا وقفہ کافی رہے گا یا آپ 20 کو بھی چھٹی کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ ایک دن کافی ہے۔ ویسے 19 کے بعد 20 کو ایک دن کافی ہو یا نہ ہو۔ 20 تاریخ کی رخصت بے معنی ہے۔

جناب سپیکر۔ ہاں 20 تاریخ کی رخصت بے معنی ہے۔ ہم احتیاطاً 20 تاریخ کو اجلاس بعد دوپہر رکھ لیتے ہیں تاکہ یہ لوگ پہنچ سکیں۔ تو یہ طے ہوا کہ اتوار کو اجلاس 4 بجے ہو گا۔ اور

20 تاریخ کو بھی چار بجے اجلاس ہو گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! اسلامک آئیڈیالوجی کے سلسلہ میں میں رول بتانا چاہتا ہوں رول 106 ہے۔ سب رول (4) ہے۔

Rule 106 (4) once the report has been discussed in the Assembly no more motion shall lie for its discussion or further discussion.

جناب سپیکر۔ لیکن اس میں جو کچھ راجہ خلیق اللہ نے کہا ہے کہ It has not been discussed اسی پر بحث ابھی جاری ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ اس کا مطلب جو بحث شروع ہوئی تھی وہ ابھی جاری ہے۔

جناب سپیکر۔ ہاں وہ ابھی جاری ہے۔ اسی لئے یہ جاری رہ سکتی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ یہ بات نہیں ہے۔ لیکن جو بات ہو وہ قانون اور قاعدے کے مطابق ہو میں نے صرف اسی لئے Point out کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ قانون اور قاعدے کے مطابق بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ بحث جاری ہے اور اسی لئے اس پر بحث جاری رہ سکتی ہے۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! ایوان کورم میں نہیں ہے اور یہ کارروائی غیر قانونی چل رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ سید طاہر احمد شاہ صاحب کو تقریر کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق۔ ہم شاہ صاحب کو سننا بھی چاہتے ہیں۔ لیکن ایوان کو کورم میں تو لائیں کارروائی غیر قانونی نہیں چلنی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ آپ چودھری صاحب serious ہیں؟

چودھری محمد رفیق۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ کورم پورا کرنا سپیکر کا کام نہیں ہے۔ شاہ صاحب پہلے یہ بات نپٹا لیں۔ چودھری صاحب سے پوچھ لیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں کہ آیا آپ تقریر نہ کریں؟

چودھری محمد رفیق۔ تقریر ضرور کریں لیکن آخر یہ مقتدر ادارہ ہے اس کی کارروائی تو غیر قانونی نہیں چلنی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے ایوان کی کارروائی پانچ منٹ کے لئے ملتوی ہوتی ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر۔ کورم پورا ہو گیا ہے۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں گے۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں کورم پورا نہیں ہے۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب سپیکر! جب سپیکر صاحب یہ کہتے ہیں کہ کورم پورا ہے تو چودھری رفیق صاحب کو چاہئے کہ اس بات احترام کریں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آئین کے آرٹیکل 31 کے تحت حکومت اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ صوبہ میں مختلف فرقوں میں مختلف طبقوں میں اتحاد اور یگانت کو فروغ دیا جائے گا اور اسلامی اور اخلاقی اقدار کی پاسداری کی جائے گی مگر یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ صورت حال صوبے میں اس سے قطعی طور پر مختلف ہے۔ آج جس قدر مذہبی فرقہ واریت کا کھچاؤ صو میں موجو ہے۔ وہ آج سے قبل پاکستان کی تاریخ بھر میں اتنے عروج پر نہیں تھا جتنا کہ آج ہے۔ گذشتہ سال محرم الحرام کے موقع پر فرقہ واریت کی آڑ میں مذہبی عبادت گاہوں کو آگے لگائی گئی اور اس کی آڑ میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ ہمارے صوبے کی قیمتی جانوں کا اتلاف ہوا کروڑوں روپے کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا اور صورت حال اس حد تک نازک ہو گئی کہ سول حکومت کے دور میں سول انتظامیہ کو امن و عامہ بحال اور برقرار رکھنے والے سول اداروں کی ناکامی کی صورت میں سول انتظامیہ کی امداد کے لئے فوج کو طلب کرنا پڑا۔ اور فوج نے لاہور جو صوبہ پنجاب کا دل ہے اور صوبہ پنجاب کا دارالخلافہ ہے وہاں پر کرفیو آرڈر کا نفاذ کر کے حالات کو قابو میں کیا۔ موجودہ سال میں محرم الحرام کے دنوں میں ضلع جھنگ کے شہر میں فرقہ واریت کی بنیاد پر دو مخالف

فرقہ سے تعلق رکھنے والے طبقوں کا جھگڑا ہوا جس سے دو قیمتی جانیں تلف ہو گئیں۔ اور اس وقت صوبہ کے ہر شہر میں ہر دیہات میں مذہبی کھچاؤ کی یہ حالت ہے کہ صوبہ میں مسلمانوں کے مختلف فرقہ کے نام نہاد علمبرداروں نے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ مذہبی دکانداروں کو علمائے حق کی میں بات نہیں کرتا۔ انہوں نے اپنے اپنے فرقہ کے مطابق مساجد قائم کر کے اس قدر زبردست لاؤڈ سپیکر نصب کئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے اپنے فرقہ واریت کی بنیاد پر اس قسم کے لیکچر اس قسم کے وعظ اور اس قسم کی تقاریر مساجد میں بیٹھ کر منبر رسول پر بیٹھ کر کرتے ہیں کہ جب ایک مسلمان ایک فرقے کی مسجد میں جب کسی کی کوئی تقریر سنتا ہے اور جب دوسرے کی طرف جاتا ہے تو میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اس تقریر سننے والے ایک مسلمان کے دل میں متضاد قسم کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کے دعوؤں کے برعکس صورت قطعی طور پر تسلی بخش نہیں ہے۔ اور صوبہ بھر میں مذہبی اور فرقہ واریت کی بنیاد پر جتنا تعصب اور جتنا کھچاؤ اور جتنے اختلافات آج موجود ہیں اس سے پہلے کبھی بھی پیدا نہیں ہوئے۔

اب جناب سپیکر! میں رپورٹ کے صفحہ 5 پر دی گئی....

Sub-clause (c) of Article 31 provides-

> "That steps shall be taken to secure the proper organization of Zakat, Auqaf and Mosques...." .

اس کے تحت حکومت نے جو زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا نظام شروع کیا ہے وہ صرف ایک قوم پر قوم کے افراد پر مزید ٹیکس لاگو کر دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ہم عملی طور پر اس بات کا مشاہدہ کر چکے ہیں اور ہماری معلومات کے مطابق زکوٰۃ کی مد میں سے کروڑوں روپے کی جو کثیر رقم اربوں روپے کثیر رقم اکٹھی ہو رہی ہے جس کا استعمال Islamic Quranic Order کے تحت ہونا چاہئے تھا لیکن جناب سپیکر وہ نہیں ہو رہا۔ بجائے اس کے کہ حکومت اپاہجوں کو مساکین کو غرباء کو یتامیٰ کو اور بیوگان کو اور بے کس لوگوں کو غریب لوگوں کو مستحق لوگوں کو ان کی معاشی بحالی کی مد پر خرچ کرتی لیکن اس کے برعکس حکومت اپنی مرضی کے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے غلط مدوں پر اور اپنے

منظور نظر لوگوں پر یہ پیسہ خرچ کر رہی ہے۔ آج اگر زکوٰۃ سے حاصل ہونے والی آمدن کو صحیح طریقوں سے خرچ کیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں گداگری کی لعنت ختم ہو سکتی تھی۔ مگر آج جب ہم کہیں بھی جاتے ہیں تو گداگروں کی بھیک منگوں کی ضرورت مندوں کی ایک فوج ظفر موج ایسی نظر آتی ہے جو چند ٹکوں کے لئے اپنا ظرف سوالی بن کر دریافت کرتا ہے اور وہ بھیک مانگتی پھرتی ہے۔ تو اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر زکوٰۃ کے نظام کو لازم کر دیا گیا اور زکوٰۃ اکٹھی کی جاتی ہے تو جب تک گداگری ختم نہیں ہوتی۔ جب تک زکوٰۃ حاصل کرنے والے لوگوں کو صحیح طریقے سے ان کی امداد کر کے ان کی معاشی بحالی اور خوش حالی کا بندوبست نہیں کیا جاتا اس وقت جناب والا! حکومت کے جتنے بھی دعوے ہیں وہ اپنی جگہ پر غلط ثابت ہو جاتے ہیں۔ اب جناب والا! میں آئین کے آرٹیکل 32 کی طرف آپ کی توجہ اور آپ کی وساطت سے ایوان کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ۔

32. The State shall encourage local Government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special representation will be given to peasants, workers and women.

جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ماضی کے مارشل لاء کے دور میں 1979ء اور 1983ء میں بلدیاتی انتخابات کرا کے بلدیاتی نظام کو جاری و ساری کیا گیا مگر موجودہ بلدیاتی اداروں میں جو اس وقت حالات ہیں جس طریقے سے بدعنوانیاں اور بے ضابطگیاں اور قانون کی خلاف ورزیاں اپنے عروج پر ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی معلومات کے مطابق اور شکایات کے مطابق اگر بلدیاتی نظام کو اور لوکل گورنمنٹ کے اداروں کو.....

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! جناب شاہ صاحب اس کو wind up کریں۔ اس طرح تو بحث کو آگے لے جانا پڑے گا۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب اس کو آگے ہی لے جانا پڑے گا۔ ابھی بیس منٹ ہیں اتنی دیر میں آپ wind up کر لیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! رپورٹ میں جس ترتیب سے آئین کے آرٹیکلز کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ میں اسی ترتیب سے لے رہا ہوں اور میں نے کوشش کی ہے کہ میں مختصر ترین بات کروں۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ لا محدود وقت نہیں دیا جا سکتا۔ وہ چونکہ پہلے ہی کافی وقت لے چکے ہیں۔ پانچ یا دس منٹ جو بھی ہیں ان کی پابندی کرنی چاہئے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ غیر معینہ وقت تک جس طرح چاہے وہ بولتے جائیں۔ اس کے لئے آپ ان کو وقت بتا دیں۔ دس منٹ کا وقت دیا گیا تھا اور وہ آدھ گھنٹہ لے چکے ہیں۔ آپ ان کو پابند کر دیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے۔ جو کارروائی ہو رہی ہے وہ غیر قانونی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! یہ عجیب بات ہے کہ ہمارا اجلاس بڑا smoothly چل رہا تھا لیکن اس ہاؤس میں ممبران کی تعداد بہت ہی کم تھی اور ایک تھوڑے سے محدود عرصے کے لئے یہاں بڑی رونق دیکھی گئی ہے۔ اس وقت میں پوائنٹ آؤٹ کرنے والا تھا کہ کورم نہیں ہے۔ اسی وقت ایک شخصیت تشریف لائیں جس کے آنے سے ساری رونقیں واپس آ گئیں تو ان کی دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ وہ واپس گئے ہیں تو اسکے بعد پھر ہاؤس Dequorum ہو گیا ہے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ان کی بور تقریروں کی وجہ سے لوگ باہر چلے جاتے ہیں۔ اور کورم ٹوٹ جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی کورم نہیں تھا)

اجلاس مورخہ 18- اکتوبر بروز اتوار 4.00 بجے شام تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی اتوار 18- اکتوبر 1990ء 4.00 بجے شام تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار 18 اکتوبر 1987ء

(یک شنبہ 24 صفر 1408ھ)

جلد 11 ۔ شمارہ 12

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار 18 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ

قلیل المدت سوال 1880

تحاریک التوائے کار:۔

زرعی انکم ٹیکس عائد کرنے کے مطالبے پر زمینداروں میں پریشانی 1899

حکمت عملی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد کی رپورٹ پر بحث (جاری) 1905

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

اتوار، 18 اکتوبر، 1987ء

(یک شنبہ، 24 صفر، 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 30-4 بجے منعقد ہوا۔
جناب چیئرمین چودھری اقبال احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِيْ قَالُوْٓا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨١﴾

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلٰمِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْأٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾

(س آل عمران۔ آیت ۸۱۔ ۸۴۔ ۸۵)

اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس ایک پیغمبر آئیں جو تمہاری کتاب کی تصدیق کریں تو تمہیں ضرور ان پر ایمان لانا ہو گا اور لازمی طور پر ان کی مدد کرنی ہو گی۔ (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ آپ سبھوں نے اقرار کیا؟ اور اس اقرار پر مجھے ضامن بنایا انہوں نے جواب دیا "ہاں"۔ ہم سب نے اقرار کیا (اللہ نے فرمایا) کہ تم اس عہد و پیمان کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پس جو اس کے بعد پھر جائیں وہ برے کردار والے ہیں۔

اور جو شخص اسلام کے سوا (اب) کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں سخت گھاٹے اور نقصان میں رہے گا۔

وما علینا الا البلاغ۔

قلیل المہلت سوال

جناب چیئرمین (چودھری اقبال احمد)۔ ایک قلیل المہلت سوال ہے۔ پیر احمد شاہ کھگہ صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب والا! ایک تحریک التوائے کار ہے جو رانا پھول محمد خان صاحب نے پیش کی ہے جس میں یہ ہے کہ تاجر برادری نے زمینداروں کے خلاف ٹیکس لگانے پر ہڑتال کی ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے دیہاتوں میں کاشتکار بھائیوں میں سخت غم و غصے کی لہر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایوان کی رائے سے آج وقفہ سوالات کو نظر انداز کر کے تحریک التوائے کار کے لئے وقت بچا لیا جائے تاکہ اس پر بحث ہو سکے۔ یہ انتہائی اہم اور ضروری مسئلہ ہے اور مفاد عامہ میں ہے۔

جناب چیئرمین۔ پیرزادہ صاحب، وقفہ سوالات مکمل ہونے دیں، اس کے بعد بات کریں۔

ضلع اوکاڑہ میں سیم و تھور کا خاتمہ

3199- **جناب پیر احمد شاہ کھگہ**۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے مورخہ 19 ستمبر 1987 کو ضلع اوکاڑہ میں سیم و تھور کے خاتمہ کے لئے 27 کروڑ روپے کی رقم کا اعلان کیا تھا

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس رقم کے خرچ کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس میں سے کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور اس علاقہ سے سیم و تھور کے خاتمہ کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں اور آئندہ کیا منصوبہ تیار کیا گیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ یہ درست نہ ہے کہ وزیر اعلیٰ نے 19 ستمبر 1987 ضلع اوکاڑہ میں 27 کروڑ روپے کا سیم تھور کے خاتمے کے لئے اعلان کیا تھا لیکن یہ درست ہے کہ یہ اعلان 17 ستمبر 86 کا ہے۔

جناب پیر احمد شاہ کھگہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف بھی اس جلسہ میں موجود تھے اور یہ اعلان وزیر صاحب نے سیم تھور کے علاقہ میں طے فرمایا تھا میں تو یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ وہاں موجود تھے اور آپ کے سامنے اعلان ہوا تھا یا نہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا! سوال کے جز الف میں یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے مورخہ 19 ستمبر 1987 کو ضلع اوکاڑہ میں سیم و تھور کے خاتمے کے لئے 27 کروڑ روپے کی رقم کا اعلان کیا تھا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے اور پھر میں نے آگے یہ کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے 17 ستمبر 1986 کو ہدایات دیں تھیں۔ سوال میں 19 ستمبر 1987 ہے۔ لیکن 17 ستمبر 1986 کے جلسہ میں وہ موجود تھے۔

جناب پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب والا! یہ درست ہے کہ تاریخ کی غلطی دفتر والوں سے تو ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ 1986 کی بجائے 1987 ہو یا 1987 کی بجائے 1986 ہو ایسا تو ہو سکتا ہے لیکن تاریخ تو ہے اور اعلان بھی ہوا ہے۔ جب چیف منسٹر صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے تو وزیر موصوف بھی وہاں موجود تھے ان کے سامنے بھی اعلان ہوا تھا لیکن تاریخ آگے پیچھے ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا! تاریخ کا نہیں بلکہ رقم کا بھی مسئلہ ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ 27 کروڑ روپے کا اعلان ہوا تھا جب کہ 39 کروڑ 34 لاکھ روپے کے منصوبے کا اعلان کیا تھا میرا خیال ہے کہ سوال ابتداء میں ہی کچھ غلط ہو گیا۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اعلان ہوا تھا میں بھی وہاں موجود تھا اور یہ اعلان 39 کروڑ 34 لاکھ روپے کا ہوا تھا۔ اس لئے جواب غلط نہیں ہے بلکہ سوال غلط ہے۔

جناب پیر احمد شاہ کھگہ۔ ٹھیک ہے تاریخ کی تو کوئی نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ میں اس ایوان میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی آپ نے اعلان کیا تھا چاہے وہ 39 کروڑ روپے تھا یا 27 کروڑ روپے تھا لیکن اس پر کام کب شروع ہو گا؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ جناب والا! میں نے یہاں پہلے ہی بتا دیا ہے۔ کہ مالی سالی رواں میں اس کام کے لئے 50 لاکھ روپے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رکھے ہیں اور یہ منصوبہ منظور کر لیا اور اب کام شروع ہونے والا ہے۔ اور باقی جب ECNEC منظور کر

لے گی اور امید ہے یہ کام 1989 میں ہو جائے گا۔

جناب وزیر اعلیٰ۔ جناب سپیکر! میں پیر احمد شاہ کھگہ کے علاقہ میں گیا تھا اور میں نے وہاں علاقہ کے مسائل کا جائزہ لیا اور ان کے بارہ میں میں نے کچھ اعلانات بھی کئے تھے لیکن جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے تو اگر ہماری طرف سے کوئی تاریخ غلط پیش کی گئی ہے تو جو تاریخ شاہ صاحب فرمائیں ہم وہی تاریخ اپنا لیتے ہیں اس میں ان کو کوئی گلہ نہیں ہونا چاہئے لیکن یہ سوال جن چیزوں کا اعلان ہوا تھا ان پر عمل کہاں تک ہوا ہے کیونکہ وفاقی حکومت سیم اور تھور کے بارہ میں منصوبہ جات منظور کرتی ہے اور اس کے لئے فنڈز مہیا کرتی ہے۔ اعلان کے بعد ہم نے باقاعدہ سکیم بنوا کر پی ڈبلیو ڈی سے منظور کرائی اس سے منظور ہونے کے بعد دوسرا مرحلہ ہوتا ہے۔ وہ ECNEC ہے ECNEC سے منظور کرانے کی ہماری کوشش ہے کہ وہ جلد وہاں سے منظور ہو جائے۔ تاکہ اس پر کام شروع کیا جا سکے۔ اور اس معاملہ میں پیر صاحب کو میں پورا یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ اعلان ہوا ہے اس پر عمل بھی انشاء اللہ جلد شروع ہو جائے گا اعلان صرف اعلان کی حد تک نہیں ہے بلکہ اس پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی ایک عمل کا ایک حصہ ہے کہ پی ڈبلیو پی اور ECNEC کی منظوری ہوئی اور پی ڈبلیو پی اور ECNEC وفاقی حکومت کے ادارے ہیں یہاں سے منظور کرا کر تیز رفتاری کے ساتھ کام کیا جائے گا۔

جناب پیر احمد شاہ کھگہ۔ میں جناب چیف منسٹر صاحب کا مشکور ہوں انہوں نے بڑا مدلل اور مہربانہ جواب دیا ہے انشاءاللہ اب کام ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ میاں محمد اسحاق صاحب

محکمہ اوقاف کے اسسٹنٹ منیجروں کا سکیل

☆ 507- **میاں محمد اسحاق۔** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ محکمہ اوقاف کے اسسٹنٹ منیجروں کو ابتدائی تقرری کے وقت بنیادی سکیل نمبر 8 دیا جاتا ہے جب کہ نائب تحصیلداروں کا بھی ابتدائی سکیل نمبر 8 تھا۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نائب تحصیلدار اس وقت بنیادی سکیل نمبر14 میں تنخواہ پا رہے ہیں جب کہ اسسٹنٹ منیجر ابھی تک سکیل نمبر8 میں تنخواہ لے رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ پہلے محکمہ اوقاف کے اعلیٰ حکام نے اسسٹنٹ منیجروں کو تنخواہ کے بہتر سکیل کی منظوری دینے کے لئے کمیٹی تشکیل دی تھی اور متذکرہ کمیٹی نے اسسٹنٹ منیجروں کو سکیل نمبر14 دینے کی سفارش کی تھی۔

(د) اگر جزو (الف تا ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اسسٹنٹ منیجروں کو بی پی ایس 14 دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ منیجروں کو اعلیٰ سکیل دینے کے لئے نومبر1983ء میں ایک محکمانہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اور اس کمیٹی نے فروری 1984ء میں انہیں گریڈ 14 دینے کی سفارش کی تھی۔

(د) اسسٹنٹ منیجر صاحبان کا سکیل نمبر14 دینے کا معاملہ منظور کر لیا گیا ہے اور ان کو یکم مئی 1987ء سے سکیل نمبر14 دیا جا چکا ہے۔ اس طرح ان کا یہ دیرینہ معاملہ کہ ان کی تنخواہ کا سکیل نائب تحصیلدار کے برابر کیا جائے پورا کر دیا گیا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! پہلے بھی اس ایوان میں یہ روایات موجود ہیں جب کسی صوبے میں یا ملک میں کوئی مسئلہ اتنی بڑی اہمیت کا حامل ہو جس سے ہر شخص امیر اور غریب متاثر ہو رہا ہو اس پر کوئی تحریک التوائے کار آ جائے تو وقفہ سوالات کو ملتوی کیا جا سکتا ہے۔ یہ آپ کو اختیار ہے۔ میں ایک کسان ہونے کی حیثیت سے آج کے اخبار جنگ کے حوالے سے میں نے ایک تحریک التوائے کار اس ایوان میں پیش کی ہے۔ جو دیگر تمام تحاریک التوائے کار سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ جس سے کسان' زمیندار' مزدور پریشان ہے۔ میں نہایت ادب کے ساتھ اس ایوان کے معزز ارکان سے گذارش کروں گا۔ کہ وقفہ

سوالات معطل کر کے میری یہ تحریک التوائے کار کو زیر بحث لانے کی اجازت بخشی جائے۔

جناب چیئرمین۔ اگر آپ حضرات جناب رانا صاحب کے مطالبے سے متفق ہیں تو پھر وقفہ سوالات کو معطل کر کے اس تحریک پر بحث ہو سکتی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ (قائد حزب اختلاف)۔ جناب والا! وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے۔ اور میرے خیال میں اس کے 20 منٹ گذر بھی چکے ہیں۔ قانون کے مطابق یہ نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین۔ جناب میاں صاحب! اس پر ہاؤس کی رائے لے کر رولز معطل کر کے ان کی تحریک پر بحث ہو سکتی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! میں ایک کاشتکار ہونے کی حیثیت سے قائد حزب اختلاف سے یہ گذارش کروں گا کہ معمولی استحقاق مجروح ہونے کی بجائے اصل جو حق ہمارا مجروح ہو رہا ہے اس کی وجہ سے وہ آج تحریک استحقاق بھی ملتوی کرنے پر اتفاق رائے فرمائیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا۔ میں صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ آپ وقفہ سوالات معطل کر رہے ہیں یا اسے آج کے لئے ختم کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین۔ وقفہ سوالات کو next day پر suspend کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ راہی صاحب۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی۔ جی میں عرض کر رہا ہوں اور صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین۔ کہ یہاں ہم نے ایک تحریک التوا پیش کی تھی اور وہ وقوعہ ہو چکا تھا۔ ایک وقوعہ سرزد ہو چکا تھا اور اس کے حوالے سے ایڈیشنل سیشن جج صاحبان کے تقرر کے حوالے سے کہ اس میں بے ضابطگیاں ہوئی تھیں۔ اس سلسلے میں ہم نے تحریک التوا نمبر 74 پیش کی تھی۔

جناب چیئرمین۔ راہی صاحب! آپ کس پوائنٹ پر بات کر رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں اور آپ سے پوچھ رہا

ہوں۔

جناب چیئرمین۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ ہم نے جو تحریک التوا نمبر 74 پیش کی ہے وہ وقوعہ سرزد ہو چکا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب والا!

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! مہربانی کر کے انہیں سمجھائیں کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں اور وہ کھڑے ہو گئے ہیں۔ آپ انہیں روکیں۔ آپ انہیں کہیں۔۔۔

جناب چیئرمین۔ آپ فرمائیں۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ وہ ایک وقوعہ سرزد ہو چکا تھا۔ اس میں تقریریں ہو چکی تھیں۔ اس میں ناانصافیاں ہو چکی تھیں۔ بے ضابطگیاں ہوئی تھیں۔ تو ہم نے یہ کہا تھا کہ اس کو پڑھنے کے بعد جو کہ اخبار میں چھپا ہے کہ اس میں خاص طور پر قانون دان طبقہ انتہائی پریشان ہوا ہے اور اس میں ناانصافی کی وجہ سے سارے ملک میں پریشانی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین۔ راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر ہم اسے زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ جناب والا۔ میں نے اس میں کوئی غلط بات نہیں کی۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین۔ چونکہ ہاؤس کی رائے آ چکی ہے قواعد کو معطل کر کے وقفہ سوالات کو میں کل پر ملتوی کرتا ہوں اور تحریک التوا پر بحث کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ تحاریک التوائے کار بھی ملتوی فرما دی گئی ہیں۔ تحاریک استحقاق بھی ملتوی فرما دی گئی ہیں اور سوالات بھی ملتوی فرما دیئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی ہاں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! تحاریک استحقاق اس تحریک التوا کے بعد لی جائیں گی؟

جناب چیئرمین۔ نہیں۔ وہ بھی اگلے دن پر لی جائیں گی۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! یہ روایت بڑی غلط ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب! اس پر ہاؤس کی رائے آ چکی ہے اور اس پر رولنگ بھی آ چکی ہے۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا۔ مطالبے پر آپ نے ایسا کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ رانا پھول محمد خاں صاحب اپنی تحریک پیش کریں گے۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! آج ۔۔۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ رول 57 کی طرف دلاؤں گا۔

"A question of privilege shall have precedence over adjournment motions."

جناب! یہ ہم بہت غلط پارلیمانی روایات مرتب کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب! آپ فرمائیں اور اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے کہ میں آپ کی توجہ قواعد و ضوابط جو اسمبلی کے مرتب کردہ ہیں جن کے مطابق ہم کام کرتے ہیں اس کے قاعدہ نمبر 57-اے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو کہ یہ ہے۔

"A question of privilege shall have precedence over adjournment motions."

یعنی تمام کارروائی جو ایوان میں ہونی ہے اس میں تحاریک استحقاق کو دیگر کاموں پر اولیت اور فوقیت دی جاتی ہے کیونکہ وہ اراکین اور ایوان کے استحقاق کے متعلق ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ یہ غلط روایت قائم کر رہے ہیں اور آج تک جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کہ وقفہ جو تحاریک استحقاق کا ہوتا ہے اسے کبھی بھی معطل نہیں کیا جاتا۔ آج تک کوئی

ایسی روایت نہیں ہے۔ اگر کوئی مثال ہے تو رانا پھول محمد خاں صاحب پرانے پارلیمنٹیرین ہیں وہ ہمیں ایک مثال بتا دیں ورنہ یہ ہے کہ غلط روایات اس ایوان میں نہیں ڈالنی چاہئیں۔

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے ان کے جواب میں میں یہ گذارش کروں گا کہ قاعدہ نمبر202 میں درج ہے کہ کوئی رکن سپیکر کی رضامندی سے یہ تحریک پیش کرسکتا ہے کہ کوئی قاعدہ معطل کر دیا جائے۔ اگر تحریک ہذا منظور ہو جائے تو قاعدہ مذکور کو معطل کر دیا جائے گا۔ جناب والا! مجھے اچھی طرح یاد ہے 1965ء کی جنگ میں میں نے ایک قرارداد اسمبلی کی تمام کارروائی کو معطل کرا کر پیش کی تھی اور وہ ہاؤس نے اجازت دی تھی کہ ہاں آج کی تمام کارروائی معطل کر دی جائے میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق کو تحریک التوا پر فوقیت حاصل ہے۔ لیکن اگر کوئی رکن یہ گذارش کرے اور ہاؤس بھی اس کی تائید کرے کہ تحریک استحقاق کو بھی آج ملتوی کر دیا جائے' ہم یہ نہیں کہتے کہ تحریک استحقاق رد کر دی جائے اور میری یہ تحریک التوائے کار پہلے آپ بحث کے لئے منظور فرما لیں تو آپ کو یہ اختیار ہے قاعدہ نمبر202 کے تحت اس میں وضاحت نہیں ہے کہ تحریک التوائے کار، تحریک استحقاق یا سوالات یا کوئی اور کارروائی بھی۔ یہ سپیکر کے کلی اختیارات ہیں اور اس ہاؤس کی رضامندی کے لئے سپیکر صاحب جب ہاؤس سے یہ اجازت طلب کرلیں تو یہ سپیکر صاحب کے اختیارات میں شامل ہے اور اسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ اس میں یہ وضاحت ہو جانی چاہئے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل دوست ممبران سے گذارش کروں گا کہ اس مسئلے کو اتنا disputed نہ بنائیں جناب سپیکر! اگر آپ نے ہاؤس کی رائے لے کر اجازت دی ہے کہ یہ عمومی نوعیت کا مسئلہ ہے تو اسے اتنا disputed نہیں بنانا چاہئے۔ یہ بات قاعدے کے مطابق درست ہے کہ تحریک استحقاق کو تحریک التوا پر فوقیت ہو گی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے question of privilege جو ہو گا

That shall have precedence over the adjournment motion. اور اسی کے مطابق اسی ترتیب سے اس کو اس باب میں رکھا گیا ہے کہ پہلے تحریک استحقاق اس کے بعد تحریک التوائے کار۔ اور اس سے بھی پہلے وقفہ سوالات۔ اور اس میں جو گذارش کی گئی ہے کہ ایک اتنی عمومی اہمیت کا مسئلہ جس میں تقریباً پورا ہاؤس involve ہے یہ درخواست کی گئی کہ اس کو adjourn کر کے اسے زیر بحث لایا جائے اور آپ نے اس سلسلے میں پورے ہاؤس سے رائے لی ہے تو اس کا عمومی طور پر یہ سمجھا جائے گا کہ آپ نے رول 202 کو suspend کر کے ہاؤس کی رائے لی ہے اور اس کے مطابق اس کو precedence دی ہے کہ پہلے یہ زیر بحث لایا جائے اس کے بعد ان کی تحریک استحقاق ضرور لی جائے۔ یہ صحیح بات فرمائی ہے کہ استحقاق کو رد نہیں کیا جا رہا یا اس عرصے کو ختم نہیں کیا جا رہا بلکہ اس تحریک کو لیکر اور قاعدہ 202 کی suspension یا عمومی رائے جو آپ نے ہاؤس سے لی ہے اس سے ہم نے اتفاق کیا ہے اور میرے فاضل دوست ممبران اپوزیشن کے بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے انہیں اختلاف نہیں کرنا چاہئے۔ رہ گئی بات ان کے استحقاق کی تو میں ان کو اس بات کی assurance دیتا ہوں کہ اس کے بعد ان کی استحقاق کی تحاریک باقاعدہ لی جانی چاہئیں اور لی جائیں گی اس کو ہم suspend نہیں کریں گے۔ اس کو ہم کسی طور پر بھی suspend نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب آپ اس کے بارے میں فرمائیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا۔ میں عرض کروں گا کہ اس معزز ایوان میں روایت رہی ہے کہ وقفہ سوالات کو معطل کیا جاتا رہا ہے۔ اس کے بعد جو اس قسم کی تحریک پیش کی جاتی ہے اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے اپوزیشن کو اور دوسرے ارکان کو confidence میں لیا جائے تاکہ جو چیز یہاں پر پیش ہو وہ ایک متفقہ چیز ہو۔ جناب والا۔ تیسری بات یہ ہے کہ تحریک التوا کو اسی دن آنا ہی ہوتا ہے اگر وہ out of turn لی جاتی ہے جس کی ایک دفعہ جناب وزیر قانون صاحب نے مخالفت کی تھی اور اگرچہ یہ بات گومگو میں ہو گئی تھی لیکن اس کے لئے ہم نے ایک دفعہ درخواست کی تھی اور انہوں نے اس کی خواہ مخواہ مخالفت کی تھی جو کہ روایت کے خلاف ہے وہ بھی روایت کے خلاف تھی اسلئے جناب والا۔

میری یہ گذارش ہے کہ اگر آپ یہاں ایسی کوئی قرارداد یا تحریک لانا چاہتے ہیں تو پھر آپ اس کو معطل کر کے جو آدھ گھنٹے کا وقت تحریک التوا کا یا تحریک استحقاق کا ہے اس کو آپ لے لیں۔

جناب چیئرمین۔ اس پر تو وزیر قانون نے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ انہوں نے تو بڑے پیار سے آپ سے درخواست کی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ تو ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین۔ تو کیا آپ اس بات سے متفق ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ ٹھیک ہے جی۔

چودھری محمد رفیق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ میں نکتہ وضاحت کے ذریعے آپ سے یہ جاننا چاہوں گا کہ قواعد کو معطل کر کے کیا محکمہ اوقاف کو بچانا مقصود ہے یا وزیر محکمہ اوقاف کو؟

جناب چیئرمین۔ نہیں۔ میاں صاحب ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر۔ کاشتکار طبقہ کو بچانا مقصود ہے وزیر اوقاف کو نہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ آپ تحریک استحقاق لے لیں اس کے لئے چاہے آپ تھوڑا وقت رکھیں لیکن آپ روایت کو ختم نہ کریں اس کے بعد آپ چاہے تحریک التوا رکھ لیں۔

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب۔ ابھی آپ نے اس سے اتفاق کیا ہے اب آپ اس پر بات کرنے دیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ نہیں۔ میں قرارداد کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ کوئی قرار داد لا رہے ہیں تو پھر اس کے متعلق ٹھیک ہے۔ کہ اس کے لئے آپ ایوان کی موجودہ کارروائی کو معطل کر دیں لیکن اگر تحریک التوا لائیں گے تو پھر آپ تحریک استحقاق نہیں لا سکتے۔ یہ سارا کام قانون کے خلاف ہو گا۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ آپ تحریک استحقاق کے متعلق اتنے سنجیدہ ہیں میں نے آپ کو یقین

دہانی کرائی ہے کہ یہ آج اس کے بعد لی جائیں گی۔ جو انہوں نے تحریک پیش کی ہے اس پر پہلے بات کر لیں اس کے بعد آپ کی جو تحاریک استحقاق ہیں وہ لی جائیں گی باقاعدہ اس کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ پہلے مجھ سے رائے لے لی گئی اور سپیکر صاحب نے ایوان کی رائے لے کر فیصلہ کر دیا ہے تو ہمیں اس فیصلے کو سراہنا چاہئے لہٰذا میں آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ سپیکر صاحب کے فیصلے کو سراہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا۔ بات یہ ہے کہ .....

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب۔ آپ نے ابھی اس کے بارے میں اتفاق کیا ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ نہیں۔ میں نے قرار داد کے متعلق اتفاق کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب والا۔ مجھے اس پر ایک اور اعتراض ہے کہ ابھی آپ نے formally ایوان سے پوچھا بھی نہیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں۔ ایوان سے رائے لے لی گئی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا۔ میں آپ سے دو تین چیزوں کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر تحریک التوا اپنے وقت پر آ جائے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر قانون نے ہماری ایک تحریک التوا کو out of turn کرنے پر اعتراض کیا ہوا ہے یا تو وہ اس کا اعتراض واپس لے لیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ ایوان کی رائے لینے کے بعد جناب نے اس پر رولنگ صادر کر دی رولز کچھ تھے چاہے تحریک استحقاق پہلے آنی چاہئے تھی یا تحریک التوا بعد میں آنی چاہئے تھی جیسا کہ فاضل وزیر قانون نے اس کی وضاحت کر دی۔ میں قائد حزب اختلاف سے یہ عرض کروں گا اور ان سے یہ گذارش کروں گا اگر رولنگ کو Undo کیا گیا تو اس سے بھی زیادہ بے ضابطگی ہو گی۔ آپ مہربانی فرمائیں اور یہ ایوان جو آج پورے کورم میں ہے جس قسم کی بھی رولنگ آ چکی ہے جناب سپیکر کی رولنگ کا تقدس کرتے ہوئے اور صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے یہ تحریک آنے دیں اور اس کے بعد یہ کام ہونے دیں اور یقیناً وہ تعاون کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ اعظم چیمہ صاحب۔ معاف کیجئے۔ یہ تجویز اچھی ہے لیکن پوائنٹ آف

آرڈر نہیں بنتا۔ میاں صاحب آپ کیا فرماتے ہیں؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا۔ میں پہلے عرض کروں کہ ہم تحریک استحقاق کے متعلق سنجیدہ نہیں ہیں ہم ایوان کی روایات کے متعلق سنجیدہ ہیں۔ کیونکہ جو عام پریکٹس ہے اور جو پارلیمانی پریکٹس ہے اس سے خواہ مخواہ ہٹ جانا کوئی ٹھیک بات نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے ایک دفعہ وقفہ سوالات کو معطل کیا ہے اس کو التوا میں کیا ہے یہ ٹھیک ہے۔ اس کے بعد آپ تھوڑی دیر کے لئے تحریک استحقاق لے لیں چاہے ایک لے لیں چاہے آدھی لے لیں لیکن اس کو چلائیں اس طریقے سے چلائیں جیسے کہ یہاں کی روایات ہیں میں اگر سنجیدہ ہوں تو صرف روایت کے لئے سنجیدہ ہوں۔ نہ میری کوئی تحریک استحقاق ہے اور نہ ہی میں نے پیش کرنی ہے۔ میں صرف روایات کے لئے سنجیدہ ہوں۔

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب۔ آپ نے وزیر قانون صاحب کی بات سے اتفاق فرمایا تھا۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا۔ اس کے لئے میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر اس قسم کی کوئی قرارداد ہو تو اس سے پہلے حزب اختلاف کو confidence میں لیا جاتا ہے۔ یہ بھی میں نے آپ سے کہا تھا۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ اس بارے میں میرا خیال ہے کہ یہ وضاحت ہو جانی چاہئے کہ وقفہ سوالات کس مقصد کے لئے معطل ہوا۔ جناب والا۔ وقفہ سوالات اس مقصد کے لئے معطل نہیں ہوا کہ تحریک استحقاق پہلے شروع کر لی جائے وقفہ سوالات ایک خاص تحریک کے لئے معطل ہوا ہے اور اس تحریک پر آپ نے رولنگ صادر کر دی ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ ایک سوال اٹھا اور آپ نے فیصلہ دے دیا اور اس کے بارے میں ایوان سے پوچھا گیا تو ایوان نے ایک رائے دے دی۔ جناب والا۔ اب بہتر طریقہ یہی ہے کہ ایوان کی رائے پر آپ نے ایک فیصلہ دے دیا تو میں اپنے فاضل دوست سے یہ کہوں گا کہ وہ بات تو قطعی مختلف تھی میں نے تو اب بھی کہا ہے۔ مجھ سے پوچھا نہیں گیا ورنہ میں ممکن ہے کہ اور رائے دیتا لیکن اب چونکہ سپیکر صاحب کا ایک فیصلہ آگیا ہے اس کو ہمیں سراہنا چاہئے اور اس کے بعد جو آپ کی تحریک استحقاق ہے اور جو باقی تحریکیں ہیں وہ لے لی جائیں گی اس میں کوئی ابہام نہیں ہے نہ ہی اس میں کوئی اختلاف کریں گے تو اس لئے آپ اس کو ایسا

مسئلہ نہ بنائیں جس کے لئے یہ وقت ضائع ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ باقی مسئلے کو ہم کارروائی کے مطابق لیں گے۔ اور جس تحریک کا آپ نے سوال کیا ہے کہ میں نے اعتراض کیا تھا وہ قطعی مختلف چیز تھی۔ اس کے لئے ایوان متفق نہیں تھا اس لئے میں آپ سے درخواست ہی کر سکتا ہوں کہ آپ جناب سپیکر کی رولنگ پر عمل کریں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ ہمیں تو یہ نہیں پتہ کہ تحریک التوا کا متن کیا ہے اس کی Public Importance کیا ہے یہ کہیں کاشتکار کے نام پر کہیں یہ زمینداروں کا مسئلہ تو نہیں ہے اور خاص طور پر بڑے بڑے زمینداروں کا مسئلہ تو نہیں ہے کم سے کم ہمیں اس کا متن بتایا جائے ہمیں معلوم ہو کہ اس کی Public Importance کیا ہے پھر ایوان کے سامنے سوال اٹھایا جائے۔

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب۔ آپ ان کو اس پر بات کرنے دیں گے تو پھر ہی بات آگے نکلے گی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب چیئرمین۔ ہمیں یہ بتایا تو جائے کہ مسئلہ کیا ہے کس کے لئے رولز معطل کئے گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں مجھے جناب وزیر قانون اور جناب لیڈر آف اپوزیشن مختصراً بتا دیں کہ یہ معاملہ جو اس وقت زیر غور ہے یہ کیا ہے؟

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ اس میں مسئلہ تو بڑا مختصر ہے۔ بات یہ ہوئی کہ ایوان کی کارروائی جب شروع ہوئی اور وقفہ سوالات شروع ہوا اور ایک سوال کے بعد غالباً دوسرے سوال کے دوران رانا پھول محمد خان صاحب کی طرف سے ایک تحریک پیش ہوئی جس میں یہ کہا گیا کہ ایک بہت اہم مسئلہ اخبار میں آیا ہے کہ تاجر برادری نے زرعی ٹیکس کے لئے اور اس کو Enforce کرنے کے لئے ایک ہڑتال کی ہے کہ اس کو لگایا جائے۔ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے اتنا ضروری ہے کہ وقفہ سوالات کو معطل کر کے سب سے پہلے اس مسئلے کو لے لیا

جائے اور باقی کارروائی پھر شروع کی جائے۔ اس پر تقریباً تمام ہاؤس نے میز بجا کر Insist کیا کہ اس مسئلے کو پہلے Take up کر لیا جائے۔ اس پر ہم بیٹھے رہے چونکہ سپیکر صاحب نے ہماری رائے نہیں لی لیکن جب ہاؤس کی رائے ان کے سامنے آ گئی تو انہوں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ وقفہ سوالات کو معطل کر کے پہلے اس تحریک کو لے لیا جائے اور باقی کارروائی اس کے بعد شروع کر لی جائے گی۔ اس کے بعد اس کو dispute کیا گیا کہ اس طرح رولز کو معطل کیا جانا ایک precedent ہے اور precedent یہ ہے کہ تحریک استحقاق کو تحریک التوا پر ہمیشہ فوقیت حاصل رہی ہے اور رہنی چاہئے۔ اس کے متعلق قواعد ہیں لیکن اب چونکہ وقفہ سوالات معطل کر دیا گیا ہے اور سپیکر صاحب نے رولنگ دے دی ہے فیصلہ سنا دیا ہے کہ پہلے اس موشن کو لے لیا جائے۔ اس کے بعد میں نے اپنے اپوزیشن کے حضرات کو Under taking دی کہ آپ کی جو تحریک استحقاق والی بات ہے کہ اس کو ضرور take up کیجئے تو اس کو ہم Ignore نہیں کریں گے اور نہ ہی اس کو آگے جانے دیں گے بلکہ آج ہی اس تحریک کے بعد اس کو لے لیا جائے گا۔ یہ اتنی سی بات ہے۔ میں نے تو ایک respect کے طور پر کہا تھا کہ ایک رولنگ چونکہ آ چکی ہے اور اس میں میری رائے بھی شامل نہیں تھی لیکن اب ایک فیصلہ سپیکر صاحب کا آ چکا ہے اس لئے ہم سب کو اس کو honour کرنا چاہئے۔ پھر اس تحریک کو لینے کے بعد باقی جو بھی ان کے matters ہیں ان کو ہم ترتیب سے ہاؤس کے مطابق لیں گے۔ یہ اتنی چھوٹی سی بات ہے اس کو وہ dispute کر رہے ہیں کہ شاید یہ اس طرح نہیں ہو سکے گا...

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے بھی اس بات کو قبول کر لیا تھا..

وزیر قانون۔ قائد حزب اختلاف نے بھی اس پر اتفاق کیا تھا اور اتفاق کرنے کے بعد پھر دوبارہ شاید ان کو کسی کی طرف سے کوئی اور حکم ملا اور اس کے مطابق انہوں نے دوبارہ اس کو dispute کرنا شروع کر دیا۔ پہلے انہوں نے تسلیم کیا کہ ٹھیک ہے اگر اس تحریک کے بعد ہماری تحریک استحقاق لے لی جاتی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اس کو پھر dispute کیا گیا ہے۔ اور یہ بعد میں میرا خیال ہے کہ ان کے دوستوں نے اس کو تسلیم

نہیں کیا یا کوئی ایسی بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر۔ جی میاں صاحب! کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! میں یہاں دو تین باتوں کا ذکر کروں گا۔ پہلے تو وقفہ سوالات معطل ہوا اور یہ روایات کے مطابق کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے۔ وقفہ سوالات کئی دفعہ معطل کیا جاتا ہے لیکن جب وقفہ سوالات کو معطل کیا جاتا ہے تو اس کے بعد جو کارروائی ہے وہ اس طریقے سے کی جاتی ہے۔ پہلے تحریک استحقاق پھر تحریک التواء اور اس کے بعد دوسری کارروائی کی جاتی ہے۔ یہی طریقہ ہے۔ یہ نہیں کہ اگر کسی بات کے لئے وقفہ سوالات معطل کر دیا گیا ہے تو پھر پہلے وہ کام کر لیا جائے اور باقی بعد میں یہ طریقہ نہیں رہا۔ میرا پہلا اعتراض یہ تھا کہ اگر وقفہ سوالات کو معطل کرنا بھی ہے اور کر بھی دیا ہے تو پھر بھی پہلے Formally طور پر Formality پوری کی جائے۔ تحریک استحقاق کو پہلے لیا جائے پھر تحریک التوا کو لیا جائے اس میں پھر یہ بات کی جائے۔ کیونکہ یہ ایسا ہوتا رہا ہے۔ کئی دفعہ غیر سرکاری ارکان کے دن پر بھی ایک ممبر کی درخواست پر وقفہ سوالات کو معطل کیا جاتا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ہوتا کہ تحریک التواء اور تحریک استحقاق کو نہ لیا ایک تو میری گذارش یہ تھی۔ دوسری میں نے یہ گذارش کی تھی کہ اگر کوئی ایسا سنگین مسئلہ ہو تو اس کے لئے بہتر یہ ہوتا ہے کہ حزب اختلاف کے اراکین کو بھی اعتماد میں لیا جائے تاکہ اس قرار داد کو یا جو بھی صورت ہو اسے اکٹھا پیش کیا جائے۔ ہمیں ابھی تک یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا تحریک التوا ہے یا اس کے کیا الفاظ ہیں؟ وہ طریقہ کار کیا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں یہ بھی نہیں پتہ کہ کس مسئلے کے متعلق ہے۔ میں نے کہا ہے کہ میں استحقاق کے متعلق اتنا sensitive نہیں ہوں جتنا میں روایات کے متعلق sensitive ہوں کیونکہ ہم نے یہاں اگر کوئی بات لانی ہے تو ہمارے پاس بہت وقت ہے وہ آرام سے آ سکتی ہے اور آپ کو یاد ہو گا کہ ہم سب نے تحریک استحقاق نمبر 74 کے متعلق ایک درخواست کی تھی کہ اس کو یہاں لایا جائے۔ اس کو بھی آپ نے اس بناء پر رکھا ہوا ہے جس پر لاء منسٹر صاحب نے اعتراض کیا تھا اور اب کیونکہ رانا پھول خان صاحب کی طرف سے ایک تحریک آئی ہے اس کے متن کا ہمیں پتہ نہیں لاء منسٹر صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ انہیں بھی نہیں پتہ کہ اس

میں کیا ہے اور وہ اس کے اوپر Agree کر رہے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! جہاں تک اعتماد میں لینے والی بات ہے تو اعتماد میں تو مجھے بھی نہیں لیا گیا اور ان کو بھی نہیں لیا گیا۔ سپیکر صاحب نے عام رائے کا اظہار کر دیا۔ جب سارے ہاؤس نے کہا تو انہوں نے ایک فیصلہ دیا۔ اس لئے اگر وہ مجھ سے پوچھتے تو میں بھی شاید کوئی بات کرتا لیکن اگر آپ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا تو مجھے بھی پوچھا نہیں گیا لیکن میں سپیکر صاحب کی اس رولنگ کی honour کرتا ہوں جو انہوں نے فیصلہ دے دیا ہے۔ اس لئے میں تو یہ آپ سے گذارش کروں گا کہ اس رولنگ کی ہمیں respect کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب میاں صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیجئے....

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! اس کے ساتھ رول 57 میں یہ بھی واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ۔

Rule 57. A question of privilege shall have precedence over ad journment motions."

پہلے تو آج تک کوئی روایت ہی نہیں ہے کہ اس رول کو معطل کیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ آپ پوری پچھلی کارروائی سنیں کہ formally ہاؤس سے پوچھا بھی نہیں گیا کہ سپیکر صاحب کی رولنگ آگئی۔ ہاؤس سے formally نہیں پوچھا گیا۔ ایسے ہی پوچھا گیا جیسے اب پوچھا جا رہا ہے۔ یہ جناب میری گذارش تھی۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ تجویز کیا کرتے ہیں؟ ایک چیز جو میری سمجھ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ سپیکر صاحب نے وقفہ سوالات کو معطل کر دیا تھا۔ اس پر تو کوئی اختلاف نہیں کہ وقفہ سوالات جو ہے وہ سپیکر صاحب کی رولنگ کے بعد نہیں ہو گا۔ اب سوال یہ ہے کہ وقفہ سوالات نہیں ہو گا تو کیا یہ تحریک التوا جو رانا پھول محمد خان صاحب نے پیش کی ہے اور جس کی وجہ سے وقفہ سولات معطل ہوا ہے اس کو پہلے take up کیا جائے یا تحریک استحقاق کو کیا جائے۔ جو میری سمجھ میں اس وقت آیا ہے وہ یہ مسئلہ ہے۔ آپ کیا subject کرتے ہیں؟

میاں محمد افضل حیات۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ جب وقفہ سوالات معطل ہوتا ہے

اور کسی خاص مقصد کے لئے ہوتا ہے تو اس سے پہلے وہ جو قرار داد یا التوائے کار جو بھی آنی ہوتی ہے اس کے لئے جو تحریک استحقاق کا وقت ہوتا ہے اسے معطل نہیں کیا جاتا.....

رانا پھول محمد خان۔ نکتہ وضاحت جناب.....

جناب سپیکر۔ رانا صاحب ایک منٹ آپ تشریف رکھیں گے؟

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر۔ آپ جو دریافت فرما رہے ہیں اس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں.....

جناب سپیکر۔ ایک منٹ آپ تشریف رکھیں گے... میں آپ سے پوچھوں گا....

میاں محمد افضل حیات۔ اس کے بعد جب تحریک التوا کا وقت آئے گا تو اس وقت آپ اس کے متعلق فیصلہ کر سکتے ہیں۔ میری تو عرض یہ ہے کہ تحریک استحقاق کا جو وقت ہے اس کے بعد تحریک التوا کی جب باری آئے گی تب اس کے متعلق بات ہو گی۔

جناب سپیکر۔ اس میں سپیکر صاحب کی رولنگ جو ہے وہ کیا ہے؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! اس میں میری گذارش یہ ہے کہ سپیکر صاحب نے ایسے ہی وقفہ سوالات کو معطل کیا اس کے بعد Formally نہ ہاؤس سے پوچھا گیا اور نہ ہی "ہاں" یا "نہ" میں جواب آئے۔ آپ ٹیپ چلوا کر دیکھیں ہاں یا نہ کی بات ہی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر۔ میں نے اپنے چیمبر میں آ کر جو سنا ہے وہ یہ بات ہو رہی تھی کہ سپیکر صاحب نے چونکہ رولنگ دے دی ہے اس لئے اس کو honour کیا جائے تو میں یہ چودھری صاحب سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس سلسلے میں کوئی رولنگ دی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر.....

Mr. SPEAKER: Syed Tahir Ahmad Shah is on a point of order.

SYED TAHIR AHMAD SHAH: Sir, I would like to draw your kind attention to Rule 56 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab. It says:-

56. "The Speaker shall, after the disposal of

question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and thereupon the member shall raise question of privilege and may make a short statement relevant thereto."

میرا اس سے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر وقفہ سوالات معطل بھی کر دیاگیا ہے تو Even then رول 56 اور رول 57 جو ہے اس کے مطابق اور پارلیمانی روایات کے مطابق تحاریک استحقاق کو ہمیشہ ایوانوں میں اور منتخب نمائندوں کے ایوان میں فوقیت دی جاتی رہی ہے.....

جناب سپیکر۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب' آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ میں اس کی وضاحت یوں کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک گذارش کی کہ اس صوبے میں.....

جناب سپیکر۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے بات صرف ٹیکنیکل ہے

رانا پھول محمد خان۔ میری تحریک التوائے کار مجھے اچھی طرح علم ہے کہ وقفہ سوالات کے بعد تحریک التوائے کار پر تحریک استحقاق کو فوقیت حاصل ہے لیکن تحریک استحقاق سے ایک آدمی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اور آج کے اخبار کی خبر سے صوبے کے تمام عوام کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں نے یہ گذارش کی ہے قائد حزب اختلاف سے بھی گذارش کروں گا مجھے قواعد سے اتنی واقفیت تو نہیں ہے میں ایک ان پڑھ آدمی ہوں لیکن میں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ استحقاق کا مسئلہ آڑے آئے گا میں نے جناب چیئرمین کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے یہ درخواست کی کہ آج تحاریک استحقاق بھی ملتوی کر دی جائیں تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس پر جناب چیئرمین نے اجازت بخشی۔ جب میں تحریک پڑھنے والا تھا تو پھر انکو پیچھے سے کسی نے پھونک مار دی۔ ایسے آدمیوں نے پھونک ماری جو میں نہیں کہنا چاہتا کہ جو صوبے کے امن و امان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! مجھے اس کی اجازت ملنے کے بعد اب جناب والا کو بھی اختیار نہیں ہے کہ جناب پہلے سپیکر کی رولنگ کو نظر انداز کر دیں۔ یہ جناب کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ اور اگر ایسا ہوا، تو ہر آنے والا سپیکر جو بھی اس کرسی پر براجمان ہوگا وہ ایک نیا فیصلہ صادر فرما دے گا۔ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ اس کرسی کے احترام کے لئے اس ایوان کے وقار کو مجروح ہونے سے بچانا اب آپ کے فرائض میں شامل ہے اس لئے میں گذارش کروں گا کہ رولنگ رولنگ ہی رہے گی۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ طریقہ کار ہمیشہ یہ رہا ہے پارلیمانی تاریخ میں ہمیشہ یہ طریقہ کار رہا ہے کہ جو چیز ایوان میں پیش کی جاتی ہے، اس کو پڑھا جاتا ہے۔ تو اس کا متن ایوان کے سامنے لایا جاتا ہے اور پھر جب متن سامنے آ جاتا ہے۔ تو اس کے بعد ایوان کے سامنے سوال پیش کیا جاتا ہے۔ کہ اس مخصوص نوعیت کے معاملہ کے لئے ہم ایوان کی کارروائی کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔ تو پھر اس کے بعد ایوان اس کا "ہاں" یا "نہیں" میں فیصلہ کرتا ہے۔ تو یہ سارا عمل نہیں ہوا ہے آپ ٹیپ چلا لیں اور پوری کارروائی اگر یہ ایک لفظ بھی ثابت کر دیں، کہ ہماری تحریک التوائے کار کا یہ متن ہے۔ جس کے متعلق آپ یا ایوان بظاہر یہ سمجھتا ہے کہ رولنگ ہو چکی ہے۔ جب اسے پڑھا نہیں گیا اور اسے ایوان میں باقاعدہ طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ ایوان کے سامنے سوال ہی نہیں آیا، کہ اس مخصوص نوعیت کے معاملہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ جناب والا۔ میں اس کی صحت سے انکار نہیں کرتا ہوں۔ وہ جو معاملہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں بلاشبہ اس کی اپنی جگہ اہمیت ہو گی، لیکن ان کی اپنی سوچ کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب۔ آپ تشریف رکھیں گے۔ میں اب اس کو مزید الجھانا نہیں چاہتا ہوں۔ میں چودھری صاحب سے کہوں گا کہ وہ صرف اتنا ارشاد فرما دیں کہ آپ نے بطور سپیکر اس معاملہ میں کیا رولنگ دی ہے۔ اور آیا آپ نے کوئی رولنگ دی ہے یا نہیں دی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! جب آپ کوئی رولنگ دیں اور اس کے بعد ڈپٹی سپیکر

صاحب یا پینل آف چیئرمین میں سے کوئی صاحب اگر یہاں صدارت فرمائیں۔ تو آیا وہ آپ کو بلا کر پوچھیں گے کہ آیا آپ نے رولنگ دی ہے یا نہیں دی ہے۔ آپ کے پاس عملہ موجود ہے ٹیپ ریکارڈ موجود ہے اور یہ معزز ایوان موجود ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب' راہی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اقبال۔ جناب سپیکر! جب میں preside کر رہا تھا' تو رانا پھول محمد خان صاحب نے وقفہ سوالات کے دوران پرزور مطالبہ کیا کہ ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل ایک تحریک التوائے کار ہے' اس پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب والا! اس تحریک التوائے کار کے بارے جناب رانا صاحب نے کچھ نکات بتائے اور ایوان نے پرزور مطالبہ کیا کہ اس تحریک التوائے کار پر بحث کی اجازت دی جائے۔ جناب والا! میں نے رولز کو معطل کرتے ہوئے وقفہ سوالات کو معطل کیا اور انہیں وہ تحریک التوائے کار کے پڑھنے کی اجازت دی۔ اور یہ میں نے رولنگ دی تھی۔

جناب سپیکر۔ میں چیئرمین کے فیصلہ کو من وعن تسلیم کرتے ہوئے اس پر عملدرآمد کرتا ہوں جناب رانا پھول محمد خان اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے ساتھ ماضی میں امتیازی سلوک کیا گیا ہے اور حزب اقتدار کی طرف سے پیش کردہ ایک تحریک التوائے کار کو رولز کے برعکس اور پارلیمانی روایات کے برعکس' آپ نے رولنگ دے دی ہے۔ اسی لئے ہم حزب اختلاف والے احتجاجاً پانچ منٹ کے لئے اس ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اراکین حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئے)

زرعی انکم ٹیکس عائد کرنے کے مطالبے پر زمینداروں میں پریشانی

رانا پھول محمد خان۔ آپ جائیں اب ہم بھی نہیں بلائیں گے۔ یہ رواج ہم بھی توڑیں

گے اور میاں افضل حیات کو خاص طور پر جانا چاہئے کیونکہ وہ زمیندار ہیں۔ یہ زمینداروں کے دشمن ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " جنگ " مورخہ 18 اکتوبر 1987ء کی اشاعت کے مطابق زرعی اور فکسڈ انکم ٹیکس نافذ کرنے کے لئے پنجاب میں تاجروں نے ہڑتال کی۔ اور حکومت کی طرف سے ان کے انکم ٹیکس کے مطالبات کو تسلیم نہ کرنے پر سخت احتجاج کیا ہے۔ جس سے ملک بھر کے تمام کاشتکاروں میں زرعی ٹیکس کے عائد کرنے کے مطالبہ پر صوبے کے کسانوں اور زمینداروں میں سخت بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور تاجروں کے اس مطالبہ نے ملک میں طبقاتی کشمکش کی راہ ہموار کر دی ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب۔ اس پر مختصر بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ جس وقت یہ بحث کے لئے منظور ہو جائے گی تو آپ اس پر بولیئے گا۔ جناب لاء منسٹر اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جس تحریک التوائے کار کو زیر بحث لایا گیا ہے اور جو اس کا موضوع ہے۔ اس میں میرا خیال ہے کہ اس ایوان میں قطعی طور پر کوئی اختلاف رائے نہیں پایا جاتا ہے۔ اور نہ ہی میں اس کی مخالفت کرتا ہوں لیکن میں یہ بات واضح طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب پہلے بھی اس بارے میں ایک متفقہ قرارداد پاس کر کے فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوا چکا ہے کہ زرعی آمدنی پر انکم ٹیکس عائد نہ کیا جائے اور اب بھی میں جناب والا! یہ گذارش کروں گا کہ میں نے جناب چیف منسٹر صاحب سے ہدایت لے لی ہے اور میں پورے وثوق کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت ایوان کے یہ جو جذبات ہیں' ان کو فیڈرل گورنمنٹ تک اس طرح پہنچائے گا اور اس بات سے اختلاف کرتے ہوئے ہم بھرپور مخالفت کریں گے کہ زرعی انکم ٹیکس عائد نہ کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لئے میں حکومت کی طرف سے جناب چیف منسٹر کی ہدایت کے

مطابق یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت اس کی بھرپور مخالفت کرے گی۔ اور یہ پورے ایوان کے جو جذبات ہیں یا جو توقعات ہیں' ان کو ہم فیڈرل گورنمنٹ کے پاس پہنچائیں گے۔ اور اگر اس کے باوجود یہ ایوان چاہتا ہے کہ اس کو زیر بحث لایا جائے تو میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ صوبائی حکومت خود ان کے ساتھ ہے اور ہم متفقہ طور پر ان کی رائے اس طریقہ سے فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے پیش کریں گے۔ اور اپنے اس موقف پر انشاء اللہ قائم رہتے ہوئے وفاقی حکومت کو بھی گذارش کریں گے کہ زرعی انکم ٹیکس عائد نہ کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان میں تشریف لے آئے)

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں میں یہ گذارش کروں گا کہ مجھے وزیر قانون کی اس بات سے اتفاق ہے اور اس سے پہلے وزیر اعلیٰ نے بھی اس ایوان میں یہ فرمایا تھا کہ جب تک میں اس صوبے کا وزیر اعلیٰ ہوں اس صوبے کے کسانوں پر زرعی انکم ٹیکس لاگو نہیں ہونے دوں گا اور صنعت کاروں نے ہڑتال کر کے اس صوبے میں بدامنی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لاہور میں بٹ صاحب کی وجہ سے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی کوششوں سے وہ ہڑتال کامیاب نہیں ہو سکی۔ اب وہ دوسرے شہروں میں اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ جناب والا! حکومت جب موثر اقدامات کا یقین دلاتی ہے تو میں یہ گذارش کروں گا کہ آپ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دیں جو قرارداد کا مضمون بنائے اور یہ سفارشات مرکزی حکومت کے پاس بھیج دیں کہ زرعی انکم ٹیکس نہ لگایا جائے۔ کیونکہ اس زمین پر جس پر عشر لاگو ہو وہاں سے زرعی ٹیکس وصول نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ عشر لازم نہیں ہے صرف زکوٰۃ فرض ہے۔ جس زمین پر عشر لاگو ہو جائے وہاں سے کوئی ترقیاتی ٹیکس یا انکم ٹیکس عائد کرنا شرعی احکام کی خلاف ورزی ہے جب ہم عشر دے رہے ہیں تو حکومت وقت کو قطعی طور پر یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ کوئی غیر شرعی ٹیکس ہم پر عائد کرے۔ یہ ایک سازش ہے جو صنعت کاروں تاجروں اور زمینداروں' کاشتکاروں کے درمیان ایک طبقاتی جنگ شروع کروانا چاہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہماری محب وطن اپوزیشن بھی واک

آوٹ کر گئی کہ اس فتنے کو دبانے کے لئے انہوں نے یہ تحریک کیوں پیش کر دی اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ مجھے وزیر قانون کی اس بات سے اتفاق ہے اور پورا ایوان بھی مطمئن ہے اس لئے حکومت ایک قرارداد منظور کر کے مرکزی حکومت کو بھیجے۔ اس بات سے ہم اتفاق کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اب اس پر بحث کرنے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے۔ میں پہلے بھی یہ عرض کر چکا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ صوبائی حکومت کی رضامندی کے بغیر زرعی ٹیکس نہیں لگا سکتی۔

جناب سپیکر۔ ہاں نہیں لگا سکتی۔

وزیر قانون۔ کیونکہ یہ بات آئین کے مطابق ہے۔ اس لئے میں بار بار یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ جب تک آپ خود اس ایوان کے ذریعے اس ٹیکس کو لگانے کی قرارداد منظور نہیں کریں گے۔ فیڈرل گورنمنٹ کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ از خود اس ٹیکس کو لگا سکے۔

جناب سپیکر۔ فیڈرل گورنمنٹ کو تو آئین کے مطابق یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔

وزیر قانون۔ صوبائی حکومت جب تک اس کی تائید نہیں کرے گی صوبائی حکومت جب تک اس کی سفارش نہیں کرے گی اس وقت تک زرعی انکم ٹیکس عائد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے صوبائی حکومت سے پوچھے بغیر مرکزی حکومت کس طرح سے ٹیکس عائد کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؟

وزیر قانون۔ اس لئے میرے خیال میں اس بارے میں مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کے لئے تو قرارداد کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ صوبائی حکومت واشگاف الفاظ میں یہ کہہ رہی ہے کہ ہم یہ ٹیکس نہیں لگائیں گے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ یہ صوبائی موضوع ہے۔ مرکزی حکومت کو اس پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ البتہ انکم ٹیکس کا اختیار مرکزی حکومت کو حاصل ہے۔ کیونکہ انکم ٹیکس مرکز کے دائرہ اختیار میں ہے۔ لیکن زرعی انکم ٹیکس

بھی مرکزی حکومت انکم کی حد میں لا کر لگا سکتی ہے زرعی ٹیکس تو وہ نہیں لگا سکتے مگر زرعی انکم ٹیکس تو وہ لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب اس میں مزید کسی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ زرعی انکم ٹیکس مرکز کے دائرہ اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب زرعی ٹیکس مرکز کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ وہ زرعی انکم ٹیکس لگا سکتے ہیں کیونکہ جب انکم کا لفظ درمیان میں آ جائے تو صوبائی اختیارات ختم ہو جاتے ہیں اور وہاں پر انکم مرکزی محکمہ بن جاتا ہے۔ صوبائی حکومت کو زرعی ٹیکس کا اختیار حاصل ہے۔ انکم ٹیکس کے متعلق ہمیں اختیارات حاصل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب غلام حیدر وائیں صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر صنعت و تعلیم۔ جناب سپیکر۔ میری گذارش یہ ہے کہ جہاں تک زرعی ٹیکس کے متعلق اس تحریک کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب واضح طور پر حکومت کا نقطہ نظر بیان کر چکے ہیں۔ اور آئین کے مطابق بھی یہ مسئلہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے زرعی ٹیکس اگر کبھی زیر بحث آئے گا تو وہ صوبائی حکومت ہی لگا سکتی ہے اور وہ ٹیکس اس اسمبلی کی منظوری کے بغیر نہیں لگ سکتا۔ جہاں تک انکم ٹیکس کا تعلق ہے۔ جناب سپیکر! اس تحریک میں انکم ٹیکس کا موضوع زیر بحث نہیں ہے۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس ایوان کے احساسات اس معاملے میں محرک کے حق میں ہیں اور یہ ایوان زرعی ٹیکس لگانے کے معاملے میں زرعی ٹیکس کے حق میں کوئی رائے نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی اس ایوان کے سامنے کوئی ایسی تجویز ہے۔ لیکن یہ بات بھی ساتھ ہی ساتھ ہے کہ یہ معاملہ چونکہ آئین کے مطابق صوبائی مسئلہ ہے لہٰذا وفاقی حکومت کو اس سلسلے میں کوئی قرار داد بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہمارا اپنا حق ہے اور مجھے یہ یقین ہے کہ جب کبھی اس قسم کا کوئی مسئلہ اس ایوان میں زیر غور آیا تو یہ ایوان اس پر درست فیصلہ کرے گا۔ اس لئے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ انکم ٹیکس کا مسئلہ تو اس وقت زیر بحث ہی نہیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں کسی قرارداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایوان کے جذبات و احساسات بالکل

درست ہیں اور وزیر قانون نے پنجاب حکومت کا نقطہ نظر ایوان میں پیش کر دیا ہے اور یہ بات محرک کے بھی حق میں ہے لہٰذا اس معاملے میں قطعاً کسی پریشانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ اب اس سلسلے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ کیا آپ اب بھی اس کو پریس کرتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ میں اسے پریس تو نہیں کرتا لیکن میں نے یہ گذارش کی تھی کہ لفظ انکم ٹیکس صوبائی دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اب اس تحریک کو Admit کرنے سے پہلے میں کسی کو اظہار خیال کی اجازت نہیں دوں گا۔ جناب پیرزادہ صاحب تشریف رکھیں۔ جناب راہی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ کیونکہ ابھی Admissibility زیر غور نہیں ہے۔ مسئلہ زیر غور ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب ایک مسئلہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔ اس پر جناب سپیکر! آپ ہمیں اپنی اپنی آراء پیش کرنے کی اجازت نہیں دیں گے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! جب تک یہ تحریک admit نہیں ہو جاتی اس وقت تک اس پر بحث کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جناب سپیکر۔ جی۔ بالکل درست ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اس پر بات اس وقت یہاں پر یہ ہو رہی ہے کہ ایوان زرعی ٹیکس لگانے کے حق میں نہیں ہے۔ اس ضمن میں ہم اپنی گذارشات پیش کر کے ایوان کے ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ اس وقت تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! ہم تو دہقانوں اور کاشت کاروں کی بات کرتے ہیں اور آپ یہاں بیٹھے ہوئے زمینداروں کی بات کرتے ہیں (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ رانا صاحب آپ اس تحریک التوائے کار کو پریس کرتے ہیں یا نہیں؟

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں اس تحریک التوائے کار کو اس لئے پریس نہیں کرتا کہ اسے زیر بحث لایا جائے۔ میں نے تو صرف یہ گذارش کی ہے کہ لفظ انکم جو ہے اس کے متعلق.....

جناب سپیکر۔ دوسری بات کو آپ چھوڑ دیں آپ یہ بتائیں کہ آپ اپنی تحریک التوائے کار کو Take up کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

رانا پھول محمد خان۔ جناب آپ میری گذارش سن لیں۔ وزیر قانون نے جب یقین دلا دیا ہے تو میں مطمئن ہوں۔ لیکن پھر بھی وہ لفظ انکم کے متعلق قانونی مشورہ کر لیں اور اس کے بعد اگر قرارداد کی ضرورت ہو تو قرارداد پاس کر لیں۔

جناب سپیکر۔ آپ اسے پریس نہیں کرتے ہیں؟

It will be taken as withdrawn.

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ پارلیمانی روایات کے مطابق سرکاری بنچوں سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی کیا تحاریک التوائے کار پیش کر سکتے ہیں؟

آوازیں۔ کیوں نہیں پیش کر سکتے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ میں نے پارلیمانی روایات کی بات کی ہے رولز کی بات میں نے نہیں کی۔

جناب سپیکر۔ کیوں نہیں پیش کر سکتے۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! نظریہ ضرورت کے تحت پیش کر سکتے ہیں؟

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب والا! رولز کے تحت Any member لکھا ہوا ہے۔

حکمت عملی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدر آمد کی رپورٹ پر بحث (جاری)

جناب سپیکر۔ حکمت عملی کے اصولوں پر عملدر آمد کے بارے میں بحث جاری ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج کے لئے جو تحاریک استحقاق رکھی گئی ہیں۔ پہلے تو وقفہ سوالات کو معطل کر کے ایک مخصوص معاملہ پیش کیا گیا اور نپٹا دیا گیا۔ اب تحریک استحقاق کا مسئلہ ہے اس بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ تحریک استحقاق کا وقفہ تو معطل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ میں تحریک استحقاق کو آج نہیں لینا چاہتا۔

جناب فضل حسین راہی۔ ہم نے خود اپنا نقصان کر لیا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ سمجھ لیجئے کہ آپ نے اپنا نقصان خود کیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ ہمارے ساتھ نا انصافی کی جا رہی ہے اور مسلسل کی جا رہی ہے کہ تحریک استحقاق پیش کرنے کا ہمارا استحقاق ہے۔ تحریک استحقاق ایوان میں پیش ہو چکی ہے اور آپ نے ہمیں اس پر بھی اپنے حق سے محروم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین صاحب' آپ کا نام میرے پاس ہے۔ آپ حکمت عملی کے اصولوں کی تعمیل و عملدرآمد کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میرے نام کا کیا ہوا۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب۔ آپ کا نام ہے۔ ...شاہ صاحب اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکمت عملی کے اصولوں اور ان پر عملدرآمد پر میں گزشتہ اجلاس میں اپنی تقریر کر رہا تھا کہ کورم نہ ہونے کی وجہ سے میری تقریر مکمل نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ کو علم ہے کہ آپ تقریر میں کتنا وقت لے چکے تھے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! نہ مجھے بحث سمیٹنے کے لئے کہا گیا۔ اور پھر آپ کی یقین دہانی اور وعدہ کہ آپ مجھے دوسروں کی نسبت زیادہ وقت دیں گے اس لئے کہ بم کے دھماکوں سے متعلق تحریک التوائے کار پر بحث میں مجھے وقت نہیں ملا تھا... میں نے گھڑی کو تو نہیں دیکھا تھا۔

جناب سپیکر۔ اور اس لئے میں نے آپ کو کافی وقت دے دیا تھا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آپ اس دن کرسی صدارت سے اپنے چیمبر میں تشریف لے گئے تھے۔

جناب سپیکر۔ نہیں شاہ صاحب میں بیٹھا رہا تھا۔ یہیں بیٹھا رہا اور آپ بولتے رہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں اب آپ کی شان میں گستاخی بھی نہیں کرنا چاہتا مگر ہے میری حق تلفی اور میرے ساتھ زیادتی بھی۔ جناب والا! حکمت عملی کوئی معمولی چیز نہیں ہے جس پر بحث ہو رہی ہے اور آپ ہمیں اس حق سے بھی محروم کرنا چاہتے ہیں یہ آپ کی مرضی ہے جناب سپیکر۔

جناب سپیکر۔ شکریہ شاہ صاحب۔ کرنل محمد یامین صاحب

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یقیناً اس اہم موضوع پر اپنی ناقص رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں لیکن گذارشات پیش کرنے سے قبل میری استدعا ہے کہ گھڑی کی طرف دیکھیں تو میرے خیال میں وقفہ نماز ہونے والا ہے۔ اس کے بعد اگر آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر۔ ابھی دس منٹ اور ہیں۔ آپ بات کر سکتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین۔ جناب سپیکر! صرف پانچ منٹ رہتے ہیں۔ ..... جناب سپیکر! یہ رپورٹ تین چار روز سے اس ایوان میں موضوع بحث بنی ہوئی ہے مجھ سے پیشتر مقررین نے اس سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میں تمہید کے طور پر یہ گذارش کروں گا کہ رپورٹ زیر بحث اس لحاظ سے نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے کہ آئین کی وہ شقیں جن کا تعلق صوبائی حکومت سے ہے ان کی implementation اور ان پر Observance کے حوالے سے جو بحث ہے وہ کریں۔ میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کے توسط سے ایوان کے تمام معزز اراکین سے گذارش کروں گا کہ یہ انتہائی سنجیدہ موضوع اور انتہائی اہمیت کا حامل موضوع تھا اسے کس قدر تمام حضرات نے غیر سنجیدگی سے لیا ہے۔ کبھی کسی دن کورم ٹوٹ جاتا تھا اور کبھی دوسری وجوہات کی بنا پر اسے وہ اہمیت نہیں دی گئی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ سنجیدہ موضوع کے ہر پہلو کو ٹھونک بجا کر کھنگالا جاتا اور آئین کی

ان شقوں پر عملدرآمد میں جہاں کہیں نقائص نظر آئیں ان کی نشاندہی کرتے بلکہ ان پر صحیح عملدرآمد کے لئے تجاویز بھی دیتے۔ لیکن اس موضوع پر کچھ عجیب بے حسی سی دیکھی گئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بے حسی من حیث القوم اگر کسی قوم میں سرایت کر جائے تو وہ کسی بہت بڑی تباہی کا پیش خیمہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس تمہید کے بعد میں اپنے موضوع کی طرف آتے ہوئے آئین کی شق نمبر 31 جو اسلامی طرز زندگی کے متعلق ہے گذارشات کرنے کی جسارت کروں گا۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ میرے پاس رپورٹ اس وقت موجود نہیں ہے بہرحال جو کچھ میرے ذہن میں ہے میں اسی کے حوالے سے آپ سے گذارشات کروں گا۔ آئین کی شق نمبر 31 اسلامی طرز زندگی کے بارے میں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر۔ جی راہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ہاؤس میں کیا ہو رہا ہے؟ آپ بڑا منع کرتے ہیں۔ یہ ہاؤس میں بیٹھ کر ڈاک نکالتے ہیں۔ اور دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ کورم باربار ٹوٹ جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ قائد ایوان کے بیٹھے ہوئے ایوان میں یہ ڈسپلن ہے۔

جناب سپیکر۔ میں معزز اراکین سے گذارش کروں گا کہ وہ منسٹر صاحبان سے اجلاس کی کارروائی کے دوران اپنی درخواستیں دے کر disturb نہ کریں اور نہ ہاؤس کے decorum کو خراب کریں۔ ازراہ کرم معزز اراکین اسمبلی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ ہاؤس کی کارروائی کو smoothly چلنے دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین۔ جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آئین کی شق نمبر 31 جو اسلامی طرز زندگی کے بارے میں ہے اور اس موضوع پر جو رپورٹ compile کی گئی ہے مجھے اس کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے اس میں رپورٹ compile کرنے والے حضرات نے جس نے اس کی Implementation کے سلسلے میں رپورٹ compile کی ہے وہ کافی اصلاح طلب ہے۔ مثال کے طور پر اسلامی طرز زندگی کو اپنانے کے لئے ایک تبلیغی

سیل متعلقہ محکمہ میں بنا دیا گیا ہے جناب سپیکر۔ اس تبلیغی سیل کے تنظیمی ڈھانچہ کے بارے کچھ نہیں بتایا گیا تبلیغی سیل میں Induct کرنے کے لئے کیا qualification ہے کون کون لوگ ہیں اور وہ کس طرح کام کر رہے ہیں؟ یہ نہایت ہی اہم موضوع تھا اس کی وضاحت کی جاتی کہ اس کا تنظیمی ڈھانچہ کیا ہے وہ تبلیغ کس نہج پر کر رہے ہیں کس طریقے سے کر رہے ہیں اور اسلامی طرز زندگی کو اپنانے کے لئے وہ کونسی کوشش کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں وہ زیادہ موزوں ہوتا۔ یا یہ تبلیغی سیل جو اسلامی طرز زندگی کو اپنانے کے لئے ایک آلہ کار کے طور پر حکومت نے پیش کیا ہے اس کے لئے کونسے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ اور کس طریقے سے تبلیغ کی گئی ہے۔ یہ واقعات اور حالات اس رپورٹ میں درج ہیں۔ صرف یہ ایک reference دے دیا گیا ہے کہ تبلیغی سیل قائم کر دیا گیا ہے۔ اس رپورٹ پر میری Observation ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب اس بحث کو سمیٹیں تو میری اس تجویز کو پیش نظر رکھتے ہوئے سمیٹیں دوسرے اس رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ بہت سی چیزیں گنوائی گئی ہیں اور ان میں یہ کہا گیا ہے کہ نماز کو قائم کرنے کے لئے ہر محکمے میں آدھے گھنٹے کا وقفہ دیا جاتا ہے تاکہ لوگ نماز ادا کر سکیں۔ جناب سپیکر! یہ بات تو قابل تحسین ہے کہ موجودہ حکومت نے غالباً پہلی مرتبہ نماز کا احساس کرتے ہوئے متعلقہ محکمے کو ہدایت کی ہے۔.....

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! مغرب کی نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔ آذان ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ وقفہ نماز ہوتا ہے۔ ہم 6-00 بجے دوبارہ اکٹھے ہوں گے۔

(اجلاس 5-40 پر برائے نماز مغرب ملتوی کر دیا گیا)

(اجلاس کی کارروائی 6-10 پر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب سپیکر۔ کرنل محمد یامین خان صاحب

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں جب آپ اس ایوان میں تشریف فرما نہیں تھے آپ نے کرسی کی رولنگ کی پاسداری کرتے ہوئے ان کے فیصلے کو برقرار رکھا وقفہ سوالات کو معطل کر کے ایک غیر آئینی قسم کی

تحریک التوائے کار کی آپ نے اجازت دے دی اس کے بعد آپ نے رول 56-57 کے تحت جو تحاریک استحقاقات ایوان میں پیش ہوئی تھیں آپ نے متعلقہ ضابطوں کو اپنے خصوصی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے رولز کو معطل نہیں کیا۔ جناب سپیکر! کیا وہ کارروائی جو تحریک استحقاق کو نہ لینے کی ہے کیا اسکی حیثیت آئینی اور قانونی ہے یا نہیں ہے؟ کیونکہ آپ نے اپنے متعلقہ ضابطوں کو اپنے خصوصی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے معطل نہیں کیا۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب کرسی کو اپنا conduct کو واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن میں یہاں اس بارہ میں جو نشان دہی ہے اس پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کرسی کی رولنگ کا احترام میرے لئے لازم ہے اور میں اس کے بغیر اور کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا تھا روایات کی بات پہلے کی گئی ہے اگر میری اپنی رولنگ ہوتی اور مجھے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا جاتا شاید میں اس پر نظر ثانی کرنے کے لئے تیار ہو جاتا لیکن ایک دوسرے صدر نشین جو اس وقت صدارت کر رہے تھے انہوں نے جو رولنگ دی ہے وہ میرے لئے لازم ہے کہ میں اس کا احترام کروں اور میں اس کے مطابق عمل کروں رہا اس بات کا سوال کہ رولز معطل نہیں کئے تو وہ رولز چودھری محمد اقبال صاحب نے معطل کر دیئے تھے چونکہ تحریک استحقاق کو ایک ترجیح حاصل ہے رولز کے مطابق تحاریک التوائے کار پر اسلئے تحریک التوائے کار کو لینے کا مطلب ہی یہ تھا انہوں نے وقفہ سوالات کو بھی معطل کر دیا اور تحاریک استحقاقات کو بھی وہ نہیں لیں گے کیونکہ تحاریک استحقاقات تحاریک التوائے کار کے بعد میں نہیں آئیں گی۔ تحاریک استحقاقات' تحاریک التوائے کار سے بعد میں نہیں آئیں گی۔ تحریک استحقاق تحریک التوائے کار سے پہلے آئیں گی۔ رولز کے مطابق۔ تحاریک التوائے کار کو لینے کا مقصد چودھری صاحب کا یہی تھا وقفہ سوالات بھی نہیں ہو گا اور تحاریک استحقاقات بھی نہیں لی جائیں گی۔ اسلئے اس تحریک التوائے کار کو لیا تھا اور میں نے ان کے فیصلے کا احترام کیا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی رولنگ نہیں دی ہے۔ جناب کرنل محمد یامین صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جو پارلیمانی روایات کا جس طریقے سے آج قتل عام کر کے ایک مخصوص مفادات کے تابع اس تحریک التوائے کار کو اس ایوان میں پیش کرنے کی

اجازت دی گئی اس کا کیا فائدہ ہوا اور ایوان کا کتنا وقت ضائع ہوا ہے۔
جناب سپیکر۔ شاہ صاحب میں اس بات کی آپ کو اجازت نہیں دیتا Disallowed- آپ تشریف رکھیں۔ برائے مہربانی آپ تشریف رکھیں۔
لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین۔ جناب والا! میں آئین کی شق نمبر31 پر بحث کر رہا تھا کہ ہاؤس وقفہ نماز کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ اس شق کی Implementation کے متعلق جو Compile کی گئی ہے اس میں ایک لفظ یہ بھی تحریر ہے کہ اسلامی طرز زندگی کو اپنانے کے لئے محکمہ اوقاف نے ایک تبلیغی سیل قائم کر رکھا ہے۔ تو اس سلسلے میں میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ یہ اگرچہ کسی تبلیغی سیل کا قائم ہونا حکومت کی طرف سے ایک بڑا احسن اور مستحسن قدم ہے لیکن اگر متعلقہ محکمہ یا متعلقہ وزارت اس تبلیغی سیل کے تنظیمی ڈھانچے۔ اس کی کارکردگی اور وہ کس طرح تبلیغ کر رہی ہے کے متعلق تفاصیل اس رپورٹ میں دے دیتے تو یہ زیادہ بہتر ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے رپورٹ کا یہ حصہ تشنہ ہے اور مجھے امید ہے کہ جب متعلقہ وزیر صاحب Sum up کریں گے تو اس کے متعلق بھی وضاحت فرمائیں گے۔ اس لئے میں یہ بھی گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ تبلیغی سیل کا قیام اگرچہ بڑی اچھی بات ہے لیکن جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز اراکین سے یہ بھی گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ختم نبوت کے صدقے اس امت کے ہر امتی کا یہ فرض ہے کہ وہ تبلیغ کا کام کرے اور جسے قرآنی اصطلاح میں نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کہا جاتا ہے وہ اس امت کے ہر امتی کا فرض ہے اور اسی سلسلے میں یہ تبلیغ کا کام عائد کیا جاتا ہے تو اتنے اہم موضوع پر رپورٹ compile کرنے والے نے ایسے Brochure سے ٹائپ کر دیا ہے اور صرف یہ کہہ دیا ہے کہ ایک تبلیغی سیل قائم کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں زیادہ تفصیل کی ضرورت تھی اور رپورٹ Compile کرنے والے کو اس کی کارکردگی کو زیادہ نمایاں طور پر پیش کرنا چاہئے تھا۔
جناب سپیکر! اگرچہ یہ شق اس ایوان میں زیر بحث تھی اسی دن غالباً ہمارے باہر سے آئے ہوئے ایک معزز مہمان کی تواضع کی گئی جو ہماری روایات کا ایک حصہ ہے لیکن اس تواضع

میں یہ بھی اخبار کے حوالے سے آیا ہے کہ وہ مہمان گرامی جو نہایت قابل تعظیم شخصیت تھی اس کی تواضع کے لئے لڑکیوں کا ڈانس پیش کیا گیا لیکن مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں کہ وہ تواضع کرنے والے حکومت کے کارندے تھے یا اس ملک کے معزز شہری تھے۔ لیکن یہ اس وقت ہوا جب اس ایوان میں اسلامی طرز زندگی پر بحث ہو رہی تھی۔ تو جناب والا ! ہو سکتا ہے کہ اس شہر کے' اس ملک کے معزز شہری اسے بھی اسلامی طرز زندگی ہی سمجھتے ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلامی طرز زندگی نہیں ہے۔ اور اس قسم کی تواضع کرنا نہ کسی اسلامی ملک کے شایان شان ہے اور نہ اسے کرنی چاہئے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ارباب بست و کشاد اگر وہ خود اس قسم کی تواضع میں ملوث نہیں ہیں تو پھر اس قسم کی تواضع کرنے والے معزز شہریوں کو اس سے باز رکھنے کے لئے کچھ اقدامات اٹھائیں تو وہ یقیناً آئین کی اس شق کے مطابق ہو گا۔

جناب والا ! اس شق نمبر 31 کی رپورٹ جو Compiled ہے اس میں حکومت کی طرف سے کارکردگی جو دکھائی گئی ہے کہ ہر محکمے میں بہت سے نکات ہیں جس کی رپورٹ اس وقت شائد میرے پاس موجود نہیں ہے ان میں یہ کہا گیا ہے کہ نماز کو قائم کرنے کے لئے ہر محکمے کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ آدھ گھنٹے کے لئے ظہر کی نماز کے لئے چھٹی کر دیا کریں۔ جناب والا ! میں یہ مانتا ہوں کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا اور اس حکومت نے یہ حکم جاری کیا جو کہ بڑا اچھا قدم ہے۔ اور ظہر کے وقت اگر یہ وقفہ کیا جائے تو یقیناً جو حضرات نماز پڑھنے والے ہیں انہیں نماز پڑھنے کے لئے وقت مل جاتا ہے۔ اس سے پہلے غالباً یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے دفتری کاموں میں یا اپنے سرکاری کاموں میں ظہر کا وقت بھی گزار دیتے تھے اس لحاظ سے میں اس بات کا قائل ہوں اور مانتا ہوں کہ یہ حکومت کا ایک مستحسن قدم ہے لیکن جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صرف اتنا ایک وقفہ نماز قائم کرنا کافی نہیں۔ میں آپ کے توسط سے جناب سپیکر ! معزز ارکان سے یہ گذارش کروں گا کہ کسی حکم کا جاری کر دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس حکم کے پیچھے جو ایک روح ہوتی ہے اسے نافذ کرنے کی جب تک اسے یقینی نہ بنایا جائے اس وقت تک وہ حکم ایک کاغذی پلندا بنا رہتا ہے۔ اس حکم کے پیچھے جو ایک روح ہوتی ہے ایک ماحول پیدا کرنے کی

اسلامی نظام حیات پیدا کرنے کی جب تک اس کی Implementation کو Ensure نہ کیا جائے تو یہ نہیں ہو سکتا۔ جناب سپیکر! یقیناً نماز پڑھنے والے جب وقفہ نماز نہیں ہوتا تو اس وقت بھی پڑھتے ہیں۔ وقفہ نماز میں وہ آسانی سے چلے جاتے ہیں ورنہ وہ چوری سے چلے جاتے ہیں۔ لیکن جناب والا! اس وقفہ نماز کو پوری طرح Utilize کرنے کے لئے کیا کسی محکمے کا سربراہ یا کسی ہاؤس کا سربراہ یا کسی ایوان کا سربراہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ وقفہ نماز کو صرف وقفہ نماز کے لئے استعمال کیا جائے؟ اس میں اگر وہ خود ذاتی مثال قائم کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس امر سے بڑے مستحسن اور بڑے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں رپورٹ Compile کرنے والے نے یہ نہیں کہا کہ وقفہ نماز کے علاوہ کچھ اور بھی اس حکم کو منوانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

جناب والا! اسی طرح زکوٰۃ اور عشر کے متعلق کہا گیا ہے۔ اور ایک لمبی چوڑی Organization کی نشاندہی کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کو نافذ کرنے کے لئے یا زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے فلاں محکمہ ہے یا فلاں محکمہ ہے۔ جناب والا! میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ ہاؤس کی اس دلچسپی کو جو اس وقت ہاؤس میں نظر آ رہی ہے مدنظر رکھتے ہوئے صرف اتنی گذارش کروں گا کہ زکوٰۃ اور عشر کا نظام اسلامی نظام اقتصادیات کا ایک نہایت اہم اور ضروری جز ہے تو میں پورے وثوق اعتماد اور دعویٰ کے ساتھ یہ عرض کر سکتا ہوں کہ یہ نظام اگر کسی محلے میں نافذ ہو تو نہ وہاں کوئی Inferior ہو سکتا ہے اور نہ کوئی بھوکا رہ سکتا ہے۔ یہ اگر کسی شہر میں نافذ کیا جائے تو یہ Equitable distribution کا ایک طریقہ کار ہے اللہ پاک کا دیا ہوا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافذ کیا ہوا کہ وہاں نہ کوئی غریب رہ سکتا ہے اور نہ کوئی بہت مالدار ہو سکتا ہے۔ جناب والا! میں پھر یہ بات ماننے کے لئے تیار ہوں کہ اس سے پہلے اس سلسلے میں کبھی کسی کو خیال ہی نہیں آیا تھا لیکن موجودہ حکومت نے یہ زکوٰۃ اور عشر کا نظام نافذ کر کے اچھا کام کیا ہے۔ جناب والا! بات پھر وہیں آ جاتی ہے کہ آپ لاہور میں یا کسی شہر میں جائیں تو گلی گلی آپ کو مانگنے والے نظر آئیں گے۔ سڑکوں پر مانگنے والے نظر آئیں گے۔ تو یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ صرف نافذ کر دینے سے وہ نتائج جو اس نظام زکوٰۃ و عشر کے نافذ کرنے سے متوقع تھے وہ حاصل نہیں ہوئے۔ تو

پھر کیا ہوا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی Implementation میں کئی نقائص ہیں۔ اس کی Organization میں کئی نقائص ہیں۔ اس کے حاصل کرنے میں اور اس کے تقسیم کرنے میں کئی نقائص ہیں جناب والا! ضرورت اس امر کی ہے کہ ان نقائص کی نشاندہی کی جائے۔ زکوٰۃ اور عشر کے نظام کو مؤثر بنانے کے لئے اس کے تنظیمی ڈھانچے کو بدلا جائے تاکہ اس سے متوقع نتائج برآمد ہو سکیں۔ فی الحال یہ متوقع نتائج اس نظام کے نافذ ہونے کے بعد ہونے چاہئیں تھے وہ سامنے نہیں آ رہے اس لحاظ سے میں کہوں گا کہ اس آرڈیننس کی رو سے جو نظام نافذ ہوا ہے وہ تو ایک بڑا احسن قدم ہے لیکن اس کی Implementation کے سلسلے میں یقینی کئی خامیاں ہیں جن کی نشاندہی حکومت کو کرنی چاہئے اور ان کا تدارک کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! حصول انصاف کو سستا اور جلدی بنانے کے لئے بھی اس رپورٹ میں کچھ کہا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے رپورٹ Compile کرنے والے محکمہ کے افسر یا متعلقہ وزیر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو میں ان سے بصد ادب یہ گذارش کروں گا کہ سستا اور جلدی انصاف کہاں سے اور کون سی دکان سے ملتا ہے؟ اس ملک میں تو کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ جناب سپیکر! میں خود اپنی ایک چھوٹی سی تحصیل میں بہت معمولی سے مقدموں کی نشاندہی اور درجنوں مقدموں کی نشاندہی کر سکتا ہوں جو سالہا سال سے زیر سماعت ہیں اور ان کا آج تک فیصلہ نہیں ہوا۔ اور یہ رپورٹ جو زیر بحث ہے یہ 1985 کی ہے اور اب 1987 ہے تو یہ سستا اور جلد انصاف کہاں سے اور کس طرح سے مل رہا ہے اس کے لئے انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے اتنے سیشن جج بھرتی کر لئے ہیں اور اتنی عدالتیں کھول لی ہیں لیکن وہاں بھی یہ بات یقینی نہیں بنائی گئی ممکن ہے کہ یہ جو شرعی عدالتوں کا جو مژدہ ہمیں سنایا جا رہا ہے ان کے آنے ہی سے انصاف سستا ہو گا اور ہمیں جلدی انصاف مل جائے لیکن اس وقت تک یہ پہلو تشنہ ہے اور اصلاح طلب ہے میں آپ کے توسط سے متعلقہ محکمہ سے گذارش کروں گا کہ وہ اس بات کی نشاندہی کریں کہ یہ سستا اور جلد انصاف کونسی دکان سے ملتا ہے تاکہ ہم بھی وہاں سے لا سکیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح پرائمری تعلیم کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ پرائمری تعلیم کے بارے میں

جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک direction دی ہے کہ ہر بچے کو پرائمری تک لازمی تعلیم دی جائے جناب والا ! یہ ہدایت کاغذوں کے اوپر بڑی ہی اچھی لگتی ہے اور یقیناً ایسا ہی ہونا چاہئے لیکن جناب سپیکر ! میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سال کے اختتام پر جب کبھی بچوں کے والدین بچوں کو داخل کرانے کے لئے لے جاتے ہیں تو وہ بچے پہلی جماعت میں بھی داخل نہیں ہوتے۔ لازمی تعلیم کا مقصد جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جہاں کہیں بچے پرائمری تک تعلیم حاصل نہیں کر رہے انہیں پولیس کے ذریعے اسکول میں لایا جائے انہیں زبردستی اسکولوں میں داخل کرایا جائے تاکہ وہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو سکیں لیکن یہاں معاملہ کچھ اور ہی ہے میں اپنے ضلعے کے حوالے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنے ایک ملازم کا بچہ پہلی جماعت میں داخل کرانے کے لئے راولپنڈی کے اسکول میں لے گیا اور میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کی منت بھی کی کہ اسے داخل کرلیں یہ غریب آدمی کا بچہ ہے اور یہ پڑھ جائے گا لیکن وہاں پر اسے پہلی جماعت میں داخلے سے انکار کر دیا گیا تو جناب والا ! یہ رپورٹ کچھ اور کہتی ہے اور عملی طور پر دیکھنے میں کچھ اور آتا ہے اس سلسلے میں گذارش یہی ہے اور اب میں آخری بات یہی عرض کروں گا کہ کسی اچھے سے اچھے حکم کو جاری کر دینے سے کوئی فائدہ ہی نہیں ہوتا کہ جب تک اس پر عملدرآمد کو یقینی نہ بنایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ چودھری محمد رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق۔ شکریہ جناب سپیکر۔ میں پنجابی میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمائے۔

چودھری محمد رفیق۔ (پنجابی) جناب سپیکر ! یہ بڑی مشہور کہاوت ہے کہ "ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور"....

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب۔ پانچ منٹ میں اپنی بات مکمل کرلیں گے۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا ! یہ مکمل ہی نہیں ہے یہاں پر تو گھنٹہ گھنٹہ باتیں ہوئی ہیں پانچ منٹ میں تو میں احاطہ ہی نہیں کر سکتا ہوں پانچ منٹ میں تو میری تمہید ہی پوری نہیں ہو سکے گی۔

وزیر قانون۔ بہر حال ان کے دانت اتنے بڑے ہیں کہ پانچ منٹ میں تو دکھائی ہی نہیں دے سکتے۔

چودھری محمد رفیق۔ آپ دانت کوئی اور دکھائیں گے۔ میں تو آپ ہی کی بات کرنے لگا ہوں اور آپ ہی نے یہ دانت دکھانے ہیں کیونکہ یہ دانت آپ کے پاس ہی ہیں "جو دکھانے کے اور کھانے کے اور"۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے جناب وزیر قانون کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ابھی میرے بعد انہوں نے اپنی اختتامی تقریر کرنی ہے اور wind up کرنا ہے انہوں نے خود دانت دکھانے ہیں جو کھانے والے ہیں اور جو دکھانے والے ہیں۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب' کیا آپ اپنی بات سات منٹ میں ختم کر لیں گے۔

چودھری محمد رفیق۔ نہیں جناب سپیکر! پندرہ یا بیس منٹ تو چاہیں۔

چودھری محمد رفیق۔ (پنجابی)۔ جناب سپیکر۔ حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کئی دنوں سے جاری ہے لیکن اس کے لئے بہت تھوڑا وقت مخصوص کیا گیا۔ جناب والا! سارے آئین میں سے آرٹیکل 31' 32' 33' 34' 35' 36' 37 اور 38 یہ کل آٹھ آرٹیکل ہیں جن کی بنیاد پر اس ساری حکمت عملی کا انحصار اور جن ہاتھی کے دانتوں کا ذکر کیا تھا یہ حکمت عملی بھی ان ہی دانتوں پر منحصر ہے۔ باقی ہمارا جو آئین ہے اور جس میں ہمارے بنیادی حقوق کی بھی بات ہے جس میں ہمارے تحفظات کی بھی بات ہے جس میں قانون کی بھی بات ہے اس کا اس حکمت عملی میں قطعی طور پر کوئی ذکر نہیں ہے اسی لئے میں نے ابتداء میں عرض کی تھی کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں جناب جسٹس فخرالدین جی ابراہیم صاحب کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جو کہ ہماری سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج ہیں انہوں نے کہا ہے کہ آٹھویں ترمیم منظور کر کے جو آئین کا حصہ بنائی گئی ہے اور وہ قرارداد مقاصد جو آج آئین کا حصہ ہے یہ ترمیم اس کے سراسر منافی اور خلاف ہے کیونکہ اسے مارشل لاء کے اقدامات اور احکامات کو regularize کرنے کے لئے آئین کا حصہ بنایا گیا ہے جس نے ہماری عدالتوں کے اختیارات کو گھٹا کر اور کم کر کے بالکل ہی نہ ہونے کے برابر کر دیا ہے اور وہ ترمیم ہماری

اعلیٰ عدالتوں کے دائرۂ اختیار میں قطعی طور پر نہیں آتی اسی لئے جناب جسٹس فخرالدین جی ابراہیم صاحب نے کہا ہے کہ یہ آٹھویں ترمیم غیر اسلامی ہے اور یہ ترمیم جو کہ غیر اسلامی کر کے آئین کا حصہ بنائی گئی ہے اس سلسلے میں وضاحت کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ سب سے پہلے جو آرٹیکل لیا گیا اور جس کے ذریعے اسلام اور اسلامائزیشن کی بھی بات کی گئی اور جو خوش کن اور معجزے کی بات تھی جناب والا! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کا جو رخ یہاں پیش کیا گیا ہے یہ اسلام کا اصل رخ نہیں ہے کیونکہ ہماری نظر میں اسلام ایک انقلابی مذہب ہے جس کو سب سے پہلے غریبوں اور یتیموں نے قبول کیا اور یہ وہ طبقہ تھا جو اس وقت کے معاشرے سے تنگ تھا اور یہ طبقہ اس وقت استحصال زدہ طبقہ تھا لہٰذا اس طبقے نے اس وقت کے استحصال سے بچنے کے لئے دائرہ اسلام میں آیا اور اس نے اسلام قبول کیا۔ جناب والا! میں یہ بات کہنے میں قطعی طور پر کوئی عار نہیں سمجھتا کہ جوں جوں حکومتیں بدلتی ہیں اور لوگ تحفظ لینے کی خاطر ان میں شامل ہوتے ہیں اسی طرح اس وقت جب کہ یہ اسلام کا ایک فلاحی دور تھا اس وقت بھی لوگ صرف تحفظ کے لئے اسلام میں شامل ہوئے پھر ان لوگوں نے ہی اسلام کا استحصال کیا اور جناب 14 صدیاں گزر چکی ہیں جن میں اسلام اور اسلام کے ماننے والوں کا استحصال کیا گیا اور آج بھی اسلام اور اسلام کے ماننے والوں کا استحصال کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! آپ نے افریقہ کے مشہور ڈاکٹر احمد کا وہ بیان بھی پڑھا ہو گا جس میں انہوں نے کہا ہے کہ آج کا مسلمان ایک ناگ سانپ بن کر اسلام پر بیٹھا ہوا ہے جو کہ نہ تو خود عمل کرتا ہے اور نہ ہی دوسروں کو عمل کرنے دیتا ہے۔ جناب والا! ہم قرآن پاک کو درس و ہدایت کا ایک منبع سمجھتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے لیکن ہم نے اسے ایک ہرے غلاف میں لپیٹ کر طاق میں رکھ دیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ تمام مسائل کا حل اس میں ہے لیکن جناب والا! ہم نے اس میں سے کوئی حل نہیں نکالا۔ صرف ایک استحصالی نظام کو اسلام کے نام پر مسلط کرتے رہے ہیں اور آج بھی یہی استحصالی نظام اسلام کے نام پر مسلط ہے۔

جناب والا! میں اب آئین کے آرٹیکل کے بارے میں عرض کروں گا جس کے بارے میں ترمیم بنا کر اور حکمت عملی کی بنیاد بنا کر اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے اور جس میں یہ

کہا گیا ہے کہ انصاف کو سستا بنانے اور جلد مہیا کرنے کے لئے پنجاب میں آٹھ نئے ضلع بنائے گئے ہیں اور ہائی کورٹ کے تین نئے بنچ تشکیل کئے گئے۔ جناب والا! اس میں ذکر ہے "سستا انصاف" جناب والا! مجھے اس پر بھی اختلاف ہے کہ لوگ تو انصاف کو خریدتے ہیں خواہ یہ سستا ہے یا مہنگا ہے۔ کیونکہ لوگوں نے اسے خریدنا ہے خواہ یہ مہنگا ہو یا سستا' اس میں انصاف کا ذکر نہیں ہے کہ لوگوں کو انصاف دیا جائے گا تو جناب والا! میں اس حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ ضلعے اس لئے نہیں بنائے گئے کہ لوگوں کو انصاف سستا ملے گا یا جلد ملے گا بلکہ وہاں پر بیوروکریٹس کا اضافہ کرنے کیلئے ان ضلعوں میں اضافہ کیا گیا اور میں عملی طور پر مثالیں پیش کر کے یہ ثابت کروں گا کہ نئے ضلعے بنانے سے لوگوں کو قطعی طور پر کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور نہ ہی ان کو کوئی انصاف ملا ہے۔

جناب والا! میرا تعلق ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہے اور میں بڑی جرات کے ساتھ اور بڑی ذمہ داری سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ میرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سوائے دو افسران کے علاوہ کسی اور افسر کی "کھنڈی" ہی نہیں اور وہ بغیر "کھنڈی" کے سب کچھ "ہڑپ" کرتے جا رہے ہیں اس ضلع میں رشوت اور کرپشن کا انتہائی زور ہے اور میں یہ بھی دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ سارے ملک اور سارے پنجاب میں رشوت کا زور ہے اور برسراقتدار مسلم لیگ کی انٹی کرپشن کمیٹیوں کے زیر سایہ ہی یہ کام ہو رہا ہے اور ہمارے ایم۔ این۔ اے صاحب اس انٹی کرپشن کمیٹی کے چیئرمین ہیں اور ان کے زیر سایہ ہی یہ ساری کرپشن ہو رہی ہے اور انصاف بھی بک رہا ہے اور قانون بھی بک رہا ہے جناب والا! یہ جو دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ نئے ضلعے بنانے سے لوگوں کو انصاف ملے گا اس ضمن میں میں عرض کروں گا کہ وہاں پر قطعی طور پر انصاف نہیں مل رہا ہے لوگ انصاف خریدتے ہیں خواہ وہ مہنگا خرید لیں یا سستا خرید لیں۔ جناب والا! میں ایک نیا ضلع بنانے کی ایک مثال آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور میں ایک بہت بڑے فراڈ کی نشاندہی اس معزز ایوان میں کرتا ہوں اور یہ بات ریکارڈ پر بھی موجود ہے۔ جناب والا! میرے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک شخص حاجی نور احمد صاحب ہے اور وہ چک نمبر408 ج - ب کا رہائشی ہے اور اس نے چک نمبر405- ج - ب میں 37 مربع سرکاری اراضی ناجائز طور پر اور جعلی ناموں پر "زیادہ غلہ اگاؤ" کی سکیموں

کے تحت 1952ء یا 1956ء میں الاٹ کروائے۔ اور اس کے بارے میں چار مختلف اوقات میں تحقیقات ہوتی رہیں اور حکومت نے ان تحقیقاتی رپورٹ میں ثابت کیا ہے کہ اس کا قبضہ بالکل ناجائز ہے اور اس سے قبضہ لیا جائے ۔۔۔ جس کی چار مختلف اوقات میں تحقیقات ہوئیں اور حکومت نے ان تحقیقاتی رپورٹوں میں یہ ثابت کیا کہ وہ قبضہ ناجائز ہے یہ قبضہ اس سے چھڑایا جائے لیکن جناب والا! قطعی طور پر کسی اے سی نے کسی ڈی سی نے کسی سرکاری اہلکار نے اس سے قبضہ واپس لینے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جو کیس وہاں پر ڈی سی صاحب کے پاس چل رہا تھا اس کیس کو بھی سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے۔ اس کیس میں بھی انہیں سمن نہیں کیا گیا' انہیں تاریخیں تو دی گئیں لیکن انہیں سننے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ 37 مربعے کوئی معمولی بات نہیں آج یہ حکومت اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ بے گھر لوگوں کو گھر دیئے جائیں گے یا انہیں گزارہ یونٹ کے طور پر زمینیں الاٹ کی جائیں گی آج اگر وہ سرکاری زمین واپس لے کر کاشتکاروں کو دی جائے تو میں کہتا ہوں سو خاندان اس پر پل سکتے ہیں۔

جناب والا! اس موضوع پر مزید میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان حالات میں جس شخص نے آخر میں آکر رپورٹ دی اس کا نام رانا محمد سرور ہے جس نے آخری رپورٹ مرتب کر کے بھیجی اور چونکہ وہ ریونیو بورڈ میں آڈیٹر لگا ہوا تھا۔ اس قسم کے بہت سارے فراڈ اس نے پکڑے لیکن جب وہ ان فراڈ کو پکڑنے سے نہ ٹلا چونکہ وہ بڑا فرض شناس افسر تھا' دیانتدار افسر تھا اسے اس کی دیانتداری اور فرائض منصبی سے روکنے کی خاطر اس وقت ایک فوجی گورنر نے اس کے کسی عزیز کو یا کسی دوست کو ہاتھ میں رکھ کر اسے کہا کہ۔ آپ اپنا ہاتھ نرم رکھیں اس نے ہاتھ نرم نہ رکھا۔ جناب والا! یہ افسوس کا مقام ہے کہ ایسے دیانتدار افسر کی سیٹ ہی Abolish کر دی اس کی post ہی Abolish کر دی اور یہ موجودہ حکومت جو ہے جناب والا! یہ انصاف کی دعویدار ہے۔ ڈھائی سال گزر گئے اور آپ حیران ہوں گے کہ دو سال گزر گئے کہ اس دیانتدار افسر کی دیانتداری کا اسے یہ صلہ ملا کہ دو سال سے اسے تنخواہ ہی نہیں دی گئی۔ ایک تو اس کی Post Abolish کر دی دوسرے اس کو اس کی تنخواہ دو سال سے نہیں دی۔ میں اس شخص کو اس رانا سرور کی

دیانتداری پر اس کو سلام کرتا ہوں۔ اس عظمت پر اس کو سلام کرتا ہوں۔ اس کے فرائض منصبی پر میں سلام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ وہ شخص ہے کہ جو نہ بکا لاکھوں روپوں میں اسے خریدنے کی کوشش کی گئی اس پر سرکاری عہدوں کا دباؤ بھی پڑا۔ نہ وہ شخص بکا اور نہ ہی وہ جھکا۔ اس لئے میرے دل میں اس شخص کا اتنا احترام ہے کہ میں اس کی عظمت کو سلام کرتا ہوں اور موجودہ حکومت کا جناب والا! یہ کارنامہ ہے کہ وہ شخص جو فراڈ پکڑتا رہا اس کی ایک پوسٹ Abolish کی اور اسے دو سال کی تنخواہ بھی نہیں دی۔ یہ انعام ہے ایک دیانتدار شخص کا۔ اگر دیانتدار شخص کا یہ حشر ہونا ہے یہ حال ہونا ہے تو یہاں دیانتداری کیسے ہو سکتی ہے۔ یہاں رشوت کس طرح عام نہیں ہو گی۔ یہاں دھاندلی کس طرح عام نہیں ہو گی باقی میں یہ بات بڑی جرات کے ساتھ کہتا ہوں کہ موجودہ حکومت جو ہے یہ ان کو عملی طور پر Corruption اور رشوت میں Encouragement دیتی ہے کہ وہ لوگ یہ راستہ اختیار کریں اور دیانتداری کا راستہ اختیار نہ کریں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ایک اور مثال انصاف کی دعویدار ہے یہ مسلم لیگ کی موجودہ حکومت' وہاں انتخابات میں ایک حالت یہ ہوئی ملک نادر ٹوانہ Versus عبدالستار ایم این اے' اور یہ کہا جاتا ہے کہ عبدالستار ایم این اے صاحب سرور کے رشتے دار ہیں اور جس طرح ڈاکٹر شیر افگن کی نشست کو ختم کیا گیا بعینہ اسی طرح کا کیس ہے اور ووٹوں کی گنتی بھی ہو چکی ہے اور ملک نادر اس میں جیتتا ہے لیکن دانستہ طور پر آج تک اس پٹیشن کی تاریخ نہیں نکالی گئی۔ وہ تاریخ اس لئے نہیں نکالی گئی کہ وہ ڈاکٹر شیر افگن بے چارہ جیتتا وہ تو مخصوص تھا کہ وہ حزب اختلاف کا آدمی تھا۔ اس کی نشست ختم کروانی تھی اگر اسے مثال بنا کر اس پٹیشن کا فیصلہ کیا جائے پھر بھی وہ ملک نادر جیتتا ہے لیکن اس کی تاریخ دانستہ طور پر ابھی تک نہیں نکالی گئی اور یہ کہا جاتا ہے کہ 90ء تک اس کی تاریخ ہی نہیں نکلنے دینی۔ خدارا اس کیس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ چاہے اس کے حق میں ہو' چاہے اس کے مخالف ہو لیکن لوگوں کو جو شکوک ہیں کہ یہ دانستہ طور پر تاریخیں نہیں نکالی جا رہیں اور یہ انصاف کا خون دانستہ طور پر کیا جا رہا ہے اسے ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ایک اور مثال ہے کہ آج میرے پاس دو' چار' پانچ' سات تاریں روزانہ موصول ہو رہی ہیں اور جناب کے پاس بھی وہ تاریں ضرور آتی ہوں گی کیونکہ کئی پتہ جات پر تاریں آ رہی ہیں چونکہ یہ کاشتکاروں کا مسئلہ ہے۔ اور شدید پانی کی کمی کا معاملہ' کیونکہ سارا نمکین پانی کا زون ہے۔ زیر زمین پانی جو ہیں وہ کڑوے ہیں نہری پانی پر ہی سارا انحصار ہے اور لوئر چناب کنال کی ٹیل کے اوپر پانی کی شدید قلت ہے۔ اور یہ تاریں روزانہ آ رہی ہیں کہ جو موجودہ فصل ہے وہ تباہ ہوئی ہے۔ کپاس کی فصل تباہ ہوئی ہے مکئی کی فصل تباہ ہوئی ہے۔ باغ جو ہیں وہ ختم ہو گئے ہیں سوکھ گئے۔ اس کا علاج ایک جو ہے میں جناب سپیکر! بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر پانی کی کمی ہے' حالانکہ دریاؤں میں پانی بڑا کھلا چل رہا ہے۔ ایک تو محکمے کی ہے کہ پانی کو جان بوجھ کر اس لئے نہیں چھوڑتے کہ نہریں نہ ٹوٹ جائیں۔ اپنی انتظامی نا اہلی کو چھپانے کے لئے کاشتکاروں کا استحصال اسی طرح کیا جاتا ہے۔

دوسرا جناب سپیکر! استحصال کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ بیوروکریٹس نے' گزشتہ حکومتوں میں یا اس سابقہ حکومتوں یا موجودہ حکومتوں میں جو بھی بیوروکریٹس رہے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو بھی سرکاری زمینیں الاٹ کروائی تھیں فوجیوں نے بھی زمینیں الاٹ کرائی تھیں اور جناب والا! انہوں نے اپنے عزیز و اقارب کو مفاد پہنچانے کے لئے ایک ضابطہ' ایک قانون بنایا۔ وہ یہ ہے کہ اضافی چھوٹ دینے کا' اضافی Shoot جاری کی جاتی تھیں پیڈی کے لئے گنے کے لئے یا دوسری فصلوں کے لئے بھی۔ یہ ناجائز مفاد خاص خاص لوگوں کو پہنچانے کے لئے باقی تمام کاشتکاروں کا جو استحصال ہے ان کا پانی کاٹ کر خاص خاص لوگوں کو خاص خاص معیار کی یا تعداد کی سائز کی نالیاں اور Shoots ان کے لئے منظور کی جاتی ہیں۔ اس لئے جناب والا! آپ کی وساطت سے یہاں اگر ہمارے وزیر آبپاشی تشریف رکھتے ہوں تو ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ فوری طور پر اضافی Shoots جو خاص خاص لوگوں کو مفاد پہنچانے کے لئے منظور کی جاتی ہیں منسوخ کی جائیں اور کوئی Shoots منظور نہ کی جائے کیونکہ اس میں مجموعی طور پر ان کاشتکاروں کا استحصال ہوتا ہے۔ ان کا پانی کاٹ کر انہیں دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ایک اور مثال کہ جہاں انصاف نہیں ملتا۔ اور وہ یہ ہے کہ آج سے کئی سال پیشتر غالباً 76ء میں جو لوگ وفات پا چکے ہیں، فوت ہو چکے ہیں ان لوگوں کو اضافی پانی دیا گیا اور جعلی مختار ناموں پر مرے ہوئے لوگوں کے نام پر پانی منظور کیا گیا۔ جناب سپیکر! یہ بھی معاملہ وزیر آبپاشی کے پاس اور جناب وزیر اعلیٰ کے پاس انکوائریوں میں چل رہا ہے اور ان لوگوں کے لئے محکمے نے ایک مصیبت کھڑی کر دی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ پانی لگنے نہیں دیتے اور یہ لوگ پانی لگواتے ہیں۔ وہاں پر بہت دفعہ امن عامہ کا مسئلہ بھی بنا۔ گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ اس لئے اس معاملے کو بھی جناب والا ختم کرنا چاہئے اور جو لوگ مر چکے ہیں یہ ثابت شدہ ہے کہ ان لوگوں کے جعلی مختار ناموں پر باڑوں کے پانی لئے ہیں وہ منسوخ کر کے ان لوگوں کے ساتھ بھی انصاف ہونا چاہئے ...

جناب سپیکر۔ شکریہ چودھری صاحب ۔ چودھری صاحب آپ کو تقریر کرتے ہوئے بیس منٹ ہو گئے ہیں...

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! یہ بیس منٹ تو مجھے ایسے لگتے ہیں جیسے ابھی دو منٹ ہوئے ہیں.....

جناب سپیکر۔ 10 منٹ کا وقت آپ کا اور ہمارا طے ہوا تھا... اب 20 منٹ ہو گئے ہیں...

چودھری محمد رفیق۔ اچھا چلئے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر۔ دو منٹ میں آپ Sum up کریں...

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! تو میں پھر wind up کرنے کے لئے ایک دو باتیں محکمہ تعلیم کے بارے میں عرض کرتا ہوں...

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر! فاضل وزیر قانون صاحب جس طریقے سے ڈپٹی سیکرٹری لاء سے بات کر رہے ہیں۔ کیا یہ رولز کے مطابق ہے؟ ذرا آپ اپنے دائیں طرف نظر دوڑائیں۔

وزیر قانون۔ کیا فرمایا ہے ذرا دوبارہ فرما دیں میں اس کا جواب دے دیتا ہوں....

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! فاضل وزیر قانون صاحب نے کیا فرمایا ہے۔ بیٹھے بیٹھے

تبصرہ ہو گیا ہے ذرا پتہ لگے تاکہ میں جواب دے سکوں....

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب نے آپ کی بات کو سنا نہیں تھا...

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! ٹوبہ کے ذکر کے ساتھ ٹوبہ کے حوالہ کے ساتھ میں ایک مزید مثال بیان کرنا چاہتا ہوں شاید میرے محترم وزیر قانون صاحب وہ دانت نکال دیں جو کھانے کے لئے ہیں، دکھانے کے لئے نہیں شاید ان کی پٹاری میں کھانے والے دانت ہوں جو ہمیں دکھا سکیں۔

جناب سپیکر! ٹوبہ میں کمالیہ میں 5-2-87 کو پیپر ملز کا وہاں پر جناب صدر پاکستان افتتاح کر کے آئے۔ جناب والا! یہ ایک منصوبہ تھا نیوز پرنٹ کا، اس کی Feasibility پر 10- کروڑ سے زیادہ کا زر مبادلہ خرچ ہوا ہے۔ پھر یہاں پر اس سکیم کو سبوتاژ کر کے اس کو پیپر مل بنایا گیا اور پیپر ملز کا افتتاح 5-2-87 کو ہوا اور آج تک اس کی Funding نہیں ہوئی اس کے پیسے نہیں ملے۔ فائل کبھی وزیراعظم کے پاس چلی جاتی ہے کبھی وہ این ڈی ایف سی کے پاس چلی جاتی ہے اور وہ پتھر جو کہ صدر صاحب وہاں پر لگا کر آئے ہیں اس کے لئے پانچ آدمی معمور کئے ہیں، جو کہ اس پتھر کی نگرانی کرتے ہیں۔ ہمیں اس بات کا شبہ ہے کہ وہ نیوز پرنٹ سے پیپر مل بنی، ہمیں یہ خطرہ ہے کہ شاید پھر پیپر مل بھی نہ بنے کہیں اور نہ چلی جائے۔

جناب سپیکر! اس آئین کے ایک آرٹیکل کی رو سے پس ماندہ علاقہ کو معاشی سہولتیں دینے کے ساتھ تعلیمی سہولتوں کا ذکر بھی ہے میں اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کی ایک بہت بڑی آبادی کاشتکاروں اور مزدوروں پر مشتمل ہے جو قطعی طور پر اعلیٰ تعلیم کے لئے جا بھی نہیں سکتے۔ وہ ان اداروں میں داخلہ بھی نہیں لے سکتے۔ نہ وہ اعلیٰ ملازمتوں میں آ سکتے ہیں اور نہ ہی مقابلے کا امتحان دے سکتے ہیں۔ یہ ان کو ایک سراب دکھایا گیا، جو دکھانے والے دانت تھے ان کو دکھائے گئے کہ حکومت ان کو تعلیمی سہولتیں دے رہی ہے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس آرٹیکل میں ہے کہ نسل، مذہب، یا جنس کا کوئی امتیاز نہیں رکھا جائے گا۔ ایک جیسا سلوک روا رکھا جائے گا، لیکن آپ روزانہ دیکھتے ہیں، چند دن پہلے لڑکیوں کا مظاہرہ ہوا جو جناب کے سامنے ہے کہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا گیا حالانکہ ایک ہی میرٹ ہے لڑکیوں کا میرٹ بھی زیادہ، طلبا 1760 داخل کئے گئے، لڑکیاں میرا

خیال ہے کوئی 600/500 داخل ہوئیں یہ سراسر ناانصافی ہے اور جنس کی بنیاد پر یہ امتیازی سلوک نہیں تو اور کیا ہے؟

جناب سپیکر! اس میں محکمہ لوکل گورنمنٹ کا بھی ذکر ہے' کہ ان اداروں کو مضبوط کیا جائے گا لیکن یہ دکھانے والے دانت ہیں ' عملی طور پر یہ ہے کہ ہمارے لوکل گورنمنٹ کے اداروں پر بہت بڑا سرکاری محکمہ مسلط ہے۔ یونین کونسل کے سیکرٹری سے لے کر وزیر مقامی حکومت تک آپ دیکھ لیں یہ ڈی ایل جی پروجیکٹ منیجر آتا ہے' ڈی سی آتا ہے' سیکرٹری آتا ہے' وزیر آتا ہے' سب نے ان اداروں کو دبا کر رکھا ہے۔ اور جناب والا! موجودہ قانون میں اپیل کا حق دیا ہے میں بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اپیل کا حق بھی دیا' اس ایوان میں کس وزیر نے کہا تھا کہ اپیل کے دو حق دیئے ' جب کہ اپیل کا ایک ہی حق دیا اور جو ایک حق بھی دیا گیا وہ بھی سبوتاژ کیا گیا ہے۔ وہ بھی انہوں نے محدود کر دیا۔ جناب والا! جس وقت اپیل دائر ہوتی ہے اس پر پراجیکٹ مینیجر نے اپنے Views دینے ہیں ' بعد میں اے سی نے Comments لکھنے ہیں۔ اس کے بعد اپیلیٹ اتھارٹی ڈی سی ہے ' ایک انتظامیہ کا آدمی دانستہ طور پر بنایا گیا تاکہ لوگوں کو انصاف نہ مل سکے۔ یہ اس کی صوابدید پر ہے اس کی مرضی پر منحصر ہے کہ اس کی سماعت کرے یا نہ کرے' سماعت کے لئے اپیل کنندہ کو بلائے یا نہ بلائے یا محض De-liminitation افسر کی رائے کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے اپنا فیصلہ دے دے۔ یہ بھی انصاف کے خون کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب ' شکریہ۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب اس کو Wind up کرتے ہوئے آخری بات کرتے ہوئے کہ ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ روزگار کا ہے۔ تعلیم میں آپ نے میرٹ مقرر کر دیا ہے میرٹ ان لوگوں کے لئے ہے جو نمبر خرید سکتے ہیں' جن کی کاپیاں باہر سے حل ہو کر آجاتی ہیں ' یا وہ ممتحن کے پیچھے دوڑ کر نمبر بڑھا لیتے ہیں ' میرٹ بھی ہو یا جو غریب نمبر نہیں خرید سکتے وہ میرٹ میں ہی نہیں آتے اسی طرح وہ روزگار بھی حاصل نہیں کر سکتے ' جب روزگار کا مسئلہ آتا ہے تو all rules relax ہو جاتے ہیں all rules relaxed یہ کتنی بڑی نا انصافی ہے۔ کہ لوگ استحقاق کی بنیاد پر منتظر رہتے ہیں اور دوسرے لوگ بھرتی ہو چکے ہوتے ہیں۔

یہاں مجھے رانا پھول خان کی یہ بات بہت پسند آئی' رانا صاحب نے کہا تھا کہ مکھن تو نکال لیتے ہیں' باقی "لسی" رہ جاتی ہے روزگار کے بارے میں ان کی یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے۔ ہمارے لئے وہ "لسی" ہی رہ گئی ہے' وہ بھی ہماری اس 80 فی صد آبادی کو جو دیہاتوں میں کاشتکاروں یا مزدوروں کی شکل میں بس رہی ہے ان غریبوں کو وہ "لسی" بھی نہیں مل رہی۔ اور جو روزگار کے سلسلہ میں رانا صاحب نے "لسی" بتائی تھی۔ مکھن بھی all rules relaxed والے نے حاصل کر لیا وہ انہوں نے لے لیا استحقاق بنتا تھا یا نہیں بنتا تھا' یہاں پر استحقاق اور میرٹ والے منتظر رہتے ہیں کہ انہیں کب روزگار ملے لیکن all rules relaxed والی بات سامنے آ جاتی ہے اس بارے میں ایک لطیفہ عرض کروں گا' بلکہ ایک اخبار کا کارٹون تھا یہ ایک سال پہلے چھپا تھا وہ کارٹون یہ تھا کہ ایک دلہن حجلہ عروسی میں بیٹھی ہے اور وہ بڑی ڈری سہمی ہوئی بیٹھی تھی ایک بابا میری طرح کا 50/100 جھریاں اس کے منہ پر اور اس نے ہاتھ میں all rules relaxed کا پروانہ پکڑا ہوا تھا۔ لہٰذا میں گذارش کروں گا کہ all rules relax کو اگر ختم کروا سکو' یا ختم کر دو یا ختم کروا کر وہ انصاف مہیا کر دو تو پھر شاید آپ کا کوئی نام بن جائے کہ آپ استحقاق پر روزگار دے رہے ہیں۔ لیکن جب تک all rules relaxed ختم نہیں ہوتا تو آپ نا انصافی کا نام لے سکتے ہیں نہ انصاف کا دعویٰ کر سکتے ہو پھر میں یہ بات کہنے پر مجبور ہونگا بلکہ ہر شہری ہر فرد یہ کہنے پر مجبور ہے کہ "ہاتھی کے دانت دکھانے اور کھانے کے اور" بہت بہت شکریہ جناب۔

سید طاہر احمد شاہ۔ Point of order, Sir, the House is not in quorum.

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے' کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

(گھنٹیاں بج رہی ہیں)

جناب سپیکر۔ پانچ منٹ ہو گئے ہیں دوبارہ گنتی کی جائے۔ کورم نہیں ہے۔ اور کورم ہونے کا بھی کوئی Chance نظر نہیں آتا۔ اسی لئے ایوان کی کارروائی 87-10-20 شام 4 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی منگل 20 اکتوبر 1987ء شام چار بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل 20 اکتوبر 1987ء

(سہ شنبہ 26 صفر 1408ھ)

جلد 11 - شمارہ 13

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل 20 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1928
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1959
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2006
مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹوں کی میعاد میں توسیع کی تحریک	2007
مسئلہ استحقاق:-	
(i) کنیرڈ کالج کی پرنسپل کے تبادلہ کے بارے میں وزیر تعلیم کی ایوان میں غلط بیانی	2015
(ii) اراکین اسمبلی کے سفارش کردہ ترقیاتی منصوبوں کو پس پشت ڈالنا	2031
تحاریک التوائے کار:-	
(i) محکمہ تحفظ جنگلی حیات میں بدعنوانی	2051
(ii) کینیڈا سے ایٹمی مواد سمگل کرنے کی بناء پر پاکستان کو امریکی امداد کی بندش	2055
(iii) مجوزہ چناب مارکیٹ فیصل آباد کی زمین پر آباد مہاجر خاندانوں سے ناانصافی	2062
تحاریک استحقاق نمبر 12 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	2065
قرار داد:- (مفاد عامہ سے متعلق)	
قومی تحویل میں لی گئی صنعتوں کی واگذاری	2067

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

منگل، 20 اکتوبر، 1987ء

(سہ شنبہ، 26 صفر، 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 30-4 منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾

أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجٰدِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿١٢٨﴾

بیشک اللہ تم کو انصاف کرنے احسان کرنے اور رشتہ داروں کو مالی مدد دینے کا حکم دیتا ہے اور فحش باتوں نا معقول کاموں اور سرکشی و بغاوت سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

لوگوں کو دانشمندی اور بہتر نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ۔ اور نہایت اچھے طریق سے ان سے بحث کرو۔ جو اس کے راستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو راستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے اور اگر تم ان کو تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہنچی ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تم تو صبر ہی کرو اور تمہارا صبر کرنا بھی اللہ ہی کی مدد سے ہے اور لوگوں کے بارے میں غم نہ کرو اور جو لوگ بد اندیشی کرتے ہیں اس سے تنگ نہ ہو۔ جو برائیوں سے پرہیز کرنے والے ہیں اور اللہ تو ایسے محسنوں کے ساتھ ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

راولپنڈی میڈیکل کالج کا تدریسی اور فنی معیار

☆ 853- حاجی چودھری مشتاق حسین۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج سے ہر سال تقریباً 250 ڈاکٹر میدان عمل میں قدم رکھتے ہیں جبکہ ان ڈاکٹروں کے لئے ہاؤس جاب 200 سے بھی کم ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ برٹش میڈیکل کونسل کی ٹیمیں کالج کا دو مرتبہ دورہ کر چکی ہیں اور اس دورے کی روشنی میں مذکورہ کونسل نے عمارت کی کمی فنی تربیت کا فقدان ہسپتالوں کی ناگفتہ بہ حالات ٹرانسپورٹ کی کمی ہوسٹلوں کی خستہ حالت تدریسی عملے کی کمی اور لیبارٹریز کے کم تر معیار کی وجہ سے راولپنڈی میڈیکل کالج کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے جس کی وجہ سے مذکورہ کالج سے سند حاصل کرنے کے بعد طلباء بیرون ملک یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کے تمام طلباء کو ہاؤس جاب دینے اور کالج کو برٹش کونسل کے معیار کے مطابق لانا چاہتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیا وجوہ ہیں؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) اس وقت راولپنڈی میڈیکل کالج گریجویٹس کے لئے 4 تدریسی ہسپتالوں جن میں فوجی فاؤنڈیشن کا میڈیکل سنٹر بھی شامل ہے تقریباً 210 ہاؤس جاب میسر ہیں جن کی تفصیل گوشوارہ الف میں دی گئی ہے۔ یہ ہاؤس جاب مہارت کے اعتبار سے

منظور کئے گئے ہیں اور انہیں مختلف مہارتوں (specialities) میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تاکہ تربیت عملی ہو اور مقاصد حاصل کرتی ہو۔

اس وقت ہاؤس جاب لازمی نہیں۔ یہ اختیاری ہیں۔ سند یافتہ معالجین کا رجحان مرکزی مہارتوں (main specialities) مثلاً ادویات۔ جراحی۔ نسوانی امراض (gynacology) کی طرف جانے کو ہے۔ نہ کہ مثلاً مخدرات (anaecthesia) ای۔ این۔ ٹی۔ امراض چشم۔ جلدی امراض اور نفسیاتی امراض (psychiatry) کی طرف۔

اس کالج میں جہاں اوسطاً 220 طبی سند یافتہ افراد (medical graduates) سالانہ فارغ ہوتے ہیں وہاں 210 ہاؤس جاب کم نہیں کئے جا سکتے۔

(ب) راولپنڈی میڈیکل کالج جنرل برٹش میڈیکل کونسل سے تسلیم شدہ ہے۔ کسی مرحلے پر بھی اسے تسلیم کرنے سے انکار نہیں کیا گیا۔ برطانوی پروفیسروں اور مشیروں (consultants) نے دسمبر 84 اور اپریل 85 میں کالج کا دورہ کیا اور ان کی رپورٹوں کا جنرل میڈیکل کونسل میں جائزہ لیا گیا اور کالج کو پہلی مرتبہ ہی نومبر 1985ء میں تسلیم کر لیا گیا۔ کالج تمام بین الاقوامی اور جنرل میڈیکل کونسل کی تمام ضروریات (requirements) کو پورا کرتا ہے اور اس طرح ملک کے بہترین میڈیکل کالجوں کے برابر ہے اور اس کالج کے سند یافتہ کسی اعتبار سے بھی کم تر نہیں ہیں۔ راولپنڈی میڈیکل کالج کے تمام بنیادی اور کلینیکل شعبہ جات۔ تعلیمی اور تجربہ گاہ کی میسر سہولیات ملک میں کسی سے کمتر نہیں۔

(ج) ایضاً۔

گوشوارہ (الف)

راولپنڈی میڈیکل کالج کے تدریسی ہسپتالوں میں ہاؤس جاب کی منظور شدہ تعداد

نمبر شمار	مہارت (Speciality)	ہولی فیملی ہسپتال	ڈی ایچ کیو ہسپتال	آر جی ہسپتال	فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سنٹر	کل تعداد
1	ادویات (طب)	14	8	14	6	24
2	جراحی	12	10	14	6	42
3	اعصابی جراحی	4	-	-	-	4
4	میڈیسن نیورولوجی	7	-	-	-	7
5	اطفال	12	-	7	-	19
6	مخدرات (Anaesthesia)	8	4	7	-	19
7	ای این ٹی	6	3	4	-	13
8	امراض نسواں (OB/Gynea)	12	8	10	-	30
9	امراض چشم	6	3	5	-	14
10	نفسیاتی و دماغی (Psychiatry)	-	-	7	-	7
11	امراض مثانہ (Urology)	-	-	4	-	7
12	جلدی امراض	-	-	1	-	1
13	امراض ہڈی	-	-	4	-	4
14	امراض سینہ تپ دق وسل	-	4	-	-	4
	کل تعداد	81	40	77	12	210

جناب سجاد احمد چیمہ۔جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جواب کے جز (ج) میں انہوں نے جو تدریسی ہسپتالوں کا بتایا ہے ان میں ہولی فیملی ہسپتال' ڈی ایچ کیو ہسپتال' آر جی ہسپتال' اور فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سنٹر بھی شامل ہے تو کیا فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سنٹر بھی پنجاب گورنمنٹ کے تحت ہے؟

وزیر صحت۔جناب والا ! معزز ممبر سوال دھرا دیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جواب کے جز (ج) میں انہوں نے جو گوشوارہ دیا کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کے ہسپتالوں میں House Job کی منظور شدہ تعداد۔ اس میں ایک ہولی فیملی ہسپتال' ڈی ایچ کیو ہسپتال' آرجی ہسپتال اور چوتھے نمبر فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سنٹر ہے۔ اس میں چھ طالب علم ادویات میں اور چھ طالب علم جراحی میں House Job کر رہے ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ آیا فوجی فاؤنڈیشن ہسپتال بھی پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔وہ فرما رہے ہیں کہ جواب کے جز(ج) میں جو گوشوارہ (الف) آپ نے دیا ہوا ہے اس میں تمام ہسپتال حکومت پنجاب کے زیر نگرانی ہیں؟ چیمہ صاحب ! کیا یہی آپ کا مطلب ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا ! کیا معزز ممبر فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سنٹر میں House Job کے متعلق پوچھ رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ جو ہسپتال آپ نے گوشوارے میں دیئے ہیں یہ حکومت پنجاب کے تحت ہیں یا ان کی فیڈرل گورنمنٹ نگرانی کرتی ہے۔

وزیر صحت۔جناب والا ! یہ حکومت پنجاب کے پاس ہے۔ اور ان کی ساری سہولتیں حکومت پنجاب provide کرتی ہے۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب والا ! اگر پنجاب گورنمنٹ انہیں سہولیات فراہم کرتی ہے تو پھر یہ 220 طلباء میں سے 210 طلباء کو جو House Job فراہم کی گئی ہے تو باقی جو دس بچے ہیں ان کو فوجی فاؤنڈیشن میں House Job کیوں نہیں دی جاتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔چیمہ صاحب! آپ ذرا سوال دھرا دیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔کیا۔ وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ۔ جواب کے جز

(الف) کی آخری لائین یعنی پہلے صفحے کی آخری دو لائنیں "اس کالج میں جہاں اوسطاً 220 طبی سند یافتہ افراد (میڈیکل گریجویٹ) سالانہ فارغ ہوتے ہیں وہاں House Job 210 کم نہیں کیے جا سکتے"

وزیر صحت۔جناب والا! اب تو سو فیصد House Job کر دی گئی ہیں اور جتنی وہ فرما رہے ہیں وہ پوری کی پوری ان کو provide کر دی گئی ہیں۔ اور وہ paid house job ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ کوئی اور ضمنی سوال؟

میاں محمد اسحاق۔جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوال کے جز (ب) میں جن جن خامیوں کی نشاندھی کی گئی ہے آیا وہ دور کر دی گئی ہیں یا نہیں؟

وزیر صحت۔جناب والا! اگر معزز ممبر خامیوں کی تفصیل بتا دیں تو میں ابھی بتا دوں گا بہت سی خامیاں ہیں۔ میں جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ان کا مقصد ہے کہ سوال کا جو جز (ب) ہے اس میں جن خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے اس کے سدباب کے لئے آپ نے جو اقدامات کئے ہیں وہ بتا دیں۔

وزیر صحت۔ جناب والا! اس میں ایک تو خامی یہ ہے کہ جنرل میڈیکل کونسل لندن نے راولپنڈی میڈیکل کالج کو تسلیم کرتے ہوئے جو مراسلہ 8 نومبر 1985ء کو لکھا اسے میں بیان کئے دیتا ہوں اور اس ضمن میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اس کالج کی میڈیکل کونسل کو آئرلینڈ اور امریکہ کی ایلی نائے سٹیٹ نے بھی تسلیم کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔یہ جواب لکھا ہوا ہے اس کے علاوہ آپ فرمانا چاہیں تو فرما دیں۔ اس کا فیصلہ تو پہلے جواب میں ہو چکا ہے۔

وزیر صحت۔جناب والا! موجودہ پوزیشن میرے خیال میں جواب میں مکمل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔میاں صاحب! میں آپ سے یہ عرض کروں کہ اس سوال کے متعلق یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور ہو گا۔ تو آپ جو جز (ب) کے متعلق فرما رہے ہیں اس کا جواب آپ پڑھ لیں۔ اس کے بعد اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو پھر آپ مزید ضمنی سوال کر لیں۔

میاں محمد اسحاق۔جناب والا! میں نے یہی پوچھا ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ فرما سکتے ہیں کہ جن خامیوں کی سوال میں نشاندھی کی گئی ہے وہ دور کر دی گئی ہیں؟ صرف اتنی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ سوال کے جز (ب) کا جواب پڑھیں۔ اس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے۔

میاں محمد اسحاق۔جناب والا! کیا وزیر موصوف کو confidence ہے کہ وہ خامیاں دور کر دی گئی ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

وزیر صحت۔جناب والا! اس کا جواب تو انہیں مل گیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کا قیام کب عمل میں آیا تھا اور اپنے قیام کے کتنے عرصے بعد اسے جنرل برٹش میڈیکل کونسل نے تسلیم کیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔اس کے لئے آپ فریش سوال دیں۔

راولپنڈی میڈیکل کالج میں سہولتوں کا فقدان

☆ 855- حاجی چودھری مشتاق حسین۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کے تقریباً ایک ہزار طلباء و طالبات کو مختلف ہسپتالوں میں عملی تربیت حاصل کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے جس کے لئے انتظامیہ کی طرف سے صرف تین بسوں کا انتظام ہے جبکہ مذکورہ بسوں میں ایک وقت میں 150 افراد سفر کر سکتے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کے طلباء ڈاکٹروں کو تدریسی ہسپتالوں میں وہ عزت اور سہولیات میسر نہیں ہیں جو کہ ان کا پیشہ وارانہ حق ہے اور دوسرے میڈیکل کالجوں کے برعکس اس کالج کے ہسپتالوں میں طلباء کے لئے فوری ادویات چیک اپ۔ ایکسرے یا لوکل پرچیز کی سہولیات نہیں ہیں۔ نیز طلباء کو

عام مریضوں کی طرح قطاروں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے جس سے اس مقدس پیشے کا وقار مجروح ہوتا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کی لیبارٹریوں اور دیگر شعبہ جات میں سٹاف کی کمی ہے اور کالج میں سٹاف روم اور ہوسٹل میں ٹیلی فون کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) طلبا کو کالج اور ہسپتال لانے لیجانے کے لئے کالج کے پاس 6 بسیں ہیں دو ایرانی بسیں خراب ہو چکی ہیں اور ان کی مرمت میں کامیابی نہیں ہو سکی اس وقت 4 بسیں چلی رہی ہیں صرف تین کلینیکل کلاسوں کے طلباء کو تدریسی اداروں میں لانے لیجانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ زیادہ تر طلباء اپنی ذاتی سواریاں استعمال کرتے ہیں تین مزید بسوں کی فراہمی کے لئے فنڈز کالج کو فراہم کر دیئے گئے ہیں دو ارین ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی بسیں طلباء کو اسلام آباد کے رہائشی علاقہ اور سیٹلائٹ ٹاؤن سے رعائتی کرایہ کی شرح پر کالج لاتی اور واپس لے جاتی ہیں۔

(ب) راولپنڈی میڈیکل کالج کے طلباء کو تدریسی ہسپتالوں میں تمام سہولیات میسر ہیں۔

ذہنی امراض کے ہسپتالوں سے صحت یاب ہونے والے مریضوں کے لئے بیورو کا قیام

☆ 1177- **بیگم شاہدہ ملک**۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت ملک میں ایسے ذہنی مریضوں کی کل تعداد کتنی ہے جو ذہنی ہسپتالوں میں موجود ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان میں اکثر مریض صحت یاب ہو چکے ہیں۔ لیکن انہیں رہائی نہیں مل رہی کیونکہ ان کے ورثا کا کوئی پتہ نہیں۔

(ج) کیا حکومت اس انسانی مسئلے پر غور کرنے پر آمادہ ہے اگر ایسا ہے تو اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(د) کیا حکومت لا وارث افراد کے بیورو کے قیام کے بارے میں غور کرنے پر آمادہ ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور میں ذہنی مریضوں کی موجودہ تعداد 855 ہے (635 مرد اور 220 عورتیں)۔

(ب) جی ہاں۔ ایسے مریضوں کی تعداد 70 ہے۔ ان مریضوں کے وارثوں کو ہسپتال میں درج پتوں پر کئی بار خط ارسال کئے گئے مگر ان کو لینے کے لئے کوئی نہیں آیا۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں داخل کرواتے وقت ان کے لواحقین یا تو غلط پتہ دے گئے ہیں یا ان کا پتہ تبدیل ہو گیا ہے جس کی اطلاع ہسپتال کو نہیں بھیجی گئی۔

(ج) اس سلسلے میں محکمہ سماجی بہبود کا تعاون حاصل ہے۔ ان مریضوں کی تصاویر اور اشتہارات کئی بار اخبارات میں چھپائے گئے۔ مگر اس کے باوجود ان کے لواحقین ان کو لینے نہیں آئے۔

(د) برائے بحالی ایسے مریضوں کی مختلف اداروں یعنی دارالشفاء چمن اور دارالضعیف میں بھیجا جاتا ہے۔

ضمنی سوالات بابت سوال نمبر177-

بیگم شاہدہ ملک۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! اس وقت صرف ایک ہی Mental Hospital ہے تو کیا حکومت بڑھتی آبادی کے پیش نظر زون وائز Mental Hospital قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر صحت۔ جناب والا! اس سوال کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کا فیصلہ کیا آپ ہی کریں گے کہ یہ نیا سوال ہے تو اس کا جواب تو یہ بہتر ہو سکتا ہے کہ اس بارے میں حکومت سوچ رہی ہے۔

وزیر صحت۔ دیکھئے جی۔ حکومت اس بارے میں سوچ رہی ہے یا نہیں سوچ رہی ہے میں یہ

کیسے کہہ دوں کہ حکومت سوچ رہی ہے۔

بیگم شاہدہ ملک۔ ضمنی سوال۔ تو کیا ہسپتال میں ایسا کوئی انتظام موجود ہے کہ انتظامیہ مریضوں کے لواحقین سے رابطہ رکھے اور انہیں ان کی صحت سے بتدریج آگاہ کرتی رہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا! محترمہ سوال کو دھرا دیں۔

بیگم شاہدہ ملک۔ کیا ہسپتال میں ایسا کوئی انتظام موجود ہے کہ انتظامیہ مریضوں کے لواحقین سے رابطہ رکھے اور انہیں ان کی صحت سے بتدریج آگاہ کرتی رہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا! جب کسی مریض کو ذہنی ہسپتال میں داخل کرایا جاتا ہے تو اس کے پورے کوائف یعنی پتہ اس کے لواحقین کا پتہ اور جو بھی وہاں کی ضروریات ہوتی ہیں ان کو پورا کرنے کے بعد اس مریض کو داخل کیا جاتا ہے عام طور پر یہ مریض علاقہ مجسٹریٹ یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی recommendations پر داخل کئے جاتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ انتظامیہ پورے طور پر اس بات سے اتفاق کرتی ہے کہ مریضوں کے لواحقین کو ان کی صحت کے بارے میں پوری خبر ملتی رہے لیکن انتظامیہ وہاں پر مجبور ہو جاتی ہے جہاں پر انتظامیہ کے پاس مریضوں کے پتہ جات نہیں ہوتے اور ان کے لواحقین کا پتہ نہیں لگ سکتا تو اس سلسلے میں انتظامیہ مجبور ہوتی ہے لیکن اب اسے بہتر کرنے کے لئے strict orders جاری کئے گئے ہیں کہ اب جو بھی مریض آئے اس کے بارے میں ڈپٹی کمشنر یا علاقہ مجسٹریٹ کی recommendations ہوں ان کی recommendations کے ساتھ ساتھ ان کے صحیح پتہ جات جہاں وہ رہائش رکھتے ہیں ہونے چاہئیں اور اس سلسلہ میں ان کے شناختی کارڈ بھی ضرور لئے جائیں تو جب یہ ساری چیزیں مہیا کر دی جائیں گی تو میرے خیال میں انتظامیہ کو ان کے لواحقین سے رابطہ قائم رکھنے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

بیگم شاہدہ ملک۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! کیا ایسے مریضوں کو جو صحت یاب ہو جاتے ہیں کوئی ہنر سکھایا جاتا ہے تاکہ وہ روزگار حاصل کر کے خود کفیل ہو جائیں یا کیا حکومت ان کے لئے تعلیم کا کوئی بندوبست کرتی ہے جن مریضوں کے لواحقین انہیں لینے ہی نہیں آتے۔ یا ان کے لئے کوئی مڈوے ہاؤس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جیسے کہ دوسرے ممالک

میں ہے اور ہمارے ہاں اے۔ ڈی۔ ٹرسٹ میں شروع کیا جا چکا ہے؟

وزیر صحت۔جناب والا! میں پہلے دو اداروں کا ذکر کر چکا ہوں تیسرا یہاں لاہور میں ایک فاؤنٹین ہاؤس ہے۔ جو کہ حکومت کا ادارہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے وہ مریض جن کے لواحقین ان کو لینے نہیں آتے گو کہ ہم نے ان کے لواحقین کا پتہ چلانے کی بھی کوشش کی لیکن ان کا پتہ نہیں چلا ان کو فاؤنٹین ہاؤس میں یا جن دو اداروں کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں وہاں پر ان کو بھجوا دیا جاتا ہے ویسے بھی اس بارے میں ایک سکیم پر غور کیا جا رہا ہے۔

بیگم شاہین منور احمد۔جناب والا! میں عرض کروں گی کہ جب وزیر موصوف جواب دیتے ہیں تو ان کی صاف آواز نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔کس کی آواز نہیں آ رہی۔

بیگم شاہین منور احمد۔جناب والا! جب وزیر موصوف سوال کا جواب دیتے ہیں تو ان کی آواز نہیں آتی آپ ذرا ان کو ہدایت کر دیں کہ وہ ان کی آواز کو ذرا اونچی کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔کیا کسی اور صاحب کو بھی اس قسم کی کوئی شکایت ہے۔

آوازیں۔نہیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔جی۔ اس طرف نہیں آ رہی۔ اگر ان کو آ رہی ہے تو ہمیں نہیں آ رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔آپ ان کے جوابات ذرا غور سے سنیئے۔

جناب فضل حسین راہی۔جناب سپیکر! ویسے اتنے بڑے جسم سے اتنی کمزور آواز اچھی نہیں لگتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔راہی صاحب۔ آپ تشریف رکھیئے۔ جی جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ لاہور کے دماغی امراض کے ہسپتال میں جو 70 مریض صحت یاب ہو چکے ہیں ان میں مرد کتنے ہیں اور عورتیں کتنی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔اس کے لئے آپ نیا سوال دیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ضمنی سوال۔ جناب والا ! میں آپ کے توسط سے جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے سوال نمبر 1171 کے جواب میں لاہور ذہنی ہسپتال کے ذہنی امراض کے مریضوں کی تعداد بتائی ہے یہ 855 ہے۔ اسی سوال سے ملتا جلتا میرا بھی ایک سوال تھا اور یہ صفحہ نمبر 33 پر ہے اس میں انہوں نے مریضوں کی تعداد 642 بتائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔کیا آپ کا اس سوال سے متعلقہ کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سجاد احمد چیمہ۔جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جزو الف کے جواب میں وہ فرما رہے ہیں کہ موجودہ تعداد 855 ہے یعنی ذہنی مریضوں کی موجودہ تعداد 855 ہے اگر آپ صفحہ نمبر 33 کی پہلی لائن کو دیکھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس وقت مریضوں کی تعداد 642 ہے۔ تو جناب والا ! ایک کے جواب میں وہ 642 بتا رہے ہیں اور دوسرے کے جواب میں وہ 855 بتا رہے ہیں یہ ایک ہی نوعیت کا سوال ہے اور وزیر موصوف اس بارے میں دو مختلف جواب دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔سجاد صاحب۔ اس سوال کا جو جواب دیا گیا ہے اس سے متعلقہ اگر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو آپ بتائیں۔ اور جب اس سوال کی باری آئے گی تو اس وقت اگر آپ بات کرنا چاہیں گے تو پھر بتائیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔تو کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ جزو (الف) میں جو انہوں نے statement دی ہے یہ صحیح ہے۔

وزیر صحت۔ جی۔ آپ اسے ذرا دھرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ان کا مقصد ہے کہ آپ نے سوال کا جو جواب دیا ہے اور جو تعداد بتائی ہے کیا یہ درست ہے؟

وزیر صحت۔جناب والا ! جس وقت یہ سوال کیا گیا تھا اس وقت تو یہ پوزیشن تھی اور یہ وقتاً فوقتاً مختلف ہوتی رہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔یہی تو وہ پوچھ رہے ہیں۔

وزیر صحت۔جی۔ یہ وقتاً فوقتاً مختلف ہوتی رہتی ہے۔ اور جس وقت کا یہ فرما رہے ہیں اس

وقت یہی نمبر ہو گا بعد میں اور ہو گیا ہو گا کیونکہ مریض آتے جاتے رہتے ہیں۔ اگر ان کو موجودہ تعداد چاہئے تو میں بتا دیتا ہوں کیونکہ ان کا اگلا سوال بھی یہی ہو گا۔ تو جناب والا۔ اگر اجازت ہو تو میں بتا دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں۔ اگر وہ اس وقت پوچھنا چاہیں گے تو آپ اس وقت بتائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر صحت یہ بیان فرمائیں گے کہ برائے بحالی مریضوں کو مختلف اداروں میں یعنی دارالفلاح چمن اور دارالضعیف میں بھیجا جاتا ہے وہاں ان کی بحالی کے لئے کیا اقدام کئے جاتے ہیں؟

وزیر صحت۔ جناب والا! اس بارے میں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ادارے حکومت پنجاب محکمہ صحت کے نہیں ہیں اس میں ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ان کو ہم بھیج ضرور دیتے ہیں تاکہ ان کی بہتر دیکھ بھال ہو سکے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! وزیر صحت ان کو وہاں کیوں بھیجتے ہیں جبکہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟ کیا اس بات کا امکان موجود نہیں ہے کہ ان سے کسی بیگار کیمپ میں بیگار لی جاتی ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر صحت صاحب۔ آپ کے سوال کا جواب دے چکے ہیں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے جو اعداد و شمار بتائے ہیں کہ اتنے مریض ذہنی ہسپتال میں داخل ہیں اور ان کا اس طریقے سے علاج معالجہ ہو رہا ہے جناب والا! میں یہ پوچھنے کی جسارت کروں گی کہ جو لوگ تو ذہنی ہسپتال تک پہنچ جاتے ہیں وہ تو وہاں داخل ہیں اور بہت سے ایسی ذہنی مریض جو ذہنی ہسپتال تک نہیں پہنچ سکتے ان کو collect کرنے کے لئے کیا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے۔ کیونکہ خوراک کی کمی ملازمتوں کی کمی غیر مساعد حالات میں زندگی گذارنا سخت ترین موسموں میں اور صحیح حالات میں جو زندگی نہ گذارنے والے لوگ ہیں وہ تو زیادہ تر ذہنی مریض ہیں اور ان کو ذہنی ہسپتال تک collect کرنے کے لئے حکومت کوئی اہتمام کرنے کے لئے اقدام کرنا چاہتی ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا! پہلے تو مریضوں کا پتہ لگایا جائے کہ جو ذہنی مریض ہیں.....

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محترمہ ساجدہ نیر عابدی صاحبہ کی اتنی لمبی چوڑی تقریر میں سے آپ ضمنی سوال ہمیں دھرا دیں کہ ان کا کیا ضمنی سوال ہے۔ دوسرا جناب والا! جناب وزیر صحت سے سوال ہے کہ وزارت چھن جانے کے بعد کہیں کوئی آدمی ذہنی مریض تو نہیں بن جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔ شاہ صاحب فرمایئے۔

وزیر صحت۔ جناب والا! اگر میں ان سے کہوں کہ وہ اپنا سوال دوبارہ دھرا دیں تو میرے خیال میں پندرہ منٹ اور لگیں گے۔ تو اس لئے آپ ہی مختصر فرما دیں تاکہ میں ان کا جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ جو ذہنی مریض ہسپتال میں کسی بھی وجہ سے داخل نہیں ہو سکتے ان کی بہتری کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟ یا کوئی ایسے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا! میری بہن نے جن مریضوں کا ذکر کیا ہے پتہ نہیں وہ کس نوعیت کے ہوتے ہیں ان کے لئے تو میرا خیال ہے کہ Recreational Centres کھولے جائیں یا کوئی Rehabilitation Centres ہوں تو تب ہی کوئی بات بنے گی۔ ذہنی ہسپتال کی تو ان کے لئے ڈاکٹر کو فوراً ضرورت محسوس نہیں ہوتی تو ذہنی ہسپتال میں وہ مریض ضرور داخل کئے جاتے ہیں جن کا ذہنی توازن خراب ہو اور وہ انسان جیسی حرکتیں نہ کرے یعنی جو Abnormal تو نہیں ہوتے' ہوتے ضرور ہیں لیکن ان کے لئے تو کوئی ماہر نفسیات کے پاس جائے گا یا پھر کسی ایسے سنٹر میں وہ رجوع کریں گے۔ لیکن پھر بھی اگر ڈپٹی کمشنر یا مجسٹریٹ اس مریض کے حالات کو دیکھتے ہوئے اسے Recommend کرے تو ذہنی ہسپتال کی انتظامیہ کو اسے داخل کرنا پڑے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! ہم یہ تو سنتے آئے ہیں کہ۔ Diamond cuts diamond. آج محترمہ ساجدہ نیر عابدی صاحبہ جو کہ سادات سے تعلق رکھتی ہیں اور پیر فضل شاہ صاحب بھی سید نامدار ہیں۔ ان کے ضمنی سوال سے مجھے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ ایک نیا (مقولہ) نہ جنم لے لے کہ Semi diamond cuts diamond کیا یہ

درست ہے؟ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ ابھی کافی سوالات ہیں جن کے جوابات بقایا ہیں اس لئے یہ سوالات کا جو وقفہ ہے اس کو ہنسی مذاق میں گذارنے کی کوشش نہ کریں۔ جی بیگم صاحبہ کیا آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے یا تو یہ کہ محکمہ صحت ڈپٹی کمشنرز کو اور ضلع کی انتظامیہ کو ایسی ہدایات جاری کرے کیونکہ عام طور پر دیہاتوں میں اگر دیکھا جائے تو اس قسم کے بہت زیادہ لوگ سڑکوں پر اور گلیوں میں نظر آتے ہیں جو نہ ذہنی ہسپتال تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ کوئی اتنی ہمت کرتا ہے کہ انہیں داخلہ دلا دے۔ تو ایسے لوگوں کو collect کرنے کے لئے میری گذارش تھی کہ کوئی انتظام ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی! اس کا جواب وہ دے چکے ہیں۔

سید حسنات احمد شاہ۔ جناب سپیکر! یہاں ایک ہاؤس ہے جہاں اس قسم کے مریضوں کو وہ لیتے ہیں اور ان کا علاج کرتے ہیں۔ تو غالباً بیگم صاحبہ کو اس کا علم نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بیگم شاہدہ ملک۔

سمال بزنس فنانس کارپوریشن کے قرضہ جات سے دیہاتی علاقوں میں نجی کلینکوں کے قیام کا کوٹہ

☆ 1179- **بیگم شاہدہ ملک**۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت کہ سمال بزنس فنانس کارپوریشن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے ڈاکٹروں کو نجی کلینک قائم کرنے کے لئے دو کروڑ روپے کے قرضے دینے کی منظوری دی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دیہی آبادی کا بڑا حصہ طبی سہولتوں سے آج بھی بڑی

حد تک محروم ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نجی کلینکوں کے قیام اور قرضوں کے اجراء میں دیہی علاقوں کے لئے کوٹہ مقرر کرنے پر غور کرنے کو تیار ہے تاکہ ان قرضوں کا اجراء کسی منظم منصوبہ بندی کے تحت ہو سکے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) ڈائریکٹر سمال بزنس فنانس کارپوریشن نے مطلع کیا ہے۔ کہ یکم جولائی 1985ء کو دو کروڑ روپے ڈاکٹروں کو نجی کلینک کے لئے مختص کئے تھے جو کہ جنوری 1986 تک ہی تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ پچھلے مالی سال میں یہ رقم 5 کروڑ تھی۔ جو تقسیم کر دی گئی یہ امر محکمہ صحت پنجاب سے متعلق نہیں ہے۔

(ب) جی نہیں۔ مرحلہ وار پروگرام کے تحت حکومت پنجاب بنیادی مراکز صحت بنا رہی ہے جہاں اب ڈاکٹر بھی تعینات کر رہی ہے۔ اگلے دو تین سال میں تقریباً ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت بن جائے گا۔

(ج) محکمہ صحت اس تجویز کی پوری حمائت کرتا ہے؟

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب سپیکر! کیا ہر گاؤں کی بجائے ہر یونین کونسل میں طبی مراکز بنانے سے دیہی آبادی کا مسئلہ حل ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ آپ کا کیا مقصد ہے کہ ہر یونین کونسل میں بنیادی ہیلتھ یونٹ کے قیام سے دیہی آبادی کا مسئلہ حل ہو جائے گا...

بیگم شاہدہ ملک۔ سر! مجھے یہ جواب دیا گیا ہے کہ ہر یونین کونسل میں اگلے تین سال میں ایک بنیادی مرکز صحت بن جائے گا۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی طبی مرکز بن جانے سے صحت عامہ کا مسئلہ حل ہو جائے گا....

وزیر صحت۔ جناب والا! ہر یونین کونسل میں اگر ایک بنیادی مرکز صحت بنا دیا جائے جہاں کہ پہلے کوئی ایسی سہولت نہیں ہے تو میرے خیال میں اس سے کافی مسئلہ حل ہو جائے گا۔

بیگم شاہدہ ملک۔ سر! کیا ہر یونین کونسل میں خواتین جو آبادی کا نصف ہیں ان کے لئے

کوئی لیڈی ڈاکٹر مقرر کرنے کا بھی حکومت ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمایئے....

وزیر صحت۔ جی! مجھے سمجھ نہیں آئی ذرا دوبارہ فرما دیں...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ پوچھ رہی ہیں کہ ہر یونین کونسل میں خواتین جو کہ پورے ملک کی نصف آبادی پر مشتمل ہیں ان کی صحت کے لئے خواتین ڈاکٹرز کا تقرر کرنے پر حکومت کوئی غور فرما رہی ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا! اس ضمن میں میری گذارش ہے کہ حکومت کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر کس بنیادی مرکز صحت میں جانا چاہے تو مسئلہ سب سے پہلے یہ ہے کہ گاؤں میں کوئی لیڈی ڈاکٹر جانا نہیں چاہتی۔ اور اگر بنیادی مرکز صحت کی سطح پر آپ کس لیڈی ڈاکٹر کو وہاں بھیجیں تو اس میں بہت سے اور مسائل سامنے آتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ وہ زیادہ مسائل سامنے آتے ہیں کہ کوئی اگر شادی شدہ خاتون ہو تو اس کی خواہش کے مطابق اسکے میاں کو بھی وہیں تبدیل کر دیا جاتا ہے تاکہ کم از کم وہ طبی مرکز تو چلتا رہے۔ حکومت کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہے اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر جانا چاہے لیکن فی الحال بنیادی مرکز صحت کی سطح تک میڈیکل آفیسرز یعنی ایم بی بی ایس ڈاکٹرز اور ایک لیڈی ہیلتھ وزیٹر کو تعینات کرنے کا ارادہ ہے اور تعینات کر دیا گیا ہے جہاں کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کی Up-gradation ہو گئی ہے جو کہ میرے خیال میں مستورات جو مریضہ ہیں ان کی دیکھ بھال کے لئے فی الحال کافی ہیں جب تک کہ لیڈی ڈاکٹر ہمیں نہیں ملتیں۔

بیگم شاہدہ ملک۔ سر! میں لیڈی ڈاکٹر کی رہائش کے مسئلے کے بارے میں پوچھنا چاہوں گی کہ دیہی علاقوں میں جو لیڈی ڈاکٹر تعینات کی جاتی ہیں وہ رہائش مہیا نہ ہونے کی بناء پر وہاں نہیں جاتی ہیں تو کیا حکومت اس مسئلے پر غور کرنے کے لئے تیار ہے کہ انہیں پہلے رہائش مہیا کی جائے اور پھر ان کی تعیناتی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس کے لئے علیحدہ سوال دیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں پہلے عرض کر دوں کہ کہیں آپ یہ بھی نہ کہہ دیں کہ تازہ سوال دیں۔ ضمنی سوال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو اس میں جواب دیا گیا ہے

اس کی پوری طرح چھان بین ہو جائے تو جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صحت صاحب نے اس سوال کے جواب جز (الف) میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "ڈائریکٹر سمال بزنس فنانس کارپوریشن نے مطلع کیا ہے کہ یکم جولائی 1985ء کو دو کروڑ روپے ڈاکٹروں کو نجی کلینک کے لئے مختص کئے گئے تھے جو کہ جنوری 1986ء تک ہی تقسیم کر دیئے گئے تھے" تو جناب والا! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ 31- دسمبر 85 تک کتنی رقم دی گئی تھی اور جنوری 86 میں کتنی رقم دی گئی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب آپ اپنا سوال ذرا دھرا دیں....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ یکم جولائی 1985ء کو دو کروڑ روپے ڈاکٹروں کو نجی کلینک کے لئے قرضے کے طور پر مختص کئے گئے تھے تو جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو جنوری 1986ء تک ہی تقسیم ہو گئے۔ 31- دسمبر 1985ء تک اس قرضے کی کل رقم میں سے کتنی رقم تقسیم ہوئی اور جنوری 86ء کو کتنی رقم تقسیم ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو اس کے لئے آپ کو تازہ سوال لانا پڑے گا۔ ضمنی سوال جو آپ کرنا چاہتے ہیں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو جواب دیا گیا ہے یا جو سوال ہے اس کے متعلقہ بات ہو۔ اس میں Facts and figures کی بات تو نہیں ہے۔ اس لئے آپ تازہ سوال دیں...

جناب فضل حسین راہی۔ یہی میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی بات کو دھراتے ہوئے آپ کا ارشاد یہ ہے کہ ضمنی سوال یہ ہوتا ہے کہ جو جواب سے متعلقہ ہو تو جناب والا! انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ یکم جولائی 85ء کو دو کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جو جنوری 86ء میں ختم ہو گئے۔ میرا سوال یہ ہے کہ 31 دسمبر 85ء تک اس میں سے کتنی رقم دی گئی اور جنوری 86ء کو کتنی رقم دی گئی۔ یہ تو ان کا اپنا جواب ہے اور اس میں سے میں سوال کر رہا ہوں۔ یہ کوئی علیحدہ سوال تو نہیں ہے۔

وزیر صحت۔ جناب والا! اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو سمال بزنس فنانس کارپوریشن ہے یہ فیڈرل ادارہ ہے اور اگر اس میں کوئی مزید راہی صاحب پوچھ گچھ کرنا چاہ

رہے ہیں تو ان سے پوچھ کر ان کو فہرست فراہم کر دی جائے گی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں بھی انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ "یہ تقسیم کر دی گئی ہے یہ امر محکمہ پنجاب سے متعلق نہیں ہے" تو جناب والا ! اگر یہ محکمہ صحت پنجاب سے متعلق نہیں ہے تو محکمہ صحت نے اپنے وزیر صاحب کے ذریعے اس سوال کا جواب کیوں فراہم کیا ہے؟ اگر ان کے ساتھ اس جواب کا کوئی تعلق نہیں ہے تو انہوں نے ایوان میں کیوں جواب فراہم کیا ہے۔ ہم نے جواب میں سے ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ جو کارپوریشن ہے یہ صوبائی تحویل میں نہیں ہے یہ مرکز کے زیر انتظام ہے دوسرا آپ کی سہولت کے لئے انہوں نے اس کا جواب فراہم کیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ ضمنی سوال۔ جناب والا ! میں جناب وزیر صحت سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ڈاکٹروں کو نجی کلینک قائم کرنے کے لئے مالی سال 86-1985ء میں دو کروڑ روپے اور مالی سال 87-1986ء میں 5 کروڑ روپے کے جو قرضے دیئے گئے ہیں ان سے گئے ہیں ان سے قائم ہونے والے کلینکوں کے تعداد کیا ہے اور جن ڈاکٹروں نے قرضہ حاصل کرنے کے باوجود تاحال کلینک قائم نہیں کئے ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر صحت۔ میں اس سلسلہ میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ پہلے میڈیکل کلینک قائم کرنے کے لئے ڈاکٹر صاحبان کو جو رقم مختص کی گئی تھی وہ تھی 50 ہزار روپے اس سلسلہ میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے ابھی حال ہی میں جناب چیف منسٹر کو ایک سمری بھیجی ہے اس میں ہم نے ہر ایک ڈاکٹر کو کم از کم ایک لاکھ روپیہ قرضہ فراہم کرنے کی تجویز دی ہے جہاں تک جناب جنجوعہ صاحب کے سوال کا تعلق ہے کہ کہاں کہاں یہ کلینک کھلے ہیں تو اس کی تفصیل بعد میں دی جا سکتی ہے۔ ہم تو صرف ان ڈاکٹروں کو جو کہ دیہی علاقہ جات میں کلینک کھولنا چاہتے ہیں اس کے لئے ہم قرضہ جات فراہم کرتے ہیں بعد میں ان کی تفصیل حاصل کر کے ان کو دی جا سکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اگلا سوال سردار الطاف حسین۔

میڈیکل کالجوں میں گورنر / چیف منسٹر کے کوٹہ میں داخلہ

☆ 1310- **سردار الطاف حسین**۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تعلیمی سال 85-1984ء اور 86-1985ء میں میڈیکل کالجز میں گورنر اور چیف منسٹر کے سپیشل کوٹہ میں داخلے کے لئے کتنے طالب علموں کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئیں۔ ان کے نام اور پتہ اور حاصل کردہ نمبر کیا تھے۔

(ب) جزو (الف) میں بتائے گئے ناموں میں سے کتنے طالب علموں کو گورنر چیف منسٹر کے سپیشل کوٹہ میں داخل کیا گیا اور ان کے نام پتہ اور حاصل کردہ نمبر کیا تھے۔ مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) تعلیمی سال 85-1984ء اور 87-1986ء کے دوران گورنر / مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کورس میں داخلے کے لئے بالترتیب 714 اور 852 درخواستیں موصول ہوئی اور ان درخواستوں پر مختلف اوقات میں داخلوں کا فیصلہ کیا گیا۔ چونکہ درخواستوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے مطلوبہ تفصیلات کی تیاری کے لئے کافی وقت درکار ہے تاہم یہ تفصیلات مختلف کالجوں سے اکٹھی کی جا رہی ہیں جنہیں فاضل رکن اسمبلی کو فراہم کر دیا جائے گا۔

(ب) 85-1984ء اور 86-1985ء میں ہر میڈیکل کالج میں 200 مقرر کردہ نشستوں کے علاوہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب نے بالترتیب ہر میڈیکل کالج میں 21 اور 22 اضافی سیٹیں منظور کیں اور ان پر داخلہ کے احکامات جاری کئے۔ جیسا کہ جزو الف میں بیان کیا گیا ہے داخل شدہ طلباء کی تفصیلات ہر کالج سے علیحدہ علیحدہ اکٹھی کی جا رہی ہیں اور فاضل ممبر کو فراہم کر دی جائیں گی۔

مزید یہ بتانا مناسب ہو گا کہ 85-1984ء اور 86-1985ء کے پراسپکٹس کے تحت گورنر MLA پنجاب اس بات کے مکمل طور پر با اختیار تھے کہ وہ ہر میڈیکل کالج

میں منظور شدہ نشستوں کے علاوہ جتنی چاہیں نشستیں بڑھا سکتے تھے اور جسے چاہیں ان نشستوں پر داخلہ کے لئے نامزد کر سکتے تھے۔

میاں فضل حق۔ ضمنی سوال۔ جناب والا ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 85-1984 اور 86-1985ء میں 714 اور 552 درخواستیں موصول ہوئیں۔ اور اس کے بعد انہوں نے آگے فرمایا ہے کہ 85-1984ء اور 86-1985ء کے اندر جو مقرر شدہ 200 نشستیں تھیں ان کے علاوہ 21 اور 22 اضافی سیٹیں منظور کی گئیں اور ان کے داخلہ کے احکامات جاری کئے گئے۔ اور اس کے بعد آخر میں یہ فرماتے ہیں کہ گورنر صاحب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اس وقت جتنی سیٹیں چاہتے تھے بڑھا سکتے تھے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا اس وقت صرف 22/21 سیٹیوں پر داخلہ دیا گیا یا اس کے علاوہ بھی کچھ داخلہ جات کئے گئے۔ یہ تفاصیل جاننا بہت ضروری ہے۔ کیوں کہ ایک جگہ کہا جا رہا ہے کہ 200 سیٹیں تھیں اس کے علاوہ 21، 22 سیٹیں منظور کی گئیں۔ اور پھر آخر میں جا کر یہ جواب دیا جا رہا ہے کہ وہ جتنی چاہیں سیٹیں بڑھا سکتے تھے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ آیا 21 یا 22 سیٹیں ہی پر کی گئیں یا اس کے علاوہ جتنا کوٹہ وہ بڑھا سکتے تھے اتنا انہوں نے کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کا اگر آپ جواب تفصیل سے پڑھ لیں تو اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ میڈیکل کالج میں 21، 22 اضافی سیٹیں منظور کیں۔ اور اس کے نیچے یہ لکھا ہوا ہے کہ ان کو یہ اختیار تھا کہ وہ جتنی اضافی سیٹیں منظور کر سکتے تھے یہ انکا اختیار تھا تو کیا وزیر موصوف اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر صحت۔ جناب والا ! پہلے تو یہ گذارش ہے کہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب نے بالترتیب میڈیکل کالج میں 21، 22 سیٹیں بڑھائی تھیں اور یہ ان کو اختیار تھا اس سلسلہ میں یہ گذارش کروں گا کہ مارشل لاء دور میں یہ خود مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے یہ اختیارات تھے کہ وہ سیٹوں کی ایزادگی کر سکتے تھے اور مراعات دے سکتے تھے اور انہوں نے اپنے یہ اختیارات استعمال کئے ہیں جو تفاصیل ملی ہیں وہ نامکمل ہیں اور میں سمجھتا کہ نامکمل تفاصیل ایوان کو فراہم کرنا درست نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میرے بھائی اس چیز کو پسند نہ کریں جو تفاصیل ہمیں میڈیکل کالجز سے موصول ہے وہ ہمارے پاس ہے

لیکن وہ نامکمل ہے۔ جو تفاصیل یہ چاہتے ہیں وہ مارشل لاء کا ریکارڈ ہے اور وہ ریکارڈ ہمیں مارشل لاء سے موصول نہیں ہوا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ ہمیں موصول ہو اور وہ معلومات جونہی ہمیں موصول ہوئی' ہم اس ایوان کو اس کی تفاصیل سے آگاہ کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کا مقصد ہے کہ جس وقت یہ تفصیل آپ کو موصول ہو گئی تو آپ اس ایوان میں اس کو پیش کر دیں گے۔

میاں فضل حق۔ جناب والا! سوال یہ ہے جیسا کہ وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ اس زمانے میں جو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے۔ ان کے یہ اختیار میں تھا کہ وہ جتنی بھی سیٹیں چاہیں بڑھا لیں اور یہ بات اس میں بھی لکھی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا ہے کہ مارشل لاء ہیڈ کوارٹر سے ہمیں ابھی تک تفصیلات موصول نہیں ہوئیں ہیں۔ تو میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا جو تفصیلات میڈیکل کالجز سے آ رہی ہیں اور جو مارشل لاء ہیڈ کوارٹر سے آنی ہیں۔ آیا ان دونوں میں کوئی تضاد ہے اس بات کا انتظام کر رہے ہیں یا کوئی دیگر وجہ ہے؟

وزیر صحت۔ میں اس بارے میں یہ گذارش کرنا مناسب سمجھوں گا کہ جو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی صوابدید میں تھا کہ وہ جس کو چاہیں داخلہ دیں تمام درخواستیں وہاں پر موصول ہوتی تھیں ان درخواستوں کا ریکارڈ کالجز میں نہیں ہے۔ جو کالجوں میں ریکارڈ تھا وہ ہمیں موصول ہو گیا ہے۔ لیکن جو ریکارڈ ہیڈ کوارٹر مارشل لاء میں ہے وہ ہمیں موصول نہیں ہوا ہے میری یہ گذارش ہے کہ فاضل رکن اس بات پر زور نہ دیں ہمیں جب ریکارڈ موصول ہوا۔ ہم ایوان میں پیش کر دیں گے۔

میاں فضل حق۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آیا وزیر موصوف یہ یقین دھانی کرا سکتے ہیں کہ اگلے اجلاس میں یہ مہیا کر دیں گے۔ ان کے کہنے کے مطابق کالجز سے تفصیلات مل گئی ہیں۔ وہ انکے پاس مکمل ہیں۔ صرف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے ہیڈ کوارٹرز سے آنے والی ہیں تو آیا یہ آئندہ سیشن تک مل جائیں گی۔

میاں محمد اسحاق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمیں آپ جو نماز مغرب کے لئے وقت دیتے ہیں وہ تاخیر سے دیتے ہیں وہاں پر جماعت ہو چکی ہوتی ہے کل مسجد میں لاء منسٹر صاحب بھی گئے اور دوسرے معززین بھی جو وہاں نماز ادا کرنے کے لئے گئے تو وہ اس وقت

وہاں پہنچے ہیں کہ جب جماعت ہو گئی تھی اگر آپ نماز کے لئے وقفہ کرتے ہیں تو دس منٹ پہلے کر دیا کریں تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب جس وقت آپ چاہیں نماز کے لئے وقفہ ہو سکتا ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ ساڑھے پانچ بجے یہاں نماز مغرب کے لئے وقفہ ہونا چاہئے کیونکہ وضو بھی کرنا ہو گا تاکہ احباب جماعت میں شامل ہو سکیں۔

جناب فضل حق۔ جناب والا! جس طرح وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ کالجز میں ہمیں تمام تفصیلات مل گئی ہیں اور مارشل لاء دور کی تفصیلات نہیں ملی ہیں۔

وزیر صحت۔ جناب والا! میرے خیال میں فاضل رکن کو میری بات کی سمجھ نہیں آئی میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ہمیں جو اطلاعات ملی ہیں وہ نا مکمل ہیں اور وہ نا مکمل اطلاعات میں اس ایوان میں پیش نہیں کرنا چاہتا۔ جہاں تک کالجوں کی طرف سے اطلاعات کا تعلق ہے وہ بھی نا مکمل ہے...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ کالجوں کی اطلاعات بھی نا مکمل ہیں۔

وزیر صحت۔ جناب والا! اگر یہ کہیں کہ میں اگلے اجلاس میں اس سوال کا جواب دے دوں گا تو میں اس کی بھی گارنٹی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ یہ ہمارے دائرہ کار میں نہیں ہے۔ ہم اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں جیسے ہی اس کا جواب موصول ہو گیا۔ ہم اسے ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ میاں اسحاق صاحب نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ نماز کے لئے وقفہ ساڑھے پانچ بجے ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت ساڑھے پانچ تو بج چکے ہیں۔ معزز ممبران کی کیا رائے ہے؟

آوازیں۔ پانچ بجکر پینتیس منٹ پر۔ (5-35)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب ٹھیک ہے؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! ساڑھے پانچ بجے کا وقت ٹھیک تھا۔ کیونکہ ہمیں پانچ منٹ پہلے جانا چاہئے وضو بھی کرنا ہوتا ہے۔ ورنہ پھر نماز رہ جاتی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "اے" کو کس ضابطے اور قانون کے تحت یہ اختیار حاصل تھا؟

وزیر صحت۔جناب والا ! مجھ سے بہتر خود معزز رکن جواب دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔راہی صاحب آپ وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن ہیں؟

جناب فضل حسین راہی۔جناب انہوں نے کون سا جواب دیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔وہ فرما رہے ہیں کہ اس سوال کا جواب آپ میری نسبت بہتر طریقے سے جانتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی۔جناب والا ! اگر ہم بہتر سمجھتے ہیں تو ہم اس کا اس وقت اظہار بھی کرتے رہے ہیں۔ جناب والا ! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

سیدہ سابدہ نیر عابدی۔پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ جب ملک میں مارشل لاء نافذ ہو جاتا ہے تو اس وقت کوئی ضابطہ اور قانون نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی بیگم صاحبہ آپ درست فرما رہی ہیں۔ جناب سردار صاحب آپ فرمائیں۔

سردار الطاف حسین۔جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا....

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ یہ سوال سردار صاحب کی طرف کیا گیا تھا آخر ان کو بھی کوئی حق پہنچتا ہے کہ وہ کوئی ضمنی سوال کر سکیں۔

ملک طیب خان اعوان۔جناب والا ! میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا مگر مجھے تو ابھی تک موقع نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔پوائنٹ آف آرڈر بھی باری پر اٹھایا جا سکتا ہے۔ تشریف رکھیں۔

ملک طیب خان اعوان۔ کمال ہے جناب تشریف تو میں نے آپ کے حکم سے رکھ دی ہے....

جناب ڈپٹی سپیکر۔تو آپ اس بات پر ناراض ہو گئے ہیں میں نے تو آپ سے احتراماً عرض

کیا تھا کہ آپ تشریف رکھیں۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا ! میرا مسئلہ صرف اتنا ہے کہ میں نے ایک قرار داد پیش کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیا فرما رہے ہیں؟

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا ! میں نے 15 تاریخ کو جناب سپیکر کے پاس ایک نہایت اہم قرار دار پیش کی تھی اور انہوں نے مجھے دوسرے دن کا وعدہ فرمایا تھا مگر ابھی تک اس کا نمبر نہیں آیا۔ اور جو مسئلہ میں نے پیش کیا ہے وہ عوام کا مسئلہ ہے میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے اس میں غریب مزدور کا مسئلہ ہے.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے جس وقت ہم قراردادوں کو لیں گے۔ اسوقت آپ کی قرار داد پر بھی فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک طیب خان اعوان۔ کب فیصلہ ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آج اس کے متعلق پتہ کریں گے اور آپ جس طرح فرما رہے ہیں کہ سپیکر صاحب نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ کی قرار داد دوسرے دن لیں گے تو اس کے متعلق معلوم کرتے ہیں کہ وہ ریکارڈ پر آئی ہوئی ہے یا نہیں۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا ! آپ اس کا پتہ کریں بات پتے پتے میں نہ ٹل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں حضور آج ہی اس کو دیکھیں گے۔ جی سردار صاحب آپ فرمائیں آوازیں۔ نماز کے لئے وقت ہو گیا۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں ابھی تو ایک منٹ رہتا ہے۔ چلیں اس وقت مغرب کی نماز ہو رہی ہے تو ایوان کی کارروائی مغرب کی نماز کے لئے 15 منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 5 بج کر 55 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہوں شاہ صاحب نے ابھی 15 منٹ کے لئے اور آپ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ نماز کا وقفہ ساڑھے پانچ بجے ہو رہا ہے میں یہاں سے ساڑھے پانچ بجے نکلا ہوں اور وہاں پر پہنچا ہوں تو جماعت کھڑی ہو گئی۔ امام صاحب نماز جلدی کروا دیتے ہیں یا پھر ہمیں ٹائم نہیں دیا گیا' کم از کم نماز کے لئے پورا ٹائم دیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب جس وقت آپ لوگوں نے فرمایا ہے کہ جماعت اس وقت ہوتی ہے تو اس وقت نماز کے لئے وقفہ کر دیا گیا تھا۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جس وقت میں یہاں سے گیا ہوں اس وقت ساڑھے پانچ بجے تھے تو امام صاحب تلاوت فرما رہے تھے اور جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ انہوں نے نماز جلدی پڑھا دی ہے یا پھر ہمیں اس کے لئے وقفہ جلدی کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ کا یہ اعتراض درست ہے ہم آئندہ کے لئے انتظام کرتے ہیں اور نماز کے لئے جو وقت مقرر ہے اس کی کاپی ہاؤس میں منگوا لیتے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے پچھلے ٹائم پر اجلاس کے دوران اگر نماز کا وقت آئے گا تو متعلقہ آدمی آپ لوگوں کو اس کے بارے میں اطلاع دے گا۔ ہم انشاء اللہ اہتمام کرتے ہیں اور آپ کو آئندہ ایسی تکلیف نہیں ہو گی اسمبلی میں جو بھی اوقات صلوٰۃ ہیں اس کے مطابق آئندہ مطلع کر دیا جائے گا۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جی ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہوں اور جناب شاہ صاحب میں آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ آپ وقفہ سوالات کے بعد درخواستوں کو نمٹا لیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب والا! میری بھی اس سلسلے میں تجویز تھی جیسا کہ شاہ صاحب

نماز کے لئے فرما رہے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ جس طرح قومی اسمبلی میں طریقہ ہے کہ جیسے ہی اذان شروع ہوتی ہے اس کی آواز ہال کے اندر سنائی دیتی ہے سب لوگ اذان کی آواز کو سن لیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی نماز کے لئے وقفہ کر دیا جاتا ہے۔ اگر اس قسم کا کوئی انتظام کر دیا جائے کہ ہم یہاں پر اذان کی آواز سن لیں تو زیادہ بہتر ہو گا قومی اسمبلی میں اس طرح ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چیمہ صاحب اس کے متعلق بھی دیکھ لیتے ہیں اگر یہ قابل عمل بات ہوئی تو انشاءاللہ ایسا ہی انتظام کر لیا جائے گا۔ سردار صاحب آپ کا کوئی ضمنی سوال تھا۔ جی فرمایئے۔

سردار الطاف حسین۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ بات ان کے علم میں ہے یہ سوال متعلقہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو مورخہ 27-12-1986 کو ارسال کیا گیا؟

جناب وزیر صحت۔ جی ہاں مجھے معلوم ہے۔

سردار الطاف حسین۔ کیا وزیر موصوف جواب موصول نہ ہونے کی وجہ سے سیکرٹری ہیلتھ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں؟

وزیر صحت۔ اس ضمن میں میری گذارش ہے کہ محکمہ صحت کے ساتھ ایک عجیب سا مسئلہ پیدا ہوا اور ایک سال میں تین سیکرٹری ہیلتھ آئے ہیں جو کہ چھ چھ مہینے کے بعد بدلتے رہے ہیں اب جو موجودہ سیکرٹری ہیلتھ ہیں ان کو بھی میرا خیال ہے تین یا چار مہینے ہی ہوئے ہوں گے اور اس سے زیادہ نہیں ہوئے۔ میں آپ کی وساطت سے سردار صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ شائد میری یہ پہلے گزارشات کو نہیں سن رہے تھے۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ جو کالجز ہیں یہ کوئی چھوٹا سا Data collect کرنے والی بات نہیں ہے یہ بہت بڑے Data collect کرنے والی بات ہے اس لئے ہمیں دیر تو لگنی ہی تھی جب سے یہ سوال موصول ہوئے ہم جبھی سے شروع ہیں اور جو کالجز ہمیں موصول ہوئے وہ ہمارے پاس ہیں اور اب جو ایم۔ ایل۔ اے ہیڈ کوارٹر سے ہمیں تفصیلات ملنی ہیں وہ ابھی تک ہمیں موصول نہیں ہوئیں اس لئے استدعا ہے کہ سردار صاحب اس کو Stress نہ کریں۔

سگریٹ نوشی پر پابندی

☆ 1534- میاں محمود احمد۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سگریٹ نوشی کے خلاف باقاعدہ ایک مہم چلا رکھی ہے کہ عوام کو اس کے برے اثرات سے آگاہ کیا جائے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت تعلیمی اداروں' ہسپتالوں' دفتروں و دیگر پبلک اداروں میں سگریٹ نوشی پر بذریعہ قانون پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان نے محکمہ صحت کی وساطت سے سگریٹ نوشی کے خلاف عرصہ تقریباً 4 سال سے بذریعہ ریڈیو۔ ٹی وی اور پریس ایک بھرپور مہم چلا رکھی ہے۔ تاکہ عوام کو اس کے برے اثرات سے آگاہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں محکمہ صحت پنجاب نے درج ذیل کارروائیاں عمل میں لائی ہیں۔

(1) تمباکو نوشی کے خلاف مہم میں ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ چھپوا کر عوام میں تقسیم کیئے گئے۔

(2) صوبہ بھر کے تمام سینما گھروں میں سگریٹ نوشی کے خلاف سلائیڈز دکھائی گئی۔

(3) ریڈیو' ٹی وی اور پریس میں عوام کی اطلاع کے لئے تقاریر' بحث و مباحثہ اور اشتہارات دیئے گئے۔

(4) صوبہ بھر کے تمام بنیادی مراکز صحت۔ دیہی مرکز صحت۔ مراکز بہبود زچہ بچہ اور ٹی بی سنٹرز کی معرفت مریضوں اور ان کے لواحقین کو لیکچر دیئے گئے۔

(5) سڑکوں اور شاہروں پر بل لوڈرز لگائے گئے۔

(6) دیہی سطح پر جمعہ نماز کے اجتماع میں سگریٹ نوشی کے بارے میں عوام کو آگاہ کیا گیا۔

(7) سگریٹ نوشی کے برے اثرات کے بارے میں ایک منٹ کی فلم کمپلسری سکریننگ سکیم کے تحت 84-1983ء میں صوبہ بھر کے تمام سینما گھروں میں دکھائی گئی۔

(8) صوبہ کے تعلیمی اداروں میں سگریٹ نوشی کے خلاف لیکچر دیئے گئے اور اس کے علاوہ سگریٹ کے خلاف مہم میں مختلف فلاحی تنظیموں کی رہنمائی کی گئی۔

(ب) حکومت پاکستان نے ایک خصوصی مراسلہ کے تحت ملک بھر کے تمام تعلیمی اداروں۔ ہسپتالوں۔ دفتروں اور دیگر پبلک اداروں کے علاوہ ہر قسم کی ٹرانسپورٹ بشمول ہوائی جہاز سگریٹ نوشی پر پابندی لگا رکھی ہے۔ اس کے علاوہ سگریٹ بنانے والے اداروں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ سگریٹ کی ہر ڈبیہ پر لکھیں۔ خبردار سگریٹ نوشی صحت کے لئے مضر ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت سگریٹ بنانے والے اداروں کی طرف سے پبلک مقامات پر لگائے جانے والے اشتہارات کو ہٹانے اور ٹیلیویژن پر دکھائی جانے والی پبلسٹی فلموں کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت۔جناب والا ! سگریٹ نوشی ایک سماجی مسئلہ ہے۔ اس میں محکمہ صحت۔ محکمہ ایکسائز اور محکمہ مالیات کا عمل دخل ہے۔ چونکہ اس کے فائدے اور نقصانات کا بتا دیا جاتا ہے اس لئے حکومت اس کو قانونی طور پر ختم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کو کیوں نہ Continue کیا جائے۔ اس سے حکومت کو کیا اعتراض ہے اس کو Continue نہ کیا جائے۔ آج کل بھی اشتہارات ٹیلیویژن پر آتے ہیں۔ اخباروں میں ہی آتے ہیں اور یہ Continue رہیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔جناب والا ! کو میرے پہلے ضمنی سوال کا جواب بھی صحیح نہیں ہے لیکن اس کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک اور ضمنی سوال شاہ صاحب سے کرنا چاہوں گا۔ حکومت نے تمباکو نوشی کے خلاف جو مہم چلا رکھی ہے اس کے خود جناب وزیر صحت پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ کیا انہوں نے سگریٹ نوشی ترک کر دی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔یہ ضمنی سوال بنتا ہے۔ شاہ صاحب اس اس کا جواب دینا آپ پسند فرمائیں گے؟

وزیر صحت۔جناب والا ! اگر یہ ضمنی سوال ہے تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں۔

بیگم خورشید بیگم۔کیا وزیر موصوف از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ تشہیر کے بعد سگریٹ نوشی میں کتنے فیصد کمی واقع ہوئی ہے؟

وزیر صحت۔جناب والا ! یہ مسئلہ محکمہ ایکسائز اور محکمہ مالیات کا ہے۔ محکمہ صحت کا نہیں ہے۔ محکمہ صحت تو صرف تنبیہہ کر سکتا ہے۔ اسکے بعد کے اثرات کیا ہیں یہ Date جو محترمہ میری بہن مانگ رہی ہیں وہ محکمہ صحت کے پاس تو نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر۔اگر نیا سوال ہو تو پھر بھی ممکن نہیں ہے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔جناب والا ! وزیر موصوف جواب دیتے ہوئے یہ فرما رہے تھے کہ یہ سماجی مسئلہ ہے۔ اگر یہ سماجی مسئلہ ہے تو یہ بذات خود پیر گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور سماجی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے یہ دن میں کتنے سگریٹ پیتے ہیں۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں؟

وزیر صحت۔جناب والا ! میں نے اس کا پہلے جواب دے دیا ہے۔ لیکن ایک دو مثالیں دے سکتا ہوں کہ استعمال سے پہلے اور استعمال کے بعد کیا فرق ہوتا ہے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔جناب والا ! کیا محترم وزیر صحت یہ بتائیں گے کہ انہوں نے اپنے سوال کے جواب میں ایک نمبر سے لے کر آٹھ نمبر تک تفصیل سے یہ بتایا ہے کہ حکومت سگریٹ نوشی کے مضر اثرات ختم کرنے کے لئے کس طرح مہم چلا رہی ہے اور ذرائع ابلاغ اور دوسرے طریقوں سے کیا کچھ کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میری گذارش یہ ہے کہ کیا حکومت کے زیر غور کوئی تجویز ایسی ہے کہ ٹیلیویژن پر جو سگریٹ کے اشتہارات دکھائے جاتے ہیں اور قومی بڑے سے بڑے اجتماعات میں مثال کے طور پر عرض کروں گی کہ میچز میں سگریٹ کی کمپنیوں سے spornsor لیا جاتا ہے اور یہ بڑی بڑی شاہراوں پر سگریٹ کے اشتہارات لگائے جاتے ہیں۔ جناب والا ! میری گذارش یہ ہے کہ یہ دو عملی پالیسی کے لئے کیا کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے کہ اس کو یکطرفہ طور پر سوچا جائے؟

وزیر صحت۔جناب والا ! اس ضمن میں میری گذارش ہے کہ سگریٹ صرف پنجاب ہی میں

نہیں پئے جاتے پورے پاکستان میں پئے جاتے ہیں۔ پوری دنیا میں پئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی پاکستان کی بات ہو رہی ہے اور خصوصاً صوبہ پنجاب کی تو صوبہ پنجاب میں ایسی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے کہ سگریٹ نوشی کو بند کیا جائے۔ یہ ایک وفاقی مسئلہ ہے وفاقی گورنمنٹ اس پر سوچے اس کے بعد پنجاب میں بھی عمل درآمد ہو سکتا ہے۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! وزیر صحت کی صحت پر اگر سگریٹ نوشی کے اثرات نہیں ہیں تو پھر ان سے یہ سوال ہے

What is the secret of your robust health?

وزیر صحت۔ جناب والا! کیا یہ ضمنی سوال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کا جواب دینا پسند فرمائیں تو یہ آپ کی مرضی ہے۔

وزیر صحت۔ یہ اگر علیحدگی میں مجھ سے سوال کریں تو میں اس کا ضرور جواب دے دوں گا۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب سپیکر! میں جناب وزیر صحت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سوال کے جزو (ب) کے جواب سے یہ مطمئن ہیں کہ یہ جواب درست ہے۔ میں مزید وضاحت کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت تعلیمی اداروں۔ ہسپتالوں۔ دفتروں و دیگر پبلک اداروں میں سگریٹ نوشی پر بذریعہ قانون پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اس کا یہ جواب ہونا چاہئے تھا کہ پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں رکھتی۔ اب اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ایک مراسلہ جاری کیا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ جواب غلط نہیں ہے۔ محکمے نے اس کا جواب صحیح نہیں دیا اس کا جواب "ہاں" یا "نہ" میں ہونا چاہئے۔ کیا آپ مجھ سے متفق ہیں؟

وزیر صحت۔ جناب والا! اگر محکمہ نے جواب "ہاں" یا "نہ" میں نہیں دیا تو میں جواب دے دیتا ہوں۔ فی الحال پنجاب حکومت کا ایسا کوئی قانون زیر غور نہیں ہے۔ جہاں تک یہ جواب دیا گیا ہے کہ جو بھی کام حکومت کر رہی ہے ویسے تو یہ جواب اس حد تک کہ حکومت کیا کر رہی ہے میرے خیال میں کافی ہے۔ لیکن اگر "ہاں" اور "نہ" کا جواب ہے تو

میں بھی ابھی " نہ " ہی کہتا ہوں کہ کوئی ایسا مسئلہ ابھی زیر غور نہیں ہے۔ جناب دستی صاحب نے جواب غور سے نہیں سنا۔ یہ مسئلہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے۔ جب فیڈرل گورنمنٹ کوئی فیصلہ کرے گی تو واضح طور پر پنجاب گورنمنٹ کو وہ فیصلہ ماننا پڑے گا اور اس پر عمل کرنا پڑے گا۔

سردار امجد حمید خان دستی۔جناب سپیکر! یہ درست جواب ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب کو چاہئے کہ وہ محکمے کو کہیں کہ انھیں صحیح جواب دینے کے لئے پوری طرح تیار ہونا چاہئے۔ اب ان کا جواب درست ہے کہ قانونی طور پر پابندی لگانا مرکز کا کام ہے۔ ہمارا اختیار ہوتا تو ہم ضرور پابندی لگاتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ جواب لکھ کر شاہ صاحب کو دے دیتے۔

وزیر صحت۔میں نے تو ان سے پہلے ہی یہ عرض کر دیا ہے۔

مسز خورشید بیگم۔وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ وفاقی حکومت کا کام ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے گی کہ وہ پابندی لگائے؟

وزیر صحت۔اگر ابھی تک سفارش نہیں کی گئی تو میں پر زور سفارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت۔جناب والا! میں بقیہ سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے میری رہنمائی کی اور امید ہے کہ آئندہ بھی میری رہنمائی کرتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔بقیہ سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
سرکاری ہسپتالوں میں بستر فیس سے آمدنی کی تفصیلات

☆ 1618- جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں سرکاری ہسپتالوں میں بستر فیس کے نفاذ سے صوبہ پنجاب میں 30 اپریل 1986ء تک کتنی آمدنی ہوئی۔

(ب) صوبہ میں سرکاری ہسپتالوں میں یکم مئی 1985ء سے 30 اپریل 1986ء تک کتنے ان ڈور مریض داخل ہوئے۔

(ج) سرکاری ہسپتالوں میں یکم مئی 1984ء سے 30 اپریل 1985ء تک کتنے ان ڈور مریض داخل ہوئے۔

(د) صوبہ کے ہر سرکاری ہسپتال میں مذکورہ بالا عرصہ میں ان ڈور مریضوں کی مجموعی تعداد کیا ہے ہر ہسپتال کی تعداد الگ الگ فراہم کی جائے؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) صوبہ پنجاب میں سرکاری ہسپتالوں میں بستر فیس کے نفاذ سے 30 اپریل 1986ء تک ایک کروڑ پچاسی لاکھ سولہ ہزار آٹھ سو چوراسی 1'85'16'884 روپے آمدنی حاصل ہوئی۔

(ب) صوبہ پنجاب میں سرکاری ہسپتالوں میں یکم مئی 1985ء سے 30 اپریل 1986ء تک پانچ لاکھ چار ہزار چھ سو انتیس (5'04'629) (In door) مریض داخل ہوئے۔

(ج) صوبہ پنجاب میں سرکاری ہسپتالوں میں یکم مئی 1984ء سے 30 اپریل 1985ء تک پانچ لاکھ چھتیس ہزار تین سو آٹھاون (5'36'358) (In door) مریض داخل ہوئے

(د) اس ضمن میں عکسی نقول لف ہذا میں مجموعی تعداد اندرونی مریضاں (10'40'987)

دس لاکھ چالیس ہزار نو سو ستاسی۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	یکم مئی 1985ء سے 30 اپریل 1986ء تک انڈور مریضوں کی تعداد	یکم مئی 1984ء سے 30 اپریل 1985ء تک انڈور مریضوں کی تعداد	یکم مئی 1984ء سے 30 اپریل 1986ء تک مریضوں کی مجموعی تعداد
1	ضلع ہسپتال اٹک	3625	3983	7608
	تحصیل ہسپتال فتح جھنگ	795	659	1454
	تحصیل ہسپتال پنڈی گھیب	1202	1027	2229
	تحصیل ہسپتال حضرو	1387	903	2290
	سول ہسپتال حسن ابدال	568	594	1162
2	ضلع ہسپتال راولپنڈی	5430	4294	9724
	سول ہسپتال مری	1394	1180	2574
	ٹی۔ بی ہسپتال سالمی مری	1339	1661	2600
	تحصیل ہسپتال گوجر خان	1091	604	1695
	تحصیل ہسپتال کہوٹہ	735	699	1434
	پولیس ہسپتال راولپنڈی	246	271	517
3	ضلع ہسپتال جہلم	8633	8484	17117
	تحصیل ہسپتال پنڈدادن خان	1701	850	2551
	ویمن اینڈ چلڈرن ہسپتال جہلم	1456	676	2132
4	ضلع ہسپتال چکوال	2634	2827	5461
	تحصیل ہسپتال تلہ گنگ	662	893	1555
5	ضلع ہسپتال سرگودھا	6731	7838	14569

	تحصیل ہسپتال شاہ پور صدر	255	612	867
	تحصیل ہسپتال بھلوال	1694	898	2592
	سول ہسپتال بھلوان	51	50	101
	سول ہسپتال سلانوالی	197	246	443
	ٹی۔ بی ہسپتال سرگودھا	1061	829	1890
6	ضلع ہسپتال جوہر آباد	1061	829	1890
	تحصیل ہسپتال خوشاب	839	1310	2149
	تحصیل ہسپتال نوشہرہ	195	68	266
	سول ہسپتال قائد آباد	588	637	1225
	تحصیل ہسپتال نور پور تھل	36	32	68
7	ضلع ہسپتال میانوالی	3707	4951	8458
	تحصیل ہسپتال عیسیٰ خیل	611	638	1249
	سول ہسپتال کالا باغ	531	452	983
8	ضلع ہسپتال بھکر	1234	1569	2803
	تحصیل ہسپتال منکیرہ	30	37	67
	سول ہسپتال کلورکوٹ	183	156	339
9	ضلع ہسپتال قصور	2678	2354	5032
	تحصیل ہسپتال چونیاں	1632	1997	3629
10	ضلع ہسپتال اوکاڑہ	4845	3433	7578
	تحصیل ہسپتال دیپالپور	1615	1770	3385
11	ضلع ہسپتال شیخوپورہ	7202	6869	14071
	تحصیل ہسپتال ننکانہ صاحب	1156	1798	2954
	ضلع ہسپتال بہاولنگر	1462	1965	3427
	تحصیل ہسپتال چونیاں	1613	1928	3541

تحصیل ہسپتال ہارون آباد	1919	2614	4533
تحصیل ہسپتال منچن آباد	606	935	1544
تحصیل ہسپتال فورٹ عباس	2560	5421	7981
13 ضلع ہسپتال رحیم یار خان	9287	10076	19363
تحصیل ہسپتال لیاقت پور	1013	1384	2397
گورنمنٹ آئی ہسپتال خانپور	2481	75376	17857
تحصیل ہسپتال صادق آباد	1556	2039	3595
تحصیل ہسپتال خانپور	2224	2567	4791
14 ضلع ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ	1096	1105	2201
تحصیل ہسپتال گوجرہ	6079	4498	10577
تحصیل ہسپتال کمالیہ	110	299	409
15 ضلع ہسپتال جھنگ	3383	4277	7660
تحصیل ہسپتال شورکوٹ	397	652	1049
شیخ فضل الٰہی ہسپتال چنیوٹ	1128	996	2124
16 تحصیل ہسپتال جڑانوالہ	983	1204	2187
تحصیل ہسپتال سمندری	922	1142	2064
سول ہسپتال تاندلیانوالہ	638	738	1376
17 سول ہسپتال ملتان	502	881	1383
تحصیل ہسپتال شجاع آباد	1128	3112	4240
تحصیل ہسپتال لودھراں	796	2342	3138
سول ہسپتال جلال پور پیروالا	360	376	736
سول ہسپتال کہروڑ پکا	448	347	795
18 ضلع ہسپتال خانیوال	1215	1089	2307
سول ہسپتال جہانیاں	509	600	1109

تحصیل ہسپتال کبیر والہ	948	1165	2113
تحصیل ہسپتال میاں چنوں	1032	780	1812
19 ضلع ہسپتال وہاڑی	4913	4919	9832
تحصیل ہسپتال میلسی	825	1367	2192
تحصیل ہسپتال ساہیوال	738	985	1723
20 ضلع ہسپتال ساہیوال	9675	10502	20177
تحصیل ہسپتال پاک پتن	810	1260	2070
تحصیل ہسپتال چیچہ وطنی	854	901	1755
حاجی عبدالقیوم پولی کلینک ساہیوال	1281	1618	2899
21 ضلع ہسپتال گوجرانوالہ	9321	9892	19213
تحصیل ہسپتال وزیر آباد	1089	1821	2910
تحصیل ہسپتال حافظ آباد	1962	2088	4050
تحصیل لیول ہسپتال کاموکی	330	316	846
22 علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ	9642	10658	20300
تحصیل ہسپتال نارووال	6308	946	7254
تحصیل ہسپتال ڈسکہ	17185	24151	41326
تحصیل ہسپتال شکر گڑھ	1585	1610	3195
تحصیل ہسپتال سپرار	1410	1540	2950
23 عزیز بھٹی ہسپتال گجرات	5309	7407	17216
تحصیل ہسپتال پھالیہ	634	881	1515
تحصیل ہسپتال کھاریاں	725	1175	1900
تحصیل ہسپتال منڈی بہاؤالدین	1146	1619	2765

24 ضلع ہسپتال ڈیرہ غازی خان	6174	7748	13922
تحصیل ہسپتال تونسہ	375	753	1128
سول ہسپتال فورٹ منرو	-	-	-
25 ضلع ہسپتال مظفر گڑھ	4828	4940	9768
تحصیل ہسپتال علی پور	1598	1615	3213
تحصیل ہسپتال کوٹ ادو	1815	3895	5710
26 ضلع ہسپتال راجن پور	978	1290	2269
تحصیل ہسپتال جام پور	795	1353	2148
تحصیل ہسپتال روجھاں	168	261	449
27 ضلع ہسپتال لیہ	1567	1683	3258
تحصیل ہسپتال کہروڑ	55	181	236
28 تحصیل ہسپتال حاصل پور	1716	1801	3517
تحصیل ہسپتال احمد پور شرقیہ	1510	1678	3188
پولیس ہسپتال بہاولپور	48	161	309
29 گورنمنٹ ہسپتال ماڈل ٹاؤن لاہور	85	65	150
30 ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی	19150	17975	35125
31 راولپنڈی جنرل ہسپتال راولپنڈی	17825	19623	37448
32 لیڈی ایچی سن ہسپتال لاہور	41733	40651	82384
33 لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور	17760	16831	34591
34 مینٹل ہسپتال لاہور	3396	3514	6910
35 لاہور جنرل ہسپتال لاہور	18071	15028	33099
36 گنگا رام ہسپتال لاہور	22470	22626	45096

37 سروسز ہسپتال لاہور	14695	15729	30424
38 میو ہسپتال لاہور	51393	49703	101096
39 بی۔ وی ہسپتال بہاولپور	25610	29556	55160
40 نشتر ہسپتال ملتان	40972	42620	83592
41 ضلع ہسپتال فیصل آباد	17020	20602	37622

اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیلتھ عیسیٰ خیل کے خلاف کارروائی

☆ 1620- جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کے دفتر میں خلاف ضابطہ بلا ضرورت اور بلاجواز دو باورچیوں کا تقرر کیا گیا تھا۔ جن کو مبلغ۔ 16' 201 روپیہ بمطابق رپورٹ آڈیٹر جنرل بطور تنخواہ ادا کیا گیا۔ آڈٹ نے اس بے ضابطگی کی نشاندھی اگست 1972ء میں کر دی تھی مگر آڈٹ کو اس اعتراض کا جواب نہ دیا گیا اس کا کیا سبب ہے۔

(ب) جواب نہ دینے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ مزید برآں آڈٹ اعتراض کا جواب ارسال کرنے میں محکمہ صحت کو مزید کتنا عرصہ درکار ہے؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف و ب) یہ درست ہے کہ آڈٹ کا یہ اعتراض آڈیٹر جنرل کی رپورٹ برائے سال 84-1983ء میں موجود ہے۔ یہ معاملہ پہلے ہی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی جو کہ ارکان صوبائی اسمبلی پر مشتمل ہے کے زیر غور ہے۔ باورچیوں کا تقرر مجاز اتھارٹی سے منظور شدہ اسامیوں پر کیا گیا تھا۔ جس کے لئے باقاعدہ بجٹ میں رقم رکھی گئی تھی اور یہ دونوں باورچی مریضوں کے لئے کھانا تیار کرنے میں مریضوں کے لواحقین کی مدد کرتے اور دوسرے متفرق کام کرتے رہے۔ بعد میں آڈٹ کے اعتراض کے

پیش نظر دونوں باورچیوں کی نوکری ختم کر دی گئی۔ اور آڈٹ اعتراض کا بھی بر وقت جواب دیا گیا۔ اور یہ اعتراض ڈیپارٹمنٹل اکاؤنٹس کمیٹی کی میٹنگ مورخہ 15 جنوری 1986ء میں بھی تفصیلا زیر بحث آیا اور محکمانہ ریکارڈ اور جواب کی جانچ پڑتال کے بعد اس اعتراض کو خارج کر دیا گیا۔

مینٹل ہسپتال لاہور کے افسران کے خلاف کارروائی

☆ 1647- میاں محمود احمد۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میں نے ایک شخص جس کا نام سہیل اقبال ولد غلام رسول ساکن مزنگ لاہور جس کے خلاف تھانہ اچھرہ میں ہیروئن پینے کے الزام میں پرچہ درج ہے اور وہ ضمانت پر ہے اور تقریباً ڈیڑھ سال سے اشتہاری ہے اس کو پکڑ کر علاقہ مجسٹریٹ طارق باجوہ کی عدالت میں پیش کیا اور کہا کہ اس کے ضامن' ضمانت واپس لینا چاہتے ہیں۔ علاقہ مجسٹریٹ نے اسے بغرض علاج مینٹل ہسپتال بھجوا دیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مینٹل ہسپتال میں میں نے ذاتی طور جا کر کہا کہ اس کو چھٹی نہ دی جائے۔ مگر اس کے باوجود اس کو ہسپتال سے غائب کر دیا گیا اور اب تک اس کا کوئی پتہ نہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے مذکورہ بالا معاملہ کی انکوائری رپورٹ ایک مہینہ میں مانگی ہوئی ہے۔ مگر اس پر بھی تاحال علمدر آمد نہیں ہوا۔

(د) کیا یہ ذمہ داری مینٹل ہسپتال کے افسران پر نہیں آتی اگر یہ ان کی ذمہ داری ہے تو پھر ان کے خلاف کا کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) اس بات کا ہسپتال کو علم نہیں ہے کہ سہیل اقبال ولد غلام رسول کے خلاف تھانہ اچھرہ میں مقدمہ درج ہے۔ اور وہ ضمانت پر ہے۔ اور نہ ہی یہ علم ہے کہ وہ

اشتہاری ہے لیکن یہ درست ہے کہ علاقہ مجسٹریٹ نے علاج کے لئے مریض سہیل اقبال ولد غلام رسول کے مینٹل ہسپتال میں داخل کرنے کے احکام جاری کئے تھے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے دراصل یہ مریض مورخہ 86-3-31 کو ہسپتال میں عدالت کے حکم پر داخل ہوا تھا اور صحت یاب ہونے کے بعد اسے مورخہ 86-4-18 کو ہسپتال سے ڈسچارج کیا گیا تھا۔ کیونکہ مریض بالکل تندرست تھا۔ مریض کو گھر پر استعمال کرنے کے لئے ادویات بھی تجویز کی گئی تھیں۔

(ج) جناب وزیراعلیٰ صاحب نے مذکورہ معاملہ کی انکوائری رپورٹ ہسپتال سے نہیں مانگی تھی البتہ یہ رپورٹ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور سے طلب کی تھی جنہوں نے بمطابق اپنی چٹھی نمبر AC(HQ) 437-D مورخہ 8 مئی 1986ء کو اے سی ماڈل ٹاؤن کو انکوائری کے لئے لکھا تھا جس پر AC صاحب نے رائے احمد علی مجسٹریٹ درجہ اول ماڈل ٹاؤن کو تحقیقات کے لئے مامور کیا تھا۔ رائے احمد علی مجسٹریٹ مورخہ 18 مئی 1986ء کو مینٹل ہسپتال تشریف لائے۔ انہوں نے تحریری حکم دیا تھا۔ کہ مذکورہ مریض کا تمام ریکارڈ میری عدالت میں 19 مئی 1986ء کو صبح 9 بجے پیش کیا جائے۔ لہٰذا حکم کی تعمیل کی گئی۔ مکمل ریکارڈ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ یہ درست نہ ہے۔ کہ مریض کو غائب کر دیا گیا تھا بلکہ اس مریض کو 19 مئی 86 کو پولیس کی مدد سے اس کی رہائش گاہ سے لا کر مجسٹریٹ صاحب کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ عدالت نے مریض کے بیانات لئے تھے۔

(د) چونکہ مریض سہیل اقبال نہ تو فرار ہوا تھا۔ اور نہ ہی اسے غائب کیا گیا تھا اس لئے اس میں مینٹل ہسپتال کے افسران کی کوئی کوتاہی نہیں ہے جیسا کہ پیراگراف نمبر (ب) میں بیان کیا گیا ہے۔ اس مریض کو صحت یاب ہونے پر باقاعدہ قانون کے تحت ڈسچارج کیا گیا ہے۔

بنیادی مرکز صحت منچر چٹھہ میں ڈاکٹر کی تعیناتی

☆ 1813- جناب شوکت حیات چٹھہ۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کسی ایک ڈاکٹر کا بنیادی مرکز صحت میں عرصہ تعیناتی کتنا ہوتا ہے۔

(ب) بنیادی مرکز صحت منچر چٹھہ' تحصیل وزیر آباد' ضلع گوجرانوالہ میں پچھلے ایک سال کے دوران کون کون سے ڈاکٹر تعینات کئے گئے اور کتنا کتنا عرصہ انہوں نے وہاں پر قیام کیا۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ مرکز صحت میں کافی عرصہ سے ڈاکٹر کی جگہ خالی پڑی ہے جس کے باعث لوگوں کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک متذکرہ مرکز صحت میں ڈاکٹر تعینات کر دیا جائے گا؟

وزیر صحت۔(سید افضال علی شاہ۔)

(الف) عام طور عرصہ تعیناتی تین سال تک ہوتا ہے۔

(ب) پچھلے ایک سال کے دوران مندرجہ ذیل میڈیکل آفیسر تعینات کئے گئے تھے۔ اور ان کا عرصہ تعیناتی ان کے ناموں کے سامنے درج ہے۔

1	ڈاکٹر شبیر حسین	8-9-85 تا 13-8-86	(11 ماہ اور 5 دن)
2	ڈاکٹر منور حسین	13-8-86 تا 20-9-86	(1 ماہ اور 7 دن)
3	ڈاکٹر میاں محمد اظہر	بذریعہ چٹھی نمبر 9704-9/E مورخہ 10-9-86 تعینات کیا گیا۔ مورخہ 21-9-86 کو حاضری رپورٹ دی اور مورخہ 23-9-86 سے استعفےٰ دے دیا ہے۔	
4	ڈاکٹر محمد اکرم شیخ	مورخہ 27-12-86 سے حال بنیادی مرکز صحت منچر	

چٹھہ میں کام کر رہا ہے۔

(ج) مندرجہ بالا حقائق کی بناء پر یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ ڈاکٹر کی جگہ ایک عرصہ سے خالی ہے۔

(د) اب بھی وہاں ڈاکٹر محمد اکرم شیخ مورخہ 27-12-86 سے تعینات کیا ہوا ہے۔ اور وہ وہاں اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

تحصیل مری کے بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹروں کی تعیناتی

☆ 1830- لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل مری کے کتنے بنیادی مراکز صحت میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر اور لیڈی ہیلتھ وزیٹر متعین ہیں اور کتنی آسامیاں خالی پڑی ہیں ان خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ کیا صوبہ میں ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو ان ڈاکٹروں کو دیہی علاقوں میں متعین نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل مری میں اکثر بنیادی مراکز صحت میں دوائیوں کی کمیابی کی شکایات موصول ہو رہی ہیں اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) مذکورہ تحصیل کے دیہی علاقوں میں بنیادی مراکز صحت تک رابطہ سڑکیں بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

(د) سول ہسپتالوں میں خاص کر ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں نادار مریضوں کو دوائیں بلا معاوضہ کیوں مہیا نہیں کی جاتیں اور کیا حکومت اس سلسلے میں متعلقہ حکام کو ضروری ہدایات جاری کرنے کو تیار ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

(الف)

(i) بنیادی مراکز صحت 12 کام کر رہے ہیں دو دیہی مراکز صحت بھی کام کر رہے ہیں۔

(ii) تحصیل مری میں 18 ایم بی بی ایس ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز کی آسامیاں ہیں جن میں سے 17 آسامیوں پر ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں ایک لیڈی ڈاکٹر کی آسامی خالی ہے۔

(iii) لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کی کل آسامیاں 14 منظور ہیں جبکہ 6 لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کام کر رہی ہیں اور 8 آسامیاں خالی ہیں لیڈی ہیلتھ وزیٹرز مندرجہ بالا 8 آسامیوں کے لئے نہیں مل رہی ہیں۔

(ب)

(i) تحصیل مری کے بنیادی مراکز صحت اور دیہی مراکز صحت میں ادویات کی کمی کی کسی قسم کی شکایات موصول نہیں ہوئی ہیں۔ بلکہ تمام مراکز صحت میں کافی تعداد میں ادویات سٹاک میں موجود ہیں اور تمام مریضوں کی ضرورت کے مطابق دی جاتی ہیں۔

(ii) بنیادی مراکز صحت میں ادویات کا سالانہ بجٹ 22'830 روپے ہے۔ اور دیہی مراکز صحت کا سالانہ بجٹ ادویات کا 80'000 روپے ہے۔ جب کہ تمام مراکز صحت تحصیل مری کا سالانہ بجٹ ادویات 4'33'960 روپے ہے۔

(ج) مذکورہ تحصیل مری کے مراکز صحت کے لئے رابطہ سڑکیں ڈسٹرکٹ کونسل بناتی ہے۔ اور بعض علاقوں میں سڑکیں امداد باہمی کے طور پر بنائی جاتی ہیں۔

(د) سول ہسپتالوں اور خاص کر کے ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں نادار مریضوں کے لئے تمام ادویات ہسپتال ہی سے مہیا کی جاتی ہیں۔ خواہ وہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہوں۔ حکومت ہولی فیملی ہسپتال میں سالانہ بجٹ 40 لاکھ روپے کی ادویات مہیا کرتی ہے۔

میڈیکل کالجوں کے تدریسی اساتذہ کی کارکردگی کو بہتر بنانا

☆ 1871- ڈاکٹر شیلابی چارلس۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے بڑے شہروں میں عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ میڈیکل کالجوں میں تدریس کا کام کرنے والے پروفیسر صاحبان نے اپنے ذاتی

ہسپتال بنا رکھے ہیں اور اپنے سرکاری فرائض کو بہتر طور پر ادا کرنے کے بجائے اپنی تجارت پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ جس کے سبب غریب طبقہ حکومت کی فراہم کردہ طبی سہولتوں سے محروم رہتا ہے جو کہ صاحب ثروت افراد ان کے پرائیویٹ ہسپتالوں سے علاج کر لیتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اسکے سدباب کے لئے کوئی تدابیر اختیار کی ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

(الف) گورنمنٹ کے علم میں نہیں ہے۔ کہ میڈیکل کالجوں میں تدریس کا کام کرنے والے پروفیسر صاحبان نے اپنے ذاتی ہسپتال بنا رکھے ہیں۔ حکومت نے قانونی طور پر پروفیسر صاحبان کو ہسپتال کے اوقات کے بعد پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دے رکھی ہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ مریض ماہرین طب کی خدمت سے مستفید ہو سکیں جن ڈاکٹر صاحبان کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہیں ہے انہیں نان پریکٹس الاؤنس دیا جاتا ہے۔ جہاں تک سرکاری فرائض انجام دیں۔ اور ہسپتال میں تمام طبقوں کے مریضوں کو ہسپتال کے وسائل کے مطابق طبی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔

(ب) جہاں بھی کوئی اس قسم کی شکایات موصول ہوئی ہیں وہاں سختی سے نوٹس لیا جاتا ہے اور ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔ اس بارے میں تمام ہسپتالوں کے انچارج صاحبان اور ڈائریکٹر ہیلتھ صاحب کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ اپنے ہسپتال کے ڈاکٹر صاحبان کو چیک کریں۔ تاکہ مریضوں کو طبی سہولتوں کے حصول میں آسانی ہو۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج کے لئے رقوم کی فراہمی

☆ 1877- جناب غلام سرور خان۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

آیا اے ڈی پی 87-1986ء میں ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے لئے رقم مختص کی گئی ہے اگر

کی گئی ہے تو وہ کتنی ہے اس کی ضلع وار تفصیل کیا ہے اور اس میں ضلع راولپنڈی کا کتنا حصہ ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

محکمہ صحت کے تحت 87-1986ء کے لئے 25 اضلاع میں ہومیو پیتھک علاج معالجہ مہیا کرنے کے لئے ایک سکیم منظور کی جا چکی ہے چونکہ ملازمت کے قوائد و ضوابط موجود نہیں تھے اس لئے فی الفور اس کا نفاذ ممکن نہیں تھا اب قواعد و ضوابط منظور ہو چکے ہیں اور مطلوبہ رقم ملنے پر سکیم کو نافذ کر دیا جائے گا اس سال میں صرف ان ہسپتالوں سے سکیم کا آغاز ہو گا جو میڈیکل کالجوں سے منسلک نہیں ہیں۔ اس لئے راولپنڈی کے لئے اس سال کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کو میڈیکل سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے اختیارات

☆ 1878- **جناب غلام سرور خاں**۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت انگریزی طریقہ علاج کے علاوہ ہومیو پیتھک طریقہ علاج کی بھی سرپرستی کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہومیو پیتھک طریقہ علاج ہمارے ملک میں عام ہے اور غریب عوام کی استطاعت کے مطابق ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی باقاعدہ تربیت یافتہ اور سند یافتہ ہوتے ہیں مگر وہ میڈیکل سرٹیفکیٹ جاری نہیں کر سکتے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کو میڈیکل سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا اختیار نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر کچھ باقاعدہ تربیت یافتہ اور سند یافتہ ہیں اور کچھ بغیر تربیت اور سند کے محض ذاتی تجربہ کی بنیاد پر رجسٹرڈ کر لئے گئے تھے۔

(د) ہومیو پیتھک ایکٹ مجریہ 1965ء کے تحت ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کو میڈیکل سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے اس ایکٹ میں ترمیم صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

نگینہ کالونی شیرا کوٹ میں سرکاری ڈسپنسری کا قیام

☆ 1952- حاجی جمشید عباس تھیم۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ سوال نمبر1200 کے جواب کے حوالے سے بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ میاں منشی ٹرسٹ ہسپتال جس کو حکومت سرکاری تحویل میں لینے کی کارروائی کر رہی ہے۔ غنی کالونی، حسین پارک، نیو مسلم پارک، نگینہ کالونی اور شیرا کوٹ لاہور کی آبادیوں سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے جس سے ان آبادیوں کے مکینوں کو جن کی آبادی ساٹھ ہزار سے بھی زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ علاج معالجہ کے لئے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نگینہ کالونی شیرا کوٹ لاہور میں سرکاری ڈسپنسری قائم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

(الف) نگینہ کالونی، شیرا کوٹ، غنی کالونی، حسن پارک اور نیو مسلم پارک کی آبادی ہائے بند روڈ پر واقع ہیں لہٰذا میاں محمد منشی ٹرسٹ ہسپتال کے حکومت کی تحویل میں لئے جانے کہ بعد جملہ آبادی ہائے کے مکینوں کو اسی ہسپتال سے برائے علاج معالجہ رجوع کرنا ہو گا اور ان کو بہترین طبی سہولتیں میسر آئیں گی۔ اس ہسپتال میں 125 بستروں کی گنجائش ہے اور اس میں جملہ سازوں سامان ضلع ہسپتالوں کی

ضروریات اور حکومت کے مقرر کردہ معیار کے مطابق ہے جہاں تک فاصلے کا تعلق ہے بڑے ہسپتال اپنے علاقے کی حدود سے 56 میل کے فاصلے کے اندر ہی ہوتے ہیں اس لئے ان علاقوں کے لئے علیحدہ ڈسپنسری کا قیام قابل پذیرائی نہیں ہو گا۔ مزید برآں ڈسپنسری کی تجویز لاہور میونسپل کارپوریشن کو دی جانی مناسب ہے کیونکہ یہ محکمہ صحت کی بجائے کارپوریشن کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

غیر ممالک کے میڈیکل کالجوں میں پاکستانی طلباء کے داخلے کا طریقہ کار

☆ 1978- میاں محمد افضل حیات۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس وقت صوبہ کے مختلف میڈیکل کالجوں میں غیر ممالک کے طلباء زیر تعلیم ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس طرح صوبہ کے طلباء بھی غیر ممالک کے میڈیکل کالجوں میں زیر تعلیم ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبہ کے کتنے طالب علم غیر ممالک کے میڈیکل کالجوں میں زیر تعلیم ہیں ان طالب علموں کے پورے نام پتے اور حاصل کردہ نمبر کیا تھے۔ اور داخلہ کا میرٹ کیا ہے نیز ان طلباء کے غیر ممالک کے کالجوں میں داخلہ اور چناؤ کا طریقہ کار کیا ہے اور یہ چناؤ اور داخلہ کا فیصلہ کرنے کی مجاز اتھارٹی میں کون کون سے افسران شامل ہیں اور کس کس ملک میں پنجاب کے طالب علم زیر تعلیم ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

(الف) جی ہاں۔

(ب) طلباء کے غیر ممالک میں میڈیکل کالجوں میں داخلے صوبائی حکومت کی سطح پر نہیں ہوتے۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ کاروبار اور ملازمت کے سلسلے میں جو پاکستانی

غیر ممالک میں رہائش پذیر ہیں۔ اپنے بچوں کو وہاں داخل کرا دیتے ہیں۔ ایسی کچھ مثالیں صوبائی حکومت کے نوٹس میں آئی ہیں۔ جب کچھ طلباء جنہوں نے افریقہ' ہندوستان' سری لنکا' بنگلہ دیش کے کالجوں سے پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں تبدیلی کے لئے درخواستیں گذاریں۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کے بعد اس جزو کا جواب ضروری نہیں۔

موضع رانجھا ہیلتھ سنٹر میں عملہ کی تعیناتی

☆1983- سردار غلام عباس خان۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے لاکھوں روپے کے خرچ سے موضع رانجھا ضلع چکوال میں ہیلتھ سنٹر کی عمارت تعمیر کی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہیلتھ سنٹر کی عمارت مکمل ہوئے تقریباً ایک سال ہو گیا ہے مگر ابھی تک عملہ تعینات نہیں ہوا جس کی وجہ سے علاقہ کے عوام کو بہت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ ہیلتھ سنٹر میں عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

(الف) یہ درست ہے کہ موضع رانجھا میں بنیادی مرکز صحت کی عمارت تخمینہ چھ لاکھ چون ہزار روپے کی لاگت سے سال 82-1981ء میں منظور کی گئی تھی محکمہ تعمیرات نے اس کی تعمیر 28 فروری 1982ء سے شروع کی تھی۔

(ب) یہ صحیح نہیں ہے کہ عمارت ایک سال سے مکمل ہے۔

(ج) محکمہ تعمیرات نے عمارت مکمل کر کے ابھی تک محکمہ صحت کے حوالے نہیں کی۔ محکمہ تعمیرات کے متعلقہ افسران کو بار بار لکھا جا رہا ہے کہ وہ اسے جلد مکمل کریں۔ انہوں نے یقین دھانی کرائی ہے کہ ایک ماہ کے اندر عمارت مکمل کر کے محکمہ صحت کے حوالے کر دی جائے گی۔

ضلع چکوال کی رورل ڈسپنسریوں میں عملہ کی تعیناتی

☆ 1984- سردار غلام عباس خان۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
اس وقت ضلع چکوال میں کل کتنی رورل ڈسپنسریاں قائم ہیں اور کس کس ڈسپنسری میں عملہ پورا نہیں ہے۔ ان ڈسپنسریوں کے نام کیا ہیں اور حکومت کب تک ان ڈسپنسریوں میں عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

ضلع چکوال میں اس وقت چار گورنمنٹ رورل ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ ان ڈسپنسریوں کے نام گورنمنٹ رورل ڈسپنسری 1- بھوں 2- بلکسر 3- ڈھلوال 4- نیلہ ہیں۔

(1) گورنمنٹ رورل ڈسپنسری بھون۔ ڈاکٹر خالد جاوید مورخہ 20-2-1983 سے 13-10-1986 تک تعینات رہا ہے جس کے بعد وہ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چلا گیا۔ اب حال ہی میں ڈاکٹر زاہد عنایت کو تعینات کیا گیا ہے۔

(2) گورنمنٹ رورل ڈسپنسری بلکسر۔ اس ڈسپنسری میں تمام عملہ تعین ہے۔

(3) گورنمنٹ رورل ڈسپنسری ڈھلوال۔ اس ڈسپنسری میں ڈاکٹر عبدالحمید کو 23-6-1985 کو تعینات کیا گیا تھا جس کو بعد میں تبدیل کر کے اوکاڑہ بھیج دیا گیا۔ اب یہاں ڈاکٹر محمد ریاض کو تعینات کر دیا گیا ہے۔

(4) گورنمنٹ رول ڈسپنسری نیلہ۔ یہ ڈسپنسری پہلے ضلع کونسل کی تحویل میں تھی جس میں اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر (A.M.O) کی آسامی ہوتی تھی۔ موجودہ سکیم کے تحت A.M.O دستیاب نہیں ہیں۔ اس لئے وہاں کوئی میڈیکل آفیسر تعینات نہ کیا جا سکا A.M.O کی اسامی کو اپ گریڈ Upgrade کروانے کے لئے محکمہ فنانس کو لکھا جا چکا ہے۔ جونہی فیصلہ ہو گا۔ وہاں میڈیکل آفیسر تعینات کر دیا جائے گا۔ موجودہ صورت حال میں میڈیکل آفیسر تعینات نہیں کیا جا سکتا۔

بنیادی طبی مراکز میں عملہ کی تعیناتی

[illegible] چوہدری محمد خان جسپال۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے بنیادی طبی مراکز میں خاکروبوں۔ بہشتی اور مالی کی آسامیوں نہیں ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ آسامیوں کے نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں اور مذکورہ مراکز میں صفائی پانی اور Plantation وغیرہ کا انتظام کس طرح کیا جاتا ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

(الف) بنیادی مراکز صحت میں خاکروب بہشتی اور مالی کی جزو وقتی آسامیوں پہلے سے موجود ہیں۔ مذکورہ سوال اسمبلی کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ صحت نے محکمہ خزانہ کو ان آسامیوں کو کل وقتی (WHOLE TIME) بنیاد پر فراہم کرنے کے لئے درخواست کی۔ محکمہ خزانہ نے مالی سال 88-1987ء کے دوران 788 بنیادی مراکز صحت کے لئے خاکروبوں کی کل وقتی آسامیوں کی منظوری دے دی بقایا مراکز صحت کے لئے خاکروبوں کی کل وقتی آسامیاں اگلے مالی سالوں کے دوران دی جائیں گی۔ جبکہ محکمہ خزانہ نے مالی اور بہشتی کی کل وقتی آسامیاں منظور نہیں کیں۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت بنیادی مراکز صحت میں خاکروبوں کی کل وقتی آسامیاں فراہم کی جا رہی ہیں۔ جبکہ پانی اور شجرکاری کا کام حسب سابق جزو وقتی مالی اور بہشتی سرانجام دیتے رہیں گے۔ یہ انتظام سردست بنیادی مراکز صحت کے لئے کافی ہے۔

ضلع سرگودھا میں Unattractive Area Allowance نہ دینے کی وجوہات

☆ 1991- **چوہدری محمد خان جسپال**۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میڈیکل افسران کو Unattrative area Allowance دیا جاتا ہے۔ یہ الاؤنس شہر سے دور دراز ڈسپنسریوں میں متعین ڈاکٹروں کو دیا جاتا ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں Un-attractive Area میں مندرجہ ذیل چھ سول ڈسپنسریاں ہیں۔ جہاں متعین ڈاکٹروں کو یہ الاؤنس دیا جاتا ہے (i) بھیرہ (ii) گجرات (iii) کنجیل (iv) نور پور تھل (v) بھاگٹانوالہ (vi) مڈ رانجھا۔

(ج) جز (ب) میں درج شدہ چھ ڈسپنسریوں میں متعین ڈاکٹروں کو ہی یہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی ڈاکٹر کو یہ الاؤنس نہیں دیا جاتا ہے۔

(د) کیونکہ گورنمنٹ نے چھ ڈسپنسریوں کو ہی Unattractive Area میں شامل کیا ہے اور ان میں متعین ڈاکٹروں کے علاوہ کسی ڈاکٹر کو یہ الاؤنس نہیں دیا جاتا۔

قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں عملہ کی تعیناتی

☆ 1993- جناب ریاض حسین پیرزادہ۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں اسسٹنٹ پروفیسرز' ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کی کتنی آسامیاں خالی ہیں۔

(ب) پچھلے ایک سال سے کتنے ڈاکٹروں کی اوپر دی ہوئی آسامیوں پر تعیناتی ہوئی ہے اور کتنے ڈاکٹروں نے وہاں پر چارج لیا ہے۔

(ج) اگر تعیناتی کے بعد ڈاکٹروں نے وہاں چارج نہیں لیا تو اسکی وجوہات بیان کی جائیں اور یہ بھی بتایا جائے کہ ایسے ڈاکٹروں کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی گئی ہے۔

(د) مذکورہ کالج کے شعبہ (Gyneacology) میں کتنی آسامیاں منظور شدہ ہیں اور تعیناتی کتنے ڈاکٹروں سے کی گئی ہے اور وہاں پر کام کرنے والے ڈاکٹروں کے نام کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

(الف) قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں خالی آسامیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اسسٹنٹ پروفیسرز	5
ایسوسی ایٹ پروفیسرز	8

پروفیسرز 10

(ب) پچھلے ایک سال میں اوپر دی گئی خالی آسامیوں پر تقریباً 12 اسسٹنٹ پروفیسرز' ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کو تعینات کیا گیا ان میں سے کسی نے بھی بہاولپور میں چارج نہیں لیا اور اپنے اثر و رسوخ سے تبادلہ منسوخ کروا لیا۔

(ج) مشاہدہ میں آیا ہے کہ ڈاکٹرز حضرات بہاولپور جانے سے اس لئے گریزاں ہیں کہ۔ لاہور و راولپنڈی۔ ملتان فیصل آباد جیسے بڑے شہروں میں مستقل بنیادوں پر سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے بہاولپور اس لئے نہیں چاہتے کہ وہاں ان کے بچوں کے لئے تعلیمی سہولتوں کی کمی ہے اور بہاولپور ان کی جائے سکونت سے کافی فاصلے پر ہے۔ میاں بیوی دونوں ملازم کی صورت میں کسی ایک کی بہاولپور تعیناتی ان کے لئے مشکلات کا باعث ہوتی ہے اس کے علاوہ ایک خاص وجہ یہ ہے کہ بہاولپور میں ڈاکٹر حضرات کے لئے پرائیویٹ پریکٹس کے ذرائع ملتان' لاہور' فیصل آباد اور راولپنڈی کی نسبت قلیل ہیں۔

بہاولپور نہ جانے والے دو ڈاکٹروں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے نیز جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بذریعہ سمری بہاولپور نہ جانے والے ڈاکٹروں کے کوائف بیان کئے گئے ہیں اور ان سے بہاولپور میں تعیناتی کے لئے باقاعدہ پالیسی وضع کرتے ہوئے ان کی منظوری چاہی ہے اس ضمن میں وزیر اعلیٰ سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ وہ اس بات کی منظوری دیں کہ ترقی کی صورت میں سب سے جونیئر ڈاکٹر کو بہاولپور بھیجا جائے گا اور محکمہ کے احکامات میں رد و بدل نہ کی جائے۔

(د) مذکورہ کالج کے شعبہ امراض نسواں میں منظور شدہ آسامیوں کی تعداد چھ ہے جس کی تفصیل یوں ہے۔

اسسٹنٹ پروفیسرز	2
ایسوسی ایٹ پروفیسر	2
پروفیسرز	2

دو اسسٹنٹ پروفیسرز کی آسامیوں میں ڈاکٹر محمد سعید اور ڈاکٹر جی۔ ایس ریاض کی

تعیناتی کی گئی ہے جب کہ ڈاکٹر سعید نے ابھی بہاول پور میں چارج نہیں لیا۔
دو ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی آسامیوں پر ڈاکٹر ظہور احمد اور ڈاکٹر عطاء اللہ کو تعینات کیا گیا ہے جبکہ ڈاکٹر عطاء اللہ نے چارج نہیں لیا (رخصت پر ہیں)۔ دو پروفیسرز کی آسامیوں میں سے ایک پر ڈاکٹر شہناز سلیم کو current charge basis پر پروفیسر تعینات کیا تھا لیکن اس نے اپنی ترقی کو ترک کرتے ہوئے بہاول پور جانے کے لئے معذوری کا اظہار کیا۔ جبکہ پروفیسر کی دوسری آسامی آرمی کوٹہ کے لئے مخصوص ہے جبکہ آرمی سے فی الحال اس آسامی کے لئے کوئی ڈاکٹر تعلیمی استعداد پوری نہیں کرتا۔ اس آسامی کو بذریعہ ترقی پر کرنے کے لئے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے اجازت مانگی ہوئی ہے جواب کا ہنوز انتظار ہے۔

وزیر اعلیٰ کے حکم سے محکمہ صحت میں تقرریوں ترقیوں کی تفصیلات

☆ 2019- سردار نصراللہ خان دریشک۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ صحت میں وزیر اعلیٰ نے قواعد طریق کار میں نرمی کر کے جن لوگوں کا تقرر کیا ہے ان کے نام پتے اور عہدہ جات کیا ہیں اور ایسی تقرری کی وجوہ کیا ہے۔

(ب) قواعد طریق کار میں رعایت کرتے ہوئے جن افسران' اہلکاران کو ترقی دی گئی ہے ان کے نام' پتے اور عہدہ جات کیا ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) ایڈہاک بنیادوں پر تعینات کئے گئے ان افسران اہلکاران کی تعداد کیا ہے۔ جن کی ملازمت کو مطلوبہ طریق کار کو اختیار کئے بغیر باقاعدہ کر دیا گیا اور اس کی وجوہ کیا ہیں برائے کرم ایسے افسران' اہلکاران کے نام' پتے اور عہدہ جات کی فہرست مہیا کی جائے۔

(د) آیا قواعد طریق کار میں نرمی کے ذریعے افسران اہلکاران کی تقرریاں' ترقیاں کرنا

وزیر اعلیٰ کے حلف کی روح کے منافی نہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے اب تک جن ڈاکٹروں دیگر افسران کا تقرر ایڈھاک / مستقل بنیادوں پر قواعد طریق کار میں نرمی کر کے کیا ہے انکی تفصیل لف ہے۔ ایڈھاک بنیادوں پر ڈاکٹروں کی میڈیکل کالجوں ملحقہ ہسپتالوں میں تقرری کرتے وقت وزیر اعلیٰ سے پالیسی میں نرمی relaxation کی منظوری لیکر احکامات جاری کئے گئے۔ آسامیوں پر بھرتی کے لئے قواعد طریق کار کے لئے کوالیفیکشن میں کوئی نرمی (relaxtion) نہیں کی گئی۔

(ب) قواعد / طریق کار میں رعایت کرتے ہوئے کسی آفیسر کو ترقی نہیں دی گئی۔

(ج) ایڈھاک بنیادوں پر محکمہ خود تعینات کر سکتا ہے محکمہ نے مطلوبہ طریق کار کو اختیار کئے بغیر باقاعدہ نہیں کیا باقاعدہ تقرری کے لئے افسران کو پنجاب پبلک سروس کمیشن میں انٹرویو دینا پڑتا ہے۔

(د) نہیں۔ مجوزہ قانون کے مطابق وزیر اعلیٰ ایسے معاملات میں اپنے اختیارات کو بروئے کار لا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ کے حکم سے محکمہ میں تقرریوں کی تفصیلات

نمبر شمار	نام امیدوار بمعہ ولدیت	سکیل B.P.S.	عہدہ	جگہ تعیناتی	گھر کا پتہ
1	ڈاکٹر مبارک علی خلجی ولد قطب الدین خلجی	19	ایسوسی ایٹ پروفیسر	کے ای کالج لاہور	34/N ماڈل ٹاؤن ا یکسٹینشن سکیم

LIST OF DOCTORS WHO HAVE BEEN GIVEN ADHOC APPOINTMENT BY THE CHIEF MINISTER IN RELAXATION OF RULE IN 3 MONTHS PERIOD

1.	Dr. S. Tahir Hussain, 42-Jahangir Road. P.O. Chaklala, Rawalpindi.	Holy Family Hospital, Rawalpindi.
2.	Dr. Shahab Ahmad Khan.	Mayo Hosptial Lahore.
3.	Dr. Mian Mansoor Adil 25-A Al-Mansoor Garden Block, New Garden Town, Lahore.	Services Hospital, Lahore.
4.	Dr. Rafaqat Ali Village Dudhara, P.O. Kunjah, Tehsil & District Gujrat.	L.G.H. Rawalpindi.
5.	Dr. Esad Aslam Khan 7-Shah Jahan Road, Lahore-2	Mayo Hospital, Lahore.
6.	Asif Aziz Lodhi 91-A Gulgashat Colony, Multan.	Nishter Hospital Multan.
7.	Dr. Jalees Khalid Khan 114-P Model Town Extension Scheme Lahore-14.	N.E.S. Lahore.
8.	Dr. Imran Zafar House No. 5 Farid St. No. 101 Islampura, Lahore-1	Services Hospital, Lahore.
9.	Dr. Sarfraz Hussain Syed R/O 18-C-New Muslim Town, Lahore.	Services Hospital. Lahore.
10.	Nasir Mahmood C/O Flat F/5 Ghazi Colony Chaklala, Rawalpindi.	R.M.C. Rawalpindi.

11.	Syed Ibrar Hussain Shah H. No. ZA 626 Dhoke Mangtal, Rawalpindi.	R.G.H. Rawalpindi.
12.	Tahseen Mirza Lal-e-Shera, Chohan Road, Islampura, Lahore.	Mayo Hospital, Lahore.
13.	Tahir Masood H. No. 3 St. No. 1 Dev Smaj Road Sant Nagar, Lahore	Mayo Hospital, Lahore.
14.	Fahim Hashim Khan III College Road, G.O.R.E.1 TEW, Mall Road, Lahore	Mayo Hospital, Lahore.
15.	Muhammad Iftikhar Flat No. 15/251 Anwar Chowk P.O.F. Wah Cantt.	Holy Family Hospital R/Pindi.
16.	Saleem Ahmad. 18-B/II. Satellite Town, Bahawalpur.	B.V. Hospital, Bahawalpur
17.	Zaheer-ud-Din 159-B Gulgusht Colony, Multan	Nishtar Hospital. Multan.
18.	Ghulam Murtaza Cheema 4-A. GOR-II Bahawalpur House, Lahore	Mayo Hospital, Lahore.
19.	Maqsood Ahmad. 213-B Model Town Distt. Gujranwala	L.G.H. Lahore.
20.	Ayyaz Saeed Malik. 110 A/O Near Ghalib Market, Gulberg III, Lahore.	Holy Hospital, Rawalpindi

21.	Mohammad Rashid Farooq Ch. Niaz Ahmad, Principal House, Govt. College, Faisalabad	Allied Hospital, Faisalabad.
22.	Muhammad Javed Iqbal 43 Chak No. 78/P.O. Ca a Teh Distt F/Abad.	Allied Hospital Faisalabad.
23.	Muhammad Yousaf Ch. H/No 165/ P St. No. 2, Civil Lines, Sargodha Road, Faisalabad.	Allied Hospital Faisalabad.
24.	Tahir Akbar 506/F Gulistan Colony Faisalabad	Allied Hospital Faisalabad.
25.	Asghar Majid Bajwa Bajwa Colony G.T. Road Gujranwala.	L.G.H. Lahore.
26.	Mohammad Ishaq H/No 490 Tariqabad, Faisalabad.	D.H.Q. Faisalabad.
27.	Amir Mujeed Razvi House No. 29 St. No.3, Khalsa College F/ Abad.	Allied Hospital Faisalabad
28.	Ali Sajjad Al-Abad Khyaban Colony Faisalabad.	Allied Hospital Faisalabad
29.	Ayyub Rehman Civil Quarters Kotwali Road Faisalabad.	Allied Hospital Faisalabad
30.	Ghulam Qadir Fayyaz Ghousia Bleaching Mills, Abadullahpur, Faisalabad.	Allied Hospital Faisalabad
31.	Khurram Altaf 45-A New Civil Lines Near Stadium F. Abad.	Allied Hospital Faisalabad

32.	Mohammad Tariq 55-B. Shafat Colony Multan Cantt.	Nishtar Hospital, Multan
33.	Mahboob Akhtar Nayar. Chah Chanwala Muzana Tatipur Teh. & Distt. Multan	Nishtar Hospital, Multan
34.	Mohammad Salman Mirza 230 H. Haveli Lal Mochi Gate Lahore.	L.G.H. Lahore
35.	Nadeem Arshad 2 St. No 56 F. 6/4 Islamabad.	R.G.H. Rawalpindi.
36.	Abdul Ghafoor Sajid H. No. 4/78 Ward No. 7 Mohalla Sharifan Wala Jhang City.	Allied Hospital, Faisalabad.
37.	Dilshad Muhammad 162.E Ghulam Muhammad Abad Faisalabad.	Allied Hospital, Faisalabad.
38.	Muhammad Khalil ur-Rehman 145-Sina Hall Nishter Medical College Multan	Nishter Hospital, Multan.
39.	Tahir Raouf 134 Ghazali Road Samanabad Lahore-25	L.G.H. Lahore
40.	Salman Akhtar 17-H St. 11 F-6/3 Isalamabad.	Mayo Hospital, Lahore
41.	Iftikhar Ahmad. House Physician West Medical Ward Mayo Hospital Lahore	Mayo Hospital Lahore

42.	Zaeem-ud-Din Abid R. No. 34, Mayo Hostel Boys K.M.C. Lahore	Mayo Hsopital Lahore
43.	Zakir Hussain Khan C/o Ch. Talib Hussain Vill,. Dudho Klas P.O. Lalamusa Teh, Kharian, Distt. Gujrat.	Nishter Hospital, Multan.
44.	Moazzam Nazer Tarar 40-A Block G.B. Gulberg III, Lahore	K.E.M.C Lahore
45.	Jaleel Ahmad Shaheen 35-C Medical Colony, Bahawalpur	B.V. Hospital, Bahawalpur
46.	Shazad Farooq C/o Shasta Clinic Sher Shah Road, Multan.	Allied Hospital, Faisalabad.

نمبر شمار	نام امیدوار بمعہ ولدیت	عہدہ	پتہ	جس حکم کے تحت بھرتی کیا گیا
		ڈرگ انسپکٹر انڈسٹریز لاہور ڈویژن لاہور		
1	رضوان اشرف ولد محمد اشرف	ڈرگ انسپکٹر	نور منزل۔ عمردین روڈ۔ وسن پورہ لاہور	سمری نمبر5319 مورخہ 17-6-1986 چیف منسٹر سیکرٹریٹ
		کلینیکل سائیکالوجسٹ		
1	مس نصرت رشید بنت عبدالرشید احمد	کلینیکل سائیکالوجسٹ (میو ہسپتال لاہور)	N-210 سمن آباد۔ لاہور	US(Dev) C.MS-P. P24/8/80(1) Date 11-3-1986
2	عامرہ فاروقی دختر رحمت اللہ فاروقی	ایضاً	280 زینت بلاک علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور	

لاہور جنرل ہسپتال لاہور

1	محمد عارف بٹ ولد غلام رسول	لائزر آپریٹر	مکان نمبر2- گلی نمبر55-A کلیار پارک سنت نگر- لاہور	SO(Admn.) IV-6-144/86 Date 10-8-1986
2	محمد الطاف ولد سراج دین-	نائب قاصد	ہندو ہوسٹل- ہوتا سنگھ روڈ سنت نگر لاہور	نمبر ایضاً مورخہ 10-8-1986
3	محمد اعظم ولد محمد یونس	ایضاً	مکان نمبر65 مظفر سٹریٹ نمبر41 کچی آبادی اسلام پورہ لاہور-	نمبر ایضاً مورخہ 10-8-1986
4	سید شبیر حیدر ولد شمشیر حیدر	محرر صغیر	مکان نمبر2- گلی نمبر20 رام نگر راج گڑھ لاہور	نمبر ایضاً مورخہ 14-10-1986 نمبر ایضاً مورخہ 14-10-1986
5	محمد اسلم ولد اللہ رکھا	ایضاً	95 فضل سٹریٹ علامہ اقبال روڈ- گڑھی شاہو لاہور	نمبر ایضاً مورخہ 20-11-1986
6	نذیر احمد خان طاہر ولد منیر خان	استقبالیہ کلرک ریکارڈ کیپر	کوٹ ارجن سنگھ والا- تحصیل چونیاں ضلع قصور	Dated 8-7-1986 So(P)-I/85/13487 Dated 8-7-1986 So(P)-I/85/13487

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج۔ لاہور

1	اکبر علی	مصالچی	جاڈوی خانہ۔ تحصیل و ضلع شیخوپورہ	SO(Admn,) IV-6-144/86 Date 12-10-86

گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور

1	محمد اسلم ولد محمد رمضان	اسسٹنٹ اکو نیشنل تھراپسٹ	جامعہ مسجد 400 شادمان کالونی۔ لاہور	So (Admn. IV) 6-144/86
2	طارق اقبال ڈار ولد محمد شریف	سب اوور سیئر سٹاف	584 - شادباغ۔ لاہور	ایضاً

راولپنڈی جنرل ہسپتال راولپنڈی

1	محمد ثقلین ولد راجہ سنگار خان	محرر صغیر	موضع کلیاں حمید ڈاک خانہ کانڑیالہ۔ تحصیل گوجر خان راولپنڈی	ایضاً

2	محمد عارف ولد محمد شریف	سٹور کیپر	بمقام و ڈاک خانہ شاہ دولہ پس تحصیل پھالیہ ضلع گجرات۔	ایضاً
3	چودھری غلام ربانی ولد چوہدری کرم الٰہی	لیبارٹری اسسٹنٹ	مکان نمبر ۱۱۱- چکوال روڈ تحصیل تلہ گنگ۔ ضلع چکوال	ایضاً
4	محمد اسحاق ولد شیر محمد	بیرا	ڈھوک اعوان۔ ڈاک خانہ ترکالی خورد تحصیل گوجر خان۔ راولپنڈی	ایضاً
5	شرافت حسن ولد محمد اعظم	ایضاً	بمقام کوٹھیا والا۔ ڈاک خانہ کوٹلی مستان۔ تحصیل و ضلع راولپنڈی	ایضاً
6	شوکت محمود ولد فضل حق	ایضاً	بمقام مہرثین ڈاک خانہ جوہنگال تحصیل و ضلع گوجر خان۔ راولپنڈی	ایضاً
7	نثار احمد ولد محمد رفیق	ایضاً	مہرہ آندھیاں۔ ڈاک خانہ سالہ تحصیل و ضلع راولپنڈی	ایضاً
8	ارشد محمود ولد مچھ ربان خان	ایضاً	بمقام رحیم آباد۔ ڈاک خانہ نیا شکریال تحصیل و ضلع راولپنڈی۔	ایضاً

9	محمد یٰسین ولد محمد زہراب	بیرا	مکان نمبر SA-297- محلہ صادق آباد تحصیل و ضلع راولپنڈی	ایضاً
10	شاہد انوار ولد زاہد انوار	ایضاً	بمقام دھکواہ۔ تحصیل و ضلع راولپنڈی۔	ایضاً
11	منیر احمد ولد برکت علی	ایضاً	بمقام ونیا۔ ڈاک خانہ کوٹلی مستاں تحصیل مری راولپنڈی	ایضاً
12	منظور حسین ولد صہابت خان	ایضاً	بمقام و ڈاک خانہ۔ گجرپالہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی	ایضاً
13	محمد جمشید ولد عبدالحلیم	ایضاً	بمقام و ڈاک خانہ کھنہ موسیٰ تحصیل و ضلع اٹک	ایضاً
14	محمد یوسف ولد عبدالرزاق	گیٹ مین	بمقام کھال تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک	ایضاً
15	فدا حسین ولد محمد شفیع	نائب قاصد	مقام گھیلہ کلاں تحصیل و ضلع راولپنڈی	ایضاً

16	قاضی جمیل اختر ولد قاضی عزیز احمد	لیبارٹری اسسٹنٹ	مقام مغل پاری تحصیل و ضلع راولپنڈی	ایضاً
17	محمد عاشق ولد محمد یعقوب	بیلدار	ڈھوک بھٹیاں ڈاک خانہ میسیٰ کسوال تحصیل گوجر خان راولپنڈی	ایضاً

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد

1	امتیاز احمد	محرر صغیر	DSG-SH/86 (462) dated 4-10-1986
2	بہادر خان	ڈرائیور	DSG-SH/86 (583) dated 30-10-1986
3	نذیر احمد	وارڈ بیرا	SO (Admn. IV) 4-1/85 dated 1-1-87
4	برکت سکندر	ایضاً	US(P)-PP/255/86/5510 dated 23-10-86

محکمہ صحت میں وزیر اعلیٰ کے حکم سے شروع کی جانے والی سکیموں کی تفصیلات

☆ 2062 - جناب سردار نصراللہ خاں دریشک۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم مئی 1985ء سے 30 نومبر 1986ء تک ان کے محکمہ میں وزیر اعلیٰ کی جانب سے خصوصی ہدایات کے نتیجہ میں ترقیات کا کام صوبہ کے تمام اضلاع میں تحصیل وار کیا ہوا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا کام کن ممبران قومی یا صوبائی اسمبلی کی سفارش پر ہوا۔

(ج) مندرجہ بالا ترقیاتی سکیموں میں سے کتنی Under perocess ہیں کتنی پر کام شروع ہو چکا ہے۔ کتنی پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے۔

(د) مندرجہ بالا سکیموں کا علیحدہ علیحدہ سکیم وار خرچہ کا تخمینہ کیا ہے؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) مطلوبہ تفصیلات لف ہیں۔

(ب) ایضاً

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

یکم مئی 1985ء سے 30 نومبر 1986ء تک وزیر اعلیٰ کی ہدایات پر منظور شدہ ترقیاتی منصوبے

نمبر شمار	سکیم کا نام	سفارش کنندہ کا نام	لاگت کا تخمینہ	خرچہ	موجودہ سال میں فراہم کردہ رقم	کیفیت
1	بنیادی مرکز صحت حاجی شاہ تحصیل و ضلع اٹک	شیخ آفتاب احمد ایم پی اے	14.64	---	5.00	رقم فروری 1987ء میں فراہم کی گئی
2	2 عدد موبائل میڈیکل یونٹ برائے علاقہ جات مری ضلع راولپنڈی۔	---	6.80	---	---	رقم فراہم کی جا رہی ہے۔
3	بنیادی مرکز صحت بادشاہ پور تحصیل و ضلع چکوال	صدر پاکستان	14.29	---	5.00	تعمیر کا کام جاری ہے۔
4	بنیادی مرکز صحت ساگری تحصیل و ضلع راولپنڈی	چوہدری محمد خالد ایم پی اے	14.29	---	5.00	رقم فروری 1987ء میں فراہم کی گئی۔

5	بنیادی مرکز صحت راہوالی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ	ڈاکٹر شیلا بی چارلس ایم۔ پی۔ اے	12.22		5.00	عمارت کی تعمیر کے لئے رقم فراہم کر دی گئی تھی۔ مگر اب ایم پی اے صاحبہ نے لکھا ہے۔ کہ راہوالی میں بنیادی مرکز صحت کی تعمیر کے لئے زمین موجود نہیں ہے۔ اس لئے یہ بنیادی مرکز صحت موضع تلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ میں منتقل کر دیا جائے۔
6	بنیادی مرکز صحت درگاہ پور ضلع گوجرانوالہ	---	12.22	---	5.00	رقم فروری 1987ء میں فراہم کی گئی۔
7	بنیادی مرکز صحت چک نمبر 90 جنوبی ضلع سرگودھا کو دیہی مرکز صحت میں تبدیل کرنا	چوہدری انور علی چیمہ ایم این اے	---	---	5.00	سکیم منظور ہو چکی ہے۔

8	دیہی مرکز صحت شیر شاہ ضلع ملتان	مخدوم زادہ محمد احسن شاہ ایم۔ پی۔ اے	54.47	---	5.00		محکمانہ منظوری 19 فروری کو جاری کی گئی۔
9	بنیادی مرکز صحت مبارک پور تحصیل و ضلع ملتان	---	12.22	---	5.00		ٹنڈر طلب کئے گئے ہیں۔
10	بنیادی مرکز صحت چک نمبر77/12-L تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال	رائے احمد نواز خاں ایم پی اے	12.22	---	5.00		ٹنڈر زیر غور ہیں۔
11	بنیادی مرکز صحت چک نمبر104/12-2 تحصیل چیچہ وطنی	رائے احمد نواز خان ایم این اے	12.22	---	5.00		ٹنڈر طلب کر لئے گئے ہیں
12	بنیادی مرکز صحت ماڑی بھاگو خان تحصیل لودھراں ضلع ملتان	---	12.22		5.00		ٹنڈر طلب کر لئے گئے ہیں

13	دیہی مرکز صحت قائم پور ضلع بہاول پور	جناب عبدالرشید ایم پی اے	53.10	---	10.00	رقم فراہم کر دی گئی ہے
14	بنیادی مرکز صحت عثمان پور تحصیل منچن آباد ضلع بہاول نگر	جناب خادم حسین ایم پی اے	11.81	---	---	ایم پی اے موصوف نے درخواست کی ہے کہ اس مرکز کو بیروالا منتقل کر دیا جائے کیس وزیر اعلیٰ کو بھیج دیا گیا ہے۔

NON_D.P.H ڈاکٹروں کی اگلے سکیل میں ترقی

☆ 2082- جناب فضل حسین راہی -کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں کچھ سرکاری Non-D.P.H ڈاکٹروں کا ان کے کیا اگلے سکیل میں Move over مورخہ یکم دسمبر 1984ء سے واجب تھا۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) کیا انہیں اگلے سکیل میں ضروری Move over دے دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب سے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت انہیں یہ Move over کب تک دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) یہ درست ہے کہ Non-D.P.H ڈاکٹروں کا اگلے اسکیل میں Move Over یکم دسمبر 1984ء سے واجب تھا اور انکی تعداد 125 کے قریب ہے۔

(ب) جی نہیں۔ اگلے اسکیل میں Move over ابھی تک کسی بھی ڈاکٹر کو نہیں دیا گیا جن ڈاکٹر صاحبان کی آؤٹ رپورٹ آئی ہے اور جن کے .ACR's مکمل ہیں ان کے کیس محکمہ نے S.&.GAD میں بھجے ہوئے ہیں جن کی تعداد 67 ہے۔ جن کے آؤٹ سرٹیفکیٹ نہیں آئے اور .ACR's مکمل نہیں ہیں ان کے کیس نہیں بھیجے گئے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ ریکارڈ مکمل کیا جائے اور باقی Cases کو بھی جلد منظوری کے لئے بھجوایا جائے۔

ہومیو پیتھک ڈسپنسریوں کا قیام

☆ 2086- چوہدری اصغر علی۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ صحت کے نوٹیفکیشن No. S.O.(homeue) 1-84 مورخہ 26 فروری 1986ء کے مطابق صوبہ میں چند اضلاع کو چھوڑ کر 25 ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں سال 87-1986ء میں قائم ہونا تھیں۔ جن کے لئے مبلغ

1223740 روپے کی رقم بھی مختص کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب تک متذکرہ ڈسپنسریاں کسی ضلع میں بھی قائم نہیں کی گئی۔ جبکہ نصف سال گزر چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس تاخیر کے ذمہ دار کون ہیں اور یہ ڈسپنسریاں کب قائم کی جائے گی۔ مزید برآں عملہ کی چھ ماہ کی مدت ملازمت کی تنخواہ اور دوسرے اخراجات کی رقم کہاں خرچ ہوئی؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ صحت نے پنجاب کے مختلف اضلاع میں ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں قائم کرنے کے لئے ایک سکیم منظور کی ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سکیم کے لئے ابھی تک کوئی رقم مختص یا منظور نہیں ہوئی۔

(ب) یہ درست ہے کہ ابھی تک کسی ضلع میں بھی ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں قائم نہیں کی گئیں۔ جس کی وجہ اس سکیم کے لئے مطلوبہ رقم اور عملہ کی ملازمت کے قواعد ملازمت کا موجود نہ ہونا تھا۔ تاہم اب قواعد ملازمت منظور ہو چکے ہیں اور رقم کی منظوری کا انتظار ہے۔ رقم ملنے پر ڈسپنسریوں کا اجراء کر دیا جائے گا۔

منڈی ہیڈ راج میں ہیلتھ سینٹر کی تعمیر

☆ 2095- **بیگم بشریٰ رحمٰن۔** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی ہیڈ راج کا تحصیل میں ایک ہیلتھ سنٹر منظور ہوا تھا اور گذشتہ سال اس کی تعمیر کے لئے ستاسی لاکھ روپے کا ٹینڈر بھی منظور ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ستاسی لاکھ کا مذکورہ ٹینڈر منظور ہو کر کینسل ہو گیا تھا۔

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) ضلع کونسل بہاولپور کی سفارش کے مطابق گذشتہ سال 1988-89ء کے دوران منڈی ہیڈ راج کان کے مقام پر ایک رورل ہیلتھ سنٹر منظور کیا گیا تھا۔ دریں اثناء حکومت نے رورل ہیلتھ سنٹروں کی حتمی منظوری کے اختیارات متعلقہ ضلعوں کے انچارج وزیروں کو تفویض کر دیئے۔ ضلع بہاول پور کے انچارج وزیر نے ہیڈ راج

کان کے مقام پر رورل ہیلتھ سنٹرل کی تعمیر کی منظوری نہیں دی بلکہ اس کے لئے ڈیرہ بکھا کو منظور کیا۔ چنانچہ مذکورہ ہیلتھ سنٹر اب ڈیرہ بکھا کے مقام پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی درست ہے۔ کہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے رورل ہیلتھ سنٹر کی ہیڈ راج کان کی تعمیر کے لئے ٹینڈر طلب کئے تھے۔ لیکن انچارج وزیر کی منظوری نہ ملنے کی وجہ سے یہ ٹنڈر منسوخ کر دیئے گئے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ اس رورل ہیلتھ سنٹر کی تعمیر کے لئے 27 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹر ہیڈ راج کان کی تعمیر کی تجویز منظور ہوئی تھی۔ جسے انچارج وزیر کی منظوری نہ ملنے کی وجہ سے منسوخ کر دیا گیا۔

(ج) درج بالا جواب جزو ہائے (الف) اور (ب) کی روشنی میں یہ بھی درست نہیں۔ کہ رقم مذکورہ کا استعمال چک 15 فورڈ واہ میں ہیلتھ سنٹر کی تعمیر پر کیا گیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ چک نمبر 15 فورڈ واہ میں ہیلتھ سنٹر کی تعمیر پر کیا گیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ چک نمبر 15 فورڈ واہ میں ایک بنیادی مرکز صحت پہلے ہی 15-4-84 سے کام کر رہا ہے۔ منڈی ہیڈ راج کان کے مقام پر موجودہ مالی سال 1986-87ء کے دوران رورل ہیلتھ سنٹر کی تعمیر شروع کی جائے گی۔ جس کی منظوری محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات نے دے دی ہے۔

منڈی یزمان میں تعمیر شدہ ہسپتال کا اجراء

☆ 2098- بیگم بشریٰ رحمٰن۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی یزمان میں امیر دین نے ایک ہسپتال بنا کر دیا ہے۔ لیکن تا حال اس ہسپتال کا ابھی تک افتتاح نہیں ہوا جبکہ عمارت بالکل مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال کی خالی عمارت میں آجکل گدھے براجمان ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ہسپتال کو اس کے

اصلی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) جی ہاں۔ عمارت مارچ 1982ء میں محکمہ صحت کے حوالے کی گئی تھی مگر مذکورہ عمارت کی حالت مخدوش اور ناگفتہ بہ تھی جس کی تعمیر کے لئے محکمہ تعمیرات سے رجوع کیا گیا۔ چنانچہ محکمہ تعمیرات نے مذکورہ عمارت کی تعمیر کے لئے 6.25 لاکھ کا تخمینہ لگایا لیکن اس دوران عمارت کی حالت پہلے سے زیادہ خستہ ہو گئی جس کی بنا پر محکمہ تعمیرات نے اس کی مرمت کرنے سے انکار کر دیا اور عمارت کو ناقابل استعمال بھی قرار دے دیا ان وجوہات کی بنا پر مذکورہ ہسپتال کا افتتاح نہ ہو سکا۔

(ب) یہ درست نہیں ہسپتال کی حفاظت کے لئے 2 عدد چوکیدار تعینات ہیں۔

(ج) حکومت مذکورہ بالا ہسپتال کو اس کے اغراض و مقاصد کے حصول کا یقیناً ارادہ رکھتی ہے بشرطیکہ محکمہ تعمیرات متذکرہ عمارت کی مرمت کر کے محکمہ صحت کے حوالے کر دے۔

پرائمری ہیلتھ سینٹر کی منتقلی

☆ 2127 مہر مقبول احمد فتیحانہ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر 455 جی۔ بی موضع گڑھ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں پرائمری رورل ہیلتھ سینٹر معیار کے مطابق کام نہیں کر رہا کیونکہ یہ موزوں جگہ پر واقع نہیں ہے نیز اس کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہیلتھ سینٹر کو بند کر کے مناسب جگہ پر ہیلتھ سینٹر بنانے کے لئے تیار ہے۔ اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) حکومت نے عوام کے پر زور مطالبے پر 1976ء میں ایک دیہی مرکز صحت

(Rural Health Centre) 12 لاکھ 88 ہزار روپے کی لاگت سے چک نمبر55 گ۔ ب (کنجوانی) کے مقام پر تعمیر کیا تھا جو کہ مناسب جگہ پر واقع ہے اور اس کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔ جہاں تک موضع گڑھ کا تعلق ہے یہاں پر ضلع کونسل کی ڈسپنسری کام کر رہی ہے تاہم اس ڈسپنسری میں گورنمنٹ کا ڈاکٹر تعینات ہے۔ یہ ڈسپنسری بھی علاقے کے عوام کو بخوبی طبی سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔

(ب) 12 لاکھ 88 ہزار روپے کی لاگت سے قائم کردہ دیہی مرکز صحت چک نمبر455 گ۔ ب کو نہ تو بند کرنا ممکن ہے اور نہ ہی اس کی عمارت کو کسی اور جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اس سینٹر کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔

مینٹل ہسپتال لاہور کی تعمیر و مرمت

☆ 2171 **جناب سجاد احمد چیمہ۔** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور کے دماغی امراض کے ہسپتال کو قائم ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں اس وقت مریضوں کی تعداد کیا ہے اور ہر مریض کب سے زیر علاج ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ہسپتال کی عمارت خستہ ہے اور اس کی مرمت وغیرہ نہیں کروائی جاتی اگر ایسا ہے تو ایسے مفید اداروں کو نظر انداز کرنے کی کیا وجوہ ہیں۔

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) لاہور کے دماغی امراض کے ہسپتال کو قائم ہوئے 86 سال ہوئے ہیں۔

(ب) اس وقت ہسپتال میں مریضوں کی تعداد 642 ہے 455 مرد اور 187 عورتیں زیر علاج ہیں۔ تمام مریضوں کی لسٹ بمعہ تاریخ داخلہ ہسپتال ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہسپتال کی نئی عمارت زیر تعمیر ہے جس میں نئے وارڈز کا اضافہ کیا جا رہا ہے اور بہت سی پرانی عمارت مسمار کر دی گئیں ہیں۔ جو عمارت مزید کام میں آ سکتی ہیں۔

ان کی تجدید جاری ہے۔
زیر تعمیر کام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1	زنانہ مریضوں کی نئی رہائش گاہیں	135.31 لاکھ
2	پانی کی فراہمی و سیوریج سسٹم	632.8 لاکھ
3	عملے کے لئے رہائش گاہوں کی تعمیر	71.40 لاکھ
4	موجودہ عمارت کی تجدید	64.99 لاکھ
5	لانڈری پلانٹ کی خرید	40.00 لاکھ
	ٹوٹل	343.78 لاکھ

Non-D.P.H. ڈاکٹروں کا اگلے سکیل میں موو اوور

☆ 2377 جناب شہاب الدین اویسی۔کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ صوبہ پنجاب میں کچھ سرکاری Non DPH ڈاکٹروں کا ان کے اگلے سکیل یعنی بی پی ایس 18 سے بی پی ایس 19 میں موو اوور Move over مورخہ یکم دسمبر 1985ء سے واجب تھا۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) کیا انہیں اگلے سکیل یعنی بی پی ایس 18 سے بی پی ایس 19 میں ضروری موو اوور دے دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو کب سے اور اگر نہیں تو کیوں نہیں اور حکومت انہیں یہ موو اوور کب تک دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) یہ درست ہے کہ Non D.P.H. ڈاکٹروں کا اگلے سکیل میں موو اوور یکم دسمبر 1984ء سے واجب تھا اور ان کی تعداد 125 کے قریب ہے۔

(ب) جی ہاں 37 ڈاکٹروں کو اگلے سکیل میں موو اوور دے دیا گیا ہے۔ جس کے بارے میں جلد نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا جن ڈاکٹروں کی آڈٹ رپورٹ آئی ہے

اور جن کے ACR مکمل ہیں ان کے کیس محکمہ S.&.GAD میں بھیجے ہوئے ہیں جن کی تعداد 67 ہے 37 ڈاکٹروں کو سکیل دے دیا گیا ہے اور باقی ڈاکٹر صاحبان کا فیصلہ آئندہ کیا جائے گا جن ڈاکٹر صاحبان کے آڈٹ سرٹیفکیٹ نہیں آئے ہیں اور ACR مکمل نہیں ہیں ان کے کیس اور ریکارڈ مکمل ہوتے ہی S.&.GAD کو روانہ کر دیئے جائیں گے ریکارڈ مکمل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

مقررہ مدت سے پہلے افسران کی تبدیلی

☆ 2520- جناب سرفراز نواز۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ صحت میں اگست 1985ء سے تاحال کتنے افسروں کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلے یعنی Pre mature طور پر کی گئی۔ ماہانہ تفصیل کیڈر بمعہ نام اور وجوہات بیان کی جائے۔

(ب) اگست 1985ء سے تا حال مذکورہ افسروں میں سے جن کی تبدیلی کے احکام منسوخ کئے گئے ہیں ان کی ماہانہ تفصیل بمع نام اور وجوہات بیان کی جائیں۔

جواب موصول نہیں ہوا

قائداعظم میڈیکل کالج اور پنجاب میڈیکل کالج میں داخلہ کی تفصیلات

☆ 2636- میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور اور پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں کتنے طلباء کو یکم اکتوبر 1986ء سے 15 فروری 1987ء تک داخلہ دیا گیا۔ مذکورہ کالجوں سے یکم اکتوبر 1986ء سے 15 فروری 1987ء تک کتنے طلباء کو Migration کی اجازت دی گئی اور کس بنیاد پر اور اس عرصہ کے دوران کتنے طلباء کو تبادلہ کی اجازت دی گئی اور کن وجوہات کی بناء پر۔

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف)	قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد
	156	171
(ب)	سال اول کے کسی طالب علم کو مائیگریشن کی اجازت نہیں دی گئی۔	سال اول کے چھ (6) طالب علموں کو مائیگریشن کی اجازت دی گئی۔ (یہ درخواستیں وزیر اعلیٰ صاحب نے رحم اور ہمدردی کی بنیاد پر منظور فرمائیں)
(ج)	سال اول کے نو (9) طلباء کی درخواستیں نا منظور کی گئیں۔ (وجوہات۔ بحکم وزیر اعلیٰ مائیگریشنوں پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ دیگر یہ درخواستیں مائیگریشن کے قواعد و ضوابط کے مطابق نہ تھیں)	سال اول کے بارہ (12) طلباء کی درخواستیں نا منظور کی گئیں۔ (وجوہات۔ بحکم وزیر اعلیٰ مائیگریشنوں پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ دیگر یہ درخواستیں مائیگریشن کے قواعد و ضوابط کے مطابق نہ تھیں) (نوٹ۔ تین درخواستیں زیر غور ہیں)

کوالیفائیڈ ڈاکٹروں کو ایڈھاک بنیادوں پر ملازمتیں فراہم کرنے کے لئے اقدامات

☆ 2637- میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کتنے کوالیفائیڈ ڈاکٹروں کو ایڈھاک بنیادوں پر یکم اکتوبر 1986ء سے 15 فروری 1987ء تک ملازمتیں دی گئیں اور کس معیار کو ملحوظ رکھا گیا۔

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

یکم اکتوبر 1986ء سے 15 فروری 1987ء تک 516 ڈاکٹروں کو ایڈھاک کی بنیادوں پر ملازمتیں دی گئیں۔

(i) ایم۔ بی۔ بی۔ ایس پاس ہو اور صوبہ پنجاب کے میڈیکل کالج کا گریجوایٹ ہو۔
(ii) پنجاب کا ڈومیسائل ہونا ضروری ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

میڈیکل کالجوں میں قبائلی علاقہ کے امیدواروں کے داخلہ کی تفصیلات

251- چوہدری اصغر علی گوجر۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب کے میڈیکل کالجز میں ڈیرہ غازیخان کے قبائلی علاقہ کے لئے کتنی سیٹیں مختص کی گئی۔ طلباء اور طالبات کی نشستوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے۔

(ب) متذکرہ نشستوں کے لئے میرٹ کن اصولوں کو پیش نظر رکھ کر بنایا گیا ہے اور وہ میرٹ کیا ہے اور کیا میرٹ تیار کرتے وقت قبائلی علاقہ کے عوام کو مطلوبہ رعایت دینے کا خیال رکھا گیا ہے اور کس طرح۔

(ج) موجودہ سیشن میں اس علاقہ سے کتنے طلبہ کو داخلہ ملا ہے۔ اگر داخلہ نہیں ملا تو کیا یہ درست ہے کہ میرٹ کو سخت بنا کر قبائلی علاقہ کے عوام کو ان کے حق سے محروم رکھا گیا ہے۔

(د) اگر جز (ج) بالا کا جواب ثبات میں ہے تو کیا حکومت قبائلی علاقہ کے عوام کے ساتھ زیادتی کے ازالے کے لئے کوئی اقدام کرنے کو تیار ہے؟

وزیر صحت۔ (سید افضال علی شاہ)

(الف) ڈیرہ غازی خاں کے قبائلی علاقہ کے لئے حکومت نے نشتر میڈیکل کالج ملتان میں دو نشستیں ایک لڑکی اور ایک لڑکے کے لئے مختص کی ہیں۔

(ب) ان نشستوں پر داخلہ صرف ان امیدواروں کو دیا جاتا ہے جن کا تعلق اس علاقہ سے ہو اور جو اوپن میرٹ پر داخلہ حاصل نہ کر سکتے ہوں۔ قوانین کے مطابق ان نشستوں کے لئے تمام امیدواروں کا میرٹ یکساں طور پر تیار کیا جاتا ہے۔

(ج) موجودہ سیشن میں ڈیرہ غازی خاں کے قبائلی علاقہ سے لڑکے کی نشست پر جس امیدوار کو داخلہ ملا ہے اس کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں (لڑکیوں میں سے کوئی بھی ایسا امیدوار نہ تھا جس کا تعلق ڈیرہ غازی خاں کے قبائلی علاقہ سے ہو۔ لہٰذا اس نشست پر داخلہ نہیں ہوا)۔

نام اور ولدیت	نمبر
محمد اسماعیل ولد اللہ بخش	656/1100

(د) جیسا کہ جز (ج) بالا کے جواب میں بتایا گیا ہے ایک امیدوار (لڑکے) کو نشتر میڈیکل کالج ملتان میں داخلہ دے دیا گیا ہے اور دوسری نشست (لڑکی) پر داخلہ اسلئے نہیں دیا گیا کیونکہ امیدواروں میں سے کسی لڑکی کا تعلق اس علاقہ سے نہیں ہے اس حالت میں جبکہ اس علاقے سے کوئی لڑکی درخواست گزار نہیں ہے۔ کوئی اقدام ممکن نہیں۔

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹوں کی میعاد میں توسیع

سردار نصراللہ دریشک۔جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مسودہ قانون حصول اراضی مصدرہ 1987 (مسودہ قانون نمبر105) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 مارچ تک توسیع کی جائے"

جناب ڈپٹی سپیکر۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ مسودہ قانون حصول اراضی مصدرہ 1987ء (مسودہ قانون نمبر105) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 مارچ تک توسیع کی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

سردار نصراللہ خان دریشک۔جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب بابت 1985ء (بل نمبر9 بابت 1985ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 مارچ تک توسیع

کی جائے"

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم مالیہ اراضی پنجاب بابت 1985ء (بل نمبر 9 بابت 1985ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31- مارچ تک توسیع کی جائے"

وزیر قانون۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ کیونکہ جناب چیف منسٹر کے حکم کے تحت کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کو ایوان میں فی الفور لیا جائے کیونکہ مجلس قائمہ کو کافی وقت دیا جا چکا ہے۔ اس کی رپورٹ چونکہ نہیں آئی اس لئے وہ تحریک کسی تاریخ کے لئے رکھی ہوئی ہے۔ وہ اس تاریخ کے لئے رکھ دی جائے اور اس میں توسیع نہ کی جائے۔

سردار نصراللہ خان دریشک۔ چودھری صاحب آپ کس تحریک کے بارے میں فرما رہے ہیں؟

وزیر قانون۔ لینڈ ایکوی زیشن ایکٹ میں جو امنڈمنٹ ہے جس پر میں نے تحریک دی ہے۔

سردار نصراللہ خان دریشک۔ وہ تو ایوان نے پہلے منظور کر دی ہے۔

وزیر قانون۔ نہیں کی ہے۔

سردار نصراللہ خان دریشک۔ 105 تو ایوان نے کر دی ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون۔ قطعاً نہیں۔ چونکہ وضاحت نہیں کی تھی کہ کس کے بارے میں تحریک پیش کر رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ریکارڈ پر یہ تحریک موجود ہے کہ اس کو فی الفور لیا جائے۔ سپیکر صاحب نے اس کو ایجنڈے پر رکھا ہوا ہے۔ اس لئے اس میں توسیع نہیں کی جا سکتی جب تک اس تحریک کا فیصلہ نہ کریں۔ حکومت نے چونکہ فیصلہ کیا ہے۔ وہ اس کی وضاحت کریں....

رائے احمد سعید خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایوان نے یہ جو تحریک ابھی ابھی پاس کی ہے اس کے سیاق و سباق کو میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ مجھے اس کے بارے میں علم ہے۔ یہ میرے ضلع کا معاملہ ہے۔ ایک آدمی کو ایک کروڑ روپے کا فائدہ پہنچانے کے لئے ساری اسمبلی کے منہ پر کالک لگانا چاہتے ہیں۔ میں نے وزیر قانون صاحب سے بھی

یہ گذارش کی ہے ہماری مجلس قائمہ برائے قانون میں یہ بل ہے۔ ہمیں ہر طرح سے approach کیا گیا۔ جب ہم نے کہا کہ ہم اس کے سامنے surrender نہیں کریں گے کیونکہ سراسر زیادتی ہو رہی ہے۔ تو اس کو اب اس طریقے سے پاس کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ابھی تو پاس نہیں ہوا۔ ابھی تو ایوان میں پیش ہی ہوا ہے۔

رائے احمد سعید خان۔ مجلس قائمہ برائے مال کو موقع دیا جائے کہ ہم اس پر دوبارہ غور و خوض کر سکیں۔ ہم نے باقاعدہ رپورٹیں منگوائی ہیں۔ اتنا بڑا گھپلا ہے۔ یہ بل تو Anti corruption Committee کے سپرد ہونا چاہئے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ کسی طرح کا کوئی گھپلا ہو رہا ہے۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ قانون میں ترمیم کے لئے کابینہ کی طرف سے ایک بل پیش ہوا ہے۔ اگر اس میں گھپلا ہو رہا ہے تو جناب چیف منسٹر کو یا کسی کو اس کی نشان دہی کریں۔ اور اگر وہ بل پیش ہو تو بتا دیں کہ اس میں قانونی غلطی کیا ہے۔ جہاں تک کسی خاص آدمی کی ذات کا تعلق ہے مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ تو پورے پنجاب کے ایک قانون میں ترمیم کی جا رہی ہے۔ کس کو فائدہ پہنچتا ہے کس کو نہیں پہنچتا یہ انفرادی معاملہ ہے جب فائدہ پہنچنے کی بات آئے گی تو اس کی مخالفت کریں یا اس کو پاس نہ ہونے دیں۔ اس لئے اس کے لئے پہلے ہی ایجنڈے پر یہ تحریک موجود ہے۔ اور جب تحریک ایجنڈے پر آ جائے تو اس میں توسیع نہیں ہو سکتی۔ جس دن کے لئے وہ تحریک رکھی ہوئی ہے پہلے وہ اس دن پیش ہو گی۔

سردار نصراللہ خان دریشک۔ جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ چودھری صاحب جس تحریک کی مخالفت فرما رہے ہیں ایوان نے اس کی متفقہ طور پر توسیع کر دی اس کے بعد ایوان میں دوسری تحریک پیش کی گئی جس کی انھوں نے مخالفت کی ہے۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر میں معزز ممبر کے علم کے لئے آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گی کہ ابھی تو انھوں نے پیش کیا تھا تو میں نے خود کہا ہے کہ میں بھی اس کی مخالفت کرتی ہوں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ متفقہ طور پر پاس ہو گیا ہے! ابھی تو وہ پیش ہی

نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم صاحبہ اصل میں بات یہ ہے کہ انھوں نے جب پہلی تحریک پیش کی تھی تو اس وقت ایوان سے پوچھا گیا تھا اور ایوان نے اس میں اپنا جو بھی اظہار تھا وہ کر دیا تھا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بیگم شاہین منور احمد۔ اگر شور میں یہ کہہ دیں کہ متفقہ طور پر ہو گیا تو یہ بات تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میری عرض سن لیں۔ لاء منسٹر صاحب نے جس وقت مخالفت کی ہے میرے خیال میں اس وقت دوسری یا تیسری تحریک پیش ہوئی تھی۔

بیگم شاہین منور احمد۔ میں نے خود مخالفت کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپکی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ انھوں نے پہلی تحریک یہ پیش کی تھی کہ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی 1987ء مسودہ قانون 105 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ 1988ء تک توسیع کی جائے"

اس پر میں نے ایوان سے پوچھا تھا تو انھوں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے اس کی توسیع دے دی جائے۔ جب انھوں نے دوسری تحریک پیش کی تو لاء منسٹر صاحب نے اس کی مخالفت کی۔ تو اب ایوان سے پوچھتے ہیں کہ اس کے متعلق اب آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! اس میں واضح بات تو یہ ہے کہ ہمیں کسی نے صحیح طور پر نہیں بتایا۔ پہلی تحریک کی بھی مخالفت ہوئی ہے اور دوسری کی بھی۔ دراصل یہ بڑی قانونی چیز ہے کہ جب حکومت کی طرف سے تحریک آ گئی ہے کہ اس بل کو لیا جائے اور اس کو سپیکر صاحب نے ایک خاص تاریخ کے لئے مقرر کر دیا ہوا ہے۔ اس تاریخ سے پہلے تو اس تحریک کا فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مجھے تو یہ نشان دہی کرنی تھی کہ اس کے متعلق پہلے ہی ریکارڈ پر تحریک آچکی ہے تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ ایوان کے ایجنڈے پر آ چکی ہے۔ اس لئے اس کو

مؤخر کر کے اس دن کے لئے رکھ دیں۔ اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب حکومت کی طرف سے تحریک آ جائے تو پھر اس کی توسیع کا سوال اس وقت تک نہیں آ سکتا جس وقت تک وہ تحریک dispose of نہ ہو جائے۔ اگر غلط بیانی کر کے یا غلطی سے ایوان سے توسیع لے لی گئی ہے تو میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ اور اس کو اس دن کے لے رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ مسودہ قانون مالیاتی کمیٹی کو پیش نہیں کیا گیا؟

وزیر قانون۔ پہلے مالیاتی کمیٹی کے پاس جانے کے بعد اس پر کافی وقت گزر چکا ہے اس لئے کابینہ نے چیف منسٹر صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ اس تحریک کو فوری طور پر لیا جائے میں نے چیف منسٹر صاحب کے حکم کی تعمیل میں یہ تحریک دی کہ اس کو فی الفور لیا جائے۔ اور وہ پرسوں سے ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اس تحریک کے آنے سے پہلے ہی وہ تاریخ مقرر ہو چکی ہے اسلئے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس میں آپ توسیع کریں۔ اس تاریخ کے لئے رکھ لیں اس تاریخ کو لیا جائیگا یا نہیں لیا جائیگا اگر ہوا بھی ہے تو تحریک ریکارڈ پر موجود ہے۔ آپ یہ فرمادیں کہ اس کو اس تاریخ پر لیا جائیگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے تاریخ مقرر ہے۔ ڈاکٹر صاحب فرمایئے۔

ڈاکٹر سردار احمد۔ جناب سپیکر! 4 ماہ ہو چکے ہیں اس کے متعلق بہت سی میٹنگز ہو چکی ہیں۔ اس میں بہت معمولی سی ترمیم درکار ہے۔ اور اس سے اتنا کوئی نقصان بھی نہیں ہے۔ میں اس بات کو صاف کرنا چاہتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رائے صاحب آپ تشریف رکھیں میاں صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب کو بات کر لینے دیں۔

ڈاکٹر سردار احمد۔ میں پہلے ہی اس سلسلے میں کھڑا ہوں اور میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جناب والا! یہ اتنی اہم ترمیم ہے کہ ایک زمین حاصل کر لی جاتی ہے حاصل کرنے کے بعد کسان کو پیسے دے دئے جاتے ہیں۔ کسان کو پیسے دینے کے بعد کسان اس کا قبضہ چھوڑ دیتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رائے صاحب آپ تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب پہلے ہی فلور پر ہیں ڈاکٹر

صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں فرما سکتے۔

ڈاکٹر سردار احمد۔کسان کو پیسے دے دیئے جاتے ہیں اور کسان اپنا قبضہ ایک سال کے بعد چھوڑ دیتا ہے.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ڈاکٹر صاحب میں آپ سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ بل اس وقت ایوان میں زیر بحث نہیں ہے۔ آپ ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں۔ اس کا حل میں یہی کر سکتا ہوں کہ یہاں پر ٹیپ چلا کر آپ کو سنا دی جائے۔ اگر ایوان نے اس کا جو بھی فیصلہ دی دیا چاہے مدت میں اضافہ ہے۔ (تالیاں)

وزیر زراعت و قانون۔جو تحریک پہلے سے مؤخر ہے اور ریکارڈ پر ہے سکریٹری صاحب بتائیں۔ کہ آپ نے تحریک پیش ہونے سے پہلے فیصلہ فرما دیا ہے۔ آپ کو یہ بتانا چاہئے تھا کہ یہ تحریک پہلے سے ریکارڈ پر موجود ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔فرمایئے۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع دیا جائے گا

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر! یہ رپورٹیں ایوان میں پیش کی گئیں ہیں یہ قواعد وضوابط کے خلاف ہیں۔ اس کے بعد جو بھی رپورٹس پیش کرنی ہوتی ہے وہ پیش کی جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔شاہ صاحب تحریک پیش کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر! مجھے آپ اجازت دیجئے میں پہلی ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں جو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا تھی وہ کر لی میں نے اس کو Ruled out کر دیا ہے۔

سردار محمد عارف۔جناب سپیکر! جب چیئر پہلے اس کی اجازت دے چکی ہے کہ یہ یہ item اسمبلی میں پیش کی جائیں گی اور جیسا کہ وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ 25 اکتوبر 1987 کو یہ ایوان میں آ رہی ہے۔ اس پر اس وقت بحث ہو سکتی ہے۔ آج اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اور جب یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور پرسوں یہ تحریک ایوان میں آ رہی ہے تو اس وقت اس پر

بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت۔اس کے متعلق ایک قاعدہ قانون مقرر ہے آپ نے قواعد معطل نہیں فرمائے بات یہ ہے کہ پہلے وقفہ سوالات کے بعد تحاریک استحقاق اور اس کے بعد تحاریک التوائے کار اس کے بعد تحاریک پیش ہوں گی یہ طریقہ ہی غلط ہے۔ جب ہم ہاؤس کو ایک تحریک دے چکے ہیں۔ اس کو زیر غور لائے بغیر ہم اس کو کیسے take up کر سکتے ہیں۔ اس تحریک کو بھی take up کریں اور سپیکر صاحب سے 25 تاریخ کا وقت طے ہو چکا ہے۔ اور آج Circulate بھی ہو چکا ہے۔ جب ایک تحریک Circulate ہو جائے اس کے خلاف ایک بات کر رہے ہیں۔ اس لئے اس کو 25 تاریخ کے لئے رکھ دیں۔ اس کا اس دن فیصلہ ہو جائے گا کہ منظور ہونا ہے یا نہیں ہونا ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسلئے میں عرض کروں گا کہ واقعی extenstion مانگنے میں حق بجانب ہیں تو ہم اس میں کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔ لیکن ایک تحریک آ چکی ہے اور ہاؤس میں Circulate ہو چکی ہے اور اس کے لئے تاریخ بھی مقرر ہو چکی ہے۔ اور سپیکر صاحب نے تاریخ مقرر کی ہے اس دن رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔اس کے بہتر یہی ہو گا کہ ہم کل اس کے متعلق فیصلہ کریں گے۔ کہ ایک چیز جو ایجنڈا پر موجود ہے اور اس کے لئے تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ اس کے لئے کوئی تحریک آ سکتی ہے۔ اور ہاؤس extenstion کے لئے منظوری دے سکتا ہے۔

وزیر قانون۔تحاریک استحقاقات اور تحاریک التوائے کار سے پہلے کس طرح تحریک لا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔اس کا کل فیصلہ کیا جائے گا اب ہم تحریک استحقاقات لیتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئل -جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ آپ اس تحریک کے بارہ میں اس معزز ایوان کا مافی ضمیر لے چکے ہیں اسلئے ٹیپ سن لیا جائے۔ اگر یہ ایوان میں آ چکا ہے تو پھر کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر -اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر آرڈر - آرڈر۔

چودھری محمد صدیق سالار۔جناب سپیکر! طاہر احمد شاہ صاحب نے جو نکتہ اٹھایا تھا وہ درست تھا۔ اس کا فیصلہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق میں عرض کر چکا ہوں آپ اپنی یاد دھانی کو تازہ فرما لیں۔

چودھری محمد صدیق سالار۔جناب سپیکر یہ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆
☆ ☆

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔فرمایئے شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر! چودھری صاحب نے جو الفاظ ادا کئے ہیں انکو اسمبلی کی کارروائی سے حذف فرما دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ صاحبان کی اس ضمن میں کیا رائے ہے۔ (آوازیں درست ہے) درست ہے جو الفاظ چودھری صاحب نے اسمبلی کے متعلق کہے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔میں نے جو پہلے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جس کے متعلق آپ نے فرمایا میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر56 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

56. "The Speaker shall, after the disposal of question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and may make a short statement relevant there to."

جناب سپیکر! اس میں shall کا لفظ ہے may کا لفظ نہیں ہے اگر آپ نے اجازت دینی تھی

☆ ☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

تو آپ کو باقاعدہ کسی تحریک پر یا اپنے طور پر کرنا چاہئے تھا - قاعدہ نمبر202 یہ کہتا ہے کہ۔

202. Any member may, with the consent of the Speaker, move that any rule may be suspended and if the motion is carried the rule in question shall stand suspended.

تو چونکہ قاعدہ نمبر56 سسپینڈ یا معطل نہیں کیا گیا۔ اس میں میں اس کی مخالفت نہیں کر رہا۔ میں قوانین کی بات کر رہا ہوں۔ قواعد کی بات کر رہا ہوں۔ اب مجھے ان قواعد کی موجودگی میں آپ یہ بتائیے کہ جو کارروائی ہوئی ہے وہ ان قواعد کی روشنی میں درست ہوئی ہے یا غلط؟ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! میں آپ سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس کے متعلق کل فیصلہ کیا جائے گا اور جو اعتراض آپ نے اٹھایا ہے اس کا جواب بھی انشاء اللہ کل دے دیا جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے وہ Valid ہے یا نہیں جناب والا! آپ ان کی رائے تو ہمیں لینے دیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ اس کا فیصلہ کل ہو گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر10 میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے جو کافی عرصہ پہلے سے چلی آ رہی تھی۔ جی میاں صاحب

کنیئرڈ کالج کی پرنسپل کے تبادلہ کے بارے میں ایوان میں وزیر تعلیم کی غلط بیانی

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری

معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ 7-10-87 میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ "کنیرڈ کالج کی پرنسپل اور وائس پرنسپل کا تبادلہ منسوخ کر دیا گیا ہے" اس خبر کے شائع ہونے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مورخہ 6- اکتوبر 1987ء کو وزیر تعلیم جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے اس ایوان میں اعلان کیا تھا کہ صوبائی حکومت داخلوں کی میرٹ پالیسی پر سختی سے عمل پیرا ہے اور میرٹ پالیسی کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرنے پر کنیرڈ کالج کی پرنسپل اور وائس پرنسپل کو فوری طور پر تبدیل کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جب وزراء اور ارکان اسمبلی میرٹ پالیسی پر عملدرآمد کرانے میں مخلص ہیں تو کسی ادارہ کے سربراہ کی میرٹ پالیسی کی خلاف ورزی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی۔

مگر محکمہ تعلیم کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ کنیرڈ کالج کی پرنسپل اور وائس پرنسپل کے خلاف عائد کردہ الزامات بے بنیاد ثابت ہوئے ہیں اس لئے ان کے تبادلوں کے احکام منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔

وزیر تعلیم نے بغیر تحقیق کئے ایوان میں غلط بیان دیا ہے جس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔ جناب غلام حیدر وائیں صاحب!

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔ جناب سپیکر! فاضل رکن نے جس بات پر تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اس میں ان کو جو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ حقائق پر مبنی نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ یہ بات درست ہے کہ کنیرڈ کالج کی پرنسپل اور وائس پرنسپل صاحبہ کے متعلق ایوان میں میں نے یہ بیان دیا تھا کہ adomission policy میں بعض شکایات کی نشاندہی ہوئی تھی اور اس میں ابتدائی تحقیق کے بعد صوبائی کوٹہ میں جو یہاں دوسرے صوبے کی admissions: ہوئے ہیں اس میں کچھ ناجوازیوں کی نشاندھی ہوئی ہے اور ابتدائی تحقیق میں وہ بات سامنے آئی تھی اور اس کی روشنی میں کنیرڈ کالج کی پرنسپل صاحبہ اور وائس پرنسپل صاحبہ دونوں کو وہاں سے تبدیل کر دیا گیا تھا۔ یہ بات میں ایوان میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ

یہ بات بالکل درست ہے کہ اس ابتدائی شکایت پر پرنسپل صاحبہ اور وائس پرنسپل صاحبہ کنیئرڈ کالج کو وہاں سے تبدیل کیا گیا تھا اور ٹرانسفر پر عملدرآمد ہو گیا تھا۔ انہوں نے چارج دے دیا تھا۔ ان کی جگہ Officiating جو کام کرنے والی ہیں ان کو بھی متعین کر دیا گیا تھا کہ وہ Caretaker (نگران) کے طور پر اس کی ذمہ داری کو سنبھالیں اس کے بعد پرنسپل صاحبہ اور وائس پرنسپل صاحبہ نے قائد ایوان وزیراعلیٰ پنجاب سے ملاقات کی اور انہوں نے بتایا کہ جو صوبائی کوٹہ میں دوسرے صوبے سے داخلے ہوئے ہیں جو زیر بحث تھے ان میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے وہ بادی النظر میں اس صوبے نے جو طالبات داخلہ کے حصول کے لئے بھیجی ہیں ان میں انہوں نے ان تفصیلات کو پوری طرح سے زیر بحث نہیں رکھا۔ پرنسپل صاحبہ اور وائس پرنسپل صاحبہ نے قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں پیش ہو کر یہ بات ثابت کی کہ دوسرے صوبے میں جو ان کا کوٹہ تھا اس میں جن کو انہوں نے یہاں پر داخلہ کے لئے بھجوایا ہے ان کو پرا کرنے میں انہوں نے کوئی بدنیتی کا مظاہرہ نہیں کیا اور ان تفصیلات کو دیکھنا اس صوبے کی انتظامیہ کی ذمہ داری تھی جنہوں نے اپنے اس کوٹے میں سے جس کو بھی داخلہ کے لئے بھیجا اس میں کیا اس کے میرٹ اس پر پورے آتے تھے یا نہیں۔ ان واقعات کے مضمرات کو دیکھنے کے بعد قائد ایوان اس نتیجے پر پہنچے کہ اس پرنسپل صاحبہ یا وائس پرنسپل صاحبہ کا اس admission کے آنے پر کوئی قصور نہیں ہے۔ لہٰذا ان کی اس صفائی کے بعد یہ دیکھتے ہوئے کہ اس معاملے میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے جنہوں نے اس admission کے کوٹے میں سے دوسرے صوبے میں جس طالب علم کو بھیجا تھا انہوں نے اس کی تفصیلات پوری طرح سے نہیں دیکھیں۔ لہٰذا اس چیز کے بعد ان کا تبادلہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے منسوخ فرمایا اور ان کو واپس اسی کالج میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے واپس بھیج دیا۔ میں یہ بات واضح کرنی چاہتا ہوں کہ استحقاق اس صورت میں آتا ہے کہ جو بات ایوان میں کی گئی ہو اور وہ پوری نہ ہوئی ہو۔

The Principal and the Vice Principal both were transferred. The charge of handing over and taking over was completed. اور اس کی جگہ نئی خاتون کو ذمہ داریاں دی گئیں اس کے بعد اس ٹرانسفر کے خلاف انہوں

نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں پیش ہو کر اپنی صفائی دی کہ جو داخلے والا مسئلہ ہے وہ دوسرے صوبے کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے اس کی تفصیلات پوری طرح سے نہیں دیکھی ہوں گی لیکن صوبے سے جو داخلہ ہمیں آ جائے ہم اسے قبول کرنے کے پابند ہیں لہٰذا اس پر ان کی کوئی بدنیتی نہیں ہے۔ لہٰذا اس صفائی کو دینے کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کو Reinstate کر کے واپس وہاں پر بھیج دیا چونکہ واقعات میں کسی قسم کی غلط بیانی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا لہٰذا اس میں نہ میرے فاضل بھائی کا اور نہ ہی اس ایوان کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میں گذارش کروں گا کہ میرے بھائی اس تفصیل کے بعد اس تحریک کو واپس لیں یا چونکہ اس سے ایوان کا یا کسی ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوا لہٰذا اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ جس بچی کو فرنٹیئر کے کوٹہ سے گورنر سرحد نے Nominate کیا اس کا Domicile پنجاب کا تھا یا نہیں؟ دوسری وضاحت میں یہ چاہوں گا کہ وہ بچی کن کی تھی؟ جناب! میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ذرا بیان فرمائیں کہ شہریت کے لحاظ سے اس کا تعلق پنجاب سے تھا؟ اگر پنجاب سے تھا تو وہ کن کی بیٹی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔وائیں صاحب! آپ اس کا جواب دینا پسند فرمائیں گے؟

وزیر تعلیم۔جناب سپیکر! گذارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صوبہ سرحد کا کنیرڈ کالج میں کوٹہ ہے اس مخصوص نشست پر صوبہ سرحد کی انتظامیہ نے کسی طالبہ کو نامزد کر کے یہاں بھیج دیا۔ جو بات میرے فاضل بھائی فرما رہے ہیں کہ اس کی Entitlement یہاں پر تھی یا نہیں تھی فی الحقیقت تو یہ مسئلہ اس صوبے کی انتظامیہ کو دیکھنا چاہئے تھا جنہوں نے اس کو نامزد کیا ہے اسکی Entitlement درست تھی یا نہیں تھی؟

And that was the real point under which after preliminary enquiry the Principal was transferred یعنی اس وقت ہم نے Rules and Regulations کے مطابق یہ دیکھا کہ دوسرے صوبے

کی مخصوص نشست پر جس کو وہ نامزد کر دیں اسے قبول کرنا اس صوبے کی انتظامیہ کی ذمہ داری میں شامل ہوتا ہے لہٰذا اسے دیکھے بغیر انہوں نے اسے داخل کیا۔

That was not the responsibility of this Principal to see whether the admission approved under the special quota by the Government of NWFP was in order or not.

تو اس معاملے کو دیکھتے ہوئے یہ دیکھا گیا کہ پرنسپل صاحبہ کا اس میں کوئی قصور نہیں تھا لہٰذا ان آرڈرز کی تکمیل کے بعد انتظامیہ نے ان کو نئے آرڈر دیکر اس کو بحال کیا اور اس کو واپس بھیجا اسلئے اس ہاؤس کی یا اس ایوان کی کوئی Infringement نہیں ہوئی تو اس لحاظ سے میں گذارش کروں گا کہ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو وہ صوبہ سرحد کی نامزدگی میں ہوئی ہوگی جس کے متعلق یہ پرنسپل ذمہ دار نہیں ہے لہٰذا معزز رکن مہربانی کر کے اسے واپس لیں یا اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں میاں صاحب سے استدعا کروں گا کہ ان کا کیا ارادہ ہے؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں چاہتا تھا کہ حکومت کی طرف سے اس پر کوئی وضاحت ہو اس کے بعد میں اپنی Short statement دینا چاہتا تھا کیونکہ میں نے جو تحریک لکھی تھی وہ بھی میں نے پڑھی ہے اور میں نے اس کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب۔ آپ کی جو تحریک ہے اس کے بارے میں وزیر صاحب نے جو بیان ایوان میں دیا تھا وہ خلاف حقیقت تھا اس لئے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! یہ میرا استحقاق ہے کہ میں اس پر short statement دے سکتا ہوں۔ یہ حق میں نے اس لئے کہا ہے کہ جب وزیر موصوف اپنا بیان دے دیں تو میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کروں۔ اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمایئے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ وزیر موصوف نے.....

(قطع کلامیاں)

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! بات ہو جاتی ہے پھر وزیر قانون صاحب پوچھتے ہیں کہ یہ تو

بات نہیں ہوئی اگر آپ بات سنتے ہی نہیں تو پھر ہم کیسے آپ کو بتائیں اس طرح یہ جو پہلے تحریک پیش ہوئی تھی وہ صحیح ہوئی تھی اور اس وقت وزیر قانون صاحب مصروف تھے۔

He was not paying attention.

اس کے بعد کہتے ہیں کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں۔ اب ہم جو عرض کر رہے ہیں وہ آپ سن نہیں رہے۔ جب بات گذر جائے گی پھر آپ کہیں گے کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں چلا۔

This is not out responsibility.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر تعلیم۔ جناب آپ کو یہ کیوں پریشانی ہوئی کہ میں آپ کی بات نہیں سن رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب آپ اپنی بات جاری رکھئے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ وزراء صاحبان پوری طرح بات سنتے نہیں اور جب بات ہو جاتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے پھر اس کے بعد کہتے ہیں کہ جی ہمیں تو پتہ نہیں لگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اپنی تحریک استحقاق کے متعلق جو بیان دینا چاہتے ہیں وہ دیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس معزز ایوان کے سامنے بڑے وثوق سے یہ فرمایا تھا کہ ہم میرٹ پر عمل کر رہے ہیں اور متعلقہ افسران اعلیٰ کو بھی ہدایت کر رہے ہیں اور ان سے بھی توقع کرتے ہیں کہ وہ بھی اس پر عمل کریں اور ہم ان سے اس پر عمل کروائیں گے۔ جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ جب وزیر موصوف نے' وزیر تعلیم نے بڑے وثوق سے یہ یقین دھانی کرائی کہ ہم نے آج ایک مثال قائم کی ہے۔ اسی طرح Investigation کرنے کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ کنیرڈ کالج میں داخلے کے معاملے میں کچھ دھاندلی ہوئی ہے اور جب یہ Statement دی گئی کہ دھاندلی ہوئی ہے اور پکڑی گئی ہے اور اس کے بعد ہم نے یہ ایکشن لیا ہے کہ ہم نے فوراً ہی پرنسپل اور وائس پرنسپل کو تبدیل کر دیا ہے یہ آپ کے الفاظ ریکارڈ پر موجود ہیں ریکارڈ میں یہ آپ کی تقریر موجود ہے آپ اگر نکال کر دیکھنا چاہیں

تو دیکھ سکتے ہیں آپ نے تو کہا تھا کہ ایک کو تو معطل بھی کر دیا گیا اس حد تک آپ نے الفاظ استعمال کئے تھے تو جناب والا ! آپ وزیر تعلیم ہیں جب آپ ایک Investigation کرتے ہیں اور اس کے بعد کسی کو تبدیل کرتے ہیں تو پھر اس کا کوئی جواز نہیں ہے کہ آپ پھر اسی کے بارے میں یہ بیان فرمائیں کہ نہیں یہ ان کی غلطی نہیں تھی اس کو اگر ہم نے تبدیل کیا ہے تو اس کے بعد پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے تبدیلی کو روک لیا۔

بیگم شاہین منور احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گی کہ میاں صاحب ہمارے اس معزز ایوان کے معزز ممبر ہیں اور ہمارے بزرگ ہیں اور اپوزیشن بنچز پر بیٹھتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں اگر پارلیمانی روایات میں ہم سے کوئی کوتاہی ہو گی تو یہ اس کمی کو دور کریں گے لیکن مجھے حیرت ہے کہ اس سے ان کا استحقاق کس طرح مجروح ہوا ہے اس کے متعلق تو یہ کچھ نہیں کہہ رہے یا تو انہیں کنیرڈ کالج کی پرنسپل سے شکایت ہے۔ مجھے تو کوئی سمجھ نہیں آ رہی جبکہ جو کچھ وزیر صاحب نے کہا ہے وہ درست ہوا ہے۔

The member is irrelevant and I don't think it is relevant to this point of privilege. He is (Interruption) irrelevant and that is my right to answer. He should kindly address the Chair and not me.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم صاحبہ۔ اس کا ابھی فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محترمہ شاہین منور صاحبہ نے تو اتنی لمبی چوڑی تقریر کی ہے وہ کس حیثیت میں کی ہے کیا وہ وزیر ہیں اور کیا وزیر گورنمنٹ کی طرف سے جواب دیا ہے یا وہ وزیر ہونے والی ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر ! نکتہ وضاحت.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھئے میں نے آپ کو اجازت دی تھی اس لئے آپ نے بات کی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ آپ نے اتنی لمبی بات کرنے کی تو اجازت نہیں دی تھی۔

بیگم شاہین منور احمد۔جناب سپیکر! میں نے صرف یہ کہا تھا کہ ان کی تحریک استحقاق نہیں بنتی اور یہ غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں اور میرا تعلق اس ادارے سے ہے اور میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں ایک اچھے ادارے کو Direct کروں اور اس کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ ہونے دوں یہ میرا استحقاق ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔جناب والا! میں تو آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ انہوں نے کس حیثیت میں جواب دیا ہے ان کا استحقاق بنتا ہے یا نہیں بنتا یہ تو وزیر صاحب جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔میں راہی صاحب سے یہ التماس کروں گا.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی وزیر تعلیم۔ کیا آپ اس سلسلے میں مزید فرمانا چاہیں گے؟

وزیر تعلیم۔جی۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ گذارش کی ہے کہ اس وقت بنیادی طور پر.....

میاں محمد اسحاق۔جناب والا! پہلے میری تو بات ختم ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ٹھیک ہے جی۔ میاں محمد اسحاق۔

میاں محمد اسحاق۔جناب والا! میں بات کر رہا تھا لیکن میری بہن نے اس میں مداخلت کر دی۔ تو میں ان سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ میرا استحقاق نہیں ہے یہ سارے معزز ایوان کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔میاں صاحب! یہ آپ کا اپنا نقطہ نگاہ ہے آپ بات کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔جناب والا! جب کوئی معزز وزیر یا رکن اس معزز ایوان میں بات کرتا ہے اور جو پوری تاکید اور وثوق سے فرماتا ہے ہمیں اسے من وعن تسلیم کرنا چاہئے اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں میں اس دن بہت خوش ہوا جب وزیر تعلیم نے فرمایا کہ ہم نے اتنی سختی سے میرٹ قائم کیا ہے اور اس بات پر ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے رہے ہیں ہم ان کی اس بات کو سراہتے ہیں اور ہم ان سے اس بات پر پورا تعاون کرتے ہیں اور ہم ان سے یہی گذارش کرتے ہیں کہ اس پر عمل کرایا جائے یہ بہت اچھی بات ہے اور حکومت کو اس کا credit ملتا ہے مگر جناب سپیکر۔ آپ خیال کیجئے کہ جب ایک وزیر انکوائری کرنے

کے بعد ایک پرنسپل اور وائس پرنسپل کو تبدیل کرتا ہے اور اس کے بعد یہ فرماتا ہے کہ میں نے ایکشن لے لیا ہے۔ ایکشن لینے کے بعد اسی سیٹ پر بیٹھ کر کہتا ہے کہ وہ ایکشن غلط ہوا تھا وہ انکوائری غلط ہوئی تھی اس لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کی ٹرانسفر منسوخ کر دی ہے۔ جناب والا! میری گذارش اتنی ہے نہ میرا کسی پرنسپل سے واسطہ ہے اور نہ ہی کسی بچی سے واسطہ ہے میرا واسطہ اگر ہے تو میرے اپنے بھائی وزیر تعلیم سے ہے کیونکہ یہ اس اسمبلی کے رکن ہیں۔ یہ اس کے وزیر ہیں۔ میرا حق بنتا ہے کہ میں ان سے پوچھوں اور وہ مجھے پوچھیں ہمارا کسی اور ادارے سے قطعاً تعلق نہیں ہے نہ پرنسپل میری رشتہ دار ہے نہ میری اس سے کوئی ناراضگی ہے میرا استحقاق یہ ہے کہ جو ہمارے وزیر تعلیم صاحب نے فرمایا تھا یا تو وہ غلط تھا یا اب یہ غلط ہے.....

اب دونوں میں سے ایک چیز تو غلط ہے۔ اس کے متعلق جناب والا! میں ان سے وضاحت چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے انکوائری کرائی تھی تو وہ غلط انکوائری تھی یا اب انکوائری غلط ہوئی ہے...

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی وائیں صاحب.....

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر! مجھے آپ اجازت دے دیں....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ابھی تک تو اس تحریک استحقاق کے منظور ہونے یا نامنظور ہونے کا فیصلہ نہیں ہوا تو وائیں صاحب کو بات کرنے دیں.....

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر! اس کی Admissibility پر بات کرنے کی اجازت دے دیں.....

جناب فضل حسین راہی۔جناب سپیکر! میرا ایک لائن کا سوال ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سے پوچھ لوں۔ بات اتنی ہے Explanation ہے کہ ایک Minister of State ہیں یہ ان کی بچی کے داخلے کا معاملہ ہے اور Minister of State جو ہیں ان کی یہ حیثیت ہے کہ وہ اپنے اختیارات سے یا اپنی حیثیت سے ایک صوبے کے عوام کا استحصال کرتے ہیں اور دوسرے NWFP سے جس شخصیت نے گورنر صاحب نے ان کو داخلے کے لئے Recommend کیا ہے انہوں نے اپنے صوبے کے عوام کے حقوق کا تحفظ کرنے کی بجائے

پنجاب کے عوام کا استحصال کیا ہے۔ پنجاب کے حقوق کا استحصال کیا ہے.....

وزیر سیاحت و ثقافت۔ پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب! تشریف رکھئے ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دیں۔ جی آپ نے کیا فرمایا ہے؟

وزیر سیاحت و ثقافت۔ جناب والا! میں نے یہ کہا تھا کہ قانون کے مطابق جب تک یہ تحریک Admit نہ ہو جائے اس کے اوپر تقریر کوئی نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی! وہ اس تحریک کی Admissibility پر بات کر رہے ہیں اور وہ یہ بات کر سکتے ہیں.....

وزیر سیاحت و ثقافت۔ جناب والا! Admissibility کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ تقریر کریں۔ یہ تو غلط طریقہ ہے۔ وہ قانون کی بات کریں۔ اور قانون کے تحت ہمیں بتائیں کہ Admissibility ہو سکتی ہے کہ نہیں.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ اس کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ ان کا اپنا سوچنے کا انداز ہے۔ وہ اس کے اوپر بات کر سکتے ہیں۔ جی راہی صاحب.....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ آپ نے مجھے اجازت دی ہے اور آپ کی اجازت سے میں بات کر رہا ہوں اور منسٹر صاحب جو ہیں وہ پتہ نہیں کیوں ایسے کہہ رہے ہیں.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے تھے آپ اپنی بات جاری رکھئے.....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میرا خاص طور پر وائیں صاحب سے جو سوال تھا وہ یہ تھا کہ ہمارے اوپر یہ چھوٹے صوبے الزام عائد کرتے ہیں کہ پنجاب چھوٹے صوبوں کے حقوق کا محافظ نہیں ہے...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ واقعات کی بات نہ کریں آپ اس میں رولز کی بات کریں.....

جناب فضل حسین راہی۔ یہ تو مثالیں ہمیں کچھ اور مل رہی ہیں۔ پنجاب کے عوام کا استحصال چھوٹے صوبے کا گورنر کرتا ہے۔ وہ تو مثال ہمیں ایسی مل رہی ہے اور الزامات پنجاب کے اوپر عائد ہوتے ہیں کہ پنجاب چھوٹے صوبوں کا استحصال کرتا ہے۔ تو اس معاملے

میں ایک تو دونوں حکومتیں جو ہیں وہ انہیں جوابدہ ہونا چاہئے اور دوسرا یہ ہونا چاہئے کہ یہ ہاؤس جو ہے یہ اتنا ذمے دار ہے اور یہ اتنا سپریم ہاؤس ہے کہ اس کے اندر کم از کم منسٹر صاحب ایک بات اگر کرتے ہیں تو پھر اس پر قائم نہیں رہتے جو وہ انہیں زیب نہیں دیتا یا ان کی پہلی تقریر غلط ہے ان کی معلومات پہلے غلط تھیں یا اب ان کی معلومات غلط ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک اطلاع جو ان کے پاس پہنچی ہے وہ غلط ہے اور دونوں میں سے کوئی ایک اطلاع جو ان کے پاس پہنچی ہے وہ غلط ہے اور دونوں میں سے کوئی ایک اطلاع جو انہوں نے فراہم کی ہے وہ غلط ہے....

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ۔ جناب والا ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق بات ہوتی ہے اور وہ بات ہوتی ہے۔ جناب والا ! تقریر نہیں ہوتی۔ یہ ہمیشہ ان کی عادت ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت لینا اور پھر تقریر شروع کر دینا - یہ غلط طریقہ ہے....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی نہیں وہ Admissibility پر بات کر رہے تھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے تھے.. جی شاہ صاحب فرمائیے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں Admissibility پر بات کرنا چاہتا ہوں...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو اس میں آپ تھوڑا سا یہ کریں کہ واقعات کو ایک طرف رکھیں....

سید طاہر احمد شاہ۔ میں نے تو جناب ایک تحریک استحقاق کا مسودہ اپنے ہاتھ میں لے کر بات شروع کی ہے...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے رولز اور پروسیجر کے متعلق ہماری رہنمائی فرمائیں....

سید طاہر احمد شاہ۔ میں اپنی Admisssibility پر جو بات کرنا چاہتا ہوں وہ اب کروں یا وائیں صاحب کے خیالات کے بعد کروں...؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں جناب آپ اپنی بات کر لیں پھر اس کے بعد وائیں صاحب آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ تحریک استحقاق میں تحریک کے محرک نے یہ الفاظ تحریر کئے ہیں کہ مورخہ 6-اکتوبر 87ء کو وزیر تعلیم جناب غلام حیدر

وائیں صاحب نے اس ایوان میں اعلان کیا تھا کہ صوبائی حکومت داخلوں کے لئے میرٹ پالیسی پر سختی سے عمل پیرا ہے اور میرٹ پالیسی کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرنے پر یہاں سے جناب میرا پوائنٹ شروع ہوتا ہے کہ انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ میرٹ پالیسی کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرنے پر کینیرڈ کالج کی پرنسپل اور وائس پرنسپل کو فوری طور پر تبدیل کر دیا گیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب وزراء اور ارکان اسمبلی میرٹ پالیسی پر عملدرآمد کرانے میں مخلص ہیں تو کسی ادارہ کے سربراہ کی میرٹ پالیسی کی خلاف ورزی ہر گز برداشت نہیں کی جائے گی۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف نے جو 6 اکتوبر کو ایوان میں بیان دیا تھا آج اس بیان کی نفی ہو رہی ہے یا وہ درست تھا یا آج کا بیان درست ہے۔ اب میری عرض یہ ہے کہ جب وزراء اور ارکان اسمبلی میرٹ پالیسی پر عمل کرانے میں مخلص ہیں تو میں حکومت پنجاب کی تعلیمی اداروں میں میرٹ کی پالیسی کے داخلوں کے سلسلے میں ان کی جتنی بھی تعریف کروں وہ کم ہے۔ میں انہیں مبارکباد بھی دیتا ہوں اور اصل میں اس مبارکباد کے مستحق اس پالیسی کے جو اصل بنانے والے ہیں وہ چودھری ممتاز حسین صاحب ہیں یہ کریڈٹ ان کو جاتا ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں مگر اب اگر وزرا مخلص ہیں تو ایک وزیر مملکت کی بیٹی جس کا تعلق پنجاب کے صوبہ سے ہے اگر وہ اپنے سیاسی اور وزارتی اختیارات کو غلط استعمال کر کے ایک دوسرے صوبے کے اس گورنر سے جس کا تعلق ماضی میں اس حکومتی پارٹی سے رہا ہے جس کی آج ملک اور دو صوبوں میں حکومت ہے تو انہوں نے اپنے اختیارات کو غلط استعمال کر کے وہاں سے Nomination لے کر پنجاب کے ایک کالج میں جو اعلیٰ ترین تعلیمی ادارہ ہے اپنی بچی کو داخلہ دلوایا ہے۔ اس لئے جناب سپیکر! اس مخصوص کیس میں حکومت کے جو دانت ہیں وہ دکھانے کے اور ثابت ہو جاتے ہیں اور کھانے کے اور ثابت ہو جاتے ہیں۔ یہ جناب میرا پوائنٹ ہے کیونکہ اگر وہ غلط کارروائی تھی تو استحقاق مجروح ہوا ہے اگر ایسا نہیں تھا تو پھر پرنسپل اور وائس پرنسپل کے ساتھ زیادتی کیوں کی گئی ہے۔ میں جناب اتنی عرض کرنا چاہتا تھا... شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی وائیں صاحب۔

وزیر صنعت و تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)جناب سپیکر! میں فاضل رکن اور دیگر احباب کو جنہوں نے اس موضوع پر بات کی ہے ان کو سننے کے بعد شعوری طور پر اس ایوان میں یہ بات واضح کر رہا ہوں کہ نہ اس ایوان میں پہلے غلط بات کی گئی اور نہ اب بات غلط کی گئی ہے۔ میں اس بات کو پھر دھراتا ہوں کہ میری ایوان میں پہلی بات بھی درست تھی اور میری دوسری بات بھی درست ہے اور اس لحاظ سے اس ایوان کو کوئی غلط معلومات فراہم کر کے کوئی استحقاق جو ہے وہ مجروح نہیں ہوا۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس وقت ایوان میں یہ بات کہی گئی تھی کہ کینیرڈ کالج میں کسی شکایت پر ابتدائی تحقیقات کی گئیں اور بادی النظر میں وہاں پر یہ محسوس ہوا کہ داخلے کی کس بات میں بدعوانی ہوئی ہے۔ یہ بات ابتدائی انکوائری کی ہوئی تھی بادی النظر کی بات ہوئی تھی اور اس بنیاد پر پرنسپل صاحبہ کو وہاں سے تبدیل کیا گیا۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس بات کی تحقیق کی جائے کہ کیا پرنسپل صاحبہ کو وہاں سے تبدیل کیا گیا یا کہ نہیں؟ کیا اس کا وہاں پر چارج Hand over یا take over ہوا یا نہیں؟ اور کس بات پر اگر Change Hand over, take over ہو گیا ہے تو میری بات جو میں نے ایوان میں کہی وہ درست تھی اور اس کے بعد اس نے اگر اپنی صفائی دی ہے کہ جس بات پر بادی النظر میں اس کے خلاف یہ محسوس کیا گیا کہ اس نے اس ذمے داری کو پورا نہیں کیا۔ اس میں اس کا قصور نہیں تھا اور صوبے کے Chief executive نے اس کی اس بات کو درست تسلیم کرتے ہوئے اس کو دوبارہ اس کی خدمات کی بنیاد پر واپس اس کالج میں بھجوایا اور وہ دوسرے Orders تھے اور دوسرے Orders کے بعد اس کی تکمیل ہوئی۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ دوسری بات بھی ایک Chief Executive ہونے کی حیثیت سے اس کی Exercise درست تھی۔ وہ آئین کے مطابق تھی۔ وہ قواعد کے مطابق تھی لہٰذا دونوں صورتوں میں کسی بات پر اس ایوان کا یا کس فاضل رکن کا اس بنیاد پر استحقاق مجروح نہیں ہوا کہ یہاں پر کوئی بات غلط کی گئی ہے کیونکہ مسئلہ اس کے تبادلے کا تھا اور مسئلہ اس کے تبادلے کی واپسی کا تھا....جو کہ دونوں باتیں درست تھیں۔ میں یہ بات عرض کرنی چاہتا ہوں جو کہ جناب شاہ صاحب نے عرض کی ہے کہ یہ مسئلہ ایک دوسرے صوبے کی مخصوص سیٹ کا ہے اس پر اس کے اس سیٹ پر

اس داخلہ کے خاص کوٹہ میں سے فلاں طالب علم یا طالبہ کو تجویز کرتے ہیں اس کے اختیارات اور اس کی ذمہ داری اس صوبے کی اس انتظامیہ پر ہے جنہوں نے اس کوٹہ کے برعکس اس طالبہ کو تجویز کیا۔ اس کو واپس بھیجنے کے بعد جب پرنسپل صاحبہ نے یہ بات بتائی کہ اس صوبے کے مخصوص کوٹے میں جو نامزدگی ہوئی تھی اس کو قبول کرنے میں اس نے کوئی ناجوازگی نہیں کی ہے۔ یہ دیکھ کر کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس کو واپس وہاں پر بھیجا گیا۔

That was the responsibility of the respective Govt. to see whether the admission which they have prepared for this specific quota stands on due merits or not. For that reasons the Principal of this college can not be punished.

اس کو بادی النظر میں اس کی بات دیکھنے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ ہاں اس بات کو دیکھنا اس کی ذمہ داری میں نہیں تھا۔ لہٰذا جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کیا اس معاملہ میں اس ایوان کو کوئی غلط معلومات فراہم کی گئیں۔ تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ نہیں کی گئی ہیں بات یہ تھی کہ اس کی دوسری بحالی جو ہے اور اس کو واپس وہاں بھیجنے کے اختیارات صوبے کے Chief Executive کو قانون کی رو سے حاصل تھے یا کہ نہیں تھے....

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اگر ان کے پاس اس وقت ریکارڈ میں یا ان کے بریفنگ میں یا ان کے متعلقہ افسران کی پاس جو کہ اس وقت آفیسرز گیلری میں تشریف فرما ہیں ان کے پاس آیا وہ چٹھی اس وقت موجود ہے یا وہ اس اس چٹھی کا نمبر ہمیں بتا سکتے ہیں کہ آیا وہ 6- اکتوبر 1987ء سے پہلے کی جاری کردہ تھی یا 6- اکتوبر 1987ء کے بعد کی جاری شدہ ہے کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اس مسئلہ کو regularize کرنے کے لئے وہ چٹھی جاری کروائی گئی ہے اور آیا اس چٹھی کا کوئی وجود بھی ہے یا کہ نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

وزیر تعلیم کے متعلق جو کچھ معزز ممبر نے کہا ہے کہ انہوں نے اس ایوان میں غلط بیانی کی ہے۔ یا وزیر تعلیم نے غلط اطلاع دی ہے۔ اس کے متعلق وہ جواب دے رہے ہیں کہ آیا اس طرح سے آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے اب واقعات کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے..... جی فرمایئے وائیں صاحب

وزیر تعلیم۔جناب سپیکر! میں یہی گذارش کر رہا تھا کہ جو کچھ میرے فاضل بھائی نے کہا ہے میں پھر اس کو دوبارہ دھراتا ہوں کہ جس روز میں نے ایوان میں یہ بات کہی' یہ ابتدائی تحقیق کے بعد بادی النظر میں وہ شکایت نظر میں آئی ہے اور اس پرنسپل کو وہاں سے تبدیل کیا گیا ہے۔ اس وقت وہ پرنسپل صاحبہ وہاں سے تبدیل کی جا چکی تھی اور اس کے احکامات جاری ہو چکے تھے۔ اور جس وقت 7 تاریخ کو اس کو دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے اس وقت انہوں نے صوبے کے Chief Executive سے مل کر یہ صفائی بیان کی تھی کہ جو وہاں سے Specific admission آئی تھی۔

That was the responsibility of the respective Govt. to propose and under that orders were carried and that was not her responsibility.

یہ اس کی ذمہ داری نہیں تھی کہ وہ اس بات کو دیکھے کہ جو صوبے نے اپنے مخصوص کوٹہ سے جس کو تجویز کی ہے اس کے میرٹ درست ہیں یا نہیں ہیں یہ انہوں نے صوبے والوں نے دیکھنا تھا لھذا جس وقت اس کی صفائی آئی محسوس یہ ہوا کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا لہٰذا صوبے کے Chief Exective نے ایک نئے آرڈرز دے کر اسکو وہاں پر واپس بھیجا اور

That was within the constitution and within the lawful means and there is neither in fringement of any privilege of this house nor of the Honourable member.

جناب فضل حسین راہی۔جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ یہ خود یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان کی ابتدائی تحقیقات جو تھی وہ غلط تھی۔ میرا

اندازہ تو یہی ہے کہ ابھی تک جو کچھ انہوں نے اتنی لمبی چوڑی تقریر کی ہے۔ یا بیان جاری کیا ہے۔ اس میں یہ خود اس پر زیادہ زور دے رہے ہیں کہ ہماری ابتدائی تحقیقات غلط تھیں۔ اگر وہ غلط تھیں تو ان کو اس ایوان میں وہ تفاصیل فراہم کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ اگر انہوں نے وہ ایوان کو بتائیں اور آج یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری ابتدائی تحقیقات غلط تھیں جن کے حوالے سے وہ قبل ازیں بیان جاری کر چکے ہیں اور آج اسی کو یہ غلط ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو استحقاق تو جناب سپیکر مجروح ہو گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب آپ پہلے بات کر چکے ہیں یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کو قبل ازیں موقع فراہم کیا گیا ہے۔ اور آپ اپنی بات کر چکے ہیں اور پھر پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کرنا کوئی اچھی بات تو نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! ہمارے میاں اسحاق صاحب کی عمر اتنی زیادہ نہیں ہے۔ 42-40 کے چکر میں ہیں تو ابھی محترمہ شاہین منور احمد صاحبہ نے انہیں بزرگ کہہ کر پکارا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے بزرگ میاں اسحاق صاحب نے یہ فرمایا ہے۔ انہوں نے اس بات کو بڑا محسوس کیا ہے میاں صاحب نے بہت محسوس کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ بزرگ تو ہیں لیکن محترمہ شاہین منور احمد صاحبہ کے بزرگ نہیں ہیں میری گذارش یہ ہے کہ محترمہ اپنے الفاظ واپس لیں جو کچھ ان کے بارے میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم صاحبہ اس سلسلہ میں کیا فرمائیں گی؟

بیگم شاہین منور احمد صاحبہ۔ میں اپنے کم عمر بھائی کی بات کا کیا جواب دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو آپ نے اپنی بات مکمل کر لی ہے وائیں صاحب۔

وزیر تعلیم۔ جی جناب والا! میں نے عرض کر دیا ہے۔ ابھی جو کچھ میرے بھائی راہی صاحب نے کہا ہے میں بھی اس کی بات کرتا ہوں۔ گذارش یہ ہے کہ یہ تو ظاہر ہو گیا کہ اس ایوان میں کوئی غلط بیانی نہیں کی گئی ہے لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر ایک با اختیار اتھارٹی کسی کو ابتدائی تحقیق کے بعد وہاں سے تبدیل کرتی ہے اور اس کے بعد وہ بات اگر

درست بھی ہو اور وہ اتھارٹی اس کو معاف کر دیتی ہے۔

That is within the lawful right of that authority.

اس لئے اس کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔جناب والا ! آیا زور دے کر بات کہنے سے بات درست ہو جاتی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر۔راہی صاحب آپ تشریف رکھیں گے۔ جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔ یہ میاں اسحاق صاحب نے پیش کی تھی کہ وزیر تعلیم نے ایوان کو غلط اطلاعات فراہم کی ہیں گو وائیں صاحب نے اپنی وضاحت کر دی ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے سے ہی چیئر کی ایک رولنگ موجود ہے کہ جو بھی منسٹر کسی سوال کے جواب میں یا کسی اور مسئلہ میں جان بوجھ کر ایسا بیان نہ دے جس سے غلط معلومات فراہم کرنا مقصود ہو تو اس میں کسی بھی ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا میں اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں..... یہ ایک تحریک استحقاق نمبر 14 ہے سید طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کو پیش کریں۔

اراکین اسمبلی کے سفارش کردہ ترقیاتی منصوبوں کو پس پشت ڈالنا

جناب طاہر احمد شاہ۔جناب والا ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کے چالیسویں اجلاس میں اراکین قومی و صوبائی اسمبلی (جو کہ بلحاظ عہدہ اراکین فیصل آباد ترقیاتی ادارہ بھی ہیں) نے مطالبہ کیا ہے کہ اس کے انتخابی حلقوں میں جہاں پر گندے پانی کی نکاسی کے لئے زیر زمین سیوریج لائنیں اور پینے کے صاف پانی کی پائپ لائنیں نہیں ہیں۔ وہاں پر عوام کے شدید دباؤ' مطالبہ اور جائز شہری بنیادی حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے۔ مذکورہ بالا ترقیاتی کام کروائے

جائیں جس پر اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ سارے اراکین ادارہ (عوامی منتخب نمائندوں) کے علاقوں میں مذکورہ بالا ترقیاتی کام کروانے کے تخمینہ جات بنا کر حکومت کے محکمہ پی اینڈ ڈی کو بھجوائے جائیں۔ تخمینہ جات لگائے گئے جن کی رقم تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپے بنتی ہے اس کو چیئرمین پی اینڈ ڈی کو بھجوایا گیا۔ جس نے مطلوبہ رقم فراہم کرنے سے معذوری ظاہر کی اور کہا گیا کہ۔

Greater Faisalabad Water Supply, Sewerage and Drainage Project, کے جاری منصوبہ کی لاگت پر مجوزہ ساڑھے تین کروڑ روپے کا بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا۔ ایک طرف تو چیئرمین پی اینڈ ڈی متذکرہ بالا معذوری ظاہر کر دی۔ دوسری طرف چیئرمین پی اینڈ ڈی نے واسا ایف۔ ڈی۔ اے کے Consultants کو مزید چار کروڑ روپے کی خطیر رقم ادا کرنے کے لئے سمری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوائی جس کی منظوری وزیر اعلیٰ نے دے دی ہے۔ یہ مزید رقم Consultants Detailed Supervision کے نام کو دی جائے گی حالانکہ اس Consultants فرم کے ذمہ پہلے سے ہی Top Supervision کام سپرد ہے۔ اس لئے مزید کثیر رقم Consultants کو ادا کرنے کی منظوری کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ پہلے سے جاری منصوبہ کا کام تسلی بخش طریقہ سے چل رہا ہے۔ حال ہی میں ایشیائی ترقیاتی بنک کی ٹیم نے جو کہ جاری منصوبہ کے لئے فنڈز فراہم کر رہا ہے منصوبہ کی رفتار اور کوالٹی پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے جو یہ مزید کثیر رقم Consultants کو دی جائے گی وہ قومی رقم کے ضیاع کے مترادف ہو گی۔ اس کے علاوہ یہ چار کروڑ روپیہ صرف ایک فرم کو بلا جواز ادا کیا جائے گا۔ اس کا مالی بوجھ بھی فیصل آباد کے شہریوں پر پڑے گا۔ جو کہ بعد میں شہریوں سے پانی اور سیوریج کے واجبات کی ادائیگی بلوں کی صورت میں ادا کرنا پڑے گا۔ متذکرہ بالا صورت حال کے پیش نظر جو کہ فیصل آباد شہر کے منتخب اراکین اسمبلی و اتھارٹی (اراکین اسمبلی) کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے اس لئے جناب سپیکر! استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ وہ اس اہم معاملہ کی چھان بین کر کے اپنی رپورٹ ایوان میں چار ماہ کے اندر پیش کرے اور اس طرح سے شاید چار کروڑ روپے کی خطیر رقم کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر انتظام و انصرام فراہمی آب و نکاسی آب کا جامع اور عظیم تر منصوبہ اس وقت زیر تکمیل ہے۔ اس منصوبہ کے لئے بنیادی طور پر سو کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا اور بعد ازاں وہاں کے افسران کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے مقامی طور پر بنائے جانے والے پائپ لائنوں کی بجائے جاپان سے Ductile Iron Pipe اور مشینری کی درآمد کی گئی جس کی کسٹم ڈیوٹی، سیلز ٹیکس، اقراء ٹیکس اور دیگر سرچارج کی وجہ سے تقریباً 50 کروڑ روپیہ اس عظیم تر منصوبہ پر اضافی بوجھ بن گیا۔ یہاں پر میں یہ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور یہ بات جائز ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں جو کام ہو رہا ہے وہ تجارتی بنیادوں پر ہو رہا ہے۔ پہلے اتھارٹی اس پر رقم خرچ کرے گی اور اس پر جتنا بھی خرچ آئے گا وہ فیصل آباد کے متعلقہ شہریوں جو کہ پانی کی سہولتوں سے بہرہ ور ہوں گے یا گندے پانی کی نکاسی کے لئے....

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! گذارش یہ ہے کہ میرے فاضل بھائی کی یہ تحریک استحقاق ہے اور تحریک استحقاق میں میرے فاضل بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ اس میں ان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا۔ یہ تاریخ اور جغرافیہ لے بیٹھے ہیں یہ تمام غیر متعلقہ بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ آپ درست فرما رہے ہیں

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں پھر آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ.....

I am very much relevant. I am very much confident.

میں رولز کے حوالے سے بات کروں گا اس کے علاوہ مختصر بیان کی مجھے اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہاں آپ مختصر بیان پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! اس کی Admissibility پر میں بات کروں گا کہ میرا Breanch of Privilege. کہاں پر Involve ہوتا ہے مجھے مختصر بیان دینے سے ہی روک دیا گیا ہے.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! یہ جتنا روپیہ اس عظیم تر منصوبہ پر خرچ ہو گا وہ فیصل

آباد کے متعلقہ عوام جو اس منصوبہ کی تکمیل سے مستفید ہوں گے انہیں پانی کے بلوں کی ادائیگی کی صورت میں سیوریج لائین استعمال کرنے پر بلوں کی ادائیگی کی صورت میں ادا کرنا پڑے گا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ پہلے ہی فیصل آباد شہر کے عوام کو یعنی متعلقہ عوام کو ایک کروڑ روپیہ ادا کرنا تھا۔ اب وہ ایک ارب کی بجائے 153 کروڑ روپے ادا کرنے ہوں گے۔ اب جب کہ اراکین اسمبلی عوام کی خواہشات کے تحت ان کے جو مطالبات جائز ہیں ان کے تحت چیئرمین پی۔ اینڈ۔ ڈی کو کوئی PC_I بھجوایا جاتا ہے تو اس کو تو نظرانداز کر دیا جاتا ہے اور فنڈز کی فراہمی سے معذوری ظاہر کر دی جاتی ہے دوسری طرف ایک ایسی فرم کو جس کے مالکان با اثر ہیں اور ایک مخصوص چیئرمین جس کے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے محکمے کا بے تاج بادشاہ ہے جو کہ عوامی یا سرکاری فنڈز کو وہ اپنا ذاتی فنڈز سمجھ کر اس کو ناجائز طریقے سے استعمال کرتا ہے۔ ایسے Consultants کو جن کو پہلے ہی Top supervision کی ڈیوٹی سونپی گئی ہے اب اس منصوبے کا 90 فیصد کام پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے اور میں آپ کو Exact Figures بتا رہا ہوں کہ تقریباً 14 کروڑ روپے کا کام باقی ہے اور مجھے پتہ ہے کہ انہوں نے 15 کروڑ روپے اب دینا ہے۔ چلیں میں اسے 15 کروڑ ہی مان لیتا ہوں۔ اور یہ کیا لکھتے ہیں؟ اب جو جناب وزیر اعلیٰ کو سمری بھجوائی گئی ہے۔ یہ 3 جولائی 1987ء کو بھجوائی گئی ہے.....

In case of FDA which was executing the Asian Bank Assisted projects of Faisalabad, the water supply project is likely to cost between 150 crores to 200 crores. The balance work (roughly 50 percent) may be executed under the new arrangement. The foreign and local consultanats which were already in position in case this project could be entrusted with the responsibility of the detailed supervision.

یہ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے متعلقہ وزیر موصوف صاحب کی توجہ.....

The Punjab Development of Cities Act 1976, Chapter II, Section 9.

کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی منصوبے کو اس رائج الوقت قانون کے تحت اگر کسی Consultant کو appoint کرنا ہے تو اتھارٹی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ کسی چیئرمین پی اینڈ ڈی کو اختیار حاصل نہیں ہے۔ اب جناب سپیکر! آپ اندازہ لگائیے کہ یہ جو Summary جناب چیف منسٹر صاحب کو غلط بیانی کر کے اور حقائق کو مخفی رکھ کر بھجوائی گئی اور منظوری حاصل کی گئی در پردہ اس میں کیا ہے۔ درپردہ یہ ہے کہ وہ consultant جو ان کے خاص منظور نظر ہیں میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا مگر وہ سیاسی اور ہمارے صوبے کی بہت زیادہ با اختیار شخصیات ہیں جن کی چیئرمین صاحب کے ساتھ ملی بھگت ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ اگر پندرہ مہینوں کے لئے اگر ان کو detailed supervision کا اختیار دیا گیا تو اس کے لئے سوا تین کروڑ روپیہ انہوں نے طلب کیا ہے۔ اگر 21 ماہ کے لئے انہیں اختیار دیا گیا تو پونے چار کروڑ روپے کی انہوں نے demand کی ہے۔ اب چودہ کروڑ روپیہ کا civil کام باقی رہ گیا ہے۔ اگر detailed supervision کی ضرورت تھی تو پہلے ہوتی۔ اب انہیں کی نگرانی میں سارا کام 90 فیصد تک مکمل ہو گیا ہے اب اگر مزید 15 کروڑ روپیہ ہم عوام کی بھلائی اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے مانگتے ہیں' عوام کے علاقوں کی تعمیر و ترقی کے لئے تو ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں مگر ایک مخصوص فرد کو نوازنے کے لئے جس کے پس پردہ عوامل میں میں نہیں جانا چاہتا۔ ورنہ میرے پاس وہ بھی معلومات ہیں اللہ کے فضل سے کہ۔ اگر میں وہ معلومات یہاں بیان کر دوں تو آنے والا بل جو اسی موجودہ سیشن میں پیش کیا جائے گا افسران کے ناجائز اختیارات اور کرپشن کے خلاف استعمال ہو گا تو عین ممکن ہے کہ چیئرمین پی اینڈ ڈی اس کی زد میں آ جائے۔ میں اس بات کو بھی جانتا ہوں مگر اب آپ دیکھئے کہ چودہ اور پندرہ کروڑ روپے کے کام کے لئے پونے چار کروڑ کی رقم انہیں دی جا رہی ہے۔ اگر اسی کو آپ مشتہر کر دیں اور consultants سے آپ ٹینڈر مانگ لیں تو 2 فیصد سے زائد consultancy charges نہیں ہوں گے۔ جناب سپیکر! اگر اس پر عمل کیا گیا تو اس قاعدے اور قانون کی خلاف ورزی ہو گی جس کا میں نے پہلے حوالہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ دو ڈائریکٹوریٹس کے چھوٹے اور بڑے تقریباً ڈیڑھ سو ملازمین کو فیصل آباد سے برطرف کر دیا جائے گا یا فارغ کر دیا جائے گا حالانکہ میں یہاں یہ ذکر کر دوں کہ اس ڈیڑھ سو کروڑ روپے

کے منصوبے کی جو consultancy fee دی جا رہی ہے وہ چار کروڑ پینتالیس لاکھ روپے بنتی ہے۔ اور جو عملہ اس پر متعین ہے اس کی اگر تنخواہ لگائی جائے تو ڈائریکٹوریٹ آف انجینیرنگ نمبر 1 اور 2 جو کام کر رہے ہیں ان کو اگر چوبیس ماہ تک کام کرنا پڑے تو بیس لاکھ روپے سے زیادہ خرچ نہیں آئے گا۔ تو بیوروکریسی ناجائز اعداد و شمار دے کر ہمارے صاف دل وزیراعلیٰ جو ہمارے قائد ایوان ہیں جنہیں ہم سے اعتماد کے ووٹ سے نوازا ہے ان سے غلط قسم کی منظوری لے کر عوام کے پیسے کا ناجائز استعمال کیا جا رہا ہے اور پھر جو ہم نے بطور ممبر اسمبلی حلف لیا ہے جناب سپیکر! یہ آئین کے صفحہ نمبر 234 پہ جو ہم نے حلف لیا ہے۔ میں اس کے الفاظ پڑھ کر سناتا ہوں

That, as a member of the Provincial Assembly of..., I will perform my functions honestly, to the best of my ability, faithfully in accordance with the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the law and the rules of the Assembly, and always in the interest of the sovereignty, integrity, solidarity, well-being and prosperity of Pakistan:

تو جناب سپیکر! یہ چونکہ قواعد اور قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور پھر مجھے اور فیصل آباد کے شہریوں اور دیگر ایسے ارکان اسمبلی جنہیں فیصل آباد کے شہریوں نے اپنی نمائندگی کا حق دیا ہے کہ ہم نہ صرف ان کے حقوق کی نمائندگی کریں گے بلکہ ان بااقتدار ایوانوں میں آ کر ان کے حقوق کے محافظ اور custodian ثابت ہوں گے۔ آج فیصل آباد کے شہریوں پر کروڑوں روپے کے قرض کا Bureaucracy کے اللوں تللوں کی وجہ سے بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے مجبور ہو کر یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اگر یہ فیصلہ واپس نہ لیا گیا تو مجھے یہ پتہ ہے کہ سرکاری ملازمین کو مزید گرفت میں جکڑنے کے لئے ایک بل اس اسمبلی میں آئے گا اور وہ قانون کی شکل اختیار کر لے گا تو جو حقائق میں جانتا ہوں سب سے پہلے میں ان کی شکایت حکومت کے پاس پیش کروں گا کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب ذرا مختصر بیان کا بھی خیال رکھیں۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اب اختصار سے کام لوں گا۔ جو میرا مقصد تھا وہ میں نے اس معزز ایوان کے ریکارڈ پر لا کر حاصل کر لیا ہے۔ اب اندازہ لگائیے کہ یہ مدت کا کیا چکر ہے پندرہ مہینوں کے لیے اور رقم ہے اور اکیس ماہ کے لئے اور رقم ہے جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب فاضل رکن چوہدری صدیق سالار صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے میری کسی جائز بات سے تو اتفاق کیا۔ انہوں نے کہا کہ معاملہ درست ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اگر وہ مجھے کہہ دیں کہ اسے پریس نہ کروں تو میں پریس بھی نہیں کروں گا۔ آپ آؤٹ آف آرڈر قرار دے دیں گے تب بھی میں ضد نہیں کروں گا۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ پندرہ مہینوں کے لئے اور رقم اکیس مہینوں کے لئے اور رقم۔ تو اگر ہم ان کو یہ اجازت دے دیں گے تو ظاہر ہے وہ پندرہ کی بجائے اکیس ماہ میں بھی نہیں کریں گے اور اسی فرم کو اگر چار کروڑ پینتالیس لاکھ روپے میں 90 فیصد پراجیکٹ کی لاگت کے لئے Consultancy Fee فیس دی جاتی ہے تو چودہ کروڑ روپے کی رقم پر اتنی کثیر رقم جو کہ پونے چار کروڑ روپے بنتی ہے 25 فیصد تک ہم نے Consultancy Fee بھی نہیں دیکھی ہے۔ پھر بھی اگر حکومت اس بات پر مصر ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ چیئرمین پی اینڈ ڈی فرشتہ ہے اور وہ انسان نہیں ہے وہ غلطی نہیں کر سکتا وہ بدعنوانیوں میں ملوث نہیں ہے تو پھر میں یہ کہوں گا قوم اور ملک اور صوبے اور حکومت کے مفاد میں عوام کے مفاد میں اس کام کے ٹینڈر جاری کئے جائیں۔ اگر Detailed supervision کرانی بھی ضروری ہے تو آپ دیکھ لیں گے کہ اس کے کیا نرخ آئیں گے۔ جناب سپیکر! ہم چونکہ قوم کے حقوق کے Custodian ہیں۔ ہم اپنے آپ کو پبلک کے Consolidated Fund کے محافظ سمجھتے ہیں۔ ہم Under oath ہیں' میں نے متعلقہ قانون کے سیکشن 9 کا حوالہ دیا ہے اس کی خلاف ورزی ہوئی ہے اس لئے جناب سپیکر! میرا اور دو دیگر ارکان اسمبلی جن میں چوہدری محمد صدیق سالار اور جناب فضل حسین راہی صاحب بھی شامل ہیں ان کا بھی کم از کم استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں متعلقہ منسٹر صاحب سے گذارش کروں گا کہ چونکہ یہ تحریک استحقاق کافی لمبی ہے اس کا جواب بھی آپ طویل ہی دینا چاہیں گے تو میرا خیال یہی ہے کہ اسے

ہم کل Take up کریں گے۔ آپ کا جواب کل آ جائے گا۔

وزیر صنعت و تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔ میرے فاضل بھائی نے کل پھر اپنی Statement دھرائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کل وہ اپنی Statement نہیں دیں گے۔ کل صرف آپ کا جواب ہو گا۔

جناب وزیر صنعت۔ اس ایوان کو ذہنی تشدد سے بچایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں وہ اپنی بات کر چکے ہیں۔

جناب وزیر صنعت۔ میں نے کل صرف اپنا جواب ہی دینا ہے کیوں نہ میں آج ہی اس کا جواب دے دوں اگر ہاؤس اجازت دے دے تو کیونکہ کل پھر یہ اپنی بات کو بھول جائیں گے۔ کیونکہ اس وقت Relevant بات ہو گئی ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ (ڈپٹی قائد حزب اختلاف) میں اپنے قابل احترام جناب غلام حیدر وائیں صاحب سے یہ کہوں گا کہ انشاء اللہ اس وقت بھی مجھے یاد ہے اور ایک ماہ کے بعد بھی مجھے ہر ایک بات یاد رہے گی جو میں کروں گا اور جو وہ فرمائیں گے۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب وزیر صنعت۔ جناب والا! گذارش ہے کہ اگر آج ہی مجھے اجازت دے دیں تو میں اس بات کا جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔

جناب وزیر صنعت۔ جناب والا! میں اپنے فاضل بھائی کی تحریک استحقاق کو فنی نقطہ نگاہ سے اور قواعد و ضوابط کے لحاظ سے بھی پیش کر کے یہ گذارش کروں گا کہ یہ پہلے تو فنی لحاظ سے تحریک استحقاق رولز کے مطابق recent occurrence نہیں ہے۔ اور اس ساری تحریک استحقاق میں میرے فاضل بھائی نے کوئی تاریخ نہیں دی کہ بقول ان کے کون سے دن ان کا استحقاق مجروح ہوا۔ اس میں ایسی کوئی تاریخ نہیں ہے ماسوا اس کے کہ انہوں نے ایف۔ ڈی۔ اے سے چالیسویں اجلاس کا حوالہ دیا ہے۔ اور اگر میں غلط نہیں عرض کر رہا تو میری معلومات کے مطابق ایف۔ ڈی۔ اے کا چالیسواں اجلاس غالباً اس سال سے چھ ماہ

پہلے ہوا ہو گا۔ دوسری بات یہ تھی جناب والا! کہ اس تحریک کے سارے متن میں اور اس مختصر بیان کے پس منظر میں وہ طویل بیان جو میرے بھائی پیر طاہر احمد شاہ صاحب نے فرمایا اس میں کسی ایک جگہ پر بھی کسی ایک بات کی نشاندھی نہیں کی گئی کہ کس جگہ پر اس ایوان کا یا میرے فاضل بھائی کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور میں اس بات کو واضح کرتے ہوئے کہ اس ساری تحریک میں اور اس طویل بیان میں جو کہ طاہر احمد شاہ صاحب نے فرمایا اس میں اس ایوان کا یا اس ایوان کے کسی رکن کے استحقاق کا کوئی پہلو نہیں نکلتا' اس کے باوجود یہ بات آ گئی' میں اس پر کوئی لمبی بات کئے بغیر جناب والا! آپ کی وساطت سے پیر طاہر شاہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری

جناب والا! میں قواعد کے لحاظ سے یہ بات کر رہا ہوں پہلی بات تو یہ کہ یہ مسئلہ استحقاق کی زد میں کس صورت میں نہیں آتا اگر کوئی مسئلہ ان کے خیال کے مطابق زیر بحث لانے کا تھا تو وہ تحریک التوائے کار کی صورت میں وہ مسئلہ ایوان میں آ سکتا تھا تحریک استحقاق کی صورت میں یہ بالکل نہیں آ سکتا قواعد کے لحاظ سے یہ Recent occurrence نہیں ہے اور اس ساری تحریک میں میرے فاضل بھائی نے کوئی تاریخ نہیں دی کہ یہ مسئلہ کس روز کا ہے اور کس روز ان کا استحقاق مجروح ہوا لہٰذا اس لحاظ سے بھی یہ پیش رفت کے قابل نہیں ہے۔ لیکن میں ان واقعات کی طرف آتا ہوں۔ چونکہ میرے فاضل بھائی کا جو اصل مقصد تھا وہ انہوں نے اپنے طویل ذکر میں ارشاد فرما دیا میں اس طرف آنا چاہتا ہوں۔ لیکن جناب والا! میں آج ایک بات آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ہاؤس اور اس ہاؤس کا ہر رکن حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے میرے فاضل بھائی کی یا اقتدار میں بیٹھے ہوئے فاضل بھائی کی ہر بات کو سننے کے لئے تیار ہے لیکن وہ آئین کے اندر ہو قواعد کے اندر ہو اور اگر ہم اس ہاؤس کا وقت ان باتوں پر ضائع کریں جس کی قواعد اجازت نہ دیتے ہوں تو پھر میں یہ بات کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ نہ صرف قاعدہ کے خلاف وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ اس ایوان کے معزز اراکین پر اکثر اوقات ذہنی تشدد بھی کیا جاتا ہے کہ وہ ہر وہ بات سنیں جس کی نہ قواعد اجازت دیتے ہیں اور نہ آئین اجازت دیتا ہے۔ اس بات پر

میری استدعا ہو گی کہ برائے مہربانی ہر رکن اسمبلی کو قواعد کے اندر رہ کر اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی ضرور اجازت دیجئے۔ ہم اسے خوش آمدید کہیں گے۔ جناب والا! اب میں اس کے واقعات کی طرف آتا ہوں میرے فاضل بھائی نے ارشاد فرمایا کہ ایف۔ ڈی۔ اے کی ایک میٹنگ میں یہ بات تجویز ہوئی کہ تقریباً تین کروڑ روپے کا اضافی کام کرنے کی اجازت دی جائے اور جب وہ حکومت کے پاس آیا تو بقول ان کے حکومت نے اس کی اجازت نہیں دی۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا اگر کسی automomous body نے بلکہ حکومت کے کسی ادارے نے کوئی تجویز پاس کی ہو اور وہ حکومت کے پاس منظوری یا نامنظوری کے لئے آئے اور حکومت اس کو نامنظور کر دے تو کیا اس سے کسی کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے؟ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہ جو پراجیکٹ فیصل آباد میں زیر تعمیر ہے یہ ایک ارب ترپین کروڑ روپے کا منصوبہ ہے اور اس میں حکومت پنجاب ہی نہیں بلکہ یہ Foreign aided منصوبہ ہے جس میں Asian Development Bank اس میں شریک ہے تین کروڑ روپے سے بڑا ہر منصوبہ منظوری کے لئے صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں رہتا بلکہ وہ مرکز میں ایف۔ ڈی میں منظوری کے لئے جاتا ہے اور اس کے بعد ایک ایسا ترقیاتی پراجیکٹ جس میں ایک Foreign Agency بھی شریک ہے۔ وہ پہلے صوبائی حکومت کی منظوری کے بعد مرکزی حکومت Ecnen کے پاس جائے گا اور پھر اس کے بعد اس Aided agency کی منظوری بھی اس میں لازمی ہو گی۔ لہٰذا وہ Asian Development Bank کی منظوری کے بغیر اس منصوبے میں کسی چیز کی کمی بیشی نہیں کی جا سکتی۔ جناب والا! میں پہلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے واقعاتی طور پر جو یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ وہ تین کروڑ روپے کا منصوبہ اضافی بنا میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ تین کروڑ روپے کا کوئی ڈویلپمنٹ ایکٹ ایف۔ ڈی۔ اے کی جانب سے ہو کوئی ایک چیز جس کا تذکرہ طاہر شاہ صاحب فرما رہے ہیں اس کا Estimated cost بھی تین کروڑ روپے نہیں بلکہ ایک کروڑ 22 لاکھ روپیہ تھی اور وہ اس منصوبے کے Approved plan کا حصہ نہیں تھا۔ اضافی کام کے لئے وہاں پر اس کی ایجنسی نے کہا اور ساتھ ہی ایف۔ ڈی۔ اے نے یہ کہا کہ چونکہ

اس تخمینے کے اندر اس فنڈز کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا ہمیں اس کی قرضے کے طور پر تعمیر کی اجازت دی جائے۔ جس وقت یہ Planning and Development میں آیا تو انہوں نے اس خیال سے کہ چونکہ یہ ایک Foreign Aided ہے اور اس کی منظوری دو سطح سے لینی پڑے گی لہٰذا اس میں فنڈز کے نہ ہونے پر اس کی معذوری ظاہر کر دی گئی اور اس معذوری کے ظاہر کرنے سے کسی کا بھی استحقاق مجروح ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگلی بات جو پیر طاہر شاہ صاحب نے ارشاد فرمائی ہے وہ یہ کہ ایک تجویز آئی تھی اور وہ منصوبہ تو منظور نہیں کیا گیا بقول ان کے اس منصوبے میں چار کروڑ روپے کا ایک ایسا خرچ جس میں کہ Top Consultant Supervision کی بجائے اس منصوبے کی Detailed supervision کی ایک تجویز آئی اس کو صوبائی حکومت نے منظور کر لیا میں اس ہاؤس میں یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ پیر طاہر شاہ صاحب کا یہ بیان اور چار کروڑ روپے کے خرچ کی منظوری کا مفروضہ بھی سراسر غلط ہے۔ لیکن اگر اس کی تفصیل بیان کئے بغیر جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک ادارے نے ایک منصوبہ حکومت کو بھیجا ہو اور اس کو حکومت نے نامنظور کر دیا ہو اور اس کی بجائے پیر طاہر شاہ صاحب کے خیال کے مطابق کوئی دوسرا منصوبہ منظور کر لیا ہو تو کیا اس سے اس ایوان کا یا کسی فاضل رکن کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں ہوتا۔ جناب والا! میں چار کروڑ روپے کی بات کر رہا ہوں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ Detailed Supervision Consultancy کے لئے ایک فرم جو پہلے ہی وہاں پر Top Consultancy Supervision کی خدمات سرانجام دے رہی تھی اس کو اس کے لئے تفویض کر کے چار کروڑ روپے کا ٹھیکہ یا منظوری دے دی گئی میں اس ہاؤس میں شعوری طور پر اس بات کی تردید کرتا ہوں کہ کسی فرم کو فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اس کام کے لئے Detailed supervision کی Consultancy کے طور پر چار کروڑ روپے کے معاوضہ کی رقم منظور نہیں کی گئی اور یہ غلط ہے میں اس کی تردید کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر اب آپ کو پورا یقین ہے کہ یہ بڑی ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہے ہیں پھر آپ یہ نہ کہئے گا کہ اگر کوئی وزیر جان بوجھ

کر جھوٹ نہ بولے تو اس پر تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ جو بھی بات کر رہے ہیں اپنی ذمہ داری کے ساتھ کر رہے ہیں۔ جس وقت بھی آپ نے اس کی Contradiction کی تو اس وقت یہ معاملہ زیر غور آئے گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیا یہ Relevant ہے اور انہوں نے کوئی جان بوجھ کر تو جھوٹ نہیں بولا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ جب یہ معاملہ اٹھائیں گے اس وقت اس کا جواب مل جائے گا اس سے پہلے کیا عرض کر سکتے ہیں؟

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں)۔ جناب سپیکر! میں گذارش یہ کر رہا ہوں کہ صوبے میں بہت سے بڑے بڑے projects جن پر اس وقت کام ہو رہا ہے ان کے متعلق ایک تجویز یہ تھی کہ ہم کسی Detailed Supervision Consultancy کے طور پر ان کی خدمات کو مستعار لیں اور یہ صرف فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسئلہ نہیں اس میں اور بھی بہت سے projects پنجاب میں موجود ہیں ان projects میں Detailed Supervision Consultancy کے لئے فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا یہ project اس میں شامل تھا ان میں ہم Detailed Supervision Consultancy کے لئے ہم کسی کی خدمات مستعار لیں اور یہ فرم جس کا پیر صاحب شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا اور پہلے ہی وہاں پر درست ہے Top Supervision Consultancy کے طور پر کام کر رہی ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اس پراجیکٹ کے لئے کہ ایک Supervision Consultant کے لئے بھی پیش کیا۔ لیکن نہ اس کا معاوضہ طے ہوا نہ حکومت پنجاب نے ان کو وہاں پر Consultant ابھی تک اس پراجیکٹ کے لئے منظور کیا۔ نہ اس چار کروڑ روپیہ کے لئے اس کی منظوری دی۔ اور نہ ہی صوبائی حکومت اس کی منظوری دے سکتی ہے۔ کیونکہ تین کروڑ روپے سے زائد اگر کسی پراجیکٹ پر اور خرچ آئے گا۔

That will go to the ECNEC in Islamabad for approval and then that will be subject to the prior approval of the aided agency

of the Asian Development Bank too.

یہ ساری باتیں ہی نہیں ہیں اس لحاظ سے میرے فاضل بھائی کی یہ بات واقعاتی حقائق پر مبنی نہیں ہے اور محض مفروضے کی بنا پر آپ کو یہ پریشانی لاحق ہو گئی۔ البتہ جو بات ہے وہ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک وہاں پر سکیم چل رہی ہے اور اس کے وہاں کے ممبر صاحبان یا وہاں کی انتظامیہ یہ محسوس کرتی ہے کہ اس میں مزید اضافہ ہونا چاہئے تو حکومت پنجاب Second phase کے طور پر فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو کہہ چکی ہے کہ وہ اس کا Detailed survey کروائے اور اس کی تکمیل کے بعد Second phase کے طور پر یہ تجویز جو اس وقت ہوئی ہے وہ بھی مناسب ہو تو اس کو اس میں شامل کر لیا جائے۔ لہٰذا جس وقت Second phase کا مسئلہ آئے گا اس میں آپ سے رائے لی جائے گی اور وہاں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی چاہئے گی کہ اس کو شامل کر لیا جائے اس پر غور ہو سکتا ہے اور غور ہونے کے بعد اس پر مناسب فیصلہ بھی ہو سکتا ہے۔ میں اس تجویز کے متعلق عرض کروں گا

That is not of recent occurence. That does not fall within the privilege of this House or of any Member. This could have been agitated as an adjournment motion at the very instant.

اس میں یہ Recent occurrence کا مسئلہ بھی نہیں ہے۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے میں نے پیر صاحب سے عرض کر دیا ہے کہ ان کے تخمینے کا یہ خیال کہ یہ تین کروڑ کا ہے وہ بھی غلط ہے۔ اور یہ کہ Detailed Consultancy کے طور پر ان کو چار کروڑ روپے کی منظوری دے دی گئی ہے یہ بھی اس ہاؤس سے عرض کرتا ہوں یہ بھی درست نہیں ہے۔ ان کو اس بات کی کوئی منظوری نہیں دی گئی اور ان حالات میں میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی تجویز کسی ادارے کی طرف سے آئی ہو اس کو حکومت اگر نامنظور کر دے اس سے بھی اس ہاؤس کا یا کسی فاضل ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی تجویز متبادل حکومت منظور کر لے۔

That is within the lawful right of the government.

کہ وہ اس کو منظور کر لے اس سے بھی کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا اگرچہ اس کی

منظوری نہیں دی گئی میں اس کی تردید کر رہا ہوں۔
ان حالات میں جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ استحقاق کا نہیں ہے۔ Recent occurrence نہیں ہے۔ واقعات کے لحاظ سے بھی درست نہیں ہے۔ لہٰذا اسے میرے فاضل بھائی یا اس کو پریس نہ کریں یا اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب اس کے متعلق آپ یہی ارشاد فرمائیں گے کہ آپ اس کو پریس نہیں کرتے یا اس کا فیصلہ کیا جائے۔ مختصر بیان تو آپ اپنا دے چکے ہیں۔
جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! مجھے personal explenation کا بھی قواعد کے تحت حق ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس میں ذاتی وضاحت والا مسئلہ نہیں ہے۔
جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں بڑے تحمل کے ساتھ اپنے پیارے بھائی جو کہ میرے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں پوری ذمہ داری سے باتیں کی ہیں تو مجھے وضاحت کرنے کا حق دیجئے۔ اور یہ میرا جائز حق ہے مجھے اس سے محروم نہ کیجئے۔ میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں ورنہ جو چاہیں کیجئے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ ایسا نہ ہو جیسے آپ نے پہلے مختصر بیان دیا تھا۔
جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں مختصر ترین الفاظ میں ایک دو باتیں نکتہ وضاحت پر کرنی چاہتا ہوں۔ قابل احترام غلام حیدر وائیں صاحب نے ایک کروڑ 22 لاکھ کے منصوبوں کے تخمینوں کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ درست ہو گا میں اس سے انکار نہیں کرتا اس لئے جو میری تجاویز ہیں اور جناب فضل حسین راہی صاحب جو اس ایوان کے معزز رکن ہیں۔ ہمارا تعلق خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے حزب اختلاف کے بنچز سے ہے ہماری تجاویز کو انہوں نے شامل کر کے نہیں بھیجا ہو گا اس حد تک تو میں اتفاق کرنے کو تیار ہوں۔
دوسری بات یہ میں نے بالکل نہیں کہا کہ اس کی منظوری دے دی گئی ہے۔ اگر یہ غلط ہو جو میں نے پڑھ کر سنایا ہے۔ اگر وائیں صاحب یہ فیصلہ کریں گے کہ طاہر شاہ اسمبلی سے مستعفی ہو جائیں تو طاہر شاہ اپنی بات کے غلط ثابت ہونے پر مستعفی ہونے کو تیار ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ ذرا یہ فرمایئے کہ آپ کی تحریک استحقاق پر رولز اور قانون کے تحت کس طرح بحث ہو سکتی ہے اس کے متعلق آپ ہماری راہنمائی فرمائیں۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں نے پنجاب کوڈ میں سے سیکشن 2 (9) کا حوالہ دیا ہے کہ Consultant مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے۔ اگر یہ تجویز فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے آئی ہے میں پھر پوری ذمہ داری سے تردید کرتا ہوں کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے اس قسم کی کوئی تجویز سرے سے نہیں آئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب جس قانون کا آپ حوالہ فرما رہے ہیں یہ تو محکمے کی ایک بے قاعدگی ہو گی اس میں آپ کا استحقاق کس طرح مجروح ہوا ہے؟

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! ایک تو قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے دوسرے میں نے آئین کا حوالہ دیا ہے۔ جہاں تک Recent occurrence کا تعلق ہے جناب سپیکر! آپ میری اس Version سے اتفاق کریں گے کہ یہ عمل جاری ہے۔ چالیسویں اجلاس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ سمری جو چیف منسٹر صاحب کو بھیجی گئی ہے اس میں غلط حقائق پیش کئے گئے جس میں لفظ ہے۔

"Balance work roughly 50 percent."

It is not 50 percent, my dear Sir. It is only 10 percent balance work. Ninety percent work has already been completed by the agency.

ایک غلط بیانی یہ ہے۔ اب جس دن میرے علم میں یہ چیز آئی ہے Recent occurrence تو اس دن سے بنتی ہے یہ چیز جس دن میرے علم میں آئی ہے۔ اگر میں اس کو چاہتا....

جناب محمد صدیق انصاری۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گذارش کروں گا شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا Reply میں ہیں یہ کس صورت میں بول رہے ہیں۔ اگر Reply میں ہیں تو میری Submission ہے کہ ابھی یہ تحریک ہاؤس میں منظور نہیں ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ابھی تو تحریک استحقاق کی Admissibility پر بات ہو رہی ہے۔

وزیر صنعت۔ یہ بات درست ہے کہ شاہ صاحب نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میں اپنے ایک نکتے کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔

He was on point of explanation.

ذاتی نکتہ وضاحت کے متعلق فرمایا تھا بات درست فرما رہے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب سپیکر! شاہ صاحب مختصر بیان دے چکے ہیں۔ مختصر بیان کے بعد Reply اور اس قدر تقریر رولز کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں شاہ صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ ذرا مختصر فرمائیں۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں نے جو consultant کی فیس کی demand کا ذکر کیا ہے اگر وہ غلط ہو تو اس کے لئے میں ہر سزا سہنے کو تیار ہوں اور اپنے آپ کو حکومت کے سامنے رضا کارانہ طور پر پیش کرتا ہوں۔ ہاں البتہ جیسا کہ وائیں صاحب نے فرمایا ہے جو Detailed supervision consultancy کے لئے consultant نے پندرہ ماہ کے لئے جو ایک مخصوص رقم مانگی ہے وہ یا اکیس ماہ کے لئے پونے چار کروڑ روپیہ مانگا ہے تو چونکہ 90 فی صد کام تو ہو چکا ہے۔ اگر یہ یقین دہانی کرا دیں کہ چودہ کروڑ کے لئے پونے چار کروڑ کا اضافی خرچہ فیصل آباد کے شہریوں پر اور اتھارٹی کے مالیاتی فنڈ پر نہیں ڈالا جائے گا تو میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی گذارش کر دی ہے اور وہ میں پھر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ حضور۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گذری ہے

حضور، کوئی چار کروڑ روپے کی رقم کی ان consultants کو بطور فیس کی تجویز حکومت کے پاس نہیں ہے نہ ہی کوئی منظور ہوئی ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ میں معذرت کے ساتھ اپنے محترم بھائی سے یہ کہوں گا کہ یہ بات وہ ذمہ داری کے ساتھ نہ کہیں میرے پاس دستاویزی ثبوت ہے۔ منظوری ہو گئی ہے البتہ

ٹھیکہ نہیں دیا گیا۔

وزیر صنعت۔ عرض یہ ہے کہ اگر کسی نے اس کا دس کروڑ روپیہ مانگا ہو کہ میں اس کام کے لئے دس کروڑ روپیہ مانگتا ہوں تو یہ اس کو بیس کروڑ روپیہ کہہ دیں۔ سوال تو یہ ہے کہ شاہ صاحب آپ مہربانی کر کے ذرا توجہ فرمائیں کہ اگر چار کروڑ کی اضافی رقم کا کوئی خرچہ کرنا ہو گا تو اس کے لئے آپ کو خصوصی منظوری صوبائی حکومت کی ECNEC aided agency کی لینی پڑے گی اور صوبائی حکومت اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کے پاس اس وقت Detailed supervision consultancy کے معاوضے کے لئے اس رقم کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے اور نہ اس کو منظور کیا ہے۔ جب وہ منظور ہی نہیں ہوئی تو پھر آپ کو کیوں یہ پریشانی لا حق ہے؟ آپ اس بات کو پریس نہ کریں۔ میں آپ کو عرض کر رہا ہوں کہ چار کروڑ کا کوئی منصوبہ پی اینڈ ڈی نے منظور نہیں کیا۔ بات ختم ہو گئی۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں ان سے صرف ایک وضاحت چاہوں گا۔ میں اس سمری کے صفحہ 7 پر متعلقہ پیرا پڑھنے لگا ہوں۔ وائیں صاحب اس کی تردید کر دیں کہ یہ غلط ہے تو میں واپس لیتا ہوں۔

وزیر صنعت۔ یہ کس کی سمری ہے؟

جناب طاہر احمد شاہ۔ جو چیئرمین پی اینڈ ڈی نے چیف منسٹر صاحب کو بھیج کر اس کی منظوری حاصل کر لی ہے۔

وزیر صنعت۔ پڑھیں۔

SYED TAHIR AHMAD SHAH: It is on page 7.

(c) In case of FDA which was executing the Asian Bank assisted projects of Faisalabad, the water supply project is likely to cost between 150 crores to 200 crores. The balance work (roughly 50 percent) may be executed under the new arrangement.

یہ دیکھیں،

New arrangement the foreign and local consultants which were already in position in case this project could be entrusted with the responsibility of the detailed supervision.

یہ سمری چیف منسٹر صاحب کو غلط بیانی کر کے اور حقائق کو پوشیدہ رکھ کر بھجوائی گئی۔ اور اس کی منظوری جناب چیف منسٹر صاحب نے دے دی ہے۔ اگر یہ غلط ہو تو وائیں صاحب کہیں گے' اس کو میں تسلیم کر لوں گا۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! یہی الفاظ جو میرے بھائی نے فرمائے ہیں میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں چار کروڑ روپے کا معاوضہ Detailed supervision consultants کا کہاں ذکر ہے؟ نمبر ایک۔ اور نمبر دو کہ اس میں جو انھوں نے ارشاد فرمایا ہے اس کو بھی آپ نے دیکھا کہ وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا ہے۔

That could be entrusted to some party.

میں نے پہلے ہی یہ عرض کیا ہے کہ حکومت کے ذہن میں اس صوبے میں بہت سے Detailed supervision consultancy کے ہیں کہ وہ Detailed supervision اس کی بہتر کارکردگی کے لئے یہ کام دیا جائے۔ اور ان تمام سکیموں میں یہ سکیم بھی شامل ہے۔ لیکن ایک منصوبہ ہے کہ ایسے کام کروایا جائے اس پر عملدرآمد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا وہ علیحدہ بات ہے۔ اور پھر اس کے لئے جب بات ہو گی تو اس کی علیحدہ فیس طے کی جائے گی Respectively جو انھوں نے ارشاد فرمایا ہے چار کروڑ روپے کی کوئی تجویز اس وقت پی اینڈ ڈی کے پاس نہیں ہے اور نہ اس کو منظور کیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی تجویز بھیج دیتا ہے کہ میں اس کام کے لئے دس کروڑ روپیہ مانگتا ہوں اور محکمہ اس کا دس روپیہ بھی نہیں دیتا تو کیا اس سے منظوری ہو گئی؟ اس لئے شاہ صاحب میں گذارش کر رہا ہوں کہ اس معاملے میں آپ اس بات پر تسلی رکھیں کہ اس فرم کو آج تک Detailed supervision کے معاوضے کے طور پر چار کروڑ روپے کی رقم منظور نہیں کی گئی۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ مطالبہ کیا گیا ہے یا نہیں؟ میں اپنے فرض سے کوتاہی نہیں کر سکتا

جو کروڑوں روپے کے ضیاع کا منصوبہ بنایا گیا ہے میرا مقصد اس معزز ایوان کو اس سے آگاہ کرنا ہے۔ میں یہ ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ پندرہ مہینے کے لئے اس فرم نے جس کے پاس Top supervision کے لئے Consultancy کا کام ہے سوا تین کروڑ روپے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور اکیس ماہ کے لئے پونے چار کروڑ روپے کی رقم طلب کی ہے۔ اس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو دے دو۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو اتنے پیسے دے دو۔ تو پھر جناب میں کیا غلط بات کہہ رہا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے وائیں صاحب کے بیان کو غور سے نہیں سنا وہ فرما رہے ہیں کہ ایسی کوئی تجویز حکومت کی نظر میں نہیں ہے۔ اور نہ ہی ایسی کوئی رقم متعلقہ محکمے کو دی جائے گی۔

وزیر صنعت۔ کوئی رقم منظور نہیں ہوئی۔ جناب سپیکر! میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں میں ایک بات کی وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں۔ بہرحال یہ ہاؤس قواعد کے مطابق اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے تردید کی ہے کہ چار کروڑ روپیہ اس فرم کو پی اینڈ ڈی نے دینے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ بات یہاں پہ ختم ہو گئی۔ لیکن جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ فرض کیجئے کہ کیا ہو تو۔

Where does stand the privilege of the House. This could be agitated as an adjournment motion. How does it fall within the procedure of the privilege motion.

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر کسی جگہ ایسا ہو بھی تو یہ قواعد کے مطابق استحقاق کی حدود میں نہیں آتا میں آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ چار کروڑ روپیہ اس فرم کو...

سید طاہر احمد شاہ۔ پونے چار۔

وزیر صنعت۔ چلو پونے چار۔ پونے چار کروڑ روپیہ اس فرم کو اس منصوبے میں Detailed supervision consultancy کے طور پر حکومت پنجاب نے پی اینڈ ڈی ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ نے منظور نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میرا خیال ہے کہ اس معاملے پر اب کافی بحث ہو گئی ہے۔ تو شاہ

صاحب اس کو آپ پریس نہیں کرتے؟

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں قابل احترام جناب غلام حیدر وائیں صاحب کی اس یقین دہانی پر اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ جی۔ یہ تحریک پریس نہیں کی جاتی۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! میں آپ کا اور شاہ صاحب کا بے حد شکر گذار ہوں۔ لیکن ایک گذارش کرنی چاہتا ہوں۔ اصل میں یہ جو اوپر بیٹھا ہوا ہمارا قابل احترام پریس ہے یہ بڑا محترم بھی ہے اور آزاد بھی ہے۔ ہم بات صرف ان کو سنانے کے لئے کرتے ہیں اس کے علاوہ ہمارا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب ہم تحاریک التواء کو لیتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جس پریس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ آزاد ہے میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کون سے ملک کا پریس ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک التواء نمبر 34 ہے۔ یہ بھی شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ ان کی بات میری سمجھ میں نہیں آ سکی۔ انھوں نے پریس کو "آزاد" کہا ہے یا "عذاب" کہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب اب وہ معاملہ گزر گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! وہ بتا ہی دیں کہ انھوں نے پریس کو "آزاد" کہا ہے یا "عذاب"۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ وائیں صاحب سے پوچھے گا کہ انھوں نے کیا ارشاد فرمایا ہے یا پریس والوں سے پوچھ لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی شاہ صاحب آپ کی تحریک التواء نمبر 34 ہے۔ فرمایئے۔

محکمہ تحفظ جنگلی حیات میں بد عنوانی

جناب طاہر احمد شاہ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ قومی اخبار روزنامہ امروز کی اشاعت مورخہ 31 جولائی 1987ء میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں Birds Lovers Association کے صدر حاجی انور اقبال اور جنرل سیکرٹری عبدالعزیز بیگ نے بیان میں مطالبہ کیا ہے کہ محکمہ جنگلی حیات اور شکاریات پنجاب کے بدعنوان رشوت خور افسران اود نچلے درجہ کے ملازمین کے محاسبہ کا مطالبہ کیا ہے۔ کیونکہ صوبہ بھر میں ہر قسم کے شکار پر پابندی کے باوجود بااثر افراد گاڑیوں میں اسلحہ لے کر کھلے عام شکار کھیلنے کے لئے جاتے ہیں۔ مگر ان کے بااثر ہونے کی وجہ سے کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی جاتی۔ مگر اس کے برعکس پچاس' ساٹھ افراد جو لاہور شہر میں گھوم پھر کر جنگلی چڑیاں اور جنگلی طوطے فروخت کرتے ہیں اور اس طرح سے وہ اپنا اور اپنے اہل و عیال کی باعزت کفالت کا باعث بنتے ہیں کو ناجائز طور پر ہراساں کیا جاتا ہے۔ ان سے ان کا مال چھین لیا جاتا ہے کوئی رسید وغیرہ نہیں دی جاتی اور اس طریقہ سے ان غریب لوگوں کو بے روزگار کر کے جرائم پیشہ زندگی اپنانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس لئے متذکرہ بالا مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

وزیر جنگلات۔ اس سے پہلے کہ میں اس تحریک التوائے کار کے فنی پہلوؤں پر بات کروں میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں چند حقائق اپنے فاضل دوست کے گوش گذار کروں کہ اس تحریک التوائے کار کے پیچھے اصل حقائق کیا ہیں۔ اور جس خبر کے حوالہ سے یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ اور جس Birds Lovers Association کے متعلق ذکر کیا گیا ہے ان کے متعلق میں اپنے دوست کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں وہ دراصل Birds Lovers Association نہیں ہے۔ بلکہ وہ Birds کو kidnaping کر کے انہیں بازار میں بیچتے ہیں ایک واقعہ کا میں ذکر کروں گا جس کی وجہ سے یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ Birds Lovers Association کے صدر حاجی محمد انور اقبال ٹولنٹن مارکیٹ

میں عرصہ دراز سے پرندوں کا کاروبار کرتے ہیں محکمہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ وہ بھورے تیتر بھی وہاں بیچتے ہیں جو کہ خلاف قانون ہے۔ تو انسپکٹر اپنے عملہ کے ہمراہ وہاں پہنچا اور اس نے وہاں سے بھورے تیتر برآمد کئے۔ اس پر حاجی اقبال انور کے لڑکے نے مزاحمت کی اور ان سے تیتر چھین لئے اور اس کے بعد ان کو وہاں سے دھکے مارے اور سرکاری کارروائی میں رکاوٹ پیدا کی محکمہ نے فوری طور پر پولیس سٹیشن مین کیس رجسٹر کرایا جب ان کے لائسنسز کے تجدید کا وقت آیا تو اس وقت محکمہ نے اس بنا پر کہ وہ خلاف ضابطہ کاروبار کرتے ہیں ان کو تجدید کرنے سے انکار کر دیا۔ انور اقبال صاحب نے writ petition ہائی کورٹ میں دائر کی۔ ہائی کورٹ نے اس بنا پر یہ writ petition خارج کی۔ کہ یہ محکمہ کی صوابدید پر ہے کہ وہ کسی بھی شخص کا لائسنس تجدید کرے یا نہ کرے۔ اس کے بعد موصوف کورٹس میں چلے گئے اور وہ مقدمہ آج بھی زیر سماعت ہے۔ اس کے علاوہ موصوف نے ایک مقدمہ اور Damages کا civilcourt میں کیا ہوا ہے۔ کہ محکمہ کی طرف سے 24 ہزار روپے کا نقصان ہوا ہے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔24 ہزار کا نقصان صرف چڑیوں اور طوطوں کا نہیں تھا بلکہ تیتروں کا تھا جو وہاں سے برآمد کئے میں اپنے فاضل دوست سے یہ گذارش کروں گا کہ اس محکمہ کی قطعاً منشا نہیں ہے۔ جو لوگ قاعدہ کے مطابق پرندے فروخت کرتے ہیں ان کے روزگار میں رکاوٹ پیدا کی جائے۔ یا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے محکمہ اس وقت کارروائی کرتا ہے جب خلاف قانون کسی پرندے کی فروخت کی جائے اس کے علاوہ تحریک التوائے کار میں اس بات کا بھی ذکر ہوا وہاں بااثر لوگ شکار کرتے ہیں اور محکمہ ان کو کچھ نہیں کہتا آپ آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہوں گے کہ آئے دن بہت سے لوگوں کو پکڑا جاتا ہے۔ اور ان کے خلاف با قاعدہ کیسز رجسٹر کرائے جاتے ہیں۔ اور ان کو سزائیں دی جاتی ہیں۔ میرے فاضل دوست نے کوئی ایسی نشاندہی نہیں کی کہ کونسے بااثر لوگ ہیں۔ جو شکار کرتے ہیں اور محکمہ چشم پوشی کرتا ہے۔ محکمہ پوری طرح سے مستعد ہے اور کوئی بھی شخص چاہے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اگر غیر قانونی طور پر شکار کر رہا ہے تو اس کو فوری طور پر پکڑا جائے۔ انہیں گذارشات کے ساتھ میں اپنے دوست سے گذارش کروں گا کہ وہ اس تحریک التوائے کار پر زور نہ

دیں اور جس ایسوسی ایشن کا ذکر کیا ہے وہ پہلے کیس کورٹ میں ہے اس لئے یہ sub judice ہے یہ تحریک admissible بھی نہیں ہو سکتی۔ ان گذارشات کے ساتھ میں امید کرتا ہوں کہ میرے دوست اس پر زور نہیں دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار میں یہ فرمایا ہے کہ جنگلی چڑیاں اور جنگلی طوطے جو فروخت کرتے ہیں آپ کے محکمہ کی طرف سے ان پر بھی پابندی ہے۔

وزیر جنگلات۔ ان کے با قاعدہ لائسنس ہوتے ہیں اور ان کو کچھ بھی نہیں کہا جاتا۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ یہ یقین دلاتے ہیں کہ ان کو کچھ بھی نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ چڑیاں اناج جو کھاتی ہیں۔ طوطے پھل کو خراب کرتے ہیں تو ان کے پکڑنے پر پابندی بھی نہیں ہے۔ جن لوگوں نے اس کو اپنا ذریعہ معاش بنا رکھا ہے۔ انہوں نے یہ یقین دلایا ہے کہ ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا اگر میں وزیر موصوف کو آئندہ اس قسم کے واقعات کیونکہ میں بھی ایک Birds lovers میں سے ہوں میں اس بات کو سمجھتا ہوں اگر ان کا مال چھینا گیا اور ان کو بے روز گار کیا گیا وزیر موصوف مجھے یہ یقین دلائیں کہ ان کے غیر قانونی اقدامات کے خلاف کارروئی کریں گے۔ دوسرا انہوں نے کہا کہ ایسے لوگ جو پابندی کے باوجود دندناتے پھرتے ہیں میں ایک شخص کی مثال دوں گا اور میں باقی بھی دے سکتا ہوں ایک شخص کا نام ہے صفدر جاوید چیمہ۔ وہ پاکستان بھر کا بہت مشہور شکاری ہے۔ اس نے ماضی میں اپنے شکار کے شوق کو تسکین دینے کے لئے جنگلوں کے جنگلوں میں سے ان کے حیات کی نسل کش کی ہے۔ اور یہ صفدر چیمہ جو ہے وہ ایک گلوکار ہے وہ ایک ایسا مسلمان ہے جس نے ہندوستان کی مغنیہ کے سامنے سجدہ کیا تھا اور اس کے باوجود حکومت پنجاب نے اس شخص کو جس کے خلاف بہاولنگر میں چولستان کے علاقہ میں اور شکار پر پابندی کے دوران سرگودھا میں ایک ایسی مرغابی کو شکار کیا جس کے پاؤں میں رنگ تھا اس کے خلاف وہ مقدمہ ہے چولستان میں مقدمہ ہے اس کے خلاف ناجائز شکار کھیلنے کے مقدمات ہیں اور جو جنگلی حیات کا دشمن ہے۔ جو جنگلی حیات کا قتل عام کرتا ہے۔ جو مسلمان ہونے کی حیثیت سے ایک ہندوستانی مغنیہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کر رہا ہوں کیونکہ

یہ بات اخبارات کی زینت بنی تھی۔ اور اس پر بہت لے دے ہوئی تھی اس کو آنریری طور پر Game Warden کر دیا یعنی نامزد کر دیتے ہیں جناب سپیکر! میری یہ تحریک التوائے کار کیا قاعدہ کے مطابق نہیں ہے؟ ہاں البتہ چونکہ ابھی فاضل وزیر موصوف نے نیا نیا اضافی چارج لیا ہے میں ایک بات کرنا چاہتا تھا جو اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہے۔ بہر کیف میں یہ عرض کروں گا۔ کہ اگر ہم تقاریر کریں گے پریس کریں گے تو پھر میں یہ کہوں گا "کہ کیا گنجی نہائے گی کیا نچوڑے گی" ہماری تو تعداد ہی اتنی نہیں ہے۔ ایک ننھی منی اپوزیشن ہے "اس نقارخانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے" طوطوں کا ذکر ہے تو طوطی کی بات چل نکلی پھر پتہ نہیں کہ طوطا وزارت جو ہے وہ کس کے سر پر بیٹھتا ہے کیونکہ بے شمار امیدوار ہیں طوطے' طوطی سب کچھ اور پھر ہما کی بھی بات ہے کہ ہما کس کے اوپر سے گذر جاتا ہے اور کون بادشاہ بنے گا۔ تو جناب سپیکر! اگر صرف مجھے وزیر موصوف اس بات کی وضاحت کر دیں کہ جو صفدر جاوید چیمہ کو اعزازی طور پر game warden مقرر کیا گیا ہے جو میں نے باتیں کی ہیں وہ غلط ہیں؟ اگر یہ درست ہیں تو ان کو برطرف کریں اور یہ یقین دلا دیں کہ جن چیزوں پر شکار پر پابندی نہیں ہے۔ جو پرندے اناج کے پھلوں کے دشمن ہیں ان کے کاروبار کرنے والے کو ناجائز تنگ نہیں کیا جائے گا تو جناب سپیکر! میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب ' صفدر جاوید چیمہ والی بات آپ کی تحریک التوا کا موضوع نہیں ہے۔ تو اصل جو آپکا مسئلہ ہے اس کے متعلق آپ فرمائیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک سلیم اقبال)۔ جناب والا! اس تحریک میں صفدر جاوید چیمہ کا ذکر ہی نہیں ہے لیکن جہاں تک جنگلی جانوروں اور پرندوں کا تعلق ہے انہیں قانونی تحفظ حاصل ہے انہیں بالکل کچھ نہیں کہا جائے گا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ اگر ان کے کوئی grievances ہیں تو وہ مجھے مل سکتے ہیں اور میں ان کو redress کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! صفدر جاوید چیمہ اعزازی Game Wardan کے بارے میں میں نے جو کچھ کہا ہے اس کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت ہو جائے تو بہتر

ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں۔ اس کا مسئلہ آپ نے اٹھایا ہی نہیں ہے۔ آپ نے جس مسئلہ کو اٹھایا ہے اس کی وہ وضاحت کر رہے ہیں۔ تو آپ پریس نہیں کرتے؟

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! اگر کروں گا تو کیا کروں گا اس لئے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ Not pressed. اگلی تحریک التوا نمبر 35 سردار الطاف حسین صاحب کی طرف سے ہے۔ جی فرمائیں۔

کینیڈا سے ایٹمی مواد سمگل کرنے کی بنا پر پاکستان کو امریکی امداد کی بندش

سردار الطاف حسین۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ امریکی سینٹ نے ایک قرار داد منظور کی ہے جس میں ہمارے آزاد وطن پر دباؤ ڈالنے کے لئے امریکن امداد 105 یوم کے لئے بند کرنے کی سفارش کی ہے جس کی بنیاد ایک مفروضہ اور بے بنیاد الزام پر رکھی گئی ہے۔ کہ پاکستان نے کینیڈا کے ایک شہری کے ذریعہ ایٹمی فولاد کی ایک خاص مقدار سمگل کی ہے۔ قرار داد کے پس پردہ یہودی اور بھارتی ذہن کام کر رہا ہے۔ جو نہ پاکستان بلکہ ہر مسلمان ملک کے ازلی دشمن ہیں وہ کسی مسلمان ملک کو دفاعی لحاظ سے مضبوط و مستحکم دیکھنا پسند نہیں کرتے وہ ہمیں حریفوں کی افواج کے سامنے تنہا و تہی دست بنا کر کھڑا دیکھنا چاہتے ہیں جبکہ بھارت خود متعدد دفعہ امریکہ اور بین الاقوامی ایٹمی تحفظات کی پابندی قبول کرنے سے انکار کر چکا ہے یہ بات بھی روز روشن کی طرح ہر بڑی طاقت پر عیاں ہے کہ بھارت طویل عرصہ بیشتر ایٹم بم کا دھماکہ کر چکا ہے۔ اور اب بھارتی ماہرین ببانگ دھل اس بات کا اقرار و اعتراف کر رہے ہیں کہ بھارت تیس سے ساٹھ تک ایٹم بم ہر سال تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ بھارت موسمی سیاروں کی آڑ میں ایٹمی میزائلوں کے تجربات کر رہا

ہے۔ اور کسی بین الاقوامی ایجنسی کو اپنی ایٹمی تنصیبات کا معائینہ کی اجازت نہیں دیتا۔ علاوہ ازیں بھارت نے پاکستان کی طرف سے پیش کی جانے والی دو طرفہ ایٹمی سمجھوتے کی تجویز کو بھی قبول کرنے سے متعدد دفعہ صاف انکار کیا ہے۔ لہٰذا یہ امر ہمارے لئے باعث تشویش ہے اور قومی خود داری۔ غیرت اور اسلامی جذبہ کے منافی ہے کہ امریکہ تنہا پاکستان کو کیوں مرعوب کر رہا ہے۔ اور صرف پاکستان کی اقتصادی امداد روکنے کی کیوں دھمکی دی جا رہی ہے۔ جبکہ یہ امداد امریکہ پاکستان کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ وہ اپنی مخصوص مفاد کے پیش نظر بھی مہیا کرنے پر مجبور ہے اس میں امریکہ کے اپنے مفادات مضمر ہیں۔ زیادہ تر امداد مختلف صورتوں میں امریکہ ہی میں صرف ہو جاتی ہے۔

ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے پاکستان کا موقف اتنا واضح اور منصفانہ ہے کہ کوئی بھی غیر جانبدار دانشور اس سے اختلاف نہیں کر سکتا۔

لہٰذا امریکہ کے اس منافقانہ اور پاکستان دشمن رویہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس سے تعلقات منقطع کرنے قومی غیرت کے مترادف ہوں گے۔ اور اس خطہ پاک کے باشندوں کو ہمیشہ کے لئے اس منافق ملک سے اقتصادی طور پر اور قرضہ سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہوں گے۔

لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو زیر بحث لانے کے لئے منظور فرمایا جائے تاکہ منتخب نمائندگان اپنے غیرت مند پاکستانی شہریوں کے جذبات سے اپنی وفاقی حکومت کو آگاہ کر سکیں کہ اب وقت کا تقاضا ہے کہ قوم کی خود داری پر کاری ضرب لگانے والے ملک سے قوم کو ہمیشہ کے لئے نجات دلائی جائے اور ملک و قوم کو اپنے وسائل آمدن پر انحصار کرنے کے لئے قوم کے اندر جذبہ جہاد و تقویٰ اختیار کرنے کی لئے موثر طریقہ اختیار کیا جائے سادگی اختیار کرنا سامان تعیش کی درآمد نہ کرنا خصوصاً امریکہ سے ہر قسم کی درآمد بند کرنا اور اسلامی احکامات کی تعمیل کرنا۔ پاکستانیوں کا درخشندہ مستقبل ہی ہماری منزل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اپنی تحریک التوا پیش کر چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس کے ساتھ ایک ملتی جلتی تحریک التوا نمبر 10 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ چنیوٹی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ جی لاء منسٹر صاحب۔ تحریک التوا نمبر 35

وزیر قانون۔ جناب والا! جہاں تک فاضل ممبر یا فاضل محرک کے جذبات کا تعلق ہے اس سے میرا خیال ہے کہ دو آراء نہیں ہو سکتیں۔ اور نہ صرف پورا ہاؤس بلکہ پوری قوم اس بات پر متفق اور متحد ہے اور میرا خیال ہے کہ اس بات سے ہمارے قومی اسمبلی کے بھائی آگاہ ہیں اور حکومت پاکستان کا موقف جو اس بارے میں ہے جس میں وزیراعظم پاکستان جناب محمد خاں جونیجو اور صدر پاکستان نے اس بارے میں ایک واضح موقف اختیار کر رکھا ہے کہ کسی طور پر بھی اپنے اصولوں سے اپنی قوم کی غیرت اور حمیت کے بل بوتے پر کوئی ایسی بات نہیں کریں گے جو قوم کی غیرت کے منافی ہو۔ لیکن میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ ہم اس ہاؤس میں اسی قرار داد اور اسی بات پر بحث کر سکتے ہیں جو صوبائی حکومت کے دائرہ کار میں آتی ہو۔ یہ subject matter چونکہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے اس میں خارجہ پالیسی involve ہے۔ یہ subject matter صوبائی اسمبلی کے پلیٹ فارم پر اٹھایا نہیں جانا چاہئے۔ البتہ اس بارے میں اگر میرے فاضل دوست چاہیں تو صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے ایک متفقہ قرارداد ہم بھجوا سکتے ہیں۔ وہ کسی مناسب موقع پر قرار داد لے آئیں۔ لیکن جہاں تک اس تحریک التوا کا تعلق ہے اگر وہ اس سلسلے میں قواعد و ضوابط دیکھ لیتے تو جو foreign affairs ہیں وہ صوبائی گورنمنٹ کے دائرہ کار میں نہیں ہیں۔ اور غیر ملکی حکومت کے ساتھ کسی طور پر مسئلہ طے کرنا یا ان کا نوٹس لینا یا ان پر ایکشن لینا صوبائی گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ یہ چونکہ خارجہ پالیسی کے matters ہیں لیکن اس سے پوری قوم اتفاق رکھتی ہے لیکن اس کا طریقہ کار اور ہے اور یہ غلط طور پر یہاں لائی گئی ہے۔ تو اس بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ تحریک التوا کے متعلق رول 67 میں طریقہ کار وضع کیا گیا ہے اور اس کو میرا خیال ہے کہ فاضل دوست اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اس پر کچھ قدغن ہے اس کے بارے میں ایک دائرہ کار موجود ہے اور اس میں کلاز (سی) بڑی واضح ہے۔

67 (c) The motion shall relate to a matter which is primarily the concern of Government or a statutory body under the control of Government or to a matter in which the Government

has a substantial financial interest.

جناب والا ! ہم ان کے جذبات کی قدر کرتے ہیں ساری قوم اس سے آگاہ ہے اور اس میں حصہ دار ہے بلکہ متفق ہے لیکن اس کو صوبائی اسمبلی میں Su ject matter نہیں بنایا جا سکتا ان کو جذبات کو ہم بطور ایک قرار داد بھجوا سکتے ہیں اور وہ کسی بھی مناسب وقت پیش ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔ سردار صاحب۔

سردار الطاف حسین۔ جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے جو ارشادات فرمائے ہیں ان سے میں متفق ہوں کیونکہ میرا مقصد بھی یہی تھا کہ اپنے قائد جناب وزیراعظم اور صدر تک پنجاب کے جذبات پہنچائے جائیں کہ ہم امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف برداشت کر سکتے ہیں لیکن بے غیرتی سے امداد قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تو میں چودھری صاحب کا مشکور ہوں کہ ایک مشترکہ قرار داد کے ذریعے ہمارے جذبات سے وفاقی حکومت کو آگاہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

سردار الطاف حسین۔ نہیں جی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! جو وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ہم مشترکہ قرار داد کی صورت میں ایک قرار داد لاتے ہیں اس کے لئے آپ ذرا ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ قرار داد مرتب ہو سکے اور اس قرار داد کا پاس ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ انہوں نے یقین دھانی کرائی ہے کہ یہ امریکہ کے ساتھ تعلقات منقطع کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ پورے ملک اور عوام کا خیال رکھتے ہیں۔ تو جناب سپیکر ! اس کے لئے میں یہ چاہوں گا کہ پانچ چھ کے نام رکھ لیں۔ اور اس کمیٹی کے لئے میں اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر پیش کرتا ہوں۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ میرے فاضل دوست خود ہی ایک قرار داد بنا لیں گے اور ہم اس کو دیکھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب آپ کو مفت مشورہ فراہم کریں گے۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! ہمیں "مشورہ کارپوریشن" کا مشورہ قبول ہے۔ میرا خیال ہے کہ

اس قرار داد کا متن موجود ہے اور اس پر بات کر لیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! "مشورہ کارپوریشن" گیارہ مشیروں پر مبنی ہے یہ "مشورہ کارپوریشن" کسی ایک کی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اب بے جان بھی ہو چکی ہے اور اس کا اب فائدہ بھی کوئی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب۔ آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

سردار الطاف حسین۔ نہیں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو ٹھیک ہے جی۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا! مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمایئے۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کردہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ ایم۔ پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28 فروری 1988ء تک توسیع کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اسے پیش کر سکتی ہیں لیکن آپ ذرا تحاریک التوا کا وقت ختم ہونے دیں۔ اس کے بعد آپ اس کو پیش کر سکتی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

یہ تحریک التوائے کار نمبر36 سید طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! کمیٹی کا کیا بنا؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کا مشورہ ضرور حاصل کر لیں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں جناب وزیر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وزیر صاحب نے یہاں اعتراف کیا ہے کہ پوری قوم کے جذبات یہی ہیں جو میرے فاضل دوست نے قرار داد میں پیش کئے ہیں اور اس کے پیش نظر میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ ایسے ملک سے جو ہمارا استحصال کرتا چلا آ رہا ہے اس سے نجات حاصل کرنے میں ہمیں پریشانی نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب! میں آپ سے یہ توقع کروں گا کہ شاہ صاحب کو اپنی

تحریک التوائے کار پیش کرنے دیں گے۔ جی شاہ صاحب فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ سے اتنا استفسار کروں کہ تحاریک التوائے کار کا جو وقفہ ہے اس میں کتنے منٹ باقی رہ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تقریباً پانچ منٹ باقی ہیں تو آپ اسے پیش کر سکتے ہیں اور وزیر صاحب اس کا جواب کل دے دیں گے۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایوان میں درخواستوں کا کام بند کروائیں کیونکہ یہ ایوان سے متعلقہ کام نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں فاضل ممبران سے عرض کروں گا کہ کئی دفعہ چیئر کی طرف سے آپ لوگوں کو درخواست کی گئی ہے کہ براہ کرم آپ اسمبلی کے تقدس اور احترام کا خیال رکھیں۔ وائیں صاحب اسمبلی کے اجلاس کے بعد یہیں تشریف رکھیں گے اور انشاء اللہ آپ کی درخواستیں نپٹا دیں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آپ .....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب! میں آپ سے توقع کروں گا کہ جس وقت سپیکر بول رہا ہو براہ کرم آپ اسے بولنے کی اجازت دیا کریں۔ آپ بھی قواعد انضباط کار پر عمل کرنا سیکھ لیں دوسروں کو آپ سکھاتے ہیں اور اس پر آپ عمل نہیں کرتے۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب سپیکر بول رہا ہو آپ کو پتہ ہے کہ آپ بول نہیں سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ وزیر صاحبان اب بھی دستخط کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ان کو کاغذات پر دستخط کرنے سے میں نہیں روک سکتا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! آپ کے ارشاد کے باوجود بھی اگر اسی طرح سے درخواستوں پر کام ہوتا رہا تو میں احتجاجاً واک آؤٹ کر جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ راہی صاحب کی مرضی کیونکہ واک آؤٹ کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو

آپ تشریف رکھیئے۔ یہ میرا فرض ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! آپ کے ارشاد کا بھی وہ خیال نہیں کرتے ہیں....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب! جو میرا فرض ہے وہ میں پورا کر رہا ہوں۔

وزیر تعلیم۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جتنا کام آپ کے باہر جانے سے ہو جاتا ہے اتنا آپ کے بیٹھنے پر نہیں ہوتا۔

سید اقبال احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ راہی صاحب تو لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے سپیکر صاحب منع کر رہے ہیں مگر پھر بھی وہ تقریر کر رہے ہیں اور اخبار کے لئے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میں پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کر جاؤں گا۔ یہ سب باتیں پریس میں لانے کے لئے کرتے ہیں۔ کم از کم یہ صحیح بات کریں آپ اسمبلی کے ممبر ہیں آپ اسمبلی کی بات کریں وہ بات کریں جو اسمبلی کی عزت اور اس کے معیار کے مطابق ہے آپ معیار سے نیچے کی بات نہ کیا کریں۔ آپ جو گفتگو کرتے ہیں وہ ہماری برداشت سے باہر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں راہی صاحب سے التماس کروں گا کہ وہ بھی تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! آپ ہاؤس کو in order نہیں رکھ سکتے آپ مجھے بیٹھنے کے لئے حکم دے دیتے ہیں اگر آپ ان کے لئے کوئی حکم جاری نہیں کر سکتے.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب! ہاؤس کو in order کرنے کے لئے جب مجھے آپ کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں اس کے لئے آپ کی امداد ضرور طلب کروں گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! ہاؤس آپ کا ہے آپ اس کے Custodian ہیں آپ اگر اس کو in order رکھ کر چلائیں گے تو آپ کی عزت ہو گی یہ آپ کا وقار ہے اس میں اس پورے ایوان کا وقار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ جو بھی بات کر رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب مجھے بڑا افسوس ہے۔ شاہ صاحب آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

میاں محمد رفیق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر دوسرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی میں آپ کو اس کی اجازت دے سکتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

مجوزہ جناب مارکیٹ فیصل آباد کی زمین پر آباد مہاجر خاندانوں سے ناانصافی

جناب طاہر احمد شاہ۔

غریب شہر پر تہمت تراشنے والو
امیر شہر کا بھی شجرہ نسب دیکھو

میں شاہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا۔
جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد شہر میں حکومت پنجاب نے بے گھر لوگوں کی آباد کاری اور بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر چک نمبر213 ر۔ ب۔ میں آبادی کے لئے اراضی حاصل کر کے مدینہ ٹاؤن کے نام سے کالونی بنائی جو لوگ قبل ازیں چک نمبر213 ر۔ ب۔ میں جہاں جہاں اپنے کچے پکے مکانات میں آباد تھے ان کو آباد رہنے دیا اور حکومت پنجاب کے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے چک نمبر213 ر۔ ب۔ کی ڈویلپمنٹ کے بعد کالونی ہذا کو ایف۔ ڈی۔ اے کے حوالہ کر دیا.....
جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! دیکھئے ان درخواستوں کی آمدورفت اب بھی جاری ہے اور میں احتجاجاً پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کرتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔
سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکومت پنجاب کے محکمہ ایف ڈی اے نے ایک قطعہ زمین چک نمبر213 ر ب مدینہ ٹاؤن مربعہ نمبر27 پر المعروف جناب

مارکیٹ بنانے کا منصوبہ بنایا اور نقشہ مارکیٹ منظور کیا۔ مدینہ ٹاؤن چک نمبر213 ر - ب کے مربعہ نمبر27 کے کیلہ نمبر18 میں18/1 ' 18/1/2 ' 18/1/3 ' 18/2 ' 18/2/1' 18/3 ' 18/4پلاٹوں میں آٹھ عدد مہاجر خاندان کے لوگ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں قبل ازیں عرصہ دراز سے آباد ہیں۔

-1	محمد حنیف بخاری	-2	لیاقت علی
-3	حسین عباس	-4	سکندر علی
-5	محمد فاروق	-6	محمد اویس
-7	عبدالحمید	-8	مسمات سلمٰی

جن کے گھروں کے عین سامنے مذکورہ چناب مارکیٹ واقع ہے اور متذکرہ اشخاص کے ہر ایک کے گھر کا رقبہ کم و بیش 8' 7 مرلہ ہے۔ ان لوگوں کے گھروں میں آنے جانے کے لئے دیرینہ کچا راستہ قبل تقسیم ہند و پاکستان تیس فٹ چوڑا موجود ہے۔ اور جو کہ زیر استعمال ہے۔ اور اس راستہ کے علاوہ متذکرہ اشخاص کے گھروں کو آنے جانے کے لئے کسی سمت میں بھی کوئی دیگر راستہ موجود نہ ہے جبکہ دیگر تمام سمتوں میں اہل محلّہ کی تعمیرات مکانات ہیں۔ چناب مارکیٹ کے وجود میں آ جانے کی بناء پر متذکرہ اشخاص کے گھروں و اراضی کی بیش قدر مالیت بڑھ گئی تو (ایف ڈی اے) کے اعلیٰ افسران نے متذکرہ اشخاص سے ان کے گھروں کے رقبہ کو ارزاں قیمت پر خریدنے کی کوشش کی مگر ناکامی کے بعد (ایف ڈی اے) کے افسران نے سابقہ زیر استعمال راستہ کو ایف ڈی اے کے ڈرائنگ نمبر3 میں جو پختہ کرنے کی تجویز تھی اس کو اپنے ناجائز مخصوص مقاصد کو حاصل نہ ہونے کی بناء پر متذکرہ اشخاص کو سزا دینے' پریشان کرنے اور ان کو مجبور کرنے کے لئے ایف ڈی اے کی ڈرائنگ نمبر3 کو تبدیل کر کے سابقہ دیرینہ زیر استعمال راستہ کو پختہ کرنے کی بجائے نہ صرف دانستہ مسترد کیا بلکہ متذکرہ اشخاص کے گھروں کو ایف ڈی اے کے اعلیٰ افسران نے غیر آباد کرنے کی ٹھان لی ہے۔ اور متذکرہ اشخاص کے گھروں کو آنے جانے والے دیرینہ واحد خام راستہ پر کمرشل پلاٹ نمبر69 تا 77 تجویز کر کے نیلامی کی تاریخ مقرر کر دی۔ مگر خوش قسمتی سے ابھی تک پلاٹ ہائے نمبر69 تا 77 ایف ڈی اے نے نیلام کر دیئے اور ان پر خریداران نے

تعمیر مکمل کر لیں تو اول الذکر خاندانوں کے گھروں کی آمدورفت کے لئے کوئی بھی راستہ نہ رہ جائے گا۔ اور آباد خاندان غیر آباد ہو جائیں گے۔ ایف ڈی اے کے افسران کا یہ عمل نہایت ہی افسوسناک اور منافی پالیسی حکومت پنجاب ہے کہ اس طرح آباد خاندان غیر آباد ہو جائیں اور آباد خاندانوں کے گھروں کو محبوس کر کے متذکرہ لوگوں کو غیر آباد کر دیا جائے۔

اس افسوسناک واقع کی تائید ایف ڈی اے کی جانب سے متذکرہ اشخاص کو جاری کردہ خط جو کہ لف تحریک التوا ہے' سے ہوتی ہے کہ ایف ڈی اے کی طرف سے مذکورہ غریب اشخاص کو اپنے گھروں کو جانے والے زیر استعمال دیرینہ راستہ کو مبلغ 22 لاکھ روپے یعنی 50 ہزار روپے فی مرلہ خریدنے کی پیشکش کی ہے۔ اور ایک دیگر صورت وہ یہ کہ اپنے 8' 7 مرلہ کے رقبے کے گھروں میں سے 12 فٹ عرض میں یعنی فی شخص 2 مرلہ گھر کی تعمیر کو گرا کر حوالہ ایف ڈی اے کریں اور آٹھ فٹ جگہ جو ایف ڈی اے اپنی طرف سے چھوڑے گا اس کی قیمت 50 ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے ادا کریں تاکہ راستہ مہیا کیا جائے۔ ایف ڈی اے کی پیشکش کو تسلیم کرنے کی بجائے مذکورہ اشخاص کے لئے اپنی سکونت فیصل آباد سے ترک کر کے کسی دریا کے کنارے پر جھونپڑی لگا کر آباد ہو جانا بہتر ہو گا جہاں ایف ڈی اے کے افسران کی من مانی بادشاہت نہ ہو۔ ایف ڈی اے کے افسران نے جو متذکرہ آباد گھروں کو غیر آباد کرنے کی کوشش کی ہے ان کے خلاف سخت ایکشن لیا جانا ضروری ہے جبکہ متذکرہ چناب مارکیٹ کے اندر اور باہر ہر سمت میں ماسوائے متذکرہ اشخاص کے گھروں کی سمت سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں اور متذکرہ اشخاص کے گھروں کے دروازوں کے سامنے واحد راستہ کو ختم کرنے کے لئے سڑک کی جگہ کمرشل پلاٹ نمبر 69 تا 77 بد دیانتی سے تجویز کر دیئے ہیں جبکہ چناب مارکیٹ کی مشرقی جانب بلا ضرورت اپنے مخصوص مقاصد کو حاصل کرتے ہوئے چند خاص لوگوں کو مفاد پہنچانے کی خاطر بلاوجہ سابقہ سڑک کی موجودگی میں متوازی سڑک مزید بنا دی اور اس کے برعکس متذکرہ اشخاص کے گھروں کے سامنے والی دیرینہ سڑک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کرنے کی تجویز کی گئی تاکہ وہ ہیلی کاپٹر خرید کر اپنے گھروں کو آسمان کے راستہ سے آیا جایا کریں۔

اس لئے جناب سپیکر صاحب! میری آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے استدعا ہے کہ

اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرما کر معاملہ ہذا کو زیر بحث لایا جائے اور متذکرہ اشخاص کے گھروں کا دیرینہ راستہ نہ صرف قائم رکھا جائے بلکہ ایف ڈی اے کو ہدایت فرمائی جائے کہ فی الفور دیرینہ راستہ کو پختہ کیا جائے نیز ایف ڈی اے کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا بھی حکم صادر فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور اس تحریک التوا کا جواب متعلقہ منسٹر کل دیں گے...

ملک محمد عباس خان کھوکھر۔ پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ دو حرفی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی اس کا جواب دے دوں....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بہتر ہو گا کہ اگر آپ کل اس کا جواب دیں....

ملک محمد عباس خان کھوکھر۔ اس کا جواب یہی ہے کہ یہ معاملہ عدالت کے زیر سماعت ہے ویسے حقیقت بھی اس میں کچھ نہیں ہے جو شاہ صاحب نے فرمائی ہے...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو میں اس کے متعلق عرض کر چکا ہوں کہ آپ اس کا جواب کل فرما سکتے ہیں...

ملک محمد عباس خان کھوکھر۔ ٹھیک ہے جی....

تحریک استحقاق نمبر12 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر! اجازت ہے...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمایئے۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر12 پیش کردہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28- فروری 88ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کردہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28 فروری 88ء تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے اجازت لے کر جانا چاہتا ہوں کیونکہ میرے چھوٹے بھائی کراچی سے تشریف لائے ہیں تو میں جانا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دے دیں...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف لے جائیں... اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کو لیتے ہیں....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! کوئی راستہ کوئی طریقہ جس سے وائیں صاحب کو سمجھ آ سکے.... (قہقہے) اب تو ہم واک آؤٹ کر کے بھی دیکھ چکے ہیں....

قرار داد

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کو شروع کرتے ہیں.... جس میں مفاد عامہ کے متعلق قراردادیں شامل ہیں۔ سب سے پہلی قرار داد میاں مختار احمد شیخ صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ قرار داد غیر سرکاری ارکان کی سابقہ کارروائی کے دوران میں مورخہ 13- اکتوبر 1987 کو ایوان میں پیش کی گئی جس پر بحث کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ محرک وزیر قانون کے بیان کی روشنی میں متفقہ قرار داد آج ایوان میں پیش کریں گے۔ تو میں میاں صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ اپنی قرار داد ہاؤس میں پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں میاں صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی قرار داد اس ایوان میں پیش کریں۔

میاں مختار اے شیخ۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ قرار داد پیش کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! کیا مجھے اپنا مطالبہ منوانے کے لئے بھوک ہڑتال کرنا پڑے گی۔ ایوان کا دیکھیں کیا حال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب یہ آپ کی مرضی ہے آپ جو کچھ کریں ہم آپ کو روک تو نہیں سکتے ہیں میں پہلے بھی کئی مرتبہ معزز ممبران سے بھی عرض کر چکا ہوں اور آپ سے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں اپنی شان کے خلاف کوئی ایسی بات نہ کریں جو آپ کے لئے بھی اچھی نہ ہو اور ایوان کے تقدس کے خلاف ہو۔ راہی صاحب میں آپ سے بھی خاص طور پر یہ عرض کروں گا کہ جب آپ دوسروں کو اصول اور ضابطوں کی بات بتاتے ہیں تو اپنے اوپر بھی ان چیزوں کو لاگو کیا کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب..... جناب مختار اے شیخ

قومی تحویل میں لی گئی صنعتوں کی واگذاری

میاں مختار اے شیخ۔ جناب والا! گذشتہ منگل کو ایوان میں یہ فیصلہ ہوا تھا اور میں وزیر قانون کے پاس حاضر ہوا تھا اور یہ قرار داد ان سے مشورہ کے بعد تیار کی گئی تھی اور وہ اب میں اسی معزز ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

" اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ اپنی اس پالیسی پر جس کے تحت حکومت نے قومی تحویل میں لی گئی صنعتوں کو ان کے مالکان کو واپس کرنے یا ایسی صنعتوں کے حصص مارکیٹ میں فروخت کرنے اور ایسی صنعتیں جن پر مجموعی لاگت 50 کروڑ روپے تک ہو گی انہیں بجلی سیوریج پانی گیس ٹیلیفون وغیرہ کی سہولت مہیا کرنے کا فیصلہ کیا تھا پر مکمل طور پر فوری عمل در آمد کرائے "

تو جناب والا! یہ قرار داد چودھری عبدالغفور صاحب وزیر قانون سے مشورہ کرنے کے بعد تیار کی گئی تھی تو میں یہ امید کروں گا کہ معزز ایوان اسے منظور فرمائے گا اور اس کے لئے میں ان کا بے حد ممنون ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ اپنی اس پالیسی پر جس کے تحت حکومت نے قومی تحویل میں لی گئی صنعتوں کو ان کے مالکان کو واپس کرنے یا ایسی صنعتوں کے حصہ مارکیٹ میں فروخت کرنے اور ایسی صنعتیں جن پر مجموعی لاگت پچاس کروڑ روپے تک ہو گی انہیں بجلی سیوریج پانی گیس ٹیلیفون وغیرہ کی سہولت مہیا کرنے کا فیصلہ کیا تھا پر مکمل طور پر فوری عمل در آمد کرائے"

(قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کریں۔

(گنتی کی گئی)

ایوان میں کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ دوبارہ گنتی کریں۔

(گنتی دوبارہ کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اب چونکہ آج ایوان کی کارروائی کا وقت بھی ختم ہونے والا ہے۔ اس لئے میرا خیال اسے پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کرنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ مورخہ 21 اکتوبر 1987ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ 21 اکتوبر 1987ء

(چہارشنبہ 27 صفر 1408ھ)

جلد 11 - شمار 14

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ 21 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2070
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	2104
مسئلہ استحقاق :-	
روزنامہ پاکستان ٹائمز میں خواتین ارکان کے بارے میں بے بنیاد خبر کی اشاعت	2142
تحاریک التوائے کار :-	
مجوزہ چناب مارکیٹ فیصل آباد کی زمین پر آباد مہاجر خاندانوں سے ناانصافی (بحث جاری)	2156
بی بی سی کو انٹرویو کے دوران سردار شوکت حیات کی جانب سے غلط اور بے بنیاد الزامات	2166
مسودہ قانون :-	
مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہیں، بھتہ جات و مراعات برائے اراکین) صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1987ء	2172
حکمت عملی کے اصولوں کی تعمیل و عملدرآمد کے بارے میں حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال 1985ء پر بحث (جاری)	2184

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

بدھ، 21 اکتوبر، 1987ء

(چہار شنبہ، 27 صفر، 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوٰعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿١٣﴾

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۗ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿٢٩﴾

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿١٥﴾

(س رعد آیت ۱۲-۱۳، ۲۸-۲۹، ۱۵)

اور وہی (اللہ) ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے اور رعد (گرجنے والی بجلی) اور فرشتے سب اس کے خوف سے اس کی تسبیح اور حمد بیان کرتے رہتے ہیں اور وہی "صاعقہ" گرنے والی بجلیاں بھیجتا ہے۔ پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے۔

جو لوگ ایمان لاتے اور ان کے دل یاد خدا سے سکون و چین پاتے ہیں تو تم جان لو کہ اللہ ہی کی یاد سے دل کا چین اور سکون قلب ملتا ہے۔

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کئے ان کے لئے خوشحالی اور عمدہ ٹھکانا ہے۔

اور جتنی مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے یا مجبوراً اللہ کے آگے سجدہ کرتی ہے اور ان کے سائے بھی صبح و شام سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے سوالات تحکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے بارے میں ہیں۔ بیگم شاہدہ ملک صاحبہ!

پسماندہ علاقوں کی بہتری کے لئے منتخب اراکین کی کمیٹی کی تشکیل

☆ 1156- **بیگم شاہدہ ملک۔** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ زمیندار اور کاشت کار طبقہ کی آبادی اس ملک میں اسی فیصد ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ زمیندار اور کاشت کار کی کثیر آبادی کا تعلق پسماندہ علاقوں سے ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے اس طبقہ کے بے شمار مسائل ایسے ہیں جو خاص توجہ چاہتے ہیں کیا حکومت مذکورہ پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے منتخب اراکین پر مشتمل کوئی علیحدہ کمیٹی بنانے پر غور کرنے کو تیار ہے تاکہ پسماندہ علاقوں کے مسائل کی صحیح نشاندہی ہو سکے اور صحیح سمت متعین ہونے پر ان علاقوں کے لئے فوری اقدامات کئے جا سکیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) جی نہیں۔

(ب) جی نہیں۔ لفظ پسماندہ ایک نسبتی اصطلاح (RELATIVE TERM) ہے جس کا تعین اس قدر آسان نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔ جیسا کہ جزو (ب) کے جواب میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ پسماندگی کی تعریف اس قدر سہل نہ ہے کہ بغیر وضاحت وامثلہ اس کو بیان کیا جا سکے ہر علاقہ بعض اعتبار سے ترقی یافتہ اور بعض دوسرے نقطہ نظر سے پسماندہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک علاقہ جو تعلیمی سہولتوں کے اعتبار سے ترقی یافتہ ہو وہ آبی وسائل میں نسبتاً پسماندہ ہو سکتا ہے اسی قسم کی کئی اور مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ حکومت کو پہلے ہی اس تفاوت کا مکمل احساس ہے اور اسے دور کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ ہر سیکٹر میں خصوصی پروگراموں کے ذریعے اس فرق کو دور کرنے کا عمل جاری رکھے ہوئے ہے۔ جہاں تک پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے اراکین کی کمیٹی بنانے کا سوال ہے اس باضابطہ طریق کار کی ضرورت اس لئے نہ ہے کہ ترقیاتی پروگرام پہلے ہی ان مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے تشکیل دیا جاتا ہے۔ مالی سال 87-1986ء میں جو پانچ علاقے عمومی طور پر پسماندہ سمجھے جاتے ہیں کے لئے مبلغ 10.56 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ انہیں پانچ علاقوں کی ترقی کے لئے رواں مالی سال میں مبلغ 24.83 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ پانچ علاقے ڈیرہ غازی خاں و راجن پور کے اضلاع سون سکیسر، مری و کہوٹہ، شکرگڑھ، چولستان شامل ہیں چولستان اور مری کہوٹہ کے لئے جو ادارے قائم شدہ ہیں ان میں نمائندہ حضرات کو بھی شامل کیا گیا ہے اسی طرح ڈیرہ غازی خاں کے لئے جو ادارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ اس میں بھی نمائندہ حضرات کو شامل کیا جائے گا۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا! یہاں بتایا گیا ہے کہ ان پانچ علاقوں میں سے نمائندہ حضرات کو شامل کیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہ نمائندہ حضرات کون کون سے ہیں۔ کیا وزیر موصوف نام بتانا پسند فرمائیں گے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب والا! ان علاقوں میں عام طور پر مقامی ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کو اور اس ضلع کونسل کے اگر ارکان چاہیں تو شامل ہوتے ہیں اور کچھ انتظامیہ کے افراد ہوتے ہیں۔ نام تو اس وقت تفصیل سے نہیں بتائے جا سکتے لیکن مقامی طور پر ان کے جو منتخب نمائندے ایم پی اے اور ایم این اے ہیں ان کو ترجیح دی جاتی

ہے۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا! میرا علاقہ وادی سون بھی انہیں پانچ علاقوں کی فہرست میں شامل ہے تو کیا وزیر موصوف وہ نام بتانا پسند فرمائیں گے یعنی ایم پی اے صاحب کا نام جو وادی سون سے متعلقہ کمیٹی میں شامل ہوں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! اس وقت تک تو سون سکیسر میں کوئی علیحدہ ڈویلپمنٹ ادارہ قائم نہیں ہوا اس لئے اس میں کسی اور ممبر کے شامل ہونے کا تو سوال نہیں تاہم سون سکیسر صوبائی اور مرکزی حلقہ نیابت کے لحاظ سے جس منتخب نمائندے کا علاقہ ہے ان کو اس میں دلچسپی لینی چاہئے اور جہاں تک سون سکیسر کا تعلق ہے اس کے متعلق میں گذارش کروں گا کہ اس علاقے میں گذشتہ کئی سالوں سے اس کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے کام شروع کیا گیا ہے اور اس سال بھی سون سکیسر کے لئے 1 کروڑ 21 لاکھ روپے کی رقم ایک خصوصی ترقیاتی پروگرام کے تحت اس میں شامل کی گئی ہے اور سون سکیسر میں جو ڈویلپمنٹ کا کام شروع ہوا ہے اس میں باقی باتوں کے علاوہ اس وقت سون سکیسر کی تمام وادی میں کل 59 گاؤں ہیں جن میں سے 37 گاؤں میں 3 کروڑ 2 لاکھ روپے کے خرچ سے بجلی فراہم کی جا چکی ہے۔ اس لحاظ سے تو میرا یہ خیال ہے کہ یہ وادی بجلی کی فراہمی کے لحاظ سے پنجاب کے دیگر بہت سے علاقوں سے پسماندہ نہیں بلکہ developed اور ترقی یافتہ قرار پائی ہے۔ تاہم سون سکیسر علاقہ کی ڈویلپمنٹ کے لئے خصوصی توجہ دی جا رہی ہے اور یہاں پر بہت سے ترقیاتی پروجیکٹ شروع کئے گئے ہیں۔ اور خصوصی ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت سون سکیسر کو وافر فنڈ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس سال 1 کروڑ 21 لاکھ روپے کی رقم مختلف منصوبوں کے لئے دی جا رہی ہے۔ تاہم میں اپنی بہن محترمہ سے گذارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں اگر کسی خصوصی مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرانی چاہیں تو ہم کسی وقت اس سلسلے میں ایک میٹنگ رکھ لیں تاکہ ہم دیکھیں کہ بجٹ پروویژن کے اندر رہتے ہوئے اس سلسلے میں جو کچھ ہو سکے گا اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے انشاء اللہ اس میں کوئی کمی نہیں رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ وائیں صاحب! ان کا سوال اور تھا اور آپ نے جواب اور دے دیا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب والا! میں نے جواب دے دیا ہے۔ سوال تو یہ تھا اور ان کا مقصد یہ ہے کہ اس علاقے میں کون کون سے ارکان کو شامل کیا گیا ہے۔ میں نے جواب عرض کیا ہے کہ یہ ارکان ان اداروں میں شامل کئے جاتے ہیں جہاں پر اتھارٹیز خاص طور پر بنائی گئی تھیں۔ سون سکیسر کی وادی میں ابھی تک کوئی ڈویلپمنٹ اتھارٹی تشکیل ہی نہیں کی گئی۔ اس لئے اس میں کسی ممبر کے شامل ہونے کا تو قطعاً کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر۔ سوال کے جواب میں جو آپ نے پڑھا ہے اس میں پانچ علاقے ڈیرہ غازی خاں، راجن پور کے اضلاع سون سکیسر، مری و کہوٹہ، شکر گڑھ، چولستان شامل ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! اس میں جو پانچ علاقے ہیں یہ وہ علاقے ہیں جن میں خاص طور پر ڈویلپمنٹ کے کام شروع کئے گئے ہیں۔ لیکن ان تمام میں اتھارٹیز قائم نہیں کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح ہے۔ جی بیگم صاحبہ!

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا! صرف فنڈ مختص کر دینا ہی کافی نہیں ہوتا تو کیا حکومت اس کے احتساب کے لئے کہ آیا وہ رقم جو مقرر کی گئی ہے کسی علاقے کی ترقی کے لئے وہ صحیح سمت میں خرچ ہو بھی رہی ہے یا نہیں۔ کیا منتخب اراکین صوبائی اسمبلی کی کوئی ایسی کمیٹی بنانے کو تیار ہے جو ایسے ڈویلپمنٹ ادارے یا جو مذکورہ پانچ علاقے ہیں ان کے لئے جو سپیشل فنڈز رکھے گئے ہیں ان کے احتساب کا کام کر سکے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! جو ضمنی سوال کیا گیا ہے اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ احتساب کا عمل جاری و ساری ہے اور حکومت احتساب کے عمل کو بڑی اہمیت دیتی ہے۔ ہمارے مقامی منتخب نمائندگان صوبائی و قومی اسمبلی سینٹر صاحبان اور لوکل باڈیز کے منتخب نمائندگان ان علاقوں میں ترقیاتی کاموں کی جانچ پڑتال اور نگرانی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں اور ان کے ذریعے ہی نہیں بلکہ عام کوئی شہری بھی کسی احتساب کے عمل میں شریک ہونا چاہے اور کسی ایسی غلطی کی نشاندہی کرے تو حکومت اس معاملے پر پوری سنجیدگی کے ساتھ اس پر توجہ دے گی اور اس کی چھان بین کرے گی۔ میں گذارش کروں گا کہ

احتساب کے عمل میں مقامی ایم پی اے اور ایم این اے اور منتخب نمائندگان اس وقت اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس عمل کو اور آگے بڑھنا چاہئے۔ تاہم اگر میری بہن کو وادی سون سکیسر کے اس ڈویلپمنٹ پروگرام میں کسی کام کے متعلق اگر یہ شکایت ہو کہ وہاں پر پورے معیار کے مطابق کام نہیں ہو رہا یا اس کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے تو از راہ نوازش وہ ہمیں اس سے آگاہ فرمائیں۔ انشاء اللہ حکومت اس پر پوری سنجیدگی سے توجہ دے گی۔

بیگم شاہدہ ملک۔ ضمنی سوال۔ کیا مذکورہ پانچ پسماندہ علاقوں میں کام کرنے والے ملازمین کو Un-attractive الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب والا! یہ پالیسی matter ہے اور اس معاملے پر پالیسی کے طور پر بات کی جا سکتی ہے۔ جہاں تک ان علاقوں میں ملازمین کے کام کرنے کا تعلق ہے اس میں ایک کام تو وہ ہے جو کہ ڈویلپمنٹ کے لئے حکومت ٹھیکہ پر کرواتی ہے تو کنٹریکٹس تو شیڈول آف ریٹس کے مطابق ہی دیئے جاتے ہیں اس کے لئے تو کسی اور چیز کے مزید دینے کا سوال نہیں۔

جہاں تک ہمارے ملازمین کا تعلق ہے ملازمین کے رولز اور قواعد موجود ہیں اور رولز اور قواعد کے مطابق حکومت ان کو مشاہرہ اور دیگر سہولتیں فراہم کرتی ہے اس لئے کسی خصوصی جگہ پر جہاں پر اس کے قواعد اور رولز نہ بنائے جائیں کسی خاص علاقے کو وہ مراعات نہیں دی جا سکتیں۔ کیونکہ پھر وہ پالیسی matter بن کر دوسرے علاقوں میں بھی مزید خرچ کا ذریعہ بنتا رہتا ہے اس لئے اس سلسلے میں میری یہی وضاحت ہے۔

چودھری غلام احمد خان۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ سال 87-86 کے لئے 24 کروڑ اور 23 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں کیا وزیر موصوف بالترتیب تفصیل بتا سکیں گے کہ ان علاقوں میں کتنی کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب والا! سال 88-1987ء میں جو رقم مختص کی گئی ہے۔ ان میں ڈیرہ غازی خان 4 کروڑ اور 8 لاکھ روپے وادی سون سکیسر ۱ کروڑ 21 لاکھ روپے۔

مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی 17 کروڑ 91 لاکھ روپے شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ 31 کروڑ روپے اور چولستان 1 کروڑ 32 لاکھ روپے۔

حاجی غلام رسول خان۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جو علاقے مخصوص کئے گئے ہیں ان کی خاصیت اور جو علاقے رہ گئے خواہ وہ بارانی ہوں یا کوئی اور ان میں فرق کیا ہے۔ یہ جو پانچ علاقے خصوصاً چنے گئے ان میں اور ان علاقوں میں جہاں پینے کو پانی نہیں ملتا جن کا صرف بارانی پر انحصار ہے اور وہاں قحط کا سا سماں ہے کہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے وہاں مال مویشی سب کچھ مر رہے ہیں ان میں خاصیت کیا ہے جن میں پانی مخصوص کیا گیا ہے مثلاً تحصیل عیسیٰ خیل جس میں اگر آج وزیر صاحب یا ان کا کوئی نمائندہ دورہ کرے اور جا کر وہاں کے حالات دیکھے کہ ان میں فرق کیا ہے اور ان کو کیوں چھوڑا گیا ہے اور مخصوص کرنے کی وجہ بتائیں کہ اس میں کیا فرق ہے اور کیا وجہ تھی کہ صرف پانچ ہی کو مخصوص کیا گیا اور ان علاقوں کو کیسے چھوڑ دیا گیا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! حکومت درحقیقت پنجاب کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے بہت سے اقدامات عمل میں لا رہی ہے اور ان میں بعض ایسے علاقے بھی شامل ہیں جن کے سروے کے بعد یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ وہاں کے مخصوص حالات کے پیش نظر ان کی ڈویلپمنٹ بہت ضروری ہے مثال کے طور پر ڈیرہ غازی خان ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے متعلق ہر بھائی جانتا ہے کہ یہ ایک بہت بڑا علاقہ ہے اور یہاں پر زبردست پسماندگی ہے لہٰذا Normal Development Programme سے آگے جا کر سپیشل پروگرام کے تحت ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے علاقوں کے لئے یہ بنایا گیا ہے اسی طرح سون سکیسر جو وادی ہے قدرت نے ویسے بھی بڑی نوازشوں سے اسے سرفراز کیا ہے لیکن اس کی پسماندگی بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہاں پر ایک سپیشل پروگرام دیا جائے۔

مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے متعلق بھی آپ نے دیکھا ہے کہ یہ بھی ایک بہت بڑا علاقہ ہے اور اس کی آبادی تقریباً 6 لاکھ کے قریب ہے اس کی پسماندگی کو اگر جا کر دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ ابھی اس دور میں بھی ایسے پسماندہ علاقے موجود ہیں لہٰذا اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے حال ہی میں خصوصی طور پر ایک ادارہ قائم کیا ہے اسی طرح چولستان کا

جو علاقہ ہے اس کا بھی بہت بڑا رقبہ ہے جو ابھی تک غیر آباد پڑا ہے اور وطن کے تقاضے اور ساتھ ہی ساتھ ہماری زراعت اور ہمارے کاشتکار بھائی جو بے روزگار ہیں ان کو ذرائع روزگار فراہم کرنے کے لئے چولستان کے بہت بڑے ٹریک کو آباد کرنا وقت کا تقاضہ ہے لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پنجاب میں ابھی پسماندہ علاقے نہیں ہیں باقی علاقوں میں بھی پسماندگی موجود ہے اور انشاء اللہ موجودہ حکومت اور وزیراعظم کا پانچ نکاتی پروگرام 1990ء تک پسماندگی اور اندھیروں کو دور کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ثابت ہو گا۔

حاجی غلام رسول خان۔ جناب والا! جو میں نے عرض کیا ہے وزیر موصوف نے اس کا جواب نہیں دیا میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جب یہ علاقے پسماندہ ترین Specify کئے گئے اس کے لئے آیا وہ کوئی کمیٹی بنانے کو تیار ہیں وہاں کا دورہ کر لیں اس میں فرق کیا ہے مثلاً آپ مری کہوٹہ کی بات کرتے جہاں بہت زیادہ بارشیں ہوتی ہیں اور پنجاب کا آدھے سے زیادہ بجٹ مری کہوٹہ پر خرچ ہو رہا ہے آپ مجھے یہ بتائیں کہ وادی عیسیٰ خیل جو پسماندہ ترین ہے اور وہاں کے محکمہ آباد میں ڈویلپمنٹ کمیٹی کا میں ممبر بھی ہوں اس کے باوجود وہ کاٹا گیا اس کی وجہ بتائی جائے۔ آپ کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ چیک کرے کہ کیوں اس کو شامل نہیں کیا گیا حالانکہ میں اس ڈویلپمنٹ کمیٹی کا ممبر بھی ہوں۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب اس کے لئے آپ نیا سوال دیں اس پر آپ ان سے جواب لیں جناب فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جزو (ب) کے جواب میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔ "جی نہیں۔ لفظ پسماندہ ایک نسبتی اصطلاح (Relative Term) ہے جس کا تعین اس قدر آسان نہ ہے۔" لیکن جناب والا! جزو (ج) کے جواب میں یہ بتا رہے ہیں کہ پانچ علاقے عمومی طور پر پسماندہ سمجھے جاتے ہیں ان کے لئے مبلغ 10 کروڑ 52 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں تو ان علاقوں کو انہوں نے عمومی طور پر پسماندہ قرار دیا ہے۔ پہلے یہ لفظ "پسماندہ" کا تعین کرنے میں دشواری سمجھتے ہیں تو جناب والا! یہ جو پانچ علاقے ہیں آپ نے ان کو کن ترجیحات کی بنیاد پر پسماندہ قرار دیا ہے ان کے ساتھ تو اور بھی علاقے ہو سکتے ہیں۔ جھنگ ہو سکتا ہے' چکوال

ہوسکتا ہے اور بھی علاقے ہیں جو ان سے ملتے جلتے ہیں تو ان کے لئے جو انہوں نے پسماندگی کی ترجیحات مقرر کی ہیں وہ کس criteria کے ساتھ مقرر کی ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس پر سوال آ چکا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ تو کیا جناب والا! اس پر جواب بھی آ چکا ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال۔

سڑکوں کی تعمیر کے لئے رکن اسمبلی کا کوٹہ

☆ 1397- **چودھری محمد اصغر۔** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے سال 1985ء میں ہر ایم پی اے کو اپنے حلقہ انتخاب میں سپیشل کوٹہ میں سے ترجیحات کی بنیاد پر دو دو سڑکیں بنوانے کا اختیار دیا تھا۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ضلع گجرات میں ہر ایم پی اے نے متذکرہ کوٹہ میں سے کس کس سڑک کی تعمیر کرنے کو کہا تھا اور ان میں سے کون سی سڑک اس ماہ ایم پی اے کے حلقہ میں بنائی گئی۔

اگر جز (ب) کا جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) جی نہیں۔

(ب) سال 86-1985ء کے دوران مختلف اضلاع کے لئے مختلف وزراء کو وزیر انچارج مقرر کیا گیا تھا جن سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ متعلقہ ضلع کے لئے مقرر شدہ معیار کے مطابق ترجیحات کی بنیاد پر مختص شدہ رقوم کے دائرہ کے اندر اندر سڑکوں کی تجاویز متعلقہ ایم پی اے صاحبان کے مشورہ سے مرتب کریں۔ اس بناء پر ضلع گجرات کے لئے مندرجہ ذیل چار سڑکیں پونے دو کروڑ روپے کی لاگت پر منتخب کی گئیں، جن پر کام شروع ہے۔

نمبر شمار	نام سڑک	لمبائی سڑک (میل)	تخمینہ لاگت (لاکھ روپے)
1	بوکان موڑ (بھمبر روڈ) سے ماچھی وال	7.59	54.86
2	گورالی' علی پور' چک میرو سے شیخ پور	6.00	42.33
3	کنجاہ مٹواں والا روڈ	5.00	30.01
4	پکھووال تا میانہ گوندل براستہ پنڈ مکو	7.50	52.21
	میزان		179.41

جناب سپیکر۔ اگلا سوال چودھری محمد اصغر۔

ٹولہ بانگی خیل میں بجلی کی سپلائی

☆ 1495- چودھری محمد اصغر۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے ٹولہ بانگی خیل ضلع میانوالی کو سال 85-1984ء میں بجلی سپلائی کرنے کا منصوبہ شامل کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے مندرجہ بالا پروگرام پر عمل کرتے ہوئے کام شروع کیا تھا لیکن کالا باغ سے 15 میل تک بجلی کے کھمبے نصب کرنے کے بعد کام بند کر دیا گیا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کام بند کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت ٹولہ بانگی خیل ضلع میانوالی کو بجلی سپلائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) یہ درست نہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ 85-1984ء میں کوئی کام شروع نہیں کیا گیا۔

(ج) جزو ہائے الف اور ب میں جواب پہلے ہی نفی میں دے دیا گیا ہے تاہم اس سلسلے میں اطلاعاً عرض ہے کہ وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت ضلع

ترقیاتی کمیٹی میانوالی نے جن دیہاتوں کی فہرست آئندہ تین سالوں کے لئے تجویز کی ہے اس میں ٹولہ بانکی خیل شامل نہ کیا گیا ہے۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس جواب کے جزو (ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے 85-1984ء میں کوئی کام شروع نہیں کیا گیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کالا باغ سے لے کر 15 میل تک پول لگا دئے گئے ہیں اور بقایا دس میل پر کام نہیں ہو سکا اور وہاں کام روک دیا گیا ہے۔ کام تو شروع کر دیا گیا تھا آدھے سے زیادہ کام تو مکمل بھی ہو چکا تھا اور تھوڑا سا جو فاصلہ رہ گیا تھا تو کام کو روک دیا گیا۔ تو جناب والا! اب اس کو تکمیل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! اصل میں سوال دینے والے میرے فاضل رکن نے (الف) میں جو یہ کہا کہ ٹولہ بانکی خیل ضلع میانوالی کو سال 85-1984ء میں بجلی سپلائی کرنے کے منصوبے میں شامل کیا تھا اور ہم نے یہ جواب دیا ہے کہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جو سوال دیا ہے وہ غلط تھا اور اصل حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ پر 85-1984 میں نہیں بلکہ 77-1976ء میں اس کی Electrification کے لئے کام شروع کیا گیا۔ یہ درست بات ہے اور وہاں پر 129 پول نصب بھی کر دیئے گئے۔ یہ 77-1976 ء کی بات ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ اس وقت دیہاتی علاقوں کو بجلی سپلائی کرنے کا جو Criteria تھا وہ نصف میل تک تھا اور تمام دوستوں کو اس کا علم ہو گا لیکن 78-1977ء میں اس گاؤں کی منظوری دی گئی جس میں یہ جگہ اپنی 11 کے۔ وی 11 KV Source Line سے صرف 29 میل دور تھی اور جس وقت اس کا جائزہ لیا گیا یہ منظوری اس وقت کی حکومت کی اس سلسلے میں پالیسی کو بالکل Violate کرتی تھی لہٰذا اس کام کو ہی نہیں بند کیا گیا بلکہ 1980ء میں وہ تمام ایسے کام جو کہ حکومت کی پالیسی کے خلاف تھے ان کو اس وقت روک دیا گیا۔ اس چک کو بجلی پہنچانے کے لئے اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ اس کو کس نزدیک ایریا سے بجلی فراہم ہو سکتی ہے تو اس کا جائزہ لیا جائے اور یہ پتہ چلا کہ اگر صوبہ سرحد سے اس چک کو بجلی پہنچائی جائے تو اس کا فاصلہ وہاں سے تقریباً تین میل بنتا ہے چنانچہ صوبہ سرحد میں ایریا الیکٹرسٹی بورڈ پشاور کو بھی اس سلسلے میں اس کا سروے کرنے کے لئے کہا گیا اور انہوں نے

سروے کے بعد جو رپورٹ دی وہ یہ تھی کہ اگر صوبہ سرحد سے 11 کے وی لائن پر اس گاؤں کو بجلی فراہم کی جائے تو اس کا فاصلہ 29 میل کی بجائے 3 میل ہو گا اور اس پر نو لاکھ انیس ہزار سات سو ننانوے روپے خرچ آئیں گے۔ جناب سپیکر! اب صورت حال یہ ہے کہ موجودہ جو ترقیاتی پروگرام تشکیل دیا گیا ہے اس میں حکومت نے یہ اختیارات ضلع کے ایم پی اے ایم این اے حضرات اور ضلع کونسل کے چیئرمین کو تفویض کئے ہیں کہ وہ تین سالہ پروگرام میں بجلی کی Electrification کے لئے 90% تک گاؤں کو شامل کرے لیکن مجھے یہ افسوس ہے کہ ضلع میانوالی کا Village electrification کا جو تین سالہ پروگرام ہمارے پاس آیا ہے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی نے اس گاؤں کو اس میں شریک نہیں کیا۔ اب یہ اس گاؤں کے اراکین کا مسئلہ ہے اور انہیں اس پر غور کرنا چاہئے تھا۔ مجھے تو اس گاؤں سے بڑی ہمدردی ہے۔ یہ راہی صاحب کے دور کا کام ہے اور اسے چلو 88-87ء میں ہو ہی جانا چاہئے تھا۔ یہ 29 میل دور تھا لیکن بہر حال اس پر آپ غور فرمائیں....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! یہ دیکھیں اس عمر میں کیسی باتیں کرتے ہیں... (قہقہے) ویسے اس عمر میں ایسی باتیں ہوتی ہیں لیکن وزارت چھن جانے کے بعد کرتے ہیں....

جناب سپیکر۔ جناب حاجی صاحب ضمنی سوال ...

حاجی غلام رسول خان شادی خیل۔ جناب والا! جس طرح کہ جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے۔ پہلے واقعی وہاں 73ء میں کام شروع ہوا تھا اور 15 میل تک وہ لائن گئی اور پھر اس کو اس طرح چھوڑ دیا اور آج تک وہ کھمبے برباد ہو رہے ہیں۔ میرا ہی وہ علاقہ ہے۔ پھر اس کے بعد جیسے آپ فرما رہے ہیں کہ ڈویلپمنٹ پروگرام میں وہ علاقہ نہیں دیا گیا۔ 87-1986ء کو میں نے ایم پی اے پروگرام میں جو چار ریونیو اسٹیٹ گورنمنٹ نے دیئے ہیں اس میں میں نے داخل کیا ہوا ہے اور وہ اس میں شامل ہے۔ اس پر Estimate بن گیا اور ابھی میں نے واپڈا سے پوچھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے ہمیں لیٹر لکھا ہے کہ 6 لاکھ سے زیادہ کوئی Estimate آئے تو اس پر کام نہ شروع کرو۔ اس کا ثبوت ہے۔ وائیں صاحب بے شک دورہ کر لیں یا ان کا کوئی نمائندہ میرے ساتھ جائے اور میرے

ساتھ جا کر چیک کر لے اس بات کی تو پوری رپورٹ وائیں صاحب کو نہیں ملی کیونکہ میں ہی اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اور میں نے یہ سکیم دی ہوئی ہے آپ ایم پی اے پروگرام چیک کر لیں۔ جو چار ریونیو اسٹیٹ ہیں وہ شامل ہیں۔ فرنٹیئر سے بھی اس کا Estimate بنا ہے اور پنجاب سے بھی بنا ہے۔ پندرہ میل تک اس کے لئے کھمبے لگے ہیں لیکن وہاں کسی کو بھی بجلی نہیں دی گئی حالانکہ وہ بھی میں نے شامل کیا ہے کہ کھمبے لگے ہوئے ہیں آپ ان کو Electrify کریں تو دو طرف سے میں نے سکیمیں دی ہیں آپ اس کو چیک کرا لیں۔ تو اس لئے وائیں صاحب مہربانی فرما کر آپ پی اینڈ ڈی سے جب بھی کوئی چیز پوچھا کریں تو اسے پوری طرح Confirm کر لیا کریں۔ بلاوجہ یہ کہنا کہ فلاں پارٹی کا کام تھا یا فلاں پارٹی کا یہ بات غلط ہے.... مہربانی

جناب سپیکر۔ یہ کوئی سوال نہیں ہے۔ جی جناب فضل حسین راہی ضمنی سوال...

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! وزیر موصوف نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب یہ پتہ چلا کہ سکیم اس وقت کی حکومت کی پالیسی کو violate کرتی ہے تو اس پر جو کام ہو رہا تھا اس کو روک دیا گیا تو جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اس وقت کی حکومت سے مراد کیا ہے؟ اور اس کام کو کون سے سن میں روکا گیا...

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! میں نے گذارش کی ہے کہ یہ کام 1977-78ء میں شروع کیا گیا اور اس میں میں نے عرض کیا ہے کہ 129 کھمبے وہاں پر نصب بھی ہو چکے تھے اور یہ 29 میل فاصلے میں سے کوئی چار پانچ میل کے فاصلے پر جا چکے تھے لیکن اس وقت کی پالیسی کے مطابق چونکہ یہ فنڈز ایک گاؤں کے لئے اتنے نہیں دیئے جا سکتے تھے اس لئے یہ کام بند ہو گیا اور یہ کام اب تک بند ہے۔ میں تو عرض کر رہا ہوں کہ خان صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے میں اس کی تھوڑی سی وضاحت عرض کر دوں کہ یہ آپ نے پہلے سال جو دیا تھا پہلے سال میں بھی یہ 29 میل کا Criteria جو ہے حکومت کا نہیں تھا اور اب جو اس سے Relaxation ہوئی ہے اب اختیارات آپ کی ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کو چلے گئے ہیں اس لئے مہربانی کر کے آپ اس گاؤں پر نظرثانی کر کے اس کو اس میں شامل کروایئے....

حاجی غلام رسول خان شادی خیل۔ جناب سپیکر! میں نے تو عرض کر دیا ہے کہ پچھلے اجلاس میں بھی جناب وزیر آبپاشی نے یہ وعدہ کیا تھا اور آپ کی موجودگی میں یہ لکھ کر دیا تھا کہ ان گاؤں کو ہم بجلی دے رہے ہیں اور وہ لکھا ہوا بھی ہمارے پاس موجود ہے اور میں آج بھی یہی عرض کر رہا ہوں کہ پچھلے سال کا جو ایم پی اے ڈویلپمنٹ پروگرام ہے اس میں یہ شامل ہے آپ اس میں سے ان گاؤں کو بجلی کیوں نہیں دیتے؟ جو آپ کا Confirm ہے کہ چار اسٹیٹ کو دیں گے۔ تین سال کا تو بعد کا مسئلہ ہے۔ جو پچھلے سال آپ نے ہمیں 1986-87 کا کوٹہ دیا ہے آج تک اس پر کام نہیں ہوا۔ میں نے تو یہ عرض کی ہے....

جناب سپیکر۔ پچھلے سال ایم پی اے پروگرام میں یہ شامل تھا...

حاجی غلام رسول خان شادی خیل۔ شامل ہے بالکل شامل ہے... آپ چیک کرا لیں...

جناب سپیکر۔ تو سوال یہ ہے کہ پچھلے سال یہ ایم پی اے پروگرام میں شامل تھا کیا جناب وائیں صاحب اس سال اس کو بجلی مہیا کرنے کے بارے میں غور فرمائیں گے۔ آپ یہی کہنا چاہتے ہیں؟

حاجی غلام رسول خان شادی خیل۔ مہربانی جی میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں...

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر ! پچھلے سال بھی جو Village electrification criteria تھا وہ 29 میل تک کسی گاؤں کو Electrify کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے یہ درست ہو سکتا ہے کہ انہوں نے گاؤں دیا ہو لیکن وہ اس Criteria پر نہیں آیا ہو گا اس وجہ سے وہ Entertain نہیں ہوا اور اگلا جو تین سال کا انہوں نے پروگرام دیا ہے اس کی فہرست میرے پاس ہے اس میں انہوں نے یہ شامل نہیں فرمایا۔ اب بلکہ میرے خیال میں اس تین سالہ پروگرام میں چونکہ وہ شرط جو ہے وہ Relax ہو گئی ہے اب یہ مہربانی کر کے اس میں شامل فرمائیں۔ اس سال تو اس کی شرط تھی کہ یہ اتنے فاصلے سے زائد نہیں ہو سکتا...

جناب سپیکر۔ اب تو کوئی شرط نہیں ہے...

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ اب کوئی شرط نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب اس تین سالہ پروگرام میں آپ نے اس کو شامل کیا ہے؟

حاجی غلام رسول خان شادی خیل۔ تین سالہ پروگرام میں بھی ہے اور ایم پی اے پروگرام جو اب چل رہا ہے اس میں شامل ہے۔ اصل بات وائیں صاحب نہیں بتا رہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کے Estimate بن گئے۔ فرنٹیئر کی طرف سے بھی بنا اور پنجاب کی طرف سے بھی بنا۔ اب پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ایک چٹھی گئی ہے کہ 6- لاکھ سے زیادہ جو Estimate ہو اس پر کام شروع نہ کریں۔ اصل بات وائیں صاحب نہیں بتا رہے۔ اصل بات اس میں یہ ہے کہ ہم نے خود یہ چیک اپ کروائی ہے تو اس کے لئے وائیں صاحب یہ کہیں کہ اگر یہ شرط نہیں ہے تو اس پر کام شروع ہو سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر۔ جناب وائیں صاحب۔۔۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! میرے پاس جو فہرست تین سالہ ڈویلپمنٹ پروگرام آف میانوالی ہے اس کے گاؤں میرے پاس موجود ہیں۔ ان کی کل تعداد 93 ہے اور ان میں یہ گاؤں شامل نہیں۔ جہاں تک اس پرانے کیس کو process کرنے کا تعلق ہے اگر میرے فاضل بھائی کے کہنے کے مطابق بھی حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ 6- لاکھ سے زیادہ خرچ کا کوئی گاؤں Electrify نہیں ہو سکتا اور اس کا تخمینہ 9- لاکھ اور کچھ ہے اور یہ بھی پرانا ہے تو پھر بھی اسے اس Category میں آنے کے لئے کوئی Problem آ جائے گی اس لئے یا تو آپ مہربانی کر کے چیف منسٹر صاحب سے Under special directive کروا لیں ورنہ اس کی پھر کچھ مشکلات مجھے بظاہر محسوس ہوتی ہیں تاوقتیکہ وہ شرط Relax نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ 6- لاکھ کی شرط ہے۔۔۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! واپڈا نے Financial implications کے تحت یہ کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر۔ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے بھی یہی ہے۔۔۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ نہیں سر' واپڈا نے فیڈرل گورنمنٹ کو یہ کہا ہے۔ ان کی چٹھی تو آئی ہے۔ اس پر اگرچہ ہماری کچھ ان سے خط و کتابت ہو رہی ہے لیکن There is something اس میں یہ Problem آ رہی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ بعض

گاؤں کا فاصلہ اتنا زیادہ ہے کہ ان پر بہت خرچ آ رہا ہے۔ پالیسی یہ بنائی تھی کہ پرائم منسٹر صاحب کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت 1990 تک 90% کم سے کم جو پاپولیشن کے گاؤں ہیں ان کو چھوڑ کر باقی تمام کو پروگرام میں لیا جائے۔ اور جو فاضل اراکین نے گاؤں دیئے ہیں ان کا فاصلہ جہاں طویل ہے وہاں پر واپڈا نے یہ بات فیڈرل گورنمنٹ سے کی ہے اور انہیں کہا ہے کہ یا تو ہمیں اضافی فنڈز دیئے جائیں یا سہولت ہمیں 6- لاکھ کے اندر کام کرنے کی اجازت دی جائے اس پر ابھی خط و کتابت جاری ہے کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا لیکن یہ بات مالی وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے سامنے آئی ہے۔

حاجی غلام رسول خان شادی خیل۔ جناب والا! جیسا کہ ابھی وائیں صاحب نے فرمایا ہے میں نے یہ عرض کی ہے کہ گذشتہ اجلاس میں اس معزز ایوان کے سامنے اسی موضوع پر، بجلی کے موضوع پر کافی بحث ہوئی اور آبپاشی کے وزیر نے یہاں پر گارنٹی دی تھی کہ ہم اس پر کام پندرہ دن میں شروع کر دیں گے۔ اور اس وقت 6 لاکھ کی یہ شرط کسی کو نہیں بتائی گئی۔ اگر اب کوئی نئی پالیسی ہوئی ہے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ نئے اسٹیمیٹ بنائے۔ اس میں پوری ریونیو اسٹیٹ تھی اس میں 20 گاؤں آتے تھے۔ اب چھ لاکھ میں اگر دو گاؤں آئیں گے تو ہم انہیں دو بتائیں گے۔ لیکن خدا کے لئے اگر اس پر کام شروع ہو جائے۔ اب ہم نے لوگوں کو یہ بتا دیا ہے کہ آپ کی منظوری ہو گئی ہے۔ اب وائیں صاحب نے نئی بات بتائی ہے۔ 6 لاکھ میں تو ایک یا دو گاؤں تو نہیں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب! آپ کا مطلب ہے کہ اگر آپ اپنی تین سالہ ترجیحات جو ہیں دیہات کی الیکٹری فیکیشن کی آپ کے حلقہ میں اگر آپ اس میں تبدیلی کر کے اس گاؤں کو پہلے سال میں شامل کر دیں تو کیا منسٹر پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ اس گاؤں کو بجلی فراہم کرانا پسند کریں گے؟ آپ کا یہی مطلب ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! یقینی طور پر ہمیں جو ترجیحات ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی طرف سے آ رہی ہیں اس پر کام شروع کیا جائے گا لیکن ایک بات جو انہوں نے خود ارشاد فرمائی ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک یہ پریشانی آئی ہے کہ جو گاؤں 6 لاکھ کے تخمینہ سے زائد تخمینہ طلب کرتے ہیں ان میں کوئی پرابلم آئے گی۔ اب یہ مسئلہ

فیڈرل گورنمنٹ کے طے کرنے والا ہے۔ ہم تو اس کے حق میں ہیں کہ یہ بات ہو لیکن جو عملی مشکلات حائل ہیں وہ میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ اس کو بہر حال کسی نہ کسی طریقہ سے دور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ اس سلسلہ میں ابھی فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ہدایات تو نہیں آئیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ یہ اری گیشن کا مسئلہ ہے مجھے اس بارے میں علم نہیں۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ یہ واپڈا کی طرف سے آئی ہیں۔ ویلج الیکٹری فیکیشن کا جو پروگرام ہے اس میں واپڈا کا بجٹ کچھ خسارہ میں ہے اس لئے چٹھی آئی نہیں ہے۔

حاجی غلام رسول خان شادی خیل۔ جناب والا! وزیر آبپاشی نے پچھلے اجلاس میں گارنٹی دی اس وقت یہ شرط نہیں تھی۔ آج یہ چپکے چپکے بتا رہے ہیں کہ شرط ہے تو یہ تو پنجاب گورنمنٹ نے ہمیں دیا ہوا ہے یہ سینٹر نے تو نہیں دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب آپ اپنی ترجیحات اگر بدلنا چاہتے ہیں تو آپ اس گاؤں کی ترجیحات تبدیل کریں اور اس کو ویلج الیکٹری فیکیشن کے پہلے سال میں لائیں اور وائیں صاحب اس کے لئے تیار ہیں اور وہ اس کو شامل کر لیں گے اور آپ کی اس تبدیلی کو اولیت دیں گے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کوئی فنانشل مجبوری ہو گی تو اس کو بعد میں دیکھا جائے گا۔

حاجی غلام رسول خان شادی خیل۔ جناب والا! جو میں نے عرض کی ہے اس کا جواب تو مجھے نہیں ملا ہے میں نے یہ عرض کی ہے کہ ایم پی اے پروگرام میں 87-1986 کے لئے چار ریونیو اسٹیٹس کے لئے ہر ایم پی اے کو اجازت دی میں نے تو سب سے پہلے پروگرام میں اس گاؤں کو شامل کیا۔ یہ تین سالہ پروگرام تو بعد میں بنا۔ کیا ایم پی اے پروگرام والی سکیمیں ختم ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب اس بات کو چھوڑ دیں اب جو تین سالہ پروگرام ہے اس میں آپ اب اس گاؤں کو شامل کرنے کے بارے میں ان کو لکھ کر دیں کہ اس کو پہلے سال میں شامل کیا جائے۔ پہلے پروگراموں کو چھوڑیں یہ جو تین سالہ پروگرام ہے جو ڈسٹرکٹ

ڈیولپمنٹ کمیٹی نے لکھ کر بھیجا ہے۔ آپ کا جو پروگرام ہے۔ اس میں ایسی تبدیلی کریں جس میں آپ کا یہ پروگرام شامل ہو۔ یہ لکھ کر وزیر منصوبہ بندی کو دیں۔

حاجی غلام رسول خان شادی خیل۔ میں آج ہی ان کو لکھ کر دے دیتا ہوں۔

سردار امجد حمید دستی۔ جناب والا! گذارش یہ ہے کہ جہاں تک ٹولہ بانگی خیل کا تعلق ہے اس میں جناب وزیر صاحب نے بڑی معقول وجہ دی ہے۔ کہ چوں کہ فاصلہ زیادہ ہے۔ اور اس میں فنانشل مجبوریاں ہیں۔ یہ جو دیہاتوں میں بجلی کا پروگرام شروع ہوا ہے۔ جب ہماری مسلم لیگ پارٹی نے حکومت سنبھالی ہے تو پہلے سال چار یا پانچ دیہاتوں کے نام دیئے گئے اور اگلے سال پھر چار پانچ دیہاتوں کے نام دیئے گئے پہلے سال کے دو دیہات موضع نان ملانہ اور موضع غضنفر گڑھ تحصیل مظفر گڑھ کے ہیں اس میں بار بار وزیر آبپاشی و برقی قوت اور منسٹر منصوبہ بندی نے لکھ کر بھیجا ہے۔ اور سیکرٹری ار یگیشن نے چیف انجینئر واپڈا کو کئی دفعہ ٹیلیفون پر بھی کہا۔ میری عرض یہ ہے کہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ بھی چیف انجینئر کو کہے ار یگیشن منسٹر بھی لکھ کر بھیجے سیکرٹری ار یگیشن بھی لکھ کر بھیجے اور وہ گاؤں اس کے باوجود بھی الیکٹریفائی نہ ہو تو کیا آپ کے پاس اس کا کوئی علاج ہے۔ واپڈا آپ کے اختیار سے باہر ہے اگر باہر ہے تو پھر اس ہاتھی کو قابو کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اور اگر باہر نہیں ہے تو 1985ء کے جو دیہات پڑے ہوئے ہیں بغیر بجلی کے' تو اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اس کی تعمیل کرانے کے لئے ان کے پاس اختیارات ہیں؟

جناب سپیکر۔ سردار صاحب اس کے لئے نیا سوال آئے گا تو بات بنے گی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! کیا یہ حقیقت ہے کہ موجودہ مالی سال میں دیہات میں بجلی فراہم کرنے کے لئے صرف 51 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے جس سے پنجاب میں صرف 970 دیہات کو بجلی فراہم کی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب یہ سوال آپ نے کہاں سے لیا ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ یہ عوام سے متعلقہ دیہات سے سوال ہے بجلی کے متعلق۔

جناب سپیکر۔ اس کے لئے تازہ سوال دیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ گذشتہ مالی سال میں

پنجاب کے 1832 دیہات میں سے صرف 1362 دیہات کو بجلی فراہم کی گئی اس طرح سے 470 دیہات میں پچھلے سال کے کوٹہ میں بجلی مہیا نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر۔ یہ کس سوال سے متعلقہ ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! یہ عوام کے مفاد میں جو حقائق ہیں وہ میں ریکارڈ پر لا رہا ہوں۔ بجلی کے متعلق سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ لیکن اس کے متعلق شاہ صاحب آپ تازہ سوال دیں۔

جسید طاہر احمد شاہ۔ ٹھیک ہے جناب تازہ نوٹس دے دیں گے۔ میرا تیسرا ضمنی سوال اگر آپ اجازت دے دیں تو یہ ہے مگر آپ اس کے لئے بھی شاید یہی کہیں کہ نیا نوٹس درکار ہو گا مگر میں آپ کی رولنگ کا احترام کروں گا جناب سپیکر! کیا یہ درست ہے کہ مرکزی حکومت نے صوبائی حکومت کو یہ ہدایت کی ہے کہ موجودہ مالی سال میں پنجاب کے 2455 دیہات میں بجلی لگنی تھی مگر اس کے بر عکس 976 دیہات میں بجلی فراہم کرنے کے لئے تجاویز بھجوانے کی ہدایت کی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ سوال دہرایئے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ کیا یہ درست ہے کہ مرکزی حکومت نے صوبہ پنجاب کی حکومت کو یہ ہدایت کی ہے کہ موجودہ مالی سال میں پنجاب کے 2455 دیہات میں پالیسی کے مطابق الیکٹری فیکیشن ہونا تھی۔ مگر اس کے برعکس 976 دیہات میں بجلی فراہم کرنے کے لئے تجاویز بھجوانے کی ہدایت کی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب وائیں صاحب! کیا آپ اس کے متعلق کچھ بتا سکیں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب والا! اس سوال سے متعلقہ سوال تو نہیں ہے۔ میرے خیال میں اگر یہ نیا سوال دے دیں تو اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ اس کے لئے علیحدہ سوال پیش کریں۔ جناب ملک صاحب۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب سپیکر! 6 لاکھ سے اوپر کے Estimate پر پابندی کیلئے وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکات کی نفی نہیں ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! یہ بات ابھی یہاں پر زیر بحث آئی ہے اور

جہاں تک اصولی بات کا تعلق ہے اس بات سے Commitment کئے بغیر کہ مالی وسائل اور مالی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اکثر اوقات ہر گھر سے لے کر ہر حکومت اپنی منصوبہ بندی کرتی ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ پانچ نکاتی پروگرام کے تحت 1990ء تک 90 فیصد گاؤں کو دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنا ہمارے پروگرام کا حصہ ہے اور اسی پروگرام کو آگے لے جاتے ہوئے پہلے نصف میل کی پابندی تھی اسے ختم کر دیا گیا ہے اور یہ سلسلہ اب کچھ آگے بڑھ نکلا ہے۔ اصولی طور پر مالی وسائل بھی زیر بحث آتے ہیں لیکن اس بات پر میرے خیال میں ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں واپڈا والوں نے مرکزی حکومت سے کوئی بات کی ہے کہ بعض ایسے گاؤں جن کو کہ پروگرام میں شامل کیا گیا ہے ان کی بجلی کی فراہمی پر اتنا بھاری خرچ آتا ہے کہ اس سال کے مالی وسائل میں وہ ہدف مکمل نہیں ہو سکے گا۔ اگر زیادہ فاصلے والے گاؤں کو اس میں شامل کیا گیا تو کام مکمل نہیں ہو سکے گا اس پر جو حتمی فیصلہ ہو گا اس سے عوام کو بھی آگاہ کر دیا جائے گا اور فاضل رکن کو بھی آگاہ کر دیا جائے گا۔ لیکن ابھی تک اس معاملے میں کوئی حتمی بات سامنے نہیں آئی جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے وہ یہی کچھ ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ 129 پول لگانے کے بعد کام کو بند کر دیا گیا تھا۔ اس لئے کہ اس وقت کی حکومت کی پالیسی کو Violate کرتا تھا۔ اب جناب والا! سوال میرا یہ ہے کہ 129 پول جو اس وقت لگائے گئے تھے وہ فی الوقت کار آمد ہیں یا ناکارہ ہیں اور ان پر کل کتنا خرچ ہوا تھا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! 129 پول وہاں پر لگائے گئے جو تقریباً چار پانچ میل کے علاقہ میں نصب ہوئے۔ کام بند ہونے کے بعد وہ خراب نہیں ہوئے ہوں گے اور ان کو دوسری جگہ پر استعمال کر لیا جائے گا۔ اور اگر اسی جگہ پر خان صاحب نے اس کی منظوری دے دی تو وہ پول وہیں پر لگ جائیں گے۔ پول کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر بارش پڑ جائے تو وہ خراب ہو جائیں گے وہ قابل استعمال ہی ہوں گے اور ان کو استعمال میں لایا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ جناب غلام سرور خان۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو Left over آبادی ہے کسی خصوصی Directive کے ذریعے یا باقاعدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سکیم منظور ہوئی ہیں انہیں اس سال بجلی پہنچانے کا پروگرام ہے یا نہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ اگر کسی سکیم کی Special directive کے تحت منظوری ہو جائے تو اس پر ضرور کام ہونا چاہئے بلکہ اس کا کام تو ترجیحی بنیادوں پر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں اس وقت جو ضمنی سوالات ہو رہے ہیں وہ سارے چھ لاکھ روپے کی حد مقرر کرنے سے متعلق ہیں اور اسی سلسلے میں ہو رہے ہیں۔ ایوان میں ممبران کو یہ تشویش ہے کہ یہاں پر چھ لاکھ روپے کی حد مقرر کرنے کی بات کی گئی ہے۔ کیا جناب غلام حیدر وائیں صاحب جناب سردار عارف رشید صاحب کی ہمراہی میں واپڈا اتھارٹی سے بات کر کے ایوان کو اس issue پر اعتماد میں لینا پسند کریں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ کب تک آپ کریں گے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ یہ ایک ہفتہ کے اندر کر لیں گے۔

جناب سپیکر۔ ایک ہفتے کے اندر اندر جناب غلام حیدر وائیں اس ہاؤس کو چھ لاکھ روپے کی جو حد مقرر کی جا رہی ہے' واپڈا اتھارٹی سے اور وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کر کے اس ایوان کو اعتماد میں لیں گے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک)۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کروں گا کہ شہری علاقے یعنی پنجاب بھر کے جو شہر ہیں ان کے ارد گرد کے جو محلّہ جات ہیں وہاں پر بجلی کی سپلائی کون کرے گا؟ نہ تو وہ علاقہ کارپوریشن کے اختیار میں ہے نہ ہی کسی ڈسٹرکٹ کونسل کے اختیار میں ہے۔ اگر اختیار میں ہے تو وہ پنجاب گورنمنٹ کے اختیار میں ہے اور پورے شہروں کے ارد گرد کے علاقہ جات اس نعمت سے محروم ہیں۔ آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کروں گا اور وزیر موصوف سے یہ درخواست کروں گا کہ ان شہروں کا کیا گناہ ہے وہ بھی تو آپ ہی کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال بیگم شاہدہ ملک۔

بیگم شاہدہ ملک۔ 1824

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! آپ اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے چودھری محمد صدیق سالار کے سوال کی وضاحت فرما دیں۔ جناب ہمارے لئے تو یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ مسئلہ ایک علیحدہ سوال کی شکل میں اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر آپ اسے سوال کی شکل میں پیش کریں گے تو میں وزیر متعلقہ کو کہوں گا کہ وہ اس کا جواب دیں۔ ایک تجویز وقفہ سوالات میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ بیگم شاہدہ ملک۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! یہ نہایت اہم...

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں...

جناب سپیکر۔ ابھی بڑے سوالات باقی ہیں آپ اگلے سوال پر ضمنی سوالات کر لینا شاہ صاحب آپ بھی اگلے سوال پر ضمنی سوال کر لینا اب میں اگلے سوال کے لئے بیگم صاحبہ کو کہہ چکا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! شہروں میں بجلی کی فراہمی کے متعلق میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ میں آپ کے سوال کو Entertain کر لوں گا۔ اگلے کسی سوال پر آپ ضمنی سوال کر لیجئے گا۔ بیگم شاہدہ ملک۔

وادی سون کے لئے ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام

☆ 1824- **بیگم شاہدہ ملک۔** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وادی سون ضلع خوشاب کا ایک پہاڑی اور بارانی علاقہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے وادی سون کو ترقی دینے کی خاطر اور اس کی جغرافیائی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے سپیشل ڈویلپمنٹ سکیم شروع کر رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر سال کثیر رقم اس وادی کے لئے مختص کرنے کے باوجود اس وادی کی حالت جوں کی توں ہے اور یہاں کے عوام میں بے چینی و تشویش پائی جاتی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا رقوم کو صحیح سمت میں خرچ کرنے اور اس علاقے کو صحیح معنوں میں ترقی دینے کی خاطر کوہ اور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرح وادی سون ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنانے کو تیار ہے تاکہ وادی سون کے لئے رکھی گئی کثیر رقم کو ہر سال صحیح سمت میں لگایا جا سکے۔ اور یہاں کے عوام کی بے چینی اور علاقے میں پائے جانے والی تشویش کو دور کیا جا سکے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) وادی سون میں خصوصی ترقیاتی پروگرام سال 85-1984ء میں شروع کیا گیا تھا۔ اور اس پروگرام کے تحت مختلف شعبہ جات میں مالیاتی سال 85-1984ء سے لے کر موجودہ مالی سال تک 5.41 کروڑ روپے خصوصی طور پر مختص کئے جا چکے ہیں۔ حکومت بجا طور پر امید کرتی ہے کہ ان خصوصی اخراجات کے بعد علاقہ میں بتدریج ترقی ہو گی۔ اور عوام بے چینی اور تشویش کا شکار ہونے کی بجائے پر امید ہوں گے۔

(د) مندرجہ بالا جزو کا جواب اس بات میں نہ ہے۔ تاہم یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ترقیاتی ادارے کا قیام ایک علاقہ کی ترقی کے لئے اس قدر ضروری نہ ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وسائل جو کہ پہلے ہی محدود ہیں غیر ترقیاتی اخراجات کی نذر ہونا شروع ہو جائیں۔ لہٰذا اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ خصوصی ضرورت کو تسلیم کیا جائے اور اس کے لئے خاطر خواہ وسائل مہیا کئے جائیں ان دونوں نکات پر حکومت اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے بھرپور کوشش کر رہی

ہے۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا! جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ ترقیاتی ادارے کا قیام ایک علاقے کی ترقی کے لئے ضروری نہیں ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر ترقیاتی ادارے کا قیام ایک علاقے کی ترقی کے لئے ضروری نہیں ہے تو پھر مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی' ایم ڈی اے' ایف ڈی اے' ایل ڈی اے وغیرہ بنانے کا کیا جواز ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! ہر علاقے کی تعمیر و ترقی کے لئے فنڈز مختص کرنا ایک علیحدہ مسئلہ ہے اور اس علاقے کے لئے خصوصی طور پر کسی اتھارٹی کا قیام ایک دوسرا مسئلہ ہے۔ جہاں تک سون سکیسر کی وادی کی ڈویلپمنٹ کا معاملہ ہے وہ تو میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور ان کے سوال کے جواب میں بھی کہہ دیا گیا ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے اور عام بجٹ سے ہٹ کر اس وادی کے لئے گذشتہ چند سالوں میں 5 کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم اس کے لئے مختص کی گئی ہے۔ جہاں تک یہاں پر اتھارٹی قائم کرنے کا تعلق ہے اس کے لئے بہت سے لوازمات اور بہت سی چیزیں دیکھنے کے بعد اس اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ اب اگر میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کروں کہ آبادی کے لحاظ سے سون سکیسر کی پوری آبادی 75 ہزار ہے اور اس کا رقبہ 1792 کلو میٹر ہے۔ جب کہ مری کہوٹہ اتھارٹی کی آبادی 6 لاکھ ہے اور چولستان کی آبادی کی بجائے اس کا رقبہ سولہ ہزار مربع کلومیٹر ہے۔ اس لئے بہت سی چیزوں کو دیکھ کر کام کیا جاتا ہے۔ ہمیں اس بات کا خدشہ ہے کہ اگر اس وادی کے لئے آپ اتھارٹی قائم کریں گے تو جو رقم اس کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کی جا رہی ہے اس کا بھاری حصہ اس کے جاری اخراجات پر خرچ ہو جائے گا اور پھر آپ ایک نیا ہاتھی پالنے کا ذریعہ بن جائیں گے۔ اس لئے حکومت کے پاس ان حالات میں اس علاقے کے لئے اتھارٹی قائم کرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خاں دستی۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ جی سردار صاحب۔

سردار امجد حمید خاں دستی۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے جناب وزیر صاحب کی خدمت میں میرا یہ سوال ہے کہ جب یہ پاکستان بنا تھا اور پرانے مسلم لیگی زندہ تھے اور

جناب وائیں صاحب غالباً سن بلوغت کو نہیں پہنچے تھے شاید پانچویں چھٹی جماعت میں پڑھتے تھے اس وقت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ پنجاب کا دارالخلافہ سون وادی میں منتقل کیا جائے گا چونکہ یہ بارڈر سے ہٹ کر ہے لیکن بعد میں اس کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچایا جا سکا۔ یہ علاقہ اپنی پوزیشن کے لحاظ سے محل وقوع کے لحاظ سے چاہے اس کا رقبہ تھوڑا ہو یا آبادی تھوڑی ہو یہ اس قدر ضروری ہے کہ اگر آپ بارڈر کے علاقوں کو ترقی دیتے ہیں تو ایک وسطی علاقہ جہاں پرانے لوگوں نے یہ تجویز پیش کی تھی بلکہ قریباً فیصلہ کر لیا تھا کہ وادی سون میں دارالخلافہ بنایا جائے گا تو یہاں ترقیاتی ادارہ بنانے میں کیا قباحت ہے اور خاص طور پر اس کی کیا وجہ ہے کہ پانچ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا لیکن ابھی تک اس کو خرچ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! کیا یہ ضمنی سوال کیا جا رہا ہے جب پاکستان بنا تھا' جب مسلم لیگ زندہ تھی' جب مسلم لیگ مر گئی تھی' یہ ضمنی سوال ہے یا مایوسیوں کا اظہار ہے۔ یہ مکمل طور پر مایوس ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب تشریف رکھیں۔ سردار صاحب ضمنی سوال فرمایئے۔ کیا آپ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا غلام حیدر وائیں صاحب پنجاب کے دارالخلافہ کو وادی سون سکیسر میں منتقل کرنا پسند کریں گے؟

سردار امجد حمید خاں دستی۔ نہیں جناب ایسا نہیں ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک ماضی میں اس کی اہمیت کا تعلق ہے اس بات کو تسلیم کیا گیا۔ کہ اس کو دارالخلافہ بنایا جائے۔ آپ اس کی اہمیت کو کیوں کم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب ضمنی سوال فرمایئے۔

سردار امجد حمید خاں دستی۔ میں یہی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی اہمیت ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ بھی ضمنی سوال نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خاں دستی۔ جناب کی اجازت سے یہ دوسرا سوال ہے کہ پانچ کروڑ 41 لاکھ روپے ڈویلپمنٹ کے لئے مختص کئے گئے' کیا بات ہے کہ ابھی تک اس رقم کو خرچ کرنا

شروع نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر۔ جناب غلام حیدر وائیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب والا! جو رقم میں نے عرض کی ہے یہ 85-1984ء سے لے کر خرچ ہو رہی ہے۔ زراعت کے شعبہ میں 2 کروڑ 70 لاکھ کے پروگرام تھے اس میں سے کافی رقم خرچ کی گئی اس طرح مویشیوں کی افزائش کے لئے 4 لاکھ 12 ہزار روپیہ کا منصوبہ تھا جس کا کام جاری ہے۔ جنگلات کے لئے ہمارے منصوبے تھے جن پر کام جاری ہے اور پینے کے پانی کی فراہمی کے منصوبے تھے جس پر کام جاری ہے۔ افرادی تربیت کے منصوبے کا پروگرام ہے۔ صحت کے پراجیکٹس ہیں۔ ہر سال ان پر کام ہو رہا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ پانچ کروڑ روپے کی رقم خرچ نہیں ہوئی۔ بلکہ اس سال اس کے لئے ایک کروڑ 21 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ جی میاں ریاض حسین پیرزادہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ سوال میں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے مقابلے میں وادی سون کے بارے میں سوال کیا گیا ہے جس کے جواب میں وزیر صاحب نے یہ کہا تھا کہ چولستان کا رقبہ اتنا زیادہ ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا چولستان کے لئے اس سال میں کوئی ترقیاتی فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! میں نے پچھلے سوال میں اس کا جواب دیا تھا۔ میں نے تفصیل عرض کی تھی اور میں پھر اسے دھراتا ہوں کہ اس سال چولستان کی ترقی کے لئے ایک کروڑ 32 لاکھ کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ جی اس کا جواب آ چکا ہے۔ شکریہ۔ ضمنی سوال جناب غلام سرور خاں۔

جناب غلام سرور خاں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایم ڈی اے ایف ڈی اے کی طرز پر راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کرنے کی کوئی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور ہے یا نہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ اس وقت ایسی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ جی جناب سالار صاحب!

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب سپیکر! شہری ایم پی اے حضرات کو تیس، بتیس لاکھ

روپیہ دیا گیا تھا وہ ابھی تک خرچ کیوں نہیں ہوا اور کیا ہم ایم پی اے نہیں ہیں اور کیا ہمیں لوگوں نے ووٹ دے کر بھیجا ہوا نہیں؟

جناب سپیکر۔ جناب غلام حیدر وائیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب سپیکر! شہروں میں فنڈز مختص کرنے اور ان کے خرچ کرنے کا معاملہ اکثر یہاں زیر غور آتا ہے اور میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ شہری علاقوں میں پانچ نکاتی پروگرام کے تحت اتنے فنڈز اس طرف منتقل نہیں ہوئے جتنے ہمارے شہری بھائی توقع کرتے ہیں۔ لیکن امر واقع یہ ہے کہ اگر پانچ نکاتی پروگرام کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو فنڈز کا بہت بڑا حصہ دیہاتی علاقوں کی ترقی کے لئے مختص کیا گیا ہے چنانچہ اس بات کو گذشتہ ایک دو سالوں میں کئی بار زیر بحث لایا گیا جس کے نتیجے میں اب حکومت نے کچھ نرمی کی ہے اور موجودہ فنڈز ایم پی اے حضرات کی وساطت سے خرچ کرنے کا جو پروگرام سامنے آیا ہے اس میں شہری علاقوں کو بھی شامل کیا گیا ہے اور وہ تفصیلات بھی واضح کر دی گئی ہیں کہ ان فنڈز میں سے ہمارے شہری بھائی شہری علاقوں میں بھی سکیمیں دے سکیں گے لیکن اس بات کی وضاحت رہے کہ پانچ نکاتی پروگرام دیہاتی علاقوں کے لئے ہے جہاں اس ملک کی 70 فیصد سے زائد آبادی بستی ہے۔ شہری علاقوں میں اب اس کام کا آغاز ہوا ہے اور اس سال جو فنڈز آپ کو دئے گئے ہیں اس میں آپ کو سہولت ہو گی کہ اس میں آپ شہری علاقوں میں بھی اس پروگرام کے اندر رہتے ہوئے اپنی سکیمیں دے سکیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جن ارکان اسمبلی کا تعلق حزب اختلاف کے بینچوں سے ہے ان کے ساتھ کوئی امتیاز تو نہیں برتا جائے گا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ نہیں انشاء اللہ امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ سوال نمبر 2015۔ سردار نصراللہ خاں دریشک۔

وزیر اعلیٰ کے حکم سے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں تقرریوں اور ترقیوں کی تفصیلات

☆ 2015- **جناب نصراللہ خان دریشک**۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں وزیر اعلیٰ کے جن ملازمین کی تقرریاں قواعد' طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی ہیں ان کے نام' پتے اور عہدے کیا ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) جن افسران' اہلکاران کی ترقی قواعد' طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی گئی ہے۔ ان کے نام' پتے اور عہدے کیا ہیں؟ اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) جن افسران' اہلکاران کی ایڈہاک بنیادوں پر تقرری کی گئی اور مطلوبہ طریق کار اختیار کئے بغیر باضابطہ بنا دیا گیا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ایسے افسران اہلکاران کے نام' پتے اور عہدے کیا ہیں۔

(د) آیا قواعد طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے افسران اہلکاران کی تقرریاں' ترقیاں کرنا اس حلف کی روح کے خلاف نہیں جو وزیر اعلیٰ نے اٹھایا تھا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں جن افراد کی تقرریاں قواعد طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی ہیں ان کی تفصیل و وجوہات تقرری منسلکہ "الف" پر ہے۔

(ب) جن افسران اہلکاران کی ترقی قواعد طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی گئی ہے ان کی تفصیل منسلکہ "ب" پر ہے۔

(ج) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں ایسی کوئی تقرری نہیں کی گئی۔

(د) جی نہیں! قواعد' طریق کار میں رعایت دینا قانونی طور پر وزیر اعلیٰ کے دائرہ اختیار میں ہے۔

منسلکہ "الف"

نمبر شمار	نام و پتہ	عہدہ	رعایت کی حد	وجوہات
1	مسٹر شاہین علی حیدر مفتی ولد عبدالرحمٰن مفتی معرفت 21- جے۔ گورنمنٹ چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور	اکنامک کمپیوٹر (بنیادی سکیل-6)	طریق کار تقرری	بمطابق درخواست دہندہ وہ نہایت ہی غریب گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ ایف۔ اے تک تعلیم پانے کے باوجود بے روزگار ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی درخواست منظور کرتے ہوئے اس کی بطور اکنامک کمپیوٹر بھرتی کے احکام جاری فرمائے نیز درخواست دہندہ تعلیمی اعتبار سے اس آسامی کے لئے eligible تھا۔
2	مسٹر محمد اعجاز مغل ولد محمد دین۔ مکان نمبر 19 مہاجر سٹریٹ۔ بیڈن روڈ لاہور۔	-ایضاً-	-ایضاً-	درخواست دہندہ پہلے سے محکمہ ہذا میں بطور جونیئر کلرک ملازم تھا۔ ایف اے بمع معاشیات ہونے کی وجہ سے اس نے جناب وزیر اعلیٰ سے درخواست کی کہ وہ ایک بڑے کنبہ کی کفالت کا ذمہ دار ہے لہٰذا اس کی تعلیمی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب نے اسے بطور اکنامک کمپیوٹر بھرتی کرنے کے احکامات

				جاری فرمائے نیز اس آسامی کے لئے درخواست دہندہ تعلیمی اعتبار سے اہل تھا۔
3	مسٹر لیاقت علی ولد برکت علی مکان نمبر9 وشنو سٹریٹ نمبر1 کچا نسبت روڈ لاہور	سٹیٹسٹکس کمپیوٹر/ ٹائپ کار (بنیادی سکیل5)	-ایضاً-	بمطابق درخواست دہندہ وہ میٹرک پاس اور بے روزگار تھا لہٰذا اس نے جناب وزیر اعلیٰ کو درخواست دی کہ اسے روزگار مہیا کیا جائے۔ لہٰذا وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ درخواست منظور فرماتے ہوئے اس کی تقرری کے احکامات جاری فرمائے۔ مزید درخواست دہندہ تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے اس آسامی کا اہل تھا۔
4	مسٹر خالد اسحاق ولد محمد اسحاق۔ 10 حکیم منزل قلعہ گوجر سنگھ۔ لاہور	-ایضاً-	-ایضاً-	-ایضاً-
5	مسٹر عبدالفاروق ولد عبدالستار مکان نمبر22 گلی نمبر132 عقب دیال سنگھ لائبریری نسبت روڈ لاہور۔	سٹیٹسٹکس کمپیوٹر/ ٹائپ کار (بنیادی سکیل5)	طریق کار تقرری	بمطابق درخواست دہندہ میٹرک پاس اور بے روزگار تھا۔ لہٰذا اس نے ملازمت کے حصول کے لئے جناب وزیر اعلیٰ کو درخواست گذاری جو منظور کرلی گئی اور تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے آسامی کا اہل ہونے کی وجہ سے جناب وزیر اعلیٰ نے اس کی تقرری کے احکامات جاری فرمائے۔

6	مسٹر بلال شاہ رخ ولد ملک محمد یونس 50 کچا ہال روڈ لیاقت علی پارک لاہور	جونیئر کلرک (بنیادی سکیل 5)	-ایضاً-	بمطابق درخواست دہندہ میٹرک پاس اور بے روزگار تھا۔ ملازمت کا متلاشی تھا لہٰذا وزیر اعلیٰ نے اس نوجوان کی درخواست منظور کرتے ہوئے اسے بطور جونیر کلرک ملازم رکھنے کے احکامات صادر فرمائے کیونکہ تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے وہ اس آسامی کیلئے اہل تھا۔
7	مسٹر نور محمد ولد فیروز دین معرفت چوہدری غلام رسول 14- کوپر روڈ تکیہ پیر حکیم شاہ لاہور۔	-ایضاً-	-ایضاً-	-ایضاً-
8	مسٹر محمد ناصر جمال ولد محمد رفیق الدین مکان نمبر 47 پریم گلی دل محمد روڈ لاہور	-ایضاً-	-ایضاً-	-ایضاً-
9	مسٹر شکیل احمد ولد لال دین مکان نمبر 2 ناصر بلڈنگ گوالمنڈی ریلوے روڈ لاہور	-ایضاً-	طریق کار تقرری وبالائی حد عمر	بمطابق درخواست دہندہ اس کے والدین بوڑھے اور چھوٹے بہن بھائی ہیں۔ والد چونکہ نابینا ہیں اس لئے کنبہ کی کفالت اس کے ذمہ ہے لہٰذا اسے ملازمت دی جائے۔ درخواست دہندہ کی عمر 25 سال سے زیادہ تھی لیکن تعلیمی اعتبار سے وہ جونیر کلرک کی آسامی

			کے لئے اہل تھا لہٰذا وزیر اعلیٰ صاحب نے اس نوجوان کے درخواست منظور کر کے بالائی حد عمر میں رعایت دیتے ہوئے اس کی بطور جونیر کلرک تقرری کے احکامات صادر فرمائے
10	مسٹر محمد الیاس ولد نذیر احمد معرفت شیخ علی احمد مکان نمبر5 کوچہ شاہ کتھ امیر شیر روڈ گوالمنڈی لاہور	ڈرائیور (بنیادی سکیل 4)	طریق کار تقرری	درخواست دہندہ ڈرائیونگ لائسنس ہولڈر تھا۔ بے روزگار ہونے جہ سے اس نے جناب وزیر اعلیٰ کو ملازمت کے حصول کے لئے درخواست گذاری جو منظور کر لی گئی۔ ڈرائیونگ ٹیسٹ لے کر بحکم وزیر اعلیٰ محکمہ نے اس کی تقرری کے احکامات جاری کئے۔
11	محمد ایوب ولد عبدالرحمٰن احاطہ کشن کشور 53 چیمبرلین روڈ لاہور۔	بک بائنڈر (بنیادی سکیل)	-ایضاً-	درخواست دہندہ کے مطابق وہ بے روزگار اور ایک بڑے کنبے کا کفیل تھا بے روزگار تھا لہٰذا وہ جناب وزیر اعلیٰ سے ملازمت کے حصول کے لئے درخواست گزار ہوا اور وزیر اعلیٰ نے مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں اس کی تقرری کے احکامات جاری فرمائے۔
12	مسٹر محمد اسحاق ولد محمد رمضان مکان نمبر 204 نائب قاصد پٹیالہ ہاؤس وارڈ نمبر29 ریس کورس روڈ لاہور	نائب قاصد (بنیادی سکیل-1)	-ایضا-	-ایضاً-

13	سید کفایت حسین شاہ ولد سید طفیل حسین شاہ احاطہ موتی ساگرہ شارع فاطمہ جناح لاہور	-ایضاً-	-ایضاً-	-ایضاً-

منسلکہ "ب"

نمبر شمار	نام و پتہ	عہدہ	رعایت کی حد	وجوہات
1	ملک گلزار احمد 114/7 منیر روڈ لاہور چھاؤنی	جائنٹ چیف اکنامسٹ (بنیادی سکیل 20)	قواعد ترقی	اس افسر کی مدت ملازمت بنیادی سکیل 19 میں دس سال سے زائد تھی اور یہ اپنے کیڈر میں سب سے سینئر تھے لیکن قواعد کی رو سے جائنٹ چیف اکنامسٹ کی آسامی براہ راست پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر پر کی جاتی تھی چونکہ اس طرح سکیل نمبر 19 (چیف آف سیکشن) کی مزید ترقی کے مواقع نہیں تھے لہٰذا متعلقہ قواعد میں ترمیم کی سفارش کی گئی اور متذکرہ بالا افسر کو قواعد میں رعایت دیتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ نے ان کی ترقی کے احکامات جاری فرمائے۔

2	مسٹر محمد امین مکان نمبر88 گلی نمبر25-اے-نیو دسن پورہ لاہور	ریسرچ آفیسر (بنیادی سکیل17)	تعلیمی اہلیت برائے ترقی	یہ افسر بنیادی سکیل 16 میں عرصہ 9 سال سے ملازم تھا اور ترقی کے لئے ایم-اے (اکنامکس) نہ ہونے کی وجہ سے اہل نہ تھا جبکہ اپنے کیڈر میں سب سے سینئر تھا۔ اس کے تجربے کی بنا پر محکمہ نے اس کی ترقی کے لئے جناب وزیر اعلیٰ سے تعلیمی اہلیت میں رعایت دینے کی سفارش کی جو منظور کرلی گئی۔ نوٹ۔ اضافی مواد لف ہے۔
3	مسٹر احتشام الدین ولد چودہری نصیر الدین مکان نمبر344-اے بازار حکیماں اندرون بھاٹی گیٹ لاہور	-ایضاً-	-ایضاً-	-ایضاً-

محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں وزیر اعلیٰ کے حکم سے شروع کی جانے والی سکیموں کی تفصیلات

☆ 2067- جناب سردار نصراللہ خان دریشک۔ کیا وزیر پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم مئی 1985ء سے 30 نومبر 1986ء تک ان کے محکمے میں وزیر اعلیٰ کی جناب سے خصوصی ہدایات کے نتیجے میں ترقیات کا کام صوبے کے تمام اضلاع میں تحصیل وار کیا ہوا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا کام کن ممبران قومی یا صوبائی اسمبلی کی سفارش پر ہوا۔

(ج) مندرجہ بالا ترقیاتی سکیموں میں سے کتنی زیر غور ہیں؟ کتنی پر کام شروع ہو چکا ہے؟ کتنی پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں؟ تفصیل سے علیحدہ علیحدہ آگاہ فرمایا جائے۔

(د) مندرجہ بالا سکیموں کا علیحدہ علیحدہ سکیم وار خرچے کا تخمینہ کیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کا مد (Sector) سالانہ ترقیاتی پروگرام میں "Planning & Development" کے تحت درج ہے (سال رواں کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں صفحات نمبر 335'336) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے مد (Sector) میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایات کے نتیجے میں کوئی کام کسی تحصیل یا ضلع میں نہ کیا گیا ہے۔

(ب) جزو الف میں مندرج جواب کے پیش نظر اس جزو کا جواب دیا جا چکا ہے۔

(ج) ایضاً۔

(د) ایضاً۔

وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
پاپولیشن پلاننگ کے دفاتر کو صوبائی کنٹرول میں دینے کے لئے اقدامات

☆ 2096- بیگم بشریٰ رحمٰن۔ کیا وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاپولیشن پلاننگ پنجاب کے دفاتر واقع لاہور کو ابھی تک صوبائی حکومت کے کنٹرول میں نہیں دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جز (الف) میں بیان کردہ امر کے پیش نظر مذکورہ محکمہ کے زمین کی ترقیاں تبادلے و دیگر ملازمتی امور رکے ہوئے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دیگر صوبوں میں پاپولیشن پلاننگ کے تمام دفاتر اور محکموں کو صوبائی حکومتوں کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پنجاب میں اس محکمہ کو صوبائی حکومت کے کنٹرول میں ابھی تک نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت مستقل قریب میں اس محکمہ کو اپنے کنٹرول میں لینے کے لئے مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) جی نہیں پاپولیشن پلاننگ پروگرام واقع لاہور صوبائی حکومت کے کنٹرول میں آ چکے ہیں۔

(ب) ملازمتی امور سے متعلق چند معاملات اس وقت صوبائی حکومت میں زیر تکمیل ہیں تاہم یہ درست نہ ہے کہ صوبائی حکومت کے کنٹرول میں نہ دیئے جانے کی وجہ سے انتظامی معاملات رکے ہوئے ہیں۔

(ج) جی ہاں ! پنجاب کی طرح دیگر صوبوں میں بھی پروگرام مذکور کا کنٹرول صوبائی حکومتوں کے حوالے ہو چکا ہے۔

(د) جوابات جزو ہائے بالا کے پیش نظر مزید تشریح کی ضرورت نہ ہے۔ نیز چونکہ سوال سے متعلقہ معاملہ وفاقی سروسز ٹریبونل اور سپریم کورٹ آف پاکستان میں زیر غور ہے اس لئے اس پر مزید کہنا مناسب نہ ہو گا۔

ترقیاتی سکیموں میں حلقہ کے صوبائی اسمبلی کے ممبر کی شمولیت

☆ 2108- جناب سرفراز نواز۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی اسمبلی حلقہ نمبر 104 لاہور میں ترقیاتی سکیموں کے لئے قائم کردہ کمیٹیوں کے اجلاسوں میں سوال کنندہ کو جو اس حلقہ کا منتخب شدہ ممبر ہے مدعو نہیں کیا جاتا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اجلاسوں کی تمام کارروائی وزیر اعلیٰ کی زیر نگرانی ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ مذکورہ حلقہ کے نہ تو ایم پی اے ہیں اور نہ ہی وہ ایم این اے ہیں۔

(د) اگر جز و ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اجلاسوں میں مذکورہ حلقہ کے منتخب شدہ ممبر کو اپنے فرائض سرانجام دینے سے محروم رکھنے کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) جی نہیں محکمہ منصوبہ بندی نے حلقہ نمبر 104 میں موجودہ مالی سال کے دوران ترقیاتی اسکیموں کے لئے کوئی کمیٹی قائم نہ کی ہے۔ لہٰذا فاضل ممبر کے مدعو کئے

جانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) جوابات جزو ہائے الف تا ج کے پیش نظر جزو د کا جواب دیا جانا مطلوب نہ ہے۔

صوبائی اسمبلی کے حلقہ نمبر 104 لاہور میں ترقیاتی ادارہ کی سکیموں کے لئے رقوم کی فراہمی میں تاخیر کی وجوہات

☆ 2109- **جناب سرفراز نواز۔** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ امسال صوبائی اسمبلی کے حلقہ نیابت نمبر 104 لاہور کی سکیموں کے لئے 37 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ مختص شدہ رقم میں سے ایل ڈی اے کی سکیموں کے لئے ابھی تک رقم فراہم نہیں کی گئی حالانکہ مذکورہ سکیموں کے پلان وغیرہ متعلقہ محکموں کو بھجوائے جا چکے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تاخیر کی کیا وجوہ ہیں اور مذکورہ رقم کب تک Release کر دی جائے گی۔

(د) کیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ حلقے کی ترقیاتی سکیموں کے سلسلے میں سوال کنندہ سے جو علاقہ کا منتخب شدہ ممبر ہے صلاح مشورہ نہیں کیا جاتا اور وزیر اعلیٰ خود ہی سارے کام سرانجام دیتے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) جی نہیں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) جوابات جزو ہائے الف اور ب کے پیش نظر جزو ج کا جواب دیا جانا مطلوب نہ

ہے۔

(د) جی نہیں۔

ظفروال جنڈیالہ دیولی سڑک کی تعمیر

☆ 2237- **چودہری غلام احمد خاں۔** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سڑک ظفر وال جنڈیالہ دیولی تا Dek Diversion Channal جس کی لمبائی چھ میل ہے بذریعہ چھٹی نمبر آر (ایل جی) پی اینڈ ڈی /2-85/33 مورخہ 22 اپریل 1985ء گورنر پنجاب نے تعمیر کرنے کی منظوری فرمائی تھی اگر یہ درست ہو تو حکومت مذکورہ سڑک کو کس سال اور کس مہینہ میں شروع کرنے کا پروگرام رکھتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 24 ستمبر 1985ء کو زیر صدارت وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ایک اجلاس بابت سالانہ ترقیاتی پروگرام ضلع سیالکوٹ منعقد ہوا تھا۔ اگر ایسا ہے تو اس میں کن کن منتخب نمائندگان اور سرکاری افسران نے شرکت کی تھی ان کے نام ہائے مع پتہ نیز کارروائی اجلاس کی تفصیل فراہم کی جائے اور جو تجاویز منظور ہوئی تھیں از قسم سڑکات سکولز مثلاً۔

U/L gradation of schools primary to middle standard and from middle to high standard

ان کی صوبائی حلقہ وار تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) جی ہاں۔ مذکورہ سڑک 1985ء میں گورنر پنجاب کے حکم سے کھیت تا منڈی پروگرام برائے ضلع سیالکوٹ منظور ہوئی تھی۔ لیکن 86-1985ء میں صرف ان نئی سڑکوں کو فنڈز مہیا کئے گئے جو ایم پی اے صاحبان کی مشاورت سے انچارج وزراء کی سفارشات پر چنی گئیں تھیں۔ یا جو سڑکیں وزیر اعلیٰ کے خاص احکامات کے

تحت چنی گئیں ضلع سیالکوٹ کی پانچ سکیمیں جو انچارج وزیر کی سفارشات پر چنی گئیں۔ ان میں یہ سڑک شامل نہ تھی۔ اس بنا پر اس سڑک کی تعمیر شروع نہیں کی گئی تاہم اب ضلع ترقیاتی کمیٹیاں وجود میں آ گئی ہیں۔ جن کے سب ایم پی اے حضرات بھی رکن ہیں۔ 90-1987ء کے لئے کھیت تا منڈی پروگرام کی نئی سڑکوں کی لسٹ میں یہ سڑک شامل ہے۔

(ب) جی نہیں۔ 24 ستمبر 1985ء کو سیالکوٹ میں وزیر لائیو سٹاک کی سربراہی میں کوئی اجلاس منعقد نہ ہوا تھا۔

گورنمنٹ مڈل گرلز سکول جرجوزا کلاں کو ہائی کا درجہ دینے کے لئے اقدامات

☆ 2290- سردار شجاع محمد خان بلوچ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مئی 1985ء میں ممبران صوبائی و قومی اسمبلی کا اجلاس زیر صدارت ملک خدا بخش ٹوانہ وزیر اوقاف برائے منصوبہ جات اے ڈی پی 86-1985ء منعقد ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سال کے اے ڈی پی میں گورنمنٹ مڈل گرلز سکول جرجوزا کلاں کو ہائی کا درجہ دینے کا منصوبہ شامل کیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ابھی تک اس منصوبہ پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

(د) اگر جز و ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس منصوبہ پر کب تک عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) جی نہیں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) جی ہاں۔ (کیونکہ منصوبہ اے ڈی پی 87-1986ء میں شامل نہ تھا)

(د) جزو الف اور ب کے جواب کی روشنی میں جزو د کا جواب دینا ضروری نہ ہے۔

روڈا تا نور پور تھل براستہ لکو پیلو وینس سڑک کی تکمیل

☆ 2291- **سردار شجاع محمد خان بلوچ**۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مئی 1985ء میں ممبران صوبائی اسمبلی و قومی اسمبلی کا اجلاس زیر صدارت ملک خدا بخش ٹوانہ وزیر اوقاف برائے منصوبہ جات اے ڈی پی 84-1985ء منعقد ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سال کے اے ڈی پی میں سڑک روڈا تا نور پور تھل براستہ لکو پیلو وینس فاصلہ سولہ میل کی تعمیر منظور ہوئی تھی۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک میں سے صرف پانچ میل سڑک تعمیر ہوئی ہے اور بقایا ابھی تک نامکمل ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بقایا سڑک کو بھی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک' اگر نہیں تو وجوہ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) جی نہیں۔

(ب) جی نہیں۔ البتہ اس سڑک کا صرف 5 میل لمبا حصہ پہلے مرحلے (First Phase) کے طور پر برائے 86-1985ء منظور ہوا تھا۔

(ج) جی ہاں چونکہ پہلے مرحلے میں منظوری صرف اسی قدر لمبائی کی تھی۔

(د) جیسا کہ جز (ب) کے جواب میں عرض کیا گیا ہے کہ منظوری صرف 5 میل کی حد تک ہی دی گئی تھی سڑک کی آئندہ تعمیر اس امر پر منحصر ہو گی کہ اس کی سفارش ضلع ترقیاتی کمیٹی کس صورت میں کرتی ہے اور ضلعی کمیٹی نے اس کو اپنی سفارش میں شامل نہ کیا ہے۔

ضلع چکوال میں سڑکوں کی تعمیر اور بجلی کی سپلائی

☆ 2334- سردار غلام عباس خان۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر 1959ء کے جواب کے حوالہ سے جو کہ معزز ایوان میں 22 دسمبر 1985ء کو دیا گیا تھا بیان کریں گے کہ۔

مطلوبہ رقوم کے حصول کے لئے مرکزی حکومت سے صوبائی حکومت نے کون کون سی تاریخ کو تحریری طور پر رابطہ قائم کیا اور متعلقہ مراسلہ جات کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

مرکزی حکومت سے مطلوبہ رقم حاصل کرنے کے لئے صوبائی حکومت کی تحریر کردہ مراسلہ جات کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ تاہم ان مراسلہ جات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

صوبائی حکومت کے مراسلہ جات کی تفصیل		مرکزی حکومت کے جوابات کی تفصیل	
نمبر شمار چٹھی نمبر	تاریخ	نمبر شمار چٹھی نمبر	تاریخ
DO No. 1 (171) SO (Coord)/ P & D/84	4.6.86	1 (1) Plan-Coord/P & D/ 86.	2.9.86
DO No. 1(171) SO (Coord)/ P & D/84	15.2.87	DO No. 4(1-2) FPPS/P D/86	29.3.87
DO No. P A/ Secy (P & D)/ 87.	9.6.87		28.6.87
DO No. P A/ Secy. (P & D)/ 87-728	1.9.87		

راولپنڈی ڈویژن میں سڑکوں کی تعمیر

☆ 2359- **سردار غلام عباس خان**۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 86-1985ء میں راولپنڈی ڈویژن میں ضلع وار کتنی سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ ان پر ضلع وار کتنی رقم خرچ کی گئی ان سڑکات کی تعمیر کے لئے کس کس مد سے فنڈز حاصل کئے گئے اور ان کی ضلع وار لمبائی کیا ہے۔

(ب) سال 87-1986ء میں راولپنڈی ڈویژن میں کتنی سڑکیں بنانے کا منصوبہ ہے اور ان کی ضلع وار تقسیم کی پالیسی کیا ہو گی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) سال 86-1985ء میں راولپنڈی ڈویژن میں بنائی گئی سڑکوں کی ضلع وار لمبائی خرچہ و دیگر تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ضلع	کل تعمیر شدہ سڑکیں	کل لمبائی	کل خرچہ	مد برائے فراہمی رقوم (لاکھ) روپے			
	تعداد	مکمل شدہ میلوں میں	لاکھ روپے	اے ڈی پی	کھیت تا منڈی پروگرام	محکمہ دیہی ترقی	خصوصی ترقیاتی پروگرام
راولپنڈی	41	28.79	198.00	56.79	103.71	31.02	6.48
اٹک	28	20.64	166.40	32.00	116.91	17.49	-
جہلم	19	131.10	134.46	33.10	80.37	20.99	-
چکوال	17	32.25	304.45	54.99	182.20	67.26	-
میزان	105	94.78	803.31	176.88	483.19	136.76	6.48

(ب) سال 87-1986ء میں راولپنڈی ڈویژن میں کل 97 سڑکیں تعمیر کی جائیں گی۔ کھیت تا منڈی پروگرام کے تحت موجودہ منصوبہ سال 81-1980ء سے چل رہا ہے کہ جس کے مطابق ہر ضلع کو 100 میل لمبی سڑکیں دی گئیں تھی۔ سال 87-1986ء کے دوران ان جاری شدہ سڑکوں کو مکمل کرنے کے لئے رقوم مہیا کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں سال 86-1985ء میں ہر ضلع کو مزید تقریباً 50 لاکھ روپے نئی سڑکوں کے لئے مختص کئے گئے تھے۔ جن کی ترجیحات متعلقہ ضلع کے انچارج وزیر نے ایم پی اے صاحبان کے مشورے سے تعین کی تھیں۔ سال 87-1986 میں ان سڑکوں کی تکمیل کے لئے بھی رقوم مختص کی گئیں۔

محکمہ شاہرات و تعمیرات اپنے نارمل پروگرام کے تحت صرف پرانی سڑکوں کی کشادگی اور بہتری کے لئے رقوم مختص کرتا ہے یہ رقوم ضلع وار تقسیم نہیں کی جاتیں بلکہ ایک ماسٹرپلان کے تحت ہر سڑک پر ٹریفک کے حجم کو مدنظر رکھ کر مختص کی جاتی ہیں۔ نئی سڑکیں صرف کھیت تا منڈی پروگرام یا دیہی ترقیاتی اور میچنگ گرانٹس سکیم کے تحت شروع کی جاتی ہیں۔ دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت ہر ضلع میں ایک جاری شدہ سڑک کے لئے دوران سال رقوم مختص کی گئی ہیں۔ ان سڑکوں کی ترجیحات متعلقہ ضلع کونسل کے چیئرمین (پراجیکٹ ڈائریکٹر) نے تعین کی تھی۔ علاوہ ازیں مزید سڑکیں میچنگ گرانٹس سکیم کے تحت شروع کی جاتی ہیں۔

مری کہوٹہ کے علاقہ جات میں سڑکوں کی ترجیحات ایم کے ڈی اے تعین کرتا ہے جو کہ ایک نیم خود مختار ادارہ ہے۔ یہ ادارہ اپنے ترقیاتی پروگرام بشمول سڑکات خود ہی مرتب کرتا ہے اور ان کا بورڈ آف ڈائریکٹرز اور پراجیکٹ کمیٹی ان سکیموں کی منظوری دینے کے مجاز ہیں۔

مندرجہ بالا پالیسی کے علاوہ وزیر اعلیٰ کے خصوصی احکامات کے تحت بھی ان تمام مدات میں نئی سڑکوں پر کام شروع کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی سکیموں کی تکمیل کی مدت اور مختص شدہ رقوم میں ضروری تبدیلی کی جاتی ہے۔

ترقیاتی کاموں کے لئے مختص شدہ رقم کا تصرف

☆ 2380- **میاں محمود احمد**۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 86-1985ء میں صوبہ کے ترقیاتی اخراجات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور دسمبر 1985ء کے اختتام تک کتنی رقم خرچ کی گئی۔

(ب) آیا صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے ترقیاتی اخراجات کے لئے تمام مختص شدہ (موعودہ) رقم وصول کر لی ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ج) کیا ترقیاتی کاموں کے لئے مختص شدہ رقم رواں مالی سال کے اختتام تک خرچ کر دی جائے گی اور اگر نہیں تو بالتفصیل ان تمام عوامل سے ایوان کو مطلع کیا جائے جن کے تحت ایسا ممکن نہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985ء کے لئے مبلغ 80ء567 کروڑ (Gross) اور مبلغ 50ء495 (Net) مختص کئے گئے تھے۔ دسمبر 1985ء کے اختتام پر مبلغ 02ء155 کروڑ روپے خرچ کئے تھے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں! قوی امید ہے کہ رواں مالی سال میں مختص شدہ رقم ترقیات پر مالی سال کے اختتام تک خرچ کر لی جائے گی۔

پابندی کے باوجود ملازمین کی بھرتی

☆ 2497- **میاں ریاض حشمت جنجوعہ**۔ کیا وزیر منصوبہ و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ان کے ماتحت وزارت اور ملحقہ محکمہ جات میں مندرجہ ذیل عرصہ کے دوران کتنے ملازمین کی تقرری کی گئی۔

-1 یکم اپریل 1985ء سے 15 دسمبر 1985ء تک

-2 16 دسمبر 1985ء سے 8 جولائی 1986ء تک

-3 9 جولائی 1986ء سے 31 جنوری 1987ء تک

(ب) مذکورہ بالا عرصہ میں بھرتی کئے گئے ہر ملازم کا نام اور عہدہ کیا ہے اس کا ڈومیسائل کس علاقہ کا ہے اور وہ کہاں تعینات ہے۔

(ج) ملازمین مذکورہ میں سے کون کون وزیر موصوف کے حکم سے اور کون وزیر اعلیٰ کے حکم سے بھرتی ہوا۔

(د) ملازمین مذکور میں سے کس کس کے لئے بھرتی کے مروجہ قواعد اور طریق کار کو بالائے طاق رکھا گیا اور کیا کیا رعایات دی گئیں۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے 16 دسمبر 1985ء سے 8 جولائی 1986ء تک ملازمین کی بھرتی پر پابندی عائد تھی مگر اس کے باوجود بھرتی جاری رہی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اس کے ملحقہ محکمہ جات اور ذیلی خود کار اداروں میں بھرتی کئے گئے ملازمین کی کل تعداد۔

-1	1-4-1985 سے 15-12-1985	3.6
-2	16-12-1985 سے 8-7-1986	37
-3	9-7-1986 سے 31-1-1987	190

(ب) تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) ایوان کی میز پر رکھی گئی تفصیلات "الف" "ب" اور "ج" کے کالم نمبر6 میں دی گئی ہیں۔

(د) ایوان کی میز پر رکھی گئی تفصیلات "الف" "ب" اور "ج" کے کالم نمبر7 میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ہ) 16 دسمبر 1985ء سے 8 جولائی 1986ء تک ملازمین کی بھرتی پر پابندی عائد کی تھی۔ اس دوران چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بورڈ آف ریونیو کے ماتحت تھی۔ اور

پاپولیشن ویلفیئر پروگرام' وفاقی حکومت کا زیر انتظام محکمہ تھا۔ لہٰذا محکمہ ہذا اس دوران ان اداروں میں کی جانے والی تقرریوں کا ذمہ دار نہ ہے۔ تاہم اس دوران سے متعلقہ معلومات بمعہ کوائف درج کر دی گئی ہیں۔ محکمہ ہذا میں اس دوران صرف دو تقرریاں ہوئیں۔

1- مسٹر منصب علی کو ڈرائیور کی آسامی پر 6 ماہ کے لئے ایڈھاک بنیادوں پر تعینات کیا گیا۔

2- جبکہ ملتان میں ایک خاکروب کو پارٹ ٹائم بنیاد پر تعینات کیا گیا۔

خالی آسامیوں پر تعینات کئے گئے ملازمین

☆ 2792- **جناب غلام احمد خان**۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ آباد کے کتنے تربیتی مراکز قائم ہیں۔ ان مراکز میں کون کون سے ملازمین تعینات ہیں اور ان کا تعلق کس کس علاقہ سے ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جنوری 1987ء کے آخری ہفتہ میں محکمہ آباد کی طرف سے مختلف مراکز کے لئے خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لئے 3'4 فروری 1987ء کی تاریخ مقرر ہوئی تھی۔ اگر ایسا ہے تو جن امیدواروں نے حصہ لیا ان کے نام بمعہ مکمل پتہ جات کیا ہیں۔ نیز جن علاقوں میں مذکورہ محکمہ کے مراکز ہیں۔ ان علاقوں سے بھی اگر کوئی امیدوار شامل ہوئے تھے تو ان میں سے کتنے ملازمت میں رکھے گئے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) ضلع سیالکوٹ میں تین فنی تربیتی مرکز برائے طلباء اور ایک تربیتی مرکز برائے خواتین کام کر رہے ہیں۔ یہ سنٹر پسرور' شکرگڑھ اور ظفروال میں واقع ہیں۔ ایک سنٹر برائے خواتین بھی شکرگڑھ میں کام کر رہا ہے جو ملازمین ان فنی مراکز میں کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل منسلکہ "الف" میں ہے۔

(ب) یہ درست ہے 3'4 فروری 1987ء کو خالی آسامیاں پر کرنے کے لئے انٹرویو کئے گئے اور جو امیدوار کامیاب ہوئے ان کو تعینات کیا گیا۔ جن امیدواروں نے انٹرویو دیا۔ ان کی تفصیل منسلکہ "ب" میں ہے مذکورہ مراکز میں 35 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ جن میں 24 کا تعلق مذکورہ علاقوں سے ہے۔

REPLY OF QUESTION NO. 2792
PARTICULARS OF STAFF IN THE TECHNICAL/VOCATIONAL TRAINING CENTRES IN DISTRICT SIALKOT (Male).

There are 3 Centres in District Sialkot, located at Pasrur; Shakargarh and Zafarwal:

Sr. No.	LOCATION OF TECHNICAL / VOCATIONAL TRG. CENTRE.	NAME OF POST	NAME OF EMPLOYEE	DOMICILE
01.	T.T.C. ABAD, Pasrur	Workshop Manager, 3-16	Ch. Bashir Ahmad	Faisalabad
02.	-do-	Welding Inst.	Mr. Ghulam Mustafa	Faisalabad
03.	-do-	Tailoring Inst.	Mr. Abdul Aziz	Sialkot
04.	-do-	Masonry Inst.	Mr. Amjad Farooq	-do-
05.	-do-	Wood Work Inst.	Mr. Pervaiz Akhtar	-do-
06.	-do-	Machine Shop Inst	Mr. Mushtaq Ahmad	-do-
07.	-do-	Electricity Inst.	Mr. Qamar-ud-Din Vaseer	-do-
08.	-do-	Auto Inst.	Mr. Sagheer Ahmad Khan	-do-
09.	-do-	Jr. Clerk, B-5	Mr. Iftikhar Ali	-do-
10.	-do-	Naib Qasid B-1	Mr. Mohammad Yaqub	-do-
11.	-do-	Chowkidar, B-1	Mr. Shabbir Hussain	-do-

12.	T.T.C. ABAD, Shakargarh.	Workshop Manager, B-16	Mr. Nazir Ahmad Javed	Faisalabad
13.	-do-	Elect. Inst.	Mr. Masood Qadir	Multan
14.	-do-	Tailoring Inst.	Mr. Mohammad Rafique	Rawalpindi
15.	-do-	Welding Inst.	Mr. Mohammad Nasir	Gujrat
16.	-do-	Machine Shop Inst.	Mr. Mohammad Shahid	Lahore
17.	-do-	Auto Inst.	Malik Mohammad Akram	Sialkot
18.	-do-	Radio Inst.	Mr. Mohammad Arshad	Sialkot
19.	-do-	Jr. Clerk	Mr. Riaz Ahmad	Sialkot
20.	-do-	Sr. Clerk	Malik Abdul Jabbar	Sialkot
21.	-do-	Naib Qasid	Mr. Mohammad Iqbal	-do-
22.	V.T.C ABAD, Zafarwal	Workshop Manager, B-16	Mr. Rafi-ur-Rehman	Sheikhupura
23.	-do-	Electrical Inst. B-14	Mr. Khalid Mahmood	Sialkot
24.	-do-	Auto Mechanic B-14.	Mr. Mohammad Arshad	Gujranwala
25.	-do-	Welding Inst. B-14	Mr. Mohammad Iqbal	Gujrat
26.	-do-	Auto Mechanic B-14.	Mr. Ahmad Nawaz	Sialkot
27.	-do-	Tractor Operator B-5	Mr. Mohammad Asif Ali	Sialkot
28.	-do-	Junior Clerk B-5	Mr. Mohammad Hafeez	Sialkot
29.	-do-	Naib Qasid B-1	Mr. Ghulam Sarwar	Sialkot
30.	-do-	Chowkidar B-1	Mr. Mohammad Mushtaq	Sialkot

از دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر (آباد) ٹیکنیکل ووکیشنل ٹریننگ پروگرام برائے خواتین راولپنڈی

مراسلہ نمبر آباد / ٹی ٹی پی / ڈبلیو / 5-اے / اسٹیبلشمنٹ

مورخہ 29-3-1987

عنوان سوالنامہ

سوالنمبر 1 ضلع سیالکوٹ میں محکمہ آباد کے کتنے تربیتی مراکز قائم ہیں۔ ان مراکز میں کون کون سے ملازمین تعینات ہیں۔ اور ان کا تعلق کس علاقہ سے ہے۔

جواب ضلع سیالکوٹ میں آباد نے صرف ایک ووکیشنل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین شکر گڑھ کے مقام پر قائم کیا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے۔

نمبر شمار	نام	ولدیت	عہدہ	مکمل ایڈریس
1	مس آصفہ نورین	ذرداد خان	ورکشاپ منیجر	موضع لترا ڈ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی
2	محمد جاوید	محمد شریف	اکاؤنٹس کلرک	موضع و تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ
3	محمد بوٹا	فیض احمد	نائب قاصد	کھاریاں ضلع گجرات
4	-	چوکیدار	آسامی خالی ہے	
5	مسمات منھی	مختار مسیح	سویپر	شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ
6	قمرالنساء	محمد بلال	لیڈی انسٹرکٹر شعبہ مشینوں کی مرمت اور دیکھ بھال	گلستان کالونی شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ
7	بشریٰ سعید	سعید احمد	آرائش اندرون خانہ	تیرہ چک تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

8	سیدہ ناہید کوکب	سید علی اصغر	الیکٹریکل اینڈ مکینیکل	موضع جدکال تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
9	طاہرہ شاہین	محمد احسن شاہ	دیہی مرغبانی	موضع رسول پور سیداں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

ضمیمہ ب

NAME OF THE CANDIDATES WHO APPEARED FOR THE INTERVIEW.

Sr. No.Name of the candidates with full address

ELECTRICAL TRADE (CONTINGENT PAID)

1. Mr. Qammar-ud-Din Vaseer S/o Imam Din Vaseer, Ex. Electrical Instructor, TTC (ABAD), Pasrur Distt., Sialkot Mohallah Anayatpura Pasrur.
2. Mr. Wajahat Ali Khan S/o Nisar Ahmad Khan, H. No. 3/314, Depot, St. Puran Nagar, Sialkot.
3. Mr. Farooq Anjum S/o Sh Dost Muhammad, Mohallah Nizam Abad (Near Pakistan Ice Factory), D.G. Khan City
4. Mr. Masood Qadir S/o Qadir Baksh Bhatti, Qr. No. S-14, New Canal Colony, Pull Mauj-e-Darya, Nawansher, Multan.
5. Qazi Mohammad Toqeer Badar S/o Qazi Mohammad Bashir, Ward No. 7, Teh. Layyah Distt. Layyah.
6. Mr. Manzoor Hussain S/o Muhammad Baksh Chak No. 175/ J.B. Sub Post Office same Teh. and District Jhang.
7. Mr. Muhammad Hanif S/o Muhammad Ashraf, Vil. & Post Office Bhoota Tehsil Kharian Distt. Gujrat.
8. Mr. Mohammad Farooq Yasin S/o Bashir-ud-Din, Band Gali, Ward No. 11, Near Tharey Wali Masjid, Lala Musa District Gujrat.
9. Mr. Shabbir Ahmad Gondal S/o Qadir Dad Gondal, H. No. 8/104, Mohallah Kareempura Lala Musa. District Gujrat.
10. Mr. Khalid Iqbal S/o Malik Karam Din, 198, Bilal Town, Jhelum.
11. Mr. Gulzar Ahmad S/o Nazar Hussain, Canteen Manager. Loco Shed Kundian, District Mianwali.
12. Mr. Abdul Majeed S/o Kalo Malik, Electrical Naunar Tehsil Narowal, District Sialkot.

WELDING INSTRUCTOR (CONTINGENT PAID)

13. Mr. Muhammad Sibghatullah Jamil S/o Sardar Baksh, Chak No, 200/J.B Nasrana P/O Same via Pacca Anna Teh. Chiniot District Jhang.
14. Mr. Zafar Iqbal Ashraf S/o Mohammad Ashraf, Village & Post Office Dhanda Teh. Murree, District Rawalpindi.
15. Mr. Mohammad Nasir S/o Muhammad Sadiq, Village & P/O Bhagowal Khurd, Via Jalalpur Jattan Distt. Gujrat.
16. Mr. Ajab Khan S/o Mohammad Akram Khan,Village & Post Office Kahal Tehsil, Pindigheb Distt. Attock.
17. Mr. Muhammad Ishaque Siddique S/o Shabbir Ahmad, Kallar Syedian Distt. Rawalpindi.
18. Mr. Ghulam Hussain S/o Muhammad Nawaz Vil. & Post Office Auru Sharif Teh. and District Jhang.
19. Mr. Jamshaid Hussain S/o Muhammad Hussain, H. No. 978/6, Mohallah Shah Kabir, Jhang City.
20. Mr. Mazhar Hussain S/o Abdul Hussain, Machine Shop Instructor T.T.C. ABAD, Daultala.
21. Mr. Tahir Rashid S/o Rashid Ahmad, H. No. 282-D, Mohallah Qasab Sohawa Teh, Sohawa Distt. Jhelum.

RADIO MECHANIC (CONTINGENT PAID)

22. Retd. H/N/Sub. Muhammad Ibrahim S/o Muhammad Khalil, vil. & P/O Saeed Wala Tehsil Kaloorkot Distt. Bhakkar.
23. Mr. Akbar Ali S/o Ali Muhammad, Chak No. 4, T.D.A. Teh. and District Khushab.
24. Mr. Mohammad Ahsan S/o Nazir Ahmad, Radio Mechanic Naunar Tehsil Narrowal District Sialkot.
25. Mr. Allauddin H. No. X/418, St. No. 21, Ratta Amral R/Pindi.
26. Mr. Shabbir Ahmad S/o Imam Din, Vil. & P/O Daultala Teh. Gujar Khan Distt. Rawalpindi.
27. Mr. Muhammad Asif S/o Muhammad Amin, 154-B, Satellite Town, Sargodha.

AUTO MECHANIC, BPS-14 (AD HOC BASIS)

28. Mr. Muhammad Latif S/o Abdul Hameed, Vil. Chhani Nagrota P/O Sukhu Chak Teh. Shakargarh Distt. Sialkot.
29. Mr. Muhammad Rafique S/o Ch. Nazar Hussain C/o Superintendent of J.U.C. Circle, Jhelum.

AUTO AND FARM MACHINERY REPAIR INSTRUCTOR (CONTINGENT PAID)

30. Mr. Riaz Ahmad Anjum S/o Tufail Muhammad, C/o Ch. Tufail Muhammad 132, Imtiaz Abad, Sargodha.
31. Mr. Akhtar Hussain S/o Muhammad Ishaque, H. No. 31/536, Greenwood Street, No. 2, Sialkot.
32. Mr. Muhammad Aslam S/o Ch. Imam Din, Vil. Qr. No. 2, Canal Colony, Jhang.
33. Mr. Abdul Rashid S/o Ghulam Mohammad, Chak No, 67/P, P/O Sajja Teh. Khanpur Distt. R.Y.Khan.
34. Malik Mohammad Akram S/o Malik Fazal Ellahi, R/O Mohallah Kashmirian Zafarwal Road, Narowal Sialkot, Distt. Sialkot.
35. Mr. Muhammad Sajjad S/o Abdul Rashid, H.No. 770-B-IV Mandi St. Muslim Town, Rawalpindi.
36. Mr. Muhammad Islam S/o Nazir Ahmad C/o Fazal Commission Shop Ghalla Mandi Rahim Yar Khan.
37. Mr. Akhtar Hussain S/o Jiwan Khan, Vil. Raitri P/O Sahiwal District Sargodha.
38. Mr. Shafiq-ur-Rehman S/o Mohammad Ramzan, Village & P/O Ikhlas Teh. Pindigheb District Attock.
39. Mr. Muhammad Ishaque S/o Qazi Ehsan Ahmad Awan, Ward No. 7, Mohallah Qazian, Jampur Distt. Rajanpur.
40. Mr. Fakhar-ud-Din S/o Chand-ud-Din, H. No. 41, Block-E, Distt. D.G. Khan.
41. Mr. Muhammad Ayyub S/o Muhammad Iqbal, Kotala Peeran Shah, Ward No, 1, Jampur District Rajanpur.

42. Mr. Shoukat Hussain S/o Karam Dad, Vil. & P/O Kisran, District Attock Tehsil Pindigheb.
43. Mr. Aziz-ur-Rehman, S/o Ghulam Mehdi, P/O and Vil, Shakar Kot Teh, and district Khushab.
44. Mr. Zafar Iqbal S/o Abdul Rehman Khan, Block 28, H. No. 48, D.G. Khan.
45. Mr. Naveed Aslam S/o Muhammad Aslam, 170-D, Sstellite Town, Bahawalpur.
46. Mr. Muhammad Mumtaz S/o Mulazim Hussain, Vil. Chak No 381/W.B., P/O 384/W.B. Teh. Lodhran Distt. Multan.
47. Mr. Muhammad Shahid S/o Muhammad Latif, H. No. 5, Building Sheikh Muhammad Hussain, Raheem Road, Misri Shah , Lahore.
48. Mr. Muhammad Ajmal Shehzad S/o Mukhtar Ahmad, Ar. No. 265- E, Wheat Mèn Road, Mughal Pura, Lahore-5.
49. Mr. Muzaffar Ahmad S/o Sultan Ahmad Khan, Mundrani near Govt. Centre, fo Carpet, Taunsa District D.G. Khan.
50. Mr. Muhammad Asif S/o Muhammad Amin, H. No. 151-B, Satellite Town, Sargodha.
51. Mr. Muhammad Ajmal S/o Muhammad Ashraf Chak No. 478/J. B P/O same Tehsil Shorkot Distt. Jhang.
52. Mr. Muhammad Javed Iqbal S/o Saleh Mohakkad C/o Abdul Hamid Awan, Stenographer, A.D.A Lehtrar Road, Rawalpindi.
53. Mr. Abdul Rashid S/o Ch. Sher Khan Chak No. 63. M.B. Khushab.
54. Mr. Zafar Iqbal S/o Amir Mohd Laalwani Vil. ward No. 12, Mohalla Shumali Near Hanifa Masjid, Taunsa Sharif Distt. D.G. Khan.

(TRACTOR OPERATOR, BPS-5)

55. Mr. Khurshid Ahmad S/o Khalid Zaman, H. No. 67, Ward No. 1, Talagang District Chakwal.
56. Mr. Ulfat Hussain S/o Ali Ahmad, Vil. & P/O Mughal Distt. Rawalpindi.

TAILORING INSTRUCTOR (CONTINGENT PAID)

57. Mr. Muhammad Rafique S/o Muhammad Akbar, Harnistoorla P/O Dhadhamber, Teh, and Distt. Rawalpindi.
58. Mr. Mohammad Azim S/o Noor Mohammad Tailor, Main Bazar, Essa Khail Distt. Mianwali.
59. Mr. Muhammad Nazir S/o Mohammad Yousaf, Vil. Bakhbar Teh. Shahpur Distt. Sargodha.

JUNIOR CLERK, BPS-5

60. Raja Nisar-ul-Haq S/o Subedar Mohammad Sadiq, Vil. Khar Bhoot P/O Same Tehsil Sohawa Distt. Jhelum.
61. Mr. Khalid Pervaiz S/o Lal Khan, H.No. 4/104, Mohallah Qasba, Noor Ahmad Pura Lala Musa Teh. Kharian Distt. Gujrat.
62. Mr. Ejaz Ahmad S/o Mohd. Sadiq Kotli Shajjahanian Distt. Gujrat.
63. Mr. Dost Mohammad Zahid S/o Haji fateh Muhammad Khan, C/o Gul Muhammad Baluch, Distt. Registration Office, D.G, Khan.

NAIB QASID, BPS-1

64. Mr. Mohammad Waris S/o Muhammad Akbar C/o Muhammad Aslam Butt, Stenotypist, ISPR,Dte. Hilal Road, Rawalpindi.
65. Mr. Mohammad Bashir Ahmad S/o Gohar Din, Vil. Bubak Teh,. Narowal District Sialkot.
66. Mr. Riaz Ahmad S/o Allah Ditta, Vil. Nawaday P/o Sobha Singh Teh, Pasrur, Distt. Sialkot.

CHOWKIDAR, BPS-1

67. Mr. Muhammad Rashid S/o Sher Baz Khan, Moza and P/O Chak Naban Teh. Gujar Khan, District Rawalpindi.
68. Mr. Abdul Majeed S/o Haji Fateh Muhammad, C/o Office Asstt, T.T.P. ABAD, D.G. Khan.

CANDIDATES WHO APPEARED FOR THE INTERVIEW.

Sr.No.	Name of the candidate	Domicile
	TAILORING MACHINE EMBROIDERY & MACHINE KNITTING	
1.	Tahira Begum D/O Ghulam Muhammad	Islamabad
2.	Zaib Khatoon D/O Ghulam Sarwar	Kharian
3.	Ghazala Mehrban D/O Mehrban Khan	Rawalpindi
4.	Hafiz Begum D/o Lal Khan	D.G. Khan
5.	Amtul Shatiq D/o Aziz Ahmed	D.G. Khan.
6.	Mumtaz Bibi D/o Malik Abdul Kareem	Mianwali
7.	Qamar un Nisa D/o Muhammad Bilal	Shakargarh
8.	Farhat Latif D/O Abdul Latif Khan	D.G.Khan.
9.	Rukhshanda Naheed D/O Abdul Rashid	Gujar Khan
10.	Miss Jasmin Jamal	Jhelum.
	WOOD WORK AND SKILLS USING LOCAL RAW MATERIAL	
11.	Shafqat Bibi D/o Khurshid Hussain Shah	Mianwali.
12.	Tiayba Tazeem D/o	Gujrat.
13.	Shahid Gul D/o Khadim Hussain	Shakargarh
14.	Lubna Gulistan	Gujarkhan
15.	Rukhsana Perveen D/o Muhammad Akbar Khan	D.G. Khan
	REPAIR, MAINTENANCE & USE OF ELECTRIC AND MECHNICAL OIL & GAS OPERATED DOMESTIC APPLIANCES.	
16.	Kaniz Arbab D/o Sarbland	Chakwal
17.	Samina Kausar D/o Muhammad Afzal	Kharian
18.	Saeeda Nahid Kokab D/o Fazal Din	Gujarkhan
19.	Romana Naheed D/o Fazal Din	Gujarkhan
20.	Nasim Akhtar D/o Abdul Khaliq	Chakwal

RURAL POULTRY AND LIVESTOCK FARMING (PARA VETERINARY TRAINING)

21. Tabasum Gul D/o Fazal Ahmed	Gujarkhan.
22. Tahira Shahin D/o Muhammad Asif Shah	Kharian
23. Najma Naheed D/o Ibrahim Khan	Gujarkhan.
24. Farzana Ibrahim D/o Ibrahim Khan	Gujarkhan.

POLISHING AND SOLDERING DENTING AND REPAIR OF DOMESTIC UTENCILS/APPLIANCES

25. Miss Nareen Akhtar D/o Allah Wasaya	D.G. Khan.
26. Hameeda Bano D/o Aziz ud Din.	D.G. Khan

اسسٹنٹ چیف کے لئے پروموشن کوٹہ مقرر کرنا

☆ 2836- میاں محمود احمد- کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں اسسٹنٹ چیف (بی پی ایس 18) کی آسامیوں پر کام کرنے والے سٹاف کے لئے چیف (بی پی ایس 19) کی آسامیوں تک ترقی کے لئے کوئی پروموشن کوٹہ مقرر نہیں ہے بلکہ ان کی ترقی محکمہ کے سربراہ کے رحم و کرم پر ہے جبکہ فیڈرل گورنمنٹ کے منصوبہ بندی و ترقیات ڈویژن میں اسسٹنٹ چیف سے ڈپٹی (بی پی ایس 19) تک ترقی کے لئے 66.5 فیصد اور ڈپٹی چیف سے چیف (بی پی ایس 20) تک ترقی کے لئے 75 فیصد پروموشن کوٹہ مقرر ہے اگر ایسا ہے تو عدل و انصاف کے اصولوں کے تحت محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں کام کرنے والے اسسٹنٹ چیف کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کے مطابق پروموشن کوٹہ کیوں مختص نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ حیققت ہے کہ جناب وزیراعلیٰ نے وزیر منصوبہ بندی کی سفارش پر محکمہ کے قواعد بھرتی 1985ء میں فیڈرل گورنمنٹ کے منصوبہ بندی و ترقیات ڈویژن کے مطابق ترمیم کرنے کا حکم دیا تھا مگر اب ان قواعد میں ترمیم کر کے حکم کو روک دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے مروجہ قواعد بھرتی ٹرانسفر کی بنیاد پر باہر کے محکموں کے افسروں کا تقرر بطور چیف کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر ایسا ہے تو پھر تجربہ کار سٹاف کی موجودگی کے باوجود قاعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے باہر کے محکموں کے افسروں کو بالعموم اور سابقہ سی ایس پی کلاس کے افسروں کو بالخصوص چیف کی آسامیوں پر کیوں تعینات کیا جاتا ہے۔

(د) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں کام کرنے والے پیشہ ور سٹاف کا سیکرٹریٹ سٹیٹس کیا ہے۔ اور کیا متذکرہ بالا سٹاف کو باقی سیکرٹریٹ سٹاف کے مطابق مراعات دی

جاتی ہیں۔

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ

1- کسی اسسٹنٹ چیف کو باہر کے محکمہ میں آسامی کے لئے درخواست گذارنے کی اجازت نہیں ہے۔

2- محکمہ میں موجود اسسٹنٹ چیف کی اکثریت ملکی سطح پر اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ بیرونی ممالک سے بھی تعلیم یافتہ ہے۔

3- اسسٹنٹ چیف کی اکثریت اس محکمہ میں منصوبہ بندی و ترقیات کا بیس سال سے زائد عرصہ کا تجربہ رکھتی ہے۔

(و) اگر جز (ہ) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پھر ان کی ترقی بطور چیف کو نظرانداز فرما کر چیف کی دو آسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن سے رجوع کیوں کیا گیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے قواعد ملازمت 1985ء کے مطابق چیف آف سیکشن کے تقرر کے لئے تجربہ کار اسسٹنٹ چیف کو ترقی دے کر اور براہ راست امیدواروں کی بھرتی کے لئے شرح مخصوص نہیں ہے لیکن پھر بھی موجودہ صورت حال کے عملی تجزیئے کے مطابق محکمہ ہذا کے تمام محکمانہ چیف آف سیکشن' اسسٹنٹ چیف سے ترقی پا کر مامور ہوئے ہیں یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت کے موجودہ قواعد ملازمت' بھرتی کے مطابق ڈپٹی چیف' چیف کی بھرتی کے لئے " پروموشن کوٹہ " مخصوص و مقرر ہے لیکن حکومت پنجاب کے مخصوص انتظامی ڈھانچے مختلف طریقہ ہائے کار اور متعدد عملی دشواریوں کے پیش نظر وفاقی حکومت کے قواعد و ضوابط کی تعمیل و تقلید نہ تو ضروری ہے اور نہ ہی عملی محدودات کے پیش نظر ایسا کرنا ممکن ہے ایک نقطہ نظر کے مطابق یہ رائے بھی ہو سکتی ہے کہ وفاقی حکومت کے قواعد حکومت پنجاب کی طرز پر وضع کئے جانے چاہئیں نیز شرح مخصوص نہ کرنے میں یہ سہولت بھی مضمر ہے کہ صرف قابلیت اور اہلیت کی بنیاد

پر سینیارٹی سے قطع نظر محکمہ میں کام کرنے والے اسسٹنٹ چیف پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سکیل 19 میں چیف کے طور پر منتخب ہو سکتے ہیں۔

(ب) اس حد تک یہ بات درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب کے قواعد ملازمت' بھرتی مجریہ 1985ء کو وفاقی حکومت کے منصوبہ بندی و ترقیات ڈویژن اور حکومت سندھ کے قواعد کی روشنی میں نئے سرے سے وضع کرنے' ڈھالنے کا حکم صادر فرمایا تھا لیکن بعد ازاں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس رائے سے اتفاق کامل کیا کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی منظور شدہ چیف آف سیکشن کی چار آسامیوں کی حیثیت بی پی ایس 19 سے بڑھا کر بی پی ایس 20 میں کر دی گئی ہے تاکہ محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی کے ملازمین کی شرائط ملازمت کو مزید پرکشش بنایا جائے علاوہ ازیں محکمہ ہذا کے ملازمین کو بلا استثناء ایک سکیل میں منتقلی' حرکت Move over کی سہولت بھی حاصل ہے۔

(ج) سول سرونٹ ایکٹ مجریہ 1987ء کی رو سے حکومت وقت بلا شرکت غیرے یہ منفرد استحقاق رکھتی ہے کہ وہ کسی بھی ملازم کو کسی وقت اور کسی بھی مقام پر اپنی مقتضیات کے مطابق تعینات کرنے کے احکام صادر کرے علاوہ ازیں شرائط ملازمت میں منجملہ دیگر امور کے حکومت کے مذکورہ استحقاق کا واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ذکر موجود ہوتا ہے لہٰذا وقتاً فوقتاً محکمانہ افسران کا انتظامی اور دفتری ضرورتوں کے مطابق رد و بدل یا تبادلہ سے نہ تو قانونی طور پر کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش باقی رہتی ہے اور نہ ہی کسی ملازم کی حق تلفی کا پہلو نکلتا ہے دیگر یہ کہ کسی بھی ملازم کی طرف سے حکومت کے خلاف کسی بھی قسم کے حق یا استحقاق کا دعویٰ لایعنی و بے بنیاد ہوتا ہے۔

(د) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں کام کرنے والے پیشہ ور سٹاف بھی سول سرونٹ ایکٹ مجریہ 1984ء کے تحت سرکاری ملازم ہیں نیز یہ کہ ٹیکنیکل سٹاف ہونے کی وجہ سے موو اوور (Move Over) کی حد تک انہیں دیگر سرکاری ملازمین کی نسبت بہتر مراعات حاصل ہیں۔

(ھ) 1- درست نہیں ہے۔
2- محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے قواعد بھرتی کے مطابق اسسٹنٹ چیف کی بھرتی کے لئے کم از کم تعلیمی قابلیت ایم اے (معاشیات وغیرہ) ہے یہاں یہ ذکر کرنا بھی بے محل نہ ہو گا کہ ریسرچ افسر جو کہ اسسٹنٹ چیف کا جونیر کیڈر ہے) کی تعیناتی کے لئے بھی کم از کم تعلیمی استعداد ایم اے (معاشیات وغیرہ) ہونا لازمی ہے۔ محکمہ کے اسسٹنٹ چیف وضع کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق تعلیمی استعداد رکھتے ہیں ان میں سے بائیس (22) دوران ملازمت حکومتی اخراجات پر بیرونی ممالک سے تعلیم یافتہ ہیں۔
3- درست نہیں ہے۔ محکمہ ہذا میں اسسٹنٹ چیف (بنیادی سکیل 18) کی منظور شدہ کل آسامیوں کی تعداد 39 ہے جن میں سے تاحال 37 اسسٹنٹ چیف کو ترقی پر تعینات کیا جا چکا ہے جبکہ اسسٹنٹ چیف کی دو خالی آسامیوں کے لئے طلب نامہ (Requisition) پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ارسال کر دیا گیا ہے۔ جن کے متعلق کمیشن کی سفارشات کا ابھی انتظار ہے تعینات شدہ 37 افسران میں سے صرف 10 افسران 20 سال سے زیادہ ملازمت کا تجربہ رکھتے ہیں اس ضمن میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ان تمام افسران کو (Move Over) کے مواقع حاصل ہیں اور قواعد کے مطابق یہ افسران بنیادی سکیل 19 میں چلے جائیں گے اس وقت بھی تقریباً (12) بارہ افسران کے کیس برائے (Move Over) زیر کار ہیں۔

(و) چونکہ مروجہ قواعد بھرتی کے مطابق چیف آف سیکشن کا تقرر اسسٹنٹ چیف کو ترقی دے کر اور براہ راست بھرتی سے کیا جا سکتا ہے دو آسامیوں کو پر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو طلب نامہ بھیجا گیا ہے کیونکہ تاحال کوئی بھی چیف آف سیکشن براہ راست بھرتی سے نہیں لیا گیا ہے اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ محکمہ ہذا میں اس وقت پانچ چیف محکمانہ افسران ہیں دو آسامیاں کمیشن کے ذریعے پر کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ جہاں پانچ آسامیاں ترقی سے پر شدہ ہیں اور دو براہ راست تعیناتی سے پر کی جا رہی ہیں تو 71 فیصد ترقی سے اور 29 فیصد براہ

راست بھرتی سے پر کی گئی ہیں۔ ان میں وہ آسامیاں شامل نہ ہیں جو بذریعہ تبادلہ پر کی گئی ہیں اس طریقہ سے پر کی گئی ہیں آسامیوں میں انجینئرنگ کے پیشہ سے متعلق حضرات بھی شامل ہیں۔

اسسٹنٹ چیف کی ترقی کے لئے کوٹہ مقرر کرنے کے لئے اقدامات

☆ 2845- میاں فضل حق۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں اسسٹنٹ چیف (بی پی ایس 18) کی آسامیوں پر کام کرنے والے سٹاف کے لئے چیف (بی پی ایس 19) کی آسامیوں تک ترقی کے لئے کوئی پروموشن کوٹہ مقرر نہیں ہے بلکہ ان کی ترقی محکمہ کے سربراہ کے رحم و کرم پر ہے جبکہ فیڈرل گورنمنٹ کے منصوبہ بندی و ترقیات ڈویژن میں اسسٹنٹ چیف سے ڈپٹی چیف (بی پی ایس 19) تک ترقی کے لئے 66.5 فیصد اور ڈپٹی چیف سے چیف (بی پی ایس 20) تک ترقی کے لئے 75 فیصد پروموشن کوٹہ مقرر ہے اگر ایسا ہے تو عدل و انصاف کے اصولوں کے تحت محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں کام کرنے والے اسسٹنٹ چیف کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کے مطابق پروموشن کوٹہ کیوں مختص نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ حیقققت ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے وزیر منصوبہ بندی کی سفارش پر محکمہ کے قواعد بھرتی 1985ء میں فیڈرل گورنمنٹ کے منصوبہ بندی و ترقیات ڈویژن کے مطابق ترمیم کرنے کا حکم دیا تھا مگر اب ان قواعد میں ترمیم کر کے حکم کو روک دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے مروجہ قواعد بھرتی ٹرانسفر کی بنیاد پر باہر کے محکموں کے افسران کا تقرر بطور چیف کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

اگر ایسی اجازت نہیں ہے تو پھر تجربہ کار سٹاف کی موجودگی کے باوجود قاعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے باہر کے محکموں کے افسروں کو بالعموم اور سابقہ سی ایس پی کلاس کے افسروں کو بالخصوص چیف کی آسامیوں پر کیوں تعینات کیا جاتا ہے۔

(د) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں کام کرنے والے پیشہ ور سٹاف کا سیکرٹریٹ سٹیٹس کیا ہے۔ اور کیا متذکرہ بالا سٹاف کو باقی سیکرٹریٹ سٹاف کے مطابق مراعات دی جاتی ہیں۔

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ

1- کسی اسسٹنٹ چیف کو باہر کے محکمہ میں آسامی کے لئے درخواست گذارنے کی اجازت نہیں ہے۔

2- محکمہ میں موجود اسسٹنٹ چیف کی اکثریت ملکی سطح پر اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ بیرونی ممالک سے بھی تعلیم یافتہ ہے۔

3- اسسٹنٹ چیف کی اکثریت اس محکمہ میں منصوبہ بندی و ترقیات کا بیس سال سے زائد کا تجربہ رکھتی ہے۔

(و) اگر جز (ہ) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پھر ان کی ترقی بطور چیف کو نظر انداز فرما کر چیف کی دو آسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن سے رجوع کیوں کیا گیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے قواعد ملازمت 1985ء کے مطابق چیف آف سیکشن کے تقرر کے لئے تجربہ کار اسسٹنٹ چیف کو ترقی دے کر اور براہ راست امیدواروں کی بھرتی کے لئے شرح مخصوص نہیں ہے لیکن پھر بھی موجودہ صورت حال کے عملی تجزیے کے مطابق محکمہ ہذا کے تمام محکمانہ چیف آف سیکشن اسسٹنٹ چیف سے ترقی پا کر مامور ہوئے ہیں یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت کے موجودہ ملازمت / بھرتی کے مطابق ڈپٹی چیف / چیف کی بھرتی کے لئے پروموشن کوٹہ مخصوص و مقرر ہے لیکن حکومت پنجاب کے مخصوص ڈھانچے مختلف طریقہ

ہائے کار اور متعدد عملی دشواریوں کے پیش نظر وفاقی حکومت کے قواعد و ضوابط کی تعمیل و تقلید نہ تو ضروری ہے اور نہ ہی عملی محدودات کے پیش نظر ایسا کرنا ممکن ہے ایک نقطہ نظر کے مطابق یہ رائے بھی ہو سکتی ہے کہ وفاقی حکومت کے قواعد حکومت پنجاب کی طرز پر وضع کئے جانے چاہئیں نیز شرح مخصوص نہ کرنے میں یہ سہولت بھی مضمر ہے کہ صرف قابلیت اور اہلیت کی بنیاد پر سنیارٹی سے قطع نظر محکمہ میں کام کرنے والے اسسٹنٹ چیف پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سکیل 19 میں چیف کے طور پر منتخب ہو سکتے ہیں۔

(ب) اس حد تک یہ بات درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب کے قواعد ملازمت بھرتی مجریہ 1985ء کو وفاقی حکومت کے منصوبہ بندی و ترقیات ڈویژن اور حکومت سندھ کے قواعد کی روشنی میں نئے سرے سے وضع کرنے' ڈھالنے کا حکم صادر فرمایا تھا لیکن بعدازاں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس رائے سے اتفاق کامل کیا کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے موجودہ نافذالعمل اور مروجہ قواعد ملازمت بھرتی کو ان کی موجودہ صورت میں جاری رکھا جائے عزت مآب وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس حکم کے پس پشت منجملہ دیگر محرکات کے ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی منظور شدہ چیف آف سیکشن کی چار آسامیوں کی حیثیت بی پی ایس 19 سے بڑھا کر بی پی ایس 20 میں کر دی گئی ہے تاکہ محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی کے ملازمین کی شرائط ملازمت کو مزید پرکشش بنایا جائے علاوہ ازیں محکمہ ہذا کے ملازمین کو بلا استثناء ایک سکیل سے اگلے سکیل میں منتقلی' حرکت Move Over کی سہولت بھی حاصل ہے۔

(ج) جی نہیں یہ درست نہ ہے۔

سول سرونٹ ایکٹ مجریہ 1974ء کی رو سے حکومت وقت بلا شرکت غیرے یہ منفرد استحقاق رکھتی ہے کہ وہ کسی بھی ملازم کو کسی وقت اور کسی بھی مقام پر اپنی انتظامی مقتضیات کے مطابق تعینات کرنے کے احکام صادر کرے علاوہ ازیں شرائط ملازمت میں منجملہ دیگر امور کے حکومت کے مذکورہ استحقاق کا واضح اور

غیر مبہم الفاظ میں ذکر موجود ہوتا ہے لہٰذا وقتاً فوقتاً محکمانہ افسران کا انتظامی اور دفتری ضرورتوں کے مطابق رد و بدل یا تبادلہ سے نہ تو قانونی طور پر کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش باقی رہتی ہے اور نہ ہی کسی ملازم کی حق تلفی کا پہلو نکلتا ہے دیگر یہ کہ کسی بھی ملازم کی طرف سے حکومت کے خلاف کسی بھی قسم کے حق یا استحقاق کا دعویٰ لایعنی و بے بنیاد ہوتا ہے۔

(د) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں کام کرنے والے پیشہ ور سٹاف بھی سول سرونٹ ایکٹ مجریہ 1974ء کے تحت سرکاری ملازم ہیں نیز یہ کہ ٹیکنیکل سٹاف ہونے کی وجہ سے موو اوور Move Over کی حد تک انہیں دیگر سرکاری ملازمین کی نسبت بہتر مراعات حاصل ہیں۔

(ھ) 1- درست نہیں ہے۔

2- محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے قواعد بھرتی کے مطابق اسسٹنٹ چیف کی بھرتی کے لئے کم از کم تعلیمی قابلیت ایم۔ اے (معاشیات وغیرہ) ہے یہاں یہ ذکر کرنا بھی بے محل نہ ہو گا کہ ریسرچ آفیسر (جو کہ اسسٹنٹ چیف کا جونیئر کیڈر ہے) کی تعیناتی کے لئے بھی کم از کم تعلیمی استعداد ایم اے (معاشیات وغیرہ) ہونا لازمی ہے محکمہ کے اسسٹنٹ چیفس وضع کردہ قواعد وضوابط کے مطابق تعلیمی استعداد رکھتے ہیں۔ ان میں سے بائیس (22) دوران ملازمت حکومتی اخراجات پر بیرونی ممالک سے تعلیم یافتہ ہیں۔

3- درست نہیں ہے۔ محکمہ ہذا میں اسسٹنٹ چیف (بنیادی سکیل 18) کی منظور شدہ کل آسامیوں کی تعداد 39 ہے جن میں سے تاحال 37 اسسٹنٹ چیف کو ترقی تعینات کیا جا چکا ہے جب کہ اسسٹنٹ چیف کی دو خالی آسامیوں کے لئے طلب نامہ (Requisition) پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ارسال کر دیا گیا ہے جن کے متعلق کمیشن کی سفارشات کا ابھی انتظار ہے تعینات شدہ 37 افسران میں سے صرف 10 افسران 20 سال سے زیادہ ملازمت کا تجربہ رکھتے ہیں اس ضمن میں یہ بتانا ابھی ضروری ہے کہ ان تمام افسران کو Move Over کے مواقع حاصل ہیں

اور قواعد کے مطابق یہ افسران بنیادی سکیل 19 میں چلے جائیں گے اس وقت بھی تقریباً (12) بارہ افسران کے کیس برائے Move Over زیر کار ہیں۔

(و) چونکہ مروجہ قواعد بھرتی کے مطابق چیف آف سیکشن کا تقرر اسسٹنٹ چیف کو ترقی دے کر اور براہ راست بھرتی سے کیا جا سکتا ہے۔ دو آسامیوں کو پر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو طلب نامہ بھیجا گیا ہے کیونکہ تاحال کوئی بھی چیف آف سیکشن براہ راست بھرتی سے نہیں لیا گیا ہے اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ محکمہ ہذا میں اس وقت پانچ چیف محکمانہ افسران ہیں دو آسامیاں کمیشن کے ذریعے پر کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ جہاں پانچ آسامیاں ترقی سے پر شدہ ہیں اور دو براہ راست تعیناتی سے پر کی جا رہی ہیں تو 71 فیصد ترقی سے اور 29 فیصد براہ راست بھرتی سے پر کی گئی ہیں ان میں وہ آسامیوں شامل نہ ہیں جو بذریعہ تبادلہ پر کی گئی ہیں۔ اس طریقہ سے پر کی گئی آسامیوں میں انجینئرنگ کے پیشہ سے متعلق حضرات بھی شامل ہیں۔

قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خاں میں ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا قیام

☆ 2862- **سردار فتح محمد خان بزدار**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا قبائلی علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خان کی ترقی کے لئے مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرح ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کرنے کے لئے کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو اس پسماندہ علاقہ کی ترقی کے لئے ترقیاتی ادارہ قائم نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) ڈیرہ غازی خاں کے لئے ترقیاتی ادارے کا قیام اس وقت زیر غور ہے تاہم اس کی علاقائی حدود کے بارے میں تاحال فیصلہ نہ ہوا ہے۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر مزید کچھ کہنا مطلوب نہ ہے۔

بنیادی مرکز صحت کا اجراء

☆ 3015- حاجی ملک سکندر حیات خان بوسن۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میں نے اپنے کوٹہ میں سے چک نمبر 121-15 ایل تحصیل میاں چنوں میں بنیادی مرکز صحت بنانے کے لئے متعلقہ محکمہ کو لکھا تھا۔

(ب) کیا مذکورہ بنیادی مرکز صحت منظور ہو چکا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔

(ج) اگر منظور ہو چکا ہے تو اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور وہ کب تک مکمل ہو جائے گا۔ اگر رقم مختص نہیں کی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ بنیادی صحت مرکز مبلغ 12 لاکھ 22 ہزار روپے کی لاگت پر منظور ہو چکا ہے۔

(ج) مذکورہ بنیادی صحت مرکز کے لئے اس سال (88-87ء) میں 3 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اور مجوزہ منصوبہ اگلے مالی سال 89-1988ء میں مکمل ہو جائے گا۔

بہبود آبادی پروگرام کے ملازمین کا ادغام

☆ 3051- سردار الطاف حسین۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پاپولیشن و ویلفیئر پروگرام پنجاب میں اس وقت کتنی آسامیاں گریڈ 16-17 اور 18 نان ٹیکنیکل میں خالی ہیں اور کون سی تواریخ سے خالی پڑی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی مہیا کردہ میرٹ لسٹ کے مطابق گریڈ 16 کے مندرجہ ذیل افسران ادغام کے مستحق ہیں۔

1- محمد افتخار الدین 2- محمد افضل

3- سردار خلیق الزمان 4- محمد نذیر

5- پرویز تنویر احمد 6- محمد نواز خان

7- ملک منظور احمد

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مسمی مظہر علی ندیم (نو ٹفکیشن مورخہ 30 مارچ 1961ء سیریل نمبر7) اور مسٹر عباس حادی (نو ٹفکیشن مورخہ 30 جنوری 1986ء سیریل نمبر27) نے ملازمت میں شمولیت اختیار نہ کی ہے۔

(د) کیا یہ امر واقع ہے کہ بہبود آبادی پروگرام کو حکومت پنجاب نے مکمل طور پر مع ملازمین اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جز (ج) میں مندرج ملازمین کی خالی آسامیوں پر دوسرے موزوں امیدواروں کا میرٹ لسٹ کے مطابق ادغام کرنے میں کیا امر مانع ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (غلام حیدر وائیں)

(الف) گریڈ 16، 17، 18 کی نان ٹیکنیکل آسامیوں کی تفصیل یہ ہے۔

گریڈ 16 میں پانچ آسامیاں خالی ہیں جو کہ ترتیب 25-11-85، 30-1-86، 30-3-86، 17-6-86، 11-7-87 کو خالی ہوئیں۔

گریڈ 17 میں دو آسامیاں مورخہ 7/1/87 سے ایل پی آر (LPR) پر جانے والے افسران کی وجہ سے خالی ہوئیں۔

گریڈ 18 میں اس وقت 30 آسامیاں خالی ہیں۔ 29 آسامیاں 82-81 سے خالی چلی آئی ہیں جبکہ ایک آسامی 4-2-87 کو خالی ہوئی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) زیر آرڈیننس نمبر XIX مورخہ 2 اگست 1983ء (Field Activities) حکومت پنجاب کی تحویل میں دے دیئے گئے جہاں تک ملازمین کا تعلق ہے وفاقی سروس ٹریبونل نے مقدمہ نمبر 92-R/80 بعنوان مقصود احمد راہی ملازم بہبود آبادی بنام سیکرٹری پاپولیشن ڈویژن (Director General) پنجاب وغیرہ نے فیصلہ دیا۔ کہ

ملازم مذکور وفاقی ٹریبونل کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ اس فیصلہ کے خلاف پاپولیشن ڈویژن نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی اور سپریم کورٹ نے وفاقی ٹریبونل کے احکامات تا حکم ثانی معطل کر دیئے ہیں۔ چونکہ معاملہ عدالت میں زیر غور ہے اس لئے ملازمین سے متعلق سوال کا جواب دینا مناسب نہ ہے۔

(ہ) وفاقی سروسز ٹریبونل اور سپریم کورٹ میں زیر غور ہونے کی وجہ سے اس جز کا جواب دینا مناسب نہ ہے۔

ضلع ملتان کے لئے منصوبہ جات کے لئے رقوم کی تفصیلات

☆ 3145- میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

حکومت نے صوبائی اسمبلی کے ضلع ملتان کے مختلف حلقوں کے مختلف حلقہ ہائے نیابت کی ترقی کے لئے کتنی خصوصی رقوم مختص کی ہیں۔ نیز ان منصوبہ جات اور اداروں کے کوائف تفصیل کے ساتھ مہیا کئے جائیں جن کے ذریعہ سال 1985ء تا جون 1987ء ان پروگراموں پر عملدرآمد ہونا مطلوب ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(غلام حیدر وائیں)

حکومت پنجاب نے صوبائی اسمبلی کے ضلع ملتان کے مختلف حلقہ ہائے نیابت کی ترقی کے لئے معزز ممبران کی سفارش پر مختلف ترقیاتی سکیموں کے لئے مالی سال 86-1985ء اور 87-1986ء کے دوران تقریباً 923.05 لاکھ روپے مختص کئے ہیں ملتان ضلع میں متعلقہ محکمہ جات کو عملدرآمد کرنے کے لئے بھیجے گئے منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اور ان اداروں کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جو ان ترقیاتی سکیموں پر عملدرآمد کے ذمہ دار تھے۔

(الف) پر لف شدہ کوائف پورے ضلع ملتان سے متعلق ہیں۔ چونکہ وزراء کی زیر صدارت قائم کردہ کمیٹیوں نے منصوبوں کا چناؤ ضلعی سطح پر کیا تھا اور فہرست ہائے میں حلقہ ہائے نیابت کی تشخیص نہ کی تھی۔ ان معلومات کی فراہمی کے لئے مزید وقت کی درخواست ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات وزیر موصوف نے ایوان کی میز پر رکھے ہیں کیا یہ ہاؤس کی کارروائی کا حصہ ہیں؟

جناب سپیکر۔ یہ اس ایوان کی پراپرٹی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوالوں کے بقیہ جوابات جو ایوان کی میز پر رکھ دیئے جاتے ہیں اور وہ ہاؤس کی پراپرٹی بن جاتے ہیں تو اگر کوئی ممبر بعد میں محسوس کرتا ہے کہ ابھی اس سوالات پر چھان پھٹک نہیں ہوئی اور ضمنی سوالات نہیں ہوئے اور اطلاع غلط فراہم کی گئی ہے' جواب غلط دیا گیا ہے تو اس کی کیا پوزیشن ہو گی۔

جناب سپیکر۔ اس پہ آپ رولز کا مطالعہ کیجئے کافی باتیں آپ کو مل جائیں گی۔ آپ میاں افضل حیات سے مشورہ کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں بعض اوقات ان سے مشورہ کرتا ہوں۔ لیکن آپ کی طرف سے یہ رولنگ آ جاتی ہے کہ جان بوجھ کر انہوں نے غلط اطلاع فراہم نہیں کی۔

جناب سپیکر۔ اس پر آپ رولز کا مطالعہ کیجئے آپ کو کافی باتیں مل جائیں گی۔

جناب فضل حسین راہی۔ اس کے علاوہ بھی مل جائیں گی۔

جناب سپیکر۔ جی اس کے علاوہ بھی مل جائیں گی آپ میاں افضل حیات صاحب سے مشورہ کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں ان سے بعض اوقات مشورہ کرتا ہوں۔ لیکن پھر آپکی طرف سے یہ آ جاتا ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر غلط اطلاع فراہم نہیں کی۔

جناب سپیکر۔ آپ اس پر کئی قسم کی کارروائی کر سکتے ہیں آپ رولز کو دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو پڑھنے کی عادت بھی پڑے۔

جناب فضل حسین راہی۔ ہاؤس کو In order رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے یہ دیکھیں منسٹر صاحبان درخواستیں وصول کر رہے ہیں اور میری بار بار یہ استدعا ہے اور آپ نے بار بار یہاں پر بیٹھ کر یہ رولنگ دی ہے کہ منسٹر صاحبان یہاں بیٹھ کر غیر متعلقہ کام نہیں کریں گے لیکن اس کے باوجود چیئر کا حکم نہیں [illegible]

ہوئے انہیں ایوان سے نکلنے کا حکم نہیں دے سکتے؟

جناب سپیکر۔ شکریہ! آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں چاہوں گا کہ یہاں پر یہ کام نہ کریں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

اعلان

جناب سیکرٹری اسمبلی۔ ممبران کی اطلاع کے لئے ایک اعلان ہے جن معزز اراکین نے ابھی تک اپنے رنگین فوٹو اور کوائف نامہ کے فارم پر کر کے اسمبلی سیکرٹریٹ کو نہیں دیئے ان سے التماس ہے کہ وہ رنگین فوٹو کے لئے کمرہ نمبر 48 میں تشریف لے آئیں نیز کوائف نامہ کے فارم کمرہ نمبر 9 میں دستیاب ہیں وہ بھی پر کر کے سیکرٹریٹ ہذا میں فوری طور پر جمع کروا دیں تاکہ پمفلٹ Brochure کی اشاعت میں مزید تاخیر نہ ہو۔ شکریہ!

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ تحریک استحقاق ہیں بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی طرف سے۔

روز نامہ پاکستان ٹائمز میں خواتین ارکان کے بارے میں بے بنیاد خبر کی اشاعت

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کروں گی کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روز نامہ پاکستان ٹائمز مورخہ 13-10-1987 کی اشاعت مطابق یہ خبر شائع کی گئی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر جب ایوان میں بطور سپیکر کے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے انہوں نے بار بار خواتین ارکان اسمبلی سے کہا کہ وہ ایوان میں شائستگی برقرار رکھیں مگر

خواتین ارکان نے ان کی ہدایت پر عمل نہ کرتے ہوئے شور و غل کا سلسلہ جاری رکھا۔ اخبار کی یہ خبر بالکل گمراہ کن ہے کیونکہ خواتین ارکان ہمیشہ ایوان کے وقار کا خیال رکھتی ہیں اور شائستگی کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتی ہیں۔ اخبار ہذا کی اس بے بنیاد اور برخلاف حقیقت کے باعث نہ صرف میرا بلکہ جملہ اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میں استدعا کرتی ہوں کہ اس مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے اور میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! اب آپ کے سامنے میں سب بھائیوں کے سامنے یہ خبر پیش کرتی ہوں جو مورخہ 13-10-1987 کو شائع ہوئی۔ پاکستان ٹائم کے صفحہ نمبر3 پر لکھا ہے کہ۔

Lady Members Lack Decorum

اب ان دو لفظوں کا جو مطلب ہے میں سمجھتی ہوں کہ ڈکشنری میں جو ان دو لفظوں کا مطلب ہے اور اس کا جو عام مطلب لیا جاتا ہے ان کا مطالعہ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

"Lack" means To be without" and "Decorum" means "Proper envisaged behaviour". When you read these two words together that "Lady Members Lack Decorum" I am sure the Speaker, being the Speaker of this House could never have uttered such words. By going through the record it is very clear that these words were never uttered by the Speaker at that time or at any time. In fact (this Paper with its largest selling circulation in Pakistan and founded by Quaid-i-Azam and then being the Paper of the National Trust of Pakistan) it is ashamed that this Paper should print such a false and misleading news. With this news I would like to tell you that international legislative reporting is a very serious business that any reporter (or he is allowed) by all traditional standards of Parliamentary Practices in all countries to print the news which is not injurious and based on facts. But this Paper has violated the well established principle of the world by passing remarks or reflection upon the House which amounts to the breach of privilege because the duty of the Paper or any of the Paper is to publish the actual facts and never pass their own remarks or comments or

reflection upon the House. The passing of reflection upon a Member or Members for that matter also amounts to the passing of reflection upon the House. So he is trying to hold the Members of this House up to ridiculing contempt before the public. Another thing is that in our Parliamentary Practices we have allowed the publication of our news but there are some restrictions. In fact the restrictions of publishing of false accounts is not allowed any where. In the same way if they think the publications are perverted and false reports, according to any book on Parliamentary Practice or any tradition, the restrictions are there, and as we derive our traditions from the House of Commons it will be very clear that analogous to the publication of libels upon either House and if publication is false or perverted or partial and injurious reports of debate or proceedings of either House or of Committees the restrictions are there. Now, I come to the constructed contempt of court. About speeches or writings reflecting upon either House I would like to point out that in 1701 the House of Commons resolved that to print or publish any book or libel reflecting upon the proceedings of the House is a high violation of the rights and privileges of the House. This can be found in the House of Commons Journals of 1699-1702. Any indignity offered to the House by words spoken or writing reflecting on its character or proceedings has been constantly punished by both the Houses the House of Lords as well as the House of Commons. And this is the practice all over the world, that any person, or paper, or any body printing a news like this which is perverted and false and injurious amounts to the contempt of that House as they are offering indignity they have been punished. Since it amounts to that and since it is based on principles that such act tends to obstruct the working of the House, I would like to request you and I would like here to quote that these cases of contempt of the Houses of Parliament writing of false and perverted news starts from 1947 and even in 1964, 1974 and 1950. In Mr. Astin case the House once have taken cognizance of the fact as I have

brought it before the House. I have read this news item. It is just the heading which reflects upon the House. Although the news item has nothing to do with it. If the proceedings of that day were gone into it will show that this is a false and perverted writing. So once the House is seized of the matter and I have brought it to the House then the House should proceed according to the rules. I would like to read here the procedure "Articles contained matter which the House having noticed is bound in vindication of its privileges to view it with its displeasure of punishment". So here I would like to request you that since this is a constructive contempt as well as misrepresenting the proceedings of the Members, which would be the Speaker at that time, his speech of that day I would request your honour to refer this case to the Privileges Committee because time and again our newspapers have violated all rules and they just have been printing any thing and even those remarks which have been expunged from the record have been printed all the time and we have given them a very lenient attitude and this lenient attitude should not be constructed in this way that they can print any thing and get away with it. This has been the highest breach of privilege I would think, because the way they have printed this and as I have read it before the House here shows that not even the editor or the printer or the publisher bothered to find out what is in this news item. It is published on page 3 with big headline. This amounts not only to the breach of privilege of the lady members but this is a reflection upon the House. It is a breach of privilege of the entire House. So, I would request you to refer this matter to the Privileges Committee.

جناب سپیکر۔ اس پر جناب سعید ظفر صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری (مہر سعید احمد ظفر)۔ جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ جو کچھ اخبار میں شائع ہوا وہ کافی حد تک Misreporting تھی لیکن حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی ایسی قدغن نہیں لگا سکتی کیونکہ واقعاتی رپورٹنگ میں سارے کے

سارے اخبارات آزاد ہیں اور اس میں کوئی ایسی لیجسلیٹو پاور ہمارے پاس نہیں ہے جس سے ہم ان کو چیک کر سکیں۔ البتہ جہاں تک محترمہ شاہین منور صاحبہ کے استحقاق کا معاملہ ہے اگر وہ کسی Amicable طریقے سے Settle ہو جائے تو حکومت کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ یا تو متعلقہ اخبار اس Misreporting کی وضاحت جاری کرے یا کوئی اور ایسا حل نکال لیا جائے جس سے یہ معاملہ طے ہو سکے اس میں حکومت کی طرف سے تمام تعاون محترمہ شاہین منور صاحبہ کو حاصل ہو گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ حکومت کی طرف سے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ محترمہ کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس کو کمیٹی کے پاس بھجوانے میں اب تو کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اگر حکومت اپنی طرف سے یہ محسوس کرتی ہے کہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی یہ ضروری نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ حکومت On the floor of the House admit کرتی ہے۔ وہ کہہ رہی ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں Normally پریکٹس یہی رہی ہے لیکن اس میں Chair کا اپنا ایک رول ہے جو رولز کے تحت اس نے ادا کرنا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک ممبر کی طرف سے استحقاق کی پامالی کا معاملہ ہو اور گورنمنٹ اس میں Concede کر جائے چیئر اس کو In order قرار دے دے۔ یہ ضروری نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ لیکن جناب والا! اگر منصوبے کے تحت ایسا ہو پھر تو ضروری ہے انہوں نے پیش کی اور انہوں نے Admit کیا۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ بیگم شاہین منور صاحبہ آپ کیا فرمانا چاہتی ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے آپ کو بھی اور ممبران کو بھی یہ کہوں گی کہ یہ جو خبر شائع ہوئی ہے اس کا میں سمجھتی ہوں کہ اردو میں بھی مجھے کچھ کہنا چاہئے۔ اس لئے میں جواب اردو میں دے رہی ہوں۔

اصل میں اس ہیڈ لائن کا جو مفہوم سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جو خواتین ممبران اسمبلی کی ہیں ان میں فقدان شائستگی ہے۔ جو ایک بڑی غلط بات ہے۔ آپ یہ کسی کے متعلق نہیں کہہ سکتے۔ یہ ریمارک جو اس اخبار نے شائع کیا ہے اس کے لئے میں یہ سمجھتی ہوں یہ میرا نہیں انہوں نے کہا ہے "لیڈی ممبر" یعنی جملہ اس کے بعد انہوں نے ہمارے ہاؤس کی ایک طرح بے عزتی کی ہے اور اس کو ایک طرح سے لوگوں کے سامنے ہلکا دکھانے کی کوشش کی ہے اور انہوں نے یہ Show کیا ہے یہ بالکل ایک Ridicule اور Contemptious ان کا Attitude ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ ان دو لفظوں کے جب آپ ڈکشنری میں معنے دیکھیں اور یہ تو انگریزی کا اخبار ہے اس میں کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ Chair یا گورنمنٹ یا کوئی یہ کہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔

This amounts to cast libel upon the House and the lady Members and not only that it amounts to a libel upon all the Members of the House.

چونکہ ہمارا جو استحقاق ہے وہ اس ہاؤس کے ساتھ ہے۔

It is analogous. It reflects upon a Member and it is something like a reflection upon the House.

میں اپنے بھائی ظفر صاحب کی خدمت میں آپ کے توسط سے کہنا چاہوں گی کہ یہ گورنمنٹ کے خلاف نہیں ہے۔ گورنمنٹ اگر اخباروں کو یا اہل قلم کو لکھنے کی اجازت دیتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اس کا ناجائز فائدہ اٹھائیں اور جو مرضی آئے لکھ دیں۔ After all ان کے بھی کوئی رولز ہوں گے اور شائستہ زبان میں کوئی لکھنے کا طریقہ ہے۔ اور مجھے حیرت یہ ہے کہ یہ ایک انگریزی کا اخبار ہے۔ یہ ایک بڑا پرانا اور سلجھا ہوا اخبار سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے پی پی آئی کے حوالے سے ایک خبر لگا دی اس کے بعد 14 تاریخ کو جب میں نے یہ خبر آپ کے نوٹس میں لے کر آئی اس وقت سے ابھی تک ان کے پبلشر ان کے ایڈیٹر ان کے رپورٹر کو کوئی احساس ہی نہیں ہوا۔ انہوں نے اس کے متعلق کوئی

Apology print نہیں کی۔ ہم لوگوں نے ہمیشہ آج تک یہی کیا ہے۔ ہم نے یہ کہا کہ جی ہم نے آپ سے گذارش کی۔ آپ نے کہا کہ میں پریس سے یہ توقع کرتا ہوں لیکن یہ بات توقع سے آگے چلی گئی۔

This is a direct reflection upon the Members as well as the House and once you have taken cognizance of it I am sure that you will agree that the Parliamentary Practice has been that we have to show them our displeasure and punishment because otherwise in paper they will print any thing they like.

چند دن پہلے آپ نے یہ دیکھا ہو گا کہ ایک اور استحقاق موشن آپ کے پاس آئی۔ حذف شدہ ریمارکس انہوں نے شائع کر دیئے۔ میرا مطلب ہے کہ یہ کہاں پر بات ختم ہو گی۔ ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان سے امید کرتے ہیں اس پر بات ختم نہیں ہوتی۔ اور Amicably کا مطلب یہ ہے کہ میرا ان سے کوئی ذاتی جھگڑا ہے۔ میرا کوئی ذاتی جھگڑا نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں اس ہاؤس کی بے عزتی ہوئی ہے۔ اس لئے آپ اس کو استحقاق کمیٹی کو بھیجیں وہ بیٹھ کر اس کو دیکھے۔ میرا حق نہیں ہے جب میں یہ موشن ہاؤس کے سامنے لائی ہوں اب یہ ہاؤس کا حق ہے یہ ان سے بات کرے ان کو بتائے کہ یہ طریقہ کار نہیں ہے۔ آپ کو آزادی صحافت ہے لیکن یہ آزادی نہیں ہے کہ جس کی جو مرضی آئے لکھ دے۔ آپ کے اخبار والوں کی ڈیوٹی یہ ہے کہ آپ نے Factual رپورٹنگ کرنی ہے لیکن Not injurious یہ تو کسی سٹینڈرڈ سے درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔

اس روز کی کارروائی کی کاپی میرے پاس ہے۔ اس میں رپورٹنگ اس طرح ہے۔ یہ پاکستان ٹائمز میں خبر جو لگی ہے یہ ڈپٹی سپیکر صاحب جو اس وقت صدارت فرما رہے تھے ان کی بات کے ریفرنس سے یہ خبر لگی ہے۔ اس میں میرے پاس جو رپورٹنگ ہے اس میں یہ ہے

" حاجی جمشید عباس تھیم صاحب نے یہ کہا کہ میں آپ کی وساطت سے معزز

خواتین سے استدعا کروں گا کہ کم از کم دو' چار منٹ کے لئے خاموشی اختیار کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں مگر خواتین سے یہ درخواست کروں گا کہ براہ کرم آپ اپنی روایات کے مطابق تھوڑا سا اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں براہ کرم خاموشی سے اس ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لیں اور اس کو خاموشی سے سنیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم۔ جناب والا ! آپ کے کہنے کے باوجود خاموشی نہیں ہو رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس کی نشاندہی فرما رہے ہیں۔ میں ان سے یہ توقع کرتا ہوں کہ وہ اپنی روایات کے خلاف اس ایوان کی کارروائی میں دلچسپی سے حصہ لیں گی"

اس بات کو خبر کا موضوع بنایا گیا ہے کہ ڈپٹی سپیکر صاحب نے کہا کہ وہ اپنی روایات کے خلاف اس ایوان کی کارروائی میں دلچسپی سے حصہ لیں گی۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ جو پاکستان ٹائمز میں خبر لگی ہے وہ چیئر کے ان ریمارکس سے مطابقت رکھتی ہے یا اس کی Contradiction ہے اگر اس کی Contradiction ہے تو

It is clear breach of privilege.

اور اگر یہ اس کی Contradiction میں نہیں ہے پھر ہمیں یہ دیکھنا ہے۔

Whether is a breach of privilege or not.

بیگم صاحبہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

بیگم شاہین منور احمد۔ میرے پاس ایوان کی کارروائی موجود ہے اور میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ اردو یا انگریزی زبان کا کوئی بھی پروفیسر یا عالم یہاں بلوا لیں تو وہ آپ کو یہی کہے گا کہ اس کا اردو ترجمہ یہ نہیں ہے جو انھوں نے سوچا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ایک Constructive suggestion تھی۔ انھوں نے پہلے کہا کہ اپنی عین روایات کے

مطابق تو

That is a constructive suggestion.

انھوں نے یہ بالکل نہیں کہا کہ۔

Lady Members Lack Decorum

میں نے Lack اور Decorum دونوں کا مطلب آپ کو بتا دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ اس کا اردو ترجمہ کریں گے تو وہ کہیں گے "لیڈی ممبرز میں شائستگی کا فقدان ہے" یہ اس کا ترجمہ ہے۔ آپ یہ بتائے کہ اس میں انھوں نے کہیں پر بھی یہ بات نہیں کی۔

I am sure either the Speaker or the Deputy Speaker who know the Parliamentary Practice and we have been satisfied with their rulings.

آج تک کبھی اس طرح کبھی کسی ممبر کی بے عزتی نہیں کی اور نہ وہ ایوان کی بے عزتی کر سکتے ہیں۔ ان سے توقع ہی نہیں۔ میں نے اس لئے کہا کہ اس اخبار والے نے ممبر کی Misreporting کی ہے اور یہ ایک بڑا Offence ہے۔ اس کو ہمیں کہیں نہ کہیں روکنا ہو گا۔ اس کا تو یہ ترجمہ نہیں ہے۔ یہ میں نے پڑھا ہے اور دیکھا ہے آپ خود بتائیے۔ اگر وہ یہ بھی کہیں کہ روایات کے خلاف ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لیں تو اس کا مطلب پھر بھی یہ نہیں ہے کہ Lady Members Lack Decorum وہ یہ کہہ سکتے ہیں۔

Against your traditions take interest in the proceedings but that is not lacking decorum. So these two words are very serious. This is like a libel upon the Members and the House.

میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں جو استحقاق ملے ہیں وہ ٹھیک ہیں۔ اس ملک کے قانون کے تحت بھی ہیں۔ لیکن عام لوگوں کے لئے جو مروجہ قوانین ہیں ہمارے کچھ استحقاق ان سے بلند ہیں ان سے بالاتر ہیں۔ آپ بتائیے کہ کیا یہ درست رپورٹنگ ہے؟

(اس مرحلے پر معزز خواتین ممبران اسمبلی اپنی نشستوں پر کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر۔ بیگم شاہدہ ملک کچھ کہنا چاہیں گی۔

بیگم شاہدہ ملک۔ ہم تمام خواتین مذکورہ اخبار کی سٹیٹمنٹ کی پرزور مذمت کرتی ہیں اور

آپ سے درخواست ہے کہ بیگم شاہین منور کی تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! یہاں بات ہوئی کہ انگریزی یا اردو زبان کا کوئی عالم بلوا لیا جائے اور پھر اس سے ترجمہ کروا لیا جائے۔ تو جناب والا! ہاؤس میں عالم فاضل بلوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عبدالقیوم اعوان صاحب بیٹھے ہیں آپ ان سے ترجمہ کروا سکتے ہیں۔ جس قسم کا چاہیں۔ وہ منسٹر ہیں اور ساری بات سمجھتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ خواتین کا اتحاد دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔

مہر سعید احمد ظفر۔ جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ انگریزی اخبار کی جو رپورٹنگ ہے اس میں Lack of Decorum کو جس طرح بیگم شاہین منور صاحبہ نے Explain کیا ہے وہ واقعتاً ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا کوئی نہ کوئی Via-media ہمیں اس انداز سے اختیار کرنا چاہئے کہ یہ معاملہ حل بھی ہو جائے اور آئندہ ایسا سلسلہ نہ ہو کہ ایوان کی کارروائی کو Misreport کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ تو آپ کیا Via-media تجویز کرتے ہیں؟

مہر سعید احمد ظفر۔ اس میں میری گذارش یہ ہو سکتی ہے کہ استحقاق کمیٹی کی بجائے کوئی سپیشل کمیٹی بنا دی جائے جو اس کے سارے Pros and Cons کو دیکھ لے تو

Then take a decision. That would be much better, your honour.

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! یہ سرکاری ممبر کے استحقاق کا مسئلہ ہے سرکار جواب دے رہی ہے سرکاری اخبار ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ کوئی بھی ایکشن لے سکتے ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ میں اپنے بھائی سے یہ کہوں گی کہ وہ بھی اس ہاؤس کے ایک ممبر ہیں۔ اس بنچ پر بیٹھیں یا اس بنچ پر بیٹھیں۔ اگر ایک Reflection اس ہاؤس پہ آتا ہے تو وہ آپ پہ بھی آتا ہے۔ یہ آپ کا بھی استحقاق ہے۔ یہ میرا بھی ہے۔ یہ سارے ممبران کا ہے۔ ہم ممبر پہلے ہیں۔ اپوزیشن اور گورنمنٹ بنچز بعد میں بنتے ہیں اس لئے میری آپ سے گذارش ہے کہ میرا خیال ہے کہ ظفر صاحب سمجھ نہیں پا رہے کہ وہ کیا کریں۔ استحقاق

کمیٹی جب موجود ہے تو میری آپ سے درخواست یہی ہے کہ آپ ان کے سامنے بھیجیں۔ وہ Pros and cons کو خود ہی دیکھتے ہیں۔ جب استحقاق کمیٹی کے پاس ایک معاملہ پیش ہوتا ہے تو وہ اس کی چھان بین کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں تو کسی کو کوئی شبہ ہے ہی نہیں۔ اس میں آپ کچھ اور کر ہی نہیں سکتے۔ یہ تو انھوں نے تیرہ کو شائع کیا اس کے بعد انھوں نے کوئی تردید نہیں کی کوئی معذرت نہیں کی۔ تو میری آپ سے یہی گذارش ہو گی کہ چونکہ یہ ایک دفعہ ایوان کے سامنے پیش ہو چکا ہے۔ اور یہ Tradition ہے۔ یہ سارا کچھ دیکھتے ہوئے آپ اس مسئلے کو کمیٹی کے پاس بھجوا دیجئے۔ اس کے بعد جو فیصلہ ہو گا وہ پھر ہم سب کو تسلیم کرنا ہو گا۔ اور اخبار والوں کو بھی تسلیم کرنا ہو گا۔ کیونکہ ہم نے ایک Precedent قائم کرنا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہمارے دور ممبر شپ میں اس طرح کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہو گا۔ لیکن یہ بات درست ہے کہ ہمیں بھی کچھ Precedents کرنے پڑیں گے۔

To stop this sort of perverted reporting.

جناب سپیکر۔ شکریہ بیگم صاحبہ! جناب غلام حیدر وائیں صاحب۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ جہاں تک ہمارے اس معزز ایوان کی خواتین بہنوں کے استحقاق کا ان کی عزت اور احترام کا مسئلہ ہے اس میں تو کوئی شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا احترام بہت زیادہ ہے بلکہ ہم سے بھی زیادہ ہے۔ خواتین ہونے کے ناتے سے۔ اور میری بہن نے جو مسئلہ اٹھایا ہے اس سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ یہ بات بھی اپنی جگہ پر قابل غور ہے۔ دوسری طرف ہمارے اخبارات اور ہمارے پریس کا مسئلہ ہے اور وہ بھی ہمارے معاشرے کا ایک بہت ہی محترم طبقہ ہے۔ اس مسئلے کو احسن انداز سے حل کرنے کے لئے میں یہ تجویز گذارش کروں گا کہ جناب سپیکر! آپ مہربانی فرما کر چیمبر میں میری بہن کو بلا لیں اور ان اخبار والوں کو بھی کہ انھوں نے اس مسئلے کو جس انداز میں پیش کیا ہے اس کی کیا وجوہات تھیں اس پر غور کیا جائے اور اس کا کوئی احسن حل نکالا جائے۔ جس سے دونوں باتیں طے ہو جائیں۔ جہاں تک ہماری بہن کی اس تحریک کا تعلق ہے اس کو زیر التواء رکھ دیا جائے اور زیر التواء رکھنے کے بعد اس کو پھر

ایوان مین لایا جائے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس مسئلے کو کسی احسن انداز میں حل کرنا ہو گا۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ اخبار والے اس معاملے میں اپنی وضاحت پیش کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور زیادہ اچھی بات یہ ہوتی ہے کہ جہاں پر یہ بات ہو جائے اور اخبار میں وضاحت کے بعد یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ بہرحال ہمیں اس مسئلے کو ضد کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے.....

بیگم شاہین منور احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر

I would like to object to this statement of Mr. Wyne.

انھوں نے کہا ہے کہ یہ "ضد" کا معاملہ ہے۔ یہ ضد کی بات نہیں ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ وائیں صاحب کہتے ہیں کہ اخبار والوں کا بھی معاملہ ہے اور ہمارا بھی معاملہ ہے۔ یہ اس ہاؤس کے استحقاق کا معاملہ ہے اس کو وہ کہتے ہیں کہ اخبار والوں کا معاملہ ہے۔ یعنی وہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ Lack Decorum انھوں نے لکھا ہے۔ انھوں نے Apologise نہیں کیا ہے۔ تیرہ تاریخ سے آج اکیس تاریخ ہو گئی ہے۔ یہ کیا چاہتے ہیں؟ تحریک استحقاق جب ہاؤس میں ہوتی ہے تو اس کو بھی ہم حکومت کی بات سمجھ کر کہہ دیتے ہیں۔ انہیں کسی حکومتی بنچ کے بندے نے نہیں کہا کہ آپ یہ لکھیں اور نہ حکومت نے انھیں کہا ہے ایک Irresponsible press correspondent. ہے۔

He should be taken to task. وائیں صاحب کا مطلب یہ ہے کہ جو مرضی آئے وہ لکھ دیں۔ وہ اہل قلم ہیں انھیں غلط رپورٹنگ کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ انھیں اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔

I would object to the word.

کہ یہ ضد کا معاملہ ہے۔ یہ ضد کا معاملہ نہیں ہے یہ استحقاق کا معاملہ ہے۔

Which has been grated to the Members of this House.

جناب سپیکر۔ آپ کی بات درست ہے کہ یہ آپ کے استحقاق کا معالہ ہے وائیں صاحب آپ اپنی بات مکمل کرنی چاہیں گے۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! میں نے اپنا مافی الضمیر تو عرض کر دیا ہے۔ بیگم صاحبہ نے ضد والے مسئلے کو محسوس فرمایا ہے۔ اگر انھیں یہ بات محسوس ہوئی ہے تو میں یہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔ میرا مقصد اس کو سلجھانے کا ہے اور اس کو کسی احسن انداز میں حل کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ اس بارے میں راجہ خلیق اللہ خان صاحب کوئی تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ جناب والا! اخبار کو موقع دیا جائے کہ وہ معذرت شائع کرے۔ اگر وہ معذرت شائع نہ کرے تو پھر اس کو استحقاق کمیٹی کے روبرو پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میں اس پر فیصلہ کل تک کے لئے Pending کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ! میں آپ کی تحریک استحقاق پر بھی فیصلہ کل دوں گا۔ راہی صاحب! آپ کی بھی کوئی تحریک استحقاق پینڈنگ ہے؟

جناب فضل حسین راہی۔ میری تو آج تک کوئی تحریک استحقاق نہیں آئی۔ میرا استحقاق ہی کبھی مجروح نہیں ہوا۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! ہم تو آپ کی رولنگ کا انتظار کر کر کے تھک چکے ہیں۔ وہ "مشیروں والا" کب ہو گا؟

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ بتایئے ناں کہ آپ مجھ سے اس بارے میں کس وقت بات کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! آپ نے کہا تھا کہ اب آپ کو چیمبر میں بلانے کی یا اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت ہے۔ اس بارے میں کوئی معاملات ایسے ہیں جن کے بارے میں میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں۔

میاں محمد اسحاق۔ آپ جب چاہیں۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ نے فائنل کر لیا ہے۔

جناب سپیکر۔ کل ہم بیٹھ جاتے ہیں اور میں کل آپ کو زحمت دوں گا۔

میاں محمد اسحاق۔ درست ہے جناب۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نہایت ادب کے ساتھ یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گذشتہ اجلاس میں میں نے اور دیگر میرے ساتھیوں نے نیشنل فنانس کمشن جو

آئین کی آرٹیکل نمبر169 کے تحت اس کی جو کارکردگی پر تحریک استحقاق پیش کی تھی اور آپ نے اس پر اپنی رولنگ reserve رکھی تھی اس کا بھی از راہ کرم اس سیشن میں فیصلہ کر لیں۔

جناب سپیکر۔ وہ فیصلہ اس سیشن میں کر دیں گے۔ یہ تحریک استحقاق نمبر17 ہے کیا خیال ہے اس کو کل لے لیں؟

سید طاہر احمد شاہ کیا موجودہ اجلاس 27 تک چلے گا؟

جناب سپیکر۔ جی ہاں یہ ہمارے پاس دو ہی زیر التوا تحریک استحقاق ہیں۔ ان کو کل لے لیں گے۔ یہ 36 نمبر ایک تحریک التوا ہے۔

تحاریک التوائے کار

میاں محمد افضل حیات۔ ہماری طرف سے ایک استدعا تھی کہ تحریک التوائے کار نمبر74 کو آپ پہلے لے لیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ضرور کچھ کریں گے میں اس کے متعلق کچھ بتاؤں گا۔ کیونکہ یہ کوئی ایسی انہونی بات نہیں ہے۔ جنہوں نے تحاریک التوائے کار پیش کی ہوئی ہیں تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ اس پر یہ ہے کہ جنہوں نے تحاریک التوائے کار پیش کی ہیں اگر ان کو اعتراض نہ ہوتا تو میں اس کو اسی روز لے لیتا۔

میاں محمد افضل حیات۔ ہم میں سے کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ یہ سب کی طرف سے مشترکہ ہے اس لئے کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے۔ آپ کسی دن بھی اس کو رکھ لیں۔ آج رکھ لیں کل رکھ لیں۔

جناب سپیکر۔ درست ہے اس پر فیصلہ کریں گے۔ اور جلدی کریں گے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! آج آپ ہمیں بتا دیں کہ اس پر آج بحث ہو گی یا کل ہو گی۔ اس کے مطابق وزیر صاحب بھی تیاری کریں گے اور تشریف لے آئیں گے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب جب اس کو take up کرنا ہو گا آپ کو پہلے بتا دیں گے۔ شاہ صاحب آپ کی تحریک التوائے کار نمبر36 ہے آپ اسے پیش کر چکے ہیں۔ اس کے متعلق

ملک صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

مجوزہ جناب مارکیٹ فیصل آباد کی زمین پر آباد مہاجر خاندانوں سے ناانصافی (بحث جاری)

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس کھوکھر) جناب والا! جو کچھ شاہ صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار میں بیان کیا ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ گذارش ہے کہ وہاں مدینہ ٹاؤن میں جناب مارکیٹ بنائی گئی تھی اس میں ہم نے کچھ کمرشل پلاٹس رکھے تھے لیکن چونکہ شاہ صاحب فیصل آباد اتھارٹی کے ممبر ہیں انہوں نے فیصل آباد اتھارٹی کی میٹنگ میں یہ پوائنٹ اٹھایا تھا کہ یہ جو مارکیٹ میں کمرشل پلاٹس بنائے گئے ہیں اس کے علاوہ جو باقی کا حصہ ہے اس کو بھی کمرشل کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کے تحرک پر اگلی میٹنگ میں باقی پلاٹوں کو بھی کمرشل بنا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ان درخواستوں والوں کو کچھ سمجھائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق روزانہ ہی التماس کی جاتی ہے۔ اس معاملہ میں ذرا احتیاط سے کام لیا کریں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! ڈیکورم کے لفظ پر ایوان میں ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز وزراء کرام سے یہ استدعا کروں گا۔ وہ اس معزز ایوان کا خیال رکھیں اور وقار کے ساتھ کارروائی چلنے دیں ہماری طرف سے یہ اعتراض نہیں کیا گیا معزز پارلیمانی سیکرٹری نے بھی اس پر اعتراض کر دیا ہے۔ کہ آپ معزز وزراء کو کہیں وہ درخواستوں پر احکامات اپنے چیمبر میں بیٹھ کر کریں۔ کیونکہ یہی ایوان کے ڈیکورم کا تقاضا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ وائیں صاحب تشریف لے گئے ہیں آپ شاہ صاحب درست فرما رہے ہیں۔ معزز ممبران سے میں یہ توقع کروں گا۔ اس مسئلہ پر

غور اور توجہ فرمائیں گے۔

ملک محمد عباس کھوکھر۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شاہ صاحب کے تحرک پر ہی باقی پلاٹس کو بھی کمرشل قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ ہم نے اس پر تمام مارکیٹ کا نقشہ تیار کر کے پلاننگ کر دی اور تمام پلاٹوں کو کمرشل قرار دے دیا گیا۔ جہاں شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ وہاں لوگوں کا راستہ بند ہو گیا ہے۔ اور وہاں مکینوں کو بہت تکلیف ہے۔ بلکہ 1947ء کی بات کی ہے۔ جس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ ہم نے جو نقشہ کے مطابق پلاٹ بنائے ہیں۔ اس کے لئے پیچھے پرائیویٹ لوگوں کے پلاٹ ہیں۔ وہاں کوئی مکان نہیں بنا ہوا ہے اور نہ ہی کوئی وہاں کسی کی رہائش ہے لیکن جب ان لوگوں نے یہ سنا کہ یہ علاقہ کمرشل ہو گیا ہے۔ ان میں سے تین چار آدمیوں نے اینٹوں کی چار دیواری کر لی اس میں کوئی رہائشی کمرہ وغیرہ یا مکان وغیرہ نہیں ہے۔ اب بھی وہاں صرف اینٹوں کی چار دیواری ایک آدھا کمرہ ہے جہاں وہ مویشیوں کا چارہ وغیرہ رکھتے ہیں۔ وہاں انہوں نے مویشیوں کو باندھا ہوا ہے۔ ان کا انہوں نے ابھی تک نہ کوئی نقشہ منظور کرایا ہے نہ کوئی رہائش اختیار کی ہے۔ اور نہ ہی وہاں کوئی رہائشی مکان موجود ہے۔ لیکن انہی مکینوں نے جن کا قبلہ شاہ صاحب نے ذکر کیا ہے وہ اس معاملہ کو عدالت میں لے گئے ہیں۔ اور سول جج سے انہوں نے stay حاصل کر لیا stay order کے بعد انہوں نے اس چار دیواری کو وہیں تک محدود رکھا۔ جب جج صاحب نے یہ کہا کہ میں موقع دیکھوں گا تو انہوں نے اس چار دیواری کو تھوڑا سا اور آگے بڑھا لیا تاکہ ہم اس راستہ کو بھی Cover کر لیں۔ تاکہ جب جج صاحب آئیں تو ہم بتا سکیں کہ ہمارے لئے راستہ نہیں ہے۔ چنانچہ ابھی وہ کیس زیر سماعت ہے ابھی تک جج صاحب نے فیصلہ نہیں کیا اور پلاٹ ہم نے نیلام کرنے تھے وہ ابھی تک ہم نے نیلام نہیں کئے یہ معاملہ ابھی زیر سماعت ہے۔ لیکن میں شاہ صاحب سے گذارش کروں گا کہ ابھی تک ان لوگوں کی کوئی رہائش نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے مکان بنایا ہے اور نہ ہی کوئی نقشہ بنوایا ہے دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ ہماری سکیم میں شامل نہیں ہے۔ ان کی اپنی زمین ہے ہم ان کے پابند بھی نہیں ہیں کہ ان کو ہم راستہ دیں۔ اس کے

باوجود ہم نے ایک جانب راستہ بھی رکھا ہوا ہے۔ ان کا راستہ موجود بھی ہے جس کو وہ خود اپنے آپ cover کر رہے ہیں۔ پرائیویٹ لوگوں کو اپنا راستہ خود بنانا چاہئے۔ اس لئے یہ معاملہ ابھی عدالت میں ہے اور اس کا فیصلہ تا حال نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کا یہ فرمان ہے کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر۔ جی ہاں۔ عدالت کے فیصلے کو ہم بھی دیکھ رہے ہیں۔ جو عدالت فیصلہ کرے گی اس کے بعد ہم اگلا قدم اٹھائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! اس مسئلے پر آپ کیا فرمائیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو ہمارے شہر میں تھانیداری بھی کرتے رہے ہیں اور جو ان کو مواد مہیا کیا گیا ہے ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے یہ ان کی غلط قسم کی اطلاعات کو بنیاد بنا کر جن متعلقہ اور متاثرہ افراد کے حقوق کی بازیابی کے لئے میں نے یہ تحریک التوائے کار ایوان میں پیش کی ہے ان کے حقوق غصب کرنے پر آمادہ ہیں۔ یہ بالکل حقیقت کے برعکس ہے کہ یہ تمام افراد جو ہیں انہوں نے کوئی عدالت میں مقدمہ دائر کر رکھا ہے البتہ اس حد تک تو مجھے اتفاق ہے اور میری معلومات کے مطابق ان میں سے ایک مکین نے عدالت میں مقدمہ دائر کر رکھا ہے مگر یہ تمام متاثرہ افراد کی طرف سے انہوں نے کسی عدالت میں مقدمہ دائر نہیں کیا ہوا اس لئے اس مسئلہ کو as a whole sub-judice قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ سرکاری افسران۔ سرکاری اہلکاران اپنے مخصوص مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے حکومت کے برسر اقتدار افراد کو اور شخصیات کو غلط قسم کی معلومات فراہم کرتے ہیں اور بجائے اس کے کہ حکومت کا کوئی وزیر اور حکومت کا کوئی پارلیمانی سیکرٹری جس کی حکومت چلانے کی اور ان کو کنٹرول کرنے کی کوئی اجتماعی ذمہ داری ہوتی ہے یہ بات اس طریقے سے ہے کہ جناب مارکیٹ کا پہلا ایک نقشہ جیسا کہ میں نے اس کے ڈرائنگ نمبر 3 کا ذکر کیا اس ڈرائنگ میں میں پورے وثوق کے ساتھ پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ اپنے فاضل دوست پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ حکومت کے ایک با اختیار عہدیدار ہونے کی حیثیت سے یہ نقشے منگوا کر دیکھیں کہ کیا واقعتاً

اس میں پہلے سے موجود جو ڈرائنگ نمبر 3 تھی ان گھروں کے مکینوں کے سامنے ایف ڈی اے نے راستہ خود ہی تجویز کیا تھا یا نہیں؟ اس کے بعد انہوں نے چونکہ کمرشل مارکیٹ نیلامی کے ذریعے اس کے قطعات کو فروخت کیا جانا مقصود تھا اس سے بہت زیادہ آمدن ہونے کی توقع تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! میں آپ کی قطع کلامی کروں گا آپ نے پہلے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ نہیں جناب! میں نے وہی عرض کیا ہے۔ میں پھر آپ کی وضاحت کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ان میں سے ایک متاثرہ شخص نے عدالت میں ضرور رجوع کیا ہے مگر باقی ماندہ جو افراد ہیں ان کا...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! صرف ایک شخص کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بہرحال معاملہ تو یہی ہے۔ موضوع تو ایک ہی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ نہیں جناب! صرف ایک شخص کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔ اس نے اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا باقی ماندہ افراد عدالت میں نہیں گئے اور ان کی ایف ڈی اے کے ساتھ باقاعدہ خط و کتابت ہو رہی ہے۔ انہیں پیش کشیں ہو رہی ہیں اور ان کو اب ایف ڈی اے نے یہ کہا ہے کہ پچاس ہزار روپے مرلے کے حساب سے زمین کی قیمت دے دو۔ میں کہتا ہوں کہ پچاس ہزار روپے مرلے کے حساب سے اگر حکومت ان کو راستے کے لئے زمین کی پیش کش کرتی ہے پینتالیس ہزار روپیہ فی مرلہ ایف ڈی اے ان کو دے دے اور وہ جگہ بھی acquire کر لے آپ پانچ ہزار روپے کا منافع کما لیں۔ جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے۔ میں اور میاں اسحاق صاحب یہاں پر موجود ہیں۔ ادھر بھی فرض کیجئے دو ہمارے کچے پکے گھروندے ہیں۔ اس کے اس طرف بھی بستی ہے۔ پیچھے بھی مکان ہیں۔ دائیں بھی ہیں اور آگے صرف یہ پلاٹ ہے۔ اگر اس کے آگے دکانات بنا دی جائیں تو جناب والا! یہ انصاف کے بنیادی تقاضوں کا مسئلہ ہے۔ اگر ملک صاحب کے گھر

کے سامنے ان کے پیچھے بھی گھر ہو' دائیں بھی گھر ہو' بائیں بھی گھر ہو اور آگے ایک کمرشل قطعہ پر دکانات بنا کر حکومت نیلام کر کے اس سے زر کثیر کما لے تو کیا یہ ان کو منظور ہو گا؟ اگر وہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کو بھی جانے دیں کہ وہ ہیلی کاپٹر خریدیں اور اس راستے سے اپنے گھروں تک پہنچیں۔ جناب سپیکر! یہ نہایت اہم مسئلہ ہے آپ لوگوں کو جہاں پر حکومت کی پالیسی کے مطابق گھر مہیا کر رہے ہیں۔ کالونیز بنا رہے ہیں۔ کروڑوں روپے کا زر کثیر خرچ کر رہے ہیں تو جو لوگ اپنے پہلے گھروں کو' میں نے یہ نقشے کی بات نہیں کی۔ میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں ملک صاحب لکھا ہے کچے پکے مکانات میں آباد ہیں۔ کچے پکے مکانات اس طرح ہیں کہ کوئی ایک کمرہ ہے۔ اس کے آگے دیوار ہے۔ اس میں میں نے پختہ مکانوں کا یا نقشے کے مکانوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ مالک ہیں یا نہیں ہیں؟ کیا وہ انہوں نے کچے پکے گھر بنا رکھے ہیں یا نہیں؟ ان کو جناب سپیکر ! راستہ دیا جانا چاہئے یا نہیں دیا جانا چاہئے؟ ہوا یہ ہے کہ یہاں پر جو ہماری اتھارٹی کی صدارت کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ جناب فاضل وزیر جناب عبدالقیوم صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ ہوا یہ کہ ڈرائنگ نمبر3 کو اس لئے تبدیل کیا گیا۔ کمرشل پلاٹ کو انہوں نے تبدیل کر کے رہائشی مکانات جن کی تعداد تقریباً چالیس تھی اور اس کا معیار یہ ٹھہرایا کہ پہلے آیئے پہلے پایئے۔ ظاہر ہے کہ افسران جب چالیس قطعات کو کمرشل قطعات کو رہائشی قطعات میں تبدیل کر کے وہ خود ہی درخواستیں دیں گے۔ اپنے لواحقین کی درخواستیں دیں گے اور ان پر مکانات بنائے جائیں گے جو ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائے گی اور ان لوگوں کو الاٹ کر دیئے جائیں گے جو فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی میٹنگ میں یہ مسئلہ پیش آیا تو ہم نے یہ کہا کہ یہ تو بندر بانٹ شروع کر رکھی ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے تحریک پیش نہیں کی تھی البتہ اراکین اسمبلی نے جو کہ بلحاظ عہدہ اتھارٹی کے ممبر بھی ہیں انہوں نے متفقہ طور پر کہا کہ اس طریقے سے ہم اتھارٹی کو نقصان نہیں پہنچانے دیں گے۔ تو ان کی رہائشی سکیم منقطع کر کے اس کو تبدیل کر کے ایک نئی ڈرائنگ تیار کی گئی اور چونکہ ان کے ساتھ وہ سودا بازی کرتے رہے تھے کہ وہ سستی زمین ان کو دے دیں ان کا راستہ بند کرنے کے لئے آپ مجھے بتائیں کہ پھر انصاف کہاں سے ملے گا۔ آپ کا ایک گھر ہے۔ آپ کے نکلنے کے

لئے راستہ نہیں ہے آگے آپ دکانیں بنا دیتے ہیں تو وہ لوگ کہاں جائیں گے۔ اگر ملک صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ انصاف ہے۔ اس بات سے اگر میں غلط بیانی کروں تو میں ان کا جوابدہ ہوں گا۔ اگر وہ رستے بند کرنے کے لئے حکومت کی پالیسی ہے تو یہ کہہ دیں یہ اعتراف کر لیں تو پھر میں بات کرنے کا ہی مجاز نہیں ہوں۔ اگر حکومت کی پالیسی لوگوں کو آباد کرنے کی ہے۔ لوگوں کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کی ہے۔ اگر لوگوں کے گھروں کو راستے دینے کی ہے یہ تو اس چک میں آزادی سے پہلے کا راستہ چل رہا ہے....

ملک محمد عباس کھوکھر۔ جناب والا! میں یہ گذارش کروں گا کہ ایک بات انہوں نے کر لی ہے اور پھر اسے بار بار دھرا رہے ہیں۔ یہ صرف زور بیان پر اپنی بات منوانا چاہتے ہیں حالانکہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے شاہ صاحب بار بار ایک بات پر زور دے رہے ہیں۔ جناب والا! آپ عدالت والی بات کو ایک طرف رکھیں تو میں انہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ وہاں مکانات ہی نہیں ہیں۔ وہاں ان کی رہائش ہی نہیں ہے۔ ہم ان کو راستہ کہاں سے دیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حکومت کا یہ ہے' وہ ہے' وہ ایف ڈی اے کی سکیم ہی نہیں ہے۔ ان کی اپنی پرائیویٹ جگہ ہے۔ ہم ان کو راستہ دینے کے پابند اس صورت میں ہیں اگر وہ ہماری ایف ڈی اے کی کوئی سکیم ہو۔ وہ سکیم ہی نہیں ہے۔ باقی جو مارکیٹ بن گئی ہے جو ہم نے وہاں کمرشل پلاٹ بنائے ہیں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس طرف وہ کمرشل پلاٹ نہ بنائے جائیں اور وہ لوگ اپنے مکانات کے سامنے کمرشل پلاٹ بنا لیں اور ان کی زمین کی قیمت بڑھ جائے اور وہ دکانات کو زیادہ قیمت پر دیں۔ اس لئے یہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس طرف جو کمرشل پلاٹ ہیں ان کی پشت ادھر نہ آئے۔ حالانکہ جو رہنے والے لوگ ہیں ان کی طرف تو دکان کی پشت ہونی چاہئے اس میں ان کا بھی فائدہ ہے۔ اس میں ان کی پردے داری ہے۔ ان کا سکون اسی بات میں ہے۔ لیکن شاہ صاحب اس بات پر زور دیتے ہیں کہ یہ چھوڑ دیں۔ محض اس لئے کہ وہ لوگ یہاں کمرشل پلاٹ بنا لیں۔ اب بات رہی عدالت والی' یہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب عدالت میں گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک ہی گیا ہے لیکن وہ ان تمام پلاٹوں کے خلاف گیا ہے جو ہم نے کمرشل بنائے ہیں۔ تو

ان تمام پلاٹوں کا انہوں نے stay لیا ہوا ہے جس کی وجہ سے ہم وہ نیلام نہیں کر سکتے۔ یہ موقع کی بات کرتے ہیں میں موقع خود دیکھ کر آیا ہوں۔ مجھے پتا ہے۔ یہ مجھے کہتے ہیں کہ ہمارے شہر میں رہے ہیں۔ ان کو بھی یہ پتا ہے یہ 47ء کی طرف چلے گئے ہیں۔ 1947ء میں وہاں کوئی چیز ہی نہیں تھی۔ وہاں چٹیل میدان تھا۔ اس میں آبادی ہی چار پانچ سال ہوئے بنی ہے۔ تو جس جگہ کی یہ بات کر رہے ہیں وہاں آبادی ہے ہی نہیں وہاں انہوں نے جانور باندھے ہوئے ہیں وہ بھی اس وقت جب ان کو یہ پتا لگا کہ یہ جگہ کمرشل ہو گئی ہے۔ ہم اس پر قبضہ کر لیں تاکہ ہم اپنے پلاٹوں کے سامنے دکانیں بنا لیں گے اور ہماری اس چیز کی قیمت بڑھ جائے گی۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور معاملہ ابھی عدالت میں ہے۔ stay کی وجہ سے ہم اس پر کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ ایک آدمی stay لے یا سارے لے لیں تو صرف ایک آدمی نے ہی ان پلاٹوں کے متعلق stay لیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میرا خیال ہے کہ شاہ صاحب اب اس معاملہ کو dispose of کریں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میرا نہ تو کسی کو مفاد پہنچانے سے تعلق ہے نہ کسی کو نقصان پہنچانے کا۔ بات ہے انصاف کی اور انصاف کے بنیادی اصولوں کی۔ یہ اس سکیم کا حصہ نہیں ہے وہ چند لوگوں کی ذاتی ملکیت ہے سات آٹھ مرلے سے زائد کسی کا بھی رقبہ نہیں ہے جناب سپیکر! راستہ دیں گے یا نہیں دیں گے....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! آپ مجھے بات کرنے دیں۔ میں جناب قائد حزب اختلاف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو معاملہ کورٹ میں زیر سماعت ہو اس کے متعلق ایوان میں تحریک التوائے کار یا تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے کیا آپ اس معاملے میں رہنمائی فرمائیں گے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب! یہ سارا مسئلہ عدالت کے زیر سماعت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں۔ اگر ایک پارٹی نے بھی move کیا ہے مسئلہ تو یہی ہے بنیاد تو مسئلے کی یہی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ وہ حصہ جو ہے وہ زیر سماعت ہے وہ تو زیادہ آبادی کی بات کر رہے ہیں وہ تو زیر سماعت نہیں ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر۔ جناب والا ! یہ آبادی کا مسئلہ ہی نہیں ہے یہ راستے کے بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب آپ اور کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر میں (ایک شخص) عدالت میں جاتا ہوں تو دیگر ارکان کا مسئلہ subjudice کیسے ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ جو ارشاد فرمانا چاہتے ہیں وہ فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا ! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میں نہ تو کسی کو مفاد پہنچانا چاہتا ہوں نہ ہی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہوں میرا مقصد تو انصاف کے بنیادی تقاضوں کے تحت جن لوگوں کے گھروں کو ایف۔ ڈی۔ اے راستہ سے محروم کرنا چاہتی ہے اگر ملک صاحب یہ بتا دیں کہ ان کے پاس کوئی راستہ رہے گا اور میں آپ کی وساطت سے ملک صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وہ اس بات کو ضد نہ بنائیں کیونکہ یہ بات کہیں جذبات میں اور ان کی غلط بیانی کی وجہ سے غلط اعداد و شمار پیش کرنے کی وجہ سے یہ کہہ جائیں گے اور اس سے پھر نہ میرا بلکہ ایوان کا استحقاق مجروح ہو گا اور جو وہ کہہ چکے ہیں وہ بھی استحقاق مجروح ہونے کے زمرے کے مترادف ہے اس لئے کہ میں تو انصاف چاہتا ہوں خواہ وہ ایک کا ہو خواہ وہ پوری قوم کا ہو آپ کو راستہ دینا پڑے گا اس لئے اگر آپ نہیں دیں گے تو سول کورٹ دے گی سیشن کورٹ دے گی عدالت عالیہ دے گی عدالت عظمیٰ دے گی آپ لوگوں کو خواہ مخواہ کی Litigation میں ڈالنا چاہتے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ملک صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ پھر ایف۔ ڈی اے نے یہ تجویز کیوں دی ہے وہ کہتے ہیں کہ جی آپ ہمارے پاس پچاس ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے پیسے جمع کرا دیں ہم آپ کے لئے راستہ چھوڑ دیتے ہیں میں کہتا ہوں کہ پچاس ہزار روپے مرلہ کے حساب سے نہیں پستالیس ہزار مرلہ کے حساب سے ان سے زمین خرید لیں وہ دینے کے لئے تیار ہیں اس لئے کہ ان کو راستہ ہی نہیں دیا جائے گا اس لئے جناب سپیکر ! آپ اس عرض پر غور

کیجئے کہ جن گھروں کی میں بات کر رہا ہوں اگر ان گھروں کا راستہ ہی سرے سے نہ رہے تو یہ کہاں کا انصاف ہے یہ مجھے بتا دیں یہ مجھے فرما دیں یا یہ یقین دھانی کرا دیں کہ ان کا راستہ ہے پورے وثوق کے ساتھ کہہ دیں ان کے گھروں تک جانے کا کہیں سے بھی راستہ موجود ہے میں پھر پریس نہیں کرتا اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ اپنی ضد پر اور افسران کو ناجائز تحفظ دینے کے لئے۔ ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ ہم افسران کی بدعنوانیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں دوسری طرف افسران کی ناجائز خواہشات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ان کو یہ defend کرتے ہیں اگر راستہ دینے کے لئے یہ یقین دھانی کراتے ہیں تو جناب والا! میں پریس نہیں کرتا اگر یہ راستہ دینے کے لئے یقین دھانی نہیں کراتے ہیں تو پھر میں اپنی تحریک کو پریس کرتا ہوں میں اس کو کسی بھی صورت میں واپس لینے کے لئے تیار نہیں ہوں ٹھیک ہے کہ جمہوریت میں اکثریت کا فائدہ ہوتا ہے مگر کئی لوگوں کو تو پتہ چلے گا کہ اس حکومت کے قول و فعل میں کتنا تضاد ہے ایک طرف تو لوگوں کو مکان فراہم کرنے کی دعوے دار ہے دوسری طرف جو لوگوں کے چھوٹے چھوٹے گھر موجود ہیں ان کو راستہ فراہم کرنے میں روڑے اٹکا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب آپ کوئی ارشاد فرمانا چاہیں گے۔

وزیر قانون۔ اس پر اور وضاحت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے بات بالکل سیدھی سادھی سی ہے شاہ صاحب کی بات درست ہو گی لیکن یہ معاملہ subjudice ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک آبادی کا مخصوص matter ہے اس میں نہ تو ایسا مسئلہ ہے جس کو تحریک التوائے کار کے ذریعے اس ایوان میں پیش کیا جائے ویسے ان کی بات بھی ٹھیک ہو سکتی ہے۔ مگر میری یہی عرض ہے کہ شاہ صاحب ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور بات کر لیں لیکن جب subjudice matter آ جائے اس میں ایوان مزید کیا کرے گا اس میں کس طرح مداخلت کرے گا اس کو admit کر کے کس طرح اس کو کیا جائے گا اس لئے میں عرض کروں کہ جواب تو ان کی طرف سے آ چکا ہے facts dispute کرتے ہیں اور facts کے لئے دونوں بیٹھ جائیں اور بات کر لیں کہ موقع پر کیا بات ہے لیکن اس میں انصاف اور ناانصافی والی بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا

Subjudice subject matter ہے اس لئے اس کو اس وقت زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب اس کا فیصلہ تو ہو جائے گا۔ ملک صاحب ان کا جو مسئلہ ہے کیا آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر طے کرنے کو تیار ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر۔ جناب والا ! مجھے کوئی انکار نہیں لیکن میں تھوڑی سی گذارش کروں گا کہ شاہ صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان کا استحقاق تو اللہ کرے کہ بحال ہی رہے ہم تو کوئی جرات ہی نہیں کر سکتے لیکن دوسروں کا بھی کچھ استحقاق ہوتا ہے جن کے بارے میں انہوں نے اتنا کچھ کہہ دیا ہے اس لئے میں کہوں گا کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے راستہ ان لوگوں کا پہلے موجود تھا جب وہ سول کورٹ میں گئے انہوں نے اپنی چار دیواریوں کو آگے بڑھا لیا میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ اس ایوان کے دو معزز رکن مقرر کر دیں میں بھی شاہ صاحب کے ساتھ چلا جاتا ہوں وہ چلے جاتے ہیں ہم ان کو دکھا دیتے ہیں وہ اگر کہہ دیں کہ ہم نے ان کا راستہ روکا ہے یا ان کو راستہ مہیا نہیں کیا انہوں نے خود چار دیواری بڑھا کر خود راستہ نہیں لیا یا وہاں کوئی رہائش ہے یا وہاں کوئی مکان ہے پلاٹ خالی پڑے ہیں لیکن انہوں نے جو اتنی بڑی داستان بیان کی ہے اس کا اس حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ویسے یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں میں جانے کو تیار ہوں۔ مجھے موقع کا پتہ ہے جناب والا ! میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ عدالت والا معاملہ ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی گیا ہے میں کہتا ہوں وہاں پر نو پلاٹ ہیں جن کی ہم نے نیلامی کرنی ہے اس نے ان نو کے خلاف stay لیا ہے دوسرے اس نے اس راستے کے بارے میں stay لیا ہے کہ ہمیں راستہ دیا جائے جس سے سارے متعلقہ ہیں اور جو باقی لوگ ہیں وہ بھی وہی راستہ مانگتے ہیں اور وہ آدمی جو عدالت میں گیا ہے وہ بھی وہی راستہ مانگتا ہے اس لئے اب آپ اس بارے میں یہاں کیا بات چیت کر سکیں گے۔ میں اور شاہ صاحب کوئی فیصلہ کر ہی لیتے ہیں مگر جب تک عدالت کوئی فیصلہ نہیں کرے گی ہمارے فیصلے کی کوئی وقعت ہی نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب ! آپ تشریف رکھیں۔

جہاں تک اس تحریک التوائے کار کے قانونی تقاضوں کا تعلق ہے یہ معاملہ چونکہ عدالت میں زیر سماعت ہے تو یہ subjudice ہے اور نہ ہی recent occurrence ہے اس لئے میں اس کو out of order قرار دیتا ہوں اور جہاں تک اس معاملہ کو حل کرنے کا تعلق ہے اس کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ معزز رکن شاہ صاحب ان سے مل کر اس معاملہ کو حل کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

یہ تحریک التوائے کار نمبر37 سردار الطاف حسین صاحب کی طرف سے ہے۔

بی بی سی کو انٹرویو کے دوران سردار شوکت حیات کی جانب سے غلط اور بے بنیاد الزامات

سردار الطاف حسین۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرمائی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 25- اگست 1987ء روزنامہ جنگ میں سردار شوکت حیات کے ایک انٹرویو کی تفصیل شائع ہوئی ہے جو انہوں نے بی۔ بی۔ سی کو دیا ہے اس میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے قیام پاکستان کا مطالبہ مسلمانان ہند کو ہندوستان کے ہندوؤں سے صرف معاشی طور پر نجات دلوانے کے لئے کیا تھا اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ' اسلامی قوانین کا نفاذ' اس مقدس تحریک کے پروگرام میں شامل نہ تھا اور قائد ملت خان لیاقت علی خان پر بھی نہایت ہی ناقابل برداشت الزامات عائد کئے ہیں اس انٹرویو میں غلط اور بے بنیاد الزامات اس قوم کے محسنوں پر لگائے ہیں ان سے نہ صرف اہل پاکستان بلکہ ان مجاہدین آزادی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں جنہوں نے قیام پاکستان کے لئے بے انتہا قربانیاں دی ہیں اور اسی جذبہ کے تحت لاکھوں مجاہدین شہادت حاصل کرنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں علاوہ ازیں غلط و بے بنیاد الزامات تحریک آزادی کے مجاہدین پر لگائے ہیں ان نہایت ہی اشتعال انگیز اور مسلمانان پاکستان کے جذبات مجروح کرنے والے انٹرویو سے مجاہدین آزادی کو بہت اذیت و تکلیف ہوئی ہے مجاہدین کے ایثار و

قربانی کو جس غلط طریقے سے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس سے نہ صرف ہمیں دلی صدمہ ہوا ہے بلکہ اس انٹرویو کے پس پردہ جو عزائم پوشیدہ ہیں وہ ہماری موجودہ نوجوان نسل کو تحریک پاکستان کے اصل مقاصد سے ناواقف رکھنا مقصود ہے جنگ آزادی میں حصہ لینے والا ہر مسلمان صرف کلمہ طیبہ کے نفاذ کے وعدہ کے پیش نظر ایثار و قربانی پیش کرتا رہا اور صدیوں سے حاصل شدہ اپنے علاقہ میں ہر قسم کے آرام و آسائش کو نظرانداز کر کے اس خطہ پاک میں رہائش کے لئے ہجرت کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سردار صاحب میں آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ جو آپ کی کاپی ہے آپ نے پہلے جو تحریک التوا پیش کی تھی یہ اس کی کاپی ہے جس کو آپ پڑھ رہے ہیں یا آپ کے پاس کوئی اور کاپی ہے...

سردار الطاف حسین۔ یہی وہ کاپی ہے جس سے میں نے اپنی تحریک التوا پیش کی ہے...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جو ہمارے پاس تحریک التوا کی کاپی ہے اس میں نہیں ہیں۔

سردار الطاف حسین۔ وہ تو دفتر کی طرف سے ہے....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو آپ کے پاس اس کی اصل کاپی ہے؟

سردار الطاف حسین۔ جی میرے پاس اس کی اصل کاپی ہے۔ اب تو آخری لائنیں ہیں...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پڑھ لیں...

سردار الطاف حسین۔ کہ پاکستان کے قیام کے بعد جہاں اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں گئے۔ قائدین ایک طویل مدت تک انگریز' ہندو اور دیگر اقوام سے شب و روز پنجہ آزمائی کرتے رہے۔ اور ان سے نبرد آزما ہوئے۔ ہر پلیٹ فارم پر ان قوتوں کو شکست دی۔ خواہ یہ کانفرنس روم ہو یا سیاسی پلیٹ فارم ہو اور قیام پاکستان کے فوری بعد اپنے قائد کا وعدہ قرار داد مقاصد منظور کر کے ایفا کیا جس کے اثرات آج بھی محسوس کئے جا رہے ہیں۔ کوئی حکومت قرار داد مقاصد کو نظرانداز کرنے کی جسارت نہیں کر سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سردار صاحب آپ کی تحریک التواء کے یہ الفاظ ہمارے پاس موجود

نہیں ہیں...

سردار الطاف حسین۔ میں آخری لائن پڑھ دیتا ہوں...

مقام افسوس ہے کہ سردار شوکت حیات کے اس انٹرویو کے پس پردہ جو محرکات کار فرما ہیں اس میں انہوں نے اپنے سابق فرنگی حکمرانوں کو خوش کرنے کے لئے یا قائداعظم کے پروگرام اور مقصد منشور سے ناواقفیت کی وجہ سے ان لاکھوں مجاہدین کے جذبات مجروح کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

ملتمس ہوں کہ اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر اس تحریک التوائے کار کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب سپیکر! میں سردار صاحب کے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن معاملہ کچھ یوں ہے کہ سردار شوکت حیات نے جو باتیں بی بی سی کے انٹرویو میں کہی ہیں ان کا تعلق محکمہ اطلاعات و ثقافت پنجاب سے نہیں ہے اور جہاں تک ان اخبارات کا جس میں یہ انٹرویو شائع ہوا ہے ان کے بارے میں بھی میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں ویسے تو پوری طرح آزاد ہیں اور پنجاب گورنمنٹ کسی صورت میں ان پر کوئی قدغن نہیں لگا سکتی۔ اس قسم کے مضامین' بیانات اور دوسری تحریروں کے جواب میں اگر سردار صاحب یا اور میرے کوئی فاضل دوست کوئی سٹیٹمنٹ یا بیان یا کوئی اور تحریر شائع کروانا چاہتے ہیں تو محکمہ اطلاعات پنجاب اس کے لئے حاضر ہے تاکہ اس بیان کی روشنی میں جو جواب ہے وہ مناسب طریقے سے شائع کروایا جا سکے۔ اب میں اپنے فاضل بھائی سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں کیونکہ یہ پنجاب حکومت کے متعلقہ معاملہ نہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! میں اس سے اتفاق کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ جو کچھ کہا گیا ہے واقعی قابل مذمت ہے اور یہ کہ اس ملک میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ یہاں نظریہ پاکستان کے خلاف باتیں کی جاتی ہیں اور دو نظریہ کے لوگ ہیں۔ ایک یہ کہ معاشی بنیادوں پر پاکستان آزاد ہوا اور دوسرا اس کا مقصد یہ تھا کہ یہاں ایک اسلامی حکومت قائم کی جائے گی اور لوگ اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالیں گے اور اس کے تحت بسر کریں گے۔ تو ایک طبقہ فکر کا یہ نظریہ ضرور ہے کہ اس کو صرف ہندوؤں کی معاشی آزادی سے

نجات حاصل کرنے کے لئے حاصل کیا گیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کا کوئی ایسا Serious نوٹس لینے کی ضرورت نہیں اور ایسا کرنے سے ان کے چہرے خود بخود بے نقاب ہو رہے ہیں اور لوگ ان کو جاننے پہچاننے لگے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں اور پاکستان کے کتنے ہمدرد ہیں اور پاکستان کے نظریہ کی جس کے تحت یہ معرض وجود میں آیا ہے اس کے کتنے ہمدرد ہیں۔ اس لئے اس کے مطابق اگر ان کی کوئی بات اخبارات نے شائع کی ہے اور جو کچھ کہا ہے تو اس کا بہترین حل یہی ہے جس طرح میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ اخبارات میں اس کی مذمت کیجئے۔ اس کی تردید کیجئے اور اس کو باطل قرار دیجئے اور جو کچھ بھی ان کے خلاف ہو سکتا ہے وہ کر لیجئے۔ اخبارات پر تو کوئی پابندی نہیں ہے۔ وہ بالکل آزاد ادارہ ہے اس لئے آپ کی اس رائے میں آپ کے ان جذبات میں ہم بھی شامل ہیں کہ یہ Condemnable ہے۔ یہ سارے قابل مذمت ہیں۔ لیکن اس کو اسمبلی میں Subject matter بنا کر اور اسے زیر بحث لا کر ان کو اتنی اہمیت دینے کی ضرورت نہیں ہے...

They have been singled out. The whole nation knows thier black faces. People know who are working against the interest of Pakistan.

اور وہ اس طرح اپنی ہرزہ سرائی سے لوگوں کو متاثر نہیں کر سکتے اس لئے ایسے لوگ ماسوائے اس کے کہ وہ خود آشکارا ہوں خود ان کے چہروں سے نقاب الٹ جائیں اور لوگ ان کو جاننے پہچاننے لگیں کہ یہ کون لوگ ہیں جو قائداعظم اور قائد ملت کے نظریات سے اور ان کے ساتھیوں کے نظریات سے انحراف کر رہے ہیں اور اگر وہ اس طریقے سے ہرزہ سرائی کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی پہلے بھی نیشنل اسمبلی میں بات ہو چکی ہے.....

Let them say whatever they like. Let the people condemn them outside the Assembly.

اور سب لوگ ان باتوں کو جانتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں اپنے فاضل دوست سے کہوں

گا کہ اس کو اسمبلی کا Subject matter بنانے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ پاکستان کس بناء پر قائم ہوا۔ لوگوں نے کس بنا پر جانیں دیں۔ کس بناء پر شہادت دی۔ وہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ اسلام کی خاطر انہوں نے اپنی زندگیاں قربان کیں۔ اس کو تو ساری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کا مقصد کیا ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا ہے۔ اس لئے ان کے اس طرح کہنے سے پاکستان اپنے بنیادی نظریہ سے نہیں ہٹ سکتا۔ اس لئے میں اپنے فاضل دوست سے درخواست کروں گا کہ یہ آپ نے اچھا کیا ہے لیکن اس کو اتنی زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو اسمبلی سے باہر Condemn کیجئے اور ان کو بے نقاب کیجئے کہ وہ کیسے لوگ ہیں اور کس طرح پاکستان کے نظریئے سے انحراف کرتے ہیں۔ شکریہ...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی سردار صاحب...

سردار الطاف حسین۔ جہاں تک وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ان کے جذبات بھی وہی ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اس سے تو میں ان کی قدر کرتا ہوں لیکن میں یہ گذارش ضرور کروں گا کہ نوجوان نسل جو اپنے قائدین کے خیالات سے اور ان کی تحریک پاکستان کے پس پردہ مقاصد سے ناآشنا ہے۔ اگر سردار شوکت حیات جیسے انسان جو تحریک آزادی کے صفحہ اول کے قائدین میں سے ہیں وہ اس قسم کے نظریات اور خیالات نوجوان نسل کے سامنے پیش کرتے رہے تو نوجوان یہ سمجھے گا کہ شاید پاکستان کے قیام کا یہی مقصد تھا تو میں یہ عرض کروں گا کہ صوبائی حکومت ایسے لوگوں کا محاسبہ کرے۔ ان کی زبان بند کرنے کی کوشش کرے اور یقیناً انہیں ڈاکٹر غفار جیسی شخصیت نہ بنائے جنہیں ہم See off کرتے رہے ہیں۔ ایسے افراد کا قلع قمع ہونا چاہئے اور ان کا محاسبہ بھی ہونا چاہئے۔ میں حکومت پنجاب سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ اگر یہ یقین دھانی فرمائیں کہ ایسے افراد کو آئندہ اس قسم کی جسارت کرنے کی اجازت نہیں ہو گی تو میں اپنی تحریک پر اصرار نہیں کروں گا...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سردار صاحب! جہاں تک آپ کی تحریک التوا کا تعلق ہے اس میں جو معاملہ آپ نے اٹھایا ہے اس کی اہمیت سے انکار نہیں ہے چونکہ تحریک التوائے کار کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے اس تحریک التواء میں صوبائی حکومت کی جو ذمہ داری ہے وہ Involve

نہیں ہوتی اور جس طرح وزیر قانون نے یہ اپنی تقریر میں فرمایا ہے میں ان کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ تو ان لوگوں کا ہر سچے پاکستانی کو علم ہے اور ان کے جو خیالات ہیں اس بارے میں اچھی طرح سے ان کو علم ہو رہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے یہ بہتر ہے اس طرح آپ کی جو Statement ہے یہ اخباروں میں آ جائے گی اور ان لوگوں کو پاکستان کا یا ہماری پنجاب اسمبلی کے جذبات کا اچھی طرح سے علم ہو جائے گا۔ تو میں یہ آپ سے التماس کروں گا کہ آپ یا تو اس کو پریس نہ فرمائیں یا پھر اس کا جو Legal decision ہے وہ دینا پڑے گا...

سردار الطاف حسین۔ جناب سپیکر! آپ کے حکم کی تعمیل میں میں اسے پریس نہیں کر رہا ہوں لیکن پاکستان کا ہر شہری سردار شوکت حیات کی اس Statement پر مشتعل ہے۔ جہاں تک آپ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ تو سردار شوکت حیات صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا صوبائی حکومت نے محاسبہ کرنا ہے۔ اس کی زبان کو صوبائی حکومت نے بند کرنا ہے۔ اس کا وفاقی حکومت سے بہت کم تعلق ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس یقین دھانی کے ساتھ کہ ایسے افراد کو آئندہ جسارت کرنے نہیں دیں گے کہ پاکستان کے قیام کے مقصد کو لوگوں کے ذہنوں سے ہٹائیں اور شہید ملت جیسے قائد کو جنہوں نے پاکستان کو مستحکم کیا ان کی شان میں یہ گستاخیاں کریں تو یہ برداشت سے باہر ہے۔ تو میں اس یقین دھانی کے ساتھ کہ صوبائی گورنمنٹ آئندہ ایسے افراد کا محاسبہ کرے گی تو میں اس کو پریس نہیں کرتا...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ.. سردار صاحب اس کو پریس نہیں کرتے ہیں۔ اب تحریک التوا کا وقت ختم ہوتا ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہیں بھتہ جات و مراعات برائے اراکین) صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1987ء

MINISTER FOR LAW: Sir I beg to move, that I may be allowed to interoduce:-

The Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987, (Bill No: 110 of 1987)

DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the Question is:- that the leave be granted to introduce The Punjab Provincial Assembly (Salaries Allowance and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 (Bill No: 110 of 1987)

(Motion was carried)

وزیر قانون۔ جناب والا! میں یہ عرض کر دوں کہ اس میں دو طریقہ کار ہیں جب یہ بل پیش ہوئے تھے تو یہ باقاعدہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کئے گئے تھے اور سٹینڈنگ کمیٹی نے رپورٹ کر کے من و عن اسی طریقہ سے ہاؤس میں بھجوا دیا۔

Certain clarifications were needed from the central Government. تو اس کو اس وقت واپس لے لیا گیا سٹینڈنگ کمیٹی اس پر اپنی رائے دے چکی ہے اگر ہاؤس کی مرضی ہے تو اس کو آج take up کر لیں یا اگر سٹینڈنگ کمیٹی کو بھجوانا ہے یہ آپ کی مرضی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ بل پہلے سٹینڈنگ کمیٹی سے ہو کر آیا ہے۔ سارے مرحلے طے کر کے آیا ہے۔ ایوان اسے آج اور اسی وقت پاس کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس سلسلہ میں ایوان کی کیا رائے ہے جی۔ آیا اسی کو فوری طور پر take up کیا جائے؟

میاں محمد افضل حیات۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں اپنے فاضل رکن جناب قائد حزب اختلاف کو آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ انہیں یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ اس بل کی مخالفت کریں کیوں کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ ہی نہیں آیا ہے بلکہ یہ بل میری ایک قرارداد پر اس معزز ایوان نے متفقہ طور پر وہ قرارداد منظور کی تھی جس میں قائد حزب اختلاف اور فاضل اراکین حزب اختلاف بھی شامل تھے اس کی اس وقت کسی نے بھی مخالفت نہیں کی تھی۔

میاں محمد افضل حیات۔ نکتہ وضاحت جناب والا! ہم نے تو رانا صاحب سے کسی وقت بھی اتفاق نہیں کیا ہے۔ جب یہ بل گذشتہ دفعہ پیش ہوا تھا ہم نے اس کی مخالفت کی تھی اور ہماری مخالفت کے کچھ اور مقاصد تھے اور رانا صاحب نے بھی اس وقت اس بل کی مخالفت کی تھی۔ مخالفت انہوں نے بھی کی تھی مخالفت ہم نے بھی کی تھی لیکن ہمارا ان سے کوئی اتفاق نہیں تھا۔ دوسری بات جناب یہ ہے کہ ہر بل کو ہر قانون کو جو طریقہ کار ہے اس کے مطابق لینا چاہئے اور یہ بل جو کہ اس وقت سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہوا تھا اور اس کی رپورٹ آئی تھی لیکن یہ بل بعد میں واپس ہو گیا تھا اور واپس ہو جانے کے بعد یہ بل آج پھر نئے سرے سے پیش ہوا ہے اور اس کا سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! جہاں تک اس قرار داد کا تعلق ہے۔ کارروائی یہاں موجود ہے۔ ٹیپ یہاں پر موجود ہے۔ آپ وہ ٹیپ سن لیں۔ اگر حزب اختلاف کے ارکان نے میری اس قرارداد کی مخالفت کی تھی۔ یہ بل حکومت کا نہیں ہے۔ یہ ہمارے ذاتی مقاصد کے لئے نہیں ہے۔ یہ کسی لالچ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اس منصوبے میں اس ملک میں مزدوروں کو بھی کرایہ میں سہولت دی جاتی ہے۔ طلباء کو بھی رعایت دی جاتی ہے ملازمین کو بھی دی جاتی ہے اور اراکین اسمبلی بھی ٹی اے' ڈی اے لیتے ہیں لیکن قومی اسمبلی کے

ارکان کو جو حقوق اس ملک میں حاصل ہیں اس صوبے کے ارکان کو بھی اس صوبے میں وہ حقوق حاصل ہیں۔ یہ ایک بنیادی مسئلہ ہماری ذات کے لئے نہیں ہے بلکہ ہم شاید کل کو ممبر نہ آ سکیں مجھے اپنی تو امید نہیں ہے وہ شاید میرے دوست منتخب ہو کر آ جائیں۔ لیکن ہم آنے والے لوگوں کے لئے یہ بات قائم کر کے جانا چاہتے ہیں کہ تمہارا استحقاق ہم نے مجروح نہیں ہونے دیا ہے اس میں کوئی لاگت والی بات نہیں ہے۔ جب ملازمین کو وزراء کو اور ارکان اسمبلی کو سفر خرچ' ریل کا کرایہ' جہاز کا کرایہ ملتا ہے۔ ون یونٹ اسمبلی میں ہمیں 15 ہزار میل تک سفر کا ایک ووچر ملتا تھا۔ اس کے گواہ موجود ہیں اس لئے اس اسمبلی میں وہ نہیں دیا گیا۔ یہ اس اسمبلی کے ارکان کا حق ہے اور اس میں یہ لازم نہیں ہے کہ ہم ضرور وصول کریں گے۔ یہ چیز اختیاری ہے کسی کا دل چاہے لے جو نہ لینا چاہے نہ لے اگر وہ صاحب حیثیت ہے اور اس کی جیب اجازت دیتی ہے کہ وہ اپنی جیب سے سفر کرے۔ عوام کے کاموں کے لئے اور اپنے علاقے کے معاملات کے لئے اگر وہ اپنے خرچ پر سفر کرنا چاہے تو اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ ضرور وصول کرے۔ لیکن آنے والی اسمبلی کے ارکان کے لئے کر رہے ہیں کہ اگر وہ بس کے کرایہ ادا کرنے کی حیثیت نہ رکھتے ہوں تو پھر ان پر کیا گزرے گی اور وہ ہمیں کیا کہیں گے کہ اس وقت کی صوبائی اسمبلی اپنے حقوق نہ لے سکی۔ قومی اسمبلی والوں نے اپنے حقوق لئے اور یہ حقوق فروش تھے۔ ہمارے لئے یہ حقوق قائم کر کے نہیں گئے اس میں حکومت کا کوئی مفاد نہیں ہے۔ حکومت کوئی ایسا ارادہ نہیں رکھتی تھی اس میں کوئی بد دیانتی نہیں ہے یہ بل صرف ہمارے سب کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ہمارے بنیادی حقوق جو ہیں اگر وہ حقوق ارکان قومی اسمبلی کے لئے ہیں تو وہ ارکان صوبائی اسمبلی کے لئے بھی وہ حقوق ہونے چاہئیں۔ اس لئے ہم آنے والے ممبران اسمبلی کے لئے یہ گنجائش چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے ہیں کہ وہ لوگ یہ کہیں کہ ہم حقوق کے لئے لڑنا نہیں جانتے تھے یا حقوق کی حفاظت کرنا نہیں جانتے تھے۔ اس لئے میں نہایت احترام کے ساتھ جناب قائد حزب اختلاف سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ اس بل کی مخالفت نہ کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! ابھی رانا صاحب ارشاد فرما رہے تھے۔ میں ان

سے دریافت کروں گا کہ ان کی حقوق فروش سے کیا مراد ہے۔ یہ کس کو کہا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ میں نے کسی کو نہیں کہا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ آنے والے لوگ یہی کہیں گے۔ آپ یقیناً اس وقت رکن ہوں ہم تو شاید نہ ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ آپ یقیناً نہیں ہوں گے۔ آئندہ کبھی غیر جماعتی الیکشن نہیں ہو گا اور اس کے بعد اس طریقہ سے شاید جماعت نہیں بنے گی اس لئے ان کا آنا اور ان کا کسی سرکاری جماعت میں شامل ہونا مشکوک ہو گیا ہے۔ ہم یہاں اسمبلی میں جو کچھ کرتے ہیں ہم لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کرتے ہیں۔ اگر آپ مراعات کو حقوق سمجھتے ہیں۔ تو یہ آپ کا اپنا ذہن ہے۔ مراعات' مراعات ہوتی ہیں اور حقوق' حقوق ہوتے ہیں ان میں بڑا فرق ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا ! میں اس سلسلے میں یہ گذارش کروں گا کہ اگر راہی صاحب اس رعایت کو واپس کر دیں گے اور رقم وصول نہیں کریں گے اور قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے اراکین بھی اگر اسے وصول نہیں کریں گے۔ میں بھی حلفاً کہتا ہوں کہ پھر میں بھی یہ وصول نہیں کروں گا۔ لیکن آنے والوں کو اس سے محروم نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب والا ! میں راہی صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ نے اس بل کی مخالفت کی ہے آپ کو اس کے لئے موقع فراہم کیا جائے گا۔ اس وقت آپ اپنی بات کر سکتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! اس وقت بات بل کے سیاق و سباق پر نہیں ہو رہی کہ اس بل میں کیا ہے۔ اس کو زیادہ ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے۔ بات تو اس فنی نکتہ پر ہو رہی ہے یہ بل آج پہلی دفعہ ایوان میں پیش ہوا ہے اور اس کے لئے تمام رولز ریگولیشن کو Buldoze کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جو کچھ بھی ہو گا اس ایوان کی مرضی اور رضامندی سے ہو گا آپ نے اس بل کو Oppose کیا ہے۔ اگر آپ اس پر بات کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں؟ میاں صاحب آپ نے اس بل کی مخالفت کی ہے آپ فرمائیں؟

میاں محمد افضل حیات۔ بات کہاں سے شروع ہوئی ہے۔ بات بل کی نہیں ہو رہی۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ بل پیش ہوا ہے اور ایوان کی اس میں رضامندی ہے کہ متعلقہ قوانین اور ضابطے کو معطل کر کے اس کو آج ہی Take up کیا جائے۔ اور آپ نے اس کی مخالفت کی ہے۔
میاں محمد افضل حیات۔ جی ہم نے اس کی مخالفت کی ہے۔ اور اس کے لئے جو باقاعدہ طریقہ کار ہے اسے کمیٹی کے پاس جانا چاہئے پھر اس کا نوٹس آنا چاہئے۔ تاکہ پھر اس کے مطابق ترامیم پیش کی جا سکیں اور اس پر بحث ہو سکے۔ آج یہ پہلی دفعہ پیش ہوا ہے اور نئے سرے سے پیش ہوا ہے...(قطع کلامیاں)
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔
بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر! کمیٹی نے اس پر غور و خوض کیا ہے اور اس کے بعد ہی یہ بل اسمبلی میں پیش ہوا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں جناب قائد حزب اختلاف سے یہ گذارش کروں گا....
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں یہ گذارش کروں گا....
جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب، قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں پہلے انہیں اپنی بات کر لینے دیجئے۔
جناب فضل حسین راہی۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆
☆ ☆
☆ ☆
جناب ڈپٹی سپیکر۔ بڑا افسوس ہے راہی صاحب آپ نہ ہی اپنے کسی بھائی کو معاف کرتے ہیں اور نہ ہی خواتین کا احترام کرتے ہیں......
بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر! میں اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے راہی صاحب کو معاف کرتی ہوں۔ ایک مقولہ جو ان پر صادر آتا ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ عورتیں بے حد بولتی ہیں۔ لیکن ہم نے یہاں پر مردوں کو بولتے دیکھا ہے اور عورتوں کو خاموش دیکھا

☆☆☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

ہے....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ کیا راہی صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں؟

آوازیں۔ حذف کر دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیوں راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں اور میں سب سے معذرت کرتا ہوں۔ اور یہ باجماعت سب خواتین کھڑی ہوئی ہیں ان سے بھی معذرت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں راہی صاحب سے استدعا کروں گا کہ براہ کرم وہ ہر بات کو ہنسی مذاق میں نہ ٹالا کریں کیونکہ یہ بات آپ کے وقار کے خلاف اور آپ کی شان کے خلاف ہے۔ آپ پنجاب اسمبلی کے معزز ترین رکن ہیں۔ آپ سے اس قسم کی باتوں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب آپ رولز اور پروسیجر کی بات کرتے ہیں تو وہ تمام چیزیں آپ اپنے اوپر لاگو نہیں کرتے اور آپ اس اسمبلی کو ایسے سمجھتے ہیں جیسے آپ کسی نجی محفل میں بیٹھے ہیں۔ یہ آپ کوئی اچھی روایت نہیں ڈال رہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں اس کے لئے معذرت کرتا ہوں اور خاص طور پر میں بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ سے بھی معذرت کرتا ہوں کیونکہ میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں اور اگر میں نے انہیں کبھی کچھ کہا ہے تو وہ بھی واپس لیتا ہوں اور سب سے معذرت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا! نہ صرف ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں بلکہ میرے الفاظ اس میں شامل کئے جائیں کہ....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ انہوں نے محترمہ اب معذرت کر لی ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا! انہوں نے میرے کچھ کہے بغیر یہ الفاظ میرے متعلق استعمال کئے تھے۔ یہ مقولہ عورتوں پر صادر آتا تھا کہ کسی زمانے میں مرد حضرات یہ کہتے تھے

کہ عورتیں بہت بولتی ہیں۔ لیکن جب سے یہ اسمبلی قائم ہوئی ہے 1985ء سے ہم نے مسلسل راہی صاحب کو بولتے سنا ہے اور عورتیں خاموش بیٹھی ہیں۔ وہ ایک لطیفہ ہے کہ کہتے ہیں جہاں چار عورتیں ہوں اور وہاں پر Pin drop silence ہو۔ اب یہ لطیفہ مردوں پر ہے کہ جہاں راہی صاحب بیٹھے ہوں اور وہاں پر Pin drop silence ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ محترمہ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں اب اس مسئلے کو نہ چھیڑا جائے کیونکہ انہوں نے اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں اور اس معاملے کو اب Dispose of کیا جائے۔

میں قائد حذب اختلاف سے یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے اس بل کو Oppose کیا تھا کہ ایوان کی یہ رائے ہے کہ متعلقہ ضابطہ کو معطل کر کے اس بل کو فوری طور پر Consider کیا جائے اور اس کو پاس کیا جائے۔ آپ نے اس کو Oppose کیا ہے لہٰذا میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ کیا آپ اس سلسلے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ ابھی بل کے سیاق و سباق پر بات نہیں ہو رہی۔ ابھی بات اسی چیز پر ہو رہی ہے کہ کیا یہ بل آج Under consideration آ سکتا ہے یا نہیں؟ بات صرف اتنی ہے۔ اور اس میں میری گذارش یہ ہے کہ آپ.....

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی تو منظوری کے لئے جناب سے استدعا کی گئی ہے کہ اسے پیش کرنے اور منظور کرنے کی اجازت بخشیں۔ جب اس پر بحث ہو گی پھر قائد حذب اختلاف اس بل کی کاپی لے کر اس پر جو کچھ فرمانا چاہیں بڑے شوق سے فرمائیں۔ ابھی تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ آپ اسے پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں کیونکہ رولز معطل کرنے کا معاملہ ہے۔ ابھی مخالفت کا تو وقت نہیں ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! جہاں تک بل کے Introduce کروانے کا تعلق ہے اس پر تو کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا گورنمنٹ یا وزیر انچارج کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کو وہ بل Introduce کروائے۔ اس کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ بل پیش ہو جاتا ہے تو وہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیج دیا جاتا ہے اور اس کے لئے ایک دن مقرر ہو جاتا ہے

کہ یہ بل فلاں دن آئے گا اور فلاں دن یہ بات ہو گی۔ یہ سارا ایجنڈے پر آ جاتا ہے۔ اس وقت بات یہ ہو رہی ہے کہ سارے قواعد و ضوابط کو ختم کر کے آج بل کو Under consideration لیا جا سکتا ہے یا نہیں لیا جا سکتا میں اس کے متعلق یہ عرض کر رہا تھا کہ رولز آف پروسیجر کے تحت آج بل کو Under consideration نہیں کیا جا سکتا۔ Bill introduce ہونے تک تو بات ٹھیک ہے۔ لیکن آج اسے Consider نہیں کیا جا سکتا میں نے تو صرف یہ عرض کیا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ نکتہ وضاحت۔

جناب والا! کسی بل کو پیش کر کے طریقہ کار کے مطابق قواعد و ضوابط کے مطابق سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جاتا ہے۔ لیکن اگر ایوان کی رائے یہ ہو کہ اس بل کو کمیٹی کے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے ویسے یہ بل تو سٹینڈنگ کمیٹی میں سے ہو کر آ بھی چکا ہے اور اس کی رپورٹ بھی موجود ہے۔ لیکن اس ایوان کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ بجائے اس کے کہ کسی بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجے یہاں پر منظور کیا جا سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ یہ بات اصولی طور پر بالکل درست ہے کہ بل جب پیش ہوتا ہے تو اسے سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس پر کوئی Controversy نہ بنائیں۔ اور ہم بھی نہیں چاہتے کہ اس کو ایک ایسی Controversy میں لایا جائے۔ آپ حضرات اور سب لوگوں کے اصرار پر، توجہ پر اور تمنا پر ہی اس طرح Frame کیا گیا ہے اگر ایوان کی متفقہ رائے ہو تو پھر رول 77 اور رول 78 (2) کو معطل کرنے کے لئے آپ سے درخواست کی جائے گی۔ اگر آپ فرمائیں اور ایوان کی بھی تقریباً یہی رائے نظر آتی ہے کہ رولز کو معطل کرنے کے لئے کہا جائے۔ اور سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق ہی یہ بل پیش کیا گیا۔ اس میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل نہیں کیا گیا کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اور آپ سب کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے بل کو Frame کیا گیا ہے۔ اور اگر آپ فرمائیں تو رولز کی معطلی کے متعلق تحریک پیش کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چیمہ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا! یہ جو بل پیش ہوا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے اس بل کو Oppose نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ بل پرانی روایت کے مطابق یا رولز کے مطابق سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجا جائے۔ لیکن جہاں تک اس رول کا تعلق ہے اس کی ایک Proviso بھی ہے وہ آپ ملاحظہ فرمالیں اس Proviso کے مطابق اگر بل کا انچارج یا اس کے علاوہ اگر کوئی تحریک پیش ہو جاتی ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اس کے تحت کمیٹی کو بھیجنا لازی نہیں ہوا کرتا یہ جناب آپ Proviso ملاحظہ فرمالیں رول 77 میں لکھا ہے اور رول 78 میں یہ خود بخود Cover ہو جائے گا۔ اگر جناب وزیر قانون نے یہ موشن پیش کر دی ہے اور اگر ہاؤس کے سامنے Put کر دی جائے اور ایوان اسے پاس کر دیتا ہے تو پھر اصولی طور پر اسے کمیٹی میں بھیجنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو آپ تحریک پیش کریں گے کہ جو متعلقہ ضابطہ ہے اسے معطل کیا جائے۔

وزیر قانون۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

I move:-

"That the requirement of Rule 77 and Rule 78 (2) of the Rules of procedure of the Provincial Assembly of the Punjab be dispensed with in so far as the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 is concerned."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the requirement of Rule 77 and Rule 78 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab be dispensed with in so far as the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 is concerned."

(اپوزیشن کی طرف سے Oppose کیا گیا)

وزیر قانون۔ اس میں بحث کی نہیں بلکہ تحریک پیش کرنے کی ضرورت ہے کہ ہاؤس اس کو yes کرتا ہے یا no کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اپوزیشن نے اس کو Oppose کیا ہے۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! قاعدہ یہ ہے کہ اس تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ ہاؤس کی طرف سے no آ جائے یا yes آ جائے۔ اس کے مطابق آپ فیصلہ کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب بات کریں گے۔

ملک اللہ یار خاں۔ جناب سپیکر! جس وقت کوئی معزز رکن بات کرے کہ دفعہ 77 اور 78 کے تحت کسی قاعدے کو معطل کیا جائے اور کسی بل کو اس ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے تو اس وقت یہ تحریک پیش کی جاتی ہے کہ آیا ایوان اس بات کی اجازت دیتا ہے یا نہیں ان دفعات کو معطل کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ تو اس صورت میں اراکین اسمبلی ہاں یا نہ کا جواب دیتے ہیں۔ جہاں تک oppose کرنے کا مسئلہ ہے وہ اس وقت پیش کیا جائے گا جس وقت باقاعدہ ایوان کے سامنے اس کی تحریک پیش کی جائے گی۔ تو اس ضمن میں میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ تحریک ایوان کے سامنے اس طرح سے پیش کی جائے کہ کیا ایوان کے اراکین اس تحریک کے حق میں ہیں یا خلاف ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! ملک صاحب نے صحیح فرمایا اور میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں۔ جب کوئی بل ریڈنگ کے لئے پیش ہو گا اس کو oppose کر سکتے ہیں۔ اس تحریک کو تو صرف پیش کیا جانا ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The question is:-

"That the requirement of Rule 77 and 78 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab be dispensed with in so far as the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of

Members) (Amendment) Bill, 1987 is concerned."

(The Motion was carried)

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 may be taken into consideration at once."

میاں محمد افضل حیات۔ ہم قواعد کی معطلی کی جو روایت ہے اس کو قائم نہ رکھنے اور قواعد و ضوابط کو معطل کیا ہے تو ہم اس کے خلاف احتجاجاً پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اراکین حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ جناب سپیکر! حزب اختلاف کا واک آؤٹ اصولی طور پر ایک رویہ کا اختلاف نہیں یہ ایک رولز کی خلاف ورزی کا اختلاف ہے۔ جیسا کہ وزیر قانون نے شروع میں فرمایا تھا کہ اگر تحریک پیش کی جائے تو ہاؤس کو اختیار ہے۔ اگر اراکین حزب اختلاف لابی میں میری یہ بات سن رہے ہوں تو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ رول 77 کے تحت جو Proviso ہے اس کو جناب والا ملاحظہ فرمائیں تو اس میں ہے۔

Rule 77. Upon introduction, a Bill other than the Finance Bill shall be referred by the Speaker to the appropriate Standing Committee with directions to submit its report by a date fixed by him in this behalf.

میں جناب کی وساطت سے اپوزیشن کے اراکین سے عرض کروں گا کہ آج کا ان کا احتجاج اور واک آؤٹ روائتی اور عادتاً ہے اصولی طور پر یہ رولز کے مطابق بھی نہیں ہے اور انہوں نے یہ اچھا اقدام نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چیمہ صاحب اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں ہے کہ ہاؤس اپنی مرضی سے اور سپیکر کی اجازت سے متعلقہ قواعد معطل کر سکتا ہے۔ وہ ان کو بھی پتہ ہے۔

اس وقت یہ معاملہ زیر بحث نہیں ہے۔

Mr. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 may be taken in to consideration at once".

Now, the question is:-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members)(Amendment) Bill, 1987 may be taken into consideration at once".

(The motion was carried)

CLAUSE-2

Now, we take up the Bill clause by clause.

Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no Amendment in it-

The question is :-

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-1

Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.---

The question is:-

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

PREAMBLE

Now, preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it---

The question is:-

"That the preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

LONG TITLE

Now, the Long Title of Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it forms part of the Bill.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

"That the Punjab Provincial Assembly(Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 be passed".

Mr. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 be passed"

Now, the question is:-

"That the Punjab Provincial Assembly(Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1987 be passed".

(The motion was carried)

The Bill was passed.

حکمت عملی کے اصولوں کی تعمیل و عمل در آمد کے بارے میں حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال 1885ء پر بحث (جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ہو گی اور چودھری محمد رفیق صاحب تقریر فرمائیں گے۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! چودھری رفیق صاحب آ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی چودھری رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! میں اجازت چاہوں گا کہ میں پنجابی میں تقریر کروں کیونکہ جس دن وقت ختم ہوا تھا اس دن میری تقریری پنجابی میں جاری تھی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ حکمت عملی کے اصولوں پر سن 1983ء میں جو رپورٹ پیش کی گئی تھی آئین میں سے صرف سات آٹھ آرٹیکل لئے گئے جن کو بنیاد بنا کر حکمت عملی کے اصول اس ایوان کے سامنے پیش کئے گئے میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ جناب والا! جس طرح کہاوت ہے کہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" اس طرح جناب والا! یہ حکمت عملی کے اصول جو اس معزز ایوان میں پیش کئے گئے یہ اصول بھی اسی کے ہی ہیں جس طرح کہ ہاتھی کے دانت کھانے کو اور دکھانے کو اور۔ جناب والا! جو رہنما اصول یا آرٹیکل آئین میں سے لے کے جن کو بنیاد بنا کر اس ایوان کے سامنے پیش کئے گئے عملی طور پر جناب والا اس کے خلاف حکمت عملی اختیار کی گئی ہے۔ جناب جس طرح سرمائے داروں نے کئی کئی کھاتے بنائے ہوئے ہیں انکم ٹیکس والوں کو دکھانے والا کھاتہ اور ہوتا ہے اور جو اصل کھاتہ گھر میں چھپا کر رکھا ہوتا ہے وہ اور ہوتا ہے۔ اس طرح ہی اس موجودہ حکومت نے بھی الگ الگ کھاتے بنائے ہوتے ہیں کہ حکومت نے کن کھاتوں پر عمل کرنا ہے اور کن کھاتوں پر عمل نہیں کرنا۔ جناب والا! حکمت عملی میں یہ تضاد واضح طور پر موجود ہے۔ مثال کے طور پر میں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ یہ جو چھ سات' آٹھ آرٹیکل آئین میں سے لئے گئے نمبر31 تا 38 ان کے علاوہ باقی سارا آئین میرا خیال ہے شائد فرض نہیں ہے موجودہ حکومت کو آئین کی دیگر دفعات نظر نہیں آئیں کہ ان کو بھی وہ حکمت عملی کے طور پر پیش کرتی اور ان پر بھی عمل کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل بنایا جاتا۔ جناب والا! آئین میں سے میں ایک صوبائی خودمختاری کی مثال پیش کرتا ہوں صوبائی خودمختاری حاصل کرنا بھی اس معزز ایوان کا فرض ہے مثال کے طور پر جناب والا! صوبائی سروسز ہیں جن کو میں سرفہرست صوبائی کونسل کی خودمختاری کے ضمن میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس معزز ایوان نے صوبائی خودمختاری میں سول سورسز جو ہیں اور پی سی ایس افسران کی

قرارداد یہاں پاس کروائی اور جناب بھی اس بات کے شاہد ہیں اور یہ معزز ایوان بھی اس بات کا شاہد ہے کہ عرق ریزی کے بعد ایک متفقہ قرارداد اس معزز ایوان میں پاس کی گئی کہ پی سی ایس افسران کی سروسز کو تحفظ دیا جائے یا جو مرکزی حکومت کے ملازمین ہیں سی ایس پی افسران ان سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ آج تک اس قرار داد کا جو کہ اس معزز ایون نے پاس کروائی تھی اس کا جو حشر ہوا وہ ہمارے سامنے ہے اور اس کے اوپر عملدرآمد نہ ہونا بھی میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری کے اوپر دیگر معاملات جو ہیں مثال کے طور پر فنانس بل ہے آج یہ معزز ایوان اس پر بھی کوئی ایوارڈ حاصل نہیں کرا سکا اور جناب والا! اس معزز ایوان نے بے شمار قراردادیں پاس کی ہیں کہ مرکزی حکومت سے یہ مطالبے منوائے جائیں مگر اس میں بھی یہ ایوان اور موجودہ صوبائی حکومت ناکام رہی ہے۔ اس لئے جناب والا! میں سمجھتا ہوں وہ سات آٹھ (7,8) آرٹیکل جو ہیں جن کو ایک بنیاد بنا کر اس ایوان کے سامنے اپنی حکمت عملی تیار کی ہے اور دیگر حقوق حاصل کرنے کے لئے بھی یہ حکومت ناکام رہی ہے پی۔ سی۔ ایس افسران کی حقوق حاصل کرنے میں جو حکومت کو ناکامی ہوئی ہے اور حکمت عملی کا تضاد واضح طور پر سامنے آگیا ہے۔ اس لئے ہماری حکومت حکمت عملی کے اصول پر بتاتی کچھ ہے اور کرتی کچھ ہے یہ تضاد جب بھی جس بھی حکومت میں آتا ہے وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ جناب والا! ناکامی کا منہ دیکھتی ہے اس طرح جناب والا! تعلیم کی حکمت عملی کے اصولوں میں وضاحت کی گئی ہے۔ جناب والا! کہ حکمت عملی کے ان اصولوں کو سامنے رکھ کر آئین کے مطابق جو کہ آرٹیکل 37 ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ۔

Promotion of social justice and eradication of social evils.

37 (a) The State shall....

"promote, with special care, the educational and economic interests of backward classes or areas;"

جناب والا! مجھے اس پر بھی شدید اختلاف ہے کہ موجودہ حکومت کا تضاد بالکل سامنے ہے کہ موجودہ حکومت اس میں قطعی طور پر ناکام رہی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ (پارلیمانی سیکرٹری خوراک) - جناب والا ! میرے فاضل دوست ایم اے، ایل ایل بی بھی ہیں بہترین انگریزی اور اردو بول سکتے ہیں مگر ہمیں ابھی تک سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں یہ تو ہمیں کم از کم علم ہو کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ وہ یہ بتائیں کہ حکومت یہاں پر انتظام درست نہیں کر رہی بلکہ کس طریقے سے درست ہو سکتا ہے۔ کوئی متبادل تجاویز پیش کریں تاکہ حکومت اس پر غور کر سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ان کا اپنا بات کرنے کا انداز ہے انہیں بات کرنے دیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا ! فاضل رکن کے مطلب کی بات نہیں تھی اس لئے یہ میری بات کو سمجھ نہیں سکے۔ اگر ان کے مطلب کی بات ہوتی توانہوں نے بڑی اچھی طرح سمجھ لینی تھی۔ جس طرح اب یہ تقریروں کا بل پاس کیا ہے وہ تو بڑی اچھی طرح سمجھ گئے تھے میری بات اس لئے ان کو اچھی نہیں لگتی کہ میں جو تضاد حکمت عملی میں ہے وہ میں آپ کے توسط سے پیش کر رہا ہوں۔ جناب والا ! دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ۔

37. "The State shall ---

(a) promote, with special care, the educational and economic interests of backward classes or areas;"

جناب والا ! Backward classes - backward area سے ہمارے اس میں سے سب سے محروم طبقہ کاشتکاروں کا طبقہ ہے اور مزدوروں کا طبقہ ہے جن کی آبادی ملا کر چاہے وہ دیہات میں رہتے ہیں چاہے وہ شہروں میں رہتے ہیں میرا خیال ہے کہ چھوٹے کاشتکار اور کھیت مزدور یا مزارعین پر مشتمل ہے یہ سب ملا کر 75 فیصد سے کچھ زیادہ بن جاتی ہے جناب والا ! یہ وہ طبقہ ہے جو کہ صدیوں سے محروم چلا آ رہا ہے۔ کیونکہ غریب اور محروم طبقہ نہ تعلیم کی طرف سوچ سکتا ہے نہ وہ اعلیٰ تعلیم کی طرف جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کو تعلیم کی سہولتیں میسر ہیں۔ خاص طور پر یہ طبقہ ہمارے ملک میں سب سے زیادہ محروم طبقہ ہے نہ ہی ان کو اپنی پیداوار کی اجناس کے بھاؤ مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ بلکہ وہ منڈیوں میں اپنی اجناس کو لے جاتے ہیں وہاں ان کو بہت کم قیمت ملتی ہے اس پر ہی ان غریبوں کی گزر اوقات ہوتی ہے۔ اگر جناب والا ! یہ لوگ اپنا کچھ معیار اور سہولتیں تھوڑی

بہت رکھیں تو پھر ان کی آمدن دو مہینے سے زائد نہیں ہے کیونکہ Cost of production یا پیداواری اخراجات ان کے اتنے ہیں کہ وہ اس بات کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے کہ وہ اپنے بچوں کو وہ تعلیم اعلیٰ ادارے تو ایک طرف رہے چھوٹے چھوٹے اداروں میں بھی نہیں دلا سکتے۔ اس لئے جناب والا! اگر تناسب دیکھا جائے کہ جتنی زیادہ وسیع آبادی کاشتکاروں اور دیہات میں بسنے والے لوگوں کی ہے میں سمجھتا ہوں اور یہ بات وثوق سے کہتا ہوں کہ ہمارے ملک کا صرف ڈیڑھ فیصد حصہ بھی نہیں بنتا۔ چند روز ہوئے اخبارات میں بھی اس کا ذکر آیا ہے 1151 غالباً بیوروکریٹس ہیں یا وہ فوج کے جرنیل ہیں یا سول کے ہیں یا پولیس کے ہیں۔ 1151 بیوروکریٹس میرے خیال میں ایک ڈیڑھ فیصد آبادی بنتی ہے جو ملک کی باقی ساری آبادی کو اپنی سیاسی اور معاشی غلامی میں جکڑ کر رکھا ہوا ہے۔ جناب والا! جہاں یہ صورت حال ہو کہ ملک کی ایک اور ڈیڑھ فیصد آبادی نے ملک کی باقی ساری آبادی کو سیاسی اور معاشی غلامی میں جکڑا ہوا ہو اس سے آپ خود اندازہ لگا لیں وہ پسماندہ طبقے اس ملک کے ہی اور خصوصاً صوبہ پنجاب کے ان کو وہ مواقع اور سہولتیں کیسے میسر آ سکتی ہیں کہ جو اعلیٰ تعلیمی ادارے ہیں ان میں اپنے بچوں کو تعلیم دلا سکیں۔ کیونکہ ان کو وہ وسائل اور سہولتیں میسر نہیں کہ وہ میرٹ جس کا ہم آج فخر سے نام لیتے ہیں کہ ہم نے میرٹ کا سسٹم ایجاد کر لیا ہے داخلوں کے لئے وہ لوگ جو ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھنے والے یا زمین پر بیٹھ کر یا فرش پر بیٹھ کر یا کچی زمین پر بیٹھ کر پڑھنے والے بچوں کو وہ سہولتیں بھی نہیں ہیں وہ داخل نہیں ہو سکتے ان کو معاشی ضرورتیں بھی حاصل نہیں ہیں...

ملک سعید منظر مسلم۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اپنی سیٹ پر جا کر یہ اعتراض اٹھا سکتے ہیں۔

ملک سعید منظر مسلم۔ جناب والا! میں اپنی سیٹ پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔

(گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ ہاؤس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(وقفے کے بعد ایک بجکر تیس منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کورم پورا نہیں ہے۔ اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی جمعرات 22 اکتوبر 1987ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات 22 اکتوبر 1987ء

(پنجشنبہ 28 صفر 1408ھ)

جلد 11 - شمارہ 15

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات 22 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ

اراکین اسمبلی کی رخصت 2192

مسئلہ استحقاقات :-

میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے معاملہ میں لڑکیوں سے غیر مساوی سلوک کی بناء پر آئین کے آرٹیکل 34,25 اور 37 کی خلاف ورزی 2205

تحاریک التوائے کار :-

محکمہ پولیس کے شعبہ ٹیلی کمیونیکیشن میں ساز و سامان کی خریداری میں بے ضابطگی۔ 2235

چک نمبر 8- ایم ایل میانوالی میں سات مرلے سکیم کے تحت بے گھر لوگوں کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں محکمہ زراعت کی بے جا مداخلت 2240

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

جمعرات، 22 اکتوبر، 1987ء

(پنجشنبہ، 28 صفر، 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظٰهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَإِنَّ الدَّارَ الْأٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَإِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

وَالَّذِيْنَ جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾

(س لقمان ۳۱، آیت ۲۰۔ س عنکبوت، آیت ۶۴، ۶۵، ۶۶)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا۔ قابو میں کر دیا ہے اور تم پر اپنی تمام ظاہری و باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں اور (پھر بھی) بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔ وہ نہ علم رکھتے ہیں اور نہ ہدایت اور نہ ہی کوئی روشن کتاب۔

اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود اور تماشا ہے اور ہمیشہ کی زندگی کا مقام آخرت کا گھر ہے۔ کاش لوگ سمجھیں۔ پھر جب لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو پورے خلوص کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہیں اس کی بندگی کرتے ہیں لیکن جب وہ ان کو صحیح وسالم خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ خدا کا شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔ کہ ہم نے جو کچھ عطا کیا ہے اس کی ناشکری کریں اور تھوڑا سا فائدہ بھی اٹھا لیں۔ پھر عنقریب ان کو سب معلوم ہو جائے گا۔

اور جن لوگوں نے ہماری خوشنودی کے سلسلے میں کوشش کی تو ہم ان کو اپنے تمام راستوں کی ہدایت دے دیں گے اور بلاشبہ اللہ ایسے نیکوکار محسنوں کے ساتھ ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب غلام قاسم خان بوسن

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام قاسم خان بوسن رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں یکم اکتوبر سے 15 اکتوبر 1987ء تک اجلاس میں شامل نہ ہو سکا براہ کرم رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودہری ریاض امیر عرف عبدالحق بھٹی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودہری ریاض امیر عرف عبدالحق بھٹی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ ایک ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 22-10-87 کو اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہ لے سکتا ہے۔ مہربانی فرما کر مورخہ 22-10-87 کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام شبیر جوئیہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام شبیر جوئیہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف

سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 1-10-87, 11-10-87 اور 12-10-87 کو اجلاس میں بوجہ ناسازی طبع حاضر نہ ہو سکا براہ کرم ان ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر شیلا بی چارلس

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر شیلا بی چارلس رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I had been injured in a car accident near Wazirabad. Therefore, I could not attend the session for 11 days from 8-10-1987 to 18-10-1987. I may kindly be granted these days leave. Thanks.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودہری اکرم الحق

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودہری اکرم الحق رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the assembly session on 19-10-1987 on account of a family function. Leave may kindly be granted.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودہری خالد جاوید ورک

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودہری خالد جاوید ورک رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ بندہ ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 87-10-15 اور 87-10-18 کو ہونے والے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا اس لئے بندہ کی چھٹی منظور کی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب اکرام اللہ رانجھا

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب اکرام اللہ رانجھا رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ میں مورخہ 87-10-18 کو لاہور میں موجود تھا لیکن طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا لہٰذا مہربانی کر کے مجھے 87-10-18 کی چھٹی عنایت فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

نوابزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ ضرغام خان خاکوانی رکن صوبائی اسمبلی کی

طرف سے موصول ہوئی ہے۔
میں ایک بہت ضروری کام کے سلسلہ میں اپنے حلقہ میں گیا تھا۔ اس لئے 18-10-87 کو میں اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا اس دن کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودہری خوشحال محمد ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودہری خوشحال محمد ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
بندہ ایک ضروری کام کی وجہ سے 18-10-87 کو اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا مہربانی فرما کر رخصت عنایت فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

بیگم بشریٰ رحمٰن

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست بیگم بشریٰ رحمٰن رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
مورخہ 17، 18 اکتوبر 1987ء کو اسلام آباد میں منعقدہ ہونے والی آل پاکستان اہل قلم کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے مجھے اسلام آباد جانا پڑا اور میں 18 اکتوبر 1987ء کو ہونے والے صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکی ایک دن کی رخصت چاہتی ہوں۔ اگر آپ کو منظور ہو تو؟

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودہری محمد خالد

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودہری محمد خالد رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں اپنے ایک عزیز کی فوتیدگی کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں مورخہ 1-10-87 تا 11-10-87 تک شمولیت نہ کر سکا اس لئے از راہ کرم متذکرہ بالا ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ارشاد علی چودہری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب ارشاد علی چودہری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ ایک فوتیدگی کے سلسلہ میں جمعرات 87-10-15 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب بابو نور مسیح

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب بابو نور مسیح صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ مورخہ 15-10-87 کو بندہ ناسازی طبیعت کی بنا پر اسمبلی اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودہری محمد اکرم

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودہری محمد اکرم رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 12-10-87 کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا اس روز کی چھٹی منظور فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد یوسف ملک

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یوسف ملک رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ شادی کے سلسلہ میں چار یوم 18 اکتوبر تا 21 اکتوبر 1987ء کی رخصت

چاہتا ہے امید ہے منظور فرمائیں گے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب تاج محمد خان

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب تاج محمد خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے مجھے اپنے خاندان کی شادی میں حاضر ہونے کے لئے ضروری طور پر جانا ہے مجھے 21 اور 22 اکتوبر 1987ء کی چھٹی عطا فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سردار خضر حیات سیال

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار خضر حیات سیال رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گذارش ہے کہ میں ایک بہت ہی ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 87-10-18 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی کر کے میری 87-10-18 کی رخصت منظور کی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد فاروق

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد فاروق رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ مورخہ 12-10-87 کو بندہ خرابی طبیعت کی بنا پر اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد جاوید اقبال چیمہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بوجہ علالت انوار مورخہ 18-10-87 کو اجلاس اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودہری نذیر احمد

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودہری نذیر احمد رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ مورخہ 18-10-87 کو ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا مہربانی فرما کر

رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد رشید

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رشید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مودبانہ گذارش ہے کہ میں مورخہ 18 اکتوبر 1987ء بروز اتوار بوجہ بخار اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا جناب سے استدعا ہے مجھے ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عبدالرشید پگانوالہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالرشید پگانوالہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں 15-10-87 کو بوجہ خرابی طبیعت اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا اس روز کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم سید محمد احسن شاہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم سید محمد احسن شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is submitted that due to unavoidable domestic and private affairs. I can not attend the Assembly affairs, as such, I request you to kindly sanction five 5 days casual leave with effect from 18th October, 1987 to 22nd October, 1987 and oblige, please.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودہری عبدالرشید

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودہری عبدالرشید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend Session on 15-10-1987. I may please be granted one day leave. Thanks.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید خان دستی رکن صوبائی اسمبلی کی

طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the Assembly meeting on 13th instant due to a friend's death. Kindly excuse my absence for that day and oblige.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام شبیر جوئیہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام شبیر جوئیہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مجھے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں جانا پڑ گیا۔ اس لئے 10 اکتوبر تا 12 اکتوبر 1987ء کے لئے چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عبدالمجید

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالمجید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 7، 8، 15 اکتوبر 1987ء کو بوجہ ضروری کام حاضر نہ ہو سکا براہ کرم مہربانی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ غلام نصیرالدین سیالوی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
التماس ہے کہ جد امجد کے عرس مبارک میں شرکت کے باعث مورخہ 18-10-87 تا 19-10-87 کو اجلاس اسمبلی میں شریک ہونے سے قاصر ہوں براہ مہربانی مذکورہ بالا 2 یوم کی رخصت مرحمت فرما دیں۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب یہ آپ کی ہی تحریک استحقاق پیش ہونی تھی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! تحریک استحقاق تو واقعی میری پیش ہونی ہے مگر کیا کروں قواعد و ضوابط اجازت نہیں دیتے۔ ایوان اس وقت نہ تو کورم میں ہے نہ ڈیکورم ہے۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! کورم اور ڈیکورم پر ہمیشہ بات ہوتی رہتی ہے۔ میں آپ کے توسط سے ان سے کہنا چاہوں گی بولنے میں اور بیٹھنے میں شائستگی ہونی چاہئے۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس ایوان میں کبھی یہ ہوئی ہو۔ کام کروانا اور بات ہے یہ کہنا کہ ڈیکورم نہیں تو پھر یہاں ناشائستگی بھی کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

سردار عارف رشید۔ ڈیکورم کا کیا مطلب ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں تو ایک ناخواندہ شخص ہوں۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ سردار صاحب کو علیحدگی میں بتا دیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سردار صاحب جو ہیں وہ سردار بھی ہیں عارف بھی ہیں اور وزیر جنگلات بھی ہیں اور جنگل کے بادشاہ بھی ہیں۔ ان کی مرضی ہے وہ ڈیکورم کا مطلب جو بھی لے لیں جنگل کا بادشاہ انڈے دے یا بچے دے۔ اس کو تو کوئی نہیں پوچھ سکتا۔

جناب سپیکر۔ اب کورم کا مسئلہ تو نہیں رہا۔ کورم والی بات آپ نے واپس لے لی ہے۔ آپ بسم اللہ کیجئے یہ آپ کی تحریک استحقاق نمبر 17 ہے۔

میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے معاملہ میں لڑکیوں سے غیر مساوی سلوک کی بناء پر آئین کے آرٹیکل نمبر25، 34 اور 37 کی خلاف ورزی

سید طاہر احمد شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ لاہور کی مقامی اشاعت مورخہ 14 اکتوبر 1987ء کے آخری صفحہ پر ایک خبر شائع ہوئی ہے جس کا عنوان ہے کہ پنجاب اسمبلی کے سامنے طالبات کا مظاہرہ۔ میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ پر داخلہ کا مطالبہ مذکورہ خبر کا متن درج ذیل ہے کہ گذشتہ روز پنجاب اسمبلی کے باہر طالبات نے میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے سلسلے میں امتیازی پالیسی' وزیراعظم کے پانچ نکات کے برعکس ہے تاہم طالبات بعض افسران کی یقین دھانی پر پرامن طور پر منتشر ہو گئیں۔ لاہور کالج برائے خواتین نے کہا ہے کہ ہماری محنت پر پانی پھیر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم لڑکیاں ہیں۔ میڈیکل کالجوں میں لڑکوں کی 667 سیٹیں ہیں جب کہ لڑکیوں کی 214 سیٹیں ہیں۔ ان میں سے 66 سیٹیں وفاقی حکومت کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لڑکوں کو 700 نمبروں پر بھی داخلہ مل جاتا ہے مگر لڑکیوں کو 800 نمبروں پر بھی داخلہ نہیں ملتا ہے۔

جناب والا! دختران وطن کے ساتھ محض اسلئے ایسا سلوک کیا جاتا ہے کہ ان کا تعلق جنسی اعتبار سے عورت کے طبقہ سے ہے۔ فنی' پیشہ وارانہ اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ان کے اوپن میرٹ کے استحقاق پر اعلیٰ تعلیمی درس گاہوں میں داخلہ کے استحقاق سے محروم کر کے حکومت پنجاب نے آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر25-34 اور 37 کی شق سی کی خلاف ورزی کی گئی ہے جس سے نہ صرف ہمارا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے ہماری استدعا ہے کہ ہماری اس آئینی تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر مجلس برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ اس اہم اور مخصوص معاملہ کو چھان بین کر کے

اپنی رپورٹ اس معزز ایوان میں چار ماہ کے عرصہ تک پیش کرے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ آئین کی آرٹیکل 25 کی کلاز ۱ یہ ہے۔

"All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law."

And sub-clause (2) lays down ---

"There shall be no discrimination on the basis of sex alone;"

Article 34 lays down ---

"Steps shall be taken to ensure full participation of women in all spheres of national life."

Article 37 (c) lays down ---

"make technical and professional education generally available and higher education equally accessible to all on the basis of merit"

اب جناب والا! اس کے برعکس

Report of the Punjab Government on the Observance and Implementation of Principles of policy

جو ایوان میں پیش کی گئی اس کے صفحہ 7 پیرا 6.2 کی آخری دو سطریں ہیں یہاں پر حکومت نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ۔

"A large number of seats are reserved in Medical Colleges and Technical Colleges for female candidates."

جناب سپیکر! جن آئین کے آرٹیکلز کا میں نے حوالہ دیا وہ اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ قوم کی بچیوں کے ساتھ ان کی جنس کے اعتبار سے کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں برتا جائے

گا مگر یہ امر واقع ہے پچھلے سال میڈیکل کالجز میں 1750 طلبا کو داخلہ دیا گیا جب کہ 546 طالبات کو داخلہ دیا گیا چونکہ آئین پاکستان کے تقاضوں کی حکومت نے خلاف ورزی کی ہے۔ اور میں اس موقع پر جناب سپیکر! یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک کی مردم شماری کے جو اعداد و شمار ہیں ان میں صوبہ پنجاب خواتین کی تناسب کے لحاظ سے 51.5 فیصد ہے اور مردوں کی تناسب کے لحاظ سے 48.5 فی صد تعداد ہے۔ ویسے بھی خواتین کی تعداد مردم شماری کے تناسب کے لحاظ سے ہمارے صوبے میں زیادہ ہے۔ نہ صرف خواتین کو قوم کی بچیوں کو ان کے حق سے محروم کیا گیا ہے بلکہ یہاں تک کہ حکومت نے آج تک اس ضرورت کو محسوس نہیں کیا کہ ہماری جو نصف سے زیادہ آبادی ہے جس کا تعلق جنسی اعتبار سے عورت سے ہے خواتین کے لئے قوم کی بچیوں کے لئے کوئی علیحدہ یونیورسٹی قائم نہیں کی گئی۔ جناب سپیکر! میں اب آپ کی توجہ چیف منسٹر اور پراونشل منسٹرز نے جو حلف لیا ہے جو کہ آئین کے صفحہ 230 پر دیا گیا ہے۔ اس میں یہ واضح طور پر درج ہے۔

"That I will preserve, protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan;"

اس طریقے سے جناب سپیکر! جو اپنے حلف لیا ہے اس حلف میں بھی یہی الفاظ ہیں جو میں نے پہلے دھرائے ہیں۔ اور جو میں نے اور دیگر ارکان اسمبلی نے حلف لیا ہے اس میں یہی الفاظ درج ہیں۔

"That I will preserve, protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan;"

جناب سپیکر! جو میں نے آئین کے آرٹیکلز اور ضابطوں کے حوالہ جات دیئے ہیں اور جو میں نے حکومت کی پیش کردہ رپورٹ کا حوالہ دیا ہے اس سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ آئین پاکستان کے تقاضوں اور ضمانتوں کی حکومت پنجاب نے صریحاً خلاف ورزی کی ہے اور اس لئے جناب سپیکر! یہ ایک میری آئینی تحریک استحقاق ہے۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

جناب سپیکر۔ اس پر میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ابر کرم نہ باد صبا مانگتے ہیں لوگ
وہ حبس ہے کہ لو کی دعا مانگتے ہیں لوگ

ذی جاہ و ذی وقار جناب سپیکر! آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہماری تاریخ آئین کی خلاف ورزیوں' روگردانیوں اور اقتدار کی کشمکش سے عبارت ہے۔ ہمارے ملک میں قانون اور آئین کی حکمرانی نے ابھی جزو ایمان کی شکل اختیار نہیں کی ہے' پھر بھی میں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی ہم نے صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ ایک حلف اٹھایا تھا کہ ہم نہ صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کو برقرار رکھیں گے بلکہ اس کا تحفظ اور دفاع بھی کریں گے۔ آج حکومت ایسی کارروائیاں کر رہی ہے اور طرز عمل اور رویہ اپنا رہی ہے کہ ہم اپنے حلف کے مطابق آئین کا دفاع کرنے میں رکاوٹ محسوس کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر آئین پاکستان کا آرٹیکل 25 اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ محض جنس کی بنیاد پر کسی کے ساتھ امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ مگر میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے وقت طالبات کے ساتھ امتیازی سلوک برتا گیا ہے۔ آئین کا آرٹیکل 34 خواتین کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں مکمل شمولیت کو یقینی بنانے کے اقدامات کرنے کی تجویز پیش کرتا ہے مگر ہم نے زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین کی شمولیت کو غیر یقینی بنا دیا ہے اسی طرح جناب والا! آئین کے آرٹیکل 37 (سی) فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم کو عام طور پر ممکن الحصول بنانے کے لئے اور اعلیٰ تعلیمی قابلیت اور اہلیت کے بنیاد پر سب کے لئے قابل دسترس بنانے کے لئے حکم صادر کرتا ہے مگر جناب سپیکر!.....

MINISTER FOR LAW: Point of order.

The motion has not yet been admitted. Let us first decide whether it falls within the purview of privilege motion or not because strictly speaking it is not in order. If it is admitted then my friends can deliver

general speech on the motion.

Mr. SPEAKER: I think he is giving a short statement.

MINISTER FOR LAW: It is not a short statement.

Mr. SPEAKER: Yes, I agree.

جنجوعہ صاحب short statement دیجئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میں short statement دے رہا ہوں۔ اور اپنی تحریک استحقاق کے حق میں میں نے جن آئینی آرٹیکلز کا حوالہ دیا ہے ان کے بارے میں میں عرض کر رہا ہوں۔

MIAN MUHAMMAD AFZAL HAYAT: It is short as well as bitter.

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آئین کا آرٹیکل 37 (سی) فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم کو ہر ایک کے لئے سہل بنانے کا علمبردار ہے اور اعلیٰ تعلیم' قابلیت کی بنیاد پر سب کو یکساں مہیا کرنے کا حکم صادر کرتا ہے۔ مگر ہم نے فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم کے سلسلہ میں اولیت اور قابلیت کو بنیاد نہیں بنایا اور آج وطن کی بیٹیاں اپنے حقوق سے محروم ہو کر سڑکوں پر مجبور ہو گئی ہیں۔ جناب سپیکر! میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے مسئلہ پر خواتین کے ساتھ جنس کی بنیاد پر جو ناروا سلوک برتا گیا ہے اور جس دیدہ دلیری کے ساتھ آئینی دفعات کی خلاف ورزی کی گئی ہے جناب سپیکر! وہ حکومت کے اس رویہ اور دانستہ کوشش کا نتیجہ ہے کہ حکومت کے دل میں ملک کے آئین کا کوئی تقدس اور کوئی احترام باقی نہیں ہے۔ جناب سپیکر! ایک اسلامی ملک میں جہاں نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے اور ہمارے ہاں خواتین معالجوں اور ماہرین طب کی بلحاظ آبادی شدید قلت ہے۔ اخلاقی اور اسلامی اقدار اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہر خاتون مریض کا علاج خاتون ڈاکٹر کے ذریعے سے ہونا چاہئے۔ مگر ہماری حکومت جو بزعم خود اسلامائزیشن کے مرحلے سے گزر رہی ہے۔ اس نے میڈیکل کالجوں میں داخلہ کرتے وقت خواتین کے ساتھ جو امتیازی سلوک برتا ہے اور خواتین کے بحیثیت ڈاکٹر تربیت حاصل کرنے کے مواقع کو جس طرح محدود کیا ہے اس

طریقہ سے اس ملک کی نصف آبادی کے حقوق سلب ہو کر رہ گئے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک کا آئین خواتین کے حقوق کو جو تحفظ عطا کرتا ہے اور ان کے جو حقوق آئین میں تسلیم کئے گئے ہیں وہ سلب ہو کر رہ گئے ہیں۔ جناب سپیکر! مجھے کہنے دیجئے کہ ہم ارکان اسمبلی اپنے حلف کے اعتبار سے اس امر کے پابند ہیں۔ کہ ہم اس ملک کی مقدس دستاویز آئین کو نہ صرف protect کریں گے بلکہ اس کا تحفظ اور دفاع بھی کریں گے۔ مگر آج صورت حال یہ ہے کہ ہم ایک خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں اور حکومت نے ملازمتوں کے سلسلے میں قواعد و ضوابط سے اپنے ہاتھ صاف کرنے کے بعد اب آئین کی پامالی کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیئے ہیں جناب سپیکر! حکومت کے اس رویہ سے' اس عمل سے' اس کردار سے اپنے حلف کے مطابق اپنا کردار ادا کرنے میں ایک سنگ گراں ہمارے راستے میں حائل کر دیا گیا ہے اور ہم حیران ہیں جناب سپیکر! اگر آئین کو طاق نسیاں کی نظر کر دیا گیا تو پھر ہماری قوم کس بنیادی دستاویز کے سہارے زندہ رہے گی۔ جناب سپیکر! آج ہماری بہنیں ہماری بیٹیاں اور یہ طالبات اپنے حقوق چھن جانے کے بعد سراپا احتجاج بنی ہوئی ہیں....

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب۔ کیا یہ short statement ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جی۔ جناب والا۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں یہ بات short statement سے تو بہت آگے بڑھ گئی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک استحقاق پیش کی ہے اور اس پر آپ نے اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

جناب سپیکر۔ جی۔ میں نے بلا شبہ آپ کو اجازت دی ہے۔ لیکن short statement پر اکتفا فرمائیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے جو تقریر فرمائی تو پہلے تو جناب جنجوعہ صاحب آپ کو satisfy کریں کہ یہ کس طرح fall کرتی

ہے۔ اور جو واقعات اس تحریک کے ہیں یہ تو short statement سے کہیں بڑھ گئے ہیں۔ میرے فاضل دوست شارٹ کا کیا مطلب لے رہے ہیں۔ اگر شارٹ کا مطلب یہ ہے تو پھر جناب والا ! Long statement کیا ہو گی۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ Detaild statement اور short statement میں تھوڑا سا فرق ہونا چاہئے۔ ہاں اگر یہ admit ہو جائے تو پھر جو ان کے دل میں آئے وہ کہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔

ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پر گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

جناب سپیکر۔ کیا آپ اس پر اپنی short statement ختم کرتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ نہیں جناب والا ! یہ تو میں نے چودہری صاحب کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر! طالبات کے احتجاج سے اس بات کی کھلی شہادت فراہم ہو گئی ہے کہ ہماری حکومت آئین کی خلاف ورزی پر تل گئی ہے۔ جناب سپیکر! خواتین صرف شمع محفل نہیں ہیں خواتین صرف کائنات کا رنگ نہیں ہیں خواتین ہماری زندگی کا ایک لازمی جزو ہیں خواتین ہماری زندگی کی گاڑی کا ایک پہیہ ہیں جناب والا ! اگر ان کے حقوق کو اسی طرح سے کیا جاتا رہا تو یہ نہ صرف قائداعظم کے فرمودات کی زبردست خلاف ورزی ہو گی جنہوں نے خواتین کو برابر کے حقوق دینے کے لئے صدا بلند کی تھی اور انہوں نے عہد کیا تھا کہ خواتین کو ان کی قومی زندگی میں بھرپور کردار ادا کرنے کے مواقع فراہم کئے جائیں گے جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے چونکہ چودہری صاحب کی طبع نازک پر بھی گراں گزر رہا ہے اور آپ بھی بار بار میری طرف نگاہ کرم سے دیکھ رہے ہیں میں نہیں چاہتا کہ آپ کو مجھے زبردستی بٹھانا پڑے آخر میں اتنی استدعا کرتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق کو شرف پذیرائی سے نواز کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے جناب والا ! ورنہ اقتدار کا یہ بے لگام اور منہ زور گھوڑا آئین کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دے گا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر۔ چودہری محمد رفیق صاحب۔ (چودہری صاحب ایوان میں تشریف نہیں رکھتے

ہیں)۔ جی۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں اپنے فاضل دوستوں اور احباب کی تقریر دل پذیر کے بعد چند الفاظ کہنے کی جسارت کروں گا میں یہاں کوئی جذباتی تقریر تو نہیں کرنا چاہتا تقریر تو تھوڑی بہت میں بھی کر سکتا ہوں لیکن میں اپنی تقریر

Within the scope of the facts and law

رکھوں گا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایک جلوس نکلا اور جلوس اس بات سے نکلا کہ خواتین نے اس کا مطالبہ کی کہ خواتین کو اوپن میرٹ پر میڈیکل کالجز میں داخلہ دیا جائے اور اس بارے میں جو تحریک استحقاق میں کہا گیا اور جس بات پر اس کا انحصار کیا گیا۔

Time and again I requested sir.

کہ یہ بات اس ایوان میں کہی جا چکی ہے اور کہی جا رہی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ۔

Time and again it has been agitated in the House.

کہ۔

Day by day - Everyday which is coming in the Assembly the Rules of privileges are being violated.

بلکہ اب تو میں یہ سوچ رہا ہوں کہ جو اس ایوان میں تحاریک استحقاق آ رہی ہیں میں بھی اپنی طرف سے ایک تحریک استحقاق پیش کروں کہ اس ہاؤس کا استحقاق دن بدن اور زیادہ سے زیادہ مجروح ہوتا جا رہا ہے اور میرے فاضل دوستوں کی طرف سے اس بات کا خیال نہیں رکھا جا رہا کہ استحقاق اور تحریک التوائے کار میں اتنا زیادہ فرق ضرور ہے کہ اگر اس بارے میں تھوڑی سے توجہ دی جائے اور ذہن کو اس پر ڈالا جائے تو اسے differentiate کیا جا سکتا ہے یہ اتنا مشکل کام نہیں۔ میں جس بات کی طرف جا رہا ہوں بات یہ ہے کہ جو تحریک استحقاق بنتی ہو۔

Within the four corners of the definition of the Privilege Motion.

اس کو ضرور لائیں اور اس کے لئے ایوان میں ایک گھنٹہ نہیں' دو گھنٹے نہیں' جتنا بھی چاہیں

اس کے لئے وقت لیا جائے۔ لیکن جو تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں نہیں آتا اور جس سے تحریک استحقاق کا دور سے یا نزدیک سے کوئی رشتہ نہیں بنتا اس کو تحریک استحقاق کہہ کر اس پر تقاریر اور اس طریقے سے بات کرنی کسی طور پر سمجھ نہیں آتا بات جناب والا! یہ ہے اور میں اس سے قبل بھی عرض کر چکا ہوں کہ استحقاق اور استحقاق وہ بھی ممبران کا اس کے لئے کوئی رول اور ضابطہ موجود ہے اور رول اور ضابطہ یہ ہے کہ پریویلجز جو ہیں یا استحقاق جو ہیں وہ کسی قانون یا قاعدے کے مطابق ممبران اسمبلی کو دیا گیا ہے۔

over and above the rights and privileges of the ordinary citizen

کسی قانون کے تحت کسی حق کا حاصل ہو جانا کافی نہیں ہے جب تک کہ یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ وہ استحقاق' وہ حق' وہ حقوق جو ہیں specially ممبران اسمبلی کے پریویلج کے دائرہ کار میں آتے ہیں جو تمام شہریوں سے ہٹ کر اس سے علیحدہ ہو کر' ممبران اسمبلی کے لئے تفویض کئے گئے ہیں اور آئین میں کسی بات کا ہونا' اس بات کی دلالت نہیں ہے کہ وہ ممبران اسمبلی کا استحقاق بن گیا ہے یا وہ ایوان کا استحقاق بن گیا ہے۔ اگر وہ التوائے کار میں وہ بات آئے اس کو حکومت کے نوٹس میں لایا جا سکتا ہے اور حکومت کی توجہ تحریک التوائے کار کے ذریعے اس طرف دلائی جا سکتی ہے۔

That privilege is a special type of right which has been specially granted under the Rules of Procedure under the law of Privileges.

اور اگر وہ اس استحقاق کے رول کی زد میں نہیں آتا تو اس کو ایوان کا وقت ضائع کرنے کے لئے کسی شکل میں اجازت نہیں دینی چاہئے اس لئے میں اس بات کے ساتھ' میں ابھی اس بات کو نہیں لے رہا کہ آیا خواتین کو مردوں کے برابر داخلہ دینے سے کسی دستور کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا نہیں۔ یہ ایک باقاعدہ عمل ہے جس پر میں ابھی بات کروں گا ابھی میں اس پر اکتفا کر رہا ہوں کہ اس تحریک سے میرے فاضل دوستوں کا یا ایوان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ استحقاق تو ایکٹ میں' قانون میں' سپیشل پریویلج کے طور پر ممبران اسمبلی کو دیا گیا ہے کہ وہ اس کو agitate بطور استحقاق کے کریں اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل جتنی بھی تحاریک استحقاق آ رہی ہیں ان میں شاید ہی کوئی ایسی تحریک ہو جو استحقاق کے

دائرہ کار میں آ رہی ہو اس کو التوائے کار میں تو پیش کیا جا سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے اس کو اپنے اصل دائرہ کار میں آنا چاہئے ہمیں اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے اڑھائی سال ہو گئے ہیں ابھی تک ہمیں اس بارے میں فرق معلوم ہو جانا چاہئے اس بارے میں تھوڑی بہت محنت کر کے جان لینا چاہئے کہ استحقاق کیا ہے اور التوائے کار کیا ہے' اور استحقاق ایک سپیشل قسم کا حق ہے جو صرف نمبران اسمبلی کو حاصل ہے اور وہ تمام شہریوں سے بالاتر ہے اس لئے یہ تحریک اس میں Fall نہیں کرتی۔

اب میں صرف واقعاتی طور پر اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

This matter was also a subject matter of the Writ Petition before the High Court. This matter was also a subject matter before the Supreme Court. No doubt time and again in various articles of the Constitution it has been guaranteed and it has been ensured that all persons irrespective of their race, irrespective of their religion, irrespective of their colour, irrespective of their caste, they are equal before the Constitution.

لیکن اس میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس بارے میں میں یہ بات بڑی وضاحت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

The Constitutionis very specific and the framers of the Constitution were very wise. We cannot interpret otherwise than the minds of the framers of the Constitution what it was at the time of the framing of the Constitution. We cannot travel beyond the scope of the interpretation which was in the minds of the framers of the Constitution. None can be wiser than the persons who framed the Constitution. So we must interpret in accordance with its provisions and what was in the minds of the framers of the

Constitution. This has not only been interpreted by the High Court but this has also been interpreted by the Supreme Court. So, now I will take your honour over to the particular Article which has been read out by my learned friend. اس میں میں بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کہا یہ گیا ہے کہ...

This is under article 22

In this two or three Articles were referred. The first one is Article 22. First I will take you to Article 25 and Article 22 will be taken later on.

Article 25 says ---

Equality of citizens:

> "All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law."

The Law is always made by the Government. Any law which is made by the Assembly and any rules framed thereunder, any valid instructions issued under the law that will be called a law and not the Constitution. The Constitution is something over and above the law and the law is something which is made by the Government in power.

اور اس کے تحت جناب والا! نمبر2 میں یہ کہا گیا ہے کہ...

> (2) There shall be no discrimination on the basis sex alone.

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میری سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ تحریک استحقاق کا جواب جو دے رہے ہیں اور یہ اتنی دیر سے ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ کیا یہ اس

تحریک استحقاق کی حمایت کر رہے ہیں یا مخالفت کر رہے ہیں؟

وزیر قانون۔ یہ آپ کی سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔ یہ کسی اور سے پوچھ لیں.....

جناب فضل حسین راہی۔ ویسے بھی میں احمق کی بات کم سمجھتا ہوں۔

وزیر قانون۔ ظاہر ہے احمق جو ہیں وہ اس طریقے سے سوچیں گے ان کو کیا پتہ کہ Constitution کیا ہوتا ہے یا اس کے دستور کیا ہوتے ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ۔

Article 25 reads as under:

25 (1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

The difference between the law and the Constitution is very clear.

لاء وہ ہے جو حکومت وقت کسی قانون کو بنائے اور اس کو Enforce کرے۔ اس کے تحت رولز بنائے اور Instructions جاری کرے اور اس کے تحت یہ ہے کہ...

25 (2) There shall be no discrimination on the basis of sex alone.

Whatever law is made by the lawful Government no discrimination shall be made on the basis of sex alone.

تو اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو ذرا آپ ذہن میں رکھیں کہ۔

Whatever point has been made

کہ جو لاء گورنمنٹ بنائے اس کے تحت Discrimination نہیں ہونی چاہئے۔ اب جناب والا! اس کے بعد آرٹیکل 34 ہے۔ اس کو جناب ملاحظہ فرمائیں گے کہ...

This has been referred by my learned friend ---

34. Steps shall be taken to ensure full participation of women in all spheres of national life.

یہ ایک General قسم کا آرٹیکل ہے کہ All spheres of life جو ہمارے معاشرے میں ہیں اس میں ان کی شمولیت کو روکا نہ جائے اور جس بارے میں Specially کیا گیا ہے۔ وہ آرٹیکل نمبر37 ہے کہ....

Article 37 (c)

> make technical and profession education generally available to and higher education equally accessible to all on the basis of merit;

جس میں کہ یہ ساری چیزیں کہیں گے...

Now I take you back to Article 4.

جو اس کا ماخذ ہے کہ آرٹیکل 4 کے تحت حکومت وقت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ تمام شہریوں کو Equal protection of law. دے اور جو لاء بنایا جائے اس کے تحت Equal protection دے اور جو لاء بنایا جائے اس کے مطابق Discrimination نہ ہو۔ اگر عورتوں کے لئے لاء بنایا جائے اور مردوں کے لئے لاء بنایا جائے تو اس پر پابندی کریں۔ اگر عورتوں کے لئے میرٹ بنایا جائے اور مردوں کے لئے میرٹ بنایا جائے تو اس کی پابندی کی جائے۔ اب جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ تمام Reference جو میرے فاضل دوست نے پیش کئے ہیں ان کی طرف میں نے آپ کی توجہ مبذول کرائی ہے جس پر سپریم کورٹ نے بھی اپنا فیصلہ reserve کیا ہے۔ اس کے بارے میں اگر آپ آرٹیکل 22 ملاحظہ فرمائیں گے تو اس سے بڑا واضح ہو جائے گا...

Article 22 (3) (b). Safeguards as to educational institutions in respect of religion, etc.

> No citizen shall be denied to any educational institution receiving aid from public revenues on the ground only of race, religion, caste or place of birth.

Sex is missing.

Framers of the Constitution نے اس میں Sex کو نہیں رکھا۔ جہاں تک ان کے Admission کا تعلق ہے...

"No citizen shall be denied to any educational institution receiving aid from public revenues..."

اس میں جناب والا ! ملاحظہ فرمائیں گے کہ تمام ٹیکنیکل اور میڈیکل ایجوکیشن میں حکومت وقت کا ایک ایک سٹوڈنٹ پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ جب ان کو ایجوکیشن دی جاتی ہے تو حکومت کا ایک سٹوڈنٹ پر کئی لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے تو اس میں کہا گیا ہے کہ۔

No citizen shall be denied to any educational institution receiving aid from public revenues on the ground only of race, religion, caste or place of birth.

اس میں جناب والا ! ملاحظہ فرمائیں گے کہ باقی تمام Articles میں sex کو شامل کیا گیا ہے لیکن جہاں تک ایسے تمام تعلیمی اداروں میں داخلے کا تعلق ہے وہاں sex کو شامل نہیں کیا گیا...

And this is very meaning-ful.

یہ بڑی با معنی بات ہے کہ Framers of the Constitution نے تمام طبقات زندگی میں معاشرے کے تمام کاموں میں ان کو شامل کرنے کے لئے تمام باتوں میں اس بات کا ذکر کیا کہ Sex کی بنیاد پر Discrimination نہیں کی جا سکتی لیکن جب داخلوں کا ذکر کیا کہ کسی انسٹی ٹیوشن میں جس پر کہ پبلک ریونیوز خرچ ہوتے ہوں ان کے داخلے کی بات ہو تو تب Framers of the Constitution نے Sex کو Discriminate کیا کہ حکومت وقت یہ دیکھتے ہوئے کہ کیسا ماحول ہے' کیسے حالات ہیں' ملک کے لئے کونسا قانون بہتر ہے' ایسا قانون بنا سکتی ہے کہ میڈیکل انسٹی ٹیوشن میں یا ٹیکنیکل انسٹی ٹیوشن میں جہاں تک ان کے

مواقع بھی موجود ہوں لیکن ان کے Representation کے لئے حکومت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایسا قانون بنائے ایسے رولز بنائے کہ ان کا علیحدہ علیحدہ میرٹ Fix کر دے۔ لڑکیوں کا میرٹ علیحدہ Fix کر دے اور لڑکوں کا میرٹ علیحدہ Fix کر دے۔ اس لئے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ آرٹیکل کہتا ہے کہ Admission کے معاملے میں Sex شامل نہیں کئے گئے اور اس کی کچھ وجوہات گورنمنٹ کے پاس موجود ہیں کہ ہماری خواتین جو ہیں وہ ہمیں اتنی معزز ہیں جتنا معاشرے کا کوئی اور طبقہ ہے۔ ان کی بہتری کے لئے معاشرے میں ان کو جائز مقام دلانے کے جتنا موجودہ حکومت نے کام کیا ہے اتنا کسی اور حکومت نے نہیں کیا اور حکومت نے اگر اس کو شمع محفل بنانے کی کوشش کی تو اس حکومت نے اس کے تقدس کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ اس لئے یہ کہنا کہ ان کو معاشرے میں بہتر ترقی و ترویج دینے کے لئے کوئی کام نہیں کیا گیا یہ قطعی غلط ہے لیکن حالات یہ ہیں کہ لڑکیوں کی پڑھ لکھ کر شادی ہوتی ہے اور ہمارے دیہات میں زیادہ ڈاکٹروں کی ضرورت ہے وہاں اس معاشرے میں مرد زیادہ جاتے ہیں۔ لڑکیاں ابھی تک اکیلی اس معاشرے میں جا نہیں سکتیں۔ دیہاتوں میں Appoint نہیں ہوتیں یا شادی ہونے کے بعد ان میں سے کئی اس Profession کو Adopt نہیں کرتیں۔ اس کا ہمارے پاس ثبوت موجود ہے۔ اس کی ہمارے پاس Average موجود ہے کہ جتنی لڑکیاں پڑھ کر Qualify کر کے نکلتی ہیں تمام سروس میں نہیں جاتیں بلکہ شادی ہونے کے بعد اور قسم کے دھندوں میں وہ مصروف ہو جاتی ہیں۔ تمام لڑکیاں اس Profession میں شامل نہیں ہوتیں۔ اس لئے جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نہیں کہ ہمیں ان کو اس سے باہر رکھنا مقصود ہے یا حکومت یہ چاہتی ہے کہ لڑکیاں میڈیکل ایجوکیشن حاصل نہ کریں یا لڑکیاں ٹیکنیکل ایجوکیشن حاصل نہ کریں....

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر... جناب سپیکر! میرا خیال یہ ہے کہ بار بار Repetition ہو رہی ہے اور Repetition کے قواعد اجازت نہیں دیتے اور ویسے بھی آپ سمجھتے ہیں کہ ایک تحریک استحقاق پر ٹیکنیکل بنیادوں پر جواب دینے کی بجائے یہ کہنا کہ اس حکومت نے قانون شہادت آرڈیننس بنا کر بڑی خدمت کی ہے تو آپ نے یہ خدمت کی

ہے اور جو خدمت آپ نے کی ہے وہ Press conferences میں نظر آتی ہے۔ وہ ٹیچرز بھی کرتی ہیں۔ یہ خواتین بھی کرتی ہیں...

آوازیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے...

جناب سپیکر۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں...

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ Repetition نہ ہو۔

Repetition is not allowed in the Rules of Procedure of the Assembly.

وزیر قانون۔ جناب والا! میں بڑی متعلقہ باتیں کر رہا ہوں۔ ان حالات کے تحت حکومت نے یہ ایک قانون بنایا اور قانون کے تحت ان کا میرٹ ایک جگہ فکس کیا اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس پر سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور اگر اس بارے میں کوئی فیصلہ کن بات ہے۔ یہ ان کا استحقاق نہیں ہے۔ اس لئے میں جناب والا! یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ....

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! جناب وزیر قانون پورے ایوان کو Mislead کر رہے ہیں۔ سپریم کورٹ نے اس بارے مین کوئی فیصلہ نہیں دیا ہے۔

وزیر قانون۔ اس سلسلہ میں جو سٹے آرڈر جاری ہوا تھا۔ ہائی کورٹ کا جو حکم امتناعی تھا۔ اس کو سپریم کورٹ نے رد کیا۔ اور اس پوائنٹ کی بنا پر کہ قانونی طور پر گورنمنٹ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایسا قانون بنائے کہ ان کا میرٹ ایک جگہ فکس ہو۔ اس کے مطابق یہ ہوا اور یہ مسئلہ کورٹ میں پینڈنگ ہے۔ اور یہ sub judice بھی ہے۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو بطور استحقاق کے اسمبلی میں نہیں لایا جا سکتا ہے۔ اور ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں یہ معاملہ پینڈنگ ہے اور اس کی حکم امتناعی پر فائینڈنگ بھی آ چکی ہے۔ اور باقی معاملہ پینڈنگ ہے۔ اس لئے یہ کسی طور پر اسمبلی کا یہ کسی ممبر کا استحقاق کسی قاعدے اور قانون کی رو سے رولز آف پروسیجر کے تحت آئین کے تحت استحاق نہیں بنتا ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب یہ sub judice کیسے ہے؟

وزیر قانون۔ اس لئے کہ اس پوائنٹ کو اچھالا گیا کہ داخلہ میرٹ پر نہیں ہونا چاہئے۔ گورنمنٹ کا ایکٹ غلط ہے یہ اوپن میرٹ پر دیا جائے۔ ہائی کورٹ نے حکم امتناعی دیا اور

سپریم کورٹ نے اس کو رد کر دیا کہ گورنمنٹ کا ایکشن قانون کے مطابق ہے اور گورنمنٹ علیحدہ علیحدہ ان کا میرٹ فکس کر سکتی ہے۔ اس پر آخر کار جو فیصلہ ہونا ہے۔ وہ پینڈنگ ہے۔ یہ صرف سپریم کورٹ نے حکم امتناعی کو رد کیا ہے۔ باقی فیصلہ ابھی آنا ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا ! ابھی ابھی وزیر قانون صاحب نے جو اس تحریک استحقاق کی مخالفت میں گفتگو کی ہے۔ اس میں مجھے ایک بات کے سلسلہ میں ذاتی وضاحت چاہئے کہ انہوں نے کہا ہے کہ لڑکیوں کی شادیاں ہو جاتی ہیں۔ تو یہ تو مساوی تقسیم ہے۔ شادیاں مردوں سے ہی ہوتی ہیں اور اگر مردوں کی شادی ہوتی ہے تو لڑکیوں سے ہی ہوتی ہے۔ اب لڑکی کی شادی مرد سے ہی ہوتی ہے تو میرٹ الگ الگ کرنے کا کیا مقصد ہے۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ خاص حق تلفی کی بات ہے۔ کہ خواتین ویسے ہی غیر مساوی حالات میں تعلیم حاصل کرتی ہیں اور تعلیم حاصل کر کے اگر وہ اس مقام پر پہنچ جائیں کہ ان کو میڈیکل کالج میں داخلہ ملے تو وہاں پر مردوں کی دنیا میں لڑکیوں کا میرٹ لڑکوں سے زیادہ کر دیا جائے تو جناب والا ! یہ تو سراسر زیادتی ہے۔ شکریہ۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ پوائنٹ جناب والا ! جب وزیر موصوف نے یہ کہا تھا کہ لڑکیوں کی شادی ہو جاتی ہے اور اس کے بعد اس کا مرد ان کو کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جن لڑکیوں کی شادیاں ہوتی ہیں کئی ایسے مرد ہیں جو اپنی بیویوں سے جاب کرانا نہیں چاہتے ہیں۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ پھر تو جناب والا ! مردوں کی اصلاح ہونی چاہئے۔

چودھری گل نواز خان۔ میں بیگم صاحبہ سے استدعا کروں گا کہ ایک سپیشل پوائنٹ انہوں نے اٹھایا ہے۔ مرد چار شادیاں کر سکتا ہے۔ عورت چار شادیاں نہیں کر سکتی ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا ! اگر عورت میڈیکل کالج میں پڑھ لے گی تو وہ نہ صرف اپنی قوم کی خواتین کی خدمت کرے گی بلکہ اس مرد کے بچوں کی اور اس مرد کی بھی خدمت کرے گی۔ مرد تو ڈاکٹر بن کر بہت سے ایسے مقامات آ جاتے ہیں جہاں پر وہ خواتین کی خدمت کرنے کے قابل نہیں ہوتے ہیں۔ مگر عورت ڈاکٹر بن کر بھی مردوں کی خدمت کر سکتی ہے۔

وزیر قانون۔ یہ بات میں تسلیم کرتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! محترم چودہری گل نواز وڑائچ صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ مردوں کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔ اور اس کے مقابلے میں عورتوں کو ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں ہے۔ تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ کہوں گا کہ یہ جو Family laws Ordinence ہے اس میں ایک مرد جو کہ پہلے سے شادی شدہ ہے وہ قانون کے مطابق اپنی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی رضامندی کے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتا ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! یہ لوگ شادیوں پر اتنے sensitive کیوں ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ بڑا Commen issue ہے اس لئے سب لوگ sensitive ہو رہے ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ میں آپ سے گذارش کروں گی کہ یہ چونکہ کسی کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے اس کارروائی کو آپ ریکارڈ سے حذف فرمائیں۔ میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتے تھے اور اگر یہ پرنٹ ہوں اور ہمارے باہر کے لوگ' عوام یہ دیکھ لیں تو وہ کہیں گے کہ یہاں پر ممبرز کا کیا رویہ ہے۔ اتنا غیر سنجیدہ رویہ ہمارا ہو نہیں سکتا ہے۔ اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ چونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے۔ اسے کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب تشریف رکھئے۔ بیگم صاحبہ نے مجھ سے پوچھا ہے۔ آپ سے نہیں پوچھا ہے۔ بیگم صاحبہ نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ فرمایا ہے کہ یہ جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے گئے ہیں یہ پوائنٹ آف آرڈرز نہیں بنتے تھے اس لئے ان کو اسمبلی کی کارروائی سے حذف کیا جائے۔ اس سلسلہ میں میں یہ کہوں گا کہ بلا شبہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھے لیکن ان کو کارروائی سے حذف کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ اس میں کوئی غیر شائستہ یا غیر پارلیمانی بات نہیں ہے اور غیر شائستہ الفاظ استعمال نہیں کئے گئے ہیں اور غیر سنجیدہ بات کے سلسلہ میں میں یہ کہوں گا کہ اس سنجیدگی کے ساتھ ساتھ بعض اوقات غیر سنجیدہ ہونا بھی بے حد ضروری ہو جاتا ہے۔ اور یہ کوئی اتنی بری بات نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات نہایت سنجیدہ ماحول میں کوئی خوبصورت بات کر کے اس کو وقتی طور پر

غیر سنجیدہ کر لیا جائے تو اس میں کوئی ایسی برائی کی بات نہیں ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں میں یہ بتا رہا تھا کہ یہ کہتے ہیں کہ مردوں کی اصلاح ہونی چاہئے۔ درست ہے۔ مردوں کی اصلاح کی ضرورت ضرور ہے۔ اور کوشش کر رہے ہیں اور کئی ایسے مرد ہم میں موجود ہیں یعنی ہماری سوسائٹی میں ایسے مرد موجود ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور گورنمنٹ متواتر اور مسلسل یہ کوشش کر رہی ہے کہ ان کی اصلاح ہو۔ لیکن یہ چونکہ ایک male dominated معاشرہ ہے جہاں تک مساوی حقوق کی یہ بات کرتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! گورنمنٹ اپنے طریقہ سے اصلاح کی کوشش کرتی ہے لیکن ان کا طریقہ غلط ہے۔ کسی ایسے آدمی کو جو سوسائٹی کا ایسا حصہ ہے جو اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ تو اس کو منسٹر بنا کر بھیج دیتے ہیں....

جناب سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ راہی صاحب غیر ضروری interruption نہ فرمائیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں اس پر اعتراض کروں گا کہ یہ جو غیر ضروری interruption بار بار ہوتا ہے اس کو چیک ہونا چاہئے۔ اور یہ صحیح ہے کہ ایوان میں کسی وقت غیر سنجیدہ ہونے کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن غیر سنجیدگی کو as a rule نہیں اپنانا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ کیا خیال ہے کہ آپ نے غیر سنجیدگی کو as a rule اپنایا ہوا ہے۔

وزیر قانون۔ نہیں جناب ایسا نہیں ہے۔ لیکن میرا مطلب یہ ہے کہ as a rule اس کو ایوان میں نہیں اپنانا چاہئے۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ اور اس معاشرے کی اصلاح کی مسلسل اور متواتر کوششیں ہو رہی ہیں اور جہاں پر male dominated society ہو اس میں ظاہر ہے کہ عورت کو اس کے برابر آتے آتے جتنا کہ اب کوشش ہو رہی ہے اس میں وقت تو لگتا ہے۔ ہمارا دیہاتی معاشرہ جیسا ہے کہ ایسے different condition میں خواتین ملازمت نہیں کر سکتی ہیں۔ یا جب شادی ہوتی ہے تو مرد dominate کرتے ہیں اور وہ ان سے ملازمت نہیں کرواتے ہیں۔ یا وہ ایسی مشکل جگہوں پر ملازمت نہیں کرتی ہیں یہ حقیقتیں ہیں اور ان کے اعداد و شمار ہمارے پاس

ریکارڈ پر موجود ہیں کہ ساری خواتین جو تعلیم حاصل کرتی ہیں وہ ملازمت نہیں کرتی ہیں۔ اس لئے حکومت ایسا قانون بنانے میں حق بجانب ہے کہ جب تک ایک لیول پر خواتین نہ آ جائیں کہ جس کے لئے مسلسل کوشش ہو رہی ہے۔ اس وقت تک ایسا قانون Validly بنایا جا سکتا ہے۔ اور اس پر سپریم کورٹ نے ایک Interim order پر Finding بھی دی ہے۔ اس Subjudice معاملہ کے متعلق ابھی تک اس کی Thorough adjudication آئے گی۔ یہ استحقاق جس کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے قطعی طور پر کسی ممبر اسمبلی کو Under any law ander any rule حاصل نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جائے۔ اور یہ تحریک استحقاق کا موضوع نہیں بن سکتی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر! چونکہ اس تحریک استحقاق کا میں خود بھی محرک ہوں اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ مجھے بھی اس پر short statement کا حق دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ چودہری صاحب اس کے لئے میں معذرت چاہتا ہوں میں نے آپ کا نام پکارا تھا لیکن اس وقت آپ تشریف نہیں رکھتے تھے...

جناب محمد رفیق۔ جناب والا! اس پر ابھی بحث تو ختم نہیں ہوئی ہے آپ اس سلسلے میں اگر چاہیں تو شفقت فرما سکتے ہیں۔ اس میں کوئی امر مانع بھی نہیں ہے....

جناب سپیکر۔ اب ہم اس وقت اسی تحریک استحقاق کے فنی پہلوؤں کی طرف دیکھ رہے ہیں آپ فنی لحاظ سے بتائیں گے کہ یہ تحریک استحقاق کیسے بنتی ہے؟

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں....

جناب سپیکر۔ صرف فنی پہلو پر بات کیجئے گا۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ دو تین لحاظ سے اس تحریک استحقاق کا Technical aspect بنتا ہے۔ ایک Aspect تو یہ ہے کہ ہم اس بات کا یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام میں خواتین کو دنیا کے تمام مذاہب اور معاشروں سے زیادہ آزادی حاصل ہے۔ اور ان کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ جناب والا! اسلامی نقطہ نگاہ سے بھی یہ پالیسی غلط ہے کہ

خواتین کو محض Sex کی بنیاد پر انہیں Discriminate کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آئین پاکستان میں بھی ہر شہری کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو Sex کی بنیاد پر Discriminate نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ چونکہ یہ Discriminate کا حکم حکومت پنجاب کی طرف سے جاری ہوا ہے۔ اور یہ پالیسی بھی حکومت پنجاب کی طرف سے جاری ہوئی ہے اور اس سلسلے میں حکومت پنجاب کو جو اختیارات ملتے ہیں وہ اس معزز ایوان کی جانب سے ملتے ہیں۔ یہ معزز ایوان Absolute majority کا ایوان ہے اور اس لئے Absolute majority کے ہوتے ہوئے جو پالیسی بھی یہاں پر بنے گی وہ اس بات کی نمائندہ ہو گی کہ پنجاب اسمبلی کے اختیارات اس میں شامل ہیں کیونکہ حکومت وقت اس اسمبلی سے اختیارات حاصل کر کے قوانین وضع کرتی ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان ان اختیارات کا منبع ہے اختیارات کا ذریعہ ہے۔ حکومت جب ایک پالیسی بناتی ہے اور Sex کی بنیاد پر اسے Discriminate کرتی ہے اور میرٹ پالیسی میں مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ نشستیں مخصوص کر کے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ چونکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے ہمارا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ چونکہ حکومت کے اختیارات کا ذریعہ یہ معزز ایوان ہے اور حکومت وقت اس معزز ایون کے ذریعے سے اختیارات کا استعمال کرتی ہے اور اس معزز ایوان کے اختیارات کے ذریعے سے ہی قوانین بناتی ہے وہ اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ یا تو یہ معزز ایون حکومت کو یہ اختیار دے کہ حکومت وقت Discrimination کر سکتی ہے یا جنس کی بنیاد پر خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کر سکتی ہے۔ پھر تو یہ بات ممکن ہو سکے گی کہ اس معزز ایوان نے حکومت وقت کو اختیارات دیئے ہیں کہ وہ خواتین کے ساتھ یہ امتیازی سلوک کرے۔ چونکہ اس معزز ایوان نے حکومت وقت کو یہ اختیارات نہیں دیئے کہ وہ خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کرے۔ اس لئے بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے اور یہ اس معزز ایوان کی توہین ہے۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں اس تحریک استحقاق میں ایک عام آدمی کا جو استحقاق ہے جو

آئین کے تحت اسے حاصل ہے۔ اس کا اس تحریک استحقاق میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اسمبلی اور ممبر کا جو استحقاق ہے کمیٹی کو جو استحقاق حاصل ہے وہ Special Privileges ہیں جو اسے آئین کے تحت، قانون کے تحت، ممبران کو اور اس معزز ایوان کو حاصل ہیں لہٰذا ان دونوں میں فرق ہے جس کا ہمیں ہر وقت اس بات کا احساس کرنا ہو گا۔ کیونکہ ممبرز کے جو استحقاق ہیں وہ Special privileges ہیں اور اس ایوان کے Privileges بھی Special privileges ہیں اور عام شہریوں کے Privileges علیحدہ ہیں۔ اور یہ معاملہ جو اس تحریک میں پیش کیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ Fundamental Rights کا معاملہ ہے اور Principles of Policy میں Chapter I part II میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کی courts Remedy میں Available ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ یہ معاملہ Subjudice ہے اس لئے اس میں اسمبلی کی Intervention کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا The motion is ruled out of order.

اس کے بعد تحریک استحقاق جناب سید طاہر احمد شاہ، میاں ریاض حشمت جنجوعہ اور جناب محمد رفیق صاحب کی طرف سے ہے اور یہ ان صاحبان کی طرف سے پیش کی گئی ہے لہٰذا ان کو آج Take up نہیں کیا جا سکتا۔ بیگم شاہین منور احمد صاحبہ آپ کی تحریک استحقاق پر فیصلہ تھا۔ آج آپ نے پاکستان ٹائمز میں اس کی Contradiction اور اس میں پاکستان ٹائمز کی طرف سے معذرت ملاحظہ فرمالی ہو گی۔ اب آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب والا! میں نے یہ خبر آج پڑھی ہے اور معذرت کے ساتھ یہ بیان کرنا چاہتی ہوں کہ یہ جو کچھ انہوں نے چھاپا ہے وہ Clarification چھاپی ہے۔ اور اس کا ڈکشنری میں جو مطلب ہے 'Clarification' means 'To make clear' تو یہ کس چیز کی Clarification کر رہے تھے۔ کیا ہمیں اس میں کوئی Doubt تھا کہ یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے یا Lack of Decorum کر رہے تھے۔ کیا ہمیں اس میں کوئی Doubt تھا کہ یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے یا Lack of Decorum کا مطلب کیا ہے۔ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ..... اور انہوں نے یہ بات کہہ کے کہ...

This is insult to an injury. This is no apology. This is to clearify a news circulated by the Pakistan Press International. I would like to invite their attention to the Press and Publication Ordinance, section 22. It is very clear. The reporting of the legislative proceedings is a very serious matter. It is not to be taken so lightly

کہ انہوں نے Clarification لکھ دی

And no apology, nothing, because we have taken exception...

جناب سپیکر۔ آپ ذرا پاکستان ٹائمز کی طرف سے جو Clarification شائع ہوئی ہے پڑھ دیں گی۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب والا! میں نے یہ خبر پڑھی ہے۔ اس لئے تو میں نے آپ کو Clarification کے Meaning بھی بتائے ہیں اور ڈکشنری سے Consult کر کے بتایا ہے.....

جناب سپیکر۔ شکریہ بیگم صاحبہ آپ کے Meaning بتانے کا لیکن آپ ذرا اسے پڑھ دیں گی.....

بیگم شاہین منور احمد۔ جی میں نے اسے پڑھا ہے لیکن میں آپ سے یہ گذارش کروں گی کہ میری یہ تحریک استحقاق In order ہے اور Prima facie میرا کیس بنتا ہے آپ سے یہ استدعا ہے کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیجئے اور جو کچھ بھی ہے کمیٹی اس کا فیصلہ کرے گی.....

> Because in the proceedings of contempt against this House we are bound according to law to take cognizance of the matter once it has been brought to the House and after that whatever we do it is up to the Committee. So I would request you that we should maintain our Parliamentary Practices, because this doesn't amount to an apology at all and I will read it out to you Sir.

'Clarification: This is to clarify that a news item captioned "Lady Member Lack Decorum" published in the Pakistan Times dated October 13, were circulated by the Pakistan Press International. Its publication is however regretted as the honourable Members of the Provincial Assembly have taken exception to the contents of the news item.

Now, you are right that they have printed the word 'regretted'.

MR. SPEAKER: Its publication is however regretted.

BEGUM SHAHEEN MUNAWWAR AHMAD: No Sir, if you read all they say because we have taken exception. It is not because there is some thing wrong and it is not because there is some thing which they should not have done, it is not that they withdraw it and not that they are sorry of having printed it. No, they say because we have taken exception. This is no apology, I don't consider this as an apology and I think my privilege motion which is a privilege motion of this House, you know, demands that proper procedure should be adopted in this and since this is in order it should be referred to the concerned Committee or to a Special Committee.

This is not a regret. They have not withdrawn their words. They have not apologised. It is because we have taken exception to it. Not because it is some thing wrong, not because it is some thing which they should not have done, not because they are sorry for having printed it but simply because we have taken exception to it. I would certainly not consider it an apology. Sir, my privilege motion demands that proper procedure should be adopted about it and, since it is in order, it should be referred to the concerned Committee.

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ Regret کرنے کے بعد بھی آپ....

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب یہ Regret نہیں ہے یہ کسی صورت میں بھی Regret نہیں ہے.....

Mr. SPEAKER: Begum Sahiba, the Law Minister has said that they have regretted.

BEGUM SHAHEEN MUNAWWAR AHMAD: No. They have not regretted. They have not even withdrawn their words. They have not apologised. They don't realise that they have done false reporting or that it is a libel on the House. They are not serious about it. If they were serious about it, they should have withdrawn those words and said, "we are sorry". Instead, they have printed the news all over again and circulated it twice. Now, they say that it is the Press International. I say, it is not the Press International. It is the printer, the publisher and the editor who is responsible for printing that news in the paper. It is their responsibility. It is a National Trust Paper and they should not have said like this. As I said yesterday, legislative proceedings are a fair and just process and it is a very serious matter according to parliamentary practice and internationally also. The Pakistan Times has made a habit of printing anything it likes. It takes liberties and we adopt very lenient attitude towards it. In the past also, it has done such things also. I would request you that we have to make a dead-line some where.

In the end, Sir, I would submit that the privilege motion moved by me is in order, prima facie case has been proved, and it should be referred to the privileges committee.

جناب سپیکر۔ یہ وزیر قانون صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آج "پاکستان ٹائمز" نے اس کی Clarification کو شائع کیا ہے۔ اور جس میں انہوں نے کہا ہے کہ۔

We regret for the publication بیگم صاحبہ کہتی ہیں کہ۔

It is not in clear words. اور وہ اس پہ مطمئن نہیں ہیں۔

BEGUM SHAHEEN MUNAWWAR AHMAD: I think, it is the privillege of this House and any reflection on this House is something very serious. It is something which is not to be taken lightly.

contempt of court جو ہمارے لاء کورٹ ہیں۔

This House is above that and we cannot take it so lightly.

لیکن اس میں لکھا ہوا ہے کہ۔

and we cannot take it so lightly we have regretted but the way in which they have regretted or tried to clarify is not proper. What are they trying to clarify? They have not offered an apology and they have not withdrawn those words. They repeat it and they clarify. What are they trying to clarify that we don't understand the language? well, I do.

وزیر قانون۔ جناب والا! میں نے clarification پڑھی تو نہیں لیکن جیسے محترمہ شاہین منور صاحبہ نے بیان کیا ہے ویسے تو اس پہ کافی کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں ان سے گذارش کروں کہ جو ان کا پوائنٹ ہے that has been made کہ اس میں محتاط رہا جائے اور ہاؤس کی جو رپورٹنگ ہے اس کے مطابق لکھا جائے لیکن اب اس کی technicalities میں further نہ جایا جائے گا۔۔۔

BEGUM SHAHEEN MUNAWWAR AHMAD: Sir, I am sorry to interrupt the Minister for Law but I would like him to go into the technicalities for admission of the provilege motion if he wants to.

جناب سپیکر۔ وزیر قانون کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

وزیر قانون۔ تو میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ صحیح بات ہے پریس کی ذمہ داریاں ہیں

but the point پھر بھی کئی باتیں ایسی ہو جاتی ہیں correct reporting is validly made اور اس کے بعد اگر regret بھی آ گئی ہے تو میرا خیال ہے کہ میں بھی request کروں گا کہ۔

point has been validly made on the floor of the House اور اس کے مطابق اس کی صحیح رپورٹنگ ہونی چاہئے۔ اور ممبران کے استحقاق کا خیال رکھنا چاہئے۔ لیکن because of that regret اس کو قبول کر لینا چاہئے۔ اور اس کو مزید پریس نہ کریں۔ اور ہمارا پریس بہرحال ذمہ داری کا مظاہرہ کرے گا اور کر رہا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو علیحدہ بھی بیٹھ کر یہ بات ہو سکتی ہے۔ اس کو اگر مزید پریس نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔

I concede that the Member has validly made her point. لیکن اگر اس کو further press نہ کیا جائے۔ اگر کیا گیا تو bad taste ہو گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اسے یہیں پہ ختم ہو جانا چاہئے۔

BEGUM SHAHEEN MUNAWWAR AHMAD: The Law Minister might consider it an apology but I don't consider it an apology. I would request that my motion may please be referred to the competent authority

اس کا Proper procedure ہے۔ وہ ایک دفعہ آئیں۔ انہوں نے ہمارا اور اس ہاؤس کے خلاف اتنی بڑی بات لکھ دی ہے۔

that they can be sued in any court of law for damages for libel against the MPAs and the House اس کے وقار کا ہم نے خیال رکھنا ہے اور اس کے استحقاق کو ہم نے protect کرنا ہے۔

for the sake of posterity. We should not take it lightly. Let these people appear before the Privileges Committee. We will listen them, and then decide. We want to set a precedent that they should not report like this.

اخبار والے ہمارے ہیں آپ کے ہیں سب کے ہیں لیکن ان کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ ایسے کریں۔ تو میری آپ سے یہی گذارش ہے کہ آپ اسے کمیٹی کو بھیجیں۔ وہاں وہ آئیں۔ جیسے کمیٹی فیصلہ کرے گی ویسے کرلیں گے۔ لیکن proper procedure adopt کرنا چاہئے۔

But the Motion should be referred to the Privileges Committee. Let them come there and give us their stand point.

وزیر قانون۔ جناب والا! اگر وہ اس بات پہ بالکل insist کرتی ہیں اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے کمیٹی میں بھجوا دیا جائے۔ ہمیں اس پہ کوئی ایسا اعتراض تو نہیں ہے۔ اس میں یہ معاملہ بھی discuss ہو سکتا ہے کہ strictly speaking یہ استحقاق کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں۔ میں نے تو گذارش کی ہے۔ لیکن وہ کہتی ہیں کہ میں نے تیاری کی ہوئی ہے اور میرے پاس valid points ہیں کہ breach بنتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر mis-reporting ہو گی اور اس میں کسی ممبر کی تضحیک کرنا مطلوب ہو تو breach of privilege بنتا ہے لیکن اگر انہوں نے regret کیا ہے اور وہ apology نہیں ہوا تو ان کا پوائنٹ valid بنتا ہے۔ اس کو کمیٹی کو بھیج دیا جائے۔

میاں ممتاز احمد قیانہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی فاضل رکن ساتھی سے یہ گذارش کروں گا کہ اس کے باوجود کہ وزیر قانون نے بھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان کی تحریک استحقاق بنتی ہے۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ پریس کا عوامی منتخب نمائندوں کے ساتھ تعاون اور موجودہ جمہوری اداروں کے ساتھ ان کی خدمات واقعی قابل تحسین ہیں اور کبھی ان سے ہمارے ساتھ کوئی چھوٹی موٹی زیادتی کی حد تک بھی کوئی بات ہو جاتی ہے تو میں ان کی clarification یا اپنے بیان سے ہمارے ساتھ کی گئی زیادتی کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے اس پہ ہمیں چاہئے کہ ہم صبر و تحمل کے ساتھ اس چیز کو برداشت کریں اور ان کو موقع دیتے ہوئے ان سے اچھے کاموں اور اچھی خدمات کی توقع کریں۔ تو میں ان سے گذارش کروں گا کہ اپنی تحریک استحقاق پر زیادہ زور نہ دیں۔

BEGUM SHAHEEN MUNAWWAR AHMAD: I would like to find

out from the Chair under what authority the Member is discussing this point. Does he consider himself to be the Law Minister?

جناب سپیکر۔ میں "پاکستان ٹائمز" کے وہ رپورٹر حضرات جو یہاں تشریف رکھتے ہیں ان سے کہوں گا کہ وہ clear terms میں ایوان سے معافی چاہیں اور یہ جو خبر انہوں نے شائع کی ہے اس کی clear terms میں contradiction کریں۔ اور اس تحریک استحقاق پر فیصلہ کو آج دوبارہ pending کرتا ہوں۔

BEGUM SHAHEE . MUNAWWAR AHMAD: Sir, you have kept my privilege m. . n pending on technical grounds. Is it lacking on technial g. ounds or prima facie case

نہیں بنتا آپ نے اس کی judgement کی کس طرح وضاحت کی ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ ابھی میں نے اس پہ judgement نہیں دی۔ میں نے اس کو pending رکھا ہے۔ اور "پاکستان ٹائمز" کو میں نے یہ ہدایت کی ہے کہ وہ clear terms میں اس کی contradiction کریں اور ایوان سے اور معزز خواتین سے معذرت چاہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ یہ تحریک التوائے کار جناب چودہری اصغر علی گوجر صاحب کی طرف سے ہیں۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! ایک اور تحریک استحقاق کا فیصلہ مؤخر ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ اس پر بھی Clarification ہے آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! میں تو clarification سے مطمئن نہیں ہوں آپ نے آج اس کا فیصلہ دینا تھا۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ اچھا اس سلسلے میں میں یہ کہوں گا کہ حذف شدہ کارروائی کو شائع کرنا واضح طور پر clear breach of privilege ہے۔ لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ متعلقہ اخبار اس معاملے میں بھی clear terms میں اس Breach of privilege کے بارے میں جس کا وہ ارتکاب کر چکے ہیں وہ ایوان سے معذرت چاہیں اور اس کی contradiction چھاپیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! یہ درست ہے کہ جو بات یہاں پر ہاؤس کے اندر ہوتی ہے وہ ہاؤس کی کارروائی کا حصہ ہوتی ہے اور وہ جو آپ expunge کرتے ہیں آپ حکم دیتے ہیں تو وہ کارروائی کا حصہ نہیں رہتی۔ لیکن جناب والا! یہ بات بھی درست ہے کہ وہ واقعہ ہو چکا ہوتا ہے اور اس کو پریس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے۔

اگر وہ اس دیکھے ہوئے کو نہ لکھیں تو پھر ہمیں پریس کی آزادی کی بھی سمجھ آتی ہے اور یہ پریس پر ایک غیر محسوس طریقہ سے جو پابندی لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے ہمیں اس کی بھی سمجھ آتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو اس معاملے کو اتنا سنجیدہ نہیں لینا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ مجھے کیا suggest کر رہے ہیں۔

فضل حسین راہی صاحب۔ جناب والا! میں یہ suggest کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ کہ یہ نہیں کہنا چاہئے تھا وہ نہیں کہنا چاہئے تھا۔

فضل حسین راہی۔ مجھے افسوس ہے کہ جناب والا! میں آپ کی رولنگ کو چیلنج نہیں کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب تشریف رکھئے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 38 ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! آپ نے یہ فیصلہ pending کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں pending کیا ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جی pending کیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ چودھری اصغر علی گوجر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں اگلی تحریک التوائے

کار بھی چودہری اصغر علی گوجر صاحب کی طرف سے ہے اور یہ نمبر 39 ہے۔ ان کی کوئی اطلاع بھی نہیں ہے اس لئے یہ Disposed of تصور ہوں گی۔ تحریک التواء نمبر 40 سید طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔

محکمہ پولیس شعبہ ٹیلی کمیونی کیشن میں ساز و سامان کی خریداری میں بے ضابطگی

سید طاہر احمد شاہ۔ (ڈپٹی قائد حزب اختلاف)۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ پولیس شعبہ ٹیلی کمیونی کیشن قربان لائن لاہور نے دس 10 عدد سگنل جنریٹر سیٹ کی خریداری کے لئے ٹینڈر طلب کئے جس کے نتیجے میں دو فرموں نے مطلوبہ سامان کے لئے اپنی کوٹیشنیں دیں۔ ان میں سے ایک فرم کو جس کی پیش کش فنی اور قانونی خریداری کے تقاضے پورا کرتی تھی خریداری آرڈر دے دیا گیا جس کی مدت فراہمی مال مورخہ 20 جون 1987ء مقرر کی گئی۔ مذکورہ فرم نے محکمہ موصوف کو طلب کردہ زر ضمانت بھی دے دی۔ (خریداری نمبر 18436 مورخہ 29 مارچ 1987ء) فرم مذکورہ نے خریداری آرڈر کے مطابق سگنل جنریٹر درآمد کر کے مورخہ 18 جون 1987ء کو محکمہ پولیس کو مقررہ میعاد کے اندر قربان لائن میں دے دیئے مگر محکمہ موصوف نے سرکاری خزانہ سے واجب الادا رقم نکلوانے کے باوجود فرم مذکورہ کو سامان کی قیمت کی ادائیگی کرنے سے بلا فنی اور قانونی جواز کے انکار کر دیا جو کہ معاہدہ خریداری آرڈر کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔

مذکورہ فرم کو واجب الادا رقم پر بنک چارجز کی صورت میں بلاوجہ مالی خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے مزید برآں محکمہ موصوف نے زرضمانت بھی فرم کو واپس کر دی ہے جو کہ اس امر کا ثبوت ہے کہ مذکورہ فرم اور محکمہ موصوف کے درمیان مال کی فراہمی میں کوئی تنازعہ نہیں ہے۔

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں فرم کو مال کی رقم کی ادائیگی نہ کرنے کا کوئی قانونی جواز نظر نہیں آتا۔ یہ نظر غائر پس پشت دیگر وجوہات منفی اور ذاتی رد عمل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مزید برآں دیگر مال فراہم کرنے والی فرموں کی تنظیمیں اس زیادتی اور ناانصافی پر سخت پریشانی میں مبتلا ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ محکمہ پولیس کو مال فراہم کرنا احتجاجاً بند کر دیں۔ جس سے محکمہ موصوف کی کارکردگی میں کمی اور بدنامی میں اضافہ ہو گا۔ جس کے نتیجے میں محکمہ کا مواصلاتی نظام نہ صرف متاثر ہو گا بلکہ مواصلاتی تعطل کی بناء پر غیر قانونی کارروائی پر محکمہ کی گرفت کمزور ہو جائے گی جب کہ صوبہ میں پہلے ہی امن عامہ کی صورت حال بہت خراب ہے۔ عوام عدم تحفظ کا شکار ہیں مزید امن عامہ خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ محکمہ کے خلاف عوامی منفی رد عمل کا شدید اندیشہ ہے ویسے بھی حکومت کا فرض اول ہے کہ مالیاتی ضیاع کے ساتھ ساتھ غیر قانونی عمل کو روکے جس سے عوام پریشان ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر فوری طور پر مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب لاء منسٹر۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اس پر میرا یہ اعتراض ہے کہ یہ کوئی ایسا اہمیت عامہ کا Matter نہیں ہے۔ specified ایک فرم کا تعلق ہے اگر ہم اس کو اس ہاؤس کا subject matter بنانے لگیں Road Contractors اور فرموں کے نمائندے بن کر ہم یہاں پر اگر اس طرح کی بات کرنی شروع کریں گے تو پھر It will be difficult. کہ اس قسم کے public importance کو ہم discussion matter بنائیں۔ یہ واضح طور پر ایک کمپنی کا' ایک سپلائر کا معاملہ ہے کہ آیا اس نے اس کی terms and condition پوری کی ہیں یا نہیں کیں اور اگر کی ہیں تب بھی اگر نہیں کی ہیں تب بھی اس فرم کو یہ حق حاصل ہے کہ damages claim کرے وہ سول کورٹ میں جائے یا اس بات کی توجہ حکومت کو دلائے کہ ان کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ لیکن اگر یہ کہنا کہ کسی فرم نے کوئی مال سپلائی کیا اور اس میں کوئی defect تھا کہ اس میں مزید کوئی انکوائری ہو رہی ہے تو اس کو کارروائی اور التوائے کار کا موضوع بنا کر اور

ہاؤس کی کارروائی کو معطل کر کے اس کو لینا میرے خیال میں ضروری نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں ایسی کون سی اہمیت ہے۔ اگر ایک ایک فرم کو پیسے دلانے کے لئے ایک ایک فرم کا کیس plead کرنے کے لئے اس طرح کی تحریکیں ہاؤس میں آتی رہیں تو میرا خیال ہے یہ ہاؤس میں کوئی اچھی مثال نہیں ہو گی۔ لیکن میں اس پر صرف دو ہی باتیں عرض کروں گا اور وہ دو باتیں یہ ہیں یہ بات صحیح ہے کہ سپلائی کے لئے ٹینڈر دیئے گئے اور مال فراہم کیا گیا۔ لیکن اس میں اعتراض یہ ہے کہ اس میں complaints یہ ہوئی تھیں کہ اس کے ماڈل کی تصدیق نہیں ہو سکی کہ اس کا ماڈل یہی ہے یا کوئی اور ہے۔ یہ Matter ابھی تک Pending ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے اور یہ ہمیں Esure کروائیں فرم مذکورہ کہ یہ وہی ماڈل ہے جس ماڈل کے لئے ٹینڈر طلب کئے گئے تھے۔ اور وہ ماڈل ہی انہی لوازمات کے ساتھ سپلائی کئے گئے ہیں۔ یہ ایک ایسا Factor ہے کہ جو Call کرنے والی اتھارٹی ہے اس کو حق حاصل ہے کہ وہ تسلی کرے کہ جو مال انس کو سپلائی کیا گیا اس کی Requirement اس کی Specification کے مطابق ہے اور یہ Matter تصدیق ہو رہا ہے اس کو لیٹر لکھ دیا گیا ہے لیٹر ہمارے پاس موجود ہے اس بات کی وہ تسلی کرا دیں جس کی ابھی تک انہوں نے تسلی نہیں کروائی۔ لیٹر ہمارے پاس موجود ہے باقی ساری چیزوں پر کوئی اعتراض موجود نہیں ہے۔

دوسری بات کہ اس بارے میں فرم کو باقاعدہ لیٹر لکھا گیا کہ یہ باتیں آپ ہمیں بتائیں۔ کاغذات دکھائیں۔ اس کی رقم یا اس بارے میں جو آپ نے تسلی کروائی تھی کہ یہ Specification اور یہ رقم ہے اس کے مطابق یہ ماڈل ہے۔ اگر وہ اس کے زمرہ میں آتی ہیں تب اس کو ادائیگی کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہو گا۔ یہ 24-6-1987 کا لیٹر اس فرم کا موجود ہے اور انہوں نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ جب تک اس کا حتمی فیصلہ نہ ہو جائے ہمیں اس کی ادائیگی نہ کی جائے۔ یہ ان کی اپنی Admission ہمارے پاس موجود ہے کہ اس وقت تک ہمیں اس کی ادائیگی نہ جائے جب تک یہ جو دو تین Matters ہیں ان کی تسلی نہ ہو جائے۔ یہ کون سا Matter ہے جس کے لئے ہاؤس کی کارروائی معطل کر کے اور ایک فرم کو پیسے دلانے کے لئے اور اس کی جو Queries ہو رہی ہیں جس کے مطابق اس

نے مال کی تسلی کروانی ہے اسے زیر بحث لایا جائے۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ یہ ایسا Subject matter ہے جس سے ہاؤس کے وقت کا ضیاع کیا جائے۔ اس لئے دونوں باتیں جب فرم خود تسلیم کرتی ہے کہ 24-6-1987 کی چٹھی ہے۔ اور پھر ہماری ایک چٹھی ہے اس کے مقابلہ میں 30-6-1987 چٹھی ہے۔ کہ اس کے ماڈل ہمیں تصدیق کر دیں اور دوسرے اس کی قیمت کی سپلائی کا جو آپ نے Ensure کیا تھا اس کے مطابق یہ ریٹس ہیں جب یہ دونوں باتیں Settle ہو جائیں گی ہم ان کو قیمت ادا کر دیں گے۔ اس کو ہاؤس کا Subject matter بنانا یہ کسی طور پر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

میں اپنے فاضل محترم دوست سے گذارش کروں گا یہ Matter ایسا نہیں ہے جس کے لئے ہاؤس کو پریس کیا جائے کہ ایوان کی کارروائی کو معطل کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔ اس کو پریس نہیں کیا جانا چاہئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! مجھے معذرت کے ساتھ آپ کی وساطت سے فاضل وزیر قانون کے ان الفاظ پر اعتراض ہے جو کہ انہوں نے یہ فرمائے ہیں کہ ہم اراکین اسمبلی فرموں کے یا ایک فرم کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے۔ کیونکہ ہم لوگ منتخب ہو کر عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے۔ عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے۔ عوام کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے خواہ وہ ایک ہی فرم کیوں نہ ہو اس کا مسئلہ اگر ہمارے سامنے آئے گا۔ اگر کوئی غیر قانونی طور پر کوئی محکمہ کسی بھی شہری کے ساتھ کسی بھی کمپنی کو۔ کسی بھی فرم کے ساتھ زیادتی کا ارتکاب کرے گا تو میں سمجھتا ہوں اس قسم کا مسئلہ اس ایوان میں لا کر ہم اپنے فرائض کی ادائیگی کو احسن اور خوش اسلوبی سے ادا کرنے کا فرض پورا کرتے ہیں۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ جس لیٹر کا فاضل وزیر قانون نے اظہار فرمایا ہے کہ فرم نے خود لکھ کر دیا ہے۔ اصل میں جناب سپیکر! صورت حال کچھ اس قسم کی ہے کہ ایک گمنام شکایت ہوئی ہے جس کی وجہ سے محکمہ ادائیگی سے احتراز کر رہا ہے۔ یہ اس فرم نے مالی سال کے اختتام سے قبل یہ لکھ کر دیا تھا کہ بے شک ہمیں اس کی تحقیقات کرنے کے بعد ادائیگی کر دی جائے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

جناب سپیکر! اب آپ دیکھ لیجئے کہ سگنل جنریٹر کوئی عام چیز نہیں ہے۔ یہ ایک بہت sensitive instrument ہے۔ جو برطانیہ کا ساخت شدہ ہے اور اس کی ایکسپورٹ پر بھی پابندی ہے۔ یہ 24 لاکھ روپے کا مسئلہ ہے یہ چھوٹی رقم کا مسئلہ نہیں ہے۔ اب جون سے لے کر آج اکتوبر بھی گزر رہا ہے اس عرصہ تک محکمہ اس کا تصفیہ نہیں کر سکا کہ اس نے فرم کو ادائیگی کرنی ہے یا نہیں کرنی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر قانون سے یہ ضرور گذارش کروں گا کہ وہ ان محرکات کی تہہ تک جائیں۔ یہ ایک شہری کو بھی قانونی طور پر وہی اختیارات ہیں جو تمام شہریوں کو حاصل ہیں۔ یہ بنیادی حقوق کا مسئلہ ہے کہ آپ کسی کو اس کے حق سے محروم نہیں کر سکتے۔ اگر اس فرم کا یہ حق بنتا ہے تو آپ کوشش کریں کہ جلد سے جلد اس کو ادائیگی کر دی جائے۔ اگر اس کا حق نہیں بنتا تو آپ ان کو بتائیں کہ ان وجوہات کی بنا پر ان کا حق نہیں بنتا ہے۔ تو مجھے اس پر کیا اعتراض ہے۔ جناب سپیکر! نہ یہ میری کمپنی ہے اور نہ میں اس کا حصہ دار ہوں مجھے تو ایک عوامی نمائندے کی حیثیت سے ایک مسئلہ بتایا گیا تو میں

For redress of the grievance of public or of a person.

میں سمجھتا ہوں یہ میرا فرض بنتا تھا کہ میں اس مسئلہ کو ایوان کے سامنے پیش کروں تاکہ اس حکومت کو' وزیر قانون کو' جناب وزیر اعلیٰ کو یہ پتہ چل سکے کہ ان کے زیر انتظام محکموں میں کیا ہو رہا ہے۔

اگر جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب یہ فرما دیں کہ ان کی رقم کی ادائیگی کا ایک متعین عرصہ میں وہ فیصلہ کر دیں گے تو مجھے اس پر پریس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون۔ یہ تو میں کر سکتا ہوں کہ اس کو میں دیکھ سکتا ہوں کہ یہ بات غیر ضروری التوا میں نہ پڑے اسکو فوراً Settle کر لیا جائے۔ لیکن جو ذمہ داری ان کی ہے مثلاً ان کی ذمہ داری ہے کہ اس کے ماڈل کی تصدیق کریں وہ خود کر دیں باقی چیزوں کی میں Look after کر لوں گا کہ اس کی ناجائز طور پر ان کو کہیں تکلیف نہ ہو اور بلاوجہ تاخیر نہ ہو۔ یہ میں چیک کر لوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب خود یا کوئی اور وزیر صاحب جس کی

حکومت ڈیوٹی لگائے اگر یہ مناسب سمجھے تو وہ اس فرم کو بھی بلا لیں۔ متعلقہ محکمہ کو بھی بلا لیں اور مجھے بھی بلا لیں تاکہ میں دیکھ سکوں کہ ان کے ساتھ واقعتاً زیادتی ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی۔ اس میں فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ وقت کا تعین کر دیں کہ اس کیس کا فیصلہ اتنے دن میں ہو جائے گا۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر۔ وہ یہ کہہ چکے ہیں کہ اس میں غیر ضروری تاخیر نہیں ہو گی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو وہ وقت کا تعین کر دیں سترہ دن' دس دن' ایک ماہ کوئی حد تو کسی کو انصاف دینے کی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ اس پر میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت کا تعین کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔ اس لئے آپ اس بات پر غور فرمائیں جو انہوں نے کہا ہے اس میں غیر ضروری تاخیر نہیں ہو گی لیکن یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ آپ کو اعتماد میں لے لیں گے۔ چودہری صاحب' شاہ صاحب کو ساتھ بلایا جا سکتا ہے۔ یہ بات کی جا سکتی ہے۔

وزیر قانون۔ یہ میرے دوست ہیں آئیں لیکن میں فرم کو بھی سن سکتا ہوں۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ جو غیر ضروری باتیں ہیں ان کو فوری طور پر حل کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ چودہری صاحب اس کو Take up کر لیتے ہیں۔ آپ کو بھی ساتھ رکھیں گے۔

SYED TAHIR AHMAD SHAH: I don't press it.

جناب سپیکر۔ ملک غلام شبیر جوئیہ۔

چک نمبر 8- ایم ایل میانوالی میں سات مرلہ سکیم کے تحت بے گھر لوگوں کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں محکمہ زراعت کی بے جا مداخلت

ملک غلام شبیر جوئیہ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی

ملتوی کی جائے۔ مسئلہ جو پی پی 53 ضلع میانوالی کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر! وزیراعظم پاکستان کے 5 نکاتی پروگرام کے تحت بے گھر لوگوں کو 7 مرلہ سکیم کے تحت جناح کالونی قائم کرنے کا واضح اعلان کیا گیا۔

وزیراعلیٰ پنجاب نواز شریف کے حکم سے پنجاب میں کام کا آغاز ہوا۔ میں نے اپنے حلقہ میں چک نمبر 8 ایم ایل جہاں گورنمنٹ کا 800 ایکڑ رقبہ موجود تھا اس میں سے 91 ایکڑ بارانی رقبہ 7 مرلہ سکیم کے تحت تجویز کیا ہے بعد ازاں جناب اسسٹنٹ کمشنر میانوالی اور حلقہ (MPA) کی موجودگی میں پلاٹ الاٹ کئے گئے اور ساتھ ہی تقریباً 1400 بے گھر لوگوں کو اسناد تقسیم کی گئی ہیں۔ لیکن اب سیکرٹری زراعت نے ایک چٹھی نمبر 4139 مورخہ 14 جون 1987ء جناب کمشنر میانوالی کو ارسال کی اس چٹھی کے تحت پلاٹ ہائے کی نشان دہی کو روک رکھا ہے۔ جس سے میرے حلقہ کے غریب لوگوں میں مسلم لیگ اور حکومت کے خلاف بے چینی پیدا ہو رہی ہے اور اسی چٹھی کے تحت سیکرٹری زراعت نے جناب وزیراعظم پاکستان کے 5 نکاتی پروگرام میں بے جا مداخلت کی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر کسی مسئلے سے مسلم لیگ کے خلاف لوگوں میں بے چینی پیدا ہوتی ہے تو کیا یہ تحریک التواء کا موضوع بنتا ہے؟

وزیر قانون۔ اگر کسی فرم کے بل نہ دینے سے بنتا ہے تو یہ بات اور ہے میں اس کی مخالفت کروں گا۔ لیکن آپ کی یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر۔ جی جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنے فاضل ممبر کی اس سوچ پر بہت افسوس ہے۔ میں اس ایوان میں واضح طور پر اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ چند عارضی مقاصد حاصل کرنے کے لئے وقتی طور پر چند سو افراد کو خوش کرنے کے لئے ہم یہ رقبہ ان کے حوالے نہیں کریں گے۔ میں واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رقبہ سرکاری نہیں ہے۔ یہ ایک فارم کا بورڈ آف ریونیو کی طرف سے الاٹ شدہ رقبہ ہے جو ہمارے تحقیقی مرکز کے لئے باقاعدہ الاٹ شدہ ہے۔ بورڈ آف ریونیو نے اس کو بیج پیدا کرنے اور تحقیقاتی امور کے

لئے دیا ہے۔ آگے جا کر اس کو ورلڈ بنک کے پروگرام کے تحت روغنی اجناس اور کماد کے لئے مختص کیا جا رہا ہے۔ اور Arid zone میں اس کو ایک تحقیقی مرکز بنایا جا رہا ہے۔ یہ تحقیقی مرکز کا ایک حصہ ہے جس زمین کو وہ چاہتے ہیں کہ اپنے چند ووٹروں یا چند آدمیوں کو خوش کرنے کے لئے ہم ایک ایسے تحقیقاتی مرکز کا رقبہ ان کے حوالے کر دیں کہ جس پر آنے والی نسلوں اور اس ملک کی زراعت کا دار و مدار ہے۔ Arid zone کے لئے وہاں ورلڈ بنک کے تعاون سے مراکز قائم ہو رہے ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑا انسٹی ٹیوشن بن رہا ہے۔ مجھے تو اس سوچ پر ہی افسوس ہوتا ہے۔ ہمیں تو چاہئے کہ ہم ان فارموں کا اور تحقیقاتی مراکز کا رقبہ اور بڑھائیں۔ اب تو آبادی اتنی بڑھ رہی ہے اور غلے کی اتنی ضرورت ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم غیر پیداواری چیزوں کے لئے اس رقبے کو لے لیں یا کم کریں بلکہ میں نے تو چیف منسٹر کے سامنے یہ سارا مسئلہ پیش کیا ہے کہ ایک ایسا قانون بنایا جائے کہ کوئی زرعی رقبہ یا زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہونے والے رقبے کی ایک انچ زمین بھی کسی غیر زرعی مقصد کے لئے استعمال نہیں ہونی چاہئے۔ نہ وہاں کوئی مل لگے نہ وہاں کوئی آبادی بنے نہ وہاں کوئی کنسٹرکشن ہو۔ یہ تو بڑی واضح بات ہے۔ یہ بات میں نے اپنے فاضل دوست کو بتانے کی کوشش کی ہے کہ چند افراد کو خوش کرنے کے لئے آپ پورے ملک کی قسمت کو داؤ پر لگا رہے ہیں؟ پورے ملک کی آئندہ زرعی پالیسی کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟ اس حکومت نے غلے میں اس مشکل سے خود کفالت حاصل کی ہے اور تحقیقاتی مراکز نے اتنا کام کیا ہے کہ اگر ہم اس کا رقبہ آٹھ آٹھ سو کنال دو دو سو کنال لے کر غیر تحقیقاتی اور غیر زرعی مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیں تو یہ اس ملک اور اس قوم کی بڑی بدقسمتی ہو گی کہ ہم اپنے ان فارموں کو جن سے اتنے اچھے مقاصد حاصل ہو رہے ہیں ہم غیر زرعی اور غیر پیداواری مقاصد کے لئے ختم کر دیں۔ میں ایک بار پھر عرض کروں گا کہ اس میں سے پالیسی کے تحت ایک انچ رقبہ بھی کسی اور مقصد کے لئے نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے اس سے نہ پرائم منسٹر کے پانچ نکاتی پروگرام کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ آپ کوئی غیر آباد رقبہ جو سٹیٹ لینڈ پڑی ہو وہاں جا کر لیں۔ یہ کسی خاص مقصد کے لئے الاٹ شدہ رقبہ ہے جس پر آئندہ ورلڈ بینک کا پراجیکٹ بھی شامل ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ قومی مفاد میں نہیں کہ اس

رقبے کو کسی خاص مقصد یا کسی خاص حلقے کو خوش کرنے کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ اس لئے میں اپنے فاضل دوست سے یہ گذارش کروں گا کہ اس کو پریس نہ کریں اور یہ رقبہ اس مقصد کے لئے نہیں دیا جا سکتا۔ اور نہ حکومت اس امر کی متحمل ہو سکتی ہے کہ اپنے فارم کا رقبہ ختم کر دے۔ بلکہ ہم تو کوشش کر رہے ہیں کہ اس کے ساتھ جو ملحقہ رقبہ ہے وہ مزید حاصل کر کے اس فارم میں شامل کیا جائے۔ ہم مزید زمینیں لے کر اس فارم کو ترقی دیں۔ اس لئے میں گذارش کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وہ ان کا پوائنٹ نہیں سمجھے ان کا پوائنٹ یہ ہے کہ پہلے آپ نے اس زمین کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے منتخب کیا ہے اور پھر آپ ہی نے آپ کی حکومت نے ایک چٹھی کے ذریعے اس کو کالعدم قرار دے دیا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ آپ کے اپنے عمل میں تضاد ہے۔ جو حکومت کا تضاد ہے وہ اس کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون۔ یہ مطلب جو نہ انھیں سمجھ میں آیا ہے نہ مجھے سمجھ میں آیا ہے اور یہ صرف ان کی سمجھ میں یہ بات آئی ہے۔ یہ کیا بتانے کی کوشش کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر۔ ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب۔

ملک غلام شبیر جوئیہ۔ جناب سپیکر! مجھے وزیر صاحب کی یہ بات سن کر بڑا افسوس ہوا ہے۔ یہ وزیر قانون بھی ہیں اور وزیر زراعت بھی۔ باقاعدہ طور پر حکومت پنجاب کا کالونیز ڈیپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نمبر ایچ 277-86 پنجاب 17 مورخہ 3-7-1986 جاری کیا کہ سرکاری رقبہ جناح آبادیز کے تحت استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ انھوں نے اس کا باقاعدہ طور پر نوٹیفکیشن کیا ہے۔ بلکہ انھوں نے ہاؤس میں اور پارلیمانی گروپ میں باقاعدہ طور پر کہا تھا کہ جہاں صوبائی حکومت کا رقبہ لوگوں سے لیتے ہیں تو وہ وہاں بیس ہزار روپے فی کنال ہے۔ اس کی قیمت محکمہ مال کے ریونیو کے حساب سے ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے بنتی ہے۔ دوسرا رقبہ جو ہم نے تجویز کیا ہے وہ محکمہ ریلوے کے آفیسر اور ملک ممتاز بھچر صاحب اور لوگوں نے دیکھا ہے وہ رقبہ اس چک میں بالکل باران اور ٹیلہ رقبہ ہے۔ وہ رقبہ ہم نے لوگوں کو الاٹ کیا ہے۔ وہاں باقاعدہ ڈی سی صاحب گئے۔ ملک ممتاز بھچر صاحب بھی شامل

تھے اور ان کا افسر بھی ساتھ تھا۔ انھوں نے کا کہ یہ رقبہ بے کار ہے۔ نہ وہاں کوئی تجرباتی فارم ہے اور اس رقبے میں نہ کوئی چیز پیدا ہوتی ہے۔ سوائے اس کے کہ بارش ہو جائے تو چھولے چھالے اور وہ نخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کی کوئی آمدن نہیں اور نہ وہاں کوئی تجرباتی فارم ہے۔ جو تجرباتی فارم ہے میں کہتا ہوں کہ یہ جو اپنے تجربات چاہیں اس میں کریں۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے اس چک 8 ایم ایل نہ تو کوئی تجرباتی فارم ہے اور نہ اس کی کوئی آمدن ہے۔ میں گذارش کروں گا کہ یہ جو چودہ سو اسناد ہم نے لوگوں میں تقسیم کی ہیں وہ لوگ کہاں جائیں؟ نہ وہاں ایسا کوئی رقبہ باقی ہے۔ اگر ہم لوگوں سے رقبہ لیتے ہیں تو اس کی قیمت میں نے عرض کی ہے ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ لگتا ہے۔ میں وزیر صاحب سے گذارش کروں گا کہ جو آپ نے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اس کے مطابق ہمیں جو سات مرلے کے تحت رقبہ الاٹ کیا ہے اس کو بحال کیا جائے۔ اور اس کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ Arid zone کے لئے تحقیقاتی مراکز ہیں۔ یہ بورڈ آف ریونیو کی ایک چٹھی کے مطابق یہ باقاعدہ ایک تحقیقاتی فارم ہے۔ میں ان کی تسلی کرا دوں گا۔ میرے پاس آ جائیں بیٹھ جائیں۔ میں ان کو ساری باتیں بتا کر ان کی تسلی کر دوں گا۔

جناب سپیکر۔ آپ ملک صاحب سے بات چیت کرنے کو تیار ہیں۔ ملک صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر قانون۔ اور میں نے چیف منسٹر صاحب کے باقاعدہ نوٹس میں لا کر منظوری لی ہے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جو پانچ نکاتی پروگرام کے تحت سات مرلے کی الاٹمنٹ کا باقاعدہ طور پر حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو دیں۔ ہم نے غریبوں کو رقبہ دیا ہے۔ اگر منسٹر صاحب چاہتے ہیں کہ ہم وہ رقبہ نہ دیں تو پھر دوسرا رقبہ ہم کہاں سے لیں؟ میں بھی پاکستانی ہوں اور مجھے بھی پاکستان کی زراعت کا احساس ہے۔ میں خود بھی زمیندار ہوں۔ اگر ہم زمینداروں کو بہتر سہولتیں دی جائیں تو ہم ان سے بہتر پیداوار لے سکتے ہیں۔ دوسرے اگر یہ یونین کونسل کی سطح پر تجرباتی کاشت کروائیں تو اس سے اور زیادہ

فائدہ ہو سکتا ہے۔ میں بھی پاکستانی ہوں اور مجھے بھی اس کا احساس ہے کہ حکومت کا نقصان نہ ہو۔ لیکن جو رقبہ تھانے پیلاں میں اور آٹھویں میل میں بالکل بے کار پڑا تھا وہی رقبہ ہم نے الاٹ کیا تھا۔ یہ صرف سیکرٹری صاحب چاہتے ہیں۔ چونکہ محکمے کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہمارا رقبہ نہ دیا جائے۔ اگر کوئی رقبہ موقع پر دیکھے تو اس جگہ پر بالکل کوئی چیز ہی پیدا نہیں ہوتی۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں مزید دیکھ لوں گا۔ ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور دیکھ لوں گا کہ اگر ان کی بات میں کوئی صداقت ہوئی۔ لیکن اگر یہ کوئی اور بات کرتے ہیں تو میں ان کی تسلی کر دوں گا۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب اس کے بارے میں دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ وزیر زراعت کے ساتھ جو وزیر قانون بھی ہیں بیٹھ کر اس معاملے کو حل کریں۔ اور وہ اس کو کرنے کے لئے اور ذاتی طور پر دیکھنے کے لئے تیار ہیں جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں۔

وزیر قانون۔ میں ذاتی طور پر اس کو دیکھوں گا۔

جناب سپیکر۔ اگر آپ اس پر آمادہ ہیں تو پھر یہ معاملہ طے ہو جاتا ہے۔ اگر آپ آمادہ نہیں ہیں تو پھر مجھے فنی نقطہ نگاہ سے دیکھنا ہو گا کہ اگر یہ تحریک التواء ہے تو پھر میں اس کو Admit کروں اور اگر نہیں ہے تو پھر اس کو Rule out کروں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ۔ میں نے وزیر صاحب سے علیحدگی میں بات کی ہے۔ میں نے انھیں عرض کیا ہے کہ ہم نے وہ رقبہ بالکل بے کار دیا ہے۔ اب ان چودہ سو آدمیوں کو ہم کہاں لے جائیں؟

جناب سپیکر۔ ملک صاحب آپ دو لفظوں میں بات ختم کیجئے۔ آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی لودھی صاحب۔

وزیر کالونیز۔ جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں فاضل دوست کی اطلاع کے لئے عرض کروں یہ معاملہ دو محکموں کے درمیان کا معاملہ ہے یہ محکمہ زراعت اور ریونیو کے محکمہ کا ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اور چودھری صاحب بیٹھ جائیں گے اور ان کی تسلی کے لئے وہاں بیٹھ کر کوئی نہ کوئی طے کر لیں گے میں ان کو یقین دلاتا ہوں اور ان سے

میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ وہ اس پر زور نہ دیں ریونیو اور زراعت کے محکمے بیٹھ کر فیصلہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب آپ کا کیا خیال ہے۔

ملک شبیر احمد جوئیہ۔ ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر۔ آپ اس پر زور نہیں دیتے۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! پہلے مجھے کچھ عرض کرنے دیں شاہ صاحب بعد میں کر لیں گے۔ جناب مجھے مسلسل افسوس ہے وہ کام ایوان میں بند نہیں ہوتا۔ دوسرا جناب والا! ارکان ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لینے کی بجائے بڑے بڑے بستے اٹھا کر لے آتے ہیں اور وزراء سے دستخط کراتے ہیں تیسری بات یہ ہے کہ آپ نے اس کا ایک بڑا جائز حل نکالا تھا اور آپ نے چیئر سے حکم دیا تھا کہ وزراء صاحبان کو چاہئے کہ وہ ارکان کو اجلاس کے بعد گھنٹہ یا دو گھنٹہ دیا کریں تاکہ وہ لوگوں کے کام کرا سکیں اور چوتھی بات یہ ہے اس پر عمل نہیں ہوا اور پانچویں بات یہ ہے کہ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے ایوان 15 منٹ کے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(وقفہ کے بعد ایوان کی کارروائی 12-25 بجکر پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ایک رولنگ دریشک صاحب کی تحریک کے بارے میں پینڈنگ تھی اس سلسلہ میں.....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! کورم نہیں ہے پہلے کورم تو پورا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔

(دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے ایوان کی کارروائی بروز اتوار 25 اکتوبر 1987ء شام چار بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی اتوار 25 اکتوبر 1987ء شام 4 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار 25 اکتوبر 1987ء

(یک شنبہ یکم ربیع الاول 1408ھ)

جلد 11 - شمارہ 16

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار 25 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2250
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	2297
مسئلہ استحقاق :-	
آئین کی دفعہ (3) 175 کی رو سے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے میں حکومت کی ناکامی	2305
تحاریک التوائے کار :-	
مقابلے کے امتحان میں عمر کی رعائت	2342
غلط میڈیکل سرٹیفکیٹ کے اجراء کا تدارک	2346
ٹاؤن شپ سکیم لاہور میں محکمہ کے اہل کاروں اور پراپرٹی ڈیلروں کی ساز باز سے پلانوں کی جعلی الاٹمنٹ	2347
گلشن کالونی فیصل آباد کے لئے منظور شدہ گرلز انٹر کالج کی کسی دوسری جگہ منتقلی	2351
تتمہ : فہرست بابت سوال نمبر 2544	2356

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

اتوار، 25 اکتوبر، 1987ء

(بمطابق شنبہ، یکم ربیع الاول، 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام پانچ بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

(آل عمران ۳۔ آیت ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔

اور تم سب مل کر اللہ کے اتحاد کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور جدا جدا نہ ہونا تم تو اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کے فضل و انعام سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کی خندق کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس میں گرنے سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اور تم میں ایک ایسی جماعت کا ہونا نہایت ضروری ہے جو لوگوں کو فلاح و بہبود کی طرف بلائے۔ اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے۔

وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ملک ممتاز احمد بھچر۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ! آج دو محکموں کے سوالات ہیں یعنی جنگلات اور خوراک۔ یہ دونوں محکمے زمینداروں سے متعلق ہیں میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اگر وقفہ سوالات کو دونوں محکموں میں نصف نصف بانٹ لیا جائے تو تمام سوالات آ سکیں گے۔

چودھری محمد صدیق۔ جناب سپیکر صاحب ! چولستان سے لے کر یزمان تک پودوں میں کوئی پانی نہیں ہے۔ اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے کافی بھیڑیں، گائیں، بھینسیں مر چکی ہیں۔ اس لئے میری یہ گذارش ہے کہ ان کو کوئی نہ کوئی امداد ملنی چاہئے۔ اور ان کا ٹیکس بھی معاف ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ سعید ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (مہر سعید احمد ظفر)۔ جناب والا ! جیسا کہ میرے فاضل بھائی نے بتایا ہے۔ کہ آج دو محکموں کے نہیں بلکہ تین محکموں کے سوالات ہیں اس میں محکمہ ثقافت اور اطلاعات بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے کہ تین محکموں کے سوالات ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر۔ میں زمینداروں کے متعلق بات کر رہا تھا۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا ! اگر کوئی اہم معاملہ ہو اور اس ایوان کی رائے یہ ہو کہ وقفہ سوالات کو ملتوی کر دیا جائے۔ تو زیادہ بہتر نہ ہو گا۔ کہ وہ کھل کر بات کر سکیں گے۔ اور بھچر صاحب کوئی ایسا معاملہ سامنے لائیں گے جس سے تمام صوبہ کے کسانوں کے مفاد کی بات سامنے لائیں گے۔

جناب سپیکر۔ بھچر صاحب نے ایسی کوئی تجویز پیش نہیں کی سوال نمبر 512

زمینداروں سے حاصل کی گئی اراضی کے معاوضہ میں تاخیر

☆ 512- جناب تاج محمد خاں۔ کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھل پراجیکٹ روڈی مائز تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر میں نہر کے ساتھ جنگلات اگانے کے لئے زمینداروں سے اراضی حاصل کی گئی۔ جس کا معاوضہ عرصہ تیں سال گزرنے کے بعد بھی ادا نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا زمینداروں کو معاوضہ ادا کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

(الف) مورخہ یکم اپریل 1985ء سے قبل تھل پراجیکٹ کے جنگلات کا نظم و نسق ٹی۔ ڈی۔ اے کے پاس تھا۔ ازاں بعد انہیں محکمہ جنگلات پنجاب کی تحویل میں دے دیا گیا۔ ٹی۔ ڈی۔ اے سے حاصل کردہ رقبہ کی قیمت کی ادائیگی محکمہ جنگلات نے ایک مجموعی چیک نمبر 2448/231266 مورخہ 27 جون 1972ء ایڈمنسٹریٹر ٹی۔ ڈی۔ اے لاہور کو کر دی تھی اس طرح روڈی مائز کے دونوں اطراف میں واقع شیلٹر بیلٹ کا 743 ایکڑ رقبہ بھی محکمہ جنگلات کے زیر انتظام آگیا۔ جو اس وقت بھی محکمہ جنگلات کے قبضہ میں ہے۔ 1983ء میں کمشنر سرگودھا ڈویژن نے بذریعہ مراسلہ نمبر آر ای ڈی /6-5-145/67-351 ایل مورخہ 14-9-1983 یہ نشاندہی کی کہ روڈی مائز کا 2748 کنال 6 مرلے (343 ایکڑ 4 کنال 6 مرلے) رقبہ ایسے زمینداروں کا ہے جو کہ ٹی۔ ڈی۔ اے نے حاصل تو کر لیا تھا مگر متعلقہ زمینداروں کو نہ تو اس کی قیمت ادا کی اور نہ ہی متبادل رقبہ فراہم کیا گیا۔ اب ڈپٹی کمشنر بھکر نے چٹھی نمبر 709/ ڈی آر اے مورخہ 2-4-1985 وضاحت کی ہے کہ مذکورہ رقبہ اگرچہ ٹی۔ ڈی۔ اے نے مالکان اراضی سے حاصل کیا تھا مگر ایکویزیشن (Acquisition) کی جملہ شرائط پوری نہ ہونے کی وجہ سے زمینداروں

کو معاوضہ ادائیگی نہ ہو سکی لہٰذا اگر محکمہ جنگلات اس رقبہ کو اپنے پاس رکھنے کا خواہاں ہے تو اس کے ایکوائر کرنے کے لئے ڈپٹی کمشنر بھکر سے باقاعدہ درخواست کی جائے۔ مذکورہ پنچی موصول ہونے پر فوری طور پر ڈپٹی کمشنر بھکر کو بذریعہ چٹھی نمبر 1068/ آر 15 مورخہ 3-4-1985 کو مذکورہ رقبہ کی باضابطہ ایکویزیشن کی درخواست کر دی گئی جس پر تاحال عملدرآمد باقی ہے۔

(ب) اندریں حالات جونہی ایکویزیشن کی کارروائی مکمل ہو جائے گی محکمہ معاوضہ کی ادائیگی بورڈ آف ریونیو کو کر دے گا۔ جو متعلقہ زمینداروں کو ادائیگی کرنے کا مجاز ہے۔

1983ء تا 1985ء کے دوران لگائے گئے جنگلات کی تعداد

☆ 662- **جناب انوار الحق پراچہ**۔ کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سب تحصیل بھیرہ میں محکمہ جنگلات کے ملازمین کی تعداد کیا ہے اور سال 84-1983، 85-84 میں اس علاقہ میں کس قدر رقبہ پر نئے جنگلات لگائے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

1- سب تحصیل بھیرہ میں اس وقت چار محافظین جنگل اور ایک بلاک افسر تعینات ہیں جن کی ذمہ داری ریلوے لائن اور شاہرات سے ملحقہ سرکاری رقبہ جات کی دیکھ بھال ہے اس کے علاوہ اس سب تحصیل میں محکمہ جنگلات کے پاس کوئی قطعہ اراضی نہری و بارانی زیر جنگلات نہیں ہے۔

2- سال 84-1983ء اور 85-1984ء کے دوران اس علاقہ میں سرکاری قطعہ اراضی پر کوئی شجرکاری نہیں کی گئی۔ کیونکہ محکمہ کے پاس شجرکاری کے لئے کوئی رقبہ نہیں۔ زرعی زمینوں میں البتہ شجرکاری ہوئی ہے جس کی تعداد تقریباً 16,100 قلمات اور پودا جات ہے۔

نئے جنگلات لگانے کا منصوبہ

☆ 743- جناب ملک ممتاز احمد ہنجرہ۔ کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ دریاؤں کا رخ بدلنے اور بندوں کی تعمیر کے سبب جنگلات اگانے کے لئے کثیر دریائی علاقے دستیاب ہو گئے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جنگلات اگانے کے لئے مذکورہ علاقوں کے حصول کے لئے غور و خوض کرنے کو تیار ہے؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

(الف) یہ درست ہے کہ دریاؤں کا رخ بدلنے اور بندوں کی تعمیر کے سبب دریائی علاقے دستیاب ہوئے ہیں جو کہ زیادہ تر پرائیویٹ ملکیتی ہیں۔ ان دستیاب شدہ علاقوں کا صحیح رقبہ سروے کرنے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ محکمہ جنگلات کے زیر کنٹرول عیسن والا جنگل (ضلع مظفر گڑھ) جس کا رقبہ 4000 ایکڑ ہے بھی دریائے سندھ پر غازی گھاٹ کے مقام پر سال 1985ء میں پل کی تعمیر سے دریا کا رخ بدلنے سے بر آمد ہوا ہے۔

(ب) رقبہ جات جو کہ نجی مالکان کو دریاؤں کا رخ بدلنے اور بندوں کی تعمیر کے سبب دستیاب ہوئے ہیں ان پر نجی مالکان زرعی فصلیں کاشت کرتے ہیں اگر یہ محکمہ جنگلات کو منتقل ہو جائیں تو فنڈ مہیا ہونے پر محکمہ جنگلات شجرکاری کر سکتا ہے جہاں تک سرکاری جنگل عیسن والا کا تعلق ہے اس کی حد براری اور سروے کیا جا رہا ہے جس کے لئے وقت درکار ہے تب قابل کاشت رقبہ کا صحیح اندازہ ہو گا ایسے قابل کاشت رقبہ پر شجرکاری کے لئے ترقیاتی سکیم تیار کی جائے گی۔ سکیم منظور ہونے پر شجرکاری کا کام شروع کیا جائے گا۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا! میں ایک انفارمیشن لینا چاہتا ہوں کہ جو رقبہ

غریب زمینداروں سے جنگلات کے لئے لیا جاتا ہے آیا وہ مفت لیا جاتا یا اس کا معاوضہ دیا جاتا ہے۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا ! ہمارے پاس ایک ایسی سکیم ہے جس کو کہتے ہیں سوشل فارسٹری۔ اگر سوشل فارسٹری میں زمیندار ہم سے درخت لگوانا چاہیں تو ہم بغیر کسی معاوضہ کے بھی لگا سکتے ہیں۔

ایندھن اور عمارتی لکڑی میں کمی کا سدباب

☆ 744- جناب ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

صوبہ میں ایندھن اور عمارتی لکڑی کی متوقع کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)۔ صوبہ میں ایندھن اور عمارتی لکڑی کی متوقع کمی پورا کرنے کے لئے کئی ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ ترقیاتی سکیموں کے تحت نئے رقبہ جات زیر کاشت لائے جا رہے ہیں۔ جس رقبہ سے جنگلات کی کٹائی کی جاتی ہے اس رقبہ پر دوبارہ شجرکاری کرائی جاتی ہے۔ اس وقت 18 ترقیاتی سکیمیں زیر تکمیل ہیں جن کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ میں دی گئی ہے۔ ان سکیموں کے تحت کل 41827 ایکڑ اور 175 ایونیو میل رقبے پر جنگل لگایا جائے گا۔ اس حساب سے تقریباً 7811 ایکڑ رقبے پر ہر سال جنگل لگایا جاتا ہے۔

ANNEXURE TO ASSEMBLY QUESTION NO. 744.

PUNJAB FOREST DEPARTMENT

REVISED ANNUAL DEVELOPEMENT PROGRAMME FOR THE YEAR, 1985-86

(AS PER RE-APPROPRIATION SANCTIONED VIDE

DEPARTMENT'S LETTER NO. 2/534- SOA/85, DATED 9-6-1985.)

Sr. No	ADP No.	Name of the Scheme	Total Cost (in lac)	ADP Provision for 1985-86 (in lac)	Unit.	Total targets.	Physical Phasing Targets for 1985-86	1986-87	1987-88	1988-89	1989-90.
1.	2.	3.	4	5.	6.	7	8.	9.	10.	11.	12.
		A- (1) - ON-GOING SCHEMES: 1-AFFORESTATION. (A) - Irrigated Plantation.									
1.	87	Energy & Amenity Plantation in D G Khan (1982-83 to 1986-87).	157.99	34.78	Acr. Aff: Av. Mle.	3500 175	700 40	700 20	- -	- -	- -
2.	88	Rapid Aff: of Lal Suhanra N/Park Bahawalpur (1982-83 to 1985-86).	115.63	39.87	Aff: Acres.	1500	200	-	-	-	-
3	89	Aff. of Rakh Jamelara of Sahiwal Forest Divn. (1983-84 to 1986-87).	27.69	4.66	-do-	469	159	120	-	-	-
4	90	Aff. of Rakh Aqil Dangra. (1983-84 to 1985-86)	11.07	1.91	-do-	360	-	-	-	-	-

		(ii)- Local Irrigated Plants for:-										
		(b)- Riverain Areas.										
5	91	Aff of Bela Forest in D.G.Khan. (1982-83 to 1985-86).	167.46	56.05	-do-	6600	1400	-	-	-		
6	92	Aff of Bela Land in Muzaffargarh. (1983-84 to 1986-87)	162.00	40.95	-do-	6730	2000	2045	-	-		
7	93	Energy Plantation in Lahore Circle (1983-84 to 1986-87)	124.55	29.65	-do-	3750	830	830	-	-		
		Sub- Total Riverain Areas:-										
		(c)- Scrub Forests										
8	94	Introduction of Conifers in Sub mountainneous Tract (1984-85 to 1986-87)		39.99	13.13	-do-	2800	1350	-	-		
		Sub- Total Scrub Forests:-										
		(d)-Linear Plantations										
9	95	Production of Willow etc. in Shelter Belt of Shahpur (1984-85 to 1987-88)	34.74	15.41	-do-	753	345	73	-	-		
10	99	Watershed Management in Pothwar Area (Phase-I)- WFP (1982-83 to 1985-86)	185.87	22.23	Aff: Acres	3600	1000	1000	1018	-	-	
11	115	Aff of Shelterbelt Plantation	39.96	2.50	-do-	1675	275	700	700	-	-	

12	118	Aff & Rehabilitation of Scrub/Hill Forests in Rawalpindi Circle	69 84	47.66	-do-	3000	2050	950	-	-	-
13	120	Farm/Promotion of Tree Plantation in the Punjab (1984-85 to 1985-86).	195.67	52.20	Wood lots Ac.	1980	220	880	880	-	-
14	124	Dev: of Chenab Park at Muzaffargarh.	13 60	9.78	Aff: Acres.	110	110	-	-	-	-
15	-	Introduction of Pines around Sakassar Base.	8.02	1.11	-do	200	-	200	-	-	-
16	-	Aff: of Mountainous Areas in Soan Valley.	25 46	6.38	-do-	1000	100	100	-	-	-
17	-	Aff: of 700 Acres in Suleman hills, Chhcha Block near Fort Munro.	40.00	13.00	-do-	700	300	200	200		-
		Total -	1419.18	421.27	Acres	41827	12839	7798	2798	-	-
					Av. Miles.	175	40	20	-	-	-

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا ! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسے رقبے جن میں جنگلات لگے ہوئے ہیں اور ان کی لکڑی نہ جلانے کے کام آتی ہے اور نہ ہی کسی عمارتی کام آ سکتی ہے۔ یا تو وہ ساری کاٹ دیں اور وہ رقبہ ان زمینداروں میں تقسیم کر دیں جن کا رقبہ دریا برد ہو چکا ہے۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا ! میں یہ واضح کر دوں کہ ہمارے جنگلات تین خطوں میں بٹے ہوئے ہیں یعنی مری کا علاقہ جس کو ہم Pine forest کہتے ہیں۔ دوسرا Scrub forest ہے اور تیسرا Irrigated plantation ہے۔ اب یہ کس رقبے کی بات کر رہے ہیں یہ مجھے نہیں پتا۔ اگر یہ مری کے جنگلات کی بات کر رہے ہیں تو وہاں پر جو پرائیویٹ جنگلات ہیں یا Reserve Forest ہیں وہاں پر تو کوئی ایسی زمین' زمینداروں کو نہیں دی جا سکتی جہاں تک Irrigation Plantation کی بات ہے وہاں ہم Regeneration اور کٹائی کرتے ہیں۔ کٹائی اور Regeneration کو سمجھنے کے لئے کافی طویل عرصہ چاہئے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں Cutting اور Regeneration سمجھا دیتا ہوں۔ بہرحال اگر یہ Scrub forest کی بات کرتے ہیں تو Jhelum area جو ہے Salt range area تو اس میں کہو' پھلائی اور ایسے درخت ہیں چونکہ وہاں کی soil جو ہے That is read shade کیونکہ وہ Salt range ہے۔ اور وہاں بارش بھی کم ہوتی ہے لہٰذا وہاں ایسا کوئی درخت نہیں لگ سکتا جو عمارتی لکڑی کے کام آتا ہو۔ وہاں پر Energy plantation ہے اور دوسرا بھیڑ' بکری اور گائے کے چرانے کے لئے ہے۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا ! وزیر موصوف صاحب زمیندار ہیں اور ان کو مجھ سے بھی زیادہ زمینداروں سے ہمدردی ہے۔ میں انہیں اپنے حلقے میں اور نوابزادہ صاحب کے حلقے میں Locate کرتا ہوں کیونکہ ہم وہاں دونوں کامن ہیں ڈسٹرکٹ بورڈ میرا حلقہ ہے اور اسمبلی کا ان کا حلقہ ہے۔ وہاں کیکر کی قسم کی ایک لکڑی ہے جو نہ جلانے کے کام آتی ہے اور نہ ہی وہ کسی فرنیچر یا عمارت کے کام آ سکتی ہے تو کیا یہ درست ہے؟ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بجائے گورنمنٹ کو آمدن ہونے کے نقصان ہے۔ اس سے کوئی آمدن نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب! سوال کیا ہوا؟

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا! وزیر موصوف یہ فرما رہے تھے کہ میں Locate کروں کہ جہاں جنگل لگا ہوا ہو اور وہ لکڑی کسی کام کی نہ ہو تو میں Locate کر رہا ہوں کہ دھول چوپالہ ضلع گجرات میں ایک موضع ہے.....

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے چودھری صاحب! Locate ہو گیا۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا! آپ وقت دیں اور دیکھ لیں کہ یہ درست ہے۔

جناب سپیکر۔ جی ٹھیک ہے۔ جی! مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! میں چودھری صاحب کے سوال کی وضاحت آپ کی وساطت سے چاہتا ہوں کہ وہ کون سی لکڑی ہے جو جلانے کے کام بھی نہیں آتی۔ عمارت کے کام تو نہیں آتی لیکن جلانے کے کام تو آتی ہے۔ تو وہ کون سی لکڑی ہے جو جلانے کے کام نہیں آتی؟

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا! وہ کیکر کی لکڑی ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب! آپ کو یہ portfolio کب سے ملا ہے؟

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا! انہوں نے مجھ سے پوچھا ہے کہ وہ کون سی لکڑی ہے جو جلانے کے کام نہیں آتی۔

جناب سپیکر۔ وہ تو متعلقہ وزیر صاحب سے پوچھ رہے ہیں۔ آپ سے تو نہیں پوچھ رہے۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا! میں نے ہی کہا تھا کہ وہ لکڑی جلانے کے کام نہیں آتی۔ تو میں نے سمجھا کہ وہ مجھ سے سوال پوچھ رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! وہ کون سی لکڑی ہے جسے کہتے ہیں نہ سوختن نہ فروختن۔ نہ وہ جلائی جا سکتی ہے اور نہ فروخت کی جا سکتی ہے۔ جنگل کی کوئی لکڑی ایسی نہیں ہے جو جلائی نہ جا سکتی ہو۔

جناب سپیکر۔ بیگم شاہدہ ملک صاحبہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں۔

بیگم شاہدہ ملک۔ بہت بہت شکریہ۔ جناب والا! کیا یہ ممکن نہیں کہ حکومت ایسے اقدامات

کرے جس سے لکڑی کی بجائے ایندھن کے طور پر کوئی اور متبادل ذریعہ اپنا لیا جائے بالخصوص دیہاتوں میں مثلاً بائیو پلانٹ وغیرہ۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! یہ بہت اچھی بات ہے۔ کہ ایندھن کے لئے ہم کوئی ایسا ذریعہ تلاش کریں اور میرے ساتھ یہاں وزیر زراعت صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں....

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں اس سوال کے جواب سے پہلے وقفہ نماز کر لیں اور ہم پندرہ منٹ کے بعد دوبارہ کارروائی شروع کریں گے۔

(جناب سپیکر 6-00 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر۔ سردار صاحب آپ کون سے سوال کا جواب دے رہے تھے؟

وزیر جنگلات۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 744 پر ضمنی سوالات ہو رہے تھے۔

جناب سپیکر۔ ضمنی سوال کن کی طرف سے تھا؟

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال تھا۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ ذرا اپنا سوال دھرا دیں۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ حکومت ایسے اقدامات کرے جس سے لکڑی کی بجائے ایندھن کے طور پر کوئی اور متبادل ذریعہ اپنا لیا جائے اور بالخصوص دیہاتوں میں اپنا لیا جائے۔

وزیر جنگلات۔ جناب سپیکر! اس کا جواب میں یہ دے رہا تھا کہ یہ بہت اچھی بات ہے کہ لکڑی کی بجائے کوئی ایسا ذریعہ تلاش کیا جائے جس سے ہمارے ایندھن کی ضروریات دیہاتوں میں پوری ہو سکیں اور اس ضمن میں وزیر زراعت میرے ساتھ بیٹھے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ ایک سکیم ایسی بنائی گئی ہے جس کو ہم بائیو گیس سکیم کہتے ہیں اور خاص طور پر بیگم صاحبہ کے علاقہ میں اور پوٹھوہار کے علاقے میں محکمہ ABAD بائیو گیس یونٹ Instal کرتا ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ زراعت بھی یہ یونٹ Instal کرتا ہے۔ اس کی جو Working ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ مویشیوں کا جو گوبر وغیرہ ہوتا ہے۔ اس کو ایک گڑھے میں ڈال دیتے ہیں اور اس سے بائیو گیس پیدا ہوتی ہے اور وہ بائیو گیس ایندھن کے طور پر استعمال ہو سکتی ہے۔ حکومت نے یہ سکیم تیار کی ہوئی ہے اور لوگ بائیو

گیس کے پلانٹ پنجاب کے میدانی علاقوں میں اور پہاڑی علاقوں میں بھی لگوا رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں محمد اسحاق۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ تقریباً 7811 ایکڑ رقبے پر ہر سال جنگل لگایا جاتا ہے؟ وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ اس سکیم کے تحت اس وقت صوبہ میں کتنے ایکڑ رقبہ پر جنگلات لگائے گئے ہیں۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! اگر Question Book کو غور سے دیکھیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہی سوال آگے بھی آ رہا ہے۔ اگر سپیکر صاحب چاہیں تو میں ابھی اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی بات درست ہے۔ اگلا سوال جناب حاجی محمد افضل چن۔

واٹر پمپ کی تنصیب کی رقوم میں خورد برد

☆843- **حاجی محمد افضل چن۔** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماہ جولائی 1985ء میں ڈی ایف او گجرات نے اپنی رینج میں واٹر پمپ لگوانے کے لئے -/70,000 روپے کے فنڈز حاصل کئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ڈی ایف او نے کچھ واٹر پمپ لگوائے اور باقی کی رقم خورد برد کر دی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس واقع کی انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ ڈی ایف او گجرات کو ماہ جولائی 1985ء میں -/70,000 روپے کے ٹینڈر برائے تنصیب واٹر پمپ مہیا کئے گئے البتہ ٹیوب ویلوں کی مرمت و نگہداشت کے لئے مبلغ -/20,000 روپے مہیا کئے گئے تھے جن میں سے تاحال صرف -/4,000 روپے صرف ہوئے ہیں۔

(ب) جواب جزو (الف) بالا کی رو سے رقم خورد برد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) جز ہائے (الف) و (ب) بالا میں کی گئی وضاحت کی رو سے کسی قسم کی انکوائری کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال بیگم شاہدہ ملک۔

جنگلات کی افزائش

☆ 948- **بیگم شاہدہ ملک۔** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں کل کتنا رقبہ محکمہ جنگلات کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ دن بہ دن جنگلات کم ہوتے جا رہے ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت جنگلات کے تحفظ کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(د) محکمہ جنگلات کی سالانہ آمدنی اور اخراجات کیا ہیں۔ گذشتہ سال کے دوران صوبے میں سڑکوں کے کنارے کتنے پودے لگائے گئے ہیں جو نشو و نما پا سکے اور ان میں سے کتنے نشو و نما نہ پا سکے؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

(الف) محکمہ جنگلات کے دائرہ اختیار میں کل رقبہ 8291679 ایکڑ ہے جن میں سے 6929676 ایکڑ میں چراگاہیں ہیں۔ بلحاظ قسم جنگلات رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہاڑی جنگلات	73.44	ایکڑ
جنگلات سطح مرتفع	791766	ایکڑ
نہری ذخیرہ جات	366180	ایکڑ
بیلہ جات	131013	ایکڑ
کل رقبہ پر جنگلات	1362003	ایکڑ
چراگاہیں	6929676	ایکڑ

میزان کل	8291679	ایکڑ
لمبائی سڑکات	10643	کلو میٹر
لمبائی ریلوے لائن	1825	کلو میٹر
میزان	12468	کلو میٹر

ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ زیر جنگلات رقبہ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے 1947ء میں زیر جنگلات رقبہ 1063973 ایکڑ تھا جبکہ 85-1984ء میں یہ رقبہ بڑھ کر 1362003 ایکڑ ہو گیا ہے۔ پچھلے 6 سالوں میں جن خالی رقبہ جات میں جنگلات لگائے گئے ہیں۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

سال شجرکاری	رقبہ ایکڑوں میں
80-1979ء	10175
81-1980ء	9622
82-1981ء	11541
83-1982ء	14284
84-1983ء	12067
85-1984ء	13363
	71052

(ج) جنگلات کا تحفظ تسلی بخش طریقہ سے کیا جا رہا ہے تاہم اس کو مزید بہتر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات حال ہی میں کئے گئے ہیں۔

1- پہاڑی علاقہ میں سبز درختوں کی کٹائی بند کر دی گئی ہے۔

2- باقی علاقوں میں اگر کہیں کٹائی کی ضرورت پڑے تو اس میں سے کٹائی بذریعہ ٹھیکیداران بند کر دی گئی ہے۔

3- عملہ کو جنگلات کی حفاظت کے لئے سخت احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(د) سال 85-1984ء میں محکمہ جنگلات کی آمدنی و اخراجات حسب ذیل ہیں۔

آمدنی 12'23'23'737 روپے

اخراجات 14'30'03'657 روپے

محکمہ عام طور پر اخراجات سے زیادہ آمدن پیدا کرتا ہے لیکن حال ہی میں ملازمین کی تنخواہ میں اضافہ اور انڈیکسیشن (INDEXATION) کی وجہ سے تقریباً دو کروڑ روپے سالانہ خرچ بڑھ گیا ہے اس طرح زیادہ شجرکاری سے بھی اخراجات اضافہ ہوا ہے۔ جس سے آمدنی تقریباً 5 سے 10 سال بعد حاصل ہو گی۔

سال 1985ء کے دوران صوبے میں سڑکوں کے کنارے لگائے گئے پودوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

زون	کل پودے	پودے جو نشو و نما پا سکے	پودے جو نشو و نما نہ پا سکے
سنٹرل زون لاہور	26400	23707	2640
شمالی زون راولپنڈی	59000	53137	5863
جنوبی زون ملتان	67840	52272	13568
	153240	131116	22071
		86 فی صد	14 فی صد

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا ! سڑکوں کے ساتھ جو درخت لگائے جاتے ہیں ان میں کن کن چیزوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے؟

وزیر جنگلات۔ جناب والا ! یہ اپنا سوال ذرا دھرا دیں۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سڑکوں کے ارد گرد جو درخت لگائے جاتے ہیں ان میں کن کن چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے؟ یعنی صرف ٹوٹل پورا کر لیا جاتا ہے؟ جو درخت با آسانی نشو و نما پا سکیں صرف انہیں ہی لگا دیا جاتا ہے یا قیمتی اور سایہ دار درختوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ مثلاً ٹالی (شیشم) وغیرہ۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا ! جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ہمارے پنجاب کا جو رقبہ ہے وہ ایک تو نہری رقبہ ہی دوسرا بارانی رقبہ ہے اس کے علاوہ پہاڑی علاقہ جیسے ہمارا مری کا علاقہ ہے۔ یعنی جہاں جہاں سڑک ہو گی اس کے رقبے کے لحاظ سے' اس کے Soil کے لحاظ

سے' اس کی Water Availability کے لحاظ سے درخت لگائے جاتے ہیں اب اگر میں یہ کہہ دوں کہ لاہور میں پھلائی لگا دیں تو یہ بھی غلط بات ہے اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ مری میں شیشم کے درخت لگا دیئے جائیں تو یہ بھی غلط ہے۔ چنانچہ درخت موسم کے لحاظ سے اور Moisture کے لحاظ سے لگائے جاتے ہیں۔ سایہ دار ہو یا نہ ہو یہ کوئی شرط نہیں ہے۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا حکومت اچھا جنگل لگانے پر عوام کی حوصلہ افزائی کے لئے کوئی ایسی سکیم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جیسے کوئی شیلڈ یا میڈل وغیرہ دیا جائے۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! Farm Forestry Scheme ایک ایسی سکیم ہے جس میں ہم محکمے والے اپنی طرف سے 1250 روپے فی ایکڑ خرچ کرتے ہیں۔ تین سال وہ جنگل لگاتے ہیں اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اس کے بعد زمینداروں کو... جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کر دوں کہ میں پرائیویٹ زمین کی بات کر رہا ہوں....

Only for private people's land not for Government land.

تین سال اس کی حفاظت بھی کی جاتی ہے اور اس کے بعد بھی....

We hand over those forests with the trees to the farmers at low cost.

تو یہ سکیم جو Farm forestry scheme لگائی ہے اور یہ بڑی کامیابی سے اور تیزی سے آگے جارہی ہے اور پچھلے مالی سال میں ہم 4 ہزار ایکڑ رقبہ کاشت کر چکے ہیں اور اس سال ہمارا Target 8 ہزار ایکڑ ہے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چولستان کے علاقہ موج گڑھ میں جو جنگل لگایا جا رہا تھا۔ اس سکیم کو کتنے سال ہو چکے ہیں اور اس وقت ان درختوں کا قد کتنا ہو چکا ہے؟

وزیر جنگلات۔ اس کا جواب میں دے دیتا ہوں کہ موج گڑھ چولستان کے لئے۔ خوش قسمتی ہے کیونکہ موج گڑھ کے علاقہ میں میٹھا پانی نکل آیا ہے کیونکہ چولستان

Cholistan is totally brackish.

یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر میٹھا پانی نہیں ہے۔ چولستان میں ہم دو ہزار یا تین ہزار ایکڑ رقبہ پر جنگل لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت صحیح اعداد و شمار مجھے یاد نہیں ہیں اور اس کو ہم نے کوئی ڈیڑھ سال سے شروع کیا ہوا ہے کیونکہ پانی نکلے کو بھی تقریباً اتنا عرصہ ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ جنگل لگا رہے ہیں اور لگائیں گے دعا کیجئے کہ یہ جنگل کامیاب ہو۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ موج گڑھ ایک خوش قسمت علاقہ ہے کہ وہاں چولستان میں میٹھا پانی دریافت ہوا ہے۔ کیا یہ پانی صرف جنگل لگانے کے لئے ہے یا وہاں کے انسانوں اور جانوروں کو پینے کے لئے بھی مہیا کرتے ہیں؟

وزیر جنگلات۔ جناب والا! میں اس کا بھی جواب دے دیتا ہوں جناب یہ بڑا Valid سوال ہے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے....

جناب سپیکر۔ پھر آپ ایسے انداز میں کیوں کہہ رہے ہیں کہ میں اس کا بھی جواب دے دیتا ہوں... (قہقہے)... اور ساتھ ہی یہ فرما رہے ہیں کہ بڑا Valid سوال ہے۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! چونکہ یہ بنیادی طور پر محکمہ آب پاشی کے متعلق سوال ہے اور میں جنگلات کے متعلق جواب دے رہا ہوں اس لئے میں نے یہ بات کی تھی.....

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب والا! محکمہ آب پاشی سے متعلق نہیں بلکہ انسانی زندگی کے لئے اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ پیرزادہ صاحب وزیر موصوف آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! گرمیوں کے موسم میں بھی چولستان میں پانی تقریباً ختم ہو جاتا ہے اور پچھلے سال کا پانی جو لوگوں نے ٹوبوں (گڑھوں) میں جمع کیا ہوتا ہے۔ اس ٹوبوں (گڑھوں) کے پانی سے چولستان کے لوگ گزارہ کرتے ہیں۔ اور اگر بارشیں fail ہو جائیں جس طرح اس سال ہوئی ہیں۔ اور مون سون fail ہو جائیں جس طرح اس سال ہوا ہے۔ تو پھر وہاں پر پانی نہ ہونے سے انسانی جانوں کا بھی خطرہ ہوتا ہے اور بہت سے مویشی مر جاتے ہیں۔ لہٰذا وزیر اعلیٰ جب وہاں پر گئے تھے تو وہ موج گڑھ میں یہ Directive دے آئے تھے کہ اس پانی سے باقی ٹوبوں کو پانی مہیا کیا جائے.....

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ بارشیں اگر fail ہوتی ہیں تو پاس کہاں ہوتی ہیں؟ اس کے متعلق آپ وزیر موصوف سے وضاحت کروا دیں۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب بیگم شاہین منور احمد صاحبہ یہ دریافت کرنا چاہتی ہیں کہ بارشیں فیل ہوتی ہیں؟ جب بارشیں نہ ہوں تو کیا ان کو یہ کہنا چاہئے کہ بارشیں فیل ہو جاتی ہیں؟

وزیر جنگلات۔ جناب والا! میری اردو اتنی اچھی ہے جتنی ان کی ہے اور اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ اس میں فرق یہ ہے کہ یہ فیل ہیں اور میں پاس ہوں۔ (قہقہے)

بیگم شاہین منور احمد۔ آپ کی اجازت سے میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ایک تو Personal remarks کرنے نہیں چاہئیں اور دوسری میں یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ میں تو ہمیشہ پاس ہوئی ہوں اپنے جواب میں یہ فیل ہو گئے ہیں۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! میں نے تو ان کی تعریف کی ہے۔ اگر یہ تعریف نہیں کرانا چاہتیں تو میں نہیں کرتا۔

جناب سپیکر۔ پیرزادہ صاحب ضمنی سوال

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ میرے پہلے سوال کا یہ جواب دے رہے تھے۔ وہ interrupet ہو گئے تھے۔

جناب سپیکر۔ جی سردار صاحب۔

وزیر جنگلات۔ جناب سپیکر! میں پھر کہوں گا کہ جب مون سون فیل ہو جاتی ہیں یا وقت پر بارش نہیں ہوتی تو اس کو فیل ہو جانا کہتے ہیں اور جب مون سون پہنچتی نہیں تو اس کو Monsoon have Failed. کہتے ہیں۔ اس وقت پانی کی قلت ہو جاتی ہے اور چولستان میں پانی کی قلت بہت شدید ہوتی ہے۔ تو چیف منسٹر صاحب جب پچھلے دورے پر وہاں گئے تھے تو انہوں نے وہاں Directive دیا تھا کہ موج گڑھ کے کنویں سے جس چولستانی کو پینے کے لئے پانی چاہئے اسے دیا جائے۔ وہ ڈائریکٹو Rain Management کے آفس میں پہنچ چکا ہے اور پانی دیا جا رہا ہے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ چیف منسٹر صاحب کے Directive کے مطابق وہاں پینے کے لئے پانی دیا گیا ہے کیا ان کو معلوم ہے کہ اس وقت چولستان میں خشک سالی کی وجہ سے لوگ پیاس سے مر رہے ہیں اور ہزارہا جانور پانی نہ پینے کی وجہ سے مرے ہیں۔ اور یہ موج گڑھ کے علاقے میں مرے ہیں جہاں چیف منسٹر صاحب نے Directive جاری کیا تھا۔ اور ان کے محکمے نے وہاں بھی پانی پینے کے لئے نہیں دیا۔

جناب سپیکر۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ متعلقہ سوال نہیں ہے۔ میاں محمد اسحاق ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ جنگلات میں اتنے جنگلات ہونے کے باوجود ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ آمدن 12 کروڑ 23 لاکھ 23 ہزار 737 ہے اور اخراجات 14 کروڑ 30 لاکھ 36 ہزار 57 روپے ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب کا صوبہ اتنا زرخیز اور Fertile ہونے کے باوجود جنگلات کی مد میں خسارہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

وزیر جنگلات۔ جناب والا! میرے خیال میں میاں صاحب نے اس سال کا بجٹ نہیں پڑھا۔ اگر اس سال کا بجٹ غور سے پڑھتے اور اس میں یہ دیکھتے.....

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ منسٹر موصوف آپ کی وساطت سے مجھے مخاطب ہوں۔

وزیر جنگلات۔ میں آپ کی وساطت سے میاں صاحب کو address کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ وہ Chair کو ہی address کر رہے ہیں۔ Instead of me.

وزیر جنگلات۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ

Estimate of Receipts for 1987-88 under forest are Rs. 19,68,18,100.00

اگر یہ دیکھیں They are Rs. 19,68,18,100.00 اور

Estimate Charged Expenditure is Rs. 19,23,41,700.00

تو یہ 1985ء میں 5 کروڑ کا جو Deficit دیا گیا ہے باوجود اس کے کہ مری کی

Green Felling نہیں کی گئی اور مری کے جنگل نہیں کاٹے گئے اور ایسے کوئی جنگل نہیں کاٹے گئے جو Mature نہیں تھے محکمہ نے 5 کروڑ روپے کی آمدن کا اپنا ہدف پورا کیا۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال بیگم شاہدہ ملک۔

وادی سون میں جنگلات کی حالت بہتر بنانے کے اقدامات

☆ 1157- **بیگم شاہدہ ملک**۔ کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وادی سون ضلع خوشاب میں کل کتنی اراضی محکمہ جنگلات کی تحویل میں ہے نیز اس پر کئے جانے والے اخراجات اور آمدنی کی تفصیلات کیا ہیں اور کیا حکومت جنگلات کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کوئی عملی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) مذکورہ علاقے میں گذشتہ دو برس میں لگائے جانے والے پودوں کی کل تعداد کتنی ہے نیز ایسے پودوں کی تعداد کیا ہے جو کہ ابھی تک سلامت ہیں؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

(الف) وادی سون ضلع خوشاب میں 71,101 ایکڑ رقبہ محکمہ جنگلات کی تحویل میں ہے۔ جس پر زیادہ جھاڑی دار درخت مثلاً پھلاہی سنتھا اور کہو پائے جاتے ہیں کہ یہ جنگلات کہیں زیادہ گھنے ہیں اور کہیں کم چونکہ یہ درخت زمین کی بردگی کو روکنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی تجارتی بنیادوں پر کٹائی نہیں کی جاتی مزید براں یہ جنگلات مقامی لوگوں کی چارے اور ایندھن کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں ان جنگلات میں مقامی لوگوں کی چرائی کے حقوق ہیں اور لوگ بھیڑ بکریاں گائے وغیرہ چراتے ہیں۔ چرائی کے اجازت نامے کی فیس اور ناجائز کٹائی کرنے والے لوگوں کو کئے جانے والے جرمانے ہی ان جنگلات سے ذرائع آمدنی ہیں۔ ان جنگلات میں درختوں کی افزائش اور زمین کی بردگی کو روکنے کے لئے اخراجات اور آمدنی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال	اخراجات (روپے)	آمدنی (روپے)
1980-81ء	51,454/-	1,30,128/-
1981-82ء	33,665/-	1,22,133/-
1982-83ء	27,621/-	1,18,227/-
1983-84ء	56,756/-	1,20,859/-
1984-85ء	23,084/-	1,36,133/-
گذشتہ پانچ سالوں کا میزان	1,92,580/-	6,27,480/-

موجودہ مالی سال کے دوران اب تک 1,07,182/- روپے آمدنی ہوئی ہے وادی سون میں جنگلات کو ترقی کے لئے سال 1984-85ء سے حکومت نے Special Development programme of Soan Valley, کے تحت مندرجہ ذیل ترقیاتی سکیموں پر عملدرآمد شروع کیا ہے۔

(1) Afforestation of mountainous areas in Soan Valley, at total cost of Rs. 25.46 Lac.

(2) Introduction of Pines around Sakesar Base in Soan Valley, at total cost of Rs. 8.2 lac.

پہلی سکیم کے تحت ایک ہزار ایکڑ رقبے پر پھلاہی کے درخت لگائے جائیں گے اور زمین کی بردگی کو روکنے کے لئے Check Dams بنائے جائیں گے۔ اس سلسلے میں سال 1984-85ء میں 800 ایکڑ اور 1985-86ء میں 100 ایکڑ پر پھلاہی کے بیج کی بوائی کی گئی ہے اور انہی رقبہ جات پر زمین کی بردگی کو روکنے کے لئے Check Dams بنائے گئے ہیں۔ ہدف میں سے باقی 100 ایکڑ پر مزید کام اگلے سال کیا جائے گا۔

دوسری سکیم کے تحت پی۔ اے۔ ایف سکیسر بیس کے ارد گرد 200 ایکڑ رقبہ پر چیڑ کے درخت لگائے جائیں گے لہٰذا چیڑ کے 3 لاکھ پودے پھلواڑی نرسری

اور ہیلی پیڈ نرسری میں لگائے گئے ہیں اور آئندہ موسم برسات میں شجرکاری کی جائے گی۔ مندرجہ بالا سکیموں کی تکمیل کے بعد مزید ترقیاتی سکیمیں تیار کی جائیں گی۔

(ب) جیسا کہ جواب جزو (الف) بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ گذشتہ دو سالوں میں 900 ایکڑ رقبہ پر پھلاہی کے بیج کی بوائی کی گئی ہے اور تین لاکھ چیڑ کے پودے اگائے گئے ہیں۔ پھلاہی کے بیج سے جو پودے اگے ہیں۔ وہ تقریباً 80% کامیاب ہیں۔ ان کی مزید کامیابی کا دار و مدار ماہ مئی اور جون میں موسم کی شدت اور آئندہ بارشوں پر ہے۔ چونکہ اس علاقہ میں زمین پتھریلی ہے اور بارشیں بھی کم ہوتی ہیں اس لئے ان پودوں کو کامیاب بنانے میں 10 سال لگ جاتے ہیں۔ چیڑ کے مذکورہ پودے تمام کے تمام صحیح سلامت ہیں اور ان کی حالت اچھی ہے۔

بیگم شاہدہ ملک۔ سر! میں آپ کی توجہ سوال کے جزو (ب) کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ یہاں پر سوال چنا اور جواب گندم ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ پودوں کی تعداد کیا ہے جو کہ ابھی تک سلامت ہیں اور جواب میں مجھے بتایا گیا ہے کہ چیڑ کے تمام پودے سلامت ہیں۔ سر میں نے محض چیڑ کے پودوں کے لئے خصوصی طور پر سوال نہیں کیا تھا۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! جیسا کہ جزو (ب) میں ذکر کیا گیا ہے کہ گذشتہ سالوں میں 900 ایکڑ رقبے پر پھلاہی کے بیج کی بوائی کی گئی ہے اور 3 لاکھ چیڑ کے پودے اگائے گئے ہیں۔ پھلاہی کے بیج سے جو پودے اگے ہیں وہ تقریباً 80 فی صد کامیاب ہیں۔ ان کی مزید کامیابی کا دار و مدار مئی اور جون میں موسم کی شدت اور آئندہ بارشوں پر ہے۔ جزو (ب) میں تو یہ لکھا ہوا ہے۔ چیڑ کا اتنا تو ذکر نہیں ہے۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! اگر آپ غور سے پڑھیں تو انہوں نے جزو (ب) کی آخری سطر پڑھی ہے۔ اگر سارا جواب پڑھیں تو شاید یہ سمجھ جائیں کہ جواب کیا ہے۔ انہوں نے صرف آخری سطر پڑھی ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ نے یہ سارا جواب پڑھا ہے؟

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا! میرے سوال کے جزو (ب) کی جو آخری لائن ہے اس میں "

نیز" سے آگے آپ پڑھیں۔ یہ لکھا ہے کہ "ایسے پودوں کی تعداد کیا ہے جو ابھی تک سلامت ہیں"۔ سر مجھے پودوں کی تعداد تو نہیں بتائی گئی۔ صرف یہی کہا گیا ہے کہ چیڑ کے پودے سلامت ہیں۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! اگر یہ جواب کو غور سے پڑھیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ جو 900 ایکڑ رقبے پر پھلاہی کے بیج بوئے گئے تھے اس میں سے 80 فیصد پودے سلامت ہیں اور باقی چیڑ کے سارے کے سارے پودے سلامت ہیں۔ اس کا مطلب واضح ہے یہ شاید میری بہن سمجھی نہیں۔

بیگم شاہدہ ملک۔ میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیں۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا! چرائی کے اجازت نامے کی فیس اور ناجائز کٹائی کرنے والوں کو کئے جانے والے جرمانے سے حکومت کو کتنی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر جنگلات۔

وزیر جنگلات۔ میں یہ پڑھ دیتا ہوں۔ جواب کے جزو (الف) میں اخراجات اور آمدنی کی تفصیل دی گئی ہے۔

سال	اخراجات (روپے)	آمدنی (روپے)
1980-81ء	51,454/-	1,30,128/-
1981-82ء	33,665/-	1,22,133/-
1982-83ء	27,621/-	1,18,227/-
1983-84ء	56,756/-	1,20,859/-
1984-85ء	23,084/-	1,36,133/-
گذشتہ پانچ سالوں کا میزان	1,92,580/-	6,27,480/-

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟

بیگم شاہدہ ملک۔ ٹھیک ہے جناب والا! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔ 200 ایکڑ رقبہ پر

لگانے کے لئے چیڑ کے 3 لاکھ پودے جو نرسری میں لگائے گئے ہیں ان کے علاوہ جو فالتو پودے بچ جائیں گے کیا حکومت ان کو سکیسر کے ارد گرد لگانے کے علاوہ وادی کے دیگر حصوں میں بھی لگانے کے لئے عوام کو مہیا کرے گی؟

جناب سپیکر۔ جی! وزیر جنگلات۔

وزیر جنگلات۔ جناب والا! سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ اپنا سوال دھرایئے گا۔

بیگم شاہدہ ملک۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چیڑ کے تین لاکھ پودے نرسری میں لگائے گئے ہیں دو سو ایکڑ رقبہ پر لگانے کے لئے' تو جناب دو سو ایکڑ رقبہ پر لگانے کے باوجود بھی جو پودے بچ جائیں گے تو کیا وہ عوام کو مہیا کئے جائیں گے کہ صرف سکیسر کے مقام کے علاوہ پوری وادی میں وہ لگا دیئے جائیں؟

جناب وزیر جنگلات۔ جناب والا! اس وقت نرسری میں تین لاکھ پودے ہیں اگر ان میں سے کچھ پودے بچ گئے تو یقیناً وہاں کے عوام کو دیئے جائیں گے۔

میاں فضل حق۔ جناب والا! ضمنی سوال۔

میاں فضل حق۔ جناب والا! ابھی کچھ دیر پہلے وزیر موصوف نے خرچے اور آمدنی کے بارے میں جو بات کی ہے۔ میرا ضمنی سوال بھی یہی بنتا ہے کہ جناب والا! جو جرمانہ ہوا ہے وہ کتنا ہے؟ یہ کل میزان آمدنی اور خرچہ دیا ہوا ہے اس میں جرمانے کے تحت آپ کو کتنا پیسہ آیا ہے؟ ہمیں تو اس کے اعداد و شمار چاہئیں۔ اور جناب والا جرمانے کی فیس کتنی ہے؟

وزیر جنگلات۔ جناب والا! میں واضح کر دیتا ہوں جیسے یہ اس علاقے کو جانتے نہیں اور نہ ہی ان کو یہ پتہ ہے کہ وہ علاقہ کہاں ہے۔

میاں فضل حق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ سردار صاحب نے کیسے محسوس کر لیا ہے کہ میں نہیں جانتا جو بات ہم پوچھ رہے ہیں ان کو اس کا جواب آنا چاہئے جاننے یا نہ جاننے کی بات نہیں ہے بات تو facts and figures کی ہے۔

He must give me a very specific reply. I don't want that he should say I know this and that.

No, you must give me your proper reply.

وزیر جنگلات۔ جناب والا ! میرے فاضل دوست نے بات کی ہے تو میں اب پھر یہ کہوں گا کہ شاید یہ اس علاقے کو نہیں جانتے۔ انہوں نے انگریزی میں بات کی تو

That area is totally scrub forest. In the scrub forest there is no wood which can be sold for any amount of money.

جو لوگ وہاں پر ہیں وہ یہاں پر صرف بکریاں' گائے اور بھینسیں وغیرہ چراتے ہیں گائے بکریاں وغیرہ چرانے کا جو پرمٹ ہوتا ہے اس کے پیسے اور جو لوگ پرمٹ لینے کے بغیر چرائیں ان کو پھر جرمانہ ہوتا ہے اس کی آمدن ہوتی ہے اور وہاں پر کسی چیز کی آمدن نہیں ہو سکتی وہ کوئی مری کے پہاڑ نہیں ہیں جہاں پر بڑے بڑے درخت ہیں ان کو کاٹ کر ان کی لکڑی بیچ دیں اور آمدن حاصل کر لیں۔ سون سکیسر کا علاقہ جابہ' سوڈی جائے والی اور کچھالی وغیرہ کے ایریے میں سوائے ستھے اور چولائی اور کہو کے اور کوئی درخت نہیں ہوتا اور یہ صرف بھس ہیں اور یہ گائے بھینسوں کے چارے میں ہی استعمال ہوتا ہے۔

میاں فضل حق۔ جناب والا ! میرا سوال بڑا Speeific تھا میں نے ان سے یہ پوچھا تھا اور انہوں نے مجھے تھوڑی سی background سمجھا دی ہے اور

I am really grateful to you Mr. Minister.

جناب والا ! سوال وہیں کا وہیں ہے جرمانہ جو تھا اس کی فیس کیا ہے؟ اور آج تک جرمانہ کتنا ہوا ہے؟ اس طرف تو وزیر صاحب نہیں آ رہے علاقے کی تفصیل بتا رہے ہیں کبھی مری لے جاتے ہیں کبھی کہیں لے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال جناب محمد افضل چن۔

محکمہ جنگلات گجرات کے مزدوروں کے لئے لیبر ریٹ مقرر کرنے کے لئے اقدامات

☆ 1287- **جناب محمد افضل چن۔** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن نے اپنے مراسلہ نمبر بی۔ I/24/1 بی اے /4/7862 مورخہ 18 نومبر 1984ء کے ذریعے سول ڈویژن گوجرانوالہ میں لیبر ریٹ مقرر کئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس مراسلہ میں حکومت کے تمام محکموں میں کام کرنے والے تمام ہنر مند اور غیر ہنرمند مزدوروں کے لئے ریٹ مقرر کئے گئے تھے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ جنگلات گجرات نے اپنے مزدوروں کے لئے لیبر ریٹ مقرر کروائے ہیں اگر ہاں تو کیا مقرر کروائے ہیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) محکمہ جنگلات گجرات نے اپنے مزدوروں کے لئے لیبر ریٹ مقرر کروائے ہیں جو کہ ناظم جنگلات لاہور سرکل لاہور کے مراسلہ نمبر اے سی /3874 مورخہ 85-3-3 کی رو سے مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) برائے ڈفر اپکھو والی ذخیرہ جات -/18 روپے یومیہ۔

(2) برائے دیگر رقبہ جات -/20 روپے یومیہ۔

وزیر اعلیٰ کے حکم سے محکمہ جنگلات و ٹورازم میں تقرریوں / ترقیوں کی تفصیلات

☆ 2020- **سردار نصراللہ خاں دریشک۔** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ جنگلات و ٹورازم میں وزیر اعلیٰ نے قواعد طریق کار میں ترقی کر کے جن لوگوں کا تقرر کیا ہے ان کے نام پتے اور عہدہ جات کیا ہیں اور ایسی تقرری کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) قواعد / طریق کار میں رعایت کرتے ہوئے جن افسران / اہلکاران کو ترقی دی گئی ہے ان کے نام پتے اور عہدہ جات کیا ہیں اور اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) ایڈھاک بنیادوں پر تعینات کئے گئے ان افسران اہلکاران کی تعداد کیا ہے جن کی ملازمت کو مطلوبہ طریق کار کو اختیار کئے بغیر باقاعدہ کر دیا گیا اور اس کی وجوہ کیا ہیں برائے کرم ایسے افسران اہلکاران کے نام پتے اور عہدہ جات کی فہرست مہیا کی جائے۔

(د) آیا قواعد / طریق کار میں نرمی کے ذریعے افسران / اہلکاران کی تقرریاں / ترقیاں کرنا وزیر اعلیٰ کے حلف کی روح کے منافی تھیں؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

(الف) محکمہ جنگلات میں صرف ملک مختار حسین ولد ملک فیروز خاں کو وزیر اعلیٰ کے حکم سے متعلقہ قواعد میں نرمی کر کے بطور ڈپٹی رینجر (بنیادی پیمانہ تنخواہ نمبر 6) حلقہ سرگودھا میں مقرر کیا گیا ہے۔ مذکورہ اہلکار قائد آباد ضلع خوشاب کا باشندہ ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اپنی صوابدید پر غالباً ملازم موصوف کے سابقہ تجربہ بطور سپروائزر نیشنل ٹیوب ویل کنسٹرکشن کارپوریشن (واپڈا کا ادارہ ذیلی) کی بنا پر اس کا تقرر کیا ہے محکمہ ٹورازم (سیاحت) میں اس طرح کی کوئی تقرری نہیں کی گئی ہے۔

(ب) جواب نفی میں ہے۔

(ج) جواب نفی میں ہے۔

(د) وزیر اعلیٰ کے حلف میں اختیارات کے جائز استعمال پر کوئی قدغن نہیں ہے اور قواعد کی نرمی مستحق افراد کے زمرے میں وزیر اعلیٰ کا آئینی و انتظامی حق ہے۔

محکمہ جنگلات اور ٹورازم میں وزیر اعلیٰ کے حکم سے شروع کی جانے والی سکیموں کی تفصیلات

☆ 2059- **سردار نصراللہ خاں دریشک۔** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم مئی 1985ء سے 30 نومبر 1986ء تک ان کے محکمہ میں وزیر اعلیٰ کی جانب سے خصوصی ہدایات کے نتیجہ میں ترقیات کا کام صوبہ کے تمام اضلاع میں تحصیل وار کیا ہوا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا کام کن ممبران قومی یا صوبائی اسمبلی کی سفارش پر ہوا۔

(ج) مندرجہ بالا ترقیاتی سکیموں میں سے کتنی Under Process ہیں' کتنی پر کام شروع ہو چکا ہے' کتنی پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے۔

(د) مندرجہ بالا سکیموں کا علیحدہ علیحدہ سکیم وار خرچہ کا تخمینہ کیا ہے؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

(الف) یکم مئی 1985ء سے 30 نومبر 1986ء تک وزیر اعلیٰ کی خصوصی ہدایات کے نتیجے میں صوبہ کے تمام اضلاع میں تحصیل وار ترقیاتی کام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ضلع	نام تحصیل	ترقیاتی سکیوں کی تفصیل
1	راولپنڈی	مری	سرکاری جنگلات میں خالی جگہوں پر شجرکاری

2	راولپنڈی	کہوٹہ	ایضاً
3	راولپنڈی	مری	تحصیل مری کے عوام کو 30 ہزار من کی بجائے سالانہ 60 ہزار من بالن کی رعائتی نرخوں پر فراہمی
4	راولپنڈی	مری	تعمیر سڑک پتوہاٹ بازار تا فارسٹ ریسٹ ہاؤس فاصلہ 5 کلو میٹر
5	راولپنڈی	مری	جاریحان ریسٹ ہاؤس کی خصوصی مرمت
6	راولپنڈی	مری	بھور بن ریسٹ ہاؤس کے غسلخانوں کی اصلاح
7	راولپنڈی	مری	بھور بن ریسٹ ہاؤس کی لینڈ سکیپنگ
8	راولپنڈی	مری	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس کی لینڈ سکیپنگ
9	راولپنڈی	مری	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس کے غسلخانوں کی اصلاح
10	راولپنڈی	مری	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس کی خصوصی مرمت اور جدید لوازمات کی فراہمی بمع لینڈ سکیپنگ
11	راولپنڈی	مری	بن ریسٹ ہاؤس کی خصوصی مرمت ولینڈ سکیپنگ
12	راولپنڈی	مری	مری کے علاقہ میں سلپ علاقہ میں سلپ ہائے کا کنٹرول
13	جہلم	جہلم	منگلا کے علاقہ کو ایک مثالی مقام سیاحت کے طور پر ترقی دینا
14	گوجرانوالہ	وزیر آباد	ٹھٹھہ فقیر اللہ کے مقام پر تفریحی پارک کا قیام

15	لاہور	لاہور	مقبرہ جہانگیر کے ارد گرد کے رقبہ پر شجرکاری
16	لاہور	لاہور	سکیم حصول ارضی برائے توسیع سڑک لاہور پارک
17	فیصل آباد	فیصل آباد گٹ والا	ضلع کے صدر مقام پر تفریح پارک کا قیام
18	بھکر	چک TDA/B 34	ایضاً
19	خانیوال	خانیوال	ایضاً
20	وہاڑی	وہاڑی	ایضاً
21	ڈیرہ غازی خاں	ڈیرہ غازی خاں	ایضاً
22	بہاولپور	بہاولپور	ایضاً
23	بہاولنگر	بہاولنگر	ایضاً
24	صوبہ پنجاب	ہر تحصیل	سکیم برائے ترغیب شجرکاری۔ انعامی مقابلہ برائے شجرکاری
25	راولپنڈی	ضلع کی تمام تحصیل ہائے	پائلٹ پراجیکٹ برائے شجرکاری و دیہی رقبہ ہائے شاملات
	اٹک		
	جہلم	ایضاً	
	چکوال	ایضاً	
26	راولپنڈی	مری	بھور بن کے مقام پر فائیو سٹار ہوٹل کی تعمیر
27	جہلم	جہلم	ٹلہ جوگیاں پر سیاحوں کے لئے سہولتوں کی فراہمی
28	جہلم	جہلم	قلعہ رھتاس کی تزئین و مرمت
29	جہلم	سوہاوہ	دھامک نزد سوہاوہ میں مقبرہ محمد شہاب الدین غوری کی مرمت و تزئین

(ب) مندرجہ بالا کام کسی صوبائی ممبر اسمبلی کی سفارش پر نہیں ہوئے ہیں۔

(ج) تفاصیل مطلوبہ حسب ذیل ہے۔

Under Process	کتنی پر کام شروع ہو چکا ہے	کتنی پایہ تکمیل کو پہنچ گئیں
28	6	-

(د) متعلقہ سکیموں کے علیحدہ علیحدہ تخمینہ جات حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام سکیم	تخمینہ لاگت (لاکھوں میں)
1	سرکاری جنگلات میں خالی جگہوں پر شجرکاری	25.00
2	سرکاری جنگلات میں خالی جگہوں پر شجرکاری	25.00
3	تحصیل مری کے عوام کو 30 ہزار من کی بجائے سالانہ 67 ہزار من بالن کی رہائشی نرخوں پر فراہمی	17.09
4	تعمیر سڑک پتریاٹہ بازار تا فارسٹ ریسٹ ہاؤس فاصلہ 5 کلو میٹر	224.26
5	چاریخان ریسٹ ہاؤس کی خصوصی مرمت	1.75
6	بھوربن ریسٹ ہاؤس کے غسل خانوں کی اصلاح	1.47
7	بھوربن ریسٹ ہاؤس کی لینڈ سکیپنگ	0.95
8	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس کی لینڈ سکیپنگ	2.64
9	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس کے غسل خانوں کی اصلاح	0.63
10	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس کی خصوصی مرمت اور جدید لوازمات کی فراہمی بمع لینڈ سکیپنگ	1.87
11	بن ریسٹ ہاؤس کی خصوصی مرمت و لینڈ سکیپنگ	2.72
12	مری کے علاقہ میں سلپ ہائے کا کنٹرول	7.68
13	منگلا کے علاقے کو ایک مثالی مقام سیاحت کے	

	طور پر ترقی دینا	297.90
14	ضلع کے صدر مقام پر تفریح پارک کا قیام	09.98
15	مقبرہ جہانگیر کے ارد گرد کے رقبہ پر شجرکاری	13.72
16	سکیم حصول اراضی برائے توسیع سڑک لاہور پارک	53.54
17	ضلع کے صدر مقام پر تفریح پارک کا قیام	122.80
18	ایضاً	11.79
19	ایضاً	9.00
20	ایضاً	32.46
21	ضلع کے صادر مقام پر تفریح پارک کا قیام	44.78
22	ایضاً	26.92
23	ایضاً	20.00
24	سکیم برائے ترغیب شجرکاری	
	انعامی مقابلہ برائے شجرکاری	22.70
25	پائیلٹ پراجیکٹ برائے شجرکاری	
	دیہی رقبہ ہائے شاملات	20.00
26	بھورین کے مقام پر فائیو سٹار ہوٹل کی تعمیر	اس کے لئے گورنمنٹ محکمہ جنگلات کی زمین پٹہ پر دے گی اور پرائیویٹ ادارہ ہوٹل تعمیر کرے گا۔
27	ٹلہ جوگیاں پر سیاحوں کے لئے سہولتوں کی فراہمی	7.47
28	قلعہ رہتاس کی تزئین و مرمت	7.73

29 مقبرہ محمد شہاب الدین غوری کی مرمت و تزئین 4.11

جناب سپیکر۔ اگلا سوال میاں محمد اسحاق صاحب کا ہے۔

ہفتہ شجرکاری کے دوران پودوں کی فراہمی کی تفصیلات

☆ 3031- **میاں محمد اسحاق۔** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں گذشتہ دس سالوں میں ہفتہ شجرکاری کے دوران کس قدر درخت لگائے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی۔

(ب) درختوں کے پودے سرکاری نرسریوں سے مہیا کئے گئے تھے۔ یا ٹھیکیداروں کی وساطت سے خریدے گئے تھے اگر ٹھیکیداروں سے خریدے گئے تھے۔ تو ان ٹھیکیداروں کے نام و پتہ جات کیا ہے۔ نیز کس قیمت پر خریدے گئے تھے۔

(ج) جز (الف) کے پیش نظر اب تک کتنے درخت تن آور ہو چکے ہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو ان کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)۔

(الف) صوبہ پنجاب میں پچھلے دس سال میں 29'38'43'000 پودے / قلم ہائے لگائے گئے جس کی تفصیل شعبہ وار حسب ذیل ہے۔

-1	سرکاری جنگلات	15'28'14'000
-2	دیگر سرکاری محکمہ جات بشمول افواج پاکستان۔	7'27'95'000
-3	نجی شعبہ۔	6'42'34'000

دیگر سرکاری محکمہ جات افواج پاکستان اور نجی شعبہ میں پودہ جات قلم ہائے ہفتہ شجرکاری یا اس کے ہفتہ عشرہ بعد تک تقسیم کی جاتی ہیں۔ ان پودہ جات / قلمہائے کو لگانے کی ذمہ داری ان اداروں یا ان افراد کی ہوتی ہے جو پودہ جات / قلمہائے حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا اوپر دی گئی تفصیل کے مطابق 14'10'29'000 پودہ جات / قلمہائے لگوائی پر سرکاری خزانہ سے کوئی خرچہ نہیں ہوا۔

سرکاری جنگلات میں لگائے گئے پودا جات / قلمہائے پر خرچہ محکمہ جنگلات

کے سالانہ بجٹ سے ہوتا ہے جس میں صرف پودے لگانے کے عمل پر خرچ کے لئے کوئی علیحدہ مد نہیں ہے۔ بلکہ پودے لگانے ان کو پانی دینے اور جنگلات کی ہر قسم کی دیکھ بھال (کلچرل آپریشن) وغیرہ کے لئے رقم ایک ہی مد میں موصول ہوتی ہے۔ ان تمام عوامل پر بشمول پودے لگانے پر دس سالوں میں محکمہ جنگلات نے مبلغ -/56'37'65'892 روپے رقم خرچ کی ہے۔ البتہ صرف قلمات کے عمل پر پچھلے دس سالوں میں حکومت کا خرچ تقریباً دس روپے تا چالیس روپے فی ہزار قلمات ہوا ہے۔

(ب) تمام پودہ جات قلمہائے سرکاری نرسریوں سے مہیا کئے گئے۔

(ج) ایک پودہ تقریباً بیس سال بعد تناور بنتا ہے تاکہ وہ قابل استعمال لکڑی مہیا کر سکے البتہ پہلے سال یا زیادہ سے زیادہ دوسرے سال کے بعد یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کتنے پودے پروان چڑھیں گے۔ یا کس قدر پودے فیل ہو گئے ہیں۔ اس ضمن میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سرکاری جنگلات میں لگائے گئے پودے 80% کامیاب ہیں۔ جبکہ نجی رقبہ میں 50 تا 60% کامیاب ہیں۔

جناب سپیکر۔ لمبا جواب ہے اس لئے پڑھا گیا تصور ہو گا۔ میاں صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے۔ اگلا سوال چودھری نذیر احمد۔

محکمہ جنگلات کے درختوں کی نیلامی کے طریقہ کار کو بدلنے کے لئے اقدامات

☆ 3111- **چودھری نذیر احمد۔** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں سڑکوں کے ساتھ ساتھ جو جنگلات ہیں وہ محکمہ جنگلات کی ملکیت ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جب درخت کاٹے جاتے ہیں۔ یا گر جاتے ہیں تو نیلامی کرنے کے فرسودہ طریقہ کار کی وجہ سے پڑے پڑے ہی ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور

جب تک نیلامی کا وقت آتا ہے تو درختوں کی قیمت چوتھا حصہ نہیں رہتی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت درختوں کی نیلامی کا طریقہ کار بدلنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جس سے حکومت کی آمدنی میں اضافہ بھی ہو سکے اور قومی دولت کا ضیاع بھی نہ ہو۔

(د) اگر مذکورہ کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک اگر نہ میں ہے تو کیا وجہ ہے؟

وزیر جنگلات۔ (سردار عارف رشید)

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ شاہرات کی تعمیر کردہ سڑکوں کے ساتھ درخت محکمہ جنگلات کی ملکیت ہیں۔ اور ان کی حفاظت اور کٹائی کا اہتمام محکمہ جنگلات کی ذمہ داری ہے۔

(ب) محکمہ جنگلات نے گرے پڑے یا خشک درختوں کی فروختگی کے لئے جو طریقہ کار وضع کر رکھا ہے۔ وہ درست اور مناسب ہے۔ اور اس سے ان کے ضائع ہونے کا بہت کم امکان ہے جس وقت بھی ایسے درختوں کی تعداد مالی نقطہ نظر سے معقول ہوتی ہے۔ تو ان کی کٹائی اور نیلامی کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی۔ ایسی مثال ہو گی جہاں کسی درخت یا کسی حصے کا ضیاع ہوا ہو۔

(ج) جز ہائے بالا کا جواب دیا چکا ہے تاہم اگر معزز رکن اسمبلی کے ذہن میں اس طریق کار کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں کوئی تجاویز ہوں تو حکومت ان پر غور کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

(د) اس جز کا جواب مندرجہ بالا جز ہائے میں دیا جا چکا ہے۔

Mr. SPEAKER: It will be taken as read. Any supplementary question, please.

اگلا سوال چودھری مشتاق حسین۔

پنجابی ثقافت کی ترویج و ترقی کا پروگرام

☆ 1050- **چودھری مشتاق حسین۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں پنجابی ثقافت کو ترقی دینے کے لئے حکومت کے زیر غور کوئی پروگرام ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے پروگرام کی تکمیل کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے یا کرنے کی تجویز ہے۔ نیز پروگرام کی تفصیلات کیا ہیں۔ اور اگر حکومت اس سلسلے میں کوئی ارادہ نہیں رکھتی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (مہر سعید احمد ظفر)

(الف) حکومت پنجاب صوبہ پنجاب میں پنجابی ثقافت کو ترقی دینے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کرتی رہتی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کے مختلف ادارے سرگرم کار ہیں جن میں پنجاب آرٹس کونسل اور ڈویژنل آرٹس کونسلیں شامل ہیں حکومت پنجاب کے ان اداروں کا بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ پنجابی ثقافت کو ترویج دیں چنانچہ یہ ادارے سال بھر اپنے انتظام میں موسیقی کی عمومی تقریبات میں لوک پنجابی موسیقی کے علاوہ لوک موسیقی کی خصوصی تقریبات بھی منعقد کرتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے اس خاص سکیم

Projection of Cultural Heritage Scheme (ADP).

بھی تیار کی گئی ہے جو اس مالی سال کے اختتام تک مکمل ہو گی اس کے تحت تحصیل سطح پر مقامی ٹیلنٹ اور مقامی ثقافت کو ترویج کے لئے میلے اور دیگر تقریبات کی گئی ہیں اب تک 52 تحصیلوں میں یہ میلے اور تقریبات منعقد کی جا چکی ہیں۔ پنجابی ادبی کتابوں کی تقریبات اور پنجاب مشاعرے و سیمینار وغیرہ بھی منعقد کروائے جاتے ہیں۔ جب کہ مختلف مقامات پر قائم آڈیٹوریم پنجابی کے ڈرامے کثرت سے پیش کرتے ہیں۔ قومی میلے کی تقریبات میں مختلف پنجابی لوک رقص پیش کرنے کے علاوہ پنجاب کے فلوٹ کی تیاری میں پنجابی ثقافت کی عکاسی کو خصوصی طور پر مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اس قسم کے فلوٹ راولپنڈی میں 23 مارچ کی یوم پاکستان کی تقریبات کے موقع پر بھی شرکت کرتے رہے ہیں اور گذشتہ کئی سالوں سے قومی سطح پر بھی انعامات حاصل کر چکے ہیں۔

(ب) گذشتہ سال کا مختص بجٹ اور آئندہ کے لئے مختص رقوم کچھ یوں ہیں۔

Head Office Punjab Council of the Arts.		Divisional Arts Councils	
Year	Amount	Year	Amount
1984-85	21,93,000/-	1984-85	13,20,000/-
1985-86	28,98,000/-	1985-86	17,33,940/-
1986-87	29,80,000/-	1986-87	21,79,000/-

Mr. SPEAKER: It will be taken as read. Any supplementary question please

اگلا سوال میاں محمد اسحاق۔

عجائب گھر لاہور نایاب اشیاء کی گمشدگی کی تحقیقات

☆ 1442- میاں محمد اسحاق۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ آثار قدیمہ سے متعلقہ قیمتی اور نایاب قلمی نسخوں کے مجموعہ جات کے مصوری اور حضرت امام حسین کے ہاتھ کا تحریر کردہ قرآن پاک کا متن جن کا مولانا فضل الرحمان نے اپنی زندگی میں عطیہ دیا۔ اور جو مجموعہ مولانا فضل الرحمان کے نام سے مشہور ہے لاہور کے عجائب گھر میں موجود ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات ہے تو ان نایاب آثار قدیمہ کا انہوں نے کن شرائط کے تحت عطیہ دیا ان شرائط کی ایک نقول معہ عطیئے میں دی گئی اشیاء فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ج) آیا عجائب گھر کی ہیئت حاکمہ مندرجہ بالا شرائط کی پابندی کر رہی۔ اگر نہیں کر رہی تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس مجموعہ میں سے کچھ نایاب اشیاء غائب ہیں اگر ایسا ہے۔ تو کیا ان کی گمشدگی کے سلسلے میں کوئی تفتیش کی گئی تھی اور کیا انہیں تلاش کر کے دوبارہ اس مجموعہ میں رکھا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ہ) کیا حکومت نے اس خیر سگالی کے جذبہ کی تحسین کے طور پر مولانا مرحوم کو اس

اغوا مجموعہ کی فراہمی کے عوض کوئی تمغہ یا کوئی دوسرا انعام دیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (مہر سعید احمد ظفر)

(الف تا ہ) عجائب گھر لاہور میں مولانا فضل الرحمٰن کے نام سے کوئی عطیہ موصول نہیں ہوا۔ لہٰذا سب سوالوں کا جواب نفی میں ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ایک سال پانچ ماہ کے بعد اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اور جو ہم نے پوچھا ہے اس کا اس میں قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کو توڑ مروڑ کر سوال کی اتنی نفی کی گئی ہے میں نے حفیظ الرحمٰن کے متعلق لکھا ہے فائل آپ کے پاس موجود ہے ڈیپارٹمنٹ نے جان بوجھ کر غلطی کر کے فضل الرحمٰن کا نام دیا ہے۔ جو میں نے پوچھا ہے وہ حفیظ الرحمٰن کا نام ہے اور جو نام یہاں پر درج کیا گیا ہے وہ مولانا فضل الرحمٰن کا ہے۔ میں نے یہ پوچھنا چاہا ہے کہ حفیظ الرحمٰن نے جو عطیات دیئے ہیں وہ عجائب گھر سے غائب کر دیئے گئے ہیں۔ خورد برد کر دیئے گئے ہیں اور محکمہ نے جان بوجھ کر جواب نہ دینے کی وجہ سے دوسرا نام درج کیا گیا ہے۔ اور میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کا فوراً ایکشن لیا جائے۔ جس طرح محکمہ جات توڑ مڑور کر ناموں میں تبدیلی کرنے کے بعد دیگر جوابات دیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس میں آپ کا سوال میاں صاحب کیا ہوا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں وضاحت کرنا چاہوں گا کہ جو میاں محمد اسحاق صاحب نے سوال نمبر 1442 اسمبلی سیکرٹریٹ کو دیا تھا سوال کے جزو (الف) کی آخری لائن میں" اور جو مجموعہ مولانا فضل الرحمٰن کے نام سے درج ہے " یہ مولانا فضل الرحمٰن کا ذکر نہیں تھا بلکہ حقیقت میں مولانا حفیظ الرحمٰن ہے۔ تو محکمہ نے اصل صورت حال کو پوشیدہ رکھنے کے لئے دانستہ طور پر حفیظ الرحمٰن کی بجائے نام تبدیل کر کے مولانا فضل الرحمٰن کر دیا اور اس طریقے سے اس ایوان میں غلط بیانی کر کے ایوان کا استحقاق بھی جناب سپیکر مجروح کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب اس میں محکمہ متعلقہ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے جو ملازم ہیں ان کی غلطی ہے۔ سوال انگریزی میں تھا اس کا ٹرانسلیشن کرتے

وقت مولانا فضل الرحمٰن لکھا گیا۔ یہ سوال آپ Repeat کر دیں ہم دوبارہ لے آئیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہی مطالبہ کرتا ہوں کہ اب اس سوال کو اصل صورت حال میں پیش کر کے رواں اجلاس میں اس کا جواب حکومت کی طرف سے پیش کیا جائے۔ جناب سپیکر رواں اجلاس میں جواب حکومت کی طرف سے پیش کیا جائے۔ قلیل المہلت سوال کی صورت میں یہ آپ دیکھ لیں۔

میاں محمد اسحاق۔ اس سوال کو دیئے ہوئے ایک سال پانچ ماہ ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے اس کو ہم اس اجلاس کے بعد آپ ایسا کیجئے کہ آپ short notice سوال کی صورت میں آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے رابطہ کریں۔ میرے خیال میں ان کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اس کا جواب رواں اجلاس کے دوران ہی آ جائے گا۔ I hope so.

پارلیمانی سیکرٹری۔ (مہر سعید احمد ظفر) مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! پھر ہماری طرف سے یہ سوال صرف ایک لفظ کے جبہ سے " ایک ہی نکتے نے محرم سے مجرم کر دیا " مولانا حفیظ الرحمٰن پڑھ کے اس کا جواب ابھی قلیل المہلت سوال جو ہم بیان کر کے اس کا جواب رواں اجلاس میں دے دیں۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب بات ہو گئی ہے۔ آپ سوال ان کو لکھ کر دیں ان کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ شارٹ نوٹس سوال کا جواب آ جائے گا۔

کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم کی رقوم کی ادائیگی

☆ 2298- **میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وفاقی حکومت نے پہلی بار کب اور کس سال صوبائی حکومت کو یہ حکم جاری کیا تھا کہ وہ گنے کے کاشتکاروں کو شوگر ملوں سے مقررہ فارمولا کے مطابق کوالٹی پریمیم دلوائے۔

(ب) اگر وفاقی حکومت کے اس حکم کے بعد صوبہ میں نصب کسی شوگر ملز نے کبھی

کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم ادا کیا ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے۔

(ج) جب سے وفاقی حکومت نے حکومت پنجاب کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ کاشتکاروں کو شوگر ملوں سے کوالٹی پریمیم ادا کروائے اس وقت سے لے کر آج تک کل کتنی رقم بطور کوالٹی پریمیم صوبہ کی تمام شوگر ملوں کی طرف واجب الادا ہے مل وار اور سال وار اس تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے۔

(د) حکومت کاشتکاروں کو شوگر ملوں کی طرف واجب الادا کوالٹی پریمیم کی یہ خطیر اور کثیر رقم دلوانے کے لئے کیا عملی اقدام کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خوراک۔ (سعید احمد منہیس)

(الف) وفاقی حکومت پہلی بار سال 81-1980ء میں گنے کے کاشتکاروں کو شوگر ملوں سے مقررہ فارمولا کے مطابق کوالٹی پریمیم دلوانے کا حکم صوبائی حکومت کو جاری کیا تھا۔

(ب) صرف سال 81-1980ء میں آٹھ شوگر ملوں میں سے سات ملوں نے کوالٹی پریمیم کی اپنے ذمہ کی رقم حکومت کی ہدایت پر شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس فنڈ میں جمع کر دی تھی مگر کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم ادا نہیں کیا کیونکہ عدالت عالیہ لاہور نے حکومت کے اس حکم کو جس کے تحت پریمیم کی رقم شوگر کین ڈویلپمنٹ فیس فنڈ میں جمع ہونا تھی۔ غیر قانونی قرار دیا 86-1985ء میں جو نوٹیفکیشن جاری ہوا اسے بھی چار ملوں نے عدالت عالیہ میں چیلنج کر دیا ہے۔

(ج) کوالٹی پریمیم کی رقوم جو کہ مختلف شوگر ملوں کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ مل وار اور سال وار درج ذیل ہیں۔

شوگر مل 1980-81	1981-82	1982-83	1983-84	1984-85	1985-86
	روپے	روپے	روپے	روپے	روپے
1- آدم شوگر ملز - بہاولنگر	1556,886	7,93,246	-	-	-
2- حئی شوگر ملز - خان پور رحیم یار خاں	22,07921	1894,760	-	-	-
3- کوہ نور شوگر ملز جوہر آباد خوشاب	8,00,105	5,01,378	59,764	-	6,68,224
4- نون شوگر ملز - بھلوال سرگودھا	20,64,112	19,610,281	37,71,040	17,72,990	1643,022
5- تاج شوگر ملز - منڈی بہاؤالدین	27,15,589	59,91,264	3,01,167	-	4324670

6- شکر گنج شوگر ملز جھنگ	1,56,396	-	-	-	53,37,363	7,70,277
7- کمالیہ شوگر ملز کمالیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ	60,812	-	-	-	-	-
8- یونائیٹڈ شوگر ملز صادق آباد رحیم یار خاں	3,6,7,839	8,99,125	-	-	71,84,157	58,25,981
9- فیکٹو شوگر ملز بہاولپور	-	-	-	-	20,51,252	23,11,328
10- اشرف شوگر ملز بہاولپور	-	1,57,059	-	-	31,05,603	-
11- گوجرہ کمندری شوگر ملز گوجر فیصل آباد	-	-	-	-	5,93,848	-

12- فوجی شوگر ملز سانگلہ ہل	-	-	-	-	5,61,381	
13- اتفاق شوگر ملز ساہیوال	-	-	-	-	1,40,97,690	
14- لیہ شوگر ملز لیہ	-	-	-	-	84919	
کل میزان	8,00105	96,30,933	1,17,63,499	40,72,307	3,47,89,403	1,65,43,502

(د) سابقہ سالوں کے کوالٹی پریمیم کے منافع کی ادائیگی کے لئے صوبائی حکومت کوشاں ہے۔ یہ معاملہ صوبائی کابینہ کے سامنے 7 جولائی 1985ء کو پیش کیا گیا۔

کابینہ نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں وزیر زراعت بطور کنوینر وزیر خوراک اور سیکرٹری قانون بطور ممبر شامل ہیں۔ کیونکہ سال 86-1985ء کے لئے چھ شوگر ملوں کو کوالٹی پریمیم ادا کرنے کے لئے نوٹیفیکیشن جاری کیا تھا۔ مگر ان میں سے چار شوگر ملوں نے حکومت پنجاب کے اس حکم کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں رٹ ہائے دائر کر دی ہوئی ہیں۔ لاہور ہائی کورٹ ان کی سماعت کر رہی ہے۔ لہٰذا جب تک لاہور ہائی کورٹ ان رٹ ہائے پر فیصلہ صادر نہیں کرتی۔

حکومت پنجاب اس بارے میں مزید کارروائی کرنے سے قاصر ہے۔

پانچویں شوگر مل نے بھی کوالٹی پریمیم ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور چھٹی شوگر مل بھی لیت و لعل سے کام لے رہی ہے اور ہائی کورٹ کے فیصلہ کی منتظر ہے جس کا کہ اطلاق تمام شوگر ملوں پر ہو گا۔

جناب سپیکر۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے سوال کے جزو (د) کے جواب کے آخر میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ۔

" حکومت پنجاب اس بارے میں مزید کارروائی کرنے سے قاصر ہے۔ پانچویں شوگر مل نے بھی کوالٹی پریمیم ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے اور چھٹی شوگر مل نے بھی لیت ولعل سے کام لے رہی ہے " جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ پانچویں اور چھٹی شوگر ملوں کے نام اس ایوان کو بتانا پسند فرمائیں گے۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! اس میں ایک فیکٹو شوگر ملز ہیں۔ اور ایک کوہ نور شوگر ملز ہے ساتھ ان کی خدمت میں میں یہ بھی عرض کروں گا کہ کوہ نور شوگر مل نے بھی عدالت میں رٹ دائر کر دی ہوئی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اتفاق شوگر ملز ساہیوال کی طرف واجب الادا ایک کروڑ چالیس لاکھ 97 ہزار روپے ہیں کیا اس مل نے بھی

ہائی کورٹ میں حکومت کے اس حکم کے خلاف کوئی رٹ پٹیشن دائر کر رکھی ہے۔

وزیر خوراک۔ اتفاق شوگر ملز نے کوئی رٹ دائر نہیں کی ہوئی چونکہ کافی ساری ملوں نے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی ہوئی ہیں تو میں جناب سپیکر! آپ سے یہ بھی گذارش کروں گا چونکہ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں Pending ہے اس لئے اس پر زیادہ بحث نہ کی جائے۔ جو انہوں نے سوالات کئے تھے ان کے جوابات ایوان کی میز پر پہلے ہی رکھ دیئے ہوئے ہیں۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب سپیکر! کیا یہ درست ہے کہ سندھ اور سرحد کی حکومتوں نے کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم دلوا دیا ہے اور پنجاب کی حکومت اپنے کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم دلوانے میں ناکام رہی ہے۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! اس کا تعلق محکمہ خوراک حکومت پنجاب سے نہیں ہے۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب والا! مجھے ان کی اس بات سے اختلاف ہے۔ کوالٹی پریمیم گنے سے ہے اور یہ محکمہ خوراک کا سوال ہے۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! محکمہ خوراک حکومت پنجاب کے بارے میں سوال لکھ کر دے دیں تو میں اس کا جواب دے سکوں گا لیکن اگر سندھ اور سرحد کا پوچھیں گے تو اس کا جواب دینے سے تو میں قاصر رہوں گا۔

جناب سپیکر۔ ملک ممتاز احمد بھچر صاحب آپ اپنا سوال دھرایئے۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب والا! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سندھ اور سرحد کے کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم ان کی حکومتوں نے دلوا دیا ہے اور پنجاب کی حکومت اپنے کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم دلوانے میں ناکام رہی ہے۔ یہ میرا سوال ہے۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! جہاں تک حکومت پنجاب کا تعلق ہے میں نے اپنے جواب میں تفصیلاً یہ دے دیا ہوا ہے کہ کافی ساری شوگر ملوں نے کوالٹی پریمیم کے خلاف ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی ہوئی ہیں۔ جب ان کا فیصلہ ہو جائے گا اس وقت ہم کوالٹی پریمیم دلوا سکیں گے۔ ساتھ ہی میں نے اپنے جواب میں یہ بھی دیا ہوا ہے کہ کابینہ کی ایک سب کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے اور یہ معاملہ اس کے بھی زیر غور ہے۔ جب اس کا فیصلہ ہو گا انشاء اللہ کوالٹی پریمیم ضرور دلوائیں گے۔

رانا پھول محمد خان۔ کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے آج کے اخبار میں یہ پڑھا ہے کہ سندھ میں پندرہ اور سترہ روپے من گنے کی قیمت وصولی کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ کیا وہ کابینہ میں اس معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! جہاں تک گنے کی قیمت کا تعلق ہے یہ اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ کا سوال ہو گیا ہے آپ تشریف رکھیں۔ وہ اس کی کیسے وضاحت کریں گے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ وقفہ سوالات ہے اور محکمہ خوراک سے متعلقہ سوالات ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر سوالوں کے متعلق ہی ہے کہ اس صوبے میں آج یہ خبر چھپی ہے۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم یہ فرمائیں گے۔ وزیر خوراک کی بھی ذمہ داری ہے کیونکہ یہاں چینی پیدا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر۔ خوراک کے محکمے کا وقفہ سوالات ہو تو وزیر زراعت جواب نہیں دے سکتے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میری گذارش تو سن لیں۔ جو محکمہ خوراک ہے چینی اس کے کنٹرول میں ہے۔ گنا اس کے کنٹرول میں ہے اور Director food اس مل کی چینی کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ تو آپ وزیر زراعت سے سوال کیوں پوچھ رہے ہیں؟

رانا پھول محمد خان۔ میرا دونوں سے مشترکہ سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ میں وزیر خوراک سے کہوں گا کہ وہ آپ کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! گنے کی قیمت کا تعین مرکزی حکومت کرتی ہے اور مرکزی حکومت نے پنجاب کے لئے Minimum support price گیارہ روپے من مقرر کر دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ضمنی سوال کریں گے۔ یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! ابھی تو مجھے بہت سے ضمنی سوالات کرنے ہیں۔ آپ نے محدود کر دیا ہے۔ قدغن لگا دی ہے۔ جناب والا! یہ اتنا نازک معاملہ ہے۔ کاشتکاروں کے پونے آٹھ کروڑ روپے ہیں میں اس کو کاشتکاروں کا خون کہتا ہوں جو شوگر ملیں چلانے والے سیٹھ پی رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب جنجوعہ صاحب! عموماً ہم سوال کے محرک کو تین ضمنی سوالات کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ آپ دو ضمنی سوالات کر چکے ہیں اس لئے میں نے کہا ہے کہ یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ اچھا جناب والا۔

جناب والا! میرے اس سوال کا جز "ب" یہ ہے۔

"اگر وفاقی حکومت کے اس حکم کے بعد صوبے میں نصب کسی شوگر ملز نے کبھی کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم ادا کیا ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے؟"

میں نے یہ سوال کیا تھا اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

"صرف سال 81-1980ء میں آٹھ شوگر ملوں میں سے سات ملوں نے کوالٹی پریمیم کی اپنے ذمے کی رقم حکومت کی ہدایت پر شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس فنڈ میں جمع کرا دی تھی۔ مگر کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم ادا نہیں کیا' کیونکہ عدالت عالیہ لاہور نے حکومت کے اس حکم کو جس کے تحت پریمیم کی رقم شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس فنڈ میں جمع ہونا تھی غیر قانونی قرار دیا۔ 86-1985ء میں جو نوٹیفکیشن جاری ہوا اسے بھی چار ملوں نے عدالت عالیہ میں چیلنج کر دیا ہے۔"

جناب والا! میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ شوگر ملز کی انتظامیہ نے 81-1980ء میں جو رقم Sugar Cane Development Cess Fund میں جمع کروائی تھی اور عدالت عالیہ نے اس کو ناجائز قرار دے دیا ہے حکومت نے اس رقم کا کیا مصرف کیا ہے؟

وزیر خوراک۔ جناب والا! میں نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ آٹھ شوگر ملز میں سے

سات ملوں نے کوالٹی پریمیم کی اپنے ذمے کی رقم حکومت کی ہدایت پر Sugar Cane Development Cess Fund میں جمع کرا دی تھی۔ جو total premium بنتا تھا وہ تقریباً چھیاسٹھ لاکھ روپے تھا۔ سات ملوں نے اٹھاون لاکھ اٹھاسی ہزار روپے جمع کر دیئے تھے اور کوہ نور شوگر مل جس نے کہ رٹ دائر کی تھی اور اس کے حق میں فیصلہ ہو گیا تھا انھوں نے یہ رقم جمع ہی نہیں کروائی تھی۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
چینی کی قیمتوں میں اضافہ کے پیش نظر کاشتکاروں کو منافع کی ادائیگی

☆ 2390- میاں محمود احمد۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ گنے کی قیمت کا تعین کرتے وقت چینی کی قیمت سات روپے فی کلو گرام تصور کی گئی تھی۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چینی کی راشن بندی کے ختم ہونے کے بعد سے ملیں زیادہ قیمت پر چینی فروخت کر رہی ہیں۔

(ج) کیا یہ امر واقع ہے کہ سال رواں کے دوراں ملیں 8 روپے فی کلو گرام کے حساب سے چینی فروخت کر رہی ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ چینی کی زیادہ قیمت کے باوجود ملوں کو حاصل ہونے والے منافع میں نہ تو کاشتکاروں کو اور نہ حکومت کو ہی شریک کیا گیا ہے۔

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملوں نے چینی کی قیمت میں اضافے اور گنے کے کاشتکاروں

کو چینی کی قیمت میں مناسبت سے ہونے والے اضافے کے فوائد سے یکسر محروم کر کے غیر معمولی منافع کمایا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے منافع کی تقسیم کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں اور کن مدات پر حکومت اس منافع کو مصرف میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک۔ (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) گنے کی قیمت وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے۔

(ب) راشن بندی ختم ہونے پر حکومت نے چینی کی قیمت مقرر نہ کی تھی۔ اور ملیں بازار کی قیمت پر چینی فروخت کے لئے آزاد ہیں۔

(ج) چینی کی قیمت خرید و فروخت پر کوئی پابندی نہ ہے۔ اس لئے قیمت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

(د) ملوں کے منافع سے حکومت یا کاشتکاران کا کوئی حصہ مقرر نہ ہے۔

(ہ) جیسا جز د کے جواب میں بتایا گیا ہے ملوں کے منافع پر راشن بندی کے خاتمہ کے بعد کوئی پابندی نہ ہے۔

(و) چونکہ جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے منافع کی تقسیم کے لئے کسی قدم کے اٹھانے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

دیہی علاقوں میں آٹا کی مناسب قیمت پر فراہمی

☆ 2394- **میاں محمود احمد۔** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیہی علاقوں میں آٹے کی کمی اور قیمت میں متعدبہ اضافہ کے بارے میں وزیر موصوف کو شکایات موصول ہوئی ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت دیہی علاقوں میں شہری علاقوں کی طرح آٹے کو اسی پیمانہ اور اسی قیمت پر مہیا کرنے کے بارے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) جز الف کا جواب نفی میں ہے۔ اور جزوی راشننگ سکیم کے تحت حکومت صرف صوبہ کے شہری علاقوں اور راولپنڈی کے ڈویژن کے دیہی علاقوں کو از راں نرخوں پر آٹا مہیا کرتی ہے۔ چونکہ دیہی علاقوں میں قیمتوں کے اضافہ کی کوئی شکایت نہ ہے اس لئے بھی وہاں شہری علاقوں کی طرح آٹا مہیا کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

سرحد فلور ملز راولپنڈی میں خورد برد کی تحقیقات

☆ 2444- میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرحد فلور ملز راولپنڈی کروڑوں روپیہ مالیت کی سرکاری گندم خورد برد کرنے میں ملوث ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کے ایماء پر وزیر اعلیٰ کی انسپکشن ٹیم معاملہ کی تحقیقات پر مامور ہوئی تھی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مبینہ تحقیقات مکمل ہو چکی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کا کیا نتیجہ برآمد ہوا اگر معاملہ ہنوز جانچ طلب ہے تو تحقیقات کب تک مکمل ہو جائیں گی۔

(د) کیا حکومت سرحد فلور ملز کے خلاف سنگین الزامات کی مزید چھان بین کے لئے کوئی ماہرین کی ٹیم مقرر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) اس قسم کی ایک شکایت روزنامہ جنگ کی اشاعت مورخہ 26 مارچ 1986ء کو شائع ہوئی تھی۔ جس میں کسی بھی فلور ملز کی نشاندہی نہ کی گئی تھی۔ کہ آیا کون سی فلور

ملز نے سب سڈی خورد برد کی اور اس امر کا تعین ابھی تک نہیں ہو سکا کہ آیا یہ شکایت درست ہے یا نہیں۔

(ب) حقیقت حال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے معائنہ ٹیم کو تحقیقات کا حکم دیا گیا تھا۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم دوسری اشد ضروری تحقیقات / مصروفیات کی بنا پر اس شکائت کی چھان بین نہیں کر سکی۔

(د) جناب وزیر اعلیٰ کی انسپکشن ٹیم سے درخواست کی گئی ہے کہ مذکورہ بالا شکایت پر تحقیقات جلد مکمل کر لی جائیں تا کہ انسپکشن ٹیم کی رپورٹ کی روشنی میں مزید کارروائی کی جا سکے۔

محکمہ خوراک میں جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرری

☆ 2544- جناب سرفراز نواز۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ خوراک میں اگست 1985ء سے تا حال کتنی جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرریاں کی گئیں۔ تفصیل کیڈر وار تقرر شدہ افراد کے نام و تعلیمی قابلیت بتائی جائے۔

(ب) مذکورہ کیسوں میں سے کتنے افراد کی تقرری (Relexation of Rules) کے تحت کی گئی تفصیل بمعہ نام وجوہات بیان کی جائے۔

(ج) کیا جز (الف) میں مندرج جریدی آسامیوں پر تقرریاں پنجاب سروس کمیشن کے ذریعہ اخبارات میں اشتہارات دے کر کی گئی۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات تھیں۔

(د) کیا جز (الف) میں مندرج جریدی و غیر جریدی آسامیوں پر تقرریاں مطلوبہ تعلیمی معیار اور میرٹ پر کی گئیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ تھیں؟

وزیر خوراک۔(جناب سعید احمد منہیس)

(الف) محکمہ خوراک میں اگست 1985ء سے تاحال جریدی آسامیوں پر دس اور غیر جریدی

آسامیوں پر 335 تقرریاں کی گئی ہیں۔ جریدی آسامیوں پر تقرریوں کی تفصیل اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرریوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 10 جریدی آسامیوں میں سے صرف ایک آسامی پر تعیناتی بحکم اتھارٹی مجاز (Relaxation of Rules) کے تحت کی گئی تفصیل جواب (ج) اور (د) میں درج ہے نیز تمام غیر جریدی تقرریاں Relaxation of Rules کے تحت کی گئی ہیں۔ تفصیلات جز الف کے جواب کے منسلکہ الف (ii) میں دی گئی ہیں۔ یہ تقرریاں مفاد عامہ میں کی گئی ہیں۔

(ج) ایوان کی میز پر رکھی گئی فہرست میں درج نمبر شمار 1 تا 4 جریدی آسامیوں پر تقرریاں اشتہار دے کر بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن عمل میں لائی گئی۔ نمبر شمار 5 تا 9 پر درج تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ ان کا تعلق باقی محکموں کے فاضل سٹاف سے تھا۔ اس لئے اشتہار نہیں دیا گیا۔ نمبر شمار 10 پر درج تقرری پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ نہیں کی گئی۔ جس کے لئے اتھارٹی مجاز نے احکامات جاری کئے۔

(د) (i) جریدی آسامیوں پر تقرریاں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن تعلیمی معیار کے مطابق کی گئی ہیں۔ البتہ شرجیل مرزا کی تقرری بحکم اتھارٹی مجاز عمل میں لائی گئی ہے۔

(ii) ایوان کی میز پر رکھی گئی فہرست میں مندرج تمام غیر جریدی آسامیوں پر تقرریاں مطلوبہ تعلیمی معیار کے مطابق کی گئیں ہیں۔ البتہ میرٹ لسٹ تیار نہیں کی گئی۔ کیونکہ ضوابط میں رعایت کے تحت تقرریاں اتھارٹی مجاز کے احکام پر مفاد عامہ میں کی گئی ہیں۔

ذخیرہ شدہ اجناس کے تحفظ کے لئے در آمد کی گئی ادویات کی تفصیل

☆2795 جناب سرفراز نواز۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ خوراک نے ذخیرہ شدہ اجناس کو محفوظ رکھنے کے لئے امسال کتنی دوائی غیر ممالک سے منگوائی اور کتنی لوکل پرچیز کی۔

(ب) کیا مذکورہ دوائی کی سپلائی کے لئے باقاعدہ اشتہار دیا گیا اور ٹنڈر طلب کئے گئے اگر ایسا ہے تو جن لوگوں نے ٹینڈر بھرے ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

(ج) اگر مذکورہ دوائی کی سپلائی کے لئے نہ باقاعدہ اشتہار دیا گیا ہو اور نہ ہی ٹنڈر طلب کئے گئے ہوں تو اس کی کیا وجوہ تھیں اور حکومت نے اس ضمن میں بے قاعدگی کے ذمہ دار افسر کے خلاف کیا کارروائی کی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) محکمہ خوراک نے امسال پچاس ہزار کلو گرام ایمونیم سلفائیڈ گولیاں مقامی طور پر خریدنے کے انتظامات کئے ہیں۔ محکمہ نے بیرون ملک سے کوئی دوائی نہیں منگوائی ہے۔

(ب) مذکورہ دوائی کی فراہمی کے لئے باقاعدہ اشتہار دے کر ٹنڈر طلب کئے گئے کل چھ ٹنڈر موصول ہوئے ٹنڈر دہندگان کے نام درج ذیل ہیں۔

	نام فرم	ریٹ فی کلو گرام	کیفیت
1-	میسرز اے جی سروسز اینڈ سپلائی کراچی	مبلغ 325 روپے	ٹنڈر کی شرائط کے مطابق
2-	میسرز ایرو ٹریڈنگ کارپوریشن کراچی	مبلغ 220 روپے	ٹنڈر کی شرائط کے مطابق ہیں (مشروط پیش کش)
3-	ڈائی نکس ٹریڈنگ	مبلغ 205 روپے	ٹنڈر کی شرائط کے مطابق ہیں

	کارپوریشن لاہور	فلاسک پیکنگ مبلغ 318 روپے	(مشروط پیش کش)
4-	میزو ٹریڈنگ کارپوریشن کراچی	مبلغ 340 روپے FOB	ٹنڈر کی شرائط کے مطابق ہیں
5-	داؤد کارپوریشن لاہور	6.600 کرایہ 0.600 کمیشن 0.216	ٹنڈر کی شرائط کے مطابق ہیں
6-	ایلنٹ کولیٹڈ کراچی	مبلغ 316 روپے	ٹنڈر کی شرائط کے مطابق ہیں

(ج) جوابات الف اور ب کی صورت میں ج کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تحصیل حافظ آباد کے کاشتکاروں سے گندم کی خریداری

☆ 3068- جناب انتصار حسین بھٹی۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے جو گندم خراب ہو گئی ہے حکومت ایک منصوبہ کے تحت اسے خریدے گی۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ تحصیل حافظ آباد کے کاشتکاروں سے گندم کی خریداری بند کر دی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور آیا حکومت تحصیل حافظ آباد کے کاشتکاروں سے بھی گندم کی خریداری شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خوراک (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) حکومت پنجاب نے کافی سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ گندم کی خریداری مقررہ معیار کے مطابق ہونی چاہئے۔ اور خراب گندم نہیں خریدی جائے گی چنانچہ بارشوں سے خراب شدہ گندم کی خریداری کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ

ہے۔

(ب) تحصیل حافظ آباد میں گندم کی خریداری کا کام پاسکو کے سپرد ہے۔ پاسکو ایک مرکزی ادارہ ہے یہ مرکزی حکومت کی ہدایات اور پالیسی کے تحت گندم خرید کرتا ہے اور اس میں صوبائی حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ پاسکو کے مطابق تحصیل حافظ آباد میں زیادہ بارشوں کی وجہ سے گندم کی فصل شدید متاثر ہوئی تھی جس کی وجہ سے گندم کا دانہ بھیگ کر خراب ہو گیا تھا چونکہ یہ گندم حکومت کے مقرر کردہ معیار پر پوری نہیں اترتی تھی اور نہ ہی ذخیرہ کرنے کے قابل تھی لہٰذا پاسکو کو گندم کی خریداری میں کافی احتیاط اور سختی کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ پاسکو پر تحصیل حافظ آباد میں گندم کی خریداری بند کرنے کی شکایت حقیقت پر مبنی نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ پاسکو کی طرف سے تحصیل حافظ آباد میں معیاری گندم کی خریداری پورا سیزن جاری رہی ہے اور اب تک تقریباً تین لاکھ تیس ہزار (3'30'000) بوری گندم خرید کی جا چکی ہے۔ جہاں تک بارشوں کی وجہ سے خراب شدہ گندم کی خرید کا تعلق ہے چونکہ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کی طرف سے خراب شدہ گندم کی خرید کے بارے میں واضح کیا جا چکا ہے کہ ایسی گندم خرید نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا پاسکو خراب شدہ گندم خرید نے سے معذور ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب ملک طیب خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا! دو تین دن ہوئے میں نے ایک Resolution پیش کیا تھا جس میں روئی کے متعلق کچھ عرض کرنا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ کل' پھر کل وعدہ فرمایا کہ پرسوں اور پھر پرسوں آج ہو کچھ بھی نہیں رہا۔ وہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر۔ Resolution کدھر ہے؟

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا! آپ کے پاس ہے۔ میں نے تو آپ کو دے دیا تھا۔

جناب سپیکر۔ آپ کے پاس اس کی کوئی کاپی ہے؟

ملک طیب خان اعوان۔ کاپی صبح پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ تو صبح پھر پہلے مجھے کاپی دیجئے گا۔
ملک طیب خان اعوان۔ ٹھیک ہے جناب۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ اب تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ ہمارے پاس تحریک استحقاق نمبر 18 ہے۔ یہ سید طاہر احمد شاہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ اور جناب محمد رفیق کی طرف سے ہے۔ کون صاحب اس کو پیش کرنا چاہیں گے؟

آئین کی دفعہ 175(3) کی رو سے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے میں حکومت کی ناکامی

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 175(3) کی رو سے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے سلسلے میں آئین پاکستان میں 14 سال کی میعاد اس تاریخ سے مقرر ہے جس تاریخ سے آئین پاکستان 1973ء نافذ العمل ہوا تھا۔ چونکہ آئین پاکستان 14- اگست 1973ء کو نافذ العمل ہوا اور آئین میں مقرر کردہ عرصہ 14 سال 13- اگست 1987ء کو مکمل ہو گیا ہے مگر ابھی تک عدلیہ کو انتظامیہ سے مکمل طور پر علیحدہ کرنے میں حکومت ناکام رہی ہے۔ جس سے آئین کے آرٹیکل 175 (3) کی صریحاً خلاف ورزی ہوئی ہے۔ چونکہ میں نے 1973ء کے آئین پاکستان کے تحت اس میں دیئے گئے تیسرے شیڈول میں درج شدہ حلف بحیثیت رکن اسمبلی اٹھایا ہوا ہے کہ میں آئین پاکستان کے تحفظ اور دفاع کی ذمہ داری کو نبھاؤں گا۔ مگر چونکہ حکومت نے آئین کے مذکورہ بالا آرٹیکل کے تقاضوں کو بروقت پورا نہ کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہٰذا

اس اہم آئینی مسئلے پر فوری طور پر بحث کی جائے یا بصورت دیگر میری تحریک استحقاق کو مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے اور اسے ہدایت کی جائے کہ وہ اپنی رپورٹ چار ماہ کے عرصے میں ایوان میں پیش کرے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ اس پر مختصر بیان دینا چاہیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! 1973 کے آئین پاکستان کے آرٹیکل 175 کے سب آرٹیکل (3) میں یہ درج ہے۔

The Judiciary shall be seperated progressively from the executive within "fourteen years" from the commencing day.

جناب سپیکر! جب آئین پاکستان 1973ء مرتب کیا جا رہا تھا تو اس میں آئین کے آرٹیکل 175 (3) میں جو within fourteen years کے الفاظ ہیں وہ five years تھے۔ مگر بعد ازاں ایک صدارتی حکم نمبر 14 آف 1985ء کے تحت

Revival of the Constitution of 1973, Order, 1985

جو ترمیم آرٹیکل 175 (3) میں کی گئی ہے وہ یہ ہے

For the word "five" the word "fourteen" shall be substituted.

جناب سپیکر! 1985ء میں صدارتی حکم کے ذریعے 5 سال کا عرصہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ میعاد گذر چکی ہے۔ اور جیسا کہ آپ اور ہم سب لوگ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ کسی بھی سٹیٹ کو چلانے کے لئے 4 بنیادی ستون ہوتے ہیں۔ ایک مقننہ' دوسری انتظامیہ تیسری عدلیہ اور چوتھا پریس۔ مقننہ قانون سازی کے فرائض ادا کرتی ہے۔ انتظامیہ اس پر عملدرآمد کرتی ہے۔ اور عدلیہ کا فرض interpret کرنا ہوتا ہے۔ کہ قانون کے تقاضے کیا ہیں۔ تاکہ اس ریاست میں بسنے والے عوام کو انصاف مل سکے۔ مگر جناب سپیکر! یہ بہت ستم ظریفی ہے کہ ہمارے ملک میں اور خاص طور پر ابھی تک ہمارے صوبہ میں عدلیہ کے فرائض انتظامیہ کے سپرد رکھے گئے ہیں اور چونکہ آئین کی اس آرٹیکل کی رو سے یہ صوبائی حکومت پر لازم ہوتا ہے کہ وہ عدلیہ کو انتظامیہ سے 14 سال کے عرصے کے اندر علیحدہ کرے مگر اس آئین کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی یہ نہ صرف

میرا فرض ہے بلکہ آپ کا فرض ہے حکومت کا فرض ہے اور اس معزز ایوان کا فرض ہے کہ آئین کے تقاضوں کو ضمانتوں اور اس کی ہدایات کے مطابق نہ صرف ہم قانون سازی کریں بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہوں جناب سپیکر عدلیہ کے ماتحت افسران کا حال کس سے پوشیدہ نہیں ہے اگر ہم اس بات کا بنظر غائر جائزہ لیتے ہیں تو 90 فیصد عوام کے 30 جو مقدمات ہیں ان کا تصفیہ اور ان کے مسائل کا حل صوبہ میں ماتحت عدالتیں پورا کر رہی ہیں۔ اور 10 فیصد ایسے مقدمات ہیں جن میں اعلیٰ عدالتوں سے لوگ رجوع کرتے ہیں اور وہاں سے انصاف کے طلب گار ہوتے ہیں جناب سپیکر اگر عدلیہ کو دن بدن ہم کمزور کرتے چلے جائیں گے اس طریقہ سے صوبہ میں بسنے والے عوام کو انصاف نہیں ملے گا اور اگر عدالتوں کے حالات کا آپ جائزہ لیں تو یہ امر واقعہ ہے کہ نہ تو ماتحت عدالتی افسروں کے پاس کوئی خاص قسم کا دفتر ہے اور نہ ان کی رہائش کے لئے کوئی بندوبست کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی ان کا ماتحت عملہ جو ان کے ساتھ کام کرتا ہے۔ نہ ہی ان کی رہائشوں کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ جب ماتحت عدالتی افسر کسی شہر میں یا کسی صوبہ میں متعین کیا جاتا ہے وہاں اس کو ایک چھوٹے سے دفتر میں یا کسی دفتر کے برآمدے میں اس کو دیواروں میں بند کر کے....

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب یہ مختصر بیان ہے۔

وزیر قانون۔ جناب اگر یہ مختصر بیان ہے تو اس کا استحقاق سے کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر۔ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

سید طاہر احمد شاہ جناب سپیکر! جب عدلیہ کو خود مختار ادارہ بنانے کی بات ہو گی تو ان کے حالات کا یہاں ذکر کرنا ہی پڑے گا۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ اس کو Wind up کریں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ شاہ صاحب کی تحریک استحقاق سے سب متفق ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے ہم اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن یہاں آئین میں دیئے گئے مسئلے پر عملدرآمد نہ کیا گیا ہو وہاں ایک رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ ساری قوم کا۔ سارے صوبے کا۔ سارے ملک کا مجروح ہوتا ہے۔ لیکن متصادم قانون کی شکل میں ہم صوبے والے کوئی قانون سازی نہیں کر سکتے۔ یہ اس کو ایک قرار داد کی

شکل میں لے آئیں۔ تو بہتر ہے تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ شاہ صاحب آپ بات کر چکے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ ابھی تو پوائنٹ آف آرڈر پر رانا پھول محمد خاں صاحب کھڑے ہو گئے تھے۔

جناب سپیکر۔ آپ بات کر چکے ہیں یہ تحریک استحقاق ہے یہ کچھ اور نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اگر مجھے اجازت دیں تو میں Wind up کر دوں۔ جہاں تک میری سمجھ کام کرتی ہے جہاں تک میں نے آئین کا مطالعہ کیا ہے اور جہاں تک ان کے تقاضوں کو دیکھا ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ یہ صرف میری ہی نہیں آپ کی بھی۔ حکومت کی بھی اور اس معزز ایوان کے ہر معزز رکن کی ذمہ داری ہے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکلز اور دفعات کے مطابق اگر حکومت وقت فیصلہ نہیں کرتی یا ان پر عملدرآمد نہیں کرتی تو جناب سپیکر میں پھر یہ عرض کروں گا کہ یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ آئین کے تحفظ کی ہم نے قسم کھائی ہے ہم نے حلف اٹھایا ہے۔ اس لئے جناب سپیکر آئین کے آرٹیکلز میں جو بھی تحفظات دی گئیں ہیں جو ضمانتیں دی گئی ہیں۔ ان پر حکومت کو فوری طور پر عملدرآمد کرنا چاہئے۔ اگر عملدرآمد نہیں ہوتا تو جناب سپیکر اس معزز ایوان کا اجتماعی طور پر استحقاق اس سے مجروح ہوتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر۔ ملک طیب خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا! پانچ چھ دن گذر گئے ہیں جب میں نے اپنی قرارداد دی تھی۔ ابھی میں نے کاغذات میں پڑھا ہے کہ اسی 27 تاریخ کو اتنی اہم قرارداد ہے جس میں تمام زمیندار اور مزدور کا مسئلہ ہے اور ایوان نے صرف مرکزی حکومت کو سفارش کرنی ہے اسے یہ 27 تاریخ کو آخری دن رکھی ہے تاکہ نہ کوئی سفارش کر سکے۔ اور نہ اس کارروائی پر بحث ہو سکے۔ اس لئے براہ کرم اسے آج کریں یا صبح میں شامل فرمالیں۔

جناب سپیکر۔ یہ 27 تاریخ کے ایجنڈے میں ہے اور وہ دن غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

کا دن ہے اور اس دن اور قراردادیں آتی ہیں اگر آپ کی قرارداد آ گئی ہے تو آپ کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

ملک طیب خاں اعوان۔ 27 کو کیا ہو گا؟

جناب سپیکر۔ اگر آپ چاہیں گے تو اس کو پہلے لے لیں گے۔

ملک طیب خاں اعوان۔ ٹھیک ہے۔ کل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب جب یہ 27 اکتوبر آ جاتی ہے تو کل پھر کیوں آئے۔

ملک طیب خاں اعوان۔ کل مہربانی فرمالیں۔

جناب سپیکر۔ اگر آپ کو کوئی اندیشہ ہے تو اس کو کل بھی take up کیا جا سکتا ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! اللہ تبارک تعالیٰ کے با برکت و متبرک نام کے ساتھ عرض کر رہا ہوں۔

دنیا میں قتیل ایسا منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

جناب سپیکر! ہم نے اپنی تحریک استحقاق کی بنیاد دستور پاکستان کے آرٹیکل 175 کی ذیلی شق 3 کو بنایا ہے۔ آئین پاکستان کا یہ آرٹیکل اس امر کی ضمانت فراہم کرتا تھا کہ آئین کے یوم آغاز سے لے کر تین سال کے عرصے کے اندر عدلیہ کو انتظامیہ سے جدا کر دیا جائے گا۔ مگر بعد ازاں سال 1985ء میں ایک صدارتی حکم کے ذریعہ یہ مدت بڑھا کر چودہ سال کر دی گئی۔ چونکہ آئین کے آرٹیکل 265 کی ذیلی شق 2 کے تحت آئین پاکستان کا یوم آغاز۔ 14 اگست 1973ء ہے اور اس طرح چودہ سال کی یہ مدت 13- اگست 1987ء کو مکمل ہو گئی ہے۔ مگر آج تک عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر! نظریہ تقسیم اختیارات سے اولاً یہ مراد ہے کہ حکومت کے تینوں Organs یعنی مقننہ' عدلیہ اور انتظامیہ کو ایک دوسرے کی مداخلت سے بچایا جائے۔ اور ان تینوں اداروں کو اپنے اپنے دائرہ کار کے اندر مکمل اختیارات حاصل ہوں اور مکمل آزادی حاصل ہو اور ثانیاً یہ کہ کسی فرد واحد کو اور کسی ادارے کو اختیارات اپنے ہاتھوں میں مرتکز کرنے کا

اختیار حاصل نہ ہو۔ جناب والا! عدلیہ اور انتظامیہ کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کے پس پردہ جو حکمت کار فرما ہے وہ یہ ہے کہ کسی فرد واحد کے پاس بیک وقت عدلیہ اور انتظامیہ کے اختیارات نہیں ہونے چاہئیں اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ فطرت انسانی پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس لئے ایک بہت بڑا مفکر Lord Acton یہ کہتا ہے۔

All power corrupts and absolute power tends to corrupt absolutely.

جناب والا! دنیا میں اختیارات کے غلط استعمال کو.....

وزیر قانون۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ Aristotle کا قول ہے کہ۔

Power corrupts a man and absolute power corrupts absolutely.

یہ اگر پولیٹیکل سائنس پڑھیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ لارڈ Acton اس وقت پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ تو بہت پہلے کا ہے اور یہ لارڈ Acton نے ان سے پڑھ کر ان کو Repeat کیا۔ یہ تو Aristotle کا قول ہے اگر آپ نے پولیٹیکل سائنس پڑھی ہے تو اسے دوبارہ پڑھ لیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! چودھری صاحب کو ہاؤس کو Mislead کرنے کی عادت ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں نے تو ان کی توجہ دلائی ہے کہ صحیح نام یہ ہے۔ جناب پوائنٹ آف آرڈر نمبر ا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں ایسے لوگوں کو پڑھا سکتا ہوں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ یہ کہیں غلطی سے نقل کر لئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ پہلا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو میں نے عرض کیا ہے کہ اگر اس کی تحقیق کریں کہ جہاں سے انہوں نے یہ قول نوٹ کیا ہے وہ غلطی سے نوٹ کر لیا ہے کیونکہ یہ قول اس سے بہت پہلے کا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے جو میں عرض کرنے والا ہوں کہ یہ جو تقریر ہو رہی ہے اس میں ابھی تک ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا کہ اس کو کس طرح تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں لاتے ہیں میرے فاضل دوست نہ اس پر توجہ دیتے ہیں اور نہ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ بس تقریر شروع کر دیتے ہیں۔ اگر تو انہوں نے تقریر کرنی ہے تو اور بات ہے۔ لیکن پہلے اس کے متعلق یہ Function clear کروائیں کہ اس سے ان کا استحقاق کیسے بن گیا۔

جناب سپیکر۔ جی۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا.....

رانا پھول محمد خاں۔ جناب سپیکر! میں جناب سے پوچھنا چاہوں گا کیونکہ ہمیں اتنا علم نہیں ہے کہ جب ایک تحریک استحقاق کے محرک تین چار یا پانچ ارکان اسمبلی ہوں پہلے رکن کے تحریک استحقاق پیش کرنے پر جناب جب تک یہ فیصلہ نہ دے دیں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے اس وقت تک اس فہرست کے دوسرے ارکان کو اس پر مختصر بیان کی اجازت دینا مناسب ہے۔ جناب کی رولنگ سننے کا میں خواہش مند ہوں جب ایک ہی قسم کی اور ایک ہی مضمون ہے اور ایک ہی دستخط ہیں۔ تو ایک ہی آدمی کے پیش کرنے کے بعد جناب یہ فیصلہ دے دیں کہ تحریک استحقاق بنتی ہے پھر تمام معزز ارکان کو اس پر بولنے کا حق ہے۔ کیونکہ روایات یہاں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی تشریف رکھئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ہی تحریک استحقاق کے اگر زیادہ محرکین ہوں تو مختصر بیان دینے کا سب کا حق ہے اور یہ حق ہم شروع سے دیتے آئے ہیں جب سے یہ سلسلہ یہاں شروع ہوا ہے یعنی 1985ء سے.....

وزیر قانون۔ جناب والا! مختصر بیان تو مختصر بیان ہی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ ہاں۔ مختصر بیان تو مختصر بیان ہی ہونا چاہئے۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ جناب جنجوعہ! آپ اپنی بات مکمل کیجئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میں اختیارات کے ناجائز استعمال کے بارے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اختیارات کے ناجائز استعمال کو صرف اسی صورت میں روکا جا سکتا ہے کہ انہیں محدود کر دیا جائے یا انہیں زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ تاکہ

عوام کو Autocratic گورنمنٹ کی من مانی کارروائیوں سے تحفظ دیا جا سکے۔ جناب والا! خصوصاً ان ممالک میں جہاں پر ابھی تک جمہوری روایات نمود پذیر ہیں وہاں پر عدلیہ اور انتظامیہ کو ایک دوسرے سے جدا حیثیت نہیں دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں پر اختیارات صرف چند ہاتھوں میں مرتکز نظر آتے ہیں اور بعض اوقات آئین تحفظات کو اس حد تک پامال کیا جاتا ہے کہ آئینی اختلاف کو وطن دشمن گردان کر عدلیہ اور انتظامیہ کو بیک وقت ان کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ جناب والا! حالانکہ دنیا کی متمدن اقوام نے طاقت کے اس غلط طریقہ سے استعمال کو روکنے کے لئے اپنے بنیادی قوانین یعنی دساتیر میں عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ الگ اختیارات سونپ دئے ہیں اور ایک دوسرے کے اختیارات میں عدم مداخلت کی پوری ضمانت فراہم کر دی ہے۔ جناب والا! مگر ہماری شروع سے یہ روایت رہی ہے کہ یہاں پر سرکار برطانیہ غلام ہندوستان پر حکومت کرتی رہی ہے اور اس نے اپنے مخصوص مفادات کے تحفظ کے لئے عدلیہ اور انتظامیہ کو یکجا کر دیا تھا۔ کیونکہ یہی نظام ان کی فرمانروائی کے لئے انتہائی مفید اور سود مند تھا۔ اس کے بعد جناب والا! آزادی کا مرحلہ آیا اور قانون سازی شروع ہوئی۔ مگر ہمارے ملک میں قانون سازی کی تحریک بڑی المناک ہے اور ہم نے عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کی بجائے اس قسم کا طرز عمل اپنایا کہ عدلیہ کمزور سے کمزور ہوتی چلی گئی۔ اور اس کا نتیجہ ہے کہ آج میرا وطن آج میری قوم ایک نازک مقام پر کھڑی ہے۔ اور ہم تباہی کے گڑھے کی طرف بصورت تمام رواں دواں ہیں۔ جناب سپیکر! ہماری حکومت نے قانون کی ذمہ داریاں آئین کی ذمہ داریاں پوری کرنے کی بجائے آئین کی دفعات سے چشم پوشی اور روگردانی کی جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے اور آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر 175 کے تقاضوں کو نظرانداز کر کے نہ صرف آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہے بلکہ پاکستان کے عوام کے حقوق کا بھی خاطر خواہ تحفظ نہیں کیا جا سکا۔ جس کی وجہ سے جناب سپیکر! ایک مخصوص طبقہ پیر قسمت پا کی طرح اس قوم پر مسلط ہو چکا ہے اور وہ طبقہ نوکر شاہی کا طبقہ ہے جو خود کو انتظامیہ کا نمائندہ کہتا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ نہ کرنے کی وجہ سے ہماری قومی زندگی میں بے راہ روی۔ کرپشن اور استحصال عروج پر پہنچ چکا ہے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر۔ سردار عارف رشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔
وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ جناب والا! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مختصر بیان کا وقت تعین ہے؟
جناب سپیکر۔ اس کا وقت مقرر نہیں ہے لیکن مختصر بیان کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اس کو بہت لمبا کر دیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مختصر ہو۔ اور جنجوعہ صاحب کا مختصر بیان ختم ہو گیا ہے۔
میاں ریاض حشمت جنوعہ۔ جناب والا! اب میں Wind up کر دیتا ہوں۔
جناب سپیکر۔ ایک منٹ میں ختم کیجئے۔
میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آئین کے اندر جو گارنٹی دی گئی ہے کہ انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کر دیا جائے گا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک اس کو پورا کرنے کے لئے شعوری طور پر اس ملک میں کوئی کوشش نہیں کی گئی اور ہم ارکان اسمبلی چونکہ آئین کی رو سے اپنے حلف کی رو سے اس بات کے پابند ہیں کہ ہم نہ صرف آئین پاکستان کو برقرار رکھیں گے بلکہ اس کا تحفظ اور دفاع بھی کریں گے مگر جناب سپیکر۔ ہماری آنکھوں کے سامنے حکومت آئینی تحفظات' آئینی تقاضوں اور آئینی ضرورتوں کو پس پشت ڈال کر آئین کی خلاف ورزی کر رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو شرف قبولیت بخشا جائے اور اسے مجلس برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے تاکہ ان حالات واقعات اسباب اور مشکلات کا جائزہ لیا جا سکے جن حالات اور مشکلات کی وجہ سے میرے ملک کے عوام انتظامیہ اور عدلیہ کے الگ نہ ہونے سے پریشان ہیں اور ان پر ایک ایسا سسٹم مسلط کر دیا جائے گا.....
جناب سپیکر۔ شکریہ۔ جناب چودھری محمد رفیق۔
وزیر قانون۔ جناب والا! اگر چودھری صاحب آئین پر بولنے کی تکلیف ہی نہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑی نوازش ہو گی۔

چودھری محمد رفیق۔ بہت۔ بہت شکریہ۔ میری تکلیف کا آپ کو بہت احساس ہے۔ جناب سپیکر! میں پنجابی میں بات کرنا چاہتا ہوں

جناب سپیکر۔ جی۔ فرمائیں چودھری صاحب۔

چودھری محمد رفیق۔ (پنجابی) مجھے تو اردو زبان کا اس وقت پتہ چلا تھا جب میں کالج میں آیا تھا ورنہ میں تو پنجابی ہی جانتا تھا۔ اور پنجابی ہی بولتا تھا۔

جناب والا! آج والی ہماری تحریک استحقاق جو اس معزز ایوان میں پیش ہے۔ اور جس کی مخالفت میں جناب وزیر قانون بہت.....

وزیر قانون۔ جناب والا! میری اطلاع کے مطابق چودھری رفیق صاحب ایم۔ اے ہیں اس لئے یہ انگلش بھی بول سکتے ہیں اور اردو بھی بول سکتے ہیں۔ انہوں نے ایم۔ اے پاس کیا ہوا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! چودھری عبدالغفور صاحب کی اور سردار رشید صاحب کی گفتگو اس طرح کی معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح ایک بہرہ دوسرے بہرے سے پوچھتا ہے کہ تم کیا مچھلیاں پکڑتے ہو دوسرا کہتا ہے کہ نہیں نہیں میں تو مچھلیاں پکڑتا ہوں تو پہلا بہرہ کہتا ہے کہ میں نے سمجھا کہ شاید تم مچھلیاں پکڑتے ہو تو جناب یہ دونوں اسی طرح کی آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا ایوان میں مچھلیاں پکڑنے والا کام ہے۔ یہ اس معزز ایوان میں مچھلیاں پکڑنے نہیں آئے بلکہ اس ایوان میں یہ عوام کی داد فریاد سنانے آئے ہیں۔

وزیر آبپاشی۔ راہی صاحب کے بارے میں میں کہہ نہیں سکتا۔ بہر حال جانوروں کو جانوروں کا خیال ہی آتا ہے جی۔

جناب سپیکر۔ جناب چودھری محمد رفیق۔

چودھری محمد رفیق۔ (پنجابی)۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے محترم وزیر قانون ویسے تو ان کا روز کا معمول یہی ہے لیکن آج خاص طور پر شاہ صاحب کے وہ زیادہ ہی وفادار نظر آ رہے ہیں کیونکہ جس آئین کو جس حلف کو بنیاد بنا کر یہ تحریک استحقاق پیش کی

گئی ہے یہ حلف انہوں نے بھی اٹھایا ہوا ہے اور ان کے قریب جو وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بھی یہی حلف اٹھایا ہوا ہے کہ ہم آئین کا تحفظ کریں گے اور اس ایوان میں آئین کے تحفظ کا حلف ہی اٹھایا تھا اور جناب والا ! جو اس تحریک استحقاق کی بنیاد ہے وہ آرٹیکل 175 کی ذیلی دفعہ 3 ہے جس میں واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے۔

The judiciary shall be separated progressively from the executive within fourteen years from the commencing day

جناب والا ! یہ معزز ایوان جو absolute majority کا حکومتی ایوان ہے اس ایوان کی یہ ذمہ داری تھی کہ اس آئین کے حوالے سے جس کا حلف اس سارے معزز ایوان نے اٹھایا ہوا ہے اس حلف کی رو سے یہ جو آرٹیکل کی ذیلی دفعہ 3 ہے اس کے مطابق عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کی کوشش کرتی اور جدوجہد کرتی لیکن جناب والا ! آج تک اس بارے میں کوئی بھی پیش رفت نہیں ہوئی اور ذرا بھی کوشش نہیں کی گئی کہ عدالتوں کو یا عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا جائے جناب والا ! میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ نہ کرنے کا جو پس منظر ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان بننے سے لے کر آج تک موجودہ حکومت نے جو خاص طور پر عدالتوں کی آزادی پر زور دیتی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم انتظامیہ کو عدالتوں سے الگ نہیں کریں گے ہمیں انصاف میسر نہیں آ سکتا اور رسوت کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے جناب والا ! جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ Justice delayed is justice denied اگر ہم انصاف میں ذرا سی بھی تاخیر کریں گے تو یہ چیز انصاف کے منافی ہے اور یہ انصاف مہیا ہے کرنے والی بات نہیں ہے کیونکہ ہم نے انتظامیہ اور عدلیہ کو ایک جگہ پر اکٹھا کر کے ان کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں اور ان کو جکڑ دیا ہے اور یہ سب کچھ ہم نے اپنی سیاسی مصلحتوں کے تحت کیا ہے۔ اور میں موجودہ حکومت کے بارے میں یہ بات بھی کہتا ہوں بلکہ بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ یہ حکومت قوم کا کوئی mandate لے کر اقتدار میں نہیں آئی بلکہ یہ مارشل لاء کی بقا کے لئے چور دروازے سے اقتدار میں آئی ہے اسی لئے جناب والا ! موجودہ حکومت بھی یہی بات چاہتی ہے کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ ان کی بیساکھیاں ہیں اور ان بیساکھیوں کے ذریعے

ہی یہ حکومت قائم ہے۔

جناب والا ! جو استحقاق مجروح ہونے والی بات ہے جس کے بارے میں بھی جناب رانا پھول خان صاحب نے بھی تھوڑا سا اعتراف کرتے ہوئے یہ بات کہی تھی کہ یہ استحقاق کی شکل میں نہیں تحریک کی شکل میں نہیں بلکہ یہ قرار داد کی شکل میں ہونی چاہئے۔ جناب والا ! میں اس کی بھی تائید نہیں کر سکتا بلکہ مخالفت کرتے ہوئے یہ بات کہوں گا کہ اس ایوان نے جتنی بھی قرار دادیں پاس کی تھیں ان قراردادوں کا کیا حشر ہوا اور پی۔ سی۔ ایس افسران کی قرار داد جو اس ایوان نے بڑی عرق ریزی کے بعد پاس کی تھی اس کا بھی کیا حشر ہوا' اور یہ ہمارے معزز ایوان نے اس قرار داد پر ابھی تک کیا عملدر آمد کروایا ہے؟ جناب والا ! اسی طرح سے باقی جتنی بھی قرار دادیں ہو چکی ہیں اور پاس ہونے والی قرار دادیں ہوں گی یہ ایون ان پر قطعی طور پر کوئی عملدر آمد نہیں کروا سکتا کیونکہ ان کی اپنی سیاسی مصلحتیں ہیں اور ان مصلحتوں کے تحت انتظامیہ کو اور عدلیہ کو یکجا کر کے ان کو جکڑ کر حکومت اپنے حق میں استعمال کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے یہ نہیں چاہتے کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جائے حالانکہ ترقی یافتہ ممالک میں یا صاف ستھرا معاشرہ قائم کرنے اور انصاف مہیا کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ قانون بنانے والے ادارے الگ ہوتے ہیں قانون نافذ کرنے والے ادارے علیحدہ ہوتے ہیں اور انصاف مہیا کرنے والے ادارے علیحدہ ہوتے ہیں اور جس معاشرے میں بھی یہ تینوں چیزیں اکٹھی کر دی جائیں اور ہم نے اپنے پاکستان کی چالیس سالہ تاریخ میں یہی دیکھا ہے کہ یا تو اس طاقت کو ایک ہاتھ میں رکھا ہوا ہے یا پھر centralise کر کے....

وزیر آبپاشی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جنرل بحث ہو رہی ہے یا تحریک admit کرنے کے لئے بات ہو رہی ہے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب کیا آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا؟

وزیر آبپاشی۔ جناب والا ! میں تو یہی بات کرتا ہوں کہ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔ میں ایم۔ اے۔ پاس تو نہیں ہوں لیکن مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آیا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا ! سردار صاحب پڑھے لکھے ☆ ☆ ☆ ہیں۔

وزیر آبپاشی۔ جناب والا ! I object

جناب سپیکر۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ دونوں ہی ماشاء اللہ عقل مند ہیں اور یہ ☆ ☆ ☆ کے الفاظ نامناسب ہیں اور ان کو حذف کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون۔ نہیں جناب والا ! وہ ان الفاظ کو واپس لیں صرف حذف کر دینا کافی ہی نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا ! کیا ☆ ☆ ☆ کا لفظ غیر پارلیمانی ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ اگر غیر پارلیمانی نہیں بھی تو کوئی اچھے taste میں نہیں جاتا۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا ! یہ ایک ناشائستہ لفظ ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا ! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ جناب شاہ صاحب نے وزیر موصوف کے لئے ☆ ☆ ☆ کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ بات سمجھ کی ہو رہی تھی تو شاہ کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ وزیر موصوف کی سمجھ دانی ذرا چھوٹی ہے....(قہقہے)

وزیر آبپاشی۔ سر یہ تو میں مانتا ہوں کہ ان کی سمجھ دانی بہت وسیع ہے۔ میری اگر سمجھ دانی چھوٹی ہے تو ان کی سمجھ دانی بہت کھلی ڈھلی ہے۔ تو یہ ان کی سمجھ دانی کا قصور ہے....

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر ! اگر میں یہ کہوں کہ وزیر موصوف کی عقل تھوڑی سی خالی ہے تو پھر تو یہ غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہوں گے...

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! منسٹر صاحب نے ان باتوں کا جواب دے کر ☆ ☆ ☆ کا مظاہرہ کیا ہے....

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ میرے خیال میں اب اس بات کو ختم ہونا چاہئے۔

وزیر آب پاشی جنگلات و سیاحت۔ نہیں سر...I am still there ان کو وہ الفاظ واپس لینے چاہئیں....

جناب سپیکر۔ سردار صاحب اس بات کو ختم ہونا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری (مہر سعید احمد ظفر)۔ جناب والا ! ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے اور ان کو تنبیہہ کی جائے کہ وہ ایسے نا شائستہ الفاظ استعمال نہ کریں....

☆☆ بحکم سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر۔ وہ ہو چکے ہیں....

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس خان کھوکھر)۔ جناب سپیکر! یہ تینوں لفظ جو انہوں نے استعمال کئے ہیں یہ وزیر صاحب کے متعلق شایان شان نہیں ہیں۔ یہ واپس لئے جائیں یا ان کو کارروائی سے حذف کرایا جائے۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب وہ ہو چکے۔ حذف ہو چکے...

جناب سپیکر۔ چودھری محمد رفیق صاحب...

چودھری محمد رفیق۔ (پنجابی) جناب سپیکر! یہ سمجھ میں آنا یا سمجھ میں نہ آنا اس بحث میں میں صرف ایک لقمہ دینا چاہوں گا کہ بندے کے سر میں مغز ہونا چاہئے اور مغز بھی بندے کا ہونا چاہئے بھینس کا مغز نہیں ہونا چاہئے....(قہقہے)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب آپ اپنی بات ختم کیجئے....

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! تحریک استحقاق کے ضمن میں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو قوم جو ادارہ اپنے آئین کا تحفظ نہیں کرتا۔ وہ اپنے آئین کا مجرم ہے.....

جناب سپیکر۔ یہ ہو گئی بات....

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! یہ بات نہیں ہوئی۔ آئین کا مجرم میں نے پہلی دفعہ کہا ہے۔ اور یہ پورا ایوان اس آئین کا مجرم ہے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ باتیں جن کا اس آئین کے ذریعے حلف اٹھایا ہے اور اس کے تحفظ کا نہ ہم نے کوئی وعدہ پورا کیا ہے۔ نہ عملی طور پر کوئی اقدام اٹھایا ہے.....

جناب سپیکر۔ یہ بھی بات ہو چکی ہے۔ چودھری صاحب یہ Repetition ہے۔ Repetition نہیں ہونی چاہئے....

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے نظریہ ضرورت کی ایجاد کی تھی سب سے پہلا' سب سے بڑا' اس قوم کا اور اس ملک کا اور نظریہ ضرورت کے تحت آئین کو بھی ایک موم کی ناک بنا لیا ہوا ہے۔ اور ہر وقت اپنی ضرورتوں کے مطابق آئین کو توڑ مروڑ کر جیسے بھی چاہیں اس کو شکل دے دی جاتی ہے۔ اور اس لئے یہاں پر اس آئین کا نہ ہمارے صدر کو کوئی احساس ہے نہ کوئی پاسداری ہے نہ ہمارے پارلیمنٹوں

کو ہے بلکہ جو وقتی مصلحتیں ہیں' جو وقتی ضرورتیں ہیں ان کے تحت اپنا کاروبار جیسے چل رہا ہے چلا رہے ہیں اور جناب والا ! یہی وجہ ہے کہ ہمارے خاص طور پر قانون نافذ کرنے والے ادارے جو یہاں موجود بیٹھے ہیں اور جو قانون بنانے والے ادارے' قانون نافذ کرنے والے ادارے یا انصاف مہیا کرنے والے ادارے جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے قانون بنانے والے ادارے جو ہیں وہ کس حد تک مخلص ہیں یا کس حد تک آئین کی پاسداری کرتے ہیں اور وہ پھر کیوں نہ corrupt ہوں گے۔ ایک Corruption کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ چند ہاتھوں میں سب اختیارات کا منتقل کر دینا ان کو اکٹھا کر دینا بھی ایک corruption کا بہت بڑا باعث ہے...

جناب سپیکر۔ شکریہ چودھری صاحب....

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا ! Wind up کرنے کے لئے مجھے تھوڑا سا مزید وقت درکار ہے کیونکہ آخر میں یہ بات کہنی چاہوں گا کہ چونکہ ہم نے آئین کا تحفظ نہیں کیا چونکہ ہم نے اس کا حلف اٹھایا کہ آئین کا تحفظ اور اس کی وفاداری کریں گے اور ہماری اپنی ضرورتوں کے مطابق یا صوبائی خود مختاری حاصل کرنے میں ہم ناکام رہے ہیں اور آئین کی وفاداری کرنے میں ہم قطعی طور پر ناکام رہے ہیں اور ہم اپنے آئین کے آرٹیکل 175 سب کلاز (3) کو منوانے میں قطعی طور پر ناکام رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر اس سارے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ یہ بات جو ہے یہ ساری صوبائی خود مختاری میں آتی ہے۔ اور صوبائی خود مختاری کی بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اس ایوان نے ابھی نہیں کیں اور خاص طور پر اس تحریک استحقاق میں آرٹیکل 175 کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور ہم اس میں ابھی تک ناکام رہے ہیں اس وجہ سے سارے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور ہمارا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے...

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب تشریف رکھئے۔ Take your seat please جناب لاء منسٹر صاحب....

وزیر قانون۔ جناب والا ! میں تو ویسے ضروری نہیں سمجھتا کہ ان تمام باتوں کا جواب دیا جائے اور اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اسے اس تمام کارروائی

سے حذف ہونا چاہئے کیونکہ یہ اتنی غیر ضروری باتیں ہیں اور یہ اس سے متعلقہ نہیں ہیں جن کا نوٹس لیا جائے۔ میں صرف قانونی پوزیشن پر عرض کروں گا....

جناب سپیکر۔ چودھری محمد رفیق پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں....

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! جناب وزیر قانون نے یہ کہہ۔ کر کہ وہ ان باتوں کا جواب دینا نہیں چاہتے ہیں یا ضروری خیال نہیں کرتے ہیں چونکہ یہاں پر زیر بحث آئین ہے جس پر ہم سب نے حلف اٹھایا ہوا ہے میں پھر یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ایک مرتبہ پھر اس آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں جس کا انہوں نے خود حلف اٹھایا ہوا ہے۔ چونکہ وہ مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ اس لئے وہ اس آئین کو ضروری خیال نہیں کرتے ہیں....

Mr. SPEAKER: This is not a point of order. Take your seat please.

وزیر قانون۔ جناب مجھے بات مکمل تو کر لینے دیں.....

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست چودھری محمد رفیق صاحب نے ہمارے وزیر قانون صاحب کو یہ فرمایا کہ یہ مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ ان سے کہیں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ وہ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ مارشل لاء کے ذریعے نامزد ہو کر نہیں آئے۔ انہیں ایسے الفاظ ایک منتخب نمائندے کے متعلق نہیں کہنے چاہئیں اور یہ واپس لینے چاہئیں....

جناب سپیکر۔ رانا صاحب تشریف رکھئے....

وزیر قانون۔ ہم ضرورت نہیں سمجھتے کہ ایسی باتوں کا نوٹس لیا جائے۔ جتنی سمجھ ہو گی یہ اتنی ہی بات کریں گے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم برا محسوس نہیں کرتے۔ ان کی باتیں ایسی ہی ہوں گی۔ ہم بہرحال سنتے رہیں گے۔ کوئی بات نہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جب ہم سچ بات کریں گے تو اس کا جواب ہی کوئی نہیں ہو گا....

وزیر قانون۔ اس کی مجھے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو متعلقہ بات ہو گی میں اس کا جواب دینے کا پابند ہوں جو غیر متعلقہ یا غیر ضروری بات ہو گی اس کی مجھے جواب دینے کی

ضرورت نہیں ہے....

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر قانون کی یہ عادت بن گئی ہے کہ وہ ہمیں نا سمجھ کہتے رہتے ہیں۔ جناب والا! ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ....

اے قاسم اشیاء تیری تقسیم عجب ہے
دستار انہیں دی ہے جو سر ہی نہیں رکھتے

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! اس کا جواب reserve رکھا جائے۔ چودھری محمد رفیق صاحب نے جو غیر موزوں بات کی ہے میں اس کی بات نہیں کرتا۔ اس شعر کا جواب ہمارے وائیں صاحب دے سکتے ہیں تو اچھا بھلا دے سکتے ہیں....

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! ہم نہیں سمجھتے کہ وائیں صاحب ایسی باتوں کا جواب دیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے.....(قطع کلامی)

Mr. SPEAKER: Order please. Don't interrupt.

وزیر قانون۔ جناب والا! میں عرض کروں کہ بات صرف یہ ہے کہ جہاں تک میرے فاضل دوستوں نے یہ سب کچھ فرمایا ہے۔ اپنی جگہ Constitution کی Provision موجود ہے....

(قطع کلامیاں)

Mr. SPEAKER: Order please. No cross talk.

وزیر قانون۔ میں عرض کر رہا تھا جناب کہ جہاں تک آرٹیکل 175 کی کلاز (3) کا تعلق ہے۔ یہ بات اپنی جگہ محکمہ ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے اس کے مطابق ایک پیریڈ مقرر کیا گیا اور اس میں الفاظ یہ ہیں کہ....

175 (3). The Judiciary shall be separated progressively from the Executive within fourteen years from the commencing day.

جناب والا! میں صرف یہ بات عرض کروں گا کہ نہ تو کسی Privilege Act میں اور نہ کسی اور جگہ یہ ممبران کا Privilege ہے اور نہ اس سے کوئی Privilege breach ہوتا ہے یہ ایک انتظامی فعل act ہے جو کہ حکومت نے Within 14 years. کرنا ہے۔ اس سے

کسی اسمبلی کے ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا..... بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ اس Privilege Motion کو پیش کر کے۔ یہ بات کسی استحقاق کے دائرہ کار میں نہیں آتی ہے۔ گورنمنٹ کے ذمہ حکومت کے ذمہ ایک انتظامی امر ہے آئین کے اس آرٹیکل کے تحت کہ وہ period چودہ سال کے اندر اندر

Progressively within fourteen years from the commencement date,

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! وزیر قانون آئین کی اس آرٹیکل کو انتظامی امور فرما رہے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔

Mr. SPEAKER: Chaudhry Sahib, This is not a point of order, please take your seat.

وزیر قانون۔ جناب والا! ان کی جتنی سمجھ ہے۔ اتنی بات کریں گے۔ اس بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔ تو میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات اپنی جگہ مناسب اور درست نہیں لیکن یہ کسی استحقاق کے دائرہ کار میں نہیں آ سکتی ہے۔ اور اس بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ

with, the consultation of the Provincial Government کچھ عرصہ سے میٹنگ کر رہے ہیں اور اس بارے میں کوشش ہو رہی ہے کہ انتظامیہ کو عدلیہ سے اور عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا جائے اور اس سلسلہ میں کافی عرصہ پہلے 1974ء میں ساہیوال اور سیالکوٹ کے اضلاع میں یہ دونوں بالکل علیحدہ کر دئے گئے تھے تاکہ اس کو trial basis پر دیکھا جائے اور

subsequent to that judicial Magistate have been placed directly under the High Court

اور اس سلسلہ میں دفعہ 30 کے 41 مجسٹریٹ لگائے گئے تھے اور وہ اس کے تحت کام کر رہے ہیں اور اس طرح سے بتدریج یہ عمل ہو رہا ہے۔ کہ انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس کی آئین کی اس سلسلہ میں strictly interpretition کی

جائے تو چودہ سال کا جو عرصہ ہے یہ

fourteen years from the date of the commencement of the constitution

ہے۔ اس میں جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ کوئی 8 سال کے قریب یہ آئین معطل رہا اور بقیہ چھ سال یہ آئین لاگو رہا۔ عوامی حکومت کو یا کسی بھی حکومت کو چھ سال کا عرصہ ملا ہے کہ اس بارے میں کام کیا گیا ہے۔ اس لئے جب آئین لاگو نہیں رہا ہے تو وہ عرصہ اس میں شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جو بات میں حتمی طور پر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ تمام باتیں اپنی جگہ پر درست سہی اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہے جس طرح سے یہ آرٹیکل 254 میں موجود ہے اس کے تحت اگر اس کا وقت مقرر بھی کر دیا جائے تو بھی اس عرصہ میں اس کو علیحدہ نہ کرنا یہ invalid نہیں ہو جاتا ہے۔ یہ تمام شہریوں کا فائدہ ہے اس میں کسی کا حق مجروح نہیں ہوتا ہے اور اس بارے میں ایک writ pending ہے۔ اور یہ معاملہ چونکہ sub judice ہے اس لئے اس کو ویسے بھی نہیں لایا جا سکتا اور یہ زیر بحث بھی نہیں آ سکتا ہے اور یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی میرے بھائی ادھر سے مختصر بیان کی شکل میں تقریریں کرتے ہیں۔ ان کو خود بھی اس بات کا علم ہے اور وہ convinced ہیں کہ نہ ہی یہ استحقاق بنتا ہے اور نہ ہی یہ زیر بحث آ سکتی ہے اس لئے مختصر بیان کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہی ایک تقریر کر لی جاتی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ویسے بھی فائدہ اور قانون کے خلاف ہے یہ معاملہ sub judice ہو اور کسی ممبر کا استحقاق مجروح نہ ہو جو حق عام شہری کو حاصل ہے۔ وہی ممبران کے لئے موجود ہے بطور ایک عام شہری کے لیکن اس بارے میں بطور ممبران ہونے کے ان کے لئے کوئی علیحدہ استحقاق نہیں ہے۔ یہ نہ کسی Privileg Act میں ہے اور نہ ایسا کوئی حق کسی اور ایکٹ میں ہے اور اس بارے میں جناب والا بارہا رولنگ دے چکے ہیں

Time and again the same point is being agitated.

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات سمجھنے کی کوشش نہیں کی جا رہی ہے۔ یا جان بوجھ کر ہی اس کو پس پشت ڈالا جاتا ہے کہ ایک چیز کو سمجھا ہی نہ جائے۔ کہ استحقاق ہوتا کیا ہے اور اس

استحقاق کو کس طریقہ سے پیش کیا جاتا ہے اور استحقاق کہتے کس کو ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جیسا جناب نے پہلے ایک سیمینار منعقد کرایا تھا ایک اور کورس کا انتظام کر لیا جائے۔ تاکہ ان کو تھوڑا بہت سمجھ میں آجائے کہ استحقاق کس کو کہتے ہیں اور اسمبلی کا استحقاق ہوتا کیا ہے۔ اور اس کو کس طرح سے پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس ایوان کا وقت بچ سکے۔ تو اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق completely out of order ہے اور یہ کسی بھی بارے میں استحقاق نہیں بنتا ہے۔

I would request that if at all the respectable member wants to speak in this connection he must confine himself to the admissibility of this and completely within the purview of admisibility

اور یہ بات جو ہے کہ اس کو علیحدہ کیا جائے اور عدلیہ کیا کام کرتی ہے اور انتظامیہ کیا کام کرتی ہے اور مقننہ کیا کام کرتی ہے یہ سب کو پتہ ہے صرف اس میں بات یہ کرنے کی ہے کہ یہ کون سے Privilege Act کے تحت اس تحریک کو لانا چاہتے ہیں۔ اس بارے میں وہ جو کچھ کہنا چاہتے تھے وہ کہہ چکے ہیں اب جناب کی رولنگ کا انتظار ہے

جناب سپیکر۔ جی شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! وزیر موصوف نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کا میں جواب دینا چاہوں گا اگر آپ آئین کے آرٹیکل 175 کے اصل الفاظ کو دیکھیں گے کہ جب آئین بنایا گیا تھا۔ اس میں پانچ سال کا عرصہ متعین تھا۔ چوں کہ اب آئین ایک لمبے عرصہ تک معطل کیا گیا ہے۔ تو جس صدر پاکستان نے آئین کو بحال کیا ہے۔ اس کو انہوں نے اس مقصد کے لئے جو مدت بڑھائی ہے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اب دوبارہ ان کی اطلاع کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ

Revival of the Constitution of 1973 order of 1985

اب صدر پاکستان نے جو اپنا صدارتی حکم جاری کیا صدارتی حکم نمبر 14 مجریہ 1985ء اس میں انہوں نے اس آرٹیکل میں جو وقت کا تعین تھا۔ اس میں کلاز 3 میں جو وقت کا تعین تھا وہ

کر دیا پانچ سال کی بجائے چودہ سال کا عرصہ غالباً انہوں نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ آئین 5 جولائی 1977ء سے لے کر 31 دسمبر 1985ء تک معطل رہا ہے۔ اور یہ صدارتی حکم 1985ء میں جاری ہوا۔ اب چودہ سال اس مقصد کے لئے رکھے گئے ہیں اور دوسرا جناب سپیکر یہ ہے کہ میں ان کے کہنے کے مطابق جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں بالکل مختصراً اور to the point اس تحریک کی admissiboility پر بات کروں تو میں ان کی توجہ آرٹیکل 87 کی طرف دلانا چاہتا ہوں میں اس سلسلہ میں مثال دوں گا اور یہاں پر ایسی مثالیں موجود ہیں۔

each House should have a sperarate Secretariat

اور اس آرٹیکل کے تحت یہاں پر ہمارے ایک فاضل رکن اعظم چیمہ صاحب نے صوبائی اسمبلی کو علیحدہ سیکرٹریٹ کا درجہ دینے کے لئے ایک تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش کی تھی جو کہ آپ ہی کی صدارت میں آپ نے خود اس کو باضابطہ قرار دے کر اس کو کمیٹی برائے استحقاقات کے پاس بھیجا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے دیکھا کہ اس آرٹیکل کے تقاضے کے تحت آج اس اسمبلی سیکرٹریٹ کو خود مختار اور ایک علیحدہ آزاد سیکرٹریت بنا دیا گیا۔ اب جناب سپیکر اگر یہ مثال موجود ہے۔ precedent موجود ہے۔ اگر آرٹیکل 87 (الف) کے تقاضے پورے نہیں ہوتے ہیں اور ایک ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور وہ تحریک استحقاق دیتا ہے۔ اور آپ کی رولنگ کے مطابق ایک precedent موجود ہے۔ تو جناب سپیکر اگر آئین کے دیگر ضابطوں یا آرٹیکل کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو ہم خاموش نہیں رہ سکتے ہیں۔ ہم خاموش تماشائی نہیں بنے رہ سکتے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آئین کے تقاضوں کی صریحاً دانستہ خلاف ورزی ہو رہی ہے اور حکومت اپنی جبری بالا دستی عوام پر اور سیاسی جماعتوں پر اپنی گرفت کو مضبوط رکھنے کے لئے اب یہ انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ نہیں کر رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب اگر آپ اس کی admissibility پر کوئی بات کرنا چاہتے تو میں اس کی اجازت دوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! اس ایوان میں آئین کی آرٹیکل 87 کی خلاف ورزی پر

جناب اعظم چیمہ صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی جو کہ آپ نے خود با ضابطہ قرار دے کر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے حوالے کی تھی۔ اس لئے جناب سپیکر اس Precedemt کے حوالے سے اگر آئینی ضابطوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ Breach of privilege ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ مجھے ایک بات بتائے کہ وزیر قانون صاحب نے آپ کی تحریک استحقاق اور آپ کے دلائل کے جواب میں یہ کہا ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایک عام آدمی کے جو استحقاق ہیں اس میں اور اسمبلی کے جو ممبرز ہیں ان کے استحقاق میں کچھ فرق ہے۔ اسمبلی کے ممبر کے Special privileges ہیں جو کہ آئین نے قانون نے اور قواعد نے ان کو عطا کئے ہیں۔ کیا اس میں بحیثیت ممبر اسمبلی آپ کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے؟ ان کے خیال کے مطابق نہیں ہوا۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں اگر آئین کی کسی شق یا آئین کے کسی آرٹیکل کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو اس کے لئے ....Remedy lies with the court اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟۔

وزیر قانون۔ جناب والا! معاملہ کورٹ میں Pending ہے؟

جناب سپیکر۔ اور یہ معاملہ کورٹ میں Pending بھی ہے تو کیا اس پوزیشن میں۔۔۔۔

سید طاہر احمد شاہ۔ کس کورٹ میں Pending ہے؟

جناب سپیکر۔ وہاں Move ہو چکا ہے۔

MINISTER FOR LAW: This has been challenged in the court.

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں تو اس سلسلے میں لا علم ہوں از راہ کرم آپ وزیر قانون سے میری اطلاع کے لئے یہ بتا دیں کہ کس نے چیلنج کیا؟ اور کونسی کورٹ میں چیلنج کیا ہے اور معاملہ وہاں پر Pending ہے تاکہ میں اس کا جواب دے سکوں

MINISTER FOR LAW: My words may be taken as correct as I am strictly speaking and stating on the floor of the House that this matter is subjudice

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں ویسے تو وزیر قانون سے یہ توقع رکھتا تھا کہ ان کو

Specific ہونا چاہئے تھا اور انہیں یہ بتانا چاہئے تھا کہ کس نے چیلنج کیا کونسی عدالت میں کیس زیر سماعت ہے اور کس طرح سے یہ Subjudice ہے۔ مگر میں آپ کی توجہ پھر ایک مرتبہ پچھلی تحریک استحقاق کی طرف دلاؤں گا جو طالبات کے داخلے کے متعلق تھی۔ اس لئے کہ وہ واقعہ ہمارے علم میں تھا کہ یہ مسئلہ عدالت میں ہے اور وہ Subjudice تھا اور آپ نے اسے Subjudice قرار دے کر ہماری تحریک استحقاق کو مسترد کر دیا....

جناب سپیکر۔ جب آپ کے علم میں تھا کہ یہ مسئلہ Subjudice ہے تو آپ نے اپنی تحریک کو Withdraw کر لیا تھا....

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! آپ نے رولنگ دے دی تو ہمارے علم میں یہ بات آگئی۔ ہم آپ کی رولنگ کو چیلنج نہیں کر سکتے لہٰذا ہم نے اس پر اکتفا کیا۔ اس لئے کہ ہم نے تسلیم کر لیا کہ یہ مسئلہ عدالت میں زیر سماعت ہے مگر اس تحریک کے متعلق ہم Specifically یہ جاننا چاہیں گے کہ کس نے اس کو چیلنج کیا ہے اور کونسی عدالت میں یہ معاملہ زیر سماعت ہے۔ ایسے کہہ دینے سے جناب سپیکر ہم اس کی حقیقت کو تسلیم کرنے سے ابھی تک تو انکاری ہیں دوسرا۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ.....

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ کون سے قانون کی وضاحت چاہتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ایک قانونی نکتہ پر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ایک رکن اسمبلی کا استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے اس تحریک استحقاق پر شاہ صاحب کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ چونکہ آئین میں واقعی یہ چیز تو موجود ہے کہ متصادم قانون صوبے اور مرکز میں نہیں بن سکتا لیکن آئین کی رو سے یہ کہیں رکاوٹ نہیں ہے کہ ہم عدلیہ اور انتظامیہ کو اپنے صوبے میں الگ نہیں کر سکتے۔ اس حد تک تو ان کی بات درست ہے لیکن چونکہ ان کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ ایک بل کی شکل میں یا قرار داد کی شکل میں اگر اس ایوان میں لائیں اور حکومت ان کو مجبور کرے اور روکے تو پھر ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ایوان کے رکن کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اپنے صوبے کے انتظامی معاملات میں جس چیز کی آئین اجازت دے پیش کرے۔ اگر اس

میں کوئی رکاوٹ ڈالتا ہے تو اس وقت استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اگر حکومت نے اس پر اب تک عمل نہیں کیا تو یہ فرمایئے کہ اس آئین کے بننے کے بعد کتنی حکومتیں رہی ہیں اور کس کس کو اس کا مورد الزام ٹھہرایا جائے گا؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

رانا پھول محمد خان۔ اس لئے یہ استحقاق نہیں بنتا۔

جناب سپیکر۔ یہ متعلقہ بات نہیں ہے۔ رانا صاحب اب آپ تشریف رکھیں۔ میاں محمد افضل حیات صاحب اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! میں اس مسئلے پر پوری بات نہیں سن سکا....

رانا پھول محمد خان۔ وہ تو باہر گئے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب اب آپ نے بیٹھے بیٹھے بحث میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے آپ بیٹھے بیٹھے بات نہیں کر سکتے۔

رانا پھول محمد خان۔ میری پنجابی میں بات ہے کہ آپ بھی وقت گزار رہے ہیں اور میں بھی وقت گزار رہا ہوں اور تو کوئی کام ہے نہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ ٹھیک ہے کہ وزیر قانون صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر شہری کا حق ہے اور یہ ایک شہری کی حیثیت سے Breach of privilege ہے۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ ہر شہری نے آئین کے تحت حلف نہیں اٹھایا ہوا حلف صرف ممبران اسمبلی نے اٹھایا ہوا ہے کہ....

They will defend the constitution.

میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اخلاقی طور پر قانونی طور پر ہر طریقے سے پابند ہیں کہ آئین کا تحفظ کریں اور پابندی کریں۔ چونکہ ہر پاکستانی نے حلف نہیں اٹھایا ہوا جو حلف ممبران صوبائی یا قومی اسمبلی نے اٹھایا ہوا ہے....

جناب سپیکر۔ مگر پنجاب اسمبلی کی Intervention اس میں کیسے بنتی ہے

میاں محمد افضل حیات۔ چونکہ پنجاب اسمبلی کے ہر ممبر نے آئین کے تحفظ کا حلف اٹھایا ہوا ہے۔ چونکہ ہم نے یہاں پر حلف لیا ہوا ہے اس لئے ہم اسے اسی فورم پر Agitate کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب ہم اسے کورٹ میں Agitate نہیں کر سکتے؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! کئی باتیں ایسی ہیں جو کورٹ میں بھی Agitate ہو سکتی ہیں اور یہاں پر بھی Agitate ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر۔ بلکہ اس کے لئے تو اصل فورم ہمارے پاس عدالت ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں کئی ایسی مثالیں دے سکتا ہوں مگر پھر بحث طویل ہو جائے گی۔ یعنی مثالیں موجود ہیں کہ اسمبلی بھی نوٹس لے سکتی ہے اور کورٹ بھی نوٹس لے سکتی ہے اگر کسی چیز کا نوٹس کورٹ لے سکتی ہے تو اسمبلی کے لئے یہ امر مانع نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کا نوٹس نہ لے۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ ایسی مثالیں دے سکتے ہیں کہ اسمبلی نے آئین کے آرٹیکل میں Violation کے بارے میں کوئی نوٹس لیا ہوا؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں نے آپ کو مثال پیش کی ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب وہ علیحدہ بات ہے آپ کی بات تو میں سن چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھئے گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! یہ جو بات ہے یہ اسمبلی میں بھی Agitate ہوئی ہے اور کورٹ میں بھی جائیں تو جا سکتے ہیں۔ یہاں جو Separate Secretariat کی بات تھی اس کے متعلق اسمبلی میں بھی بات ہوئی ہے اور وہ کورٹ میں بھی ہو سکتی تھی۔

جناب سپیکر۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کی بات ہوئی اور بس بات ہوئی اس پر بات ہوئی اور بات ہو چکی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ نہیں جناب والا! وہ تحریک استحقاق Admit ہوئی اور پھر استحقاقات کمیٹی میں گئی۔ یعنی اس پر صرف بات ہی نہیں ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! آپ ذرا الفاظ ملاحظہ فرمائیں Shall کا لفظ استعمال ہوا

ہے۔ اس لئے یہ لازم کے زمرے میں آتا ہے۔ اس لئے جناب وزیر قانون نے میں نے اور ہم سب نے یہ حلف اٹھایا جس کے الفاظ یہ ہیں.....

That I will preserve, protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

اگر آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے اٹھائے ہوئے حلف کی پاسداری نہیں کرتے۔ اس پر عمل در آمد نہیں کرتے۔ تو جناب سپیکر اس سے بڑا اس معزز ایوان کا استحقاق اور کس طریقے سے مجروح ہو سکتا ہے۔ پھر میں نے آپ کو ایک Precedent quote کیا ہے کہ اگر آئین کے آرٹیکل 87 (اے) کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو وہ تحریک استحقاق In order قرار دیکر استحقاق کمیٹی کے پاس چلی جاتی ہے اور اس پر عمل در آمد ہو جاتا ہے تو پھر ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ حکومت جہاں چاہتی ہے وہاں اس پر عمل در آمد کرتی ہے اور جہاں نہیں چاہتی اس پر عمل در آمد نہیں کرتی

جناب سپیکر! آئین ہمارے لئے اس ایوان کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ وزیر قانون کے لئے آپ کے لئے میرے لئے سب کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اس آئین کے تقاضوں کے تحت ہی ہم اس ایوان میں آئے ہیں اور ہمیں جو ارکان اسمبلی کی حیثیت سے اختیار ملے ہیں وہ اس آئین کے تحت ملے ہیں۔ اگر....

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھئے۔

وزیر قانون۔ ویسے تو یہ بڑی واضح بات ہے۔ ضروری نہیں کہ میں مزید عرض کروں۔

If any question arises in the interpretation of any Article of the Constitution then the High Court and the Supreme Court are there and they can direct any person or any authority to act upon them. The High Court and the Supreme Court are there to seek remedy if any violation or misinterpretation of the Constitution has taken place

یہ کہنا کہ ہاؤس اس کی interpretation کرے یا اس کی violation کا ہاؤس نوٹس لے۔

this was never granted as a privilege to the House
کوئی ایکٹ ایسا موجود نہیں ہے جس میں استحقاق کے بارے میں دیا گیا ہو کہ کسی بات کی violation ہو گئی ہے۔ ہم نے حلف لیا ہے اس لئے استحقاق کے لئے motion کر دیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ this is already pending اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر pending نہ بھی ہو جیسا کہ لاہور ہائیکورٹ میں ہے۔ اس کی interpretation lies exclusively with the High Court.
آرٹیکل 199 بڑا واضح ہے۔ صفحہ نمبر 118 ہے۔

199(1) "Subject to the Constitution, a High Court may, if it is satisfied that no other adequate remedy is provided by law,-
(a) on the application of any aggrieved party, make an order-
اس کے تحت مختلف پرویژن دی گئی ہیں۔

(i) directing a person performing, within the territorial jurisdiction of the Court, functions in connection with the affairs of the Federation, a Province or a local authority, to refrain from doing any thing he is not permitted by law to do, or to do any thing he is required by law to do; or
یہ فیڈرل گورنمنٹ یا پراونشیل گورنمنٹ کے جو بھی فنکشن ہیں ان کی interpretation اس طریقے سے کر دی گئی ہے۔

(ii) declaring that any act done or proceeding taken within the territorial jurisdiction of the Court by a person performing functions in connection with the affairs of the Federation, a Province or a local authority has been done or taken without lawful authority and is of no legal effect; or
(c) on the application of any aggrieved person, make an order

giving such directions to any person or authority, including any Government exercising any power or performing any function in, or in relation to, any territory within the jurisdiction of that Court as may be appropriate for the enforcement of any of the Fundamental Rights conferred by Chapter 1 of Part II."

اس طریقے سے جو بھی interpretation ہو جناب والا! اس کو چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ court is a separate body اس کے لئے ہاؤس کو نوٹس لینے کی ضرورت نہیں۔ میرے فاضل دوست اپوزیشن لیڈر اس بات کو بتانے میں time and again ناکام رہے ہیں کہ یہ کس Act کی Provision میں fall کرتا ہے کہ ایوان کا یہ استحقاق ہے۔ یہ تو عام شہری کا استحقاق ہے اور ہم بھی بطور ایک عام شہری کے کورٹ میں جا سکتے ہیں۔ اگر ہاؤس اپنی پاور exercise کرتا ہے تو یہ کس کے خلاف exercise کریں گے۔ It is a question of Federation اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کس Act یا Rule کے تحت استحقاق نہیں دیا گیا۔ اس کی proper remedy اگر ہے تو وہ کورٹ میں ہے۔ اگر کوئی جانا چاہے تو۔ اور اس کے لئے گورنمنٹ

is already taking action under the Constitution

رانا پھول محمد خاں۔ جناب سپیکر! اس کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا ہے وہ کتنا باقی رہتا ہے۔ یہ بحث تو بہت لمبی ہو گئی ہے۔ اب تحریک التوائے کار لے لیجئے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے.....

It is kept pending

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! کیا آئین کے آرٹیکل 175(3) کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس ہاؤس کا breach of privilege ہے یا نہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ اس پر میں اپنا فیصلہ مؤخر کرتا ہوں۔ اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔۔۔۔جی بیگم صاحبہ۔

BEGUM SHAHEEN MUNAWAR AHMAD: I would like to submit that decision on my privilege motion was also kept pending. اس کا فیصلہ ابھی آپ نے نہیں سنایا۔

Mr. SPEAKER: Of course, I have Kept it pending

BEGUM SHAHEEN MUNAWAR AHMAD: Do you want to keep it pending indefinitely, Sir?

Mr. SPEAKER: Not indefinitely.

BEGUM SHAHEEN MUNAWWAR AHMAD: I would like to bring it to your notice that the "Pakinstan Times" has not apologised or I should say has obeyed your command. رانا پھول محمد خاں۔ جناب سپیکر! وہ اردو میں تقریر فرما سکتی ہیں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب تشریف رکھئے۔ بیگم صاحبہ کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

This is not a point of order

BEGUM SHAHEEN MUNAWAR AHMAD: With your permission, I would like to point out that Rana Phool Khan is a very senior member of this House. This is not a point of order. جناب سپیکر۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ بیگم شاہین منور احمد۔

He should not interrupt others like this.

رانا پھول محمد خاں۔ جناب سپیکر! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ محترمہ نے کیا فرمایا ہے اور جناب نے کیا جواب دیا ہے۔ کیونکہ میں اس زبان کو نہیں جانتا اور یہ جناب کے لئے لازم ہے کہ ایک رکن کے مطالبہ پر اس کو سمجھائیں کہ بات کیا ہوئی ہے۔ یہ میرا حق ہے۔ میرا استحقاق مجروح ہو گا اگر آپ نہ سمجھائیں گے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے بارے میں کوئی بری بات نہیں ہوئی۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب سپیکر! ان کا مطالبہ آپ سے کیا تھا جس کو آپ نے ٹھکرا دیا یا قبول کر لیا۔ میرے بارے بات کریں یا نہ کریں میں تو یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ ان کا مطالبہ کیا تھا اسے آپ نے ٹھکرا دیا یا قبول کر لیا۔ آخر کیا بات ہوئی۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب تشریف رکھئے... جناب جنجوعہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ رانا صاحب کے نکتہ اعتراض پر آپ نے رولنگ دے دی ہے کہ یہ نکتہ اعتراض نہیں تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک طرح سے ان کا نکتہ اعتراض جائز تھا۔ کیونکہ محترمہ نے انگریزی زبان میں بات کرنے کے لئے آپ سے اجازت طلب نہیں کی تھی۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ کہوں گی کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اجازت نہیں ہے تو اجازت کیا لکھ کر دیتے ہیں؟

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ قومی اسمبلی کی طرز پر یہاں پر بھی Interpreters کا بندوبست ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں اگر ایسا ہو جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ تاکہ جو کہ جو بھی کسی زبان میں بات کرنا چاہئے وہ کرے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب آپ یہ بات مت کیجئے پھر لاء منسٹر صاحب بات کریں گے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! ہماری درخواستیں آپ کے پاس کچھ بڑھتی جا رہی ہیں۔ پہلے ہماری آپ سے درخواست تھی کہ تحریک التوائے کار نمبر 74 کو بغیر باری کے لیا جائے جس کے بارے میں ابھی تک آپ نے کوئی حکم صادر نہیں فرمایا۔

جناب سپیکر۔ جی میاں صاحب اس کے علاوہ بھی آپ کی کوئی بات ہے؟ اس کے بارے میں میں آپ سے عرض کروں گا کوئی دوسری بات ہو تو فرمائیے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! آپ نے فرمایا تھا کہ اس سیشن میں آپ تحریک التوائے کار نمبر 74 کو لے لیں گے۔

جناب سپیکر۔ نہیں میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ تحریک التوائے کار نمبر 74 کے بارے میں آپ یہ چاہتے ہیں کہ قواعد کو معطل کیا جائے اور اس کو پہلے لیا جائے تو میں یہ ایوان کے سامنے معاملہ پیش کروں گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! کیا یہ آپ کی خواہش ہے؟

جناب سپیکر۔ اس کا تعلق ایوان کی منظوری سے ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر ! پہلے بھی جب کوئی اس قسم کی تحریک آتی رہی ہے آپ اجازت فرماتے رہے ہیں اور ایوان سے اس کے متعلق نہیں پوچھا جاتا رہا۔ اگر لاء منسٹر صاحب کو جواب دینے میں اتنی ہچکچاہٹ ہے تو پھر اور بات ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس کے متعلق صفائی پیش کرنے کے لئے انہیں پہل کرنی چاہئے۔

رانا پھول محمد خاں۔ بیگم صاحبہ تو باہر تشریف لے گئیں ہیں اور ان کا مختار نامہ بھی میاں صاحب کے پاس بھی میاں صاحب کے پاس نہیں ہے۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ میری ایک تحریک التوائے کار آپ نے مئوخر کی تھی جس پر وزیر مال صاحب نے جواب دینا تھا۔ اس صوبے کی بہت بڑی آبادی کے لئے میری وہ تحریک التوائے کار تھی کیا ان مہاجرین کو اس پریشانی سے نجات نہیں دلائی جا سکتی۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ کیا اس کا جواب آگیا ہے یا اس کے لئے وزیر صاحب کو مزید مہلت چاہئے؟ مجھے آج تک اس سے مطلع نہیں کیا گیا میری وہ تحریک التوائے کار کب تک مئوخر ہے۔ کیونکہ بیگم صاحبہ تشریف لے گئیں ان کی تحریک التوائے کار تو ختم ہو گئی اور اب تو میری باری ہے۔ ان کی بجائے اب میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ کی یہ تحریک التوائے کار مئوخر ہے؟

رانا پھول محمد خاں۔ جی ہاں ! جناب والا وزیر موصوف نے کہا تھا کہ ہم اس کی پڑتال کر

کے جواب دیں گے۔

جناب سپیکر۔ ہاں! آج وزیر مال صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

رانا پھول محمد خاں۔ وزیر مال لابی میں تشریف رکھتے ہیں میں ابھی ان کے پاس سے اٹھ کر آیا تھا۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا! اتنی دیر میں میں اپنی تحریک پیش کر لیتا جو کہ نمبر میں لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ 42 نمبر ہے۔ چودھری صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں اس کو نمٹا لیں۔ آرڈر پلیز۔

جناب وزیر مال۔ جناب والا! رانا صاحب کی جو تحریک التوائے کار ہے میں نے اس دن عرض کیا تھا کہ میں اس پر اس کا تفصیلاً بیان دوں گا اب گذارش یہ ہے کہ اگر اس کو کل پر رکھ لیا جائے تو میں اس کا کل تفصیل سے جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب وزیر مال صاحب فرماتے ہیں کہ اس کو کل پر رکھ لیا جائے۔

رانا پھول محمد خاں۔ بہت بہتر جناب۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق کا فیصلہ pending تھا۔

جناب سپیکر۔ جی بیگم صاحبہ آپ کی تحریک استحقاق کا فیصلہ pending ہے اور آپ نے آج کے "مشرق" اخبار میں میں اس کی contradiction پڑھی ہے اور اس بارے میں اب آپ کیا ارشاد فرماتی ہیں؟

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! مشرق اخبار میں تو میں نے اس کی condradiction پڑھی ہے لیکن روزنامہ "Nation" میں....

جناب سپیکر۔ جی میاں صاحب۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! یہ وقت تحریک التوائے کار کا ہے اگر اس میں تحریک استحقاق شروع ہو جائے تو پھر اس کا وقت کہاں جائے گا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب نے یہ صحیح پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہو چکا ہے اور اب آپ کی تحریک استحقاق کے بارے میں کل فیصلہ ہو گا۔ آپ کل

پوائنٹ آؤٹ کیجئے۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! اس کو آج Withdraw کرلیں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب اس کو آج Withdraw کرلیں یا کل کرلیں اس سے کیا فرق ہے۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! وہ میری اپیل پر رضامند ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! رانا صاحب کا Subject اس موقع کے لحاظ سے Irrelevant ہے۔

جناب سپیکر۔ جی صحیح ہے رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کی یہ ایک اور تحریک التوائے کار ہے جس کو آپ چاہتے ہیں کہ پہلے لیا جائے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! میں ایک اور تحریک التوائے کار کے متعلق بھی درخواست کرنا چاہتا تھا لیکن اگر ہماری درخواست پہلے ہی turn down ہو جائے گی تو پھر دوسری پیش کرنے کا کیا فائدہ؟

جناب سپیکر۔ نہیں وہ پہلی turn down تو نہیں ہو چکی اس بارے میں آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس کو بغیر باری کے لیا جائے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جی ہاں تحریک التوائے کار نمبر74 کے لئے بھی میری یہ گذارش تھی اور اس کو ضروری نہیں کہ آج لیں کل لے لیں پرسوں لے لیں اور اس کے بعد میں دوسری کے متعلق بھی استدعا کرنا چاہتا تھا جو کہ تحریک التوائے کار نمبر82 ہے۔

جناب سپیکر۔ تحریک التوائے کار نمبر82 آپ کی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب آپ کے پاس ان تحاریک التوائے کار کی کاپیاں آئی ہیں یہ سب identical ہیں اور یہ تحریک التوائے کار نمبر82.83.84 اور 85 ہیں۔

وزیر قانون۔ جی ہاں! ان کی کاپیاں میرے پاس آئی ہیں۔ ان کے بارے میں کیا کرنا چاہئے؟

جناب سپیکر۔ ان کے بارے میں قائد حزب اختلاف کی درخواست ہے کہ ان کو بغیر باری کے لیا جائے۔ اور ان کی تحریک التوائے کار نمبر74 کو میں نے مؤخر رکھا ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! چونکہ یہ آج ہی ہمیں موصول ہوئی ہیں اس لئے ان کو پھر کسی وقت کے لئے رکھ لیں اسے دیکھ لیں گے۔ کل اس کے متعلق بتائیں گے۔ اس سے پہلے نمبر74 کو دیکھ لیں گے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ایک فیصلہ کر لیں کہ کسی کو پہلے لینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ تو نمبر74 کو بھی لینا چاہتے ہیں اور نمبر82 کو بھی لینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون۔ ان کے متعلق کل بتائیں گے۔

جناب سپیکر۔ تو ان دونوں کے متعلق کل فیصلہ کریں گے۔ ٹھیک ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! میری تحریک التوائے کار نمبر8 اور 9 ہیں وہ مؤخر رکھی گئی تھیں میں چونکہ بیرون ملک تھا اس لئے استدعا کروں گا کہ اب ان کو لے لیا جائے۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! مولانا کی بات سے کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں مولانا صاحب اسلامی ممالک میں تشریف لے گئے تھے یا یورپ میں میرا مقصد ہے کہ با پردہ ملکوں میں یا بے پردہ ملکوں میں گئے تھے۔

جناب سپیکر۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب آپکی دو تحاریک التوائے کار نمبر8 اور 9 یہ Dispose of ہو چکی ہیں یہ ایک ہی قسم کی تحاریک التوائے کار تھیں۔ یہ بموں کے دھماکوں کے بارے میں تھیں یہ ان کے ساتھ ساری discuss ہو چکی ہیں۔ نمبر8 اور 9 Dispose of ہو چکی ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ مجھے تو یہ بتایا گیا تھا کہ وہ پینڈنگ پڑی ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی ایک تحریک التوا کار نمبر10 میرے خیال میں پینڈنگ ہے۔

وزیر قانون۔ یہ کس چیز کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر۔ غالباً یہ امریکن امداد کے بارے میں ہے۔

وزیر قانون۔ یہ نمبر10 پینڈنگ ہے ویسے یہ اس روز موجود نہیں تھے۔ ویسے فائل ہو گئی

تھی۔ یہ Dispose of ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب یہ بھی Dispose of ہو چکی ہے۔ جو تحریک التوائے کار نمبر10 ہے یہ 35 نمبر کے ساتھ' میں اس دن موجود نہیں تھا ڈپٹی سپیکر صاحب نے Dispose of کی تھی۔ مجھے اس کا اچھی طرح علم نہیں تھا۔ میں نے اب یہ دیکھا ہے کہ نمبر10 تحریک التواء کار نمبر35 کے ساتھ Dispose of ہو چکی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! میری تین تحاریک استحقاق ہیں۔

جناب سپیکر۔ وہ تحاریک استحقاق ابھی نہیں آئیں

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! ایک استدعا میں اور کرنا چاہتا ہوں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات جو ہمارے ایوان میں پیش ہیں دو اجلاسوں میں ان کے لئے دو دو دن رکھے گئے تھے۔ لیکن کورم نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اس پر بحث نہ ہو سکی۔ پچھلے اجلاس میں جناب نے وعدہ فرمایا تھا ہم شروع دن میں یا درمیان میں رکھیں گے چنانچہ کل اور پرسوں دو دن رکھے گئے تھے اور ان دونوں دنوں میں کورم نہ ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی بحث نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر۔ ایک چیز میں آپ کے گوش گذار کروں۔ اس وقت تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہو چکا ہے۔ اس بات پہ ہم اس کا ٹائم ضائع کریں گے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو جائے تو آپ یہ بات کل پوائنٹ آؤٹ کیجئے ہم اس پر بات کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ جب تک آپ کسی تحریک التوائے کار کے محرک کا نام نہیں پکارتے اور وہ اپنی تحریک التوائے کار پیش نہیں کرتا اس وقت سے تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہو گا یا اس سے پہلے کیونکہ ابھی تک ایک بھی تحریک التوائے کار پیش نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر۔ یہ ایک ٹیکنیکل بات ہے شاہ صاحب کی یہ ایک بہت اہم بات ہے۔ چودھری عبدالغفور صاحب آپ میری راہنمائی فرمائیں گے جو شاہ صاحب نے کہا ہے؟

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے آپ کو کسی راہنمائی کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ میاں محمد افضل حیات صاحب یہ کیا طریقہ کار رہا ہے؟ 1985ء سے

پہلے جو اسمبلیاں رہی ہیں ان میں کیا طریقہ کار رہا ہے۔ جس وقت تحریک التوائے کار کے محرک کا نام پکارا جائے ٹائم اس وقت سے شمار ہو گا نصف گھنٹہ یا جس وقت یہ کہدیا جائے کہ اب تحریک التوائے کار کو Take up کرتے ہیں اس وقت سے شروع ہو گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ میں بات وہ کروں گا جو میری سمجھ میں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جتنے پوائنٹ آف آرڈر اب ہوتے ہیں پہلے نہیں ہوا کرتے تھے۔

جناب سپیکر۔ ہاں یہ درست ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ دوسرے جو Subject matter ہے اس کے مطابق ہوا کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ تحریک التوائے کار کے دوران Privilege Motions یا دوسری کارروائی کی بات ہو۔ قطعی کوئی بات نہیں ہوتی تھی۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ اور یہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ کوئی سرکاری ممبر تحریک التوائے کار دے۔ کیونکہ اس طرح بد اعتمادی کا اظہار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر۔ مختلف وقتوں میں یہ مختلف پریکٹس رہی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! تحریک التوائے کار کرتے رہے ہیں عام طور پر جب کوئی پارٹی کے باغی ممبر یا ناراض ممبر ہوتے تھے وہ کرتے تھے۔ مقصد اس کا یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی پارٹی سے خوش نہیں ہیں راضی نہیں ہیں۔ اس کی کوالٹی سے ہمیں اتفاق نہیں ہے۔ مقصد اس کا یہ ہوتا تھا۔ Irrelevant matter جو ہیں وہ اس وقت تحریک التوائے کار کے دوران میں نے بہت کم دیکھے۔

جناب سپیکر۔ کون سے؟

میاں محمد افضل حیات۔ اس Subject matter کے ساتھ جن کی Relevancy نہیں ہوتی تھی عام طور پر ان کا ذکر کم ہی آتا تھا۔ اور اس آدھ گھنٹہ میں زیادہ تحاریک التوائے کار نمٹائی جاتی تھیں۔ ممبر کی بھی یہ خواہش ہوتی تھی کہ ہماری زیادہ سے زیادہ تحاریک التوائے کار نمٹائی جائیں۔

جناب سپیکر۔ صحیح ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ میاں صاحب نے یہ بات بالکل درست فرمائی ہے کہ تھوڑا سا ہمیں ہاؤس کو اب In order چلانا چاہئے۔ اور ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہمارے پاس حزب اختلاف کے اراکین بہت کم ہیں۔ ہم ان کی اسی خواہش کے مد نظر کہ کہیں ناراض نہ ہو جائیں تو ہم اسی لالچ میں لگے رہتے ہیں کہ چھوٹی سی بات پر ناراض ہو کر وہ واک آؤٹ نہ کر جائیں۔ ہمیں ان کی خاصی چاپلوسی کرنی پڑتی ہے۔ اور اس بنا پر جو وہ Relevant اور Irrelevant باتیں کرتے ہیں وہ ہم خاموشی سے سنتے رہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

MINISTER FOR LAW: Sir, I am already on a point of order

جناب سپیکر۔ یہ صحیح ہے۔

وزیر قانون۔ جناب نے جو فرمایا ہے میں اس کے متعلق بتا رہا ہوں۔ ہوتا یہ تھا کہ پہلے جو پریکٹس رہی ہے یہ ٹھیک ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر اس طرح کبھی نہیں ہوتے تھے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں Issue جو اس وقت ہاؤس کے سامنے ہوتا تھا اس پر ہی پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے ورنہ نہیں ہو سکتا۔ اب تو پوائنٹ آف آرڈر کے نام پر جو مرضی ہوتا رہا ہے وہ ہو رہا ہے۔

دوسری بات یہ تھی کہ اگر سابقہ پریکٹس کو جاری رکھا جائے جس طرح میرے فاضل دوست نے کہا ہے اس وقت یہ ہوتا تھا جو تحریک التوائے کار اور پرولیج موشن کو چیمبر میں بھی Scrutinize کیا جاتا تھا۔ اگر چیمبر میں جو Kill کرنے کی پریکٹس تھی اگر اس پر Apply کر دی گئی تو ایک بھی تحریک استحقاق حزب اختلاف کی طرف سے یہاں نہیں آ سکتی۔ قاعدے اور قانون کے مطابق اگر دیکھا جائے تو پوری حزب اختلاف کی کسی ایک کی بھی آپ اٹھا کر دیکھئے اس قابل نہیں ہوتی کہ اس کو ہاؤس میں لایا جائے ماسوائے چند ایک کے۔ ہاں اس کی ایک روایت ہے اور ہم بھی کہتے ہیں ٹھیک ہے اگر اس کو Strictly اس کے مطابق کیا جائے جو سابقہ ہوتا رہا ہے تو پھر ان کی التوائے کار اور استحقاق کی تحریک چیمبر میں ہی Kill ہو جائیں گی۔ آپ نے خاصی نرمی اختیار کی ہے اور ہم بھی اعتراض اس لئے نہیں کرتے کہ چلو اس بہانے کچھ نہ کچھ ہوتا رہے۔ ٹھیک ہے کچھ دلچسپی کی بات ہے۔ ہم

اس کو Mind بھی نہیں کرتے۔ ورنہ اگر اس کو Strictly چلایا جائے اور ہم تو چاہتے ہیں کہ اس کو Strictly چلایا جائے تاکہ ہاؤس کا وقت بھی بچے اور زیادہ کام بھی کر سکیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! بات تو اس وقت تحاریک التوائے کار کے آدھے گھنٹے کی ہو رہی تھی۔

وزیر قانون۔ جب آپ نے فرمایا کہ تحریک استحقاق کا ٹائم ختم اور التوائے کار کا ٹائم شروع ہوا کرتا ہے۔ دونوں نکات آپ زیر نظر رکھ لیں۔ Call کرنا اور نہ کرنا اور بات ہے۔ جناب نے فرما دیا کہ التوائے کار کا ٹائم اب شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 42 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے ہے۔

مقابلے کے امتحان میں عمر کی رعایت

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے امیدوار جو کہ مقابلے کے امتحان (ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر) میں شرکت کرتے ہیں ان کے لئے عمر کی حد 26 سال مقرر ہے۔ اس سے پہلے یعنی 82-1981ء تک ایس اینڈ جی اے ڈی والے 26 سال سے زیادہ عمر والے امیدواروں کو عمر میں رعایت دیتے آئے ہیں۔ مگر 1981ء کے بعد انھوں نے عمر میں رعایت دینا بند کر دی حالانکہ انھوں نے اس وقت 10 سال تک عمر کی رعایت دی ہے۔

حالانکہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن نے 1985ء سے مقابلے کے امتحان میں شرکت کرنے کے لئے عمر کی حد 25 سال سے بڑھا کر 28 سال کر دی ہے۔

اس لئے صوبہ پنجاب کو بھی چاہئے کہ وہ بھی مقابلے کے امتحان میں شرکت کے لئے بالائی عمر کی حد 28 سال مقرر کرے۔ یا پانچ سال کی Age relaxation دی جائے۔ اس مسئلے کے خلاف صوبے کے عوام میں خاص کر طالب علم امیدواروں میں زبردست بے چینی پائی جاتی ہے۔ اور عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ گورنمنٹ پنجاب کے پالیسی بنانے والے بیوروکریسی کا ذہن رکھنے والے عوام کا حق کس کس طرح سے تلف کرتے ہیں تاکہ غریب

عوام کے بچے اعلیٰ عہدوں پر فائز نہ ہو سکیں۔

لہٰذا استدعا ہے کہ اس انتہائی اہم مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب چودھری صاحب۔

وزیر قانون۔ جناب والا! اس پر Technical اور Legal Objection تو یہ ہے کہ یہ کوئی فوری نوعیت کا مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی اس وقت کوئی ایسے معاملات زیر بحث ہیں۔ نہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کے امتحان کے لئے کوئی advertisnent دی گئی ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ اس کے لئے چھبیس سال عمر مقرر ہے۔ یہ عمل 1981ء سے چلا آ رہا ہے جون 1981ء کے بعد اس کے لئے Age relaxation نہیں دی جا رہی۔ جب یہ ایک عمل 1981ء سے جاری ہے تو یہ معاملہ فوری نوعیت کا تو نہ ہوا۔ ! البتہ میں اپنے فاضل دوست کو بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح وفاقی حکومت نے اٹھائیس سال عمر مقرر کی ہے ہماری اپنی بھی رعایت دینے کے بارے میں کمیٹی ہے۔ یہ بات حکومت کے زیر غور ہے کہ اس کو چھبیس سال سے بڑھایا جائے۔ Service Rules committee ایک ہوتی ہے یہ معاملہ اس کو refer کر دیا گیا ہے۔ Service Rules Committee اس بات کا فیصلہ کر کے حکومت کو سفارش کرے گی کہ اگر وفاقی حکومت کی طرح چھبیس سال سے عمر بڑھائی جائے تو اس کو کتنا رکھا جائے۔ یہ معاملہ پہلے ہی حکومت کے زیر غور ہے۔ ہم اس کو Consider کر رہے ہیں۔ تاہم جہاں تک اس تحریک التواء کا تعلق ہے یہ نہ تو فوری نوعیت کا مسئلہ ہے نہ کوئی اشتہار دیا گیا ہے کہ درخواستیں طلب کی گئی ہوں اور نہ ہی کوئی ایسا مسئلہ زیر التواء ہے کہ کسی کو رعایت دی جائے یا نہ دی جائے۔ یہ جو بے چینی پیدا ہونے والی بات ہے یہ تو تب ہو گی کہ جب اس کے لئے درخواستیں طلب کی جائیں اور تب یہ ضرورت پیدا ہو گی کہ Age relaxation دی جائے یہ نہ دی جائے۔ بہر حال حکومت پہلے ہی اس پر ایکشن لے رہی ہے اور اس کو Consider کر رہی ہے کہ اس میں کس حد تک رعایت دی جائے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی بات کسی حد تک جائز بھی ہے۔ حکومت پہلے ہی اس معاملے پر Attentive ہے اور اس کو پہلے ہی زیر غور لایا جا چکا ہے۔ میں جناب والا کی وساطت سے

فاضل محرک سے استدعا کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ کریں۔ اس کا جلدی کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب اب آپ کیا فرماتے ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا! جب حکومت اس بات کو اہمیت بھی دیتی ہے اور اس کے متعلق سوچ و بچار بھی رکھتی ہے اور میں نے بھی اسی طرف نشان دھی کی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کو ایک قدم اور آگے لے کر اسی چیز کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ تاکہ یہ مسئلہ بہتر طریقے سے اور جلدی حل ہو سکے۔ جہاں تک امتحان ہونے کا معاملہ ہے یہ امتحان ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی یہ امتحان ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس کو کون سی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے؟

چودھری اصغر علی گجر۔ جو کمیٹی یہاں پر مقرر کر لی جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک التواء ہے۔ اس کو آپ کون سی کمیٹی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر۔ مجلس قائمہ یا اس کے لئے نئی کمیٹی بھی مقرر کی جا سکتی ہے تاکہ وہ یہ تعین کر سکے کہ جو دہرا معیار مقرر ہے کہ ایک طرف ایک لڑکے کو اٹھائیس سال کی رعایت حاصل ہے اور دوسری طرف اسی طالب علم کو چھبیس سال کی رعایت حاصل ہے...

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب اس میں ایک تو صورت وہ ہے جو لاء منسٹر صاحب نے آپ کو بتائی ہے کہ اس کی حقیقت حال کیا ہے وہ اس کا ایک الگ پہلو ہے۔ میرے نزدیک جس بات کی اہمیت ہے وہ یہ ہے کہ اس کا ٹیکنیکل پہلو کیا ہے۔ یہ تحریک التواء فنی اعتبار سے بنتی ہے یا نہیں۔

وزیر قانون۔ Point of Information- جناب والا! تحریک التوائے کار کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ کسی خاص مسئلے کو زیر بحث لا کر حکومت کی توجہ مبذول کرائی جائے۔ اس کے علاوہ التوائے کار کا قطعاً کوئی مقصد اور نہیں ہوتا۔ وہ اسکی کمیٹی کے سپرد نہیں ہوتا ہوتا۔ بلکہ ہوتا ہی یہ ہے کہ کسی ایسے مسئلے کو زیر بحث لا کر حکومت کی توجہ مبذول کروائی جائے جس پر حکومت توجہ نہ دے رہی ہو۔ تو حکومت نے پہلے ہی اس پر توجہ دے دی ہے اور یہ معاملہ Service Rules Committee کے حوالے کر دیا ہے کہ اس کی فوری طور پر

سفارش کی جائے کہ اس کی عمر چھبیس سے بڑھا کر کتنی کی جائے۔ تو مزید یہ کون سی توجہ دلانا چاہتے ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر۔ وزیر موصوف صرف اتنا بتا دیں کہ اندازاً کب تک یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اگر یہ بات چل ہی نکلی ہے اور ان کے زیر غور ہے اور یہ مسئلہ انھوں نے refer بھی کر دیا ہے تو اندازاً بتا دیں کہ کب تک انشاء اللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا؟ یا یہ کہہ دیں کہ یہ ہو جائے گا جلدی یا بدیر۔

جناب سپیکر۔ وہ تو آپ کو کہہ چکے ہیں کہ یہ ہو جائے گا۔ چودھری صاحب آپ کہہ چکے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ۔

It is pending with the relevant Committee.

سروس رولز کمیٹی اس بات کے لئے ہی ہوتی ہے۔ یہ معاملہ حکومت نے اس کے حوالے کر دیا ہوا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ اندازاً بتا دیں کہ انشاء اللہ یہ مسئلہ کب تک حل ہو جائے گا۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

MINSITER FOR LAW: It is being processed and it is with the relevant Rules Committee.

اور اس کے لئے میں کوئی وقت کا تعین نہیں کر سکتا۔ لیکن

It is under consideration.

اور اس کے لئے کارروائی ہو رہی ہے۔ وقت کا تعین نہیں ہو سکتا۔ Process ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر فیڈرل گورنمنٹ نے چھبیس سال سے بڑھا دی ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ یہاں بھی ہو جائے گا۔ لیکن میں اس وقت کوئی حتمی بات کہنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ یہ کہہ دیں کہ انشاء اللہ جلد ہو جائے گا۔

وزیر قانون۔ میں نے انشاء اللہ تو کہہ دیا ہے کہ ہو جائے گا لیکن میں وقت کا تعین نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر۔ آپ تحریک التواء کو پریس نہیں کرتے یا چودھری صاحب کو پریس نہیں کرتے؟ جناب محمد صفدر شاکر۔

غلط میڈیکل سرٹیفکیٹ کے اجراء کا تدارک

جناب محمد صفدر شاکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں غلط میڈیکل سرٹیفکیٹ کا اجراء اتنے زور و شور سے شروع ہے کہ نہ صرف امن عامہ میں شدید مشکلات پیدا ہو رہی ہیں بلکہ صحیح انصاف کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر حضرات منہ مانگے دام وصول کر کے بالکل تندرست آدمی کو اس کی حسب منشا میڈیکل سرٹیفکیٹ بنا دیتے ہیں۔ لڑائی جھگڑوں میں ملزم مدعی سے پہلے غلط سرٹیفکیٹ لے کر پرچہ درج کر دیتا ہے اور مظلوم کی حق رسی نہیں ہو پاتی محکمہ پولیس بھی اس مسئلے میں بے بس ہے کیونکہ پولیس کو میڈیکل سرٹیفکیٹ پر کارروائی کرنی پڑتی ہے کہ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس اہم مسئلے کو اسمبلی میں زیر بحث لا کر غلط سرٹیفکیٹ کے اجراء کا تدارک کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب صفدر شاکر صاحب یہ آپ کی کوئی تحریک التواء نہیں ہے۔ تحریک التواء Specific ہوتی ہے کسی خاص مسئلے کے بارے میں ہوتی ہے اور کسی ایک مسئلے کے بارے میں ہوتی ہے۔ یہ آپ نے ایک General problem بتائی ہے۔ General Problem کو تحریک التواء کا Subject Matter نہیں بنایا جا سکتا۔ مجھے افسوس ہے اور میں اس کو Rule out کرتا ہوں۔

جناب محمد صفدر شاکر۔ آپ نے وزیر صحت صاحب کو بچا لیا ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا! یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں کہ " آپ نے وزیر صحت صاحب کو بچا لیا ہے۔" ہم ایک ہی خاندان کے افراد ہیں۔ انھیں آپ کے بارے میں ایسی بات نہیں کہنی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ چلیں بیگم صاحبہ جانے دیں۔ کوئی بات نہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ چلیں جی۔ جانے دیا۔
جناب سپیکر۔ ملک محمد یوسف۔ تشریف نہیں رکھتے۔
وزیر قانون۔ اس کو کل تک pending کر لیا جائے۔
جناب سپیکر۔ ہم اس کو pending رکھ لیتے ہیں۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ

ٹاؤن شپ سکیم لاہور میں محکمہ کے اہلکاروں اور پراپرٹی ڈیلروں کی ساز باز سے پلاٹوں کی جعلی الاٹمنٹ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ امروز روز نامہ پاکستان ٹائمز مورخہ 10 ستمبر 1987 اور روز نامہ مشرق مورخہ 14 ستمبر 1987ء اور روز نامہ نوائے وقت مورخہ 16 ستمبر 1987ء میں شائع شدہ خبروں کے مطابق ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے افسران اور اہل کاران نے پانچ پانچ مرلے کے 261 پلاٹ جعلی دستاویزات مرتب کر کے فروخت کر دے ہیں۔ اس سلسلہ میں Anti Corruption کے عملہ نے ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے ایک کلرک محمد اقبال کو گرفتار کر لیا اس کے مبینہ ساتھیوں ڈپٹی ڈائریکٹر رشید احمد چودھری Auction & old colonies officer اجمل خان۔ ہیڈ کلرک مسعود احمد اور بعض دیگر ملازمین نے سترہ پراپرٹی ڈیلروں سے ساز باز کر کے ٹاؤن شپ سکیم میں پانچ پانچ مرلہ کے پلاٹوں کی allotment کے لئے 261 جعلی فائلیں تیار کیں اور بوگس ناموں پر پلاٹ الاٹ کر کے پراپرٹی ڈیلروں کی وساطت سے فروخت کئے اور کروڑوں روپے ناجائز طور پر حاصل کئے۔

جناب والا! حکومت کی زیر نگرانی شروع کی گئی رہائش سکیموں میں بوگس الاٹمنٹوں فرض کاریوں اور جعل سازیوں کی لاتعداد شکایات منظر عام پر آتی ہیں۔ مگر ان غیر قانونی کارروائیوں میں ملوث بد عنوان عناصر کے بے پناہ اثر و رسوخ سیاسی پشت پناہی اور انتظامی

چشم پوشی کی بدولت ان قومی جرائم پر پردہ پڑا رہتا ہے جس کے نتیجہ میں یہ قومی مجرم کیفر کردار تک پہنچنے کی بجائے دندناتے پھرتے ہیں اور اس طرح معاشرہ میں جعل سازی اور فراڈ کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ موجودہ حکومت جو وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے حوالہ سے معاشرہ سے بد عنوانی اور رشوت ستانی ختم کرنے کا عہد کر چکی ہے زیر تکمیل رہائشی سکیموں میں کروڑوں روپے کے پلاٹوں کی جعلی و فرضی الاٹمنٹ کے لئے قوم کے سامنے جواب دہ ہے۔

قومی اخبارات میں آئے روز جعلی الاٹمنٹوں کی خبروں کی اشاعت سے عوام میں نہ صرف محکمہ ہاؤسنگ کے افسران واہل کاران کے خلاف سخت نفرت' ہیجان اور اضطراب پایا جاتا ہے بلکہ حکومت کی پر اسرار خاموشی کی وجہ سے حکومت کے خلاف بھی بداعتمادی کی فضا پیدا ہو رہی ہے کیونکہ اس نوعیت کی سینکڑوں شکایات پر کارروائی کرنے کی بجائے انہیں محکمہ ہاؤسنگ یا محکمہ انسداد رشوت ستانی کی فائلوں کے انبار میں دفن کر دیا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو روک کر اس معاملہ پر بحث کی جائے۔ اور اگر صوبائی حکومت رہائشی سکیموں سے بدعنوانی کے خاتمہ سے قاصر ہے تو پھر خوفناک حقائق کو منظر عام پر لانے کے لئے اس مقتدر ایوان کے اراکین پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جائے جو بعد از تحقیقات اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ اخبارات کے تراشے لف ہذا ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر۔ جناب والا ! یہ بات درست ہے 261 پلاٹ کے متعلق اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں۔ جنجوعہ صاحب کی یہ بات کہ محکمہ نے اس بارے میں چشم پوشی کی ہے یہ درست نہ ہے محکمہ نے اس میں پورا ایکشن لیا جب ان کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی انہوں نے دو کمیٹیاں مقرر کیں جنہوں نے اس بارے میں انکوائری کی اور نو اہلکاروں کو مجرم پایا گیا جن میں سے 5 کو جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے۔ باقی چار کے خلاف مقدمے درج کر لئے گئے ہیں اور Anti Corruption والے ان تمام فائلوں کی انکوائری کر رہے ہیں۔ اور ان کے خلاف مقدمات درج ہو چکے ہیں۔ اور ناجائز طریقے سے جو پلاٹ الاٹ کئے گئے تھے اس میں سے 104 پلاٹوں کی الاٹمنٹ کو منسوخ کر کے واپس قبضہ میں لے لیا گیا ہے اور جہاں کوئی بلڈنگ تعمیر کر دی گئی تھی وہاں موجودہ قیمتوں کے مطابق رقم مع جرمانہ وصول کی

گئی ہے۔ اور ان کے خلاف مزید کارروائی انٹی کرپشن والے بھی کر رہے ہیں اور محکمہ نے بھی ان کے خلاف ایکشن لیا ہے اس لئے یہ بات غلط ہے کہ محکمہ نے چشم پوشی کی ہے۔

جناب سپیکر۔ مقدمات جو درج کئے گئے ہیں ان کی کیا پوزیشن ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر۔ 261 پلاٹ کے جو مقدمات ہیں ان کی انٹی کرپشن والے انکوائری کر رہے ہیں اور مقدمات درج ہو چکے ہیں۔ ایف آئی آر درج ہو چکی ہیں اور باقی پلاٹ جو خالی پڑے تھے وہ واپس قبضہ میں لے لئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ عدالتوں میں زیر سماعت تو نہیں ہیں؟

ملک محمد عباس کھوکھر۔ ان کی تفتیش ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ ابھی زیر تفتیش ہیں۔ جنجوعہ صاحب اس میں صوبائی حکومت کیسے involve ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! رہائشی سکیموں کا فلسفہ یہ تھا کہ ہمارے ملک کے جو لوگ بے گھر ہیں اور خود مہنگے گھر خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے لئے حکومت نے ایک سکیم تیار کی تھی ان کے لئے رہائشی سکیمیں مرتب کر کے پلاٹ الاٹ کر دئے جائیں۔ مگر اس وقت جو صورت حال سامنے آ رہی ہے اس میں یہ ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ کے افسران اور اہلکاران جو ہیں وہ پرائیویٹ پراپرٹی ڈیلروں کے ساتھ ساز باز کر کے وہ پلاٹ جعلی ناموں سے الاٹ کرا لیتے ہیں اور پھر جعل سازی کے ذریعے سے ان پلاٹوں کو فروخت کر دیتے ہیں اس سلسلہ کو روکنے میں موجودہ حکومت ناکام رہی ہے۔ جناب والا! میں اس مسئلہ پر تحریک التوائے کار کے ذریعے سے یہ بات لانا چاہتا ہوں اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے جعلسازی کی نشاندہی کرنے میں جعلسازوں کو قابل تعزیر ٹھرانے میں اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے میں یہ حکومت ناکام رہی ہے۔ جس کی وجہ سے کروڑوں روپے کے پلاٹ قرضی ناموں پر الاٹ ہو کر پراپرٹی ڈیلروں کے پاس فروخت ہو رہے ہیں جناب والا! میں حکومت کی ناکامی کو اس تحریک کار کے ذریعے سے زیر بحث لانا چاہتا ہوں اور یہی میرا مقصد ہے اور یہی میری گذارش ہے۔

جناب سپیکر۔ اس ضمن میں وزیر قانون صاحب جب کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون۔ جواب تو دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کے ٹیکنیکل پہلو پر آپ کچھ ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون۔ پلاٹ کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ Anti Corruption انکوائری کر رہی ہے۔ اور اس کے متعلق مقدمات درج ہو چکے ہیں۔ اس میں چشم پوشی کی کیا بات ہے۔ کیسز رجسٹر ہو چکے ہیں۔ لیکن ان کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ چشم پوشی کی جا رہی ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر۔ جناب یہ کہتے ہیں کہ حکومت ناکام رہی ہے اور چشم پوشی کی ہے میں اس میں یہ گذارش کرتا ہوں جتنے پلاٹ انہوں نے الاٹ کئے تھے ان میں سے زیادہ تر تو واپس لے لئے گئے اور دوبارہ حکومت کے قبضہ میں چلے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان ملازمین کو سزائیں بھی دے دی گئیں ہیں۔ اور Anti Corruption میں پرچہ بھی درج کرا دیا گیا ہے۔ اور جن لوگوں نے باقی پلاٹوں میں تعمیر کی تھی ان سے موجودہ قیمت کے مطابق مع جرمانوں کے رقم وصول کر لی گئی ہے اس میں ناکامی اور چشم پوشی والی بات کیا ہے۔ میں یہی گذارش کروں گا کہ اس معاملہ میں حکومت نے کس قسم کی کوئی چشم پوشی نہیں کی ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی کسی کو معافی دی گئی ہے۔ ان کو باقاعدہ سزائیں دی گئی ہیں نوکری سے نکال دیا گیا ہے اس سے زیادہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب! اس میں حکومت کی کوئی نااہلی ثابت نہیں ہو سکی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ سلسلہ بڑا طویل ہے اور اس میں اور کئی متعدد سکیمیں ایسی ہیں جہاں پر اس طرح جعل سازی سے Allotment ہوئی۔

جناب سپیکر۔ Allotment ہوئی لیکن اس پر ایکشن ہو گیا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! اس کو زیر بحث لانے کا میرا مقصد یہ تھا کہ اس تحریک التوا میں جس مسئلے کی نشاندہی کی گئی ہے وہ ٹاؤن شپ سکیم کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ ہو گئی۔ زیر بحث آ گئی۔ اس پر بات ہو گئی اور بحث ہو گئی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا جواب ہو گیا۔ اس میں گورنمنٹ کی inability prove نہیں ہو سکی...

Sorry, ruled out of order

تحریک التوا نمبر 47 سید طاہر احمد شاہ ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن

وزیر قانون۔ جناب والا ! تحریک التوا کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آج business of the House بڑا Important ہے لہٰذا اسے لیا جائے تحریک التواء کا ٹائم آدھ گھنٹے سے بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ آٹھ بجکر دس منٹ پر یہ شروع ہوئی تھی۔

جناب سپیکر۔ ابھی اس میں پانچ منٹ باقی ہیں۔

گلشن کالونی فیصل آباد کے لئے منظور شدہ گرلز انٹر کالج کی کسی دوسری جگہ منتقلی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے بذریعہ مراسلہ نمبر S.O(coll)36/86 مورخہ 18 ستمبر 1986ء فیصل آباد شہر کی گلشن کالونی میں بالمقابل بڑا قبرستان نڑ والا روڈ گرلز انٹر کالج قائم کرنے کی منظوری دی اور ہدایت جاری کی کہ یہ منظوری علاقہ متعلقہ کے عوام کے دیرینہ مطالبہ اور ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جاری کی گئی جس پر بورڈ آف ریونیو پنجاب کی طرف سے بذریعہ چٹھی نمبری 6171-86-II/3432/CS مورخہ 13 نومبر 1986ء کمشنر فیصل آباد ڈویژن کو برائے رپورٹ منتقلی رقبہ بالمقابل بڑا قبرستان گلشن کالونی اور جاری کرنے سرٹیفکیٹ عدم اعتراض ارسال کی جس پر کمشنر صاحب نے ڈپٹی کمشنر صاحب فیصل آباد سے رپورٹ طلب کی اور گلشن کالونی والا رقبہ محکمہ تعلیم کو منتقل کرنے کا حکم صادر فرمایا جس پر ضابطہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

بعد ازں ڈائریکٹر ایجوکیشن کالجز نے ایک میونسپل کونسلر کی سفارش پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت اور منظوری کے خلاف گلشن کالونی والی زمین واقع مربع نمبر 50 کلہ جات 17-23 برقبہ 15 کنال 13 مرلہ کی بجائے چک نمبر 279- رب تحصیل فیصل آباد کے مربع نمبر 55 کلہ جات نمبر 7 تا 9-12-1/14-1-15/1 کے رقبہ پر مذکورہ کالج تعمیر کرنے کے لئے تجویز کر دی

ہے۔ جس سے گلشن کالونی۔ فرید کالونی شریف پورہ۔ لان پورہ رضا آباد۔ راجہ کالونی قائم پورہ۔ عوامی کالونی محمد پورہ اور دیگر ملحقہ علاقہ جات کی حق تلفی ہو گی۔ اور ڈائریکٹر کالجز کے اس فعل سے علاقہ کے لوگوں کو سخت تشویش اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ کیونکہ جو جگہ اب تجویز کی جا رہی ہے وہ کسی مین روڈ پر واقع نہ ہے عام ٹرانسپورٹ نہ ہے۔ والدین کو ٹریفک کا مسئلہ پیدا ہو گا۔ اس جگہ پر سوئی گیس پانی ٹیلیفون اور دیگر بنیادی سہولتوں کا فقدان ہے۔ جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی تجویز کردہ جگہ مین روڈ پر واقع ہے۔ ہر قسم کی ٹریفک ہر وقت با آسانی دستیاب ہے۔ سوئی گیس۔ پانی۔ ٹیلیفون جیسے مسائل با آسانی حل ہو سکتے ہیں۔ اور گلشن کالونی والی جگہ ہر لحاظ سے موزوں ترین جگہ ہے۔ اور اس جگہ پر ہر غریب و امیر کی بچی زیور تعلیم سے آراستہ ہو سکتی ہے۔

مندرجہ بالا علاقہ جات کے عوام میں گلشن کالونی کا گرلز انٹر کالج کسی اور جگہ منتقل کرنے سے سخت اضطراب۔ تشویش اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور متعلقہ لوگ حکومت کے خلاف احتجاج کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں خدشہ ہے کہ عوام کے شدید جذبات کے پیش نظر کہیں ماضی میں چک نمبر 452 گ ب رحمہ سر میں تاندلیانوالہ کی بجائے کالج تعمیر کرنے کی تجویز پر جو عوامی شدید احتجاج کے نتیجہ میں نا خوشگوار واقعات جیسے حالات کہیں فیصل آباد کے گنجان آباد شہر میں بھی نہ دہرائے جائیں۔ اس لئے جناب سپیکر میری اس اہم تحریک کو منظور کرتے ہوئے اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مخصوص اور اہم مسئلہ پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! یہ کوئی فوری نوعیت کا معاملہ ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ recent occurence کا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جی بالکل۔

جناب سپیکر۔ آپ کی تحریک التوا سے مجھے تو کہیں بھی ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ recent occurence کا معاملہ ہے۔ آپ نے 18- ستمبر 1986ء کو quote کیا ہے۔ اس کے بعد تو ہم کئی اجلاس کر چکے ہیں اور دوسری تاریخ جو کمشنر فیصل آباد کی ہے وہ 13- نومبر

1986ء کی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جب میں نے یہ تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ کو روانہ کی اس وقت ڈائریکٹر کالجز نے جس جگہ پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے کالج کے قیام کی منظوری دی تھی اس جگہ کو تبدیل کر کے وہ دوسرے علاقے میں کر دی گئی۔

جناب سپیکر۔ کب تبدیل کیا؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! جس دن میں نے یہ تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیجی۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک التوا میں کہاں درج ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جس دن میں نے یہ تحریک التوا بھیجی تھی اس دن ڈائریکٹر کالجز نے اس تجویز کو تبدیل کر دیا۔

جناب سپیکر۔ یہاں تو آپ نے کہیں نہیں درج کیا کہ ڈائریکٹر کالجز نے کس تاریخ کو یہ تجویز تبدیل کی۔ یہ آپ نے کہاں لکھا ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں نے لکھا تو نہیں ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے۔

جناب سپیکر۔ ہو گی حقیقت لیکن آپ کی یہ تحریک التوا قابل پذیرائی صرف اس شکل میں بنتی ہے کہ یہ recent occurence کی ہو اور آپ نے اس کو refer کیا ہو کہ فلاں تاریخ کو یہ واقعہ پیش ہوا جس سے یہ صورت پیدا ہوئی کہ

intervention of the Assembly is required

اور آپ نے 1986ء سے ذکر کرنا شروع کیا ہے اور ایک لمبی داستان آپ نے بیان کی ہے۔ اور لمبی داستان بیان کر کے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس میں اسمبلی کی دخل اندازی کی کیوں ضرورت تھی اور یہ recent occurence کا کہاں واقعہ ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! ماضی میں تاندلیانوالا میں کالج کے قیام اور تعمیر کے سلسلے میں بہت ناخوشگوار واقعات ہوئے ہیں جس میں معصوم جانوں کا اتلاف ہو گیا۔

جناب سپیکر۔ میں مانتا ہوں۔ شاہ صاحب! آپ حزب اختلاف کے ڈپٹی لیڈر ہیں۔ آپ کی تحریک التوا تو قواعد و ضوابط کے مطابق ہونی چاہئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار اہمیت عامہ کی حامل ہے۔

جناب سپیکر۔ بلا شبہ۔ recent occurence کی کہاں ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ عالی جاہ! recent occurence اس طرح کہ جس دن مجھے پتا چلا کہ ڈائریکٹر کالجز نے اس کی جگہ کو تبدیل کر دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کا ثبوت آپ دے سکتے ہیں کہ کہیں آپ نے ذکر کیا ہو کہ ڈائریکٹر کالجز نے کوئی آرڈر کیا ہو جس کی کاپی آپ نے یہاں اس کے ساتھ لگائی ہو۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں اس وقت تو ثبوت نہیں دے سکتا لیکن یہ کہ ماضی میں ایسا نہیں ہوتا رہا۔

Mr. SPEAKER: I am sorry I can not entertain this adjournment motion.

SYED TAHIR AHMED SHAH: You may do Sir. You have the authority.

جناب سپیکر۔ Ruled out of order. جناب ریاض حشمت جنجوعہ تحریک التوا نمبر 48۔ لیکن اس سے پہلے تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔

Mr. SPEAKER: Now we take up Government business.

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! ایوان کورم میں نہیں ہے۔

MINISTER FOR LAW: The House is in quorum.

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہیں تھا۔)

جناب سپیکر۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں۔)

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہیں تھا)

جناب سپیکر۔ ایوان میں کورم نہیں ہے۔ لہٰذا اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(رات آٹھ بج کر اٹھاون منٹ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی۔)

(جناب سپیکر رات 20-9 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر۔ کورم کے لئے گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

کورم نہیں اس لئے اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی سوموار 26 اکتوبر 1987 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)۔

تتمہ: فہرست بابت سوال نمبر2544

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت	عہدہ	تفصیل
1	2	3	4	5
1	منیر احمد ولد چودہری محمد عیسیٰ	بی۔ اے	سٹوریج آفیسر	ان کی تقرری محکمہ خوراک میں بطور سٹوریج آفیسر 10-12-85 کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن اخبارات میں اشتہار دے کر عمل میں لائی گئی
2	سید حسنین طاہر ولد سید ممتاز حسین	بی۔ اے	سٹوریج آفیسر	ان کی تقرری محکمہ خوراک میں بطور سٹوریج آفیسر 11-3-86 کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن عمل میں لائی گئی
3	الطاف اکبر خان ولد محمد اکبر خان	ایم۔ ایس۔ سی ایگریکلچر	فوڈ ٹکنالوجسٹ	ان کی تقرری محکمہ خوراک میں بطور فوڈ ٹکنالوجسٹ 11-3-87 کو بذریعہ پنجاب سروس کمیشن اخبارات میں اشتہار دے کر عمل میں لائی گئی
4	منظور حسین ولد بشیر احمد	ایم۔ ایس۔ سی ایگریکلچر	فوڈ ٹکنالوجسٹ	ان کی تقرری محکمہ خوراک میں بطور فوڈ ٹکنالوجسٹ 11-3-87 کو بذریعہ پنجاب سروس کمیشن اخبارات میں اشتہار دے کر عمل میں لائی گئی

5	غلام مصطفیٰ ذکی	بی۔ ایس۔ سی	سٹوریج آفیسر	ان کو محکمہ خوراک میں بطور سٹوریج آفیسر 31-3-86 کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی شفارشات کے تحت رکھا گیا۔ یہ تقرری مختلف محکموں کے فاضل عملہ کو دوسرے محکموں میں ضم کرنے کے ضمن میں عمل میں لائی گئی۔
6	محمد یعقوب ناصر	بی ایس سی	سٹوریج آفیسر	ان کی تقرری بطور سٹوریج آفیسر 31-3-86 کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمسن عمل میں لائی گئی۔ یہ تقرری مختلف محکموں کے فاضل عملہ کو دوسرے محکموں میں ضم کرنے کے ضمن میں عمل میں لائی گئی۔
7	بشیر احمد	بی اے	ڈی۔ ایف۔ سی	ان کی تقرری 27-11-85 کو بطور ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن عمل میں لائی گئی۔ یہ تقرری مختلف محکموں کے فاضل عملہ کو دوسرے محکموں میں ضم کرنے کے ضمن میں عمل میں لائی گئی۔

8	محمد رفیق	ایف۔ اے	ڈی ایف سی	ان کی تقرری 16-12-85 کو بطور ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن عمل میں لائی گئی یہ تقرری مختلف محکموں کے فاضل عملہ کو دوسرے محکموں میں ضم کرنے کے ضمن میں عمل میں لائی گئی۔
9	رانا منور احمد	ایم۔ بی۔ اے	ڈی۔ ایف۔ سی	ان کی تقرری بطور ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر 29-1-87 کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن عمل میں لائی گئی۔ یہ تقرری مختلف محکموں کے فاضل عملہ کو دوسرے محکموں میں ضم کرنے کے ضمن میں لائی گئی۔
10	محمد شرجیل مرزا ولد مرزا عطااللہ	بی۔ اے	سٹوریج آفیسر	ان کی تقرری 26-10-86 کو بطور سٹوریج آفیسر وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے بعد عمل میں لائی گئی۔ تقرری کے قوانین میں ترمیم ہو چکی ہے جس کے تحت ہر وہ سرکاری ملازم جس کی ملازمت کے دوران موت واقع ہو جائے اس کے اہل خانہ میں سے ایک فرد کو اس کی

تعلیمی قابلیت کے مطابق سرکاری ملازمت دی جائے۔
چونکہ اس کے والد محکمہ خوراک میں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر
تھے اور ان کی دوران ملازمت موت واقع ہو گئی تھی۔
اس لئے مندرجہ بالا قانون کی ترمیم کے تحت انہیں
ملازمت دی گئی ہے۔

(الف)

اگست 1985ء تا حال جریدی اور غیر جریدی آسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

نام	تعلیم	کیڈر
1- بہاولپور ڈویژن	-	-
2- ملتان ڈویژن۔		
1- محمد زبیر۔	ایف۔ اے	اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر
3- فیصل آباد ڈویژن		
2- محمد توفیق	بی۔ اے	ایضاً
3- رانا خدا داد خان	بی۔ اے ایل ایل بی	ایضاً
4- احمد علی قتیانہ	بی۔ اے	ایضاً
4- راولپنڈی ڈویژن		
5- شیخ عارف پرویز	ایف۔ اے	ایضاً
5- لاہور ڈویژن		
6 امیر علی	بی۔ اے	ایضاً
7 خالد عظیم	بی۔ اے	ایضاً
8 ضیاء القمر	بی۔ اے	ایضاً
9 رانا عباس احمد	ایف۔ اے	ایضاً
10 جاوید اقبال	ایف۔ اے	ایضاً
6- سرگودھا ڈویژن		
11- شوکت علی سیال	بی۔ اے	ایضاً
12- محمد فاروق	بی۔ اے	ایضاً

7- گوجرانوالہ ڈویژن۔

13- محمد حبیب	بی۔ اے	ایضاً
14- روحیل بٹ	بی۔ اے	ایضاً

8- ڈیرہ غازی خان ڈویژن

15- پرویز افضل	بی۔ اے	ایضاً

1- بہاولپور ڈویژن - -

2- ملتان ڈویژن

1- محمد مشتاق	ایف۔ اے	فوڈ گرین انسپکٹر
2- محمد اشفاق	بی۔ اے	ایضاً
3- فرخ حیات	ایف۔ اے	ایضاً
4 شفیق احمد	ایف۔ اے	ایضاً

3- فیصل آباد ڈویژن

5- تصدق حسین	بی۔ اے	ایضاً
6- صفدر علی	ایف۔ اے	ایضاً
7- انصار ضمیر	ایف۔ اے	ایضاً

4- راولپنڈی ڈویژن

8- ملک شیر احمد	ایف۔ اے	ایضاً
9- ملک مسعود احمد خان	ایف۔ اے	ایضاً

5- لاہور ڈویژن

10- ہمایوں اختر گل	میٹرک	ایضاً

6- سرگودھا ڈویژن

7- گوجرانوالہ ڈویژن

11- مختار احمد خان	ایف۔ اے	ایضاً

8- ڈیرہ غازی خان ڈویژن۔

12- محمد اصغر	ایف۔ اے	ایضاً
13- محمد شفیق	ایف۔ اے	ایضاً

1- بہاولپور ڈویژن

1- محمد خالد غزنوی ولد عبدالعزیز	میٹرک	سپروائزر
2- شفیق الرحمٰن ولد عبدالرحمٰن	میٹرک	ایضاً
3- محمد سلیم ولد نذر محمد	ایف اے	ایضاً
4- محمد ناصر ولد محمد صدیق	ایف اے	ایضاً
5- محمد رفیق ولد محمد صدیق	میٹرک	ایضاً

2- ملتان ڈویژن

6- عابد کمال چشتی	میٹرک	ایضاً
7- محمد سرور	ایف اے	ایضاً
8- اللہ رکھا	میٹرک	ایضاً
9- غلام مصطفیٰ	ایف اے	ایضاً
10- محمد اسلم	میٹرک	ایضاً
11- شیخ محمد سلیم لطیف	میٹرک	ایضاً
12- امتیاز علی	میٹرک	ایضاً
13- رؤف مصطفیٰ	میٹرک	ایضاً
14- محمد اظہر	میٹرک	ایضاً
15- طاہر عزیز	میٹرک	ایضاً
16- امجد اعجاز خان	میٹرک	ایضاً
17- حق نواز	بی اے	ایضاً

18- محمد اظہر جمشید	ایف اے	ایضاً
19- تصور مبارک	ایف اے	ایضاً
20- محمد ہاشم	ایف اے	ایضاً
21- بہاول شیر	میٹرک	ایضاً
22- ابرار فدا ہاشمی	بی اے	ایضاً
23- صاحبزادہ محمد ایوب	ایف اے	ایضاً
24- شاہد یاسین	ایف اے	ایضاً
25- محمد اسلم	میٹرک	ایضاً
26- اظہر حسین	میٹرک	ایضاً
27- ناصر خان	ایف اے	ایضاً
28- محمد نواز	ایف اے	ایضاً
29- طارق شہزاد	ایف اے	ایضاً
30- فرخ حیات	ایف اے	ایضاً
31- شفیق احمد	ایف اے	ایضاً
32- محمد شریف	میٹرک	ایضاً
33- رانا مختار احمد	میٹرک	ایضاً
34- ریاض حسین	ایف اے	ایضاً
35- محمد ممتاز	ایف اے	ایضاً
36- اشفاق علی شاہ	میٹرک	ایضاً
37- امتیاز احمد	ایف اے	ایضاً
38- محمد اسحاق	میٹرک	ایضاً
39- ناصر شہزاد نقوی	میٹرک	ایضاً
40- منتظر مہدی	ایف اے	ایضاً
41- طارق محمود	میٹرک	ایضاً

42- خالد محمود	میٹرک	ایضاً
43- اختر حسین	ایف اے	ایضاً
44- ظفر اقبال	ایف اے	ایضاً
45- طارق فاروق	میٹرک	ایضاً
46- خاور خورشید	میٹرک	ایضاً
47- خلیل احمد	میٹرک	ایضاً
48- خورشید احمد	ایف اے	ایضاً
49- شاہد خان	میٹرک	ایضاً
50- حسن جاوید	ایف اے	ایضاً

3- فیصل آباد ڈویژن

51- شوکت علی	میٹرک	ایضاً
52- سید ابرار حسین	ایف اے	ایضاً
53- علی اکبر	میٹرک	ایضاً
54- فرحت محمود	میٹرک	ایضاً
55- محمد صادق	ایف اے	ایضاً
56- محمد سجاد	میٹرک	ایضاً
57- محمد جمیل	میٹرک	ایضاً
58- عبدالمجید	ایف اے	ایضاً
59- محمد ارشد	ایف اے	ایضاً
60- ذوالفقار علی	ایف اے	ایضاً
61- شہباز لطیف	میٹرک	ایضاً
62- محمد یوسف	میٹرک	ایضاً
63- محمد اشرف	ایف اے	ایضاً
64- محمد رضوان	ایف اے	ایضاً

65- محمد صدیق	میٹرک	ایضاً
66- محمد اقبال	میٹرک	ایضاً

4- راولپنڈی ڈویژن

67- شفقت الٰہی	میٹرک	ایضاً
68- فاروق احمد	میٹرک	ایضاً
69- طارق محمود	میٹرک	ایضاً
70- محمد انور	میٹرک	ایضاً
71- محمد زاہد درانی	میٹرک	ایضاً
72- محمد سلیم	میٹرک	ایضاً
73- مسعود سرور	میٹرک	ایضاً
74- ظفر اقبال	میٹرک	ایضاً

5- لاہور ڈویژن

75- سعید علی شاہ	ایف اے	ایضاً
76- خالد جاوید	ایف اے	ایضاً
77- منظور خالد	ایف اے	سپروائزر
78- دلاور حسین	ایف اے	سپروائزر
79- محمد حیات	میٹرک	ایضاً
80- جمشید افضل	میٹرک	ایضاً
81- جاوید افضل	ایف اے	ایضاً
82- ازوار احمد	ایف اے	ایضاً
83- ظہیر بابر	بی اے	ایضاً
84- امتیاز احمد	میٹرک	ایضاً
85- ساجد رفیق	میٹرک	ایضاً

86- ظفر اقبال	میٹرک	ایضاً
87- شاہد منصور	ایف اے	ایضاً
88- اسد اللہ ناصر	میٹرک	ایضاً
89- محمد نواز	ایف اے	ایضاً
90- خالد لطیف	میٹرک	ایضاً
91- محمد نواز	میٹرک	ایضاً
92- محمد اقبال	میٹرک	ایضاً

6- سرگودھا ڈویژن

93- جاوید اقبال	میٹرک	ایضاً
94- ظفر اقبال	میٹرک	ایضاً
95- عطاء اللہ	میٹرک	ایضاً
96- محمد اکرم	ایف اے	ایضاً
97- خالد پرویز	میٹرک	ایضاً
98- سجاد حسین	ایف اے	ایضاً
99- احمد نواز	میٹرک	ایضاً
100- محمد شیر	ایف اے	ایضاً

7- گوجرانوالہ ڈویژن

101- افتخار احمد	میٹرک	ایضاً
102- محمد اسلم	بی اے	سپروائزر
103- محمد خالد	میٹرک	ایضاً
104- زاہد اقبال	ایضاً	ایضاً
105- عبدالغفور	ایضاً	ایضاً
106- ملک محمد سلیم	ایضاً	ایضاً

107- ظفر اللہ	ایف اے	ایضاً
108- پرویز احمد	ایضاً	ایضاً
109- محمد اسلم	ایضاً	ایضاً
110- سید انعام حسین	ایضاً	ایضاً
111- شجاعت جمیل	ایضاً	ایضاً
112- زاہد حسین	بی اے	ایضاً
113- خالد محمود	ایف اے	ایضاً
114- آفتاب جمیل	ایضاً	ایضاً
115- محمد اصغر	میٹرک	ایضاً
116- غلام نبی	ایضاً	ایضاً
117- محمد امین	ایف اے	ایضاً
118- نوید اختر	میٹرک	ایضاً
119- عظمت علی	ایضاً	ایضاً
120- محمد ریاض	ایضاً	ایضاً
121- صغیر احمد	ایضاً	ایضاً
122- محمد ارشد	ایضاً	ایضاً
123- ارشاد طاہر	ایضاً	ایضاً
124- ایس۔ داؤد حسین	ایضاً	ایضاً
125- محمد ارشد	ایضاً	ایضاً
126- فخر زمان	ایضاً	ایضاً
127- جاوید اقبال	ایضاً	ایضاً
128- خالد مختار	ایضاً	ایضاً
129- عرفان علی	ایضاً	ایضاً
130- محمد اسلم	ایضاً	ایضاً

8- ڈیرہ غازی خان ڈویژن۔

131- محمد عارف	ایضاً	ایضاً
132- غلام مصطفیٰ	ایف اے	ایضاً
133- لعل حسین	ایضاً	ایضاً
134- غلام اصغر	بی کام	ایضاً
135- مشتاق احمد	میٹرک	ایضاً
136- رانا محمد یعقوب	ایضاً	ایضاً

1- بہاولپور ڈویژن

1- غلام دستگیر	میٹرک	جونئر کلرک

2- ملتان ڈویژن

2- محمد سلیم اختر	ایف اے	ایضاً
3- عظمت علی قریشی	میٹرک	ایضاً
4- غلام دستگیر	ایضاً	ایضاً
5- محمد ایوب	ایضاً	ایضاً
6- عابد محمود	ایضاً	ایضاً
7- محمد منصور	ایضاً	ایضاً
8- نصرت پرویز	ایضاً	ایضاً
9- عطاء محمد	ایف اے	ایضاً
10- محمد الیاس	ایضاً	ایضاً
11- محمد رحیم بھٹہ	بی اے	ایضاً
12- محمد ناصر	میٹرک	ایضاً
13- محمد طاہر غزنوی	ایضاً	ایضاً
14- محمد اشفاق	ایف اے	ایضاً

15- محمد نعیم حسن قریشی	میٹرک	اینا
16- محمد اسحاق	اینا	اینا
17- مختار احمد	اینا	اینا
18- نوید احمد	اینا	اینا
19- نوازش حسن	اینا	اینا
20- محمد سلیم اختر	اینا	اینا

3- فیصل آباد ڈویژن

21- مخدوم حسن	ایف اے	اینا
22- جاوید محمود	اینا	اینا
23- محمد اسلم	اینا	اینا
24- نذیر احمد	میٹرک	اینا
25- خالد گل	اینا	اینا

4- راولپنڈی ڈویژن۔

26- راشد جاوید	بی اے	اینا

5- لاہور ڈویژن

27- زبیر خان	میٹرک	اینا
28- امجد صدیق	ایف اے	اینا
29- مرزا سعادت بیگ	ایف ایس سی	اینا
30- ادریس احمد	ایف اے	اینا
31- سعید حسن زیدی	اینا	اینا
32- عرفان علی	اینا	اینا
33- محمد اکرام	میٹرک	اینا
34- محمد حسین	اینا	اینا

35- محمد محسن	ایف اے	ایضاً
36- اشتیاق	ایضاً	ایضاً
37- عبداللطیف	میٹرک	ایضاً
38- عابد حسین	ایضاً	ایضاً
39- محمد سلیم	ایضاً	ایضاً
40- شرافت علی	ایضاً	ایضاً
41- محمد سلیم	ایف اے	ایضاً
42- اختر سعید	میٹرک	ایضاً
43- محمد ادریس	ایف اے	ایضاً
44- شاہد کبیر	میٹرک	ایضاً
45- زبیر افضل بیگ	ایف اے	ایضاً

6- سرگودھا ڈویژن

46- محمد اسلم	میٹرک	ایضاً
47- محمد اقبال	ایضاً	ایضاً
48- محمد الطاف	ایضاً	ایضاً
49- محمد زمان شاہد	ایف ایس سی	ایضاً
50- قاضی محمد ممتاز	میٹرک	ایضاً
51- محمد اسلم	ایضاً	ایضاً
52- اشتیاق احمد	ایف اے	ایضاً
53- محمد ریاض	میٹرک	ایضاً
54- طارق ندیم	ڈی کام	ایضاً
55- محمد بشیر	میٹرک	ایضاً
56- محمد قمر رشید	ڈی کام	ایضاً
57- محمد افضل	میٹرک	ایضاً

58- امتیاز احمد خان	ایضاً	ایضاً
59- شفیق احمد	ایضاً	ایضاً
60- عبدالرحمٰن	ایضاً	ایضاً
61- محمد افضل	ایضاً	ایضاً
62- امان اللہ	ایضاً	ایضاً
63- فضل عباس	ایضاً	ایضاً
64- محمد یونس	ایضاً	ایضاً
65- احسان اللہ	ایضاً	ایضاً

7- گوجرانوالہ ڈویژن۔

66- محمد منشاء	میٹرک	ایضاً
67- محمد آصف	ایضاً	ایضاً
68- ندیم ارشد	ایضاً	ایضاً
69- محمد سعید	ایضاً	ایضاً
70- منظور قادر	ایضاً	ایضاً
71- رانا شاہد شفیع	ایضاً	ایضاً
72- محمد یوسف	ایضاً	ایضاً
73- محمد ارشد	ایف اے	ایضاً
74- تجمل حسین	میٹرک	ایضاً
75- محمد اقبال	ایضاً	ایضاً
76- ایم۔ آصف اقبال	ایضاً	ایضاً
77- محمد ارشد	ایضاً	ایضاً
78- محمد یعقوب	ایضاً	ایضاً
79- رفاقت علی	ایف اے	ایضاً

8- ڈیرہ غازیخان ڈویژن۔

80- ظفر اقبال میرانی	ڈی کام	ایضاً
81- عبدالستار	میٹرک	ایضاً
82- ظفر اقبال	ڈی کام	ایضاً
83- سعید اختر	ایف اے	ایضاً
84- عبدالعزیز دستی	میٹرک	ایضاً
85- حفیظ اللہ	ایضاً	ایضاً
86- ظفر عباس	ایضاً	ایضاً
87- باقر حسین	ایضاً	ایضاً
88- فلک شیر۔I	ڈی کام	ایضاً
89- مجاہد عباس	ایضاً	ایضاً
90- قدرت اللہ	میٹرک	ایضاً
91- حافظ محمد ایوب	ڈی کام	ایضاً
92- فلک شیر۔ II	میٹرک	ایضاً
93- فیاض حسین	ڈی کام	ایضاً

9- نظامت خوراک پنجاب

94- طاہر محمود	ایف اے	ایضاً
95- سمیع شہزاد	ایضاً	ایضاً
96- محمد مشتاق	میٹرک	ایضاً
97- میشاق احمد	ایف اے	ایضاً
98- محمد اورلیس	میٹرک	ایضاً
99- افتخار احمد	ایضاً	ایضاً
100- شفیق الرحمن	ایف اے	ایضاً
101- محمد ارشد	میٹرک	ایضاً
102- عبدالحمید	ایف اے	ایضاً

103- محمد توقیر علوی	ڈی کام	ایضاً
104- نعیم الحق	میٹرک	ایضاً
105- عبدالحفیظ خالد	ایف اے	ایضاً
106- تجمل حسین	میٹرک	ایضاً
107- اقبال احمد	ڈی کام	ایضاً
108- خالد تنویر	میٹرک	ایضاً
109- احسان احمد	ایضاً	ایضاً
110- عبدالودود	ایضاً	ایضاً
111- مرزا عادل مرتضیٰ	ڈی کام	ایضاً

جونیئر انالسٹ۔

1- راولپنڈی ڈویژن۔

1- غلام سرور	میٹرک	جونیئر انالسٹ

2- ڈیرہ غازی خان ڈویژن۔

2- فدا حسین	ایف اے	ایضاً

چوکیدار۔

1- فیصل آباد ڈویژن۔

1- محمد نواز	میٹرک	چوکیدار

2- لاہور ڈویژن۔

2- محمد توقیر	ایضاً	ایضاً
3- سرور حسین	ایضاً	ایضاً

3- سرگودھا ڈویژن۔

4- شمشیر احمد	پرائمری	ایضاً

4- ڈیرہ غازی خان ڈویژن۔

5- امیر بخش	ایضاً	ایضاً
6- محمد رمضان	ایضاً	ایضاً
7- قاسم علی شاہ	مڈل	ایضاً
8- مشتاق احمد	ایضاً	ایضاً
9- اعجاز حسین	پرائمری	ایضاً
10- غلام مرتضیٰ	ایضاً	ایضاً
11- غلام یاسین	ایضاً	ایضاً
12- ریاض احمد	مڈل	ایضاً
13- الطاف حسین	ایضاً	ایضاً
14- غلام رسول	میٹرک	ایضاً
15- نیاز احمد	پرائمری	ایضاً
16- غلام مصطفیٰ	ایضاً	ایضاً
17- محمد بخش	ایضاً	ایضاً
18- محمد رمضان۔II	ایضاً	ایضاً
19- سراج احمد	ایضاً	ایضاً
20- منور حسین	ایضاً	ایضاً
21- منظور حسین	ایضاً	ایضاً
22- نذیر احمد	ایضاً	ایضاً
23- فضل حسین	ایضاً	ایضاً
24- عبدالغفور	ایضاً	ایضاً
25- حمید اللہ	ایضاً	ایضاً

پکرز PICKER'S

1- لاہور ڈویژن۔

1- بشیر احمد	مڈل	پکر
2- محمد اکرام	ایضاً	ایضاً

2- گوجرانوالہ ڈویژن۔

3- ارشد محمود	میٹرک	ایضاً
4- مقصود احمد	ایضاً	ایضاً

3- ڈیرہ غازی خان ڈویژن

5- مختار حسین	ایضاً	ایضاً

نائب قاصد

1- ملتان ڈویژن

1- اظہر حسین	پرائمری	نائب قاصد
2- محمد اقبال	ایضاً	ایضاً

2- فیصل آباد ڈویژن۔

3- محمد شریف	مڈل	ایضاً
4- محمد شفیق	میٹرک	ایضاً

3- راولپنڈی ڈویژن۔

5- محمد امیر	ایضاً	ایضاً
6- احسان الٰہی	مڈل	ایضاً

4- لاہور ڈویژن۔

7- محمد آصف انور	ایضاً	ایضاً
8- محمد شریف	ایضاً	ایضاً

5- سرگودھا ڈویژن۔

9- ضیاء اللہ ایضاً ایضاً

6- گوجرانوالہ ڈویژن۔

10- محمد رشید ایضاً ایضاً

11- ایس الطاف حسین ایضاً ایضاً

12- مجید حسین ایضاً ایضاً

13- محمد رمضان ایضاً ایضاً

7- ڈیرہ غازی خان ڈویژن۔

14- الطاف حسین ایضاً ایضاً

15- کریم بخش ایضاً ایضاً

8- نظامت خوراک پنجاب۔

16- محمد اسلم ایضاً ایضاً

17- جہاں زیب ایضاً ایضاً

18- محمد اشرف ایضاً ایضاً

1- ملتان ڈویژن۔

1- غلام جعفر حسین میٹرک دفتری

2- سرگودھا ڈویژن۔

2- صہیب رضا ایف اے ایضاً

3- گوجرانوالہ ڈویژن۔

3- حامد علی انڈر میٹرک ایضاً

4- ڈیرہ غازیخان ڈویژن۔

4- خورشید احمد میٹرک ایضاً

5- نظامت خوراک پنجاب۔

5- محمد ریاض	ایضاً	ایضاً
1- محمد سرفراز خان	بی اے۔ ایل ایل بی	اسسٹنٹ
1- نذیر آفتاب	انڈر میٹرک	واٹرمین

ڈرائیور

1- راولپنڈی ڈویژن۔

1- بخشش الٰہی	مڈل	ڈرائیور

2- ڈیرہ غازی خان ڈویژن۔

2- نبی بخش	پرائمری	ایضاً
3- حکیم اللہ	مڈل	ایضاً

(الف)

نمبر شمار	کیڈر	بہاولپور	ملتان	فیصل آباد	راولپنڈی	لاہور	سرگودھا	گوجرانوالہ	ڈی جی خان	نظامت خوراک	میزان
1	اے ایف سی	-	1	3	1	5	2	2	1	-	15
2	فوڈ گرین انسپکٹر	-	4	3	2	1	-	1	2	-	13
3	فوڈ گرین سپروائزر	5	45	16	8	18	8	30	6	-	136
4	جونیئر کلرک	1	19	5	1	19	20	14	14	18	111
5	جونیئر انالسٹ	-	-	-	1	-	-	-	1	-	2
6	پکر Picker	-	-	-	-	2	-	2	1	-	5
7	چوکیدار	-	-	1	-	2	1	-	21	-	25
8	نائب قاصد	2	2	2	2	1	1	4	2	3	18
9	ڈرائیور	-	-	-	1	-	-	-	2	-	3
10	دفتری	-	1	-	-	-	1	1	1	1	5
11	واٹرمین	-	-	-	-	-	-	-	-	1	1
12	اسسٹنٹ	-	-	-	-	-	-	-	-	1	1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر 26 اکتوبر 1987ء

(دوشنبہ 2 ربیع الاول 1408ھ)

جلد 11 - شمارہ 17

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر 26 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2380
میاں ریاض حشمت جنجوعہ کی پیش کردہ تحریک استحقاق پر جناب سپیکر کی رولنگ	2418
مسئلہ استحقاق:-	
(i) ڈسٹرکٹ مینجسٹریٹوں کی جانب سے مولانا منظور احمد چنیوٹی کے خیرپور' رحیم یار خاں' خانیوال' اور وہاڑی میں داخلہ پر پابندی	2426
(ii) سوال نمبر 2836 کے غلط جواب کی فراہمی	2427
کمرشل اکاؤنٹس بابت سال 84-1983 اور 85-1984 اور ان کے بارے میں آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ کا پیش کیا جانا	2431
مسودات قانون:-	
مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1987ء	2432
حکمت عملی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد کی رپورٹ پر بحث	2481
گوشوارہ (الف)	2487

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

پیر' 26 اکتوبر' 1987ء

(دو شنبہ' 2 ربیع الاول' 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾

(سورۃ نساء ۴۔ آیت ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵)

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہے ان کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ابدالاباد تک ان میں رہیں گے۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ وعدے کا سچا کون ہو سکتا ہے۔ آرزوؤں پر خلاصی و نجات نہ تو تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی۔ جو شخص اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرے گا اسے اسی طرح کا بدلا دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا نہ مددگار۔

اور جو بہترین کارکردگی دکھائے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایماندار ہو پس وہ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی قل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔

اور اس شخص سے زیادہ از روئے دین اچھا کون ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے حکم کو قبول کیا اور وہ نیک و کار و محسن بھی ہے اور ابراہیم کے دین کا پیروکار بھی جو (یکسو) مسلمان تھے اور اللہ نے تو ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا تھا۔

وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

قومی مالیاتی کمیشن کے لئے تجاویز مرتب کرنے میں ایوان کو اعتماد میں لینا

☆ - 2398 میاں محمود احمد۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پاکستان نے مرکز اور صوبوں کے درمیان اور صوبوں کے آپس کے درمیان وسائل مختص کرنے کے لئے ایک قومی کمیشن تشکیل دیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا ان تجاویز کے بارے میں ایوان کو اعتماد میں لیا جائے گا جو حکومت پنجاب پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ (چودھری ممتاز حسین)

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان نے مرکز اور صوبوں کے درمیان اور صوبوں کے آپس کے درمیان وسائل مختص کرنے کے لئے آئین کی شق کے تحت نیشنل فنانس کمیشن تشکیل دی ہے۔

(ب) این ایف سی کی کارروائی چونکہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے اس لئے صوبائی حکومت اس مسئلہ پر انتہائی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ صوبائی حکومت نے گاہے بگاہے این ایف سی کی کارروائی کے بارے میں ایوان کو اعتماد میں لیا ہے۔ وزیر خزانہ نے 87-1986 کی بجٹ تقریر میں بھی نیشنل فنانس کمیشن کے انعقاد کا ذکر کیا تھا۔ مستقبل میں بھی جب مناسب سمجھا جائے گا ایوان کو نیشنل فنانس کمیشن کی تجاویز یا فیصلے (Award) کے بارے میں اعتماد میں لیا جائے گا۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! جز "ب" کے جواب کی آخری لائن میں فرمایا گیا ہے کہ "۔۔۔ایوارڈ کے بارے میں اعتماد میں لیا جائے گا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ایوارڈ کب تک متوقع ہے؟

وزیر خزانہ۔ جناب والا! یہ این ایف سی کے ایوارڈ کے متعلق پوچھا گیا ہے۔ میں پہلے بجٹ سیشن میں بھی گذارش کر چکا ہوں کہ اس کی میٹنگز ہو رہی ہیں اور اس کے بعد بھی ہماری میٹنگ ہوئی تھی۔ اور میرا خیال ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک میٹنگ اور ہو گی اور اس کے بعد انشاء اللہ کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔

کیشیئر کلرکوں کی خصوصی تنخواہ میں اضافہ

☆ 2956- میاں محمد افضل حیات۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ خزانہ کے مراسلہ نمبر پی سی III کمیشن (ایس پی) 63/1 مورخہ 25 اپریل 1963ء کے ذریعے حکومت نے نقدی کی رکھا دھری (Handling of cash) کرنے والے کلرکوں کے لئے خصوصی تنخواہ درج ذیل طریق پر مختص کی تھی۔

5000 روپے سے کم کوئی نہیں۔

5000 روپے سے 10000 روپے کے درمیان 10 روپے ماہانہ۔

10000 روپے اور 15000 روپے کے درمیان 15 روپے ماہانہ۔

15000 روپے اور 25000 روپے کے درمیان 20 روپے ماہانہ۔

25000 روپے اور 35000 روپے کے درمیان 25 روپے ماہانہ۔

35000 روپے اور اس سے اوپر 30 روپے ماہانہ۔

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ جس وقت مذکورہ خصوصی تنخواہ کا تعین کیا گیا تھا اس وقت سے لے کر اب تک روز مرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں اتنی زیادہ ہو گئی ہیں کہ آج کل کی گرانی کے پیش نظر متعلقہ خصوصی تنخواہ بے سود اور بے اثر ہو کر رہ گئی ہے۔

(ج) اگر (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ خصوصی تنخواہ کی شرح میں موجودہ معیار زندگی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اضافہ کرنے پر غور کرے گی اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر خزانہ (چودھری ممتاز حسین)۔

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ درست ہے کہ 1963ء سے لے کر اب تک اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ اس اضافے کی وجہ سے خصوصی تنخواہ بے سود اور بے اثر ہو کر رہ گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے اور جلد ہی مناسب فیصلہ کر دیا جائے گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! جز "ج" کے جواب میں "جلد" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تو جلد سے ان کی کیا مراد ہے؟ کیونکہ پانچ چھ ماہ تو سوال کو دیئے بھی ہو گئے ہیں۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا! "جلد" ایک کافی جامع اصطلاح ہے۔ لیکن لفظ "جلد" کسی چیز کو ٹالنے کے ضمن میں نہیں لکھا گیا۔ حکومت پوری کوشش کر رہی ہیں کہ اس کا فیصلہ جلد از جلد ہو جائے۔ اگر اس میں کوئی دیر ہوتی ہے تو اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس میں کافی میٹنگز ہوتی ہیں اور اس میں کافی لوگوں نے مل بیٹھنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی صورت میں کسی وجہ سے وفاقی حکومت سے بھی کوئی مشورہ کرنا ہو تو بھی دیر ہو جاتی ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں غیر ضروری دیر نہیں کی جائے گی۔

میاں محمد افضل حیات۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ ابھی تک اس میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور اس کے لئے کوئی کمیٹی یا کوئی کمیشن تشکیل دیا گیا ہے؟

وزیر خزانہ۔ جناب والا! اس میں کمیٹی مقرر ہو چکی ہے اور میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس کمیٹی کی میٹنگز بھی ہو چکی ہیں۔ میں دوبارہ گذارش کروں گا کہ جلد از جلد بغیر کسی

غیر ضروری دیر کے اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ ضمنی سوال۔ جناب والا! 1963ء میں handling of cash کے ضمن میں خصوصی تنخواہ کی شرح کس معیار پر بنائی گئی؟

وزیر خزانہ۔ یہ سوال میں متعلقہ تو نہیں سمجھتا۔ لیکن پھر بھی جواب دینا مناسب سمجھوں گا کہ تعین جو 1963ء میں کیا گیا تھا یہ 1963ء کے لحاظ سے کیا ہو گا۔ لیکن اب چونکہ ہم اس کو revise کر رہے ہیں اور اس میں پورا خیال رکھا جائے گا کہ یہ revision کس مناسبت سے کی جائے جو کہ موزوں بھی ہو اور ٹھیک ٹھاک ہو۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا! میں نے جو جواب سوال نمبر 2956 کے متعلق دیا ہے اسی طرح اس کے متعلق بھی کمیٹی انشاء اللہ جلد ہی فیصلہ کر دے گی۔ کیونکہ یہ دونوں معاملات identical ہیں اور جب بھی فیصلہ ہو گا تو وہ انشاء اللہ ان دونوں کا اکٹھا ہی ہو گا۔

جناب سپیکر۔ اس سوال نمبر 2957 کا جواب آپ نے ہے نہیں پڑھا۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا! میں نے جو جواب 2956 کا پڑھا تھا اس کا بھی وہی جواب ہے۔

جناب سپیکر۔ سوال نمبر 2957 کا جواب بھی پڑھئے۔

کیشیئر مددگاروں کی خصوصی تنخواہ میں اضافہ کرنے کے لئے اقدامات

☆ 2957- **میاں محمد افضل حیات۔** کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ خزانہ کے مراسلہ نمبر پی سی III کمیشن (ایس پی) 63/3 مورخہ 18 نومبر 1963ء کے ذریعے حکومت نے نقدی کی رکھا دھری (Handling of cash) کرنے والے مددگاروں کے لئے خصوصی تنخواہ درج ذیل طریق پر منظور کی تھی۔

(اول) 35000 روپے سے 50000 روپے ماہانہ -/35 روپے ماہانہ

(دوم) -/50000 روپے سے -/65000 روپے ماہانہ -/40 روپے ماہانہ

(سوم) -/65000 روپے سے -/80000 روپے ماہانہ 45 روپے ماہانہ
(چہارم) -/80000 روپے اور اس سے اوپر ماہانہ 50 روپے ماہانہ

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ جس وقت مذکورہ خصوصی تنخواہ کا تعین کیا گیا تھا اس وقت سے لے کر اب تک روز مرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں اتنی زیادہ ہو گئی ہیں کہ آج کل کی گرانی کے پیش نظر متعلقہ خصوصی تنخواہ بے معنی اور بے اثر ہو کر رہ گئی ہے۔

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ معیار زندگی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مذکورہ خصوصی تنخواہ کی شرح میں اضافہ کرنے پر غور کرے گی اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر خزانہ (چودھری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ درست ہے کہ 1963ء سے لے کر اب تک اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ اس اضافے کی وجہ سے خصوصی تنخواہ بے سود اور بے اثر ہو کر رہ گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے اور جلد ہی مناسب فیصلہ کر دیا جائے گا۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ۔ 1963ء سے مہنگائی میں کتنے فی صد اضافہ ہوا ہے اور الاؤنسز میں اس نسبت سے کتنے فی صد اضافہ کیا گیا ہے؟

وزیر خزانہ۔ جناب والا! ابھی الاؤنسز کے متعلق پہلے بات ہو رہی ہے۔ 1963ء میں جو تعین کیا گیا تھا اس کو اب موجودہ حالات میں مناسب نہ سمجھتے ہوئے یہ کمیٹی بٹھائی گئی ہے۔ وہ کمیٹی جو فیصلہ کرے گی وہ حالات کی مناسبت سے اور اس کے مطابق ہو گا۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ میرا سوال یہ تھا کہ منسٹر صاحب نے جز "ب" کے جواب میں پہلی سطر میں یہ فرمایا ہے "... اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے" - میں نے پوچھا تھا کہ

1963ء سے لے کر اب تک اشیائے صرف کی قیمتوں میں کتنے فی صد اضافہ ہوا ہے؟

وزیر خزانہ۔ جناب والا! یہ اعداد و شمار کا معاملہ ہے اور اس میں فوری جواب تو نہیں دیا جا سکتا۔

جناب سپیکر۔ تازہ سوال کی ضرورت ہے۔

سیکرٹریٹ الاؤنس کی منظوری

☆ 3113- **چودھری محمد رفیق۔** کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے بحوالہ چٹھی نمبری ایف ڈی (ایس آر۔ II) 2-87/143 مورخہ 15 جولائی 1987ء اور حکومت سندھ نے صوبائی سیکرٹریٹ میں کام کرنے والے تمام ملازمین جو گورنر سیکرٹریٹ' وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ' صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ اور بورڈ آف ریونیو میں کام کرنے والے تمام سرکاری ملازمین کو مورخہ یکم جولائی 1987ء سے بنیادی تنخواہ کا بیس فیصد (20 فیصد) شرح کے حساب سے ماہانہ سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کس تاریخ سے مذکورہ الاؤنس منظور کیا جائے گا اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (چودھری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔ صوبہ سرحد کی حکومت نے اس ضمن میں جو احکامات جاری کئے ہیں وہ ہمارے علم میں ہیں۔ مگر حکومت سندھ نے ایسے کوئی احکامات جاری نہیں کئے۔

(ب) صورت حال یہ ہے کہ وفاقی حکومت حکومت سندھ و حکومت بلوچستان نے اپنے متعلقہ ملازمین کو سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا فیصلہ نہیں کیا۔ لہٰذا حکومت پنجاب صوبہ سرحد کے اس فیصلے کو اپنے ہاں تاحال نافذ کرنے سے قاصر ہے فی الحال متذکرہ الاؤنس دینے کا کوئی جواز بھی موجود نہیں ہے۔

سیکرٹریٹ الاؤنس کی منظوری

☆ 3115- چودھری خادم حسین۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے بذریعہ چٹھی نمبر ایف ڈی (ایس آر II) 2-87/143 مورخہ 15 جولائی 1987ء اور حکومت سندھ نے صوبائی سیکریٹریٹ بشمول گورنر سیکرٹریٹ' چیف منسٹر سیکرٹریٹ' صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ اور ریونیو بورڈ میں کام کرنے والے تمام سرکاری ملازمین کو یکم جولائی 1987ء سے بنیادی تنخواہ کا 20 فیصد بطور ماہانہ سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب بھی صوبائی سیکرٹریٹ بشمول گورنر سیکرٹریٹ' چیف منسٹر سیکرٹریٹ' اسمبلی سیکرٹریٹ اور ریونیو بورڈ میں کام کرنے والے تمام ملازمین کو بنیادی تنخواہ کا 20 فیصد بطور ماہانہ سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ الاؤنس کس تاریخ تک منظور کر دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (چودھری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں صوبہ سرحد کی حکومت نے اس ضمن میں جو احکامات جاری کئے ہیں وہ ہمارے علم میں ہیں مگر حکومت سندھ نے ایسے کوئی احکامات جاری نہیں کئے۔

(ب) صورت حال یہ ہے کہ وفاقی حکومت۔ حکومت سندھ و حکومت بلوچستان نے اپنے متعلقہ ملازمین کو سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا فیصلہ نہیں کیا۔ لہٰذا حکومت پنجاب صوبہ سرحد کے اس فیصلے کو اپنے یہاں تاحال نافذ کرنے سے قاصر ہے۔ فی الحال متذکرہ الاؤنس دینے کا کوئی جواز بھی موجود نہیں ہے۔

سرکاری ملازمین کو سیکرٹریٹ الاؤنس کی منظوری

☆ 3116- حاجی چودھری محمد اصغر۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے بذریعہ چٹھی نمبر ایف ڈی (ایس آر II) 2-87/143 مورخہ 15 جولائی 1987ء اور حکومت سندھ نے صوبائی سیکریٹریٹ بشمول گورنر سیکرٹریٹ' چیف منسٹر سیکرٹریٹ' صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ اور ریونیو بورڈ میں کام کرنے والے تمام سرکاری ملازمین کو یکم جولائی 1987ء سے بنیادی تنخواہ کا 20 فیصد بطور ماہانہ سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب اب بھی صوبائی سیکرٹریٹ بشمول گورنر سیکرٹریٹ' چیف منسٹر سیکرٹریٹ' اسمبلی سیکرٹریٹ اور ریونیو بورڈ میں کام کرنے والے تمام ملازمین کو بنیادی تنخواہ کا بیس (20) فیصد بطور ماہانہ سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ الاؤنس کس تاریخ تک منظور کر دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (چودھری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔ صوبہ سرحد کی حکومت نے اس ضمن میں جو احکامات جاری کئے ہیں وہ ہمارے علم میں ہیں مگر حکومت سندھ نے ایسے کوئی احکامات جاری نہیں کئے۔

(ب) صورت حال یہ ہے کہ وفاقی حکومت' حکومت سندھ و حکومت بلوچستان نے اپنے متعلقہ ملازمین کو سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا فیصلہ نہیں کیا۔ لہٰذا حکومت پنجاب صوبہ سرحد کے اس فیصلے کو اپنے ہاں تاحال نافذ کرنے سے قاصر ہے۔ فی الحال متذکرہ الاؤنس دینے کا کوئی جواز بھی موجود نہیں ہے۔

سیکرٹریٹ الاؤنس کی منظوری

☆ 3120- جناب لالہ مہرلال بھیل۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے بذریعہ چٹھی نمبر ایف ڈی (ایس آر II) 2-87/143 مورخہ 15 جولائی 1987ء اور حکومت سندھ نے صوبائی سیکریٹریٹ بشمول گورنر سیکرٹریٹ' چیف منسٹر سیکرٹریٹ' صوبائی اسمبلی

سیکرٹریٹ اور ریونیو بورڈ میں کام کرنے والے تمام سرکاری ملازمین کو یکم جولائی 1987ء سے بنیادی تنخواہ کا 20 فیصد بطور ماہانہ سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب اب بھی صوبائی سیکرٹریٹ بشمول گورنر سیکرٹریٹ' چیف منسٹر سیکرٹریٹ' اسمبلی سیکرٹریٹ اور ریونیو بورڈ میں کام کرنے والے تمام ملازمین کو بنیادی تنخواہ کا بیس (20) فیصد بطور ماہانہ سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ الاؤنس کس تاریخ تک منظور کر دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (چودھری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔ صوبہ سرحد کی حکومت نے اس ضمن میں جو احکامات جاری کئے ہیں وہ ہمارے علم میں ہیں مگر حکومت سندھ نے ایسے کوئی احکامات جاری نہیں کئے۔

(ب) صورت حال یہ ہے کہ وفاقی حکومت' حکومت سندھ و حکومت بلوچستان نے اپنے متعلقہ ملازمین کو سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کا فیصلہ نہیں کیا۔ لہٰذا حکومت پنجاب صوبہ سرحد کے اس فیصلے کو اپنے ہاں تاحال نافذ کرنے سے قاصر ہے۔ فی الحال متذکرہ الاؤنس دینے کا کوئی جواز بھی موجود نہیں ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر۔ ضمنی سوال جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب' سندھ گورنمنٹ کے فیصلوں پر چلتی ہے؟

وزیر خزانہ۔ جناب والا! مجھے اس سوال کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب اپنا سوال دہرایئے گا۔

ملک ممتاز احمد بھچر۔ جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کیا پنجاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ سندھ کی پیروی کرے جبکہ صوبہ سرحد کی ایک مثال موجود ہے۔ تو کیا صوبہ سرحد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر غور کیا جا سکتا ہے؟

وزیر خزانہ۔ جناب والا! ایسے جو بھی اقدام ہوتے ہیں عموماً ہم وفاقی حکومت کے ساتھ مل کر کرتے ہیں۔ یہ صوبہ سرحد نے اپنا ایک فیصلہ کیا ہے۔ لیکن ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ

نے' پنجاب گورنمنٹ نے' سندھ اور بلوچستان کی حکومتوں نے یہ فیصلہ نہیں کیا۔ اس کے متعلق ہم فیڈرل گورنمنٹ سے رجوع کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں ایک گذارش کروں گا کہ اس کا حتمی فیصلہ وفاقی حکومت کی پالیسی کے مطابق اور دوسرے صوبوں کے ساتھ مشورے سے کیا جائے گا۔

یہ بنیادی طور پر ایک بین الصوبائی معاملہ ہے اس میں سے صرف ایک صوبے نے ابھی کیا ہے ابھی تین صوبے اور فیڈرل حکومت نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا انشاء اللہ جب وفاقی حکومت اور تین صوبے مل بیٹھیں گے جو بھی فیصلہ ہو گا اس کے متعلق ایوان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

خصوصی تنخواہ کی ادائیگی

☆ 1331- **چودھری اعجاز احمد چیمہ**۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ خزانہ کے مراسلہ نمبر ای سی III ایس بی 1-63 مورخہ 23 اپریل 1963ء کی رو سے Handling of Cash رکھنے والے کلرکوں اور اسسٹنٹوں کی جو خصوصی تنخواہ مقرر کی گئی تھی اس میں اضافہ کے لئے ایک تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کس تاریخ تک کارروائی مکمل ہو گی؟

وزیر خزانہ۔ (چودھری ممتاز حسین)

جی ہاں۔ یہ تجویز حکومت کے زیر غور ہے اور اس کا جلد ہی فیصلہ کر دیا جائے گا۔

راجہ محمد خالد خان۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سوال نمبر3131 میں خصوصی تنخواہ بڑھانے کے متعلق دریافت کیا گیا تھا کہ " جلد " فیصلہ کر دیا جائے گا لیکن وزیر موصوف کے تاریخ نہ بتانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ۔ میں گذارش کر چکا ہوں کہ آخری تاریخ کا تعین کرنا میرے عہدے کے بس میں نہیں ہے یہ ایک ایسا فیصلہ کرنا ہوتا ہے جس میں دوسری حکومتوں سے بھی مشورہ کرنا ہوتا ہے۔ اور مرکزی حکومت سے بھی کرنا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق اور بھی تجاویز ہوتی ہیں۔ بعض اوقات کسی خاص وجوہ کی بنا پر وہ فیصلے مؤخر بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اگر آج

میں اس معزز ایوان کے سامنے کوئی حتمی تاریخ دے دوں اور اس تاریخ تک کسی وجوہات سے یہ فیصلہ نہ ہو سکے تو کل مجھے شرمندگی اٹھانا پڑے گی لیکن میں یہ یقین دلاتا ہوں ہم اس معاملہ میں نہایت سنجیدہ ہیں اور پورے غور سے یہ کام ہو رہا ہے انشاء اللہ بغیر کسی غیر ضروری عجلت کے اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ اگر سرحد حکومت یہ فیصلہ کر سکتی ہے تو پنجاب میں یہ کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا وہ ہم سے زیادہ بااختیار ہیں؟ کیا ان کو کوئی خصوصی رعایت دی گئی ہے۔ سرحد میں تنخواہ کا اضافہ ہو سکتا ہے اور پنجاب میں نہیں ہو سکتا۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا! اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے کہ اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

صوبہ میں جدید جیل خانہ جات کی تعمیر

☆ 955- چودھری مشتاق حسین۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی تمام ڈسٹرکٹ جیلیں ماسوائے جدید ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی تقریباً سو سے ڈیڑھ سو سال پرانی ہیں اور اس وقت ان جیلوں میں مقررہ تعداد سے چار گنا زیادہ قیدی موجود ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل کی طرز پر صوبے کے دوسرے شہروں میں بھی جدید جیلیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیا وجوہ ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ (ملک عبدالقیوم اعوان)

نئے ضلعوں میں نئی جیلیں ضروری ہیں جن کی تعمیر کو حتمی شکل دی جا رہی ہے۔

(الف) پنجاب میں سنٹرل جیل راولپنڈی کے علاوہ سنٹرل جیل لاہور' سنٹرل جیل فیصل آباد' ڈسٹرکٹ جیل جھنگ' ڈسٹرکٹ جیل جہلم' ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور' زنانہ جیل

ملتان' منڈی بہاؤالدین کی جیلیں بھی پچھلے دس پندرہ سالوں میں نئی یا دوبارہ بنائی گئی ہیں۔ جیلوں کا سن تعمیر مقررہ گنجائش اور موجودہ تعداد کا گوشوارہ منسلک ہے۔

(ب) جیلوں میں تعداد واقعی مقررہ گنجائش سے زیادہ آبادی کو کم کرنے کے لئے حکومت نئی جیلیں بنانے کی بجائے موجودہ جیلوں میں مرحلہ وار نئی بارکیں اور سیل تعمیر کر رہی ہے اس طرح خاصی آسانی ہو جائے گی۔ البتہ نئے ضلعوں مثلاً وہاڑی۔ خانیوال۔ راجن پور۔ خوشاب۔ چکوال۔ بھکر۔ میں نئی جیلیں تعمیر کرنے کی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور ہیں۔

نمبر شمار	نام جیل	سن تعمیر	مقررہ گنجائش	موجودہ تعداد
	سنٹرل جیلیں			
1	ساہیوال	1873	1966	2215
2	نیو ملتان	1930	1875	2210
3	بہاولپور بورسٹل	1882	432	209
4	میانوالی	1903	1042	1635
5	نیو بہاولپور	1953	1085	1082
6	فیصل آباد	1971	1134	1115
7	کوٹ لکھپت لاہور	1967	1118	1681
8	راولپنڈی	1985	2100	1849
9	گوجرانوالہ	1853	777	1766
	ڈسٹرکٹ جیلیں			
10	لاہور	1930	922	2938
11	ملتان	1872	739	1141
12	فیصل آباد	1873	694	1426
13	ڈیرہ غازی خان	1913	582	541

14	سیالکوٹ	1863	672	1652
15	جھنگ	1975	850	966
16	سرگودھا	1910	548	865
17	مظفر گڑھ	1908	111	244
18	شیخوپورہ	1922	377	1173
19	راجن پور	1862	96	136
20	قصور	1929	417	855
21	رحیم یار خاں	1950	250	610
22	بہاول نگر	1947	140	417
23	شاہ پور	1982	292	530
24	جہلم	1984	470	543
25	اٹک	1906	326	576
26	گجرات	1930	345	1097
27	زنانہ جیل ملتان	1978	154	176
28	سب جیل منڈی بہاؤالدین	1978	147	424
	میزان۔		19663	30072

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب سپیکر! ایک بہت اچھے فیصلے کے بارے میں سابقہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے ایک وزیر باتدبیر ملک حاکین خان نے کہا تھا کہ سارے صوبے میں جیلوں کا جال بچھا دیا جائے گا۔ کیا وزیر جیل خانہ جات اس بات پر تیار ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں جرائم ہی نہ ہوں اور اگر ہوں تو ان میں کمی ہو اور جیلوں کا جال بچھانا اچھی بات نہیں بہرحال میں یہاں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں ہر سوال میں یہ بات آتی ہے۔ کہ گنجائش سے زیادہ قیدی جیلوں میں رکھے گئے ہیں یہ معزز ایوان کی اطلاع کے لئے وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو سیل بنائے گئے ہیں وہ 10 x 10 فٹ کا ایک کمرہ ہوتا ہے اور اس میں ایک قیدی رکھا جاتا

ہے اور عام حالات میں ایک کھڑکی 10 x 10 کے کمرے میں دو چارپائی ڈالی جا سکتی ہیں۔ اس لئے اگر ہم کہیں ایک سے زیادہ دو بھی کر دیتے ہیں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کہ اس کو وہاں سہولت نہیں ہوتی اور بارکوں میں 60 مربع فٹ ایک قیدی کے لئے دیا جاتا ہے جبکہ وہاں بھی کافی گنجائش ہوتی ہے اور اگر کسی کمرے میں جو 100 مربع فٹ کا کمرہ ہے جو ایک حوالاتی یا قیدی کے لئے تھا وہاں دو قیدی بھی رہ سکتے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی ہوتے ہیں۔ اور ہمارے پاس کافی جیلیں ہیں۔ لیکن جو نئے اضلاع ہیں وہاں ہر ضلع میں جیل بنانا ضروری ہے۔ اس لئے کہ وہاں عوام کو سہولت ہو تاکہ ملاقاتیوں کو دور دراز نہ جانا پڑے۔

جناب سپیکر۔ سردار امجد حمید خان دستی

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گذارش کروں گا انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ جدید جیلیں بنائی جا رہی ہیں۔ وہاں قیدی زیادہ ہیں اور قیدیوں کی آبادی زیادہ ہے اس لئے کئی جگہوں پر جیلیں بنائی جا رہی ہیں کئی جگہوں پر اضافہ کیا جا رہا ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کے علم میں ہے مظفر گڑھ ڈسٹرکٹ جیل میں قیدیوں کی بہت زیادہ تعداد ہے اور وہاں گنجائش بہت تھوڑی ہے وہاں دگنے سے بھی زیادہ قیدی موجود ہیں۔ کیا یہ وہاں توسیع کرنے کے لئے یا نئی جیل بنانے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! اس سال 3 کروڑ 52 لاکھ 6 ہزار روپیہ بجٹ میں رکھا گیا ہے اور پہلے ہی جیلوں میں نئی بارکیں بنائی جا رہی ہیں۔ وہاں نئی جیل کی ضرورت نہیں ہے اور جہاں بہت زیادہ رش ہے اس کے بارے میں میں عرض کروں گا وہ بھی میں نے جیسے پوزیشن بتائی ہے کہ ایک کی جگہ دو قیدی بھی رہ سکتے ہیں۔ اس لئے وہاں نئی جیل بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بارکیں بنائی جا سکتیں ہیں۔ تاکہ قیدیوں کو مزید سہولت حاصل ہو سکے۔

جناب سپیکر۔ سجاد احمد چیمہ۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جواب میں یہ فرمایا ہے

کہ نئے ضلعوں میں نئی جیلیں بنائی جائیں گی۔ جز " ب " میں جو بتایا گیا ہے اس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کا نام نہیں ہے۔ کیا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی نئی جیل تعمیر کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا ! وہاں پہلے ہی sub jail ہے اور وہ ضلع بھی چھوٹا ہے اگر وہاں ضرورت ہوئی تو اس پر بھی غور کیا جائے گا انشاء اللہ اگلے بجٹ میں یا اس بجٹ میں گنجائش ہوئی تو چیمہ صاحب سے مشورہ کر کے وہاں بھی جیل بنائی جا سکتی ہے۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے میں وزیر جیل خانہ جات سے عرض کروں گا کہ اس تمام لسٹ میں گجرات ایک ایسا ضلع ہے جس میں گنجائش 329 کی ہے اور وہاں قیدی ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ اور وہاں جتنے باہر کے جرائم پیشہ قیدی ہیں زیادہ وہ رکھے گئے ہیں۔ تو میں استدعا کروں گا کہ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے یہ expand (وسیع) کرنا ہے یا اور بلڈنگ بنائی ہے تاکہ قیدی پورے آ سکیں۔ وہاں سب سے کم accommodation ہے اور قیدی بہت زیادہ ہیں۔ اس ساری لسٹ میں یہی حالت ہے۔

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا ! آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے قیدیوں کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے اور گجرات جیل میں یقیناً توسیع کرنی چاہئے تاکہ زیادہ قیدی سما سکیں۔

جناب سپیکر۔ جی بیگم صاحبہ۔

محترمہ خورشید بیگم۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ فرمائیں گے کہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں خواتین کی تعداد کتنی ہے اور آیا حوالات خواتین کو طبی امداد بروقت پہنچانے کے لئے کسی لیڈی ڈاکٹر یا ایل ایچ وی کا تقرر کیا گیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا ! محترمہ خاتون اپنا سوال دھرا دیں۔

محترمہ خورشید بیگم۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ فیصل آباد ڈسٹرکٹ جیل میں حوالاتی خواتین کی تعداد کتنی ہے اور آیا حوالاتی خواتین کو طبی امداد بروقت پہنچانے کے لئے کسی لیڈی ڈاکٹر یا ایل ایچ وی کا تقرر کیا گیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا ! یہ اعداد و شمار کا سوال ہے۔ اور میری بہن کو چاہئے کہ دوبارہ fresh سوال دیں تاکہ صحیح اعداد و شمار بتائے جا سکیں۔ بہرحال اگر کہیں حوالاتی

خواتین میں سے کوئی بیمار ہو تو ذمہ داری کے ساتھ ان کا علاج معالجہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جتنے بھی گورنمنٹ کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں وہاں سے یا ہمارے اپنے ڈاکٹر بھی ہر جیل میں موجود ہیں۔ اور کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی اس قسم کی تکلیف سامنے آئے تو مجھے اطلاع دیں ہم اس پر پورا ایکشن لیں گے اور انشاء اللہ صحیح علاج معالجہ کرائیں گے۔

محترمہ خورشید بیگم۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے درخواست کروں گی کہ برائے مہربانی ہمہ وقتی لیڈی ہیلتھ وزیٹر کو اپنے محکمے سے وہاں depute کر دیں تاکہ خواتین کو وہاں علاج کے لئے کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ میں ڈسٹرکٹ جیل فیصل اباد میں گئی تھی اور اکثر جاتی رہتی ہوں۔ وہاں خواتین کو بروقت طبی امداد نہیں ملتی اور ایک دو سانحے بھی ہو چکے ہیں۔ بارہ بارہ گھنٹے وہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں پڑی رہتی ہیں۔ کوئی لیڈی ڈاکٹر ان کو ہاتھ نہیں لگاتی۔ اس لئے آپ کے توسط سے ان سے درخواست ہے کہ وہاں ہمہ وقتی لیڈی ہیلتھ وزیٹر کا clear cut آرڈر جاری کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ سوال نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! یہ تجویز ہے اور اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی درست ہے۔ بیگم صاحبہ! وزیر جیل خانہ جات اس پر غور فرمائیں گے۔

ایک معزز ممبر۔ خواتین جرم نہ کریں۔

محترمہ خورشید بیگم۔ جناب والا! ایک معزز رکن نے فرمایا ہے کہ خواتین جرم نہ کریں میں ان کی خدمت میں گذارش کروں گی کہ خواتین بھی اس معاشرے کا ایک حصہ ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی آپ نے درست فرمایا۔ جناب سید اقبال احمد شاہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب والا! کیا جناب وزیر موصوف بتائیں گے کہ سیالکوٹ جیل میں گارڈز کے پاس تھری ناٹ تھری رائفل ہے مگر ڈاکوؤں کے پاس Superior اسلحہ ہے کیا انہیں جدید اسلحہ سے لیس کریں گے؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! معزز ممبر اپنا سوال دھرا دیں۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب والا! سیالکوٹ جیل میں گارڈز کے پاس تھری ناٹ تھری کی

رائفل ہے جب کہ ڈاکوؤں کے پاس Superior اسلحہ یعنی سٹین گن وغیرہ ہیں۔ کیا آپ گارڈز کو جدید اسلحہ سے لیس کریں گے؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! جو لوگ یعنی ڈاکو جیل میں جاتے ہیں ان کے پاس اسلحہ نہیں ہوتا وہ باقاعدہ قیدی ہو کر جاتے ہیں اور اندر کوئی ایسی مقابلے والی بات نہیں۔ جہاں تک باہر کی بات ہے تو باہر جگہ جگہ ہماری پولیس کی petroling ہو رہی ہے اور پولیس کے پاس جدید اسلحہ ہے۔ خدانخواستہ اس قسم کی اگر کوئی گڑ بڑ ہو تو تھری ناٹ تھری سے ہم دفاع کر سکتے ہیں۔ اگر زیادہ ضرورت پڑے گی تو پولیس وہاں پہنچ جائے گی۔ لیکن جیل کے اندر کوئی خطرہ نہیں ہے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب والا! میں اس لئے کہہ رہا تھا کہ سیالکوٹ کے اندر ایسا واقعہ ہوا ہے کہ ڈاکو باہر سے آئے ہیں جو کہ سٹین گنوں سے لیس تھے اور انہوں نے اندر جا کر مارا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ گارڈز کے پاس جدید اسلحہ ہونا چاہئے۔ یہ واقعہ سیالکوٹ میں ہو چکا ہے کہ ڈاکو آئے جو جدید اسلحہ سے لیس تھے۔ انہوں نے حملہ کیا اور جیل کے اندر جا کر انہوں نے مارا۔

جناب سپیکر۔ جناب سجاد احمد چیمہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ 1808ء میں تعمیر کی گئی تھی اور اسے ڈیڑھ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ ہو چکا ہے تو کیا کوئی ایسی تجویز ہے کہ نئی جیل تعمیر کی جائے گی؟ یہ پنجاب میں سب سے پرانی جیل ہے جو 1808ء میں تعمیر کی گئی تھی۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! میرے پاس اس کی تعمیر کی جو تفصیل ہے وہ 1913ء ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی پرانی نہیں ہے۔ چیمہ صاحب نے جو اٹھارہ سو کچھ فرمایا ہے یہ misprint ہے یا ان کو مغالطہ لگا ہے۔ میرے پاس محکمے کی طرف سے جو اطلاع آئی اس پر لکھا ہوا کہ ڈیرہ غازی خاں ڈسٹرکٹ جیل 1913ء میں تعمیر ہوئی اور اس میں 582 قیدیوں کی گنجائش ہے جب کہ وہاں قیدی صرف 541 ہیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب والا! لسٹ میں جو دیا گیا ہے اس میں نمبر ایک پر ڈسٹرکٹ

جیل ڈی جی خاں نمبر دو پر ڈسٹرکٹ جیل راجن پور اور نمبر تین پر ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ ہے اور اس کی تعمیر کا سال 1808ء لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ کا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ بیگم نجمہ حمید۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ جیل میں سب سے زیادہ منشیات کی چیزیں جاتی ہیں۔ اور کوئی بھی قیدی ہم ہسپتال میں داخل کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس سے بہتر ہے کہ ہمیں جیل بھیج دیں۔ اس لئے کہ وہاں سب سے زیادہ جیل میں ہیروئن اور باقی نشہ آور چیزیں جاتی ہیں تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کس طرح بند ہو سکتی ہیں اور کیوں اتنی فراوانی سے اندر جیل میں یہ منشیات استعمال ہوتی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! میری معلومات کے مطابق جیل کے اندر اس قسم کی کوئی نشہ آور چیز نہیں جاتی اور نہ ہی فروخت ہوتی ہے اور باقاعدہ طور پر وہاں باہر گیٹ پر ہمارے سنتری اور دربان وغیرہ چیک کرتے ہیں اور بالکل درست حالت میں اندر چیزیں جاتی ہیں۔ میں اسے تسلیم نہیں کرتا کہ جیلوں میں نشہ آور چیزیں فروخت ہوتی ہیں اور اندر جاتی ہیں۔ اگر کوئی اس قسم کی شکایت ہو تو آپ انفرادی طور پر تحریری شکایت دیں تو اس کی انکوائری ہو گی اور جو انچارج جیل ہو گا یا عملہ سٹاف جیل ہو گا اس کے خلاف سخت کارروائی ہو سکتی ہے۔ اس کی ذمہ داری ہے کہ اندر اس قسم کی نشہ آور چیزیں نہ جائیں۔

محترمہ بیگم نجمہ حمید۔ جناب سپیکر! ایک شکایت نہیں بلکہ شکایات ہیں۔ اس لئے کہ سب سے زیادہ راولپنڈی جیل میں منشیات کا استعمال ہوتا ہے۔

جناب نسیم احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری کو یہ اجازت ہے کہ وہ ضمنی سوال کر سکے۔

محترمہ بیگم نجمہ حمید۔ جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری بن گئے تو زبان ہی بند ہو گئی۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! میں محترمہ سے گذارش کروں گا کہ چونکہ وہ اس معزز ایوان کی رکن بھی ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں۔ اگر ان کے علم میں یہ بات آئی تھی تو

انہیں وہاں سے پہلے ہی تحریری شکایت دینی چاہئے تھے تاکہ اس کا علاج ہو سکتا۔ یہ تو انہوں نے یہاں سوالات میں کہا حالانکہ میرے علم میں نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو ہمیں اطلاع دیں تو ہم انکوائری کریں گے۔

جناب سپیکر۔ نسیم صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر میں چاہتا ہوں کہ میں ان کو عرض کروں کہ پارلیمانی سیکرٹری میرے خیال کے مطابق اپنے محکمے کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے بارے میں ضمنی سوال یا سوال کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ کیا جیلوں میں یعنی احاطہ جیل کے اندر قیدیوں کی اصلاح کے لئے کوئی ایسے انتظامات کئے جاتے ہیں جس سے کہ ان کے اخلاق درست ہوں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ ہماری بورسٹل جیل مثلاً ملتان میں باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے اور میٹرک تک وہاں باقاعدہ امتحان میں شریک کیا جاتا ہے۔ پوری پوری اصلاح کر رہے ہیں اور ہمارے بھائی جناب صدیق سالار صاحب جو تجاویز دیں گے ان پر بھی غور ہو گا۔ اور اس سے بھی زیادہ بہتر طریقے سے قیدیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ وہ صوبہ کے جیل خانہ جات کے اندر اچھے عالم دین یا اچھے با اخلاق ورکر کے لیکچر دلائیں اور انشاء اللہ ان کی اس کوشش سے جیلوں میں بہت سے قیدیوں کے اخلاق درست ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ چودھری صاحب! لیکن یہ وقفہ سوالات ہے۔ یہاں تجاویز نہیں پیش کی جا سکتیں بیگم صاحبہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں۔

محترمہ خورشید بیگم۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ عادی جرائم پیشہ خواتین اور کم عمر خواتین جو نئے جرم کر کے آتی ہیں وہ ایک ہی بیرک میں بند ہوتی ہیں یا ان کے علیحدہ علیحدہ رکھنے کے کوئی انتظامات زیر غور ہیں؟

جناب سپیکر۔ اس سے اگلا سوال اسی سے متعلقہ ہے۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ! آپ کا کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ بیگم نجمہ حمید۔ جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جیل کے اندر کوئی بھی منشیات نہیں جا سکتیں کیونکہ باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے۔ سیالکوٹ کے اندر اسلحہ چلا گیا اور یہ چیز باقاعدہ ریکارڈ میں ہے۔ تو منشیات تو بہت چھوٹی سی اور معمولی سی پڑیا ہوتی ہے۔ اگر اسلحہ اندر جا سکتا ہے تو منشیات باآسانی جا سکتیں ہیں۔ لہٰذا وزیر موصوف سے درخواست ہے اس کے لئے سخت سے سخت اقدامات اٹھائیں۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ! یہ بھی تجویز ہے سوال نہیں ہے۔ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف صاحب سے میں یہ پوچھوں گا کہ قیدیوں کی اصلاح کے لئے کوئی مذہبی و دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اگر کیا گیا ہے تو وہ کچھ اس کی وضاحت کر سکتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! یہ پہلے بھی سوال ہوا تھا اس میں ہمارے علماء دین ہوتے ہیں میرا خیال ہے کہ جرائم کے بعد عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہاں جا کر لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں چونکہ قدرت کی طرف سے وہ گرفت میں ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے اور تمام لوگ وہاں سے قرآن شریف پڑھ کے باہر آتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنی جیلوں میں اللہ توبہ ہوتی ہے باہر آ کر آدمی بھول جاتا ہے وہاں لوگ اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہیں میں آپ کے توسط سے مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر مزید تجاویز ہیں تو وہ ہمیں دیں ہم انشاء اللہ پوری پوری کوشش کریں گے کہ ان تجاویز سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جا سکے۔

نوخیز مجرموں کے لئے اصلاح گھر اور نفسیاتی علاج گاہیں بنانے کے لئے اقدامات

☆ 1909- ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ شہروں میں دوسرے مسائل کے ساتھ نوخیز مجرموں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے جن کو اگر موجہ قوانین کے مطابق عام عدالتوں کے ذریعے سزا دلوائی جائے تو وہ مزید پکے اور خطرناک مجرم بن جاتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا نوخیز مجرموں کے لئے علیحدہ عدالتیں قائم کرنے' اصلاح گھروں میں تربیت دینے' نفسیاتی علاج معالجے کی سہولت مہیا کرنے اور پیرول اور پروبیشن پر رہا کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ (ملک عبدالقیوم اعوان)

(الف) یہ درست ہے کہ نوخیز مجرموں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ البتہ یہ درست نہ ہے کہ موجہ قوانین کے مطابق عام عدالتوں کے ذریعے سزا دلوائی جائے تو وہ مزید پکے اور خطرناک مجرم بن جاتے ہیں۔

(ب) نوخیز مجرموں کی اصلاح کے لئے بورسٹل انسٹویشن اور جو وینائل جیل بہاولپور موجود ہے۔ جہاں پر ان کو ہائی سکول تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ان مجرموں کو پیرول اور پروبیشن پر بھی رہا کیا جاتا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے جزو (الف) کا جواب دیا ہے کہ یہ درست ہے کہ نوخیز مجرموں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ تو کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ نوخیز مجرموں کی تعداد میں کیوں اضافہ ہو رہا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! اضافہ تو ان لوگوں سے ہو رہا ہے جو لوگ عدالت کے فیصلے کے بعد جیلوں میں جاتے ہیں نہ کہ جیلوں میں کئی جرائم بڑھتے ہیں۔ جناب دستی صاحب کو چاہئے کہ اسمبلی میں اپنی طرف سے تجاویز دیں جس سے بچوں کو بری باتوں سے ہٹایا جائے اور اچھی طرف لگایا جائے تاکہ وہ جیلوں میں نہ جائیں۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اچھے ریکارڈ والے قیدیوں کو پیرول پر رہا کرنے کی پالیسی تبدیل ہو

گئی ہے اب صرف سفارش پر اور بااثر لوگ ہی پیرول پر آ سکیں گے کیا وزیر موصوف اس پالیسی پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! یہ پیرول کا محکمہ ہماری jurisdiction میں نہیں آتا یہ ایک علیحدہ محکمہ ہے یہ سوال تو اس محکمہ سے ہی ہو سکتا ہے اور یہ محکمہ داخلہ ہے۔

محترمہ خورشید بیگم۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ جیسا کہ جزو (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ نوخیز مجرموں کی اصلاح کے لئے ملتان جیل میں ہائی اسکول تک تعلیم دی جاتی ہے کیا باقی جیلوں میں بھی ایسی تعلیم کے انتظامات کئے جائیں گے۔ اور کیا اس بارے میں کوئی پروگرام ہے؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! یہ بورسٹل جیل ہے وہاں 21 سال سے کم عمر کے بچے ہوتے ہیں اور 21 سال سے کم عمر کے بچوں کو ہی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا جا سکتا ہے اس سے بڑے آدمی کو یا پچاس سال کی عمر کے آدمی کو آپ کہیں کہ وہ پڑھنا شروع کرے یا میٹرک کا امتحان دے تو شاید وہ اس کو قبول بھی نہ کرے ان کی اصلاح کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہاں ٹیکنیکل قسم کی تعلیم دی جائے اور ان کو ہنر مند اور skilled worker بنا کر باہر بھیجا جائے۔

محترمہ خورشید بیگم۔ جناب سپیکر! آپ کے توسل سے میرا یہ سوال ہے کہ کم عمر لڑکیاں اکثر جیلوں میں زیادہ تعداد میں پائی جاتی ہیں تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ کیا ان کی تعلیم کے لئے بھی حکومت پنجاب کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! میں نے کہا ہے کہ وہاں جو بھی کم عمر مجرم ہیں ان سب کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں کہ ان کو تعلیم دی جائے اور ان کی اصلاح کی جائے۔

محترمہ بیگم نجمہ حمید۔ جناب والا! اس بارے میں عرض کروں گی کہ جو خواتین یا بچیاں زیادہ سزا والی ہوتی ہیں وہ ملتان جیل میں شفٹ ہو جاتی ہیں وہاں خواتین کا ایک علیحدہ سیل ہے اور وہاں پر تعلیم کا بندوبست ہے اور جو کم سزا والی خواتین یا بچیاں ہوتی ہیں وہ مستقل طور پر تو وہاں پر نہیں ہوتیں اس لئے ان کی تعلیم کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں۔ تو جس کی بھی زیادہ سزا ہوتی ہے چونکہ ملتان میں خواتین کا سیل ہے اور خواتین کی سب سے بڑی جیل

ہے وہاں پر تعلیم کا باقاعدہ بندوبست ہے۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! میں پوزیشن واضح کرتا ہوں کہ کوئی بھی حوالاتی یا قیدی پڑھ کر پرائیویٹ طور پر امتحان دینا چاہے اس کے لئے اس کو اجازت ہے خواہ وہ کسی بھی جیل میں ہو خواتین تو پڑھائی کے لئے ملتان جیل میں شفٹ ہو جاتی ہیں اس بارے میں محترمہ صاحبہ جو بھی تجاویز دیں ہم ان پر غور کریں گے۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! میں پوزیشن واضح کرتا ہوں کہ کوئی بھی حوالاتی یا قیدی پڑھ کر پرائیویٹ طور پر امتحان دینا چاہے اس کے لئے اس کو اجازت ہے خواہ وہ کسی بھی جیل میں ہو خواتین تو پڑھائی کے لئے ملتان جیل میں شفٹ ہو جاتی ہیں اس بارے میں محترمہ صاحبہ جو بھی تجاویز دیں ہم ان پر غور کریں گے۔

وزیر اعلیٰ کے حکم سے محکمہ جیل خانہ جات میں تقرریوں / ترقیوں کی تفصیلات

☆ 2017- **سردار نصراللہ خان دریشک۔** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں وزیر اعلیٰ نے جن لوگوں کی تقرریاں قواعد / طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی ہیں ان کے نام' پتے اور عہدے کیا ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) جن افسران / اہلکاران کی ترقی قواعد / طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی گئی ہے ان کے نام پتے اور عہدے کیا ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) جن افسران / اہلکاران کی ایڈھاک بنیادوں پر تقرری کی گئی اور مطلوبہ طریق کار اختیار کئے بغیر باضابطہ بنا دیا گیا اس کی وجوہات کیا ہیں ایسے افسران / اہلکاران کے نام پتے اور عہدوں کے نام بھی مہیا کئے جائیں۔

(د) آیا قواعد / طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے افسران / اہلکاران کی تقرریاں ترقیاں

کرنا اس حلف کی روح کے خلاف نہیں جو وزیر اعلیٰ نے اٹھایا تھا؟

وزیر جیل خانہ جات۔ (ملک عبدالقیوم اعوان)

(الف) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے جن اہلکاروں کی تقرریاں قواعد اور طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے کی ہیں ان کے نام پتے اور عہدے درج ذیل ہیں۔

	نام و پتہ	عہدہ و سکیل
1	محمد شریف ولد حاجی ولی محمد بلاک نمبر2 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل (بی ایس۔ II)
2	ملک اعجاز الحق ولد رحمت اللہ خان چک نمبر91/122 تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال	ایضاً
3	مسٹر ریاض احمد خان ولد افضل احمد خان تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال۔	ایضاً
4	سید انصر محمود ولد اصغر علی شاہ مکان نمبر1311-13 بی جناح سٹریٹ گجرات۔	ایضاً
5	سہیل طارق ولد بیر احمد 3/13 مہاجر سٹریٹ بیڈن روڈ لاہور۔	جونیئر کلرک (بی ایس 5)
6	سید تنویر عباس کاظمی ولد سید قلب حسین کاظمی احاطہ حاجی امام دین 41 ریلوے روڈ گوالمنڈی لاہور	ایضاً
7	محمد لطیف احمد ولد ریاض احمد وائن مکان نمبر14 داس سٹریٹ نمبر38 سنت نگر لاہور	ایضاً
8	عمانوائیل جان ولد جان ایم چند مکان نمبر14 سٹریٹ نمبر17 محلہ محمد نگر لاہور	ایضاً
9	ناصر محمود گوہر ولد چودہری برکت علی مکان نمبر10 رتن چند روڈ نزد پاکستان ٹائمز پریس لاہور	ایضاً

10 محمد عباس ولد فقیر محمد
مکان نمبر10 رتن چند روڈ نزد پاکستان پریس لاہور ایضاً
11 محمد صدیق ولد شیر زمان کار پینٹر (بی ایس 5)
جامع مسجد دل محمد روڈ چوک شاہ ابوالمالی لاہور نمبر7
12 محمد افضل ولد محمد شفیع
مکان نمبر2 گلی نمبر2 پرانا کارخانہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور ایضاً

(ب) محکمہ جیل خانہ جات میں کسی افسر یا اہلکار کی ترقی قواعد طریق کار میں رعایت دیتے ہوئے نہیں کی گئی۔

(ج) محکمہ جیل خانہ جات میں کسی بھی اہلکار کی ایڈہاک تقرری نہیں کی گئی۔

(د) رول نمبر13 پنجاب سول سرونٹس (قواعد تقرری) رولز 1974ء کی رو سے وزیر اعلیٰ قواعد میں رعایت دینے کے مجاز ہیں اس لئے حلف کی خلاف ورزی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

صوبہ میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کو جیلوں میں رکھنے کی وجوہات

☆ 2044- میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں جیلوں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) ہر جیل میں کتنے قیدیوں اور حوالاتیوں کے رکھنے کی گنجائش موجود ہے۔

(ج) اس وقت صوبہ کی ہر جیل میں کتنے قیدی و حوالاتی بند ہیں۔

(د) پنجاب کی جیلوں میں کل کتنے قیدی و حوالاتی گنجائش سے زیادہ بند ہیں۔

(ہ) کیا مقررہ تعداد سے زیادہ قیدیوں و حوالاتیوں کو جیلوں میں بند رکھنے سے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔

(س) جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کی تعداد مقررہ حد کے اندر رکھنے کے لئے کیا کیا اقدام کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ (ملک عبدالقیوم اعوان)

(الف) صوبہ میں جیلوں کی تعداد 28 ہے۔

(ب و ج) ہر جیل میں حوالاتیوں اور قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش کی تفصیل اور اس وقت جتنے قیدی اور حوالاتی بند ہیں نیچے درج ہیں۔

نمبر شمار	نام جیل	گنجائش	موجودہ تعداد
	سنٹرل جیلیں		
1	ساہیوال	1941	2184
2	نیو ملتان	1964	1916
3	بہاول پور بورسٹل	434	217
4	میانوالی	914	1588
5	نیو بہاول پور	1085	1181
6	فیصل آباد	1050	1042
7	کوٹ لکھپت	1118	1474
8	راولپنڈی	673	1031
9	گوجرانوالہ	777	1548
	ڈسٹرکٹ جیلیں		
10	لاہور	922	2116
11	ملتان	739	961
12	فیصل آباد	686	1391
13	ڈیرہ غازی خاں	610	446

14	یالکوٹ	656	1529
15	جھنگ	866	868
16	سرگودھا	548	827
17	مظفر گڑھ	111	187
18	شیخوپورہ	377	1048
19	راجن پور	96	228
20	قصور	457	744
21	رحیم یار خاں	250	610
22	بہاولنگر	140	299
23	شاہ پور	292	414
24	جہلم	470	740
25	اٹک	321	631
26	گجرات	345	1035
27	زنانہ جیل ملتان	154	160
28	سب جیل منڈی بہاؤالدین	147	360
	میزان	18143	26775

(د) پنجاب کی جیلوں میں 8632 قیدی و حوالاتی گنجائش سے زیادہ بند ہیں۔

(ذ) ضرورت کے قانون کے تحت جیلوں میں مقررہ گنجائش سے زیادہ قیدی یا حوالاتی رکھے جا رہے ہیں۔ جن کی دیکھ بھال بنیادی حقوق اور فلاح و بہبود کی بہتری کے لئے کسی قسم کی کوئی کمی نہیں رہنے دی جا رہی۔

(س) موجودہ جیلوں میں نئی تعمیر و توسیع کے ساتھ ساتھ نئے بنائے گئے اضلاع اور اسلام آباد میں نئی جیلوں کی تعمیر اور جوڈیشل لاک اپ کو سب جیلوں میں تبدیل کرنے کی سکیمیں زیر غور ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میں جناب وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا

کہ صوبہ میں رائج Prisoners Rules کیا اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جیلوں میں مقررہ تعداد سے زیادہ قیدی رکھے جائیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! میں آپ کے توسل سے فاضل ممبر سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنے سوال کو دھرا دیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میں نے آپ کے توسل سے یہ دریافت کرنا چاہا ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ کیا صوبہ میں رائج Prisoners Rules اس بات کی اجازت دیتے ہیں؟...

جناب سپیکر۔ جناب پیرزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں...

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب والا! ریاض حشمت جنجوعہ صاحب جو سوال کر رہے ہیں According to rules یہ سوال کر ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ Document ایسا ہے جو لائبریری میں اور کسی بھی دفتر سے ان کو مل سکتا ہے اور یہ خود اس کا جواب پڑھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب آپ کا سوال کیا ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ جیل مینوئل کی کون سی دفعات اس بات کی مجاز ہیں کہ جیلوں میں مقررہ تعداد سے زیادہ قیدی رکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی گذارش کی ہے کہ جس کو گنجائش کہا جاتا ہے وہ 100 مربع فٹ کا ایک سیل ہوتا ہے جس میں ایک قیدی رکھنے کے لئے اس کو گنجائش سمجھا جاتا ہے حالانکہ وہاں دو آدمی رکھے جا سکتے ہیں۔ جہاں تک قانون کی بات ہے تو یہ جناب Natural law ہے۔ جیسے ملک میں کبھی حالات خراب ہوں تو ضرورت کے تحت مارشل لاء بھی لگا دیا جاتا ہے تو وہ Natural law ضرورت ہے۔ اس لئے جناب ضرورت کے تحت ہم مجبوراً وہاں ایک کی بجائے دو قیدی رکھ دیتے ہیں جبکہ وہاں گنجائش ہے۔ حقیقتاً وہاں جگہ موجود ہے تو جہاں تک جھنگ کی بات ہے میں جناب جنجوعہ صاحب کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ وہاں 850 قیدیوں کی گنجائش ہے اور 966 وہاں رکھے گئے ہیں۔ جب کہ دوگنے بھی ہو سکتے ہیں۔ ابھی صرف تقریباً 100 وہاں زائد ہیں اور وہاں گنجائش کافی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ

100 مربع فٹ کے سیل میں ان کے سائز کے کتنے قیدی رکھے جا سکتے ہیں.....(قہقہے)

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! اس بارے میں میں بڑے پیار سے یہ عرض کروں گا کہ 100 مربع فٹ میں کم از کم دو جوان سما سکتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ سوال نمبر955 اور میرے سوال نمبر2044 میں درج اعداد و شمار ان کے علم و یقین کے مطابق درست ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! اس پر میں تھوڑی سی وضاحت کروں گا کہ جب سوال لکھا جاتا ہے تو اس سوال کے مطابق ان دنوں میں جواب لکھا جاتا ہے۔ دوسرا سوال اگر دیر سے آتا ہے تو جواب اس کے مطابق لکھا جاتا ہے اور یہ اگر آج کی انفارمیشن لینا چاہیں تو اس کے لئے آج نیا سوال دیں۔ اس کی انفارمیشن آ جائے گی۔ جب سوال لکھا جاتا ہے تو انہوں نے ان دنوں کے مطابق جواب دینا ہوتا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! جواب آج دیا جا رہا ہے تو اعداد و شمار وہ ہونے چاہئیں جو آج ہیں۔ سوال چاہے دو سال پہلے کیا جائے اعداد و شمار تو اس میں وہ درج ہونے چاہئیں جو آج ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! جو کل خدانخواستہ لوگ قید ہوئے یا حوالات میں گئے تو ان کے بارے میں راتوں رات ہمارے پاس ان کی انفارمیشن نہیں آ جائے گی۔ 9 بجے دفتر کھلتے ہیں اور پھر 9 بجے جناب ہم اسمبلی میں آ جاتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ 9 بجے سے پہلے میں وہ اطلاع لے آؤں کہ کل کون کون سے لوگ قید ہو کر یہاں آئے ہیں۔ یہ تو جناب والا بڑی مشکل بات ہے کہ آج کی پوزیشن میں بتا سکوں۔ یہ نیا سوال دیں کس تاریخ کے بارے میں تو اس کے بارے میں ہم اطلاع مہیا کر سکیں گے....

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت اس ایوان میں جو جوابات دو سوالوں کے پیش کئے گئے ہیں ان میں زبردست تضاد ہے اس لئے میں نے ان سے یہ پوچھنا چاہا ہے کہ کیا وہ پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آج اس ایوان میں جو دو سوالوں کے جوابات پیش کئے گئے ہیں ان میں جو اعداد و شمار درج کئے گئے ہیں وہ کیا

یکساں ہیں اور ان کے علم کے مطابق درست ہیں۔ دونوں جواب انہوں نے دیئے ہیں اور آج ہی اس ایوان میں دیئے ہیں...

جناب سپیکر۔ جناب ریاض پیرزادہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں...

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب والا! یہ سوال جنجوعہ صاحب کا اس لحاظ سے ٹھیک نہیں ہے کہ یہ دفتری اعداد و شمار ہیں جس میں کہ وقت لگتا ہے یہ کرکٹ کا سکور بورڈ نہیں کہ جو computerized ہوتا ہے اور ہر run جو ہے وہ بورڈ پر آ جاتا ہے اس لئے اس کے لئے تو کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ جس دن یہ سوال دیئے جاتے ہیں اس وقت کے حساب سے یہ جوابات ہوتے ہیں نہ کہ آج تک کے Upto date کر کے بھیجیں کیونکہ یہ پرنٹ بھی ہونے ہوتے ہیں۔ اسمبلی کے سیکرٹریٹ میں بھی آنے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ جائز نہیں بنتا...

جناب سپیکر۔ پیرزادہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے۔

چودہری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب سپیکر! اجازت ہے...

جناب سپیکر۔ چودہری صاحب آپ وزارت جیل خانہ جات کی طرف سے جواب دینا چاہتے ہیں؟

چودہری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جنجوعہ صاحب سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو میں یہ پوچھ سکتا ہوں...

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب جنجوعہ صاحب کسی وزارت کے انچارج نہیں ہیں۔

چودہری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں آج کی بھی Figures چاہئے تھی۔ کیا جنجوعہ صاحب یہ پیشین گوئی کر سکتے ہیں کہ آج پنجاب میں کتنے جرم ہوئے ہیں اور کتنے آدمی گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے قیدی بڑھے ہیں اور کتنے قیدی بری ہوئے ہیں.....

جناب سپیکر۔ یہ سوال غیر متعلقہ ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! جنجوعہ صاحب نے جو بات کی ہے یہ بڑی Serious ہے اور ایسے بات ہو سکتی ہے کہ منسٹر صاحب جس سوال کا بھی جواب دیں وہ یہ کہہ دیں کہ

فلاں تاریخ تک یہ اعداد و شمار تھے۔ کم از کم یہ تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں تاریخ کے یہ اعداد و شمار ہیں۔ ایسے کہہ دینے سے اگر وہ غلط بھی ہوں تو وہ کہہ دیں گے کہ میں نے تو فلاں تاریخ کے اعداد و شمار دیئے تھے وہ غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ اور وہ جو ٹائم ہے جنجوعہ صاحب کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کل کا ہی ہو کوئی Reasonable ہونا چاہئے...

جناب سپیکر۔ یہ صحیح بات ہے۔ جناب ملک صاحب کیا آپ ان اعداد و شمار کے بارے میں یہ بتا سکیں گے کہ یہ کون سی تاریخ تک کے اعداد و شمار ہیں اور جنجوعہ صاحب کا سوال بھی یہی ہے...

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! جو آخری پوزیشن ہے وہ یہاں تقسیم کی جا چکی ہے اور جو آخری پوزیشن ہے وہ یہ ہے...

جناب سپیکر۔ کون سی...

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب سپیکر جو یہ 955 والی آخری پوزیشن پڑھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ یہ 955 والی آخری پوزیشن ہے یا...

(قطع کلامی)

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب سپیکر! یہ 2044 والی آخری پوزیشن ہے...

جناب سپیکر۔ جی 2044 والی آخری پوزیشن ہے۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جی ہاں! یہ آخری پوزیشن ہے...

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ جناب سجاد چیمہ ضمنی سوال...

جناب سجاد احمد چیمہ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ انہوں نے جو جیلوں کی Construction کی تاریخ بتائی ہے اس میں راولپنڈی جیل 1985ء میں تعمیر کی گئی اور اس میں انہوں نے 673 آدمیوں کی گنجائش بتائی ہے جب کہ 1030 آدمیوں کی تعداد اس وقت اس میں موجود ہے۔ 1985 میں تعمیر ہونے والی جیل میں اتنی گنجائش نہیں رکھی گئی کہ 1987ء کے مطابق لوگ اس میں سما سکیں...

جناب سپیکر۔ چیمہ صاحب اپنا سوال دھرائیے گا...

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ جواب کے جز (ب) کے

نمبر8 میں راولپنڈی جیل کے بارے میں وہ فرما رہے ہیں کہ وہاں حوالاتیوں کی 673 افراد کی گنجائش ہے جبکہ اس میں 1031 موجود ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ 1985 میں جب یہ جیل تعمیر کی گئی تو اتنا خیال نہ رکھا گیا کہ دو سال بعد تک کے قیدی اس میں سما سکیں... یہ کوئی 1808ء میں تعمیر نہیں ہوئی تھی 1985ء میں تعمیر کی گئی ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ اس میں 673 کی گنجائش ہے جبکہ دو سال کے بعد 1987ء میں 1031 قیدی ہیں۔ گنجائش سے بہت زیادہ قیدی ابھی دو سالوں کے اندر اس میں بھر دیئے گئے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب سپیکر! اس میں صحیح پوزیشن یہ ہے کہ کسی ضلع کے وہاں کے مقامی قیدی نہیں ہوتے بلکہ دو ہمسے اضلاع جہاں ابھی جیلیں بنائی جا رہی ہیں اور جو نئے ضلع ہیں وہاں سے بھی شفٹ کر کے قیدیوں کو یہاں پر بھیجا گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ Feasibility ٹھیک بنی اور جب تمام اضلاع میں نئی جیلیں بن جائیں گی تو انشاء اللہ میرے خیال کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تعداد اور گنجائش برابر ہو جائے گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ ضمنی سوال جناب والا! میں محترمہ وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ صوبہ میں ایسےJudicial lock up کی تعداد کیا ہے جن کو سب جیل کا درجہ دیا جا چکا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! اس کے لئے تازہ سوال درکار ہو گا تاکہ انفارمیشن منگوائی جاسکے کہ کون سی Judicial lock up ہیں جن کو سب جیل کا درجہ دیا گیا۔ میرے خیال کے مطابق تو یہ 28 ہیں تمام سب جیل میں' سنٹرل جیل میں اور ڈسٹرکٹ جیلوں میں Judicial lock up ہیں' چونکہ اضلاع 29 ہیں ان میں 28 جیلیں ہیں کسی ضلع میں دو ہیں کسی میں ایک ہے۔ اور کئی اضلاع بغیر جیل کے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا تھا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ میں نے اپنے سوال کے جزو (س) میں ان سے یہ دریافت کیا تھا کہ جیلوں اور قیدیوں اور حوالاتیوں کی تعداد مقرر حد کے اندر رکھنے کے لئے حکومت کیا کیا اقدامات کر رہی ہے؟ جس کا جواب انہوں نے یہ

دیا کہ (س) " موجودہ جیلوں میں نئی تعمیر و توسیع کے ساتھ ساتھ نئے بنائے گئے اضلاع اور اسلام آباد میں نئی جیلوں کی تعمیر اور Judicial lock up کو سب جیلوں میں تبدیل کرنے کی سکیمیں زیر غور ہیں " اب میں نے ضمنی سوال یہ کیا ہے کہ اس صوبے میں ایسے Judicial lock up کی تعداد کیا ہے جن کو سب جیلوں کا درجہ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب اب آپ نے سوال سمجھ لیا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! میں نے یہی عرض کیا ہے کہ سب جیلیں ہیں' ڈسٹرکٹ جیلیں ہیں اور ان جیلوں میں ہی Judicial lock up ہوتے ہیں جوڈیشل حوالاتی جیلوں کے ہی ایک حصہ میں رکھے جاتے ہیں۔ قیدی علیحدہ ہوتے ہیں اور جوڈیشل حوالاتی علیحدہ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب صوبہ میں سب جیلوں کی تعداد پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات۔ میں نے پہلے بھی یہی کہا ہے۔ کہ ابھی تک کوئی Judicial lock up کو سب جیل نہیں بنایا گیا ہے۔ ابھی تک سروے ہو رہا ہے۔ یہاں لکھا ہے کہ بنائی جائیں گی۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال سردار دلدار احمد چیمہ۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

منجانب۔ سردار دلدار احمد چیمہ

سوال نمبر 2167

کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1986ء میں صوبہ بھر میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کی کتنی آسامیاں تھیں ان میں سے کتنی پر کی گئیں اور کتنی ابھی خالی پڑی ہیں۔ جو آسامیاں پر کی گئیں ان کی سفارش کن کن افراد نے کی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات۔ (ملک عبدالقیوم اعوان)

سال 1986ء میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کی کل پانچ آسامیاں تھیں۔ جن میں چار آسامیاں پر کر لی گئی ہیں۔ ایک آسامی ابھی خالی ہے۔ ان میں سے تین آسامیوں کی سفارش جناب رائے علی نواز وزیر استعمال اراضی پنجاب رائے احمد نواز ممبر قومی اسمبلی اور جناب

مختار احمد شاہ ممبر صوبائی اسمبلی نے کی تھی۔

منجانب۔ سردار دلدار احمد چیمہ

سوال نمبر 2168۔

کیا وزیر جیل خانہ جات پنجاب از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1986ء میں صوبہ بھر کی جیلوں میں کلرکوں اور خاکروبوں کی کل کتنی آسامیاں تھیں۔ ان میں سے کتنی آسامیاں پر کی گئی ہیں اور کتنی ابھی تک خالی پڑی ہیں۔

(ب) مذکورہ آسامیوں پر تعینات شدہ کتنے اہلکار میرٹ اور کتنے سفارش کی بنا پر بھرتی ہوئے۔

(ج) مذکورہ دونوں قسم کی آسامیوں کے لئے میرٹ کا کیا معیار رکھا گیا تھا۔

(د) جن اہلکاروں کو سفارش کی بنا پر بھرتی کیا گیا ان کے لئے کن افراد نے سفارش کی تھی۔

(ہ) کیا اسمبلی کے اراکین کی سفارش پر مذکورہ آسامیاں پر کرنے کے لئے کوٹہ کی سہولت رکھی گئی تھی اگر ایسا ہے تو کن کن ارکان اسمبلی کی سفارش پر دونوں قسم کی آسامیوں پر تقرریاں کی گئی تھیں۔ ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے اگر ایسا کوٹہ نہیں مقرر کیا تھا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات۔ (ملک عبدالقیوم اعوان)

(الف) سال 1986ء میں محکمہ جیل خانہ جات میں کلرکوں کی 24 اور خاکروبوں کی 69 آسامیاں تھیں جو تمام کی تمام پر کر لی گئیں ہیں۔

(ب) 69 خاکروبوں میں سے صرف تین امیدواروں کو وزیر جیل خانہ جات کے احکامات پر لاہور میں بھرتی کیا گیا بقیہ آسامیاں لاہور سے باہر تھیں اور یہ میرٹ پر قواعد و ضوابط کے مطابق مجاز افسران نے پر کی ہیں۔ کلرکوں کی آسامیاں وزیر اعلیٰ پنجاب و وزیر جیل خانہ جات کی ہدایت پر پر کی گئی ہیں۔

(ج) دونوں قسم کی آسامیوں کے امیدوار قواعد میں دیئے گئے معیار کے مطابق تھے۔

(د) چھ کلرکوں کی تقرری جناب وزیر اعلیٰ کے احکامات پر اور باقی تقرریاں وزیر جیل خانہ جات کے احکامات پر کی گئی ہیں۔ جن میں سے چار امیدواروں کی سفارش ممبران اسمبلی جناب پیر گل' چودہری لیاقت علی' خورشید بیگم اور چودہری عبدالغفور وزیر زراعت پنجاب نے کی تھی۔

(ھ) نہیں محکمہ کے قواعد کے مطابق ممبران اسمبلی کے لئے اس قسم کا کوٹہ نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر۔ آخری سوال نمبر 2293 میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کا ہے۔ چونکہ اس کا جواب لمبا ہے۔ یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا۔ کوئی ضمنی سوال ہو تو فرمائیں۔

مارشل لاء عدالتوں سے سزا یافتہ قیدیوں کو تہواروں پر سزا میں رعایت نہ دینے کی وجوہات

☆ 2293- میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت یوم آزادی' عیدالفطر' عید الضحیٰ و دیگر قومی تہواروں کے موقع پر قیدیوں کی سزا میں تخفیف کرتی رہتی ہے۔

(ب) موجودہ حکومت نے مارشل لاء کے خاتمہ کے بعد کون کون سے مواقع پر قیدیوں کی سزا میں کتنی کتنی تخفیف کا اعلان کیا ہے۔

(ج) صوبہ کی جیلوں میں ایسے قیدیوں کی تعداد کیا ہے جو اغوا۔ قتل۔ زنا۔ چوری۔ ڈکیتی۔ سمگلنگ۔ شراب۔ چرس۔ افیون اور ہیروئین جیسے غیر شرعی و غیر اسلامی افعال کے الزام ثابت ہو جانے پر عام عدالتوں سے سزا یاب ہوئے ہیں اور حکومت کی طرف سے سزا میں تخفیف کے اعلان سے مستفید ہوئے ہیں۔

(د) صوبہ کی جیلوں میں قید ایسے افراد جنہیں مارشل لاء کی عدالتوں سے سزائیں ہوئیں ان کی جیل وار تعداد۔ کوائف اور سزا کی مدت کیا ہے۔ نیز کیا موجودہ حکومت کی

طرف سے مختلف مواقع پر قیدیوں کی سزاؤں میں دی جانے والی رعایت یا تخفیف کے مطابق مارشل لاء کی عدالتوں سے سزا پانے والوں کی سزا نے قید میں بھی کمی کر دی جاتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک عبدالقیوم اعوان)

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت یوم آزادی، عیدالفطر، عیدالضحیٰ و دیگر قومی تہواروں کے موقع پر قیدیوں کی سزا میں تخفیف کرتی رہتی ہے۔

(ب) موجودہ حکومت نے مارشل لاء کے خاتمہ کے بعد مندرجہ ذیل موقعوں پر قیدیوں کی سزا میں نیچے درج شدہ تخفیف کا اعلان کیا۔

جشن جمہوریت۔

مورخہ یکم جنوری 1986ء کو مندرجہ ذیل زمروں میں آنے والے قیدیوں کے علاوہ تمام قیدیوں بشمول مارشل لاء کے تحت قیدیوں کو دو دو ماہ معافی دی گئی۔

مارشل لا ریگولیشن 4	مملکت کے خلاف مواد شائع کرنا
مارشل لا ریگولیشن 9	ڈیوٹی پر موجودہ فوجی یا سول افسر پر حملہ کرنا
مارشل لا ریگولیشن 13	حکومت یا مسلح افواج کے خلاف منافرت پھیلانا
مارشل لا ریگولیشن 16	فوجی افسر کو فرائض بجا لانے سے ورغلانا
دفعات 121 تا 140 ت پ	جاسوسی سمیت مملکت کے خلاف جرائم

یوم پاکستان 23 مارچ 1986ء

تخریبی و مملکت کے خلاف سرگرمیوں اور جاسوسی کے الزام میں سزا یافتہ قیدیوں کے علاوہ سول عدالتوں سے سزا شدہ قیدیوں کو کم از کم دو ماہ اور زیادہ سے زیادہ ایک سال معافی مارشل لاء کی عدالتوں سے سزا یافتہ قیدیوں کو دو ماہ معافی۔

عیدالفطر 9 جون 1986ء

فوجی عدالتوں سے سزا یافتہ قیدیوں کو ایک ماہ معافی۔ ماسوائے تخریبی اور مملکت

کے خلاف سرگرمیوں میں سزا یافتہ قیدیوں کے۔

یوم آزادی۔ عیدالضحیٰ 14 اگست 1986ء

مارشل لاء کے تحت سزا یافتہ اور دیگر تمام قیدیوں کو ایک ماہ معافی۔ ماسوائے ان کے جو تخریبی مملکت کے خلاف سرگرمیوں اور جاسوسی میں قید ہوئے۔
مندرجہ ذیل زمروں میں آنے والے قیدیوں کے علاوہ تمام قیدیوں کو حوالات کے عرصہ کے برابر معافی جو اپنی سزائیں بھگت رہے ہوں۔

1- جو 22 دسمبر 1979ء کے بعد قید ہوئے۔
2- جن کو عدالتوں سے حوالات کے عرصہ کا فائدہ نہیں ملا۔
3- جو مملکت کے خلاف سرگرمیوں اور جاسوسی میں قید نہ ہوئے ہوں۔
4- جن کو فوجی عدلاتوں یا کورٹ مارشل کے تحت سزا نہ ہوئی ہو۔

یوم پاکستان 23 مارچ 1987ء

فوجی عدالتوں سے سزا یافتہ قیدیوں کو ایک ماہ معافی ماسوائے ان کے جو تخریبی و مملکت کے خلاف سرگرمیوں اور جاسوسی میں قید ہوئے۔

عید الفطر 26 مئی 1987ء

مملکت کے خلاف سرگرمیوں اور جاسوسی کے الزام کے علاوہ سول عدالتوں سے 3 ماہ سے زائد سزا شدہ قیدیوں کو ایک ماہ معافی تخریبی و مملکت کے خلاف سرگرمیوں اور جاسوسی کے الزام کے علاوہ فوجی عدالتوں سے سزا یافتہ قیدیوں کو ایک ماہ معافی۔

عیدالضحیٰ 4 اگست 1987ء

فوجی عدالتوں سے سزا یافتہ قیدیوں کو ایک ماہ معافی ماسوائے ان کے جو تخریبی و مملکت کے خلاف سرگرمیوں میں قید ہوئے۔

یوم پاکستان 14 اگست 1987ء

تخریبی و مملکت کے خلاف سرگرمیوں اور جاسوسی کے الزام کے علاوہ سول عدالتوں سے سزا یافتہ قیدیوں کو ایک ماہ معافی۔

(ج) غیر شرعی و غیر اسلامی افعال کے الزام میں سزا یافتہ قیدیوں کی تعداد درج ذیل ہے جو تخفیف کے اعلان سے مستفید ہوئے ہیں۔

-1	اغوا	715
-2	زنا	1056
-3	قتل	3547
-4	چوری	7512
-5	ڈکیتی	580
-6	سمگلنگ	11
-7	شراب چرس افیون ہیروئین وغیرہ	15137
	میزان	28558

(د) صوبہ کی جیلوں میں مارشل لاء کی عدالتوں سے سزا ہونے والوں کی جیل وار تعداد' کوائف اور سزا کی مدت کا گوشوارہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ مارشل لاء عدالتوں سے سزا یافتہ قیدیوں کی سزا میں تخفیف کی تفصیل جزو (ب) کے جواب میں شامل ہے۔

☆☆☆☆ (گوشوارہ (الف آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جو جیل مینوئل ہے پنجاب جیل مینوئل اب لاگو ہے۔ operative ہے۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا! یہ جو رولز لاگو ہیں یہ پورے پاکستان میں رائج ہیں۔

جناب سپیکر۔ پنجاب جیل مینوئل کے متعلق وہ پوچھتے ہیں آیا وہ رائج ہے۔ آپ کا جواب یہ ہے کہ وہ رائج ہے۔ یہ 1969ء سے رائج ہے۔

بیگم شاہین منور احمد۔ میں نے پنجاب جیل مینوئل کے متعلق پوچھا ہے۔ پورے پاکستان کے بارے میں میں نے نہیں پوچھا ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ انہوں نے بعد کہہ دیا ہے کہ جیل مینوئل پنجاب میں Operative ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ کی پیش کردہ تحریک استحقاق پر جناب سپیکر کی رولنگ

Now, we take up Privilege Motions. I had kept pending my ecision on the privilege motion moved by Mr. Riaz Hashmat Janjua and now I announce my decision on that motion.

Mr. Riaz Hashmat Janjua, MPA, invoking the provisions of Article 171 of the Constitution, raised a Privilege Motion on 1-10-1987 to the effect that the Reports of the Auditor General of Pakistan for the years 1984-85, 1985-86 and 1986-87 had not been laid before the House. He stressed that by not placing the said Report before the House, breach of Privilege of the MPA and that of the House had taken place.

2. The Minister for Law & Parliamentary Affairs opposed the motion on the ground that the provisions of Article 171 were not attracted as no time limit had been specified in this Article. Therefore, there had been no violation of the Constitutional provisions. He further explained that the Report for the year 1984-85 had been laid before the House and assured that the Reports for

the years 1985-86 and 1986-87 would be laid before the House as soon as they were received from the Auditor General of Pakistan.

3. The Leader of the Opposition, while interpreting Article 171, expressed the view that although no time limit had been given, yet the intention under-lying the aforesaid Article was that in the absence of any specified period, the Reports shall be presented before the Assembly within a reasonable time, but neither the report for the year 1984-85 had been laid before the Assembly within a reasonable time nor those for the years 1985-86 and 1986-87. He supported the mover saying that as the Reports had not been presented within a reasonable time, there had been a breach of the privilege of the member as well as of the House.

4. Raja Khalique Ullah Khan, MPA, participating in the discussion, supported the Law Minister that the intention of the framers of the Constitution, was clear and no time limit had been fixed for the presentation of the said Reports to the House.

5. After giving careful consideration to the arguments advanced by both sides, I am of the view that there is no dispute about it that no time limit has been prescribed in Article 171 of the Constitution about the presentation of these Reports. Plain reading of Article 171 would reveal that the report relating to the accounts of a Province has to be submitted by the Auditor General to the Governor, who in turn has to lay it before the Provincial Assembly. Under Article 170 of the Constitution, the Auditor General has been ordained to maintain the accounts of the province in the manner to be prescribed by him, and he has to submit the said Report to the Governor under Article 171. It has not been established by the mover or any other Member that the delay in laying the Reports before the Assembly is attributable to the Governor.

6. During the course of the discussion, the Law Minister has enumerated the stages which have necessarily to be gone through before the Reports are ready for submission to the Governor. This might well have been the reason why the framers of the Constitution did not fix any time limit for the submission of the Reports. The delay, if any, may have taken place in the Office of the Auditor General for which the Government cannot be held answerable.

In my opinion, therefore, there has been no breach of privilege either of the House or of any member by not laying the said Reports before the House. I, therefore, withhold my consent and rule it out of order.

جناب سپیکر۔ ایک دوسری تحریک استحقاق بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی Pending ہے۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ پریس گیلری کے عہدیداران کا ایک وفد میرے چیمبرز میں میرے پاس آیا تھا۔ پریس گیلری کے حضرات میرے پاس تشریف لائے تھے اور انہوں نے اپنا Point of view بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں وہ چاہتے ہیں کہ وہ بیگم صاحبہ کو بھی اپنا Point of view پیش کریں۔ میرے خیال کے مطابق اس معزز ایوان کے مابین اور ہمارے پریس کے مابین کوئی غلط فہمی پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ میں محترمہ شاہین منور احمد صاحب سے بھی یہ کہوں گا اور پریس گیلری کے جو عہدیداران ہیں ان سے بھی کہوں گا کہ اگر وہ مناسب خیال کریں تو میرے چیمبرز میں Meet کریں اور یہ معاملہ میرے خیال میں Settle ہو جانا چاہئے۔ میرے خیال میں بیگم صاحبہ اس سے اتفاق فرمائیں گی۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں یہ کہنا چاہوں گی کہ Point of view کے متعلق میرا آپ سے تھوڑا سا Dispute ہو گا۔ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔ ہم آپ سے یہ توقع کرتے ہیں کہ آپ ہمارے Rights کی حفاظت کریں گے اور اس میں ہمیں Protection دیں گے۔ ہماری کس پریس یا اخبار سے کوئی زیادتی نہیں ہے یہ زیادتی صریحاً اس ایوان کے ساتھ کی گئی ہے اور پھر یہ ایک بہت بڑے اخبار نے کی ہے اگر ایک پریس رپورٹر ان کو غلط خبر دیتا ہے تو چھاپنے والے کو چاہئے کہ وہ دیکھے اس کی یہ ذمہ داری ہے۔

Under the Press and Publication Ordinance

جب ہمارے اخبار والے بار بار یہ کہتے ہیں کہ اس رول کو کالے قوانین کو ہٹائیں تو یہ کالے قوانین میں ایک اچھی بات ہے دنیا کے ہر ملک میں یہ ہے کوئی نہ کوئی Restriction ہے۔ کالے قوانین کے تو ہم بھی خلاف ہیں۔ لیکن یہ جو ایک بات ہے کہ آپ غلط رپورٹنگ کرتے ہیں؟ اس کے متعلق ان کا Point of view کیا ہے۔ یعنی اگر وہ اس بات کو Discuss کرنا چاہتے ہیں...

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا...

Mr. SPEAKER: Please don't interrupt.

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر وہ اس Sentence سے Discuss کرنا چاہتے ہیں Lack of Decorum پر ان کا Point of view ہے تو یہ کسی کا بھی Point of view نہیں ہے لیکن اگر معافی کے متعلق وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہم سننے کے لئے تیار ہیں...

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ یہ چیز Clear ہے اور اس میں کوئی Confusion نہیں ہے یہ Clear ہے اور اس بارے میں وہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں کوئی Point of view explain کرنے والی بات نہیں ہے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ معاملہ آپ کی منشاء کے مطابق طے ہو جائے گا۔

بیگم شاہین منور احمد۔ مہربانی۔ پھر آپ جیسے فرمائیں گے۔

جناب سپیکر۔ بہت بہت شکریہ۔

بیگم شاہین منور احمد۔ حالانکہ یہ Breach of Privilege تو ضرور بنتا ہے لیکن چونکہ آپ اس ایوان کے سپیکر ہیں۔

Only for that, otherwise rules don't permit this.

جناب سپیکر۔ شکریہ بیگم صاحبہ۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ایک تحریک استحقاق نمبر 19 میرے پاس موجود ہے اور اس قسم کی ایک تحریک استحقاق نمبر 8 پہلے نمٹائی جا چکی ہے وہ میاں اسحاق صاحب کی طرف سے اسی موضوع پر پیش کی گئی تھی...

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا ! اس سلسلے میں میں نے آپ سے یہ گذارش کرنی ہے کہ کل ایک بل پیش ہونا تھا جو پیش نہیں ہو سکا۔ اس لئے آج گذارش یہ ہے کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور ہم آج اس بل کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آج تحریک ہائے استحقاق اور تحریک ہائے التوائے کار کے لئے جو وقفہ ہے اس کو رہنے دیں اور کل ان کے لئے زیادہ وقت لے لیں۔ اس لئے میں آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ اس سلسلے میں رولز کو معطل کر کے ہمیں یہ بل پیش کرنے کی اجازت دیں۔ ہم کل تحریک ہائے استحقاق اور تحریک ہائے التوائے کار کے لئے زیادہ وقت دے دیں گے اور ان کو Accommodate کر لیں گے۔

جناب سپیکر۔ ایوان کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ تحریک ہائے استحقاق اور تحریک ہائے التوائے کار کو آج Take up نہ کیا جائے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا ! اجلاس ختم ہونے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا ہے اس طرح میری تحریک ہائے استحقاق اور تحریک ہائے التوائے کار وہ پیش نہیں ہو سکتیں میری تحریکیں نہایت اہم تحریکیں ہیں۔ ابھی اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بھی بحث ہونی ہے۔ اس لئے اگر آپ رولز معطل کریں گے تو میری تحریکیں ایوان میں پیش نہیں ہو سکیں گی۔ کیونکہ کل اس اجلاس کا آخری دن ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے تھے۔؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ جہاں تک تحریک ہائے استحقاق کا تعلق ہے اس کے لئے کوئی ٹائم مقرر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر۔ صحیح ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ یہ آپ تھوڑے عرصہ کے لئے بھی لے سکتے ہیں اس کو دوسرے دن بھی لے سکتے ہیں....

جناب سپیکر۔ جی ہاں اس سلسلے میں رولز معطل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ باقی رہ گئیں تحریک ہائے التوائے کار۔ اس کے لئے ایک وقت

مقرر ہوتا ہے اور طریقہ کار اس میں یہی ہے کہ اس میں آدھے گھنٹے کے لئے وقت مقرر ہے اور اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں گذارش کروں گا کہ تحریک ہائے استحقاق کے لئے تو آپ جیسے مناسب سمجھیں۔ تحریک التوائے کار اگر کوئی Take up ہو جاتی ہے تو پھر اس کے بعد پانچ منٹ میں بھی وہ وقفہ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا ایک اپنا طریقہ کار ہے۔ وہ اگر کل بھی take up ہو جائے گی۔ پھر آپ اسے دو گھنٹے نہیں دے سکتے اس لئے تحریک ہائے التوائے کار آپ آج لے لیں اور تحریک ہائے استحقاق کے متعلق آپ کی اپنی صوابدید ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب مولانا صاحب آپ کی تحریک استحقاق کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! کل اجلاس کا آخری دن ہے یا تو آپ مجھے اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ کل میری تحریک ہائے استحقاق کو فوقیت دی جائے گی اور وہ اس ایوان میں پیش ہوں گی۔

جناب سپیکر۔ یہ یقیناً پیش ہو گی کیونکہ آپ کی تحریک استحقاق کی باری ہے کیونکہ اس سے پہلے کوئی دوسری تحریک استحقاق نہیں ہے جسے Take up کیا جائے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل یہ یقیناً Take up ہو جائے گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! کل کوئی اور ضرورت درپیش آ جائے گی کل اجلاس کا آخری دن ہے وزیر اعلیٰ صاحب کا خطاب ہو گا اور دوسری ضروری باتیں ہوں گی۔

جناب سپیکر۔ آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ میری تحریک التوائے کار کو take up کر لیں تو میں نے عرض کر دیا ہے کہ کل take up کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اس میں ایک قانونی نکتہ حائل ہے۔۔۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! میری یہ گذارش ہے کہ آج کی میری تحریک استحقاق کل پیش ہو گی تو کل میری دوسری تحریک استحقاق بھی پیش ہو گی۔ میری تین تحاریک استحقاق ہیں۔ کیا آپ ان تینوں کی یقین دہانی کراتے ہیں کہ وہ کل تینوں پیش ہوں گی۔

جناب سپیکر۔ یہ تینوں تحاریک استحقاق پیش نہیں ہو سکیں گی۔ ایک دن میں ایک ہی

تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ اگر ایک دن میں ایک ہی آ سکتی ہے تو ایک آج لے لیں اور ایک کل لے لی جائے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔ میں ہاؤس کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے ایک تجویز پیش کی ہے جس کے بارے میں ہاؤس کی مرضی حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کی کیا رائے ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! کل کا میرا تو استحقاق ہے ہی۔ کیا آج کا استحقاق بھی مجھے کل دیا جائے گا یا نہیں یا کل آپ یہ کہیں گے کہ صرف ایک ہی تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے اور ایک ہی ہو گی۔

جناب سپیکر۔ قواعد کے مطابق ایک ممبر ایک دن میں ایک ہی تحریک استحقاق پیش کر سکتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ پھر تو ایک ہی تحریک استحقاق پیش ہو سکے گی۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں ایک ہی ہو سکے گی.... شاہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ویسے تو آپ جو بھی فیصلہ کریں ایوان فیصلہ کرے ہم اس کو صدق دل سے تسلیم کر لیں گے مگر میری استدعا یہ ہے کہ جیسے کہ آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ ایک دن میں ایک تحریک استحقاق ایک ممبر کی طرف سے پیش کی جا سکتی ہے۔ اب چونکہ یہ ہمارا استحقاق ہے کہ آج کے دن بھی ہم اپنی تحاریک استحقاق کو ایوان میں پیش کریں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم صرف آج کے دن ایک ایک تحریک استحقاق جو باری پر آ رہی ہیں ان کو پیش کر دیتے ہیں تاکہ کل کے لئے اس میں رولز حائل نہ ہوں۔ جیسے کہ وزیر قانون صاحب نے یہ تجویز دی ہے کہ کل کے لئے تحریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کا وقت بے شک بڑھا دیا جائے تو آپ اپنے خصوصی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ایک ایک تحریک استحقاق کو پیش کر لینے دیں۔ اس پہ مختصر بیان یا جواب کل آ سکتا ہے۔ اس طرح کل دوسری تحاریک التوائے کار بھی آ سکیں گی۔ ہماری اطلاع کے مطابق کل رواں اجلاس کا آخری دن ہو گا اور پھر اسمبلی کا موجودہ سیشن

Adjorn کر دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! مسئلہ استحقاق خواہ کسی رکن کا ہو یا ایوان کا ہو اس کو باقی تمام دیگر امور پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ میری آپ سے ایوان کے وقار کے نام پر درخواست ہے کہ تحاریک استحقاق کو پیش کر دیا جائے اور اس پہ باقی کام کل کر لیا جائے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون اس تجویز کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر صرف پیش ہی کرنی ہیں تو کل بھی کی جا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں اس میں فرق ہے۔ ایک دن میں صرف ایک تحریک استحقاق آ سکتی ہے۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ ان کو ایک ایک تحاریک استحقاق آج پیش کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ ان پر بحث کل ہو جائے گی۔

وزیر قانون۔ کل بھی دونوں پیش ہو سکتی ہیں۔ اگر کل ایک ایک پیش کرنی ہیں تو دو دو پیش کر دیں۔ ہمارا کچھ وقت بچ جائے گا۔

جناب سپیکر۔ ہم کوشش یہ کریں کہ رولز کو کم از کم relax کریں۔

وزیر قانون۔ بالکل صحیح بات ہے۔

جناب سپیکر۔ آج ان کو پیش کر لیں کل ان پر بحث ہو جائے گی۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب آپ کی تحریک استحقاق نمبر 19 پینڈنگ ہے نمبر 8 ہے اس کو ہم dispose of تصور کریں گے۔ آپ تحریک استحقاق نمبر 20 پیش کیجئے۔

چودہری محمد رفیق۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر! جناب وزیر قانون صاحب یہ فرما رہے تھے کہ آج کی کارروائی کل پر چھوڑ دی جائے۔ کل زیادہ وقت دے دیا جائے گا۔ میری عرض یہ ہے کہ کل غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن قربان نہیں کیا جا سکتا۔ جناب وزیر قانون جو اپنا بل پیش کرنے پر مصر ہیں وہ اسے پرسوں بھی پیش کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وقت تو ان کے ہاتھ میں ہے اور پروگرام ان کے ہاتھ میں ہے۔ ایک دن کے لئے وقت بھی بڑھایا جا سکتا ہے۔ اتنی بھی کیا جلدی کہ وہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن کو قربان کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ چودہری صاحب اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ چنیوٹی صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میری تحریک استحقاق نمبر21 نہایت اہم ہے۔ اگر اس کا کل وقت ہو تو پھر میں آج تحریک استحقاق نمبر20 پیش کروں۔

جناب سپیکر۔ آپ تحریک استحقاق نمبر20 پیش کیجئے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی جانب سے مولانا منظور احمد چنیوٹی کے خیرپور' رحیم یار خان' خانیوال اور وہاڑی میں داخلہ پر پابندی

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں وفاقی وزارت عدل و انصاف کی جانب سے کیپ ٹاؤن' جنوبی افریقہ کی عدالت میں مسلمانان افریقہ کی اور وہاں کے مرزائیوں کے مابین زیر سماعت ایک مقدمہ میں مسلمانوں کے وکیل کی اعانت کے لئے وفد کے ساتھ وہاں بھیجا گیا۔ وفد کی روانگی 16 جولائی 1987ء کو ہوئی جس کی خبر باقاعدہ اخبارات میں شائع ہوئی۔ لیکن میرے ملک سے باہر ہونے کے باوجود ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ خیرپور' رحیم یار خاں' خانیوال اور وہاڑی نے اپنے اپنے اضلاع میں میرے داخلہ پر پابندی کے احکامات جاری کئے۔ جن کی تعمیل میرے قائم مقام سے کرائی گئی۔ یہ پابندی بالکل بلاجواز ہے اور میرے ان بنیادی حقوق کے منافی ہے جو دستور پاکستان کی رو سے مجھے حاصل ہیں۔ مذکورہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کے اس اقدام سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو شرف پذیرائی بخشا جائے اور بحث کے لئے ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر۔ آپ کی تحریک استحقاق پیش ہو گئی ہے۔ اب آپ اس پہ کل بات کر سکتے ہیں۔... شاہ صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

سوال نمبر2836 کے غلط جواب کی فراہمی

سید طاہر احمد شاہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج مورخہ 21 اکتوبر 1987ء کو وقفہ سوالات ختم ہوتے ہی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے تھے۔ جس میں جناب میاں محمود احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کے نشان زدہ سوال نمبر2836 کا بھی جواب دیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا سوال کا جواب دیتے وقت وزیر متعلقہ نے اصل حقائق سے دانستہ طور پر پہلو تہی کرتے ہوئے حقائق کے برعکس مطلوبہ معلومات فراہم نہیں کی ہیں اور اصل صورت حال کو دانستہ طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ فاضل رکن سوال کنندہ نے تمام تر سوالات اسسٹنٹ چیف کے بارے میں کئے تھے جن کے جواب میں وزیر موصوف نے ان سہولتوں کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق یا تو صرف چیف آف سیکشن سے ہے یا پھر تمام سرکاری ملازمین سے ہے۔ مثلاً موو اوور یا گریڈ بیس کی آسامیوں کا اجراء وغیرہ کہ اسسٹنٹ چیف کے لئے کسی قسم کے خصوصی ترقی کے کوٹہ یا سیکریٹریٹ کی سیٹوں کا ذکر تک نہیں ہے۔ تبادلہ سے لئے گئے افسران کو وقتاً فوقتاً انتظامی ضرورت کے لبادہ میں ڈھانپ دیا گیا ہے۔ جب کہ تبادلہ کے چیف آف سیکشن کی تقرری کا عمل مسلسل جاری ہے اور پچھلے آٹھ سال میں کسی بھی اسسٹنٹ چیف کی ترقی نہ ہو سکی۔ لہٰذا ان کی حق تلفی کا عمل بھی جاری ہے۔ اس جواب میں اعداد و شمار کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اسسٹنٹ چیف سے ترقی پانے والے چیفوں کا موازنہ نہ صرف ان آسامیوں سے کیا گیا ہے جو ترقی پانے والے اور کمشن سے آنے والوں سے پر کی گئی ہیں۔ جس سے ترقی کی شرح کو 71 فیصد ظاہر کیا گیا ہے جبکہ حقیقتاً محکمہ کی چودہ آسامیوں چیف کے خلاف ترقی کی شرح صرف 35 فیصد ہے۔ اس طرح 20 سال سے زائد کے تجربہ کے حامل اسسٹنٹ چیف کی تعداد دس بیان کی گئی ہے جبکہ ان کی تعداد چودہ ہے۔ اور فہرست میرے پاس موجود ہے۔ لہٰذا متذکرہ بالا جو مختصر حقائق بیان کئے گئے ہیں اور غلط بیانی کر کے اصل حقائق سے دانستہ طور پر نہ صرف میرا بلکہ اس معزز

ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے اس لئے میری اس تحریک پر یا تو اس ایوان میں بحث کی جائے یا پھر بصورت دیگر اسے باضابطہ قرار دے کر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے اور اسے ہدایت کی جائے کہ وہ معاملہ کی چھان بین کر کے اپنی رپورٹ چار ماہ کے اندر ایوان میں پیش کرے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

وزیر صنعت۔ (جناب غلام حیدر وائیں) جناب والا! میری گذارش ہے کہ اس تحریک کو کل پر ملتوی کر دیا جائے کل میں ہوں گا نہیں اس کا جواب کل ویسے آپ کو مل جائے گا کل کے لئے میں نے Assurance دی تھی لیکن میں کل حاضر نہ ہو سکوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! پہلے یہ طے ہو چکا ہے اس لئے اس کا جواب کل ہی دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ جناب لاء منسٹر صاحب اس تحریک التوائے کار کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ کل تحریک التوائے کار تو لی جا سکتی ہے اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے کل Take up کر لیا جائے آج بل کو Move کر دیا جائے کیونکہ اس میں کچھ ٹائم لگے گا کیونکہ کل پرائیویٹ ممبرڈے ہے کل یہ جتنا بھی ٹائم اس پر دے سکتے ہیں دے دیں گے۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس کو بھی یہ پڑھ دیں اور پھر کل پر اسے رکھ دیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں اس میں کوئی ایسا پڑھنے والا مسئلہ نہیں ہے اس میں تو کوئی یہ Conditions نہیں ہے ایک فرد کی طرف سے جتنی بھی تحریک التوائے کار آئیں آ سکتی ہیں۔ اس میں کوئی ایسی پابندی نہیں ہے۔

وزیر قانون۔ ٹھیک ہے جناب والا! پھر اسے کل پر رکھیں لیں۔

جناب سپیکر۔ جی میاں صاحب کیا خیال ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ اس کے لئے آدھا گھنٹہ فکس ٹائم ہے۔ یہ جتنی بھی تحاریک التوائے کار ہیں آجائیں۔ اور اس کے لئے اجلاس کا جتنا چاہیں ٹائم بڑھا لیں آپ ہاؤس کو extend کر سکتے ہیں اس میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ چودہری صاحب کیا خیال ہے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! کیا فرماتے ہیں؟

جناب سپیکر۔ قائد حزب اختلاف فرماتے ہیں کہ تحاریک التوائے کار کا جو نصف گھنٹہ ہے یہ تحاریک التوائے کار پر لگا لیا جائے اور بل کے لئے یا کوئی اور سرکاری کارروائی اگر ہے تو اس کے لئے اگر آپ ٹائم بڑھانا چاہیں تو بے شک بڑھا لیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! پہلے بل کو take up کر لیں۔ اگر یہ چاہتے ہیں ہر صورت میں تحاریک التوائے کار ہی لینی ہیں تو پھر ان کے لئے کوئی ٹائم بعد میں مقرر کر دیں گے۔

جناب سپیکر۔ اس پر کیا آج بعد میں ٹائم مقرر کر دیں گے؟

وزیر قانون۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ آج کیسے ہو سکتا ہے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! اگر اتنی کوئی Urgency ہے کہ اسے کل take up نہیں کیا جا سکتا تو پھر اس کو آج ہی لے سکتے ہیں ورنہ اسے کل پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر۔ جی رانا پھول محمد خاں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس کے لئے آپ بعد میں بھی ٹائم مقرر کر سکتے ہیں کہ ہم ان کو اتنے بجے زیر بحث لائیں گے اور اس کا اختیار جناب کو بھی ہے اور ہاؤس کو بھی ہے۔

جناب سپیکر۔ ہاؤس کا کیا خیال ہے تحاریک التوائے کار کے بارے میں جناب لاء منسٹر صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ رولز کو معطل کرتے ہوئے تحاریک التوائے کار کو آج take up نہ کیا جائے۔ تو آپ کی کیا رائے ہے؟

(مختلف آوازیں)

جناب سپیکر۔ تو ہاؤس کا یہ خیال ہے کہ تحاریک التوائے کار کو take up نہ کیا جائے۔ تو پھر آج تحاریک التوائے کار کو take up نہیں کرتے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! آپ نے ہاؤس کی رائے تو لی نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! آپ نے ہاؤس کی رائے نہیں لی جناب والا!

آپ کو پتہ ہے ہم کھڑے ہیں جناب والا ! اب آپ اجازت لے رہے ہیں اور ہم اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں اور اب آپ invite کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میں debate invite نہیں کر رہا ہوں۔ میں رائے invite کر رہا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ Attention invite کر رہے ہیں ہم بھی اس ہاؤس کا ایک حصہ ہیں ہم بھی رائے دینا چاہتے ہیں لیکن آپ نے رولنگ ہی دے دی ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کھڑے ہیں اور کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میں سن چکا ہوں اور آپ نہیں چاہتے کہ تحاریک التوائے کار کو مؤخر کیا جائے باقی ہاؤس چاہتا ہے کہ تحاریک التوائے کار کو take up نہ کیا جائے میں نے کوشش کی ہے کہ وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف کی بات کروا کے اس پر کوئی concensus ہو جائے اور اس ایک معاملے پر اتفاق رائے ہو جائے تو یہ اتفاق رائے نہیں ہو سکا اب میرے پاس اس کے بغیر کوئی alternative نہیں ہے کہ میں اس معاملے کو ہاؤس کے سامنے put کروں کہ یہ ایک تحریک ہے اور اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟ ہاؤس کے سامنے میں نے یہ put کی اور ہاؤس کی واضح اکثریت نے اس کے حق میں فیصلہ دیا کہ تحاریک التوائے کار کو مؤخر کیا جائے اور میں نے اس کو مؤخر کر دیا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! میں اس sense کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں جو کہ یہاں پر استعمال کی جا رہی ہے۔

چودہری گل نواز خاں وڑائچ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب فیصلہ ہو چکا ہے اور فیصلہ ہاؤس کی مرضی سے ہوا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جی ہاں جناب والا ! مجھے پتہ ہے اس کا آپ پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ چودہری گل نواز خاں وڑائچ پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

چودہری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا ! ہاؤس کی sense اور اس کی ووٹنگ لی گئی ہے

اور اب آپ فیصلہ دے چکے ہیں اور اب تو یہ repeat نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر۔ یہ بات درست ہے۔ جناب شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں صرف یہ جاننا چاہوں گا کہ آج تحریک التوائے کار کے وقت کو معطل کیا گیا ہے یہ آدھے گھنٹے کا وقت کل ایک گھنٹے تک ہو گا۔ کیونکہ آپ نے پہلے یہی پوچھا تھا۔ کیا کل آدھے گھنٹے کی بجائے ایک گھنٹہ ہو گا اور کل جناب والا! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ قائد ایوان یہاں پر موجود ہیں کہ کالا باغ ڈیم کے متعلق ہماری تحاریک التوائے کار ہیں وہ ہماری صوبائی معیشت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ملکی معیشت کا دار و مدار ان پر ہے ہم تمام تحاریک التوائے کار کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں کل آدھے گھنٹے کی بجائے ایک گھنٹہ کالا باغ ڈیم پر جو ہماری تحریک التوائے کار ہے آپ اس کے لئے ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اسے کل پیش کریں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے جی۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! میں عرض کروں کہ اسے ایسے تصور کیا جائے کہ جیسے ایک وقت نہیں بلکہ دو وقت ہیں یعنی آدھا آدھا گھنٹہ۔ آج کا آدھا گھنٹہ الگ ہو گا۔ ہو سکتا ہے اور یہ فنی بات ہے پھر اس کا موقع نہ ملے اگر پہلے آدھے گھنٹے میں ایک تحریک التوائے کار made ہو جاتی ہے تو وہ گھنٹہ ختم نہیں ہو گا بلکہ وہ آدھا گھنٹہ ختم ہو گا۔

وزیر قانون۔ آپ سے مکمل اتفاق ہے میں اس ہاؤس کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم پر جو تحاریک التوائے کار آئی ہیں ہم کل ان کو take up کریں گے ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہو گا کل پہلے ان کو take up کر لیا جائے گا۔ اور ان پر آپ جتنا وقت دینا چاہیں گے دے لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

Mr. SPEAKER: Now, we take up Government business.

کمرشل اکاؤنٹس بابت سال 84-1983ء و 85-1984ء اور ان کے بارے میں آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Commercial Accounts

and the reports of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1983 84 and 1984 85.

Mr. SPEAKER: The Commercial Accounts and the report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1983-84 and 1984-85 have been laid.

These are referred to the Public Accounts Committee No II for report within a period of one year.

مسودات قانون

MINISTER FOR LAW: Sir, I don't want to introduce the Bill regarding the Punjab Urban Rent Restriction (Amendment) Bill, 1987. That may be treated as withdrawn. We will decide later on and will present it before the Assembly when deemed necessary.

Mr. SPEAKER: You don't want to move it today.

MINSTER FOR LAW: I don't want to move it.

Mr. SPEAKER: It will be taken as withdrawn.

مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1987ء

MINISTER FOR LAW: Thank you Sir, I introduce:-

"The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 1987."

Mr. SPEAKER: The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 1987 has been introduced.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

"That the requirement of Rule 77 and Rule 78 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab be dispensed with in so far as the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 1987 is concerned.

Mr. SPEAKER: The motion moved and the question is:-

"That the requirement of Rule 77 and 78 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab be dispensed with in so far as the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 1987 is concerned."

(The motion was carried)

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ فیصلہ "نہ" والوں کے حق میں ہے۔

MINSTER FOR LAW: Sir, the decision has been announced and the objection was taken later on.

Sir, I move:-

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 1987 be taken into consideration at once"

Mr. SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill ,1987 be taken into consideration at once."

MIAN MUHAMMAD AFZAL HAYAT:

MIAN RIAZ HASHMAT JANJUA:

SYED TAHIR AHMAD SHAH: Opposed.

MIAN MUHAMMAD ISHAQUE:

Mr. MUHAMMAD RAFIQUE:

جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب اس پر آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے جب عنان حکومت سنبھالی اور جناب وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت حکومت نے یہ تہیہ کیا اور اس کی Commitment اپنی عوام سے کی کہ کوشش کی جائے گی کہ کرپشن کو سروسز

سے نکال دیا جائے اور اس کو جس حد تک ممکن ہو سکتا ہے Minimize کیا جائے۔ اس بارے میں وقتاً فوقتاً کئی ایک Steps لئے جاتے رہے...

میاں محمد افضل حیات۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ اس سے پہلے کہ جناب وزیر قانون اس کے متعلق بات کریں کیونکہ آپ نے اس کے متعلق قواعد کو معطل کیا ہے تو میری یہ درخواست ہے کہ ترمیم کے لئے ہمیں ایسا وقت نہیں ملا جو کہ Properly ملنا چاہئے ہم نے ترامیم داخل کر دی ہیں انہیں proper تصور کر کے Admit کیا جائے۔ اور قواعد کو معطل کیا جائے۔

MINISTER FOR LAW: I oppose.

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ نے یہ تحریک لکھ کر مجھے دی ہے۔ موشن آپ نے مجھے لکھ کر نہیں دی۔

میاں محمد افضل حیات۔ چونکہ یہ ہاؤس میں آکر بات شروع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر۔ ترمیم تو مجھے ملی ہیں لیکن اس تحریک کے لئے۔

The requirement of rule be dispensed with.

یہ مجھے نہیں ملی۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! یہ ابھی Move ہوئی ہے۔ ابھی اس کا فیصلہ ہونا تھا۔

جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں آپس میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ لاء منسٹر صاحب کی اور آپ کی اس سلسلے میں کوئی بات ہوئی ہے؟

میاں محمد افضل حیات۔ نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر۔ آپ کی ترامیم کے بارے میں اور اس بل کے بارے میں کوئی بات ہوئی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! نہیں ہوئی۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! ہماری میٹنگ ہوئی کل بھی ہوئی اور اس سے پہلے بھی میں نے میاں محمد افضل حیات صاحب سے بات کی کہ اس میں ایک ترمیم ہے اس کو ہم بیٹھ کر

discuss کر سکتے ہیں لیکن اس بات پر اتفاق رائے نہ ہو سکا کہ ان کی ترمیم کے لئے کوئی وقت دیا جائے اور اس کے ساتھ بل کی کاپی لگائی اور میرے فاضل دوست نے اس کے سطابق قانون کا مطالعہ بھی کیا۔ اس کے object کیا ہیں اس کا منشا کیا ہے یہ اس میں وضاحت ہے۔ اس بارے میں ان سے ساری باتیں بھی ہو چکی ہیں لیکن اس بارے میں چونکہ question یہ ہے کہ جو Official day ہے آج کے لئے یہ مقرر ہے کل غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے اس لئے اس کو آج Take up کیا جانا ضروری ہے۔ کل circulate ہونے کے بعد ان کے نوٹس میں تھا اگر یہ اس بل کے لئے ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں تو تحریک ان کو آپ کے پاس فائل کرنی چاہئے تھی کہ اس قاعدے کو معطل کر کے ترمیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے لیکن وہ کوئی ایسی تحریک آپ کے پاس نہیں آئی۔ اس لئے میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو زبانی تحریک پیش کی گئی ہے یہ قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اس لئے مجھے بل کے جو اغراض و مقاصد ہیں اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ ہاؤس کو بتایا جائے کہ یہ بل اس وقت پاس ہونا کیوں ضروری ہے اور حکومت کی اس میں کیا نیک نیتی ہے کہ اپنی عوام کو کس طرح ایک صاف معاشرہ مہیا کرے اور اس ملک سے اس صوبہ سے corruption کو ختم کیا جائے۔ اس طرف یہ بہت ہی اہم قدم ہے اس میں جو زبانی موشن پیش کی گئی ہے کہ رول کو معطل کر کے ان کو امنڈمنٹ پیش کرنے کی اجازت دی جائے اس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ کوئی تحریری طور پر تحریک آپ کے پاس موجود نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جب ایک مسودہ قانون کو ایک مخصوص تحریک کے ذریعہ قواعد و ضوابط معمول کے مطابق معطل کرا کے ایوان میں بل پیش کر دیا گیا اور اس کو فی الفور زیر غور لانے کے لئے تمام قواعد و ضوابط کو معطل کر دیا گیا تو جناب سپیکر! خود بخود اس کے تمام مراحل جو اس پر امنڈمنٹ پیش کی جاتی ہیں اس کے متعلق بھی قواعد و ضوابط معطل کر کے وہ بھی اس زمرے میں آتے ہیں۔ میں جناب سپیکر! اس ضمن میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ چونکہ بل کو پیش کرنے اور بل کو فی الفور زیر غور لانے کے لئے قواعد و ضوابط معطل کر دیئے گئے ہیں تو بل کے پاس کرنے کے جو باقی

مراحل ہیں جو stages ہیں جو تقاضے ہیں ان کے متعلق بھی خود بخود تمام قواعد معطل تصور ہوں گے۔

جناب سپیکر۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ درست بات ہے۔ اس میں بل پیش کرنے کے لئے Dispense with کو Requirement of rules کرنے کے لئے تحریک move کی گئی ہے جو ضابطے کے مطابق ایوان میں پیش کر دی گئی ہے جس کی ایوان نے منظوری دی ہے۔ اب اس کے مطابق میں نے رولز کو معطل کرتے ہوئے وزیر قانون کو اس کے پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ اسی طریقے سے امنڈمنٹ پیش کرنے کے لئے بھی اس کا وہی طریقہ کار ہے جو بل پیش کرنے کا طریقہ کار ہے کہ Dispense with کو Requirement of rules. کیا جائے اور امنڈمنٹ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ بھی ایک تحریک کی شکل میں سپیکر کے سامنے آئے گا۔ اور اس کو ہاؤس کے سامنے Put کیا جائے گا۔ اگر ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے کہ اس ضمن میں بھی رولز کو معطل کرتے ہوئے امنڈمنٹ پیش کرنے کی اجازت دی جائے تو امنڈمنٹ پیش کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے اگر ہاؤس اس کی اجازت نہیں دیتا تو پھر اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جیسے بل کے پیش کرنے کی اجازت دی۔ ہاؤس اگر اجازت دیتا ہے تو بل پیش ہو سکتا ہے اگر ہاؤس اس کی اجازت نہیں دیتا تو بل پیش نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون۔ جناب کی اجازت سے میں اس کی وضاحت کر دوں کہ کل اسی بارے میں میں نے اپنے فاضل مکرم دوستوں سے عرض کی تھی کہ اگر آج آپ ضد نہ کریں اور کل اگر ہمارا بل پیش ہونے دیتے اور یہ ٹیکنیکل اعتراض نہ کرتے تو کل ہم اس کو پیش کر کے آج پھر اس میں ایک دن یہ طے کر کے امنڈمنٹ دے دیتے۔ لیکن کل انہوں نے اس بات پر اصرار کیا اس وجہ سے ہاؤس بعد میں convene نہ ہو سکا۔ جناب نے درست فرمایا کہ جب بل کی موشن in order آئی تھی اور ہاؤس اس کو Approve کرے گا۔

To be taken in to consideration at once.

تو(2) 85 کے تحت یہ Requirement ہے

85 (2) "If notice of a proposed amendment has not been

given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and thereupon such objection shall prevail unless the Speaker suspends this sub-rule and allows the amendment to be moved.

اس میں بھی ہاؤس کی اجازت لینے کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس بارے میں میں نے آپ سے عرض کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب میں دے چکا ہوں۔ میاں صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! 78 اور 79 کو معطل کیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد جب یہ معطل ہو جائیں یا ان کے متعلق کوئی کارروائی ہو جائے جو بھی ہے جیسے قاعدہ 80 میں یہ لکھا ہوا ہے۔

Rule 80 (1) When a motion under rule 79 is made and before the discussion of principles of a Bill starts, a member may move that the Bill be referred to the Council of Islamic Ideology for advice whether the Bill or any part thereof is or is not repugnant to the injunctions of Islam and if two-fifths of the total members of the Assembly support and vote for the motion, the question shall be referred to the Council of Islamic Ideology for such advice.

اس وقت قاعدہ 80 کے تحت تحریک Move ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے امنڈمنٹ کے متعلق آپ کو لکھ کر نہیں دے سکتے تھے۔ تیار ہم کر سکتے تھے۔ لکھ کر ہم اس وقت دے سکتے ہیں جب یہ بل Under consideration ہو یا ہاؤس میں Introduce ہو جائے۔ چونکہ اتنا وقفہ نہیں ہے کہ ہم اس کے متعلق آپ کو تحریک لکھ کر دیں اس لئے میں عرض

کر رہا ہوں کہ جو زبانی تحریک پیش کی ہے

That should be considered enough.

وزیر قانون۔ جناب والا! اس میں تھوڑی سی وضاحت کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ ہم نے 77 اور 78(2) کو معطل کروانے کے لئے Application دی ہے 79 کے لئے نہیں۔

جناب سپیکر۔ اور امنڈمنٹ Move کرنے کے لئے 85 (2) ہے۔ تو امنڈمنٹ Move کرنے کے لئے اس کو Dispense with کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ میں نے Move کی ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ نے Move کی ہے تو میرے پاس اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ میں اس کو ایوان کے سامنے پیش کروں۔ تو میاں محمد افضل حیات صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس بل پر انھیں ترامیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اور ترامیم پیش کرنے کے متعلق ضابطہ 85 کو معطل کیا جائے۔ تو میں یہ ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اس قاعدے کو معطل کیا جائے اور انھیں ترامیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک نامنظور کی گئی)

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کیونکہ آج سارے کام کچھ غیر فطری سے ہو رہے ہیں تو جب بل پیش کیا جاتا ہے تو اس کو oppose کیا جاتا ہے۔ جو مخالفت کرتا ہے چاہے اس نے کچھ نہ لکھ کر دیا ہو اسے بھی اس بل پر بولنے اور بحث کرنے کا حق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر۔ صحیح ہے۔ بالکل حق ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ تو آپ نے ابھی بل Move کیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر۔ بل Move کیا ہے اس پر لاء منسٹر کو بولنے کی اجازت دی ہے۔ آپ نے مخالفت کی ہے۔ آپ کو مخالفت کرنے اور بات کرنے کی اجازت دوں گا۔ آپ نے جو تحریک پیش کی ہے میں تو اس پر اپنا فیصلہ دے رہا ہوں کہ میرے خیال میں اس تحریک پر فیصلہ نہ والوں کے حق میں ہے فیصلہ نہ والوں کے حق میں ہے اور اس تحریک کے مطابق ترامیم پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا۔

And I will submit briefly. The objects and reasons to introduce this Bill are that in order to eliminate and minimise the corruption in the Civil Servants and to increase their efficiency they may be given an incentive. The question is very clear that in order to purge the Civil Servants and in order to ensure that the Civil Servants.....

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے استدعا کروں گا کہ وہ براہ کرم اردو میں بات کریں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا جیسا کہ آپ کے علم میں ہے بل پیش کرنے کا منشاء یہ ہے کہ بہت عرصے سے آج تک جتنی حکومتیں آتی رہیں اور جاتی رہیں یہ بات سب کے ذہن میں موجود رہی اور سب اس بارے میں کوشش کرتے رہے کہ اپنے معاشرے سے عام طور پر اور اپنی سول ملازمتوں میں سے خاص طور پر In particular بدعنوانی کو دور کیا جائے تاکہ نہ صرف لوگوں کے مسائل وقت پر اور صحیح حل ہو سکیں بلکہ یہ بھی ضروری سمجھا گیا کہ سول ملازمتوں میں جو اعلیٰ دماغ رکھنے والے اچھے نیک نیت Efficient اور دیانت دار اہلکار موجود ہیں انھیں اس کا ایوارڈ اور ریوارڈ بھی دیا جائے۔ جناب والا! اس بارے میں اس سے پہلے زبانی وعدے تو بہت ہوتے رہے لیکن کوئی ٹھوس اقدامات نہ اٹھائے گئے۔ اب جناب وزیراعظم کے پانچ نکات کے تحت اور جناب چیف منسٹر اس بارے میں وقتاً فوقتاً جو کوششیں کرتے رہے ہیں وہ اس بل کی شکل میں ہم دو تین چیزیں ایوان کے سامنے لا رہے ہیں۔ منشاء یہ ہے کہ سول سروسز میں جن لوگوں کا کردار شک و شبے سے بالاتر ہو وہ اپنی پوری سروسز میں جانے پہچانے ہوں جو Efficient بھی ہیں اور دیانت دار بھی اور وہ قوم کی خدمت ایک جذبے سے کر رہے ہیں تو ضروری ہو گیا کہ ان کو Appreciate کیا جائے اور انھیں ایک ایسا Incentive دیا جائے کہ انھیں نہ صرف Out of turn promotion دی جا سکے بلکہ انھیں کوئی اور بھی ایوارڈ یا ریوارڈ جس کے

لئے حکومت مستحق سمجھے وہ اس کو دے۔ تو اس بل کی ایک شق تو ہم یہ لا رہے ہیں کہ ایسے تمام افسران کو ان کے جائز حقوق دینے کے لئے ان کو Appreciate کرنے کے لئے انھیں Incentive دینے کے لئے ہم اس میں ایک شق کا اضافہ کریں اور اس بل کی کلاز 18 جو ہے۔

That is very much self explanatory.

میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس پر مزید کوئی بات کی جائے۔ ان خدشات کا اظہار ہو سکتا ہے کہ اس کو Misuse کیا جائے گا۔ اور اس کو ایسے لوگوں کے حق میں استعمال کیا جائے گا جو کہ اس کے مستحق نہ ہوں۔ میں صرف آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کے ذہن میں یہ بات موجود ہے۔ کابینہ نے بھی اس پر بالتفصیل بحث کی۔ انشاء اللہ حتی الوسیع یہ کوشش کی جائے گی کہ اس سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائے بلکہ جو صحیح مستحق لوگ ہیں اس سے انھیں فائدہ پہنچے۔

دوسری بات اس بل میں کلاز 12 کی شکل میں Introduce کی جا رہی ہے۔ اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ اب تک ہوتا یہ رہا ہے کہ جب سروس کے پچیس سال گزر جاتے تھے تو اس وقت حکومت کو ایک اختیار دیا گیا تھا کہ اس کا ریکارڈ اور اس کی کارکردگی دیکھ کر وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ آیا اس کو سروس میں Further retain کیا جانا ضروری ہے یا نہیں۔ تو پچیس سال کے بعد اگر یہ سمجھا جائے کہ سروس میں اس کی مزید ضرورت نہیں ہے اور نہ وہ اس قابل ہے نہ اس کی کارکردگی اس قابل ہے نہ ان کی شہرت اس قابل ہے کہ اس کو سروس میں رکھا جائے تو حکومت کے لئے یہ صوابدید موجود تھی کہ اس کی Further services کو Dispense with کر کے اس کو سروس سے فارغ کیا جائے۔ لیکن اس بارے میں مختلف آراء موجود تھیں۔ اس بارے میں کچھ لوگوں کا خیال یہ تھا۔ Genuinely کچھ Intelligent لوگ جنھوں نے بہت محنت کی ہے یہ سوچتے تھے کہ پچیس سال کی عمر ایک ایسی عمر ہے کہ جب اگر کسی سروس سے کسی آدمی کو نکالا جائے تو وہ کوئی نیا carear اختیار نہیں کر سکتا۔ اس کے بچے تعلیم کے اس مرحلہ میں ہوتے ہیں۔ اس کے بچوں کی شادیاں ہونے والے ہوتیں ہیں اس وقت اگر حکومت یہ سمجھے کہ اس کی

سروسز کو Dispense with کیا جائے اس کے لئے بظاہر بہت بڑی مشکل ہو گی اور وہ نیا career شروع نہیں کر سکے گا۔ اس لئے یہ سمجھا گیا کہ کسی ملازم کے متعلق یہ جاننے کے لئے کہ وہ ایماندار ہے قابل ہے۔ اور اپنے محکمہ پر اس کا کتنا کنٹرول ہے۔ اور اس کی شہرت کیسی ہے۔ اس کے لئے دس سال کا عرصہ کافی ہے۔ اور دس سال سروس کے بعد اگر حکومت کسی ملازم کے متعلق یہ سمجھتی ہے کہ اس کی مزید سروسز درکار نہیں ہیں۔ اور اس کو مزید رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو وہ اس کی سروسز کو Dispense with کیا جائے۔ تاکہ اگر وہ چاہے تو اپنا نیا career شروع کر سکے۔

یہ دو ایسی تجاویز ہیں جس کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ corruption کو دور کرنے کے لئے اور مشینری کو صحیح رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ اور جناب چیف منسٹر صاحب پارٹی میٹنگ میں یہ فرما چکے ہیں کہ Efficiency and Displinary Rules کے تحت آپ حضرات جلد اس بارے میں دیکھیں گے۔ ان کو بہتر طور پر بنایا جا رہا ہے۔ اور اس کا حتمی فیصلہ کر لیا گیا ہے اس کو لاگو کیا جائے گا آج تک یہ مثالیں موجود ہیں کہ اگر کسی رشوت خور اور مشہور و معروف رشوت خور کو نکالا جائے جس پر اپنے محکمے کی گرفت موجود نہیں ہے۔ کیا ڈاکٹروں میں' انجینئرز میں یا ٹھیکیداری میں اور کئی ایسی چیزیں ہیں جس کے تحت Efficiency and Displinary Rules خاموش ہوتے ہیں۔ لیکن بددیانت افسروں کو نکالنے کے لئے سالہا سال تک انکوائری ہوتی رہتی ہے۔ ان میں محکمانہ انکوائری۔ دیگر انکوائریز اس کے تمام مراحل سے گزرنے میں کم از کم دس سال لگ جایا کرتے تھے اور حکومت کسی بھی حتمی نتیجہ پر پہنچنے کے قابل نہیں ہوتی تھی۔ اس طرح وہ آفیسرز ہمیشہ حکومت کے سر پر سوار رہتے تھے اور قانون کے مطابق یہ ممکن نہیں تھا کہ ان کو نکالا جا سکے۔ اب چیف منسٹر صاحب نے یہ طے کیا اس کے لئے ہم رولز میں باقاعدہ ترمیم کریں اور متاثرہ آدمی کی تمام باتیں سن کر اور اس کو ہر طرح کا موقع دے کر اس کا فیصلہ کم سے کم وقت میں کیا جائے۔ تاکہ جو آدمی اس قابل ہو کہ اس کو نکالا جائے اس کو فوری طور پر نکالا جائے تاکہ ایک اچھی سروس سامنے آئے تاکہ عوام کی شکایت دور ہو سکے۔ اس لئے اس بل کو انتہائی نیک نیتی سے پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ ہم ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے

اس بل کو نافذ کریں اور جو جائز حقدار ہیں ان کو ہم شاباش دیں اور جو اس قابل نہیں ہیں۔ اور پورے معاشرے کا ناسور ہیں۔ ان کو باہر نکال کر پھینکنے میں کم از کم قانونی شقیں اس کے آڑے نہیں آنی چاہئیں۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بل پیش کیا گیا ہے اور میں اس ایوان سے درخواست کروں گا کہ جو ہم نے درخواست کی ہے کہ اس کو فی الفور زیر غور لایا جائے اس کے پیچھے یہی ایک جذبہ کار فرما ہے کہ اس میں مزید تاخیر نہ کی جائے۔ تاکہ ہم اس کو لاگو کر کے ہم اپنی سروس کے اچھے آدمیوں کو آگے لائیں اور جو اس قابل نہیں ہیں اور سوسائٹی میں ایک ناسور ہیں ان کو باہر نکال دیں اس لئے میں اس ضمن میں ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس کو پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میاں محمد افضل حیات صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! مجھے پہلے سب سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ یہاں پر جو نہایت اہم بل پیش کیا گیا ہے اس کو یہاں پر جس طرح نپٹانا چاہئے تھا اس کو اس طرح نہیں نپٹایا گیا اور آج یہاں پر رولز کی' قوانین کی جس طرح قانون کے نام پر دھجیاں اڑائی گئی ہیں جناب والا ! جہاں تک اس بل کی بات ہے میں سب سے پہلے اس ایوان میں جو ایک رپورٹ متفقہ طور پر پاس ہوئی اور اس کا قانون بنانے کے لئے پرزور سفارش کی اور اس کا قانون نہ بنانا اور اس پر عملدرآمد روک کر یہ قانون بنانا اس ایوان کا میں سمجھتا ہوں مکمل طور پر استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اور اس ایوان کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی۔ جناب والا ! بہتر تھا جب پی سی ایس افسران کی رپورٹ اس ایوان میں پیش ہوئی تو یہ قوانین اسی میں بنائے جاتے اگر Effeciency کے لئے اور رشوت کو روکنے کے لئے یہ تمام باتیں اس میں اگر آ جاتیں تو شاید یہ قانون قابل عمل ہوتا اور قابل قبول ہوتا لیکن جن چیزوں کی صوبائی محکمہ کے ملازمین کو ضرورت تھی ایک طرف ہم ان کو تحفظ دینے میں ناکام رہے ہیں ان کے لئے مزید بے یقینی کی حالت پیدا کی گئی ہے بلکہ جو پی سی ایس افسران کے بارے میں رپورٹ تھی اس کو بھی اس لئے پیش کیا گیا تھا کہ ان میں جو بے یقینی ہے اس کو ختم کیا جائے اور ان کے Rules & Regulations صحیح طریقے سے بنائے جائیں۔ لیکن اس کے برعکس یہ بات کی گئی ہے وہ چیزیں بے یقینی میں چھوڑ کر ان کی بے یقینی اور بڑھا دی گئی ہے۔ جناب

والا ! جب کوئی قانون بنایا جاتا ہے تو یہ قانون صرف موجودہ حکومت کے لئے نہیں ہوتا آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی ہوتا ہے جو باتیں وزیر قانون فرما رہے تھے وہ ہو سکتا ہے کہ ان کی نیت درست ہو' ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی صحیح طریقے سے پابندی کریں۔ لیکن جب ایک قانون بنے گا۔ اس کو آئندہ آنے والی حکومتیں اس کی violation کر سکتی ہیں۔ اس کو غلط طریقے سے استعمال کر سکتی ہیں۔ اس لئے جو بھی قانون بنایا جائے اس میں دیکھنا یہ چاہئے کہ کم سے کم Discretion دی جائے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ قانونی پابندیاں اس میں موجود ہوں تاکہ اگر Discretion زیادہ سے زیادہ ہو گی آپ یہ بھی کہیں گے کہ ہم اس کو Violate نہیں کریں گے لیکن اگر آئندہ آنے والی حکومتیں اس کو غلط استعمال کریں گی۔ تو اس کے مجرم بھی وزیر قانون ہوں گے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت قانون اپنی مرضی سے بنائے جا سکتے ہیں۔ لیکن قانون آئندہ کے لئے مستقبل کے لئے بنایا جاتا ہے۔ اور وہ ایسا ہونا چاہئے۔ جس کو کوئی بھی غلط طریقے سے استعمال نہ کر سکے۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے سیاسی رشوت بھی دی جا سکتی ہے۔ اور جب بھی یہ کام ہو گا اور جب بھی کوئی سیاسی جماعت یہ کام کرے گی اس کے ذہن میں اپنی سیاسی ضروریات ضرور ہوں گی۔ اس لئے ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم ایسا قانون بنائیں اگر بنانا ہے۔ جس سے جو سرکاری ملازم ہیں ان میں زیادہ insecurity نہ آ جائے لیکن اس قانون سے تو یہ ظاہر ہو گا کہ یہ insecurity آہستہ آہستہ بڑھتی جائے گی آگے بھی یہ دیکھا گیا ہے۔ ایک حکومت نے قانون بنایا دوسری حکومت نے آکر اس کا ناجائز فائدہ اٹھا لیا اور پھر وہ بات بڑھتی چلی گئی۔ اس لئے ضرورت اس چیز کی ہے آج اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کو غلط استعمال نہیں کریں گے تو اس سے یہ فرق نہیں پڑتا کہ آئندہ آنے والے بھی نہیں کریں گے جناب والا ! اس میں ایک Out of turn promotion ہے اگر جناب والا ! ایوارڈ اور ری وارڈ کی جو بات ہے اس پر میرا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جو افسر ایک اچھا کام کرتا ہے اس کو انعام ملنا چاہئے لیکن بات Out of turn promotion کی ہے۔ جب آپ out of turn promotion دیں گے اس کو تو آپ نے انعام دے دیا ممکن ہے کہ وہ صحیح کام بھی کر رہا ہو لیکن اس کے بعد جو اور ہیں ان کی حق تلفی ہو جائے گی۔ آپ ان کو کس

بات کی سزا دے رہے ہیں۔ یہ ایک عالمگیر سچائی ہے اور عالمگیر اصول ہے۔ وہ کام کریں جس سے کسی کی حق تلفی نہ ہو جس سے دوسرے کا حق نہ مارا جائے۔ اس سے یہ ہو گا کہ آپ ایک کو تو انعام دیں گے۔ لیکن out of turn promotion سے دوسرے دس آدمیوں کی حق تلفی کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ان میں بد دلی پیدا ہو گی جن میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں ایسا قانون اس طریقے سے بنانا چاہئے جس سے کسی کی حق تلفی نہیں ہونی چاہئے۔ اور یہ ایک ایسا لاقانونیت کا سلسلہ شروع ہو گا کہ جس سے بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ جائے گی اور اگر یہ قانون جاری ہوا اور یہ نافذ ہوا اور اس پر عملدرآمد ہوتا رہا تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ کوئی بھی Promotion جو Rules & Regulations کے مطابق ہونی تھی سب out of turn ہوا کرے گی۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ شق نہایت ہی قابل اعتراض ہے اور اسے حذف کرنا ضروری ہے۔ جناب والا! اس قانون کو لانے سے ایک بات اور ظاہر ہوتی ہے کہ جو efficiency کے لئے یا corruption کو ختم کرنے کے لئے قوانین ہیں ان پر حکومت عملدرآمد کرنے میں ناکام ہو چکی ہے اور ان کی افادیت ختم ہو گئی ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ آپ کے اپنے قوانین موجود ہیں۔ اگر کوئی corrupt ہے تو آپ اپنے Anti corruption laws کے مطابق کوئی بہتر صورت اختیار کریں۔ اگر کوئی inefficient ہے تو اس کے متعلق بات کریں کہ اس کے متعلق کتنی دیر کام رکتا رہا ہے اور اس کے لئے ضروری یہ ہے کہ ہم ایسا لائحہ عمل اختیار کریں کہ جس سے یہ جو بے شمار stages ہیں کہ ایک فائل دوسری میز پر پھر تیسری میز پر پھر چوتھی میز پر تو وہ ہم کم کریں۔ اور ہم اس طریقے کو آسان بنائیں تاکہ عوام کو اس میں سہولت ہو۔ ہم نے یہ کیا ہے کہ efficiency کو بڑھانے کے لئے یہ ایک طریقہ اختیار کیا ہے اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس سے یہ بھی ہو گا کہ چونکہ لوگ سرکاری ملازم ہیں وہ insecure feel کریں گے۔ اس لئے کہ decision making اور کمزور ہو جائے گی۔ کوئی بھی اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ جس افسر نے یا ڈپٹی کمشنر نے ایک کام کرنا ہے تو وہ بھی کوشش کرے گا کیونکہ کئی کام ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں دو قسم کی آراء ہوتی ہیں اور کام کرنے میں risk ہوتا ہے اور اگر آپ ایسے

قوانین بنائیں گے تو کوئی بھی risk لینے کے لئے تیار نہیں ہو گا اور جو decision making ہے وہ اس سے اور زیادہ کمزور ہو جائے گی۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے inefficiency اتنی بڑھے گی کہ آپ کی decision making اور زیادہ خراب ہو جائے گی۔ صرف یہ بات ہی نہیں ہے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ لاء منسٹر صاحب یہ کہیں کہ ہم یہ نہیں ہونے دیں گے۔ لیکن آنے والی حکومتوں کے متعلق کیا بات کریں گے۔ جناب والا! اس طریقے سے اس قانون میں competent authority کی بات کی گئی ہے اس میں ایک تو competent authority ہے appointing authority کی بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ وہی پاور کسی کو delegate کی جا سکتی ہے۔ اگر گریڈ 19 کا آدمی نکالنا ہو تو اس کو نکالنے کے لئے بھی گریڈ 19 کا آدمی رکھا جا سکتا ہے جو اسے فارغ کر دے ضرورت اس چیز کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قانون جہاں پر ناقابل عمل ہے وہاں پر اگر قانون بنانا بھی ہے تو اس میں بہت سی تبدیلیاں ہیں۔ جن کو دور کرنا اور جن کے متعلق قانون بنانا بہت ضروری تھا اور اگر اسے ایسے ہی پاس کر دیا گیا تو آپ یہ دیکھیں گے کہ سروسز کا پورا فائبر (fibre) الٹ پلٹ ہو جائے گا۔ اور ایک وقت آئے گا جب یہ misuse ہو گا۔ اور آپ کی ساری ایڈمنسٹریشن standstill ہو جائے گی۔ insecurity اپنی انتہا کو پہنچ جائے گی۔ اور جو افسران ہیں وہ بجائے اس کے کہ وہ اپنا کام صحیح طریقے سے کریں وہ Reward 'Award کے لئے out of promotion کے لئے اور دس سال کے بعد اپنی جان بچانے کے لئے Premature Retirement سے بچنے کے لئے ان کا زیادہ وقت اپنی کارروائیاں ڈالنے میں لگے گا تاکہ وہ اپنی سروسز کو secure کریں۔ اور چونکہ ان کی insecurity کو قانون تحفظ نہیں دے رہا اور وہ اپنی خوشامد اور کارروائی سے جھوٹی کارروائی سے اپنی security کو مضبوط رکھیں گے۔ اس لئے جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قانون جہاں ناقابل عمل ہے وہاں نامکمل بھی ہے اور اسے اس طریقے سے پاس کرنا مناسب نہیں ہے۔

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں بھی اس پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی۔ رانا پھول محمد خاں صاحب۔

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! اس وقت ایک تو یہ شکایت کی جا رہی ہے کہ یہاں رشوت بہت زیادہ ہے جس سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ رشوت کے خاتمے کے لئے دیانتداری کی شرط...

میاں محمد افضل حیات۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رانا صاحب نے اسے oppose کیا ہے؟

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ میں آپ کی بات کی مخالفت کر رہا ہوں۔ مجھے یہ حق پہنچتا ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب نے oppose تو نہیں کیا۔

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! صرف دو منٹ لوں گا اور میاں صاحب کی ایک بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ اس میں ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے لاء منسٹر صاحب اس پر تقریر کر چکے ہیں اور اس بل کے اغراض و مقاصد پر وہ روشنی ڈال چکے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ لاء منسٹر صاحب کے بعد اور کسی ممبر کو اس بل کو support کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا خیال ہے؟

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پھر آپ اس بل کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں؟

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! میں یہی کہتا ہوں کہ جب تک آپ اس ملک میں دیانتداری کا معیار قائم کرنے کے لئے دیانتدار کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے ایک سرٹیفکیٹ دے دینا اور one step promotion کسی کو دینا اس وقت تک دیانتداری کا لانا مشکل ہے۔ یہ سب کچھ سوچنا چاہئے کہ دیانتداری کے لئے ترقی ضروری ہے۔ کارکردگی پر ترقی ضروری ہے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ رانا صاحب oppose کرنے والے صاحبان میں سے کوئی صاحب اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون۔ جناب والا ! اسی پرنسپل کے تحت تو آپ نے رولنگ دی تھی کہ مزید ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ statement of objects and reasons یعنی جو اغراض و مقاصد کو پیش کیا گیا ہے اور oppose کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ رولنگ یہ تھی کہ جنہوں نے oppose نہیں کیا۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! support تو سب نے کیا ہے۔ اس طرح سب support کریں گے اور سبھی بولنا شروع کریں گے۔

جناب سپیکر۔ لیکن میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے تو Oppose کیا ہے۔

وزیر قانون۔ جی انہوں نے oppose کیا ہے اور اسی پرنسپل کے تحت سب نے support بھی کیا ہے۔ تو میں عرض کروں کہ حزب اختلاف کا بھی version آگیا۔ گورنمنٹ کا version بھی آگیا اور اب clause by clause reading شروع ہونی ہے ویسے اس میں ہر آدمی کو تو بولنے کی اجازت نہیں ہو گی کیونکہ قائد حزب اختلاف نے تو اپنا نقطۂ نظر پیش کر دیا ہے۔ اس لئے یہ تو اب پیش نہیں ہو گا۔ اس طرح تو جناب clause by clause کی ترمیم کی بحث شروع ہو جائے گی۔ اس نقطۂ نظر کو support بھی کیا گیا ہے اور oppose بھی کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ چودہری صاحب ! رولز کے مطابق اس پر دوسرے ممبر بھی بات کر سکتے ہیں۔ رانا صاحب نے اس وجہ سے بات نہیں کی کہ یہ یونہی ٹائم ضائع ہو گا Treasury Benches چونکہ چاہتے ہیں کہ یہ بل جلدی پاس ہو اس لئے انہوں نے بات نہیں کی ورنہ قواعد کے مطابق بات کی جا سکتی ہے۔

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا ! جب آپ نے رولنگ فرما دی ہے تو اب آپ دوسروں کو بھی اجازت نہیں دے سکتے۔ اب تو اس پر آپ کو فیصلہ کر لینا چاہئے۔

میاں محمد افضل حیات۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! یہاں آپ کے سامنے روایت اور قانون کی بات یہ ہے کہ جب بل move ہوتا ہے اور آپ اسے ہاؤس کے سامنے پیش کرتے ہیں تو جتنے ممبران اسے Oppose کریں ان سب کو بولنے کا حق ہوتا ہے۔ چاہے وہ سرکاری بنچز سے ہوں۔ چاہے وہ حزب اختلاف سے ہوں۔ چاہے وہ independent

ہوں جو بھی اٹھ کر یہ کہے گا کہ "I oppose it" اسے بولنے کا حق ہے۔ میں نے اس لئے پہلے آپ سے وضاحت طلب کر لی تھی۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ کسی بھی ممبر نے Introduction of Bill کو oppose نہیں کیا صرف سیکشن آف بل کو oppose کیا ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب پرانے قانون دان ہیں اور وزیر قانون بھی رہ چکے ہیں میں نے اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے واضح طور پر کہا تھا کہ آپ نے اس کی مخالفت کی ہے اور آپ کو بولنے کا حق ہے۔ اور یہ آپ کی رولنگ آ چکی ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! کیا آپ اس بارے میں سیکشن 84 ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ بڑا واضح ہے۔

84 is very clear on the point.

84 - Notwithstanding anything contained in these rules, when a motion that a Bill be taken into consideration has been passed, the Speaker shall call each clause of the Bill separately and in respect of each such clause a motion shall be deemed to have been made that the said clause do stand part of the Bill.

جناب تحریک کے carry ہونے کے بعد تو پھر یہی ہے کہ کلاز بائی کلاز۔۔۔

جناب سپیکر۔ یہ کون سی ہے؟

وزیر قانون۔ یہ جناب والا! کلاز 84 ہے۔ بل تو introduce ہو گیا ہے اور یہ بات صحیح ہے کہ تحریک کے متعلق جھگڑا کیا گیا تھا۔

That the Motion has been carried.

Notwithstanding anything contained in these rules, when a motion that a Bill be taken into consideration has been passed....

یہ تحریک آپ نے ایوان سے clear کروالی ہے اس کے بعد۔

the Speaker shall call each clause of the Bill separately and in respect of each such clause a motion shall be deemed to have been made that the said clause do stand part of the Bill.

اس کے بعد تو اس کا یہی طریقہ کار ہے کہ جب Motion is carried اس کے بعد Clause by clause اس کی consideration شروع ہو جائے۔

جناب سپیکر۔ چودہری صاحب یہ تحریک carry نہیں ہوئی۔

It is still under consideration, that the Bill be taken into consideration at once.

MINISTER FOR LAW: It has been put before the House.

Mr. SPEAKER: It is not carried. It is yet to be put before the House.

MINISTER FOR LAW: Let it be put before the House, sir.

میرا خیال ہے کہ آپ نے اسے put کر دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ نہیں۔

وزیر قانون۔ تو ٹھیک ہے آپ اسے put کر دیجئے۔

جناب سپیکر۔ چودہری صاحب! اس بارے میں آپ 179 دیکھیں کہ۔

Rule. 179.(1) After the member who makes a motion has spoken, other members may speak on the motion in the order in which the Speaker may call upon them. If any member, who is so called upon does not speak, he shall not be entitled, except with the permission of the Speaker, to speak on the motion at any later stage of the debate.

وزیر قانون۔ یہ کون سی ہے جناب۔

جناب سپیکر۔ یہ 179 ہے۔ اور صفحہ نمبر72 پر ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا ! آپ کی یہ بات ٹھیک ہے اور روایت بھی یہی رہی ہے اور اس کے متعلق آپ پہلے رولنگ بھی دے چکے ہیں جب میں نے آپ سے عرض کیا تھا آپ نے اس وقت رولنگ بھی دی تھی۔ جو بھی اس کی مخالفت کرے یا جو بھی بولنا چاہے یہ اس کا حق ہے۔ مگر ترتیب آپ کی مرضی سے ہو گی۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! یہ تحریک بل کی ریڈنگ کے متعلق نہیں ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

174 (1) A member desiring to speak on any matter before the Assembly or to raise a point of order or privilege shall rise in his seat or, if unable to do so, shall otherwise intimate his desire to the Speaker and shall speak only when called upon to do so by the Speaker, and shall address the House standing, except when permitted otherwise. If at any time, the Speaker speaks or rises, the member shall resume his seat.

اس کے بعد ہے جناب والا ! The rule against reading -

Limitation of debates - Irrelevance or repetition - Personal explanation and Order of speaches and right of reply

اس سے یہ تحریک جناب والا !

179 (1) After a member who makes a motion has spoken, other members may speak on the motion

یہ تو entirely different تحریک ہے۔

and not regarding the passing of the Bill

کہ جب ریڈنگ شروع ہو گی۔ اس کے لئے تو پروسیجر وہی دیا ہوا ہے Introduction of the Bill یہ تو وہاں ہی دیا ہوا ہے یہ تو جناب والا ! تحریک التوائے کار۔

تحریک استحقاق اور پوائنٹ آف آرڈر وغیرہ اور Debate کے لئے قواعد وضع کئے گئے ہیں اور Debate کا 174 chapter سے شروع ہوتا ہے۔

ملک اللہ یار خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جہاں تک قواعد و ضوابط کا تعلق ہے مجھے میاں افضل حیات سے کلی طور پر اتفاق ہے اور ہمیشہ سے یہی طریقہ کار رہا ہے کہ جب بھی کوئی تحریک پیش کی جائے۔

That the Bills be taken into consideration at once.

تو اس کے بعد جب بھی حزب اختلاف کی طرف سے اس کی مخالفت کی جائے تو پھر یہ ان کا حق بنتا ہے کہ محرک کی تقریر کے بعد وہ خود تقریر کرنا چاہیں اس تحریک پر کوئی اور ممبر خواہ وہ حزب مخالف سے تعلق رکھتا ہو خواہ وہ independent ہو خواہ وہ حزب اقتدار سے تعلق رکھتا ہو اپنا اظہار خیال کر سکتا ہے تو جناب یہ قواعد کے تحت طریقہ کار ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے اور یہ جو تحریک ہے اس پر تو ابھی فیصلہ ہی نہیں ہوا انہوں نے move کیا ہے۔

That the bill may be taken into consideration at once.

اس کے بعد جو سیکنڈ ریڈنگ ہے اس کا جناب والا! طریقہ کار ہی یہ ہے کہ جس وقت اجازت دی جاتی ہے کہ

It should be taken into consideration at once.

تو اس کے بعد movers اپنا اظہار خیال کرتے ہیں اس کے بعد اس ایوان کا کوئی بھی رکن اس پر اپنا اظہار خیال کر سکتا ہے بالخصوص وہ اراکین جنہوں نے اس کی مخالفت کی ہے اور میں اس کے ساتھ یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس تحریک کے حق میں بھی بولنا چاہتے ہیں وہ بھی بول سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور رول 179 جنرل ڈبیٹ پر apply کرتا ہے جنرل پرنسپل آف ڈبیٹ میں بل پر apply کرتا ہے اور جو تحریک التوائے کار ہے اس پر بھی apply کرتا ہے اور جو دوسرے معاملات ڈبیٹ میں ہیں اس پر بھی یہ apply کرتا ہے۔ اور رول 179 جنرل پرنسپل آف ڈبیٹ پر apply کرتا ہے۔

وزیر قانون۔ support-Under that one میں تو کوئی نہ جائے۔
جناب سپیکر۔ جی support میں بھی جو بولنا چاہیں میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ کہ جو support میں بھی بولنا چاہیں وہ بھی بول سکتے ہیں۔
راجہ خلیق اللہ خان۔ جناب والا! جو بل کی مخالفت ہی نہیں کرتا تو کیا اس کا کوئی استحقاق ہے کہ وہ اس بل کے خلاف بولے۔ میں اس بارے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔
جناب سپیکر۔ اس پر میں رولنگ دے چکا ہوں۔ راجہ خلیق اللہ صاحب کی بات پر میں پہلے ہی رولنگ دے چکا ہوں کہ قاعدہ 179 جنرل پرنسپل آف ڈبیٹ پر apply کرتا ہے اور اس پر کوئی بھی صاحب بولنا چاہیں وہ اس پر بات کر سکتے ہیں۔
الحاج رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔
جناب سپیکر۔ کیا آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے؟
الحاج رانا پھول محمد خان۔ تو کیا کل غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے؟
جناب سپیکر۔ جی۔ کل ہے۔
الحاج رانا پھول محمد خان۔ آپ نے پہلے مجھے تقریر سے روکا اور اس کے بعد اب آپ رولنگ فرما رہے ہیں کہ یہ سرکاری دن ہے پرائیویٹ ڈے تو نہیں ہے۔
جناب سپیکر۔ جی یہ سرکاری کارروائی کا دن ہے۔
الحاج رانا پھول محمد خان۔ تو پھر جناب مجھے روکا جاتا ہے اور تمام ارکان کو اجازت دی جاتی ہے۔

Mr SPEAKER: I stand corrected.

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب کو یہ اختیار ہے کہ جب بحث طول پکڑ جائے تو جناب اس کے لئے وقت مقرر فرما سکتے ہیں۔
جناب سپیکر۔ ہاں میں وقت مقرر کرتا ہوں۔
ملک اللہ یار خان۔ جناب والا! رانا صاحب بول رہے تھے تو آپ نے پوچھا تھا کہ آپ کیسے اظہار خیال فرما رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا

ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی درست ہے۔ رانا صاحب آپ تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے تھے آپ کوئی تقریر تھوڑا کر رہے تھے۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ میں جناب التجاء کرتا ہوں کہ جناب کو یہ اختیار ہے جب جناب یہ دیکھیں کہ ایک معاملہ پر بحث طول پکڑ گئی تو آپ اس کے لئے وقت مقرر فرما سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی صحیح ہے میں وقت مقرر کر سکتا ہوں۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ تو اب اس پر آپ وقت مقرر فرما دیں۔

جناب سپیکر۔ جی میں کر دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں میں کر دیتا ہوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جی سر۔

Mr. SPEAKER: Try to be brief please.

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ thank you جناب سپیکر! یہ ترمیمی مسودہ قانون جو اس وقت اس معزز ایوان میں زیر بحث ہے۔ اس بارے میں میں اپنی معروضات صرف اس نقطہ نظر سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ۔

"اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد"

جناب سپیکر! میں اس موقع پر آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ آج سے تقریباً ایک برس قبل جب اس ایوان میں صوبائی سروس کے ملازمین کی شرائط ملازمت کا جائزہ لینے والی کمیٹی کی سفارشات پیش کی گئی تھیں تو اس ایوان نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ متفقہ طور پر وہ سفارشات حکومت کی خدمت میں بھجوا دی تھیں کہ صوبائی سروس کے ملازمین کی ملازمتوں کو تحفظ دیا جائے اور اس موقع پر بہت سے فاضل اراکین نے یہ کہا تھا کہ پنجاب اسمبلی کا یہ کارنامہ تاریخ ساز حیثیت رکھتا ہے۔ جناب والا! ان سفارشات پر عملدرآمد کرنے کی بجائے آج ہم اس ایوان میں ایسا بل پیش کر رہے ہیں اور قانون سازی کے مروجہ اور معمول کے طریقہ کار کو یکسر نظرانداز کر کے ایک ایسا قانون پیش کیا جا رہا ہے جس کے

بارے میں میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی ہماری تاریخ کا ایک سیاہ باب تصور ہو گا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آج ہم ملازمین کے سروں پر ایک ایسی ننگی تلوار لٹکا رہے ہیں کہ ممکن ہے کل وہ کسی نادان کے ہاتھ میں آئے اور وہ اس تلوار کو لے کر یہ دیکھے بغیر یہ پرکھے بغیر انہیں جانچے بغیر ان ملازمین کا سر قلم کرنا شروع کر دے تو کیا اس وقت اس قتل عام کی ذمہ داری اس ایوان پر نہیں ڈال دی جائے گی۔ جناب سپیکر! یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ corruption کو روکنے کی خاطر Corruption کے سدباب کی خاطر قانون میں تبدیلی کی جا رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور پوری دیانتداری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اس قانون کی بنیاد ہی بد دیانتی پر رکھی گئی ہے۔

جناب والا! کسی کو reward یا Award دینا اپنی جگہ ایک مستحسن اقدام سہی مگر Out of turn ترقی دینے سے اقرباء پروری کا عزیز نوازی کا ایک ایسا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور اس حکومت کو اس وقت اس بات کا احساس ہو گا جب ملازم لوگ دس دس پندرہ پندرہ ممبران اسمبلی کو لے کر حاکم وقت پر یہ دباؤ ڈالیں گے کہ انہیں Out of turn ترقی دی جائے۔ جناب سپیکر! میں یہ گذارش پیش کر رہا ہوں کہ زیر نظر بل بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور آئین پاکستان نے ملازموں کو جو تحفظ عطا کیا ہے یہ قانون اس کی سراسر نفی کرتا ہے۔ جناب والا! ہمارے صوبے میں اس وقت سول سروسز کے جو قوانین ہیں ان کے بارے میں سرکاری ملازمین پہلے ہی اضطراب کا شکار ہیں اور وہ اس کے بارے میں بڑے کھلے الفاظ میں خصوصاً 1975ء کے Efficiency and Disciplinary Rules کو وہ اپنے لئے زہر قاتل سمجھتے ہیں۔ ان رولز کے موجود ہوتے ہوئے قانون میں ایک نئی تبدیلی کر دینے سے اور ان کو اپنی صفائی پیش کرنے کے تمام مواقع سے محروم کر دینے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو پاکستان کے ایک شہری کی حیثیت سے جو بنیادی حقوق حاصل ہیں ان کی نفی کی گئی ہے۔

جناب والا! میں اتنا عرض کروں گا کہ صاحبان اقتدار اور ارباب بست و کشاد جو آج تمام اختیارات کو اپنے ہاتھوں میں لینے کے لئے مضطرب ہیں۔ میں ان سے صرف یہ سوال کرتا ہوں کہ دنیا میں ازل سے یہ دستور رہا ہے کہ زیردستوں اور زبردستوں کی آپس میں

لڑائی آپس میں اختلاف اور حقوق کی کشمکش اس دنیا میں جاری رہی ہے۔ جناب والا ! اس لئے ایک مشہور مفکر یہ کہتا ہے کہ۔

History of the liberty is the history of limitations on the powers of the Government.

مگر جناب والا ! ہمارے ملک میں یہ روایت رہی ہے کہ حکومتیں اپنے اقتدار کو طوالت دینے کی خاطر ایسے قوانین وضع کرتی چلی آئی ہیں جن سے انسانوں کے حقوق کی نفی ہوتی آئی ہے اور زیر نظر قانون جو ہے اس قسم کا ایک قانون ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری ملازمین کی حق تلفی ہو گی۔

جناب والا ! اس بارے میں حکومت کے قول و فعل میں جو تضاد پایا جاتا ہے اس پر صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک طرف تو حکومت بدعنوان ملازمین کو ملازمتوں سے نکلوانے کے لئے ہم سے یہ قانون منظور کروانا چاہتی ہے اور دوسری طرف میں ایسی بیسیوں مثالیں پیش کر سکتا ہوں کہ انتہائی بد دیانت افراد کو اس دور حکومت میں ان کی سروسز میں توسیع عطا کی گئی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ حکومت کے قول و فعل میں یہ تضاد کیوں پایا جاتا ہے...

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب یہ آپ اس بل کے بارے میں بات کر رہے ہیں...

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں کہ جو اس بل کا منشاء ہے ظاہر ہے کہ سبھی اس پر اظہار خیال کرنا چاہیں گے تو میں یہ گذارش کروں گا کہ جیسا کہ جناب کو پہلے پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے کہ اس کے لئے ٹائم مقرر کر دیں۔ اس طرح تو تقریر سارا دن بھی کی جا سکتی ہے...

جناب سپیکر۔ صحیح بات ہے۔ بیگم صاحبہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے ریاض حشمت جنجوعہ صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتی ہوں کہ بغیر قانون بنائے جب سرکاری ملازمین نکالے گئے تھے تو تب یہ کہاں تھے۔ آپ یہ بتائے کہ وہ بھی تو ایک حکومت تھی اور وہ منتخب حکومت تھی اور انہوں نے بغیر بتائے بغیر ان کو Show Cause Notice دیئے 1800 3200 1300

ملازمین جو نکالے گئے ہیں وہ کس جرم کی پاداش میں نکالے گئے ہیں۔ مجھے ان سے یہ جواب چاہئے....(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! یہ ہاؤس میں بات ہوئی ہے تو مجھے اپنی اطلاع کے لئے یہ Figure چاہئے اگر محترمہ فراہم کر سکتی ہیں کہ کتنے لوگوں کو نکالا گیا ہے۔ اگر وہ فراہم کر سکتی ہیں تو ان کی مہربانی ہو گی...

جناب سپیکر۔ جی راہی صاحب تشریف رکھئے۔ جنجوعہ صاحب آپ اپنی بات ختم کیجئے...بس ایک دو منٹ میں ختم کر دیجئے...

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر اس قانون کو جس شکل میں کہ اسے آج ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس شکل میں منظور کر لیا گیا تو پھر ہمارے ملازمین ایک ایسی ظالمانہ کیفیت سے دوچار ہو جائیں گے کہ ان کا سکون قلب تک برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اور کسی شخص کے پاس اس بات کی ضمانت نہیں ہو گی کہ اس کی ملازمت اس کی سروس اس کا وسیلہ رزق محفوظ ہے۔

جناب والا! یہ موجودہ حکومت جو در اصل مارشل لاء کا تسلسل ہے اور وہ مارشل لا جو کہ 103 ماہ تک اسی ملک پر مسلط رہا ہے۔ اور اس نے اپنے ظالمانہ اقتدار کو طول دینے کے لئے اسلام کے مقدس نام کو استعمال کیا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب یہ مارشل لا تو زیر بحث نہیں ہے۔ موجودہ بل آپ کے سامنے ہے۔ اس پر آپ اپنی بات کو ختم کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! میں اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا تھا اور میں در اصل Islamization کی بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر۔ یہ بل Islamization کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ Civil Servants کا بل ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! اس سلسلہ میں اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک رپورٹ دی ہے۔ جناب والا ملازمین کی جبری ریٹائرمنٹ کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک فتویٰ دیا ہے۔ فیصلہ دیا ہے۔ جناب والا! ایک طرف تو یہ حکومت اسلام کا

علم تھامے ہوئے ہے اور دوسری طرف اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت کے استفسار پر یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ ملازمین کو ان کی ملازمتوں سے جبری طور پر ریٹائر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! جس طرح سے آج اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو نظرانداز کر کے اور ان سفارشات کے برعکس ایک قانون پیش کیا گیا ہے۔

وزیر قانون۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ حیران ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلے کو بھی غلط طور پر پیش کر رہے ہیں فیصلہ یہ تھا کہ جب جبری ریٹائرمنٹ کی جائے تو ان کو نوٹس دیا جانا اور ان کو سنا جانا نہایت ضروری ہے یہ نہیں کہا کہ نکالا نہیں جا سکتا ہے۔ ان کو نکالا جا سکتا ہے۔ صرف نوٹس دیا جانا ضروری قرار دیا گیا اور وہ اگر جناب والا! ملاحظہ فرمائیں تو وہ Provision ہم نے اس میں رکھ دی ہے۔ دفعہ 12 میں ہے کہ ان کو وجوہات بتائی جائیں گی اور ان کو صفائی کا موقع دیا جائے گا۔ اور یہی اسلامی نظریاتی کونسل کا منشاء تھا اور یہ چیزیں اس میں موجود ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا یہ منشاء نہیں تھا کہ حکومت ان کو نکال نہیں سکتی ہے۔ حکومت کے پاس اختیارات ہیں صرف یہ ہے کہ Legel Requirnments جو انصاف کے تقاضے ہیں ان کو پورا کیا جائے۔ اور یہ اس میں موجود ہیں میں جناب کی توجہ کے لئے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بل کی سپیچ کے لئے دفعہ 180 کے تحت نہ صرف ہر مقرر کے لئے وقت متعین کر سکتے ہیں بلکہ آپ اس تمام بحث کے لئے بھی وقت کا تعین کر سکتے ہیں۔

180 (1) Whenever the debate on any motion in connection with a Bill or on any other motion becomes protracted, the Speaker may, after taking the sense of the Assembly, fix a time limit for the conclusion of discussion on any stage or all stages of the Bill or the motion,as the case may be.

ہر بل کے لئے آپ کل مدت بھی متعین کر سکتے ہیں اور اس کے علاوہ ہر ہر مقرر کے لئے بھی آپ وقت کا تعین کر سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے لا محدود وقت نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اس میں اسلامی نظریاتی کونسل کو بھی لے آئے اور یہ بتایا جائے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہو ہی

نہیں سکتا ہے۔ یہ سب وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح بات ہے۔ جنجوعہ صاحب آپ اپنی بات ختم کیجئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! جس طریقہ سے یہ قانون آج اس ایوان میں منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ اگر اسے اسی شکل میں منظور کر لیا جاتا ہے۔ تو پھر میں ایک مسلمان کی حیثیت سے ایک پاکستانی کی حیثیت سے اور ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے منقار زیر پر نہیں رہ سکتا ہوں اور میں اس سفاکانہ ظالمانہ اور مادر پدر آزاد قانون کی منظوری کے سلسلہ میں حصہ دار نہیں بننا چاہتا ہوں اور میں اس موجودہ حکومت کو جو کہ ایک حادثہ کی پیداوار ہے اس کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔

بیگم ساجدہ نیئر عابدی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ ان کی بات قابل اعتراض ہے کہ موجودہ حکومت حادثہ کی پیداوار ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ اگر یہ حادثہ کی پیداوار ہے تو یہ بھی اسی حادثہ کا ایک چھوٹا سا جھٹکا ہیں جو یہاں اس اسمبلی میں موجود ہیں (نعرہ ہائے تحسین) اور اس قدر ایک غلط بات عوامی نمائندگان کو نہیں کہنا چاہئے یہ اس ملک کے عوام کی تذلیل کر رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے نمائندگان کو منتخب کر کے اس اسمبلی میں بھیجا ہے۔ تو انہیں ایسے ناشائستہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہئیں۔ موجودہ حکومت ایک منتخب حکومت ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح بات ہے۔

ملک طیب خان اعوان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس سے پہلے بھی کئی دفعہ اپنے دوستوں سے یہ عرض کی گئی ہے کہ وہ مہذبانہ الفاظ استعمال کریں۔ میرے خیال میں جو خود ایک حادثے کی پیداوار ہوتا ہے۔ اس لئے وہ دوسروں کو بھی حادثے کی پیداوار سمجھتا ہے۔ تو میں ان سے آپ کی وساطت سے پھر بھی یہی درخواست کروں گا کہ ایوان میں مہذبانہ اور شریفانہ الفاظ استعمال کریں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیجئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اگر موجودہ حکومت ایک حادثے کی پیداوار نہیں ہے۔ تو یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت ہمارے ملک میں ایک نئے سیاسی نظام کے ناتے کی پیداوار

ہے۔ اور میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے فیصل آباد کے تنازعے کی وجہ سے ہماری حکومت معرض وجود میں آئی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ جنجوعہ صاحب اپنی بات مکمل کریں اب میں آپ کو ایک منٹ دیتا ہوں اس کو Wind up کیجئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان کے فاضل ارکان یہ سوچے سمجھے بغیر کہ وہ کتنا بڑا غلط فیصلہ کرنے والے ہیں اور آئندہ نسلوں کو بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا وہ جس انداز میں شاہ کی وفاداری میں شاہ سے بھی زیادہ بے قرار ہو رہے ہیں میں ان کی خدمت میں صرف اتنا عرض کر کے اپنی معروضات کو ختم کرتا ہوں۔

طلب کیا کسی لمحے نے گر حساب تو پھر
پلٹ کے آ گیا تجھ پر ترا عذاب تو پھر
کسی کے ہاتھ تو باہوں کیساتھ رہنے دے
اماں کے شہر کا تجھ پر کھلا نہ باب تو پھر

جناب سپیکر۔ راہی صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

سید محمد اقبال شاہ۔ جناب والا! ان کا وقت مقرر کر دیں۔ ان کی تقریر کا وقت متعین کر دیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! legislation پر جب ایک مقرر Relevant بات کرتا ہے۔ تو اسے بولنے کا وقت دیا جائے۔ اگر وہ غیر متعلقہ بات کرے تو آپ اس کو ٹوک کر بات ختم کرنے کا حکم دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح ہے لیکن بولنے کی کوئی حد بھی ہوتی ہے؟ وقت متعین کیا جا سکتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ اتنی کم حد بھی نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی رکن اسمبلی اپنا مافی الضمیر بھی بیان نہ کر سکے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر!

نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن کے جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

جناب والا ! مجھے آج یہ کہنا ہے کہ جب ہمارے سامنے ایک مسودہ قانون پیش ہے ایک قانون بن رہا ہے اور اس کو لاگو بھی کرنا ہے اور اسے فیلڈ میں بھی جانا ہے تو اس قانون کے بارے میں جو اس وقت اس ایوان کے زیر غور ہے ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر آج اگر اس کی اچھائیاں یا برائیاں سامنے کر کے اس پر فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں یہ ایک درست بات ہے اور یہ ایک حقیقت بات ہے۔ جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ اس صوبے کا اعلیٰ ترین جو قانونی ادارہ ہے وہ پنجاب اسمبلی ہے۔ اور پنجاب اسمبلی کے اراکین کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس صوبے کے تمام معاملات کو عوامی امنگوں کے مطابق ان کا فیصلہ کرے اور ان کو عوامی امنگوں کے مطابق قوانین کی شکل دے۔

جناب سپیکر ! یہ ایک جمہوری اصول ہے۔ کہ آپ جتنا زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کسی مشورہ میں شریک کریں گے۔ تو اس سے آپ بہتر نتیجہ پر پہنچ سکیں گے۔ جناب والا ! ضرورت اس امر کی تھی کہ ہم جو قانون بنا رہے ہیں۔ ہم اس قانون کو پیش کرنے سے پہلے عوام کے پاس بھیجتے ہم اسے مشتہر کرتے ہم لوگوں کو بتاتے کہ یہ وہ مسودہ ہے جو پنجاب اسمبلی میں پیش ہونا ہے۔ اگر اس کے اندر آپ کوئی ترمیم چاہتے ہیں۔ آپ اس کو اگر Beautify کرنا چاہتے ہیں آپ اس کو اور بہتر کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیں تجاویز دیجئے۔ جناب والا ! یہ حقیقت ہے کہ اس ایوان کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ وہ یکسر جو چاہے پنجاب کے معاملات میں کر سکتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر ! اس ایوان کے اندر تمام Brain بیٹھے ہوئے ہیں تو اس کے متعلق آپ بھی سمجھتے ہیں میں بھی سمجھتا ہوں حکومت بھی سمجھتی ہے۔ اگر آپ قوانین بنانا چاہتے ہیں تو وہ دماغ جو ہمارے پاس موجود ہیں ان کو استعمال کیجئے۔ آپ کے ملک میں قانون دان موجود ہیں آپ کے ملک کے اندر عدالتیں کام کر رہی ہیں۔ آپ کے ملک کے اندر بہت سے لوگوں کے اندر یہ صلاحیتیں موجود ہیں جو اس قانون کو بہتر کر سکتے ہیں Modify کر سکتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر ! ہماری حکومت نے اتنی عجلت میں یہ مشودہ تیار کیا ہے کہ انہوں نے عوام کے پاس اسے بھیجنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی انہوں نے اس پر کسی کی رائے طلب کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ انہوں نے

یہ final کر دیا ہے کہ جو ہم پیش کر رہے ہیں وہ حرف آخر ہے۔ اگر انہیں بہتر قوانین کی ضرورت ہوتی تو عوام کی رائے ضرور حاصل کی جاتی۔ اگر اس قانون کو بہتر کرنے کی ضرورت ہوتی تو اراکین کی ترامیم کو بھی حاصل کیا جاتا اور اس کے لئے ان کو وقت دیا جاتا کہ اراکین اس کا مطالعہ کر سکتے۔ اور اراکین اپنی جائز ترامیم پیش کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ قانون سازی کے عمل میں عوام کو شریک کرنے سے قانون کو بہتر طریقے سے بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم نے عوام کو قانون سازی کے عمل سے دور رکھا ہے اور ہم نے اسے ان لوگوں سے بھی دور رکھا ہے جو اس کو بہتر کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر! اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو موجودہ مسودہ ہے یہ لالچ اور خوف کا آمیزہ ہے ایک طرف اس میں لالچ دیا گیا ہے کہ ہم بہتر کارکردگی کرنے والوں کو انعام و اکرام دیں گے۔ جناب سپیکر! یہ Out of turn promotion کے متعلق ہمیں آج سب کو دیکھ لینا چاہئے کہ یہ کسی دوسرے کا حق نہ ہو جو کسی کا حق چھین کر کسی اور کو دیا گیا ہو۔ اگر جناب سپیکر! ایسی بات ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہیں ہے یہ بات رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پسند نہیں ہے۔ اس کی اجازت دین بھی آپ کو نہیں دیتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر زائد نعمت کے پہلو میں کسی کا چھینا ہوا حق نظر آتا ہے۔ جناب والا! مجھے یہ بتایا جائے کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ Out of turn basis پر ہم لوگوں کو ترقی دیں ان کے پیچھے ان کے ذہن کیا کام کر رہے ہیں۔ ان کے پیچھے محرکات کیا ہیں۔ کوئی قانون بظاہر کبھی بھی عوام کے خلاف نہیں بنتا۔ لیکن جناب سپیکر! قانون کے پیچھے محرکات ہوتے ہیں جن کا استعمال اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جناب والا! یہ اسمبلی بااختیار ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اسمبلی فیصلہ کر سکتی ہے بلکہ اپنی عددی اکثریت کے ساتھ یہ قانون پاس بھی کر سکتی ہے۔ لیکن جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ ہمارے جو Fundamental rights ہیں ہمارے جو بنیادی حقوق جو ہمیں آئین عطا کرتا ہے عوام کو اور سرکاری ملازمین کو بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے تو اس کے متصادم کوئی قانون یہ اسمبلی نہیں بنا سکتی اور اس اسمبلی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ یہ آئین کے

متصادم قوانین وضع کرے۔

جناب والا ! یہ out of turn basis پر ترقی جو ہے یہ آئین سے متصادم ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس قانون کو اگر آج آپ پاس کرتے ہیں تو یہ کل عدالت میں چیلنج ہو جائے گا۔ پھر آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ عدالتوں میں اس کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! ہمیں یہ چاہئے تھا کہ ہم پہلے اس کی اچھی طرح چھان بین کر لیتے۔

جناب والا ! ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ تمام اختیارات اسی کے ہاتھ میں چلے آئیں تاکہ وہ مرکزی حیثیت اختیار کر جائے۔ جس طرح موجودہ سسٹم میں جناب ضیاء الحق صاحب اختیار ہیں۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ ساری دنیا کے اختیارات ان کے پاس آ جائیں جس طرح وزراء اعلیٰ کی یہ خواہش ہے کہ....

سید اقبال احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے بارہا راہی صاحب کو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ صدر اور وزیراعظم کو یہاں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ یہ سمجھ نہیں سکتے وہ آپ کی بات نہیں سمجھ سکتے اس ایوان کی بات نہیں سمجھ سکتے پہلے انہوں نے یہ کہا کہ عوام کے ذہن زیادہ ہیں اور جو اسمبلی میں آتے ہیں ان ممبران کے ذہن دیکھ لیں ہمارے ذہن دیکھ لیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کے کتنے ذہن ہیں۔ پہلے تو انہوں نے ایوان کی توہین کی ہے اس قسم کی تقریر کرتے ہوئے کہ ایوان کے ذہن نہیں ہے۔ پھر یہ صدر اور وزیر اعظم کو اس ایوان میں زیر بحث لا رہے ہیں۔ آپ نے بار بار ان کو سمجھایا ہے لیکن یہ نہیں سمجھے انہیں چاہئے کہ یہ اپنی روش بدلیں اور انہیں صحیح طریقے سے بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ اپنی بات کو Conclude کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے آپ اس بات کا فیصلہ کریں۔ میں نے کب کہا کہ صدر صاحب کپڑے ڈھیلے ڈھیلے پہنتے ہیں ان کی پینٹ بڑی Loose ہے۔ میں نے کوئی یہ بات کی ہے۔ میں کوئی ان کے Personal Conduct پر بحث کر رہا ہوں۔ میں تو ان کا یہ نام لے رہا ہوں کہ صدر کی یہ

خواہش ہے کہ پورے پاکستان کے اختیارات ان کی ذات میں مرتکز ہو جائیں۔ اسی طرح وزرائے اعلیٰ کی بھی یہ خواہش ہے کہ سارے اختیارات ان کے ہاتھ میں مرتکز ہو جائیں اور وہ اپنے آپ کو مرکزی حیثیت Central position میں لے آئیں۔ اور جب کہ Decentralization کسی بھی قوم ملک اور صوبے کی ترقی کا باعث بنتی ہے۔ لیکن یہاں پر الٹا عمل ہو رہا ہے۔ اور الٹے عمل کے متعلق میں نے صرف یہ عرض کیا تھا.....

چودہری ارشاد علی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے پہلے بھی فرمایا ہے کہ اس کے لئے ٹائم کا خیال رکھا جائے گا۔ ابھی تک یا تو راہی صاحب کو پتہ نہیں چلا کہ کتنی دیر انہوں نے بولنا ہے دوسرے ممبران کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کے لئے Time limit کتنی ہے۔ مہربانی کر کے آپ یہ بتا دیں کہ ہر ممبر کتنی دیر اس پر بول سکتا ہے؟

جناب سپیکر۔ شکریہ یہ درست ہے۔ اب راہی صاحب اپنی بات کو Wind up کر رہے ہیں۔ راہی صاحب اب آپ Wind up کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! جس طرح سے میری تقریر میں مداخلت کی جا رہی ہے اس سے تو پھر یہ ہوتا ہے کہ مجھے وہ نکتہ پھر سے شروع کرنا پڑے گا جسے میں ختم کرنا چاہتا تھا۔ اب یہ ان کی مرضی ہے اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور میرا یہ حق میرے پاس محفوظ ہے۔ میں اس پر اپنا اظہار خیال کر سکتا ہوں اور مجھے یہ اجازت قواعد نے دی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے پاس اختیارات آ جائیں اور وہ وقت کا فرعون بن جائے لیکن جناب والا! آج یہ اختیارات جو اسمبلی کے ذریعے آپ اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ مت خیال کیجئے آپ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ اس اسمبلی سے پہلے آپ کیا تھے اور آپ کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ آپ کو اس اسمبلی کے بعد بھی کچھ ہونا ہے...

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب والا! انہوں نے "فرعون" کا لفظ استعمال کیا ہے اور ان کا اشارہ جس کی طرف ہے یہ بات غلط ہے۔ ان کو اس معزز ایوان میں ایسی بات نہیں کرنی

چاہئے۔ ان کو کیا پتہ کہ اختیارات کس کے پاس جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر۔ راہی صاحب اب آپ اپنی بات ختم کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں تو اختیارات کے ارتکاز کی بات کر رہا ہوں جب آپ اختیارات کو ایک سنٹرل پوزیشن پر لے آئیں گے اور اختیارات ایک شخص کی ذات میں مرتکز ہو جائیں گے تو پھر یہ سماج اس کا مرہون منت ہو کر رہ جائے گا۔ آپ اپنے اختیارات Surrender کرتے ہیں یہ ایوان اگر چاہے تو پنجاب کے عوام کو درپیش تمام آئینی مشکلات جو ہیں قانونی مشکلات ہیں سروسز کی جو مشکلات ہیں ان کے محلوں اور گلیوں کے اندر جو مشکلات ہیں یہ ایوان Competent ہے اور ان کو ختم کر سکتا ہے۔ اگر یہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن جناب اگر آپ اپنے مفادات کو حاصل کرنے کے لئے اپنے ضمیر کو گروی رکھ کر چلتے ہیں تو یہ آپ کا انداز فکر ہے یا انداز نظر ہے۔

جناب والا! اختیارات اس ایوان کے پاس ہیں اگر یہ اختیارات اس کے پاس نہ ہوتے تو جتنی عجلت میں یہ بل تیار کیا گیا ہے اور جتنی جلدی یہ بل پیش کیا گیا ہے اور جس طرح ایک ہی دن کے اندر تمام قوانین کو معطل کر کے تمام معمول کی کارروائی کو اور قانون سازی کے مراحل کو معطل کر کے جس طرح اس کو پاس کرنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے اگر اس ایوان کی ضرورت نہ ہوتی اگر یہ سقم نہ ہوتا تو حکومت اسے پیش ہی نہ کرتی۔

جناب سپیکر! اگر آپ اس بل کو پاس کرتے ہیں تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس میں سٹیٹ کنٹرول سخت ہو گا۔ آپ کا نقطہ نظر کچھ اور ہو سکتا ہے دوسرے کا نقطہ نظر کچھ اور ہو سکتا ہے۔ جناب والا! دو آدمی ہیں اور ایک ہی ملک کے شہری ہیں ایک ہی سروس کے اندر کام کر رہے ہیں۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ دونوں کے متعلق آپ کے پاس کیا criteria ہے۔ کہ یہ وطن دوست ہے اور یہ وطن دشمن ہے۔ آپ کے پاس کیا معیار ہے۔ آپ کس طرح اس کو جانچیں گے اور کس طرح آپ اس کو پرکھیں گے کہ جس کے متعلق قانون کے اندر ان کو کوئی تحفظ نہیں دیا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! یہ باتیں اس وقت کی ہیں جب کوئی قانون کا غلط استعمال کیا گیا ہو۔ اگر اس کو supposition کے طور پر لیا جائے کہ کل کیا ہو گا پرسوں

کیا ہو گا تو میں عرض کروں گا کہ جناب والا ! نے کافی دفعہ وارننگ دی ہے کہ

They must be restricted to the Bill

اور آپ نے اس کے لئے کوئی ٹائم مقرر بھی کیا ہے۔ لیکن اب آپ نے enforce کیا ہے کہ اب conclude کیا جائے اور یہ بھی بڑی واضح بات ہے کہ باتوں کی repetition ہو رہی ہے۔ اور repetition کے متعلق آپ کو اختیارات ہیں کہ تقریر کو اسی وقت ختم کرا دیا جائے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ اس کو اب ختم کر دیا جائے۔ وقت کافی ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب یہ repetition ہو رہی ہے۔ آپ اپنی بات کو ایک منٹ میں ختم کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ اس بارے میں بڑا واضح قانون موجود ہے کہ۔

177. The Speaker, after having called the attention of the member who persists in irrelevance or in tedious repetition either of his own arguments or of the arguments used by other members in debate, may direct him to discontinue his speech.

اور discontinue کرنے کے علاوہ اب کافی وقت ہو گیا ہے اور کافی بحث ہو گئی ہے۔ اس کو conclude کریں۔ اور ہاؤس کے سامنے put کیا جائے اب مزید کسی بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں ہے۔ ایوان بھی یہ چاہتا ہے کہ اس بحث کو ختم کیا جائے اور ہاؤس کے سامنے put کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب بس ایک منٹ میں ختم کر دیجئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر ! یہ کوئی قید تو نہیں ہے کہ ایک منٹ میں ختم کیا جائے۔ اگر میں relevant ہوں تو میں بات کر سکتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ اگر کوئی ترمیم ہوتی یا جنرل بحث ہوتی تو میں کبھی اعتراض نہ کرتا۔ لیکن introduction کے بارے میں انہوں نے بات کر لی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپکر ! حکومت کی خواہش ہے اور آپ اس سے واقف

ہیں اور سارا ہاؤس واقف ہے کہ یہ بل اگر پیش ہو اور اس پہ کوئی بات بھی نہ ہو۔ یہ تو بار بار اٹھ کر کہیں گے کہ ان کو روکیں بات ہو گئی ہے۔ ان کی خواہش کا اظہار بھی ہو چکا ہے جس طرح سے رولز کو معطل کروایا گیا ہے اور جس طرح اکثریت کے بل بوتے پر بل پیش کیا گیا ہے اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس پہ کوئی بات بھی نہ ہو۔ جس طرح ہماری ترامیم کو entertain نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! اگر آپ دیکھیں تو یہ ہاؤس بیک وقت دو فیصلے کرتا ہے۔ ایک فیصلہ یہ کرتا ہے کہ قواعد کو معطل کر کے اس بل کو introduce کیا جائے اور جب ہم یہ عرض کرتے ہیں تو پھر یہ ہاؤس فیصلہ کرتا ہے کہ رولز کو معطل نہ کیا جائے اور ترامیم پیش نہ کی جائیں۔ اب اس میں پتہ چلتا ہے کہ ہاؤس کی مرضی کیا ہے۔ اس میں پتہ چلتا ہے کہ محرک کی مرضی کیا ہے۔ جناب والا! اگر ہم اس sense کو محسوس کرتے ہیں اور اس کے بارے میں اظہار کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس میں تو ہمیں اجازت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ آپ اس پہ کافی بات کر چکے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں نے ابھی کہاں بات کی ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ ایک دو منٹ میں بات مکمل کر لیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ ایک قانون ہے جو بنے گا اور فیلڈ میں جائے گا۔

جناب سپیکر۔ آپ بحث مکمل کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ ہوتا یہ ہے کہ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو کے پاس یہ اختیارات پہلے ہی موجود ہیں کہ وہ سروس میں توسیع دے سکتے ہیں اور وہ بھی دو دو تین تین چار چار سال کی اور تین تین بار دے سکتے ہیں جیسا کہ مثالیں موجود ہیں۔ اور پھر جناب سپیکر! extension دے سکتے ہیں۔ ایک آدمی جس کی سروس ختم ہو جاتی ہے۔ اس آدمی کو re-employ کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس پہلے سے ہی یہ اختیارات موجود ہیں کہ جہاں جہاں اقربا پروری کرنا چاہیں کر سکتے ہیں لیکن جناب سپیکر! اتنے اختیارات کے باوجود مزید اختیارات کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں

کہ مستقبل کے اندر پاکستان کا اور اس صوبے کا جو حال ہونے والا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی گرفت کو مضبوط کیا جا رہا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ آپ کے ذریعے سے پاس کرائے ہوئے قوانین دوسرے لوگ جن کا قوانین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ جنہوں نے آئین کو کئی برسوں تک معطل کئے رکھا اور قوانین کو معطل کئے رکھا کہیں یہ ان فوجیوں کے کام نہ آئے۔ جناب سپیکر! یہ ایک اور بات بڑی زبردست ہے جو جنجوعہ صاحب نے ارشاد فرمائی۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ وہ ہاؤس ہے کہ جس نے صوبائی سروسز کے ملازمین کے بارے میں قرارداد پیش کی اور پاس کروائی لیکن جناب والا ! اب صورت حال یہ ہے کہ اب ان لوگوں کو سزا دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب آپ یہ جنجوعہ صاحب کی باتوں کی repetition کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ! یہ repetition نہیں ہے۔ یہ ان کو سی ایس پی کلاس کی طرف سے سزا دی جا رہی ہے۔ اب ہمارے صوبے کے اندر سی ایس پی کلاس موجود ہے۔ وہ کام کرتی ہے۔ لیکن ہمارے صوبے کا چیف ایگزیکٹو یہ اختیار نہیں رکھتا کہ وہ اے سی کو معطل کرے یا ملازمت سے نکال دے۔ وہ اپنی صوبائی سروس کے ملازمین کو کر سکتے ہیں لیکن سنٹرل سروس کے ملازمین کو نہیں کر سکتے۔ وہ simply یہ کر سکتے ہیں کہ ایک adverse remarks لکھ کے دے سکتے ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اس کو واپس لے لیں۔ تو یہ قانون ان کے خلاف نہیں ہے یہ صرف صوبائی سروس کے ملازمین کے لئے ہے اور یہ ان کو سبق دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ آپ نے اپنے حقوق کے لئے ان لوگوں کے ساتھ رابطہ کیا تھا اس لئے آپ کو یہ سزا ملے گی۔

جناب سپیکر۔ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! کتنا ٹائم تھا؟

جناب سپیکر۔ جتنا میں نے مقرر کیا تھا۔

جناب فضل حسین راہی۔ کتنا مقرر کیا تھا۔

جناب سپیکر۔ میں نے جتنا ٹائم مقرر کیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ کتنا ٹائم مقرر کیا تھا؟ اچھا۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ٹائم ختم نہیں

کرتا۔

جناب سپیکر۔ میں مسلسل آپ کو کہہ رہا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آپ کی یہ مہربانی ہے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! مجھے اجازت دی جائے۔ یہ آخری بات ہے اور صرف دو تین لائنوں کی۔ آج پنجاب کی حکومت اگر ایسے قوانین پاس کر کے اختیارات اپنے ہاتھ میں کرتی ہے اور اپنے کنٹرول کو اتنا سخت کرنے کی کوشش کرتی ہے تو مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ یہ موجودہ حکومت Limited company میں تبدیل ہو رہی ہے جس کا ایم ڈی چیف منسٹر ہے اور جس کے ڈائریکٹر منسٹرز ہیں کہ جس کو چاہیں کان سے پکڑیں اور اٹھا کر باہر پھینک دیں۔ تو یہ لیمٹڈ کمپنی میں تبدیل ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب تشریف رکھیئے۔

مہر ظفراللہ خاں بھروانہ۔ جناب والا! یہ مسئلہ روز مرہ کا وطیرہ بن چکا ہے اور ہم جناب کی خدمت میں بار بار عرض کرتے ہیں کہ اس ہاؤس کا ہر رکن معزز ہے اور کافی لوگوں نے منتخب کر کے بھیجا ہے ہماری اپوزیشن کے خاص کر دو ممبران ہمیشہ اچھی زبان استعمال نہیں کرتے اور گالیاں تک دیتے ہیں۔ اور جناب والا! اگر آپ یہ محسوس نہ کریں تو میں یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہوں کہ یا تو آپ چاہتے ہیں کہ یہ گالیاں ان کو دی جائیں یا آپ ان کو اجازت نہ دیا کریں۔ جناب والا! یہ تو بجا ہے کہ جناب چیئرمین کسی کو بولنے کی اجازت دے سکتے ہیں لیکن حزب اختلاف کا کردار جناب والا! نے پہلے بھی دیکھا ہے اس طرح نہیں ہوتا کہ وہ کسی کو گالیاں دیں وہ تنقید کرتے ہیں۔ اسی حزب اختلاف میں ایسے آدمی بھی ہیں جو تنقید کرتے ہیں لیکن بعض ایسے ممبران ہیں جو اپنی باتوں میں ایک دفعہ ضرور گالی دے جاتے ہیں۔ ویسے اگر جناب والا! اگر پسند کرتے ہیں تو ہمارے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جناب والا! فارسی کا ایک شعر ہے۔

آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

لیکن ان کو یہ نہیں چاہئے کہ وہ ایسی غلط زبان استعمال کریں۔

جناب سپیکر۔ بھروانہ صاحب یہاں کس نے کسی کو گالی دی ہے؟

(طاہر احمد شاہ صاحب اور راہی صاحب اپنی نشستوں سے کھڑے ہوئے)

شاہ صاحب تشریف رکھئے راہی صاحب تشریف رکھئے۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر جناب راہی صاحب نے سارے ہاؤس کی بے عزتی کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ Limited company ہے یہ بازاری باتیں ہیں۔ یہ Limited Company نہیں عوام کے نمائندے ہیں۔ خدا کے لئے انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ یہ Limited Company ہے جو Corruption کو بند کرنا چاہتی ہے جو corrupt افسروں کو پکڑنا چاہتی ہے۔ اسے انہوں نے Limited Company بنا دیا ہے۔ ہوش سے بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ میاں افضل حیات صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! یہاں پہ خوامخواہ ایسی باتیں کی گئیں۔ کچھ ایسے نادان دوست ہوتے ہیں جو more loyal than the king ہوتے ہیں کہ۔ جناب والا! کچھ ایسے نادان دوست ہوتے ہیں جو کہ خواہ مخواہ ایسی بحث کو شروع کر دیتے ہیں جس کا کسی بات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جناب راہی صاحب نے جو بات کی اپنی تقریر میں انہوں نے کسی کو کسی قسم کی کوئی گالی نہیں دی اور نہ ہی حزب مخالف کے کسی ممبر نے کبھی کسی کو گالی دی ہے البتہ کسی وقت تنقید سخت ہوتی ہے کسی وقت تنقید نرم ہوتی ہے اپنا اپنا لہجہ ہوتا ہے۔ جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہے اس کو یونہی طول دے کر خوامخواہ غلط تاثر دیا گیا ہے اور حزب مخالف پر غلط الزام لگایا گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! بات یہ ہے اچھے لوگوں کو ہماری باتیں اچھی لگیں اور برے لوگوں کو ہماری باتیں بری لگیں۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب تشریف رکھیئے راجہ خلیق اللہ خان صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ خاصی بحث ہو چکی ہے لہٰذا...

Under rule 181 of the Rules of Procedure, I beg to move-

That the question be now put.

Mr. SPEAKER: Motion moved and the question is-
That the question be now put.

(Motion was carried)

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ میں جناب راجہ خلیق اللہ خاں صاحب کی motion پر فیصلہ دے چکا ہوں کہ۔ question has been put

سید طاہر احمد شاہ۔ جیسا کہ حکومت کی خواہش ہے پورے نظم و ضبط کے ساتھ ہمارے نظریات اور ہماری آرا ریکارڈ پر آ جائیں مگر آپ نے خوامخواہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر ہمیں ہمارے حق سے محروم کر دیا ہے اور ہم مجبور ہوں گے کہ آج نہ چاہتے ہوئے بھی احتجاج کریں اور بھرپور طریقہ سے احتجاج کریں اور اب ہم واک آؤٹ کریں۔

چودہری محمد رفیق۔ جناب والا ! میں معزز ایوان کے معزز ارکان سے جن میں معزز خواتین و حضرات شامل ہیں ان سے میں پیشگی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنے کی جرات کرتا ہوں (ہاتھ جوڑ کے معذرت کرتا ہوں) اس معزز ایوان میں قانون سازی نہیں ہوتی ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ اس لئے جناب والا ! میں خود اس معزز ایوان کی کارروائی کا واک آؤٹ کرتا ہوں اور باہر جا رہا ہوں۔

(ایوان کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز یہ الفاظ غیرپارلیمانی ہیں غیر مہذب ہیں ان کو حذف کیا جاتا ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ پوائنٹ آف آرڈر سر جناب والا ! آپ نے یہ انتہائی مہربانی فرمائی اور ذہانت کا بڑا ثبوت دیا کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حزف کروایا۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ان الفاظ کا محض کارروائی سے حذف کروا دینا اتنے بڑے نمائندگان کے لئے ناکافی ہے۔ میں آپ سے گذارش کروں گی اور اس ہاؤس کی طرف سے بھی آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ جن صاحب نے یہ الفاظ استعمال کئے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ کیونکہ انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ " فکر ہر کس بقدر ہمت اوست " اور انہوں نے اپنی

☆ ☆ ☆ (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

انتہائی low mentality کا ثبوت دیا ہے اس سے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے زیادہ کوئی بھی گرا ہوا ذہن نہیں ہو سکتا جو انہوں نے یہاں پر آج ثبوت پیش کر دیا ہے اور آپ ان کے خلاف کارروائی کریں اور یہ کارروائی سے حزف کرنا ناکافی ہو گا۔

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ اس کو کارروائی سے حزف کرنا درست ہے وہ اپنے الفاظ واپس لیں اگر آج نہیں تو کل جب وہ اجلاس میں آئیں تو ایک معافی نامہ دیں ورنہ ان کو ہاؤس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ وہ معافی مانگیں ورنہ ہم ایک اور تحریک لائیں گے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں گے جناب چیمہ صاحب۔

چودہری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا! یہ جو الفاظ کہے گئے ہیں نہ صرف اصول کی توہین کی گئی ہے بلکہ اس ہاؤس کی بھی توہین کی گئی ہے حذف کرنے کا جہاں تک تعلق تھا جناب والا نے حکم صادر کر دیا۔ میں جناب کی اجازت سے یہ قرارداد مذمت پیش کرتا ہوں اور اپنے دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ایسے شخص کے خلاف جو کہ کسی کا تقدس نہ رکھے ایک قرارداد مذمت پاس کی جائے اور آئندہ کے لئے جناب والا! اپنے وسیع تر اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ایسی قدغن لگا دیجئے کہ آئندہ کے لئے کسی کو بھی ایسی بات کہنے کی جرات نہ ہو۔

(نعرہ ہائے تحسین)

Mr. SPEAKER: Order please

Motion moved and the question is-

That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 1987, be taken into consideration at once.

(Motion was carried)

Clause-2

Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 is under consideration. There is no amendment.

The question is-

That Clause 2 do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

Clause-3

Clause 3. There is no amendment.

The question is-

That Clause 3 do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

Clause-1

Clause 1. There is no amendment.

The question is-

That Clause 1 do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

Preamble

Now, Preamble of the Bill is under consideration.

There is no amendment.

The question is-

That preamble do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

Long Title

Long Title of the Bill is under consideration.

There is no amendment.

The question is-

That Long Title do stand part of the Bill,

(Motion was carried)

MINISTER FOR LAW: I beg to move-

That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill be passed.

Mr. SPEAKER: The motion is-

That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 1987, be passed.

There is nobody to oppose it.
The question is-
That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, be passed.
(Motion was carried)

نوابزادہ مظفر علی خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! میں درخواست کروں گا کہ چودہری محمد اعظم چیمہ نے جو قرارداد مذمت پیش کی ہے اسے بھی ہاؤس کے سامنے put کیا جائے۔ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جسے ہم نظرانداز یا درگزر کر دیں۔ یہاں اس ایوان میں معزز خواتین بھی ہیں جو ہماری مائیں' بہنیں اور بیٹیاں بیٹھی ہیں۔ ایک شخص کو یہ بھی احساس نہیں کہ اس ایوان میں ان بہنوں۔ ماؤں اور بیٹیوں کی موجودگی میں ایسے الفاظ بھی کہے جا سکتے ہیں۔ آج اگر اس پر کوئی نوٹس نہ لیا گیا تو جناب والا ! یہ آئندہ کا معمول بن جائے گا۔ جناب سپیکر۔ میں وزیر قانون صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس بارے میں کچھ مناسب سمجھیں تو اظہار خیال فرمائیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ یہ بات مصدقہ ہے کہ حزب اختلاف ایوان کا اتنا ہی اہم حصہ ہے جتنا کہ گورنمنٹ بنچز۔ اسی بات کے لئے Democratic Set up کو چلانے کے لئے آپ کے علم میں ہے کہ ہماری ننھی منی حزب اختلاف جس کی ہم ناز برداری کرتے چلے آ رہے ہیں اور اس ناز برداری کی آڑ میں یقین کیجئے اس ہاؤس کی عزت کے پرخچے اڑائے گئے۔ اس ہاؤس کے ہر اس ممبر کی بے عزتی کی گئی جس نے اٹھ کر بات کرنے کی کوشش کی۔ اور ہر اس بات کو یہاں تک کہ لوگوں کو رنگ ماسٹر کہا گیا۔ یہاں تک لوگوں کو مسخرے اور مزاحیہ کہا گیا۔ یہاں تک لوگوں کو پاگل پن سے منسوب کیا گیا۔ یہاں تک لوگوں کو کیا کچھ نہیں کہا گیا لیکن ہم اب تک یہ اسی لئے برداشت کر رہے تھے کہ یہ چند افراد ہمارے ہاؤس کا حصہ ہیں۔ اور اس ہاؤس کی روایات کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیں ان کی عزت اتنی ہی عزیز ہے جتنی کہ ان کو ہماری عزت مطلوب ہونی چاہئے۔ لیکن نوٹس میں یہ آ رہا ہے کہ اس بارے میں جناب کی تمام تر کوشش کے باوجود اور آپ نے میرا خیال ہے حتی الوسیع کوشش کی ہے کہ حزب اختلاف کو ساتھ لے کر چلا جائے اور ہم نے بھی اس بارے میں مکمل ساتھ دیا ہے کہ حزب

اختلاف کو ہم ہر معاملے میں ساتھ لے کر چلیں۔ ان کی جو مناسب ناز برداری ہے وہ ہم برداشت کریں لیکن ہوتا یہ ہے اور یہاں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ایک ایسا اکھاڑا بنا دیا گیا ہو جس میں اگر کوئی شریف آدمی اٹھ کر بات کرنے کی جسارت کرے تو اس کو اس طرح مطعون کر کے اس کو condemn کر کے اس کو Abuse کر کے اس کو گالی گلوچ کر کے یہاں ایسی باتیں کی گئی ہیں جس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے کوئی حد ہونی چاہئے کہ کہاں تک ان کو اس کے لئے اجازت دی جا سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ قرارداد مذمت جو پیش کی گئی ہے یہ قرار داد مذمت کوئی ناواجب بھی نہیں ہے اور غلط بھی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسمبلی میں مثالیں موجود ہیں ریکارڈ پر موجود ہیں کہ جب کسی حزب اختلاف کے ممبر کا یا کسی بھی ممبر کا Conduct اس طرح ہاؤس کے لئے Abusive ہو جائے اتنا اس کے لئے قابل گرفت ہو جائے کہ جب کوئی اس کا چارہ کار نہ رہے تو قرارداد مذمت پیش ہوتی رہتی ہے اور ہوئی ہے اور اس کو باقاعدہ پاس کیا گیا ہے۔ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسا امر مانع نہیں ہے کہ اگر کسی ہاؤس کے Conduct کو اس طرح Abuse کیا جائے اور اس طرح لوگوں کو بے عزت کیا جائے اور ایسے الفاظ بار بار ادا کئے جائیں تو اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ اس میں قرارداد مذمت پاس کی جائے۔ یہ البتہ بات سوچنے کی ہے گو وہ یہاں موجود نہیں ہیں ان کی عدم موجودگی میں کی جائے ان کی موجودگی میں کی جائے لیکن چونکہ آج بات ہوئی ہے اس لئے ایسے الفاظ جو کہ ہاؤس پر ایسا کلنک کا ٹیکہ ہیں ان کو حذف کر دینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس بارے میں ان کو Condemn کیا جائے اور آئندہ اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس کی مثال قائم کرنا چاہتے ہیں کہ آئندہ اگر وہ ہاؤس کی power کو Abuse کریں گے تو ہم اس کے لئے مجبور ہوں گے کہ اس ممبر کی ان کی لفاظی پر ان غلط الفاظ پر اور اس Abusive language پر اس کو Condemn کیا جائے اور آئندہ یہ ان کی جرات نہیں ہونی چاہئے کہ ہاؤس کو وہ اس طریقہ سے استعمال کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ جتنی مرضی لمبی لمبی تقریریں کریں لیکن یہ بات کہ لمبی تقریر میں ہاؤس کے وقت کا ضیاع ہو یا ایک ہی بات کی وہ Repetition کرتے رہیں آپ کی طرف سے ان کو ہر

ممکن موقع دیا جائے اور میں سمجھتا ہوں انہوں نے انتہائی غلط بات کی ہے اور ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ جناب والا! ان کو ہاؤس میں آنے کی اجازت نہ دی جائے جب تک وہ یہاں آکر معذرت نہیں کرتا۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب سپیکر! چودہری محمد رفیق صاحب نے جو الفاظ کہے ہیں کوئی باشعور آدمی یہ الفاظ ہاؤس میں کھڑے ہو کر کہنے کے لئے میرے خیال میں تیار نہیں۔ لہٰذا اس کے خلاف ہر قیمت پر کوئی نہ کوئی کارروائی بھی کی جائے اور ساتھ ساتھ یہ خدشہ ہے کہ اس کا دماغی توازن شاید خراب ہے اس کا ڈاکٹری معائنہ بھی کرایا جائے۔ ممکن ہے کہ وہ بیچارا پاگل ہی ہو۔ اس لئے کہہ دیا ہو۔

حاجی جمشید عباس چیمہ۔ جناب والا! ایک بات میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آپ کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں کہ اگر یہاں کوئی ایسی حرکت ہو تو اس کا آپ نوٹس لے سکیں؟

جناب سپیکر۔ جی ہیں۔

حاجی جمشید عباس چیمہ۔ جناب والا! اگر اختیارات ہیں تو آپ کو وہ استعمال ضرور کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر۔ اب مسئلہ جو اس وقت زیر بحث ہے وہ جناب محمد اعظم چیمہ صاحب کی طرف سے ایک قرار داد کی صورت میں ہاؤس کے سامنے پیش ہے جو انہوں نے میرے توسط سے پیش کرنی چاہی ہے۔ کہ چودہری محمد رفیق صاحب نے اس معزز ایوان میں نہایت ہی نازیبا قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں جن کا نوٹس لینا چاہئے اور اس سلسلے میں قرارداد مذمت پاس کرنی چاہئے۔

اس پر جناب وزیر قانون نے جناب محمد اعظم چیمہ صاحب کی اس بات کی تائید کی ہے کہ واقعی چودھری محمد رفیق صاحب نے نہایت ہی نازیبا قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں جس پر ایکشن ہونا چاہئے۔

جناب راجہ خلیق اللہ خان صاحب نے اس میں ایک ترمیم پیش کی ہے کہ چیمہ

صاحب کی اس قرارداد مذمت کی بجائے معزز ممبر کو ہاؤس میں اس وقت تک آنے کی اجازت نہ دی جائے جس وقت تک وہ اس بات پہ تاسف کا اظہار نہ کریں یا وہ ایوان سے معذرت نہ چاہیں۔

جناب حاجی جمشید عباس تھیم صاحب نے مجھے میرے اختیارات یاد دلائے ہیں اور مجھے انہوں نے کہا ہے کہ اگر آپ کے پاس اختیارات ہیں تو آپ ایسی کہی گئی بات پہ نوٹس لیں۔ تو اب میں پوچھنا چاہوں گا کہ جناب محمد اعظم چیمہ صاحب کی قرارداد پر عملدرآمد ہونا چاہئے وہ آپ کے سامنے پیش کی جائے۔ یا قرارداد میں جو راجہ خلیق اللہ خان صاحب نے ترمیم پیش کی ہے اس ترمیم پر عمل درآمد ہونا چاہئے۔

(قطع کلامیاں)

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! میں نے سب سے پہلے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ انہوں نے جو نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں اس پر ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر۔ بالکل درست ہے۔ اب میں جناب وزیر قانون سے حتمی طور پر پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ چیمہ صاحب کی قرارداد ایوان میں پیش کی جائے یا راجہ خلیق اللہ خان صاحب کی ترمیم ایوان میں پیش کی جائے؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا! اس نے سارے ایوان کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ جیسا کہ تھیم صاحب نے فرمایا ہے آپ اپنے اختیارات استعمال کریں۔ ورنہ کل کو ہر آدمی گالی دے گا اور پھر معافی مانگ لے گا۔ اس نے ہمارے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ بچیوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ پریس کو مجروح کیا ہے اسمبلی کو مجروح کیا ہے۔ جناب اس پر ایکشن لینا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ میں تو اپنے طور پر اس کا نوٹس لیتا۔ لیکن چیمہ صاحب نے قرارداد پیش کر دی تھی اور اس پر بحث و تمحیص شروع ہو گئی تھی کہ اس کو ایوان کے سامنے پیش کیا جائے۔ چونکہ وزیر قانون صاحب ایوان میں حزب اقتدار کے spokesman کی حیثیت سے بات کرتے ہیں۔ تو چیمہ صاحب کی طرف سے جو بات ہے وہ بھی ان کے پیش نظر ہے راجہ

خلیق اللہ خان صاحب اور باقی صاحبان کی طرف سے جو بات ہے وہ بھی ان کے سامنے ہے۔ تو میں چاہوں گا کہ وہ حتمی طور پر بتائیں۔

وزیر قانون۔ میں عرض کروں گا کہ چیمہ صاحب کی قرار داد ایوان میں پیش کی جائے۔ کیونکہ جو دوسری بات ہے وہ تو اس کا پہلا مرحلہ تھا کہ وہ تاسف اور معذرت کا اظہار کرتے اس کے بعد یہ ہو سکتا تھا۔ چونکہ چیمہ صاحب کی قرار داد آ چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی ہے اور ان کی قرار داد مذمت ایوان میں پیش ہونی چاہئے۔ میں چیمہ صاحب کی قرار داد کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ اب یہ بات طے ہو گئی۔ چیمہ صاحب اس پر آپ لکھ کر دینا چاہتے ہیں یا جو آپ نے زبانی بات کی ہے وہی کافی ہے۔

چودہری محمد اعظم چیمہ۔ عالی جاہ جو میں نے زبانی بات کی ہے اگر اجازت ہو تو میں اس کو دہرائے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائے۔

چودہری محمد اعظم چیمہ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ جناب کے توسط سے میں بڑے ادب سے اس معزز ایوان میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ آج تقریر کرتے ہوئے چودہری محمد رفیق صاحب نے جو نازیبا اور ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں ان کی پاداش میں میں قرارداد مذمت پیش کرتا ہوں اور اپنے دوستوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اس قرارداد کا ساتھ دیں تاکہ آئندہ کسی کو بھی ایسی جرات نہ ہو سکے خواہ وہ اپوزیشن کی طرف سے ہو خواہ حزب اقتدار کی طرف سے ہو۔ جہاں تک میرے معزز دوست راجہ خلیق اللہ خان صاحب نے فرمایا ہے اس کے بارے میں عرض کروں گا...

جناب سپیکر۔ چیمہ صاحب اب بات طے ہو گئی ہے۔ آپ کی طرف سے قرارداد پیش ہو گئی ہے۔ میں اس کو دہرائے دیتا ہوں۔ جناب اعظم چیمہ صاحب نے یہ قرارداد پیش کی ہے کہ چودہری محمد رفیق صاحب نے اس معزز ایوان میں جو نہایت ہی نازیبا اور ناشائستہ الفاظ ادا کئے ہیں اس پر قرارداد مذمت پاس کی جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ حکمت عملی کے اصولوں پر بحث جاری تھی۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک لمحے کے لئے میری بات سن لیجئے کہ اس قرارداد سے میں مطمئن نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ صرف رفیق صاحب کا معاملہ نہیں ہے۔ بلکہ اپوزیشن کے تمام اراکین مختلف اوقات میں ہمارے وزراء اور اس ایوان کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں اس کے لئے آپ کوئی قانون وضع کیجئے۔ آپ اس میں ذمہ دار ہیں اور ایوان کے Custodian ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ یہ معاملہ آپ اپنے ہاتھ میں لیجئے اور ایسا قانون وضع کیجئے اور ایسا لائحہ عمل تیار کیجئے کہ اپوزیشن کا کوئی بھی شخص کسی کو ایسے نازیبا الفاظ نہ کہہ سکے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ بیگم صاحبہ۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قرارداد مذمت تو پاس ہو گئی ہے۔ لیکن میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ ان کے خلاف کارروائی کریں۔ میں چاہوں گی کہ آپ اس کے متعلق فرمائیں کہ کیا آپ ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں؟ کیونکہ یہ بات کوئی آج کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں نے یہ معمول بنا لیا ہے۔ روزانہ ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ آپ ان کے خلاف کارروائی کے لئے کوئی قدم اٹھائیں تاکہ انھیں کم از کم یہ احساس ہو سکے کہ آئندہ کے لئے ایسی ناشائستگی ایوان میں نہیں ہو سکے گی۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ جو نازیبا اور ناشائستہ رویہ ہے اس کا جواب تو اس کے حساب سے بھی دیا جا سکتا ہے اور آپ نے اس کے خلاف اختیارات استعمال بھی کئے ہیں۔ اگر اختیارات اتنے ہی محدود ہوں تو ہمارے ایک ساتھی نے یہ بھی بتایا تھا کہ ان کے ساتھ دوسری طرح بھی نمٹا جا سکتا ہے۔ تو اختیارات واقعی شائستہ طریقے سے استعمال ہونے چاہیں۔ لیکن ان کی طرف سے کوئی شائستگی نظر نہیں آتی۔ اس لئے یہ دیکھ لیں کہ اختیارات کس حد تک ان کے خلاف استعمال ہو سکتے ہیں اور کس حد تک نہیں ہو سکتے۔ ورنہ کئی لوگ اس بارے میں چاہتے ہیں کہ ہم ان کے خلاف اپنے اختیارات خود استعمال کر

لیتے ہیں۔ لیکن درخواست یہی ہے کہ کل ان سے باقاعدہ گزارش کی جائے کہ مہربانی کریں ایوان کو ایوان سمجھ کر چلائیں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ایوان میں اس طرح کی گفتگو کی جائے۔ یہ بات کوئی اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ یہ بات بڑی تکلیف دہ ہے۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اول تو اس ہاؤس میں یہ غلط روایت قائم کی گئی ہے کہ کسی فاضل رکن کے خلاف قرارداد مذمت پاس کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جناب کی کمزوری ہے۔ جناب کے پاس اختیارات تھے اور عوام میں ہماری اس قرارداد کا مذاق اڑایا جائے گا۔ ہمارے اس تمام ہاؤس کی توہین ہے۔ آپ اس کو سزا دیتے کہ اس اجلاس میں یا اگر وہ آج نہیں تھا تو آئندہ تمام اجلاس کے لئے اس کا داخلہ بند کر دیتے۔ قرارداد مذمت سے اس کو کیا فرق پڑا۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کل کو اگر کوئی رکن بولتا ہوا سپیکر صاحب کی شان میں کوئی غلط لفظ کہہ دیتا ہے تو اس کے لئے بھی قرار داد مذمت پیش کرو گے؟ وہ یا تو معافی مانگتا یا آپ اس کو سزا دے سکتے تھے کہ آئندہ اجلاس تک وہ ہاؤس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ وہ چونکہ آج واک آؤٹ پر ہے لیکن اس قرارداد مذمت سے کیا حاصل ہو گا؟ یہ ریکارڈ پر ایک ایسی چیز لے آئے کہ کل کو ہر ممبر کے خلاف قرارداد مذمت پیش ہوا کرے گی۔ آپ کو اپنے اختیارات بروئے کار لانے چاہئیں تھے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چودہری محمد صدیق سالار۔ یہ ایوان کی روایت رہی ہے کہ آٹھ آٹھ ممبروں کو سپیکر صاحب نے ایوان سے باہر نکال دیا کہ آپ کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتے۔

جناب سپیکر۔ میں نے اس فیصلے سے پہلے یہی بات کی اور سارے ایوان کے سامنے میں نے یہ بات دہرائی۔ جب یہ بات کی گئی تو اعظم چیمہ صاحب نے چیئر کے توسط سے ایوان کے سامنے ایک قرارداد مذمت پیش کی۔ اس کے بعد راجہ خلیق اللہ خان صاحب نے مجھے یاد دلایا کہ آپ خود اس پر ایکشن لے سکتے ہیں۔ مجھے یہ پہلے بھی یاد تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب یہ بات ہو گئی اسی وقت جناب اعظم چیمہ نے یہ قرارداد پیش کر دی اور اس قرارداد پر بحث شروع ہو گئی۔ تو میں نے حتمی طور پر جناب وزیر قانون سے یہ دریافت کیا کہ

آپ حزب اقتدار کی نمائندگی کرتے ہیں۔ آپ فرمایئے کہ اعظم چیمہ صاحب کی قرارداد ایوان میں پیش کی جائے یا راجہ خلیق اللہ خان صاحب کی ترمیم ایوان میں پیش کی جائے یا میں اپنی طرف سے فیصلہ دوں۔ جو حاجی جمشید صاحب نے تیسری بات کی تھی۔ تو اس پر جناب وزیر قانون نے یہ ارشاد فرمایا اعظم چیمہ صاحب کی قرارداد ایوان میں پیش کر دی جائے۔ تو میں نے اعظم چیمہ صاحب کی قرارداد ایوان میں پیش کر دی جو قرارداد آپ نے پاس کر دی اور میں اب یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی بڑی بات ہے اتنی بڑی بات یہ ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ اس پورے ایوان نے اعظم چیمہ صاحب کی قرارداد مذمت اپنے ایک ساتھی رکن کے بارے میں پاس کر دی اس سے بڑی سزا کسی کو کیا دی جا سکتی ہے اور یہ واقعہ پہلی دفعہ ہوا ہے اور اس کے بعد کچھ صاحبان فرما رہے ہیں کہ ہماری ابھی تک تسلی نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد کسی اور بات کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! آپ کی ☆

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھئے میں رانا پھول محمد خان صاحب کے الفاظ کو کارروائی سے حزف کرتا ہوں۔ جو انہوں نے ادا کئے ہیں۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب میں نے تو ایسے کوئی الفاظ ادا نہیں کئے۔

جناب سپیکر۔ آپ کو علم ہونا چاہئے کہ آپ نے اپنے منہ سے کیسے الفاظ ادا کئے ہیں۔ اور وہ الفاظ کیا مطلب ادا کرتے ہیں۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب میں نے ☆ ☆ ☆ ☆ کے الفاظ کہے تھے۔ میں ان کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ میں نے یہ الفاظ کارروائی سے حزف کر دیئے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! آپ نے یہ بات درست فرمائی ہے کہ پوری اسمبلی ایک قرارداد مذمت کسی ممبر کے خلاف پاس کرے آپ اس کو یونہی سمجھ رہے ہیں اس کے علاوہ کسی کارروائی کی ضرورت ہے؟ رانا صاحب کو یہ بات نہیں کہنی چاہئے تھی۔ جناب والا! ایوان

☆☆☆ (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

کو Adjourn کرنے سے پہلے ایک عرض ہے۔

جناب سپیکر۔ Principles of policy پر بات ہو رہی تھی کیا آپ اس کو آج Wind up کریں گے۔

حکمت عملی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد کی رپورٹ پر بحث

وزیر قانون۔ درست ہے wind up کر دیتے ہیں۔ جناب والا! میں عرض کروں جیسا کہ فاضل اراکین نے اس پر مدلل بحث کی ہے۔ جناب والا! آئین پاکستان کے آرٹیکل 22 پارٹ II کے تحت guide line حکومت کے لئے بھی اور حکومت کے ہر محکمے کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے حکومت کی پالیسی کے مطابق اسمبلی میں رپورٹ پیش کرے۔ اور اس کے لئے ضروری آرٹیکل 29 ہے۔

جناب سپیکر۔ آرڈر۔ آرڈر۔

وزیر قانون۔ جناب والا! اس میں فاضل ممبران نے کافی نکات اٹھائے اور اس میں جو حکومت نے لکھا ہے اور جو تمام محکموں کے لئے پابندی کے لئے ضروری ہیں ان پر کہاں تک عملدرآمد ہوا ہے۔ اس میں بے شمار باتیں کہی گئیں اور کئی مقررین نے اس میں حصہ لیا جس میں معاشرہ کو صحیح سانچے میں ڈھالنے کی بات ہوئی اس میں سادگی کو اپنانے کی بات ہوئی اس میں مقامی فرقہ پرستی کی بات ہوئی اس میں Local Bodies کے اداروں کی بھی بات ہوئی۔ اور اسلامی قوانین کو رائج کرنا اور قرآن پاک کو تقدس کی بات ہوئی میں چند باتوں کے لئے یہ عرض کرنا چاہوں گا بے شک ابھی تک ہم اس مقام تک نہیں پہنچ سکے۔ ابھی تک ہم اپنی منزل کے اس کنارے تک نہیں پہنچ سکے جس کا ذکر Principles of policy میں کیا گیا جو متفقہ طور پر ایک قوم کی حیثیت سے ہمارا ارادہ ہے۔ ایک مقصد ہے۔ لیکن میں محض اس بات پر اکتفا کروں گا۔ کہ مختلف اداروں میں حکومت کے مختلف انسٹی ٹیوشن ہیں اور حکومت کی مختلف پالیسی ہیں۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد اقبال کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

لیکن میں یہ بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ملک پر ایک وقت ایسا بھی آ گیا تھا جب لادینیت کا پرچار سرعام ہوتا تھا۔ اس ملک میں فحاشی' عریانی' بے راہ روی سڑکوں پر اور چوکوں پر ننگی ناچتی تھیں کسی پر کوئی قدغن نہیں تھی۔ معاشرے کو ریاکاری اور بے راہ روی دینے کی کوشش کی جا رہی تھی اس میں میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے حکومتی ادارے جو نشرو اشاعت کے ادارے تھے۔ چاہے وہ ٹیلیوژن ہو وہ اخبارات ہوں چاہے وہ ریڈیو ہوں ان پر فحاشی کے ایسے ایسے مناظر دکھائے جاتے تھے ایسی ایسی فلمیں دکھائی جاتی تھی کہ ایک ہی گھر میں بیٹھ کر ایک ہی خاندان کے افراد کو مل بیٹھ کر ٹی وی دیکھنے کی جسارت نہیں ہوتی تھی اس کے خلاف پوری قوم نے آواز اٹھائی اور اس میں یہاں تک نوبت آن پہنچی تھی کہ لوگوں کی عزتیں تک محفوظ نہ رہیں دن دہاڑے لوگوں کی عزتیں لوٹی جاتی تھیں لڑکیوں کو سکول سے آتے ہوئے اغوا کر لیا جاتا تھا اس میں ایسے ایسے واقعات ہوتے تھے کہ حزب اختلاف کے معزز ممبر جو ہوتے تھے یا حکومت کے وہ ارکان جو حکومت سے اختلاف رکھتے تھے۔ ان کے خلاف ایسے ایسے مقدمات قائم کئے جاتے تھے کسی پر باریوں کے مقدمے قائم ہوئے کسی پر بھینسوں کے مقدمے قائم ہوئے اور کسی کو قتل کرایا گیا معاشرہ ایک ایسی طرف چل نکلا تھا لیکن اللہ کا فضل ہے کہ پوری قوم نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور اب موجودہ حکومت معاشرہ کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ اور تمام برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سودی کاروبار کو ختم کیا جا رہا ہے۔ اور اس بارے میں میں یہ بھی عرض کروں سادگی کو اپنانے کے لئے طور طریقے وضع کر لئے گئے ہیں۔ اس پر عملدرآمد بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ معاشرہ میں قرآن مجید کے مراتب کے لئے اور سکولوں میں پڑھانے کے لئے یونیورسٹی میں اس کو پڑھانے کے لئے حتیٰ کہ معاشرہ کے ہر طبقہ کے لئے حکومت کے ہر ادارے میں یہ کوشش کی جا رہی ہے اسلامی نقطہ نظر کو رائج کیا جائے۔ اور غیر اسلامی چیزوں کو اس معاشرہ سے خارج کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں شک نہیں کہ فرقہ واریت اور مقامیت کو رواج دینے کے لئے چند قوتیں اس ملک میں برسرپیکار ہیں۔ لیکن

اس ملک کے دانشور اور تمام قوم ان لوگوں کو condemn بھی کرتی ہے اور ان سیاہ چہروں کو جانتی بھی ہے جو اس ملک کو تخریبی عناصر سے پاک کرنے میں آڑے آ رہے ہیں۔

اب حکومت نے مختلف عدالتی کارروائیوں کے ذریعے مختلف قوانین کے ذریعے رشوت اقربا پروری اور دیگر تمام برائیوں کو ختم کرنے کے لئے اس میں steps لینے شروع کئے۔ اس پر کئی ایک قوانین بھی وضع کئے گئے ہیں۔ اس میں خصوصی عدالتوں کا قانون بھی رائج کیا گیا ہے تاکہ ان بدمعاشوں اور ان غنڈہ عناصر سے خوب اچھی طرح نپٹا جائے جو اس معاشرے کا امن تہہ و بالا کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بحث کو طول نہیں دینا چاہتا لیکن یہ میں اپنی طرف سے عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک سرمایہ اور زکوٰۃ میں کچھ خرابیاں ہیں اس کو درست کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے لئے کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے۔ سوالنامہ کے ذریعہ کوشش یہ ہو رہی ہے کہ مقامی زکوٰۃ کی collection میں اور اس کی تقسیم میں جو خرابیاں ہیں ان کو دور کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ جو آمدنی میں تفاوت ہے اس کو دور کرنے کے لئے قوانین وضع کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں ایسے ٹیکس لگائے جائیں اور ایسے طبقوں کو مراعات دی جائیں جن کی آمدنی برابر نہ ہو۔ اس طرح ان کی آپس کی تفاوت اور آپس کی آمدنی کی تفریق ہے اس کو ختم کرنے کے لئے پوری کوشش کی جائے۔

جناب والا! جہاں تک یہ بات کی گئی کہ مقامی ادارے لوکل کونسل کے اداروں کے اختیارات میں یہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے سر یہ بہت بڑا سہرا ہے کہ نہ صرف لوکل کونسلوں کے دو الیکشن ہو چکے ہیں بلکہ موجودہ حکومت اس بارے میں بھرپور تیاری کر رہی ہے کہ مقررہ میعاد کے اندر رہ کر ہم ان لوکل اداروں کے الیکشن دوبارہ کروائیں تاکہ یہ پھلے پھولیں اور ان اداروں کو مزید طاقتور بنایا جائے تاکہ لوگوں کے جو مقامی مسائل ہیں وہ حل ہو سکیں۔ ان کے اختیارات میں جو تھوڑی بہت کمی ہے ان کے ساتھ ہی ساتھ جب وہ سن بلوغت کو پہنچیں گے اور ان کی تمام تر ذمہ داریاں انشاء اللہ ان کے سپرد کر دی جائیں گی اور ان کو مثالی ادارے بنانے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

جناب والا! جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے اور نکات کا تعلق ہے یا فوری انصاف کی

فراہمی' خواتین کے حقوق کے بارے میں بات ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان تمام باتوں کے لئے حکومت کوشاں ہے کہ تعلیم کو بہتر سے بہتر بنایا جائے ٹیکنیکل تعلیم کو ایگروبیس بلکہ تمام انڈسٹری کو نہ صرف فروغ دیا جائے نہ صرف تعلیم کو بہتر بنایا جائے بلکہ ہر ایک شخص کے لئے اس کے گھر کے نزدیک ترین انہیں ادارے مہیا کئے جائیں۔ سکول بنائے جائیں۔ ہسپتال بنائے جائیں۔ سڑکیں بنائی جا رہی ہیں۔ بجلی گھر گھر پہنچائی جا رہی ہے۔ صاف پانی کے منصوبے۔ ہسپتال سڑکیں بجلی اور اس کے ساتھ جو دیہی معاشرے میں ترقیاں ہو رہی ہیں میں سمجھتا ہوں یہ تمام اقدامات اس طرف ہو رہے ہیں جس طرف کہ ہماری Principles of policy اور guide line اشارہ کرتی ہیں۔ یہ وہ پہلی حکومت ہے جس نے بجٹ کا ستر فیصد سے زائد حصہ اپنے دیہی معاشرے پر صرف کرنا شروع کر دیا ہے تاکہ ان کی حالت اچھی ہو ان کو صاف پانی پینے کے منصوبے بھی ملیں ان کو ہسپتال جیسی سہولتیں میسر آئیں۔ ان کو تعلیم ان کے گھروں کے نزدیک مل سکے۔ ان کے لئے سڑکیں موجود ہوں۔ ان کو اپنی اجناس منڈیوں تک لانے کے لئے سہولتیں مہیا کی جائیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام باتیں جنہیں آج تک کسی حکومت کو کرنے کی توفیق نہیں ہو سکی لیکن موجودہ حکومت نے ہی forum provide کیا ہے۔

جناب والا ! موجودہ حکومت نے جمہوری اداروں کو پنپنے کا موقع دیا ہے اور ان نام نہاد سیاسی پارٹیوں کو ان لیڈروں کو جن کو گذشتہ سات آٹھ سال میں مارشل لاء کے دور میں بولنے کی جرات نہ ہوئی اور نہ مارشل لاء کے خلاف کچھ کرنے کی جرات ہوئی تو جب موجودہ ادارے قائم ہوئے تو ان کو یہ جرات ہوئی کہ ملک کے باہر سے اندر آئے اپنی تمام سیاسی سرگرمیاں جاری رکھیں اور تمام سیاسی کارکنوں کو بھی اس بات کی آزادی دی گئی کہ وہ آ کر اپنے ملک میں یہ ساری بات کریں اور حدود کے اندر رہتے ہوئے۔ قانون کے اندر رہتے ہوئے تمام سیاسی کارروائی کر سکتے ہیں جس کی ان کو پوری اجازت ہے۔ ملک میں کوئی ایسی قدغن موجود نہیں ہے اور انصاف کے متعلق میں اس سے بڑی بات کیا کر سکتا ہوں کہ پاکستان بننے کے بعد کئی ایک حکومتوں نے ان کے بنیادی حقوق کو ابھی تک واضح نہیں کیا تھا اور ان کو ابھی تک عدالتوں میں لے جانے کے لئے اجازت نہیں دی تھی۔ جناب جونیجو

صاحب کی یہ پہلی حکومت ہے جس نے عدالتوں کے تمام اختیارات بحال کئے اور اگر کسی کے بنیادی حقوق violate ہوتے ہوں تو ان کو عدالت میں جانے کی اجازت دی تاکہ ہائی کورٹ میں اور سپریم کورٹ میں جا کر وہ اپنے حقوق حاصل کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا قدم آج تک کسی حکومت نے نہیں اٹھایا۔

جناب والا ! آخر میں ان تمام باتوں کی روشنی میں اور ان تمام نکتہ ہائے اعتراض جو یہاں کئے گئے ہیں ان کی روشنی میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بے شک اس معاشرے میں تمام تر برائیاں جو پنپتی رہیں جو اس میں جگہ پاتی رہیں وہ چند دنوں میں تو ختم نہیں ہو سکتیں۔ لیکن موجودہ حکومت اس بات کا تہیہ کئے ہوئے ہے کہ اس ملک سے اس معاشرے سے Corruption کو دور کر کے اس میں خوشحالی لا کر اس کو اچھے راستے پر گامزن کیا جائے تاکہ پاکستان میں آئندہ آنے والی نسلیں امن و امان کے گہوارے میں اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ تو میں ان چند الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس بات کی یقین دھانی کراتا ہوں کہ حکومت اس بات کے لئے کوشاں رہے گی کہ ان Principles پر پوری طرح عملدر آمد ہو۔ بہت مہربانی شکریہ۔

جناب چیئرمین (چودہری محمد اقبال)۔ چودہری صاحب ! ایجنڈے پر ایک اگلی آئٹم ہے۔ اس پر کوئی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون۔ جناب والا ! کونسا آئٹم؟

جناب چیئرمین۔ اگلی آئٹم اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کے متعلق ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! اب تو ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اس کو پھر کسی وقت کر لیں گے۔

جناب چیئرمین۔ اس کو پھر کل پر رکھ لیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا ! کل تو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور کل جناب وائیں صاحب جو ایجوکیشن کے متعلق جواب دینے والے تھے۔ میں ان کی طرف سے استدعا کرنے والا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کہ چونکہ وہ کل یہاں موجود نہیں ہوں گے اسلام آباد یا پتا نہیں کس جگہ انہوں نے جانا ہے۔

جناب چیئرمین۔ تو اس پر آج آپ بات نہیں کرنا چاہتے؟

وزیر قانون۔ کس بات پر؟

جناب چیئرمین۔ ایجنڈے کی اگلی آئٹم پر۔

وزیر قانون۔ اگلی آئٹم پر اگر کوئی صاحب بولنا چاہتے ہیں تو بولیں لیکن ویسے تو ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اگلی آئٹم پر کوئی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں؟

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی منگل 27 اکتوبر 1987 صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

گوشوارہ (الف)

☆☆☆ (سوال نمبر2293 ملاحظہ فرمائیں)

گوشوارہ (الف) کے مطابق جیل وار مارشل لاء قیدیوں کی کل تعداد جو صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مقید ہیں۔

نمبر شمار	نام جیل	مارشل لاء قیدیوں کی کل تعداد
1	سنٹرل جیل ساہیوال	76
2	سنٹرل جیل ملتان	109
3	بورسٹل جیل بہاول پور	7
4	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	12
5	سنٹرل جیل بہاول پور	63
6	سنٹرل جیل راولپنڈی	70
7	سنٹرل جیل لاہور (کوٹ لکھپت)	168
8	سنٹرل جیل فیصل آباد	124
9	سنٹرل جیل میانوالی	100
10	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	14
11	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	5
12	زنانہ جیل ملتان	12
13	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	4
14	ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازی خان	3
15	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	9
16	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	3

17	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	12
18	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	12
19	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	3
20	ڈسٹرکٹ جیل جہلم	25
21	ڈسٹرکٹ جیل قصور	11
22	ڈسٹرکٹ جیل بہاول نگر	4
23	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان	13
24	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	5
25	ڈسٹرکٹ جیل گجرات	8
26	ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ	-
27	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	
28	سب جیل منڈی بہاؤالدین	-
	کل تعداد	872

گوشوار الف: فہرست مارشل لاء قیدیاں جو صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مقید ہیں۔

نمبر شمار	نام قیدی بمعہ ولدیت	پتہ	جرم	عدالت	کل سزا بمعہ تاریخ
1- سنٹرل جیل ساہیوال					
1	امجد ولد ابراہیم	فوارہ چوک اوکاڑہ	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان	25 سال مورخہ 78-12-3
2	محمد امین ولد عمردین	اعوان والا تھانہ مناواں لاہور	PPC 395 MLR 7'8	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر27 بہاولپور	25 سال 27-3-82
3	امیر ولد دلاور	چک L 9/120 تھانہ ڈیرہ رحیم ڈسٹرکٹ ساہیوال	PPC 149/148/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر21 ملتان	25 سال 19-10-82
4	محمد حنیف ولد عید محمد	بلاک نمبر اے اوکاڑہ سٹی	PPC 303/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر51 اوکاڑہ	7 سال 10-3-85
5	غلام محمد ولد اللہ بخش	چک نمبر L 9/82 تھانہ برج والا ساہیوال	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر21 ملتان	15 سال 22-3-81

6	مصطفیٰ شاہ ولد شیر شاہ	موضع ڈولا بالا تھانہ نور شاہ ضلع ساہیوال	MLR 34/36	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر55 ملتان 10 سال 21-5-85
7	عبدالشکور ولد قائم دین	چک نمبر129-GC تھانہ غازی آباد ضلع ساہیوال	MLR 7	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا 10 سال 18-12-82
8	سجاورا ولد ولی محمد	چک نمبر3/49 L تھانہ صدر اوکاڑہ	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر51 اوکاڑہ 10 سال 18-12-82
9	غلام محمد شمس دین	موضع گھاسکوری ضلع مظفر گڑھ	PPC 307/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان 17 سال
10	عبدالعزیز ولد نذیر احمد	چک نمبر259 WB تھانہ متھرو ڈسٹرکٹ وھاڑی	MLR 14 '8 '7	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان 15 سال 5-1-84
11	عطا بخش ولد انور	موضع ڈرانگا تھانہ حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ	PPC 149/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر51 اوکاڑہ 10 سال 1-8-83
12	مظہر ولد احمد دین	چک شفیع تھانہ ملکہ ہانس تحصیل پاک پتن ضلع ساہیوال	PPC 34/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر55 ساہیوال 15 سال 17-11-84

13	صفدر ولد خورشید	چک نمبر106 رب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	PPC 149/148/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر11 فیصل آباد	13 سال 15-6-80
14	عارف شاہ ولد غلام شاہ	چک نمبرL-121/9 تھانہ ڈیرہ رحیم ضلع ساہیوال	PPC 302/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر22 ملتان	15 سال 9-10-82
15	ناصر ولد دلاور	چک نمبرL-120/9 تھانہ ڈیرہ رحیم ضلع ساہیوال	PPC 302/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر22 ملتان	15 سال 9-10-82
16	وارث شاہ ولد امیر شاہ	موضع دلا بالا تھانہ نورشاہ ضلع ساہیوال	MLR 34/36	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر55 ساہیوال	10 سال 21-5-83
17	محمد یار ولد یوسف	موضع بھیرووال ضلع اوکاڑہ	9 '8 MLR 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر53 فیصل آباد	10 سال 17-5-83
18	صادق ولد لال دین	موضع پر نسپاد تھانہ افضل پور ضلع میرپور	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر53 فیصل آباد	10 سال 17-5-83
19	دلا ولد خان	موضع پر نسپاد تھانہ چک بیدی تحصیل پاک پتن ضلع ساہیوال	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر55 ساہیوال	20 سال 21-12-83
20	رشید ولد بوٹا	چک D-632 تحصیل پاک پتن شریف	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر55 ساہیوال	20 سال 21-12-83

21	بہادر ولد ستار	بکر منڈی ساہیوال	MLR 8, PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 3-7-79 نمبر3 ملتان
22	حنیف ولد جالا	موضع بھونگا حیات تھانہ چک بیدی ضلع ساہیوال	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83 نمبر55 ساہیوال
23	حنیف ولد چکو	چک الٰہی بخش تھانہ پاک پتن ضلع ساہیوال	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83 نمبر55 ساہیوال
24	شریف ولد سجوارا	چک D-32 تحصیل پاک پتن ضلع ساہیوال	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83 نمبر55 ساہیوال
25	سرور ولد اسماعیل	چک پر نسپاد تحصیل پاک پتن ضلع ساہیوال	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83 نمبر55 ساہیوال
26	خالق حسین ولد غلام حسین	موضع پالا شاہ گیٹ محلہ ڈھاوواں ضلع سیالکوٹ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 14-7-82 نمبر28 سیالکوٹ
27	شریف ولد مستان علی	چیچہ وطنی ضلع ساہیوال	MLR 10	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 3-11-78 نمبر3 ملتان

28	صابر ولد لال دین	چاہ میراں روڈ لاہور	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 12-10-82 نمبر42 لاہور
29	محمد سلیم ولد محمد شفیع	شاہب پورہ سیالکوٹ	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 28-10-84 نمبر28 سیالکوٹ
30	عبدالمجید ولد عبدل کریم	مغلپورہ لاہور	PPC 395/397	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 12-7-78 لاہور
31	فاورق اعظم ولد فضل الٰہی	مغلپورہ لاہور	PPC 395/397	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 30-11-78 کراچی
32	منیر احمد ولد علی بخش	چیچہ وطنی ضلع ساہیوال	MLR 10	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 30-11-78 نمبر3 ملتان
33	شیرا ولد صادق	موضع خطواں والا تحصیل پاک پتن ضلع ساہیوال	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83 نمبر55 ساہیوال
34	منیر احمد ولد فضل	چک ہجوارا تحصیل پاک پتن ضلع ساہیوال	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83 نمبر55 ساہیوال
35	محمد علی	موضع بھونگا حیات تحصیل	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83

	ولد محمد صادق	پاک پتن ضلع ساہیوال		نمبر55 ساہیوال
36	منیر احمد	چک نمبر62-D تحصیل	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83
	ولد سردار	پاک پتن ضلع ساہیوال		نمبر55 ساہیوال
37	لطیف	چک نمبر62-D تحصیل	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83
	ولد شریف	پاک پتن ضلع ساہیوال		نمبر55 ساہیوال
38	نذیر	چک نمبر62-D تحصیل	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-12-83
	ولد سردار	پاک پتن ضلع ساہیوال		نمبر55 ساہیوال
39	مرید حسین	موضع چھمبہ تھانہ مناواں	PPC 395/MLR 7'8	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 27-3-82
	ولد شریف	ضلع لاہور		نمبر27 بہاولپور
40	عبدالقدیر	حسین بخش کالونی ساہیوال	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 16-6-85
	ولد عبدالرحیم			ملتان
41	ممتاز	محلہ راہواراں حویلی لکھوا	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 17-12-85
	ولد محمد امین	ضلع اوکاڑہ		نمبر[illegible] اوکاڑہ
42	نذیر	موضع کھڈیاں ضلع قصور	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 11-6-84
	ولد ضمیر خان			نمبر10 قصور

43	نصیراحمد ولد پہلوان	چنیچہ وطنی ضلع ساہیوال	PPC 395, MLR 7	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 27-3-82 نمبر27 بہاولپور
44	نعیم اختر ولد چراغ	شہر اوکاڑہ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 30-3-83 نمبر51 اوکاڑہ
45	نازو ولد شادن	چک 9/121 L تھانہ ڈیرہ رحیم ساہیوال	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 9-10-82 نمبر51 ملتان
46	عمردین ولد یوسف	بلاک اے ٹاؤن شپ لاہور	MLR 34/31	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 30-5-83 نمبر51 اوکاڑا
47	شاہ دین ولد محمد دین	محلہ کاواں والا پاک پتن ضلع ساہیوال	MLO 6	سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 30-9-80 نمبر10 قصور
48	نیاز ولد گلزار	مکان نمبر335 فرید ٹاؤن ساہیوال	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 16-6-85 ملتان
49	حافظ رفیق ولد محمد عاشق	مکان نمبر337 فرید ٹاؤن ساہیوال	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 16-6-85 ملتان

50	محمد دین ولد فقیر محمد	مکان نمبر 189 سٹیڈیم روڈ ساہیوال	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 16-6-85 ملتان
51	محمد صادق ولد نواب دین	حاجی پورہ ڈسکہ سیالکوٹ	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 23-12-84 نمبر 60 لاہور
52	محمد یونس ولد کریم بخش	مکان نمبر 209 وارڈ نمبر 5 سیالکوٹ	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 23-12-84 نمبر 60 لاہور
53	محمد اعظم بٹ ولد غلام قادر	منصورہ آباد فیصل آباد	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 23-12-84 نمبر 60 لاہور
54	محمد طاہر ولد خوشی محمد	حاجی پورہ سیالکوٹ	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 23-12-84 نمبر 60 لاہور
55	طلعت محمود ولد رفیق	محلہ محمد پورہ سیالکوٹ	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 23-12-84 نمبر 60 لاہور
56	نور حسین ولد خوشی محمد	چک نمبر EB-31 تحصیل پاک پتن ضلع ساہیوال	PPC 302/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 16-8-82 نمبر 27 ملتان
57	رمضان ولد بہادر	میانوالی سٹی	PPC 452/340/302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 16-6-81 نمبر 18 میانوالی

58	محمد اشرف ولد محمد حفیظ	محلہ فضل آباد شادباغ لاہور	MLR 409/5(2), PPC 11/14	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 85-10-20 نمبر7 لاہور
59	ایس ایم فاروق ولد کریم اللہ		PPC 471/468/477	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 83-1-21 نمبر61 لاہور
60	حافظ نصرت ولد معراج دین	موضع میری شاہ تحصیل وضلع رحیم یار خان	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 84-12-23 نمبر60 لاہور
61	محمد اصغر ولد فضل دین	محمد پورہ نزد ڈاکٹر محمد نواز سیالکوٹ شہر	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 84-12-23 نمبر60 لاہور
62	محمد افضل ولد نور محمد	بہاول گڑھ تھانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8, PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 85-12-19 نمبر27 بہاولنگر
63	امین ولد نور محمد	بہاول گڑھ تھانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8, PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 85-12-19 نمبر27 بہاولنگر
64	احمد یار ولد اکبر علی	بہاول گڑھ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8, PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 85-12-19 نمبر27 بہاولنگر
65	منیر احمد ولد اکبر علی	بہاول گڑھ تھانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8, PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 85-12-19 نمبر27 بہاولنگر

66 صادق ولد محمد یار	بہاول گڑھ تھانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8, PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 27 بہاولنگر	سزائے موت 19-12-85
67 منظور احمد ولد تھلو	بہاول گڑھ تھانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8, PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 27 بہاولنگر	سزائے موت 19-12-85
68 منظور احمد ولد کلو	بہاول گڑھ تھانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8, PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 27 بہاولنگر	سزائے موت 19-12-85
69 رفیق ولد رمضان شاہ	بہاول گڑھ تھانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8, PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 27 بہاولنگر	سزائے موت 19-12-85
70 لطیف شاہ ولد حنیف شاہ	بہاول گڑھ تھانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8, PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 27 بہاولنگر	سزائے موت 19-12-85
71 مختار احمد ولد منج	بہاول گڑھ تھانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر	MLR 8 PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 27 بہاولنگر	سزائے موت 19-12-85
72 کبیر عرف تھلو ولد علی محمد	چک نمبر 23/4-L تھانہ شاہ پورے ضلع اوکاڑہ	MLR 8 PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 27 بہاولنگر	سزائے موت 19-12-85

73	فہیم الدین ولد فیروز	قدیم الیست الحمد ساہیوال	PPC 302/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ	سزائے موت 15-2-86 ساہیوال
74	محمد الیاس منیر ولد محمد اسماعیل	قدیم الیست الحمد ساہیوال	PPC 302/148/148	سپیشل ملٹری کورٹ	سزائے موت 15-2-86 ساہیوال
75	مظفرالحسن ولد حاکم علی	ریلوے روڈ گجرات شہر	PPC 409/420/ 468/471/477	سپیشل ملٹری کورٹ	5 سال 17-2-85 نمبر46 لاہور
76	مبین ولد محمد عمر	اوکاڑہ شہر	MLR 7	سپیشل ملٹری کورٹ	4 سال 14-2-85 ساہیوال
2 - نیو سنٹرل جیل ملتان					
1	صوفی محمد امین (عرف حاجی جلیل) ولد محمد صادق	گلی نمبر1 مکان نمبر56P گلشن پورہ فیصل آباد	B-120 PPC	سپیشل ملٹری کورٹ	عمر قید 23-12-84 نمبر60 لاہور
2	ملک عتیق الرحمٰن (عرف خالد) ولد حبیب الرحمٰن	ڈسکہ کلاں تھانہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	ایضاً	ایضاً	ایضاً

3	صابر حسین ولد عبدالعزیز	چک 254 رب تھانہ ڈجکوٹ ضلع فیصل آباد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	۲۵۰۰
4	عبدالرزاق جاجوا (خفیہ نام ڈاکٹر شیر افضل) ولد نذیر علی	چک 69 فیروزا تھانہ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
5	محمد رفیق (خفیہ نام سلطان) ولد محمد حسین	مکان نمبر5 گلی نمبر9 کوٹلی پیر عبدالرحمٰن مغلپورہ لاہور	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
6	محمد یوسف (خفیہ نام قاسم) ولد محمد اسلام	باغبانپورہ منٹ کالونی لاہور	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
7	جاوید اقبال (خفیہ نام معظم) ولد محمد صادق	ساہواڑی تھانہ مغلپورہ لاہور	ایضاً	ایضاً	50=25+25 سال 23-12-84	

8	محمد اعجاز (خفیہ نام محمد یوسف) ولد حیات محمد	مکان نمبر51 گلی نمبر3 سکیم نمبر1 مصطفیٰ آباد لاہور	ایضاً	ایضاً	25+14=39 سال 23-12-84	
9	محمد جہانگیر (خفیہ نام سلیم) ولد علی محمد	مکان نمبر25 گلی نمبر9 کوٹلی پیر عبدالرحمٰن مغلپورہ لاہور	ایضاً	ایضاً	25+14=39 سال 23-12-84	
10	خان محمد ولد سچا خان	122 P تھانہ رحیم یار خان	ایضاً	ایضاً	10 سال 23-12-84	
11	محمد حسین (خفیہ نام فاروق) ولد امیر حسین	موضع محلہ نوب بازار دھمان شاہ بہاولپور	ایضاً	ایضاً	10 سال 23-12-84	
12	رحمت اللہ (ملک صدیق)	موضع لڈی بازار سیالکوٹ سٹی	ایضاً	ایضاً	15 سال 23-12-84	
13	احمد خاں ولد لال خان	چک 120/TDA ضلع لیہ	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر62 ملتان	عمر قید 17-9-85	

14	محمد ابراہیم ولد محمد شفیع	موضع باغ منشی لدھا راوی روڈ لاہور	PPC 148/120/302/109	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال نمبر 42 لاہور دو لاکھ جرمانہ
15	محمد اسلم ولد منشی	چک 537E نئی تھانہ صدر بورے والا ضلع وہاڑی	CMLA 34/361	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 18-1-82 نمبر 41 ملتان
16	امیر بخش ولد کرم بخش	موضع لنگڑیال تھانہ ممتاز آباد ملتان	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمر قید 6-11-85 نمبر 3 ملتان
17	محمد اشرف ولد محمد شفیع	باغ منشی لدھا راوی روڈ لاہور	PPC 120B PPC 302/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمر قید جرمانہ 15 ہزار روپے نمبر 42 لاہور 28-12-86
18	اللہ وسایا ولد اللہ یار	کھیورا نارائن تھانہ ممتاز آباد ملتان	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمر قید 7-11-85 نمبر 3 ملتان
19	اعجاز احمد ولد فیض محمد	گلی نمبر 9 محلہ مرضی پورہ بورے والا	PPC 302/307/109/34	سپیشل ملٹری کورٹ عمر قید 7-11-85 نمبر 3 ملتان
20	محمد ارشد ولد فضل محمد	چک نمبر 105/12-L تھانہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال	PPC 302/307/34 MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 29-12-85 نمبر 3 ملتان

21	محمد اقبال ولد جمیل خان	نیلی بار فیکٹری بورے والا ڈسٹرکٹ وہاڑی	PPC 302/34
22	اللہ دتہ ولد سردار محمد	موضع مہر شریف نارووال تھانہ سیالکوٹ	PAA 59
23	محمد سرور ولد خوشی محمد	چک 325 E-B ساہوکا تحصیل بورے والا تحصیل وہاڑی	PPC 307
24	اللہ داد ولد نواب دین	ملک پور مصطفیٰ آباد فیصل آباد	MLR 34
25	عبدالرزاق ولد رحیم بخش	موضع جینا لال تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان	PPC 302/307/148/ 149/326
26	یعقوب ولد سعد اللہ	چک 624/B-G تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد	PPC 302/149 MLO 77
27	یوسف ولد سعد اللہ	چک 624/BG تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد	PPC 302/149 MLO 77

	سپیشل ملٹری کورٹ	عمرقید
	نمبر41 ملتان	5 ہزار روپے جرمانہ
	فیلڈ جنرل کورٹ مارشل سیالکوٹ	14 سال 20-1-81
	سپیشل ملٹری کورٹ	15 سال 10 ہزار جرمانہ
	نمبر21 ملتان	یا دو سال سزا
	سپیشل ملٹری کورٹ	عمرقید 3 ہزار روپے
	نمبر2 سرگودھا	جرمانہ 5 کوڑے
	سپیشل ملٹری کورٹ	10 سال 11-4-84
	نمبر59 رحیم یار خان	25 ہزار روپے جرمانہ
	سپیشل ملٹری کورٹ	15 سال 26-3-83
	نمبر18 سرگودھا	
	سپیشل ملٹری کورٹ	15 سال 26-3-83
	نمبر18 سرگودھا	

28	وریام ولد سعد اللہ	چک B-G 624 تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد	PPC 302/149 MLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 26-3-83 نمبر18 سرگودھا
29	ریاض ولد محمد علی	موضع جراحی تھانہ تلمبا ضلع ملتان	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 500 روپے جرمانہ نمبر3 ملتان یا دو ماہ قید 10-4-80
30	سرفراز شاہ ولد عظمت حسین شاہ	چک 105/12L تھانہ چیچہ وطنی ساہیوال	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 29-12-85 نمبر3 ملتان
31	ریاض احمد ولد مرید	چک 667/G-G تھانہ کمالیہ ضلع فیصل آباد	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 19-8-80 نمبر2 فیصل آباد
32	عبدالکریم ولد محمد شفیع	موضع چوٹی توین ضلع ڈی جی خان	PPC 302/307/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 19-11-85 نمبر3 ملتان
33	فیض اللہ ولد غلام رسول	موضع چوٹی توین ضلع ڈی جی خان	PPC 302/307/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 19-11-85 نمبر3 ملتان
34	غلام رسول ولد غلام حسن	موضع چوٹی توین ضلع ڈی جی خان	PPC 302/307/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 19-11-85 نمبر3 ملتان
35	امجد علی ولد اصغر علی	چک 206/B-G تھانہ سمندری ضلع فیصل آباد	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 10 ہزار جرمانہ نمبر2 سرگودھا 12-6-82

36	جہانگیر علی ولد نیاز محمد	روگرا موضع راناواں ضلع ملتان	PPC 302
37	محمد انور ولد ولی محمد	شورکوٹ شہر	PPC 302/148/149
38	محمد اسلم ولد واحد بخش	موضع دھاریہ تحصیل صادق آباد رحیم یار خان	MLR 807
39	محمد نواز ولد محمد عبداللہ	چک 557/ADT ضلع مظفر گڑھ	PPC 302/149
40	محمد سلیمان ولد واحد بخش	موضع ڈیرا وانڈو ضلع مظفر گڑھ	MLR 34
41	الف دین ولد غلام	چک 556/ADT ضلع مظفر گڑھ	PPC 302/149
42	نور محمد ولد اللہ دین	چک 556/ADT ضلع مظفر گڑھ	PPC 302/149
43	حسن دین ولد لبھو	چک 556/ADT ضلع مظفر گڑھ	PPC 302/149

سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 16-8-82
نمبر3 ملتان

سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 11-11-81
نمبر2 سرگودھا

سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 22-9-81
نمبر34 رحیم یار خان

سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 3-1-81
نمبر41 ملتان

سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 21-10-82
نمبر41 ملتان

سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 17-8-85
نمبر41 ملتان

سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 17-8-85
نمبر41 ملتان

سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 17-8-85
نمبر41 ملتان

44 محمد صدیق ولد غلام سرور	چک قاسم والا ڈی جی خان	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 24-5-83 نمبر41 ملتان
45 محمد افضل ولد بشیر احمد	محلہ قادر آباد لیہ ٹاؤن ضلع مظفر گڑھ	CMLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 24-5-83 نمبر41 ملتان
46 سجاد حسین ولد غلام فرید	بلاک نمبر28 ضلع ڈی جی خان	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 12 سال 24-5-83 نمبر57 ملتان مع 2 ہزار روپے جرمانہ
47 محمد اکرم ولد محمد جمیل	گلی نمبر1 محلہ گوبند گڑھ گوجرانوالہ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 5-4-83 نمبر48 گوجرانوالہ
48 شما ولد جمال	چک نمبر65 تھانہ سلانوالی ضلع سرگودھا	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 27-4-82 نمبر18 سرگودھا
49 محمد ادریس ولد دلاور	بستی تلوک پور کبیر ضلع وہاڑی	PPC 302 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 27-4-82 نمبر3 ملتان
50 ریاض ولد غلام حسین	نواب پور تھانہ اللہ ضلع ملتان	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 12-6-85 نمبر41 ملتان

51	محمد لطیف ولد ابراہیم	چک 178/E نبی ضلع وہاڑی	PPC 302/149 CMLA 7/8/14	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان	15 سال 5-1-84
52	محمد یعقوب ولد حاجی محمد	کوٹ سلطان ڈسٹرکٹ لیہ	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان	15 سال 31-3-83
53	مقصود احمد ولد محمد صدیق	چک 1257/G تحصیل بورے والا ضلع وہاڑی	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر1 ملتان	25 سال 26-8-84
54	مبارک علی ولد عبدالغفور	گلی نمبر9 مرضی پورہ بورے والا ضلع وہاڑی	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان	25 سال 19-12-85 پانچ ہزار جرمانہ
55	مقبول ولد عبدالغفور	چک 178/EB ضلع وہاڑی	PPC 302/149 CMLA 7/8/14	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان	15 سال 5-1-84
56	کمال دین ولد عطا محمد	چک 178/EB ضلع وہاڑی	PPC 302/149 CMLA 7/8/14	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان	15 سال 5-1-84
57	فیض بخش ولد غلام رسول	لنگڑیال موضع ممتاز آباد ضلع ملتان	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان	25 سال 7-11-85

58	بشیر احمد ولد نور محمد	لنگڑیال موضع ممتاز آباد ضلع ملتان	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 7-11-85 نمبر 3 ملتان
59	بھالو ولد علی محمد	جراحی تھانہ تلمبا ضلع ملتان	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-4-80 نمبر 3 ملتان
60	شہاب دین ولد اسمٰعیل	قاسم والا تھانہ ممتاز آباد ضلع ملتان	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 7-11-85 نمبر 3 ملتان ایک لاکھ جرمانہ
61	سلطان ولد شراج	جراحی تھانہ تلمبا ضلع ملتان	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-12-80 نمبر 3 ملتان
62	شوکت علی ولد مبارک علی	گلی نمبر 9 محلہ مرضی پورہ ضلع ملتان	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-12-85 نمبر 3 ملتان
63	عبدالرحمٰن ولد غلام مرتضیٰ	موضع لنگڑیال تھانہ ممتاز آباد ملتان	PPC 302/307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 7-11-85 نمبر 3 ملتان
64	عبدالحیٔ ولد محمد سلیمان	چک 178/EB ضلع وہاڑی	PPC 302/149 CMLA 7/8/14	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 5-1-84 نمبر 3 ملتان
65	عبدالستار ولد عبدالرحمٰن	چک 178/EB ضلع وہاڑی	PPC 302/149 CMLA 7/8/14	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 5-1-84 نمبر 3 ملتان

66	فدا حسین ولد گلاب حسین	چک نمبر 120/TDA ضلع لیہ	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 62 ملتان	25 سال 10-3-85 دس ہزار روپے جرمانہ
67	خان محمد (عرف خانہ) ولد اللہ بخش	چک نمبر 117/TDA ضلع لیہ	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 57 ملتان	عمر قید 20-3-85 10 ہزار روپے جرمانہ
68	ولی داد ولد حاتم خاں	چک نمبر 270/GB فیصل آباد	PPC 302/377/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 1 سرگودھا	25 سال 19-8-80
69	محمد حسین ولد شاہ محمد	کالہ تھانہ ضلع گجرات	PPC 302/307/325	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 1 گجرات	25 سال 2-3-81
70	محمد رفیق ولد محمد اقبال	چک 296/GB گوجرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	PPC 302/109/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 54 فیصل آباد	25 سال 21-3-83
71	محمد صدیق ولد محمد اقبال	چک 296/GB گوجرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	PPC 302/109/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 54 فیصل آباد	25 سال 21-3-83 50 ہزار روپے جرمانہ
72	عبدالستار ولد فتح محمد	چک 1257/EB ضلع وہاڑی	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 41 ملتان	25 سال 14-4-84

73	ظہور احمد ولد غلام	چک 28/12L ضلع ساہیوال	PPC 395 MLR 7	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 27-3-82 نمبر27 بہاولپور
74	ماجد ولد کلو	کنیوالی تحصیل احمد پور ایسٹ ضلع بہاولپور	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 20-12-81 نمبر15 بہاولپور
75	ملک غلام مصطفیٰ کھر ولد ملک محمد یار	کھر غربی ضلع مظفر گڑھ	MLR 34 (3)	سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 24-10-79 نمبر4 بہاولپور 5 لاکھ جرمانہ یا 3 سال قید
76	فضل الرحمٰن ولد عبدالرحمٰن	موضع لنگڑیال تھانہ ممتاز آباد ملتان	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 7-11-85 نمبر3 ملتان
77	محمد اسلم ولد ممتاز	موضع لنگڑیال تھانہ ممتاز آباد ملتان	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 7-11-85 نمبر3 ملتان
78	شبیر ولد فیض بخش	موضع لنگڑیال تھانہ ممتاز آباد ملتان	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 7-11-85 نمبر3 ملتان
79	مصری خان ولد کرم بخش	موضع لنگڑیال تھانہ ممتاز آباد ملتان	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 7-11-85 نمبر3 ملتان

80	لیاقت علی ولد مبارک	گلی نمبر9 مرضی پورہ بورے والا ضلع وہاڑی	PPC 302/310/34	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 19-12-85 نمبر3 ملتان
81	فیاض ولد اخلاق احمد	گلی نمبر9 مرضی پورہ بورے والا ضلع وہاڑی	PPC 302/310/34	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 19-12-85 نمبر3 ملتان
82	عبدالرحمٰن ولد محمد شفیع	موضع چھوٹی زریں ضلع ڈی جی خان	PPC 302/310/34	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 19-11-85 نمبر3 ملتان
83	عطاء اللہ ولد غلام رسول	موضع چھوٹی زریں ضلع ڈی جی خان	PPC 302/310/34	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 19-11-85 نمبر3 ملتان
84	نذیر احمد سلیمی ولد خیردین	چک 88 تھانہ حاصل پور ضلع بہاولپور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 25-6-85 نمبر3 ملتان
85	فتح خان ولد لال خان	چک 120/TDA ضلع لیہ	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 17-9-85 نمبر3 ملتان
86	حامد علی ولد منظور	مکان نمبر202 گلی نمبر9 سکیم نمبر1 مصطفیٰ آباد لاہور	MLR 54	سپیشل ملٹری کورٹ 9 سال 26-3-83 لاہور

87	مشتاق ولد محمد طفیل	چک 337/HR تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر	PAA 59	فیلڈ جنرل کورٹ مارشل ملتان 5 سال 23-6-85
88	عطا محمد ولد عثمان	بستی جودنا موضع راجانوالہ ضلع بہاولنگر	13 فیشل ایکٹ 1923	فیلڈ جنرل کورٹ مارشل ملتان 7 سال 7-4-85
89	محمد ممتاز ولد محمد طفیل	چک 43/F تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر	PAA 59	فیلڈ جنرل کورٹ مارشل ملتان 5 سال 7-4-85
90	نور محمد ولد بشیر احمد	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان 7 سال 12-6-85 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
91	تاج محمد ولد محمد بخش	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان 7 سال 12-6-85 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
92	مشتاق ولد پیر بخش	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان 7 سال 12-6-85 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
93	گلزار ولد نواب	چک 142/10 R تھانہ جمانیاں ضلع ملتان	MLO 77 MLR 8	سمری ملٹری کورٹ نمبر14 ملتان 3 سال 7-4-85 15 کوڑے
94	محمد صدیق ولد شیر محمد	موضع کلالا تھانہ پتوکی ضلع قصور	MLR 8	سمری ملٹری کورٹ نمبر14 ملتان 1 سال 7-4-85 15 کوڑے

95	محمد اقبال ولد محمد بخش	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان	7 سال 8-4-84 10 ہزار جرمانہ یا 2 سال قید
96	غلام رسول ولد فتح محمد	موضع فتح پور 18 کروڑ ضلع لیہ	PPC 302/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر21 ملتان	8 سال 12-10-83 5 ہزار جرمانہ
97	ظفر اقبال ولد غلام قادر	128/A الطاف ٹاؤن ملتان	PPC 420/304/149 477 A'471 PCA 47 2(5)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر61 ملتان	7 سال 3 لاکھ روپے جرمانہ
98	اللہ دتہ ولد محمد حسین	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان	7 سال 8-4-84 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
99	اعجاز ولد خان محمد	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان	7 سال 8-4-84 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
100	شوکت حسین ولد فتا حسین	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان	7 سال 8-4-84 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
101	عابد حسین ولد غلام حسین	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان	7 سال 8-4-84 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
102	اللہ یار ولد شاہنواز	موضع سوان ضلع میانوالی	MLR 6 MLA 340/307	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر78 ملتان	6 سال 26-6-84 15 کوڑے 7-4-85 (3+3)

103	علی محمد ولد نواب	موضع زرکوٹ چک جہانیاں ملتان	MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ 3 سال 7-4-85 نمبر 14 ملتان 15 کوڑے
104	اللہ بخش ولد شیر محمد	موضع کالی تھانہ پتوکی ضلع قصور	MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ 3 سال 7-4-85 نمبر 14 ملتان 15 کوڑے
105	سعید احمد ولد پیر بخش	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/149	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 8-4-84 نمبر 41 ملتان 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
106	اعجاز ولد محمد بخش	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/149	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 8-4-84 نمبر 41 ملتان 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
107	اقبال ولد مشتاق	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/149	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 8-4-84 نمبر 41 ملتان 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
108	مصطفیٰ ولد محمد حسین	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/149	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 12-6-84 نمبر 41 ملتان 10 ہزار روپے یا 2 سال قید
109	محمد شفیع ولد غلام حسین	نواب پور تھانہ ایلپا ضلع ملتان	PPC 304/149	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 12-6-84 نمبر 41 ملتان 10 ہزار روپے یا 2 سال قید

3- بورسٹل جیل بہاولپور

1	محمد یونس ولد محمد یوسف	محلہ کوثر آباد جھنگ تھانہ فیکٹری ایریا فیصل آباد	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 53 فیصل آباد	25 سال 8-10-84 20 ہزار روپے جرمانہ 15 کوڑے
2	شاہد محمود ولد علی محمد	موضع فتح پور تحصیل کڑور لالی ضلع لیہ	MLR 34 (I)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر16 بہاولپور	25 سال 30-12-85 30 کوڑے
3	محمد سرور ولد نور محمد	چک 1/12L تھانہ رینالہ ضلع اوکاڑہ	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر151 اوکاڑہ	25 سال 9-9-85 1 ہزار روپے جرمانہ
4	امتیاز ولد فیاض حسین	موضع نائل تھانہ چکرالہ ضلع میانوالی	PPC 302 MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	25 سال 12-1-85 10 ہزار روپے جرمانہ
5	عبدالغفار ولد عبدالرشید	کربلا روڈ ماڈل ٹاؤن B بہاولپور	PPC 302/326	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر15 بہاولپور	15 سال 7-3-82
6	عبدالستار ولد عبدالرشید	کربلا روڈ ماڈل ٹاؤن B بہاولپور	PPC 302/326	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر15 بہاولپور	15 سال 7-3-82

7	پطرس مسیح ولد خورشید مسیح	چک JB 304 تھانہ گوجرہ ڈسٹرکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 13-6-82 نمبر 15 سرگودھا ۱ ہزار روپے جرمانہ

4 - سنٹرل جیل گوجرانوالہ

1	اعجاز حسین ولد مظفر حسن	بدھو تھانہ واہ ضلع راولپنڈی	PPC 302/34 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 5-8-84 نمبر 52 راولپنڈی
2	محمد علی ولد زاہد	کوٹری احمد والا تھانہ میانی ضع سرگودھا	MLR 7	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 10-4-84 نمبر 2 سرگودھا
3	شان ولد علی	پیلو پٹھانا تھانہ سکھیکی ضلع گوجرانوالہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 15-12-85 نمبر 7 گوجرانوالہ
4	وزیر ولد بشیر	دوھاتا خورد تھانہ سکھیکی ضلع گوجرانوالہ	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 10-9-85 نمبر 17 گوجرانوالہ
5	صدیق ولد بہادر	دوھاتا خورد تھانہ سکھیکی ضلع گوجرانوالہ	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 10-9-85 نمبر 7 گوجرانوالہ

6	اکبر ولد حاکم علی	جکر تھانہ لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات	PPC 325/149	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 2-1-85 نمبر17 گجرات 50 ہزار روپے جرمانہ
7	خالد ولد حنیف	گھنا اور تھانہ ونڈو ضلع گوجرانوالہ	PPC 307/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 15-6-85 نمبر17 گوجرانوالہ
8	علاؤ دین ولد صدیق	سکھ وار مغلپورہ لاہور	MLR 6' MLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ 6 سال 12-12-84 نمبر2 لاہور
9	بابر ولد حنیف	چوک بیری والا سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	PPC 302/34 MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 22-7-84 نمبر48 گوجرانوالہ
10	رانا فرحت علی ولد غلام علی	15 اگوکی روڈ محلہ شباب پور سیالکوٹ	PPC 120 P	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 27-12-84 نمبر60 لاہور
11	لائق علی ولد غلام علی	15 اگوکی روڈ محلہ شباب پور سیالکوٹ	PPC 120 P	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 27-12-84 نمبر60 لاہور
12	فاطمہ زوجہ بشیر	دوھاتا خورد تھانہ سکھیکی ضلع گوجرانوالہ	PPC 302/307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ عمرقید 3-2-85 نمبر7 گوجرانوالہ

5- نیو سنٹرل جیل بہاولپور

1	بدھو ولد جنگل	فتح پور رحیم یار خان	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-2-80 نمبر27 بہاولپور
2	بورل ولد راجو	دولت پور رحیم یار خان	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-2-80 نمبر27 بہاولپور
3	سلیمان ولد گدا	فتح پور رحیم یار خان	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 21-2-80 نمبر27 بہاولپور
4	محمد رمضان ولد مہنوال	اوچ شریف بہاولپور	PPC 307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 13-10-83 نمبر15 بہاولپور
5	اللہ بچایا ولد سعید احمد	اوچ شریف بہاولپور	PPC 307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 13-10-83 نمبر15 بہاولپور
6	نصیر احمد ولد بشیر احمد	186/E موچی گیٹ لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 18-4-82 نمبر10 قصور
7	محمد رفیق ولد مہردین	منڈی صادق گنج بہاولپور	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 7-7-83 نمبر29 بہاولنگر

8	حضور بخش ولد دریام	خان پور رحیم یار خان	PPC 307/367/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 11-4-84 نمبر59 رحیم یار خان 25 ہزار جرمانہ
9	سلطان ولد اللہ یار	خان پور رحیم یار خان	PPC 307/367/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 11-4-84 نمبر59 رحیم یار خان
10	محمد سلیم ولد لال دین	خان پور رحیم یار خان	PPC 307/367/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 11-4-84 نمبر59 رحیم یار خان
11	حضور احمد ولد لال خان	خان پور رحیم یار خان	PPC 307/367/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 11-4-84 نمبر59 رحیم یار خان
12	شیر احمد ولد لال خان	خان پور رحیم یار خان	PPC 307/367/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 11-4-84 نمبر59 رحیم یار خان
13	رشید احمد ولد اللہ بخش	رحیم یار خان	PPC 302/34/307	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 4-12-83 نمبر39 رحیم یار خان
14	محمد یوسف ولد نتھو	دھران والا بہاولپور	PPC 2/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 23-7-85 نمبر27 بہاولنگر
15	عمر حیات ولد برکت علی	دھران والا بہاولپور	PPC 2/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 23-7-85 نمبر27 بہاولنگر

16	خادم حسین ولد قاسم	دھران والا بہاولپور	PPC 2/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 23-7-85 نمبر 27 بہاولنگر
17	قاسم ولد اللہ بخش	دھران والا بہاولپور	PPC 2/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 23-7-85 نمبر 27 بہاولنگر
18	نور دل ولد جیند وڈا	نصیر احمد احمد پور بہاولپور	MLR 34 (2)	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 29-2-85 نمبر 16 رحیم یار خان 10 ہزار جرمانہ
19	محمد اکرم ولد حشمت	چک 4/75R ہارون آباد ضلع بہاولنگر	PCC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 3-3-85 نمبر 4 بہاولپور
20	شیر محمد ولد خدا بخش	نہالی گیٹ جیکب آباد	PCC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 18 سال 23-9-84 نمبر 16 رحیم یار خان 3 ہزار جرمانہ
21	نور محمد ولد خدا بخش	گال پور جیکب آباد	PCC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 18 سال 23-9-84 نمبر 16 رحیم یار خان 3 ہزار جرمانہ
22	مقصود احمد ولد حسن محمود	چک 4/66R ہارون آباد ضلع بہاولنگر	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 30-12-85 نمبر 16 رحیم یار خان 10 ہزار جرمانہ

23	اللہ دتہ ولد قائم خان	بنگلہ راکھا تھانہ روجاں ضلع رحیم یار خان	MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 22-9-81 نمبر34 رحیم یار خان
24	رب نواز ولد محمد رمضان	محلہ بھکری تھانہ احمد پور ایسٹ بہاولپور	PPC 392/394/36/8/135	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 28-7-82 نمبر15 بہاولپور
25	اللہ بخش ولد الٰہی بخش	کلورام ضلع بہاولپور	PPC 392/394/135(95)	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 28-7-82 نمبر15 بہاولپور
26	رشید ولد غلام رسول	کلورام ضلع بہاولپور	PPC 392/394/135(95)	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 28-7-82 نمبر15 بہاولپور
27	اللہ دتہ ولد کریم داد	کلاں دوست تھانہ پکا رحیم یار خان	MLR (A) 34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 28-7-82 نمبر39 رحیم یار خان
28	ظہور احمد ولد پیرل	کلاں دوست تھانہ پکا رحیم یار خان	MLR (A) 34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 28-7-82 نمبر39 رحیم یار خان
29	غفور ولد چیرل	کلاں دوست تھانہ پکا رحیم یار خان	MLR (A) 34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 28-7-82 نمبر39 رحیم یار خان

30 محمد صدیق ولد در محمد	موضع و تھانہ پکا لارن رحیم یار خان	MLR (A) 34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 28-7-82 نمبر39 رحیم یار خان
31 نیاز احمد ولد محرم خان	تھانہ ڈونگا بھونگا ضلع بہاولپور	PPC 402/34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 29-1-83 نمبر1 بہاولپور
32 حبیب ولد موسا	موضع اللہ دتہ تحصیل لیاقت پور رحیم یار خان	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 21-2-85 نمبر16 رحیم یار خان 5 ہزار جرمانہ یا 2 سال قید
33 تاج محمد ولد یار محمد	موضع جیود تھانہ صدر ضلع بہاولپور	PPC 149/307/149/326	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 29-1-83 نمبر35 بہاولپور 7 ہزار جرمانہ
34 رفیق ولد یار محمد	موضع جیود تھانہ صدر ضلع بہاولپور	PPC 149/307/149/326	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 29-1-83 نمبر35 بہاولپور
35 اقبال ولد یار محمد	موضع جیود تھانہ صدر ضلع بہاولپور	PPC 149/307/149/326	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 29-1-83 نمبر35 بہاولپور
36 رب نواز ولد محمد رمضان	موضع جیود تھانہ صدر ضلع بہاولپور	PPC 149/307/149/326	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 29-1-83 نمبر35 بہاولپور
37 شفیع ولد خوشی محمد	موضع جیود تھانہ صدر ضلع بہاولپور	PPC 149/307/149/326	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 29-1-83 نمبر35 بہاولپور

38	سلطان ولد خوشی محمد	موضع جیود تھانہ صدر ضلع بہاولپور	PPC 149/307/149/326	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 29-1-83 نمبر35 بہاولپور
39	نواب علی ولد خوشی محمد	موضع جیود تھانہ صدر ضلع بہاولپور	PPC 149/307/149/326	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 29-1-83 نمبر35 بہاولپور
40	سردار محمد ولد واحد بخش	مدرشید احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور	PPC 149/302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-10-83 نمبر29 بہاولپور 50 ہزار جرمانہ
41	منظور بخش ولد شیون	مدرشید احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور	PPC 149/302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-10-83 نمبر35 بہاولپور
42	عبدالحکم ولد عطا محمد	مدرشید احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور	PPC 149/302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-10-83 نمبر29 بہاولپور 17 ہزار جرمانہ
43	محمد سلیمان ولد حاجی نذیر	مدرشید احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور	PPC 149/302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-10-83 نمبر29 بہاولپور
44	مختار احمد ولد شبیر احمد	مدرشید احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور	PPC 149/302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-10-83 نمبر29 بہاولپور
45	کریم شاہ ولد فقیر شاہ	امام گاہ ضلع رحیم یار خان	PPC 149/302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 26-3-83 نمبر34 رحیم یار خان

46	محمد یعقوب ولد اللہ دیوایا	نادر ضلع رحیم یار خان	PPC 149/302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 4-2-84 نمبر34 رحیم یار خان
47	غلام محمد ولد غلام رسول	نادر ضلع رحیم یار خان	PPC 149/302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 4-2-84 نمبر34 رحیم یار خان
48	عصمت اللہ ولد عبداللہ	نادر ضلع رحیم یار خان	PPC 149/302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 4-2-84 نمبر34 رحیم یار خان
49	کالو ولد اللہ وسایا	موضع پیرو تھانہ بھٹال رحیم یار خان	PPC 302/118/119	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 12-9-84 نمبر57 ملتان
50	شاہ علی ولد حاجی	پٹھان گوٹ تھانہ خانپور ضلع سکھر	MLR 34 (6)	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 12-9-84 نمبر39 بہاولپور 25 ہزار جرمانہ 10 کوڑے
51	محمد یعقوب ولد حاجی	پٹھان گوٹ تھانہ خانپور ضلع سکھر	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 30-6-85 نمبر29 بہاولپور
52	جام مہر ولد سنار	موضع کشور ضلع فیصل آباد	MLR 34 (2)	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 30-6-85 نمبر26 بہاولپور 10 کوڑے 7 ہزار جرمانہ

53	عبدالغنی ولد دھنی بخش	خانپور ضلع سکھر	MLR 34 (2)	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 23-1-85 نمبر29 بہاولپور 25 ہزار جرمانہ
54	رئیس احمد ولد محمد علی	تھانہ منچن آباد ضلع بہاولپور	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 19-12-85 نمبر27 بہاولنگر 50 ہزار جرمانہ
55	محمد رفیق ولد محمد علی	تھانہ منچن آباد ضلع بہاولپور	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 19-12-85 نمبر27 بہاولپور 50 ہزار جرمانہ
56	محمد اکرم ولد فضل کریم	چک 48 رحیم یار خان	PPC 302/307/324	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 14-8-82 نمبر16 رحیم یار خان
57	شاہ محمد ولد غلام حسین	موضع کنگلی والا رحیم یار خان	PPC 302/118/119	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 14-8-82 نمبر16 بہاولپور 1 لاکھ جرمانہ
58	ناظم حسین ولد خان محمد	بستی موضع کینال رحیم یار خان	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 19-6-85 نمبر26 بہاولپور
59	بشیر احمد ولد جام مہینوال	بستی موضع کینال رحیم یار خان	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 19-6-85 نمبر26 بہاولپور

60	عبدالکریم ولد داد بخش	فوجی کالونی لیاقت پور رحیم یار خان	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت نمبر59 رحیم یار خان 10 ہزار جرمانہ
61	عبداللہ ولد منگلا	کوٹ کتب رحیم یار خان	PPC 302/307/324	سپیشل ملٹری کورٹ 4 سال 26-11-84 نمبر16 رحیم یار خان
62	محمد امین ولد نور محمد	چک 7/BC تھانہ عباس نگر ضلع بہاولپور	PPC 333 MLR (9)	سپیشل ملٹری کورٹ 5 سال 2-10-82 نمبر35 بہاولپور
63	یار محمد ولد خیر محمد	مدرشید تھانہ احمدپور شرقیہ ضلع بہاولپور	MLR 31 MLO 6	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 2-2-84 نمبر35 بہاولپور 27 ہزار جرمانہ

6- سنٹرل جیل راولپنڈی

1	ارشد محمود ولد شاہنواز	بشن کوٹ کہوٹہ راولپنڈی	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 5-3-81 نمبر37 راولپنڈی 50 ہزار جرمانہ
2	دلاور خان ولد خدا داد خان	چمن زار کالونی ڈھوک چراغ دین راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 4-2-84 نمبر52 راولپنڈی 25 ہزار جرمانہ
3	محمد عرفان ولد محمد یونس	ایضاً	ایضاً	ایضاً ایضاً

4	طارق محمود ولد محمد اقبال	مکان 423/G گلی نمبر 4 ڈیوکالج روڈ راولپنڈی	ایضاً	ایضاً	25 سال 26-2-84 30 ہزار جرمانہ
5	محمد رفیق ولد محمد اقبال	مکان نمبر 488/B نیا محلہ راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 38 راولپنڈی	25 سال 22-8-83
6	مسماۃ صفیدن دختر منا خان	ٹوبیکی تھانہ مندو راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 17 گجرات	25 سال 14-3-85
7	مسماۃ قاسم جان دختر بدر دین	نیدپیگاری محلہ راجہ سلطان راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 17 گجرات	25 سال 14-3-82
8	نفیس علی شاہ ولد نبی ہاشم	چوک گلری تحصیل کھاریاں گجرات	ایضاً	ایضاً	25 سال 6-8-83
9	محبوب خان ولد رضا علی	ارگان تھانہ مندو تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 38 راولپنڈی	25 سال 22-10-84
10	سجاد اختر ولد محبوب خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
11	کریم اللہ ولد منا خان	ڈھوک تھانہ مندر راولپنڈی	ایضاً	ایضاً	25 سال 10-3-85

12	عنصر جاوید ولد منا خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
13	گل فراز احمد ولد شیر احمد	ڈھوک کالے خان راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر65 راولپنڈی	25 سال 8-8-84
14	محمد خالق ولد کرم خان	ڈھمنال داخلی تھانہ کلر سیداں راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر38 راولپنڈی	25 سال 25-12-85
15	پرویز ولد مہربان	کلر سیداں راولپنڈی	ایضاً	ایضاً 15 ہزار جرمانہ	25 سال 25-12-85
16	مہربان ولد فرمان علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	25 سال 8-8-84
17	امیر خان ولد احمد خان	راجو تھانہ چونترا راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر52 راولپنڈی	25 سال 25-2-84
18	محمد نذیر ولد نیاز علی	شاہپور سیال چکوال	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر26 جہلم	25 سال 9-12-80

19	محمد بنارس ولد فیض علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
20	محمد اقبال ولد غلام قادر	مکان نمبر377/C گلی نمبر12 سیکٹر2/6G اسلام آباد	PAA 59	کمانڈنگ آفیسر 3 سگنل جہلم	12 سال 23-7-83
21	محمد حیات ولد نور خان	صدالا تحصیل پنڈی گھیپ گھیپ اٹک	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر4 سیالکوٹ	25 سال 6-3-79 70 ہزار جرمانہ
22	مختار گل ولد عظیم خان	موضع اکرا آباد مروان	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر52 راولپنڈی	14 سال 28-2-85
23	کالا خان ولد امیر علی	موضع گھوڑا گلی مری راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر37 راولپنڈی	10 سال 13-2-84
24	محمد صابر ولد گلزار خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
25	اورنگ زیب ولد خان بہادر	ڈھوک حکم داد راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر5 اٹک	25 سال 3-1-83

26	طاہر محمود ولد فضل کریم	محلہ کریم پورہ تھانہ صدر گجرات	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 30-12-82 نمبر17 گجرات
27	اللہ داد ولد عمران خان	ٹاؤن شپ سکیم مکان نمبر276 بلاک 4B لاہور	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 13-3-84 نمبر30 لاہور
28	بنارس حسین ولد گلزار خان	گورا صدر توپی کلاں اسلام آباد	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 4-5-85 نمبر52 راولپنڈی 10 ہزار جرمانہ
29	محمد یٰسین ولد محمد حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً ایضاً
30	سپو حسین ولد صابر حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً ایضاً
31	نازک حسین ولد محمد خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً ایضاً
32	ولایت خان ولد سیدن خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً ایضاً
33	محمد شاہین ولد نور محمد	مکان نمبر435/NE محلہ وارث خان راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-12-82 نمبر38 راولپنڈی

34	مرزا امتیاز علی ولد مقصود علی	948/SA صادق آباد راولپنڈی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
35	عبدالغفور ولد غلام محمد	ڈھوک خلیل ڈھوکی جیلیرں راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر65 راولپنڈی	15 سال 9-5-85 50 ہزار جرمانہ
36	امجد علی ولد معراج دین	لالہ زار کالونی سول لائن راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر52 راولپنڈی	25 سال 5-8-84
37	نجم دین ولد سکندر دین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
38	راجہ نیر ولد راجہ انور	8/50 گوجر خان راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر37 راولپنڈی	25 سال 25-2-84
39	حامد سعید ولد محمد سعید	محلہ کرشن پور راولپنڈی	B120	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر60 لاہور	25 سال 4-3-85
40	عبدالقیوم ولد عبدالمجید	ڈیری حسن آباد راولپنڈی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
41	غلام رسول ولد عبدالباری	چیچہ وطنی ساہیوال	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر3 ملتان	25 سال 30-11-78

42	امجد حسین ولد خیرات علی	محلہ حاجی پورہ نزد عیدگاہ سیالکوٹ	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 4-3-85 نمبر60 لاہور
43	اسلام دین ولد افتخار عالم	مکان نمبرT-41A کورنگی کالونی کراچی	PPC 392	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 30-1-80 نمبر1 حیدر آباد
44	طارق کیانی ولد فضل الٰہی	مکان نمبر8/112 گوجرخان راولپنڈی	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 25-2-84 نمبر37 راولپنڈی
45	راجہ عبدالعزیز ولد فتح خان	مکان نمبر9/49 گوجرخان راولپنڈی	ایضاً	ایضاً
46	جاوید اقبال ولد محمد اقبال	مکان نمبر8/47 گوجرخان راولپنڈی	ایضاً	ایضاً
47	ظفر اقبال ولد محمد اقبال	ایضاً	ایضاً	ایضاً
48	شوکت ولد محمد اکبر	مکان نمبر8/84 گوجرخان راولپنڈی	ایضاً	ایضاً

49	طاہر اکبر ولد محمد اکبر	ایضاً	ایضاً	ایضاً
50	میاں محمد یعقوب ولد میاں محمد دین	مکان نمبر240/M سرفراز روڈ راولپنڈی	PPC 302 AO 13/20/65	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-7-81 نمبر26 جہلم 25 ہزار جرمانہ
51	کامران رضوی ولد سلیمان رضوی	مکان نمبر76/2B گلی نمبر33/3F اسلام آباد	AZO	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 15-1-85 نمبر38 راولپنڈی
52	منصور احمد ولد منظور احمد	مکان نمبر17/BB گلی نمبر2 راولپنڈی	B120	سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 7-11-85 نمبر38 راولپنڈی 10 ہزار جرمانہ
53	محمد منیر ولد محمد قاسم	کھنگریا تحصیل گوجر خان راولپنڈی	PPC 302/17	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 21-12-85 نمبر65 راولپنڈی
54	سرفراز احمد ولد محمد اشرف	ایضاً	ایضاً	ایضاً
55	احمد دین ولد زمان	ایضاً	ایضاً	ایضاً

56	عبدالمجید ولد منا خان	موضع تیلیسنج تھانہ مندرہ گوجر خان	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر38 راولپنڈی — سزائے موت 22-10-84
57	مطلوب احمد ولد گلزار احمد	نیولا پورہ تھانہ مندرہ راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر65 راولپنڈی — سزائے موت 1-9-85
58	محمد زمان ولد کرم الٰہی	بسلی تھانہ روات راولپنڈی	ایضاً	ایضاً — سزائے موت 3-8-85
59	صغیر اختر ولد گل محمد	کوٹ جسیح تھانہ صدر بیرونی راولپنڈی	ایضاً	ایضاً — سزائے موت 25-12-85
60	امیر افضل ولد امیر خان	کلیام داخلی شیلا راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر37 راولپنڈی — سزائے موت 28-12-85
61	عاشق حسین ولد نذر حسین	ٹیسکلی تھانہ مندرہ راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر38 راولپنڈی — سزائے موت 10-3-85
62	جمیل الرحمٰن ولد عبدالرحمٰن	محلہ گریاں والا تحصیل کھاریاں گجرات	466/7/409/5/43	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر46 لاہور — 7 سال 19-12-85 — 30 ہزار جرمانہ
63	امتیاز میاں ولد محمد علی	محلہ شاہ کیا تحصیل کھاریاں گجرات	ایضاً	ایضاً — 8 سال 19-12-85 — 50 ہزار جرمانہ

64	کرم داد ولد اللہ داد	ڈھوک رانجھن تھانہ ترنول اسلام آباد	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 راولپنڈی	7 سال 7-2-85 25 ہزار جرمانہ
65	عدالت حسین ولد فضل داد	روات راولپنڈی	394/392/307	سمری ملٹری کورٹ نمبر75 راولپنڈی	3 سال 18-8-85 10 ہزار جرمانہ
66	امجد شاہ ولد ولایت شاہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
67	غلام عابد ولد نذیر	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
68	ذوالفقار ولد حکم داد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
69	طارق شاہ ولد فیروز شاہ	میرں کنجور اٹک	PPC 411/379	سمری ملٹری کورٹ نمبر18 راولپنڈی	2 سال 7-2-85 50 ہزار جرمانہ
70	تنویر شاہ ولد فیروز شاہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	2 سال 10-2-85 50 ہزار جرمانہ

7 - سینٹرل جیل لاہور

1	محمد اقبال عرف بالا ولد عبدالطیف	محلہ مسلم گنج تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ	MLR 34 (4)	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 5-12-79 نمبر9 شیخوپورہ
2	صبح صادق ولد محمد سعید	6/18 اللہ بخش روڈ مصری شاہ لاہور	PPC 161/471/468/411/ 409/420 PCA 471 5(2)	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 2-10-83 نمبر40 لاہور 1 کروڑ جرمانہ
3	ظہیر اسلم ولد محمد اسلم	A 3 ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 28-12-85 نمبر25 لاہور 2 لاکھ جرمانہ
4	ظہیر بیگ ولد حیدر بیگ	موضع للیانی تحصیل و ضلع لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 12 سال 6 ماہ 15-6-81 نمبر10 قصور 50 ہزار جرمانہ
5	انتظار علی ولد عنایت اللہ	مکان نمبر442/GIS یکی گیٹ لاہور	PPC 403/471/467/ 419/170	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 25-2-80 نمبر15 بہاولپور 30 لاکھ جرمانہ
6	محمد جلیل ولد محمد خلیل	8 فیض سٹریٹ اچھرہ لاہور	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 28-12-85 نمبر25 لاہور 50 ہزار جرمانہ
7	محمد شفیق ولد محمد اکبر	دارکلی شیرشاہی تھانہ ظرسیداں ضلع راولپنڈی	PPC 149/148/427/325/ 302/307 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 8-10-84 نمبر38 راولپنڈی 15 ہزار جرمانہ

8	محمد حیات ولد یار محمد	لاوا ضلع اٹک	PPC 364/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	10 سال 22-1-85 5 ہزار جرمانہ
9	عالم دین ولد فضل دین	کالا گجراں ضلع گجرات	ایضاً	ایضاً	ایضاً
10	افتخار بیگ ولد افضل بیگ	مکان نمبر3 گلی نمبر26 سلطان پورہ لاہور	PPC 499 PCA 4715(2)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر46 لاہور	15 سال 7-8-82 5 لاکھ جرمانہ
11	محمد طارق ولد اللہ رکھا	مکان نمبر4 گلی نمبر36 افضل آباد سانده کلاں لاہور	PPC 149/148/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور اور سمری ملٹری کورٹ نمبر72 لاہور	10 سال اور 3 سال 10 ہزار جرمانہ مورخہ 16-4-85 مورخہ 12-8-85
12	محمد امین ولد محمد دین	مکان نمبر7 گلی نمبر؟ فلیمنگ روڈ لاہور	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر42 لاہور	20 سال 3-8-84 1 لاکھ جرمانہ
13	پرویز مسیح ولد نواب گنڈا	حسن پور نواں میاں پور سیالکوٹ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر28 سیالکوٹ	15 سال 14-1-85
14	خادم حسین	---	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ	15 سال 4-4-83

	ولد عبداللہ			نمبر9 شیخوپورہ	
15	محمد انور	97 ریلوے روڈ لاہور	PPC 149/307/149/302	سپیشل ملٹری کورٹ	20 سال 3-8-84
	ولد محمد دین			نمبر42 لاہور	1 لاکھ جرمانہ
16	محمد سرور	محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ	PPC 302 MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ	20 سال 9-8-83
	ولد محمد بشیر			نمبر28 سیالکوٹ	
17	طارق مسیح	محلہ کریچین کالونی	PPC 302/34 MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ	15 سال 4-3-82
	ولد اللہ رکھا مسیح	حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ		نمبر7 گوجرانوالہ	
18	محمد جمیل	مسلم روڈ گوجرانوالہ	PPC 498 MLR 34/6	ایضاً	25 سال 14-3-79
	ولد محمد عمر				14 کوڑے
19	ریاست علی	کتھم والا تھانہ مریدکے	MLR 7	سپیشل ملٹری کورٹ	25 سال 25-10-81
	ولد وریام	ضلع شیخوپورہ موجودہ محلہ غفور		نمبر34 رحیم یار خان	
		پرانا صادق آباد رحیم یار خان			
20	محمد لقمان	مکان نمبر1 حریم گلی نمبر13 لاہور	PPC 149/107/149/302	سپیشل ملٹری کورٹ	20 سال 3-8-84
	ولد نذیر احمد			نمبر42 لاہور	1 لاکھ جرمانہ

21	محمد امین ولد یاد علی	موضع بٹر تحصیل و ضلع سیالکوٹ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر28 سیالکوٹ	15 سال 13-6-83 1 ہزار جرمانہ یا 1 سال
22	محمد امین ولد محمد بشیر	محلہ کریم پورہ سیالکوٹ	376 اور PPC 109/376	ایضاً	15 سال 3-12-83 5 ہزار جرمانہ
23	بشارت ولد محمد شفیع	محلہ حسن پورہ سیالکوٹ	PPC 302/34	ایضاً	15 سال 14-1-85 5 ہزار جرمانہ
24	شوکت علی ولد برکت علی	موضع جاتوکی تھانہ نارنگ شیخوپورہ	PPC 302 MLR 9	ایضاً	15 سال 14-6-80
25	رشید ولد رمضان	اولڈ جاتری تھانہ چوہڑکانہ شیخوپورہ	PPC 392	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر9 شیخوپورہ	14 سال 19-6-84 10 ہزار جرمانہ
26	عبدالوحید ولد عبدالباری	مکان نمبر2549 کوچہ ڈوگراں لاہور	PPC 302/34 MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	15 سال 18-4-82 20 ہزار جرمانہ
27	شاہنواز عرف شاہیا ولد دین محمد	موضع گوہاوا تھانہ شمالی چھاؤنی لاہور	زنا حدود آرڈیننس	ایضاً	15 سال 7-9-82

28	محمد سعید ولد ظہور الدین	نئی آباد' سراج پورہ نزد سرتاج مل باغبانپورہ لاہور	MLR 31/6/31 489 A to D	سپیشل ملٹری کورٹ 34 سال 80-4-23' نمبر40 لاہور' 2 پشاور 82-8-19 اور 25 لاہور اور 82-8-30 اور 85-4-6 سمری ملٹری کورٹ جرمانہ 2 لاکھ یا 5 سال نمبر76 فیصل آباد اور تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ضبط
29	بشیر بٹ عرف ہیر ولد برکت	تھتھیانوالی نزد ڈسکہ سیالکوٹ	PPC 302/34/13/20/65	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 80-1-27 نمبر23 سیالکوٹ
30	دوست محمد ولد محمد ابراھیم	موضع کتھم والا تھانہ مردکے ضلع شیخوپورہ	MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 81-10-25 نمبر34 رحیم یار خان 1 ہزار جرمانہ
31	حیات مسیح ولد اللہ رکھا مسیح	گلی نمبر2 محلہ عیسیٰ نگری نزد PB ماڈل ہائی سکول گوجرانوالہ	PPC 302/34 MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 83-3-5 نمبر7 گوجرانوالہ
32	دلدار حسین ولد تاج دین	منہالہ تھانہ برکی لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 83-4-26 نمبر25 لاہور
33	امجد علی ولد عبدالکریم	چک 177/RB کنانوالی تھانہ مانانوالہ شیخوپورہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 82-7-27 نمبر9 شیخوپورہ

34	محمد لطیف ولد محمد شریف	محلہ بٹر تھانہ صدر سیالکوٹ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر28 سیالکوٹ	15 سال 13-6-83 1 ہزار جرمانہ یا 1 سال
35	فیض احمد ولد اللہ رکھا	محلہ سالو گجر سیالکوٹ	ایضاً	ایضاً	15 سال 13-2-84
36	افضل عرف اپو ولد عنایت	موضع گنجیانوالی کلاں سیالکوٹ	PPC 302/149	ایضاً	25 سال 14-5-84 2 ہزار جرمانہ
37	اصغر ولد اللہ دتہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
38	اسلم عرف بگو ولد اللہ دتہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
39	محمد اشرف عرف صادق اور چیمہ ولد فتح دین	موضع تھکراموہہ تھانہ سمبڑیال سیالکوٹ	PPC 411 MLR 8/6	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر42'32 لاہور	14 اور 7 سال 10-8-80 10 19-5-83 کوڑے
40	شکیل احمد ولد اکبر علی	118C کوارٹر رحمٰن پورہ لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر46 لاہور	15 سال 25-4-82 5 ہزار جرمانہ
41	نثار احمد ولد محمد اشرف	مریدوال تھانہ مانگا لاہور	PPC 302/149/307	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	15 سال 26-12-82

42	محمد صادق ولد سردار محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
43	محمد امین ولد شہاب دین	راوی روڈ لاہور	PPC 120-B	ایضاً	25 سال 18-12-85 1 لاکھ جرمانہ
44	محمد اشرف ولد اکبر علی	مکان نمبر 32 گلی نمبر 3 فاروق گنج مصری شاہ لاہور	PPC 302/34/307/34 MLR 8	ایضاً	25 سال 30-9-80 5 ہزار جرمانہ یا 2 سال
45	محمد امین ولد احمد دین	کھڈیاں ٹاؤن خاص قصور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 10 قصور	25 سال 11-6-84
46	محمد اکرم ولد نذیر	موضع بھنگون تھانہ شرقپور تحصیل فیروز والا شیخوپورہ	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 9 شیخوپورہ	25 سال 3-8-80 1 ہزار جرمانہ یا 1 سال
47	افتخار عرف بلا ولد محمد طفیل	83 غوری شاہ روڈ باغبانپورہ گوجرانوالہ	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 40 لاہور	25 سال 25-7-83
48	لیاقت مسیح ولد عنایت مسیح	تھانہ گلبرگ 3 لاہور	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 30 لاہور	25 سال 21-2-81 1 ہزار جرمانہ

49	نواب	ریلوے لائن گیٹ نمبر5	PPC 149/307/302	اپیلا	25 سال 16-11-80
	ولد مراد	بادامی باغ لاہور	MLR 8		
50	محمد نواز	موضع بنداگورے تھانہ ستھرا	PPC 149/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ	25 سال 29-10-84
	ولد غلام رسول	تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ		نمبر48 گوجرانوالہ	1 لاکھ جرمانہ
51	نعیم خان	کھوکھر ٹاؤن راوی روڈ	PPC 149/148/302	سپیشل ملٹری کورٹ	25 سال 28-12-85
	ولد امیر خان	لاہور		نمبر25 لاہور	
52	لیاقت علی	بازار دال گراں قصور شہر	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ	25 سال 10-8-84
	ولد فتح محمد			نمبر10 قصور	
53	لیاقت علی عرف کالا	مکان نمبر6 کمہار پورہ	PPC 411/397/395	سپیشل ملٹری کورٹ	25 سال 12-7-78
	ولد سراج دین	لاہور		نمبر1 کراچی	
54	محمد ناصر	گاندھی صدر بازار	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ	25 سال 31-10-82
	ولد محمد حیات	لاہور کینٹ		نمبر25 لاہور	20 ہزار جرمانہ
55	نذیر احمد	موضع غلام میلیاں	PPC 149/307/460/458	سپیشل ملٹری کورٹ	25 سال 18-5-82
	ولد مہردین	تھانہ صدر شیخوپورہ		نمبر9 شیخوپورہ	
56	بشیر احمد	موضع پھولا تھانہ سنگھ	PPC 149/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ	25 سال 18-7-85
	ولد غلام حیدر	تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ	MLR 34 (1)(3)	نمبر28 سیالکوٹ	5 ہزار جرمانہ اور 30 کوڑے

57	بشیر ولد مشتاق	ڈھوٹا خورد تھانہ سنگھیکی ضلع گوجرانوالا	PPC 149/307/302/148	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر17 گوجرانوالہ	25 سال 19-9-85
58	پرویز عرف نجو مسیح ولد جان محمد	نتھرانوالی ضلع گوجرانوالہ	PPC 149/103/149/302 CMR 8	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر7 گوجرانوالہ	25 سال 15-6-85 2 ہزار جرمانہ
59	محمد بشیر ولد نواب	اقبال کالونی ڈسکہ سیالکوٹ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر48 گوجرانوالہ	25 سال 13-10-85
60	زوار حسین ولد دلیل خان	بوستان کالونی قینچی امرسدھو لاہور	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر65 راولپنڈی	25 سال 10-3-85
61	محمد الطاف عرف خیری ولد نیاز محمد	شوکت سٹریٹ دھوتا کالونی تھانہ وحدت کالونی لاہور	دستی بم MLR8	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر48'56 لاہور	25 سال 13-9-82 27-6-83
62	محمد اسلم لدھانوی ولد محمد شفیع	263/C سٹلائٹ ٹاؤن رحیم یار خان	PPC 120/B	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر60 لاہور	25 سال 4-3-85
63	محمد بوٹا ولد کریم بخش	مدینہ کالونی مکان نمبر413H تھانہ فیکٹری ایریا لاہور	ایضاً	ایضاً	ایضاً

64	محمد سعید ولد محمد شریف	علی قریشی راس شہاب پور سیالکوٹ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
65	شیخ گل محمد ولد محمد بشیر	گلی مولوی سراج دین گوجرانوالہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
66	محمد آصف بٹ ولد حاجی محمد دین	محلہ مولانا کمال اسلام آباد سیالکوٹ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
67	اورنگ زیب ظفر ولد جلالت خان	مکان نمبر5354 محلہ اسلام پورہ ٹھیری حسن آباد راولپنڈی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
68	اشفاق علی ولد فرزند علی	نیازی آباد پنڈورا کھوکھر آبادی راولپنڈی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
69	مفتی محمد شفیع ولد شیر محمد	ڈسکہ - سیالکوٹ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
70	رانا محمد منشا ولد رانا محمد یٰسین	بوستان کالونی قینچی امرسدھو لاہور	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-3-85 نمبر25 راولپنڈی	
71	طارق خورشید ملک ولد خورشید ملک	مکان نمبر45A گلبرگ 3 لاہور	ایضاً	ایضاً	ایضاً

72	تسیم اقبال ولد ظفر اقبال	مکان نمبر1 گلی نمبر9 میاں میرہنڈ تھانہ ریس کورس لاہور	PPC 120-B' 5 آف دی ایکسپلوسو ایکٹ سبسٹنو 1908ء	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر60'42 لاہور	39 سال 14-3-85 اور 29-10-84
73	محمد سلیم عباس ولد لطیف حسین	پسرور روڈ ڈسکہ سیالکوٹ	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر60 لاہور	25 سال 4-3-85
74	زاہد محمود عرف بلو ولد محمد اصغر	محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
75	مسعود اقبال ولد مکرم احمد	مکان نمبر14 گلی نمبر16 مجاہد آباد مغلپورہ لاہور	ایضاً	ایضاً	ایضاً
76	جاوید اختر ولد عبدالغنی	مکان نمبر2 شاہجہان روڈ عقب داتا دربار لاہور	PPC 120-B MLR 8	ایضاً	28 سال 13-11-84 4-3-85
77	وسیم افضل جورا ولد افضل حیات جورا	34/9 جناح کالونی گجرات	PPC 477-A/471/468/420/109/409 I to P 47 2(5)'477-A/471/468 PPC 109 MLO 86 MLR 36	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر46 لاہور	5 سال 90 لاکھ جرمانہ یا 11 سال اور 20 کوڑے 26-11-86 24-11-85

78	دلاور حسین ولد غلام قادر	منہالہ تھانہ برکی لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	15 سال 26-4-83
79	ضیاء الدین ولد فضل دین	مکان نمبر15 گلی نمبر3 حبیب گنج مصری شاہ لاہور	PPC 302/34 MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر14 لاہور	15 سال 22-10-79 5 ہزار جرمانہ
80	عبدالعزیز ولد محمد شریف	موضع جاجائے تھانہ کینٹ سیالکوٹ	PPC 468/365 MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر28 سیالکوٹ	12 سال 6 ماہ 27-9-81 5 ہزار جرمانہ یا 1 سال
81	محمد خورشید عرف خورشید انور ولد محمد انور	97 ریلوے روڈ نولکھا لاہور	MLO 107, 8 (2) & (3)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	14 سال 50 ہزار جرمانہ 12-12-86 منقولہ و غیر منقولہ جائیداد ضبط
82	ثناء اللہ ولد حسن محمد	چاہ میراں مصری شاہ لاہور	PPC 471/468/511/420/ 406/471/467/420/ 170 MLO 6	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر15 بہاولپور' 37 لاہور	26 سال 50 لاکھ جرمانہ 13-5-79 اور 30-10-82
83	شیخ عرفان اللہ ولد شفقت اللہ شیخ	عزیز منزل شاہ دولہ روڈ گجرات	MLO 109/477/471/468 MLR 36 PPC 477-A 471/468/420/109/109 PCA 47 '5 (2)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر46, 61 لاہور	5 سال 90 لاکھ جرمانہ یا 13 سال 15 کوڑے 26-11-84 اور 24-11-85

84	طارق جاوید ولد بشیر احمد	موضع بیگم کوٹ شاہدرہ لاہور	PPC 302/34 MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	25 سال 26-11-83
85	ناصر احمد ولد محمد رفیق	مصطفیٰ آباد قصور	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	25 سال 21-10-85 10 کوڑے
86	محمد ریاض ولد نتھو	مکان نمبر16 گلی نمبر14 گنج مغلپورہ لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	25 سال 30-8-82
87	محمد رشید عرف شیدا ولد لال دین	چاروڈن والا شاہدرہ لاہور	PPC 302/34 MLR 34/ 14 MLO 10	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	25 سال 16-11-83
88	زاہد محمود ولد فضل حسین	بڈھا گورایا تھانہ ستھرا سیالکوٹ	PPC 149/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر48 گوجرانوالہ	25 سال 3-10-84 1 لاکھ جرمانہ
89	لہراسب خان ولد سرور خان	میاں میرلال کرتی ریلوے سٹیشن نئی آبادی لاہور	PPC 411/397/395	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر1 کراچی	25 سال 12-7-78
90	ریاض مسیح عرف کالا ولد کالا مسیح	مکان نمبر497/9 نور گلی لاہور	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	25 سال 10-3-85 65 ہزار جرمانہ

91	محمد یوسف ولد عمر دین	محلہ خیرات پور سمبڑیال سیالکوٹ	PPC 459 13/20/65	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 15-2-78 نمبر 8 سیالکوٹ 3 ہزار جرمانہ یا 6 ماہ
92	یوسف اکرام عرف پپو ولد محمد اکرم	مکان نمبر 356 دلی گیٹ لاہور	PPC 149/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-4-85 نمبر 40 لاہور
93	محمد یعقوب ولد افراہیم	موضع بلیکی خورد تھانہ ناروال سیالکوٹ	MLR 34 (3)	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 27-8-79 نمبر 8 سیالکوٹ 2 ہزار جرمانہ
94	محمد ریاض ولد اللہ دتہ	کوٹ پکا قصور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 21-4-84 نمبر 10 قصور
95	محمد ریاض عرف مرزا ولد اللہ بخش	مکان نمبر 437/9 نور گلی لاہور	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-3-85 نمبر 25 لاہور 25 ہزار جرمانہ
96	مشتاق احمد ولد مبارک علی	مبارک علی سٹریٹ دوپٹہ کالونی اچھرہ لاہور	MLR (1) 34 (3)	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 17-6-79 نمبر 13 لاہور
97	منور حسین ولد سردار	موضع کسوکی تھانہ حافظ آباد گوجرانوالہ	PPC /307/326	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 11-2-84 نمبر 48 گوجرانوالہ 4 لاکھ جرمانہ

98	منشا مسیح ولد لال مسیح	گلبہار کالونی گلبرگ 3 لاہور	PPC 302/43 MLO 10/1	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 21-2-81 نمبر25 لاہور 3 ہزار جرمانہ یا 1 سال
99	مشتاق حسین ولد خان	دہوتا خورد تھانہ سکھے گوجرانوالہ	PPC 149/148/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-9-85 نمبر7 گوجرانوالہ
100	منظور حسین شاہ ولد افتخار حسین	3 تھرا پر سٹریٹ را جگڑھ لاہور	PPC 149/148/307/302 MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 16-4-85 نمبر40,72 لاہور 10 ہزار جرمانہ 12-8-85
101	محمد مشتاق عرف لبھا ولد اللہ بخش	حویلی میاں خان اندرون اکبری گیٹ لاہور	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-3-85 نمبر25 لاہور 25 ہزار جرمانہ
102	مشتاق احمد ولد مہردین	موضع بیگم کوٹ شاہدرہ لاہور	PPC 302/34 MLR 34	ایضاً 25 سال 26-11-83
103	عباس ولد خان	رسالپور تار تھانہ جلال پور بھٹیاں گوجرانوالہ	PPC 149/148/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-9-85 نمبر7 گوجرانوالہ
104	محمد عرفان عرف فانا ولد خدا بخش	گلی نمبر1 فاروق اعظم ڈ گھمانالہ تھانہ کوتوالی گوجرانوالہ	PPC 18/43/307/302 MLR 13/20/65	سپیشل ملٹری کورٹ 26 سال 26-12-85 نمبر 32,7 گوجرانوالہ 60 ہزار جرمانہ

105	عبدالرزاق ولد محمد سلیم	ڈلوحیا تھانہ صدر سیالکوٹ	PPC 412/149/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25, 40 لاہور	28 سال 24-11-82 20 ہزار جرمانہ 10-6-85
106	عبدالمجید ولد محمد شریف	فضل پور سمبڑیال سیالکوٹ	PPC 459 13/20/65	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر8 سیالکوٹ	25 سال 6-7-78 3 ہزار جرمانہ یا 6 ماہ
107	عبدالرحمٰن عرف ماٹا ولد محمد رفیق	گلی نمبر4 بکر محلہ صدر بازار لاہور کینٹ	PPC 307/34 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	25 سال 31-10-82 20 ہزار جرمانہ
108	عرفان علی شاہ عرف پپی ولد ناصر علی شاہ	کٹڑا ولی شاہ اندرون اکبری گیٹ لاہور	PPC 302/34 MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر30 لاہور	25 سال 7-10-80
109	غلام فرید ولد محمد خان	مکان نمبر32 گلی نمبر1 امرتسری محلہ مغلپورہ لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	25 سال 30-8-82
110	عبدالباسط عرف بچی ولد عبدالباری	مکان نمبر1549/D کوچہ ڈوگراں لاہور	ایضاً	ایضاً 5 ہزار جرمانہ	25 سال 18-4-82
111	محمد علی ولد اللہ بخش	موضع جھگیاں نزد ریلوے لائن گیٹ نمبر5 بادامی باغ لاہور	PPC 149/307/302 MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر30 لاہور	25 سال 16-11-80

112	عبدالغنی شاہ ولد بوٹی شاہ	50B گلشن راوی لاہور	PPC 409 PCA 49 (2) 5	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر7 گوجرانوالہ	10 سال 22-12-85 1 لاکھ جرمانہ
113	شاہد اکرم عرف گگو ولد محمد اکرام	مکان نمبر356 کٹڑا جاولا سنگھ اندرون دہلی گیٹ لاہور	PPC 149/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	10 سال 10-6-85
114	رشید احمد عرف ڈوڈی ولد محمد دین	موضع بیگم کوٹ شاہدرہ لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر30 لاہور	10 سال 15-7-84
115	محمد ایوب ولد محمد بشیر	امین پارک راوی روڈ لاہور	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر45 لاہور	10 سال 30-9-85 10 ہزار جرمانہ
116	صوفی محمد یوسف ولد محمد رمضان	چک 44 شمالی سرگودھا	ایضاً	ایضاً	ایضاً
117	محمد یعقوب ولد محمد بشیر	امین پارک راوی روڈ لاہور	ایضاً	ایضاً	ایضاً
118	امان اللہ عرف عبدالرحمٰن ولد رحمت اللہ	چک 44 شمالی سرگودھا	ایضاً	ایضاً	ایضاً

119	بابر جاوید عرف کدا ولد محمد اسحاق	مکان نمبر356 کٹڑا جاولا سنگھ اندرون دہلی گیٹ لاہور	PPC 149/307/302	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 10-6-85 نمبر40 لاہور
120	محمد صدیق ولد نواب دین	اندرون لوہاری گیٹ لاہور	PPC 471/420/419	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 6-6-84 نمبر4 بہاولپور 8 لاکھ جرمانہ
121	مقبول ولد محمد امیر	ستوکی تھانہ مصطفیٰ آباد قصور	PPC 109/307-109/302	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 8-3-83 نمبر10 قصور
122	نثار حسین ولد غلام قیوم	موضع چچو تحصیل و ضلع مانسہرہ	PPC 409 PCA 47, 5(2)	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 22-11-85 نمبر7 گوجرانوالہ 1 لاکھ جرمانہ
123	محمد یار ولد فضل	حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ	PPC 307/34 MLA 9/8	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 2-8-83 نمبر10 قصور
124	خالد جاوید ولد محمد شریف	مکان نمبر11 حیدری محلہ گروماانگٹ لاہور	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 26-11-83 نمبر25 لاہور 50 ہزار جرمانہ
125	محمد اسلم ولد سردار خان	مکان نمبر17 گلی نمبر65 باغبانپورہ لاہور	PPC 302/34	ایضاً 10 سال 26-12-82
126	محمد شفیق ولد محمد رفیق	موضع گناعور تھانہ وانڈو گوجرانوالہ	PPC 149/307-149/302 CMLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 15-6-85 نمبر7 گوجرانوالہ 10 ہزار جرمانہ

127	سکندر ولد ابراہیم	موضع گرکھا تھانہ باغبانپورہ گوجرانوالہ	PPC 302/34 MLO 86/73	ایضاً 25 سال 26-12-85
128	شاہ دین عرف سوہنی ولد فیروز دین	نمبر سٹریٹ ساندہ کلاں لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 1-4-82 نمبر46 لاہور 20 ہزار جرمانہ
129	حنیف مسیح ولد غلام مسیح	موضع ہرولا کلاں تھانہ قلعہ صوبا سنگھ تحصیل نارووال سیالکوٹ	PPC 449 MLR 34 (3)	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 12-12-79 نمبر8 سیالکوٹ 1 ہزار جرمانہ
130	محمد جمیل ولد محمد صادق	قاضی چک تھانہ صدر سیالکوٹ	PCC 397-34/392-149/302	سپیشل ملٹری کورٹ 35 سال 20 ہزار جرمانہ نمبر40 لاہور اور 14-4-83 اور 48 گوجرانوالہ 10-6-85
131	محمد جہانگیر عرف لبھا ولد پیر بخش	بلاک نمبر4 پلاٹ نمبر62 کریم پارک لاہور	PPC 128-B	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 28-12-85 نمبر25 لاہور 50 ہزار جرمانہ
132	محمد خان عرف محمد حیات ولد محمد شریف	گلی نمبر4 آبادی محمد بخش باغبانپورہ گوجرانوالہ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 9-4-84 نمبر48 گوجرانوالہ

133	محمد حنیف ولد محمد حفیظ	مکان نمبر123 گلی نمبر6 گلستان کالونی دھرمپورہ لاہور	PPC 397/395	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 12-7-78 نمبر1 کراچی
134	فقیر محمد ولد گھنہ	موضع مار بھگواں تھانہ شرقپور تحصیل فیروز والا شیخوپورہ	PPC 302/34 ML	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 3-8-80 نمبر9 شیخوپورہ 1 ہزار جرمانہ
135	فقیر حسین ولد محمد شبیر	موضع تلوارا تھانہ مناواں لاہور	PCC 411/382/395 MLR 7/8	سپیشل ملٹری کورٹ 27 سال 27-3-82 نمبر17 بہاولپور اور 7-8-81 12 ملتان
136	طارق طفیل عرف طارا ولد محمد طفیل	73 گوہر شاہ روڈ گوجرپور باغبانپورہ لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 25-7-83 نمبر40 لاہور
137	طارق جاوید ولد فقیر حسین	چوک باری والا تھانہ کوتوالی گوجرانوالہ	PPC 307/34/302 MLO 10/1	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 26-8-82 نمبر7 گوجرانوالہ
138	رانا محمد امین ولد علاؤ الدین	سادات منزل شاہدرہ لاہور	PPC 411-109/471-109 420-170	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 3-5-79 نمبر15 بہاولپور 75 لاکھ جرمانہ
139	محمد اکبر عرف اکی ولد موتی	موضع ڈھوڈیاں چوپار تھانہ شرقپور شیخوپورہ	PPC 302/34 MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 22-8-84 نمبر25 لاہور

140	اللہ یار ولد عمر حیات	چھانگا مانگا نئی آبادی تھانہ پتوکی قصور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 11-10-83 نمبر10 قصور
141	اکبر علی ولد خان محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
142	امیر افضل ولد محمد صادق	ڈھوک سدا داخلی بنیال تھانہ صدر بیرونی راولپنڈی	PPC 302/34 CMLA 77/302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 12-8-84 نمبر38 راولپنڈی
143	امانت علی ولد رحمت علی	سوڈیوال تھانہ گنڈا سنگھ والا لاہور	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 9-9-84 نمبر10 لاہور 50 ہزار جرمانہ
144	ارشد عرف کنا ولد ولایت حسین	فیصل پور سمبڑیال ڈسکہ سیالکوٹ	PPC 459 13/20/25	سپیشل ملٹری کورٹ 17 سال 6-7-78 نمبر8 سیالکوٹ 3 ہزار جرمانہ یا 6 ماہ
145	ارشد محمود ولد ولی محمد	مکان نمبر99 گلی نمبر4 صدر بازار لاہور	PPC 302/34-307/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 31-10-82 نمبر25 لاہور 20 ہزار جرمانہ
146	صفدر ولد سلطان	مکان نمبر2042/B لاہور	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 18-4-82 نمبر40 لاہور 20 ہزار جرمانہ

147	فقیر حسین ولد وہاب	نئی آبادی باغ گل بیگم لاہور	MLR 31/6	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	14 سال 14-11-82
148	زاہد عرف بہادر ولد غلام سرور	را بگڑھ مزنگ لاہور	PPC 302/34 13/20/65	سپیشل ملٹری کورٹ	15 سال 27-1-80 نمبر23 لاہور
149	جاوید علی ولد اشرف علی	لیاقت آباد محلہ قربان کوٹ لکھپت لاہور	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	10 سال 27-6-83
150	نسیم عرف نعیمہ ولد عبدالجبار	محران مندو تحصیل ہری پور ایبٹ آباد	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر83 نوشہرہ	14 سال 1-8-85 70 ہزار جرمانہ یا 2 سال
151	مظہر حسین شاہ ولد افتخار علی شاہ	نصرت کالونی گلشن راوی لاہور	PPC 149/148/307/302 13/20/65	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر72,40 لاہور	28 سال 12-8-85 10 ہزار جرمانہ
152	ناصر عرف مٹھو ولد صدیق	چیچہ والی سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر48 گوجرانوالہ	25 سال 13-5-84 1 لاکھ جرمانہ
153	ظفر عرف پپو ولد محمد اقبال	مکان نمبر10 گلی نمبر12 محلہ شاہدرہ لاہور	PPC 302/34 MLR 14/ 34 MLO 10	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	25 سال 22-9-83
154	نور محمد عرف خریلا ولد فتح محمد	چنگڑ محلہ نئی انارکلی لاہور	PPC 302/34 MLR 34(1)	ایضاً	25 سال 15-6-80 80 ہزار جرمانہ' 10 کوڑے

155	محمد نذیر عرف چڑی ولد محمد حیات	گاندھی چلار صدر بازار لاہور کینٹ	PPC 302/34-307/34	ایضاً	25 سال 20-5-82 20 ہزار جرمانہ
156	محمد رشید عرف شیدا ولد لال دین	چاروڈیانوالا شاہدرہ لاہور	PPC 302/34 MLR 34/ 14 MLO 10	ایضاً	25 سال 22-9-83
157	ناصر ولد محمد صادق	قادر یکی صوبا سنگھ	149/148/109/452/ PPC 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر28 سیالکوٹ	25 سال 18-7-85
158	محمد ریاض ولد محمد زمان	موضع بہار قند تھانہ مانسہرہ	PPC 397/396/395	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	سزائے موت 21-7-85
159	فیض گل ولد عجب خان	میاں میر کالونی لاہور	ایضاً	ایضاً	ایضاً
160	اعجاز اختر ولد محمد حسین	مکان نمبر21E میاں میر کالونی لاہور	ایضاً	ایضاً	ایضاً
161	خادم حسین ولد اللہ بخش	مکان نمبر3 غزالی سٹریٹ اتحاد کالونی شیراز پارک لاہور	PPC 302/34	ایضاً	سزائے موت 25-12-85 15 ہزار جرمانہ

162	جہانگیر اقبال ولد محمد اقبال	مکان نمبر 156 سیحام تھانہ کینٹ راولپنڈی	PPC 392 CMLO 77	سمری ملٹری کورٹ نمبر 75 راولپنڈی	3 سال 6-5-85 10 ہزار جرمانہ یا 1 سال
163	ناصر احمد ولد محمد رفیق	مصطفیٰ آباد قصور	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 40 لاہور	5 سال 17-7-80 10 کوڑے
164	محمد یار عرف کالی ولد محمد یوسف	موضع بھیروال اوکاڑہ	PPC 307/34 MLA 8/9	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 10 قصور	9 سال 31-5-83
165	عارف عرف لکھا ولد علی محمد	احاطہ عبدالستار چیمبر لین روڈ لاہور	PCC 392	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 40 لاہور	7 سال 21-11-84
166	محمد اعظم عرف عاشق لکار ولد علی محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
167	عبدالودود خان عرف وودی ولد عبدالقدوس	موضع تنگی پشاور تحصیل چارسدہ	PPC 394 MLO 77/6/77 PPC 411/458/380	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 2 لاہور	9 سال 24-12-84
168	محمد اشرف ولد محمد دین	تاج روڈ بادامی باغ عثمان گنج نمبر 34 لاہور	PPC 392 CMLO 77 PPC 392/411	سمری ملٹری کورٹ نمبر 37, 82 لاہور	6 سال 20-4-85 50 ہزار جرمانہ یا 9 ماہ 18-6-85

8- سنٹرل جیل فیصل آباد

1	حبیب اللہ ولد نواب دین	مزنگ جیل روڈ لاہور	PPC 307	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر24 راولپنڈی	25 سال 24-5-80
2	علی احمد ولد غلام رسول	چک 206-GB سمندری فیصل آباد	PPC 149/307-149/302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر2 سرگودھا	15 سال 12-6-82 10 ہزار جرمانہ
3	علیم ولد محمد علی	چک 209-RB نشاط آباد فیصل آباد	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر2 سرگودھا	15 سال 18-6-83 2 ہزار جرمانہ
4	عبدالسلام ولد محمد شفیع	چک 68-RB کھڑیانوالہ	PPC 302 CMO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر5 فیصل آباد	15 سال 12-10-83 1 ہزار جرمانہ
5	فقیر حسین ولد باؤ	گورنمنٹ کالج فیصل آباد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
6	سردار محمد ولد باغ علی	چک 562-GB تاندلیانوالہ فیصل آباد	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر11 سرگودھا	15 سال 31-10-81 5 ہزار جرمانہ

7	محمد شفیع ولد شیر محمد	چک GB-709 ٹوبہ ٹیک سنگھ	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	25 سال 15-8-82 50 ہزار جرمانہ
8	فیروز ولد احمد خان	چک NB-124 تحصیل سرگودھا	PPC 302 MLR 34	ایضاً	25 سال 13-11-84
9	فدا حسین ولد صالح پون	ٹھٹھہ محمد شاہ جھنگ	PPC 149/297	ایضاً	25 سال 25-10-83
10	علی شیر ولد محمد شفیع	موضع لالیاں تھانہ جھنگ	PPC 326/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر5 راولپنڈی	10 سال 6-4-83
11	ایس کیو این رایل ڈی آر فتح محمد شہزاد ولد چودھری علی محمد	گلی نمبر62 دھرم پورہ لاہور	PPC 123	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر64 اٹک	10 سال 6-6-85 2 ہزار جرمانہ
12	محمد رفیع ولد محمد شفیع	اسلم منزل عبداللہ پور فیصل آباد	PPC 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر60 لاہور	10 سال 23-12-84
13	اقبال مسیح ولد بھگت	چک RB-123 محلہ احمد پورہ تھانہ پیپلز کالونی فیصل آباد	ایضاً	ایضاً	ایضاً

14	ریاض شاہد ولد شاہ محمد	چک 38-RB تھانہ سانگلا ہل شیخوپورہ	ایضاً	25 سال 23-12-84
15	میجر محمد صادق ولد صوفی عبداللہ	مکان نمبر393 سمن آباد لاہور	PPC 121-A	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 6-6-85 نمبر64 اٹک 5 ہزار جرمانہ
16	محمد ریاض ولد محمد شریف	مکان نمبرH-436 تحصیل ایریا محلہ نمبر2 راولپنڈی	PPC 120-B 14/20/65	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 23-12-84 نمبر60 لاہور
17	جاوید اقبال عرف بلا ولد محمد شفیع	سرکلر روڈ تھانہ کوتوالی گوجرانوالہ	PPC 307 13/20/55	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 17-6-84 نمبر7 گوجرانوالہ
18	کالو ولد محمد	ٹھٹھہ محمد شاہ جھنگ	PPC 307/149	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 25-10-83 نمبر18 سرگودھا
19	لال ولد راجہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
20	لیاقت علی ولد حاکم علی	چک 272-RB فیصل آباد	PPC 302/34 MLO 77	ایضاً 25 سال 30-10-85 50 ہزار جرمانہ

21	انور ولد سردار	چک JB-38 ٹھیکریوالہ فیصل آباد	PPC 302/34-291/109- 149/364	اینا	10 سال 31-10-84 10 ہزار جرمانہ
22	فلک شیر ولد مراد	اینا	اینا	اینا	اینا
23	اللہ دتہ ولد نور	اینا	اینا	اینا	اینا
24	سرور ولد غلام فرید	اینا	اینا	اینا	اینا
25	خورشید ولد نور محمد	چک JB-34 تھانہ ٹھیکریوالہ فیصل آباد	اینا	اینا	اینا
26	غلام حسین ولد محمد بخش	موضع سلیمان کلار والی تھانہ بھوانہ جھنگ	اینا	اینا	اینا
27	اللہ دتہ ولد ولی محمد	چک JB-38 تھانہ ٹھیکریوالہ فیصل آباد	PPC 302/34	اینا	10 سال 31-3-83 1 ہزار جرمانہ
28	غلام حسین ولد راحہ	اینا	اینا	اینا	اینا

29	محمد ریاض ولد نور محمد	چک JB-34 تھانہ ٹھیکریوالہ فیصل آباد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
30	ناظم ولد ہمایوں	گلی نمبر3 فیکٹری ایریا فیصل آباد	MLR 7	ایضاً	12 سال 12-6-82 5 ہزار جرمانہ
31	محمد علی ولد لال	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
32	محمد صدیق ولد اللہ دتہ	نور پور تھانہ سول لائن فیصل آباد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
33	ابو ناصر ولد جان محمد	اچھالا تھانہ نوشیر سرگودھا	PPC 302/34 MLO 10 MLR 14	ایضاً	10 سال 18-6-82 2 ہزار جرمانہ
34	عارف علی ولد فضل محمد	چک GB-528 سمندری فیصل آباد	MLR 34	ایضاً	12 سال 6-7-83 5 ہزار جرمانہ 15 کوڑے
35	منصب خان ولد راجب خان	چک JB-264 تھانہ رجان ٹی ٹی سنگھ	PPC 302/34-201/119-149/364	ایضاً	10 سال 31-3-83 2 ہزار جرمانہ

36	عبدالرحمٰن ولد عبدالکریم	صاہبا تحصیل شاہ پور سرگودھا	PPC 302/34	ایضاً	15 سال 27-4-82 25 ہزار جرمانہ
37	محمد فاروق ولد محمد سردار	چک 200-RB تھانہ کھڑیانوالہ فیصل آباد	MLR 7	ایضاً	12 سال 12-6-82 5 ہزار جرمانہ
38	نصرت ولد ہمایوں	ٹھٹھہ محمد شاہ تھانہ بھوانہ جھنگ	PPC 302/149	ایضاً	25 سال 25-10-83 10 ہزار جرمانہ
39	نذر محمد ولد امام بخش	محلہ معظم شاہ چنیوٹ جھنگ	PPC 302/364-A MLR 34	ایضاً	25 سال 1-12-84 2 ہزار جرمانہ
40	غلام عباس شاہ ولد مرید حسین	ٹھٹھہ محمد شاہ تھانہ جھنگ	PPC 302/307/149	ایضاً	25 سال 25-10-83 1 لاکھ جرمانہ
41	دلپزیر ولد محمد وارث	محلہ بھیرے بھان تھانہ چنیوٹ جھنگ	PPC 364-A MLR 34	ایضاً	25 سال 1-12-84 2 ہزار جرمانہ
42	محمد نواز ولد اللہ ڈوایا	موضع پیپلاں میانوالی	PPC 302/307/148/149	ایضاً	25 سال 22-2-82 25 ہزار جرمانہ
43	محمد امیر ولد زمان	چک 124-NB بھلوال سرگودھا	PPC 302/364 MLR 34	ایضاً	25 سال 13-11-84 5 ہزار جرمانہ

44	محمد شفیع ولد مودی	ٹھٹھہ محمد شاہ جھنگ	PPC 307/149	ایضاً 25 سال 25-10-83
45	مظفر علی ولد محمد لطیف	برج اٹاری تھانہ شرقپور شیخوپورہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-5-84 نمبر30 لاہور
46	مشرف عرف سوہنی ولد محمد عارف	ایضاً	ایضاً	ایضاً ایضاً
47	منظور احمد ولد شوق محمد	چک RB-29 تھانہ سانگلہ ہل شیخوپورہ	PPC 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 31-8-83 نمبر9 شیخوپورہ
48	مشتاق احمد ولد یعقوب خان	موضع کلاری تھانہ باغ ضلع پونچھ آزاد کشمیر	MLR 3	ایضاً 25 سال 12-8-79 30 کوڑے
49	مقصود احمد ولد نور الٰہی	داتا نگر اسلامیہ ہائی سکول بادامی باغ لاہور	PPC 302/34 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 22-8-83 نمبر53 فیصل آباد 20 ہزار جرمانہ
50	محمد امین ولد محمد علی	چک RB-226 فیصل آباد	PPC 302	ایضاً 25 سال 12-2-84

51	شیر محمد ولد محمد	چک 143-JB جھنگ	PPC 302/149	ایضاً	25 سال 10-7-84
52	آفتاب اختی ولد فضل حسین شاہ	دب کلاں تھانہ شورکوٹ	PPC 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر2 سرگودھا	25 سال 11-11-78 3 ہزار جرمانہ
53	محمد جمیل ولد محمد علی	چک 209-RB نشاط آباد فیصل آباد	PPC 302/34	ایضاً	15 سال 18-6-83 2 ہزار جرمانہ
54	محمد اسلم ولد غلام رسول	چک 29-RB تھانہ سانگلا ہل شیخوپورہ	PPC 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر9 شیخوپورہ	15 سال 18-4-84
55	محمد ادریس ولد عطا محمد	339-P گلبرگ محلہ افغان آباد فیصل آباد	PPC 302/307/392	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	25 سال 13-11-83 10 ہزار جرمانہ
56	محمد ملک ولد اللہ رکھا	ہرویکے تھانہ کاموکے گوجرانوالہ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر7 گوجرانوالہ	25 سال 26-2-81
57	محمد اکرم ولد غلام حسین	بھلوال سرگودھا	PPC 302/307 MLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر52 راولپنڈی	25 سال 22-1-85 5 ہزار جرمانہ
58	سلطان محمود ولد سردار	منگن تحصیل شورکوٹ جھنگ	PPC 304/34-307/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر2 سرگودھا	10 سال 26-2-83 25 ہزار جرمانہ

59	مولوی نسیم احمد ولد برکت علی	محلہ مقصود آباد فیکٹری ایریا فیصل آباد	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 4-8-83 نمبر53 فیصل آباد
60	ریاض حسین عرف ریاست ولد احمد حسن	ڈھوک لاراں گھوڑا گلی راولپنڈی	PPC 307/148/149	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 8-6-82 نمبر37 راولپنڈی
61	ذوالفقار علی ولد شمشاد	موضع بھگاری تھانہ صدر جھنگ	PPC 302/404	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 10-4-80 نمبر11 فیصل آباد 1 ہزار جرمانہ
62	مشتاق احمد ولد اللہ دتہ	موضع سمرولا تھانہ لالہ موسیٰ گجرات	PPC 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 11 سال 6-11-82 نمبر17 گجرات
63	الطاف حسین ولد اللہ دتہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً ایضاً
64	احمد نواز ولد جیون بخش	ڈھوک بلدپلس والی تھانہ فتح علی جھنگ شورکوٹ شہر	PPC 302/149 MLO 77/86	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 26-2-84 نمبر53 فیصل آباد 10 ہزار جرمانہ

65	محمد یعقوب ولد ولی محمد	شورکوٹ شہر	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر2 سرگودھا	15 سال 12-5-82
66	محمد حبیب ولد رحمت علی	چک JB-275 تھانہ ٹھیکریوالہ فیصل آباد	PPC 302/34	ایضاً	ایضاً
67	مہر محمد خان ولد غلام محمد	موضع نکے کی تھانہ چکرالہ میانوالی	PPC 302/365/149 MLR 34/6	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر5 راولپنڈی	15 سال 30-12-81
68	محمد اقبال ولد لال دین	نیو پلاٹ 98 والی گوجر ٹی ٹی سنگھ	MLR 8	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر32 لاہور	14 سال 28-5-80 10 کوڑے
69	محمد الیاس ولد محمد یوسف	شاہ سٹریٹ نارنگ منڈی شیخوپورہ	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر9 شیخوپورہ	10 سال 12-6-84
70	محمد اسمٰعیل ولد پیر محمد	چک TBA-557 مظفر گڑھ	PPC 149/452-149/436	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان	14 سال 8-7-81
71	محمد علی ولد محمد شفیع	موضع اینڈ تھانہ لالیاں جھنگ	PPC 326/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر5 راولپنڈی	10 سال 10-1-84
72	محمد لطیف ولد نور محمد	شورکوٹ شہر	PPC 302/34-307/34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 2 سرگودھا	10 سال 26-6-83

73	طارق جاوید ولد عمر حیات	عبداللہ پور فیصل آباد	MLR 7	سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 25-10-80 نمبر30 لاہور
74	نصیر احمد ولد موندا	چک مٹھن والا ٹی ٹی سنگھ	PPC 149/302-149/307	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 4-1-81 نمبر18 سرگودھا
75	عمر دراز ولد احمد بخش	محلہ معظم شاہ تھانہ چنیوٹ جھنگ	PPC 364-A MLR 34	ایضاً 25 سال 1-12-84 2 ہزار جرمانہ
76	عبدالستار ولد چنن دین	ہاروقی تھانہ کاموکی گوجرانوالہ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 26-2-81 نمبر7 گوجرانوالہ
77	عبدالسلام ولد خوشی محمد	موضع فتح پور پنجابیاں رحیم یار خان	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 27-12-83 نمبر29 بہاولپور
78	محمد عارف ولد برکت علی	برج اٹاری تھانہ شرقپور شیخوپورہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-5-84 نمبر30 لاہور
79	عنایت مسیح ولد برکت مسیح	سنسار گورایا تھانہ صدر گوجرانوالہ	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 4-10-82 نمبر48 گوجرانوالہ 5 ہزار جرمانہ 10 کوڑے

80	یعقوب ولد خان محمد	چک JB-183 تھانہ موچیوالہ جھنگ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 22-1-84 نمبر53 فیصل آباد
81	محمد یٰسین ولد محمد حیات	369 تھانہ ننکانہ شیخوپورہ	PPC 364/148	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 10-6-85 نمبر40 لاہور 20 ہزار جرمانہ
82	محمد یونس ولد محمد شفیع	چک JB-123 فیصل آباد	PPC 304/34	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 15-7-85 نمبر53 فیصل آباد 10 ہزار جرمانہ
83	ہارون ولد محمد رفیق	تھانہ حافظ آباد گوجرانوالہ	PPC 302/307/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 2-7-85 نمبر7 گوجرانوالہ 10 ہزار جرمانہ
84	طالب حسین ولد دین محمد	چک RB-177 تھانہ مانانوالہ شیخوپورہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 13-3-82 نمبر9 شیخوپورہ
85	ظفر ولد نورا	تھانہ سکھیکی گوجرانوالہ	PPC 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-9-85 نمبر7 گوجرانوالہ
86	جاوید مسیح ولد ہیرا مسیح	چک JB-9 فیصل آباد	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 26-2-84 نمبر53 فیصل آباد 50 ہزار جرمانہ
87	سلطان محمود ولد حشمت علی	چک GB-56 تھانہ کمالیہ ٹی ٹی سنگھ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 30-7-81 نمبر18 سرگودھا 10 ہزار جرمانہ

88	محمد خان ولد غلام فرید	چک 227-JB جھنگ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 17-4-82 نمبر53 فیصل آباد 10 ہزار جرمانہ
89	لیاقت ولد محمد ملک	ہوکی تھانہ صدر شیخوپورہ	PPC 302 MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 20 سال 9-9-78 نمبر9 شیخوپورہ 10 کوڑے
90	نصیر احمد ولد مشتاق محمد	چک 29-RB سانگلہ ہل شیخوپورہ	PPC 302/307	ایضاً 10 سال 31-8-83
91	نجیب اللہ ولد عبدالکریم	تھانہ چک جمرہ فیصل آباد	PPC 302 MLR 9/8	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 2-12-83 نمبر28 سیالکوٹ
92	نورا ولد مراد	دھوتا خورد تھانہ سکھیکی گوجرانوالہ	PPC 302/307/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-9-85 نمبر7 گوجرانوالہ
93	نواز ولد بابل	چک 143-JB تحصیل چنیوٹ جھنگ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-7-84 نمبر53 فیصل آباد 10 ہزار جرمانہ
94	نذیر ولد صاحب	پیلو تھانہ سکھیکی گوجرانوالہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 1-10-84 نمبر7 گوجرانوالہ

95	سہیل ولد احمد علی	میانہ پورہ سیالکوٹ	PPC 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 28-10-84 نمبر28 سیالکوٹ 20 ہزار جرمانہ
96	ساجد ولد محمد لطیف	موضع چک نظام تھانہ صدر گوجرانوالہ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 13-5-84 نمبر48 گوجرانوالہ 1 لاکھ جرمانہ
97	غلام مصطفیٰ ولد محمد ابراہیم	چک 32 تھانہ سانگلہ ہل شیخوپورہ	PPC 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 3-10-84 نمبر48 گوجرانوالہ 1 لاکھ جرمانہ
98	غلام فرید ولد قائم دین	موضع چکلالہ سیالکوٹ	PPC 458 MLR 34/6	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 31-2-79 نمبر7 گوجرانوالہ 5 ہزار جرمانہ 22 کوڑے
99	جاوید اقبال ولد محمد صدیق	برج اٹاری تھانہ شرقپور شیخوپورہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-5-84 نمبر30 لاہور
100	محمد رشید ولد خوشی محمد	چک JB-157 ٹی ٹی سنگھ	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 28-2-83 نمبر1 سرگودھا
101	ریاض ولد بابل	چک JB-143 تھانہ موچیوال جھنگ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-7-84 نمبر53 فیصل آباد 10 ہزار جرمانہ
102	نذیر احمد ولد محمد علی	چک ML-103 مظفر گڑھ	PPC 302/307	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 18-12-86 نمبر3 ملتان

103	شیرا ولد جیون	بولیونا تھانہ رائے ونڈ قصور	PPC 302/149 120-B	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 20-9-84 نمبر53 فیصل آباد 5 ہزار جرمانہ
104	شاہ دین ولد محمد دین	بھینی برہمنا تھانہ پھلیپرا سیالکوٹ	PPC 458 MLR 34/6	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 3-2-79 نمبر7 گوجرانوالہ 5 ہزار جرمانہ
105	سبط حسن ولد علی حسن	چک JB-123 فیصل آباد	PPC 307/304/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 25-7-85 نمبر53 فیصل آباد 10 ہزار جرمانہ
106	محمد صادق ولد شاہ محمد	موضع کلسان تھانہ صدر گجرات	PPC 307/202	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 2-3-81 نمبر17 گجرات
107	صفدر ولد محمد حسین	چوک فاروق اعظم حافظ آباد گوجرانوالہ	PPC 302/307/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 2-7-85 نمبر7 گوجرانوالہ 10 ہزار جرمانہ
108	صوبہ ولد محمد	چک JB-143 جھنگ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 11-7-84 نمبر55 فیصل آباد 5 ہزار جرمانہ
109	محمد صدیق ولد محمد لطیف	برج اٹاری تھانہ شرقپور شیخوپورہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-5-84 نمبر30 لاہور

110	محمد صدیق ولد قائم دین	موضع چکلالہ سیالکوٹ	PPC 458 MLR 34/6	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 3-2-79 نمبر7 گوجرانوالہ 5 ہزار جرمانہ 22 کوڑے
111	انور خان ولد غلام قادر	چک RB-143 کمال پور تھانہ مانانوالہ شیخوپورہ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 22-8-84 نمبر53 فیصل آباد 2 ہزار جرمانہ
112	اکبر علی ولد شاہ محمد	چک JB-336 تھانہ گوجر ٹی ٹی سنگھ	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 12-5-82 نمبر2 سرگودھا
113	ارشد عرف شادا ولد محمد رشید	چک RB-177 تھانہ مانانوالہ شیخوپورہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 13-3-82 نمبر9 شیخوپورہ
114	اکرم ولد احمد	چک JB-143 تحصیل چنیوٹ جھنگ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 10-7-84 نمبر53 فیصل آباد 5ہزار جرمانہ
115	ارشاد ولد مستحیلا	پیلو تھانہ سکھیکی گوجرانوالہ	PPC 302/149	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 1-10-84 نمبر7 گوجرانوالہ
116	قمر اقبال ولد اقبال احمد	مکان نمبرB-806 صدیق چوک پیپلز کالونی فیصل آباد	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 28-12-85 نمبر7 گجرات
117	خالد اقبال ولد اقبال احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً

118	محمد افضل ولد غلام قاسم	چک GB-99 تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد	PPC 302/34/365	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	سزائے موت 12-9-85
119	محمد اسحاق ولد راجہ	چک 54/4 شیخوپورہ	PPC 395	سمری ملٹری کورٹ نمبر55 فیصل آباد	3 سال 30-7-85 15 ہزار جرمانہ
120	شیر محمد ولد پٹھانہ	چک RB-257 وہاڑی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
121	ذوالفقار علی ولد محمد ابراہیم	چک RB-242 تھانہ ڈجکوٹ فیصل آباد	PPC 392 MLO 77/86	ایضاً	ایضاً
122	محمد سرور ولد برکت علی	چک RB-257 تھانہ ڈجکوٹ فیصل آباد	ایضاً	ایضاً	ایضاً
123	مقبول حسین ولد محمد حسین	نوشیر روڈ باغبانپورہ گوجرانوالہ	ایضاً	ایضاً	2 سال 6 ماہ 18-5-85
124	شوکت علی ولد غلام حسین	میراں شاہ گلی نمبر3 تھانہ کوتوالی گوجرانوالہ	ایضاً	ایضاً	2 سال 6 ماہ 18-5-85 5 ہزار جرمانہ

9- سنٹرل جیل میانوالی

1	محمد بوٹا ولد عبدالرحمٰن	بستی ڈھیری والا عبدالحکیم ملتان	PPC 302/34	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 4-8-79 نمبر2 سرگودھا
2	محمد خان ولد نبو	ٹاٹریاں تھانہ بھیرہ سرگودھا	ایضاً	ایضاً 11 سال 5-4-83
3	نذیر ولد یارا	ایضاً	ایضاً	ایضاً ایضاً
4	سلطان ولد متکی	الٰہ آباد سرگودھا	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 14-9-85 نمبر18 سرگودھا 5 ہزار جرمانہ
5	غلام حیدر ولد رحمت علی	خیروگوٹ تھانہ بھیرہ سرگودھا	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 1-2-83 نمبر2 سرگودھا
6	محمد یوسف ولد احمد علی	حضور پور تھانہ میانی سرگودھا	ایضاً	ایضاً ایضاً

7	مشتاق احمد ولد احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
8	عبدالحمید عرف میدا ولد خادم حسین	بھکر نسیب	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	15 سال 13-12-84
9	دوست محمد ولد خان محمد	خوشاب شہر	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر2 سرگودھا	10 سال 30-10-85 1 ہزار جرمانہ
10	سید ریاض حسین شاہ ولد لال شاہ	مکان نمبر24/4 بھکر شہر	ایضاً	ایضاً	15 سال 18-7-81
11	اعجاز حسین شاہ ولد لال شاہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
12	عبدالقیوم ولد امام بخش	محلہ خورشید شاہ بھکر	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	10 سال 24-7-84 20 ہزار جرمانہ
13	عبدالجبار ولد عبدالغنی	جلال کوٹ تھانہ حویلی اوکاڑہ	PPC 302/379/149	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر51اوکاڑہ	10 سال 1-8-82 1 لاکھ جرمانہ

14	خضر اقبال ولد محمد حسین	ڈھوک تلانی داخلی ماٹوری راولپنڈی	PPC 302/325 CMLO 77/83	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر38 راولپنڈی	15 سال 22-2-83
15	غلام مصطفیٰ ولد محمد اسلم	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
16	محمد شفیق ولد عبدالمجید	مکان نمبر546/1 محلہ قطب دین راولپنڈی	MLR 34	ایضاً	15 سال 27-2-82
17	اعجاز احمد ولد غلام سرور	بلاک نمبر28 ڈی جی خان	PPC 302	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر57 ملتان	10 سال 2 ہزار جرمانہ
18	مظہر اقبال ولد محمد عنایت	ڈھوک تلانی داخلی ماٹوری راولپنڈی	PPC 302/325 CMLO 77/83	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر38 راولپنڈی	15 سال 22-2-83
19	عمانیول مسیح ولد نواب مسیح	چک 36 جنوبی سرگودھا	PPC 302/307/34 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر52 راولپنڈی	14 سال 22-1-85 15 ہزار جرمانہ
20	محمد حنیف ولد کرم الٰہی	بسالی تھانہ روات راولپنڈی	PPC 302/307/149/148 CMLO 77/83	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر55 راولپنڈی	25 سال 12-8-85
21	محمد اقبال ولد محمد نواز	نواں اڈا لاریاں مظفر گڑھ	MLR 7	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	10 سال 23-11-81 25 ہزار جرمانہ

22	صاحب خان ولد لانگر خان	کھوکھر تحصیل و ضلع خوشاب	PPC 302/109	ایضاً	25 سال 9-9-82 25 ہزار جرمانہ
23	محمد نذیر ولد نور دین	محلہ غربی چکوال	MLR 34 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر26 جہلم	25 سال 5-11-84 20 کوڑے
24	محمد طفیل ولد محمد حسین	تھانہ کوٹلی آزاد کشمیر موجود لالہ زار کالونی راولپنڈی	PPC 302/34 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر52 راولپنڈی	25 سال 5-8-84
25	طارق محمود ولد محمد اشرف	چک 26 جنوبی سرگودھا	PPC 307/302/34 CMLO 77	ایضاً	25 سال 22-1-85 20 ہزار جرمانہ
26	محمد جاوید ولد امیر عالم	ارجان تھانہ مندرہ راولپنڈی	PPC 149/302-149/307 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر65 راولپنڈی	25 سال 10-3-85
27	محمد اختر ولد نور احمد	ڈھوک سیدان داخلی ریحتیاں تھانہ صدر بیرونی راولپنڈی	PPC 302/34 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر38 راولپنڈی	20 سال 12-8-84

28	محمد شریف ولد کرم حسین	حافظ والا تھانہ پپلیاں میانوالی	302/307/148/149 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	25 سال 22-2-82 25 ہزار جرمانہ
29	عنایت اللہ ولد عطا محمد	یاریوالہ تھانہ پپلیاں میانوالی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
30	حبیب نواز ولد دولت محمد	حیدالی تھانہ مٹھا ٹوانہ خوشاب صدر	302/452/34 ت پ	ایضاً	25 سال 16-7-81 2 ہزار جرمانہ
31	لال خان ولد گل خان	شہباز خیل تھانہ میانوالی	302/307/148/149 ت پ	ایضاً	25 سال 22-2-82 10 ہزار جرمانہ
32	شاہد علی ولد محمد دین	مکان نمبر1188-NE ڈھوک حکم داد راولپنڈی	365 MLO 77 ت پ MLR 34 (3)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر5 اٹک	25 سال 1-3-83 10 کوڑے
33	سلطان ولد محمد خان	حیدالی تھانہ مٹھا ٹوانہ خوشاب	452/302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	25 سال 16-7-81 2 ہزار جرمانہ
34	محمد منیر ولد محمد سرور	مکان نمبر1137-NE ڈھوک حکم داد راولپنڈی	365 MLO 77 ت پ MLR 34 (3)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر5 اٹک	25 سال 3-1-83 10 کوڑے

35	خوشی محمد ولد اکبر حسین	مکان نمبر NE-1367 ڈھوک حکم داد راولپنڈی	ایضاً	ایضاً	25 سال 3-1-83 10 کوڑے
36	اسلم پرویز ولد غلام نبی	مکان نمبر NE-1186 ڈھوک حکم داد راولپنڈی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
37	الطاف حسین ولد سردار علی	قدرت آباد داخلی خورد تھانہ صدر جہلم	149/307/302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 26 جہلم	15 سال 18-5-83 10 ہزار جرمانہ
38	ظہور شاہ ولد منظور شاہ	محلہ رحمان پور تھانہ حسن ابدال اٹک	302 MLO 77 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 5 اٹک	25 سال 13-8-85 10 ہزار جرمانہ
39	عالم شیر ولد دوست محمد	الوالی تھانہ پپلیاں میانوالی	MLR 34 (3)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 26 جہلم	25 سال 26-2-83 10 کوڑے' 1 ہزار جرمانہ
40	غلام رسول ولد نادر خان	باجر تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی	302 MLR 8 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 38 راولپنڈی	25 سال 14-2-83
41	محمد افضل ولد عبدالرحمٰن	پیرا غائب تحصیل و ضلع جہلم	302/34 CMLO 77 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 26 جہلم	35 سال 21-1-85 10 ہزار جرمانہ

42	ظہور احمد ملک ولد حاجی غلام عیسیٰ خان	مکان نمبر C-225 محلہ ڈارا خیل میانوالی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 65 راولپنڈی	10 سال 12-3-85
43	نعیم اختر ولد محمد عثمان	مکان نمبر H-294 چھاچھی محلہ راولپنڈی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 60 لاہور	25 سال 4-3-85
44	عطا محمد ولد غلام قاسم	ڈھوک مرچنا بھکر	ایضاً	ایضاً	10 سال 4-5-85
45	سارو ولد مرزا	خمب خورد تھانہ کھٹاک شیخاں۔ گجرات	302/307 MLO 34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 17 گجرات	15 سال 31-12-83
46	منشا ولد عنایت	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
47	محمد صدیق ولد تاج دین	کلاسا تھانہ صدر گجرات	302/307/147/325 ت پ	ایضاً	25 سال 20-12-82
48	سعادت علی عرف اکبر ولد غلام سرور	توت تھانہ پنڈی گھیب اٹک	392 MLR 7 ت پ CMLO 97	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 5 اٹک	14 سال 31-3-85 10 کوڑے، 20 ہزار جرمانہ
49	غلام احمد ولد حسن دین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

50	احمد خان ولد گل خان	توت تھانہ پنڈی گھیب ضلع اٹک	392 MLR 8 ت پ CMLO 77	ایضاً 14 سال 31-3-85 10 کوڑے' 20 ہزار جرمانہ
51	محمد منیر عرف منیر ولد احمد	جہان آباد تھانہ شاہ پور ضلع سرگودھا	307 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال نمبر 18 سرگودھا 5 ہزار جرمانہ
52	عبداللہ ولد محمد رمضان	ایضاً	ایضاً	ایضاً ایضاً
53	سید رسول ولد غلام رسول	ڈھوک مہندی تھانہ چکڑالہ میانوالی	302/165/149 ت پ MLR 6	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 15-1-83 نمبر 5 اٹک
54	عابد علی خان ولد سکندر خان	بنجارا تھانہ لاوا اٹک	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ ایضاً نمبر 5 اٹک
55	مہر خان ولد شیر خان	ڈھوک نورشاہ تھانہ چکڑالہ میانوالی	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ ایضاً نمبر 5 اٹک
56	یار محمد ولد شیر محمد	ڈھوک لالو خیل تھانہ ٹمن ضلع اٹک	ایضاً	ایضاً ایضاً

57	محمد اشرف ولد عزیز خان	ڈھوک لکیاں تھانہ چکڑالہ میانوالی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
58	گل محمد ولد غلام محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
59	محمد افضل ولد اسعب خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
60	بشارت حسین ولد محمد دین	ڈھوک بابا گوہر تھانہ ترنول ضلع اسلام آباد	34/302-34/377 ت پ CMLO 77 MLR 34 (4)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر38 راولپنڈی	15 سال 12-1-83
61	اللہ دتہ ولد شرف دین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
62	مراد ولد سردارا	پنجاڑاں جھنگ	149/364-149/302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	15 سال 15-12-84 10 ہزار جرمانہ
63	حاکم ولد حشتا	راتھا کلاں جھنگ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
64	تھراج ولد سردارا	پنجاڑا جھنگ	ایضاً	ایضاً	ایضاً

65	شیر بہادر خان ولد محمد خان	جھگیاں حکماں تھانہ شاہ پور صدر ضلع سرگودھا	149/302 ت پ	ایضاً	15 سال 29-10-83 5 ہزار جرمانہ
66	فضل داد ولد محمد خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	15 سال 19-10-83
67	محمد حاکم خان ولد محمد نواز	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
68	محمد نواز ولد محمد حیات	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
69	احمد خان ولد شیر بہادر	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
70	جہانگیر ولد فضل دین	مکان نمبر I-368 گلی نمبر 16 ڈھوک الٰہی بخش راولپنڈی	302 AO 13/20/65 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 52 راولپنڈی	15 سال 24-9-83 20 ہزار جرمانہ
71	دارا خان ولد انارا	کوٹ دھرمان جھنگ	149/364-149/302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 18 سرگودھا	15 سال 15-12-84 10 ہزار جرمانہ

72	محمد اقبال ولد گل زواز	حرنولی میانوالی	302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر2 سرگودھا	25 سال 6-5-80 3 ہزار جرمانہ
73	صلابت ولد نبو	ٹلڑاں تھانہ بھیر سرگودھا	ایضاً	ایضاً	14 سال 5-4-83
74	فتح ولد یارا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
75	سوہنی ولد یارا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
76	امان اللہ ولد سوہاوا	چاوا تھانہ بھیرہ سرگودھا	ایضاً	ایضاً	ایضاً
77	ناصر احمد ولد حسن دین	مکان نمبر468 تھانہ مصری شاہ شادباغ لاہور	34/307-34/302 ت پ CMLO 83/77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر52 راولپنڈی	15 سال 2-4-84 25 ہزار جرمانہ
78	محمد ایوب ولد عبداللہ خان	ڈھوک کالیاں داخلی تھانہ کلر سیداں راولپنڈی	302/307 ت پ CMLO 77	ایضاً	15 سال 25-4-84
79	منصب دار ولد محمد حسین	ڈھوک ٹانی داخلی مٹور کہوٹہ راولپنڈی	302/325 ت پ CMLO 83/77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر38 راولپنڈی	15 سال 22-2-83

80	رب نواز ولد خدا بخش	جھاوریاں سرگودھا	149/307-149/302 ت پ CMLO 83/77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر80 سرگودھا	15 سال 5 ہزار جرمانہ
81	نور حسین ولد محمد حسین	اوچھالی تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا	302/34 MLO 10 ت پ MLR 14	ایضاً	10 سال 28-6-82 8 ہزار جرمانہ
82	محمد اسلم خان ولد حلال خان	کوٹ تھانہ غازی ضلع گردیب افغانستان	MLR 4 MLO 6	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر52 راولپنڈی	14 سال 2-6-85
83	شیر خان ولد امیر خان	گنڈا میانوالی	302/307/149 ت پ MLR 6	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر43 بنوں	14 سال 5-8-85 10 کوڑے
84	فتح محمد ولد احمد علی	چک 100-SB بھگتا والا سرگودھا	302/149 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	15 سال 18-5-82 3 ہزار جرمانہ
85	بشیر احمد ولد محمد علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
86	عاشق حسین ولد بندھا خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	15 سال 10 ہزار جرمانہ

87	ممتاز ولد عمر حیات	میانوالی شہر	MLR 7/8	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	14 سال 15-6-80 5 ہزار جرمانہ یا 2 سال
88	غلام عباس ولد اللہ داد	جھاوریاں سرگودھا	302/307/148/149 ت پ	ایضاً	10 سال 9-4-85 5 ہزار جرمانہ
89	نثار حسین شاہ ولد مرید شاہ	ٹھٹھہ محمد شاہ بھوانہ جھنگ	302/307/149/149 ت پ	ایضاً	سزائے موت 11-5-85 1 لاکھ جرمانہ
90	قلندر حسین ولد الطاف حسین شاہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
91	محمد خان ولد لنگر خان	کھیوڑہ خوشاب	ایضاً	ایضاً	سزائے موت 15-12-85 25 ہزار جرمانہ
92	محمد افضل ولد لنگر خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
93	عالم خان ولد فیض اللہ خان	روکڑی تھانہ موچھ میانوالی	392 CMLO 86/77 ت پ	سمری ملٹری کورٹ نمبر6 سرگودھا	3 سال 18-9-85 15 کوڑے' 1 لاکھ جرمانہ

94	محمد اقبال ولد فتح خان	چک دوسہری موچھیانوالی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
95	عبدالرحیم ولد محمد امیر	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
96	عبدالرشید ولد غلام محمد	منداخیل میانوالی	365 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 18 سرگودھا	7 سال 29-3-83 50 ہزار جرمانہ
97	میاں محمد ولد غلام محمد	اللہ والی میانوالی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
98	محمد خان ولد خان گل	توت پنڈ سلطان تھانہ تلہ گنگ اٹک	392 ت پ MLR 7 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 5 اٹک	5 سال 31-3-85 5 کوڑے' 5 ہزار جرمانہ یا ایک سال
99	مہرخان ولد سید میر	ساوانس میانوالی	MLR 6	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 78 ملتان	6 سال 6-6-85 25 کوڑے' 10 ہزار جرمانہ
100	خان بہادر ولد تاج محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

10- ڈسٹرکٹ جیل لاہور

1	اللہ دتہ ولد لال	فتح پور ضلع گجرات	302/34 MLO 77 ت پ	سمری ملٹری کورٹ نمبر37 راولپنڈی	25 سال 15-6-82
2	محمد حسین ولد عاشق حسین	چک 557-TDA مظفر گڑھ	302/149/436/149/452 ت پ	سمری ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان	25 سال 12-7-78
3	عبدالرحمٰن ولد شہاب دین	مکان نمبر281 پرانا دھرم پورہ لاہور	392/395 ت پ	سمری ملٹری کورٹ نمبر1 کراچی	ایضاً
4	محمد سرور ولد محمد رفیق	مکان نمبر99 گلی نمبر4 بکر محلہ تھانہ صدر لاہور	302/34-307/34 ت پ	سمری ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	25 سال 7-10-82 2 ہزار جرمانہ
5	مجید عرف بھولا ولد فضل کریم	چار روڈ انا والا شاہدرہ لاہور	302/34 MLR 14/ 34 MLO 10 ت پ	ایضاً	25 سال 22-9-83
6	ارشد ولد فتح محمد	راج گڑھ مزنگ تھانہ لاہور	MLR 7	ایضاً	10 سال 23-8-82
7	ذوالفقار علی ولد محمد شریف	چنگڑ محلہ نیو انارکلی لاہور	302/34 ت پ MLR 34(1)	ایضاً	25 سال 10 ہزار جرمانہ' 10 کوڑے

8	علاؤالدین ولد چنن دین	2/1 نیلا گنبد لاہور	409/467/420/109 ت پ /472 PCA 47 (2) 5/109	سمری ملٹری کورٹ نمبر46 لاہور	7 سال 26-12-85 40 لاکھ جرمانہ یا 3 سال
9	محمد صلاح الدین ولد چنن دین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
10	ڈاکٹر کاظم علی ولد احمد علی	91/5 گنجا پور تھانہ فیصل آباد	364/109 ت پ	سمری ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	5 سال 10-2-85 10 ہزار جرمانہ یا 2 سال
11	پیر محمد علی ولد احمد علی	روڈ کوٹ قصور	392 ت پ	سمری ملٹری کورٹ نمبر38 قصور	3 سال 22-1-85 5 ہزار جرمانہ
12	محمد صدیق ولد گلزار خان	نئی آبادی سرائے عالمگیر	420 MLO 77/76 ت پ	سمری ملٹری کورٹ نمبر61 گجرات	5 سال 2-12-84 75 ہزار جرمانہ
13	خالد ولد صوبہ	چک بھولہ تھانہ صدر گجرات	307/148/149 ت پ	سمری ملٹری کورٹ نمبر17 گجرات	3 سال 15-4-85 20 ہزار جرمانہ
14	جمشید اقبال ولد محمد اسلم	مکان نمبر26/5 ریلوے روڈ گجرات	409/109/420/468/ 471/477-A PCA 47(2)5	سمری ملٹری کورٹ نمبر46 لاہور	2 سال 17-2-85 8 لاکھ جرمانہ یا 4 سال

11- ڈسٹرکٹ جیل ملتان

1	سابقہ میجر محمود شیرازی ولد بشیر احمد شیرازی	مکان نمبر 1284 قدیر آباد ملتان	123 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 64 اٹک	10 سال 6-6-85 2 ہزار جرمانہ
2	عظمت مسیح ولد سندر مسیح	بلاک نمبر 6 غریب آباد تھانہ جھانیاں خانیوال	302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 3 ملتان	سزائے موت 18-11-85
3	غربا ولد عیسیٰ	موضع چٹان فقیر	ایضاً	ایضاً	سزائے موت 7-12-85
4	محمد عارف ولد محمد اکرام	موضع خان پور تھانہ صدر مظفر گڑھ	302/34 ت پ	ایضاً	سزائے موت 12-10-85
5	محمد اکرم ولد محمد اکرام	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

12- زنانہ جیل ملتان

1	پارو زوجہ جعفر علی	سکھاں ڈوھاٹ خورد گوجرانوالہ	302/307/149/148 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 7 گوجرانوالہ	25 سال 3-3-85

2	طعلہ بی بی زوجہ نواز	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
3	فاطمہ زوجہ بشیر احمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
4	نذیراں زوجہ نواز	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
5	نذیراں زوجہ خادم حسین	عزیز پور تحصیل شکرگڑھ سیالکوٹ	302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر28 سیالکوٹ	25 سال 31-1-83
6	عنایت بیگم زوجہ یٰسین	شہاب سٹریٹ را جگڑھ لاہور	364/109 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	25 سال 10-6-85 10 ہزار جرمانہ
7	رحمت بی بی زوجہ اللہ دتہ	محلہ قصاباں گجرات	302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر17 گجرات	15 سال 7-12-83
8	سفید بیگم زوجہ محمد ظلی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

9	رضیہ دختر غلام محمد	چک شمالی سرگودھا	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 4-8-79 نمبر2 سرگودھا
10	رشیداں بی بی زوجہ محمد اشرف	پرانی کالونی صادق آباد	302/369 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 12-3-84 نمبر34 رحیم یار خان
11	پروین عرف پینو زوجہ محمد رفیق	16 سو ایکڑ سکیم لاہور	302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 20-1-82 نمبر4 کراچی 10 ہزار جرمانہ
12	بشیراں زوجہ شاہ محمود	چک 25-2/R اوکاڑہ	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 25-8-84 نمبر55 ساہیوال 10 ہزار جرمانہ

13- ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

1	محمد اشرف ولد عنایت علی	محلہ کنجراں والا لاہور	302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 19-9-82 نمبر2 سرگودھا
2	نعیم احمد ولد قاضی ناصر احمد	مکان نمبر A-377 پیپل کالونی فیصل آباد	392/34 MLR 8 ت پ	ایضاً 14 سال 8-8-85 50 ہزار جرمانہ

3	محمد بشیر ولد محمد شفیع	بلاک نمبر22 تھانہ شہر سرگودھا	302/307/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	سزائے موت 30-10-85 10 ہزار جرمانہ
4	صالح محمد ولد غلام محمد	ڈھوک تھانہ نوشہرہ ضلع خوشاب	302/307/148/149 ت پ	ایضاً	سزائے موت 15-12-85

14 ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازی خان

1	محمد اعظم ولد پیر بخش	یارو تحصیل ضلع ڈیرہ غازی خان	307/326/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر57 ملتان	10 سال 12-9-84
2	پیر بخش ولد پیلا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
3	حافظ عبداللہ ولد حسن بخش	چپل چوہان تھانہ چوٹی ڈیرہ غازی خان	302/307/149/148 ت پ	ایضاً	25 سال 19-11-85 10 ہزار جرمانہ

15 - ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ

1	عبدالمجید ولد محمد شریف	مولو چک تھانہ صدر سیالکوٹ	302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر28 سیالکوٹ	25 سال 12-12-85 30 ہزار جرمانہ

2	اسجد پرویز ولد محمد خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
3	ارشد عرف اچھن ولد محمد بشیر	حمزغوث سیالکوٹ	ایضاً	ایضاً	25 سال	
4	ہاشم رضا ولد محمود احمد	میاں پور سیالکوٹ	302/77 ت پ	ایضاً	25 سال 7-10-84 2 ہزار جرمانہ	
5	نعمت علی ولد محمد خان	چندر کپرس تھانہ قلعہ صوبا سنگھ سیالکوٹ	MLR 31 CMLO 6	ایضاً	14 سال 12-11-85 5 ہزار جرمانہ	
6	محمد اشرف ولد صادق علی	میاں خانوالی سیالکوٹ	CMLO 6	ایضاً	ایضاً	
7	غضنفر علی ولد دیوان علی	چودھڑا تحصیل پسرور سیالکوٹ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
8	محمد عارف ولد دیوان	ایضاً	302/307/149 ت پ MLR 34 (I)	ایضاً	سزائے موت 26-12-85	
9	محمد شبیر ولد نواب	اقبال کالونی ڈسکہ سیالکوٹ	302/34 MLO 77 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر28 گوجرانوالہ	سزائے موت 13-10-85	

16- ڈسٹرکٹ جیل جھنگ

1	محمد نعیم ولد چودھری بشیر احمد	چک 364-GB تھانہ گوجرا ٹوبہ ٹیک سنگھ	MLO 6 MLR 31/8/54	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 28-12-85 نمبر2 سرگودھا' 25 لاہور 10 ہزار جرمانہ یا 1 سال
2	محمد الیاس ولد بشیر احمد	ایضاً	MLO 6 MLR 31	سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 7-6-86 نمبر2 سرگودھا
3	محمد وسیم ولد اللہ دتہ	مکان نمبر25/21 محلہ چاہ جٹاں سیالکوٹ شہر	MLR 54/8	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 28-12-85 نمبر25 لاہور 10 ہزار جرمانہ یا 1 سال

17- ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

1	محمد احسان ولد محمد حیات	چک 81-JB سرگودھا	302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 27-5-81 نمبر18 سرگودھا 20 ہزار جرمانہ
2	میاں ولد راجہ	موضع محبتی جھنگ	ایضاً	ایضاً 15 سال 27-4-82 10 ہزار جرمانہ

3	شبیر محمد ولد دوست محمد	مردوال تحصیل و ضلع خوشاب	302/149/148 ت پ	ایضاً	10 سال 23-4-83
4	صاحب خان ولد خان محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	15 سال 23-4-83
5	محمد نواز ولد سردار خان	چک 3-JB بھلوال سرگودھا	302/307/149 ت پ	ایضاً	ایضاً
6	محمد شیر ولد خدا یار	مردوالا خوشاب	ایضاً	ایضاً	10 سال 23-4-83
7	سلطان ولد غلام رسول	چک 2-NB سرگودھا	302 ت پ	ایضاً	15 سال 18-9-84 10 ہزار جرمانہ
8	حق نواز ولد خدا بخش	جھاریاں سرگودھا	ایضاً	ایضاً	15 سال 9-4-85 5 ہزار جرمانہ
9	لیاقت علی ولد محمد خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
10	عمر حیات ولد سید محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

11	غلام خاجہ ولد خان محمد	شومر گجائل خوشاب	MLR 34/38/7	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر2 سرگودھا	18 سال 18-8-83 5 ہزار جرمانہ اور 15 کوڑے
12	محمد اسمٰعیل ولد محمد عبداللہ	چک 93-MB سرگودھا	PCA 47 (2) 5/409/420	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	3 سال 23-12-85 10 ہزار جرمانہ

18- ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ

1	ذوالفقار ولد شریف	چنگڑ محلہ نیو انارکلی لاہور	302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 لاہور	25 سال 25-6-80 80 ہزار جرمانہ اور 10 کوڑے
2	اشرف ولد محمد حسین	پرانی جڑانی تھانہ فاروق آباد شیخوپورہ	395 MLR 8 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر9 شیخوپورہ	14 سال 19-6-84 10 ہزار جرمانہ
3	منشا ولد نور محمد	46-RB سانگلہ ہل شیخوپورہ	MLR 31/6	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر25 شیخوپورہ	14 سال 18-12-85 25 ہزار جرمانہ
4	مشعوق ولد سردار	لالیاں والا شرقپور شیخوپورہ	302/307/449 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر9 شیخوپورہ	25 سال 18-12-81 3 ہزار جرمانہ

5	طاہر حسین ولد محمد حسین	محلہ نبی پور شیخوپورہ	395 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر48 شیخوپورہ	3 سال 18-5-85 50 ہزار جرمانہ
6	اشرف ولد یعقوب	واڑ بلوچاں مانانوالا شیخوپورہ	395 ت پ	ایضاً	ایضاً
7	الطاف حسین ولد اسمٰعیل	مانانوالا شیخوپورہ	ایضاً	ایضاً	3 سال 8-5-85 25 ہزار جرمانہ
8	غلام مصطفیٰ ولد نعمت علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
9	گلزار مسیح ولد سردار مسیح	چک 48 سانگلہ ہل شیخوپورہ	392 ت پ	ایضاً	3 سال 8-5-85
10	ریاست ولد سردار	چک 20 فاروق آباد شیخوپورہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
11	نصیر احمد ولد محمد عاشق	کھڑیاں والا تھانہ صدر شیخوپورہ	302/364-A ت پ MLR 32	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	سزائے موت 14-10-85

12	فلک شیر ولد محمد عاشق	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

19- ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور

1	محمد اقبال ولد غلام محمد	اللہ آباد تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا	302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر18 سرگودھا	25 سال 5 ہزار جرمانہ
2	غوث محمد ولد سراج	موضع کوٹ مومن تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا	MLR 7 (ڈکیتی)	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر2 سرگودھا	18 سال 5 ہزار جرمانہ
3	اسلم ولد رحمٰن	موضع کھٹاکھ شیخاں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات	ایضاً	ایضاً	ایضاً

20- ڈسٹرکٹ جیل جہلم

1	سکندر ولد شاہ محمد	عبداللہ پور جہلم	302/149/148/325 ت پ /148/149 CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر26 جہلم	15 سال 12-6-84
2	عبدالحق ولد ایوب خان	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

3	مصری خان ولد غلام علی	کھائی ضلع چکوال	302/34 CMLO 77 ت پ ایضاً	15 سال 20-9-84	
4	محمد زمان ولد غلام محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
5	محمد اسلم ولد غلام محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
6	منصب علی ولد غلام علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
7	خلیل الرحمٰن ولد ابراہیم	قادر آباد جہلم	302/307/149 ت پ	ایضاً	14 سال 18-5-83
8	ظفر اقبال ولد قدیر	پٹوالی تھانہ کمان ضلع چکوال	MLR 31 MLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 19 اٹک	14 سال 28-3-85
9	امیر حسین ولد غلام حسین	نیو بکری راولپنڈی	302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 37 راولپنڈی	25 سال 19-11-83
10	بشیر ولد محمد اقبال	ایضاً	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 37 راولپنڈی	25 سال 17-12-81

11	عبدالمجید ولد اللہ دتہ	محلہ قصاباں گجرات	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر17 گجرات	25 سال 3-7-84
12	مقصد حسین ولد طالب حسین	سروانی تحصیل کھاریاں گجرات	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر26 گجرات	10 سال 1-9-82 5 ہزار جرمانہ
13	ظہور الٰہی ولد منظور الٰہی	محلہ صوفی پور گجرات	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر26 جہلم	10 سال 5-6-84
14	لیاقت علی ولد مدت خان	ڈھوک متکیل راولپنڈی	302/34 CMLO 77 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر37 راولپنڈی	20 سال 25-5-83
15	محمد بشیر عرف رشید ولد محمد شریف	قدرت آباد جہلم	302/307/149 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر26 جہلم	25 سال 23-10-82 5 سو جرمانہ
16	زرداد ولد مصاحب داد	گھوڑا گلی راولپنڈی	307/148/149 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر37 راولپنڈی	10 سال 13-2-84
17	محمد آفتاب ولد فضل داد	کھاریاں گجرات	121-A ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر64 اٹک	25 سال 12-7-85 5 ہزار جرمانہ

18	اصغر علی ولد عبدالحق	عبداللہ پور جہلم	302/148/149/325/ 148/149 CMLO 77 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر26 جہلم	15 سال 12-6-84 10 ہزار جرمانہ
19	لطیف ولد محمد صدیق	جاکلڑالہ گجرات	325/149 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر17 گجرات	7 سال 2-1-85 5 ہزار جرمانہ
20	اشرف ولد صدیق	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
21	محمد صدیق ولد حاکم علی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
22	محمد شبیر ولد فضل احمد	خانپور تھانہ کرانوالہ گجرات	302/34/149 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر17 گجرات	5 سال 3-3-85 5 ہزار جرمانہ
23	محمد انور ولد رحمت	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
24	محمد اکرم ولد صدیق	جکڑالہ تحصیل کھاریاں گجرات	325/149 ت پ	ایضاً	7 سال 2-1-85 5 ہزار جرمانہ
25	عنایت ولد دلاور	ڈھا تحصیل و ضلع راولپنڈی	302/307/270 ت پ CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر52 راولپنڈی	7 سال 17-3-85 1 ہزار جرمانہ

21 - ڈسٹرکٹ جیل قصور

1	سرور ولد یعقوب	ساتوکی تھانہ مصطفیٰ آباد	302/307/149 ت پ مارشل ریگولیشن	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر10 قصور	10 سال 29-8-82 7 ہزار جرمانہ
2	منیر ولد محمد حسین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
3	اشرف ولد محمد دین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
4	اسمٰعیل ولد غلام محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
5	مولانا مظفر ولد ابن الحسین	امین پارک راوی روڈ لاہور	302/149/148/ 120-B ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر42 لاہور	25 سال 30-11-85
6	غلام محمد عرف احمد ولد لعل دین	چک 557-TDA مظفرگڑھ	302/149/436/452 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر41 ملتان	14 سال 17-8-84

7	لال دین ولد شیر محمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
8	طارق جاوید ولد محمد صادق	ابراہیم آباد تھانہ مصطفیٰ آباد قصور	MLR 34	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر40 لاہور	5 سال 21-10-85 15 کوڑے
9	اکرم شاہ ولد احمد حیات شاہ	جنڈوالا تھانہ چونیاں ضلع قصور	302/149 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر42 لاہور	سزائے موت 30-11-85 15 ہزار جرمانہ
10	انور ولد غلام رسول	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
11	غلام رسول ولد محمد دین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

22 ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر

1	نظام الدین ولد عمر دین	چک 72/4P ہارون آباد بہاولنگر	307 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر39 بہاولنگر	10 سال 20-11-84
2	محمد عارف ولد محمد شفیع	چک 20/3P ہارون آباد بہاولنگر	302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر17 بہاولنگر	25 سال 5-8-81

3	طالب حسین ولد خدا بخش	چک 72/4P ہارون آباد بہاولنگر	307 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 7 سال 20-11-84 نمبر39 بہاولنگر	
4	زاہد علی ولد محمد رفیق	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

23 ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان

1	بخشندا ولد سلیمان	کوٹ کریم خان رحیم یار خان	13/20/65/397/ ت پ 394	سپیشل ملٹری کورٹ 17 سال 5-12-84 نمبر59 رحیم یار خان 10 ہزار جرمانہ	
2	سرفراز ولد غلام محمد	پرانا صادق آباد رحیم یار خان	PAA 5/143	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 2-9-81 نمبر16 رحیم یار خان	
3	عبدالوحید ولد لکن	محمد آباد رحیم یار خان	307/334/394 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 11-2-85 نمبر59 رحیم یار خان 10 ہزار جرمانہ	
4	مشتاق احمد ولد کرم بخش	عبداللہ پور تھانہ رحیم یار خان	302/307/148/149 ت پ	ایضاً	10 سال 27-11-85

5	محمد صفدر ولد محمد اسلم	جہاں پارک رحیم یار خان	302/307/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 10 سال 27-11-85 نمبر27 رحیم یار خان
6	ظفر اقبال ولد محمد صدیق	سٹلائٹ ٹاؤن رحیم یار خان	ایضاً	ایضاً
7	منیر احمد ولد خیر احمد	موضع شرین رحیم یار خان	302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 2-6-85 نمبر27 رحیم یار خان 5 ہزار جرمانہ
8	نور دین ولد کمو	ایضاً	ایضاً	سپیشل ملٹری کورٹ ایضاً نمبر29 رحیم یار خان
9	جمعہ ولد اللہ بخش	ایضاً	ایضاً	ایضاً
10	غلام مصطفیٰ ولد منشی خان	پکالدھا رحیم یار خان	302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 15 سال 24-1-85 نمبر39 رحیم یار خان
11	حاجی جمعہ ولد امیرا	ایضاً	MLR 34 (2)	ایضاً 15 سال 28-7-82

12	رحم علی ولد بڈھا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
13	نیاز احمد ولد شاہ نواز	وزیر کوٹ تھانہ صادق آباد رحیم یار خان	399 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 3 سال 22-12-85 نمبر 27 رحیم یار خان 5 ہزار جرمانہ	

24 ڈسٹرکٹ جیل اٹک

1	میجر سید نثار حسین ولد سید الطاف حسین بخاری	مال پور ضلع اسلام آباد	121-A ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 14-7-85 نمبر 64 اٹک 5 ہزار جرمانہ	
2	ارشاد حسین شاہ ولد یوسف شاہ	محلہ پنجابیاں ضلع اٹک	302 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 13-8-85 نمبر 15 اٹک 10 ہزار جرمانہ	
3	محمد اقبال ولد شہباز خان	پنڈ سلطانی ضلع اٹک	392 ت پ	ایضاً 5 سال 31-3-85 5 ہزار جرمانہ' یا ایک سال اور 5 کوڑے	
4	محمد صادق ولد میاں محمد	ڈھولیاں ضلع اٹک	MLR A CMLO 77	سپیشل ملٹری کورٹ 9 سال 6-10-83 نمبر 19 اٹک 30 کوڑے	

5	اصغر ولد نذیر احمد	جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور	ایضاً	ایضاً

25 ڈسٹرکٹ جیل گجرات

1	محمد ایوب ولد محمد بوٹا	صاحبوال تھانہ صدر ضلع گجرات	304 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 25 سال 11-7-82 نمبر17 گجرات 10 ہزار جرمانہ
2	محمد رشید عرف شیدا ولد غلام دین	میاں چوھان لالہ موسیٰ گجرات	13/20/65 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 6 سال 21-2-82 نمبر61 گجرات
3	شبیر احمد ولد محمد عنایت	نورپور شرقی گجرات	392A 13/20/65 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 6 سال 4-3-85 نمبر61 گجرات
4	ملک محمد حسین ولد دیوان علی	سمڑیاں لالہ موسیٰ کھاریاں گجرات	302/307/148/ 452/149 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ 14 سال 17-1-85 نمبر17 گجرات
5	عزیز احمد ولد نبی بخش	چک 2 شمالی منڈی بہاؤالدین	302/34 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ سزائے موت 28-12-85 نمبر7 گجرات
6	محمد اشرف ولد احمد خان	تحصیل پھالیہ گجرات	302/34 ت پ	ایضاً سزائے موت 12-11-85 15 ہزار جرمانہ

7	محمد شریف ولد محمد حسین	چک بولا تھانہ صدر گجرات	302/148/149 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 7 گجرات	سزائے موت 11-12-85 25 ہزار جرمانہ
8	جاوید اقبال ولد محمد حسین	بولے نزد سبزی منڈی گجرات	302/34 MLR 31 ت پ	سپیشل ملٹری کورٹ نمبر 26، 65 جہلم	سزائے موت 29-4-85 14 سال 25-12-85 50 ہزار جرمانہ، تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ضبط

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل 27 اکتوبر 1987ء

(سہ شنبہ 3 ربیع الاول 1408ھ)

جلد 11 - شمارہ 18

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل 27 اکتوبر 1987ء

(جلد 11 بشمول شمارہ جات 1 تا 18)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	
قواعد کی معطلی کے بارے میں تحریک	2614
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے)	2620
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2687
اراکین اسمبلی کی رخصت	2695
مسئلہ استحقاق:-	
پنجاب اسمبلی کی خواتین اراکین کا کلکتہ میں کرکٹ میچ دیکھنے جانا	2716
سوال نمبر 2836 کے غلط جواب کی فراہمی	2732

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس

منگل، 27 اکتوبر، 1987ء

(سہ شنبہ، 3 ربیع الاول، 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۠ وَاغْفِرْ لَنَا ۠ وَارْحَمْنَا ۠ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور وہی اللہ ہے جس نے تم کو دنیا کی سرزمین پر اپنا نائب و خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تم کو عطا کیا (سونپا ہے) اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا اور غلط کام کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ پروردگار اگر ہم سے بھول کر یا غلطی سے کوئی غلط کام سرزد ہو گیا ہو تو مواخذہ نہ کیجیو۔ پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا بوجھ بھی ہم پر نہ ڈالنا۔ اے ہمارے رب! ہمیں درگزر فرما۔ ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا آقا و مالک ہے۔ پس ہم کو کافروں پر غالب اور ہماری مدد فرما۔

وما علینا الا البلاغ۔

قواعد کی معطلی کے بارے میں تحریک

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب والا ! اس سے پیشتر کہ ہاؤس کی کارروائی شروع کی جائے میں یہ گذارش کروں گا کہ آج پرائیویٹ ممبرڈے ہے اس میں مفاد عامہ کے لئے کئی قراردادیں ایجنڈہ میں موجود ہیں اس لئے میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا کہ آج وقفہ سوالات کو ملتوی کر دیا جائے جیسے کہ آپ حکومتی بلوں کے لئے رولز کو معطل کر کے اجازت بخشتے ہیں اس طرح سے آج عوامی قراردادوں کے لئے وقفہ سوالات ملتوی کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب آپ کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟

جناب وزیر قانون۔ آج چونکہ ہم نے کالا باغ ڈیم پر مبنی عوامی اہمیت کی قراردادوں کو اور تحریکوں کو بھی زیر بحث لانا ہے۔ کل اس بارے میں حکومت نے وعدہ کیا تھا اور آج حکومت اس کے لئے تیار ہے کہ اس کو زیر بحث لایا جائے۔ اور بھی بہت سی ضروری باتیں ہیں جن کو زیر بحث لانا ہے ہم چاہتے ہیں کہ ان کو آج مکمل کر لیا جائے اور سوالات کے جوابات کو ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے اور ان کو پڑھا ہوا ہی تصور کیا جائے اگر کوئی Further clarification درکار ہو تو بعد میں دریافت کی جا سکتی ہے۔

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف)۔ جناب والا ! ہم وقفہ سوالات کو پہلے بھی ایک دو مرتبہ ملتوی کر چکے ہیں۔ اور یہ کوئی درست بات نہیں ہے۔ سوالات بھی کارروائی کا اہم حصہ ہیں اگر ضرورت ہو تو ہاؤس کا وقت بڑھایا جا سکتا ہے میں یہ مانتا ہوں کہ جو قراردادیں بعد میں پرائیویٹ ممبرڈے پر آتی ہیں وہ بھی نہایت ضروری ہیں اور ان کو آنا چاہئے۔ ہم تو اس لئے یہاں پر آئے ہیں کہ سارا کام خوش اسلوبی سے نمٹائیں وقفہ سوالات کو نمٹائیں، تحریکوں کو نمٹائیں اگر قراردادوں کے لئے وقت نہ بچے تو ہم ہاؤس کا وقت بڑھا کر بھی قراردادوں کو لے سکتے ہیں۔ اس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہو گا کام کو مختصر نہیں کر دینا چاہئے بلکہ اسے خوش اسلوبی سے نمٹا دینا چاہئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ (ڈپٹی قائد حزب اختلاف)۔ جناب والا ! میں نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں قواعد و ضوابط کو معطل کرنے کو روزمرہ کا معمول نہیں بنا لینا

چاہئے کیونکہ اس سے ہمارے ایوان کا وقار مجروح ہوتا ہے آپ دیکھ لیں کہ ہماری اسمبلی کے اجلاسوں کے دوران روایات کے خلاف متعدد مرتبہ قوانین اور قواعد کو معطل کر کے ایوان کی کارروائی جاری رکھی جاتی رہی۔ اگر یہی طریقہ کار رہا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر ہمارے پاس جو قواعد و ضوابط ہیں جو طریقہ کار ہے اس تمام کو یکسر معطل کر دینا چاہئے اور پھر جو بھی اراکین اسمبلی یا کوئی بھی رکن کوئی تجویز پیش کرے اس کے مطابق اس کو طریقہ کار سمجھ لیا جانا چاہئے جناب والا! جو سوالات کئے جاتے ہیں جو سوالات کی روشنی میں ضمنی سوالات کئے جاتے ہیں وہ بھی مفاد عامہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب والا! ہم یہ مانتے ہیں کہ آج پرائیویٹ ممبرڈے ہے مگر وقفہ سوالات اور ان کے جوابات کی اور ضمنی سوالات اور ان کے جوابات کی اہمیت اپنی جگہ پر اہم ہے اس لئے آج کوئی ایسی خصوصی بات نہیں ہے جس کے لئے قواعد و ضوابط پھر معطل کر دیئے جائیں۔ اس لئے جناب والا! ہم شدت کے ساتھ اور سختی کے ساتھ اس تحریک کی مخالفت کرتے ہیں کہ کم از کم آج قواعد و ضوابط کے مطابق ایوان کی کارروائی جاری رہنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

مہر سعید احمد ظفر (پارلیمانی سیکرٹری سیاحت و ثقافت) جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہوں گا کہ آج ایک سوال ہے Short Notice Question جب یہ فیصلہ کیا جائے تو اس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تاکہ اس بارے میں بھی فیصلہ ہو سکے کہ اس سوال کی کیا position ہو گی؟

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب والا! ہمارے حزب مخالف کے معزز ممبر سید طاہر احمد شاہ صاحب بڑے منجھے ہوئے سیاست دان ہیں اور پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ ان کا یہاں پر یہ کہنا کہ قواعد و ضوابط کو یہاں پر معطل کرنا غیر قانونی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی طرف سے یہ بڑی زیادتی کی بات ہے اس اسمبلی میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ قاعدے اور قانون کے مطابق ہوتا ہے سپیکر کی رولنگ حتمی ہوتی ہے چاہے وہ کسی قاعدے کو معطل کریں یا بحال رکھیں جو بھی کریں وہ قانونی ہے سپیکر کے اختیارات پر قدغن نہیں لگائی جا سکتی سپیکر کی اجازت سے ایوان میں جو کارروائی ہوتی ہے اسے غیر قانونی نہیں کہا جا سکتا اس

لئے میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ کہنا کہ یہاں پر قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہاں پر تو قواعد و ضوابط کی پابندی کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ شاہ صاحب میں آپ کو موقع فراہم کروں گا اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ قواعد و ضوابط کو معطل کرنا بھی قانون کی بات ہے اور یہ بھی سپیکر کے دائرہ اختیار میں ہے کبھی کوئی اہم معاملہ پیش ہوتا ہے تو سپیکر کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ متعلقہ ضابطے کو ہاؤس کی اجازت سے معطل کر سکتا ہے۔ جی فرمایئے شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میں نے قطعی طور پر یہ بات نہیں کی کہ قواعد و ضوابط کو معطل کرنا غیرقانونی بات ہے۔ میں نے یہ کہا کہ غیراخلاقی بات ہے اور اسے روزمرہ کا معمول نہیں بنا لینا چاہئے۔ اگر کوئی خاص مسئلہ ہو تو قواعد و ضوابط معطل کئے جا سکتے ہیں۔ میں نے اس بات کو چیلنج نہیں کیا کہ یہ آپ کا اختیار نہیں ہے بلکہ میں نے کہا کہ جیسے ہماری موجودہ حکومت تمام قواعد و ضوابط کو معطل کر کے روز مرہ کا آرڈر جاری کر رہے ہے۔ کم از کم ہمارے اس ایوان کو قواعد و ضوابط کا لحاظ رکھنا چاہئے کیونکہ ہمارے ایوان کا تقدس اور وقار اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم ہر روز خواہ مخواہ قواعد و ضوابط کو معطل نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے شاہ صاحب تشریف رکھیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں شاہ صاحب کا احترام کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ یہ درست ہے کہ قاعدے اور قانون انسان کی بہتری کے لئے بنائے جاتے ہیں انسانوں کو کسی قاعدے اور قانون کے لئے نہیں بنایا گیا بلکہ قاعدے قانون انسانوں کے لئے بنائے گئے ہیں۔ کسی انسان کی بہتری کے لئے کسی قانون اور ضابطے کو اس قانون کے اندر رہتے ہوئے اسے معطل کر کے دوسری بات کی اجازت دی جاتی ہے تو یہ فعل نہ ہی غیرقانونی ہے اور نہ ہی غیراخلاقی ہے۔ جس طرح ابھی کہا گیا ہے کہ غیرقانونی تو نہیں ہے مگر غیراخلاقی ہے لیکن یہ غیراخلاقی بھی نہیں ہے اور غیرفطری بھی نہیں ہے۔ اس لئے کوئی ایسی بات نہیں ہے جو بات قاعدے اور قانون کے مطابق ہو سکتی ہے وہ ضرور ہونی چاہئے آج جو درخواست کی گئی

ہے اس کے لئے میں آپ کی خدمت میں دو وجوہات عرض کروں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے سوالات بڑے اہم ہوتے ہیں میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ایوان کی کارروائی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ کل ہمارے حزب مخالف کے محترم ارکان کے کہنے پر آج ہم کچھ ایسی تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار لے رہے ہیں جس کا صوبہ پنجاب سے بہت اہم تعلق ہے۔

تیسری بات جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے محترم وائیں صاحب کو اچانک مرکز میں بلائے جانے پر آج ان کو اسلام آباد جانا پڑا ہے وہ تحریری طور Request بھی دے کر گئے ہیں اور مجھے بھی کہہ گئے ہیں کہ میں Request pass on کر دوں کہ فوری طور پر ان کو جانا پڑا اس لئے وہ آج ہاؤس میں نہیں آ سکتے۔ میں گذارش کروں گا آپ کی ہی تحاریک التوائے کار اور کالا باغ ڈیم کے متعلق جو اہمیت عامہ رکھنے والا ایک مسئلہ ہے جس کو حقیقی معنوں میں آج میں سمجھتا ہوں اس اسمبلی کے ایجنڈا میں اس سے زیادہ فوقیت کا مسئلہ اور کوئی نہیں اس کو اگر ہم مان لیں اور باقی ٹائم باقی چیزوں پر گذار دیں تو میں سمجھتا ہوں اس کو زیادہ فوقیت دی جائے۔ اس کے لئے ایک حل یہ بھی ہے کہ آج جو short notice ques-tion ہیں اس کو اگر آپ چاہیں تو لے لیں۔ اور اس کے بعد باقی ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلایا جائے میرا خیال ہے کوئی ایسی بات نہیں ہو گی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کیونکہ حکومت آج کے سوالات کے جوابات دینے کی صحیح پوزیشن میں نہیں اس لئے باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت قواعد کو معطل کرانے کے لئے تحریک پیش کی گئی ہے۔

دوسری وجہ میں یہ عرض کروں گا چوہدری عبدالغفور صاحب جو میرے لئے بہت قابل احترام ہیں انہوں نے غیر فطری کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ غیر فطری مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہ غیر فطری کہاں سے آ گیا۔ پھر اگر میں اس کے ساتھ ایک اور لفظ کا اضافہ کر دوں گا تو پھر ممکن ہے کہ اس ہاؤس کے ارکان کے جذبات کو مجروح کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز اراکین سے التماس کروں گا کہ الفاظ کا جو استعمال ہے اس میں تھوڑی سے احتیاط سے کام لیا کریں جذبات میں آ کر آپ کو کوئی ایسی بات نہیں کہنی

چاہئے جو آپ کے وقار اور شان کے منافی ہو۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں نے جناب کے سامنے یہ تحریک پیش کی اور قاعدہ نمبر 202 کے تحت جب کوئی رکن اسمبلی سپیکر سے یہ مطالبہ کرے کہ قاعدہ معطل کر دیا جائے تو اس کی مخالفت کرنے کا ہر رکن کو حق ہے۔ میاں محمد افضل حیات قائد حزب اختلاف نے اس کی مخالفت بھی کی ہے۔ لیکن اس کے بعد اگر ہاؤس کی رائے یہ ہو اور ایسا کیوں ہے یہ اس لئے کہ غیرضروری کام پر ضروری کام کو فوقیت دینے کے لئے ضابطہ کو معطل کیا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ سوالات سے اور دوسری تحاریک سے زیادہ اہم وہ قراردادیں ہیں جو عوام کی بھلائی کے لئے ہم نے اس ہاؤس میں آج زیر بحث لانی ہیں۔ اس لئے اب جناب سپیکر پر یہ لازم ہے کہ ایک ممبر کے Move کرنے پر وہ ہاؤس کی رائے طلب کرے کہ آیا اس ضابطے کو معطل کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اب آپ ہاؤس کی رائے معلوم فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب میں پابند ہوں کہ آپ نے جو تحریک پیش کی ہے میں ہاؤس سے اس کے متعلق رائے ضرور پوچھوں گا۔

آپ صاحبان کی کیا رائے ہے کہ آج وقفہ سوالات کو معطل کر دیا جائے۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں۔

آوازیں۔ "ہاں"

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جو اس کے خلاف ہیں وہ "نہ" کہیں۔

آوازیں "نہ"

جناب ڈپٹی سپیکر۔ فیصلہ میرے خیال میں "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ فیصلہ "نہ" والوں کے حق میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم Privilege Motion کو لیتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ نے دو دفعہ فیصلہ دیا ہے۔ پہلے آپ نے کہا ہے کہ میرے خیال میں فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔ دوسرا جو فقرہ ہے کہ

فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے اس سے پہلے طاہر احمد شاہ صاحب نے اس کو چیلنج کر دیا دوسرا فقرہ ابھی مکمل نہیں ہوا اس لئے فیصلہ نہیں ہوا اس کے اوپر کھڑے ہو کر ووٹ ہونا چاہئے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! رولنگ آ چکی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ فیصلہ ہو چکا ہے اس لئے اس بارے میں اس کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

میاں محمد افضل حیات۔ ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔

وزیر قانون۔ اس پر اب بھی رولنگ آ چکی ہے ان کے point out کرنے پر بھی فیصلہ آ چکا ہے۔ اس لئے اس پر مزید کارروائی کی ضرورت نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں قائد حزب اختلاف سے عرض کروں گا کیا اس میں کوئی شک ہے؟ کہ جب گنتی ہو گی تو اس میں آپ کے زیادہ ووٹ آ جائیں گے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! یہ قاعدے کی بات ہے اس کی ایسی دھجیاں نہیں اڑنی چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جو صاحبان اس تحریک کے حق میں ہیں کہ قاعدہ کو معطل کر کے آج وقفہ سوالات کو ختم کیا جائے وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں.....

(ممبر صاحبان اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہوئے)

جو اس کے خلاف ہیں وہ اب اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں.....

(ممبر صاحبان اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہوئے)

"ہاں" والوں کی تعداد زیادہ ہے اور یہ تحریک منظور ہوئی۔

جو سوالات کے جوابات ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے)
ضلع راجن پور میں مدارس کے لئے مکانات کی فراہمی

☆ 468- **سردار نصراللہ خان دریشک**۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راجن پور میں جہاں برساتی نالوں کی طغیانی کے باعث کچے مکانات جلد گر جاتے ہیں اور لوگ پسماندگی کے باعث پرائمری مدارس کے لئے مکانات مہیا نہیں کر سکتے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے مقامات پر عوامی مفاد کے پیش نظر مدارس کے لئے مکانات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) محکمہ تعلیم اس بارے میں کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں۔

(ب) (i) جن پرائمری مدارس کی عمارات نہیں ہیں ان کی عمارات مہیا کرنے کے لئے ایک جامع سروے کیا گیا ہے جس کا مقصد صوبے بھر کی اس مد میں ضروریات کا تعین کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک ارب ستر کروڑ روپے کی ضرورت ہو گی جو ظاہر ہے فی الفور مہیا نہیں کئے جا سکتے۔ لہٰذا ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت حکومت ایسے مدارس کی عمارات کی تعمیر شروع کر چکی ہے۔

(ii) سال 87-1986ء میں بغیر عمارت کے پرائمری مدارس کی تعمیر کے لئے دس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی جس میں سے 957 پرائمری مدارس کی عمارات بن جائیں گی جن میں ضلع راجن پور کی 16 عمارات شامل ہیں۔

(iii) سال 88-1987ء میں بغیر عمارت کے پرائمری مدارس کی تعمیر کے لئے دس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور اس سال بھی اتنے ہی مدارس اس سے

مستفیض ہو سکیں گے۔

اساتذہ کے تینوں کیڈروں کا ادغام

☆ 877- حاجی سردار خان۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
صوبہ میں سکولوں کے اساتذہ کو تین کیڈروں یعنی (پراونشلائز' نیشنلائز' اور سرکاری) میں تقسیم کر دیا گیا ہے نتیجتاً تعلیمی انتظام و انصرام میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ حد بندی کو ختم کر کے تینوں کیڈروں کو مدغم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟
وزیر تعلیم - (جناب غلام حیدر وائیں)۔
ان تینوں کیڈروں (نیشنلائزڈ- پروشلائزڈ اور سرکاری جنرل کیڈر) کا پس منظر یوں ہے۔
1- مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کے تحت پرائیویٹ طور پر چلنے والے سکول قومیائے جانے کے بعد 1-10-72 کو قومی تحویل میں لئے گئے ان سکولوں کا انتظام و انصرام چلانے کے لئے حکومت نے 26-9-74 کو قوانین وضع کئے چنانچہ ان رولز کے نفاذ سے لے کر اب تک ان کی ترقی و تقرری انہیں کے فنکشنل یونٹ (Functional Unit) میں ہو رہی ہے سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے فیصلے مورخہ 10-11-81 کو اپنے فیصلے صفحہ نمبر 32 آخری پیرا میں قومیائے گئے سکولوں کے رولز مورخہ 26-9-740 کو صحیح قرار دیا۔
2 - پراونشیلائزڈ سکولز مندرجہ ذیل آرڈیننس کے ذریعے حکومت کی تحویل میں لئے گئے
(i)- پرائمری ایجوکیشن آرڈیننس 1962ء (اس آرڈیننس کے تحت ڈسٹرکٹ کونسل کے مڈل سکول قومی تحویل میں لئے گئے۔
(ii)- پاکستان لوکل کونسل ہائی سکولز (تحویل) 1970ء کے تحت ڈسٹرکٹ کونسل یا ٹاؤن کمیٹی کے سکول 1-6-70 کو قومی تحویل میں لئے گئے۔
(iii)- اسی طرح گورنمنٹ نے 1-7-75 کو میونسپل ہائی سکولز کو اپنی تحویل میں لے لیا۔
گورنمنٹ نے پروشیلائزڈ سٹاف کے انتظام و انصرام کے لئے ستمبر 1971ء میں پالیسی وضع کی

جاتی ہے جس کے تحت عملدرآمد ہو رہا ہے۔

3 - ان دونوں مندرجہ بالا درجہ بندیوں کے علاوہ جنرل کیڈر میں ہر درجہ کے اپنے اپنے فنکشنل یونٹ کے علیحدہ علیحدہ رولز ہیں۔ مثال کے طور پر ہیڈ ماسٹروں کے رولز 1963ء۔

پروفیشنلائزڈ اور ایم۔ سی کیڈر سے تعلق رکھنے والا سٹاف مسٹر مظہرالحق اور مسز نیلم عامر کی سول پٹیشن برائے ادغام جنرل کیڈر سپریم کورٹ آف پاکستان میں زیر سماعت ہیں اور جیسا کہ سیریل نمبر1 میں بیان کیا گیا ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے جامعہ فیصلہ میں اپنے نیشنلائزڈ سٹاف کے رولز 1974ء کو جائز قرار دیا ہے لہٰذا سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کا انتظار کئے بغیر ادغام کا مسئلہ قبل از وقت ہے۔ اس مسئلے کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کی روشنی میں حل کیا جانا مناسب ہو گا۔

لائبریری سٹاف کے ملازمتی ڈھانچہ کے بارے میں اقدامات

☆ 933- چودھری مشتاق حسین۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صدر پاکستان اور گورنر پنجاب نے لائبریریوں کے فروغ اور لائبریری سٹاف کے ملازمتی ڈھانچہ کے لئے تقریباً ایک سال قبل ضروری احکامات دیئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا احکامات کی تعمیل کے سلسلے میں ورکنگ پیپر تیار ہوئے مدت گذر چکی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ احکامات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی عملی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) ورکنگ پیپر پر(SGA & I) نے محکمہ تعلیم سے جو وضاحتیں طلب کی تھیں ان کی روشنی میں ورکنگ پیپر تیار کر کے 21-9-87 کو دے دیا گیا ہے جس پر عنقریب

فیصلہ متوقع ہے۔

(ج) پنجاب میں لائبریری سٹاف کا ملازمتی ڈھانچہ محکمہ تعلیم کے زیر غور رہا ہے۔ فی الحال بی اے۔ ڈی ایل ایس کو تنخواہ کا بنیادی سکیل 14 دیا جا رہا ہے جب کہ اس کے مساوی تعلیمی معیار پر بی اے۔ بی ایڈ کو سکیل 15 دیا جا رہا ہے دوران ملازمت اگر کوئی لائبریرین ایم ایل ایس کی ڈگری حاصل کر لے تو اسے ذاتی سکیل 17 دیا جاتا ہے البتہ لائبریرین کے مستقل ملازمتی ڈھانچہ کے ضمن میں (SGA & I) کی توضیحات کی روشنی میں زیریں محکمہ جات کی آراء کے تحت کیس دوبارہ منظوری کے لئے بھیجا گیا ہے اس سلسلے میں لائبریری ایسوسی ایشن کے نمائندوں کا تعاون حاصل کیا گیا جو اپنے سٹاف کو کالج سٹاف کے ہم پلہ ملازمتی ڈھانچہ دلوانا چاہتے ہیں لیکن یہ اس لئے ممکن نہیں کہ لائبریریوں میں سٹاف کو بنیادی سکیل 16 میں بھرتی کیا جاتا ہے اور اس وقت ان کی تعداد 117 ہے۔ اب ایسا ملازمتی ڈھانچہ تیار کیا گیا ہے جس میں سکیل 16' کے ان لائبریرین کو بھی ترقی کے مواقع ملیں گے۔ ملازمتی ڈھانچہ کا مکمل کیس متعلقہ محکمہ کو بھیجا گیا ہے جس کا فیصلہ جلد متوقع ہے۔

شاہدرہ میں گرلز ہائی سکول کی عمارت کی تعمیر

☆ 975- میاں محمود احمد۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے شاہدرہ میں گرلز ہائی سکول کی تعمیر کے لئے مبلغ 26,66,000 روپے کی رقم مختص کی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مزکورہ بالا رقم میں سے رواں مالی سال میں مبلغ دس لاکھ روپے خرچ کرنے کے لئے بجٹ میں رکھے ہیں اور حکومت کی ہدایت کے مطابق مئی 1986ء میں وہاں پر کلاسیں شروع کرنے کا پروگرام ہے مگر ابھی تک سکول کی تعمیر میں کوئی پیش رفت نہ ہوئی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پروگرام کے مطابق وقت

مقررہ پر سکول کی تعمیر مکمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) جی ہاں۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی عمارت کی تعمیر کے لئے ایک سکیم مورخہ 7 نومبر 1984ء کو مبلغ 25,59 لاکھ روپے کی منظور کی گئی ہے۔

(ب) یہ عمارت اب مکمل ہو چکی ہے اور اس میں کلاسیں جاری کی جا چکی ہیں۔

(ج) تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور سٹاف تعینات کیا جا چکا ہے۔

عربی زبان کو اختیاری مضمون قرار دینے کی وجوہات

☆ 991- **مولانا منظور احمد چنیوٹی۔** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی پی آئی پنجاب نے مڈل سکولز فائنل کے طلباء و طالبات کے لئے عربی کو اختیاری مضمون کر دیا ہے جب کہ عربی چھٹی جماعت سے لے کر میٹرک تک لازمی مضمون قرار دیا جا چکا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو عربی کو اختیاری مضمون بنانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) درست نہیں ہے۔ ڈی پی آئی (سکولز) پنجاب نے بمطابق ہدایات گورنمنٹ فائنل کے طلباء اور طالبات کے لئے عربی مضمون کو لازمی قرار دیا ہے۔

(ب) اوپر جواب دیا جا چکا ہے۔

نویں جماعت کے لئے عربی زبان کو لازمی قرار دینے کے احکامات

☆ 992- **مولانا منظور احمد چنیوٹی۔** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

نویں جماعت کے لئے ابھی تک گورنمنٹ کی طرف سے عربی مضمون کو لازمی قرار دینے کے لئے کوئی چٹھی نہیں آئی نیز نویں جماعت میں لازمی عربی کے لئے ابھی تک کسی کتاب کے لگانے کی کوئی اطلاع محکمہ کی طرف سے نہیں آئی اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔

صوبائی حکومت کو ابھی تک مرکزی حکومت کی جانب سے اس ضمن میں کوئی ہدایت موصول نہیں ہوئی اس سلسلے میں فیصلہ حکومت پاکستان نے کرنا ہے۔

صوبہ میں نئے اجراء شدہ سکولوں کی تعداد

☆ 1051- چودہری مشتاق حسین۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

1984-85ء کے دوران صوبہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کتنے نئے پرائمری مڈل اور ہائی سکول کھولے گئے اور کون کون سی جگہوں پر مذکورہ بالا سکول واقع ہیں۔ نیز متذکرہ سکولوں میں نئے مقرر کردہ عملے کی تعداد کیا ہے؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

وزیر تعلیم۔ اے۔ ڈی۔ پی 85-1984ء کے دوران صوبہ پنجاب میں مندرجہ ذیل سکیموں کے تحت سکولوں کا اجراء ہوا جن کی پوزیشن حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	سکیم کا نام	سکولوں کی تعداد مردانہ	زنانہ		تعداد عملہ	
1-	مسجد پرائمری سکول	1100	-----	(i)	پی ٹی سی ٹیچر	1100
				(ii)	امام	1100
2-	گرلز پرائمری سکول	-----	1018		پی ٹی سی ٹیچر	2036
3-	بوائز پرائمری سکول	19	-----		پی ٹی سی ٹیچر	38
4-	پرائمری سے مڈل	129	126	(i)	ایس ایس ٹی	255
				(ii)	ای ایس ٹی	510

	(iii) ایس وی / اوٹی			510
	(iv) پی ای ٹی			255
	(v) نائب قاصد			255
	(vi) چوکیدار / مالی			510
5- مڈل سے ہائی	(i) ہیڈ ماسٹر	47	83	131
	(ii) ایس ایس ٹی			262
	(iii) ڈرائینگ ماسٹر			131
	(iv) جونیئر کلرک			131
	(v) لیبارٹری اٹینڈینٹ			131
	(vi) نائب قاصد			131
	(vii) کلاس فور			262

مذکورہ سکول جن جگہوں پر کام کر رہے ہیں تمام تر فہرستیں لف ہذا ہیں۔

سپورٹس کنٹرول بورڈ میں بدعنوانیوں کا سدباب

☆ 1172 بیگم شاہدہ ملک۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سپورٹس کنٹرول بورڈ موجود ہے نیز اس بورڈ کا دائرہ اختیار کیا ہے اور یہ بورڈ کون کون سی کھیلوں کی نگرانی کرتا ہے۔ اس بورڈ میں کتنی خواتین نمائندہ شامل ہیں۔

(ب) صوبے میں کھیلوں کی تقریباً ہر تنظیم میں پائی جانے والی مختلف بدعنوانیوں کی تطہیر کے لئے مذکورہ بورڈ میں کتنے منتخب اراکین کو شامل کیا گیا ہے نیز مزکورہ بورڈ سے کتنی عوامی شخصیتیں وابستہ ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) یہ حقیقت ہے کہ صوبے میں پنجاب سپورٹس موجود ہے۔ البتہ اس کا نام سپورٹس کنٹرول بورڈ نہیں ہے اس بورڈ کا دائرہ کار صوبہ پنجاب تک محدود ہے اور اس کے

مقاصد یہ ہیں۔

1- صوبہ بھر میں کھیلوں کی ترقی فروغ اور ان کے اداروں سے متعلق نظم و نسق کا اہتمام۔

2- تربیت اور کوچنگ کا انتظام۔

3- صوبہ میں کھیلوں کے مقابلے اور ٹورنامنٹس کا انتظام کرنا جن میں عوام کی بھرپور شمولیت ہو

4- پاکستان سپورٹس بورڈ اور دوسرے صوبائی بورڈز نیز قومی اور صوبائی سپورٹس ایسوسی ایشنز سے رابطہ قائم رکھنا۔

5- حکومت کے مہیا کردہ امدادی فنڈز Grant in aid کو کھیلوں کے فروغ کے لئے استعمال کرنا نیز سپورٹس ایسوسی ایشنز کمیٹیوں کلبوں اور دیگر کھیلوں سے متعلق صوبائی اداروں کو سالانہ اور سپیشل امدادی رقوم (Grant in aid) مہیا کرنا۔

6- سپورٹس ایسوسی ایشنز کی رجسٹریشن نیز صوبائی ڈویژنل ضلعی سپورٹس کمیٹیوں کے انتخابات اپنے زیر نگرانی کرانا۔

7- ریفریشر کورس ٹریننگ سیمینار اور کانفرنسوں کے ذریعے مناسب تربیت بہم پہنچانا۔

8- صوبہ بھر میں کھیلوں کے فروغ کے لئے پالیسی ترتیب دینا۔

9- صوبائی' ڈویژنل' ضلعی اور تحصیل کی سطح پر سپورٹس کمپلیکس کی تعمیر نیز صوبہ بھر میں کھیلوں کے تربیتی مراکز' کوچنگ سنٹرز' سپورٹس ہوسٹلز اور استقبالیہ مراکز کی تعمیر کے لئے مناسب کوشش کرنا۔

10- صوبہ بھر کے تمام سٹیڈیم اور کھیل کے میدانوں کا مکمل نظم و نسق اور ان کی مناسب دیکھ بھال کا بندوبست کرنا۔

11- صوبہ بھر میں کھیل کے میدانوں کی فراہمی نیز ان سے متعلقہ ساز و سامان کی فراہمی اور اس کی دیکھ بھال کرنا۔

12- اعلیٰ قابلیت رکھنے والے کھیلوں کے منتظمین کی تربیت کا بندوبست کرنا۔

13- اس بات کا خیال رکھنا کہ لوکل کونسلوں اور دیگر اداروں کے بجٹ میں مختلف کھیلوں کے لئے مناسب رقوم رکھی جاتی ہیں۔ نیز یہ کہ رقوم کھیلوں ہی کی ترقی پر صرف کی جاتی ہیں۔

14- مختلف کھیلوں میں ہر عمر کے نوجوانوں کے لئے سالانہ مقابلوں کا انعقاد۔

15- مختلف کھیلوں میں باصلاحیت نوجوانوں کی نشاندہی۔

16- نمایاں ابھرتے ہوئے باصلاحیت کھلاڑیوں کو انعامات' وظائف اور اعزازیہ دے کر ان کی مناسب حوصلہ افزائی کرنا۔

17- کھیلوں کے فروغ کے لئے مناسب لٹریچر اور فلمیں مہیا کرنا۔

18- ضلع اور تحصیل کی سطح پر کھیلوں کے لئے کلب قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا۔

19- صنعتی اور کمرشل اداروں میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مناسب رقوم مہیا کرنا نیز سرکاری نیم سرکاری اور کمرشل اداروں میں کھلاڑیوں کی ملازمت کا بندوبست کرنا۔

20- وفاقی صوبائی' سرکاری' نیم سرکای اداروں اور دیگر ایجنسیوں کے ساتھ کھیلوں کی ترقی سے متعلق حکومت کی پالیسی پر عملدر آمد کرانے کے لئے مناسب رابطہ قائم کرنا۔

21- صوبہ بھر کے لئے کمشنر' ڈپٹی کمشنر' اسسٹنٹ کمشنر سے کھیلوں کی ترقی اور سپورٹس کمیٹیوں اور ایسوسی ایشنز سے رابطہ قائم رکھنا تاکہ حکومت اور بورڈ کی پالیسیوں پر عملدر آمد کرایا جا سکے۔

22- سالانہ بجٹ کی منظوری۔

23- اس بات کو پیش نظر رکھنا کہ تمام امدادی رقوم Grant in aid جن مقاصد کے لئے دی گئی ہیں وہ مناسب طور پر خرچ کی گئی ہیں۔

24- بورڈ کے مقاصد پر عملدر آمد کرانے کے لئے ہر ممکن اقدام کرنا۔

آئین کی رو سے اس بورڈ میں خواتین کو نمائندگی دی گئی ہے۔ ہر ڈویژن

میں 2، ہر ضلع میں 3 اور ہر تحصیل میں 2 خواتین رکن بورڈ کے ماتحت سپورٹس کمیٹیوں میں شامل ہیں۔

(ب) بورڈ کی تنظیم نو کی گئی ہے اور اس میں صوبے کی مقتدر شخصیتوں کو شامل کیا گیا ہے۔ جناب گورنر پنجاب سپورٹس بورڈ کے سرپرست اعلیٰ جناب وزیراعلیٰ سپورٹس بورڈ کے چیئرمین اور جناب وزیر تعلیم بورڈ کے ڈپٹی چیئرمین ہیں۔

وادی سون کے سرکاری ملازمین کے لئے ہل الاؤنس

☆ 1174- بیگم شاہدہ ملک۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے چولستان ڈیرہ غازی خان و سون سکیسر ضلع خوشاب کو پسماندہ علاقہ قرار دے رکھا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا مذکورہ بالا علاقوں کی طرح سون سکیسر کے ملازمین کو بھی ان کی حالت بہتر بنانے کی خاطر پسماندہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وادی سون کے مقام سکیسر کی بلندی سطح سمندر سے تقریباً 5000 فٹ ہے اگر ایسا ہے تو کیا محکمہ تعلیم کے ملازمین کو بھی ہل (Hill) الاؤنس ادا کیا جاتا ہے کیا محکمہ تعلیم کے ملازمین کو بھی ہل الاؤنس ادا کیا جاتا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) محکمہ تعلیم کے علم میں کوئی ایسی نوٹیفکیشن نہیں ہے جس کے تحت چولستان ڈیرہ غازی خان اور سون سکیسر کو پسماندہ علاقہ قرار دیا گیا ہو۔ جی نہیں۔

(ب) درست نہیں سون سکیسر کی بلندی پانچ ہزار فٹ سے کم ہے۔

حکومت ان تمام ملازمین کو مبلغ -/200 روپے ماہوار ہل الاؤنس دیتی ہے۔ جو کہ مری اور کوہ تحصیل میں تعینات ہیں (ہدایات لف ہیں) اس کے علاوہ کسی کو ہل الاؤنس نہیں دیا جاتا۔

Government of The Punjab, Finance Department

Letter No. FD/SRI-9-8/84, Dated Lahore the 27th Aug. 1986

SUBJECT: HILL ALLOWANCE AT MURREE AND KAHUTA TEHSILS

I am directed to refer to this department's letters No. 1089-SO(SR)IV/76, dated 23-6-76 and No. FD/SRIV-9-13/76, dated 9-7-87, on the subject noted above and to state that it has been decided to allow hill allowance at the rate of 25% of basic pay subject to a maximum of Rs. 200/- PM/ to all government servants serving in Murree and Kahuta tehsils.

پرائمری سکولوں کے اجراء میں اراکین اسمبلی کا کوٹہ

☆ 1183- چودہری غلام احمد۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت بذریعہ پراجیکٹ کمیٹی نئے زنانہ پرائمری سکولوں کے اجراء کے لئے صوبائی اور مرکزی ارکان اسمبلی کے لئے سپیشل کوٹہ مقرر کر رہی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ایک عمارت کی تعمیر کے لئے کتنی رقم منظور شدہ ہے اور کیا یہ رقم اقساط میں جاری کی جائے گی یا یک مشت اور اگر اقساط میں جاری کی جائے گی تو آخری قسط کب جاری ہو گی اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) یہ بات درست نہیں البتہ ضلع کے مقرر کردہ کوٹہ بمطابق ترقیاتی پروگرام 1985-86ء ضلعی کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں جن کے سربراہ ایک صوبائی وزیر

تھے۔ اور ایم۔ پی۔ اے صاحبان اس کے ممبر تھے۔ البتہ ایم۔ این۔ اے صاحبان کو وفاقی حکومت نے اپنی ترقیاتی سکیموں کے لئے کچھ فنڈز مہیا کئے ہیں جو ایم۔ این۔ اے صاحبان کی صوابدید کے مطابق خرچ ہوں گے۔ تاہم دوران سال 87-1986ء صوبائی اسمبلی کے ارکان کے لئے حکومت نے طالبات کے چار چار نئے پرائمری مدارس کھولنے کا کوٹہ مقرر کیا تھا۔ آئندہ سالوں کے لئے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں جن کے ممبران میں ایم۔ پی۔ اے صاحبان بھی شامل ہوں گے اور انہیں اپنے علاقوں میں سکولوں کے اجراء کرنے اور ان کا درجہ بڑھانے کے لئے سفارشات مرتب کرنے کا کام سونپا جائے گا۔

(ب) ایک گرلز پرائمری سکول عمارت کی تعمیر پر 1,18,500 روپے کی لاگت آتی ہے اور حکومت یہ رقم یک مشت جاری کرتی ہے۔ البتہ ٹھیکیدار کو یہ رقم قسطوں میں ادا ہوتی ہے۔ قسطوں کا انحصار کام کی نوعیت پر ہوتا ہے۔

گلشن راوی سکیم لاہور میں لڑکے اور لڑکیوں کے لئے پرائمری اور ہائی سکول کا اجراء

☆ 1201 میاں محمود احمد۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی اور اس سے ملحقہ گنجان آبادیوں کے لڑکے اور لڑکیوں کو ابتدائی تعلیم کے لئے گھر سے دور شہر میں حصول تعلیم کے لئے جانا پڑتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حکومت کے علم میں ہے کہ شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے ان بچوں کے والدین کو شہر میں داخلہ کے لئے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلشن راوی سکیم لاہور میں لڑکے اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ پرائمری اور ہائی سکول بنانے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) جی نہیں گلشن راوی اور اس کے گرد و نواح میں لاہور میونسپل کارپوریشن نے کئی ایک پرائمری اور ایک جونیر ماڈل سکول قائم کر رکھا ہے۔ جب کہ گورنمنٹ کے کئی نیشلائزڈ ہائی پرائمری سکول بھی گرد و نواح میں موجود ہیں۔

(ب) لاہور شہر میں روزافزوں اضافہ کے پیش نظر حکومت اپنے وسائل کے مطابق شہریوں کے لئے زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے مہیا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

(ج) لاہور شہر میں پرائمری سکولوں کا قیام بنیادی طور پر لاہور میونسپل کارپوریشن کی ذمہ داری ہے اور میونسپل کارپوریشن اپنی ذمہ داری بطریق احسن نبھانے کی کوشش کر رہی ہے میونسپل کارپوریشن گلشن راوی میں جونیر ماڈل سکول قائم کرنے کے لئے ایک عمارت تعمیر کرا رہی ہے گلشن راوی میں ایک گرلز ہائی سکول موجود ہے گلشن راوی بلاک اے میں لڑکیوں کے لئے عمارت کی تعمیر کا پروگرام زیر غور ہے تاہم آئندہ تین سال کے لئے لڑکیوں کے پرائمری سکول اور لڑکوں کے مکتب سکولوں کے لئے جو پروگرام بنایا جا رہا ہے وہ ضلعی ترقیاتی کمیٹیوں کی سفارشات کو مدنظر رکھ کر بنایا جائے گا ان کمیٹیوں میں ضلع کے ایم پی اے صاحبان بھی شامل ہیں۔

جہاں تک لڑکیوں کے لئے ہائی سکول کی فراہمی کا تعلق ہے تو نواحی علاقوں خصوصاً ملتان روڈ پر کئی ایک ہائی سکول موجود ہیں جو گلشن راوی کی ضروریات پوری کر رہے ہیں ان مدارس تک آمد و رفت کے ذرائع بھی کافی معقول ہیں۔

ظفروال ہائی سکول کا درجہ بڑھانا

☆ 1451- **جناب غلام احمد**۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کہ ایک ہائی سکول کو انٹرمیڈیٹ کا درجہ دینے کے لئے کون کون سی شرائط ضروری ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ظفروال تحصیل نارووال ہائی سکول ان شرائط پر پورا اترتا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت 1986ء تک مذکورہ سکول کو انٹر کا درجہ دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) کسی ہائی سکول میں انٹر جماعتوں کے اجراء کے لئے مندرجہ ذیل عوامل کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

1- آبادی

2- خواہش مند طلباء اور طالبات کی تعداد۔

3- گرد و نواح میں کسی کالج کی موجودگی۔

4- فیڈر سکولوں کی موجودگی۔

5- سکول کی عمارت میں انٹر جماعتوں کی گنجائش۔

6- لیبارٹری اور کھیل کے میدان کی ضروریات۔

(ب) درست ہے۔

(ج) 1-9-1986 سے لڑکوں کے لئے ایک باقاعدہ انٹر میڈیٹ کالج کا اجراء ہو چکا ہے۔

تعلیمی بورڈ اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں افسران کی تعیناتی

☆ 1450- دیوان عاشق حسین بخاری۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان تعلیمی بورڈ اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی میں اعلیٰ عہدوں پر ملتان ڈویژن کے علاوہ دوسرے ڈویژن کے افسران تعینات ہیں جب کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور اور تعلیمی بورڈ لاہور میں ملتان ڈویژن کے امیدواروں کو کسی صورت میں بھی تعینات نہیں کیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ ملتان تعلیمی بورڈ اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی میں صرف ملتان ڈویژن کے افسران تعینات کرنے کے

لئے خصوصی اقدام کرے گی۔

(ج) کیا حکومت پنجاب یونیورسٹی اور تعلیمی بورڈ لاہور میں بھی ملتان ڈویژن کے امیدواروں کے لئے نشستیں برائے تعیناتی مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے اعلیٰ عہدوں پر تمام تقرریاں سلیکشن بورڈ کی سفارشات کی روشنی میں قابلیت اور اہلیت کی بنا پر سنڈیکٹ کی منظوری سے ان کے اپنے اپنے قانون کے مطابق کی جاتی ہیں۔ یونیورسٹی کے قواعد و ضوابط کے تحت بنیادی پے سکیل نمبر 17 اور اس سے اوپر کے پے سکیل کی تمام آسامیاں اخبارات میں مشتہر کر کے کھلے چناؤ کے ذریعے پر کی جاتی ہیں۔ یونیورسٹی کے ملازمین اور اساتذہ بھی اس مقابلہ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ مزید براں پے سکیل نمبر 17 سے نیچے کی اسامیوں پر بھی تعیناتی کے لئے پاکستان کے کسی حصہ یا ڈویژن یا کسی صوبہ کے فرد کی تقرری پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

(ii) پنجاب کے تعلیمی بورڈوں میں تقرریاں اہلیت اور قابلیت کی بنا پر کی جاتی ہیں نہ کہ علاقائی بنیادوں پر جہاں تک اعلیٰ عہدوں کا تعلق ہے پنجاب کے ہر تعلیمی بورڈ میں تین اعلیٰ عہدے (چیئرمین، سیکرٹری اور کنٹرولر امتحانات) کے ہیں ان عہدوں پر تقرری تعلیمی قابلیت، اہلیت اور تجربہ کی بنا پر کنٹرولنگ اتھارٹی کرتی ہے۔ تعلیمی بورڈ لاہور میں ملتان کے رہنے والوں کی تقرری پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

(ب) محولہ بالا وضاحت کے پیش نظر اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

(ج) ایضاً

ضلع ملتان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی تعیناتی

☆ 1453- دیوان عاشق حسین بخاری۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(ا۔ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ملتان کے بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد پی ٹی سی ٹیچرز یا کلرک تعینات ہیں لیکن وسطی پنجاب سے آئے ہوئے حضرات یہاں وائس چانسلر یونیورسٹی اور دیگر مختلف شعبوں میں سربراہ تعینات ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر تعلیم وضاحت فرمائیں کہ ضلع ملتان کے تعلیم یافتہ حضرات کو آبادی اور ان کی اہلیت کی بنیاد پر کیوں موقع نہیں دیا جاتا۔ کیا آئندہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کوئی اقدام کئے جانے کی توقع ہے؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) یونیورسٹی میں وائس چانسلر یا سربراہ شعبہ مقرر کرتے وقت اعلیٰ تعلیمی قابلیت اہلیت اور تجربہ کو پیش نظر رکھا جاتا ہے بالعموم یہ حضرات معروف سکالرز ہوتے ہیں اور تعلیم کے میدان میں ان کی کارکردگی نمایاں ہوتی ہے ان کی تقرری مقامی بنیادوں پر نہیں ہوتی بلکہ یونیورسٹی کے بہترین مفاد میں چانسلر صاحب کے احکامات سے کی جاتی ہے۔

(ب) یونیورسٹی ایکٹ کی دفعہ (i) اے (متعلقہ شق لف ہذا ہے) کے تحت اعلیٰ عہدوں کے لئے تقرری مقامی یا آبادی کی بنیاد پر نہیں کی جاتی۔ تاہم ضلع ملتان کے لوگ اپنی تعلیم اور اہلیت کی بناء پر عہدے کے لئے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر ملتان ضلع کے رہنے والے اس معیار کے مطابق ہوئے تو ان کی تقرری پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔

RELEVANT PORTION OF

UNIVERSITY OF THE PUNJAB ACT. 1973

7(1) The Selection Board for teaching and other posts shall consider the applications received in response to advertisement and recommended to the Syndicate the names of suitable candidates for appointment to teaching or other posts, as the case may be and may also be recommended-

(i) the grant of a higher initial pay in a suitable case for reasons to be recorded;

OR

(ii) the appointment of an eminently qualified person to a Professorship in the University on terms and conditions other than those prescribed.

(2) In the event of difference of opinion between the Selection Board and the Syndicate, the matter shall be referred to the Chancellor whose decision shall be final.

☆1458- جناب شوکت حیات چٹھہ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں پرائمری سٹینڈرڈ سے مڈل سٹینڈرڈ تک جو سکول اپ گریڈ ہوتا ہے اس اپ گریڈ شدہ مڈل سکول میں استادوں یا استانیوں کی منظور شدہ تعداد کیا ہوتی ہے۔

(ب) تحصیل وزیر آباد میں لڑکوں اور لڑکیوں کے مڈل سکولوں کے نام سکولوں میں تعینات استانیوں اور استادوں کے نام اور اس وقت چھٹی پر گئے ہوئے استادوں اور استانیوں کے نام کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) پرائمری سے مڈل تک درجہ بڑھائے جانے کی صورت میں اساتذہ کی مندرجہ ذیل آسامیاں منظور ہوتی ہیں۔

ایس ایس ٹی	ای ایس ٹی	وی ٹی	پی ای ٹی
1	2	2	1

(ب) ☆☆☆

☆☆☆ (فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

فہرست بابت سوال 1458

نمبر شمار	نام مرکز	نام سکول	منظور شدہ اسامیاں		نام، تعداد حاضر اساتذہ		تعداد غیر حاضر اساتذہ بمعہ کیفیت		
							لمبی رخصت	غیر حاضر	میزان
1	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول	1	SST	ریاست علی	SST	ندارد	ندارد	-
		کوٹ عنایت خان	4	EST	محمد اشرف	EST			
			2	SV	محمد ریاض	"			
			1	PET	محمد اکرم	"			
			4	PTC	رحمت علی	"			
			12		منظور حسین	SV			
			محمد ارشد SV نذیر حسین PET خالد علی، سلطان محمود، عبدالحمید، محمد اشرف PTC						
2	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول	2	SST	محمد نذیر	SST	ندارد	ملک محمد ارشد	1
		مریدکے	2	EST	محمد عارف	"			

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

				1	SV	منیر احمد	EST		
				5	PTC	منشا خان	"		PTC
				10		مسرت اقبال	SV		
				محمد صادق محمد اسحاق، عبدالغفار، نذیر حسین PTC					
3	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول بھروکے چیمہ		2	SST	محمد بشیر	SST	ندارد	ندارد
				2	EST	شفیق احمد	"		
				2	SV	خورشید علی	EST		
				1	PET	اللہ دتہ	"		
				1	OT	محمد اسلم	SV		
				5	PTC	نسیم اللہ	"		
				13		محمد اکرم	PET		
				محمد یوسف OT، محمد شفیع، عمانوئیل، نادر خان، محمد اظہر، عبدالخالق PTC					
4	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول		1	SST	شہریار	SST	ندارد	ندارد

		چک بیگ	2	EST	علی احمد	EST			
			2	SV	غلام سرور	"			
			3	PTC	ثناء اللہ	SV			
			8		محمد یونس	"			
					محمد عنایت، ریاض احمد، محمد اشرف PTC				
5	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول	2	SST	محمد یونس	SST	ندارد		ندارد
		نت کلاں	4	EST	فضل محمد	"			
			2	PET	احمد حسین	EST			
			6	PTC	غلام مصطفیٰ	"			
			14		نعیم الحق	"			
					محمد آصف جاوید EST، محمد افضل، محمد اسلم PET، انور حسین، رشید احمد، محمد جمیل، منور خان، جمیل احمد، جاوید اقبال PTC				
6	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول	2	SST	ولی محمد	SST	ندارد		ندارد
		کوٹ وارث	2	EST	ملک امانت علی	"			

			2	PET	کرامت شاہ	EST			
			2	SV	محمد اقبال	"			
			2	PTC	رانا غلام حسین	PET			
			10		اصغر علی	"			
			عبدالکریم، محمد حسین SV، منظور حسین، غلام رسول PTC						
7	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول سوہدرہ	1	SST	قاضی آصف	SST	ندارد	ندارد	-
			1	PET	زبیر مصطفیٰ	PET			
			9	PTC	کرم الٰہی	PTC			
			11		محمد حنیف	"			
			محمد یوسف، سجاد اختر، عاشق حسین، مظفر اقبال، محمد حسین، محمد اسلم، محمد اصغر PTC						
8	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول لنگیانوالی	2	SST	سیف الرحمٰن	SST	ندارد	ندارد	-
			3	EST	محمد رفیق	"			
			1	PET	خورشید انور	EST			

					5	PTC	محمد اسلم	"		
					1	SV	محمد اعظم	"		
					12		منور حسین	PET		
							بابو احمد حسن، محمد شفیع، نذیر حسین، محمد عاشق، محمد رفیق PTC			
	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول لویری والا		1	SST	نیاز حسین اعوان	SST	ندارد	ندارد	-
				2	EST	محمد اقبال	EST			
				1	SV	احمد بوٹا	"			
				1	PET	باسط علی	SV			
				3	PTC	سمیع اللہ	PET			
				8		محمد صادق	PTC			
						خالد بیگ	"			
						ریاض احمد	"			
10	وزیر آباد	گورنمنٹ مڈل سکول گھکہ تیر		2	SST	بشیر احمد	SST	ندارد	ندارد	-
				1	PET	نصرت احمد	"			

			1	DM	سراج دین	PET			
			1	EST	محمد یامین	DM			
			5	PTC	اللہ لوک	EST			
			10		محمد صدیق	PTC			
			منیر احمد، ریاض یعقوب، عبدالرشید، اعجاز اختر PTC						
11	علی پور چٹھہ گورنمنٹ مڈل سکول بچہ چٹھہ		1	SST	محمد اشرف	SST	ندارد	ندارد	-
			3	EST	محمد مشتاق	EST			
			1	PET	محمد ولایت	"			
			7	PTC	اکبر علی	"			
			12		محمد منشا	PET			
			محمد اسحاق، صادق حسین، اصغر علی، محمد شبیر، محمد طفیل، محمد اختر، بشیر احمد PTC						
12	علی پور چٹھہ گورنمنٹ مڈل سکول علی پور چٹھہ		1	SST	محمد اشرف	SST	ندارد	ندارد	-
			2	SV	محمد اشرف	SV			

			1	PET	احمد ریاض	"		
			3	EST	محمد حنیف	PET		
			1	DM	محمد اشرف	EST		
			21	PTC	محمد رفیق	"		
			29		شمیم احمد	"		
			اعجاز احمد DM' کفایت حسین' محمد لطیف' محمد عبداللہ' عطا اللہ' محمد بشیر' محمد ارشد' تصدق حسین' شبیر حسین' عبدالرزاق' قلب علی' محمد حسین' محمد بشیر' ریاض محمد' بشیر حسین' محمد اقبال' رشید احمد' عبدالستار' محمد اشرف' محمد حنیف' محمد ارشد' عزیز الرحمٰن PTC					
13	علی پور چٹھہ گورنمنٹ مڈل سکول		2	SST	محمد رفیق	SST	ندارد	ندارد
	سلمارن		1	EST	غلام رسول	"		
			1	SV	گلزار علی	EST		
			1	PET	محمد اشرف	SV		

		7	PTC	غلام محمد	PET			
		12		محمد صادق	PTC			
				خورشید اسلم، غلام غوث، محمد فیروز، مہدی حسن، ریاض احمد، ظفراللہ خان	PTC			
14	علی پور چٹھہ گورنمنٹ مڈل سکول کوٹ جان بخش	1	SST	عبدالرحیم	SST	ندارد	ندارد	-
		1	EST	محمد اکبر	EST			
		1	PET	محمد عنایت	PET			
		3	PTC	محمد اختر	DM			
		1	DM	محمد منشا	PTC			
		7		محمد جاوید	"			
				محمد اشرف	"			
15	علی پور چٹھہ گورنمنٹ مڈل سکول سلہوکی	1	SST	نذیر احمد	SST	ندارد	ندارد	-
		1	EST	غلام سرور	EST			
		4	SV	محمد اکبر	SV			
		1	PET	محمد انور	"			

			5	PTC	محمد علی	"		
			12		ثناء اللہ	"		
			محمد عارف PET، عنایت حسین، عاشق حسین، محمد اعظم، محمد افضل، اکبر علی PTC					
16	علی پور چٹھہ گورنمنٹ مڈل سکول کوٹ ہرا		1	SST	علی اکبر	SST	ندارد	ندارد
			2	EST	عنایت اللہ	EST		
			2	PET	شوکت علی	"		
			4	PTC	آفتاب احمد	PET		
			9		تصور الٰہی	"		
			مبشر احمد، گلزار حسین، مطیع اللہ، حفیظ اللہ PTC					
17	علی پور چٹھہ گورنمنٹ مڈل سکول منچر چٹھہ		1	SST	نصراللہ خان	SST	ندارد	ندارد
			2	EST	محمد بوٹا	EST		
			2	SV	عنصر نثار	"		
			1	PET	محمد زمان	PET		

				5	PTC	ظفر اقبال	PTC			
				11		فیض رسول	"			
				کبیر حسین، احسان جاوید، محمد رزاق PTC، محمد ریاض، آصف محمود SV						
18	احمد نگر	گورنمنٹ مڈل سکول ولاور چیمہ		1	SST	محمد نعیم	SST	ندارد	ندارد	-
				2	EST	محمد رفیق	EST			
				1	PET	سرفراز احمد	"			
				8	PTC	محمد عارف	PET			
				12		محمد اسلم	PTC			
				محمد نواز، احسان اللہ، محمد عباس، نذر محمد، محمد یونس، محمد صادق، محمد ریاض PTC						
19	احمد نگر	گورنمنٹ مڈل سکول لدھیوالہ چیمہ		2	SST	غلام مرتضیٰ	SST	ندارد	امجد	1
				2	EST	منظور احمد	"		مسعود	
				2	SV	محمد عاشق	EST		ڈار PTC	
				1	PET	نذر حسین	"			

					11	PTC	محمد شفیع	SV		
					1	DM	محمد حنیف	"		
					19		غلام غوث	DM		
					محمد نذیر PET، محمد یونس، امانت علی، محمد اکرم، محمد اشرف، محمد ارشد، ظہیر حسین، محمد رمضان، محمد انور، محمد نذیر، نصراللہ خان PTC					
20	احمد نگر ڈیلہ چٹھہ	گورنمنٹ مڈل سکول	1	SST			اشرف علی خان	SST	ندارد	ندارد
			2	EST			اکرام اللہ	EST		
			1	PET			سیف اللہ	"		
			6	PTC			علی احمد	PET		
			10				منظور احمد	PTC		
					نذیر احمد، بشیر احمد، عطا اللہ، ریاض احمد، لیاقت علی PTC					
21	احمد نگر منصور والی	گورنمنٹ مڈل سکول	1	SST			محمد اسحاق	SST	ندارد	ندارد
			5	PTC			محمد اقبال	PTC		

			6		شبیر حسین	"			
					محمد اسلم، محمد جمیل، محمد اشرف PTC				
22	احمد نگر	گورنمنٹ مڈل سکول آھنگے چٹھہ	2	SST	رانا نذیر احمد	SST	ندارد	ندارد	-
			2	SV	محمد حفیظ	"			
			1	PET	محمد دین	SV			
			7	PTC	عبدالقدوس	"			
			12		محمد اعظم	PET			
					اللہ دتہ، لیاقت علی، محمد اعظم، علی حسین شاہ، محمد اسلم، شوکت علی، ریاست علی PTC				
23	احمد نگر	گورنمنٹ مڈل سکول بدوکی گوسیائیاں	2	SST	ملک محمد انور	SST	ندارد	ندارد	-
			4	EST	کرم رسول	"			
			2	SV	محمد اسلم	EST			
			1	PET	محمد صدیق	"			
			4	PTC	مبشر حسین	"			
			13		محمد حنیف	"			

محمد نعیم، محمد لطیف SV، محمد بشیر PET، غلام
علی، محمد رفیق، عبدالحمید، منور حسین PTC

1	علی پور چٹھہ	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول علی پور	1	SST	مسز شمیم گلزار	حمیدہ بیگم	ندارد 1
			2	EST	طلعت رخسانہ	لمبی چھٹی	
			2	SV	صفیہ بیگم ملہی	ہے	
			1	PET	فرح ارشاد		
			36	PTC	ثریا بیگم		
			42		زبیدہ بیگم		

زہرہ بیگم، خدیجہ خانم، ثریا خانم، ممتاز بیگم، فیروزہ خانم، خورشید بانو، ممتاز اختر، عابدہ پروین، جمیلہ خاتون، طلعت پروین، غلام صغریٰ، سلیم بی بی، نجم النساء، زاہدہ بیگم، خالدہ خانم، کنیز فاطمہ، خالدہ افضال، زاہدہ جبیں، نصرت افزا، ناہید اختر، نسیم اختر، ارشاد اختر، عصمت النساء، شمیم اختر، شمشاد

بانو' ساجدہ پروین' رضیہ بیگم' راشدہ افضال'
شگفتہ' رقیہ' بشریٰ' شاہدہ' زاہدہ' سلمیٰ' نسیم اختر

2	علی پور چٹھہ	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ہردو سہارن	1 2 2 1 4 10	SST EST SV PET PTC	صغرا بیگم نجمہ پروین نسیم اختر زیب النساء	ندارد	ندارد	-
3	علی پور چٹھہ	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول جاکے چٹھہ	1 2 2 1 8 14	SST EST SV PET PTC	تسنیم زہرہ اقبال رضوی صغریٰ بیگم سلمیٰ اختر ریحانہ ناز روبینہ شاہین رضیہ بیگم	نرجس خاتون لمبی چھٹی ہیں SST	ندارد	۱

					زیب النساء				
					تسنیم زہرہ				
4	علی پور چٹھہ	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کوٹ فضلہ	1	SST	صغریٰ بیگم	ندارد	ندارد	-	
			2	EST	تسنیم کوثر				
			2	SV					
			1	PET					
			2	PTC					
			8						
5	علی پور چٹھہ	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول پنڈوری کلاں	1	SST	ریحانہ انور	ندارد	ندارد	-	
			2	EST	غلام خاتون				
			2	SV	ساجدہ پروین				
			1	PET	ناصرہ بیگم				
			2	PTC					
6	علی پور چٹھہ	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول بھوماں باٹھ	1	SST	شائستہ ناز	ندارد	ندارد	-	
			2	EST	عشرت جاوید				

				2	SV	زاہدہ پروین		
				1	PET	شبیر سراج		
				5	PTC	شمیم اختر		
						پروین اختر		
7	علی پور چٹھہ	گورنمنٹ گرلز مڈل	1		SST	کلثوم زہرہ	ندارد	ندارد
		سکول حضرت	2		EST	زاہدہ زینب		
		کیلیانوالا	2		SV	خوشنود خانم		
			2		PET	اصغری خانم		
			6		PTC	شاہدہ پروین		
						ریحانہ بیگم، نزہت شمیم، رخسانہ پروین، نصرت جہاں بیگم		
8	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل	1		SST	نسرین اختر	ندارد	ندارد
		سکول دنجوانی	2		EST	نجمہ سلیم		
			2		SV	رقیہ بیگم		
			1		PET	خورشید اختر		

			6	PTC	مسرت ملک		
					محمودہ بیگم، بشریٰ خانم، عابدہ جبین، شہناز اختر، انور اسحاق		
9	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل	1	SST	شہناز کوثر	ندارد	ندارد
		سکول لوہری والا	2	EST	شہناز کوثر		
			2	SV	طاہرہ پروین		
			1	PET	فاطمہ اختر		
			5	PTC	زاہدہ بیگم		
					یاسمین کوثر		
					شاہین فردوس		
					ثریا بیگم		
10	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل	1	SST	شمیم اختر	ندارد	ندارد
		سکول جنڈیالہ	2	EST	آمنہ بی بی		
		ڈھاب والا	2	SV	رضیہ سلطانہ		
			1	PET	نازلی ثمینہ		

			6	PTC	خدیجہ عصمت	
					نوید اختر، شمیم نصرت، ذکیہ ارشد، قمر النساء، عطیہ	
					نسیم، زیب النساء	
11	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل	1	SST	نصرت محمودہ	ندارد ندارد
		سکول گاگھڑ	2	EST	نسیم اختر	
			2	SV	جمیلہ اختر	
			23	PTC	صفیہ اختر	
					زیب النساء، فردوس، رضیہ سلطانہ، منور سلطانہ،	
					میمونہ خاتون، رمضان بیگم، سلیم اختر، عابدہ جبین،	
					ارشاد بیگم، کلثوم اختر، نسیم یعقوب، عذرا سلطانہ،	
					اقبال النساء، شگفتہ پروین، نسرین طاہرہ، شاہدہ	
					تنویر، نسرین خالدہ، مسرت طاہرہ، بلقیس سلطانہ،	
					عصمت آرا، روبینہ حمید، قمر بانو، ساجدہ کوثر	
12	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل	1	SST	شگفتہ	ندارد ندارد
		سکول اللہ آباد	2	EST	روبینہ شاہین	

			2	SV	آنسہ جبین		
			1	PET	جمیلہ خاتون		
			10	PTC	ارشاد بٹ		
					بلقیس اختر، شمسہ خانم، آسیہ پروین، عابدہ اختر، شہناز اختر، ریحانہ بشیر، نعیمہ گلزار، رقیہ بی بی		
13	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول بھروکی چیمہ	1	SST	ذکیہ انور	ندارد	ندارد
			2	EST	شاہین اختر		
			2	SV	کشور سلطانہ		
			1	PET	ثریا اختر		
			4	PTC	رشیدہ		
					صغرا شاہین		
					نصرت پروین		
14	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کوٹ عنایت خان	1	SST	مسرت پروین	ندارد	ندارد
			2	EST	زبیدہ بیگم		
			2	SV	اعجاز اختر		

				1	PET	ریحانہ		
				7	PTC	نسیم رانی		
						فردوس اختر، آصفہ پروین، نرجس خاتون، اصغری خانم، صفیہ اختر، نسیم اختر		
15	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول عادل گڑھ		1	SST	امت السمیع	ندارد	ندارد
				2	EST	گلفتہ پروین		
				2	SV	شبنہ کوثر		
				1	PET	خالدہ خانم		
				3	PTC	خورشید بیگم		
						فرحت یاسمین		
16	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول داد والی شریف		1	SST	شاہین کوکب	ندارد	ندارد
				2	EST	بسم اللہ		
				2	SV	آنسہ جبین		
				1	PET	زہرہ بیگم		
				3	PTC	خورشید بیگم		

				بشریٰ خانم				
17	وزیر آباد	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول گھگامتہ	1	SST	خالدہ خانم	ندارد	ندارد	-
			2	EST	فرخندہ جبین			
			2	SV	متینہ شاہین			
			1	PET	پروین اختر			
			7	PTC	تسنیم اختر			
				ارشاد اختر، مسرت فرزانہ، منور سلطانہ، رفعت قیوم				
18	احمد نگر	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول وریال	1	SST	مسز منور سلطانہ	شہناز	ندارد	1
			2	EST	لبیب النساء اختر			
			2	SV	راحیلہ تبسم			
			1	PET	منزہ گل			
			7	PTC	شمیم اختر			
				رضیہ بیگم، امت الحفیظ، فہمیدہ اختر، کلیرہ				
19	احمد نگر	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کلیراونجا	1	SST	مس شفقت اشرف	ندارد	ندارد	-
			2	EST	شہناز اختر			

				2	SV	ناہید اختر			
				1	PET	غزالہ ناہید			
				3	PTC	شگفتہ بشیر			
						سلیمہ اختر			
20	احمد نگر	گورنمنٹ گرلز مڈل	1	1	SST	نصرت بیگم	نزہت	ندارد	1
		سکول منصور علی	2	2	EST	نسیم کوثر	سرور		
				2	SV	روبینہ کوثر			
				1	PET	جمیلہ کوثر			
				4	PTC	عصمت آرا			
21	احمد نگر	گورنمنٹ گرلز مڈل	1	1	SST	نجمہ پروین	ندارد	ندارد	-
		سکول مساروکی	2	2	EST	صفیہ بانو			
				2	SV	زینت پروین			
				1	PET	فہمیدہ خانم			
				5	PTC	میمونہ بیگم			

				خالدہ احمد، رضیہ بیگم، عفت آرا			
22	احمد نگر	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول خاکی ہیڈ	1	SST	رفعت شاہین	ندارد	ندارد
			2	EST	منور خاتون		
			2	SV	عفت پروین		
			1	PET	جمیلہ اختر		
			7	PTC	حفیظ بیگم		
				کوثر شہناز، نصرت بیگم، شائستہ جبیں، شہناز بیگم، ریحانہ کوثر			
23	احمد نگر	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کٹھور کلاں	2	HT	شاہین کوثر	ندارد	ندارد
			2	SV	رفعت شاہین		
			1	PET	عصمت زہرہ		
			3	PTC	ثریا بیگم		
24	احمد نگر	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ۔بنیکہ چیمہ	1	SST	محمودہ خانم	ندارد	ندارد
			2	EST	ساجدہ پروین		
			2	SV	رشیدہ پروین		

				1	PET	بلقیس اختر	
				8	PTC	زبیدہ خانم	
						خالدہ پروین، عابدہ پروین، کشور یعقوب، سرفراز	
						اقبال، نگہت پروین	
25	احمد نگر	گورنمنٹ گرلز مڈل	1	SST	پروین صادق	ندارد	ندارد
		سکول گل والہ	2	EST	شہناز اختر		
			2	SV	ممتاز اختر		
			1	PET	شاہین منور		
			5	PTC	زبیدہ اختر		
					عطیہ نسرین		
					صغرا بیگم		

پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی مقرر شدہ تعداد

☆ 1459- جناب شوکت حیات چٹھہ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں پرائمری سکول میں کتنے بچوں کے لئے ایک استاد کا تقرر کیا جاتا ہے۔

(ب) تحصیل وزیر آباد میں لڑکیوں اور لڑکوں کے پرائمری سکولوں کے نام سکول وار بچوں کی تعداد استادوں اور استانیوں کے نام اس وقت چھٹی پر گئے ہوئے استادوں اور استانیوں کے نام کیا ہیں۔

(ج) اگر پرائمری سکولوں میں بچوں کی تعداد کی مناسبت سے استاد یا استانیاں تعینات نہیں ہیں تو کیا حکومت اس کے لئے کوئی اقدام اٹھانا چاہتی ہے۔ اگر ہاں تو اس پالیسی پر کتنی مدت میں عملدرآمد ہو گا؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) اصولاً 33 طلباء کے لئے ایک استاد مہیا کیا جاتا ہے۔

(ب) مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ اسکولوں میں بچوں اور وہاں پر متعین اساتذہ کی تعداد میں مناسب تناسب برقرار رکھا جائے لیکن بسا اوقات کہیں کہیں مخصوص انتظامی حالات کے پیش نظر تناسب برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے بہرحال اس مسئلہ کو بتدریج حل کیا جا رہا ہے۔

گورنمنٹ پرائمری سکول میاں چنوں میں کمروں کی تعمیر

☆ 1470- چوہدری محمد اصغر۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 8/16 آر بی تحصیل میاں چنوں کے کمرے بالکل گر گئے تھے اور اس گاؤں والوں نے اپنی مدد آپ کے تحت

دو کمرے تعمیر کئے ہیں اور ایک کمرہ صرف گورنمنٹ کا تعمیر شدہ ہے اور وہ بھی قابل استعمال نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ دو کمرے سکول کے موجودہ سٹاف اور طالب علموں کے لئے کافی ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں کوئی نئے کمرے تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہے۔

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) طلباء کی موجودہ تعداد 148 کے لئے دو کمرے واقعی ناکافی ہیں۔

(ج) سکول مذکورہ کی مرمت اور تعمیر نو کے لئے سال 87-1986ء میں فنڈز مہیا نہیں کئے جا سکے انشاء اللہ 88-1987ء میں استحقاق کی بنیاد پر فنڈ فراہم کر دیئے جائیں گے۔

گورنمنٹ پرائمری سکول میاں چنوں میں پنکھوں کی فراہمی

☆ 1471- **چودھری محمد اصغر۔** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 16/8BR تحصیل میاں چنوں میں گاؤں والوں نے طالب علموں اور اساتذہ نے اپنی مدد آپ کے تحت بجلی لگوائی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں پنکھے اور دوسرا سامان بجلی فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) درست ہے۔ سکول مذکورہ میں بجلی کا کنکشن اپنی مدد آپ کے تحت لگوایا جا چکا ہے۔

(ب) حکومت ان ضروریات کو پورا کرنے کی پوری کوشش کرتی ہے۔ اور کرتی رہے گی لیکن مقامی آبادی سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پرائمری سکولوں کی چھوٹی چھوٹی

ضرورتیں پورا کرنے میں تامل سے کام نہیں لے گی۔

ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹرسوں کے لئے تربیتی کورس کا انعقاد

☆ 1530- بیگم بشریٰ رحمان۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کے مختلف مدارس کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر دیگر محکمہ جات کی جریدی آسامیوں کی تعیناتی کی طرح ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کی تعیناتی کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے لئے دیگر محکمہ جات کی طرح دو تین ماہ کے تربیتی کورس کے انعقاد کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا تاکہ پیچیدہ مالی اور انتظامی امور میں ان کی تربیت کی جا سکے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان مدرسوں میں جہاں ایسے نئے صدر معلم معلمات غیر تربیت یافتہ اور عملہ اور کلرک صاحبان بھی نئے اور غیر تربیت یافتہ ہوں تو مالی اور انتظامی امور میں تربیت کے فقدان کے باعث محکمہ کو مشکلات آڑے آتی ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جملہ صدر معلموں اور صدر معلمات کی انتظامی اور مالی تربیت کی ضرورت محسوس کرتی ہے تاکہ محکمہ تعلیم ہید ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کی کلیدی آسامیوں پر زیادہ فعال پر عزم اور بہتر تربیت یافتہ اساتذہ میسر آسکیں اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) درست ہے کہ ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کی کل آسامیوں کا 25% پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کیا جاتا ہے

(ب) یہ درست نہ ہے مرکز توسیع تعلیم میں اب باقاعدگی سے ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کے تربیتی کورس منعقد کئے جا رہے ہیں۔

(ج) دوران ملازمت عملہ کی تربیت کی جاتی ہے اور مشکلات پر قابو پا لیا جاتا ہے۔

(د) عملہ اور اساتذہ کی بہتر تربیت کے لئے توسیعی تعلیم کے مرکز میں تربیتی کورسز کا

اہتمام کیا جاتا ہے نو منتخب ہیڈ ماسٹر صاحبان کو بھی اسی ادارہ میں تربیت دی جا رہی ہے تاکہ وہ اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام دینے میں کوئی دقت محسوس نہ کریں۔

گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ میں اسلامیات کی تدریس کو رائج کرنے کے اقدامات

☆ 1532- بیگم بشریٰ رحمٰن۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس کے دوسری شفٹ کے طلباء کے لئے وقت کی بچت کے پیش نظر نصاب کو مختصر کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس مقصد کے حصول کی خاطر حکومت نے دوسری شفٹ کے سلسلہ میں اسلامیات کے لازمی مضمون کو نصاب سے خارج کر دیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب انسٹیٹیوٹس کے دوسری شفٹ کے طلباء کو نہ ہی تو اسلامیات کا مضمون پڑھایا جا رہا ہے اور نہ ہی اس مضمون میں امتحان لیا جانا مقصود ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کلاس میں اسلامیات کی تعلیم کو فی الفور دوبارہ رائج کرنے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) یہ درست نہیں کہ دوسری شفٹ کے طلباء کے لئے نصاب مختصر کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے

(ج) یہ درست نہیں ہے

(د) اسلامیات کا مضمون دوسری شفٹ میں پہلے ہی سے باقاعدہ پڑھایا جا رہا ہے اور اس مضمون میں امتحان بھی باقاعدہ لیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں اساتذہ کی بھرتی

* 1542- سید اقبال احمد۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں جولائی 1985ء سے لے کر اپریل 1986ء تک کتنے ان ٹرینڈ اور ٹرینڈ ٹیچرز اور لیڈی ٹیچرز بھرتی کئے گئے اور کتنے ٹیچرز ڈویژن گوجرانوالہ میں منظوری حاصل کر کے اور منظوری حاصل کئے بغیر بھرتی کئے گئے۔

(ب) اس وقت ضلع سیالکوٹ میں کتنے سکولوں میں اساتذہ (ٹیچرز) کی آسامیوں خالی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں تعلیمی معیار خاص طور پر گرلز سکولوں میں اتنا گر چکا ہے کہ جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ضلع کے سکولوں میں معیار کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) ضلع سیالکوٹ میں جولائی 1985ء تا اپریل 1986ء مندرجہ ذیل مردانہ اور زنانہ اساتذہ بھرتی کئے گئے۔

تربیت یافتہ مدرسین

	SST	EST	S	PET	DM	PTC	عربی ٹیچرز
مردانہ	87	134	4	11	-	21	-
زنانہ	65	26	18	19	-	-	-
میزان	152	156	12	30	-	21	-

غیر تربیت یافتہ مدرسین

	SST	EST	S	PET	DM	PTC	عربی ٹیچرز
مردانہ	-	-	-	-	01	211	122
زنانہ	-	-	-	-	-	640	-
میزان	-	-	-	-	1	640	122

جب کہ گوجرانوالہ ڈویژن میں بشمول ضلع سیالکوٹ مندرجہ ذیل تعداد کے مطابق اساتذہ بھرتی کئے گئے۔

تربیت یافتہ مدرسین

	SST	EST	SV	OT	PET	PTC	TM
مردانہ	248	179	18	12	81	27	2
زنانہ	184	100	70	4	27	395	-
میزان	432	279	88	16	108	422	2

غیر تربیت یافتہ مدرسین

	SST	EST	SV	OT	PET	PTC	TM
مردانہ	-	-	1	176	-	215	1
زنانہ	-	46	33	-	-	428	-
میزان	-	46	34	176	-	643	1

مذکورہ بالا مدرسین میں سے ضلع سیالکوٹ میں 57 تربیت یافتہ تعلیمات اور 18 غیر

تربیت یافتہ معلمین کی بطور پی ٹی سی تقرریاں جناب وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم سے کی گئیں۔

تربیت یافتہ پی ٹی سی اساتذہ کی نایابی کی وجہ سے 215 غیر تربیت یافتہ اور 194 غیر تربیت یافتہ معلمین کا تقرری کے تمام ضروری قواعد و ضوابط یعنی مجاز اشتہار اور ضلعی ریکروٹمنٹ زنانہ مردانہ سیالکوٹ کی طرف سے باقاعدہ انٹرویو کے بعد کیا گیا۔ البتہ ضلعی افسر تعلیم سیالکوٹ نے 161 غیر تربیت یافتہ معلمات کو بطور پی ٹی سی وقتاً فوقتاً اپریل 1985ء سے اپریل 1987ء تک رخصت والی اسامیوں (Leave vacancies) پر لگایا جن میں سے 130 معلمات کو رخصت پر جانے والی لیڈی ٹیچرز کے واپس ڈیوٹی پر آ جانے پر فارغ کیا جا چکا ہے۔ 17 معلمات ابھی تک رخصتی اسامیوں پر کام کر رہی ہیں اور بقیہ 14 کو ضلعی افسر تعلیم زنانہ سیالکوٹ نے باقاعدہ آسامیوں پر لگا دیا ہے۔ ضلعی افسر تعلیم زنانہ گوجرانوالہ نے مروجہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 93 غیر تربیت یافتہ پی ٹی سی معلمات کی تقرریاں کی تھیں۔ افسر مذکور کو 25 سال کی مدت ملازمت پوری کرنے پر جون 1986ء میں ریٹائر کر دیا گیا ہے۔

پی ای ٹی زنانہ تربیت یافتہ کم ہیں البتہ مردانہ مدارس میں سابقہ فوجی امیدواران اس کمی کو پورا کر دیتے ہیں تربیت یافتہ ہیں اساتذہ کی کمی ہے۔ لہٰذا غیر تربیت یافتہ عربی اساتذہ بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ٹرینڈ ڈرائنگ ماسٹر ضلع سیالکوٹ میں کم یاب تھے۔ اس سال ضلع سیالکوٹ کے دونوں ایلیمنٹری کالجوں تیس تیس دے دی گئی ہیں لیکن وہاں بھی میٹرک سیکنڈ ڈویژن اور ڈرائنگ کے مضمون میں 45 فی صد نمبروں والے امیدواران کی کمی ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں تربیت یافتہ پی ٹی سی زنانہ امیدوار ضرورت سے زیادہ ہیں۔ پی ٹی سی ٹرینڈ ضرورت سے کم ہیں اس سال ضلع سیالکوٹ کے دونوں ایلیمنٹری کالجوں میں 500 پی ٹی سی اساتذہ زیر تربیت ہیں۔

(ب) جون 1987ء میں ضلع سیالکوٹ کے مدارس کی تعداد جہاں آسامیاں خالی ہیں۔

	ہائی	مڈل	پرائمری
مردانہ	19	63	426
زنانہ	2	47	150
میزان	21	110	576

مذکورہ بالا سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

	SST	EST	SV	PET	DM	OT	PTC
مردانہ							
	-	234	-	-	-	-	-
ہائی	-	234	91	-	13	-	14
مڈل	-	19	61	-	-	-	5
پرائمری	-	-	-	-	-	-	431
میزان	9	253	152	-	13	-	450
زنانہ							
ہائی	5	221	9	2	2	30	-
مڈل	2	118	116	37	-	-	-
پرائمری	-	-	-	-	-	-	300
میزان	7	339	125	39	2	30	300

مندرجہ بالا آسامیاں تربیت یافتہ اساتذہ کی کمی کی وجہ سے خالی ہیں۔ ای ایس ٹی بسلسلہ میں اس سال ضلع سیالکوٹ میں دو ایلیمنٹری کالجوں کا برائے اساتذہ اجراء ہو چکا ہے جہاں پر دو سو سی ٹی جنرل اساتذہ زیر تربیت ہیں۔

ای ایس ٹی زراعت کی ایک کلاس گورنمنٹ کالج برائے اساتذہ گکھڑ میں

ہے جہاں پر ای ایس ٹی زراعت کو تربیت دی جاتی ہے لیکن ایف ایس سی امیدوار سی ٹی کی زراعت کو تربیت دی جاتی ہے لیکن ایف ایس سی امیدوار سی ٹی کی زراعت میں داخلہ لینے کی بجائے سی ٹی جنرل میں داخلہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

ایس وی کلاس کافی سالوں سے بند ہو چکی ہے اور امیدواران کا اس رپورٹ پر تقرر نہیں ہوتا زائد تعلیم یافتہ بی ایڈ امیدواروں کو عارضی طور پر ان اسامیوں پر لگایا جاتا ہے۔ جونہی انہیں ایس ٹی کا گریڈ ملتا ہے تو یہ سیٹیں پھر خالی ہو جاتی ہیں۔

او ٹی تربیت یافتہ امیدوار بھی کم ہیں ضلع سیالکوٹ کے دونوں کالج برائے اساتذہ میں اساتذہ کی تربیت کے لئے 30' 30 سیٹیں او ٹی کی دے دی گئی ہیں۔

(ج) طالبات کے مدارس کے سلسلہ میں تعلیمی معیار کی پستی کا ذکر درست نہیں درج ذیل نتائج سے عیاں ہے کہ تعلیمی معیار اچھا ہے ضلع میں کل 46 گرلز سکولوں کی طالبات نے سیکنڈری سکول 1986ء کے امتحان میں شرکت کی جن کے نتائج کی تفصیل درج ہے۔

5 سکول	19 سکول	15 سکول	7 سکول
100%	74% تا 99%	56% تا 73%	31% تا 55%

(د) جن سات مدارس کے نتائج 31 تا 55% ہیں انہیں اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے تفصیلی اور تنبیہی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں نیز پانچ سکولوں کو جن کا نتیجہ سو فیصد رہا اسناد امتیاز عطا کی گئیں۔

چک جھمرہ میں طلباء طالبات کے کالج کا اجراء

☆ 1547- خورشید بیگم۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن کمیٹی چک جھمرہ کے گرد و نواح میں تقریباً 90 چکوک ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں لڑکیوں اور لڑکوں کا کوئی کالج نہ ہے جب کہ اہلیان

علاقہ کا یہ دیرینہ مطالبہ اور ضرورت ہے اور بچے بالخصوص بچیوں کو دور دراز یا پھر فیصل آباد شہر میں تعلیم جاری رکھنے کے لئے آنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ مالی سال 86-1987ء میں چک جھمرہ میں کسی کالج کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے جب کہ سرکاری رقبہ بھی موجود ہے اور اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) درست ہو سکتا ہے۔

(ب) درست ہے چک جھمرہ میں کوئی کالج نہیں۔

(ج) طلباء اور طالبات کے ہائی سکولوں میں انٹر کلاسز کے اجراء کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے مرحلہ وار پروگرام کے تحت مناسب وقت پر اور استحقاق کے پیش نظر چک جھمرہ میں انٹرمیڈیٹ کے اجراء کا فیصلہ کیا جائے گا۔

میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد کی عمارت کی مرمت

☆ 1548- **خورشید بیگم**۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد میں اس وقت زیر تعلیم طلباء کی تعداد کیا ہے۔

(ب) متذکرہ درس گاہ میں کتنے کمرے ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج کی عمارت خستہ حالت میں ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس کی مرمت کے لے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم۔(جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد میں اس وقت 2139 طلباء زیر تعلیم ہیں۔

(ب) متذکرہ کالج میں دس کمرے ہیں کالج کی عمارت خستہ ہونے کہ وجہ سے حکومت نے اس کی مرمت کے لئے 6 لاکھ 73 ہزار روپے کی رقم مختص کی تھی۔ اس کالج کی مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

گورنمنٹ پائیلٹ ہائی سکول برائے طلباء ملتان اور گورنمنٹ مسلم ہائی سکول برائے طلباء ملتان کی عمارات کی توسیع کے لئے رقم کی فراہمی

☆ 1558- میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا گورنمنٹ پائیلٹ ہائی سکول برائے طلباء ملتان اور گورنمنٹ مسلم ہائی سکول برائے طلباء ملتان کے لئے Extention in buildings in urban area کی سکیم کے تحت گذشتہ دس سالوں میں کوئی رقم فراہمی کی گئی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت آئندہ 87-1986ء کے بجٹ میں کوئی رقم فراہم کر رہی ہے تاکہ ملتان کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر طلباء کو داخلہ کے حصول کے لئے آسانی پیدا ہو سکے؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) جی نہیں۔ ایسی کوئی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں۔

(ب) گورنمنٹ پائیلٹ ہائی سکول ملتان کی اضافی ضروریات کے لئے تقریباً 12 لاکھ روپے اور مسلم ہائی سکول ملتان کے لئے تقریباً 10 لاکھ روپے درکار ہیں سالانہ ترقیاتی پروگرام بابت سال 89-1988ء میں استحقاق کی بنیاد پر ان سکولوں میں اضافی کمرہ جات کی تعمیر کے لئے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان میں ایم اے کلاسز کا اجراء

☆ 1559- میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ وومن کالج ملتان میں لڑکیوں کے تعلیمی معیار کو مدنظر رکھتے

ہوئے ایم اے کلاسز کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ اگر کیا جا رہا ہے تو کب تک اور کیا آئندہ بجٹ 1986/87 میں لیکچرارز کی تقرریوں کی گنجائش رکھی جا رہی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)

گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان میں ایم اے انگریزی کلاسوں کا اجراء سیشن 87-1986ء سے کیا جا چکا ہے اور اسی سال ایک اسسٹنٹ پروفیسر اور دو لیکچررز کی اسامیاں بھی دے دی گئی تھیں۔

تعلیمی اداروں میں غبن کی تحقیقات

☆ 1594- **جناب ریاض حشمت جنجوعہ**۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ آڈیٹر جنرل نے اپنی رپورٹ بابت 84-1983ء کے صفحہ 65 آئیٹم نمبر 25 میں تعلیمی اداروں میں مختلف طریقوں سے مبلغ۔323388 روپے غبن کی نشاندہی کی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ رقم کی بازیابی کے لئے حکومت کی جانب سے کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اور اب تک کتنی وصولی کی گئی ہے نیز غبن کے ذمہ دار بد دیانت عملے کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ غبن میں ملوث ملازمین کے نام اور موجودہ عہدے کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 1972ء تا 1982ء کے دوران مبلغ -/230710 روپیہ نیو ٹاؤن مڈل سکول سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں زیر تعلیم طالبات سے غیرقانونی طور پر فیس وصول کی جاتی رہی ہے۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا غیرقانونی طور پر وصول کی جانے والی فیس طالبات کو واپس کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کو کس مصرف میں لانے کا پروگرام ہے؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) یہ درست ہے کہ آڈیٹر جنرل نے رپورٹ بابت 84-1983ء میں تعلیمی اداروں میں -/323388 روپے کے ممکنہ غبن کی نشاندہی کی ہے۔

(ب) رپورٹ کے مطابق تعلیمی اداروں کے نام اور ان سے متعلق رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- گورنمنٹ گرلز انٹر کالج خان پور	15445
2- گورنمنٹ انٹر کالج بہاولپور	61175
3- گورنمنٹ انٹر کالج صادق آباد	16058
4- نیو ٹاؤن گرلز مڈل سکول سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی	230'710
میزان	323388

حکومت اور محکمہ کی طرف سے کارروائی کی تفصیل ترتیب وار درج ذیل ہے۔

گورنمنٹ گرلز انٹر کالج خان پور

کالج کی پرنسپل (مسز ایل اے وحید جو ریٹائر ہو چکی ہیں) نے مبلغ -/15,44,5 روپے کا فرنیچر کالج گرانٹ برائے سال 86-1985ء سے خریدا تھا جس کی ادائیگی حکومت نے بوجوہ بذریعہ ٹیلی پرنٹر نمبر So(BXA) XIV-5/76 روک دی تھی۔ لہٰذا گرانٹ میں سے بل کی ادائیگی جون 1976ء میں نہ ہو سکی اور اس کے بعد سال 79-1978 تک گرانٹ مہیا نہ کی جا سکی لہٰذا بل کی ادائیگی جون 1980ء میں کی گئی کیونکہ حکومت نے 1979/80ء میں بل کی ادائیگی کے لئے گرانٹ منظور کر دی تھی۔ معاملہ کی پڑتال نظامت تعلیم (کالجز) بہاولپور کی جانب سے موقع پر کی گئی بل کے مطابق تمام فرنیچر کالج میں موجود پایا گیا اور سٹاک رجسٹر میں اندراجات بھی اس بل کے مطابق درست کر لئے گئے ہیں یوں کوئی خردبرد واقع نہیں ہوئی ہے تاہم آڈٹ کا اعتراض بی۔ اے۔ سی کی میٹنگ میں زیر بحث

آئے گا اور حتمی فیصلہ اسی سطح پر ہو گا۔

گورنمنٹ انٹر کالج بہاولپور

مسٹر نذیر احمد بھٹی نے اپنی پرنسپل شپ 12/77 تا 6/83 کے دوران مندرجہ ذیل خرید سامان برائے کالج کیں۔

-1	سامان سائنس	26,973-00
-2	گملے	7,329-00
-3	ٹیوب لائیٹس	3,625-00
-4	فرنیچر	11,898-00
-5	متفرق اشیاء	11,350-00
	میزان=	61,175-00

مگر ان خریداریوں کا ریکارڈ پرنسپل و دیگر اہلکاران نے مجوزہ طریقہ پر نہ رکھا جب ان خامیوں کی نشاندہی آڈیٹرز نے کی تو حکومت نے ڈی پی آئی (کالجز) پنجاب کو افسر مجاز مقرر کر کے تحقیقات کا حکم دیا اور مندرجہ ذیل افسران واہلکاران کے خلاف کارروائی شروع کی گئی۔

-1 نذیر احمد بھٹی پرنسپل
-2 فیض احمد لائبریرین
-3 محمد شبیر ہیڈ کلرک
-4 شفیق احمد خاں کلرک
-5 محمد صدیق کلرک

تحقیقات O.S.D IV (انکوائری) نے کی اور تمام ملزمان کو بری الذمہ قرار دے دیا مگر افسر مجاز نے اس فیصلہ سے اتفاق نہ کیا اور حکومت نے نئے سرے سے تحقیقات کا حکم دے دیا اس بار گورنمنٹ کالج لاہور کے ایک پروفیسر کو تحقیقات

کے لئے مامور کیا گیا۔ مگر نذیر احمد بھٹی سابق پرنسپل نے پنجاب سروس ٹریبونل کی وساطت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا جس کی وجہ سے تحقیقات رک گئی اب پنجاب سروس ٹریبونل نے فیصلہ دیا ہے کہ تحقیقاتی افسر SGA & ID ڈیپارٹمنٹ کی لسٹ میں موجود تحقیقاتی افسروں سے مقرر کیا جانا چاہئے ٹریبونل کے فیصلہ کے مطابق عمل کیا جا رہا ہے اور جونہی تحقیقات مکمل ہو گی۔ ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف ضروری انضباطی کارروائی کی جائے گی۔

گورنمنٹ انٹر کالج صادق آباد

پرنسپل (ظفر احمد موجودہ عہدہ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ ایس ای کالج بہاولپور) نے ضابطہ کی کارروائی مکمل کر کے خرید کی تھی۔ اور سامان بھی بروقت وصول کر لیا گیا تھا۔ چونکہ ان میں کچھ اشیاء ناقص پائی گئیں اور وہ متعلقہ فرم کو واپس کر دی گئیں جو صحیح حالت میں اکتوبر 1983ء میں اس وقت موصول ہیں جب آڈٹ ہو چکا تھا۔ تاہم اس ضمن میں عبدالعزیز اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج رحیم یار خان کے ذریعہ تحقیقات بھی کرائی گئی۔ مذکورہ اشیاء کا اندراج سٹاک رجسٹر میں موجود پایا گیا نیز اشیاء بھی کالج میں موجود پائی گئیں۔ لہٰذا یہ معاملہ ڈیپارٹمنٹل اکاؤنٹ کمیٹی کی میٹنگ منعقدہ 25-3-85 میں پیش ہوا۔ تمام ریکارڈ کی جانچ پڑتال کے بعد کسی قسم کی خرد برد نہ پائی گئی۔ اور یہ پیرا حذف (Dropped) کر دیا گیا۔

گورنمنٹ کمپری ہینسو گرلز سکول فیصل آباد کی ہیڈ مسٹریس کے خلاف تحقیقات

☆ 1595- جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جون 1971ء میں آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ کمپری ہینسو گرلز سکول نمبر 1 فیصل آباد نے مجاز حکام کی منظوری کے بغیر فریج بہ ریکارڈ پلیئر ٹیلیفون وغیرہ کی خرید پر مبلغ 8310 روپے خرچ کئے تھے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پندرہ سال گزر جانے کے باوجود محکمہ تعلیم نے مزکورہ بالا رقم کی وصولی یا معافی کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی ہے اور اس کا کیا سبب ہے نیز متذکرہ ہیڈ مسٹریس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور اس کا نام اور موجودہ عہدہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) آڈٹ اعتراض کے موصول ہونے کے بعد محکمہ خزانہ سے رائے طلب کی گئی تھی جن کے مطابق یہ معاملہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پیش کیا جائے گا۔ اور اس کے فیصلہ کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ مزید مزکورہ ادارہ کی ریٹائرڈ پرنسپل مسز سجاد حیدر کے خلاف بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر ایس او (ایس ای) 13-85/15 مورخہ 22-6-87 پیش رولز کے تحت کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔

کہروڑ پکا میں انٹر کالج کی تعمیر

☆ 1634- **ملک شاہ محمد خان جوئیہ۔** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کہروڑ پکا ضلع ملتان میں ایک انٹر کالج سال 1977ء سے منظور ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ کالج اپنی عمارت نہ ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ ہائی سکول کہروڑ پکا کے ایک مختصر حصہ میں اپنا تدریسی کام جاری کئے ہوئے ہے اور میں نے جناب چیف منسٹر کی خدمت میں متعدد بار اس ضمن میں عرض کیا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا سال 87-1986ء میں کالج ہذا کی تعمیر

کے لئے بھی کوئی رقم مختص کی گئی ہے اور اگر ایسا کیا گیا ہے تو کب تک اس کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) یہ درست نہیں کہروڑ پکا میں انٹر کالج یکم نومبر 1976 کو قائم ہوا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ کالج اس وقت گورنمنٹ ہائی سکول کہروڑ پکا کی عمارت میں کام کر رہا ہے۔ طلباء کی تعداد 86-1985ء کے مطابق 242 ہے جن کے لئے تین کلاس روم موجود ہیں۔

(ج) فنڈز کی قلت کی وجہ سے یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 87-1986ء میں شامل نہیں کی جا سکی تھی۔ اب یہ سکیم ترقیاتی پروگرام 88-1987ء میں شامل ہے اور دس لاکھ رقم موجودہ سال میں مختص کی گئی ہے۔ اس کالج کی عمارت کے لئے زمین کے حصول میں دشواری پیش آ رہی ہے اور ابھی تک کوئی موزوں رقبہ فراہم نہیں ہو سکا۔

نیشنلائزڈ مشنری سکولوں کی واپسی

☆ 1636- بیگم شیلہ بی چارلس۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ اقلیتوں کے جن سکولوں اور کالجوں کو نیشنلائزڈ کیا ہوا ہے کیا حکومت وہ مشنریوں کو واپس کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

جی نہیں۔ فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔ مشنری تعلیمی ادارے ملک کے دیگر نجی ملکیت میں کام کرنے والے اداروں کو مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر واپس کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

(الف) اس وقت قومیائے گئے تمام اداروں میں معمولی فیس پر محلقہ آبادیوں کے بچے بلا تخصیص مذہب و آمدنی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اگر یہ ادارے پرانے مالکان کو واپس کر دیئے گئے تو لازماً ان اداروں میں وصول کی جانے والی فیسوں میں اضافہ

ہو گا اور غریب والدین اپنے بچوں کو ان اداروں میں تعلیم نہیں دلا پائیں گے جو نہ صرف بڑی ناانصافی بلکہ سماجی سطح پر ہیجان کا باعث بنے گی۔

(ب) مشنری تعلیمی اداروں کی واپسی کی مثال سامنے رکھتے ہوئے دیگر پرائیویٹ انجمنیں بھی اپنے سابقہ تعلیمی اداروں کی واپسی کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں مثلاً انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن احمدیہ ربوہ۔

(ج) ان اداروں میں گذشتہ پندرہ سالوں سے طلباء اور اساتذہ کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اساتذہ اور طلباء کو ان اداروں کی واپسی ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ سرکاری تحویل میں آنے کے بعد اساتذہ کو بہتر تنخواہ اور ترقی کے مواقع میسر آئے ہیں۔ واپسی ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ سرکاری تحویل میں آنے کے بعد اساتذہ کو بہتر تنخواہ اور ترقی کے مواقع میسر آئے ہیں۔ واپسی کی صورت میں انہیں مستقبل تاریک نظر آتا ہے۔ پہلے بھی جب کبھی ایسا نہ کیا گیا نہ صرف یہ کہ طلباء اور والدین کی طرف سے احتجاجی مظاہرے کئے گئے بلکہ اساتذہ جن میں عیسائی ملازمین بھی شامل تھے نے احتجاج کیا۔

(د) قومیائے گئے اداروں کی واپسی سے تعلیمی پالیسی میں مندرج مقتضیات پر زد پڑ سکتی ہے۔

(ر) قومیائے گئے اداروں کی واپسی اور اس کے نتیجہ میں فیسوں میں اضافہ سے والدین اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیج سکیں گے جس سے شرح خواندگی میں کمی ہو جائے گی؟

بہاولپور کے اساتذہ کی ریجنل سنیارٹی لسٹ

☆ 1657- رئیس مشتاق احمد۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ 14 اکتوبر 1955ء کو ون یونٹ کے قیام کے وقت سابق ریاست بہاولپور کے تمام ملازمین بشمول اساتذہ کی خدمات حکومت مغربی پاکستان نے اپنی تحویل میں لے لی تھیں اور ان کو جملہ حقوق مراعات از قسم تنخواہ

سکیلز الاؤنسز پنشن اور سلیکشن گریڈ وغیرہ کا حقدار تسلیم کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ون یونٹ کے قیام کے بعد موجودہ پنجاب کی سطح پر محکمہ تعلیم میں لاہور اور راولپنڈی کے نام سے دو ریجن قائم کئے گئے تھے۔ اور لاہور ریجن میں لاہور ملتان بشمول ڈیرہ غازیخان اور بہاولپور ڈویژن شامل تھے اور سلیکشن گریڈ وغیرہ ریجنل سنیارٹی کی بنیاد پر کئے جاتے تھے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بہاولپور ڈویژن کے "سی اینڈ وی" کیڈر کے کتنے اساتذہ کو ریجنل سنیارٹی لسٹ میں شامل کیا گیا ہے اور کتنے کو سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے اگر نہیں تو کیا حکومت بہاولپور ڈویژن کے اساتذہ کو ان کا یہ حق دینا چاہتی ہے اگر دینا چاہتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) مجوزہ سلیکشن گریڈ کالعدم لاہور ریجن کی بنیاد پر طے پاتا ہے۔ لاہور ملتان اور بہاولپور ڈویژن کے ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن پر مشتمل ایک کمیٹی اس کی تکمیل کی لئے کام کر رہی ہے اور اس مسئلہ کو جلد از جلد نمٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔

تحصیل لیاقت پور میں مڈل سکول کی عمارت کی تعمیر

☆ 1661- رئیس مشتاق احمد۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر 30 عباسیہ تحصیل لیاقت پور میں مڈل سکول کی عمارت نہایت بوسیدہ اور مخدوش حالت میں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس بوسیدہ عمارت کے گرنے کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے جو کسی بھی جانی و مالی خطرہ کا سبب بن سکتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس عمارت کی جگہ نئی عمارت بنانے کے لئے علاقے

کے عوام نے کئی بار حکومت کو استدعا کی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکول کی نئی عمارت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) یہ کسی حد تک درست ہے۔

(ب) عمارت کی حالت اتنی خراب نہیں۔ تاہم عمارت مرمت طلب ہے۔

(ج) ریکارڈ سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔

(د) (i) سکول مذکورہ کی مرمت کے لئے 40,280 روپے 87-1986ء میں مختص کر کے محکمہ لوکل گورنمنٹ کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔

(ii) نئی عمارت کی تعمیر وسائل کی کم یابی کے پیش نظر فی الحال ممکن نہیں۔

گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول وحدت کالونی میں بد عنوانیوں کا سد باب

☆ 1668- چودہری محمد اسلم۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قبل ازیں گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول وحدت کالونی لاہور کے سائیکل اسٹینڈ کے ٹھیکہ کی نیلامی ہوا کرتی تھی اور ہر بچہ سے ٹوکن فیس تین روپے ماہانہ وصول کی جاتی رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ امسال ہیڈ ماسٹر نے یہ نیلامی نہیں کی اور سکول کے درجہ چہارم کے ملازمین کو سائیکل سٹینڈ کی دیکھ بھال کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیڈ ماسٹر مذکور کے ایماء پر سکول کے طلباء سے پچاس پیسے روزانہ سائیکل اسٹینڈ کا کرایہ وصول کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں میٹرک اور ایف اے کا امتحانی مرکز ہونے کی وجہ سے امتحانات میں شرکت کرنے والے طلباء

سے بھی پچاس پچاس پیسے فی سائیکل اور ایک روپیہ فی سکوٹر وصول کیا جاتا رہا ہے اور اس طرح سے مبلغ -/3500 روپے وصول کئے گئے جو کہ کسی بھی بینک میں جمع نہیں کرائے گئے۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ چھٹی ساتویں آٹھویں اور نویں جماعت میں تقریباً تین ہزار طلباء نے داخلہ کے لئے امتحان دیا اور ہر طالب علم سے داخلہ ٹیسٹ کے مبلغ -/5 روپے وصول کئے گئے جب کہ فی طالبعلم پچاس پیسے سے زائد اخراجات نہیں ہوتے اور داخلہ ٹیسٹ کے لئے جو کاغذ استعمال کیا گیا وہ سالانہ امتحان سے بچا ہوا کاغذ تھا اور اس طرح سے حاصل شدہ رقم ہیڈ ماسٹر مذکور اپنے تصرف میں لا رہا ہے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ سکول ہذا کے لئے فرنیچر کے لئے فراہم کی گئی بہتر ہزار روپے کی رقم سے جو فرنیچر تیار کروایا گیا ہے انتہائی ناقص اور غیر معیاری ہے۔

(ی) کیا یہ درست ہے کہ سکول میں نصب ٹیوب ویل کی نئی موٹر خریدنے کے لئے طلباء سے تقریباً ستر ہزار روپے وصول کئے گئے۔ جب کہ محکمہ نے از خود موٹر کی تنصیب کے لئے وعدہ کیا تھا۔

(ز) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم کی اجازت کے بغیر دو انگلش گرائمر اور ایک اردو گرائمر طلباء کو خریدنے کے لئے مجبور کیا گیا ہے اور اس طرح مبلغ -/50000 روپے ہیڈ ماسٹر مذکور نے بطور کمیشن وصول کی ہے۔

(ژ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول میں ناجائز تعمیر شدہ دوکانوں کے مالک کی موجودہ ہیڈ ماسٹر پشت پناہی کر رہا ہے جو سکول اوقات کے بعد بھی کھلی رہتی ہیں۔

(ط) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہیڈ ماسٹر مذکور کے خلاف متذکرہ بالا حقائق کی روشنی میں تحقیقات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) درست ہے۔ کنٹین بشمول سائیکل سٹینڈ کا زیادہ سے زیادہ ٹھیکہ گذشتہ سالوں مبلغ

-/400'2 روپے سالانہ رہا ہے۔ نیز ٹوکن فیس صرف سٹینڈ پر سائیکل رکھنے والے طلباء سے وصول کی جاتی ہے۔

(ب) امسال کمیٹی اساتذہ برائے نگرانی امور سائیکل سٹینڈ نے بدیں وجہ سائیکل سٹینڈ ٹھیکہ پر نہ دینے کا فیصلہ کیا کہ سکول کی دوکان کی بابت ایک مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے اور مدعی کو حکم امتناعی ملا ہوا ہے۔ اس مدعی کی حتمی خواہش تھی کہ ٹھیکہ ہونے کی صورت میں وہ ہر ممکن طریقہ سے سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ بھی حاصل کرے چونکہ مذکورہ سائیکل سٹینڈ متنازعہ دوکان سے ملحقہ ہے۔ خدشہ تھا کہ وہ سائیکل سٹینڈ پر بھی قبضہ کر کے سکول انتظامیہ کو مزید مقدمات میں الجھا کر نقصان پہنچائے۔ اس خطرہ کے پیش نظر کمیٹی نگران امور سائیکل سٹینڈ نے اسے ٹھیکہ پر دینے کا فیصلہ کیا۔

مزید برآں کمیٹی اساتذہ نے فیصلہ کیا کہ ٹوکن فیس حسب سابق تین روپے فی طالب علم ماہانہ وصول کی جائے (ان طلباء سے صرف جو سائیکل سٹینڈ پر سائیکل رکھتے ہوں) سکول ہذا کا کوئی درجہ چہارم کا ملازم اس کام پر مامور نہیں ہے۔ البتہ سائیکل سٹینڈ کی نگرانی کے لئے دو تین الگ عارضی ملازم رکھے گئے جن کو تنخواہ سائیکل سٹینڈ سے ادا کی جاتی ہے اسٹینڈ سے حاصل شدہ آمدنی سے ان کی تنخواہ اور دیگر اخراجات وضع کر کے باقی رقم باقاعدہ بنک میں جمع ہے اور عندالطلب حساب ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ہیڈ ماسٹر کا ذاتی طور پر اس سے کوئی تعلق نہیں موجودہ بچت بعد از اخراجات چار ہزار سے زائد ہے۔ یہ رقم سالانہ ٹھیکہ سے کہیں زیادہ ہے۔

(ج) نہیں یہ درست نہیں ہے جیسا کہ جزو "ب" میں بیان کیا گیا ہے۔ صرف سائیکل سٹینڈ پر سائیکل رکھنے والے طلباء سے تین روپے ماہوار وصول کئے جاتے ہیں۔ البتہ یہ درست ہے کہ دوران امتحان عارضی طور پر سٹینڈ پر سائیکل موٹر سائیکل وغیرہ رکھنے والے طلباء سے بالترتیب پچاس پیسے ایک روپیہ وصول کیا جاتا رہا لیکن یہ رقم بھی سائیکل سٹینڈ فنڈ میں جمع کروائی گئی مبلغ -/35000 روپے وصولی

سراسر غلط ہے۔

(و) یہ غلط ہے صرف 1203 طلباء نے مختلف جماعتوں میں داخلہ کے لئے ٹیسٹ دیا اور مبلغ -/5 روپے فی کس وصول کر کے اخبارات میں اشتہار داخلہ جوابی کاپیاں سوالیہ پرچہ جات پیکنگ اور مارکنگ وغیرہ کے اخراجات ادا کئے گئے۔ تمام رقم کا حساب موجود ہے کوئی رقم ہیڈ ماسٹر کے تصرف میں نہیں ہے۔

(ہ) ہیڈ ماسٹر نے ٹیوب ویل کی موٹر خریدنے کے لئے کوئی چندہ وصول نہیں کیا ٹیوب ویل ٹرپائن سرکاری گرانٹ سے خرید کر نصب کی گئی ہے۔ انجمن والدین و اساتذہ نے حسب سابق اپنے طور پر والدین اساتذہ اور طلباء سے بذریعہ اپیل کچھ رقم جمع کی اس رقم سے انجمن نے ٹیوب ویل کے لئے کمرہ و دیگر تعمیرات کی تکمیل کی تمام حساب کتاب انجمن کے پاس موجود ہے اور اس سلسلہ میں انجمن کے حساب کی پڑتال کسی وقت بھی کی جا سکتی ہے ایسی انجمنیں حکومت کی ہدایت پر مدارس کی اعانت کے لئے تشکیل دی گئی ہیں۔ مذکورہ انجمن عرصہ دراز سے سکول کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہے۔ مزید براں انجمن کا حساب بنک میں موجود ہے اور لین دین انجمن کے صدر اور خزانچی کے دستخطوں سے عمل میں آتا ہے۔ ہیڈ ماسٹر کا اس رقم کے جمع کرنے سے قطعی کوئی تعلق نہیں ہے۔

(ی) غلط ہے تمام فرنیچر محکمہ کی طرف سے مقرر کردہ فارم (Form) اور (specification) کے مطابق خریدا گیا ہے جسے محکمہ کی مقرر کردہ کمیٹی نے درست اور معیاری قرار دیا مذکورہ فرنیچر کسی وقت بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(ز) غلط ہے۔ ہیڈ ماسٹر نے کوئی غیر منظور شدہ کتاب سکول میں نہیں لگوائی اس لئے کمیشن وصول کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ح) غلط ہے ہیڈ ماسٹر مذکورہ دوکاندار کے خلاف دائر شدہ مقدمہ کی پیروی کر رہا ہے لہٰذا پشت پناہی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا عدالتی حکم امتناعی کی وجہ سے مداخلت نہیں کی جا سکتی۔

(ط) جوابات چونکہ اثبات پر مبنی نہیں ہیں اس لئے فی الحال کسی کارروائی کی ضرورت

نہیں اگر کسی وقت کوئی چیز ثابت ہوئی تو ضابطہ کی مطابق کارروائی کی جائے گی۔

گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول گلبرگ کی توسیع

☆ 1676- میاں فضل حق۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے گلبرگ لاہور میں 1960ء کے دوران ایک گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول قائم کیا تھا۔ جہاں طالبات کو چھٹی سے دسویں جماعت تک تعلیم دی جاتی ہے اور آغاز میں سکول ہذا میں 250 طالبات کے لئے گنجائش رکھی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت مذکورہ سکول میں 2500 طالبات زیر تعلیم ہیں اور اس بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ایک کمرہ میں گنجائش سے زیادہ تقریباً 150 طالبات بیٹھتی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر سکول کی عمارت اور سٹاف میں توسیع نہیں کی گئی جس سے زیر تعلیم طالبات کو چند دشوارحی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور نہ ہی قرب و جوار میں کوئی گورنمنٹ کی درس گاہ ہے جہاں متوسط طبقہ کے والدین اپنی بچیوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا سکول سے ملحقہ 18 کنال اراضی سکول کی تعمیر کے لئے رکھی گئی تھی۔ مگر ترقیاتی ادارہ لاہور کے ارباب اختیار نے متذکرہ اراضی یورپین طرز کے سکول بیکن ہاؤس کے نام منتقل کر دی ہے جہاں پر صرف امراء کے بچے ہی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول برائے طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد اور متوسط طبقہ کے مالی وسائل کے پیش نظر جو کہ کسی پرائیویٹ تعلیمی ادارے کے تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ بیکن ہاؤس کو دی جانے والی 18 کنال اراضی کی منسوخی فرما کر گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول کو منتقل کرنے اور اس کے توسیع کے لئے اقدامات کرنے کو تیار

ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) حکومت مغربی پاکستان 19 اپریل 1965ء کو بذریعہ چھٹی نمبر 64-9-13(8)50 لاہور میں گلبرگ کے مقام پر سنٹرل ماڈل سکول برائے طالبات قائم کیا تھا جس میں یکم مئی 1966ء کو کلاسوں کا اجراء ہوا۔ ابتداء میں سکول ہذا میں 134 طالبات زیر تعلیم تھیں۔

(ب) اس وقت سکول ہذا میں 1774 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اور ہر کمرہ جماعت میں اوسطاً 85 طالبات بیٹھتی ہیں۔

(ج) سکول ہذا کی عمارت میں 1965ء سے کوئی اضافہ نہیں ہوا البتہ اساتذہ کی تعداد میں اضافہ کیا جاتا رہا ہے۔ SNE-1987-88ء میں سکول ہذا کو مزید آسامیاں فراہم کر دی جائیں گی جس سے توقع ہے کہ سکول ہذا میں سٹاف کی کمی کا ازالہ ہو جائے گا۔ جہاں تک سکول ہذا کی عمارت میں توسیع کا سوال ہے اب محکمہ تعلیم صوبہ بھر ترجیحی بنیادوں پر مرحلہ وار توسیع کے لئے فہرست مرتب کر رہا ہے جس کی تکمیل پر صحیح اندازہ ہو سکے گا اس سال کن کن اداروں کی عمارات میں توسیع کو لیت دی جائے۔ تاہم صوبہ بھر میں ترجیحی بنیادوں پر عمارات میں اضافہ کے لئے چالیس لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(د) 37-C-II سے لے کر 48-C-II تک کے پلاٹ گلبرگ اسکیم میں سکول ہذا کی لئے مختص کئے گئے تھے۔ اس کے کچھ حصے میں سکول ہذا کی موجودہ عمارت ہے باقی تقریباً 14 کنال 17 مرلے 123 مربع فٹ جگہ خالی تھی جو لاہور ترقیاتی ادارہ نے محکمہ تعلیم سے مشورہ کئے بغیر بیکن ہاؤس کو الاٹ کر دی تھی یہ الاٹمنٹ اب منسوخ کر دی گئی ہے۔

(ہ) بیکن ہاؤس سکول کو الاٹ شدہ اراضی منسوخ کر دی گئی ہے جہاں تک سنٹرل ماڈل سکول برائے طالبات کو اراضی کی منتقلی کا سوال ہے اس سلسلہ میں بیکن ہاؤس سکول کی انتظامیہ نے ایل ڈی اے کے خلاف ہائی کورٹ میں ایک رٹ دائر کی

ہے محکمہ تعلیم نے ایڈوکیٹ جنرل سے استدعا کی ہے کہ اسے اس معاملہ میں پارٹی بنایا جائے رٹ ہذا کے فیصلہ کی روشنی میں اراضی گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول کو منتقل کرانے کے اقدامات کئے جائیں گے۔

ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کی بلاجواز تقرری

☆ 1674- سردار الطاف حسین۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (سکولز) کی آسامی پر خاص مدت تک تقرری کی جاتی ہے۔

(ب) اگر (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو پھر موجود ڈی پی آئی تین سال پورے ہونے کے باوجود اسی آسامی پر کیوں تعینات ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کیڈر کے سینئر افراد کی حق تلفی کر کے موجودہ ڈی پی آئی کی تقرری عمل میں آئی تھی اور اس سے سینئر افراد جونیئر پوسٹوں پر کام کر رہے ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) چونکہ صرف "الف" کا جواب ہاں میں نہیں ہے اس لئے یہ غیر متعلقہ ہے

(ج) یہ بھی درست نہ ہے کیونکہ ڈی پی آئی سکولز کی اسامی کی تعیناتی کے سلسلے میں کسی کو صرف سینارٹی کی بنیاد پر نہیں لگایا جاتا بلکہ اہلیت کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔

گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ بھلوال کی تعمیر

☆ 1709- چودہری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ بھلوال ضلع سرگودھا کرایہ پر حاصل کردہ بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے سالوں سے کرایہ ادا کیا جا رہا ہے

اور اب تک کتنی رقم بصورت کرایہ ادا ہو چکی ہے۔

(ج) کیا اب تک محکمہ تعلیم نے مذکورہ بالا انسٹی ٹیوٹ کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے کوئی قدم اٹھایا ہے یا آئندہ کوئی قدم اٹھانے کا پروگرام بنا رکھا ہے۔ اگر ابھی تک کوئی پروگرام نہیں بنایا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ بھلوال کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

(ب) مذکورہ کرایہ کی بلڈنگ (برائے کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ بھلوال) کا کرایہ 17-9-81 سے ادا کیا جا رہا ہے اور کرایہ کی کل رقم 30-6-87 تک مبلغ -/2023500 روپے ادا کی گئی ہے۔

(ج) اس ادارے کی عمارت کی تعمیر کے لئے 57.25 کنال (57 کنال 5 مرلہ) سرکاری اراضی حاصل کرنے کے بعد ترقیاتی سکیم تیار کی گئی ہے موجودہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں اس سکیم کے لئے 10 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں سکیم منظور ہونے پر عمارت کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

202- سردار ریاض محمود مزاری۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول روجھان ضلع راجن پور جو عرصہ پانچ سال سے قائم ہے وہاں تدریسی عملہ کی کتنی پوسٹیں منظور شدہ ہیں اور کتنی اس وقت خالی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا سکول میں آج تک ای ایس ٹی' ایس ایس ٹی اور ہیڈ مسٹریس و دیگر تدریسی عملہ تعینات نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو کب تک متذکرہ آسامیاں پر کی جائیں گی مزید برآں اس امر کی بھی وضاحت فرمائی جاوے کہ اس سال گرلز سیکنڈری سکول روجھان کی کتنی طالبات سٹاف نہ ہونے کی بناء پر مجبوراً سکول چھوڑنے کا سرٹیفکیٹ لے کر چلی گئی ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) گرلز ہائی سکول روجھان ضلع راجن پور میں درج ذیل اسامیاں (تدریسی عملہ) منظور شدہ ہیں۔

ہیڈ مسٹریس	1
ایس ایس ٹی	3
ایس وی	4
ڈی ایم	1
عربی ٹیچر	1
ایس ٹی	1

اس وقت کوئی آسامی خالی نہیں ہے۔

(ب) اب تک درج ذیل اسامیاں نئی تقرری اور تبادلہ جات سے پر کر دی گئی ہیں مسماۃ فرخندہ گل کو انچارج ہیڈ مسٹریس تعینات کر دیا گیا ہے۔ ایس ایس ٹی 3' ایس وی 4' ڈی ایم 1' عربی ٹیچر 1 اور ایک ای ایس ٹی سے اسامیاں پر کی جا چکی ہیں۔

مزید برآں 88-1987ء میں کسی طالبہ نے سکول چھوڑنے کا سرٹیفکیٹ نہیں لیا ہے۔

تحصیل روجھان میں ہائی سیکنڈری سکول کا اجراء

203- **سردار ریاض محمود مزاری**۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ نے یہ پالیسی وضع کی ہے کہ ہر تحصیل ہیڈکوارٹر میں ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پسماندہ تحصیل روجھان میں انٹر کی کلاسوں کا اجراء نہ کر کے اسے کیوں محروم کیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم۔(جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) حکومت کی پالیسی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے تحصیل ہیڈکوارٹر پر انٹر کالج ہائر سیکنڈری سکول قائم کئے جائیں تاہم پنجاب میں ابھی تک 8 تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر کالج یا انٹریونٹ قائم نہیں ہو سکے۔

(ب) تحصیل روجھان میں کالج / انٹریونٹ کھولنے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔ مرحلہ وار پروگرام کے تحت مناسب موقع پر اس جگہ پر بھی ہائر سیکنڈری سکول یا انٹر کالج یا انٹر کالج کھول دیا جائے گا۔

گورنمنٹ کمرشل ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے جونیئر انسٹرکٹروں کی ترقیاں

231- میاں محمد اسحاق۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس ایجوکیشن پنجاب کے جونیئر انسٹرکٹرز کی ترقیاں جولائی 1986ء سے Due ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو عرصہ سات ماہ سے اس کیس کو التواء میں رکھنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کیا حکومت ڈائریکٹوریٹ ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور کو ہدایات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ ان ملازمین کا پروموشن کیس فوراً تیار کر کے صوبائی سیکرٹریٹ روانہ کیا جائے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)۔

(الف) متعلقہ آسامیوں کی منظوری 14 ستمبر 1986ء کو جاری ہوئی جس کے بعد ان ترقیوں کے لئے کیس کی تیاری شروع ہوئی کیونکہ ملازمتوں کے کسی بھی درجہ کے لئے ترقی کے اہل افراد کی باہمی سنیارٹی کا تعین اور ان کے سابقہ سروس ریکارڈ اور سالانہ خفیہ رپورٹوں کی تکمیل ضروری ہوتی ہے اور اس پر کافی وقت لگتا ہے۔

جونیئر انسٹرکٹرز کی ترقیوں کے لئے سنیارٹی لسٹوں اور خفیہ ریکارڈ کی تکمیل کا کام مکمل کرنے کے بعد کیس محکمانہ پروموشن کمیٹی کے روبرو 22 مارچ 1987ء کو پیش کیا گیا اور ترقیوں کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

(ب) پوسٹوں کی منظوری 14 ستمبر 1986ء کو ہوئی جس کے فوری بعد ان کے سروس ریکارڈ کی تکمیل کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔ جس پر کافی وقت صرف ہوا۔ اس کیس میں کسی قسم کا دانستہ التواء نہ تھا۔

شعبہ کالجز میں موو اوور کیسوں میں تاخیر کی وجوہات

314- چودھری نوازالحق چوہان۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پروفیسر سعید الحسن، گلزار احمد اور ڈاکٹر عزیز محمود زیدی مرحوم اور کئی خواتین کے گریڈ 19 سے گریڈ 20 میں موو اوور کے کیس ساڑھے تین سال گزرنے کے بعد بھی تصفیہ طلب ہیں اگر ایسا ہے تو اس سلسلے میں کیا کارروائی کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بھر کے 70 سے زائد اور راولپنڈی سے تقریباً دو درجن افراد کے گریڈ 18 سے گریڈ 19 میں موو اوور کے کیس ڈیڑھ سال سے زائد عرصہ سے ڈی پی آئی کے دفتر میں پڑے ہیں اور کئی بار ایس اینڈ جی اے ڈی سول سیکرٹریٹ سے واپس آئے ہیں۔ اور ان پر اعتراضات بھی نہایت معمولی ہوتے ہیں مثلاً اے سی آر کی عدم موجودگی یا اس پر دستخطوں کی عدم موجودگی جب کہ یہ محکمہ کی ذمہ داری ہے اور اساتذہ کو محکمہ کی کوتاہی کی سزا ملتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس سلسلہ میں کیا اقدام اٹھایا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ حکومت کے علم میں ہے کہ دوسرے تمام صوبوں میں سنیارٹی کی بناء پر پروموشن 18 سے 19 گریڈ کے لئے اسی فیصد ہے اور ڈائریکٹریٹ ریکروٹمنٹ 20 فیصد ہے جب کہ پنجاب میں 55 اور 45 فیصد ہے اگر ایسا ہے تو یہ غیر منصفانہ طریق کب اصلاح پذیر ہو گا حکومت اس سلسلے میں کیا کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) پروفیسر سعید الحسن اور گلزار احمد اور دیگر اصحاب بی پی ایس نمبر 19 کی انتہا Maximum پر 1-12-83 کو پہنچے اور انہیں 1-12-84 کو اگلے سکیل میں موو اوور ملنا تھا۔ ان کے معاملات اکتوبر 85ء میں تمام کارروائی کے بعد سلیکشن بورڈ کو ارسال کئے گئے تھے۔ تاحال ان کے موو اوور کا فیصلہ نہیں ہو سکا۔ اسی طرح جناب عزیز محمود زیدی (مرحوم 1-12-84 کو گریڈ نمبر 19 کے منتہی Maximum پر پہنچے اور ان کا کیس مورخہ 15-11-86 کو سلیکشن بورڈ کو ارسال کر دیا گیا تاحال فیصلہ کا انتظار ہے گریڈ 19 سے 20 خواتین کا کوئی موو اوور کیس نہیں ہے۔

(ب) گریڈ 18 سے 19 میں موو اوور کے 41 کیسز 18-11-86 اور 38 کیسز 18-2-87ء حکومت کو موصول ہوئے تھے۔ 41 کیسز Secruting کے بعد 4-1-87 کو تمام اعتراضات دور کر کے دوبارہ ارسال کر دیئے گئے اور 38 کیسز بھی نشان زدہ خامیاں دور کر کے 9-6-87ء کو موصول ہو گئے ہیں ان تمام معاملات پر فیصلے کا تاحال انتظار ہے۔

(ج) یہ بات دفتر ہذا کے علم میں نہیں ہے اور اس بارے میں دفتر ہذا کوئی رائے دینے سے قاصر ہے۔

پنجاب یونیورسٹی میں ماسٹر آف بزنس ایڈمنسٹریشن کی تدریس کے لئے مناسب اقدامات

316- رانا پھول محمد خاں۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ماسٹر آف بزنس ایڈمنسٹریشن کی کلاس میں داخلہ کا معیار کیا تھا اس سال اور پچھلے سال کتنے طالب علموں کو داخلہ دیا گیا داخلہ کتنی اقساط میں ہوا اور آخری قسط کا فیصلہ کب کیا گیا۔ کیا تمام طالب علموں کو میرٹ کی بناء پر داخلہ دیا گیا۔

(ب) متذکرہ کلاس میں داخلہ کے لئے انڈسٹری کے لئے کتنی نشستیں مخصوص تھیں۔

ان میں سے زیادہ نمبروالے طالب علم کو دیا گیا اگر نہیں تو کیوں۔

(ج) اگر ایک کارخانہ دار ایک سے زیادہ طالب علموں کے داخلے کی سفارش کرتا ہے تو ایسی صورت میں میرٹ کا خیال بھی رکھا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ایسی صورت میں میرٹ کا خیال کیوں نہیں رکھا گیا۔

(د) کیا پنجاب یونیورسٹی میں ڈیپارٹمنٹ آف ایڈمنسٹریٹو سائنسز موجود ہے جس میں ماسٹر آف پبلک ایڈمنسٹریشن اور ماسٹر آف ایڈمنسٹریٹو سائنسز کی کلاسیں ہیں تو کن وجوہات کی بناء پر ماسٹر آف بزنس ایڈمنسٹریشن کو الگ رکھا گیا ہے۔

(ہ) متذکرہ انسٹی ٹیوشن کا سربراہ کون ہے اور اس کی کوالی فیکیشن کیا ہے۔

(و) کیا حکومت کو علم ہے کہ انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن جس میں صرف ایک کلاس پڑھائی جاتی ہے اس کا سربراہ سال میں تقریباً چھ مہینے ملک سے باہر رہتا ہے جس کی عدم موجودگی کی وجہ سے درس و تدریس میں کافی دشواری پیش آتی ہے۔ کیا یونیورسٹی کی نمائندگی کے لئے بیرون ملک جانے کے لئے کوئی اور کوالیفائیڈ آدمی موجود نہیں ہے؟

وزیر تعلیم۔ (جناب غلام حیدر وائیں)

(الف) داخلے کا بنیادی معیار گریجویشن ہوتا ہے۔ اس میں ہر قسم کے گریجویٹ شامل ہوتے ہیں یعنی آرٹس، سائنس، کامرس وغیرہ۔ داخلے قواعد و ضوابط کے تحت ہوئے ہیں جو ہر سال کتابی شکل میں مشتہر کئے جاتے ہیں۔ گذشتہ سال بھی یہ کتابی شکل میں مشتہر کئے گئے تھے۔ بنیادی طور پر داخلہ کرتے وقت حسب ذیل چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(i) میرٹ پر طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ ان کی مقدار اور دیگر تفاصیل قواعد و ضوابط کی کتاب میں درج ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں گذشتہ سال کی کل تعداد پچاس (50) تھی چونکہ عرضیوں کی تعداد خاصی زیادہ ہو گئی تھی اس لئے جامعہ پنجاب نے تمام شعبوں میں جس میں بزنس ایڈمنسٹریشن کا شعبہ بھی تھا میرٹ پر (5) پانچ نشستوں کا اضافہ کر دیا اس کے علاوہ (3) ایسی نشستیں جو کہ چانسلر اور وائس چانسلر کے

کوٹے میں مختص تھیں انہیں بھی میرٹ میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس سال میرٹ سیٹوں کی تعداد (50) پچاس رکھی گئی ہے۔ لیکن تین ایسی سیٹیں جو چانسلر اور وائس چانسلر کی نامزدگی کے لئے مختص تھیں۔
انہیں بھی میرٹ میں شامل کر لیا گیا ہے لہٰذا اب ان کی تعداد (53) ترپن ہو گئی ہے۔

(ii) گذشتہ سال اور اس سال قواعد کے تحت کچھ نشستیں میرٹ کے علاوہ بھی مختص کی گئی ہیں۔ یہ نشستیں کھلاڑیوں قاری حضرات اپاہج طلباء اور صنعت و حرفت سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لئے رکھی گئی ہیں۔ مزید برآں کچھ نشستیں دوسرے صوبے فاٹا و شمالی علاقہ جات کے طلباء کے لئے مخصوص ہیں۔
چونکہ نشستیں مختلف گروہوں کے لئے مخصوص ہیں اس لئے داخلہ اقساط میں مکمل کیا جاتا ہے پہلی قسط میں میرٹ کی بنیاد پر داخل ہونے والوں کے ناموں کا اعلان کیا جاتا ہے اس کے بعد خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہتا ہے کچھ کمیٹیاں اپنا کام کرتی ہیں۔ ان تمام مراحل سے گذرنے کے بعد داخلہ مکمل ہوتا ہے۔

(ب) 1986ء کے داخلے کے لئے (5) پانچ نشستیں مخصوص کی گئی تھیں۔ ان نشستوں پر داخلے کا معیار محض میرٹ پر نہیں بلکہ متند صنعتی اداروں کی جامعہ پنجاب اور بزنس ایڈمنسٹریشن کے شعبے کے سلسلے میں تعلق اور خدمات کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(ج) بعض اوقات ایک کارخانہ دار ایک سے زیادہ طالب علموں کی سفارش کرتا ہے تو داخلہ صرف اس طالب علم کو دیا جاتا ہے جو کارخانہ دار کے نقطہ نظر سے حتمی ہوتا ہے۔

(د) جامعہ پنجاب میں ڈیپارٹمنٹ آف ایڈمنسٹریٹو سائنس موجود ہے جو صبح کے وقت ایم۔ پی۔ اے کی ڈگری کے لئے تعلیم دیتا ہے اور رات کے وقت ان لوگوں کو تعلیم ملتی ہے جو حکومت اور دیگر دفاتر میں ملازم ہوتے ہیں۔ بزنس ایڈمنسٹریشن کی تعلیم پاکستان میں 1955ء میں کراچی یونیورسٹی میں شروع کی گئی تھی۔ ملک میں

مالیات اور مارکیٹنگ کے ماہر پیدا کرنے کے لئے بزنس ایڈمنسٹریشن کا شعبہ 1972ء میں شروع کیا گیا۔ ان کی کھپت نجی شعبہ' بینکوں' سرکاری شعبہ اور دیگر کاروباری اداروں کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ شعبہ قائم کیا گیا تھا تاکہ تربیت یافتہ افرادی قوت صنعتی و کاروباری اداروں کو میسر آ سکے۔

(ہ) پروفیسر ڈاکٹر خواجہ امجد سعید بزنس ایڈمنسٹریشن کے شعبے کے سربراہ ہیں۔ موصوف ایم۔ کام (پنجاب) ایم۔ بی۔ اے (بیروت) پی۔ ایچ۔ ڈی (سنچری یونیورسٹی امریکہ) ایف۔ سی۔ اے اور ایف سی۔ ایم۔ اے جیسی اسناد کے حامل ہیں۔

(و) جامعہ پنجاب میں ابھی انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن نہیں بنائی گئی بلکہ شعبہ بزنس ایڈمنسٹریشن قائم کیا گیا ہے۔ عنقریب ایم۔ پی۔ اے کے پروگراموں کے علاوہ یہ سلسلہ بھی شروع کیا جائے گا۔ یہ درست نہیں کہ اس کا سربراہ سال میں چھ ماہ ملک سے باہر رہتا ہے امسال آج تک اس سربراہ نے تمام وقت اندرون ملک کام کیا ہے اور صرف بیرون ملک بارہ دن جاپان کا دورہ کیا ہے اس دورے کے سلسلے میں بین الاقوامی چھٹی اکاؤنٹنگ کانفرنس کی تنظیمی کمیٹی کے چیئرمین کی دعوت پر وہ جاپان گئے جو پاکستان کے لئے بالعموم اور جامعہ پنجاب کے لئے بالخصوص فخر کی بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ اس میں اگر کوئی ابہام ہو تو اس کے لئے علیحدہ سوال کیا جا سکتا ہے یا دوبارہ انکوائری کی جا سکتی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! اگر سوالات کے جوابات شروع ہی نہیں ہوتے تو پھر اسے Postposne کر دینا چاہئے تاکہ کسی اگلی تاریخ کو آ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب بشیر احمد انصاری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب بشیر احمد انصاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

السلام و علیکم! میں آج مورخہ 27-10-87 کو بوجہ بیماری اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا اس لئے مورخہ 27-10-87 کی چھٹی منظور فرماویں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار نذر محمد جتوئی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب نذر محمد جتوئی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ وزیراعظم کی تشریف آوری کوٹ ادو کی وجہ سے 25-10-87 تا 26-10-87 تک دو یوم حاضر نہیں ہو سکا اس لئے استدعا کی جاتی ہے کہ ان ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری منور حسین منج

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری منور حسین منج صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ مورخہ 22-10-87 کو بوجہ بیماری حاضر اسمبلی نہیں ہو سکا۔ لہٰذا ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی جمشید عباس تھیم

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی جمشید عباس تھیم رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں مورخہ 21 اکتوبر تا 22 اکتوبر 1987ء کو حاضر نہیں ہو سکا رخصت عنایت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب افتخار الحسن شاہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب افتخار الحسن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

کہ بندہ اپنی حاضری 15-10-87 کو لگانی بھول گیا تھا اس لئے مہربانی کر کے بندہ کی

مورخہ 15-10-87 بروز جمعرات کی حاضری تصور کی جائے اور 20-10-87 تا 22-1-87 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر غلام دستگیر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر غلام دستگیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ مورخہ 25 اکتوبر تا 26 اکتوبر 1987ء کو ضروری کام کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا برائے مہربانی ان ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد صدیق سالار

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد صدیق سالار صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

فیصل آباد میں کرکٹ میچ ہو رہا ہے اس لئے مجھے 25-10-87 کی رخصت عطا کی جائے۔ جناب والا! میں خود اس کمیٹی کا رکن ہوں جو یہ انتظام کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

آوازیں۔ نامنظور۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سالار صاحب جو آپ کی رخصت کی درخواست ہے اس کے متعلق ہاؤس کی رائے آپ کے حق میں معلوم نہیں ہوتی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر یہ روایات کے منافی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آج تک جب بھی کسی رکن اسمبلی نے درخواست چھٹی کے لئے دی ہے وہ ہمیشہ منظور کی جاتی رہی ہے۔ اسے مذاق میں نہیں لینا چاہئے۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں گذارش کروں گا کہ محترم شاہ صاحب کی اطلاع کے لئے کہ یہ ضروری نہیں کہ رخصت منظور ہی ہو۔ اس ہاؤس میں درخواستیں نامنظور بھی ہوتی رہی ہیں۔ یہ ہاؤس کا اختیار ہے لازم نہیں ہے کہ منظور ہوں۔ لیکن اب چونکہ یہ سالار صاحب کی درخواست ہے ان کے قد کاٹھ کی وجہ سے نامنظور بھی ہو جائے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سالار صاحب کی درخواست آپ کو منظور ہے۔

آوازیں۔ منظور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ درخواست منظور ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مورخہ 22-10-87 بروز جمعرات طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا براہ مہربانی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اکرام اللہ رانجھا

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب اکرام اللہ رانجھا صاحب رکن صوبائی

اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 87-10-18 کو لاہور میں موجود تھا مگر طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا لہٰذا درخواست ہے کہ 87-10-18 ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسحاق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہاؤس کی اطلاع کے لئے کہ جو پارلیمانی سیکرٹری صاحبان ہیں ان کی حاضری نہیں ہوتی اس لئے ان کو چھٹی کی درخواست دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اپنے حقوق کا یہ بھی نہیں پتہ کہ کیا ان کو اپنی چھٹی کے لئے درخواست دینی چاہئے یا نہیں دینی چاہئے۔ کم از کم اتنا تو ان کو معلوم ہو جائے کہ آپ اتنے بڑے عہدے پر فائز ہیں۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب آپ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ آپ انہیں اتنی تو اطلاع دے دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب اگر انہیں پہلے شاید پتا نہ تھا تو اب علم ہو چکا ہو گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ آپ سے یہ پوچھا ہے کہ چھٹی کی ضرورت ہوتی ہے یا نہیں؟ آپ اس پر رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں اس پر رولنگ دوں گا۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ میاں صاحب کو بھی بڑا دیر سے یاد آیا ہے۔ پہلے انہیں بھی پتا نہ تھا۔ کسی نے انہیں یاد دلایا ہے۔

جناب محمد یوسف شیخ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست محمد یوسف شیخ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی

طرف سے موصول ہوئی ہے۔

السلام علیکم میں ایک ذاتی کام سے ملک سے باہر جا رہا ہوں مہربانی فرما کر 27-10-87 کی چھٹی ارسال کی جاوے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اللہ یار چشتی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب اللہ یار چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں 21-10-87 تا 22-10-87 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا مہربانی کر کے چھٹی فرمائی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار محمد عارف

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد عارف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I was sick on 22-10-87. Therefore, I could not attend the Assembly. Please grant me leave for one day that is 22-10-1987.

With regards.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد سلیم

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد سلیم صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مودبانہ گذارش ہے کہ میں مورخہ 25-10-87 بروز اتوار ضروری کام کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ 25-10-87 کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

السلام علیکم بندہ مورخہ 22-10-87 کو منعقدہ اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا اس دن کی رخصت منظور کروائی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب ضرغام خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب ضرغام خان خاکوانی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ فدوی کے کزن کی جمعرات مورخہ 22-10-87 کو چہلم تھا۔ اس لئے میں ملتان چلا گیا تھا۔ اور اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی فرما کر رخصت عطا فرمائی جاوے۔ مہربانی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد عبداللہ ورک

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد عبداللہ ورک صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ مورخہ 26-10-87 کو بوجہ مصروفیت گوجرانوالہ اجلاس میں حاضر نہ ہو سکتا ہے۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری ظفراللہ چیمہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری ظفراللہ چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں بوجہ مصروفیت مورخہ 26-10-87 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔ نوازش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ارشد حسین میتلا

سیکرٹری اسمبلی۔

I have just received a message on phone that Mr. Arshad Hussain Maitla, MPA Khanewal is not feeling well because of svere attack of flue and light temperature, and he is not in position to attend the House today, the 25th October, 1987. It has been requested that his absence from the House may kindly be excused.

Submitted for kind information of the Speaker please.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودہری پرویز الٰہی

سیکرٹری اسمبلی۔

On telephone from UK I have been informed by Chaudhry Pervez Elahi, MPA (PP-28 Gujrat) that he would not be able to attend the Assembly session from 19th to 27th October, 1987.

Honourable Speaker is requested to please excuse the absence of Chaudhry Pervez Elahi from the assembly session.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاقات

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب ہم تحاریک ہائے استحقاق کو لیتے ہیں۔ سیدہ ساجدہ نیر عابدی صاحبہ کی طرف سے ایک تحریک استحقاق ہے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! اس کا فیصلہ زیر التواء تھا۔ لیکن اس سے قبل کہ آپ کچھ فیصلہ فرمائیں اگر آپ مجھے اجازت فرمائیں تو میں کچھ عرض کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ فرمائیے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! اخبارات میں کچھ حذف شدہ کارروائی چھاپ دی گئی تھی۔ اور وہ کارروائی مجھ سے متعلق تھی۔ اس لئے میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ لیکن اب کچھ اخبارات نے اس کی تردید کی۔ کچھ نے تو ٹھیک ٹھاک تردید کر دی لیکن "نیشن" اخبار نے صحیح طریقے سے ابھی تک تردید نہیں کی۔ چونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے اداروں کا ہماری صحافت سے گہرا تعلق ہے۔ ہم اس میدان میں جو جمہوریت کا علم اٹھا کر چل رہے ہیں وہ ہم صحافت کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔ ہمیں ان کی اہمیت سے قطعاً انکار نہیں۔ لیکن تھوڑا سا یہ شکوہ ضرور ہے کہ جمہوریت کے پودوں کو انھوں نے پانی دے کر سینچا ہے۔ اگر یہ ہماری اس طریقے سے منفی کریں گے اور اس طرح سے ہمارے لئے کوئی ہجو کی کیفیت اخبارات میں بنائیں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ جمہوری ادارے پنپنے نہ پائیں گے۔ ہم یہ بات بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جس نے بھی جمہوریت میں یا سیاست میں قدم آگے بڑھایا تو خدا کے بعد اگر اسے کبھی کسی طرف سے سہارا ملا تو وہ ہمارے صحافی حضرات ہوتے ہیں۔ صحافت اگر چاہے تو زمین سے ایک ذرے کو اٹھا کر آفتاب بنا دے اور صحافت اگر چاہے تو آسمان کے تاروں کو زمین کی مٹی میں ملا دے۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ صحافت کا جو حصہ ہماری سیاست میں یا جمہوری اداروں کو مستحکم بنانے میں ہے ہم ہر وقت ان کے مرہون منت ہیں۔ ہم اپنے ذہن میں کبھی بھی یہ نہیں سوچتے کہ صحافت کے بغیر ہم ان جمہوری اداروں کو ایک قدم بھی آگے لے کر چل سکتے ہیں۔ جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ صحافی حضرات سے امید رکھتی ہوں کہ وہ آئندہ

ہمارا خیال رکھیں گے اور میں اپنی تحریک استحاق کو پریس نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ۔ پریس نہ کی گئی۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک استحقاق زیر التواء ہے۔ اس کے متعلق کل سپیکر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ وہ کچھ صحافی حضرات سے بات کرنا چاہتے تھے جو اسمبلی کی coverage کرتے ہیں۔ لیکن وہ بات تو نہ ہوئی۔ تو اب میں آپ سے درخواست کروں گی کہ آپ اس کو take up کرلیں۔ کیونکہ ایک تو میری تحریک استحقاق فی طور پر بھی بنتی ہے۔ میں نے اپنی تحریک استحقاق کے متعلق پہلے بھی بات کی تھی تو میں نے اس میں آپ کو یہ دکھایا تھا کہ یہ میری تحریک استحقاق بنتی ہے۔ کیونکہ اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ یہ کسی کی ذات کے متعلق تو نہ تھا۔ بلکہ تمام ممبر صاحبان کے متعلق تھا۔ اس لئے حکومت نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ جو ان کا بیان تھا۔ اس میں انھوں نے بار بار کہا کہ اگر یہ استحقاق کمیٹی کو چلی جائے تو انھیں کوئی اعتراض نہیں۔ اس لئے اب میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ اس کو آپ استحقاق کمیٹی میں بھیج دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میرا خیال ہے کہ اس کی admissibility کا فیصلہ ابھی تک pending ہے۔ تو اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ کل آپ سے بات کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ کل آپ کا انتظار ہوتا رہا اور آپ تشریف نہ رکھتی تھیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ مجھے بلایا نہیں گیا تو میرا انتظار کس طرح ہوتا رہا؟ جب مجھے کہا ہی نہیں گیا کہ آپ نے کس وقت آنا ہے۔ صرف سپیکر صاحب نے یہ ضرور کہا کہ اگر آپ میرے چیمبر میں آئیں اور ان سے بات کریں۔ دوسری بات میں آپ سے یہ کہوں گی کہ اس کی admissibility کے کون سے پہلو کی ابھی آپ نے چھان بین کرنی ہے؟ آپ بھی قانون پڑھے ہوئے ہیں اور آپ بھی اس دن موجود تھے۔ چیئر پر بھی آپ ہی تشریف فرما تھے۔ نہ آپ نے وہ لفظ کہے ہیں اور نہ وہ لفظ کسی معزز ممبر کے متعلق کوئی کہہ سکتا ہے اور نہ کوئی پڑھا لکھا آدمی یہ کہہ سکتا ہے جو صرف ایک اخبار نے چھاپ دیا ہے۔ بلکہ میں تو

یہ کہتی ہوں کہ انھوں نے تو سپیکر کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے۔ جب انھوں نے واضح ہدایت دی کہ آپ واضح الفاظ میں معافی مانگیں تو انھوں نے معافی نہیں مانگی۔ کسی اخبار نے نہیں مانگی۔ اس کی admissibility کے متعلق میں آپ کے سامنے وہ سیکشن پڑھنا چاہوں گی جو آپ کو اختیار دیتا ہے.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ کی تحریک استحقاق پر سپیکر صاحب نے اپنا فیصلہ معرض التواء میں رکھا ہوا ہے۔ انشاء اللہ اس پر فیصلہ ہو جائے گا۔ اس میں آپ اتنی پریشان کیوں ہوتی ہیں؟

بیگم شاہین منور احمد۔ آج اس اجلاس کا آخری دن ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ابھی تو آپ کی تحریک استحقاق پر فیصلہ زیر التواء ہے۔ آپ اس میں اپنا بیان دے چکی ہیں۔ تشریف رکھیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ میں اپنا بیان دے چکی ہوں۔ لیکن یہ جو فیصلہ زیر التواء ہے اس کے متعلق اگر آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق مزید کچھ کہنے والی بات مجھے نظر نہیں آتی۔ کیونکہ اس کے متعلق فیصلہ ابھی زیر التواء ہے اس پر آپ اپنا بیان دے چکی ہیں اور ایوان میں یہ معاملہ زیر بحث آ چکا ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ میں نے اس کی admissibility پر ہر پہلو سے بات کی ہے لیکن یہ جو آپ کہتے ہیں کہ فیصلہ زیر التواء ہے تو آپ سپیکر ہیں۔

You are the Speaker. Any Member who is in the Chair is the Speaker. So, I would like you to grant me few minutes to read out Section 54.

54. A member wishing to raise a question of privilege shall give notice in writing to the Secretary not less than one hour before the commencement of the sitting on the day the question is proposed to be raised. If the question raised is based on a document, the notice shall be accompanied by the

document, unless the member satisfies the Speaker that the document is not readily available:

Provided that the Speaker may, if he is satisfied about the urgency of the matter, dispense with the requirement of notice and allow a question of privilege to be raised at any time during the course of sitting after the disposal of questions.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ نے سیکشن 54 کا حوالہ دیا ہے۔ میں اس سے استفادہ کروں گا۔

بیگم شاہین منور احمد۔ آپ نے پڑھا 56 بھی ہو گا۔

Provided that where a member is allowed to raise a question of privilege during the course of sitting under the proviso to rule 54 he shall raise the question immediately after his being allowed to do so, or at such other time as the Speaker directs.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ محترمہ آپ اس سلسلے میں مطمئن رہیں انشاء اللہ اس کا فیصلہ آج ہی ہو گا۔

بیگم شاہین منور احمد۔ میری تحریک استحقاق کے موخر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے حکم دینا ہے یا ایوان سے سوال پوچھنا ہے کہ آیا یہ مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے پاس جائے یا اس کا ایوان فیصلہ کرے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ابھی تو اس کی admissibility پر بات ہونا ہے کیونکہ اس کا ابھی فیصلہ pending ہے۔ وقت سے قبل کچھ بھی کہنا درست نہ ہو گا اس لئے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ میں آپ سے یہ پوچھوں گی کہ آپ اس کا فیصلہ کس وقت کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ محترمہ آپ تشریف رکھیں آپ اپنی تحریک استحقاق پر زور نہ دیں اس کا فیصلہ ابھی پینڈنگ ہے۔ آرڈر۔ آرڈر۔ پلیز۔ آرڈر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر! بیگم شاہین منور صاحبہ کا موقف بالکل درست ہے میں ان کی تائید کرتی ہوں اس لئے کہ صحافی معاشرہ کے نباض ہوتے ہیں ان کو صحیح واقعات عوام کے سامنے پیش کرنے چاہئیں کیونکہ یہ ان کا اخلاقی فرض ہے اور یہ صحافت کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں ابھی اس پر فیصلہ ہونا ہے۔ آپ تشریف رکھیں رانا صاحب آپ فرمائیے۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ اس مسئلہ پر سپیکر صاحب کے چیمبر میں بات ہوئی تھی اور اخباری نمائندے نے بھی جناب سپیکر سے ملاقات کی تھی اور میرے ذمے بھی یہ بات تھی کیونکہ میں بھی بیگم صاحبہ کا تجویز کنندہ تھا اور آج میں نے بھی ان کی منت کی کہ آپ اس تحریک استحقاق کو واپس لے لیں انہوں نے خود فرمایا تھا کہ یہ بات سپیکر صاحب سے کریں یہ انہی کے اختیار میں ہے۔ فیصلہ ہو چکا ہے آپ سپیکر صاحب کے چیمبر میں جائیں گی وہاں جو فیصلہ ہو گا اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ اس پر مزید زور نہ دیں۔ بہتر یہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

مہربانی آپ کا شکریہ۔ میں نے بھی بیگم صاحبہ سے کہا تھا کہ آپ اس کو واپس لے لیں لیکن انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ سپیکر صاحب کے پاس جائیں گی۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! ابھی رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ہمارے supporter تھے یہ ایسا نہیں ہے یہ تو ہماری دشمنی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارا انتخاب خفیہ پرچی کے ذریعے ہوا تھا اس طرح کہنا زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! وہ درست فرما رہی ہیں کیونکہ مرزا منور صاحب میرے بھائی ہیں۔ آخر ان کے ساتھ میرا کوئی لگاؤ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 18 ہے سید طاہر احمد شاہ' میاں ریاض حشمت جنجوعہ اور چودھری رفیق احمد کی طرف سے ہے اس پر فیصلہ مؤخر تھا وزیر قانون کے بیان

کے بعد معاملہ عدالت میں pending ہے اس لئے یہ sub judice ہے اور میں وزیر قانون کے بیان سے اتفاق کرتا ہوں اس لئے اس تحریک کو out of order قرار دیتا ہوں۔ یہ نمبر 20 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ یہ جناب کل پڑھی گئی تھی۔ اس کے علاوہ نمبر 21 بھی میری طرف سے ہے کیا مجھے اس کا بھی موقع ملے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس پر اپنا مختصر بیان دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اگر اس کو آج میں شمار کیا گیا تو دوسری نہیں آئے گی۔ اور میں اس کو پیش نہیں کر سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کل آپ نے اس کو پڑھا تھا اور آج آپ نے اس پر مختصر بیان دینا ہے۔ کیونکہ یہ کل سے مؤخر ہے آپ اس پر مختصر بیان دیں۔ اور اس پر اپنی بات جاری رکھیں اس پر فیصلہ بعد میں ہو گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ اس کا شمار کل میں ہے یا آج میں ہو گا۔ میں اس کو دوبارہ پڑھنے کی اجازت چاہتا ہوں تاکہ وہ مضمون سامنے آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ پڑھی گئی ہے آپ اس پر مختصر بیان دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں اس سلسلے میں مختصراً اتنی بات عرض کروں گا کہ ہم پاکستان کے معزز شہری ہیں پاکستان ہمارا ملک ہے۔ اور اس وقت میں اس معزز ایوان کا رکن ہوں لیکن اس کے باوجود میں اپنے ہی ملک میں اپنے ہی صوبے میں بلا جواز بغیر کسی وجہ کے میرا ایک ضلع میں داخلہ بند کیا جاتا ہے۔ گویا جیسے دوسرے ملک میں ویزا لے کر جانا ہوتا ہے اسی طرح ہم ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں جائیں اور وہاں ہمیں ویزا لینا پڑے ہمیں آئین کی رو سے آزادی کے جو حقوق ملے ہیں یہ اس آئین کے خلاف ہے۔ میں چونکہ ملک سے باہر تھا اور یہ بھی آپ کے علم میں ہے کہ میرا مشن ختم نبوت ہے۔ میں کوئی فرقہ وارانہ بات بھی نہیں کرتا پرانی فہرستوں کے مطابق ڈی سی صاحبان بغیر کسی تحقیق کے فہرست اٹھاتے ہیں اور اس کے مطابق روانہ کر دیتے ہیں حتیٰ کہ ایسے واقعات بھی ہیں کہ ہمارے بعض علمائے کرام جو کئی کئی سال سے وفات پا کر قبروں میں پہنچ چکے ہیں ان کے نام

بھی احکامات جاری ہوتے رہتے ہیں کہ وہ ہمارے ضلع میں داخل نہ ہوں یہ ایک routine بنی ہوئی ہے بغیر کسی تحقیق کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان احکامات جلدی کرتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں جناب سے استدعا کرتا ہوں کہ اس قسم کی کارروائی ہمارے بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ کسی ضلع میں داخلہ بند کر دینا بغیر کسی وجہ بتائے درست نہیں ہے۔ اور اس قسم کی کارروائی ہمارے آئینی حقوق کے خلاف ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو بحث کے لئے منظور کیا جائے کیونکہ ہمارے صوبے میں اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ مختلف علماء یا تو ملک سے باہر ہوتے ہیں یا وفات پا چکے ہوتے ہیں۔ ان پر بھی پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ اور اس سے ہماری انتظامیہ بھی بدنام ہوتی ہے۔ ملک کی بھی بدنامی ہوتی ہے۔ تو میں جناب سے گذارش کروں گا کہ اس کی تحقیق کے لئے میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے یا اس کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔ بس میں انہی مختصر الفاظ پر اجازت چاہتا ہوں۔۔۔ جناب سپیکر تو مصروف ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ ہر سال اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان فہرستیں اٹھاتے ہیں اور احکامات جاری کر کے بھیج دیتے ہیں۔ چاہے کوئی فوت ہو چکا ہے۔ چاہے وہ ملک سے کئی سالوں سے باہر ہے تو اس کی تحقیق کئے بغیر اور کوئی وجہ بتائے بغیر اس قسم کے احکامات جاری کرتے ہیں جو ہمارے بنیادی حقوق کے منافی ہیں۔ اس تحریک کو بحث کے لئے منظور کریں یا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون۔ جناب والا! مجھے مولانا سے پوری ہمدردی ہے اور میں ویسے بھی ذاتی طور پر ان کی بڑی قدر کرتا ہوں۔ لیکن واقعات یہ ہیں کہ محرم الحرام کے دنوں میں ہمارے بعض علماء کرام کی سابقہ سرگرمیوں اور ان کے مذہبی اختلاف اور فرقہ وارنہ طرز عمل کی بنا پر کوئی فہرست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کے پاس ایسی ہوتی ہے جن کی بنا پر وہ ایسی پابندی لگا دیتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ مولانا صاحب اس وقت ملک میں نہیں ہوں گے لیکن کسی وقت

بھی ملک میں واپس آ سکتے تھے ان پر واپس آنے کی کوئی ایسی پابندی تو نہیں تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی استحقاق والی بات نہیں ہے۔ یہ بات صحیح ہے۔ لیکن یہ بات کہ کچھ لوگ یا ایسے علماء کرام جو فوت ہو چکے ہیں جو قبروں میں ہیں ان پر پابندی لگانا میرے خیال میں اس میں کوئی ایسی بات تو نظر نہیں آتی لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں جا کر ایسی منافرت پھیلانے کی کوشش کر رہے ہوں اور یہ عین ممکن ہے بعض لوگ قبروں میں جا کر بھی اس ملک میں انتشار پھیلانے کی کوشش کریں اور تب بھی یہ چاہیں کہ یہاں کچھ ہم آہنگی پیدا نہ ہو۔ اس لئے میں عرض کروں کہ ملکی مفاد کے پیش نظر کسی فرد کا اور کسی آدمی کا چاہے وہ کسی حالت میں ہو اس کا کوئی ایسا استحقاق نہیں ہے کہ ملک میں منافرت پھیلا کر اس میں افراتفری پیدا کر کے یا اس میں فرقہ وارانہ فساد پھیلائے اگر کوئی آدمی اس بارے میں کوشش کرے گا یا کوئی ایسی بات ہو گی تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس ملک میں ایسی باتوں کو چیک کرنے کے لئے وقتی طور پابندی لگائی جائے۔ لیکن مولانا صاحب! میں آپ کی ذات کے بارے میں انتہائی ادب سے گذارش کروں گا کہ ہم انشاء اللہ آئندہ کوشش کریں گے کہ اگر آپ کے ساتھ ایسی زیادتی ہوئی ہے تو اسے دوبارہ دیکھا جائے۔ اگر گذشتہ کہیں ریکارڈ کی بنا پر ایسی کوئی پابندی انہوں نے لگائی ہے تو آئندہ وہ اس بارے میں احتیاط کریں اور اس کو چیک کر لیا جائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اپنے اختیارات کے اندر ہے کہ ایسی باتوں کے لئے وہ پابندی لگائیں اور حکومت کو پابندی لگانی پڑتی ہے۔ اس بارے میں ویزے کی یا کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں بھی افراتفری اور امن عامہ میں خلل ڈالنے کا کوئی امکان موجود ہو گا تو یہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے چیک کرے آپ کے لئے میں معذرت خواہ ہوں کہ ایسا ہوا کہ میں اس کو چیک بھی کروں گا اور آئندہ انشاء اللہ اس کا خیال بھی کروں گا۔ تو میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ اس تحریک کو پریس نہ کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! میں چودھری صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ملک کے امن و امان کے لئے اور انتظامی امور کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس قسم کے بعض مقرر اور خطیب قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمتہ اللہ علیہ جن کا جنازہ ہزاروں

لاکھوں انسانوں نے پڑھا تھا ان کی وفات کے بعد کئی سال مسلسل ان کے احکامات جاری ہوتے رہے کہ وہ ہمارے ضلع میں نہیں آ سکتے اور انہیں کہا گیا کہ آپ قبرستان میں جا کر وہاں ان کے جو منکر نکیر قبر میں بیٹھے ہوں ان سے جا کر تعمیل کروائے۔ یعنی اس قسم کے متعدد واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں کہ بغیر تحقیق کئے یہ احکامات جاری ہوتے ہیں۔

سردار امجد حمید خاں دستی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سردار صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سردار امجد حمید خاں دستی۔ جناب والا! ہمیں ہمیشہ مولانا صاحب سے یہ توقع رہی ہے کہ وہ بڑی سوچ سمجھ کر بات کرتے ہیں۔ یہ جو انہوں نے تحریک پیش کی ہے غالباً ان کے مدنظر یہ بات نہیں ہے کہ جس شخص کی نظربندی کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ جب لیہ میں گئے تھے تو ان کی وجہ سے دو اموات واقع ہوئیں۔ تو اگر قانون کی بالا دستی کے لئے لوگوں کی جانیں بچانے کے لئے اور فسادات کو روکنے کے لئے.....

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا صاحب! سردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں ان کو بات کرنے دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! جو وہ سمجھے ہیں میں وہ بات نہیں کر رہا۔ میں نے اپنے لئے تحریک استحقاق پیش کی کہ میرے اوپر جو بعض اضلاع میں داخلے پر پابندی ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ میں عثمان حق نواز کی ابھی بات نہیں کر رہا۔ میں تو اپنی بات کر رہا ہوں کہ مسلسل ممبر منتخب ہو جانے کے بعد بھی ہر سال اسی طرح پابندی کے احکامات ہیں اور مجھ سے اس کی تعمیل کرائی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ آپ اس سلسلہ میں اگر کوئی مزید فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! میں پھر اتنی گذارش کروں گا کہ جناب چودھری صاحب کی اس یقین دہانی کے بعد کہ وہ یہ ہدایات ضرور جاری کریں کہ پرانی فہرستیں جس طرح اٹھا کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ احکامات بھیج دیتے ہیں اس سے ان کی بھی بدنامی ہوتی ہے اور

میں اس کی متعدد مثالیں دے سکتا ہوں کہ جو وفات پا چکے ہیں۔ ملک سے باہر ہیں ان کے لئے بھی بغیر کسی تحقیق کے احکامات جاری ہوتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی تقریباً تین سال سے اس طرح ہو رہا ہے۔ اس کی آئندہ کے لئے اگر یہ یقین دہانی کراتے ہیں صرف میرے لئے نہیں بلکہ ان مجسٹریٹ صاحبان کو ہدایت کی جائے کہ آپ تحقیق کیا کریں کہ واقعی تو فتنہ انگیز ہے اور وہ زندہ بھی ہے اور اس سے خطرہ بھی ہے تو اس کے لئے احکامات جاری کریں۔ تیس تیس چالیس چالیس علماء کی فہرستیں اٹھاتے ہیں اور ان کے لئے احکامات بھیج دیتے ہیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ ملک کی بدنامی ہے۔ ایک جمہوری ملک میں اگر آپ اپوزیشن کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ جس ضلع میں جائیں جس شہر میں جائیں۔ جلوس نکالیں۔ جلسہ کریں ان پر کوئی پابندی نہیں تو آخر علماء پر اس قسم کی پابندی کیوں؟ اگر کوئی عالم تقریر کرتا ہے فرقہ وارانہ تقریر کرتا ہے۔ غلط تقریر کرتا ہے اس کے لئے آپ کے پاس قوانین موجود ہیں۔ آپ ان قوانین کے تحت اس کے خلاف کارروائی کرتے ہیں کر سکتے ہیں اور پرچہ کرتے ہیں لیکن داخلے پر پابندی لگا دینا میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے ان بنیادی حقوق کے خلاف ہے جو ہمیں دستور کی رو سے حاصل ہیں۔ اس لئے آئندہ اس پالیسی پر اگر وہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم غور کرتے ہیں تو میں پریس نہیں کروں گا۔

وزیر قانون۔ جی۔ میں اس بارے میں آپ کو یقین دہانی کرانا چاہوں گا کہ میں محکمہ داخلہ کو براہ راست کہوں گا کہ وہ ان فہرستوں کو Revise کریں اور کم از کم ان میں جو مردہ لوگ ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑیں اور قبرستان میں جا کر وہ جو کچھ کرنا چاہیں ان کو کرنے دیں اس لئے ان پر پابندی نہ لگائیں ان کو Revise کر دیا جائے اور جہاں تک زندہ لوگوں کا تعلق ہے اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ زندہ لوگوں کے لئے یہ ہے کہ جب تک وہ منافرت پھیلانے کے درپے ہوں گے اور وہ وہاں پر آگ لگوا کر کشت و خون کروانے کی کوشش کریں گے اس محرم الحرام میں پابندی لگانی ضروری تھی اور جب یہ محسوس کیا گیا کہ اب پابندی ضروری نہیں ہے اس کے بعد پابندی نہیں لگائیں گے اور آپ کے لئے میں بطور خاص ہدایت کروں کہ آپ ماشاء اللہ اسمبلی میں موجود ہیں آپ سے ایسی کوئی کارروائی متوقع نہیں ہو سکتی مجھے خود اس بات کا یقین ہے کہ آپ ایسی کوئی بات نہیں کر سکتے انشاء

اللہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ اس بات کا خیال رکھا جائے گا اور وہ باقاعدہ سابقہ کردار اور موجودہ رویہ کو دیکھ کر اور اسے مدنظر رکھ کر فیصلہ کریں گے اور وہ مردے نہیں اکھاڑیں گے اور مردوں کو نکالنے سے کوئی فائدہ نہیں اس لئے میں استدعا کروں گا کہ جو دفن ہیں ان کو دفن ہی رہنے دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔ مولانا صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جی۔ میں چودھری صاحب کی یقین دھانی پر اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ جی۔ اسے پریس نہیں کیا گیا۔

مولانا صاحب! یہ تحریک استحقاق نمبر21 بھی آپ کی ہی ہے اس سلسلے میں گذارش کروں گا کہ آپ قانون کے تحت ایک دن میں ایک ہی تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! کل اسی لئے سید طاہر احمد شاہ صاحب نے اور مولانا صاحب نے ایک ایک تحریک استحقاق پیش کر دی تھی اور یہ جو پیش کی گئی ہے اسے کل کی ہی تصور کیا جائے اور آج نئی پیش کی جا سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے میں ذرا Confirm کر لوں۔

میاں محمد افضل حیات۔ وزیر قانون صاحب بھی اس کے متعلق جانتے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ٹیکنیکلی یہ کل پڑھی گئی تھی بلکہ دو پڑھی گئی تھیں ان کو تو آپ Take up کر لیں اور اس کے بعد جناب مولانا صاحب کو بھی اجازت دے دیں کہ یہ بھی پیش کر لیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کیونکہ کل Exception دی گئی تھی کہ کل کے وقفے کی وجہ سے ایک کل Take up ہونی تھی اور ایک آج۔ تو ان کو اجازت دے دیں لیکن جو پہلے پیش کی جا چکی ہے اس کو پہلے لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں۔ ایک جو پہلے ہے اس پر فیصلہ ہو چکا ہے ان کی ایک تحریک استحقاق تو آ چکی۔ تو میں آپ سے صرف یہ Confirm کرنا چاہوں گا کہ کل اس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا تھا۔

وزیر قانون۔ جناب والا! کل اس بارے میں فیصلہ ہوا تھا کہ چونکہ یہ دونوں کل پڑھی جا

چکی تھیں اس لئے Take up ہو چکی تھیں اس کے علاوہ ان کو ایک اور کی بھی اجازت دی جا سکتی ہے آپ ان کو اجازت دے دیں کہ وہ ایک اور تحریک استحقاق پیش کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! "کل" جو گذر چکا ہے اس کو تصور کریں۔

وزیر قانون۔ جی آپ جتنی مرضی تحریکیں لے آئیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! مولانا صاحب نے جو تحریک استحقاق ابھی ایوان کے سامنے پیش کی ہے یہ کل سے Pending تھی اسے کل کی تصور کر کے آج اسے ایوان میں لایا جائے ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ اسے لایا جائے اس لئے کہ اگر کسی معزز ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو وہ چیز سامنے آنی چاہئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جناب وزیر قانون صاحب نے بھی وضاحت کر دی ہے اور تمام ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ کل یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ کل جو تحریکیں اس ایوان میں پیش کی گئی تھیں وہ ایوان کی ملکیت بن گئی تھیں اور ان پر آج فیصلہ ہو گا اس لئے فاضل رکن کا استحقاق برقرار ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب والا! کل آپ سے پہلے جو سپیکر تھے انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کل یہ پیش ہو گی اس لئے حکومتی بنچز چاہتے ہیں کہ یہ تحریک آج پیش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو ٹھیک ہے مولانا صاحب فرمایئے۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں اس کی وضاحت کروں گا کہ واقعی یہ فیصلہ ہوا تھا کہ مولانا صاحب کی تحریک زیر بحث آئے گی لیکن شاہ صاحب نے جس طرح فرمایا ہے کہ کل والی آ جائیں گی اور آج والی بھی آئیں گی اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس آڑ میں تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار پر تو خیر فرق ہی نہیں پڑ سکتا وقت نہیں بڑھانا چاہئے جو رہ جائیں گی وہ اگلے اجلاس میں آ جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس کے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

پنجاب اسمبلی خواتین اراکین کا کلکتہ میں کرکٹ میچ دیکھنے جانا

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ جب سے مستورات کے سے یہ خبر سننے میں آئی ہے کہ اس معزز ایوان کی خواتین کا ایک وفد ہندوستان کلکتہ میں کرکٹ میچ دیکھنے کے لئے جا رہا ہے اس خبر سے پاکستانی عوام میں بے چینی اور پریشانی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ اس سے مسلم عوام کی نظروں میں تمام معزز اراکین اسمبلی کا وقار بری طرح مجروح ہو رہا ہے اول تو مستورات کا بغیر محرم سفر پر جانا شریعت اسلامی کی رو سے قطعاً ناجائز بلکہ حرام ہے حتیٰ کہ حج جیسے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے بھی عورت کے ساتھ شرعی محرم کا ہونا ضروری ہے اور بغیر محرم عورت حج پر بھی نہیں جا سکتی چہ جائے کہ ایک کھیل دیکھنے کے لئے اور وہ بھی اس دشمن ملک میں جس میں آئے دن مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور ان کے خون ناحق سے ہولی کھیلی جا رہی ہے مقدس مقامات کی توہین کی جا رہی ہے حال ہی میں مسلمانوں کی عظیم تاریخی مسجد کو مندر بنا دیا گیا ہے ان حالات میں کسی بھی معزز ممبر یا معروف شخصیت کا وہاں جانا ملکی وقار، قومی غیرت اور شریعت اسلامی کے منافی ہے یہ نہ صرف معزز ایوان کی بدنامی کا باعث ہے بلکہ پورے ملک کی بدنامی اور وہاں کے مسلمانوں میں نفرت کا باعث ہے یہ المیہ وہاں کے مسلمانوں کے تازہ زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہو گا جو اسلامی اخوت کے سراسر خلاف ہے لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔

سید حسنات احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ان مستورات کے ساتھ مولانا صاحب کو بھیج دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ مولانا صاحب کو اپنی Short statement دینے دیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ کیا ہر جگہ پر آپ محرموں کو ساتھ بھیجتے ہیں آپ ہی بتائیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ محترمہ۔ آپ تشریف رکھئے۔ اور ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔
الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! ہم مولانا صاحب سے کلی طور پر اتفاق کرتے ہیں ہم اپنے دشمن ملک میں اپنی بہنوں کو بھیجنے کے لئے قطعی طور پر تیار نہیں ہیں اگر ہم بہنوں کو سکھوں میں جانے دیں تو یہ تو بہت بری بات ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے خلاف بھی تحریک مذمت پیش نہ ہو جائے جس کا حالانکہ کسی رکن کو یہ اختیار بھی نہیں کہ وہ کسی رکن کے خلاف تحریک مذمت پیش کر سکے اسی بات سے ڈرتے ہوئے میں اگلی بات نہیں کہتا اور یہ ہماری غیرت کا مقام ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب! آپ ان کو بات مکمل کر لینے دیں اس کے بعد آپ بات کر سکتے ہیں۔
الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب اگر کوئی غیر مرد کسی گھر میں جائے تو وہ آواز دے کر جائے تاکہ اس کی بیٹی کا ٹخنہ کھلا نہ ہو جب کہ ہماری بیٹیاں ننگے منہ وہاں جائیں گی بہنیں جائیں گی بیساں جائیں گی ہم اس کے لئے تیار نہیں ہیں اور مجھے امید ہے کہ پاکستان کی غیرت مند مستورات اراکین اسمبلی خود انکار کریں گی کہ ہم وہاں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز خواتین سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں آپ کو ضرور موقع دیا جائے گا تاکہ آپ اپنا مقصد بیان کر سکیں۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! میں اس پر کوئی اتنی وضاحت کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ یہ ہماری غیرت کا مسئلہ ہے میں نہ صرف اپنی خواتین بہنوں کے لئے یہ کہہ رہا ہوں بلکہ میرا مطالبہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کی کسی معزز اور معروف شخصیت کو اس دشمن ملک میں نہیں جانا چاہئے ابھی آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ ایک ہمارے مسلمان بچے نے پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگایا تو اس کو وہاں پر بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا جب وہ پاکستان کے ساتھ اس قدر ہمدردی کرتے ہیں اور وہاں ان کے ساتھ یہ وحشیانہ سلوک ہو رہا ہے ہماری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتیں لٹی جا رہی ہیں ان حالات میں ہمارا کوئی بھائی یا بہن وہاں جاتے ہیں تو یہ ہماری قومی غیرت کے بھی خلاف ہے اسلامی اور شریعت کی

تعلیمات کے بھی خلاف ہے وہاں کے مسلمان ہم سے اپنی امداد کی توقع رکھتے ہیں کہ ہم ان کی ایسے مشکل مواقع پر امداد کریں نہ یہ کہ کھیل تماشہ دیکھنے کے لئے یہاں سے جب جائیں گے آخر وہ مسلمان ہماری بہنیں ہماری بیٹیاں ہمارے بھائی جن کے ساتھ آئے دن ظلم ہو رہا ہے اور ناحق ان کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے مقامات مقدسہ کی توہین کی جا رہی ہے وہ ہمارے متعلق کیا خیال رکھیں گے اور ان کے کیا جذبات ہوں گے؟۔

میں اپنے معزز اراکین سے بھی یہ کہوں گا کہ اگر ہمارے معزز ممبران اپنی کسی بیٹی اپنی کسی بہن یا بیوی کا وہاں جانا پسند نہیں کرتے تو وہ اس تحریک کی حمایت کریں اور میں اپنی ان بہنوں اور بیٹیوں سے بھی یہ توقع رکھوں گا جیسا کہ ہماری بعض باغیرت ممبر خواتین نے کہہ دیا ہے کہ ہم لعنت بھیجتی ہیں ہم وہاں نہیں جاتیں.... میں باقی اپنی تمام بہنوں سے بھی یہ دردمندانہ درخواست کروں گا ان سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنی غیرت کا ثبوت دیں۔ اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی کا ثبوت دیں۔ اور اس پر احتجاجاً وہ کہیں کہ ہم ان حالات میں قطعاً اس ملک میں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ایک وقت وہ تھا جب ہماری ایک بہن کے ساتھ زیادتی ہوئی تو عرب سے محمد بن قاسم اس کی مدد کو پہنچا....

چودھری محمد صدیق سالار۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمایئے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب سپیکر! مولانا صاحب کی اس بات کو درست تصور کرتے ہوئے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ ہماری ان خواتین کو جدہ بھیج دیں مکہ بھیج دیں تاکہ یہ وہاں سے حج کر کے آ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تشریف رکھئے۔ مولانا صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنے بیان میں تھوڑا سا اختصار فرمائیں....

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! میں اپنا بیان ختم کر رہا ہوں۔ میں اپنے بھائیوں سے بھی اور اپنی بہنوں سے بھی صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم وہاں جائیں گے تو یہ ہماری غیرت کے خلاف ہے اپنے مسلمان بھائیوں کے جذبات کے خلاف ہے اور وہاں جا کر جو یہ یہاں کا زرمبادلہ خرچ کریں گے اس سے ہمارے خلاف گولیاں خریدی جائیں گی اسلحہ

خریدا جائے گا۔ جو ہمارے خلاف استعمال ہو گا۔۔۔ اس رقم سے اس زرمبادلہ سے ہمارے خلاف وہ اسلحہ خریدیں گے اور وہ پھر ہمارے ملک کے خلاف استعمال ہو گا اس لئے میں اپنی محترمہ بہن شاہین عتیق الرحمٰن کو اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس نے سب سے پہلے کہا کہ میں وہاں نہیں جانا چاہتی۔۔۔

آوازیں۔ وہ تین دفعہ ہو آئی ہیں۔۔۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ وہ نیا پاسپورٹ بنا سکتی ہیں۔ بہرحال اس وقت وہ میچ دیکھنے کے لئے نہیں جا رہی۔ میں اپنی محترم خواتین سے یہ امید کرتا ہوں کہ وہ اس اہم اور نازک وقت پر رضا کارانہ طور کہیں کہ ہم وہاں نہیں جانا چاہتیں اور یہی رقم اور یہی پیسہ وہاں کے اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے بھیج دیا جائے۔ میں انہیں الفاظ پر جناب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی آپ میں سے پہلے کون بات کرنا پسند فرمائے گا؟ جی آپ بات کرنا چاہیں گی؟

بیگم شمع طالب۔ جی سر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمایئے۔۔۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں حضور۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی! آپ کو بھی موقع دیا جائے گا۔ آپ تشریف رکھئے کیونکہ وہ پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی تھیں۔ جی فرمائیں۔۔۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! کیا آپ نے اس تحریک کو Admit کر لیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں اس کی Admissibility پر وہ بات کرنا چاہتی ہیں۔۔۔

جناب فضل حسین راہی۔ تو اس پر پہلے گورنمنٹ کا نقطہ نظر آنا چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گورنمنٹ کا نقطہ نظر بھی بعد میں آ جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔۔۔

جناب فضل حسین راہی۔ پہلے حکومت کی طرف سے جواب آنا چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی میں نے ان کو اجازت دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ آپ رولز کے مطابق چلیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رولز کے مطابق ہی اجازت دی ہے اور اس کی Admissibility پر وہ بات کر سکتی ہیں... جی فرمایئے۔

بیگم شمع طالب۔ جناب والا! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا صاحب ہمارے بارے میں اس قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ یہ جو محرم والی بات انہوں نے اٹھائی ہے یہ تو میرا خیال ہے کہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ہر جگہ محرم کا ساتھ ہونا عورت کے لئے لازمی نہیں ہے۔ ہم کوئی حج کرنے نہیں جا رہے۔ کرکٹ ایک شریفانہ کھیل ہے جو کہ ہم دیکھنے جا رہے ہیں۔ یہ کوئی کبڈی کا میچ نہیں ہے.....

مولانا محمد غیاث الدین۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمایئے...

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب والا! یہ جو کہا گیا ہے کہ محرم والی بات ٹھیک نہیں ہے۔ شریعت میں ہے کہ عورت محرم کے بغیر سفر نہیں کر سکتی۔ یہ شرعی مسئلہ ہے.....

بیگم شمع طالب۔ جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس حساس مسئلہ پر بحث میں پوری دل جمعی سے حصہ لیں اور صبر و تحمل اور سکون سے اپنی بات کریں تاکہ آپ کی بات کو دوسرے حضرات بھی سن سکیں تو اس انداز سے آپ کی بات جو ہے وہ دوسروں تک نہیں پہنچ سکتی۔ میں معزز خواتین سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں...

سید حسنات احمد شاہ۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میری تجویز یہ ہے کہ اگر ان کے محرم ان کے ساتھ چلے جائیں تو پھر تو کوئی حرج نہیں ہو گا.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں... میں تمام صاحبان سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں اور اپنے وقار کا بھی خیال رکھیں کہ یہ انداز کسی بھی بحث میں حصہ لینے کا نہیں ہے۔ آپ براہ کرم اس معاملہ میں اگر کوئی بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ صبر سے سکون سے تحمل سے اس بحث میں حصہ لیں ہر ایک ممبر کو موقع فراہم کیا جائے گا۔ اتنے جذباتی نہ ہو جائیں۔ تو اب میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ صبر اور سکون سے اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں..... ممبران سے یہ التماس کروں گا کہ

یہ ایک نازک معاملہ ہے اس کو آپ اتنی غیر ذمہ داری یا اس انداز سے نہ لیں۔ آپ صبر اور سکون سے تحمل سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں اور اپنے جذبات کا اظہار فرمائیں۔

بیگم شمع طالب۔ جناب والا! یہ کرکٹ جو ہے یہ ایک شریفانہ کھیل ہے جو ہم دیکھنے جا رہے ہیں نہ کہ یہ کوئی کبڈی کا میچ ہے یا کوئی کشتی ہے اور جہاں تک محرم کا تعلق ہے ہم لوگ سفر کرتے ہیں اور ہر جگہ محرموں کو ساتھ لے جانا تو بہت مشکل ہے۔ اگر یہ مسئلہ ہو تو پھر محرم سارا دن ہمارے ساتھ ہی گھومتے رہیں اور پھر روزی کا مسئلہ پیدا ہو جائے۔ ہمارے بچے بھوکے مر جائیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہر جگہ ہم محرم کو ساتھ لئے پھریں یہاں اسمبلیوں میں ہم بیٹھتی ہیں ہاؤس میں بیٹھتی ہیں محرموں کے ساتھ تو نہیں بیٹھتی ہیں۔ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے سروں پر آپ کا سایہ ہی ہمارے لئے بہت ہے۔ اگر آپ ہمارے بھائی ہیں تو ہمارے محرم بھی آپ ہی ہیں۔ اسمبلیوں میں ہم بیٹھتی ہیں اور محرم کے بغیر ہی بیٹھتی ہیں.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی مولانا صاحب...

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! شریعت کے احکام کے ساتھ نہ تو مذاق کیا جا سکتا ہے اور نہ شریعت کے احکام پر تنقید کی جا سکتی ہے اگر کوئی شریعت کے احکام کی پابندی نہیں کر سکتا تو اس کے لئے کوئی مجبوری نہیں ہے کہ وہ اسلام کا لیبل لگائے وہ اسلام کا لیبل اتار دے اور جس مذہب میں آزادی ہے وہاں چلا جائے شریعت نے یہ پابندی لگائی ہے کہ سفر کی حد 48 میل ہے اور عورت بغیر محرم کے چاہے وہ کسی مقدس مذہبی فریضہ کے لئے جائے چاہے وہ کسی دنیوی کام کے لئے جائے وہ نہیں جا سکتی۔ حج جو ہمارے اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور حج فریضہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشروط کیا ہے کہ جب تک اس کے ساتھ محرم نہ ہو وہ یہ فریضہ ادا نہیں کر سکتی چہ جائے کہ کھیل دیکھنے کے لئے جایا جائے۔ میں اپنی بہنوں سے یہ کہوں گا کہ اگر انہیں کھیل دیکھنے کا شوق ہے تو ان کے پاس ٹیلیویژن ہے وہ گھر میں بیٹھ کر ٹیلیویژن پر بھی دیکھ سکتی ہیں۔ آخر اس ملک میں جا کر دیکھنے کا کیا مطلب ہے؟

آوازیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا صاحب آپ اپنی بات کر چکے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب سپیکر! میں اس مسئلہ کو ختم کرنے کے لئے ایک متبادل تجویز دے رہا ہوں وہ یہ ہے کہ حکومت میری بہنوں کو محرم کے ساتھ عمرے کا ٹکٹ دے کر بھیج دے۔ یہ میرے خیال میں صحیح اور درست رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ پیرزادہ صاحب فرمایئے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے مولانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ شریعت میں جائز ہے کہ اگر محرم اجازت دے تو عورت سفر پر جا سکتی ہے اور اپنے محرم کی اجازت سے کسی کے ساتھ جا سکتی ہے۔ میں تو یہ تجویز دے رہا ہوں کہ ہمارے دو معزز اراکین ملک طیب اعوان اور ملک عبدالقیوم اعوان ہمارے وزیر محنت کو ان کے ساتھ بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پیرزادہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس کی admissibility پر بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں میں نے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو نامنظور کر دیا ہے۔ اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں اور Cross talk نہ فرمائیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! مسئلہ بڑا گھمبیر اور سنجیدہ ہو گیا ہے۔ اس معاملہ میں میں کسی مداخلت کی پوزیشن میں نہیں ہوں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ اس کی admissibility پر بات کرنے سے پہلے میں ایک بات عرض کروں گا کہ اگر ہماری خواتین ممبران وہاں جانے سے باز نہیں آتیں اگر یہ بضد ہیں تو اس کا ایک حل ہے کہ ان کی سزا کے طور پر مولانا کو ساتھ بھیج دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا آپ تشریف رکھیں ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا..... آرڈر پلیز..... آرڈر پلیز..... میں اس طرح کسی کو بھی بات کرنے کی اجازت

نہیں دے سکتا ہوں مولانا صاحب میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب میری عرض سنیں میں ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں یہ وہاں جانے کی بجائے اگر عمرہ پر جائیں وہاں حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہو جائیں گی اور گناہوں کی معافی بھی ہو جائے گی۔ اور ان کا کام بن جائے گا اس لئے میں اس تجویز کی تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں محترمہ۔۔۔ آرڈر پلیز۔۔۔ میں معزز خواتین سے درخواست کروں گا کہ اگر آپ کے خلاف کوئی بات کی جائے تو آپ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اس لئے آپ براہ کرم تشریف فرما ہوں آپ کو موقع فراہم کیا جائے گا آپ تسلی سے بات کر سکیں گی۔۔۔ سردست آپ تشریف رکھیں آرڈر پلیز۔۔۔ میں اس طرح سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا میں معزز خواتین سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز خواتین کھڑی ہو گئیں اور کہا کہ اگر آپ ہمیں بولنے کی اجازت نہیں دیں گے تو ہم واک آوٹ کر جائیں گی)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز خواتین و حضرات ممبران سے درخواست کروں گا کہ آپ اس طرح سے زیادہ جذباتی نہ ہو جائیں۔ آپ میں سے ہر ایک کو اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ آرام سے اور سکون سے اپنی بات ایوان تک پہنچائیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے کہ آپ ایوان کے تقدس کا بھی خیال نہ کریں اس کو آپ ذاتی مسئلہ نہ بنائیں یہ اصول اور قانون کی بات ہے۔ براہ کرم اس اسمبلی کا جو وقار ہے اور اس ایوان کی جو شان ہے اس کا ضروری خیال رکھیں۔۔۔ آرڈر پلیز۔۔۔ میں معزز خواتین سے درخواست کروں گا کہ وہ آپس میں فیصلہ کر لیں کہ کون پہلے بولنا چاہے گی آپ تمام خواتین کھڑی ہیں۔ آپ میں سے جو پہلے بولنا چاہے۔ فرمائے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب سپیکر! گذارش یہ ہے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ میں انتہائی دکھ کے ساتھ کہتی ہوں کہ جو کچھ یہاں

پر اس اسمبلی میں سماں بنا ہوا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا اور میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہتی ہوں کہ ان مرد حضرات نے ساری عمر عورت کو آلہ کار بنائے رکھا کبھی شریعت کے نام پر کبھی اسلام کے نام پر کبھی بیٹی کے نام اور کبھی ماں سمجھ کر دبایا اور کبھی بیٹی سمجھ کر دھمکایا۔ تو یہ جو تین چار علماء کرام اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں.... جناب مجھے عرض کر لینے دیں۔ ہمیں بھی آپ کی محفل میں ایک دو منٹ گفتگو کا موقعہ مل جائے.... گذارش یہ ہے کہ انہوں نے شریعت کا حوالہ دیا ہے۔ شریعت کا حوالہ انہوں نے کسی فقہ کی طرف سے کسی فرقے کی طرف سے دیا ہے۔ میں جس فقہ سے تعلق رکھتی ہوں اس فقہ میں قطعی طور پر محرم کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے شریعت اجازت دیتی ہے کہ میں بغیر محرم کے بھی سفر کر سکتی ہوں حج بھی کر سکتی ہوں اور عمرہ بھی کر سکتی ہوں یہ مشترکہ طور پر کس قسم کے فتوے صادر فرما رہے ہیں اور یہ ہم خواتین کے وارث کسی حساب سے بن گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ (سردار طفیل احمد خان) پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ کسی فقہ کی بات کر رہی ہیں۔ ذرا اس کا حوالہ دیں۔ اگر یہ مسلمان ہیں انہوں نے بڑی شد و مد سے فرمایا ہے کہ مسلمان عورت کے لئے محرم کی ضرورت نہیں ہے۔ میں گذارش کروں گا آپ کی وساطت سے کہ یہ ہمیں وہ حدیث دکھائیں یا قرآن کی کوئی آیت دکھائیں جہاں پر انہیں اسی بات کی اجازت دی گئی ہے کہ بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ تشریف رکھیں محترمہ جس انداز سے فرما رہی ہیں ان کی بات درست معلوم ہوتی ہے آپ ان سے بعد میں پوچھ لینا کہ ان کا کس فرقے سے تعلق ہے....

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب سپیکر! میں انہیں یہ بتا دوں گی بلکہ میں انہیں ضرور بتانا چاہوں گی....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اگر اس فقہ میں اس کی اجازت ہو....

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! بات ایسے نہیں کرنی چاہئے جس فقہ سے محترمہ تعلق رکھتی ہیں اس میں بھی حج محرم کے بغیر نہیں ہو سکتا....

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب سپیکر! ان کی یہ بات بالکل درست نہیں ہے....
جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں...
بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے احتراماً رانا پھول خان کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ جس فرقے سے میں تعلق رکھتی ہوں وہاں پر حج اور عمرہ کے لئے بھی محرم کا ہونا لازمی نہیں ہے...
جناب ڈپٹی سپیکر۔ محترمہ آپ سے میں یہ درخواست کروں گا آپ ایک تھوڑی سی بات سن لیں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ بات ہو رہی ہے کہ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں آپ اس بات کو چھوڑیں قانون اور ضابطے کی بات کریں۔
بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! انہوں نے شریعت کا حوالہ دیا میں بھی شریعت کا حوالہ دوں گی تو بات مکمل ہو گی۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ مجھے یہ گائیڈ کریں کہ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق قانون اور ضابطے کے مطابق ہے یا نہیں؟
بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! اب میں دوسرے نمبر پر آتی ہوں کہ مولانا صاحب نے اپنی گفتگو کے دوران...
جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ...
مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! جس فقہ کی یہ بات کر رہی ہیں...
جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا صاحب میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اپنی تحریک استحقاق کو مذہبی رنگ نہ دیں...
بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب ہمارے ہاں کوئی محرم ساتھ نہیں جاتا...
مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! اس میں مذہبی رنگ والی بات نہیں ہے اور نہ ہی میں فرقہ واریت چاہتا ہوں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ فقہ جعفریہ میں اس کی اجازت ہو گی لیکن میں نے صرف شرعی نقطہ نگاہ سے بات نہیں کی۔ میں نے اپنی قومی غیرت کے نقطہ نظر سے بھی بات کی ہے جس ملک میں ہمارے مقدس مقامات کی توہین کی جا رہی ہو جس ملک میں ہماری بہنوں اور بچیوں کی عزت و تکریم کو کچلا جا رہا ہو...

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا آپ تشریف رکھیں۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ اس ملک میں جانا اسلامی نقطہ نظر سے بھی غلط ہے اور ہماری قومی غیرت کے بھی خلاف ہے اور میری ایک آدھ بہن جو فقہ جعفری سے تعلق رکھتی ہو گی اور دوسری بہنیں جو فقہ حنفی سے تعلق رکھتی ہیں ان کے لئے تو شرعی طور پر بھی کوئی جواز نہیں ہے....
جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں اگر آپ نے ایسا رویہ اپنائے رکھا تو میں مجبور ہو جاؤں گا کہ آپ کو باہر نکال دوں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے....
بیگم خواجہ فرحت رفیق۔ جناب والا! ان کو شریعت نے یہ اجازت دی ہے کہ عورتوں کی بے عزتی کی جائے یہ کس شریعت کی بات کر رہے ہیں؟ یہ اس شریعت کی بات کریں جس نے عورت کا احترام سکھایا؟ مگر مولانا صاحب احترام ہی نہیں کرتے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ ایوان کے احترام کا خیال کریں۔ بیگم صاحبہ آپ اپنی بات مکمل کریں۔
بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! گذارش یہ ہے کہ....
حاجی جمشید عباس گھمن۔ جناب سپیکر! میں یہ گذارش کروں گا کہ....
جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب آپ فرمائیں۔
سید حسنات احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مہربانی فرما کر اس بات کا فیصلہ کریں کہ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ جناب والا! مجھے بات تو کرنے دیں....
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔
سید حسنات احمد۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ قاعدہ 53 کے تحت اور قاعدہ 55 کے تحت یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے؟ اس لئے قانونی طور پر یہ استحقاق نہیں ہے؟ یعنی استحقاق کے لئے جو یہاں شرائط لکھی ہوئی ہیں ان کے مطابق مولانا صاحب کی تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔۔۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

حاجی جمشید عباس تھہیم۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہاں پر کئی باتیں زیر بحث آ گئی ہیں کبھی تو شریعت کے موضوع پر کبھی اخلاقی اور کبھی پاکستانی شہری ہونے کے ناتے مولانا صاحب کی جو غیرت جاگ اٹھی ہے لہٰذا کئی ناتوں سے باتیں ہو رہی ہیں یا تو طے کر لیا جائے کہ ایک بات اوپر چلنا چاہئے یا شریعت کے اوپر یا پاکستانی معاشرے میں رہتے ہوئے جو قوانین ہیں لیکن ان میں سے یہ بات طے کر لینی چاہئے کہ کس ضابطے کے تحت ہم نے بات کرنی ہے۔ نہ کہ کوئی ایسا طریقہ کار ہو کہ جہاں خواتین کو Snub کرنا ہو وہاں پر اسلام کی بات کر لی جائے اور جہاں ہماری کوئی اپنی مرضی ہو وہاں اس موقع پر ہم اس طرح کریں کہ.....

جناب والا! جہاں تک جج کے متعلق خواتین کی بات ہوئی ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ خواتین اس ایوان کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے خود ہی اس کا انکار کر دیں گی کہ ہم وہاں نہیں جانا چاہتی ہیں اور جہاں تک بیگم سیدہ نیر عابدی کا تعلق ہے بحیثیت سید زادی کے ان پر اتنا فخر ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ سب سے پہلے ہی بھارت جانے سے انکار کر دیں گی۔ اور جناب سپیکر! جہاں تک بیگم خواجہ فرحت فریق کا تعلق ہے۔ ہم ان کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں کیونکہ وہ ہماری سب سے زیادہ بزرگ خاتون ہیں اور ہم انہیں ماں کا درجہ دیتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ وہ بھی اس لئے سب سے زیادہ انکار کر دیں گی کہ ہم وہاں پر نہیں جانا چاہتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم۔ اور جناب والا! میں یہاں پر ایک اور بات بھی کرتا چلوں میں مولانا صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ صرف خواتین ہی کسی جگہ پر نہیں جا سکتیں؟ مولانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ خواتین میں بیٹھنے کا حق شرعی طور پر رکھتے تھے؟ یہ بات اس لئے کی گئی ہے کہ جب شریعت کی بات ہو رہی ہے تو پھر ساری باتیں مدنظر رکھنی چاہیں۔ رانا صاحب نیچے بیٹھے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ عمر کے لحاظ سے بیٹھ سکتے ہی جناب والا! شریعت میں نہ تو جوان کے لئے کوئی علیحدہ شریعت ہے اور نہ ہی بوڑھے کے لئے رانا صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ میں بوڑھا ہوں اور میں ساتھ جا سکتا ہوں اور اپنے جانے کا جواز

بنالیں....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

حاجی جمشید عباس نعیم۔ جناب والا! میں اس بات سے قطعی طور پر اختلاف کروں گا کہ اگر آپ نے صرف خواتین کے لئے شریعت کو لاگو کرنا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ مردوں کے لئے بھی یہی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ بیگم صاحبہ میں آپ سے التماس کروں گا کہ آپ اپنی بات جلدی مکمل کریں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! مجھے بات کرنے کا موقع ملے گا تو میں بات کو ختم بھی کروں گی....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی آپ فرمائیں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب سپیکر! میں یہ گفتگو کر رہی تھی کہ تمام اسلام شریعت اور....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم صاحبہ میں آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ آپ اس کے قانونی پہلو پر بات کریں....

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ شریعت ساری مولانا منظور احمد چنیوٹی کے حصے میں نہیں آگئی ہے۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے سب لوگ اسلام اور شریعت کے پابند ہیں۔ گذارش یہ ہے کہ ہم سب بالغ رائے دہی کے تحت منتخب ہو کر ان اسمبلیوں میں آئے ہیں اور ہر عورت اور مرد اپنے فعل کا ذمہ دار ہے۔ ہمارے گھروں میں ہمارے وارث موجود بیٹھے ہیں۔ ہم مولانا چنیوٹی کو.... یا ان کے ہم خیال لوگوں کو....

الحاج رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ غلط بیانی سے کام لے رہی ہیں یہ بالغ رائے دہی کے تحت منتخب ہو کر نہیں آئیں یہ تو....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ درست فرما رہی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ اور نمائندگان کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ میں یہ عرض کروں جیسے نعیم صاحب نے بیگم خواجہ فرحت رفیق کو ماں کا درجہ دیا ہے اسی طرح مولانا

منظور احمد چنیوٹی ایک باپ کی حیثیت سے خواتین میں بیٹھ سکتے ہیں کیونکہ یہ ان کی بیٹیاں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب سپیکر! میں یہ گذارش کروں گی کہ آپ رانا صاحب کو یہ بتا دیجئے گا کہ میں تو کم از کم بالغ رائے دہی کی بنیاد پر منتخب ہو کر آئی ہوں....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ محترمہ وہ ان کو پتہ ہے۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب سپیکر! یہ کچھ اتنا Serious مسئلہ ہو گیا ہے کہ بات کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ کوئی Serious مسئلہ نہیں ہے آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب بات تو کرنے دیں....

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! میں یہ گذارش کروں گا....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ جو لوگ ہمارے وارث ہیں وہ موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ ہمارے وارثوں کی موجودگی میں میں نئے وارثوں کی قطعی طور پر کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ ہماری سرپرستی کریں۔ ہمارے وارث موجود ہیں اور جو ہندوستان کی انہوں نے بات کی۔ ہندوستان میں جو ہماری مسلمان مائیں بہنیں بیٹیاں موجود ہیں ہمارے عزیز رشتہ دار ابھی تک وہاں موجود ہیں۔ جب وہ وہاں پر سختیاں تنگیاں جھیل رہے ہیں تو اگر ہم چلے جائیں گے تو مولانا صاحب ہماری وجہ سے اتنے پریشان نہ ہوں جناب والا! یہ انتہائی Serious گفتگو ہو گئی ہے میں اس کا تھوڑا سا رخ موڑنے کی کوشش کرتی ہوں۔ جناب سپیکر! آپ مجھے تھوڑی سی پنجابی میں گفتگو کرنے کی اجازت دیں....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمائیں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! بات یہ تھی کہ ایک چودھری کی بیٹی کی شادی

تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میانہ صاحب آپ تشریف رکھیں انہیں اپنی بات کرنے دیں۔

میاں ممتاز احمد میانہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اور اس معزز ایوان کی طرف سے بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ یہ میچ دیکھنے کے لئے انڈیا نہیں جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ فرمائیے۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا! یہ مبارکوں کا سلسلہ پتہ نہیں کب تک چلتا رہے گا۔ میں آپ کو ایک بات سنا رہی تھی۔ جو جو حضرات ہماری وجہ سے بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ میں ان کے بارے میں عرض کرتی ہوں۔ کہ ایک چودھری کی بیٹی کی شادی تھی۔ شادی میں میراثی بھی آئے۔ صبح سے ہی مہمان آنا شروع ہو گئے۔ مراثی مہمانوں کو کہتے کہ ہماری عزت کی طرف دیکھو ہماری عزت کی طرف دیکھو سب مہمان کہنے لگے کہ بھئی بات کیا ہے؟ کہ شادی تو چودھری کی بیٹی کی ہے تمہارا کون سا عزت کا مسئلہ ہے؟ جس پر مراثی کہنے لگے کہ نہیں آپ کو نہیں پتہ ہماری عزت کی طرف دیکھو یہ شادی ضرور چودھری کی بیٹی کی ہے جس وقت شام پڑ گئی تو چودھری تمام دن یہ بات بات سن سن کر بیزار ہو گیا کہ ان مراثیوں کو کیا ہو گیا ہے مہمانوں سے یہ کون سی عزت مانگ رہے ہیں چودھری نے مراثیوں کو پکڑ کر بٹھا لیا اور کہا کہ میں تمہیں شادی میں شامل نہیں ہونے دینا تمہاری عزت کا کہاں سوال پیدا ہو گیا۔ عزت تو میری ہے بیٹی کی شادی تو میں کرنے لگا ہوں تو جناب ہمارے ساتھ تو یہ ہو رہا ہے کہ ہم اپنے وارثوں سے پوچھ کر اپنی مرضی سے جا رہے ہیں اپنی ذمہ داری پر جا رہے ہیں اور عزت ان کی پریشان ہے تو جناب عزت کو انہوں نے پکڑا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تشریف رکھیں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب جہاں کہیں بھی خواتین کی بات آئے تو یہ علماء صاحبان جو ہیں ان کو کچھ زیادہ ہی تکلیف شروع ہو جاتی ہے ہم انڈیا جا رہے ہیں تو اپنی ذمہ داری پر جا رہے ہیں باہوش و حواس جا رہے ہیں ہمیں کوئی بے ہوش کر کے نہیں بھیجا جا رہا ہے اور ہم ہوش و حواس کے ساتھ جا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جائیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ جہاں تک مولانا صاحب کی اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے یہ کسی بھی قانون اور ضابطے کے تحت تحریک استحقاق نہیں بنتی اور نہ ہی اس سے مولانا صاحب کا استحقاق مجروح ہوتا ہے لہٰذا میں مولانا صاحب کی تحریک استحقاق کو rule out کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ جس تحریک استحقاق کو آپ نے مسترد کیا ہے اس کے بارے میں حکومت نے کیا کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اس سلسلے میں میں competent ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہوں۔ ۔۔ بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔

ایک معزز رکن۔ اگر کوئی معزز رکن آپ کے لئے کوئی نیک بات کرے تو آپ کو اس کی بات سنی چاہئے۔ آپ نے وہاں انڈیا ضرور جانا ہے۔ حج کریں عمرہ کریں اللہ اللہ کریں۔۔۔۔ آرڈر پلیز۔۔۔ سید طاہر احمد شاہ کی تحریک استحقاق ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں خود بھی پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کرتا ہوں اور معزز اراکین سے بھی کہتا ہوں کہ جو غیرت سے کام لیتے ہیں وہ بھی واک آؤٹ کریں۔

ملک طیب خاں اعوان۔ جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ میری ایک اہم قرارداد دس دن سے چکر لگا رہی ہے۔ اگر خدانخواستہ ایک چنیوٹی اور آگیا تو یہ دن ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے میں آپ سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ میری اس قرارداد کو لیا جائے۔ یہ غریب مزدوروں اور کسانوں کی قرارداد ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب آپ کی قرارداد پہلے نمبر پر ہے۔ انشاء اللہ وہ ضرور Take up ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! ہاؤس کو ذرا سنجیدہ کریں۔ اور جو فہرست کارروائی ہے اس کے مطابق ہاؤس کو چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔ آرڈر پلیز۔۔۔

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ جناب سپیکر! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تحریک استحقاق کے لئے

کتنا وقت مقرر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب اس کے لئے وقت مقرر نہیں ہوتا۔ یہ چونکہ کل پیش ہو چکی تھی اس لئے آج اس کو لے رہے ہیں۔

الحاج رانا پھول محمد خاں۔ جناب سپیکر! یہ قراردادیں بھی بہت ضروری ہیں۔ ان کے بعد تحاریک التوائے کار بھی آنی ہیں۔ اس صوبے کے عوام کی آنکھیں اس ہاؤس کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ ہماری مصیبتوں کے حل کے لئے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن میں ارکان اسمبلی کیا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب معزز اراکین کو دیکھنا چاہئے کہ وہ اس معزز ایوان کے وقت کا ضیاع نہ کریں اور کارروائی کو خوش اسلوبی سے چلانا چاہئے۔

سوال نمبر 2836 کے غلط جواب کی فراہمی

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں کل اس ایوان میں اپنی تحریک استحقاق نمبر 22 پیش کر چکا ہوں۔ اور اس کے سلسلہ میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مورخہ 21- اکتوبر 1987ء کو وقفہ سوالات کے دوران ایک سوال 2836 کا بھی جواب دیا گیا اور جواب دیتے وقت متعلقہ وزیر نے سوالات کے جوابات مہیا کرنے کے تحقائق کے برعکس آئے جو کہ غلط بیانی کے زمرے میں آتے ہیں۔ میں مختصراً آپ کی وساطت سے وزیر صاحب کی توجہ سوال کے جزو کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سوال یہ کیا گیا کہ۔

"کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے اسسٹنٹ چیف بی پی ایس۔ 18 کی آسامیوں پر کام کرنے والے سٹاف کے لئے چیف کی آسامیوں تک ترقی کے لئے کوئی promotion کوٹہ مقرر نہ ہے" وغیرہ وغیرہ

جواب میں وزیر موصوف کی طرف سے یہ کہا گیا کہ محکمہ ہذا کے تمام چیف' اسسٹنٹ چیف سے ترقی پا کر مامور ہوئے ہیں۔ جناب والا! حقیقت حال یہ ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں چیف کے عہدہ کی آسامیوں کی کل تعداد 14 ہے جن میں سے حسب ذیل اسسٹنٹ چیف کو محکمہ ہذا میں بطور چیف ترقی دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک کا نام ہے

چودھری غلام قادر' دوسرے کا نام مسٹر سلطان خالد جان' تیسرے کا نام ہے محمد سلطان سیفی چوتھے کا نام محمد اسحاق ہے۔ پانچویں کا نام چودھری نور احمد۔ جبکہ ان کے علاوہ .....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پانچ منٹ ہو گئے ہیں ہمارے غیرت مند بھائیوں کو واپس بلا لینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بلا لائیں تو اچھی بات ہے ..... واک آؤٹ تو ایک مولانا صاحب نے کیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جی' میں شروع کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی آپ فرمائیے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کل 14 چیف کی آسامیوں میں سے پانچ اسسٹنٹ چیف کو ترقی دے کر چیف کی آسامیوں پر متعین کیا گیا اور پبلک سروس کمشن کے ذریعے دو کو براہ راست چیف کی آسامیوں پر متعین کیا گیا۔ اور اس کے علاوہ دوسرے محکموں سے مستعار لے کر سات آسامیوں پر چیف تعینات کیا گیا جناب سپیکر! چونکہ محکمہ کی طرف سے دیئے گئے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ محکمانہ چیف آف سیکشن اسسٹنٹ چیف سے ترقی پا کر مامور ہوئے ہیں اس لئے میرے حقائق پر مبنی ان اعداد و شمار کی روشنی میں سوال کے اس جزو کو دانستہ طور پر غلط بیانی کے روپ میں ایوان کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ سوال متعلقہ کے جزو (ھ) کے حصہ تین کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سوال یہ تھا کہ اسسٹنٹ چیف کی اکثریت اس محکمہ میں منصوبہ بندی و ترقیات کا بیس سال سے زائد تجربہ رکھتی ہے۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ بلکہ 37 افسران میں سے صرف دس افسران بیس سالہ ملازمت سے زائد کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ محکمہ میں چودہ اسسٹنٹ چیف رہے ہیں۔ جنہیں اس محکمہ میں بیس سال سے زیادہ کی ملازمت کا شرف حاصل ہے ان کے نام اور تاریخ تعیناتی محکمہ میں حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	تاریخ تقرری	تجربہ سال
1	مسٹر ایس ایم اکرام	31 دسمبر 1960	27

2	مسٹر رستم علی	12 جون 1962	25
3	مس زرین بانو	31 اگست 1964	23
4	مسٹر محمد اسلام	9 جون 1962	25
5	میاں نور احمد	14 اکتوبر 1963	24
6	مسٹر محمد رفیق	11 فروری 1985	23
7	مسٹر خدا بخش جام	یکم جون 1966	21
8	مسٹر امتیاز احمد	یکم جون 1966	21
9	مسٹر اے۔ اے ساجد	24 اگست 1966	21
10	رائے نعمت علی	29 اگست 1966	21

اب دس تک انہوں نے کہا ہے اور دس کے بعد گیارہواں نمبر مسٹر متین الدین کا ہے جو 17 جون 1967 کو تقرر ہوئے ہیں (20) سال اور چار (4) ماہ ان کا تجربہ ہے۔ نمبر 12 مسٹر خادم حسین 6 جون 1967ء کو تقرر ہوئے اور 20 سال چار ماہ ان کا تجربہ ہے۔ نمبر 13 مسٹر رفعت افضال زیدی 14 جون 1967ء کو ان کی تقرری ہوئی۔ بیس سال چار ماہ کا ان کا تجربہ ہے۔ آخری نمبر 14 مسٹر نذیر احمد کھنڈ' 7 ستمبر 1962ء کو ان کی تقرری ہوئی' 25 سال ان کا تجربہ ہے۔

فضل حسین راہی۔ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ بیس سے زائد بلکہ چالیس سے زائد اراکین اسمبلی جو واک آؤٹ کر کے گئے ہیں وہ باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اصول یہ ہے کہ آپ کسی سینیئر منسٹر کی ڈیوٹی لگائیں اور وہ ہمارے ناراض بھائیوں کو واپس ایوان میں لائیں ویسے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ واپس نہیں آئیں گے۔

بیگم نجمہ حمید۔ آپ ہی لے آئیں۔

فضل حسین راہی۔ محترمہ وہ آپ کے اپنے ہیں ہمارے نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہاں ناراض بھائیوں کو واپس لے آئیں۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا! سوائے مولانا صاحب کے کسی رکن اسمبلی نے ایوان کا واک آؤٹ نہیں کیا۔ وہ اپنی مرضی سے گئے ہیں کوئی واک آؤٹ نہیں ہے۔ یہ بات غلط

ہے صرف مولانا صاحب نے واک آؤٹ کیا ہو تو کیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ واک آؤٹ صرف مولانا چنیوٹی صاحب نے کیا ہے اگر آپ ان کو واپس ایوان میں لانا پسند فرمائیں تو میری طرف سے اجازت ہے۔ میاں ریاض حسین پیرزادہ صاحب اور چودھری محمد صدیق سالار صاحب کو ساتھ لے جائیں اور ان سے ہاؤس میں آنے کی درخواست کریں وہ واپس تشریف لے آئیں۔ جی شاہ صاحب۔ آرڈر پلیز۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں آپ سے مودبانہ اس ایوان کے وقار اور تقدس کے نام پر یہ التماس کرتا ہوں کہ ایوان کو آرڈر میں رکھا جائے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب والا! کسی رکن نے بھی واک آؤٹ نہیں کیا صرف مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے ہی واک آؤٹ کیا ہے' سب موجود ہیں وہ تو صرف لابی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اسے واک آؤٹ تو نہیں کہہ سکتا لیکن وہ سن رہے ہیں کہ مسلم لیگ پارٹی کے کسی رکن نے ہرگز ہرگز واک آؤٹ نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی شاہ صاحب۔

Please don't try to interrupt, I would request you.

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! اب میری درخواست یہ ہے کہ منسٹر صاحبان کی عینکوں کے نمبر بدلوا دیں۔

جناب وزیر قانون۔ یہ بات بالکل غلط ہے اور اس بات کی تردید کی جا رہی ہے کہ ماسوائے مولانا صاحب کے ہاؤس کے کسی فاضل ممبر نے واک آؤٹ نہیں کیا۔ وہ اپنے طور پر ایوان سے باہر جائیں یا اندر آئیں ان کی مرضی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے التماس کرتا ہوں کہ وہ تشریف فرما ہوں اس سلسلے میں میں آپ لوگوں کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار جو ہوتی ہیں اس کا ایک دائرہ کار ہوتا ہے' ایک قانون ہے' اور ایک ضابطہ ہے۔ سپیکر نے تمام تحاریک استحقاق یا تحاریک التوائے کار کو کس قانون اور دائرہ کار کے مطابق جس وقت کسی

ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اس وقت Admit کرنی ہوتی ہیں لیکن ایسی تحریک استحقاق جو کس قانون یا ضابطے کے تحت نہیں آتی وہ آؤٹ آف آرڈر قرار دی جاتی ہے۔ مولانا صاحب کی جو تحریک استحقاق تھی جس میں جذبات کا تعلق ہے وہ اپنی جگہ پر ٹھیک بات ہے لیکن مولانا صاحب کی تحریک تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں نہیں آتی اس لئے اس کو Admissible نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں آپ لوگوں سے یہ درخواست کروں گا کہ واک آؤٹ والا مسئلہ میرے نوٹس میں تو مولانا صاحب کی طرف سے تھا۔ اگر کسی اور ممبر نے بھی اس میں حصہ لیا ہے تو مجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ سپیکر کا فیصلہ ہر مسئلہ میں غیرجانبدار ہوتا ہے۔ اور سپیکر نے قواعد و انضباط کار کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ ہر ممبر کی اپنی سوچ ہے اور اس کا اپنا انداز ہے۔

MINISTER FOR LAW : I don't think that the Speaker is required to explain his ruling. Mr. Speaker, you need not explaint your ruling.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں تو صرف یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ اس میں کسی کا یہ کہنا کہ واک آؤٹ کیا تھا۔ سپیکر کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ جی شاہ صاحب فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ سوال کے جزو (ھ) کے ذیلی جزو (3) میں میں نے جو اسسٹنٹ چیف کی آسامی پر متعین افراد ان کی تاریخ تقرری اور ان کے تجربہ کا عرصہ ملازمت اور ان کے اعداد و شمار پیش کئے ہیں ان کی صحت کی ذمہ داری بھی میں قبول کرتا ہوں۔ اس کی روشنی میں جو جزو (ھ) کے ذیلی جزو (3) کا جواب 37 میں سے دس (10) افسران بیس سال سے زائد ملازمت کا تجربہ رکھتے ہیں یہ دانستہ طور پر اور عمداً غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ اب جناب والا! میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ متعلقہ سوال کے جزو (ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے مروجہ بھرتی ٹرانسفر کی بنیاد پر باہر کے محکموں کے افسران کا تقرر بطور چیف کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

یعنی سوال یہ ہے کہ دوسرے محکموں سے Deputation یا Transfer کے ذریعے محکمہ منصوبہ بندی میں کسی افسر کے آنے کا کوئی قاعدہ اور قانون نہ ہے۔ یعنی محکمہ منصوبہ بندی

کے قواعد اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ باہر کے کسی افسر کو اس محکمہ میں بطور چیف لگایا جائے لیکن جواب اس انداز میں دیا گیا کہ اصل حقائق سامنے نہ آئیں سوال کے جواب میں جو کچھ کہا گیا ہے اس سے سوال کی اصل روح کا اظہار نہیں ہوتا۔

سوال کے ذریعہ محکمہ منصوبہ بندی کے قواعد کے متعلق پوچھا گیا ہے نہ کہ سول سرونٹس ایکٹ 1974ء کے متعلق۔ سوال مذکورہ کے جواب میں سول سرونٹس ایکٹ 1974ء کے متعلق دریافت نہیں کیا گیا۔ اس طریقے سے وزیر موصوف نے اس ضرب المثل کے مصداق جواب دیا کہ "سوال گندم جواب چنا" پنجابی میں میں یہ کہوں گا کہ "پھڑو مجھ ہیٹھاں جاندا چوٹے" اس طرح کا کوئی جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں سوال کے جزو (د) کی طرف آتا ہوں کہ۔ " محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں کام کرنے والے پیشہ ور سٹاف کا Sec-retariat Status کیا ہے اور کیا متذکرہ بالا سٹاف کو باقی Sec-retariat Staff کے مطابق مراعات دی جاتی ہیں"

اس سوال میں اصل میں یہ جاننا چاہا تھا کہ محکمہ منصوبہ بندی کے اسسٹنٹ چیف ریسرچ آفیسر اور چیف Sec-retariat Status کیا ہے یعنی اسسٹنٹ چیف کو ڈپٹی سیکرٹری کا Status حاصل ہے یا سیکشن افسر کا Status حاصل ہے۔ یعنی اس طریقے سے محکمہ آبپاشی کا ایک ایکسیئن جب سیکرٹریٹ میں متعین کیا جاتا ہے تو اس کو ڈپٹی سیکرٹری کا Status دیا جاتا ہے۔ اس سوال کے متعلق یہ جاننا مقصود تھا۔ جبکہ سوال میں دانستہ ابہام پیدا کیا گیا ہے اور جان بوجھ کر اصل صورت حال کو گول مول کیا گیا ہے۔ اس سوال میں سیکرٹریٹ Status کے متعلق دریافت کیا گیا ہے۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ۔

"محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں کام کرنے والے پیشہ ور سٹاف یعنی سول سرونٹ ایکٹ مجریہ 1974ء کے تحت سرکاری ملازم ہیں"

جناب والا! اس جواب کا سوال سے قطعی کوئی تعلق نہ ہے۔ جواب کے جزو (د) کے آخر میں کہا گیا ہے کہ۔

"Move Over کی حد تک انہیں دیگر سرکاری ملازمین کو نسبت بہتر مراعات حاصل ہیں"

حالانکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ ان ملازمین کو بھی دیگر ملازمین کی طرح Move Over

کی سہولتیں حاصل ہیں۔ بہتر مراعات یعنی "دیگر سرکاری ملازمین کی نسبت بہتر مراعات" کی اصطلاح کہاں سے اخذ کی گئی اور کیوں؟

جناب سپیکر! چونکہ آپ کرسی صدارت پر کل براجمان نہیں تھے اور میں نے اپنی تحریک استحقاق نمبر 22 اس ایوان میں پیش کی تھی اور اس پر میں نے مختصر بیان اور حقائق پر مبنی باقاعدہ اعداد و شمار تاریخ تقرریاں' افسران کی تعداد جو کہ حقیقت سے بالکل مطابقت رکھتی ہیں.....

الحاج رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے'۔

(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹی بجائی جائے۔

(گھنٹی بجائی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی کورم پورا نہ ہونے کے باعث بارہ بج کر دو منٹ پر پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(The House reassembled at 12.18 of the clock with Mr. Deputy Speaker in the Chair)

Mr. DEPUTY SPEAKER: The House is not in the quorum. I read out the order of the Governor:-

"In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 I,

Makhdoom Sajjad Hussain Qureshi, Governor of the Punjab here by prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from today the 27th October, 1987 after the termination of the sitting of the Assembly from that date."

Makhdoom Muhammad Sajjad Hussain Qureshi

Governor of The Punjab

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کی گئی)